1

شرعی معیارات

شرعی معیارات کا مکمل متن

جمادی الثانی ۱۴۳۸ھ بمطابق مارچ ۲۰۱۷ء تک منظور شدہ

Shariah Standards
01 to 26

(Vol. 1 of 2)

اکاؤنٹنگ اینڈ آڈٹنگ آرگنائزیشن برائے اسلامی مالیاتی ادارے

AAOIFI

هيئة المحاسبة والمراجعة للمؤسسات المالية الإسلامية

ACCOUNTING AND AUDITING ORGANIZATION FOR ISLAMIC FINANCIAL INSTITUTIONS

①

شرعی معیارات

(Vol. 1 of 2)

شرعی معیارات برائے اسلامی مالیاتی ادارے کا مکمل متن

جمادی الثانی ۱۴۳۸ھ بمطابق مارچ ۲۰۱۷ء تک منظور شدہ

Shariah Standards
01 to 26

اکاؤنٹنگ اینڈ آڈیٹنگ آرگنائزیشن برائے اسلامی مالیاتی ادارے

AAOIFI

ACCOUNTING AND AUDITING ORGANIZATION FOR ISLAMIC FINANCIAL INSTITUTIONS

اکاؤنٹنگ اینڈ آڈٹنگ آرگنائزیشن برائے اسلامی مالیاتی ادارے
نیشنل لائبریری آف پاکستان، اسلام آباد، پاکستان
اکاؤنٹنگ اینڈ آڈٹنگ آرگنائزیشن برائے اسلامی مالیاتی ادارے
شرعی معیارات۔ اکاؤنٹنگ اینڈ آڈٹنگ آرگنائزیشن برائے اسلامی مالیاتی ادارے، منامہ۔ 2017
1400 صفحات : 24x17 سم
1۔ فائنانس (اسلامی قانون)
آئی ایس بی این: 978-969-9306-10-5

AAOIFI اکاؤنٹنگ اینڈ آڈٹنگ آرگنائزیشن برائے اسلامی مالیاتی ادارے
پی او باکس 1176، منامہ، مملکت بحرین
فون: 17375400(973+) - فیکس: 17250194(973+)
ای میل: info@aaoifi.com
ویب سائٹ: www.aaoifi.com

مکتبہ معارف القرآن کراچی
(Quranic Studies Publishers)

ناشر : مکتبہ معارف القرآن کراچی
طبع جدید : شعبان ۱۴۳۹ھ۔ مئی ۲۰۱۸ء
فون : (92-21) 35031565, 35123130
ای میل : info@mmqpk.com
ویب سائٹ : www.mmqpk.com
www.maktabamaarifulquran.com

جملہ حقوق بحق "اکاؤنٹنگ اینڈ آڈٹنگ آرگنائزیشن برائے اسلامی مالیاتی ادارے" محفوظ ہیں

کسی بھی قسم کے ترجمے، اشاعت، مزید اجرا، اس اشاعت کے کسی بھی جز کی کسی بھی شکل میں جزوی یا کلی اشاعت و استعمال چاہے وہ الیکٹرانی ہو میکانیکی ذریعے سے ہو یا کسی اور معروف ذریعے سے جو اب تک ایجاد ہو چکی ہیں یا بعد میں ایجاد ہوں گی جن میں فوٹوگرافی، ریکارڈنگ یا معلومات ذخیرہ کرنے کی دیگر صورتیں شامل ہیں، غرض کسی بھی طرح سے اشاعت سے پہلے ادارے (ایوفی) سے تحریری اجازت ضروری ہے۔

شرعی معیارات عربی اور اردو دونوں زبانوں میں شائع ہوئے ہیں۔ دونوں نسخوں میں کسی بھی فرق کی صورت میں عربی نسخہ کو ترجیح دی جائے گی۔ "اکاؤنٹنگ و آڈٹنگ آرگنائزیشن برائے اسلامی مالیاتی ادارے" ایسے کسی بھی قسم کے منفی نتائج سے بری الذمہ ہونے کا اعلان کرتا ہے جو کسی شخص کو اس کتاب کے مضامین پر عمل کرنے یا کرنے سے گریز کرنے کی صورت میں پیش آئی ہوں۔

فہرست

ادارے کا تعارف

۱- کرنسی کی تجارت ۶۳
۲- ڈیبٹ کارڈ اور کریڈٹ کارڈ ۸۵
۳- ٹال مٹول کرنے والا مدیون [قرضدار] ۱۰۱
۴- مقاصہ ۱۲۱
۵- ضمانتیں ۱۳۵
۶- روایتی بینک کی اسلامی بینک میں تبدیلی ۱۶۳
۷- حوالہ ۱۸۷
۸- مرابحہ ۲۱۱
۹- اجارہ اور اجارہ منتہیہ بالتملیک ۲۴۷
۱۰- سلم اور متوازی سلم ۲۸۳
۱۱- استصناع اور متوازی استصناع ۳۰۵
۱۲- شرکت (مشارکہ) اور جدید اقسام شرکت ۳۳۵
۱۳- مضاربہ ۳۷۹
۱۴- لیٹر آف کریڈٹ [ایل سی] ۴۰۵
۱۵- جعالہ ۴۳۳
۱۶- تجارتی دستاویزات ۴۵۳

فہرست

۱۷- سرمایہ کاری صکوک ۴۷۷

۱۸- قبضہ ۵۰۹

۱۹- قرض ۵۳۱

۲۰- منظم منڈیوں میں اجناس کی تجارت ۵۵۵

۲۱- مالیاتی دستاویزات ۵۷۵

۲۲- عقودِ امتیاز ۶۰۵

۲۳- وکالت اور فضولی کا تصرف ۶۲۹

۲۴- مشترکہ تمویل ۶۵۵

۲۵- ایک سے زائد معاہدات کو جمع کرنا ۶۷۳

۲۶- اسلامی انشورنس ۶۹۹

اکاؤنٹنگ اینڈ آڈیٹنگ آرگنائزیشن

برائے اسلامی مالیاتی ادارے (ایوفی)

اکاؤنٹنگ اینڈ آڈیٹنگ آرگنائزیشن برائے اسلامی مالیاتی ادارے (هيئة المحاسبة والمراجعة للمؤسسات المالية الإسلامية - أيوفي) جس کا سابقہ نام هيئة المحاسبة المالية للمصارف المالية الاسلامية تھا، کی بنیاد الجزائر میں یکم صفر ۱۴۱۰ھ مطابق ۲۶ فروری ۱۹۹۰ء کو متعدد اسلامی مالیاتی اداروں کے دستخط سے ایک بنیادی معاہدہ کے نتیجے میں رکھی گئی۔ مورخہ ۱۱ رمضان ۱۴۱۱ھ مطابق ۱۹۹۱ء کو بحرین میں ایک ایسے مستقل تشخص رکھنے والے عالمی ادارے کی رجسٹریشن ہوئی جو اپنی بنیاد میں ایک غیر نفع بخش ادارہ ہو۔

ایوفی کا مطمح نظر اسلامی مالیاتی اداروں کی جانچ، جائزے اور حسابی معائنے کی فکر کی ترقی اور اس فکر کی نشر واشاعت مختلف وسائل کے ساتھ کرنا مثلاً تربیتی دورے، مختلف مجالس کا انعقاد، میعادی نشریے اور تحقیقاتی بحثوں کی تیاری و ترتیب وغیرہ۔ اسی طرح ان اداروں کے لیے معیارات کی تیاری، نشر واشاعت، تفسیر و توضیح اور مناسب ردوبدل کرنا ایوفی کے اہداف میں سے ہیں۔

اور یہ تمام امور شریعت اسلامیہ کے متفقہ احکام اور بنیادوں کے تحت کرنا کہ شریعت ہی زندگی کے تمام گوشوں کو محیط ضابطہ حیات ہے اور ساتھ ہی ان امور کو ایسے ماحول کے تحت انجام دینا جن میں یہ ادارے نشوونما پاتے ہیں۔ ان اقدامات سے جہاں مالیاتی گوشواروں کے صارفین میں اعتماد کو تقویت ملے گی وہیں ان کو سرمایہ کاری اور اسلامی مالیاتی اداروں میں رقوم جمع کرنے اور ان کی خدمات سے استفادہ کرنے کی تحریک بھی ملے گی۔

ایوفی کی تاسیس سے ماقبل کے مراحل انتظامی اور تکنیکی لحاظ سے حد درجہ بڑی کاوشوں پر مشتمل ہیں۔ اس کی بنیاد ایک سادہ ورکنگ پیپر بنا تھا۔ جو مارچ ۱۹۸۷ء میں اسلامک ڈیولپمنٹ بینک نے استنبول میں بورڈز

آف گورنرز کے سامنے پیش کیا تھا۔ جس کے بعد اسلامی مالیاتی اداروں کے لیے معیارات کی بطریق احسن تیاری کے امکانات کا جائزہ لینے کے لیے کئی کمیٹیاں بنیں۔ ان کمیٹیوں کی تگ ودو سے کئی جائزے اور تحقیقات سامنے آئیں۔ (۱)

۱۴۱۱ھ مطابق ۱۹۹۱ء میں ایوفی کی فعالیت سے سن ۱۴۱۵ھ مطابق ۱۹۹۵ء تک ادارہ کا تنظیمی ڈھانچہ ان اجزاء پر مشتمل تھا: نگران کمیٹی جو سترہ اراکین پر مشتمل تھی، اکاوٹنگ اسٹینڈرڈز بورڈ جو اکیس اراکین پر مشتمل تھا، شرعی کمیٹی جو چار اراکین پر مشتمل تھی۔

اس نظام پر چار سال کاربند رہنے کے بعد نگران کمیٹی نے ایک جائزہ کمیٹی تشکیل دینے کا فیصلہ کر لیا۔ اس کمیٹی کے مقاصد میں ادارے کے بنیادی نظام اور تنظیمی ڈھانچے کا جائزہ لینا تھا۔ ادارے کے بنیادی نظام اور تنظیمی ڈھانچے میں چند کلیدی تبدیلیوں کے بعد، جن تبدیلیوں کو نگران کمیٹی کا اعتماد حاصل تھا، ادارے کا نام بدل کر "اکاوٹنگ اینڈ آڈیٹنگ آرگنائزیشن برائے اسلامی مالیاتی ادارے" [ایوفی] رکھ لیا گیا۔

ادارے کے تنظیمی ڈھانچے میں بھی ردوبدل کی گئی تاکہ جنرل اسمبلی، بورڈ آف ٹرسٹیز (جو کہ نگران کمیٹی کی جگہ بنائی گئی)، اکاوٹنگ اینڈ آڈیٹنگ اسٹینڈرڈز بورڈ جو کہ قبل ازاں فقط اکاوٹنگ بورڈ تھا، مجلسِ عاملہ، شرعی کمیٹی، اور سیکرٹریٹ جنرل جس کی سربراہی سیکرٹری جنرل کرتے ہیں، کی صورت میں ادارے کے خدوخال ابھر سکیں۔ (۲)

اسی طرح بنیادی نظام کا ردوبدل ادارہ کے مالیاتی طریقۂ کار پر بھی ہوا۔ ماضی میں فنڈ کا حصول بانی اراکین سے حصہ داری کی بنیاد پر ہوا کرتا تھا (بانی اراکین میں اسلامک ڈیولپمنٹ بینک، دارالمال الاسلامی گروپ، الراجحی بینکنگ اینڈ انوسٹمنٹ کارپوریشن، دلۃ البرکہ اور کویت فائنانس ہاوس شامل تھے)، بنیادی

(۱) یہ تمام تحقیقات اور جائزے "معايير المحاسبة للمصارف الإسلامية" کے عنوان سے پانچ جلدوں میں مرتب ہو چکے ہیں۔ جو کہ جدہ سعودیہ میں اسلامک ڈیولپمنٹ بینک کے معہد الاسلامی للبحوث والتدریب میں سیریل نمبر ۱۲۱۰۲۱/۳۳۲ کے تحت موجود ہیں۔

(۲) کتاب کی اشاعت کے بعد بھی انتظامی ڈھانچے میں کچھ اہم تبدیلیاں لائی گئی ہیں جن میں سب سے اہم علیحدہ گورنس واخلاقیات بورڈ [Governess and Ethics Board] کا قیام ہے۔

نظام کی ترمیم شدہ صورت میں "وقف وصدقہ فنڈ" کے قیام پر اتفاق ہوا۔ جس میں تمام رکن ادارے شمولیت کی فیس (فقط ایک بار) دے کر اپنا حصہ ملاتے ہیں۔ ادارے کی سرگرمیاں وقف فنڈ، سالانہ رکنیت فیس، وظائف، عطیات، وصایا اور دیگر ذرائع سے رواں رہتی ہیں۔

نظام کی ان تبدیلیوں کی زد میں ادارہ کی رکنیت بھی آئی جو کہ اب بانی اراکین، غیر بانی اراکین اور مبصر اراکین پر مشتمل ہے۔

سال ۱۴۱۹ھ مطابق ۱۹۹۸ء ادارہ کے بنیادی نظام میں تبدیلیاں اور ترامیم مکمل ہوگئیں۔ ان تبدیلیوں میں ہیئتِ اہداف کو وسعت دینا بھی شامل تھا، جیسا کہ شق چار میں صراحت کی گئی ہے کہ ایوفی شریعتِ اسلامیہ کے احکامات کو مندرجہ طریقوں سے وسعت دے گی:

۱- اکاؤنٹنگ، آڈیٹنگ اور بینکاری کے میدانوں میں اس فکر کا فروغ جس کا تعلق اسلامی مالیاتی اداروں سے ہے۔

۲- اسلاۂ اروں سے متعلقہ فکر کا فروغ اور اس کا انطباق تربیتی دوروں، مختلف مجالس کے انعق ن نشریوں، مختلف تحقیقاتی بحثوں اور جائزوں وغیرہا وسائل کے ذریعے کرنا۔

۳- ا تی اداروں کے لیے اکاؤنٹنگ اور آڈیٹنگ کے معیارات کی تیاری، اشاعت اور ان کی ا تاکہ ان کی ہم آہنگی ان حسابی تجربات کے ساتھ ہو سکے جن سے اسلامی مالیاتی ادارے بنے مالی گوشوارں کی تیاری میں مدد لیتی ہیں۔ اسی طرح ان کی ہم آہنگی آڈیٹنگ کے ان اطلاقات سے بھی ہو جن سے ان مالی گوشواروں میں مدد لی جاتی ہے جو اسلامی مالیاتی ادارے تیار کرتی ہیں۔

۴- اسلامی مالیاتی اداروں کے لیے معیارات کا جائزہ اور ردوبدل کرنا، تاکہ اسلامی مالیاتی کی سرگرمیوں اور اکاؤنٹنگ اور آڈیٹنگ کی فکری اور عملی سرگرمیوں میں نمو و ترقی کا جاری رہے۔

۵- اسلامی مالیاتی اداروں کی سرگرمیوں کے حوالے سے ایسے تجاویز و بیانات کا جائزہ، تیاری، اشاعت اور ترامیم جو بینکاری، سرمایہ کاری اور انشورنس کے شعبوں سے متعلقہ ہوں۔

۶- اکاؤنٹنگ اور آڈیٹنگ کے معیارات، بینکاری، سرمایہ کاری، اور انشورنس سے متعلقہ تجاویز و بیانات جو ادارہ کے تحت نشر ہوئے ہیں، کا متعلقہ نگران جہات، اسلامی مالیاتی اداروں اور ہر اس ادارے

میں جس میں مالی اسلامی سرگرمی موجود ہو نیز اکاؤنٹنگ اور آڈیٹنگ کے اداروں میں عملی نفاذ کے لیے کوشاں رہنا۔

اسی طرح بنیادی نظام کی ترمیموں میں یہ بھی طے پایا کہ غیربانی اراکین کو "وابستہ اراکین" پکارا جائے۔ جیساکہ شق تین میں صراحت موجود ہے کہ ان وابستہ اراکین کا انتخاب مندرجہ ذیل اقسام میں سے ہوگا:

(أ) ایسے اسلامی مالیاتی ادارے جو اپنی تمام سرگرمیوں میں شریعت اسلامی کے احکام کی پیروی کرتے ہوں

(ب) ایسے نگران و منتظم ادارے جو اسلامی مالیاتی اداروں نگرانی کرتے ہوں۔ اس زمرے میں مرکزی بینک اور تمام مالیاتی ادارے اور اس جیسے دیگر شعبہ جات شامل ہیں۔

(ج) اچھی ساکھ کے حامل فقہ اسلامی کے علمی اور تحقیقی ادارے۔

جبکہ مبصر اراکین کا انتخاب مندرجہ ذیل اقسام سے ہوگا:

(أ) ایسے ادارے اور انجمنیں جو اکاؤنٹنگ اور آڈیٹنگ میں قیامِ نظم کی ذمہ داریوں کو دیکھتی ہیں۔ یا اکاؤنٹنگ اور آڈیٹنگ کے معیارات کی تیاری کو دیکھتی ہیں۔

(ب) اکاؤنٹنگ اور آڈیٹنگ کی کمپنیاں اور تربیتی ادارے جو اسلامی مالیاتی اداروں کی اکاؤنٹنگ اور آڈیٹنگ کا اہتمام سنبھالتی ہوں

(ج) ایسے مالیاتی ادارے جو دیگر سرگرمیوں کے ساتھ اسلامی مالیاتی سرگرمی بھی رکھتے ہیں۔

(د) اسلامی مالیاتی اداروں کے صارفین۔ چاہے وہ افراد ہوں یا ادارے

بنیادی نظام کی ترمیموں کی شق آٹھ میں اس بات کی صراحت کی جاچکی ہے کہ ہر رکن، رکنیت فیس سالانہ وابستگی فیس اور ادارہ کے نظام العمل اور ضوابط کا پابند ہوگا، اسی طرح ان ترمیموں میں شرعی کمیٹی کو ختم کر کے مجلسِ شرعی کے قیام پر اتفاق ہوا تھا جس کی تفصیل آگے تنظیمی ڈھانچے کے ذیل میں بیان ہوں گی۔

اس کے ساتھ ساتھ ادارہ نے اپنی رکنیت سازی کو وسعت دیتے ہوئے معاون اراکین کو بھی شامل کیا ہے جن کا انتخاب ان تمام مالیاتی اداروں سے کیا جاتا ہے جن کے اسلامی مالیاتی اداروں، ان کے پراڈکٹس یا ہیئۃ المحاسبہ والمراجعہ سے باہمی تعاون کی بنیاد پر تعلقات ہوں۔

ان ہی تبدیلیوں کے نتیجے میں ادارہ اکاؤنٹنگ، آڈیٹنگ، اسلامی بینکاری اور مالیاتی تجزیوں کے شعبہ جات میں سرٹیفیکٹس اور لائسنس جاری کرتا ہے مزید یہ کہ ادارہ ذاتی تشخص میں اور دیگر اداروں کے ساتھ مل کر تربیتی ورکشاپس اور اہلیت سازی کے میدانوں میں بھی مصروفِ عمل ہے۔

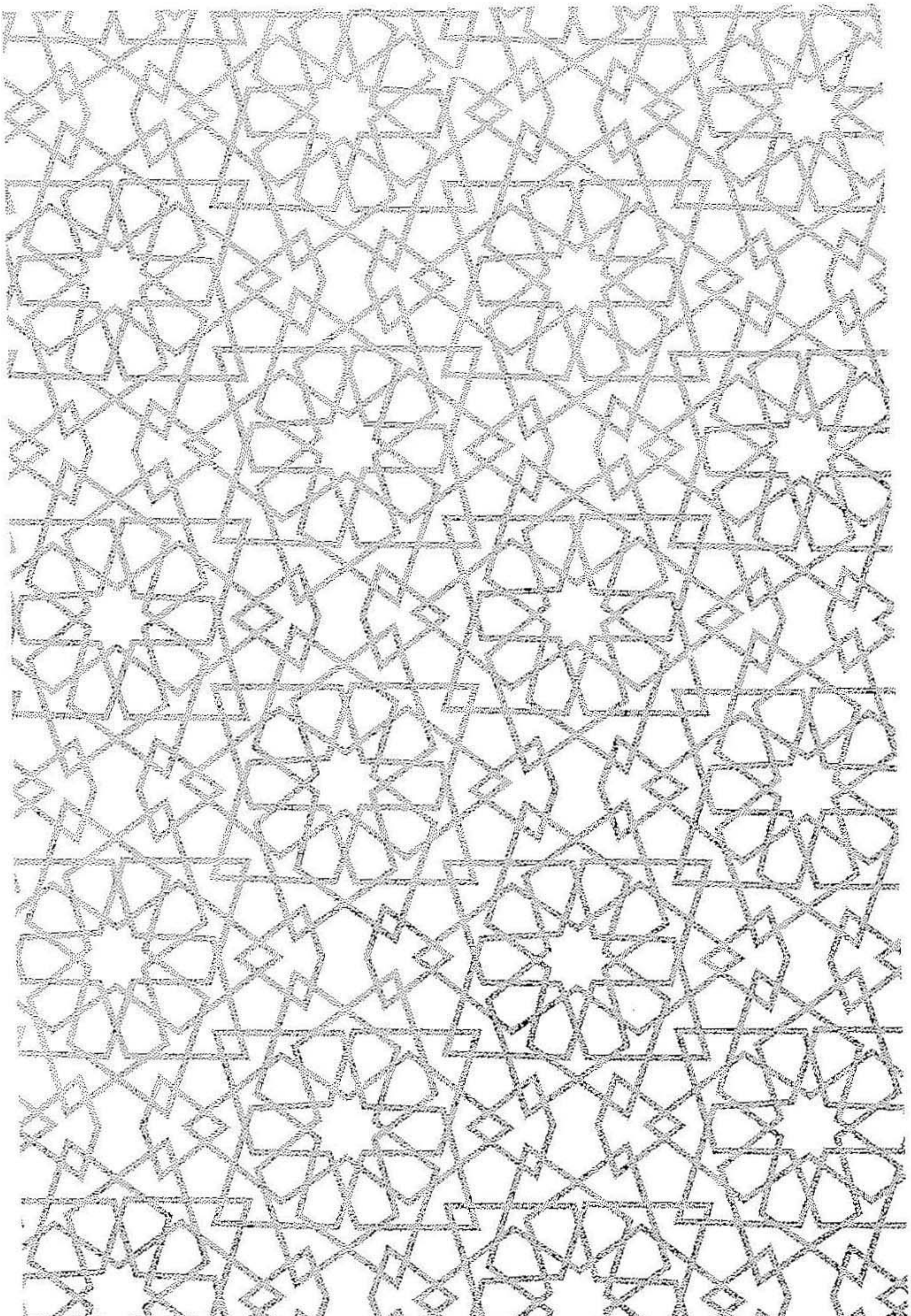

25474654

شرعی معیار نمبر ۱

کرنسی کی تجارت

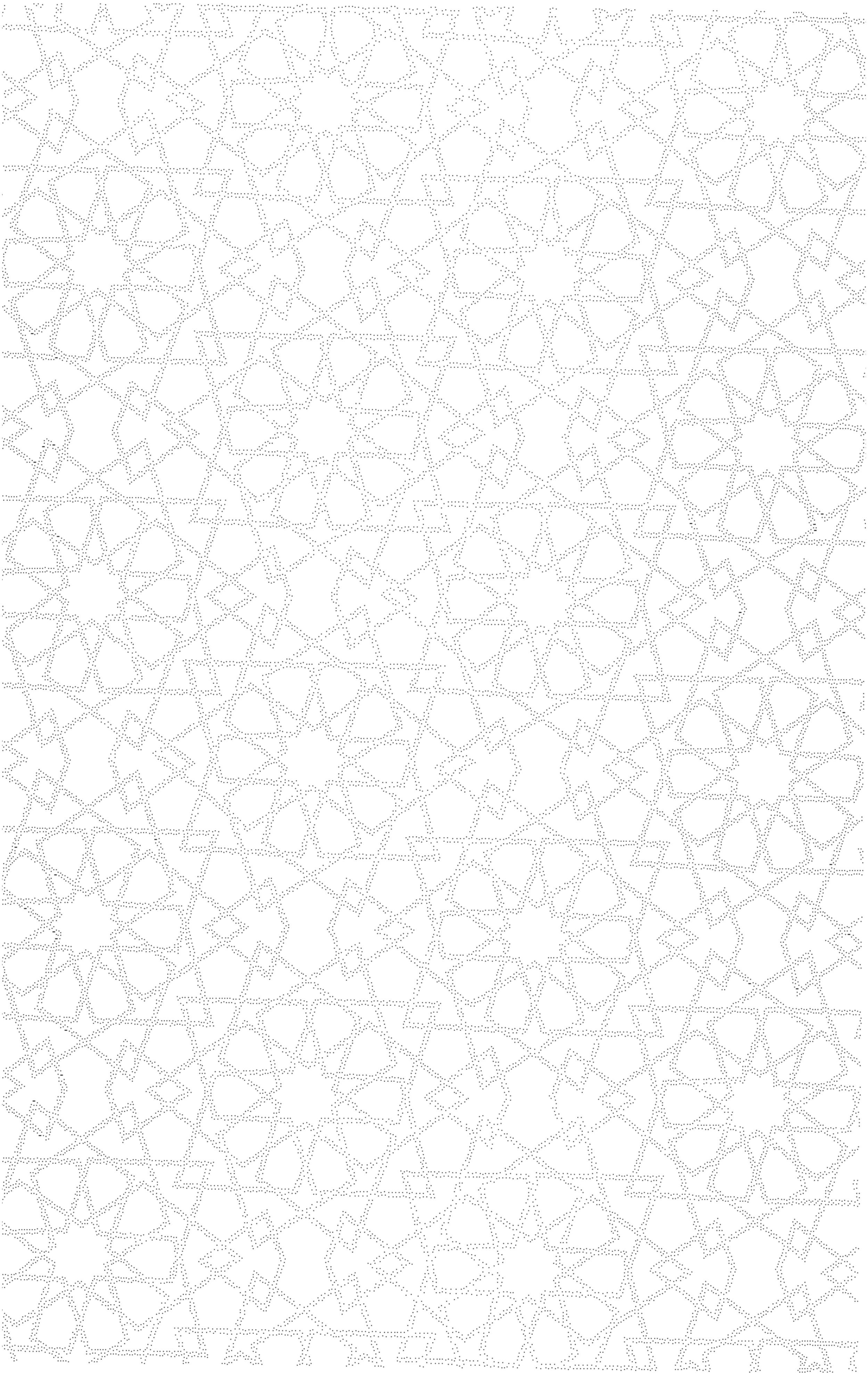

فہرست

دیباچہ ۶۶
معیار کا متن ۶۷
۱- معیار کا دائرۂ کار ۶۷
۲- کرنسی کی تجارت کے شرعی احکامات ۶۷
۳- معیار کے اجرا کی تاریخ ۷۳
معیار کی منظوری ۷۴
ضمیمہ جات
ضمیمہ (الف) معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد ۷۵
ضمیمہ (ب) شرعی احکام کی بنیادیں ۷۷
ضمیمہ (ج) فرہنگ ۸۳

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على أشرف المرسلين، سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه أجمعين.

دیباچہ

اس معیار کا مقصد کرنسی کی تجارت کے احکام، اس کی شرائط اور اس کے شرعی ضوابط، جائز اور ناجائز صورتیں اور اسلامی مالیاتی اداروں (ادارہ/ادارے) میں بعض رائج صورتوں کا بیان کرنا ہے۔

والله الموفق...

معیار کا متن

۱- معیار کا دائرۂ کار

یہ معیار کرنسی کے حقیقی اور حکمی قبضے کے معاملات، کرنسی کی تجارت کے لیے جدید ذرائع کے استعمال، دونوں فریقوں کے ذمہ ادائیگیوں کا مختلف کرنسیوں میں تصفیہ، منی مارکیٹ میں کرنسیوں کے معاملات، کرنسی کی تجارت کے لیے دوطرفہ وعدے، کرنسی کی اُدھار خرید وفروخت، کرنسی کے معاملات میں مبیع یا ثمن میں سے ایک کے مؤخر ہونے کے معاملے اور مالیاتی اداروں میں کیے جانے والے بعض دیگر معاملات کے شرعی احکامات پر مشتمل ہے۔

یہ معیار کرنسی کے علاوہ دیگر اشیا کی خرید وفروخت کے معاملات، سونے چاندی کی ڈھلائی اور ان کی خرید وفروخت کے احکام پر اثر انداز ہونے کے معاملات، بیع صرف میں دیون کے حوالہ اور بِل ڈسکاؤنٹنگ کے معاملات پر لاگو نہیں ہوگا۔

۲- کرنسی کی تجارت کے شرعی احکامات

۲/۱ درج ذیل شرعی اصولوں کی رعایت کرتے ہوئے کرنسی کی تجارت کرنا جائز ہے:

۲/۱/۱ دونوں فریقوں کے جدا ہونے سے پہلے مجلسِ عقد میں دونوں عوضوں پر قبضہ کر لیا جائے، چاہے قبضہ حقیقی ہو یا حکمی۔

۲/۱/۲ ایک قسم کی کرنسی کے تبادلے میں یہ ضروری ہے کہ دونوں طرف کرنسی کی مقدار برابر ہو، اگرچہ ایک طرف کاغذی نوٹ ہوں اور دوسری طرف اسی ملک کے دھاتی سکے ہوں، مثلاً کسی ملک کے ایک پونڈ کا کاغذی نوٹ اسی ملک کے ایک پونڈ کے دھاتی سکے کے بدلے میں۔

۳/۱/۲ اس معاملے میں دونوں فریقوں میں سے کسی نے خیارِ شرط نہ رکھا ہو اور دونوں یا کسی ایک کرنسی کی ادائیگی مؤخر بھی نہ ہو۔

۴/۱/۲ کرنسی کی تجارت نہ تو ذخیرہ اندوزی کی غرض سے ہو اور نہ ایسے طریقے سے ہو جس سے افراد یا معاشروں کو نقصان پہنچتا ہو۔

۵/۱/۲ کرنسی کی تجارت مستقبل کے سودوں کے بازار میں نہ ہو۔

۲/۲ مستقبل کے سودوں کے بازار میں کرنسی کا تبادلہ جائز نہیں ہے، چاہے یہ معاملہ مستقبل میں واجب الاداء حوالوں کے تبادلے پر مشتمل ہو یا کرنسی کے ایسے اُدھار سودے پر مشتمل ہو جس میں دونوں فریق دونوں عوضوں پر مجلسِ عقد میں قبضہ نہ کر رہے ہوں۔

۳/۲ کرنسی کا مستقبل کا سودا بہر حال منع ہے اگرچہ اس کا مقصد کسی ایسے سودے کے نفع کو محفوظ کرنا ہو جو کسی ایسی کرنسی میں ہوا ہو جس کی قدر میں کمی کا اندیشہ ہو۔

۴/۲ مستقبل میں کرنسی کی قیمت میں متوقع کمی سے ہونے والے نقصان سے بچنے کے لیے ادارہ درج ذیل معاملات انجام دے سکتا ہے:

۱/۴/۲ مختلف کرنسیوں میں باہم متبادل قرضوں کے معاملات کیے جائیں اور ان معاملات میں نہ کوئی فائدہ لیا جائے اور نہ کوئی فائدہ دیا جائے، بشرطیکہ یہ باہمی قرض کے معاملات ایک دوسرے کے ساتھ مشروط نہ ہوں۔

۲/۴/۲ اُسی کرنسی میں کسی اثاثے کو خرید لیا جائے یا مرابحہ کا معاملہ کر لیا جائے۔

۵/۲ ادھار کے معاملے (مثلاً مرابحہ) کی قسطوں کی ادائیگی کے وقت ادارہ اور گاہک کا اس بات پر اتفاق کر لینا جائز ہے کہ قسطوں کی ادائیگی کسی دوسری کرنسی میں ادائیگی کے دن کی بازاری قیمت کے مطابق ہوگی۔

۶/۲ کرنسی کی تجارت میں قبضہ

۱/۶/۲ جس مقدار میں کرنسی کی خرید و فروخت کا معاملہ طے کر لیا جائے تو دونوں فریقوں کا جدا ہونے سے قبل ایک دوسرے کو مکمل مقدار سپرد کرنا اور قبضے میں لے لینا

ضروری ہے۔

۲/۶/۲ کرنسی کی خرید وفروخت کے جواز کے لیے دو عوضوں میں سے کسی ایک کا قبضہ میں لینا کافی نہیں ہے، اور نہ ہی اس بات کی اجازت ہے کہ دونوں عوضوں پر جزوی قبضہ کرلیا جائے۔ اگر جزوی طور پر قبضہ کیا گیا ہو تو جس قدر حصے پر قبضہ مکمل ہوا ہے اُسی حصے تک عقد معتبر ہوگا اور بقیہ میں درست نہیں ہوگا۔

۳/۶/۲ قبضہ حقیقی اور حکمی دونوں طرح ہوسکتا ہے۔ مختلف اشیا پر قبضہ اُن کی نوعیت اور ان کے متعلق عرف کے بدلنے سے مختلف ہوسکتا ہے۔

۴/۶/۲ حقیقی قبضہ ہاتھ در ہاتھ تبادلہ کرنے سے ہوتا ہے۔

۵/۶/۲ حکمی قبضہ مکمل تصرف کا اختیار حاصل ہوجانے سے ثابت ہوجاتا ہے، اگرچہ طبعی طور پر قبضہ نہ ہوا ہو۔ شریعت اور عرف میں حکمی قبضہ کی بعض صورتیں یہاں بیان کی جاتی ہیں:

(الف) درج ذیل صورتوں میں گاہک کے کھاتے میں رقم منتقل کردینے سے حکمی قبضہ حاصل ہوجائے گا:

۱- براہ راست یا بینک منتقلی کے ذریعے گاہک کے کھاتے میں کوئی رقم جمع کردی جائے۔

۲- جب گاہک اپنے ہی کھاتے کے ذریعے ادارے سے کرنسی کے تبادلے کا نقد معاملہ کرے۔

۳- جب ادارہ گاہک کی ہدایت کے مطابق اس کے کھاتے سے رقم منہا کرے اور اس کے عوض گاہک کے اپنے ہی دوسرے کھاتے میں یا کسی دوسرے شخص کے کھاتے میں دوسری کرنسی جمع کردے، چاہے یہ کھاتہ اسی ادارے میں ہو یا دوسرے ادارے میں۔ ان تمام صورتوں میں ادارے پر عقدِ صرف کے تمام شرعی اصولوں کی

پابندی لازم ہے۔

رقوم کی منتقلی میں بازار کے عرف کے مطابق ہونے والی تاخیر معاف ہے، تاکہ وصول کرنے والے کو حقیقی قبضہ اور تصرف کا حق حاصل ہوجائے۔ گاہک کے لیے شرعاً جائز نہیں ہے کہ دورانِ منتقلی اس رقم کو استعمال کرے الّا یہ کہ وہ رقم اس کے کھاتے میں منتقل ہوچکی ہو اور اس رقم کا آگے منتقل کرنا ممکن ہو۔

(ب) چیک سپرد کرنے سے، بشرطیکہ چیک لکھنے والے کے کھاتے میں وہی کرنسی اتنی مقدار میں موجود ہو جو چیک پر درج ہے اور ادارہ اس قدر کرنسی ادائیگی کے لیے علیحدہ کردے۔

(ج) فروخت کنندہ کا کریڈٹ کارڈ کے حامل سے خریداری کے بعد دستخط شدہ رسید وصول کرنا، بشرطیکہ کریڈٹ کارڈ جاری کرنے والا ادارہ بغیر کسی تاخیر کے یہ رقم کارڈ قبول کرنے والے کے سپرد کردے۔

۲/۷ کرنسی کی خرید وفروخت میں وکیل بنانا

۲/۷/۱ کسی دوسرے شخص کو کرنسی کی ایسی خرید وفروخت کے لیے وکیل بنانا جائز ہے جس میں اس کو ادائیگی اور قبضے کا بھی وکیل بنایا جائے۔

۲/۷/۲ کسی شخص کو صرف کرنسی فروخت کرنے کے لیے اس طرح وکیل بنانا جائز ہے جس میں اس کو قبضے کا وکیل نہ بنایا جائے، بشرطیکہ مؤکل یا کوئی دوسرا وکیل دونوں فریقوں کے جدا ہونے سے پہلے قبضہ کرلے۔

۲/۷/۳ عقدِ صرف کے مکمل ہونے کے بعد صرف قبضے کے لیے وکیل بنانا جائز ہے، بشرطیکہ دونوں فریقوں کے جدا ہونے سے پہلے دونوں وکیل کرنسی پر قبضہ کرلیں۔

۲/۸ کرنسی کی تجارت میں جدید مواصلاتی وسائل کا استعمال

۲/۸/۱ دونوں فریقوں کے جدید وسائل کو استعمال کرتے ہوئے دو مختلف مقامات پر بیٹھ کر

کرنسی کے تبادلے کا معاملہ کرنے میں وہی احکامات لاگو ہوں گے جو ایک ہی مجلس میں بیٹھ کر عقد کرنے پر لاگو ہوتے ہیں۔

۲/۸/۲ اگر ان وسائل کو استعمال کرتے ہوئے ایک متعیّن وقت کے لیے ایک پیشکش کر دی جائے تو اس متعیّن وقت میں یہ پیشکش کرنے والے شخص پر لازم رہے گی۔ یہ عقد اس وقت تک مکمل نہیں ہوگا جب تک فریق ثانی اس کو قبول نہ کرلے اور دونوں فریقوں دونوں عوضوں پر حقیقی یا حکمی قبضہ نہ کرلیں۔

۹/۲ کرنسی کی تجارت میں دوطرفہ وعدہ کرنا

۱/۹/۲ کرنسی کی خریدوفروخت کے لیے دوطرفہ وعدہ کرنا جو دونوں فریقوں پر لازم ہو، شرعاً جائز نہیں ہے، چاہے یہ وعدہ کرنسی کی قیمت میں کمی کے خطرہ سے بچنے کے لیے کیا جائے۔ البتہ یکطرفہ وعدہ کرنا درست ہے، اگرچہ وہ وعدہ لازم ہو۔

۲/۹/۲ مالیاتی شعبوں میں معروف "کرنسیوں کی متوازی خریدوفروخت" (parallel purchase and sale of currencies) کے معاملات شرعاً جائز نہیں ہیں کیونکہ ان معاملات میں درج ذیل خرابیاں پائی جاتی ہیں:

(الف) دونوں کرنسیوں (عوضوں) پر ادائیگی اور قبضہ نہیں پایا جاتا۔ اس صورت میں یہ کرنسی کی اُدھار فروخت ہوگی۔

(ب) ایک عقدِ صرف میں دوسرے عقدِ صرف کی شرط کا پایا جانا۔

(ج) عقدِ صرف میں دوطرفہ وعدہ کا لازم ہونا۔

۳/۹/۲ شرکت ومضاربت میں ایک شریک دوسرے شریک کو کرنسی میں ہونے والی متوقع کمی سے حفاظت کی ضمانت نہیں دے سکتا۔ البتہ کوئی تیسرا شخص رضاکارانہ طور پر کسی شریک کو اس کی ضمانت دے سکتا ہے، بشرطیکہ عقد میں اس ضمانت کی شرط نہ ہو۔

۲/۱۰ ذمہ میں واجب الاداء مختلف کرنسیوں کا تبادلہ

مختلف کرنسیوں کی واجب الاداء ذمہ داریوں کا باہم تبادلہ جائز ہے جس کے نتیجے میں دونوں ذمہ داریوں کی ادائیگی ہو رہی ہو اور دونوں فریق بری الذمہ ہو رہے ہوں۔ اس معاملہ کی درج ذیل مختلف صورتیں بھی ہو سکتی ہیں:

۲/۱۰/۱ دو ذمہ داریوں کی باہم تلافی، اس طور پر کہ اگر ایک کے ذمہ دوسرے کے دینار لازم ہوں اور دوسرے کے ذمہ پہلے کے دراہم لازم ہوں، اور دونوں اپنے مکمل یا کچھ ذمہ داری کی ادائیگی کے لیے تبادلہ کے وقت کے نرخ پر اتفاق کرلیں۔ اس معاملہ کو مقاصّہ بھی کہا جاتا ہے۔

۲/۱۰/۲ قرض دینے والا اپنے ایک کرنسی کا قرض دوسری کرنسی میں وصول کرے، بشرطیکہ معاملہ نقد ہو اور تبادلے کا نرخ ادائیگی کے دن کا ہو۔

۲/۱۱ کرنسی کا تبادلہ اور ترسیل ایک ساتھ انجام دینا

ایسی کرنسی میں ترسیل کی سہولت دینا جائز ہے جو ترسیل کنندہ کی جانب سے جمع کرائی گئی کرنسی سے مختلف ہو۔ عقدِ صرف کے اس معاملہ میں حقیقی یا حکمی قبضہ پہلی کرنسی کی ادائیگی کرکے بینک ڈرافٹ بنوانے سے حاصل ہو جائے گا، جس کے بعد ترسیل کرانے والے کی جانب سے خریدی گئی دوسری کرنسی کو منتقل کر دیا جائے گا۔ ادارے کے لیے ترسیلِ زر کی اجرت لینا جائز ہے۔

۲/۱۲ اداروں کے ذریعے کرنسی کے تبادلہ کی چند صورتیں

۲/۱۲/۱ ناجائز صورتوں میں سے ایک یہ ہے کہ ملکیت میں موجود کرنسی کی مقدار سے زیادہ کا معاملہ کیا جائے۔ جس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ ادارے کی جانب سے گاہک کو اُدھار کی سہولت دی جائے اور وہ اس سہولت کا فائدہ اٹھاتے ہوئے ملکیت میں موجود رقم سے زیادہ کا معاملہ کرلے۔

۲/۱۲/۲ ادارے کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ گاہک کو اس شرط پر قرضہ دے کہ وہ کرنسی کا

تبادلہ صرف اسی کے ساتھ کرے گا، البتہ اگر یہ شرط نہ ہو تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔

۳- معیار کے اجرا کی تاریخ

یہ معیار ۷ ۲صفر ۱۴۲۱ھ مطابق ۳۱ مئی ۲۰۰۰ء کو جاری کیا گیا۔

معیار کی منظوری

مجلسِ شرعی نے مؤرخہ ۲۵-۲۷ صفر ۱۴۲۴ھ مطابق ۲۹-۳۱ مئی ۲۰۰۰ء کو منعقد ہونے والے اپنے چوتھے اجلاس میں کرنسی کی تجارت سے متعلق معیار کی منظوری دی۔

ضمیمہ (الف)

معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد

مجلسِ شرعی نے اپنے پہلے اجلاس میں، جوکہ بروز ہفتہ ۱۱ ذیقعدہ ۱۴۱۹ھ مطابق ۲۷ فروری ۱۹۹۹ء کو بحرین میں منعقد ہوا تھا، کرنسی کی تجارت سے متعلق شرعی معیار ترجیحی بنیادوں پر تیار کرنے کا فیصلہ کیا۔

اسی روز ۱۱ ذیقعدہ ۱۴۱۹ھ مطابق ۲۷ فروری ۱۹۹۹ء کرنسی کی تجارت کے معاملات پر تحقیق اور معیار کا ابتدائی مسودہ تیار کرنے کے لیے ایک شرعی مشیر کو ذمہ داری سونپی گئی۔

۱۳ - ۱۶ ربیع الاول ۱۴۲۰ھ مطابق ۲۷ - ۳۰ جون ۱۹۹۹ء کو منعقدہ اجلاس میں شریعہ کمیٹی نے تحقیق کا جائزہ لیا اور اُس میں کچھ ترامیم کیں۔ کمیٹی نے اپنے تیسرے اجلاس میں جوکہ بحرین میں ۹ - ۱۱ رجب ۱۴۲۰ھ مطابق ۱۸ - ۲۰ اکتوبر ۱۹۹۹ء کو منعقد ہوا، معیار کے ابتدائی مسودہ کا بھی جائزہ لیا اور شرعی مشیر سے کمیٹی کے ممبران کے پیش کردہ تجاویز کی روشنی میں ترامیم کرنے کا مطالبہ کیا۔

معیار کا ترمیم شدہ مسودہ مجلسِ شرعی کے دوسرے اجلاس میں پیش ہوا، جوکہ مکہ مکرمہ میں ۱۰ - ۱۵ رمضان ۱۴۲۰ھ مطابق ۱۸ - ۲۲ دسمبر ۱۹۹۹ء کو منعقد ہوا تھا۔ مجلسِ شرعی نے معیار کے مسودہ میں مزید ترامیم منظور کیں اور مسودہ کو متعلقہ ماہرین کو بھیجنے کا فیصلہ کیا تاکہ مسودہ پر اُن کی رائے حاصل کرکے جلسۂ سماعت میں اس پر غور کیا جاسکے۔

جلسۂ سماعت ۲۹ - ۳۰ ذوالحجہ ۱۴۲۱ھ مطابق ۴ - ۵ اپریل ۲۰۰۰ء کو بحرین میں منعقد ہوا جس میں تیس سے زیادہ شرکاء شریک ہوئے جن میں ماہرینِ شریعت، پروفیسر، دیگر متعلقہ افراد کے ساتھ ساتھ مرکزی بینکوں، مالیاتی ادارے اور اکاؤنٹنگ فرمز کے نمائندے بھی شامل تھے۔ شریعہ کمیٹی کے ممبران نے جلسۂ سماعت میں تحریری آراء جوکہ اجلاس سے پہلے بھیجی گئیں اور جو اجلاس کے دوران پیش کی گئیں، کو سنا اور ان کا

جواب دیا۔

مجلسِ شرعی نے اپنے پانچویں اجلاس میں جو کہ ۲۲ - ۲۴ محرم ۱۴۲۱ھ مطابق ۲۶- ۲۸ اپریل ۲۰۰۰ء کو منعقد ہوا تھا، اُن تجاویز کا جائزہ لیا جو کہ عوامی جلسۂ سماعت کے دوران پیش کی گئیں یا مجلس کو تحریری طور پر بھیجی گئی تھیں، اور مناسب ترامیم کرنے کا فیصلہ کیا۔

مجلسِ شرعی نے اپنے چوتھے اجلاس میں جو کہ مدینہ منورہ میں ۲۵-۲۷ صفر ۱۴۲۱ھ مطابق ۲۹-۳۱ مئی ۲۰۰۰ء کو منعقد ہوا تھا، اُن ترامیم کا جائزہ لیا جو کہ معیار میں شریعہ کمیٹی نے منظور کی تھیں اور مزید مناسب ترامیم کرنے کا فیصلہ کیا۔ اس معیار پر مجلسِ شرعی کے اکثر ممبران نے اتفاق کیا جیسا کہ مجلس کے اجلاسوں کی روئداد میں محفوظ ہے۔

ضمیمہ (ب)

شرعی احکام کی بنیادیں

کرنسی کے تبادلہ سے متعلق دلائل

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کئی احادیث ثابت ہیں جو کرنسی کی تجارت سے متعلق احکام کو بیان کرتی ہیں۔ سب سے مشہور حدیث وہ ہے جسے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "سونے کے بدلے سونا، چاندی کے بدلے چاندی، گندم کے بدلے گندم، جو کے بدلے جو، کھجور کے بدلے کھجور اور نمک کے بدلے نمک برابر سرابر، ہاتھ در ہاتھ بیچو، اور جب ان میں سے کسی چیز کا تبادلہ دوسری چیز سے ہو تو جس طرح چاہو بیچو [یعنی کمی بیشی کی اجازت ہے] جبکہ معاملہ نقد ہو"۔[1] حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "سونے کو سونے کے بدلے مت بیچو مگر جب دونوں طرف سونے کی مقدار برابر ہو، انہیں ایک دوسرے سے کمی بیشی کرکے مت بیچو اور نہ اس میں سے غیر موجود کو موجود کے بدلے بیچو"۔[2] یہ دونوں احادیث اس بات میں صریح ہیں کہ سونا ایک الگ جنس ہے اور چاندی ایک الگ جنس۔ بہت سے اسلامی فقہ[3] کے ادارے اس بات پر دلائل کی روشنی میں فیصلہ جاری

(۱) صحیح مسلم۔

(۲) صحیح بخاری۔

(۳) اس کی ایک مثال وہ فتویٰ ہے جس کو کویت کی فتویٰ کمیٹی نے جاری کیا ہے، جس میں ہے کہ: "مختلف قسم کی کرنسیوں کے کاغذی نوٹ کو ایک دوسرے کے بدلے فروخت کرنا جائز ہے۔ اس لیے کہ ہر کرنسی ایک الگ جنس ہے اور اُس کی اپنی شناخت ہے جیسا کہ سونا یا چاندی۔ لہٰذا ایک معین کرنسی جیسا کہ ڈالر کو ایک دوسری کرنسی جیسا کہ ہندی روپیہ کے بدلے فروخت کرنا جائز ہے، اگرچہ کمی بیشی کے ساتھ ہو۔ جیسا کہ سونے کو چاندی کے بدلے کمی زیادتی کے ساتھ بیچنا جائز ہے البتہ دونوں کرنسیوں پر مجلس میں ہی قبضہ کرنا ضروری ہے۔ بہر حال اگر ایک ہی معین کرنسی =

کر چکے ہیں کہ دینار، درہموں کے مقابلے میں ایک مختلف جنس ہے۔ موجودہ دور کے فقہاء نے کاغذی اور دھات کی کرنسیوں کو صحیح احادیث میں منصوص شدہ سونے اور چاندی کی کرنسی پر قیاس کیا ہے۔ ہر ملک کی کرنسی دوسرے ملک کی کرنسی کے مقابلے میں ایک علیحدہ جنس سمجھی جائے گی اس لیے کہ تمام کرنسیاں مجمع الفقہ الاسلامی [1] کی قرارداد کے مطابق اصطلاحی کرنسی ہیں لہٰذا یہ ثمن ہونے کے باوجود جنس کے اعتبار سے مختلف سمجھی جائیں گی۔

اسی وجہ سے ایک ہی جنس کی کرنسیوں کے تبادلہ کی صورت میں دونوں عوضوں کے درمیان برابری اور دونوں فریقوں کے جدا ہونے سے پہلے دونوں پر قبضہ شرط قرار دیا گیا ہے۔ البتہ مختلف جنس کی کرنسیوں کے تبادلہ کی صورت میں برابری تو ضروری نہیں لیکن اُسی مجلس میں دونوں عوضوں پر قبضہ کرنا ضروری ہے۔

کرنسیوں کی تجارت کا شرعی حکم

بنیادی طور پر کرنسیوں کی تجارت جائز ہے اس لیے کہ یہ صورت سونے، چاندی اور نقدی کی تجارت کے جواز پر موجود دلائل کے عموم میں داخل ہے۔ اور اس وجہ سے بھی کہ یہ کمانے کے طریقوں میں سے ایک طریقہ ہے جو کہ اصلاً جائز ہے، جب تک کہ حرمت یا کراہت کا کوئی سبب نہ پایا جائے۔ اس کی دلیل وہ احادیث ہیں جو کہ کرنسیوں کے تبادلہ کے بارے میں مروی ہیں اور ”باب الصرف“ میں فقہاء کرام کی تصریح کے مطابق جو حکم ان احادیث سے مستنبط کیا گیا ہے، وہ عمومی ہے۔ البتہ اگر شرعی ضابطوں میں سے کسی کی خلاف ورزی ہو تو تجارت حرام ہے۔

برابری اور دوطرفہ قبضہ کی شرط

ایک ہی کرنسی کے تبادلہ کی صورت میں برابری اور مجلس میں دونوں فریقوں کے قبضہ کی شرط کی دلیل اور مختلف کرنسیوں کے تبادلہ کی صورت میں صرف مجلس میں دونوں فریقوں کے قبضہ کی شرط کی دلیل، احکامِ

= کی کچھ رقم کو اسی کرنسی کے بدلے فروخت کیا جائے جیسا کہ ہندی روپیوں کو ہندی روپیوں کے بدلے، تو کمی زیادتی حرام ہے۔ مجموعہ فتاویٰ شرعیہ، دارالافتاء کویت، ۳\۱۶۰ فتویٰ نمبر ۷۸۸۔

(۱) مجمع الفقہ الاسلامی۔ قرارداد نمبر ۲۱ (۳/۹)۔

شرعیہ کے مآخذ کے پہلے پیراگراف میں گزر چکی ہے۔

حکمی قبضہ

حکمی قبضہ معیار میں ذکر کردہ صورتوں میں حقیقی قبضہ کی طرح ہے، اس لیے کہ شریعت نے قبضہ کرنے کا کوئی ایک طریقہ مقرر نہیں کیا۔ اس کا مدار لوگوں کے عرف پر ہے، لہٰذا جب قبضے سے تصرف کرنے کا اختیار حاصل ہوجائے اور چیز ضمان میں آجائے تو اس سے حکمی قبضہ حاصل ہوجائے گا، جیسا کہ معیار میں ذکر کردہ صورتوں میں اس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ مجمع الفقہ الاسلامی نے ایک قرارداد[۱] حکمی قبضہ کی صورتوں سے متعلق جاری کی ہے جس کے بعد بعض اہلِ فتویٰ نے حکمی قبضہ کی مزید کئی صورتیں بھی اس میں شامل کردی ہیں جیسا کہ کریڈٹ کارڈ کا تصفیہ۔[۲]

"البرکہ" کے نویں اجلاس[۳] میں مضاربہ یا مشارکہ کے عقد میں ایک شریک کا دوسرے شریک کو کرنسی کے متوقع نقصان سے بچانے کے لیے ضمانت دینے کو سختی سے منع کیا گیا ہے۔

کرنسی کے تبادلہ اور قبضہ کرنے وکیل بنانا

کرنسی کے تبادلے کا وکیل بنانا شرعی اعتبار سے درست ہے۔ اس لیے کہ ہر وہ کام جس کو خود کرنا جائز ہے اس کے لیے دوسرے کو وکیل بنانا بھی درست ہے۔ لہٰذا جس طرح ایک شخص کا خود کرنسی کا تبادلہ کرنا درست ہے اسی طرح اس کام کا دوسرے کو وکیل بنانا بھی جائز ہے۔ البتہ عقد کے فوراً بعد قبضہ کی شرط کو مدنظر رکھتے ہوئے اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ عقد کرنے والا شخص کرنسی پر قبضہ کرے، چاہے وہ مؤکل ہو یا وکیل۔ مزید یہ کہ اگر کسی کو صرف قبضہ کرنے کا وکیل بنایا جائے تو قبضہ سے پہلے جدا ہونے میں اعتبار دونوں

---

(۱) مجمع الفقہ الاسلامی۔ قرارداد نمبر ۵۳(۶/۳)، رسالہ المجمع چھٹا شمارہ، ۲/۷۸۵

(۲) فتویٰ ۶/۱۲ کا متن ہے: کریڈٹ کارڈ ہولڈر کا دستخط کرکے رسید کا دے دینا چیک کی طرح قبضہ دینے کے قائم مقام ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ قوی ہے جیسا کہ ماہرین نے بیان کیا ہے۔ اس لیے کہ اس رسید کو قبول کرنا تاجروں پر لازم ہے اور کریڈٹ کارڈ ہولڈر فوری طور دین سے بریُ الذمہ ہوجاتا ہے، اور تاجر کو اس طریقے سے قیمت کی ادائیگی کرنے پر اعتراض کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔

(۳) نویں ندوہ البرکہ (۹/۵)۔

فریقوں کا ہے نہ کہ وکیل بالقبض کا۔

کرنسی کی تجارت میں جدید مواصلاتی وسائل کا استعمال کرنا

اس کی دلیل یہ ہے کہ معاہدوں میں اصل بنیاد باہمی رضامندی ہے۔ لہٰذا ہر وہ چیز جو باہمی رضامندی پر رہنمائی کردے اُس کا اعتبار کیا جائے گا اگرچہ اس کی بنیاد رواج پر ہو اور جدید مواصلاتی وسائل بھی اسی قبیل سے ہیں۔

مجمع الفقہ الاسلامی نے ان جدید وسائل سے متعلق ایک قرارداد[1] جاری کی ہے، یہ قرارداد اُن تمام وسائل سے عقد کے مکمل ہونے کی توثیق کرتی ہے جس کی فقہاء نے اجازت دی ہے، جیسے لکھ کر یا بامقصد اشارہ کرکے عقد کرنا۔ لہٰذا یہ اجازت تمام جدید وسائل پر مشتمل ہے جیسے ٹیلیگرام، فیکس یا انٹرنیٹ۔

کرنسی کی خرید و فروخت میں دوطرفہ وعدہ کرنا

جمہور فقہاء کے مذہب کے مطابق کرنسی کی خرید و فروخت میں دوطرفہ وعدہ کرنا جو کہ دونوں پر لازم ہو، حرام ہے۔ اس لیے کہ تبادلہ کرتے وقت دونوں جانب سے ایسا وعدہ کرنا جو کہ دونوں پر لازم ہو، بالکل عقد کے مشابہ ہے اور چونکہ دوطرفہ وعدہ میں دونوں فریق قبضہ لینے میں رغبت نہیں رکھتے، اس لیے یہ جائز نہیں ہے۔

مالیاتی اداروں کے درمیان یہ رائج ہے کہ وعدہ پورا کرنا لازم سمجھا جاتا ہے اگرچہ اس کے لازم ہونے کی صراحت نہ کی گئی ہو۔ البتہ عقد صرف میں یکطرفہ وعدہ ممنوع نہیں ہے اگرچہ وعدہ لازم ہو۔

دونوں فریقوں کے ذمہ واجب الاداء مختلف کرنسیوں کا تبادلہ

ذمہ میں لازم کرنسیوں کا تبادلہ صحیح ہونے کی دلیل یہ ہے کہ اس معاملہ سے ذمہ کی مکمل ادائیگی کی جاسکتی ہے، بشرطیکہ دونوں فریق اپنے ذمے واجبات سے سبکدوش ہورہے ہوں اور یہ معاملہ ذمہ کے تبادلہ کی ممنوعہ صورتوں میں شامل نہیں ہے۔ معیار میں ذکر کردہ بعض صورتوں کے بارے میں تصریحات موجود

---

(۱) مجمع الفقہ الاسلامی، قرارداد نمبر ۵۲ (۶/۳)۔

ہیں۔ جس میں سے ایک حدیث وہ ہے جو کہ حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں حاضر ہوا، میں نے عرض کیا "اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے آپ سے ایک سوال کرنا ہے، میں بقیع میں اُونٹ بیچتا ہوں اور میں دنانیر کے بدلہ بیچتا ہوں اور دراہم وصول کرلیتا ہوں، اور دراہم کے بدلے بیچتا ہوں اور دنانیر وصول کرلیتا ہوں، میں اس کو اس کے بدلے میں وصول کرلیتا ہوں اور اس کو اس کے بدلے میں دیتا ہوں"۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "اس میں کوئی حرج نہیں ہے اگر تبادلہ اُسی دن کے نرخ کے حساب سے ہو اور تم دونوں کے درمیان جُدا ہوتے وقت کوئی چیز باقی نہ رہ گئی ہو۔"[(۱)] جیسا کہ "مقاصہ" کی بعض صورتیں اسی قبیل سے ہیں جس کی شریعت میں اجازت ہے۔

عقدِ صرف اور حوالہ کو جمع کرنا

عقدِ صرف کے حوالہ کے ساتھ صحیح ہونے کی دلیل یہ ہے کہ ایک اُس رقم کے بینک ڈرافٹ پر قبضہ کرنے سے حکمی قبضہ حاصل ہوجاتا ہے جو دوسری کرنسی کو خرید کر آگے ترسیل کرنے کے لیے جمع کرائی گئی ہے۔ مجمع الفقہ الاسلامی نے اس صورت سے متعلق ایک قرارداد جاری کی ہے، جس کا متن یہ ہے "جب حوالہ میں مقصد رقم کو اُس کرنسی میں ادا کرنا ہے جو کہ ٹرانسفر کرانے والے کی جانب سے جمع کرائی گئی کرنسی سے مختلف ہے تو یہ عمل بیع صرف اور حوالہ دونوں کو جمع کرتا ہے، اور ٹرانسفر سے پہلے اس پر صرف کے احکام جاری ہوں گے۔ بیع صرف گاہک کا بینک میں رقم کو جمع کرادینے سے اور بینک کے اپنے حساب میں بیع صرف کی قیمت پر گاہک کی جمع کرائی گئی رقم کے عوض دوسری کرنسی کے مختص کرلینے سے مکمل ہوجائے گی، اور اس کے بعد اس رقم کو گاہک کی ہدایت کے مطابق ٹرانسفر کردیا جائے گا"۔[(۲)]

---

(۱) اس حدیث کو امام ابوداؤد، امام ترمذی، امام نسائی، امام ابن ماجہ، امام حاکم رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے اور اس کو صحیح قرار دیا ہے۔ امام ذہبی رحمہ اللہ نے اس کی موافقت کی ہے۔ نیز یہ حدیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوعاً بھی روایت کی گئی ہے اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ پر موقوفاً بھی روایت کی گئی ہے۔

(۲) مجمع الفقہ الاسلامی، قرارداد نمبر ۸۴ (۹/۱)۔

کرنسی کی خرید وفروخت کی چند صورتیں

وہ صورت جس میں بینک اُن گاہکوں کو اُدھار سہولت فراہم کرتا ہے جو کرنسی کے لین دین میں رغبت رکھتے ہیں، جس کے ذریعے سے گاہکوں کو اپنی غیر مملوکہ کرنسی کی خرید و فرخت کی سہولت مل جاتی ہے، جبکہ غیر مملوکہ اشیا کو فروخت کرنا شرعاً منع ہے۔ البتہ اگر بینک گاہک کو یہ کرنسی بطور قرض دے تو اس صورت میں گاہک اپنی مملوکہ کرنسی میں ہی معاملات کر سکتا ہے [جو شرعاً جائز ہے]۔ لیکن یہ حکم اس وقت مختلف ہوجائے گا جب بینک اس قرض کے ساتھ اس بات کی شرط لگادے کہ گاہک کرنسی کا لین دین اسی بینک کے ساتھ کرے گا۔ اس لیے کہ اس صورت میں قرض اور عقد معاوضہ کے جمع کرنے کی خرابی لازم آتی ہے جو قرض دینے والے کے لیے نفع کی شرط پائے جانے کی وجہ سے ممنوع ہے۔ ہاں اگر بینک یہ شرط نہ لگائے تو یہ خرابی ختم ہوجائے گی۔

ضمیمہ (ج)
فرہنگ

کرنسی کی تجارت

منافع کمانے کی غرض سے کرنسی کو خرید کر بیچنا۔ کرنسی کی تجارت اور کرنسی کی خرید وفروخت میں بایں معنیٰ فرق ہے کہ تجارت میں خریدتے وقت ہی منافع کی غرض سے بیچنے کا ارادہ ہوتا ہے۔ کرنسی کی خرید وفروخت ہو یا کرنسی کی تجارت، دونوں پر عقدِ صرف کے احکام لاگو ہوتے ہیں۔

واجب الادا ذمہ داریوں میں عقدِ صرف

دونوں فریقوں کے ذمہ واجب الاداء ذمہ داریوں کا تبادلہ کر کے عقدِ صرف مکمل کرنا، اس طور پر کہ ایک شخص کے دوسرے کے ذمہ میں دنانیر واجب ہوں اور دوسرے کے پہلے کے ذمہ میں دراہم واجب ہوں اور وہ دونوں اپنے واجبات کا تبادلہ کر کے عقد صرف کر لیں۔

مقاصّہ یا قرضوں کو باہم تبادلے سے ختم کرنا

دو افراد کا آپس میں سے ایک کے ذمہ کو دوسرے کے ذمہ کے بدلے ختم کرنے پر اتفاق کر لینا۔ یہ عقد صرف میں اس طرح ممکن ہے کہ ایک شخص کے ذمہ میں دوسرے کے لیے ایک کرنسی واجب ہو اور دوسرے کے ذمہ میں پہلے کے لیے ایک دوسری کرنسی واجب ہو اور دونوں افراد باہمی رضامندی سے پورے یا کچھ ذمے کے تبادلہ پر عقد کر لیں۔

حکمی قبضہ میں تخلیہ

اس سے مراد عقد کرنے والے کا موضوعِ عقد پر بغیر کسی رکاوٹ کے تسلط پالینا ہے۔

خیارِ شرط

اس بات کی شرط لگانا کہ عاقدین میں سے دونوں کو یا کسی ایک کو اختیار کی مدت کے دوران عقد کو فسخ کرنے کا حق حاصل ہوگا۔

بیعِ صرف میں دوطرفہ وعدہ

یہ ہے کہ دو افراد آنے والے معین یا غیر معین وقت میں عقدِ صرف کرنے کا دوطرفہ وعدہ کرلیں۔

کرنسی کی متوازی خرید وفروخت

اس میں دو کرنسیوں کے درمیان فوری بازار میں معین مدت کے لیے تبادلہ کیا جاتا ہے اور اسی وقت مستقبل کے بازار میں انہی کرنسیوں کو طے شدہ قیمت پر فروخت کرنے کا معاملہ بھی انجام دیا جاتا ہے۔ مروجہ استعمال کے مطابق دوسرے الفاظ میں اسے یوں بھی بیان کیا جاسکتا ہے کہ فوری بازار میں جس کرنسی کی فروخت ہوچکی ہو اس کرنسی کو فوری بازار کی اس قیمت پر خریدنا جو مستقبل کے بازار کے رائج نرخ کے مطابق ہو تاکہ دونوں کرنسیوں میں درپیش شرح سود کی موافقت ہوسکے۔ کرنسی حوالے کرنے کے طے شدہ وقت پر ہر فریق اس طے شدہ شرح سود کے مطابق اپنی کرنسی کو واپس کرتا ہے۔

شرعی معیار نمبر (۲)

ڈیبٹ کارڈ اور کریڈٹ کارڈ

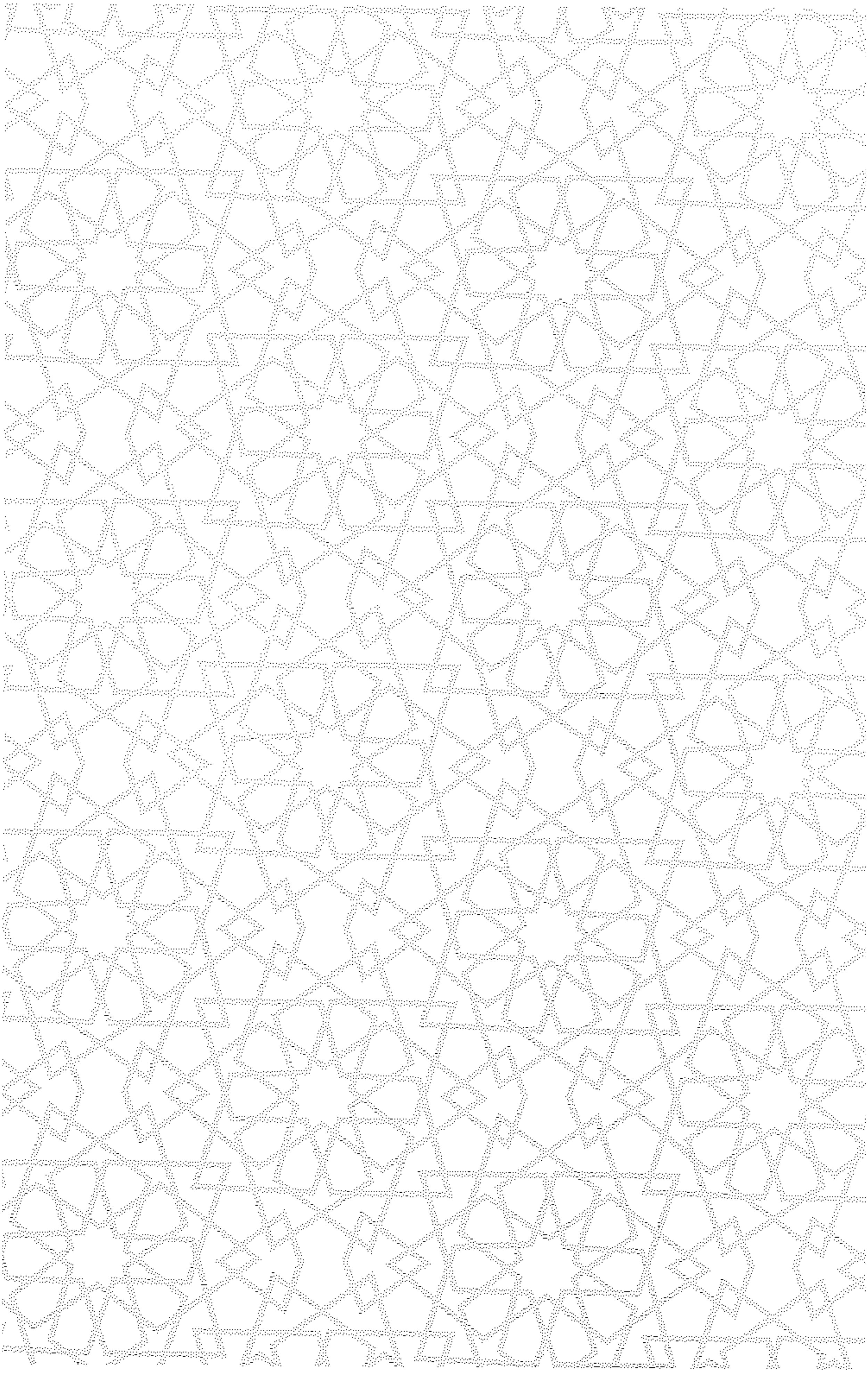

فہرست

دیباچہ ۸۸

معیار کا متن ۸۹

۱- معیار کا دائرۂ کار ۸۹

۲- کارڈز کی خصوصیات ۸۹

۳- مختلف قسموں کے کارڈز کے شرعی احکامات ۹۲

۴- عمومی احکام ۹۳

۵- معیار کے اجرا کی تاریخ ۹۴

معیار کی منظوری ۹۵

ضمیمہ جات

ضمیمہ (الف) معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد ۹۶

ضمیمہ (ب) شرعی احکام کی بنیادیں ۹۸

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على أشرف المرسلين، سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه أجمعين.

دیباچہ

ڈیبٹ کارڈ اور کریڈٹ کارڈ سے متعلق معیار کا مقصد ان کی اقسام اور ان کی خصوصیات کو بیان کرنا ہے، اس کے علاوہ اس کا مقصد ایسے شرعی اصول و قواعد طے کرنا ہے جو اسلامی مالیاتی اداروں (ادارہ/ادارے)[1] کی جانب سے جاری کردہ کارڈز کے ذریعے انجام پانے والے معاملات، ان کارڈز کے حاملین اور استعمال کرنے والوں پر لاگو ہو سکیں اور مختلف حالات میں ان کارڈز کے ذریعے معاملات کے شرعی احکامات کو بیان کرنا ہے۔

والله الموفّق...

(۱) "ادارہ/ادارے" کی اصطلاح یہاں اختصار کی غرض سے اسلامی مالیاتی اداروں کے لیے استعمال کی گئی ہے جن میں اسلامی بینک بھی شامل ہیں۔

معیار کا متن

۱- معیار کا دائرۂ کار

یہ معیار ڈیبٹ کارڈ، کریڈٹ کارڈ اور چارج کارڈ کے بیان پر مشتمل ہے جنہیں مالیاتی ادارے اپنے گاہکوں کے لیے جاری کرتے ہیں، تاکہ گاہک ان کارڈز کے ذریعے اپنے اکاؤنٹ سے رقم نکال سکیں، قرض حاصل کر سکیں یا اشیا کی خریداری یا سہولیات حاصل کرنے کے بعد قیمت کی ادائیگی کر سکیں۔ ان کارڈز کی درج ذیل قسمیں ہیں:

- ڈیبٹ کارڈ
- چارج کارڈ
- کریڈٹ کارڈ

۲- کارڈز کی خصوصیات

ان خصوصیات میں سے کچھ تو ایسی ہیں جو اکثر کارڈز میں مشترک ہیں اور بعض خصوصیات ایسی ہیں جو ہر کارڈ کے لیے الگ ہیں۔

۲/۱ ڈیبٹ کارڈ کی خصوصیات

۲/۱/۱ مالیاتی ادارہ کی جانب سے یہ کارڈ اس شخص کو جاری کیا جاتا ہے جس کے اکاؤنٹ میں کچھ رقم ہو۔

۲/۱/۲ یہ کارڈ اپنے حامل کو اکاؤنٹ میں موجود بیلنس کی حد تک رقم نکالنے اور خریدی گئی اشیا اور حاصل کی گئی خدمات کی ادائیگی کا اہل بناتا ہے۔ ان صورتوں میں گاہک کے اکاؤنٹ سے رقم فوراً منہا ہو جاتی ہے، اور حاملِ کارڈ اس کارڈ سے اُدھار

حاصل نہیں کرسکتا۔

۲/۱/۳ عام طور پر گاہک کو اس کارڈ کے استعمال کے بعد کسی فیس کی ادائیگی نہیں کرنی پڑتی الّا یہ کہ اس کارڈ کو کارڈ جاری کرنے والے بینک کے علاوہ کسی دوسرے بینک سے نقد رقم نکالنے یا کسی دوسری کرنسی میں خرید وفروخت کے لیے استعمال کیا جائے۔

۲/۱/۴ یہ کارڈ کبھی فیس کے عوض اور کبھی بغیر فیس کے جاری کیا جاتا ہے۔

۲/۱/۵ بعض مالیاتی ادارے کارڈ کے ذریعے ادائیگی حاصل کرنے والے سے خریدی گئی اشیا کی قیمت یا سہولیات کے معاوضہ کے تناسب سے فیس وصول کرتے ہیں۔

۲/۲ چارج کارڈ کی خصوصیات

۲/۲/۱ چارج کارڈ مخصوص مدت کے لیے متعین حد تک اُدھار کی سہولت حاصل کرنے کا ایک ذریعہ ہے۔ نیز یہ کارڈ ادائیگی کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔

۲/۲/۲ یہ کارڈ اشیاوخدمات کا معاوضہ ادا کرنے اور نقد رقم حاصل کرنے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

۲/۲/۳ اس کارڈ کے اصول وضوابط میں حاملین کو اُدھار لوٹانے کی مدت میں تجدید کی اجازت نہیں ہوتی بلکہ حاملِ کارڈ پر ادارے کی طرف سے بھیجے گئے حساب کے وصول کرنے کے بعد متعین مدت کے دوران خریدی گئی اشیا کی قیمت ادا کرنا لازم ہے۔

۲/۲/۴ اگر حاملِ کارڈ واجبات کی ادائیگی میں مجوزہ مدت سے بھی تاخیر کردے تو حاملِ کارڈ پر سود لاگو ہوگا۔ لیکن یہ سود ادارہ کی جانب سے لاگو نہیں کیا جائے گا۔

۲/۲/۵ کارڈ جاری کرنے والا ادارہ حاملِ کارڈ سے اشیا یا خدمات کی خریداری پر کچھ وصول نہیں کرتا۔ البتہ کارڈ قبول کرنے والے سے اس کارڈ کی وجہ سے بیچی گئی اشیا کی قیمت یا سہولیات کے معاوضہ میں وصول کی گئی رقم کا متعین فیصدی حصہ (بطورِ فیس) وصول کرتا ہے۔

۲/۲/۶ بینک اس بات کا التزام کرتا ہے کہ ادھار کی حد کے اندر چارج کارڈ قبول کرنے والے فریق کو سامان اور خدمات کا معاوضہ مقررہ مدت کے اندر دے دے۔ بینک کا خدمات اور بیچی گئی چیزوں کے معاوضہ کی ادائیگی کا یہ التزام کرنا انفرادی اور آزادانہ حیثیت میں ہے، اس کا حاملِ کارڈ اور کارڈ قبول کرنے والے فریق کے آپس کے تعلقات سے کوئی ربط نہیں ہے۔

۲/۲/۷ کارڈ جاری کرنے والے ادارہ کو یہ براہِ راست اور ذاتی حق ہے کہ وہ حاملِ کارڈ کی جانب سے کی گئی ادائیگیوں کو حاملِ کارڈ سے واپس وصول کرے۔ معاہدہ کی رو سے ادارہ کا یہ حق خالص اور مستقل ہے۔ یہ حق حاملِ کارڈ اور کارڈ قبول کرنے والے فریق کے مابین طے شدہ عقد کے تعلقات سے بالکل جدا ہے۔

۲/۳ کریڈٹ کارڈ کی خصوصیات

۲/۳/۱ یہ کارڈ متعین حد تک اُدھار کی سہولت دیتا ہے اور اس میں متعین مدت میں ادھار کی مدت کی تجدید کی جاتی ہے۔ کریڈٹ کارڈ ادائیگی کا بھی ایک ذریعہ ہے۔

۲/۳/۲ حاملِ کارڈ منظور شدہ اُدھار کی مدت کی حد تک اشیا و خدمات کی قیمت کی ادائیگی اس کارڈ سے کر سکتا ہے اور نقد رقم نکلوا سکتا ہے۔

۲/۳/۳ کریڈٹ کارڈ سے سامان کی خریداری یا خدمات کا معاوضہ ادا کرنے کی صورت میں حاملِ کارڈ کو ایک مہلت دی جاتی ہے جس کے اندر ادائیگی کرنے سے کوئی سود لاگو نہیں ہوتا جبکہ حاملِ کارڈ کو سود کے عوض مزید مہلت بھی دی جاتی ہے۔ البتہ نقد رقم نکلوانے کی صورت میں حاملِ کارڈ کو واپس ادائیگی کے لیے مفت مہلت نہیں دی جاتی۔

۲/۳/۴ جو شرائط اوپر پیرا ۲/۲ کی شق ۲/۲/۵، ۲/۲/۶ اور ۲/۲/۷ میں مذکور ہیں، وہ یہاں بھی لاگو ہوں گی۔

۳۔ مختلف قسموں کے کارڈز کے شرعی احکامات

۳/۱ ڈیبٹ کارڈ

بینک کے لیے ڈیبٹ کارڈ جاری کرنا جائز ہے اگر حاملِ کارڈ صرف اپنے اکاؤنٹ میں موجود رقم کا استعمال کرے۔ نیز کارڈ استعمال کرنے پر کسی قسم کے سودی فوائد لاگو نہ کیے جائیں۔

۳/۲ چارج کارڈ

چارج کارڈ کا اجرا درج ذیل شرائط کے ساتھ جائز ہے:

۳/۲/۱ حاملِ کارڈ پر عائد واجبات کی ادائیگی میں تاخیر کی وجہ سے سود کی شرط نہ لگائی جائے۔

۳/۲/۲ اگر ادارہ حاملِ کارڈ پر یہ شرط لگائے کہ وہ ضمانت کے طور پر ایک متعیّن رقم بینک میں رکھوائے جس کو وہ اپنے استعمال میں نہیں لا سکے گا، تو اس بات کی صراحت ضروری ہے کہ بینک اس رقم سے مضاربہ کی بنیاد پر سرمایہ کاری کرے گا اور اس کا نفع طے شدہ شرح کے مطابق حاملِ کارڈ اور بینک کے درمیان میں تقسیم کیا جائے گا۔

۳/۲/۳ بینک اس بات کی شرط ضرور لگائے کہ حامل کارڈ اس کارڈ کو شرعی اعتبار سے حرام کاموں میں استعمال نہیں کرے گا بصورت دیگر بینک کارڈ ضبط کرنے کا حق رکھتا ہے۔

۳/۳ کریڈٹ کارڈ

اداروں کے لیے کریڈٹ کارڈ جاری کرنا جائز نہیں ہے جس کو استعمال کرکے حاملِ کارڈ ادھار کی سہولت حاصل کرتا ہے اور اس کی ادائیگی قسطوں میں سود کے ساتھ کرتا ہے۔

۴- عمومی احکام

۱/۴ بینکوں کا 'کارڈز کی نگرانی کرنے والی بین الاقوامی تنظیموں' کے ساتھ معاہدہ کرنے کا حکم

۱/۱/۴ اداروں کے لیے کارڈز کی نگرانی کرنے والی بین الاقوامی تنظیموں کی رکنیت حاصل کرنا جائز ہے بشرطیکہ وہ اُن غیر شرعی شرائط کو قبول کرنے سے اجتناب کریں جو ان تنظیموں کی جانب سے بعض اوقات لاگو کی جاتی ہیں۔

۲/۱/۴ اداروں کے لیے کارڈز کی نگرانی کرنے والی بین الاقوامی تنظیموں کو رکنیت کی فیس دینا اور اُن کی طرف سے فراہم کردہ سہولیات کا معاوضہ دینا جائز ہے بشرطیکہ یہ فیس سود کی ادائیگی پر مشتمل نہ ہو اگرچہ بلاواسطہ ہی کیوں نہ ہو جیسے اُدھار میں مہلت کے اضافہ کی بنیاد پر فیس میں اضافہ کرنا۔

۲/۴ کارڈ جاری کرنے والے اداروں کا کارڈ قبول کرنے والے سے فیس وصول کرنا

کارڈ جاری کرنے والے اداروں کے لیے اس بات کی اجازت ہے کہ کارڈ قبول کرنے والے سے اشیا و خدمات کے معاوضہ کے تناسب سے ایک فیصدی حصہ بطورِ فیس کے وصول کریں۔

۳/۴ بینک کا حاملِ کارڈ سے فیس وصول کرنا

کارڈ جاری کرنے والے ادارہ کے لیے جائز ہے کہ وہ حامل کارڈ سے رکنیت کی فیس، کارڈ کے استعمال کی مدت کی تجدید کرانے کی فیس اور کارڈ تبدیل کرانے کی فیس وصول کرے۔

۴/۴ کارڈ سے سونا، چاندی اور نقدی خریدنا

ڈیبٹ کارڈ سے سونا، چاندی یا کرنسی خریدنا جائز ہے۔ اسی طرح چارج کارڈ سے بھی اس بات کی اجازت ہے بشرطیکہ بینک کارڈ قبول کرنے والے کو بغیر کسی تاخیر کے فوری طور پر واجبات کی ادائیگی کر سکتا ہو۔

۵/۴ کارڈ سے نقد رقم نکلوانا

۱/۵/۴ حاملِ کارڈ کو اس بات کی اجازت ہے کہ کارڈ کے ذریعے نقد رقم نکلوائے، چاہے

اکاؤنٹ میں موجود رقم کی حد تک ہو یا کارڈ جاری کرنے والے ادارے کے معاہدہ کے مطابق اس سے زیادہ ہو، بشرطیکہ اس زائد رقم نکلوانے پر کوئی سود لاگو نہ ہو۔

۲/۵/۴ کارڈ جاری کرنے والے ادارہ کو اس بات کی اجازت ہے کہ وہ کارڈ سے نقد رقم نکلوانے کی خدمت پر ایک مناسب متعین فیس مقرر کرے مگر یہ فیس نکلوائی جانے والی رقم کی مقدار کے تناسب سے نہ ہو۔

۶/۴ بینکوں کی طرف سے حاملینِ کارڈ کو دی جانے والی ترجیحی سہولیات کا حکم

۱/۶/۴ بینک کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ حاملِ کارڈ کو ایسی سہولیات دے جو شرعاً حرام ہیں جیسے زندگی کا مروجہ انشورنس یا ممنوعہ مقامات میں مفت داخلہ کی سہولت یا حرام تحائف کی فراہمی۔

۲/۶/۴ حاملینِ کارڈ کو ایسی ترجیحی سہولیات دینا جائز ہے جو شریعت میں حرام نہیں ہیں جیسے حاملِ کارڈ کو کسی خدمت کے حصول میں ترجیح دیے جانے کی سہولت دینا یا ہوٹل، ائیر لائن یا ریسٹورنٹ میں ریزرویشن کے وقت رعایت اور قیمت میں کمی کی سہولت دینا وغیرہ۔

۵- معیار کے اجرا کی تاریخ

یہ معیار ۲۷ صفر ۱۴۲۱ھ مطابق ۳۱ مئی ۲۰۰۰ء کو جاری کیا گیا۔

معیار کی منظوری

مجلسِ شرعی نے ڈیبٹ کارڈ اور کریڈٹ کارڈ سے متعلق معیار کی اپنے چوتھے اجلاس میں منظوری دی، جو ۲۵-۲۷ صفر ۱۴۲۱ھ مطابق ۲۹-۳۱ مئی ۲۰۰۰ء کو منعقد ہوا۔

ضمیمہ (الف)

معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد

مجلسِ شرعی نے اپنے پہلے اجلاس میں، جو بروز ہفتہ ۱۱ ذیقعدہ ۱۴۱۹ھ مطابق ۲۷ فروری ۱۹۹۹ء بحرین میں منعقد ہوا تھا، ڈیبٹ کارڈ اور کریڈٹ کارڈ سے متعلق شرعی معیار کو ترجیحی بنیادوں پر تیار کرنے کا فیصلہ کیا۔

ہفتہ ۱۱ ذیقعدہ ۱۴۱۹ھ مطابق ۲۷ فروری ۱۹۹۹ء ڈیبٹ اور کریڈٹ کارڈ کے معاملات پر تحقیق اور معیار کا ابتدائی مسودہ تیار کرنے کے لیے ایک شرعی مشیر کو ذمہ داری سونپی گئی۔

۱۳-۱۶ ربیع الاول ۱۴۲۰ھ مطابق ۲۷-۳۰ جون ۱۹۹۹ء کو منعقدہ اجلاس میں شرعی معیارات کی کمیٹی نے تحقیقی مسودہ کا جائزہ لیا اور اُس میں کچھ ترامیم کیں۔ کمیٹی نے اپنے تیسرے اجلاس میں جو کہ بحرین میں ۹-۱۱ رجب ۱۴۲۰ھ مطابق ۱۸-۲۰ اکتوبر ۱۹۹۹ء کو منعقد ہوا، معیار کے ابتدائی مسودہ کا بھی جائزہ لیا اور شرعی مشیر سے کمیٹی کے ممبران کی پیش کردہ تجاویز کی روشنی میں ترامیم کرنے کا مطالبہ کیا۔

معیار کا ترمیم شدہ مسودہ مجلسِ شرعی کے دوسرے اجلاس میں پیش ہوا، جو کہ مکہ مکرمہ میں ۱۰-۱۵ رمضان ۱۴۲۰ھ مطابق ۱۸-۲۲ دسمبر ۱۹۹۹ء کو منعقد ہوا تھا۔ مجلسِ شرعی نے معیار کے مسودہ میں مزید ترامیم منظور کیں اور مسودہ متعلقہ ماہرین کو بھیجنے کا فیصلہ کیا تاکہ مسودہ پر ان کی رائے حاصل کر کے جلسۂ سماعت میں اس پر غور کیا جا سکے۔

جلسۂ سماعت ۲۹-۳۰ ذوالحجہ ۱۴۲۱ھ مطابق ۴-۵ اپریل ۲۰۰۰ء کو بحرین میں منعقد ہوا جس میں تیس سے زائد شرکاء شریک ہوئے جن میں ماہرینِ شریعت، پروفیسرز، دیگر متعلقہ افراد کے ساتھ ساتھ مرکزی بینکوں، مالیاتی ادارے اور اکاؤنٹنگ فرمز کے نمائندے بھی شامل تھے۔ شرعی معیارات کی کمیٹی کے ممبران

نے جلسۂ سماعت میں تحریری آراء جو کہ اجلاس سے پہلے بھیجی گئیں اور جو اجلاس کے دوران پیش کی گئیں، کو سنا اور اُن کا جواب دیا اور ان پر تبصرہ کیا۔

شرعی معیارات کی کمیٹی نے اپنے پانچویں اجلاس میں جو کہ ۲۲ - ۲۴ محرم ۱۴۲۱ھ مطابق ۲۶ - ۲۸ اپریل ۲۰۰۰ء کو منعقد ہوا تھا، اُن تجاویز کا جائزہ لیا جو کہ عمومی اجلاس کے دوران پیش کی گئیں یا کمیٹی کو تحریری طور پر بھیجی گئی تھیں، اور مناسب ترامیم کرنے کا فیصلہ کیا۔

مجلسِ شرعی نے اپنے چوتھے اجلاس میں جو کہ مدینہ منورہ میں ۲۵ - ۲۷ صفر ۱۴۲۱ھ مطابق ۲۹ - ۳۱ مئی ۲۰۰۰ء کو منعقد ہوا تھا، اُن ترامیم کا جائزہ لیا جو کہ معیار میں شریعہ کمیٹی نے منظور کی تھیں اور مزید مناسب ترامیم کرنے کا فیصلہ کیا۔ اس معیار کے کچھ حصہ کی مجلسِ شرعی کے تمام ممبران نے اتفاقِ رائے سے منظوری دی جبکہ کچھ حصہ کی منظوری اکثر ممبران کی رائے کے مطابق کی گئی جیسا کہ مجلس کے اجلاسوں کی روئداد میں محفوظ ہے۔

ضمیمہ (ب)

شرعی احکام کی بنیادیں

(۱) ڈیبٹ کارڈ

معیار میں ذکر کردہ شرائط کے مطابق ڈیبٹ کارڈ جاری کرنا جائز ہے کیونکہ شرائط کے مطابق اس کو جاری کرنے سے کسی شرعی ممانعت کا ارتکاب لازم نہیں آتا، اور معاملات میں اصل اباحت ہے۔

(۲) چارج کارڈ

معیار میں ذکر کردہ شرائط کے مطابق چارج کارڈ جاری کرنا جائز ہے۔ کیونکہ اس صورت میں یہ کارڈ کسی شرعی ممانعت پر مشتمل نہیں ہوگا۔ نیز اس کارڈ کے معاملات میں حاملِ کارڈ کو اُدھار کی ایسی سہولت نہیں ملتی ہے جس کے بدلے اُس کو سود دینا پڑے۔ البتہ چارج کارڈ کے عقد میں شامل شرائط کی وجہ سے کبھی حرمت بھی آسکتی ہے یا حاملِ کارڈ اس طرح کا معاملہ کرے جس کی شریعت میں اجازت نہیں ہے۔

(۳) کریڈٹ کارڈ

جیسا کہ معیار میں ذکر کیا گیا ہے کہ کریڈٹ کارڈ جاری کرنا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ اس کی بنیاد ایسے معاہدہ پر ہوتی ہے جس میں حاملِ کارڈ قرض حاصل کر کے معین سود کے اضافہ کے ساتھ قرض کی مدت میں تجدید کرا سکتا ہے، جبکہ سود کا لینا اور دینا دونوں حرام ہیں۔ سود کی حرمت قرآن وسنت کی صریح اور واضح نصوص اور مسلمانوں کے اجماع سے ثابت ہے۔ نیز اس کی حرمت دین کے اُن مسائل میں سے ہے جو کہ بدیہی طور پر معلوم ہیں۔ بہر حال اگر کریڈٹ کارڈ کو اس طرح جاری کیا

جائے کہ جس سے سود اور دیگر شرعی ممنوعات کا ارتکاب لازم نہ آئے تو اسے جاری کرنا جائز ہے۔

(۴) اداروں کا کارڈز کی نگرانی کرنے والی بین الاقوامی تنظیموں کے ساتھ معاہدہ کرنا جائز ہے

کیونکہ یہ معاہدے کسی شرعی حکم کی خلاف ورزی پر مشتمل نہیں ہیں۔ ادارے جو فیس ادا کرتے ہیں، وہ اُن خدمات کی اُجرت ہے جو بین الاقوامی تنظیموں کی جانب سے فراہم کی جاتی ہیں جیسے لائسنس کا اجراء، مختلف معاملات میں واجب الاداء دیون کا تصفیہ وغیرہ، لہٰذا ان معاملات میں سودی قرضہ کی خرابی نہیں پائی جارہی ہے جبکہ اس بات کا لحاظ رکھا جائے کہ اداروں کے معاملات ڈیبٹ کارڈ اور چارج کارڈ تک محدود رہیں جو سود کی شرط سے خالی ہیں اور کریڈٹ کارڈ کے معاملات انجام نہ دیے جائیں۔

(۵) اس بات کی اجازت ہے کہ ادارے اُس فریق سے جس نے رقم کی وصولی بذریعہ کارڈ قبول کی ہے، فیس وصول کریں جو کہ اشیا کی قیمت اور خدمات کے معاوضہ کے تناسب سے ہو۔ اس لیے کہ یہ دلّالی، مارکیٹنگ یا دین کی وصولی کی خدمت کے معاوضہ کی طرح ہے۔

(۶) اداروں کے لیے جائز ہے کہ وہ حاملِ کارڈ سے رکنیت، کارڈ کے استعمال کی مدت کی تجدید یا کارڈ کی تبدیلی کی فیس وصول کرے کیونکہ یہ فیس کارڈ کے استعمال اور اس کی خدمات سے استفادہ کے بدلے میں ہے۔

(۷) ڈیبٹ کارڈ سے خریداری میں حکمی قبضہ حاصل ہوجاتا ہے جو کہ شرعاً معتبر ہے۔ لہٰذا اگر خریدار سونے، چاندی یا خریدی گئی کرنسی پر قبضہ کرلے اور کارڈ کو استعمال کرکے کارڈ قبول کرنے والے فرد کی رسید پر دستخط کردے تو حکمی قبضہ حاصل ہوجاتا ہے۔ ایسا ہی مجمع الفقہ الاسلامی کی قرارداد میں ہے کہ اکاؤنٹنگ انٹری سے قبضہ حکمی حاصل ہوجاتا ہے۔[1] اور اسی وجہ سے کارڈ سے سونے، چاندی اور کرنسی کی خریداری میں قیمت اور فروخت شدہ شے دونوں پر ایک مجلس میں قبضہ کی شرط پوری ہوجاتی ہے۔

(۸) حاملِ کارڈ کے لیے اس بات کی اجازت ہے کہ وہ کارڈ سے اپنے اکاؤنٹ میں موجود رقم کو نکالے

(۱) مجمع الفقہ الاسلامی کی قرارداد نمبر ۵۳ (۶/۴)۔

کیونکہ یہ اپنا مال لینا ہے۔ اسی طرح اس بات کی بھی اجازت ہے کہ وہ اپنے موجودہ فنڈ سے زیادہ رقم بینک سے نکالے جبکہ ادارہ نے اس کی اجازت دی ہو اور زیادہ رقم نکالنے پر سود کی ادئیگی کی شرط نہ لگائی ہو کیونکہ یہ جائز طریقے سے قرض دینا ہے۔

جن صورتوں میں حاملِ کارڈ پر استعمال سے پہلے زرِ ضمانت جمع کرانے کی شرط لگائی گئی ہو تو ادارے کے لیے اس بات کی اجازت نہیں ہے کہ وہ حاملِ کارڈ کو اس رقم کے منافع حاصل کرنے سے روکے؛ کیونکہ یہ «كلُّ قرضٍ جرَّ نفعًا فهو ربا» کی قبیل سے ہے۔ اسی وجہ سے اس کا متبادل یہ ہے کہ اس رقم کو مضاربہ کی بنیاد پر اکاؤنٹ میں جمع کیا جائے۔

شرعی معیار نمبر (۳)

ٹال مٹول کرنے والا مدیون (قرضدار)

(ترمیم شدہ معیار)

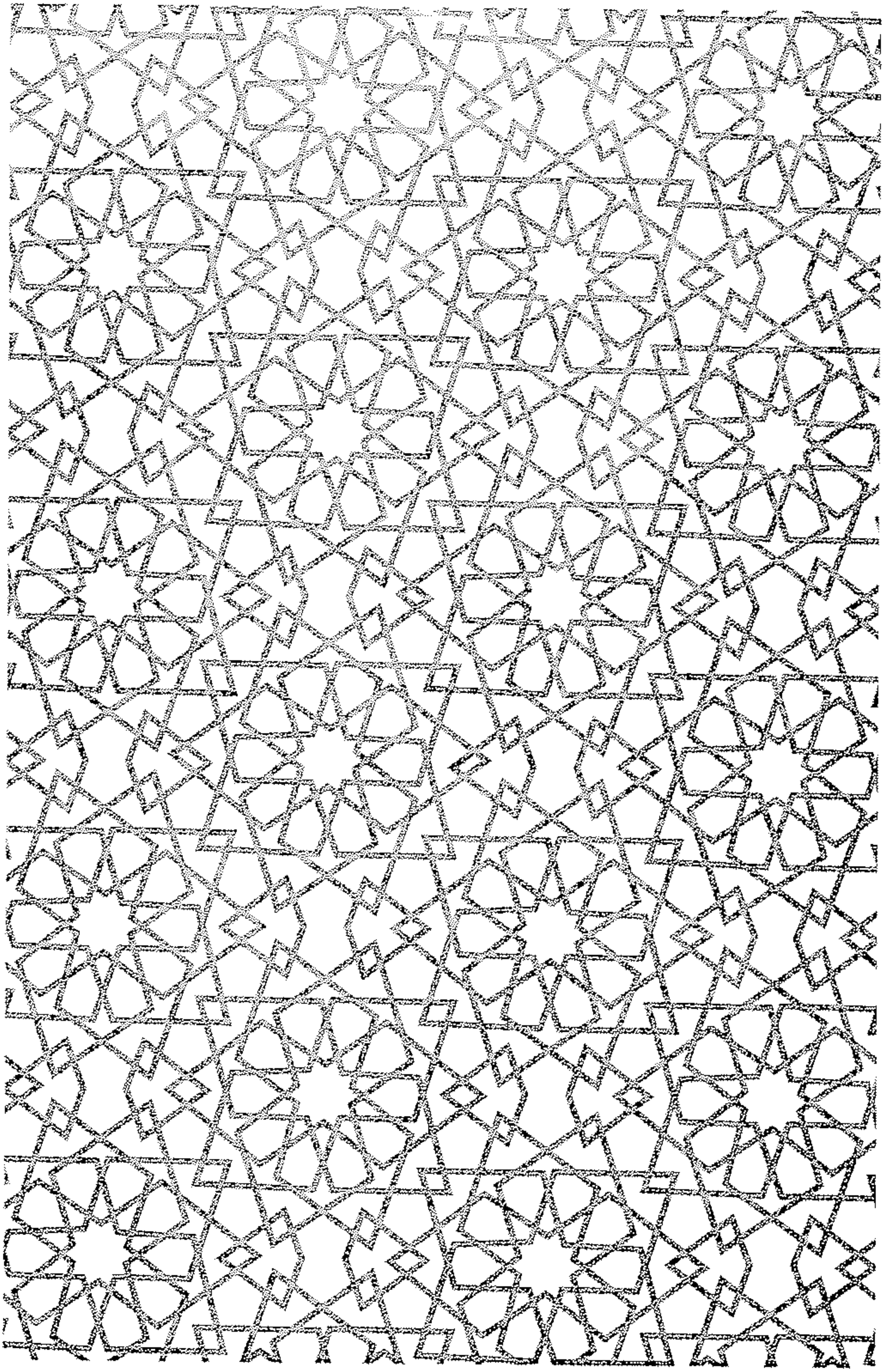

فہرست

دیباچہ ۱۰۴

معیار کا متن ۱۰۵

۱- معیار کا دائرۂ کار ۱۰۵

۲- شرعی حکم ۱۰۵

۳- معیار کے اجرا کی تاریخ ۱۰۸

معیار کی منظوری ۱۰۹

ضمیمہ جات

ضمیمہ (الف) معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد ۱۱۰

ضمیمہ (ب) شرعی احکام کی بنیادیں ۱۱۲

ضمیمہ (ج) فرہنگ ۱۱۹

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على أشرف المرسلين، سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه أجمعين.

دیباچہ

اس معیار کا مقصد اسلامی مالیاتی اداروں (ادارہ/ادارے)[1] کے معاملات کے ان احکامِ شرعیہ کو بیان کرنا مقصود ہے جو مالدار مدیون افراد کی جانب سے دیون کی وقتِ مقررہ پر ادائیگی میں تاخیر کرنے سے متعلق ہیں، نیز ان احکامِ شرعیہ کو بیان کرنا بھی مقصود ہے جو کفالت دینے والوں اور ٹھیکیداروں کی جانب سے اپنی ذمہ داریوں کی انجام دہی میں تاخیر کرنے سے متعلق ہیں، اور شرطِ جزائی کے حکم کو بیان کرنا بھی اس معیار کا مقصد ہے۔

واللہ الموفق...

(۱) "ادارہ/ادارے" کی اصطلاح یہاں اختصار کی غرض سے اسلامی مالیاتی اداروں کے لیے استعمال کی گئی ہے جن میں اسلامی بینک بھی شامل ہیں۔

معیار کا متن

۱- معیار کا دائرۂ کار

یہ معیار اس مدیون]قرضدار[کے بیان پر مشتمل ہے جو قدرت کے باوجود ٹال مٹول کر رہا ہو، اور اس ضامن کے بیان پر مشتمل ہے جو باوجود قدرت کے ٹال مٹول کر رہا ہو، اور اس ٹھیکیدار یا کنٹریکٹر کے بیان پر مشتمل ہے جو کام کی تکمیل میں تاخیر کردیں اور معاہدے میں موجود شرطِ جزائی کی بنا پر مدیون ہو جائیں۔

یہ معیار ان معاملات پر مشتمل نہیں ہوگا جہاں مدیون تنگدست ہو یا دیوالیہ ہو گیا ہو، یا مدیون نے کسی عذرِ شرعی کی وجہ سے ادائیگی میں تاخیر کی ہو۔

۲- شرعی حکم

۱/۲ ٹال مٹول کرنے والا مدیون

۱/۱/۲ مدیون کا دَین کی ادائیگی پر قدرت کے باوجود ٹال مٹول کرنا حرام ہے۔

۲/۱/۲ مدیون جب واجبات کی ادائیگی میں تاخیر کرے تو اُس پر مالی عوض کی شرط جائز نہیں ہے، خواہ یہ مالی عوض نقد کی صورت میں ہو یا کسی اثاثہ کی صورت میں ہو، اس صورت کو شرطِ جزائی کہا جاتا ہے، خواہ مالی عوض کی مقدار پہلے سے طے ہو یا نہ ہو۔ نیز چاہے یہ مالی عوض فوت شدہ نفع (یعنی متوقع نفع کے ضائع ہونے) کا عوض ہو یا کرنسی کی قدر تبدیل ہو جانے کی وجہ سے لگایا گیا ہو۔

۳/۱/۲ دَین کی ادائیگی میں تاخیر کی بنا پر ٹال مٹول کرنے والے مدیون سے عدالتی کارروائی کے ذریعے نقد یا کسی چیز کی صورت میں مالی جرمانے کا مطالبہ کرنا جائز نہیں ہے۔

۴/۱/۲ ٹال مٹول کرنے والا مدیون دعویٰ کے تمام اخراجات برداشت کرے گا نیز وہ

اخراجات بھی برداشت کرے گا جو دائن [قرض دینے والے] نے اپنے دَین کی وصولی کے لیے برداشت کیے ہوں۔

۲/۱/۵ دائن کو اس بات کا حق حاصل ہے کہ وہ رہن کو نقد میں تبدیل کرنے کے لیے اس کو بیچنے کا مطالبہ کرے، اسی طرح دائن کو یہ شرط لگانے کا بھی حق ہے کہ مدیون اس کو قیمت وصول کرنے کے لیے عدالت سے رجوع کیے بغیر رہن کو بیچنے کا اختیار دیدے۔

۲/۱/۶ معاہدہ میں یہ شرط لگانا جائز ہے کہ اگر باوجود قدرت کے مدیون نے قرض کی ایک قسط میں بھی تاخیر کی تو بقیہ تمام اقساط فوری طور پر واجب الادا ہو جائیں گی۔ بہتر یہ ہے کہ مدیون کو نوٹس دینے اور مناسب مدت گزرنے کے بغیر اس شرط کا اطلاق نہ کیا جائے۔ یہ اُس وقت ہے جب ہنگامی حالات واقع نہ ہوئے ہوں۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۵) "مقاصہ"، شق ۵/۱۔

۲/۱/۷ اگر مرابحہ کے معاملات میں مبیع اپنی سابقہ حالت پر قائم ہو اور خریدار قدرت کے باوجود قیمت کی ادائیگی میں ٹال مٹول سے کام لے رہا ہو، بعد میں دیوالیہ ہو جائے تو فروخت کنندہ [ادارے] کو یہ حق حاصل ہے کہ گاہک کو دیوالیہ قرار دلانے کے عمل میں جانے کے بجائے مبیع کو واپس لے لے۔

۲/۱/۸ اُدھار کے معاملات، جیسے مرابحہ، میں یہ شرط لگانا جائز ہے کہ مدیون یہ التزام کرے کہ باوجود قدرت کے ادائیگی میں ٹال مٹول کرنے کی صورت میں وہ متعیّن رقم یا واجب الادا رقم کا ایک حصہ صدقہ کرے گا بشرطیکہ یہ رقم ادارے کی مجلسِ شرعی کی سرپرستی میں صدقہ کے مصارف میں خرچ کی جائے۔

۲/۲ ضامن

۲/۲/۱ دائن کے لیے جائز ہے کہ مدیون یا ضامن میں سے جس سے چاہے دَین کا مطالبہ کرے بشرطیکہ ضامن نے یہ شرط نہ رکھی ہو کہ دَین کا مطالبہ پہلے مدیون سے

کیا جائے گا۔

۲/۲/۲ قدرت کے باوجود ٹال مٹول کرنے والے ضامن پر وہی احکامات لاگو ہوں گے جو ٹال مٹول کرنے والے مدیون پر ہوتے ہیں۔

۳/۲ ٹھیکیدار/کنٹریکٹر

ٹھیکیداری، اِستصناع اور فراہمیٔ اشیا کے معاہدات میں شرط جزائی کو لاگو کرنا جائز ہے۔ شرط جزائی کی رقم ادا نہ کرنے کی صورت میں ٹھیکیدار اور حکومتی کنٹریکٹر پر وہی احکامات لاگو ہوں گے جو قدرت کے باوجود ٹال مٹول کرنے والے مدیون پر ہوتے ہیں۔ ٹھیکیدار کے واجبات میں سے کٹوتی کرنا جائز ہے۔

۴/۲ باوجود قدرت کے ٹال مٹول کرنے پر غیر مالی سزائیں

ادارے کو اس بات کا حق حاصل ہے کہ وہ ادائیگی میں ٹال مٹول سے کام لینے والے مدیون کا نام اُن گاہکوں کی فہرست میں شامل کردے جن سے معاملات کرنا ناپسندیدہ قرار دیا گیا ہے (بلیک لِسٹ) اور دیگر بینکوں کو اس سے متنبہ کردے، چاہے یہ تنبیہ دیگر بینکوں کی جانب سے اس کے متعلق استفسار کے وقت ہو یا براہِ راست بینکوں کے ایک دوسرے سے اُس لِسٹ کے باہمی تبادلہ کے ذریعہ ہو۔

۵/۲ عمومی احکامات

۱/۵/۲ ادارے کو اس بات کا حق حاصل ہے کہ ٹال مٹول کرنے والے مدیون کے حالات اور اس کے مالی معاملات کی نگرانی کے لیے ہر قسم کے جائز اور قانونی ذرائع اختیار کرے۔

۲/۵/۲ اگر ٹال مٹول کرنے والا مدیون ادائیگی کے وقت واجب الادا دَین سے کچھ زائد دیدے تو اس کے قبول کرنے میں کوئی قباحت نہیں ہے، بشرطیکہ اس اضافے پر کوئی تحریری یا زبانی یا ذہنی یا عرفی یا متفقہ شرط نہ ہو۔

۳/۵/۲ ادارے کے لیے یہ شرط لگانا جائز ہے کہ ادھار معاملات میں دَین کی ادائیگی میں

تاخیر کی صورت میں ادارے کو گاہک کے اپنے پاس کھولے گئے کسی بھی اکاؤنٹ سے دَین وصول کرنے کا حق ہوگا، چاہے وہ اکاؤنٹ کرنٹ ہو یا سیونگ اور اگر اکاؤنٹ اسی کرنسی میں ہو جس میں دَین واجب ہوا ہے تو اس کام کے لیے مدیون کی اجازت بھی ضروری نہیں ہے۔ البتہ اگر اکاؤنٹ دوسری کرنسی میں ہو تو موجودہ بازاری نرخ کو ملحوظ رکھتے ہوئے شرحِ تبادلہ متعین کرنا ضروری ہے۔

۶/۲ ٹال مٹول کرنے کا ثبوت

جب مدیون وقت مقررہ پر معمول کے مطالبہ کے بعد دَین کی ادائیگی میں تاخیر کرے تو اس طرزِ عمل سے اس کا ٹال مٹول کرنا ثابت ہو جائے گا۔ بشرطیکہ مدیون اپنا تنگدست ہونا ثابت نہ کرے۔

۳- معیار کے اجرا کی تاریخ

یہ معیار ۲۷ صفر ۱۴۲۱ھ مطابق ۳۱ مئی ۲۰۰۰ء کو جاری کیا گیا۔

معیار کی منظوری

مجلسِ شرعی نے ٹال مٹول کرنے والے مدیون سے متعلق معیار کی اپنے چوتھے اجلاس میں منظوری دی، جو ۲۵-۲۷ صفر ۱۴۲۱ھ مطابق ۲۹-۳۱ مئی ۲۰۰۰ء کو منعقد ہوا۔[1]

(۱) مجلسِ شرعی نے ۲۸ شعبان - یکم رمضان ۱۴۳۵ھ مطابق ۲۶ - ۲۸ جون ۲۰۱۴ء کو مدینہ منورہ میں منعقدہ اپنے اڑتالیسویں اجلاس میں اس معیار کی موجودہ ترمیم شدہ معیار حالت میں منظوری دی۔

ضمیمہ (الف)

معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد

مجلسِ شرعی نے اپنے پہلے اجلاس میں، جو کہ بروز ہفتہ ۱۱ ذیقعدہ ۱۴۱۹ھ مطابق ۲۷ فروری ۱۹۹۸ء کو بحرین میں منعقد ہوا، ٹال مٹول کرنے والے مدیون سے متعلق شرعی معیار ترجیحی بنیادوں پر تیار کرنے کا فیصلہ کیا۔

بروز ہفتہ ۱۱ ذیقعدہ ۱۴۱۹ھ مطابق ۲۷ فروری ۱۹۹۹ء ٹال مٹول کرنے والے مدیون سے متعلقہ معاملات پر تحقیق اور معیار کا ابتدائی مسودہ تیار کرنے کے لیے ایک شرعی مشیر کو مقرر کیا گیا۔

۱۳-۱۶ ربیع الاول ۱۴۲۰ھ مطابق ۲۷-۳۰ جون ۱۹۹۹ء کو منعقدہ اجلاس میں شرعی تحقیقاتی کمیٹی نے تحقیقی مسودہ کا جائزہ لیا اور اس میں کچھ ترامیم کیں۔ اسی طرح کمیٹی نے اپنے تیسرے اجلاس میں جو کہ بحرین میں ۹-۱۱ رجب ۱۴۲۰ھ مطابق ۱۸-۲۰ اکتوبر ۱۹۹۹ء کو منعقد ہوا، معیار کے ابتدائی مسودہ کا جائزہ لیا اور شرعی مشیر سے کمیٹی کے ممبران کی پیش کردہ تجاویز کی روشنی میں ترامیم کرنے کا مطالبہ کیا۔

معیار کا ترمیم شدہ مسودہ مجلسِ شرعی کے دوسرے اجلاس میں پیش ہوا، جو کہ مکہ مکرمہ میں ۱۰-۱۵ رمضان ۱۴۲۰ھ مطابق ۱۸-۲۲ دسمبر ۱۹۹۹ء کو منعقد ہوا تھا۔ مجلسِ شرعی نے معیار کے مسودہ میں مزید ترامیم منظور کیں اور مسودہ متعلقہ ماہرین کو بھیجنے کا فیصلہ کیا تاکہ مسودہ پر اُن کی رائے حاصل کر کے جلسۂ سماعت میں غور کیا جا سکے۔

جلسۂ سماعت ۲۹-۳۰ ذوالحجہ ۱۴۲۱ھ مطابق ۴-۵ اپریل ۲۰۰۰ء کو بحرین میں منعقد ہوا، جس میں تیس سے زیادہ شرکاء شریک ہوئے، جن میں ماہرینِ شریعت، یونیورسٹی کے اساتذہ، دیگر متعلقہ افراد کے ساتھ ساتھ مرکزی بینکوں، مالیاتی ادارے اور اکاؤنٹنگ فرمز کے نمائندے بھی شامل تھے۔ شریعہ مطالعاتی

کمیٹی کے ممبران نے جلسۂ سماعت میں تحریری آراء جو کہ اجلاس سے پہلے بھیجی گئیں اور جو اجلاس کے دوران پیش کی گئیں، کو سنا اور اُن کا جواب دیا۔

شرعی تحقیقاتی کمیٹی نے اپنے پانچویں اجلاس میں جو کہ ۲۲-۲۴ محرم ۱۴۲۱ھ مطابق ۲۶-۲۸ اپریل ۲۰۰۰ء کو منعقد ہوا تھا، اُن تجاویز کا جائزہ لیا جو کہ جلسۂ سماعت کے دوران پیش کی گئیں یا کمیٹی کو تحریری طور پر بھیجی گئی تھیں، اور مناسب ترامیم کرنے کا فیصلہ کیا۔

مجلسِ شرعی نے اپنے چوتھے اجلاس میں جو کہ مدینہ منورہ میں ۲۵-۲۷ صفر ۱۴۲۱ھ مطابق ۲۹-۳۱ مئی ۲۰۰۰ء کو منعقد ہوا تھا، اُن ترامیم کا جائزہ لیا جو کہ معیار میں شرعی تحقیقاتی کمیٹی نے منظور کی تھیں اور مزید مناسب ترامیم کرنے کا فیصلہ کیا، اور اس معیار کے کچھ حصہ کی مجلسِ شرعی کے تمام ممبران نے اتفاقِ رائے سے منظوری دی جبکہ کچھ حصہ کی منظوری اکثر ممبران کی رائے کے مطابق کی گئی جیسا کہ مجلس کے اجلاسوں کی روئداد میں محفوظ ہے۔

شرعی معیارات کی نظرِ ثانی کمیٹی نے قطر میں محرم ۱۴۳۳ھ مطابق نومبر ۲۰۱۱ء کو اپنے اجلاس میں اس معیار پر نظرِ ثانی کی۔ بحث وتمحیص کے بعد کمیٹی نے اضافہ، حذف اور جملوں کی تبدیلی سے متعلق کئی ترامیم کو مناسب سمجھا اور منظوری کے لیے ترامیم کو مجلسِ شرعی کے ملاحظہ کے لیے پیش کیا۔

مجلسِ شرعی نے اپنے اڑتیسویں اجلاس میں جو کہ مدینہ منورہ میں ۲۸ شعبان - یکم رمضان ۱۴۳۵ھ مطابق ۲۶-۲۸ جون ۲۰۱۴ء کو منعقد ہوا تھا، اُن ترامیم پر غور کیا جو کہ کمیٹی نے نظرِ ثانی کے بعد پیش کی تھیں، اور بحث وتمحیص کے بعد مجلسِ شرعی نے مناسب ترامیم کو منظور کیا اور معیار کی موجودہ نظرِ ثانی شدہ حالت میں منظوری دی۔

ضمیمہ (ب)

شرعی احکام کی بنیادیں

ٹال مٹول کرنے والا مدیون

مدیون پر وقتِ مقررہ پر قرض ادا کرنا واجب ہے۔ جو مدیون قرض ادا کرنے پر قادر ہو، شرعاً اُس کا ٹال مٹول کرنا حرام ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: "مالدار آدمی کا ٹال مٹول کرنا ظلم ہے"،(۱) اور رسول اللہ ﷺ کا یہ بھی فرمان ہے: "باوجود قدرت کے ٹال مٹول کرنے والے کی عزت اور سزا حلال ہے"۔(۲) نیز نبی کریم ﷺ نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کے قول "ہر حقدار کا حق ادا کرو" کی تصدیق فرمائی۔(۳) علماء کرام کا ایسے مدیون کو سزا دیے جانے کے جواز پر اتفاق ہے۔(۴) تاہم تنگدست مدیون کو آسانی حاصل ہونے تک

(۱) صحیح بخاری ۲/۷۹۹ مطبوعہ دارالقلم۔ دمشق ۱۴۰۱ھ/ ۱۹۸۱ء صحیح مسلم ۱۰/۲۸۸ مطبوعہ مع شرح النووی: مکتبہ مصریہ، قاہرہ۔ ۱۳۴۹ھ/ ۱۹۳۰ء مسند احمد ۲/۲۴۵، ۷۱ مطبوعہ مکتبِ اسلامی، دمشق۔

(۲) امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو ذکر کیا ہے ۴/۳۹۹، ۳۸۸۔ امام ترمذی کے سوا سنن کی کتابوں کے مصنفین، امام بیہقی، امام حاکم اور امام ابنِ حبان رحمۃ اللہ علیہ نے یہ حدیث روایت کی ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو تعلیقاً بیان کیا ہے۔ ابنِ حجر رحمۃ اللہ علیہ فتح الباری میں لکھتے ہیں: اس حدیث کی سند حسن ہے۔ نیل الاوطار ۵/۲۴۰ مطبوعہ مصطفیٰ البابي الحلبی، قاہرہ، ۱۳۷۸ھ/ ۱۹۵۱ء، فیض القدیر ۵/۴۰۰ مطبوعہ مصطفیٰ محمد، قاہرہ، ۱۳۷۱ھ/ ۱۹۳۸ء۔

(۳) امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کا یہ قول روایت کیا ہے۔ جب حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کی یہ بات نبی کریم ﷺ کے سامنے ذکر کی گئی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "سلمان نے سچ کہا"۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ سننِ ترمذی ۲/۶۶ مطبوعہ بولاق۔

(۴) بدائع الصنائع ۷/۱۷۳ دار الکتاب العربي، بیروت، ۱۹۸۲ء۔ المہذب ۳/۲۴۵ مطبوعہ دارالقلم، دمشق، ۱۴۱۷ھ/ ۱۹۹۶ء، المغنی ۴/۵۰۱ مکتبہ الریاض الحدیثہ، ریاض۔ حاشیہ قلیوبی ۲/۲۸۸ مطبوعہ دارالفکر بیروت، د۔ت، معجم الاصطلاحات الاقتصادیہ صفحہ ۳۱۴ مطبوعہ المعہد العالمی للفکر الاسلامی۔ ورجینا۔ متحدہ امریکا ۱۴۱۵ھ/ ۱۹۹۵ء، =

بہر حال مہلت دی جائے گی۔

مالی جرمانہ کی شرط لگانا اور عدالتی چارہ جوئی کے ذریعے اس کا مطالبہ کرنا

مدیون پر ادائیگی میں تاخیر کی بناء پر کوئی جرمانہ ادا کرنے کی شرط لگانا اور عدالت کے ذریعے اس کا مطالبہ کرنا جائز نہیں ہے، چاہے یہ شرط ادھار معاملے کی ابتداء میں ہو یا ادھار کی مدت کے اختتام پر ہو، کیونکہ یہ سود ہے اور ایسی شرط باطل ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے "مسلمانوں پر اپنی شرائط کی پاسداری لازم ہے سوائے اُن شرائط کے جو حرام کو حلال کردے یا حلال کو حرام کردے"۔ (۱) اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ سود خور زمانہ جاہلیت میں یہی کہا کرتے تھے کہ: "یا تم قرض ادا کرو یا اس پر اضافہ دو؟"۔ اور اس وجہ سے بھی کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک بڑی جماعت کی جانب سے ہر ایسے قرض کی ممانعت ثابت ہے جو کوئی فائدہ کھینچ کر لائے۔ اور اسی بناء پر مجمع الفقہ الاسلامی نے ایک قرارداد جاری کی ہے، جس کا متن یہ ہے کہ: "ادائیگی میں تاخیر کی بناء پر کسی جرمانہ کی شرط لگانا شرعاً جائز نہیں ہے"۔ (۲)

دیون کی ادائیگی میں تاخیر پر شرط جزائی کا حکم لگانا درست نہیں ہے، اس لیے کہ دیون میں اضافہ ربا ہے، البتہ دیون کے علاوہ استصناع اور ٹھیکیداری کے معاہدوں میں اس کی صورت مختلف ہے۔ چونکہ عدالت کا فیصلہ عاقدین پر لازم ہوتا ہے، لہٰذا اس جرمانہ کو نہ خود لازم کرنا جائز ہے اور نہ ہی اس کے التزام پر عدالت کی مدد لینا جائز ہے۔

عدالتی چارہ جوئی کے اخراجات

ٹال مٹول کرنے والا مدیون عدالتی چارہ جوئی اور اس سے متعلقہ دیگر اخراجات برداشت کرے گا

= دلیل المصطلحات الفقہیۃ الاقتصادیۃ صفحہ ۲۷۴ مطبوعہ کویت فائنانس ہاؤس، کویت، ۱۴۱۲ھ / ۱۹۹۲ء۔

(۱) امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے سنن احمد ۳۱۲/۱، ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے جید سند کے ساتھ سنن ابن ماجہ ۷۸۴/۲ مطبوعہ مصطفی البابی الحلبی، قاہرہ۔ ۱۳۷۲ھ / ۱۹۵۲ء، امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے مستدرک مطبوعہ حیدرآباد، ہندوستان۔ ۱۳۵۵ھ، امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے سنن بیہقی ۱۵۶/۶، ۷۰، ۱۳۳/۱۰ مطبوعہ حیدرآباد ہندوستان۔ ۱۳۵۵ھ، امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے سنن الدارقطنی ۷۷/۳، ۲۲۸/۴ مطبوعہ دارالمحاسن للطباعۃ۔ قاہرہ ۱۳۷۲ھ / ۱۹۵۲ء اس حدیث کو روایت کیا ہے۔

(۲) مجمع الفقہ الاسلامی، قرارداد نمبر ۵۱، رسالہ مجمع الفقہ الاسلامی، اشاعت ۶ جلد ۱ صفحہ ۱۹۳، اور اشاعت ۷ جلد ۲ صفحہ ۹۔

کیونکہ وہی ان اخراجات سبب بنا۔[1]

رہن کو بیچنا

مدیون کی طرف سے گروی رکھوائے ہوئے مال اور مدیون کے قبضہ میں موجود اموال کو بیچنے کا مطالبہ کرنا جائز ہے تاکہ ان اموال کو بیچ کر دَین وصول کیا جاسکے، اسی طرح مدیون سے رہن کے بیچنے کا اختیار حاصل کرلینا بھی جائز ہے کیونکہ دائن کو اصلاً رہن بیچنے کی اجازت ہے اور مدیون سے اِس اختیار کو حاصل کرلینے سے رہن بیچنے کے معاملات مختصر ہوجاتے ہیں۔[2]

قسطوں کی ادائیگی کا فوراً لازم ہونا

دائن کو اس بات کا حق ہے کہ مدیون کی جانب سے کسی بھی قسط کی ادائیگی میں تاخیر کی وجہ سے تمام قسطوں کی ادائیگی فوراً لازم ہونے کی شرط لگادے۔ اسی کے مطابق مجمع الفقہ الاسلامی کی قرارداد جاری ہوئی ہے، جس کا متن یہ ہے: "اُدھار چیز فروخت کرنے والے شخص کا مدیون کی جانب سے قسطوں کی ادائیگی میں تاخیر کی بناء پر مقررہ وقت سے پہلے تمام قسطوں کی ادائیگی لازم ہونے کی شرط لگانا شرعاً جائز ہے جبکہ مدیون نے عقد کے وقت اس شرط پر اتفاق کیا ہو"۔[3] یہ شرط صحیح ہے کیونکہ قرآن وحدیث میں اس کی ممانعت پر کوئی نص موجود نہیں ہے۔ اور اس وجہ سے بھی کہ یہ دائن کی ایک جائز مصلحت کو ثابت کرتا ہے[4] اور

---

(۱) اس بات کی بعض علماء نے صراحت کی ہے جیسے ابنِ تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے اختیارات میں اور مختصر الفتاویٰ صفحہ نمبر ۳۴۶ میں اور مرداوی رحمۃ اللہ علیہ نے انصاف میں اور شیخ محمد بن ابراہیم نے دیکھیے: بحث الشیخ ابن منیع فی اعمال الندوۃ الفقہیۃ الرابعۃ۔ صفحہ ۲۲۶ تا ۲۲۷۔ کویت فائنانس ہاؤس ۱۴۱۶ھ ۔ ۱۹۹۵ء۔

(۲) الروض المربع ۲/۲۷۴، دار التراث۔ قاہرہ

(۳) مجمع الفقہ الاسلامی کی قرارداد نمبر ۵۱، شمارہ نمبر ۶ جلد نمبر ۱ صفحہ ۱۹۳، اور شمارہ ۷ جلد ۲ صفحہ ۹ اور اسی کی توثیق قرارداد نمبر ۶۴/۲/۷ کے ذریعے کی گئی ہے۔ دیکھیے ملک عبدالعزیز یونیورسٹی کا رسالہ الاقتصاد الاسلامی صفحہ ۸۹۔

(۴) ابنِ عابدین رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: اگر یہ کہا کہ میں معاملے سے اُدھار کو ختم کرتا ہوں اور اسے چھوڑتا ہوں تو دَین کی ادائیگی فوری طور پر لازم ہوجائیگی۔ حاشیہ ابنِ عابدین: ۱۵۷/۵ مطبوعہ دار الفکر۔ بیروت ۱۳۹۹ھ / ۱۹۷۹ء اور کویت فائنانس ہاؤس کے مجلسِ شرعی نے اس کی تائید کی ہے۔ فتویٰ نمبر ۵۴۲ الفتاویٰ الشرعیۃ فی المسائل الاقتصادیۃ، کویت فائنانس ہاؤس، جلد ۴ صفحہ ۱۸۔

بہرحال قسطوں کی ادائیگی فوری طور پر لازم ہونے کی شرط کے نفاذ سے پہلے مدیون کو اطلاع دینا، یہ اُس کو یاددہانی کرانے اور ادائیگی کے لیے مناسب مہلت دینے کے قبیل سے ہے۔

مبیع کو واپس لینے کا حق

جب مبیع مرابحہ و دیگر معاملات میں بعینہ باقی ہو اور خریدار قیمت کی ادائیگی میں ٹال مٹول سے کام لیتا ہو پھر وہ دیوالیہ ہو جائے تو فروخت کنندہ کو اس بات کا حق ہے کہ وہ خریدار کو عدالت سے دیوالیہ قرار دیے جانے کے بجائے مبیع کو واپس لے لے جبکہ وہ مبیع اسی حالت میں باقی ہو کیونکہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”جس نے کوئی سامان بیچا پھر اُس کا مالک دیوالیہ ہو گیا اور فروخت کنندہ کو وہ چیز بعینہ مل جائے تو فروخت کنندہ اُس چیز کا دیگر دائنین کے مقابلے میں زیادہ حقدار ہے“۔ (۱)

ٹال مٹول کرنے والے مدیون کا صدقہ کی ادائیگی کی شرط کو اپنے اوپر لازم کرنا

ٹال مٹول کرنے والے مدیون پر دَین سے زائد ایک متعین رقم کا صدقہ اپنے اوپر لازم کرنے کی شرط لگانا، جسے ادارہ صدقہ کے مصارف میں خرچ کرنے کا پابند ہوگا۔ یہ التزام بالتبرع کی قبیل سے ہے جو کہ مالکیہ کے مذہب میں معروف ہے۔ اور یہ فقہاء مالکیہ میں سے ابو عبداللہ بن نافع اور محمد بن ابراہیم بن دینار رحمہما اللہ کا قول ہے۔ (۲)

ضامن

ضامن سے ہر وہ مطالبہ کیا جا سکتا ہے جو مدیون سے کیا جا سکتا ہے کیونکہ ضمانت نے دَین کے مطالبہ میں ایک کی ذمہ داری کو دوسرے کی ذمہ کے ساتھ ملا دیا ہے۔ اس کی دلیل باری تعالیٰ کا حضرت یوسف علیہ السلام کی زبانی ارشاد ہے: ﴿وَ اَنَا بِهٖ زَعِيْمٌ﴾ کہ (اور میں اس بات کا کفیل ہوں)۔ (۳) اس کے علاوہ اس وجہ

---

(۱) صحیح بخاری ۲/۸۴۶، صحیح مسلم ۱۰/۲۲۱ مزید دیکھیے: المہذب للشیرازی ۳/۲۵۳ مطبوعہ دار القلم دمشق ۱۴۱۷ھ/۱۹۹۶ء۔

(۲) دیکھیے کتاب: امام حطاب کی تحریر الکلام فی مسائل الالتزام اور کویت فائنانس ہاؤس کے فتاویٰ ندوہ فقہیہ رابعہ۔

(۳) سورۃ یوسف: ۷۲۔

سے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کی بات کی توثیق فرمائی جب انہوں نے ایک مرحوم کے دَین کی ضمانت لیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ "یارسول اللہ! وہ (دو دینار) میرے ذمہ ہیں"۔ (۱) اُصولی طور پر دَین کا مطالبہ مدیون یا ضامن کسی سے بھی کیا جاسکتا ہے کیونکہ یہی دَین کی ضمانت لینے کا مقتضیٰ ہے۔ جب تک کہ یہ شرط نہ ہو کہ دَین کا مطالبہ ترتیب سے ہوگا، یعنی ابتداءً مدیون سے مطالبہ کیا جائے گا، اگر وہ ادائیگی نہ کرے تو ضامن سے مطالبہ کیا جائے گا۔ ترتیب کی شرط لگانا درست ہے اور مسلمانوں پر اپنی عائد کردہ جائز شرائط کی پاسداری لازم ہے۔

ٹھیکیدار یا کنٹریکٹر

ٹھیکیداری، اِستصناع اور اشیا سپلائی کے معاہدات میں شرطِ جزائی کی صراحت کرنا جائز ہے اس لیے کہ یہ شرط اُن شرائط میں سے ہے جن کو معاہدہ کے ساتھ لگانا دُرست ہے، کیونکہ یہ شرط نہ حلال کو حرام کرتی ہے اور نہ ہی حرام کو حلال کرتی ہے۔ دلیل نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد ہے: "مسلمانوں پر اپنی عائد کردہ شرائط کی پاسداری لازم ہے مگر وہ شرط جو حرام کو حلال کردے یا حلال کو حرام کردے"۔ (۲) نیز حضرت شریح رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ "جس شخص نے اپنے اُوپر کوئی شرط خوشی سے بغیر کسی کی زبردستی کے عائد کی تو اُسے پورا کرنا لازم ہے"۔ اسی سے متعلق مجمع الفقہ الاسلامی کی قرارداد منظور ہوئی ہے، جس کا متن یہ ہے: "استصناع کے معاہدے میں عاقدین کی باہمی رضامندی سے شرطِ جزائی شامل کیا جاسکتا ہے [لیکن یہ شرط اس وقت تک ہی نافذ العمل ہے] جب تک کہ مدیون پر کوئی ہنگامی حالات واقع نہ ہوئے ہوں"۔ (۳) اس وجہ سے بھی کہ حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب میں معاہدہ میں لگائی گئی تمام شرائط کا دُرست ہونا ہی اصل ہے۔ اسی بات کو سعودی عرب کی ہیئۃ کبار العلماء نے اتفاق رائے سے منظور کیا ہے، جس کا متن یہ ہے: "مجلس بالاتفاق یہ بات منظور کرتی ہے کہ شرطِ جزائی جس کی شرط معاہدوں میں لگانے کا عرف ہے، ایک ایسی شرط ہے جو کہ صحیح اور معتبر ہے"۔

---

(۱) امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ۲/۸۰۳، ۸۰۰ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ و دیگر نے اس حدیث کو روایت کیا ہے۔

(۲) اس کی تخریج صفحہ نمبر ۱۱۳ پر گذر چکی ہے۔

(۳) مجمع الفقہ الاسلامی کی قراردادیں: قرارداد نمبر ۶۵ (۷/۳) نیز رسالہ المجمع ساتواں صورت، جلد نمبر ۲، صفحہ نمبر ۲۲۳۔

[1]نیز یہ بات کسی سے پوشیدہ نہیں ہے کہ شرطِ جزائی کی اجازت اُن معاملات میں ہے جن میں مقصود نقدی کے بجائے عمل یا کوئی اثاثہ ہو، (جیسے اِستصناع اور ٹھیکیداری کے معاملات)۔

باوجود قدرت کے ٹال مٹول کرنے والے مدیون کے لیے غیر مالی سزائیں

اِن سزاؤں کی دلیل مذکورہ حدیث ہے جس سے فقہاء کرام نے یہ مسئلہ مستنبط کیا ہے: "باوجود قدرت کے ٹال مٹول کرنے والے کی عزت اور سزا حلال ہے"۔ [2] لہٰذا اُس کے ٹال مٹول کی وجہ سے شکایت کرنا حرام غیبت میں سے نہیں ہے بلکہ دوسرے اداروں کو اس سے متنبہ کرنا ضروری ہے، جس کا تعلق ضروری خیر خواہی میں سے ہے۔

عمومی احکامات

(الف) اِستطاعت کے باوجود بلا عذر دَین کی ادائیگی میں تاخیر کرنے والے مدیون کے حالات کی چھان بین کرنا؛ یہ مدیون کی نگرانی کی قبیل سے ہے جس کو فقہاء نے جائز قرار دیا ہے۔ تاکہ اس کے ذریعہ اُس مال سے دَین وصول کیا جاسکے جس کو ٹال مٹول کرنے والے مدیون نے دائن سے پوشیدہ رکھا ہوا ہے۔ نیز اس عمل کو دوسروں کے معاملات میں دخل اندازی نہیں شمار کیا جائے گا۔

(ب) مدیون کا محض اپنی مرضی سے بغیر کسی شرط یا عرف کے دَین کی مقدار میں کچھ اضافہ کرکے دینا حسنِ اداء کے قبیل سے ہے؛ باری تعالیٰ کے اِس ارشاد کے مطابق: "نیکی کرنے والوں پر کوئی پابندی نہیں ہے"۔ [3] نیز حدیث میں ہے کہ: "تم میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جو تم میں ادائیگی میں سب سے بہتر ہو"۔ [4] نبی کریم ﷺ عموماً دَین کو اضافے کے ساتھ واپس ادا

(۱) ابحاث ہیئۃ کبار العلماء سعودی عرب، جلد اول، الشرط الجزائی، مطبوعہ مکتبہ ابن خزیمہ، ریاض، ۱۴۱۲ھ۔

(۲) اس حدیث کی تخریج صفحہ نمبر ۱۱۲ میں گذر چکی ہے۔

(۳) سورۃ التوبہ: ۹۱۔

(۴) امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ فیض القدیر ۳/۴۹۷۔

کرتے تھے۔ البتہ اس کے جواز کے لیے یہ شرط ہے کہ معاہدہ میں اس کی شرط نہ لگائی جائے اور نہ ہی اس کا کوئی عرف ہو کیونکہ عرف کو بھی شرط کی طرح ملحوظ رکھا جاتا ہے۔ نیز جس چیز کا عرف رائج ہو وہ ایسا ہی ہے جیسا کہ اُسے شرط لگا کر طے کیا گیا ہو۔ مذکورہ دلائل کی روشنی میں مدیون جو اضافہ ادا کرے، دائن کے لیے اُسے قبول کرنے میں کوئی ممانعت نہیں ہے۔

(ج) بینک کا دَین کی وصولی کے لیے ٹال مٹول کرنے والے مدیون پر اپنے پاس موجود کسی بھی اکاؤنٹ سے دَین وصول کرنے کی شرط لگانا ایک صحیح شرط ہے اور مسلمانوں پر اپنی عائد کردہ شرائط کی پاسداری لازم ہے۔ نیز یہ مقاصہ کی ایک صورت ہے جس کے لیے اگرچہ مدیون کی اجازت کی ضرورت نہیں ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ اُدھار معاملات میں اس کی صراحت کردی جائے تاکہ نزاع کے وقت معاملات اختصار کے ساتھ تکمیل کو پہنچ سکیں اور اس مسئلہ کے لیے اِس مشہور مسئلہ سے مماثلت دیکھی جاسکتی ہے جس میں صاحبِ حق کو بلا اجازت اپنا حق وصول کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔ اس کی بنیاد شرعی دلائل پر ہے، جن میں سے ایک نبی کریم ﷺ کا حضرت سفیان رضی اللہ عنہ کی زوجہ کو کہا گیا جملہ ہے: "جو مال معروف طریقے پر تمہیں اور تمہارے بچے کو کافی ہو جائے، وہ تم لے سکتی ہو"۔ (۱)

---

(۱) امام بخاری ومسلم رحمۃ اللہ علیہما نے اس حدیث کو روایت کیا ہے۔ اللؤلؤ والمرجان: نمبر ۱۱۱۵۔

ضمیمہ (ج)

فرہنگ

ٹال مٹول [المطل]

کسی ذمہ داری یا واجبات کی ادائیگی میں بغیر کسی عُذر کے تاخیر کرنا۔

عمداً تاخیر کرنے والا [المماطل]

ایسا مالدار مدیون جو واجب شُدہ دَین کو مطالبہ کے باوجود کسی شرعی عُذر کے بغیر ادا نہ کرے۔

جرمانے کی شرط [شرطِ جزائی]

دونوں فریقوں کا کسی متعین رقم پر اتفاق کرنا جو کہ کام کی انجام دہی میں تاخیر کرنے پر لازم ہوگی۔

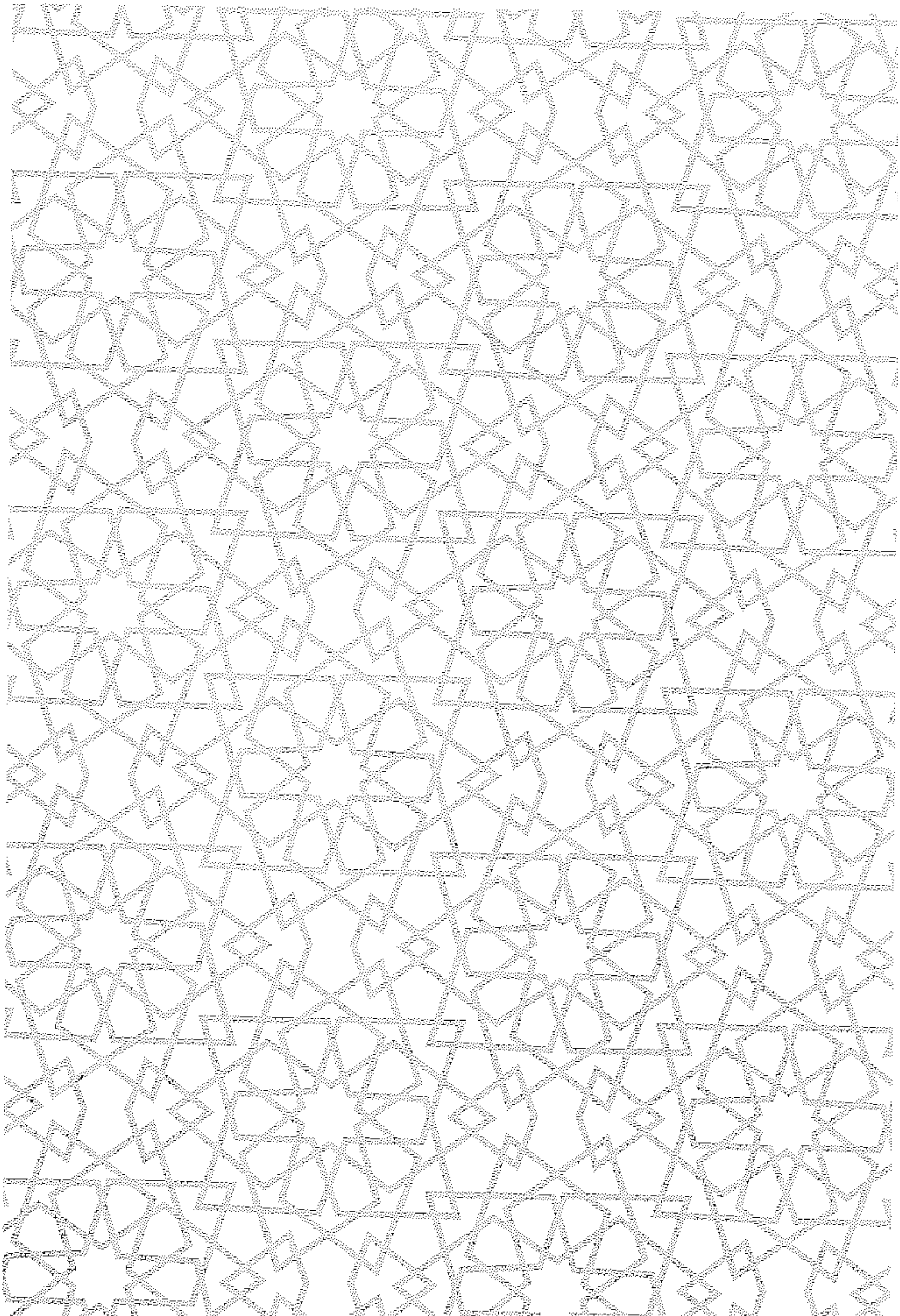

شرعی معیار نمبر (۴)

مقاصّہ

(ترمیم شدہ معیار)

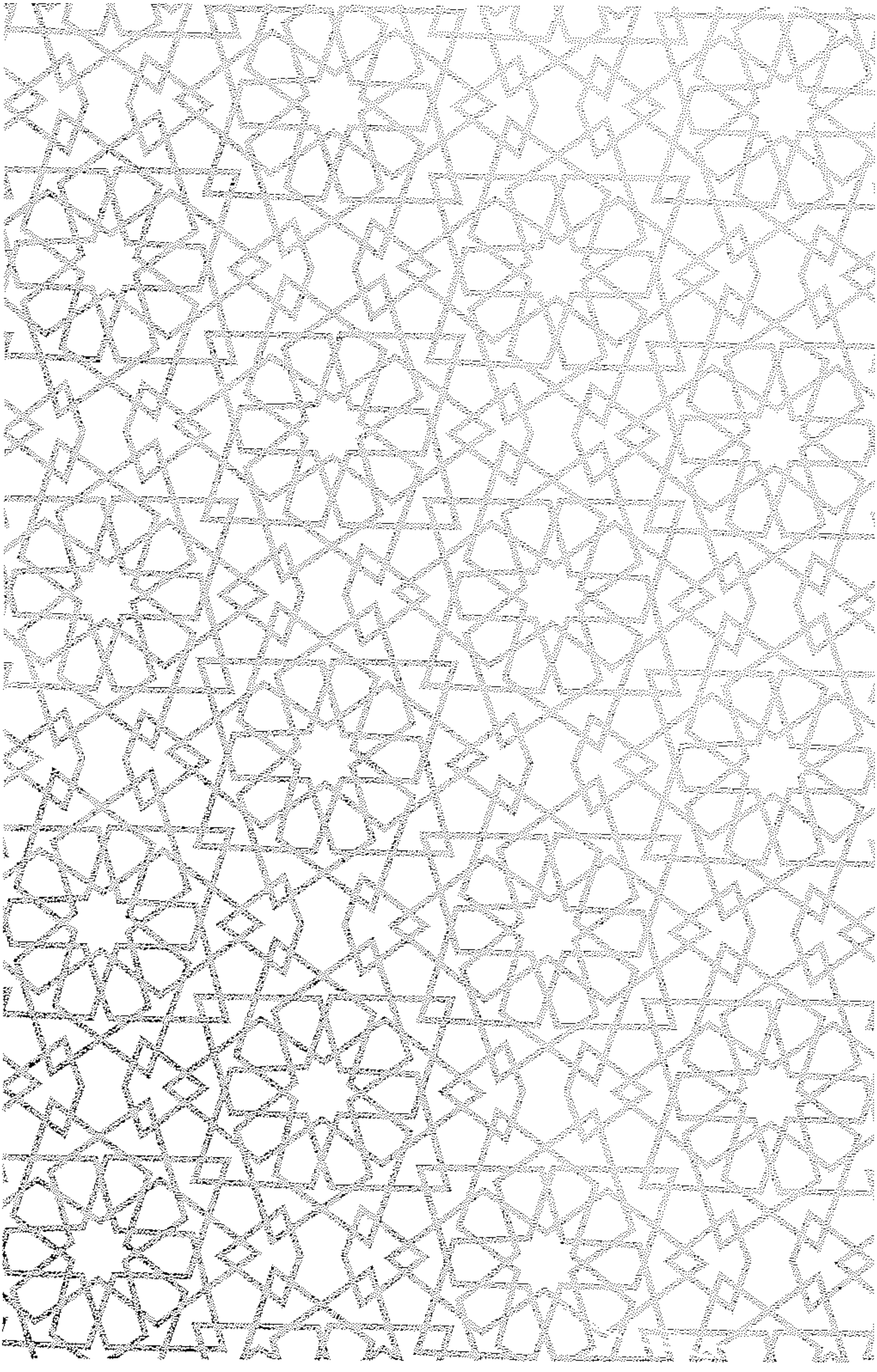

فہرست

دیباچہ ۱۲۴

معیار کا متن ۱۲۵

۱-معیار کا دائرۂ کار ۱۲۵

۲-مقاصّہ کی تعریف اور اُس کی اقسام ۱۲۵

۳-مقاصّہ کو جاری کرنے کے لیے دو طرفہ وعدے کرنا ۱۲۷

۴-مقاصّہ سے متعلق کچھ عصری تطبیقات ۱۲۸

۵-کرنسی کا تبادلہ ۱۲۸

۶-معیار کے اجرا کی تاریخ ۱۲۸

معیار کی منظوری ۱۲۹

ضمیمہ جات

ضمیمہ (الف) معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد ۱۳۰

ضمیمہ (ب) شرعی احکام کی بنیادیں ۱۳۲

ضمیمہ (ج) فرہنگ ۱۳۳

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على أشرف المرسلين، سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه أجمعين.

دیباچہ

اس معیار کا مقصد مقاصہ کی تعریف، اس کے احکام، شرائط وضوابط اور اس کی جائز وناجائز صورتوں کو بیان کرنا ہے، اور اُن اہم عملی صورتوں کو بیان کرنا ہے جو اسلامی مالیاتی اداروں (ادارہ/ادارے)[1] کو پیش آتی ہیں۔

واللہ الموفق...

---

(۱) ”ادارہ/ادارے“ کی اصطلاح یہاں اختصار کی غرض سے اسلامی مالیاتی اداروں کے لیے استعمال کی گئی ہے جن میں اسلامی بینک بھی شامل ہیں۔

معیار کا متن

۱- معیار کا دائرۂ کار

یہ معیار ان معاملات کے بیان پر مشتمل ہے جن میں دَین کے واجبات مقاصّہ [تصفیہ/set off] کے طور پر ادا کیے جائیں۔ یہ معیار ان معاملات پر مشتمل نہیں ہے جن میں واجبات کی ادائیگی بذریعہ حوالہ، دَین سے بری کرنے یا صلح سے ہو، دائن [قرض دینے والے] کے اپنے واجبات کی وصولی کے لیے مدیون کے کسی اثاثہ پر قبضہ کر لینے سے ہو یا باہمی رضامندی سے اقالہ کر لینے سے ہو، اس لیے کہ ان کے لیے مستقل معیارات ہیں۔

۲- مقاصّہ کی تعریف اور اُس کی اقسام

مقاصّہ یہ ہے کہ دائن مدیون کے اُن دیون کو جو اس سے وصول کرنے تھے، اپنے ذمہ واجب الاداء دَین کے عوض ساقط کر دے جو اُسی مدیون کے لیے دَائن کے ذمہ لازم تھا۔

مقاصّہ کی دو قسمیں ہیں: لازمی مقاصّہ اور متفقہ مقاصّہ۔

۲/۱ لازمی مقاصّہ

لازمی مقاصّہ جبری یا لازمی طور پر متعاقدین کے فائدے کے لیے یا متعاقدین میں سے کسی ایک کے فائدے کے لیے کیا جاتا ہے۔ اور اس کی بھی دو قسمیں ہیں: جبری اور طلبی۔

۲/۱/۱ جبری مقاصّہ یہ ہے کہ دو دَین ایک دوسرے کے عوض خود بخود ساقط ہو جائیں اور اس کے لیے کسی مطالبہ یا باہمی رضامندی یا کسی ایک فریق کی رضامندی کی ضرورت نہ ہو۔

۲/۱/۲ جبری مقاصّہ کی شرائط یہ ہیں:

(الف) دونوں فریقوں میں سے ہر ایک دوسرے کا دائن بھی ہو اور مدیون بھی۔

(ب) دونوں دیون اپنی جنس، نوعیت، صفات اور نقد یا اُدھار ہونے میں ایک دوسرے کے مُساوی ہوں۔ اور اگر یہ دُیون مقدار کے اعتبار سے باہم متفاوت ہوں تو مقاصہ اتنی مقدار میں جاری ہوگا جتنی مقدار میں دونوں دُیون باہم مشترک ہیں اور زائد دَین والا شخص بقیہ دَین کی حد تک دوسرے کا دائن رہے گا۔

(ج) دونوں دیون میں سے کسی کے ساتھ بھی تیسرے شخص کا حق متعلق نہ ہو مثلاً مرتہن [جس کے پاس کوئی شے بطورِ رہن رکھوائی گئی ہو] کا حق، تاکہ اسے نقصان نہ پہنچے۔

(د) مقاصہ کے نتیجہ میں کسی غیر شرعی امر کا ارتکاب نہ ہوتا ہو جیسے ربا یا ربا کا شبہ۔

۳/۱/۲ طلبی مقاصہ یہ ہے کہ دونوں دیون کا مقاصہ اُس فریق کے مطالبہ پر کیا جائے جس کا دَین اپنی صفت کے اعتبار سے دوسرے سے زیادہ قوی ہو اور یہ فریق اپنے زائد حق سے صلح کے طور پر دستبردار ہو رہا ہو، چاہے وہ فریق جس کا دَین صفت کے اعتبار سے کم ہے اس مقاصہ پر راضی ہو یا انکار کردے۔

۴/۱/۲ طلبی مقاصہ کی شرائط یہ ہیں:

(الف) دونوں فریقوں میں سے ہر ایک دوسرے کا دائن بھی ہو اور مدیون بھی۔

(ب) وہ فریق جس کا دَین زیادہ قوی ہے وہ اپنے زائد حق سے دستبردار ہونے پر راضی ہو۔ وہ زائد حق یا تو دَین کی صفت کے اعتبار سے ہو مثلاً اُس کا دَین رہن یا کفالت کے ذریعے مضبوط ہو، یا دَین کی مدّت کے اعتبار سے ہو مثلاً اُس کے دَین کی مدت کم ہو، یا اس اعتبار سے ہو کہ اُس کا دَین فوری واجب الاداء ہو اور دوسرے فریق کا دَین مؤجل ہو۔

(ج) دونوں دیون اپنی جنس، نوعیت میں مساوی ہوں مگر صفات اور مدت میں مساوی نہ ہوں۔ اگر دونوں دَین مقدار میں مختلف ہوں تو مقاصہ اتنی مقدار میں جاری ہوگا جس میں دونوں باہم مشترک ہیں اور جس کا دَین زائد ہے وہ اس زائد

مقدار کی حد تک بدستور دوسرے کا دائن رہے گا۔

(د) مقاصہ کے نتیجہ میں کسی غیر شرعی امر کا ارتکاب نہ ہوتا ہو جیسے ربا یا ربا کا شبہ۔

۲/۲ متفقہ مقاصہ

۲/۲/۱ متفقہ مقاصہ یہ ہے کہ دونوں فریق باہمی رضامندی سے اپنے دیون کو ساقط کردیں اور باہمی ذمہ داری ختم کردیں۔

۲/۲/۲ متفقہ مقاصہ کی شرائط یہ ہیں:

(الف) دونوں فریقوں میں سے ہر ایک دوسرے کا دائن بھی ہو اور مدیون بھی۔

(ب) دونوں فریقوں اس مقاصہ پر راضی ہوں۔

(ج) مقاصہ کے نتیجہ میں کسی غیر شرعی امر کا ارتکاب نہ ہوتا ہو جیسے ربا یا ربا کا شبہ۔

۲/۲/۳ مقاصہ متفقہ تمام دیون میں جائز ہے چاہے دیون جنس، نوعیت، صفات اور مدت کے اعتبار سے باہم برابر نہ ہوں۔ اس لیے کہ دونوں فریقوں نے رضامندی ظاہر کرکے زائد حق سے دستبرداری کا اظہار کیا ہے۔ اور اگر یہ دیون مقدار میں بھی برابر نہ ہوں تو مقاصہ اتنی مقدار میں ہوگا جس میں دونوں دیون مشترک ہیں اور زائد دَین والے کو یہ حق حاصل ہے کہ بقیہ دَین کا مدیون سے مطالبہ کرے۔ (دیکھیے شرعی معیار نمبر (۱) کرنسی کی تجارت، شق ۲/۱۰/۱)۔

۳- مقاصہ کو جاری کرنے کے لیے دوطرفہ وعدے کرنا

ادارے کا صارفین کے ساتھ یا دیگر اداروں کے ساتھ دوطرفہ وعدہ کرنا جائز ہے کہ مستقبل میں وجود میں آنے والے دیون کا مقاصہ کیا جائے گا، اور اس کے لیے وہی شرائط لاگو ہوں گی جو شق ۲/۱ اور ۲/۲ میں مذکور ہیں۔

اگر دونوں دیون مختلف کرنسی میں ہوں تو دوطرفہ وعدہ کی بنیاد پر مقاصہ میں کرنسی کے تبادلہ کے لیے وہی نرخ لیا جائے گا جو اس روز کا بازاری نرخ ہو تاکہ سودی معاملہ پر اتفاق کرنے سے بچا جا سکے۔

۴-مقاصہ سے متعلق کچھ عصری تطبیقات

مقاصہ سے متعلق عصری تطبیقات میں سے بعض درج ذیل ہیں:

۱/۴ ادارہ اور صارف ادھار کی خرید و فروخت میں واجب ہونے والے دیون میں مقاصہ کو شرط قرار دے سکتے ہیں، جیساکہ اکثر اداروں میں اس طرح کا مقاصہ کرنے کا معمول ہے جو کہ set off and consolidation کے نام سے معروف ہے۔ یہ لازمی اور متفقہ مقاصہ دونوں ہوسکتے ہیں بشرطیکہ ان کی شرائط پوری ہورہی ہوں۔ معاہدہ میں ابتداءً مقاصہ کی شرط لگانے میں یہ فائدہ بھی ہے کہ کرنسی کے مختلف ہونے اور دو مختلف دیون کی صفات مختلف ہونے پر بوقتِ مقاصہ مستقل عقد کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔

۲/۴ چیک جاری کرنے والے اور چیک قبول کرنے والے ادارہ کے درمیان کلیئرنگ ہاؤس کے ذریعے مقاصہ ہوتا ہے، اور یہ لازمی یا متفقہ مقاصہ میں سے کوئی بھی ہوسکتا ہے جس کی شرائط پوری ہوجائیں۔

۳/۴ مقاصہ بین الاقوامی یا قومی سطح پر قائم مختلف مالیاتی اداروں کے نیٹ ورک سسٹم کے ذریعے بھی ہوتا ہے، جیسے ڈیبٹ کارڈ یا کریڈٹ کارڈ جاری کرنے والے اور ان کی نگرانی کرنے والے ادارے، اور یہ لازمی یا متفقہ مقاصہ میں سے کوئی بھی ہوسکتا ہے جس کی شرائط پوری ہوجائیں۔

۵-کرنسی کا تبادلہ

کرنسی کا ایسا تبادلہ (swap) جو ربا کی بنیاد پر انجام پاتا ہے، جائز نہیں۔ اس معاملہ میں سودی دستاویزات کے سود کا دوسری سودی دستاویزات کے سود سے مقاصہ کیا جاتا ہے۔

۶-معیار کے اجرا کی تاریخ

یہ معیار ۲۹ صفر ۱۴۲۲ھ مطابق ۲۳ مئی ۲۰۰۱ء کو جاری ہوا۔

معیار کی منظوری

مجلسِ شرعی نے مقاصّہ سے متعلق معیار کی اپنے چھٹے اجلاس میں منظوری دی، جو کہ ۲۵ - ۲۹ صفر ۱۴۲۲ھ مطابق ۱۹-۲۳ مئی ۲۰۰۱ء کو منعقد ہوا۔[1]

(۱) مجلسِ شرعی نے ۲۸ شعبان - یکم رمضان ۱۴۳۵ھ مطابق ۲۶ - ۲۸ جون ۲۰۱۴ء کو مدینہ منورہ میں منعقدہ اپنے اڑتالیسویں اجلاس میں اس معیار کی موجودہ ترمیم شدہ معیار حالت میں منظوری دی۔

ضمیمہ (الف)

معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد

مجلسِ شرعی نے اپنے دوسرے اجلاس میں، جو کہ ۱۰ - ۱۴ رمضان ۱۴۲۰ھ مطابق ۱۸ - ۲۲ دسمبر ۱۹۹۹ء کو مکہ مکرمہ میں منعقد ہوا تھا، مقاصہ سے متعلق معیارِ شرعی ترجیحی بنیادوں پر تیار کرنے کا فیصلہ کیا۔

۲۷ رمضان ۱۴۲۰ھ مطابق ۴ جنوری ۲۰۰۰ء بروز منگل کو مقاصہ سے متعلقہ معاملات پر تحقیق اور معیار کا ابتدائی مسودہ تیار کرنے کے لیے ایک شرعی مشیر کو ذمہ داری سونپی گئی۔

۱۸ - ۱۹ ربیع الاول ۱۴۲۱ھ مطابق ۲۰ - ۲۱ جون ۲۰۰۰ء کو بحرین میں منعقدہ اجلاس میں شرعی تحقیقاتی کمیٹی نے معیار کے مسودہ کا جائزہ لیا اور اس میں کچھ ترامیم کیں۔ اسی طرح کمیٹی نے اپنے چھٹے اجلاس میں جو کہ بحرین میں ۲۰ - ۲۱ جمادی الثانی ۱۴۲۱ھ مطابق ۱۸ - ۱۹ ستمبر ۲۰۰۰ء کو منعقد ہوا، معیار کے مسودہ کا جائزہ لیا اور شرعی مشیر سے کمیٹی کے ممبران کے بحث و مباحثے اور تجاویز کی روشنی میں ترامیم کرنے کا مطالبہ کیا۔ کمیٹی نے ۵ - ۶ شعبان ۱۴۲۱ھ مطابق ۱ - ۲ نومبر ۲۰۰۰ء کو بحرین میں منعقدہ اپنے ساتویں اجلاس میں معیار کے مسودہ کا جائزہ لیا اور مجلسِ شرعی کو مسودہ پیش کرنے سے پہلے اس مسودہ میں مزید مناسب ترامیم کیں۔

معیار کا ترمیم شدہ مسودہ مجلسِ شرعی کے پانچویں اجلاس میں پیش ہوا، جو کہ مکہ مکرمہ میں ۸ - ۱۲ رمضان ۱۴۲۱ھ مطابق ۴ - ۸ دسمبر ۲۰۰۰ء کو منعقد ہوا تھا۔ مجلسِ شرعی نے معیار کے مسودہ میں مزید ترامیم منظور کیں اور مسودہ متعلقہ ماہرین کو بھیجنے کا فیصلہ کیا تاکہ جلسۂ سماعت میں پیش کرنے سے پہلے ان کی آراء حاصل کی جاسکیں۔

جلسۂ سماعت ۴ - ۵ ذوالحجہ ۱۴۲۱ھ مطابق ۲۷ - ۲۸ فروری ۲۰۰۱ء کو بحرین میں منعقد ہوا جس میں تیس سے زائد شرکاء شریک ہوئے جن میں ماہرینِ شریعت، پروفیسرز، دیگر متعلقہ افراد کے ساتھ ساتھ مرکزی

بینکوں، مالیاتی اداروں اور اکاؤنٹنگ فرمز کے نمائندے بھی شامل تھے۔ شرعی تحقیقاتی کمیٹی کے ممبران نے جلسۂ سماعت میں تحریری آراء جوکہ اجلاس سے پہلے بھیجی گئیں اور جو اجلاس کے دوران پیش کی گئیں، کوسنا اور اُن کا جواب دیا اور ان پر تبصرہ کیا۔

شرعی تحقیقاتی کمیٹی نے اپنے آٹھویں اجلاس میں جوکہ ۱۶ – ۱۷ ذوالحجہ ۱۴۲۱ھ مطابق ۱۱ – ۱۲ مارچ ۲۰۰۱ء کو منعقد ہوا تھا، اُن تجاویز کا جائزہ لیا جوکہ جلسۂ سماعت کے دوران پیش کی گئیں یا کمیٹی کو تحریری طور پر بھیجی گئی تھیں۔ اور مناسب ترامیم کرنے کا فیصلہ کیا۔

مجلسِ شرعی نے اپنے چھٹے اجلاس میں جوکہ مدینہ منورہ میں ۲۵ – ۲۹ صفر ۱۴۲۱ھ مطابق ۱۹ – ۲۳ مئی ۲۰۰۱ء کو منعقد ہوا تھا، اُن ترامیم کا جائزہ لیا جوکہ معیار میں شرعی تحقیقاتی کمیٹی نے منظور کی تھیں اور مزید مناسب ترامیم کرنے کا فیصلہ کیا۔ اس معیار کے کچھ حصہ کی مجلسِ شرعی کے تمام ممبران نے اتفاقِ رائے سے منظوری دی جبکہ کچھ حصہ کی منظوری کا فیصلہ کثرتِ رائے کی بنیاد پر کیا گیا جیسا کہ مجلس کے اجلاسوں کی روئداد میں محفوظ ہے۔

شرعی معیارات کی نظرِ ثانی کمیٹی نے قطر میں محرم ۱۴۳۳ھ مطابق نومبر ۲۰۱۱ء کو اپنے اجلاس میں اس معیار پر نظرِ ثانی کی۔ اور بحث وتمحیص کے بعد کمیٹی نے اضافہ، حذف اور جملوں کی تبدیلی سے متعلق کئی ترامیم کو مناسب سمجھا اور منظوری کے لیے ترامیم کو مجلسِ شرعی کے ملاحظہ کے لیے پیش کیا۔

مجلسِ شرعی نے اپنے اڑتیسویں (۳۸) اجلاس میں جوکہ مدینہ منورہ میں ۲۸ شعبان - یکم رمضان ۱۴۳۵ھ مطابق ۲۶ – ۲۸ جون ۲۰۱۴ء کو منعقد ہوا تھا، اُن ترامیم پر غور کیا جوکہ کمیٹی نے نظرِ ثانی کے بعد پیش کی تھیں۔ بحث وتمحیص کے بعد مجلسِ شرعی نے مناسب ترامیم منظور کیں اور معیار کی موجودہ نظرِ ثانی شدہ صورت کی حالت میں منظوری دی۔

ضمیمہ (ب)

شرعی احکام کی بنیادیں

مقاصہ کے مشروع ہونے کی دلیل یہ ہے کہ اس پر تعامل چلا آرہا ہے اور اس کی ممانعت کہیں بھی منقول نہیں ہے۔ شرعی اعتبار سے حقیقتاً لین دین کے بغیر بھی دائن و مدیون اپنی ذمہ داریوں سے سبکدوش ہوسکتے ہیں۔ نیز ایک شخص کا دوسرے سے اتنی رقم کا مطالبہ کرنا جو اس کے ذمہ میں دوسرے کے لیے لازم ہیں، ایک بے فائدہ کام ہے اور شریعت بے فائدہ کاموں کا حکم نہیں دیتی۔ جب مقاصہ، طلبی ہو تو وہ فریق جس کا حق زیادہ ہے وہ اپنے زائد حق سے دستبردار ہوتا ہے اور اس میں کوئی ممانعت نہیں ہے۔ جب مقاصہ، متفقہ ہو تو اس کی مشروعیت کی دلیل نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان ہے کہ "مسلمانوں پر اپنی شرائط کی پابندی لازم ہے مگر وہ شرط جو حرام کو حلال کردے یا حلال کو حرام کردے"۔[1]

(۱) سنن ترمذی ۳/۶۳۴ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت، احمد محمد شاکر و دیگر کی تحقیق کے ساتھ۔ سنن بیہقی ۷/۲۴۸، ۲۴۹۔ دیکھیے امام مناوی کی فیض القدیر ۶/۲۷۲ مطبوعہ مکتبہ تجاریہ کبریٰ، مصر ۱۳۵۶ھ۔

ضمیمہ (ج)

فرہنگ

دَین اور قرض

دَین وہ ہے جو کسی بھی سبب کی وجہ سے ذمہ میں ثابت ہو چاہے (وہ کوئی شے معین نہ ہو) نقد رقم ہو یا سامان یا اشیا کی کوئی طے کردہ منفعت ہو یا کوئی طے کردہ خدمات ہوں۔ جیسا کہ اُدھار بیع کی صورت میں ثمن یا قرض کا بدل۔

قرض اور دَین کے مابین تعلق یہ ہے کہ دَین کا مفہوم قرض سے زیادہ عام ہے۔ ہر قرض دَین ہے لیکن ہر دَین قرض نہیں ہے۔ اسی وجہ سے قرض دَین کے اسباب میں سے ایک سبب ہے۔

فوری دَین

وہ دَین جس کی ادائیگی فوری طور پر یا دائن کے مطالبہ پر لازم ہو، چاہے دَین اصل میں ایسا ہی ہو یا اُدھار دَین کی مدت ختم ہو گئی ہو۔

ادھار دین

وہ دَین جس کی ادائیگی مستقبل میں کسی معین وقت پر لازم ہو۔ کبھی کبھار یہ معین اوقات میں قسط وار ادا کیا جاتا ہے۔

صفت

صفت وہ وصف ہے جو ایک جنس کی دو اشیا میں سے ایک کو دوسرے سے ممتاز کر دے۔ جیسا کہ اعلیٰ یا ادنیٰ معیار کا ہونا، رہن، کفالت یا لیٹر آف گارنٹی کے ساتھ دَین کا مضبوط ہونا یا اکاؤنٹ میں موجود رقم کو منجمد

کر دینے کے ساتھ دَین کی توثیق۔

بری کرنا

دوسرے کے ذمہ میں اپنے حق کو ساقط کر دینا۔

صلح

ایسا معاہدہ جس کے ذریعے دونوں فریقوں میں تنازع ختم ہو جائے۔

اِقالہ

دونوں فریقوں کی رضامندی سے عقد کو ختم کرنا اور اس کے حکم اور آثار کو کالعدم قرار دینا۔

شرعی معیار نمبر (۵)

ضمانتیں

(ترمیم شدہ معیار)

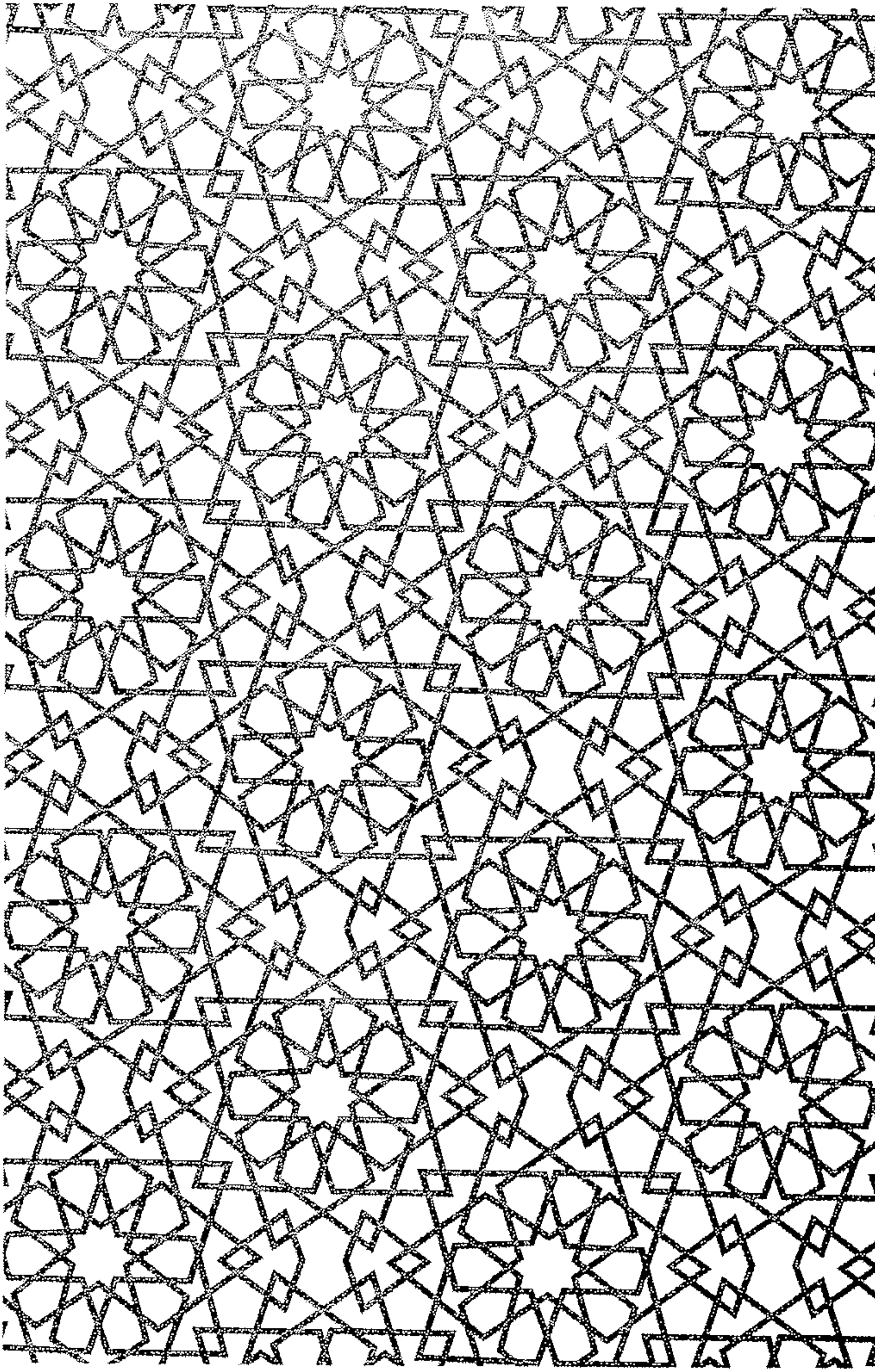

فہرست

دیباچہ ۱۳۸

معیار کا متن ۱۳۹

۱-معیار کا دائرۂ کار ۱۳۹

۲-ضمانت کے عمومی احکامات ۱۳۹

۳-کفالت ۱۴۱

۴-رہن ۱۴۴

۵-ضمانت کے مقاصد پورا ہونے کی کچھ صورتیں ۱۴۴

۶-ضمانتوں کی موجودہ صورتیں ۱۴۴

۷-معیار کے اجرا کی تاریخ ۱۴۹

معیار کی منظوری ۱۵۰

ضمیمہ جات

ضمیمہ (الف) معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد ۱۵۱

ضمیمہ (ب) شرعی احکام کی بنیادیں ۱۵۳

ضمیمہ (ج) فرہنگ ۱۶۱

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على أشرف المرسلين، سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه أجمعين.

دیباچہ

اس معیار کا مقصد اسلامی مالیاتی اداروں (ادارہ/ادارے)[1] میں ضمانتوں کے احکامات، اس کی جائز اور ناجائز صورتوں اور اسلامی بینکوں میں رائج اہم عملی تطبیقات کو بیان کرنا ہے۔

واللہ الموفّق...

(۱) "ادارہ/ادارے" کی اصطلاح یہاں اختصار کی غرض سے اسلامی مالیاتی اداروں کے لیے استعمال کی گئی ہے جن میں اسلامی بینک بھی شامل ہیں۔

معیار کا متن

۱- معیار کا دائرۂ کار

یہ معیار مختلف ضمانتوں [guaruntees] کے بیان پر مشتمل ہے جن سے مقصود مالی ذمہ داریوں کو محفوظ بنانا اور دیون کو ٹال مٹول اور ضائع ہونے سے بچانا ہو، جیسے تحریری دستاویز، گواہی، کفالت، رہن، چیک اور پرومیسری نوٹ وغیرہ۔ اسی طرح اس معیار میں یہ بھی بیان کیا جائے گا کہ کون سی ضمانت جائز ہے اور کون سی ممنوع ہے۔ ضمانت اور امانت میں فرق بھی بیان کیا جائے گا۔

اس معیار میں غصب، جنایات اور نقصان کی وجہ سے لازم ہونے والے تاوان سے بحث نہیں ہوگی۔

۲- ضمانت کے عمومی احکامات

۲/۱ ضمانت کی مشروعیت اور اس کا عقد کے مناسب ہونا

۲/۱/۱ عقودِ معاوضات مثلاً خرید و فروخت میں اور حقوق جیسے انٹلیکچول پراپرٹی کے معاملات میں ضمانت کی شرط لگانا جائز ہے۔ عقد میں ضمانت کی شرط لگانے سے کوئی خلل واقع نہیں ہوگا۔ اسی طرح ضمانت اور عقد کے ایک ساتھ جمع ہونے میں کوئی خرابی نہیں ہے، اس لیے کہ دَین کی توثیق اُن امور سے ہے جو عقدِ مضمون کے مناسب ہیں۔

۲/۱/۲ ایک سے زائد ضمانت لینے میں کوئی ممانعت نہیں ہے، جیسے کفالت اور رہن کو جمع کرلینا۔

۲/۲ عقودِ امانات میں ضمانت لینا

۲/۲/۱ عقودِ امانت جیسے وکالت یا ودیعت میں کفالت یا رہن کی شرط لگانا جائز نہیں، اس

لیے کہ یہ عقد کے تقاضے کے خلاف ہے۔ البتہ اگر ضمانت لیتے وقت یہ شرط لگادی جائے کہ زیادتی، غفلت یا عقد کی شرائط اور شقوں کی خلاف ورزی کی وجہ سے ہونے والے نقصان کی ضمانت دی جارہی ہے، تب اس کی اجازت ہے۔ خاص طور پر مشارکہ یا مضاربہ کا عقد، اس لیے کہ مضارب، شریک، اور سرمایہ کاری کے وکیل پر ضمانت کی شرط لگانا جائز نہیں ہے، چاہے ضمانت اصل سرمایہ کی ہو یا نفع کی ہو۔ اسی طرح ان معاملات کی مارکیٹنگ کے لیے یہ کہنا بھی جائز نہیں کہ یہ مضمون [محفوظ] سرمایہ کاری ہے۔

۲/۲/۲ وکالت اور کفالت کو ایک عقد میں جمع کرنا جائز نہیں ہے، اس لیے کہ دونوں کے تقاضے ایک دوسرے کے منافی ہیں۔ نیز سرمایہ کاری کے وکیل پر ضمانت کی شرط لگانا معاملہ کو سودی قرض میں تبدیل کردے گا کیونکہ اصل مال اور اس سرمایہ کاری پر نفع کا حصول دونوں کی ضمانت پائی جارہی ہے۔ البتہ اگر وکالت کے عقد میں کفالت کی شرط نہ لگائی جائے اور اس کے بعد وکیل ایک علیحدہ معاہدہ کے تحت ان لوگوں کی کفالت دیدے جن کے ساتھ یہ معاملات کرے گا تو یہ کفیل بن جائے گا، لیکن وکیل ہونے کی حیثیت میں ضامن نہیں ہوگا۔ چنانچہ اگر اس کو وکالت سے معزول کردیا جائے تب بھی وہ بدستور کفیل رہے گا۔

۳/۲ کرایہ پر دی گئی اشیا کا ضمان

کرایہ پر دی گئی اشیا کا ضمان اس کے مالک پر ہے اور یہ اشیا کرایہ دار کے پاس امانت ہیں۔ لہٰذا کرایہ دار پر کفالت یا رہن کی شرط لگانا جائز نہیں کہ کرایہ کی چیز کے ہلاک ہونے پر کرایہ دار سے ضمان حاصل کیا جائے، جب تک کہ یہ شرط نہ ہو کہ کرایہ دار کی زیادتی، غفلت یا شرائط کی خلاف ورزی کی وجہ سے نقصان کی صورت میں کفالت یا رہن سے نقصان پورا کیا جائے گا۔ لہٰذا اگر کرایہ دار کی غفلت یا زیادتی کے بغیر کوئی نقصان ہوا تو مالک اس کا ذمہ دار ہوگا۔ اسی طرح اگر ضرورت پیش آئے تو انشورنس کے اخراجات برداشت کرنا مالک کی

ذمہ داری ہے اور اسی طرح بنیادی دیکھ بھال کے وہ اخراجات بھی مالک کے ذمہ ہیں جو کرایہ پر دی گئی چیز کے قابلِ منفعت ہونے کے لیے ضروری ہوں۔

۲/۴ تحریری دستاویز اور گواہی

۲/۴/۱ تحریری دستاویز کے ذریعہ معاملات کی توثیق شرعاً مستحب ہے، چاہے کوئی معمول کی تحریر مرتب کرلی جائے یا باقاعدہ سرکاری طرز پر تحریر کیا جائے۔ بہرحال معاملہ کو تحریر کرنے میں اور ایسی دستاویز تیار کرنے میں جنہیں عدالت میں بطور ثبوت پیش کیا جاسکے، عرف کا اعتبار ہے۔ جھوٹے کاغذات بنوانا یا معاہدہ کے نکات کو چھپانا یا دستاویزات ضائع کردینا تاکہ اس سے دوسرے لوگوں کا حق ضائع ہو، حرام ہے۔

۲/۴/۲ مالی معاملات میں گواہی کے ذریعہ توثیق شرعاً مستحب ہے۔ اسی طرح گواہ بننا مستحب ہے اور بوقت ضرورت گواہی دینا واجب ہے۔ جھوٹی گواہی دینا حرام ہے اور یہ کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔

۲/۴/۳ حرام معاملات کی توثیق تحریر یا گواہی سے جائز نہیں ہے جیسے سودی قرض۔

۔ کفالت

۳/۱ کفالت کی مشروعیت اور اس کی اقسام

۳/۱/۱ ادارے کے لیے گاہک پر یہ شرط لگانا جائز ہے کہ وہ ایک یا ایک سے زائد کفیل پیش کرے تاکہ اس کے ذمہ ادارہ کے دیون کی ضمانت ہوسکے۔

۳/۱/۲ کفالت کی دو قسمیں ہیں: پہلی کفالت یہ ہے کہ کفیل کو مکفول عنہ [مدیون] سے رجوع کا حق حاصل ہو۔ یہ کفالت مدیون کے مطالبہ یا اس کی رضامندی سے ہوتی ہے۔ دوسری کفالت یہ ہے کہ کفیل کو مکفول عنہ [مدیون] سے رجوع کا حق حاصل نہ ہو۔ یہ وہ کفالت ہے جو مدیون کی اجازت کے بغیر ہوتی ہے۔ (اور یہ

تبرّع ہے)۔

۳/۱/۳ کسی ادارے کو اس بات کا حق حاصل نہیں کہ کسی کی ایسی کفالت لے جس میں مدیون سے مطالبہ کا حق نہ ہو، الّا یہ کہ بینک کو تبرع کی اجازت ہو۔

۴/۱/۳ کفالت کو کسی معین مدت کے ساتھ مؤقت کرنا جائز ہے۔ ضمانت کی رقم کی انتہائی حد معین کرنا جائز ہے۔ ضمانت کو کسی شرط کے ساتھ مقید کرنا اور اسی طرح کسی شرط پر ضمانت کو معلق کرنا جائز ہے۔ اسی طرح ضمانت کو مستقبل کی طرف منسوب کرنا جائز ہے اس طور پر کہ کفالت کی ابتداء بعد میں آنے والے وقت پر ہو۔ ضمانت کے مستقبل کی طرف منسوب ہونے کی صورت میں دَین قائم ہونے سے پہلے کفیل کفالت سے رجوع بھی کر سکتا ہے، جبکہ اپنے رجوع سے متعلق دائن کو آگاہ کر دے۔

۵/۱/۳ محض عقدِ کفالت کے عوض اجرت لینا اور دینا ناجائز ہے۔ کفیل کو اس بات کا حق حاصل ہے کہ مکفول عنہ [مدیون] سے کفالت سے متعلق حقیقی اخراجات کا مطالبہ کرے۔ جب گاہک ادارے کو مطلوبہ کفالت پیش کرے تو ادارے پر اس بات کی تحقیق لازم نہیں ہے کہ گاہک نے یہ کفالت کس طرح حاصل کی ہے۔ (دیکھیے شق ۱/۱/۶ اور ۲/۱/۶)

۲/۳ مجہول چیز کی ضمانت لینا، اسی طرح ایسے دَین کی ضمانت لینا جو واجب ہی نہیں ہوا ہو

ایسے دیون کی کفالت لینا درست ہے جس کی مقدار معلوم نہ ہو۔ اسی طرح ایسے دَین کی کفالت بھی درست ہے جو اب تک ذمہ میں لازم ہی نہ ہوا ہو۔ شرعاً اس کی اجازت ہے کہ دَین کے لازم ہونے سے پہلے کفیل، مکفول لہٗ (قرض دینے والے) کو بتا کر اپنی کفالت سے رجوع کرلے اس کو 'ضمان السوق' اور 'ضمان العہدہ' بھی کہا جاتا ہے۔ اور اس کی مثالوں میں سے یہ صورت ہے کہ کفیل کا خریدار کو قیمت لوٹانے کی ضمانت دینا کہ اگر خریدی گئی چیز میں تیسرے شخص کا حق ظاہر ہو گیا۔ اس معاملے کو 'ضمان الدرک' کہا جاتا ہے۔

۳/۳ عقدِ کفالت کے تقاضے

۳/۳/۱ دائن کو یہ حق حاصل ہے کہ دَین کا مطالبہ مدیون سے کرے یا کفیل سے کرے۔ اس کو دونوں سے مطالبہ کا اختیار ہے اور کفیل کو یہ حق بھی حاصل ہے کہ کفالت میں ترتیب کو شرط قرار دے کہ دائن پہلے مدیون سے مطالبہ کرے گا اور اگر مدیون انکار کردے تو کفیل سے رجوع کرے۔

۳/۳/۲ جب دائن مدیون کو دَین سے بری کردے تو ساتھ ہی کفیل بھی اپنی ذمہ داری سے بری ہوجائے گا۔ لیکن اگر دائن کفیل کو بری کردے تو اس سے مدیون کا دَین معاف نہیں ہوگا۔ اگر کفیل دائن سے دَین سے کم کسی رقم پر صلح کرلے تو کفیل مدیون سے اسی رقم کا مطالبہ کرے گا جو اس نے ادا کی ہے نہ کہ وہ رقم جس کی اس نے ضمانت لی تھی، تاکہ اس سے ربا لازم نہ آئے اور اگر کفیل نے دائن سے خلافِ جنس کوئی اثاثہ دے کر صلح کی تو کفیل دَین یا جو اس نے عملی طور پر ادا کیا ہے، ان میں سے جو کم ہو اس کا مدیون سے مطالبہ کرے گا۔

۳/۳/۳ کفالت کا عقد دَین کے عقد کے ضمن میں ہو یا مستقل ہو، دَین کے عقد سے پہلے ہو یا بعد میں ہو، تمام صورتیں جائز ہیں۔

۳/۳/۴ جب ادارہ مضاربہ، مشارکہ اور وکالت برائے سرمایہ کاری کی بنیاد پر معاملات انجام دیتا ہو تو اس صورت میں ادارے کے لیے جائز نہیں کہ وہ سرمایہ کاروں کا سرمایہ واپس کرنے کے لیے کرنسی کی قیمت میں اتار چڑھاؤ کی وجہ سے ہونے والے نقصان کی ضمانت دے، اس لیے کہ یہ صورت مضارب، شریک یا سرمایہ کاری کے وکیل کی طرف سے راس المال کی ضمانت کا باعث بنے گی، اور یہ شرعاً ممنوع ہے۔ (دیکھیے شق ۲/۲/۱، ۲/۲/۲)

۳/۳/۵ اگر ادارہ نے اپنے اُدھار معاملات میں گاہک پر یہ شرط لگائی ہو کہ گاہک اس معاملہ میں کفیل فراہم کرے گا اور پھر گاہک نے کفیل فراہم نہیں کیا تو ادارے کو یہ

حق حاصل ہے کہ گاہک پر کفیل لانے کو لازم قرار دے یا عقد کو فسخ کر دے۔

۴- رہن

رہن: کسی معین شے کو جس کی مالیت ہو یا ایسی چیز کو جو اس کے حکم میں ہو، دَین کے وثیقہ کے طور پر رکھوانا تاکہ جب دَین کی ادائیگی متعذر ہو تو اس سے یا اس کے ثمن سے دَین وصول کر لیا جائے۔ (دیکھیے شرعی معیار نمبر (۳۹) "رہن")۔

۵- ضمانت کے مقاصد پورا ہونے کی کچھ صورتیں

۱/۵ قسطوں کی ادائیگی میں تاخیر پر اقساط کے فوری واجب الاداء ہونے کی شرط لگانا

معاہدہ میں یہ شرط لگانا جائز ہے کہ اگر مدیون نے قرض کی بعض اقساط میں تاخیر کی تو بقیہ تمام یا بعض اقساط فوری طور پر واجب الادا ہو جائیں گی، جب کہ ہنگامی حالات واقع نہ ہوئے ہوں۔ اس شرط کا اطلاق مدیون کو نوٹس دینے اور مناسب مدت گزرنے کے بعد کیا جائے۔

۲/۵ ثمن کی بروقت ادائیگی نہ ہونے کی صورت میں ادھار بیع کو فسخ کرنا

فروخت کرنے والے کو یہ حق حاصل ہے کہ اُدھار بیع میں یہ شرط لگائے کہ اگر خریدار نے ادھار مدت کے بعد اتنے دنوں میں ثمن ادا نہیں کیا تو اس صورت میں فروخت کرنے والے کو عدالت سے رجوع کیے بغیر بیع کو فسخ کرنے کا حق ہوگا تاکہ بیچنے والا اپنا حق محفوظ کر سکے۔

۶- ضمانتوں کی موجودہ صورتیں

۱/۶ لیٹر آف گارنٹی

۱/۱/۶ لیٹر آف گارنٹی جاری کرنے پر اجرت لینا جائز نہیں ہے، یہ اجرت محض ضمان کے مقابلہ میں ہے اور اس میں عمومی طور پر ضمان کی رقم اور اس کی مدت کو ملحوظ رکھا

جاتا ہے، چاہے یہ گارنٹی کسی مارجن کے عوض جاری کی گئی ہو یا بلا مارجن ہو۔

۲/۱/۶ لیٹر آف گارنٹی کی درخواست کرنے والے سے گارنٹی کی دونوں قسموں (ابتدائی اور انتہائی) کے اجرا پر آنے والے انتظامی اخراجات وصول کرنا جائز ہے، بشرطیکہ یہ اجرتِ مثل سے زیادہ نہ ہو۔ جن صورتوں میں کلی یا جزوی طور پر گارنٹی کے اجراء کے لیے سیکورٹی یعنی مارجن حاصل کیا گیا ہو وہاں گارنٹی کے اخراجات متعین کرنے میں اس سیکورٹی کی ادائیگی کے لیے پیش کی جانے والی حقیقی خدمات کو ملحوظ رکھنا جائز ہے۔

۳/۱/۶ ادارہ کے لیے ایسے گاہک کو گارنٹی جاری کرنا جائز نہیں ہے جو سودی قرضہ کے حصول یا حرام معاملہ کے لیے گارنٹی کی درخواست کرے۔

۲/۶ ڈاکومنٹری کریڈٹ

ڈاکومنٹری کریڈٹ: ادارہ کی طرف سے ایک تحریری وعدہ ہے جو ادارہ خریدار کی درخواست پر اور اس کی ہدایت کے مطابق فروخت کرنے والے کو دیتا ہے، جس میں ادارہ فروخت کرنے والے کو طے شدہ مواصفات کے مطابق مقررہ مدت میں سامان کے کاغذات وصول ہونے پر متعین رقم کی حد تک ادائیگی کی ضمانت دیتا ہے۔ یہ تحریری وعدہ کبھی ادارہ اصالۃً اپنی طرف سے بھی جاری کرتا ہے۔ یہ ادائیگی بل کی وصولی، بل ڈسکاؤنٹنگ اور اسی طرح نقد ہو سکتی ہے۔ رقم کی ادائیگی نقد کی صورت میں بھی ہو سکتی ہے، ہنڈی [بل آف ایکسچینج] کو قبول کرنے اور اس کی کٹوتی [ڈسکاؤنٹنگ] کی صورت میں بھی ہو سکتی ہے۔

مختصراً یہ کہا جا سکتا ہے کہ ڈاکومنٹری کریڈٹ کے ذریعہ ادارہ معاہدہ اور مواصفات کے مطابق سامان کے کاغذات وصول ہونے کی شرط پر بیچنے والے کو ادائیگی کا التزام کرتا ہے۔ (دیکھیے شرعی معیار نمبر (۱۴) "لیٹر آف کریڈٹ")

۳/۶ چیک یا پرومیسری نوٹ کا استعمال

مدیون سے چیک یا پرامسری نوٹ وصول کرنے میں شرعاً کوئی مضائقہ نہیں ہے (بشرطیکہ

قانونی رکاوٹ نہ ہو) تاکہ اس کی بناء پر مدیون کو اوقاتِ مقررہ پر اپنی اقساط ادا کرنے پر مجبور کیا جاسکے اور پوری ادائیگی ہونے پر یہ چیک وغیرہ اس کو واپس کر دیے جائیں گے یا ادائیگی نہ ہونے پر ان کے ذریعے واجبات وصول کرلیے جائیں۔ چیک اور پرامیسری نوٹ پیش کرنے والے کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ بینک سے اس بات کا لتزام لے کہ اس چیک وغیرہ سے مقررہ وقت پر صرف واجب الاداء دَین کی حد تک رقم وصول کی جائے گی، اس سے زیادہ وصول نہیں کی جاسکتی۔

۴/۶ دَین کی انشورنس کروانا

دیون کا اسلامی انشورنس کرایا جاسکتا ہے، مروجہ غیر اسلامی انشورنس کروانا جائز نہیں ہے۔

۵/۶ اکاؤنٹ منجمد کرنا (رقم نکلوانے کا اختیار سلب کرنا)

۱/۵/۶ ادارہ کے لیے جائز ہے کہ وہ گاہک کے دَین کی توثیق کے لیے، جو گاہک نے بعد میں قسطوں میں ادا کرنا ہے یا معین وقت پر ادا کرنا ہے، یہ شرط لگائے کہ ادارہ دَین کی وصولی کے لیے گاہک کا سیونگ اکاؤنٹ منجمد کرسکتا ہے یا اکاؤنٹ سے رقم نکلوانے کا حق بالکل روک سکتا ہے، یا صرف دَین کی حد تک رقم نکلوانے کا حق روک سکتا ہے۔ اور یہ آخری صورت زیادہ بہتر ہے۔ سیونگ اکاؤنٹ میں موجود رقم کا نفع مضارب کا حصہ نکالنے کے بعد گاہک کو ملے گا۔

۲/۵/۶ ادارہ کے لیے اپنے دَین کے معاملات میں کرنٹ اکاؤنٹ منجمد کرنے کی شرط لگانا جائز نہیں ہے۔ البتہ اگر اکاؤنٹ ہولڈر کی خواہش اور پیشکش ہو تو کرنٹ اکاؤنٹ بھی منجمد کیا جاسکتا ہے۔

۶/۶ سرمایہ کاری کے نقصان کی تلافی کے لیے تبرّع کا التزام (اسے طرفِ ثالث کی طرف سے ضمانت بھی کہتے ہیں)

مضارب یا سرمایہ کاری کے وکیل اور شرکاء کے علاوہ کسی تیسرے شخص کا رضاکارانہ طور پر کاروبار کے نقصان کی تلافی کا التزام کرلینا جائز ہے، جبکہ یہ التزام عقدِ مضاربت یا عقدِ

وکالت سے مربوط نہ ہو۔

۶/۷ شیئرز کی انڈر رائٹنگ

۶/۷/۱ ادارے کے لیے جائز ہے کہ وہ یہ التزام کرے کہ کسی کمپنی نے جو شیئرز فروخت کرنے کے لیے پیش کیے ہیں، اگر پیشکش کی مدت کے بعد وہ باقی رہ گئے تو ادارہ یہ شیئرز خرید لے گا [اس التزام کو انڈر رائٹنگ کہتے ہیں]۔ بشرطیکہ یہ بیع اُسی قیمت پر ہو جس پر عوام کو خریداری کی پیشکش کی گئی تھی اور یہ ضمانت بلاعوض ہو۔

۶/۷/۲ انڈر رائٹنگ دینے والے کے لیے ضمانت کے علاوہ دیگر خدمات پیش کر کے اُن کا عوض لینا جائز ہے۔ مثلاً فیزیبلیٹی رپورٹ یا شیئرز کی مارکیٹنگ وغیرہ۔

۶/۸ نیلامی اور ٹینڈر کی ضمانت، مرابحہ کا سیکورٹی ڈیپازٹ اور عربون

۶/۸/۱ نیلامی اور ٹینڈر میں ضمانت لینا جائز ہے۔ اس میں وہ زرِ ضمانت بھی شامل ہے جو اس نیلامی یا ٹینڈر میں حصہ لیتے وقت ابتداءً وصول کیا جاتا ہے۔ اسی طرح وہ رقم بھی شامل ہے جو اس نیلامی یا ٹینڈر میں امیدوار سے اُس کے کامیاب ہونے پر وصول کی جاتی ہے۔ یہ تمام رقوم ٹینڈر جاری کرنے والی کمپنی کے پاس امانت سمجھی جائیں گی اور عربون شمار نہیں ہوں گی۔ کمپنی اس رقم کو اپنی دیگر رقوم کے ساتھ خلط کرنے کی وجہ سے ضامن سمجھی جائے گی۔ اس رقم کو ضبط کرنا جائز نہیں ہے، البتہ صرف حقیقی نقصان کی تلافی کی جا سکتی ہے۔ گاہک کی رضامندی سے اس کے فائدہ کے لیے سیونگ اکاؤنٹ میں اس رقم کی سرمایہ کاری کی جائے گی، الّا یہ کہ گاہک ہی اس رقم کو کرنٹ اکاؤنٹ میں جمع کرانے کا مطالبہ کرے۔

۶/۸/۲ مرابحہ کے گاہک سے خریداری کے وعدہ کی توثیق کے لیے رقم وصول کرنا جائز ہے، جب کہ یہ وعدہ لازم ہو۔ یہ رقم ہامشِ جدیہ [زرِ ضمانت] شمار ہوگی اور بینک کے پاس بطور امانت ہوگی، عربون شمار نہیں ہوگی اس لیے کہ ابھی تک عقد مرابحہ منعقد نہیں ہوا ہے۔ اور اس پر وہی احکامات لاگو ہوں گے جو شق ۶/۸/۱ میں

بیان ہوئے ہیں۔ اور گاہک کے وعدہ سے منحرف ہوجانے کی صورت میں صرف حقیقی نقصان اس رقم سے وصول کیا جاسکتا ہے، یعنی کسی دوسرے شخص کو بیچنے کے بعد لاگت اور قیمتِ فروخت کا فرق وصول کیا جاسکتا ہے۔

۶/۸/۳ عقد مکمل ہونے کے بعد خریدار یا کرایہ دار سے عربون وصول کیا جاسکتا ہے، کہ اگر اس نے خیار کی مدت میں عقد کو فسخ نہ کیا تو یہ رقم عوض یعنی قیمت یا کرایہ کا جز شمار ہوگی۔ اگر خیار کی مدّت میں خریدار یا کرایہ دار نے اس عقد کو فسخ کردیا تو فروخت کرنے والا یا مالک اس رقم کو رکھ سکتا ہے البتہ بہتر یہ ہے کہ ادارہ عربون سے اپنا حقیقی نقصان وصول کرنے کے بعد زائد رقم سے دستبردار ہوجائے۔

۶/۹ دَین وصول کرنے کا ترجیحی حق اور مدیون کی متابعت کا حق

۶/۹/۱ بینک کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ بیچے گئے معین اثاثے اور گاہک کے لیے تیار کیا گیا سامان اپنے مفلس مدیون سے واپس وصول کرلے، جبکہ یہ اثاثے اسی حالت میں موجود ہوں۔

۶/۹/۲ بینک کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ ضمانت کے اثاثوں کی تفتیش اور چھان بین جاری رکھے، جیسے رہن کے اثاثے وغیرہ، جبکہ اس رہن رکھنے والے نے اس میں ایسا تصرف کیا ہو جس سے بینک کا دَین وصول کرنے کا حق ضائع ہونے کا اندیشہ ہو۔

۶/۹/۳ جن دائنین نے رہن لیا ہوا ہے اُن کا حق دیگر عام دائنین سے مقدم ہوگا۔ (دیکھیے شرعی معیار نمبر (۳۹) "رہن")

۶/۹/۴ ادارہ کے دیوالیہ، تحلیل ہونے کی صورت میں جو لوگ ادارہ کی تحلیل اور تصفیہ کا کام انجام دے رہے ہیں انہیں تحلیل اور تصفیہ سے متعلق اپنے واجبات وصول کرنے کا سب سے پہلے ترجیحی حق ہوگا۔ (دیکھیے شرعی معیار نمبر (۴۳) "دیوالیہ ہونا")۔

۷-معیار کے اجرا کی تاریخ

یہ معیار ۲۹ صفر ۱۴۲۲ھ مطابق ۲۳ مئی ۲۰۰۱ء کو جاری کیا گیا۔

معیار کی منظوری

مجلسِ شرعی نے اپنے چھٹے اجلاس منعقدہ ۲۵-۲۹ صفر ۱۴۲۲ھ مطابق ۱۹-۲۳ مئی ۲۰۰۱ء شرعی معیار "ضمانتیں" منظور کیا۔[1]

(۱) مجلسِ شرعی نے ۲۸ شعبان - یکم رمضان ۱۴۳۵ھ مطابق ۲۶-۲۸ جون ۲۰۱۴ء کو مدینہ منورہ میں منعقدہ اپنے اڑتالیسویں اجلاس میں اس معیار کی موجودہ ترمیم شدہ معیار حالت میں منظوری دی۔

ضمیمہ (الف)

معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد

مجلسِ شرعی نے اپنے دوسرے اجلاس میں، جو کہ ۱۰ - ۱۴ رمضان ۱۴۲۰ھ مطابق ۱۸ - ۲۲ دسمبر ۱۹۹۹ء کو مکہ مکرمہ میں منعقد ہوا تھا، ضمانتوں سے متعلق شرعی معیار ترجیحی بنیادوں پر تیار کرنے کا فیصلہ کیا۔

بروز منگل ۲۷ رمضان مطابق ۴ نومبر ۲۰۰۰ء ضمانتوں سے متعلقہ معاملات پر تحقیق اور معیار کا ابتدائی مسودہ تیار کرنے کے لیے ایک شرعی مشیر کو ذمہ داری سونپی گئی۔

۱۸ - ۱۹ ربیع الاوّل ۱۴۲۱ھ مطابق ۲۰ - ۱۲ جون ۲۰۰۰ء کو بحرین میں منعقدہ اجلاس میں شرعی تحقیقاتی کمیٹی نے معیار کے مسودہ کا جائزہ لیا اور اس میں کچھ ترامیم کیں۔ اسی طرح کمیٹی نے اپنے چھٹے اجلاس میں جو کہ بحرین میں ۲۰ - ۲۱ جمادی الثانی ۱۴۲۱ھ مطابق ۱۸ - ۱۹ ستمبر ۲۰۰۰ء کو منعقد ہوا، معیار کے ابتدائی مسودہ کا جائزہ لیا اور شرعی مشیر سے کمیٹی کے ممبران کی پیش کردہ تجاویز کی روشنی میں ترامیم کرنے کا مطالبہ کیا۔

کمیٹی نے ۵ - ۶ شعبان ۱۴۲۱ھ مطابق ۱ - ۲ نومبر ۲۰۰۰ء کو بحرین میں منعقدہ اپنے ساتویں اجلاس میں معیار کے مسودہ کا جائزہ لیا اور مجلسِ شرعی کو مسودہ پیش کرنے سے پہلے اس مسودہ میں مزید ترامیم کیں۔

معیار کا ترمیم شدہ مسودہ مجلسِ شرعی کے پانچویں اجلاس میں پیش ہوا، جو کہ مکہ مکرمہ میں ۸ - ۱۲ رمضان ۱۴۲۱ھ مطابق ۴ - ۸ دسمبر ۲۰۰۰ء کو منعقد ہوا تھا۔ مجلسِ شرعی نے معیار کے مسودہ میں مزید ترامیم منظور کیں اور مسودہ متعلقہ ماہرین کو بھیجنے کا فیصلہ کیا تاکہ مسودہ پر جلسۂ سماعت میں غور سے پہلے اُن کی رائے حاصل کی جاسکے۔

جلسۂ سماعت ۴ - ۵ ذوالحجہ ۱۴۲۱ھ مطابق ۲۷ - ۲۸ فروری ۲۰۰۱ء کو بحرین میں منعقد ہوا جس میں تیس سے زیادہ شرکاء شریک ہوئے جن میں ماہرینِ شریعت، پروفیسرز، دیگر متعلقہ افراد کے ساتھ ساتھ

مرکزی بینکوں، مالیاتی اداروں اور اکاؤنٹنگ فرمز کے نمائندے بھی شامل تھے۔ شرعی تحقیقاتی کمیٹی کے ممبران نے جلسۂ سماعت میں تحریری آراء جو کہ اجلاس سے پہلے بھیجی گئیں اور جو اجلاس کے دوران پیش کی گئیں، کو سنا اور اُن کا جواب دیا۔

شرعی تحقیقاتی کمیٹی نے اپنے آٹھویں اجلاس میں جو کہ ۱۶ - ۱۷ ذوالحجہ ۱۴۲۱ھ مطابق ۱۱ - ۱۲ مارچ ۲۰۰۱ء کو منعقد ہوا تھا، اُن تجاویز کا جائزہ لیا جو کہ جلسۂ سماعت کے دوران پیش کی گئیں یا کمیٹی کو تحریری طور پر بھیجی گئی تھیں، اور مناسب ترامیم کرنے کا فیصلہ کیا۔

مجلسِ شرعی نے اپنے چھٹے اجلاس میں جو کہ مدینہ منورہ میں ۲۵ - ۲۹ صفر ۱۴۲۲ھ مطابق ۱۹ - ۲۳ مئی ۲۰۰۱ء) کو منعقد ہوا تھا، اُن ترامیم کا جائزہ لیا جو کہ معیار میں شرعی تحقیقاتی کمیٹی نے منظور کی تھیں اور مزید مناسب ترامیم کرنے کا فیصلہ کیا۔ اس معیار کے کچھ حصہ کی مجلسِ شرعی کے تمام ممبران نے اتفاقِ رائے سے منظوری دی جبکہ کچھ حصہ کی منظوری اکثر ممبران کی رائے کے مطابق ہوئی جیسا کہ مجلس کے اجلاسوں کی روئداد میں محفوظ ہے۔

شرعی معیارات کی نظر ثانی کے لیے مقررہ کمیٹی نے قطر میں محرم ۱۴۳۳ھ مطابق نومبر ۲۰۱۱ء کو اپنے اجلاس میں اس معیار پر نظرِ ثانی کی۔ بحث و تمحیص کے بعد کمیٹی نے اضافہ، حذف اور جملوں کی تبدیلی سے متعلق کئی ترامیم تجویز کیں اور ترامیم کو منظوری کے لیے مجلسِ شرعی کو پیش کیا۔

مجلسِ شرعی نے اپنے اڑتیسویں اجلاس میں جو کہ مدینہ منورہ میں ۲۸ شعبان - یکم رمضان ۱۴۳۵ھ مطابق ۲۶ - ۲۸ نومبر ۲۰۱۴ء کو منعقد ہوا تھا، اُن ترامیم پر غور کیا جو کہ کمیٹی نے نظر ثانی کے بعد پیش کی تھیں۔ بحث و تمحیص کے بعد مجلسِ شرعی نے مناسب ترامیم کو منظور کیا اور معیار کی موجودہ نظرِ ثانی شدہ حالت میں منظوری دی۔

ضمیمہ (ب)

شرعی احکام کی بنیادیں

ضمانتوں کی مشروعیت اور ان کا عقود کے مناسب ہونا

ضمانتوں کی شرط لگانے کی مشروعیت کے دلائل وہ ہیں جو کہ ضمانتوں کی مختلف اقسام میں سے ہر قسم کے ساتھ خاص ہیں۔ نیز اس وجہ سے بھی کہ اس میں مال کی حفاظت ہے جو کہ شریعت کے مقاصد میں سے ایک مقصد ہے۔

امانت کے معاہدوں میں ضمانت

امانت کو بعینہٖ حوالہ کرنا اور مطالبہ پر اس کو ادا کرنا واجب ہے۔ باری تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا﴾[1] (اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم امانات کو اس کے اہل افراد کو ادا کرو)۔ اور امانات معاوضہ کا محل نہیں ہوتیں، ان کا مقصد یا تو مال کی حفاظت کرنا ہوتا ہے جیسے ودیعت یا احسان کے طور پر چیز کو استعمال کرنے کی اجازت دینا ہوتا ہے جیسے عاریت، جس شخص کے ہاتھ میں یہ امانات ہوتی ہیں مالک انہیں اس کا اہل اور امین سمجھ کر ان کے سپرد یہ امانات کرتا ہے اور امانت رکھنے والا شخص امانت کا ضامن نہیں ہوتا۔ البتہ زیادتی یا کوتاہی یا کسی حکم کی خلاف ورزی کی وجہ سے ہونے والے نقصان کا امین ذمہ دار ہے کیونکہ ان صورتوں میں امانت کی بنیادی ذمہ داری میں کوتاہی ہوئی ہے۔

تحریری دستاویز یا گواہ

معاہدہ کو تحریری شکل دینا شرعاً مستحب ہے، یہی جمہور فقہاء کا قول ہے۔ اس کے برخلاف ابنِ حزم رحمۃ اللہ علیہ

(۱) سورۃ النساء: ۵۸۔

اللہ تعالیٰ کے ارشاد: ﴿يَآيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡٓا اِذَا تَدَايَنۡتُمۡ بِدَيۡنٍ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكۡتُبُوۡهُ﴾ (اے ایمان والو! جب تم کسی معین میعاد کے لیے اُدھار کا کوئی معاملہ کرو تو اُسے لکھ لیا کرو)۔ نیز ﴿وَ لَا تَسۡـَٔمُوۡٓا اَنۡ تَكۡتُبُوۡهُ صَغِيۡرًا اَوۡ كَبِيۡرًا اِلٰٓى اَجَلِهٖ﴾ [1] (اور جو معاملہ اپنی میعاد سے وابستہ ہو، چاہے چھوٹا ہو یا بڑا، اُسے لکھنے میں اکتاؤ نہیں) کے ظاہر سے استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہ واجب ہے۔ جمہور علماء کا استدلال یہ ہے کہ یہ آیت بذاتِ خود مدیون کے قابلِ بھروسہ ہونے کی صورت میں تحریری معاہدہ چھوڑنے کی اجازت دیتی ہے ﴿فَاِنۡ اَمِنَ بَعۡضُكُمۡ بَعۡضًا فَلۡيُؤَدِّ الَّذِى اؤۡتُمِنَ اَمَانَتَهٗ وَلۡيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ﴾ [2] (اگر تم ایک دوسرے پر بھروسہ کرو تو جس پر بھروسہ کیا گیا ہے وہ اپنی امانت ٹھیک ٹھیک ادا کرے اور اللہ سے ڈرے جو اس کا پروردگار ہے)۔

تحریری دستاویز مرتب کرنے میں عُرف کا اعتبار ہے کہ اسے عدالت میں ثبوت کے طور پر پیش کیا جاسکے۔ کیونکہ شریعت نے تحریری معاہدہ کے لیے کوئی طریقہ معین نہیں کیا ہے۔

گواہی کے ذریعے سے معاہدہ کو پختہ کرنے کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے ﴿وَ اسۡتَشۡهِدُوۡا شَهِيۡدَيۡنِ مِنۡ رِّجَالِكُمۡ ۚ فَاِنۡ لَّمۡ يَكُوۡنَا رَجُلَيۡنِ فَرَجُلٌ وَّامۡرَاَتٰنِ مِمَّنۡ تَرۡضَوۡنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ اَنۡ تَضِلَّ اِحۡدٰٮهُمَا فَتُذَكِّرَ اِحۡدٰٮهُمَا الۡاُخۡرٰى﴾ [3] (اپنے میں سے دو مردوں کو گواہ بنالو، اگر دو مرد موجود نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں اُن گواہوں میں سے ہوجائیں جنہیں تم پسند کرتے ہو تاکہ اگر ان دو عورتوں میں سے ایک بھول جائے تو دوسری اسے یاد دلا دے)۔

گواہی کا درجہ فقہاء کے نزدیک تحریر سے زیادہ ہے۔ لیکن موجودہ زمانے میں گواہی کی حیثیت میں تبدیلی آگئی ہے کہ قوانین گواہی کو بہت کم جگہوں پر معتبر مانتے ہیں اور تحریری ثبوت کو عام طور پر اہمیت دیتے ہیں۔

---

(۱) سورۃ البقرۃ:۲۸۲۔

(۲) سورۃ البقرۃ:۲۸۳۔

(۳) سورۃ البقرۃ:۲۸۲۔

کفالت

کفالت کی مشروعیت اور اس کی اقسام

قرآن کریم، حدیث، اجماع اور عقلی طور پر کفالت کا ثبوت موجود ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿قَالُوْا نَفْقِدُ صُوَاعَ الْمَلِكِ وَلِمَنْ جَآءَ بِهٖ حِمْلُ بَعِيْرٍ وَّاَنَا بِهٖ زَعِيْمٌ﴾ [۱] (اُنہوں نے کہا کہ ہمیں بادشاہ کا پیمانہ نہیں مل رہا اور جو شخص اسے لا کر دے گا، اُس کو ایک اُونٹ کا بوجھ انعام میں ملے گا۔ اور میں اس انعام کو دِلوانے کی ذمہ داری لیتا ہوں)۔

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے کہ ایک جنازہ لایا گیا، لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! نماز جنازہ پڑھا دیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشاد فرمایا کہ کیا اس نے کچھ مال چھوڑا ہے؟ لوگوں نے کہا کہ نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا اس پر کوئی قرضہ لازم ہے؟ لوگوں نے کہا کہ تین دینار لازم ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ اپنے ساتھی کی نماز پڑھ لو۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا "یا رسول اللہ! آپ ان کی نمازِ جنازہ پڑھا دیجیے، ان کے قرضہ کی ادائیگی میری ذمہ داری ہے"۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کی نمازِ جنازہ پڑھا دی۔ [۲] ایک روایت میں ہے کہ "میں ان کے قرضے کی ادائیگی کی ضمانت دیتا ہوں"۔ [۳]

فقہاء کرام نے کفالت کی مشروعیت پر اجماع کیا ہے۔ لوگوں کو آپس کے معاملات کی آسانی کے لیے کفالت کی ضرورت پڑتی ہے خاص طور پر جب کہ معاملہ ایسے شخص کے ساتھ ہو جس سے پہلے واسطہ نہ پڑا ہو اور کفالت، عقد اور اس کی مصلحت کا تقاضا بھی ہے۔

کفالت کی اجرت لینا منع ہے کیونکہ یہ نیکی کا کام ہے اور فقہاء کا اس کی ممانعت پر اجماع ہے۔ نیز اس وجہ سے بھی کہ یہ [کفالت] قرض واپس لوٹانے پر رضامندی کا اظہار ہے، اس کے مقابلے میں کوئی عوض لینا جائز نہیں ہے جیسا کہ بذاتِ خود قرض دینے پر کوئی عوض لینا جائز نہیں ہے کیونکہ یہ سود ہے۔

---

(۱) سورۃ یوسف: ۷۲۔

(۲) صحیح بخاری ۲/۸۰۰ دار ابن کثیر والیمامہ۔

(۳) سنن نسائی ۷/۳۱۷، سنن ابن ماجہ ۲/۸۰۴، سنن بیہقی ۴/۵۹۔

نامعلوم چیز یا وہ چیز جو ابھی تک لازم نہیں ہوئی اُس کی ضمانت لینا

نامعلوم چیز کی ضمانت لینے کے جواز کی شرعی دلیل اس حدیث کا عموم ہے "کفیل ضامن ہے"[1] کیونکہ اس حدیث میں معلوم یا نامعلوم چیز کی تفصیل بیان نہیں کی گئی۔ دوسری وجہ یہ بھی کہ نامعلوم چیز کی ضمانت لینے سے کوئی ضرر لازم نہیں آتا کیونکہ یہ جہالت بہر حال ختم ہوگی اور کفیل کو دَین لازم ہونے کے بعد معلوم ہو جائے گا کہ اس کی کفالت کی وجہ سے اُس پر کیا لازم ہوا ہے۔ جو چیز ذمہ میں واجب ہی نہ ہوئی ہو اُس کی ضمانت صحیح ہونے کی دلیل باری تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿وَ لِمَنْ جَآءَ بِهٖ حِمْلُ بَعِيْرٍ وَّ اَنَا بِهٖ زَعِيْمٌ﴾[2] (جو شخص اسے [بادشاہ کا پیمانہ] لا کر دے گا، اُس کو ایک اُونٹ کا بوجھ انعام میں ملے گا۔ اور میں اس انعام کو دلوانے کی ذمہ داری لیتا ہوں)۔ کیونکہ اس آیت میں حق ثابت ہونے سے پہلے ہی ایک اُونٹ کے برابر سامان انعام میں دلوانے کی ضمانت لی گئی ہے۔

دائن کا مدیون یا کفیل میں سے کسی سے بھی مطالبہ کے حق کے ثبوت کی دلیل یہ ہے کہ حق دونوں کے ذمہ میں لازم ہے۔ لہٰذا دائن کو ان دونوں میں سے جس سے چاہے مطالبہ کرنے کا اختیار ہے۔ کفالت میں ترتیب وار مطالبہ کرنے کی شرط مالکیہ کا ایک قول ہے[3] اور یہی حنفیہ کا مذہب ہے[4] کہ مدیون اگر مالدار ہے تو کفیل سے مطالبہ کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے الا یہ کہ مدیون ادائیگی سے منع کر دے۔ لہٰذا ترتیب وار مطالبہ کی شرط کہ "پہلے مدیون سے مطالبہ کیا جائے گا پھر کفیل سے" مؤثر ہوگی، بلکہ اصولی ترتیب بھی یہی ہے۔

---

(۱) سننِ ابوداؤد، ترمذی، احمد بن حنبل (الدراری المضیۃ ۱/۳۹۹، دار الجیل) سننِ ابنِ ماجہ ۲/۸۰۴۔ دار الفکر۔ سننِ بیہقی ۶/۲۲۔ مکتبہ دار الباز۔

(۲) سورۃ یوسف: ۷۲۔ زعیم سے مراد کفیل ہے۔

(۳) البیان والتحصیل لابن رشد ۱۱/۲۹۱۔

(۴) بدائع الصنائع ۷/۳۴۲۳۔

بروقت ادائیگی نہ کرنے پر تمام اقساط کا فوری طور پر لازم ہونا

اس کی دلیل نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد ہے "مسلمانوں پر اپنی شرطوں کی پابندی لازم ہے"۔[1] ایک وجہ یہ بھی کہ مدت مدیون کا حق ہے، لہٰذا وہ چاہے اس حق سے مطلقاً دستبردار ہوجائے یا دَین کی تقویت کے لیے ادائیگی میں تاخیر کرنے کے ساتھ معلق کردے اور قرض خواہ کو اس بات کی قدرت دے کہ وہ ایک قسط کے بعد دوسری قسط کا مطالبہ کرنے کے بجائے پورے دَین کا ایک ساتھ مطالبہ کرلے، تاکہ کہیں مدیون مال لے کر بھاگ نہ جائے۔

اس شرط کی مشروعیت سے متعلق مجمع الفقہ الاسلامی کی قرارداد نمبر ۵۱ جاری ہوچکی ہے۔

ثمن کی عدمِ ادائیگی کی صورت میں اُدھار بیع کو فسخ کرنے کا حق

اس کی دلیل یہ ہے کہ بیچنے والا مہلت دینے پر اُس وقت راضی تھا جب اس کے واجبات کے ضائع ہونے کا اندیشہ نہ ہو۔ اور یہی جمہور فقہاء کا مذہب ہے برخلاف حنفیہ کے، جو دَائن کے حق کو صرف تقاضہ کرنے کے ساتھ محدود کرتے ہیں سوائے اُس صورت کے جب بیچنے والے نے خود اپنے لیے فسخ کے حق کی شرط رکھی ہو (مسلمانوں پر شرطوں کی پابندی لازم ہے)۔[2]

ضمانتوں کی موجودہ عملی صورتیں

لیٹر آف گارنٹی

محض ضمانت دینے پر اُجرت لینے کے عدمِ جواز پر دلیل یہ ہے کہ یہ کفالت ہے جو کہ نیکی کے کاموں میں سے ایک کام ہے۔ کیونکہ یہ قرض کی ادائیگی پر رضامندی کا اظہار ہے جس کے مقابلہ میں کوئی عوض نہیں لیا جاسکتا۔ ضمانت دینے پر کوئی عوض لینا فقہاء کے نزدیک متفقہ طور پر منع ہے۔ البتہ لیٹر آف گارنٹی کا اجراایک خدمت ہے جس پر اُجرت لینے کی گنجائش معلوم ہوتی ہے۔

---

(۱) سننِ بیہقی ۶/۷۹،۷/۲۴۹/۷، مکتبہ دار الباز۔ سننِ دارقطنی ۱۰/۲۷دارالمعرفہ۔ مصنفِ ابنِ ابی شیبہ ۴/۴۵۰مکتبۃ الرشد۔ شرح معانی الاثار ۹۰، دارالکتب العلمیہ۔

(۲) اس کی تخریج پیچھے گذر چکی ہے۔

کسی حرام کام کے لیے لیٹر آف گارنٹی جاری کرنے کی ممانعت کی دلیل، گناہ کے کاموں پر معاونت/مدد کرنے کی حرمت ہے۔ حدیث "اللہ تعالیٰ سود کھانے والے، اس کے وکیل بننے والے، اس کو لکھنے والے اور اس کی گواہی دینے والے پر لعنت بھیجتے ہیں"۔[1] ضامن کا کام، گواہ اور تحریر کرنے والے سے بھی زیادہ قوی ہے۔

لیٹر آف کریڈٹ (ایل سی)

لیٹر آف کریڈٹ پر اجرت لینے کی دلیل یہ ہے کہ یہ ایک ایسی خدمت ہے جس میں درخواست کرنے والے کی مصلحت کے لیے کئی کام انجام دینے پڑتے ہیں اور اس پر معاوضہ لینا بینک کا حق ہے۔

چیک اور پرومیسری نوٹ کو استعمال کرنا

چیک اور پرومیسری نوٹ کو ضمانت کے لیے حاصل کرنے کی دلیل وہی ہے جو ضمان کی مشروعیت سے متعلق بالعموم ذکر کی گئی ہے۔

قرضوں کی انشورنس کروانا

اسلامی انشورنس تبرع کی بنیاد پر قائم ہے جس میں غرر معاف ہے۔ جو قسطیں طے شدہ طریقے کے مطابق ادا کی جاتی ہیں، وہ انشورنس میں شریک تمام افراد کے فائدہ کے لیے ہوتی ہیں اور اسلامی انشورنس کی مشروعیت سے متعلق رابطہ عالمِ اسلامی[2] کی مجمع الفقہ الاسلامی سے اور مؤتمر الاسلامی کے زیرِ انتظام مجمع الفقہ الاسلامی[3] سے کئی قراردادیں جاری ہو چکی ہیں۔ اسلامی انشورنس میں جو کفالت کے معنی پائے جاتے ہیں، اس پر کوئی مشروط عوض طے نہیں ہوتا۔ (دیکھیے شرعی معیار نمبر (۲۶) "اسلامی انشورنس")۔

---

(۱) صحیح مسلم ۳/۱۲۱۹ دار احیاء التراث العربی اور تمام صحاحِ ستہ میں اس کو روایت کیا گیا ہے۔ نیل الاوطار للشوکانی ۵/۲۹۶ دار الجیل۔

(۲) الدورۃ الاولیٰ۔ القرار الخامس۔

(۳) قرارداد نمبر ۹ (۲/۹)۔

اکاؤنٹ کو منجمد کرنا

سیونگ اکاؤنٹ کو منجمد کرنے کی شرط لگانے کے جواز کی دلیل، نقدی کو رہن رکھنے کا جواز ہے۔ نیز اس وجہ سے بھی کہ اکاؤنٹ منجمد کرنے سے مقصد اکاؤنٹ ہولڈر پر ادارہ کے واجبات لازم ہونے کی صورت میں مقاصہ پر قدرت حاصل کرنا ہے۔ یہ رہن کی قبیل سے ہے جو عنقریب ذمہ میں واجب ہونے والے دَین کی توثیق کے لیے رکھا جاتا ہے۔ ادارہ کو کرنٹ اکاؤنٹ کو منجمد کرنے کی شرط لگانے سے روکنے کی دلیل یہ ہے کہ اس میں اُدھار بیع اور قرض کو جمع کرنا لازم آتا ہے۔

تیسرے شخص کا ضامن بننا

تیسرے شخص کے ضامن بننے سے متعلق مسئلہ کی دلیل یہ ہے کہ یہ راس المال میں خسارہ کو تبرعاً پورا کرنے کا التزام ہے اور یہ تبرع ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد ﴿مَا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ مِنْ سَبِيْلٍ﴾[1] "نیک لوگوں پر کوئی الزام نہیں ہے" کی بناء پر جائز ہے۔ مجمع الفقہ الاسلامی کی قرارداد میں تحریر ہے: "شرعاً اس بات میں کوئی ممانعت نہیں ہے کہ prospectus یا مضاربہ کے صکوک میں اس بات کی صراحت کی جائے کہ ایک تیسرا شخص جو کہ اپنی شخصیت اور ذمہ میں عاقدین سے منفرد ہے، تبرّعاً کسی عوض کے بغیر کسی خاص پروجیکٹ کے متوقع نقصان کی مخصوص حد تک تلافی کرنے کا وعدہ کرتا ہے۔ اس میں شرط یہ ہے کہ یہ التزام مضاربہ کے عقد سے الگ اور مستقل ہو یعنی اس التزام کو پورا کرنا عقد کے نفاذ اور عاقدین پر عقد کے احکامات مرتب ہونے کی شرط نہ ہو۔ لہٰذا حاملِ صکوک اور مضارب کو اس بات کا کوئی حق نہیں ہے کہ مضاربت کو ختم کرنے یا اپنے التزامات کو پورا نہ کرنے کا اعلان کریں اس بناء پر کہ تبرع کرنے والے نے اپنا وعدہ پورا نہیں کیا اور یہ استدلال درست نہیں ہوگا کہ عقد میں اس ضمانت کا اعتبار کیا گیا تھا"۔[2]

شئیرز کی انڈر رائیٹنگ

اگر یہ ضمانت کسی عوض کے بغیر ہو تو یہ کفالت بغیر اُجرت کے ہے جو کہ شرعاً جائز ہے۔ اور اگر یہ کسی

---

(۱) سورۃ التوبہ:۹۱۔

(۲) قرارداد نمبر ۳۰(۴/۵)۔

عوض کے بدلہ میں ہو تو اس کے عدمِ جواز کی دلیل وہی ہے جو ضمانت پر اُجرت لینے سے متعلق گزر چکی ہے۔ (دیکھیے شق ۱/۶)۔

ٹینڈر میں ضمانت، مرابحہ میں سیکورٹی ڈیپازٹ، اور بیعانہ

ٹینڈر اور سیکورٹی ڈیپازٹ میں ضمانت کے مشروع ہونے کی دلیل وہی ہے جو ضمانتوں کی مشروعیت کے ذیل میں بالعموم گزر چکی ہے۔ یہ دونوں جائز ہیں کیونکہ اس میں وعدہ سے انکار کی صورت میں پیش آنے والے صرف حقیقی نقصان کا عوض لیا جا رہا ہے۔ اور بیعانہ کے جواز سے متعلق دلیل حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا صحابہ کرام کی موجودگی میں عمل ہے اور اسی بناء پر حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا یہ مذہب ہے۔ عربون سے متعلق مجمع الفقہ الاسلامی کی قرارداد[1] اور شرعی معیار نمبر (۵۳) "عربون" جاری ہو چکا ہے۔

دَین کی وصولی میں ترجیحی حق اور متابعت کا حق

بعض حقوق جیسا کہ تصفیہ کرانے والوں کی اُجرت کو ترجیح دینے کی دلیل یہ ہے کہ یہ ایسے کام کی اجرت ہے جو مصلحت کی خاطر عدالتی حکم سے ثابت ہو چکا ہے۔ دیوالیہ شخص کے مال میں ترجیح دیے جانے کی دلیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے "جس شخص نے کوئی سامان بیچا پھر خریدار دیوالیہ ہو گیا، بیچنے والا اپنی چیز بعینہ دیوالیہ شخص کے مال میں موجود پائے تو وہ دوسرے قرض خواہوں کے مقابلے میں اُس چیز کا زیادہ حقدار ہے"۔[2] کویت فائنانس ہاؤس کی جانب سے منعقد ہونے والی دوسری فقہی مجلس نے بہت سی فقہی جزئیات کی روشنی میں اس سے متعلق قرارداد جاری کی ہے۔ مدیون کا پیچھا کرنے کا حق رکھنے کی دلیل قرض دینے والے کا اپنا قرض وصول کرنے پر قدرت حاصل کرنا اور اپنے حق کی حفاظت کرنا ہے۔

(۱) قرارداد نمبر ۷۲ (۳/۸) عربون سے متعلق۔

(۲) امام بخاری اور امام مسلم رحمہما اللہ نے اس حدیث کو ان الفاظ میں روایت کیا ہے: جس شخص نے اپنے مال کو بعینہ ایسے آدمی کے پاس پایا جو کہ مفلس ہو چکا ہے تو وہ اُس کا دوسروں سے زیادہ حقدار ہے۔ صحیح بخاری ۲۴۰۲، صحیح مسلم ۱۵۵۹۔

ضمیمہ (ج)

فرہنگ

مضمونات

وہ جو عقد کی وجہ سے یا قبضہ کی وجہ سے ضمان میں آئے۔

امانات

وہ چیزیں جن کا ضمان زیادتی، کوتاہی یا شرائط کی خلاف ورزی کے بغیر لازم نہیں آتا۔

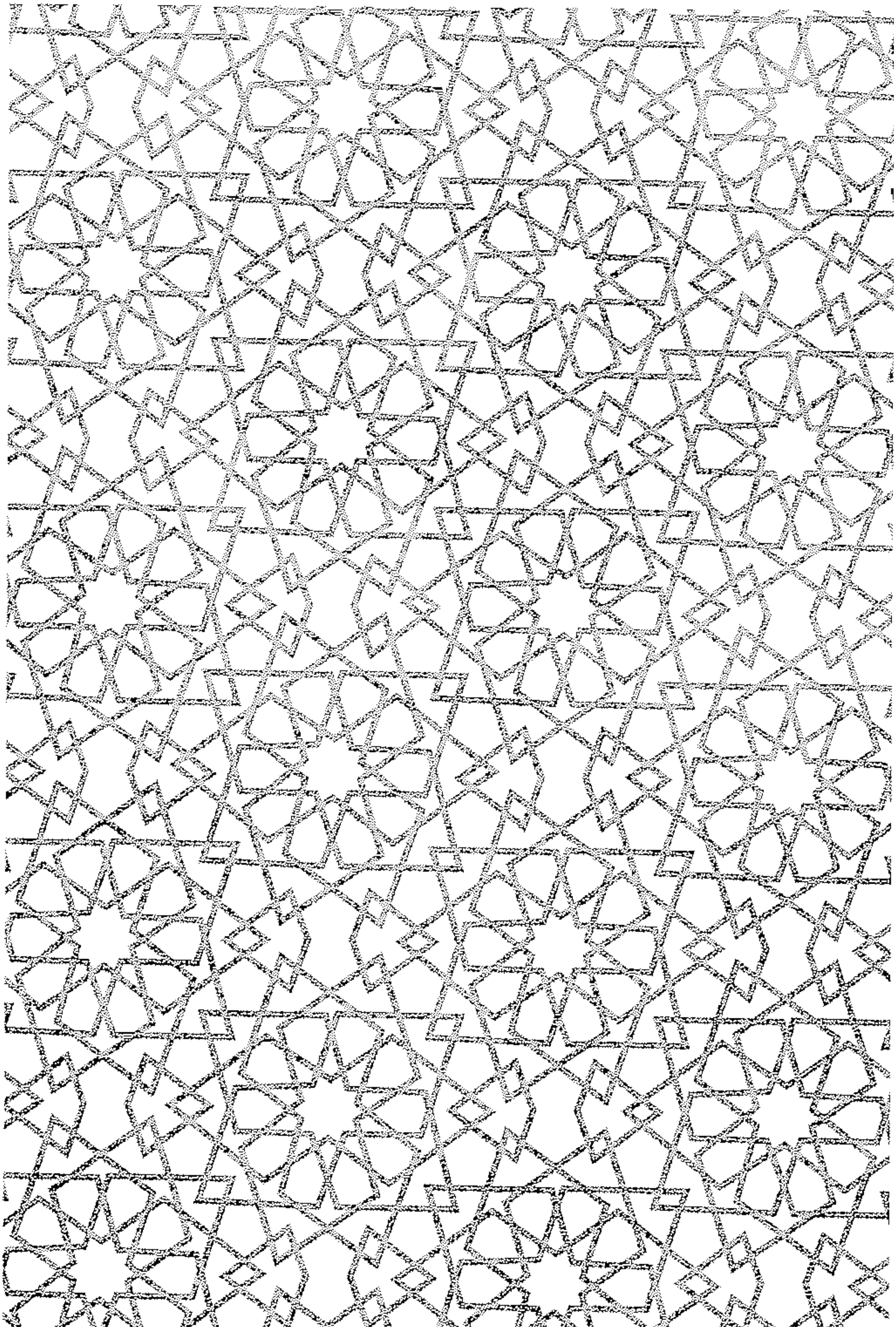

شرعی معیار نمبر (٦)

روایتی بینک کی اسلامی بینک میں تبدیلی

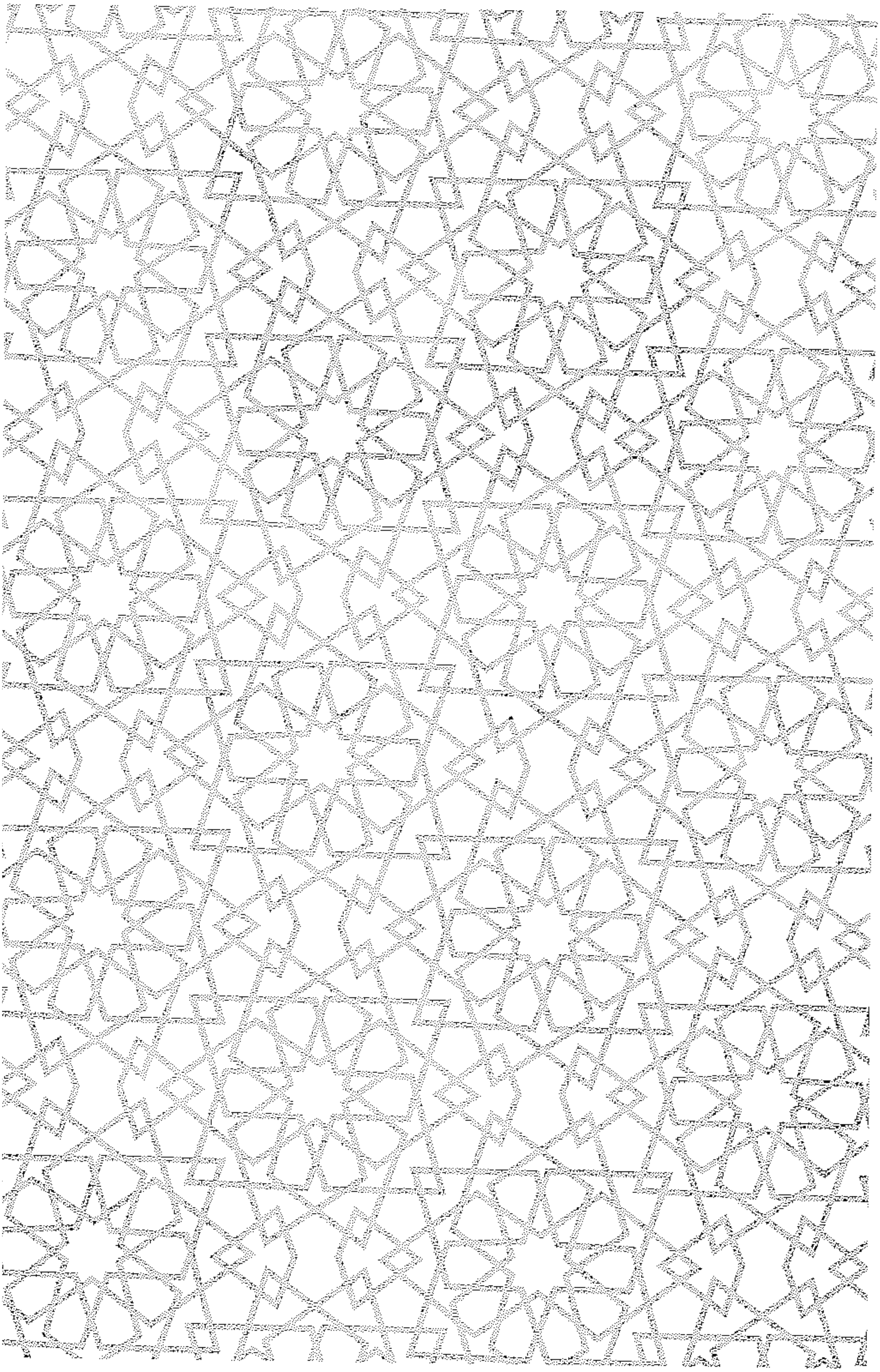

فہرست

دیباچہ ۱۶۶

معیار کا متن ۱۶۷

۱- معیار کا دائرۂ کار ۱۶۷

۲- تبدیلی کا دورانیہ ۱۶۷

۳- تبدیلی کے لیے درکار ضروری اقدامات ۱۶۸

۴- بینکوں کے ساتھ معاملات ۱۶۹

۵- جائز طریقوں کے مطابق بینکاری خدمات کی فراہمی ۱۷۰

۶- سود کی بنیاد پر لیے جانے والے اموال پر تبدیلی کا اثر اور اس کے شرعی متبادل ۱۷۰

۷- سرمایہ کاری پر تبدیلی کے اثرات ۱۷۲

۸- تبدیلی سے پہلے بینک کو حاصل ہونے والی غیر شرعی وصولیوں کے بارے میں لائحہ عمل ۱۷۲

۹- داخلی یا خارجی تبدیلی کے فیصلہ سے پہلے بینک پر لازم شدہ غیر شرعی ادائیگیوں کے بارے میں لائحہ عمل ۱۷۴

۱۰- غیر شرعی آمدن سے خلاصی کا طریق کار ۱۷۵

۱۱- تبدیلی سے پہلے بینک پر واجب ہونے والی زکوٰۃ ۱۷۵

۱۲- معیار کے اجرا کی تاریخ ۱۷۶

معیار کی منظوری ۱۷۷

ضمیمہ جات

ضمیمہ (الف) معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد ۱۷۸

ضمیمہ (ب) شرعی احکام کی بنیادیں ۱۸۰

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على أشرف المرسلين، سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه أجمعين.

دیباچہ

اس معیار کا مقصد ان مراحل، طریقوں، اور کارروائیوں کو بیان کرنا ہے جن کو ملحوظ رکھنا روایتی [سودی] بینک کی ایک اسلامی بینک (بینک/بینکوں)[1] میں تبدیلی کے لیے ضروری ہے جو اپنے مالیاتی امور اور تعلقات میں شرعی اصول وضوابط کی پابندی کا التزام کرتا ہو اور اسلامی بینکاری کے حوالہ سے لاگو ہونے والی ذمہ داریوں کی ادائیگی اور اس کے مقاصد کے حصول کا اہتمام کرتا ہے۔ اسی طرح اس معیار میں اسلامی بینکاری کی ان مخصوص سرگرمیوں کی طرف بھی اشارہ کیا گیا ہے جو سودی بینک کے اسلامی بینک میں تبدیل ہونے سے پہلے تک رائج سرگرمیوں کا متبادل ہوں گی۔

والله الموفق...

(۱) "بینک/بینکوں" کی اصطلاح یہاں اختصار کی غرض سے اسلامی بینکوں کے لیے استعمال کی گئی ہے۔

معیار کا متن

۱- معیار کا دائرۂ کار

یہ معیار ان بنیادی نکات پر مشتمل ہے جن کا تعلق فوری طور پر ایک طے شدہ مدت کے اندر جس کا اعلان کیا جائے گا، مکمل طور پر سودی بینک کی اسلامی بینک میں تبدیلی سے ہے۔ یہ تبدیلی کی قرارداد داخلی طور پر ہو یا بیرونی طور پر بینک کی ملکیت کے حصول میں دلچسپی رکھنے والوں کے طرف سے ہو۔ اسی طرح یہ معیار ان نکات پر بھی مشتمل ہے جن کا تعلق تبدیلی کی مدّت سے، تبدیلی کے نتیجہ میں اموال کے حصول اور ان کے استعمال کی کیفیت پر پڑنے والے اثر سے، تبدیلی سے پہلے بینک کے اوپر لازم شدہ ذمہ داریوں اور حقوق سے ہے، چاہے ان ذمہ داریوں کو ادا کر دیا گیا ہو اور حقوق کو حاصل کیا جا چکا ہو یا نہ کیا گیا ہو اور ان امور کا تعلق ان غیر شرعی اثاثوں اور ان میں تصرف سے بھی ہے جو بینک کے پاس تبدیلی سے پہلے موجود ہوں۔

بینک کی جائز سرگرمیوں اور ان سرگرمیوں سے حاصل شدہ آمدنی سے یہ معیار بحث نہیں کرتا کیونکہ ان کے جاری رہنے اور ان سے فائدہ اٹھانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے اور نہ ہی ان پر تبدیلی کا کوئی اثر پڑتا ہے۔ اسی طرح یہ معیار سودی بینک کی طرف سے اسلامی بینکاری کے لیے ذیلی ادارے یا شعبے قائم کرنے سے متعلق بھی نہیں ہے۔

۲- تبدیلی کا دورانیہ

۱/۲　روایتی [سودی] بینک کو اسلامی بینک میں تبدیل کرنے کے حوالہ سے شریعت کے تمام تقاضوں کو پورا کرنا اور تبدیلی ہو جانے کے بعد تمام نئی سرگرمیوں میں شرعی اصول وضوابط کی پابندی ضروری ہے۔ البتہ تبدیلی کے فیصلہ سے پہلے انجام دی جانے والی سرگرمیوں کے

بارے میں اصولی بات یہ ہے کہ ان سے فوراً گلو خلاصی حاصل کی جائے اور اس میں بالکل تاخیر نہ کی جائے سوائے یہ کہ بینک کے واقعاتی حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے ضرورت یا حاجت کی بنیاد پر ناجائز معاملات کو جاری رکھا جائے تاکہ بینک کے نظام کو ناکام ہونے کے خطرے اور تباہی سے بچایا جاسکے۔ ایسی صورت میں یہ ضروری ہے کہ ان ناجائز معاملات کے نتائج اور اثرات سے اس معیار میں بیان کیے گئے طریقۂ کار کے مطابق نجات حاصل کی جائے۔

۲/۲ اگر بینک شق ۲/۱ کے بن فوری طور پر تبدیلی کے بجائے مرحلہ وار تبدیلی کا فیصلہ کرتا ہے تو تبدیلی کے مکمل ہونے تک وہ اسلامی بینک شمار نہیں ہوگا اور بینک مالکان پر لازم ہوگا کہ وہ جلد از جلد اس تبدیلی کو مکمل کرلیں تاکہ ناجائز کاروباری سرگرمیوں میں ملوث ہونے کے گناہ سے نجات مل سکے۔ اس سلسلہ میں تبدیلیوں کے مختلف مراحل میں اس معیار سے رہنمائی لی جاسکتی ہے۔

۳/۲ تبدیلی کے دوران پیش آنے والے معاملات اور حرام منافع سے شق ۸ - ۱۱ میں بیان کردہ تفصیلی طریقِ کار کے مطابق معاملہ کیا جائے۔

۳- تبدیلی کے لیے درکار ضروری اقدامات

۳/۱ تبدیلی کے عمل کی کامیابی کے لیے ضروری طریقِ کار کو اپنانا، ضروری وسائل کی فراہمی، غیر شرعی معاملات کا متبادل تیار کرنا اور تبدیلی کو صحیح طور پر نافذ کرنے کے لیے اہل افراد کا تقرر ضروری ہے۔

۳/۲ اسلامی بینک میں تبدیل ہونے والے بینک کے لیے انتظامی طریقِ کار کی رعایت رکھنا ضروری ہے جس میں انتظامی اداروں کی طرف سے مطالبہ کی صورت میں لائسنس میں ترمیم کرنے، میمورینڈم آف ایسوسی ایشن اور آرٹیکلز آف ایسوسی ایشن میں متعلقہ اداروں کی منظوری سے ترمیم کرنا شامل ہے، تاکہ اس ترمیم اور تبدیلی کے ذریعہ اسلامی بینکاری کے

موافق اہداف ومقاصد کو شامل کیا جاسکے اور منافی امور (شقوں) کو ختم کیا جاسکے۔

۳/۳ بینک کے بنیادی ڈھانچہ کی تنظیم نو کے ساتھ ساتھ کاروبار کے طور طریقوں، ملازمت کی ذمہ داریوں، قواعد وضوابط اور اس کی شرائط کو نئی ساخت کے مطابق ڈھالنا۔

۴/۳ ایوفی کے جاری کردہ انتظامی معیارات [governance standards] کے مطابق معاملات کی شرعی نگرانی کے لیے مجلسِ شرعی اور اسی طرح شرعی اصولوں کی مطابقت کو یقینی بنانے کے لیے اندرونی طور شرعیہ کمپلائنس کا شعبہ قائم کرنا۔

۵/۳ ماڈل/اسٹینڈرڈ معاہدات اور دیگر دستاویزات میں ترمیم یا ان کی نئے سرے سے شرعی احکام کے مطابق تیاری۔

۶/۳ ملکی اور بین الاقوامی سطح پر بینکوں میں کھاتے کھولنا اسی طرح ملک اور بیرون ملک روایتی [سودی] بینکوں کے پاس موجود کھاتوں کو درست کرنا (دیکھیے شق ۲/۴)، اور ان سے تعلق بھی بقدرِ ضرورت رکھنا۔

۷/۳ اسلامی بینکاری کے لیے افرادی قوت مہیا کرنے اور ان کو اس سے متعلق مختلف امور کی انجام دہی کے قابل بنانے کے لیے حکمتِ عملی وضع کرنا۔

۸/۳ ایوفی کی طرف سے جاری کردہ آڈٹنگ، اکاؤنٹنگ، انتظامی واخلاقی ضابطوں سے متعلق جاری کردہ معیارات کے نفاذ کے لیے ضروری عملی اقدامات کرنا۔

۴- بینکوں کے ساتھ معاملات

۱/۴ مرکزی بینک کے ساتھ معاملات کے طریقہ میں ایسی ترمیم کی کوشش کرنا جس سے تمام معاملات میں شریعت کے اصولوں اور خاص طور پر سود سے متعلق احکام کی پابندی ممکن ہوسکے، چاہے وہ معاملات رقم جمع کرانے سے متعلق ہوں یا سرمایہ کے حصول سے یا اس کے علاوہ۔ قانونی تقاضے کے تحت مرکزی بینک کے پاس بطور محفوظے [reserve] رکھوائے جانے والے سرمایہ کا ایک ممکنہ متبادل یہ ہوسکتا ہے کہ بجائے نقد رقم کو منجمد کرنے

کے وہ بانڈز مرکزی بینک کے پاس رکھوائی جائیں جو بینک کے مدیون گاہکوں کے دیون سے متعلق ہوں، نیز حکومتی سرمایہ کاری شرعی طریقوں کے مطابق کی جائے۔ کلیئرنگ کے لیے متبادل طریقۂ کار یہ ہوسکتا ہے کہ مرکزی بینک کے پاس صرف کرنٹ اکاؤنٹ کھولا جائے اور اگر یہ ممکن نہ ہوتو ان پر سود کی صورت میں ملنے والے نفع سے نجات حاصل کی جائے۔ مرکزی بینک سے سرمایہ کے حصول کے طریقۂ کار میں یہ ترمیم ہوسکتی ہے کہ مرکزی بینک کا اپنے پاس کھاتہ سرمایہ کاری کی بنیاد پر کھول کر سرمایہ حاصل کیا جائے۔

۲/۴ سودی بینکوں کے ساتھ معاملات کی اس طور پر تصحیح ہوکہ سود پر کوئی معاملہ نہ ہو بلکہ شرعی طور پر قابلِ قبول طریقوں کو استعمال کیا جائے۔

۳/۴ اسلامی مالیاتی اداروں میں کرنٹ اور سیونگ اکاؤنٹس کھول کر ان کے ساتھ مشترکہ سرمایہ کاری، سرمایہ کے ٹرانسفر کے معاہدات اور لیٹر آف کریڈٹ [LC] کے معاملات کے ذریعہ تعلقات کو وسعت دی جائے۔

۵- جائز طریقوں کے مطابق بینکاری خدمات کی فراہمی

بینکاری خدمات کی فراہمی کے عوض سودی منافع حاصل کرنا جائز نہیں بلکہ اس کے شرعی متبادل پر عمل کیا جائے، مثلاً جن لیٹر آف کریڈٹس (LCs) میں پیشگی مکمل رقم فراہم نہیں کی جاتی ان میں شرعی قواعد کے مطابق مرابحہ، مشارکہ یا مضاربہ کی بنیاد پر معاملہ کیا جائے۔ بینک کے لیے صرف اس طرح کی سہولت فراہم کرنے کے عوض اجرت لینا درست نہیں، البتہ عملی طور پر اس سہولت کی کی فراہمی کے لیے ٹرانزیکشن کرنے کی صورت میں ٹرانزیکشن سے (اس کے احکام کے مطابق) حاصل ہونے والی رقم میں اس اجرت کی رقم کو بھی ملحوظ رکھا جاسکتا ہے۔

۶- سود کی بنیاد پر لیے جانے والے اموال پر تبدیلی کا اثر اور اس کے شرعی متبادل

۱/۶ ان تمام سابقہ روایتی [سودی] معاملات کے اثرات کا تدارک ضروری ہے جن کے تحت بینک نے سود کی بنیاد پر نقد اثاثے حاصل کیے ہوں، چاہے یہ معاملات افراد کے ساتھ

ہوں، بینکوں کے ساتھ ہوں یا مرکزی بینک کے ساتھ۔ اس میں مختلف کھاتوں میں موجود رقم، ترجیحی حصص، سودی سرمایہ کاری کی دستاویزات اور قرض کی دستاویزات کی شرائط داخل ہیں جنہیں بینک نے تبدیلی کے فیصلہ سے پہلے جاری کیا ہو۔ (دیکھیے شق ۹)

٢/٦ بینک پر لازم ہے کہ اپنی سرگرمیوں کو جاری رکھنے کے لیے ضروری سرمایہ کے حصول اور اپنی ناجائز ذمہ داریوں کی ادائیگیوں کے لیے صرف شرعی طریقوں تک محدود رہے۔ چند جائز متبادل طریقے یہ ہیں:

١/٢/٦ بینک مالکان کا مزید سرمایہ لگا کر بینک میں اپنے حصص بڑھا دینا، اسی طرح سرمایہ کاری اکاؤنٹ اور کرنٹ اکاؤنٹ کھولنے کی طرف لوگوں کو متوجہ کرنا۔

٢/٢/٦ مضاربہ، مشارکہ یا اجارہ کی بنیاد پر شرعی قواعد کے مطابق اسلامی صکوک جاری کرنا۔

٣/٢/٦ سلم کے معاملات کرنا جس میں بینک کی حیثیت فروخت کنندہ کی ہو، یا استصناع کا معاملہ کرنا جس میں بینک کی حیثیت صانع کی ہو اور قیمت پیشگی ادا کرنے کی شرط ہو اگرچہ استصناع میں قیمت کی ادائیگی کو مؤخر کرنا بھی درست ہے۔۔

٤/٢/٦ بینک کے بعض اثاثوں کو فروخت کرکے ان اثاثوں کو کرایہ پر حاصل کرلینا، اس سلسلہ میں اجارۃ منتہیہ بالتملیک میں مذکور قواعد و ضوابط کی پابندی ضروری ہوگی، نیز اثاثوں کی فروخت اور کرایہ داری کے دونوں معاملات الگ الگ اور ایک دوسرے سے مربوط نہ ہوں۔

٥/٢/٦ شرعی اصول و ضوابط کے مطابق "تورُّق" کرنا یعنی کسی اثاثہ کو ادھار پر خرید کر نقد قیمت پر پہلے فروخت کنندہ کے علاوہ کسی اور کو فروخت کرنا۔

٣/٦ اگر بینک کے پاس موجود سرمایہ میں کسی غیر شرعی معاملہ کے نتیجہ میں اضافہ ہوا یا اس سے کچھ ریزرو بنائے گئے ہوں تو ان کے ساتھ بھی دیگر غیر شرعی حقوق اور اثاثوں والا معاملہ کیا جائے گا۔ (دیکھیے شق ۸ اور ١٠)۔

۷- سرمایہ کاری پر تبدیلی کے اثرات

۱/۷ سودی قرض پر مبنی سرمایہ کاری کو روکنا اور اس کے بجائے جائز مالیاتی اور سرمایہ کاری طریقوں کا استعمال کرنا ضروری ہے، مثلاً مضاربت، شرکت کی مختلف اقسام، شرکتِ متناقصہ، زرعی شعبہ میں رائج شرکت کی مختلف اقسام جیسے مزارعت، مغارست، مساقات وغیرہ، ادھار خرید وفروخت کے ذریعہ سرمایہ کاری، مرابحہ، سلم، استصناع، عام اجارہ، اجارہ منتہیہ بالتملیک اور اس کے علاوہ سرمایہ کاری اور تمویل کے دیگر جائز طریقے۔

۲/۷ بینک نے جو سودی قرضے تبدیلی کے فیصلہ سے پہلے فراہم کر رکھے ہوں ان کو ختم کرنے کی ہر ممکن کوشش کرنا چاہیے، چاہے یہ قرضے طویل مدت کے لیے ہوں یا مختصر دورانیہ کے لیے، نیز اس بات کی کوشش کرنا چاہیے کہ بطور قرض فراہم کیے گئے اصل سرمایہ کو سرمایہ کاری کی کسی ایسی صورت میں تبدیل کر لیا جائے جو شریعت کے مطابق ہو اور جہاں بینک کے لیے ایسا کرنا ممکن نہ ہو وہاں ان قرضوں پر حاصل ہونے والے سود سے نجات حاصل کرنا بہر حال ضروری ہے جس کا طریقہ شق ۲/۱۰ میں مذکور ہے۔

۸- تبدیلی سے پہلے بینک کو حاصل ہونے والی غیر شرعی وصولیوں کے بارے میں لائحہ عمل

۱/۸ تبدیلی سے پہلے حاصل ہونے والے بینک کے غیر شرعی اثاثہ جات

جس مالیاتی دورانیہ میں بینک کی تبدیلی کا فیصلہ ہوا اس سے متعلقہ درج ذیل اقدامات ضروری ہیں:

۱/۱/۸ اگر سودی بینک کو اسلامی بینک میں تبدیل کرنے کی غرض سے خریدا گیا ہے تو نئے مالکان پر خریداری سے قبل حاصل شدہ سودی منافع یا غیر شرعی آمدنی سے نجات حاصل کرنا ضروری نہیں ہے۔

۲/۱/۸ اگر سودی بینک کی اسلامی بینک میں تبدیلی موجودہ مالکان کی طرف سے انجام

پائے، تو اس صورت میں جس مالیاتی دورانیہ میں تبدیلی واقع ہوئی اس کی ابتداء سے بینک کو حاصل شدہ سود اور غیر شرعی آمدنی سے نجات حاصل کرنا ضروری ہے۔ البتہ وہ غیر شرعی آمدنی جو مذکورہ مالیاتی دورانیہ سے پہلے حاصل ہو چکی، اس کے بارے میں دیانت کا تقاضا یہ ہے کہ بینک کے حصص مالکان اور کھاتہ دار جنہوں نے اس غیر شرعی آمدن کو وصول کیا ہے وہ اس سے نجات حاصل کریں، بینک پر ضروری نہیں۔

۸/۱/۳ ایسی آمدنی جس کے جائز ہونے کے بارے میں شبہ ہو اور وہ ابھی وصول نہیں کی گئی یا کسی ایسے شخص کی اجتہادی رائے کی بناء پر جو اجتہاد کی اہلیت رکھتا ہو، اور معاملہ ایسا ہو جس میں اجتہاد کی گنجائش ہو یا کسی معتبر مذہب کی اتباع کی بنیاد پر یا کسی ایسے اہل علم کی رائے کی وجہ سے جس کی علمی حیثیت مسلم ہو، جائز سمجھ کر وصول کر لی گئی تو اس کو سے نجات حاصل کرنا ضروری نہیں، چاہے یہ آمدنی اس دورانیہ میں حاصل ہوئی ہو جس میں تبدیلی واقع ہوئی یا اس سے پہلے۔

۸/۱/۴ اگر بینک کا حق نقدی کے علاوہ کسی حرام اثاثہ پر ہو تو اس کو تلف کرنے کی نیت سے حاصل کرنا درست ہے۔ اور اگر بینک کا حق کسی حرام اثاثہ کی قیمت یا حرام خدمت کی اجرت کی صورت میں ہو تو اس کو کسی خیراتی مد میں دینے کی نیت سے وصول کرنا درست ہے اور یہی حکم ان تمام حرام اثاثوں کی قیمت کا ہے جو بینک نے تبدیلی واقع ہونے کے دورانیہ میں حاصل کی ہو۔ اور دونوں ہی صورتوں میں بینک اپنا حق اس کے پاس نہ چھوڑے جس پر یہ لازم ہے، تاکہ ایک چیز اور اس کا بدل ایک ہی شخص کے پاس جمع نہ ہوں۔

۸/۱/۵ روایتی سودی بینک جب اسلامی بینک میں تبدیل ہو چکا ہو اور تبدیلی کے وقت بینک کی ملکیت میں حرام اثاثے موجود ہوں تو ان کو تلف کرنا ضروری ہے۔ اور اگر بینک نے ایسا کوئی اثاثہ فروخت کیا ہو اور ابھی تک اس کی قیمت وصول نہ کی ہو

توبینک اس قیمت کو وصول کر کے کسی خیراتی مصرف میں خرچ کرنے کا پابند ہوگا۔

۸/۱/۶ اگر بینک کا کوئی اثاثہ ایسی جائیداد کی صورت میں ہو جہاں غیر شرعی خدمات فراہم کی جاتی ہوں تو اس کو جائز خدمات کی فراہمی میں تبدیل کرنا ضروری ہے۔

۹- داخلی یا خارجی تبدیلی کے فیصلہ سے پہلے بینک پر لازم شدہ غیر شرعی ادائیگیوں کے بارے میں لائحہ عمل

۹/۱ داخلی طور پر تبدیلی

۹/۱/۱ اگر بینک پر اصل قرضوں یا دیون کے علاوہ کسی سود کی صورت میں کوئی ادائیگی لازم ہو تو کسی بھی جائز طریقہ سے اس سود کی ادائیگی سے بچا جائے اور سوائے انتہائی مجبوری کے اس کو ہرگز ادا نہ کیا جائے۔

۹/۱/۲ اگر یہ ادائیگی کسی غیر شرعی خدمت کی فراہمی کی صورت میں لازم ہو تو بینک اس ذمہ داری کو منسوخ کرنے کی کوشش کرے اور جو کچھ معاوضہ اس مد میں لیا جا چکا ہے وہ واپس کر دے چاہے اس منسوخی کی وجہ سے کوئی جرمانہ ہی کیوں نہ دینا پڑے۔

۹/۲ تبدیلی کے ارادے سے خریدنے والے نئے مالکان کی طرف سے تبدیلی

اگر بینک کی خریداری کے وقت بینک پر واجب الاداء غیر شرعی حقوق [مثلاً سود یا حرام اثاثے] کو اس معاہدہ سے مستثنیٰ کرنا ممکن ہو اس طور پر کہ ان حقوق کی ادائیگی فروخت کنندہ پر ہی لازم رکھی جائے تو اسی صورت پر عمل کرنا ضروری ہے۔ اور اگر یہ ضروری ہو کہ بینک کو اس کے تمام اثاثوں سمیت خریدا جائے جس میں بینک پر واجب الاداء غیر شرعی حقوق بھی شامل ہوں تو اس صورت میں ان تمام حقوق کو جلد از جلد ختم کرنا ضروری ہے چاہے ان حقوق کی قبل از وقت ادائیگی کی وجہ سے قرضداروں کو قرض کی مقدار میں کمی کی صورت میں رعایت دینی پڑے۔

۳/۹ غیر شرعی رہن کے بارے میں لائحہ عمل

بینک کے اثاثوں سے جتنے بھی غیر شرعی رہن متعلق ہوں ان کا جلد از جلد تصفیہ کرنا ضروری ہے۔ جبکہ بینک کی تبدیلی خارجی طور پر ہو تو فروخت کنندہ کو پابند بنایا جائے گا کہ وہ ان اثاثوں کی جگہ اپنے پاس سے رہن کا بندوبست کرے۔

۱۰- غیر شرعی آمدن سے خلاصی کا طریق کار

۱/۱۰ بینک پر لازم ہے کہ ایسی تمام غیر شرعی آمدنی فوری طور پر خیراتی مد میں صرف کردے جو تبدیلی سے پہلے بینک کے پاس آئی ہو اور جس کو ختم کرنا [ملکیت سے خارج کرنا] اس معیار میں بیان کردہ احکام کے مطابق ضروری ہو، البتہ اگر ایسا کرنے سے بینک کی سرگرمیاں معطل ہونے یا بینک کے دیوالیہ ہو جانے کا خطرہ ہو تو اس صورت میں غیر شرعی آمدنی سے مرحلہ وار خلاصی حاصل کرنے کی گنجائش ہے۔

۲/۱۰ غیر شرعی آمدن کو خیراتی اور عمومی بہبود کی مد میں خرچ کرنا ضروری ہے، نیز بینک کے لیے اس سے براہ راست یا بالواسطہ مادّی یا معنوی طور پر کسی قسم کا نفع اٹھانا جائز نہیں۔ چند خیراتی مدات بطور مثال یہ ہیں: تحقیق و تربیت، عوامی امداد کے وسائل مہیاء کرنا، ضرورتمند اسلامی ممالک کو مالی اور فنی مدد فراہم کرنا، علمی مراکز اور یونیورسٹیوں کی اعانت، اسلام کی اشاعت سے متعلق ادارے یا جس طرح بینک کے مجلسِ شرعی کی جانب سے طے کیا جائے۔

۱۱- تبدیلی سے پہلے بینک پر واجب ہونے والی زکوٰۃ

اگر سودی بینک کی اسلامی بینک میں تبدیلی نئے مالکان کی جانب سے ہو جنہوں نے تبدیلی کے ارادہ سے بینک خریدا ہے تو ان پر اس سے پہلے عرصہ کی زکوٰۃ واجب نہیں، بلکہ یہ سابقہ مالکان پر واجب ہے، نئے مالکان کے حق میں وجوبِ زکوٰۃ کا سبب تبدیلی کے وقت سے پایا جائے گا۔ زکوٰۃ کی ادائیگی سے متعلق معیار نمبر (۳۵) میں بیان کردہ احکام لاگو ہوں گے۔ البتہ اگر تبدیلی موجودہ

مالکان کی جانب سے ہو اور زکوٰۃ ادا نہ کی گئی ہو تو اس کے ادائیگی کی ذمہ داری مالکان حصص پر ہوگی، کیونکہ زکوٰۃ کا مطالبہ انہی سے ہے اگرچہ مال حرام ہی کیوں نہ ہو، کیونکہ زکوٰۃ کا نکالنا در حقیقت اس سود اور حرام آمدنی کا ایک جز نکالنا ہے جس سے نجات حاصل کرنا ان مالکانِ حصص پر واجب ہے۔

۱۲- معیار کے اجرا کی تاریخ

یہ معیار ۴ربیع الاول ۱۴۲۴ھ مطابق ۱۶ مئی ۲۰۰۲ء کو جاری ہوا۔

معیار کی منظوری

مجلسِ شرعی نے "روایتی بینک کی اسلامی بینک میں تبدیلی" کے عنوان سے اس معیار کو مدینہ منورہ میں اپنے آٹھویں اجلاس منعقدہ مؤرخہ ۲۸ صفر - ۴ ربیع الاول ۱۴۲۳ھ مطابق ۱۱ - ۱۶ مئی ۲۰۰۲ء کے دوران منظور کیا۔

ضمیمہ (الف)

معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد

مجلسِ شرعی نے مکہ مکرمہ میں منعقد ہونے والی اپنی پانچویں اجلاس مؤرخہ ۸ - ۱۲ رمضان ۱۴۲۱ھ مطابق ۴ - ۸ دسمبر ۲۰۰۰ء کو ترجیحی بنیادوں پر "روایتی بینک کی اسلامی بینک میں تبدیلی" کے معیار کو مرتب کرنے کا فیصلہ کیا۔

بروز پیر مؤرخہ ۲۹ رمضان ۱۴۲۱ھ مطابق ۲۵ دسمبر ۲۰۰۰ء شرعی مشیر کو معیار کا مسودہ تیار کرنے کی ذمہ داری سونپی گئی۔

شرعی تحقیقاتی کمیٹی نے ۱۵ - ۱۶ صفر ۱۴۲۲ھ مطابق ۹ - ۱۰ مئی ۲۰۰۱ء کو بحرین میں منعقد ہونے والے اجلاس میں اس معیار کے مندرجات پر مباحثہ کے بعد شرعی مشیر کو مباحثہ اور دیگر ارکان کے تبصروں کی روشنی میں طے پانے والی ترامیم شامل کرنے کا حکم دیا، جیساکہ کمیٹی نے بحرین میں منعقد ہونے والے اپنے دسویں اجلاس مؤرخہ ۱۴ ربیع الاول ۱۴۲۲ھ مطابق ۶ جون ۲۰۰۱ء میں اور مؤرخہ ۱۷ جمادی الثانی ۱۴۲۲ھ مطابق ۵ ستمبر ۲۰۰۱ء کو اردن میں منعقدہ اپنی گیارہویں اجلاس میں بھی اس معیار پر مباحثہ کیا اور اس میں ضروری ترامیم شامل کیں تاکہ اس معیار کے مندرجات کا مسودہ مجلسِ شرعی کے سامنے پیش کیا جاسکے۔

ترمیم شدہ مسودہ مجلسِ شرعی کے سامنے مؤرخہ ۹ - ۱۳ رمضان ۱۴۲۲ھ مطابق ۲۴ - ۲۸ نومبر ۲۰۰۱ء کو مکہ مکرمہ میں منعقد ہونے والے ساتویں اجلاس میں پیش کیا گیا۔ مجلس نے اس میں کچھ مزید ترامیم کے بعد اس معیار کے مسودہ کو ماہرین کو ارسال کرنے کا فیصلہ کیا تاکہ جلسۂ سماعت کے لیے تبصرے موصول ہوسکیں۔

ادارہ نے معیار کی سماعت کے لیے ۱۹ - ۲۰ ذی الحجہ ۱۴۲۲ھ مطابق ۲ - ۳ فروری ۲۰۰۲ء کو بحرین

میں جلسۂ سماعت کا اہتمام کیا جس میں مرکزی بینک، یونیورسٹیوں کے اساتذہ، اکاؤنٹنگ فرمز کے نمائندوں، ماہرینِ شریعت سمیت مختلف شعبہ جات سے تعلق رکھنے والے تیس سے زائد شرکاء نے شرکت کی۔ اس اجلاس میں پہلے سے موصول شدہ اور اجلاس کے دوران سامنے آنے والے تبصروں کو سنا گیا اور مجلسِ شرعی کے بعض ارکان نے ان کے جوابات پیش کیے۔

شرعی تحقیقاتی کمیٹی نے بحرین میں ٢١ - ٢٢ ذی الحجہ ١٤٢٢ھ مطابق ٦ - ٧ مارچ ٢٠٠٢ء کو جلسۂ سماعت کے دوران اور خطوط کی صورت میں موصول ہونے والے تبصروں پر غور و فکر کے بعد کچھ مناسب ترامیم کیں۔

بعد ازاں مجلسِ شرعی نے مدینہ منورہ میں اپنے آٹھویں اجلاس مؤرخہ ٢٨ صفر - ٤ ربیع الاول ١٤٢٣ھ مطابق ١١-١٦ مئی ٢٠٠٢ء کو ان ترامیم پر مباحثہ کیا اور مناسب ترامیم کو برقرار رکھا، اور اس معیار کو بعض شقوں پر اتفاق اور بعض کو غالب رائے کی بنیاد پر منظور کیا، جیسا کہ مجلس کے اجلاسوں کی روئداد میں محفوظ ہے۔

ضمیمہ (ب)

شرعی احکام کی بنیادیں

گزشتہ غیر شرعی سرگرمیوں کا مرحلہ وار خاتمہ

گزشتہ غیر شرعی سرگرمیوں کو مرحلہ وار ختم کرنے کا حکم شرعی ضابطوں کے مطابق حاجت اور ضرورت کی بنیاد پر ہے، کیونکہ بینک کے لیے ان کو فوری طور پر ختم کرنا ممکن نہیں ہے، لہذا ان کے اثرات کا ازالہ کیا جائے گا جو کہ ممکن بھی ہے۔

تبدیلی کے لیے ضروری اقدامات اور طریقِ کار

چونکہ روایتی بینک کی اسلامی بینک میں تبدیلی اس معیار میں بیان کردہ طریقِ کار اور اقدامات پر موقوف ہے، لہذا یہ بھی مشروع ہوں گے اور اگر ان پر تبدیلی موقوف ہو تو ان اقدامات اور طریقِ کار کی پابندی ضروری بھی ہوگی، چونکہ تبدیلی واجب ہے اور جس چیز پر کوئی واجب موقوف ہو خود وہ چیز بھی واجب ہی ہوا کرتی ہے۔

بینکاری خدمات کی فراہمی

بینکاری کی جو خدمات سود پر مشتمل نہ ہوں ان کے جواز کی بنیاد یہ ہے کہ یہ خدمات "اجارہ" یا "وکالت بالاجرۃ" ہی کی صورت ہیں۔ البتہ اگر ان کے ساتھ کوئی سودی قرض کی سہولت وابستہ ہو تو یہ سود کی وجہ سے حرام ہوں گی۔

سرمائے کا حصول

روایتی بینک کی اسلامی بینک میں تبدیلی کا تقاضا یہ ہے کہ سرمائے کے حصول کے لیے سودی

طریقۂ کار یعنی سود پر ڈیپازٹ لینے کو ترک کر کے مضاربت یا شرکت کی بنیاد پر سرمایہ لیا جائے یا وکالت برائے سرمایہ کاری کا طریقہ اپنایا جائے اور اس کی بنیاد قرآن کریم کی یہ آیت ہے: ﴿وَ اَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَ حَرَّمَ الرِّبٰوا﴾ [۱] "اور اللہ تعالیٰ نے خرید و فروخت کو حلال اور سود کو حرام کیا ہے"۔ اور گزشتہ سرگرمیوں کو ترک کرنا قرآن کریم کی اس آیت کی بنیاد پر ہے ﴿وَ ذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰوا﴾ [۲] "اور جو سود باقی ہے اسے چھوڑ دو"۔ اور بینک کے ذمہ جو سودی ادائیگیاں تبدیلی سے قبل لازم ہوں ان جائز مالیاتی طریقے استعمال کرنے اسی طرح سودی مالیاتی دستاویزات کو جائز حصص اور صکوک میں تبدیل کرنے کے بارے میں متعدد فتاویٰ جاری ہو چکے ہیں۔ [۳] اسی طرح رابطۂ عالمِ اسلامی کی مجمع الفقہ الاسلامی کی طرف سے تورُّق کے جواز کا فیصلہ بھی ہوا ہے۔ [۴]

سرمایہ کاری

- سودی قرض کی بنیاد پر کی گئی سرمایہ کاری کو ختم کرنا بھی ضروری ہے۔ اس کی بنیاد یہ ہے کہ یہ بھی سود وصول کرنے کی ایک صورت ہے اور سود کا لینا اور دینا دونوں حرام ہیں۔
- سرمایہ کاری کی متبادل صورتوں کی شرعی بنیاد وہ تفصیلی دلائل ہیں جو ہر صورت سے متعلق شرعی معیارات اور فقہی ذخائر میں مذکور ہیں۔ [۵]

تبدیلی سے پہلے بینک کے لیے ثابت شدہ غیر شرعی حقوق کے بارے میں لائحہ عمل

- بینک کی تبدیلی والے مالیاتی دورانیہ سے پہلے والے مالیاتی سالوں میں حاصل ہونے والے غیر جامد [موجوداتِ غیر عینیہ] اثاثوں سے جان چھڑانا ضروری نہیں ہے، کیونکہ گذشتہ مالیاتی سالوں سے متعلق

---

(۱) سورۃ البقرۃ:۲۷۵۔

(۲) سورۃ البقرۃ:۲۷۸۔

(۳) الراجحی للاستثمار اسلامی بینک کی مجلسِ شرعی کے قرارداد نمبر ۱۰۶ اور ۲۰۰ ملاحظہ کیے جائیں۔

(۴) رابطہ عالم اسلامی کی مجمع الفقہ الاسلامی کے ۱۴۱۹ھ کے قراردادیں ملاحظہ ہوں۔

(۵) اس سلسلہ میں مضاربت، مشارکہ، وکالت، خرید و فروخت اور کرایہ داری سے متعلق مختلف کتب فقہ کے ابواب کا اور ادارہ سے جاری ہونے والے شرعی معیارات کا مطالعہ کر لیا جائے۔

غیر جامد اثاثوں کو بینک تبدیل کرنے کی قدرت نہیں رکھتا لہٰذا بینک پر اس کی ذمہ داری بھی عائد نہیں ہوتی۔ البتہ حصص مالکان جن کے پاس مالکانہ حقوق ہیں اور جن کو یہ غیر شرعی حقوق وصول ہوئے ہیں ان پر لازم ہے کہ ان غیر شرعی اثاثوں سے جان چھڑائیں، کیونکہ مالیاتی سال ختم ہونے کی وجہ سے بینک کی ذمہ داری ختم ہونے سے حصص مالکان بری نہیں ہوں گے۔

- بینک نے تبدیلی سے قبل جو حرام آمدن یا مشتبہ آمدن کسی اہل اجتہاد کی اجتہادی رائے یا معتبر مذہب کی اتباع کرتے ہوئے حاصل کی ہو، اس کو برقرار رکھنے کی بنیاد یہ ہے کہ جو تصرّفات درست تاویل کی بنیاد پر کیے جائیں ان سے درگزر یا جاتا ہے، کیونکہ جب تک اجتہاد کی بنیاد پر عمل کرنے والے کے سامنے اجتہاد کا غلط ہونا ثابت نہ ہو جائے اس کے لیے اس اجتہاد پر عمل جائز ہوتا ہے۔ جیساکہ اس بات پر اجماع ہے کہ بغاوت کے زمانہ میں باغیوں کے تصرّفات جو اجتہادی تاویل کی بنیاد پر ہوں وہ نافذ ہوتے ہیں، اگرچہ بغاوت ختم ہونے کے بعد اس اجتہاد کا غلط ہونا ثابت ہو جائے۔[1]
- بینک کے جو غیر شرعی جامد اثاثے بینک کے پاس موجود ہوں یا تبدیلی کے سال سے پہلے وہ دوسروں کے ذمہ واجب الادا ہوں ان کو تلف کرنے کی شرعی بنیاد یہ ہے کہ شرعاً ان کی کوئی قیمت نہیں ہے [وہ مال ہی نہیں ہیں]۔ نیز ہر قسم کے حرام کو ختم کرنا ضروری ہے، جیساکہ شراب کی حرمت کے وقت اس کو بہا کر ضائع کیا گیا تھا۔

ان غیر شرعی حقوق کے بارے میں لائحہ عمل جن کی ادائیگی تبدیلی سے پہلے بینک پر لازم ہو

- تبدیلی کے بعد بینک کے لیے کسی بھی قسم کا سود ادا کرنا درست نہیں کیونکہ یہ سود شرعاً دین شمار نہیں ہوتا، نیز تبدیلی کر کے توبہ کرنے کا تقاضہ یہ ہے کہ ہر قسم کے حرام معاملات کو ختم کر دیا جائے اور اسی میں سے سود کی ادائیگی بھی ہے۔ انتہائی مجبوری کی حالت میں ادائیگی کی گنجائش کے حکم کی بنیاد ضرورت کا قاعدہ ہے، کیونکہ اس سلسلہ میں بہت سی قانونی رکاوٹیں ہیں بلکہ بعض صورتوں میں بینک کو سزا کا سامنا بھی

(۱) دیکھیے: المغنی لابن قدامہ ۱۲/۲۵۰، ۲۵۱، مطبوعہ ہجر (طبع ثانی ۱۴۱۳ھ) بتحقیق عبداللہ الترکی و عبدالفتاح الحلو۔

کرنا پڑسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿إِلَّا مَنْ أُكْرِهَ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ﴾ [1] "مگر وہ کہ جس کو مجبور کیا جائے اور اس کا دل ایمان کے ساتھ مطمئن ہو"۔ اور اللہ کے نبی ﷺ کا فرمان ہے "اللہ تعالیٰ نے میری امت کی غلطی اور بھول چوک کو اور جس پر اسے مجبور کیا جائے اس سے درگزر فرمادیا"۔ [2]

- اصل قرض اور اس پر ملنے والے سود میں فرق اس بنیاد پر ہے کہ قرض کا معاملہ فی نفسہ جائز ہے۔ حرمت اس پر مشروط منافع حاصل کرنے کی وجہ سے ہے۔ یہ احناف کی رائے ہے جس کے مطابق عقد درست ہے اس پر سود کی شرط غیر معتبر قرار پائے گی۔ [3] اسی طرح یہ قاعدہ بھی اپنی جگہ موجود ہے کی ایک مسلمان کے تصرّف کو حتی الامکان صحیح قرار دینے کی کوشش کی جائے اگرچہ غیر راجح قول پر عمل کرتے ہوئے ہو۔ [4]
- سودی بینک کو خریدتے وقت غیر شرعی حقوق کے استثنیٰ کے حکم کی بنیاد یہ ہے کہ سود کی ادائیگی فروخت کنندہ کی ذمہ داری ہوگی اور تبدیلی کی غرض سے خریدنے والے کی طرف اس کو منسوب نہیں کیا جاسکے گا کیونکہ یہ قیمت میں مدغم ہوگیا ہے۔ البتہ جہاں یہ ممکن نہ ہو وہاں سود کی ادائیگی سے متعلق ضرورت کا قاعدہ لاگو ہوگا۔ سودی قرضوں کی مقررہ مدت سے قبل کمی کے ساتھ ادائیگی کے حکم کی بنیاد "ضع و تعجل" کا فقہی قاعدہ ہے، یعنی مقررہ مدت سے قبل ادائیگی کی صورت میں رعایت [ڈسکاؤنٹ] دینا جبکہ یہ پہلے سے طے شدہ نہ ہو، [5] اس کے متعلق مجمع الفقہ الاسلامی کا فیصلہ بھی موجود ہے۔
- غیر شرعی رہن کو جلد از جلد ختم کرنے کے حکم کی بنیاد یہ ہے کہ جس طرح سود حرام ہے اسی طرح کفالت یا رہن کی صورت میں اس کی ضمانت فراہم کرنا بھی حرام ہے، بلکہ ضمانت فراہم کرکے سود کی

---

(١) سورۃ النحل: ١٠٦۔

(٢) ابن ماجہ، ٦٩٥۔

(٣) ملاحظہ ہو المبسوط للسرخسی: ٢٥/١٢ و ٢٦، مطبوعہ دار المعرفۃ۔

(٤) ملاحظہ ہو: فتح القدیر لابن الہمام، ١١٤/٩، مطبوعہ دار الفکر، المبسوط للسرخسی: ٨٦/٧، بدائع الصنائع للکاسانی: ٧٩/٣، ٥/٤، ١٤٩/٧، ١٧٧، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ۔

(٥) مجمع الفقہ الاسلامی کی قرارداد ٦٤ (٧/٢) ملاحظہ ہو۔

توثیق کرنا تو لکھ کر یا گواہ بن کر توثیق کرنے سے جس کے بارے میں واضح نص موجود ہے، زیادہ برا ہے، جیساکہ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی سود لینے والے، دینے والے، لکھنے والے اور اس کے گواہ بننے والے پر"۔ (۱)

بینک کے پاس تبدیلی سے قبل موجود حرام اثاثہ جات کے بارے میں لائحہ عمل

تبدیلی کے بعد تمام غیر شرعی اثاثوں کو تلف کرنے اور غیر شرعی آمدن کو خیرات کرنے کے حکم کی بنیاد پہلے ذکر کی جا چکی ہے۔ البتہ غیر شرعی خدمات کے لیے استعمال ہونے والی جگہوں پر اس کے بجائے حلال خدمات کے فراہمی کے حکم کی بنیاد یہ ہے کہ اس جگہ میں کوئی حرمت نہیں ہے بلکہ حرمت ان کے استعمال کے لحاظ سے تھی، جب حرمت کا سبب ختم ہوگا تو حرمت بھی ختم ہو جائے گی۔

غیر شرعی حقوق سے جان چھڑانا

- غیر شرعی آمدنی کو خیراتی مد میں خرچ کرنے کے وجوب کی بنیاد یہ ہے کہ جس کو ایسی آمدنی حاصل ہوئی اس کے لیے اس آمدنی کا مالک بننا حرام ہے، جیساکہ اس پر وہ حدیث بھی دلالت کرتی ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے غصب کی ہوئی بکری قیدیوں کو کھلانے کا حکم دیا تھا۔ (۲)
- غیر شرعی آمدنی سے خلاصی کا طریقہ اس کو خیراتی مد میں خرچ کرنا ہے۔ اس کی شرعی بنیاد یہ ہے کہ ایسے مال کی ملکیت تبدیل ہونا ایسا ہے جیسے اس کی عین تبدیل ہو جانا۔ نیز یہ نہیں ہو سکتا کہ دو مختلف ملکیتوں میں حرمت موجود رہے۔ اس کے متعلق مجمع الفقہ الاسلامی کا فیصلہ بھی موجود ہے۔ (۳)
- اگر غیر شرعی آمدنی کو فوری طور پر ختم کرنے میں بینک کے دیوالیہ ہونے یا اس کی سرگرمیاں معطل ہونے کا خدشہ ہو تو اس صورت میں غیر شرعی آمدنی سے خلاصی پانے میں بقدر ضرورت تاخیر کی گنجائش ہے۔ اس کی شرعی بنیاد بعض علماء کا قول ہے جس کے مطابق حرام مال سے توبہ کرنے والے

---

(۱) مسلم: ۱۲۱۹/۳، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی مع تحقیق محمد فواد عبد الباقی۔

(۲) اس حدیث کو دار قطنی نے ذکر کیا ہے، ۲۸۵/۴، نیل الاوطار، ۱۸/۹۔

(۳) مجمع الفقہ الاسلامی کی قرارداد: ۱۳ (۳/۱)۔

شخص کو یہ گنجائش دی گئی ہے کہ وہ اپنی بنیادی ضرورت کے بقدر مال اس مال حرام سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ بینک کو ان رقوم سے کسی بھی قسم کا فائدہ اٹھانے کی اجازت نہیں جن سے جان چھڑانا ضروری ہے چاہے یہ بالواسطہ ہی کیوں نہ ہو، کیونکہ ایسا کرنے سے بینک کے غیر شرعی اثاثوں کو تحفظ فراہم کرنا لازم آتا ہے۔

غیر شرعی آمدن کو خرچ کرنے کے لیے اس معیار میں بطور مثال بیان کیے گئے خیراتی مصارف میں وہ تمام مدات بھی شامل ہوں گے جس کا تعیّن بینک کی مجلسِ شرعی حرام آمدنی خرچ کرنے کے لیے کرے۔

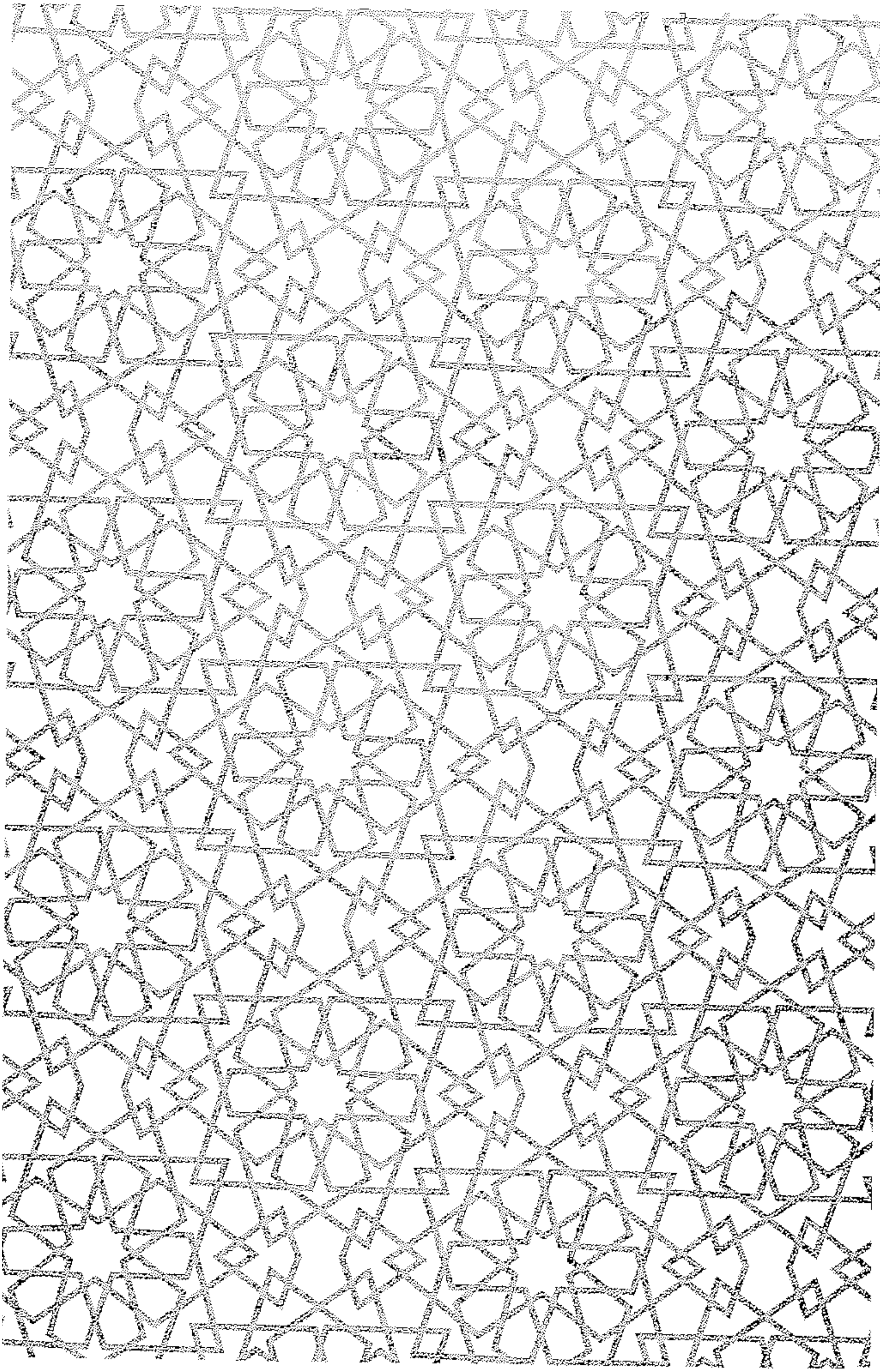

شرعی معیار نمبر ۷

حوالہ

(ترمیم شدہ معیار)

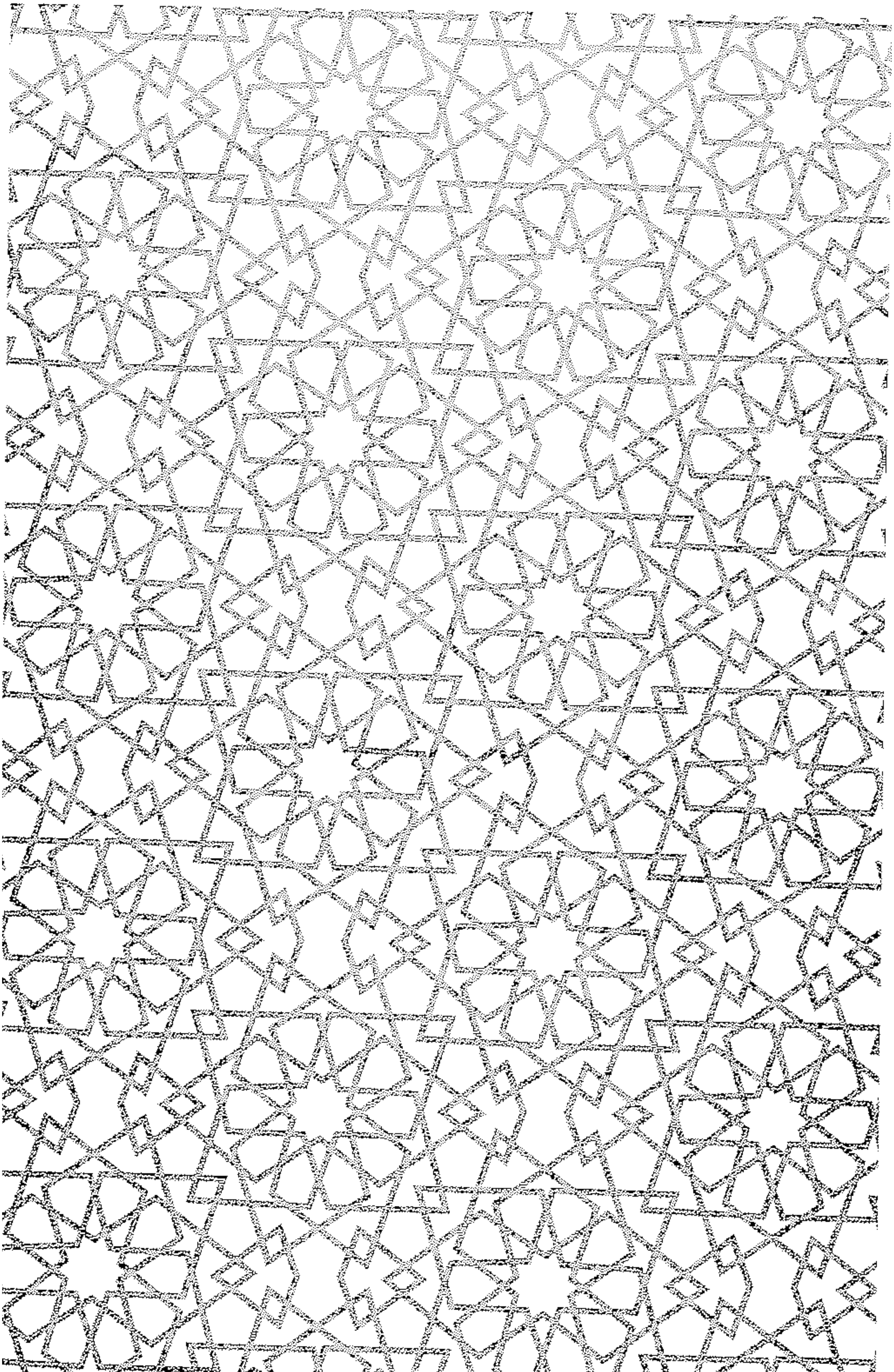

فہرست

دیباچہ ۱۹۰

معیار کا متن ۱۹۱

۱- معیار کا دائرۂ کار ۱۹۱

۲- حوالہ کی تعریف ۱۹۱

۳- حوالہ کا جواز ۱۹۱

۴- حوالہ کے الفاظ ۱۹۲

۵- حوالہ کی اقسام اور ان کے احکام ۱۹۲

۶- حوالہ کی شرائط ۱۹۳

۷- محیل اور محال کے تعلق پر حوالہ کا اثر ۱۹۴

۸- محیل اور محال علیہ کے تعلق پر حوالہ کا اثر ۱۹۴

۹- محال اور محال علیہ کے تعلق پر حوالہ کا اثر ۱۹۵

۱۰- حوالہ پر موت اور دیوالیہ ہونے کا اثر ۱۹۵

۱۱- حوالہ کا اختتام ۱۹۶

۱۲- حوالہ کی جدید تطبیقات ۱۹۶

۱۳- معیار کے اجرا کی تاریخ ۱۹۹

معیار کی منظوری ۲۰۰

ضمیمہ جات

ضمیمہ (الف) معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد ۲۰۱

ضمیمہ (ب) شرعی احکام کی بنیادیں ۲۰۳

ضمیمہ (ج) فرہنگ ۲۰۹

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على أشرف المرسلين، سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه أجمعين.

دیباچہ

اس معیار کا مقصد حوالہ (دَین کا حوالہ) کے احکام، اس کی اقسام، اس کی شرائط وضوابط، اس کے جائز اور ناجائز پہلو اور اسلامی مالیاتی اداروں (ادارہ/ادارے)[1] کے معاملات میں اس کی عملی صورتوں کو بیان کرنا ہے۔

واللہ الموفق...

(۱) "ادارہ/ادارے" کی اصطلاح یہاں اختصار کی غرض سے اسلامی مالیاتی اداروں کے لیے استعمال کی گئی ہے جن میں اسلامی بینک بھی شامل ہیں۔

معیار کا متن

۱- معیار کا دائرۂ کار

یہ معیار اُس حوالے پر مشتمل ہے، جس سے مقصود مدیون کی تبدیلی ہوتا ہے اور یہ دَین کا حوالہ کہلاتا ہے۔

یہ معیار حوالۂ حق اور بینکوں کی ترسیلاتِ زر کے بیان پر مشتمل نہیں، سوائے بعض ایسے حالات کے کہ جن میں حوالہ (حوالۂ دین) کا معنی پایا جاتا ہے۔[1]

۲- حوالہ کی تعریف

حوالۂ دین یہ ہے کہ دَین کو مُحیل [مدیون/مقروض] کے ذمہ سے مُحال علیہ [جس کی طرف حوالہ کیا جائے] کے ذمہ میں منتقل کر دیا جائے، یعنی اس میں ایک مدیون کی جگہ دوسرا شخص مدیون بن جاتا ہے۔ اور یہ حوالۂ حق سے طرح مختلف ہے کہ حوالۂ حق میں ایک دائن کی جگہ ایک دوسرا شخص دائن بن جاتا ہے۔

۳- حوالہ کا جواز

۱/۳ حوالہ شرعاً جائز ہے اور یہ ایک احسان کا عقد ہے جس کی اپنی مستقل حیثیت ہے۔ یہ بیع نہیں ہے۔ اس کی اجازت اس لیے دی گئی تاکہ یہ دین کی وصولی اور ادائیگی کے لیے سہولت کا ایک ذریعہ بنے۔

۲/۳ جب محال علیہ کی مالداری اور حسنِ اداء مشہور ہو تو اس وقت محال [دائن] کے لیے حوالہ کو قبول کرنا مستحب ہے۔ حوالہ کی مشروعیت کی حکمت یہ ہے کہ دائن کو فائدہ ہو اور مدیون

---

(۱) یعنی بینکوں کی ترسیلاتِ زر کی وہ صورتیں جن میں حوالۂ دین کا معنی پایا جاتا ہے، وہ صورتیں بھی اس معیار کے دائرہ کار میں آتی ہیں۔ (مترجم)

کو سہولت اور آسانی ہو۔

۳/۳ جب محال کو محال علیہ کے حالات کا علم نہ ہو تو ایسی صورت میں محال کا حوالہ کو قبول کرنا مباح ہوتا ہے۔

۴- حوالہ کے الفاظ

۱/۴ محیل کے ایجاب اور محال اور محال علیہ کے قبول کرنے سے حوالہ منعقد ہوجاتا ہے۔ ایجاب وقبول کے الفاظ ایسے ہونے چاہئیں جو مقصود کا فائدہ دیتے ہوں اور دَین کے ایک شخص کے ذمہ سے دوسرے شخص کے ذمہ میں منتقل کرنے پر دلالت کرتے ہوں۔ بعینہ حوالہ کا لفظ استعمال کرنا شرط نہیں۔

۲/۴ حوالہ ایک عقدِ لازم ہے، چنانچہ کسی ایک فریق کی طرف سے تنہا اسے ختم کرنا جائز نہیں۔

۳/۴ حوالہ میں یہ بات شرط ہے کہ وہ فوراً نافذ ہو، معلق نہ ہو۔ اسی طرح یہ بھی شرط ہے کہ وہ مخصوص وقت کے لیے یا مستقبل کی طرف مضاف [مستقبل کی طرف منسوب کرنا] نہ ہو۔ البتہ حوالہ کے دَین کی ادائیگی کو کسی متعین مدت تک مؤخر کرنا جائز ہے۔

۵- حوالہ کی اقسام اور ان کے احکام

۱/۵ حوالہ کی دو قسمیں ہیں: مطلق حوالہ اور مقیّد حوالہ

۱/۱/۵ مقیّد حوالہ: یہ ایسا حوالہ ہے جس میں محال علیہ حوالہ کے دَین کی ادائیگی کو محیل کے ایک ایسے دَین یا متعین چیز کے ساتھ مقیّد کرتا ہے جو محال علیہ کے پاس ہوتا ہے۔ یہ حوالہ شرعاً جائز ہے۔

۲/۱/۵ مطلق حوالہ: یہ ایسا حوالہ ہے جس میں محال علیہ کے پاس محیل کا دَین یا کوئی متعین چیز نہیں ہوتی، بلکہ وہ اپنے ذاتی مال سے محیل کے دَین کی ادائیگی کا التزام کرتا ہے۔ پھر اگر اس نے محیل کی درخواست پر حوالہ قبول کیا ہو تو جو ادائیگی اس نے کی ہوتی ہے، محیل سے اس کا مطالبہ کرسکتا ہے۔ یہ حوالہ شرعاً جائز ہے۔

۳/۱/۵ فوری حوالہ جائز ہے اور اس سے مراد وہ حوالہ ہے جس میں محال علیہ پر دَین کی ادائیگی اسی وقت فوراً لازم ہوجاتی ہے، خواہ اصل دَین فوری لازم ہو اور پھر حوالہ کی وجہ سے وہ ادائیگی محال علیہ کی طرف فوری منتقل ہوگئی ہو، یا اصل دَین کی ادائیگی تو مؤخر ہو مگر عقدِ حوالہ میں فوری ادائیگی کی شرط لگائی گئی ہو۔

۴/۱/۵ مؤجل حوالہ جائز ہے اور اس سے مراد وہ حوالہ ہے جس میں محال علیہ پر دَین کی ادائیگی کچھ مدت کے بعد لازم ہوتی ہے، خواہ اصل دَین کی ادائیگی ہی مؤجل ہو اور پھر حوالہ کی وجہ سے وہی مؤجل ادائیگی محال علیہ کی طرف منتقل ہوگئی ہو۔ یا اصل دَین تو فوری واجب الاداء ہو مگر اس کا حوالہ کرتے وقت مؤجل ادائیگی کی شرط لگائی گئی ہو۔ بہر حال حوالہ کی اس قسم میں محال علیہ سے دَین کی ادائیگی کا مطالبہ مستقبل کی متعین تاریخ آنے پر ہی کیا جاسکتا ہے، اس سے پہلے نہیں۔

٦- حوالہ کی شرائط

۱/٦ حوالہ کے درست ہونے کے لیے محیل، محال اور محال علیہ تینوں کی رضامندی شرط ہے۔

۲/٦ حوالہ کے درست ہونے کے لیے یہ بھی شرط ہے کہ محیل، محال کا مدیون ہو، چنانچہ جس شخص پر دَین نہ ہو اس کا کسی کو حوالہ کرنا درحقیقت اس کو قبضہ کا وکیل بنانا ہے، یہ حقیقی حوالہ نہیں ہوگا۔

۳/٦ یہ شرط نہیں ہے کہ محال علیہ محیل کا مدیون ہو، چنانچہ جب محال علیہ محیل کا مدیون نہ ہو تو یہ حوالہ مطلق حوالہ ہوگا۔ (دیکھیے شق ۲/۱/۵)۔

۴/٦ یہ بات شرط ہے کہ محیل، محال اور محال علیہ میں سے ہر ایک شرعی لحاظ سے تصرفات کے اہل ہوں۔

۵/٦ یہ بات شرط ہے کہ جس دَین کا حوالہ کیا جائے اور جس دَین پر حوالہ کیا جائے ان میں سے ہر ایک اچھی طرح معلوم اور قابلِ انتقال ہو۔

۶/۶ مقید حوالہ میں یہ شرط ہے کہ جس دَین کا حوالہ کیاجائے یااس کی جس مقدار کا حوالہ کیا جائے وہ جنس، نوعیت، صفت اور مقدار میں اس دین کے برابر ہوجس پر حوالہ کیا جارہا ہو۔ تاہم یہ بھی صحیح ہے کہ کم دَین کا زیادہ دَین پراس شرط کے ساتھ حوالہ کیاجائے کہ محال صرف اسی قدر دین کا مستحق ہوگا جس کا حوالہ کیا گیا ہو۔

۷-محیل اور محال کے تعلق پر حوالہ کا اثر

۷/۱ جب حوالہ صحیح طور پر منعقد ہوجائے تومحیل دَین اور مطالبہ دونوں سے بری ہوجاتا ہے اور محال محیل کی طرف رجوع نہیں کرسکتا، البتہ اگر حوالہ کرتے وقت محال علیہ کے مالدار ہونے کی شرط لگائی گئی ہواور پھر پتہ چلے کہ وہ مالدار نہیں ہے تواس صورت میں محال کو محیل کی طرف رجوع کرنے کا حق حاصل ہوگا۔

۷/۲ جب محال علیہ سے دَین کی وصولی سے ناامیدی ہوجائے تومحال کومحیل کی طرف رجوع کا حق حاصل ہوجاتا ہے، اگرچہ رجوع کی شرط نہ رکھی گئی ہو۔ وصولی سے ناامیدی کی صورت یہ ہے کہ محال دیوالیہ ہوکرفوت ہوجائے، یا دَین کی ادائیگی سے قبل دیوالیہ ہونے کی صورت میں ادارہ تحلیل ہوجائے، یا محال علیہ حوالہ سے انکار کردے اور حوالہ نہ ہونے پر قسم کھالے اور وہاں حوالہ ہونے کا کوئی گواہ بھی موجود نہ ہو، یا اس کی زندگی میں ہی اس پر دیوالیہ ہونے کا حکم جاری کردیا جائے، یا ادارے کے دیوالیہ ہونے کا فیصلہ جاری کردیا جائے۔

۸-محیل اور محال علیہ کے تعلق پر حوالہ کا اثر

مقید حوالہ پر اتفاق ہوجانے کے بعد محیل کو محال علیہ سے حوالہ کیے گئے دَین کے بقدر اس دَین کے مطالبہ کا حق نہیں رہتا جو حوالہ سے پہلے محال علیہ کے ذمہ میں تھا، کیونکہ اب محال کا حق اس دَین کے ساتھ قائم ہوچکا ہے۔

۹- محال اور محال علیہ کے تعلق پر حوالہ کا اثر

۱/۹ عقدِ حوالہ کی شرائط کے مطابق محال کو محال علیہ سے حوالہ کے دَین کے مطالبہ کا حق حاصل ہوجاتا ہے اور محال علیہ پر لازم ہوجاتا ہے کہ وہ محال کو دَین ادا کرے، لہذا وہ دَین کی ادائیگی سے انکار نہیں کرسکتا۔

۲/۹ تمام حقوق، ادائیگیوں اور ذمہ داریوں کے سلسلے میں محال علیہ محیل کے قائم مقام ہوجاتا ہے۔ محال مقیّد حوالہ میں محال علیہ سے متعلق تمام حقوق، ادائیگیوں اور ذمہ داریوں کے سلسلے میں محیل کے قائم مقام ہوجاتا ہے۔

۱۰- حوالہ پر موت اور دیوالیہ ہونے کا اثر

۱/۱۰ حوالہ محیل کی موت سے باطل نہیں ہوتا اور نہ ہی حوالہ کرنے والے ادارے کی تحلیل سے باطل ہوتا ہے، چنانچہ محال محال علیہ کے ذمہ میں واجب دَین کا خاص حقدار ہوتا ہے۔ حوالہ کا دَین محیل کے دائنوں میں تقسیم ہونے والے مال میں داخل نہیں ہوتا۔

۲/۱۰ محال علیہ شخص کی موت سے حوالہ ختم نہیں ہوتا اور نہ ہی محال علیہ ادارے کی تحلیل سے ختم ہوتا ہے۔ ان صورتوں میں اگر محال علیہ نے اپنے پیچھے دین کی ادائیگی کے قابل کوئی ترکہ چھوڑا ہو تو محال اس ترکہ کی طرف رجوع کرے گا، یا اگر محال علیہ نے کسی کو اپنا کفیل مقرر کیا ہو تو محال اس کفیل کی طرف رجوع کرے گا، یا ادارے کی تحلیل کی صورت میں ادارے کے اثاثوں کی طرف رجوع کرے گا۔ لیکن اگر محال علیہ شخص دیوالیہ ہوکر فوت ہوجائے یا محال علیہ ادارہ ہو جس کو دیوالیہ قرار دے دیا جائے تو ان صورتوں میں محال کو حق حاصل ہوتا ہے کہ محیل کی طرف رجوع کرے (دیکھیے شق ۲/۷)۔

۳/۱۰ محال کی موت سے حوالہ باطل نہیں ہوتا۔ اس صورت میں محال کے ورثاء اس کے قائم مقام بن جاتے ہیں، جیسا کہ محال ادارے کی تحلیل کی صورت میں حوالہ باطل نہیں ہوتا اور تحلیل کرنے والے افراد ادارے کے قائم مقام بن جاتے ہیں۔

۱۱- حوالہ کا اختتام

حوالہ محال کو دین کی ادائیگی، یا محیل اور محال کے باہمی اتفاق سے حوالہ کو فسخ کرنے یا محال کے محال علیہ کو بری کرنے سے ختم ہوجاتا ہے۔

۱۲- حوالہ کی جدید تطبیقات

۱/۱۲ کرنٹ اکاؤنٹ سے رقم نکلوانا

جب چیک سے استفادہ کرنے والا شخص چیک کی رقم کے بقدر چیک جاری کرنے والے (چیک دینے والا یا چیک لکھنے والا) کا دائن ہو تو اس صورت میں کرنٹ اکاؤنٹ کے چیک کا اجراء حوالہ شمار کیا جائے گا۔ چنانچہ چیک جاری کرنے والا محیل، جس بینک کا چیک ہو وہ محال علیہ اور چیک سے استفادہ کرنے والا شخص محال قرار پائے گا۔

جب چیک جاری کرنے والا چیک سے استفادہ کرنے والے کا مدیون نہ ہو تو یہ حوالہ نہیں ہوگا، کیونکہ جس دین کا کوئی وجود ہی نہ ہو اس کے حوالہ کا کوئی تصور نہیں ہے، البتہ اس معاملہ کو قبضہ کرنے کے لیے وکالت سمجھا جائے گا اور یہ شرعًا جائز ہے۔

۲/۱۲ اوور ڈرافٹ

جب چیک سے مستفید ہونے والا شخص، چیک جاری کرنے والے کا، چیک کی رقم کے بقدر دائن ہو تو اس صورت میں چیک جاری کرنے والے کا اپنے اکاؤنٹ میں رقم نہ ہونے کے باوجود چیک جاری کرنے کو مطلق حوالہ شمار کیا جائے گا، بشرطیکہ بینک اس چیک کو قبول کرلے۔ البتہ اگر بینک ایسے چیک کو قبول نہ کرے تو یہ حوالہ نہیں ہوگا اور چیک کے حامل کو چیک جاری کرنے والے کی طرف رجوع کا حق حاصل ہوگا۔

۳/۱۲ ٹریولرز چیک

ٹریولرز چیک کے حامل، جس نے اس چیک کی رقم اس چیک کو جاری کرنے والے ادارے کو ادا کردی ہو، اسے اس ادارے کا دائن شمار کیا جائے گا۔ پھر جب اس کا حامل اس پر اپنے

دائن کے لیے دستخط کرے تو یہ دستخط دراصل تیسرے فریق کو اس چیک کے جاری کرنے والے مدیون ادارے پر حوالہ کرنا ہوگا۔ اور یہ حوالہ اس دَین کے ساتھ متعلق ہوگا جو اس ٹریولر چیک کے حامل نے ادارے کو اس چیک کے بدلے میں ادا کیا ہوتا ہے۔

۱۲/۴ ہنڈی [bill of exchange]

۱۲/۴/۱ جس شخص کے لیے ہنڈی جاری کی جائے [beneficiary] جب وہ ہنڈی جاری کروانے والے [drawer] کا دائن ہو تب اس ہنڈی کو حوالہ شمار کیا جائے گا اور ہنڈی جاری کروانے والا محیل ہوگا، جو ہنڈی کی رقم دینے [paying bank] والے کو حکم دیتا ہے کہ وہ متعیّن تاریخ میں ایک مخصوص شخص [beneficiary] کو ایک متعیّن رقم ادا کرے۔ رہی بات متعیّن رقم کی ادائیگی کا التزام کرنے والے ادارے [paying bank] کی تو وہ محال علیہ ٹھہرتا ہے اور ہنڈی کا حامل اور اس سے استفادہ کرنے والا شخص محال قرار پاتا ہے۔ البتہ اگر ہنڈی سے استفادہ کرنے والا شخص ہنڈی جاری کروانے والے کا دائن نہ ہو تو اس صورت میں ہنڈی کا اجراء گویا ہنڈی جاری کروانے والے کی طرف سے اگلے شخص کو قبضے اور ہنڈی کی رقم کی وصولی کا وکیل مقرر کرنا ہے۔

۱۲/۴/۲ ہنڈی جاری کروانے والے [drawer] اور ہنڈی کی رقم دینے والے [paying bank] کے درمیان قرض کے تعلق کے نہ ہونے کی صورت میں ہنڈی کو مطلق حوالہ شمار کیا جائے گا۔

۱۲/۵ تجارتی دستاویزات کی توثیق

۱۲/۵/۱ جس شخص کے لیے تجارتی دستاویزات کی توثیق کی جائے [beneficiary] جب وہ توثیق کرنے والے [endorser] کا دائن ہو تو اس صورت میں اس توثیق کو حوالہ شمار کیا جائے گا۔ اس صورت میں تجارتی دستاویزات کی قیمت کی ملکیت، توثیق کرنے والے سے توثیق کروانے والے کی طرف منتقل ہو جاتی ہے۔

البتہ اگر وہ دائن نہ ہو تو اس صورت میں یہ توثیق کرنا گویا قبضے کے لیے وکیل مقرر کرنا ہوگا۔

۱۲/۵/۲ نیابتاً توثیق کرنے کو حوالہ شمار نہیں کیا جائے گا، اس میں گاہک ادارے سے تجارتی دستاویزات کی قیمت وصول کرکے اسے اس گاہک کے اکاؤنٹ میں منتقل کرنے کی درخواست کرتا ہے۔ یہ وکالت ہے جوکہ شرعاً جائز ہے، خواہ اجرت کے عوض ہو یا اجرت کے بغیر ہو۔

۱۲/۵/۳ شق ۱۲/۵/۱ کی رعایت رکھتے ہوئے تجارتی دستاویزات کے پہلے مستفید [beneficiary] کے لیے جائز ہے کہ وہ ان دستاویزات کی آگے کسی شخص کے لیے توثیق کرے۔ اسی طرح نئے مستفید کا آگے کسی شخص کے لیے اور اسی طرح آگے تک جائز ہے۔ اس کے بعد دیگرے توثیقات کو پے در پے حوالہ شمار کیا جائے گا اور یہ شرعاً ممنوع نہیں ہے۔

۱۲/۵/۴ تجارتی دستاویزات کا بٹہ لگانا [discounting] جائز نہیں۔ اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ دستاویزات کا حامل مقررہ تاریخ کی آمد سے قبل ہی دستاویزات میں ثابت شدہ ملکیت کو توثیق کے ذریعے اصل قیمت سے کچھ کم قیمت کے بدلے میں بینک وغیرہ کی طرف منتقل کردیتا ہے۔ اسے سود کی ایک قسم شمار کیا جائے گا۔

۱۲/۶ بینک کے ذریعے رقوم کی منتقلی

گاہک کا بینک [حکم دینے والا بینک] سے یہ مطالبہ کرنا کہ وہ اس گاہک کے کرنٹ اکاؤنٹ میں موجود کرنسی ہی کو ایک متعین شخص کی طرف منتقل کرے۔ یہ حوالہ شمار ہوگا اگر بینک کا گاہک اس ٹرانسفر سے مستفید ہونے والے شخص [beneficiary] کا مدیون ہو۔ اس صورت میں بینک جو اجرت وصول کرتا ہے وہ محال تک رقم پہنچانے کی فیس ہے، یہ حوالہ کیے گئے دَین میں اضافہ نہیں ہے۔ البتہ اگر اکاؤنٹ میں موجود کرنسی منتقل نہ کی جائے [بلکہ اس کے علاوہ کوئی دوسری کرنسی محال کی طرف منتقل کی جائے] تو اس صورت میں

صرف اور حوالہ جمع ہو جائیں گے اور یہ شرعاً جائز ہے (دیکھیے شرعی معیار نمبر (۱) "کرنسی کی تجارت"، شق ۱۱/۲)۔

۱۳- معیار کے اجرا کی تاریخ

یہ معیار ۴ ربیع الاول ۱۴۲۳ھ مطابق ۱۶ مئی ۲۰۰۲ء کو جاری کیا گیا۔

معیار کی منظوری

مجلسِ شرعی نے حوالہ کے معیار کو اپنے آٹھویں اجلاس میں منظور کیا، جو کہ ۲۸ صفر المظفر - ۴ ربیع الاول ۱۴۲۳ھ مطابق ۱۱-۱۶ مئی ۲۰۰۲ء کو مدینہ منورہ میں منعقد ہوا۔ [1]

(۱) مجلسِ شرعی نے ۱۳-۱۵ محرم الحرام ۱۴۳۵ھ مطابق ۶-۸ نومبر ۲۰۱۴ء کو اپنے انتالیسویں اجلاس منعقدہ بحرین میں اس معیار کی موجودہ ترمیم شدہ معیار حالت میں منظوری دی۔

ضمیمہ (الف)

معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد

مورخہ ۸ - ۱۲ رمضان المبارک ۱۴۲۱ھ مطابق ۴ - ۸ دسمبر ۲۰۰۰ء کو مکہ مکرمہ میں مجلسِ شرعی کا پانچواں اجلاس منعقد ہوا۔ مجلسِ شرعی نے اس اجلاس میں حوالہ سے متعلق شرعی معیار ترجیحی بنیادوں پر تیار کروانے کا فیصلہ کیا۔

مؤرخہ ۲۹ رمضان المبارک ۱۴۲۱ھ مطابق ۲۵ دسمبر ۲۰۰۰ء کو متعلقہ معاملات پر تحقیق اور معیار کا مسودہ تیار کرنے کے لیے ایک شرعی مشیر کی تقرری مکمل ہوئی۔

مورخہ ۱۵-۱۶ صفر المظفر ۱۴۲۲ھ مطابق ۹ - ۱۰ مئی ۲۰۰۱ء کو بحرین میں شرعی تحقیقاتی کمیٹی کا اجلاس منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں اس کمیٹی نے معیار کے مسودے پر بحث و تمحیص کی اور مشیر سے پہلے ہونے والے مباحثوں اور اراکین کے تبصروں کی روشنی میں ضروری ترامیم طلب کیں۔ اسی طرح کمیٹی نے مورخہ ۱۴ ربیع الاول ۱۴۲۲ھ مطابق ۶ جون ۲۰۰۱ء کو اپنے دسویں اجلاس میں معیار کے مسودے پر بحث و تمحیص کی اور اس میں بعض ترامیم کو شامل کیا۔ اسی طرح کمیٹی نے ۵ ستمبر ۲۰۰۱ء کو اردن میں منعقد ہونے والے اپنے گیارہویں اجلاس میں معیار کے مسودے پر بحث و تمحیص کی اور مجلسِ شرعی کو مسودہ پیش کرنے سے پہلے اس میں مناسب ترامیم شامل کیں، تاکہ مسودے کو مجلسِ شرعی کے پاس بھیجا جائے۔

مجلسِ شرعی کے ساتویں اجلاس میں ترمیم شدہ معیار کو مجلسِ شرعی کے سامنے پیش کیا گیا۔ یہ اجلاس ۹ - ۱۳ رمضان المبارک ۱۴۲۲ھ مطابق ۲۴ - ۲۸ نومبر ۲۰۰۱ مکہ مکرمہ میں منعقد ہوا۔ مجلسِ شرعی نے معیار کے مسودے میں ترامیم شامل کیں اور اسے ماہرین اور دلچسپی لینے والے دیگر حضرات کے پاس بھیجنے کا فیصلہ کیا تاکہ ان کے تبصرے سامنے آئیں اور مسودے کو جلسۂ سماعت میں بحث کے لیے پیش کیا جائے۔

مورخہ ۱۹-۲۰ذی الحجہ ۱۴۲۲ھ مطابق ۲-۳ فروری ۲۰۰۲ء کو بحرین میں جلسۂ سماعت منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں تیس سے زائد افراد شریک ہوئے۔ان حضرات میں مرکزی بنکوں، مالیاتی اداروں، اکاؤنٹنگ فرمز کے نمائندے، ماہرینِ شریعت، یونیورسٹیوں کے اساتذہ اور اس میدان میں دلچسپی رکھنے والے دیگر افراد شامل تھے۔اس اجلاس میں ان تحریری ملاحظات کو بھی سنا گیا جو اجلاس سے پہلے بھیجے گئے تھے اور ان زبانی ملاحظات کی سماعت بھی کی گئی جو شرکاء نے دورانِ اجلاس کیے اور مجلسِ شرعی کے بعض اراکین نے ان ملاحظات کے جوابات دیے۔

شرعی معیارات کی کمیٹی نے مورخہ ۲۱-۲۲ذی الحجہ ۱۴۲۲ھ مطابق ۶-۷مارچ ۲۰۰۲ء کو بحرین میں اپنے اجلاس کے دوران ان ملاحظات پر بحث وتمحیص کی جو جلسۂ سماعت میں سامنے آئے تھے اور جو تحریری طور پر بھیجے گئے تھے،کمیٹی نے مناسب ترامیم کو معیار کے مسودے میں شامل کردیا۔

مجلسِ شرعی نے مورخہ ۲۸صفر المظفر-۴ربیع الاول ۱۴۲۳ھ مطابق ۱۱-۱۶مئی ۲۰۰۲ء مدینہ منورہ میں منعقد ہونے والے اپنے آٹھویں اجلاس میں ان ترامیم پر بحث وتمحیص کی جنہیں شرعی معیارات کی کمیٹی نے معیار میں شامل کیا تھا اور مناسب ترامیم کو معیار میں شامل کردیا۔مجلسِ شرعی نے اس معیار کی بعض شقوں کو متفقہ طور پر اور بقیہ بعض شقوں کو کثرتِ رائے کی بنیاد پر منظور کرلیا، جیسا کہ مجلس کے اجلاسوں کی روئداد میں محفوظ ہے۔

شرعی معیارات کی نظر ثانی کی کمیٹی نے ربیع الثانی ۱۴۳۳ھ مطابق مارچ ۲۰۱۲ء کو قطر میں منعقد ہونے والے اپنے اجلاس میں معیار پر نظرِ ثانی کی۔ کمیٹی نے غور وخوض اور بحث وتمحیص کے بعد اضافہ، حذف اور جملوں کی تبدیلی سے متعلق جن ترامیم کو مناسب سمجھا انہیں منظوری کے لیے مجلسِ شرعی کے پاس بھیج دیا۔

مجلسِ شرعی نے مورخہ ۱۳تا۱۵محرم الحرام ۱۴۳۵ھ مطابق ۶تا۸نومبر ۲۰۱۴ء کو بحرین میں منعقد ہونے والے اپنے انتالیسویں اجلاس میں ان ترامیم پر بحث وتمحیص کی جنہیں نظر ثانی کرنے والی کمیٹی نے تجویز کیا تھا۔مجلسِ شرعی نے غور وخوض اور بحث وتمحیص کے بعد ان ترامیم میں سے مناسب ترامیم کو منظور کرلیا اور معیار کو موجودہ نظر ثانی شدہ صورت میں منظور کرلیا۔

ضمیمہ (ب)

شرعی احکام کی بنیادیں

حوالہ کا جواز

حوالہ سنت، اجماع اور قیاس تینوں سے ثابت ہے۔ دونوں امام، امام بخاری اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہما حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "مال دار آدمی کا ٹال مٹول کرنا ظلم ہے، جب تم میں سے کسی شخص کو کسی مال دار آدمی کے پیچھے لگایا جائے تو وہ اس کے پیچھے لگ جائے)۔[۱] [یعنی جب تمہارے دَین کا کسی پر حوالہ کیا جائے تو اس کو قبول کر لیا کرو]۔ امام احمد اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہما کی روایت میں ہے: "جس شخص کو اس کے کسی حق کی وجہ سے کسی مال دار آدمی پر حوالہ کیا جائے اسے اس حوالہ کو قبول کر لینا چاہیے"۔ پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پیچھے لگ جانے کا حکم دینا حوالہ کے جواز کی دلیل ہے، ورنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا حکم نہ دیتے۔

اسی طرح امت مسلمہ کا حوالہ کے جواز پر اجماع ہے اور کسی زمانے اور کسی علاقے کے (مجتہد) نے اس سے اختلاف نہیں کیا۔[۲]

جب محال علیہ کی مال داری اور عمدہ طریقے سے ادائیگی معروف ہو تو اس وقت حوالہ کو قبول کرنا محال کے لیے مستحب ہے۔ کیونکہ اس میں مدیون کے لیے سہولت اور آسانی پیدا ہو جاتی ہے۔ جب محال علیہ کی مالداری وغیرہ کا علم نہ ہو اس وقت محال کے لیے حوالہ کے مباح ہونے کی بنیاد یہ ہے کہ حدیث میں جو مسئلہ

---

(۱) اس حدیث کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حوالہ کے باب ۱۲۳/۳ میں نقل کیا ہے اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اسے مال دار کے ٹال مٹول کے حرام ہونے اور حوالہ کی صحت کے باب ۱۱۹/۳ میں نقل کیا ہے۔

(۲) المغنی ۳۳/۴، کشاف القناع للبہوتی ۳۸۲/۳، شرح منتہی الارادات للبہوتی ۱۳۴/۲، البحر الرائق لابنِ نجیم ۲۶۹/۶، تبیین الحقائق للزیلعی ۱۷۱/۴۔

آیا ہے وہ محال علیہ کے مال دار ہونے کے ساتھ مشروط ہے، چنانچہ جب وہ مالدار نہ ہو تو اس وقت معاملہ اصل اباحت پر باقی رہے گا۔

حوالہ کا لازم ہونا

جب حوالہ کی شرائط موجود ہوں تو اس وقت حوالہ ایک عقدِ لازم بن جاتا ہے اس پر امتِ مسلمہ کا اجماع ہے۔

حوالہ کے الفاظ

حوالہ تعلیق [ایک چیز کو دوسری چیز کے ساتھ مشروط کردینا] کو قبول نہیں کرتا، کیونکہ حوالہ میں معاوضہ کا عنصر موجود ہے۔ یہ اس لیے کہ محال اور محال علیہ دونوں حوالہ کے ذریعہ نئی ذمہ داریوں کا التزام کرتے ہیں۔ اسی طرح حوالہ کو کسی وقت کے ساتھ مخصوص کرنا یا اسے مستقبل کی طرف منسوب کرنا بھی جائز نہیں، کیونکہ یہ اس کی حقیقت، یعنی دَین کو محال علیہ کی طرف منتقل کرنے کے منافی ہے۔ [۱]

حوالہ کی اقسام اور احکام

مقیّد حوالہ کے جواز پر فقہاءِ کرام کا اجماع ہے، قید خواہ محال علیہ کے ذمہ محیل کے دَین کے ساتھ ہو یا محال علیہ کے پاس موجود محیل کی کسی متعین چیز کے ساتھ ہو۔ رہی بات مطلق حوالہ کی تو اس کی اجازت صرف فقہاءِ احناف نے دی ہے۔ اس مسئلے میں ان کی دلیل یہ ہے کہ حوالہ قبول کرنے سے متعلق حضور ﷺ کے ارشاد مبارک میں ایسی کوئی تفصیل موجود نہیں کہ محال علیہ محیل کا مدیون ہو یا مدیون نہ ہو، لہٰذا یہ حدیث مطلق حوالہ اور مقیّد حوالہ دونوں صورتوں میں حوالہ کی مشروعیت پر دلالت کرتی ہے۔ [۲]

مؤجل حوالہ کی شرعی بنیاد یہ ہے کہ مُحال علیہ کے ذمہ میں مطالبہ کرنے والے کا مال حوالہ کے حکم کی وجہ سے واجب ہوتا ہے۔ اجل کی صحت کے مسئلے میں عقدِ حوالہ کی وجہ سے واجب اسی طرح ہے جس طرح

---

(۱) رد المحتار لابنِ عابدین ۳۴۹/۵، درر الحکام فی شرح مجلۃ الاحکام ۵۲/۲، موسوعہ فقہیہ کویتیہ ۱۹۱/۱۸-۱۹۲۔

(۲) بدائع الصنائع للکاسانی ۱۶/۶، وایضاً الجوہرۃ النیرۃ للعبادی ۳۱۶/۱، تبیین الحقائق للزیلعی ۱۷۴/۴، ومجلۃ الاحکام العدلیۃ، المادۃ ۶۸۶۔

عقدِ کفالہ کی وجہ سے واجب ہوتا ہے۔ (۱)

جس حوالۂ حق کے فقہاءِ احناف قائل ہیں اس کے جواز کی شرعی بنیاد یہ ہے کہ وہ وکالہ کے معنی میں ہے اور وکالہ چاروں مذاہب کے اتفاق سے جائز ہے، اگرچہ اسے یہ نام نہیں دیا گیا۔ (۲) اسی طرح حوالۂ حق حوالۂ مقیدہ سے زیادہ مختلف نہیں ہے، وہ اس طرح کہ اگر دائن کی تبدیلی کو دیکھا جائے تو اسے حوالۂ حق کا نام دیا جاتا ہے اور جب مدیون کی تبدیلی کی طرف نظر کی جائے تو اسے حوالۂ مقیدہ کا نام دیا جاتا ہے۔ البتہ بعض صورتوں میں ان دونوں کے درمیان فرق بھی ہے، ایک فرق یہ ہے کہ دائن کا مُحال علیہ کے ذمہ میں موجود اپنے دَین کو ایک ایسے شخص کو ہبہ کرنا جو محیل کا دائن نہیں، چنانچہ یہاں دو مدیون نہ ہوئے، لہٰذا یہ حوالۂ حق ہوا، نہ کہ مقیّد حوالہ، اس لیے کہ یہاں دو مدیون موجود نہیں، کیونکہ یہاں محیل اس شخص کا دائن نہیں جسے ہبہ کیا گیا ہے۔

حوالہ کی شرائط

حوالہ کی صحت کے لیے تینوں فریقوں (مُحیل، مُحال اور مُحال علیہ) کی رضامندی کی شرط لگانے کی بنیاد یہ ہے کہ پہلا فریق، یعنی محیل اس بات کو اپنے لیے عار سمجھتا ہے کہ جو دَین اُس کے ذمہ ہے اس کا بوجھ کوئی دوسرا شخص اٹھائے، چنانچہ اس کی رضامندی ضروری ہے۔ اسی طرح دوسرے فریق، یعنی مُحال کی رضامندی بھی ضروری ہے، کیونکہ حوالہ میں دراصل اس کا حق ایک شخص کے ذمہ سے دوسرے شخص کے ذمہ میں منتقل ہو رہا ہوتا ہے اور دَین کی ادائیگی کے سلسلے میں لوگوں کے درمیان فرق ہوتا ہے۔ رہی بات حوالۂ مطلقہ میں تیسرے فریق، یعنی مُحال علیہ کی رضامندی کی شرط لگانے کی شرعی دلیل کی تو وہ یہ ہے کہ فقط حوالہ کو قبول کرنے کی وجہ سے ہی اس پر دَین لازم ہوتا ہے اور اپنے اوپر لازم کیے بغیر لازم ہونے کا کوئی تصور نہیں۔ (۳)

فقہاء کا یہ شرط لگانا کہ جس دَین کا حوالہ کیا جائے یا دَین کی جس مقدار کا حوالہ کیا جائے وہ جنس،

---

(۱) المبسوط للسرخسی: ۲۰/۷۱-۷۲، البحر الرائق لابن نجیم: ۶/۲۷۰، درر الحکام ۲/۵۲، فتاویٰ ہندیہ، البلخی: ۳/۲۹۸۔

(۲) الفقہ الاسلامی وادلتہ، ڈاکٹر وہبۃ الزحیلی ۵/۱۷۱۔

(۳) مطالب اولی النہی للرحیبانی: ۳/۳۲۵، کشف القناع للبہوتی: ۳/۳۸۵، حاشیۃ الدسوقی علی الشرح الکبیر: ۳/۳۲۷، حاشیۃ الصاوی علی الشرح الصغیر للصاوی: ۳/۴۲۶۔

نوعیت، صفت اور مقدار کے لحاظ سے اس دَین کے برابر ہو جس پر حوالہ کیا جا رہا ہے، اس کی بنیاد یہ ہے کہ سود سے بہر صورت بچا جائے، لیکن اس شرط سے یہ مراد نہیں کہ مُحیل کا دَین مقدار کے لحاظ سے مُحال علیہ کے دَین کے برابر ہو، چنانچہ دونوں دَین میں فرق کے باوجود حوالہ جائز ہوتا ہے، البتہ اس صورت میں یہ شرط ہے کہ حوالہ صرف اسی مقدار پر ہو جو مُحال علیہ کے ذمہ میں ہو، اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ جائز ہے کہ مُحیل اپنے دس (روپے) کے دَین کو اپنے مدیون کے ذمہ میں موجود بیس روپے دَین میں سے دس روپے پر حوالہ کرے، یا یہ کہ وہ اپنے دس روپے دَین میں سے پانچ روپے کے دَین کو اپنے مدیون کے ذمہ میں موجود پانچ روپے دَین پر حوالہ کرے، پس شرط صرف یہ ہے کہ سود سے بچنے کے لیے مُحال صرف اسی قدر دَین کا مستحق ہو جتنی مقدار کے دَین کا حوالہ کیا گیا ہے۔

مُحیل اور مُحال کے تعلق پر حوالہ کا اثر

مُحیل کا اپنے دائن کے اس دَین سے فارغ ہو جانا جو حوالہ سے قبل اس پر لازم تھا، کی بنیاد یہ ہے کہ یہی تو حوالہ کا شرعی تقاضا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حوالہ دراصل قبضہ کی طرح ہے اور یہ لفظِ تحویل سے نکلا ہے، یعنی حق کو منتقل کرنا، چنانچہ اس میں انتقال کا معنیٰ ضرور ہوگا، اور ایک چیز جب کسی نئی جگہ کی طرف منتقل ہو جاتی ہے تو وہ پہلے والی جگہ پر باقی نہیں رہتی۔ یہی وجہ ہے کہ مُحال کو اس مُحیل سے مطالبہ کا حق باقی نہیں رہتا جس کی ذمہ داری ختم ہو جاتی ہے اور مُحال علیہ دَین کی ادائیگی کا ذمہ دار بن جاتا ہے۔[1]

رہی بات احناف کے ہاں دَین کے ناقابلِ وصول ہونے کی صورت میں مُحال کو مُحیل کی طرف رجوع کا حق حاصل ہونے کی، اگرچہ اس کی شرط نہ لگائی گئی ہو، تو اس کی بنیاد یہ ہے کہ "حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان سے ایک ایسے شخص کے متعلق پوچھا گیا جس کے کسی حق کا حوالہ کیا گیا اور اس کا مُحال علیہ دیوالیہ ہو کر فوت ہو گیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ اپنے حق کے لیے [مُحیل کی طرف] رجوع کرے گا، کسی مسلمان شخص کا مال ناقابلِ وصول نہیں ہوتا"۔[2] یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ

(۱) المغنی لابن قدامة ۳۳۸/۴، العنایة شرح الهدایة البابرتی ۲۴۴/۷، مجلة الاحکام الشرعیة علی مذهب الامام احمد ۱۱۸۱، الخرشی ۱۹/۶، المهذب ۳۴۵/۱، اسنی المطالب ۲۳۲/۲، المبدع ۲۷۰/۴۔

(۲) المغنی لابن قدامه ۳۳۹/۴۔

جب مُحال علیہ دیوالیہ ہوجائے یا فوت ہوجائے تو دَین اصل مدیون کے ذمہ دوبارہ لوٹ آتا ہے۔

جمہور فقہاء نے جو رائے اختیار فرمائی ہے کہ مُحال کو مُحیل پر رجوع کا حق تب حاصل ہوتا ہے جب مُحال علیہ کی مال داری کی شرط رکھی گئی ہو تو اس کی بنیاد حضور ﷺ کا یہ ارشاد مبارک ہے "مسلمان اپنی شرائط کے پابند ہیں"۔ [۱] دوسری وجہ یہ ہے کہ یہ ایک ایسی شرط پائی جارہی ہے جس میں عقد کی مصلحت ہے، چنانچہ اس شرط کے ٹوٹنے کی صورت میں عقد کو ختم کرنے کا حق حاصل ہوگا۔ [۲]

مُحیل اور مُحال علیہ کے تعلق پر حوالہ کا اثر

مُحال علیہ کے ذمہ مُحیل کے جس دَین وغیرہ کے ساتھ حوالہ کو مقیّد کیا گیا ہو، مُحیل کے اس دَین کے مطالبہ کا حق ختم ہوجانے کی شرعی بنیاد یہ ہے کہ اس دَین کے ساتھ مُحال کا حق قائم ہوگیا ہے اِلّا یہ کہ وہ دَین ناقابلِ وصول ہوجائے۔

مُحال اور مُحال علیہ کے تعلق پر حوالہ کا اثر

مُحیل کے بری الذمہ ہوجانے کی شرعی بنیاد یہ ہے کہ حوالہ دراصل دَین کو مُحال علیہ کے ذمہ میں منتقل کرنے کا ذریعہ ہوتا ہے۔ [۳]

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ مُحال علیہ کو مُحال سے وہ تمام ضمانتیں لینے کا حق حاصل ہوتا ہے جو اصل مدیون لے سکتا ہے تو اس کی بنیاد یہ ہے کہ یہ ضمانتیں مُحیل کے مدیون ہونے کے ساتھ جڑی ہوتی ہیں جو کہ حوالہ کی اصل بنیاد ہے، اور یہ ان مشترکہ حقوق میں سے ہے جو حوالہ کے دَین کے ساتھ اپنی نئی جگہ کی طرف منتقل ہوجاتے ہیں [یعنی حوالہ کے دَین کے ساتھ ساتھ یہ حقوق بھی مُحیل سے مُحال علیہ کی طرف منتقل ہوجاتے ہیں]۔ چنانچہ مُحال علیہ کے لیے بھی ان ضمانتوں کا لینا درست ہوگا۔ [۴]

---

(۱) امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو سنن الکبریٰ میں نقل کیا ہے ۶/۶۹، ۷/۲۴۹، مکتبہ دارالباز، امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے اپنی سنن میں نقل کیا ہے، ۱۰/۲۷، دارالمعرفہ۔

(۲) المغنی ۴/۳۳۹، کشاف القناع ۳/۳۸۷، شرح منتہی الارادات للبہوتی ۲/۱۳۶۔

(۳) فتاویٰ ہندیہ ۳/۲۹۷، للبلخی، درر الحکام فی شرح مجلۃ الاحکام ۲/۳۶، بدائع الصنائع للکاسانی ۶/۱۸۔

(۴) موسوعہ فقہیہ کویتیہ ۱۸/۲۲۵، قانون المعاملات المالیہ السودانی، مادہ نمبر ۵۱۰، القانون المدنی الاردنی، مادہ نمبر ۱۰۰۵۔

موت اور دیوالیہ پن کا حوالہ پر اثر

مُحال کی طرف سے حوالہ کے دَین کی وصولی سے پہلے محیل کی موت حوالہ کو ختم نہیں کرتی۔ اس کی بنیاد یہ ہے کہ محیل اس مال کے سلسلے میں اب اجنبی بن چکا ہوتا ہے۔[1] مُحال علیہ کی موت کی صورت میں حوالہ کے ختم نہ ہونے کی بنیاد یہ ہے کہ اگر ورثاء یا کفیل موجود ہوں تو وہ مُحال علیہ کے قائم مقام بن جاتے ہیں۔[2] مُحال کی موت اور اس کے ورثاء کے اس کے قائم مقام ہوجانے کی صورت میں حوالہ کے ختم نہ ہونے کی بنیاد یہ ہے کہ مُحال کی موت کے وقت اس کے دوسروں پر جو حقوق ہوتے ہیں وہ ورثاء کی طرف منتقل ہوجاتے ہیں اور مُحال علیہ پر حق بھی انہی حقوق میں سے ایک ہے۔

بینک کے ذریعے رقوم کی منتقلی

صَرف اور حوالہ کے اجتماع کے شرعی حل کے متعلق مجمع الفقہ الاسلامی کی ایک قرارداد "بینک کے ذریعے رقوم کی منتقلی میں صَرف اور حوالہ کا اجتماع" کے نام سے جاری کی گئی ہے۔[3]

---

(۱) العنایۃ شرح الہدایۃ للبابرتی ۷/۲۴۹، تبیین الحقائق للزیلعی ۴/۱۷۳، تنقیح الفتاویٰ الحامدیۃ لابن عابدین ۱/۲۹۳، المدونۃ، مالک ابن انس ۴/۱۲۶، ۷/۱۲، البحر الرائق لابن نجیم ۶/۲۷۳، بدائع الصنائع للکاسانی ۶/۱۷۔

(۲) درالحکام فی شرح مجلۃ الاحکام ۲/۳۶، المبسوط للسرخسی ۲۰/۷۲۔

(۳) مجمع الفقہ الاسلامی کی قرارداد نمبر ۸(۹/۱)۔

ضمیمہ (ج)

فرہنگ

حوالہ

ازروئے شرع، دَین کو مُحیل کے ذمہ سے مُحال علیہ کے ذمہ میں منتقل کرنا حوالہ ہے۔

مُحیل

وہ شخص جو حوالہ کرتا ہے، اور اس سے مراد وہ مدیون ہے جس پر اصل دَین ہوتا ہے۔ حوالہ کی بعض صورتوں میں وہ دائن بھی ہوتا ہے۔

مُحال

وہ آدمی جو حوالہ لیتا ہے اور وہ دائن ہوتا ہے، اس کو مُحال لہٗ اور مُحتال لہٗ بھی کہتے ہیں۔

مُحال علیہ

وہ شخص جو حوالہ کو اپنے ذمہ میں قبول کرتا ہے، یعنی وہ شخص جس کی طرف دَین کو منتقل کیا جاتا ہے، اسے مُحال علیہ کہا جاتا ہے۔

حق کا حوالہ

حق کو کسی ایک دائن سے دوسرے دائن کی طرف منتقل کرنا۔

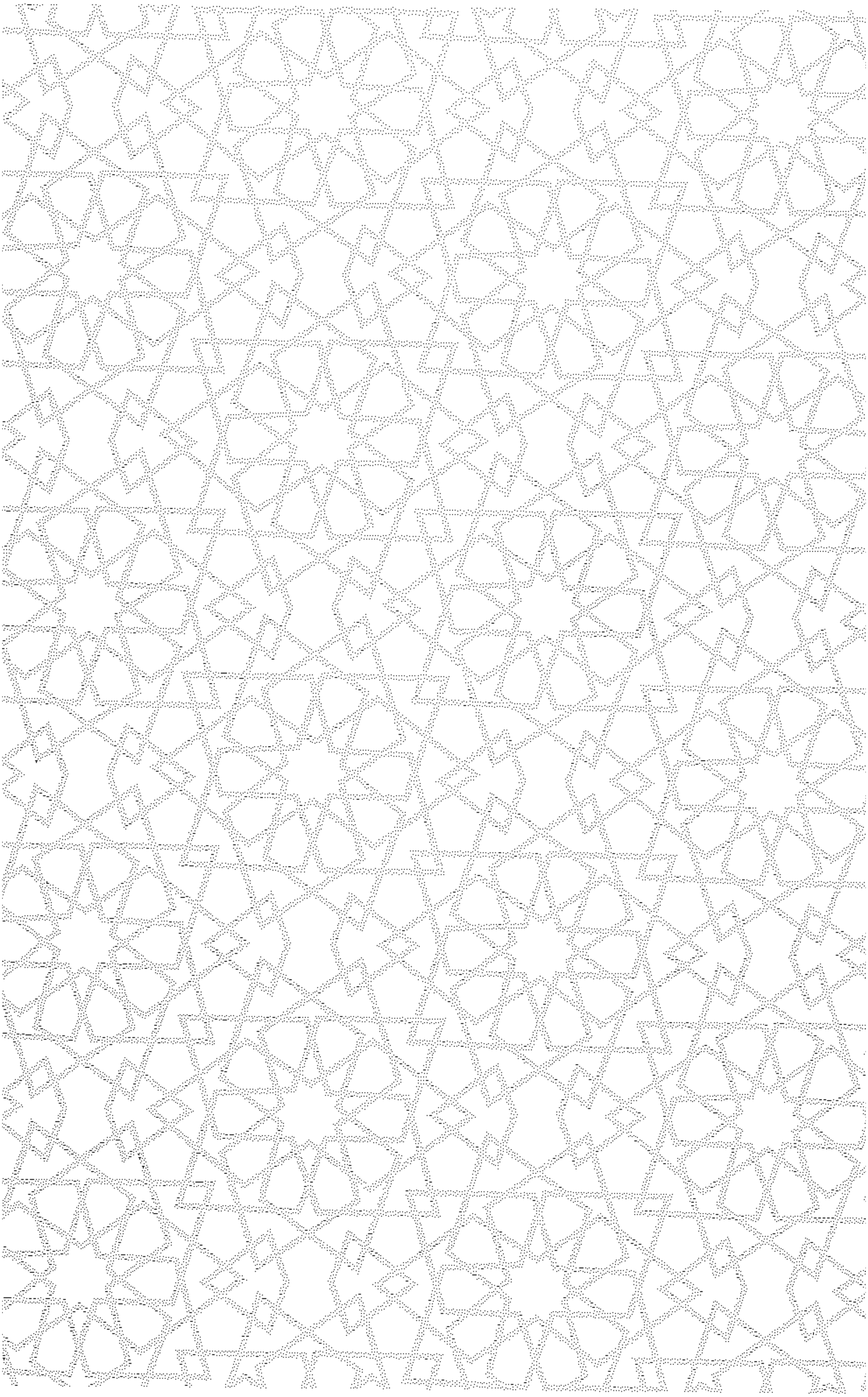

شرعی معیار نمبر ⑧

مرابحہ

(ترمیم شدہ معیار)

☆ اس معیار کا مضمون پہلے "شرعی مقتضیات برائے سرمایہ کاری و تمویل نمبر ۱: مرابحہ" کے عنوان سے شائع ہوا تھا۔ تمام شرعی مقتضیات کو شرعی معیارات کے طرز پر شائع کیے جانے کی، مجلسِ شرعی کی قرارداد کی بنیاد پر اسے دوبارہ شرعی معیار کی صورت میں شائع کیا گیا ہے۔

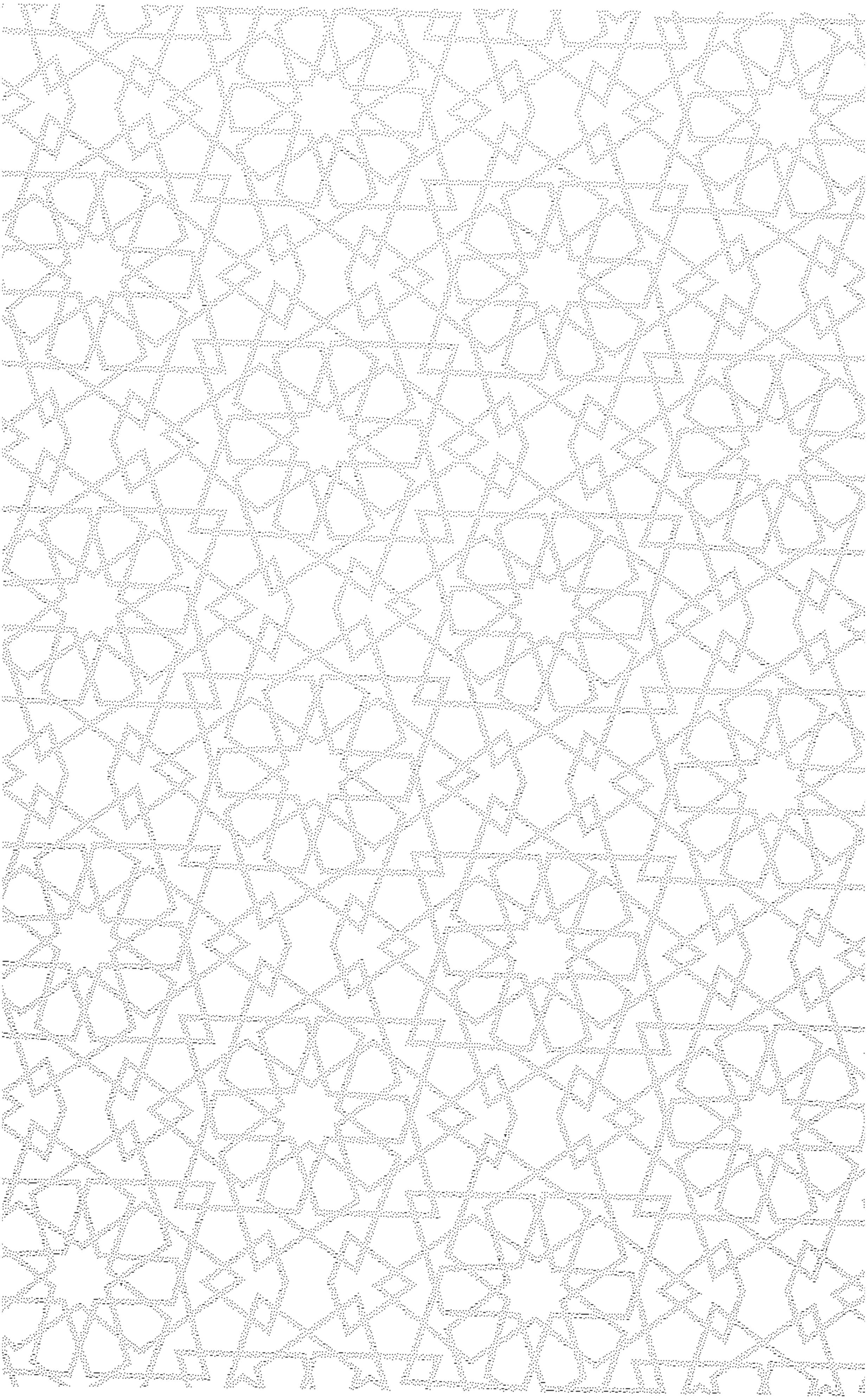

فہرست

دیباچہ ۲۱۴

معیار کا متن ۲۱۵

۱-معیار کا دائرۂ کار ۲۱۵

۲-عقدِ مرابحہ سے پہلے کا طریقۂ کار ۲۱۵

۳-ادارہ کا سامان کا مالک بننا، اس کا قبضہ لینا اور ان دونوں امور کے لیے وکیل مقرر کرنا ۲۲۱

۴ عقدِ مرابحہ کی تعمیل ۲۲۵

۵-مرابحہ کے ضمانات، اور اس کی مدیونیت کا حل ۲۲۷

۶-معیار کے اجرا کی تاریخ ۲۲۹

معیار کی منظوری ۲۳۰

ضمیمہ جات

ضمیمہ (الف) خریداری کا مطالبہ کرنے والے کی طرف سے وکالت نافذ کرنے اور خریداری کے ایجاب کا نوٹس ۲۳۱

ضمیمہ (ب) ادارے کی طرف سے قبولیت اور فروخت کا نوٹس ۲۳۲

ضمیمہ (ج) معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد ۲۳۳

ضمیمہ (د) شرعی احکام کی بنیادیں ۲۳۵

ضمیمہ (ھ) فرہنگ ۲۴۵

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على أشرف المرسلين، سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه أجمعين.

دیباچہ

اس معیار کا مقصد عقدِ مرابحہ کی شرعی بنیادوں، احکام اور ان مراحل کا بیان ہے جو وعدہ سے شروع ہوکر گاہک کو سامان کا مالک بنانے تک عقدِ مرابحہ کی کارروائی میں پائے جاتے ہیں، اور ان شرعی ضوابط کا بیان ہے جن کا التزام اسلامی مالیاتی اداروں (ادارہ/ادارے)[1] پر واجب ہے۔

والله الموفق...

(۱) "ادارہ/ادارے" کی اصطلاح یہاں اختصار کی غرض سے اسلامی مالیاتی اداروں کے لیے استعمال کی گئی ہے جن میں اسلامی بینک بھی شامل ہیں۔

معیار کا متن

۱- معیار کا دائرۂ کار

یہ معیار مرابحہ کے سودوں اور اس کے متعدّد مراحل، اور اسے شروع کرنے سے متعلق ضمانات مثلاً وعدہ، ہامشِ جدّیہ اور مرابحہ کی وجہ سے پیدا ہونے والی مدیونیت سے متعلق ضمانات پر مشتمل ہے۔

یہ معیار مرابحہ کے صکوک پر محیط نہیں ہے کیونکہ مرابحہ کے صکوک کا بیان سرمایہ کاری صکوک شق (۵/۵/۱/۵) کے معیار کے ضمن میں ہے، اور اس معیار کی شق (۲/۲/۶) بھی دیکھ لی جائے۔ اور یہ معیار ایسی ادھار خرید و فروخت پر محیط نہیں ہے جو مرابحہ کی بنیاد پر مکمل نہیں ہوتیں، نیز یہ معیار امانت پر مبنی دیگر خرید و فروخت کی صورتوں پر محیط نہیں ہے، مثلاً بیع مساومہ ہے۔

۲- عقدِ مرابحہ سے پہلے کا طریقۂ کار

۱/۲ ادارہ کے ذریعہ سامان کا مالک بننے کے لیے گاہک کا دلچسپی کا اظہار

۱/۱/۲ ادارہ کے لیے اپنے گاہک کی خواہش اور مطالبہ پر سامان خریدنا جائز ہے جب تک وہ خریداری خرید و فروخت کے شرعی ضوابط کے مطابق ہو۔

۲/۱/۲ شق ۳/۲/۲ کی رعایت رکھتے ہوئے گاہک کے لیے ادارہ سے یہ مطالبہ کرنا جائز ہے کہ وہ سامان کسی مخصوص ذریعہ ہی سے خریدے، کسی اور سے نہ خریدے۔ کسی دوسری جگہ سے سامان کی موصول ہونے والی سامان کی قیمتوں کی پیش کشیں [کوٹیشنز] جو ادارہ کے لیے زیادہ مناسب ہوں، اگر گاہک اسے قبول کرنے سے انکار کردے تو ادارہ کو مرابحہ کا سودا کرنے سے معذرت کا حق حاصل ہے۔

۳/۱/۲ گاہک نے جس رغبت کا اظہار کیا ہے، اس میں اس وقت تک وعدے یا معاہدے

کی صفت شامل نہیں ہوگی، جب تک واضح طور پر اس کا بیان نہ ہو۔ یہ جائز ہے کہ اظہارِ دلچسپی اور وعدہ پر مشتمل ایک ہی دستاویز تیار کرلی جائے جس پر گاہک دستخط کرے۔ اس میں کوئی حرج نہیں کہ یہ دستاویز گاہک کی طرف سے تحریر کردہ ہو، یا ادارے سے منظور شدہ نمونہ کے مطابق دستاویز ہو جس پر گاہک دستخط کرے۔

۲/۱/۴ گاہک کے لیے سامان کی قیمت پر مشتمل پیش کشیں [کوٹیشنز] حاصل کرنا جائز ہے، خواہ وہ خریدار کے نام پر بنی ہوں یا کسی مخصوص خریدار کے نام پر نہ ہوں، اس صورت میں اسے صرف اطلاع کہا جائے گا، اس کی حیثیت ایجاب کی نہیں ہوگی۔ زیادہ بہتر یہ ہے کہ سامان کی قیمت پر مشتمل فہرست ادارہ کے نام پر ہو، اور وہ فروخت کنندہ کی طرف سے ایسا ایجاب ہوگا جو بیان کردہ مدت کی انتہاء تک باقی رہے گا۔ پھر جب ادارہ کی طرف سے قبول کا جواب آئے گا تو ادارے اور بیچنے والے کے درمیان خود بخود بیع منعقد ہوجائے گی۔

۲/۲ گاہک کی طرف سے مرابحہ کی طلب کے سلسلے میں ادارہ کی حیثیت

۲/۲/۱ فروخت کنندہ کا ایسا ایجاب جو گاہک کے نام پر ہو، یا کسی کے نام پر نہ ہو، اگر اس کے جواب میں گاہک کی طرف سے قبولیت پائی گئی تو خرید وفروخت کا معاہدہ گاہک کے ساتھ مکمل ہوجائے گا، لہٰذا اس صورت میں ادارہ کے لیے اس سامان پر مرابحہ کی کارروائی کرنا جائز نہیں ہوگا۔

۲/۲/۲ اگر خریداری کا مطالبہ کرنے والے گاہک اور فروخت کنندہ کے درمیان پہلے سے عقد کے حوالے سے کوئی تعلق ہو تو اسے ختم کرنا واجب ہے، اور اس میں شرط یہ ہے کہ دونوں فریقوں اس تعلق کو حقیقت میں ختم کریں، نہ کہ صرف ظاہری طور پر۔ گاہک اور فراہم کنندہ کے درمیان تکمیل شدہ عقد کو ادارہ کی طرف منتقل کرنا جائز نہیں ہے۔

۲/۲/۳ ادارہ پر اس بات کا اطمینان کرنا واجب ہے کہ اسے سامان بیچنے والا، گاہک یا اس

کے وکیل کے علاوہ کوئی تیسرا شخص ہے۔ لہٰذا مثلاً یہ صحیح نہیں ہوگا کہ خریداری کا مطالبہ کرنے والا گاہک، بذاتِ خود یا اس کا وکیل سامان کا اصل مالک ہو، یا سامان فراہم کرنے والے ادارہ نصف سے زیادہ گاہک کی ملکیت ہو۔ اگر ایسی کوئی خرید وفروخت ہوگئی، پھر اس کے بعد معاملہ کا علم ہوا، تو خرید وفروخت کی کارروائی باطل ہوگی، کیونکہ یہ بیع عینہ کی صورتوں میں سے ہے۔

۴/۲/۲ اگر سامان فراہم کرنے والے (سامان کے مالک) کا گاہک کے ساتھ کوئی نسبی یا ازدواجی تعلق ہو تو ادارہ پر لازم ہے کہ وہ مرابحہ شروع کرنے سے پہلے اس بات کا اطمینان کرے کہ یہ خرید وفروخت محض ظاہری معاملہ یا بیعِ عینہ کا حیلہ نہیں ہے۔

۵/۲/۲ ادارے اور گاہک کے درمیان اس بات پر اتفاق کرنا ممنوع ہے کہ وہ کسی منصوبے یا معین معاملہ میں اس طرح شریک ہوں کہ ان میں سے کوئی ایک دوسرے کا حصہ آئندہ کسی وقت نقد مرابحہ یا ادھار مرابحہ کے ذریعہ حصہ خریدنے کا وعدہ کرے۔ البتہ اگر دونوں میں سے کوئی شریک دوسرے کا حصہ بازاری نرخ پر، یا اس قیمت پر خریدنے کا وعدہ کرے جس پر خرید وفروخت کے وقت دونوں رضامند ہوئے ہوں، تو نئے عقد کے ساتھ اس طرح کی خرید وفروخت میں کوئی ممانعت نہیں ہے، خواہ خریداری نقد قیمت کے ساتھ ہو یا ادھار قیمت کے ساتھ۔

۶/۲/۲ سونے، چاندی یا کرنسی میں ادھار مرابحہ کرنا جائز نہیں ہے، اور مرابحہ یا دیگر معاملات کے دیون کے قابلِ خرید وفروخت صکوک جاری کرنا بھی جائز نہیں ہے، اسی طرح ایک ہی سامان پر مرابحہ کی تجدید بھی جائز نہیں ہے۔

۳/۲ گاہک کی طرف سے وعدہ

۱/۳/۲ یہ جائز نہیں ہے کہ وعدہ کا وثیقہ یا اس کے حکم میں کوئی اور چیز، دونوں فریق (ادارہ اور گاہک) میں سے ہر ایک پر لازم دوطرفہ وعدہ پر مشتمل ہو۔

۲/۳/۲ وعدہ یا عمومی مفاہمت مرابحہ کے لوازمات میں سے نہیں ہے، یہ صرف اس بات

کے اطمینان کے لیے ہے کہ جب ادارہ سامان کا مالک بن جائے گا تو اس کے بعد گاہک سودے کو پورا کرے گا۔ لہٰذا اگر ادارہ کے پاس سامان کو بازار میں فروخت کرنے کے متبادل مواقع ہوں تو وہ وعدہ یا عمومی مفاہمت سے بے نیاز ہوسکتا ہے۔

۳/۳/۲ ادارہ اور خریداری کا مطالبہ کرنے والے گاہک کے درمیان دو طرفہ وعدہ اس صورت میں جائز ہوگا، جبکہ وعدہ دونوں فریقوں میں سے ہر ایک یا ان میں سے کسی ایک کے لیے خیار کی شرط کے ساتھ ہو۔

۴/۳/۲ ادارے اور خریداری کا مطالبہ کرنے والے گاہک کے لیے وعدہ کے بعد اور عقدِ مرابحہ مکمل ہونے سے پہلے سابقہ شرائط سے ہٹ کر وعدہ کی شقوں میں ترمیم جائز ہے، خواہ یہ ترمیم مدّت کے حوالہ سے ہو، یا نفع کے حوالہ سے، یا ان دونوں کے علاوہ کسی اور امر میں ہو۔ دونوں فریقوں کے اتفاق کے بغیر وعدہ میں ترمیم جائز نہیں ہے۔

۵/۳/۲ ادارے کے لیے یہ جائز ہے کہ وہ اپنے لیے ایک معلوم مدت تک حقِ خیار کی شرط کے ساتھ سامان خریدے، پھر اگر گاہک وہ سامان نہ خریدے تو ادارہ اس مدت میں خیارِ شرط کے شرعی حکم کے مطابق سامان فروخت کنندہ کو واپس کرسکتا ہے۔ نیز سامان گاہک پر پیش کرنے سے ادارے اور اصل فروخت کنندہ کے درمیان خیار ساقط نہیں ہوتا، بلکہ اس کے ساتھ عملی طور پر خرید و فروخت کرنے سے ساقط ہوتا ہے۔ یہ پسندیدہ ہے کہ خیار میں اس بات کو واضح طور پر بیان کردیا جائے کہ خرید و فروخت کے لیے سامان پیش کرنا خیار کو ساقط نہیں کرے گا۔

۴/۲ فیسیں اور اخراجات

۱/۴/۲ ادارے کے لیے گاہک سے تمویل کی سہولت فراہم کرنے کا پابند رہنے کی فیس [commitment fees] لینا جائز نہیں ہے۔

۲/۴/۲ ادارے کے لیے تمویل کی سہولیات فراہم کرنے کی فیس [credit facility fee] لینا جائز نہیں ہے۔

۳/۴/۲ ادارے اور گاہک کے درمیان ہونے والے عقود کے کاغذات کی تیاری کے اخراجات دونوں کے درمیان تقسیم ہوں گے، تاوقتیکہ دونوں فریق اس بات پر متفق ہوجائیں کہ یہ اخراجات دونوں میں سے کوئی ایک برداشت کرے گا، بشرطیکہ یہ اخراجات عادلانہ یعنی بقدرِ عمل ہوں، تاکہ وہ ضمناً پابند رہنے اور سہولیات کی فراہمی کی فیس پر مشتمل نہ ہوں۔

۴/۴/۲ اگر مرابحہ مشترکہ تمویل [syndicated financing] کے ذریعہ مکمل ہوا ہو تو اس کا انتظام کرنے والے ادارے کے لیے انتظام کی اجرت کا مطالبہ کرنا جائز ہے جسے تمویل کے تمام شرکاء برداشت کریں گے۔

۵/۴/۲ ادارے کے لیے منصوبہ قابلِ عمل ہونے کے جائزے کی رپورٹ پر اجرت لینا جائز ہے، بشرطیکہ وہ رپورٹ گاہک کے مطالبہ اور اس کی مصلحت کی بنیاد پر تیار کی گئی ہو، اور گاہک شروع ہی سے اس کی اجرت ادا کرنے پر رضامند ہو، نیز وہ جب چاہے اس کے لیے رپورٹ تک رسائی ممکن ہو۔

۵/۲ سودا شروع کرنے سے متعلق ضمانات

۱/۵/۲ ادارے کے لیے جائز ہے کہ وہ خریداری کا مطالبہ کرنے والے گاہک سے اس بات کی کفالت (ضمان) لے کہ اصل فروخت کنندہ، ادارے کے حوالہ سے اپنی ذمہ داریاں اچھی طرح ادا کرے گا، اور یہ کفالت گاہک کی ذاتی حیثیت میں ہوگی، خریداری کا مطالبہ کرنے والے یا ادارے کے وکیل کی حیثیت سے نہیں ہوگی۔ لہٰذا اگر عقدِ مرابحہ مکمل نہ ہو سکا تو بھی اس کی کفالت باقی رہے گی۔ اس طرح کی کفالت ان ہی حالات میں طلب کی جاتی ہے جبکہ گاہک ادارے کے سامنے مرابحہ کا سامان خریدنے کے لیے کوئی معین فروخت کنندہ پیش کرے۔

یہ ضمان پر اس بات پر مشتمل ہوگا کہ گاہک ادارے کو ہونے والا وہ نقصان برداشت کرے گا، جو فروخت کنندہ کی طرف سے سامان کی خصوصیات کی رعایت نہ کرنے، یا اس کے اپنی ذمہ داریاں پوری کرنے میں سنجیدہ نہ ہونے کے نتیجہ میں ہو، جو بعض اوقات ادارے کی محنت اور اموال کے ضیاع کا باعث بنتا ہے، یا اس پر تنازعات اور خطیر مطالبات مرتب ہوتے ہیں۔

۲/۵/۲ خریداری کا مطالبہ کرنے والے گاہک کو ان نقصانات اور ضیاع کا ضامن ٹھہرانا جائز نہیں ہے جو ترسیل کے دوران ہوں یا گودام میں رکھنے کی مدت میں ہوں، اور اسے فروخت کنندہ کی حسنِ ادائیگی کی کفالت کی قبیل سے قرار نہیں دیا جاسکتا جو کہ صرف التزامات اچھی طرح پورا کرنے تک محدود ہوتی ہے، اور راستے کے خطرات کے ضمان اس میں شامل نہیں ہوتے جنہیں برداشت کرنا سامان کے مالک پر واجب ہے۔

۳/۵/۲ وعدہ لازم ہونے کی حالت میں ادارے کے لیے ہامشِ جدیہ [سکیورٹی ڈیپازٹ] کہلانے والی نقد رقم لینا جائز ہے جو گاہک ادارے کے مطالبہ کی صورت میں ادا کرے گا تاکہ وہ گاہک کی مالی استطاعت کے بارے میں مطمئن ہوجائے۔ اسی طرح ادارے کو گاہک کے اس لازمی وعدہ سے انکار کی صورت میں ہونے والے نقصان کا عوض ملنے کا اطمینان ہوجائے۔ چنانچہ ادارہ نقصان پورا کرنے کے لیے مطالبہ کا محتاج نہیں ہوگا، بلکہ نقصان کے بقدر رقم ہامشِ جدیہ سے کاٹ لے گا۔ ہامشِ جدیہ کو عربون [بیعانہ] نہیں کہا جاتا۔ سنجیدگی کے ضمان کے طور پر پیش کردہ یہ رقم یا تو سرمایہ کاری کے لیے امانت ہوگی جس کی صورت یہ ہوگی کہ گاہک ادارے کو اس رقم کی باہم شرعی مضاربہ کی بنیاد پر سرمایہ کاری کرنے کی اجازت دے گا، یا گاہک کی مرضی سے یہ رقم کرنٹ اکاؤنٹ میں رکھ دی جائے گی۔

۴/۵/۲ ادارے کے لیے گاہک کے اپنے لازمی وعدہ پورا کرنے سے انکار کی صورت میں

ہامشِ جدیہ کی رقم کو روکنا جائز نہیں ہے، بلکہ اس کا حق صرف انکار کے نتیجہ میں ہونے والے حقیقی نقصان کی حد تک ہے، جو کہ سامان کی لاگت اور اس قیمت کا فرق ہے جس پر یہ سامان گاہک کے علاوہ کسی اور کو بیچا گیا۔ متوقع نفع کا عدمِ حصول نقصان کی تلافی میں شمار نہیں کیا جائے گا۔

۲/۵/۵ جب گاہک کی طرف سے اپنا وعدہ پورا کر دیا گیا، اور اس نے عقدِ مرابحہ کر لیا تو ادارے پر ہامشِ جدیہ کی رقم واپس کرنا واجب ہے، اور اسے اس رقم کا مالک بننے کا حق نہیں ہے سوائے وعدہ پورا نہ کرنے کی اس تفصیل کے مطابق جو شق ۲/۵/۳ میں بیان کی گئی۔ عقدِ مرابحہ کی تکمیل کے وقت گاہک کے ساتھ اس رقم کے سامان کی قیمت سے کٹوتی کرنے پر اتفاق جائز ہے۔

۲/۵/۶ گاہک کے ساتھ بیع مرابحہ کا عقد کرتے وقت عربون [بیعانہ] لینا جائز ہے، جبکہ وعدہ کے مرحلہ میں یہ جائز نہیں ہے۔ زیادہ بہتر یہ ہے کہ گاہک کے عقد کو فسخ کرنے کی صورت میں ادارہ عربون میں سے اپنے حقیقی نقصان سے زائد رقم سے دستبردار ہو جائے، اور حقیقی نقصان سامان کی لاگت اور کہیں اور فروخت کی قیمت میں آنے والا فرق ہے۔

۳- ادارہ کا سامان کا مالک بننا، اس کا قبضہ لینا اور ان دونوں امور کے لیے وکیل مقرر کرنا

۳/۱ سامان کو بطورِ مرابحہ بیچنے سے پہلے ادارے کا سامان کا مالک بننا

۳/۱/۱ ادارے کے لیے سامان کا مالک بننے سے پہلے اسے مرابحہ کے ذریعہ بیچنا حرام ہے۔ لہٰذا مرابحہ کے سامان کی خریداری کا عقد پہلے بیچنے والے کے ساتھ کرنے سے پہلے اور اس سامان کا حقیقی یا حکمی قبضہ حاصل کرنے سے پہلے گاہک کے ساتھ عقدِ مرابحہ پر دستخط کرنا صحیح نہیں ہے، اور 'حکمی قبضہ' قبضہ پر قدرت دینے یا

قبضہ کی نمائندگی کرنے والی دستاویزات سپرد کرنے کے ذریعہ ہوتا ہے۔ (شق ۱/۲/۳ اور شق ۴/۲/۳ دیکھ لی جائے)۔ اسی طرح بیع مرابحہ کو اس صورت میں بھی صحیح نہیں قرار دیا جائے گا، جبکہ خریداری کا پہلا عقد باطل ہو جو ادارہ کے لیے پوری ملکیت قرار نہ دیتا ہو۔

۲/۱/۳ یہ جائز ہے کہ ادارہ فروخت کنندہ کے ساتھ اس طرح عقد کرے کہ دونوں فریقوں کی ملاقات کے ذریعہ عقدِ بیع کی تفصیلات براہِ راست طے کرنے کے بعد خرید وفروخت کی جائے۔ اسی طرح یہ بھی جائز ہے کہ خرید وفروخت کتابت، یا مراسلہ، یا معروف ضوابط کے مطابق جدید ذرائع مراسلات کی کسی بھی رائج شکل میں ایجاب وقبول کے دو نوٹس کے تبادلہ کے ذریعہ ہو۔

۳/۱/۳ اصل یہ ہے کہ ادارہ خود براہِ راست فروخت کنندہ سے سامان خریدے، اور اس کے لیے خریداری کا مطالبہ کرنے والے گاہک کے علاوہ کسی اور وکیل کے ذریعہ بھی خریداری جائز ہے۔ انتہائی مجبوری کی حالت کے علاوہ (خریداری کا مطالبہ کرنے والے) گاہک کو وکیل بنانے کی طرف نہ جائے۔ وکیل اپنے آپ کو خود ہی نہیں بیچ سکتا، بلکہ ادارہ اثاثے کا مالک بننے کے بعد اسے فروخت کرے گا، اور ایسی صورت میں ان احکام کی رعایت کی جائے گی جن کا بیان شق (۵/۱/۳) میں ہے۔

۴/۱/۳ ایسے اقدامات کرنا واجب ہے جن میں گاہک کو سامان خریدنے کا وکیل بنانے کی حالت میں ادارہ کو طے شدہ شرائط کے پائے جانے کا یقین ہو جائے، ان میں سے کچھ شرائط یہ ہیں:

(الف) جہاں تک ممکن ہو، ادارہ فروخت کنندہ کو قیمت خود براہِ راست ادا کرے، اور سامان کی قیمت گاہک وکیل کے اکاؤنٹ میں نہ رکھے۔

(ب) ادارہ حقیقۃً خریداری کا یقین کرنے کے لیے فروخت کنندہ سے اطمینان

بخش دستاویزات حاصل کرے۔

۳/۱/۵ دونوں ضمانوں یعنی ادارے کے ضمان اور ادارے کے وکیل کی حیثیت سے گاہک کے ضمان میں تفریق کرنا واجب ہے، اور یہ تفریق وکالت نافذ کرنے اور عقدِ مرابحہ کی تکمیل کے درمیان ایک مدت آنے سے ہوگا، جس کی صورت یہ ہوگی کہ گاہک کی طرف سے وکالت کی ذمہ داری پورا کرنے اور خریداری کر لینے کا نوٹس دیا جائے گا، پھر اس کے بعد ادارہ کی طرف سے بیچنے کا نوٹس دیا جائے گا۔ (ضمیمہ "الف" اور ضمیمہ "ب" دیکھ لیا جائے)۔

۳/۱/۶ اصل یہ ہے کہ سامان کی خریداری کے وقت تمام وثیقہ جات، عقود اور دستاویزات ادارے کے نام پر ہوں، گاہک کے نام پر نہ ہوں، سوائے اس صورت کے کہ وہ ادارے کا وکیل ہو۔

۳/۱/۷ یہ جائز ہے کہ جب ادارہ کسی کو وکیل بنائے تو دونوں فریق اس بات پر متفق ہو جائیں کہ وکالت کا اظہار نہیں کیا جائے گا، لہٰذا دیگر فریقوں کے سامنے وکیل مؤکل کی طرح معاملہ کرے گا اور خریداری براہِ راست اپنے نام پر کرے گا، لیکن یہ خریداری ادارے (مؤکل) کے فائدے کے لیے ہوگی، تاہم وکیل کا اپنی اصل حیثیت بیان کرنا زیادہ بہتر ہے۔

۳/۲ سامان کو بطورِ مرابحہ بیچنے سے پہلے ادارے کا سامان پر قبضہ

۳/۲/۱ گاہک کو مرابحہ کے ذریعہ سامان فروخت کرنے سے پہلے ادارے کا اس سامان پر حقیقی یا حکمی قبضہ واقع ہونا ضروری ہے۔

۳/۲/۲ سامان پر قبضہ کی شرط کا مقصد ادارے کا اس سامان کے ضائع ہونے کی ذمہ داری برداشت کرنا ہے، اور وہ اس طرح کہ سامان فروخت کنندہ کی ذمہ داری سے نکل کر ادارہ کی ذمہ داری میں داخل ہو جائے۔ یہ واجب ہے کہ علیحدہ کرنے کا وقت کا وقت واضح ہو، جس میں سامان کا ضمان ادارے سے خریدار گاہک کی طرف منتقل

ہورہا ہو، اور یہ سامان کے ایک فریق سے دوسرے کی طرف منتقل ہونے کے مراحل کے ذریعہ ہوگا۔

۳/۲/۳ اثاثے کی کیفیت اور ان پر قبضہ کا عرف مختلف ہونے کے اعتبار سے ان کے قبضہ کی کیفیت مختلف ہوتی ہے، لہٰذا جس طرح طبعی قبضہ ہاتھ میں لینے، منتقل کرنے یا اسے قبضہ کرنے والے یا اس کے وکیل کی تحویل میں دینے سے ہوتا ہے، اسی طرح ان اثاثوں سے تخلیہ اختیار کرکے ان پر تصرف کی قدرت دینے سے اعتباری اور حکمی قبضہ بھی ہوتا ہے، اگرچہ طبعی قبضہ نہ پایا گیا ہو۔ لہٰذا زمین کا قبضہ تخلیہ اور تصرف پر قدرت دینے کے ذریعہ ہوگا۔ لہٰذا اگر خریدار کو فروخت شدہ اثاثے پر قدرت نہ ہو تو صرف تخلیہ کو قبضہ نہیں سمجھا جائے گا۔ منقولی اشیا کا قبضہ ان کی نوعیت کے مطابق ہوگا۔

۴/۲/۳ بین الاقوامی بازار سے سامان کی خریداری کی صورت میں ادارے یا اس کے وکیل کا ترسیل کے دستاویزات وصول کرنے کو حکمی قبضہ قرار دیا جائے گا۔ اسی طرح مناسب اور قابلِ اعتماد طریقہ پر چلائے جانے والے گوداموں میں سامان محفوظ کرنے کی صورت میں ادارے کا ان کے وہ کاغذات وصول کرنا بھی حکمی قبضہ قرار دیا جائے گا جو ان گوداموں میں سامان کو متعین کردیں۔

۵/۲/۳ اصل یہ ہے کہ ادارہ فروخت کنندہ کے گودام یا حوالگی کے لیے طے شدہ جگہ سے سامان خود وصول کرے، اور سامان پر ادارے کا قبضہ متحقق ہونے سے فروخت شدہ اثاثے کا ضمان ادارے کی طرف منتقل ہوجائے گا۔ ادارے کے لیے کسی کو اپنے نائب کی حیثیت سے قبضہ کرنے کا وکیل بنانا بھی جائز ہے۔

۶/۲/۳ فروخت سے پہلے مرابحہ کے سامان کی انشورنس ادارے کی ذمہ داری ہے، اور سامان کا مالک ہونے کی حیثیت سے وہ یہ کام اپنے کھاتے میں سے کرے گا، اور اس پر مرتبہ خطرات خود برداشت کرے گا، اور نقصان کا معاوضہ صرف

ادارے کا حق ہوگا جس میں گاہک کا کوئی حق نہیں ہوگا، خواہ معاوضہ فروخت کی قیمت سے زیادہ ہو، جبکہ معاوضہ کا سبب [حادثہ] گاہک کی طرف ملکیت منتقل ہونے سے پہلے پایا گیا ہو۔ ادارے کو انشورنس کے اخراجات قابلِ فروخت اثاثے کی لاگت میں، پھر اس بناء پر بیع مرابحہ کی قیمت میں شامل کرنے کا حق حاصل ہے۔ یہ واجب ہے کہ جہاں تک ممکن ہو انشورنس تکافل کی بنیاد پر ہو۔

۳/۲/۷ ادارے کا سامان کا مالک بننے کے مرحلہ میں انشورنس کے لیے وکیل بنانا جائز ہے، لیکن یہ واجب ہے کہ اس کے اخراجات ادارہ برداشت کرے۔

۴- عقدِ مرابحہ کی تعمیل

۱/۴ ادارے کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ محض سامان کا مالک بننے سے عقدِ مرابحہ کو خود بخود مکمل سمجھے۔ اسی طرح خریداری کا مطالبہ کرنے والے گاہک کے عقدِ مرابحہ کی تعمیل سے انکار کی صورت میں ادارے کے لیے گاہک کو سامان وصول کرنے اور بیعِ مرابحہ کی قیمت کی ادائیگی کا پابند کرنا بھی جائز نہیں ہے۔

۲/۴ گاہک کے لازمی وعدہ پورا نہ کرنے کی صورت میں ادارہ انکار کی وجہ سے ہونے والے حقیقی نقصان کے معاوضہ کا حقدار ہے۔ یہ معاوضہ گاہک کی جانب سے اس فرق کی ادائیگی کی صورت میں ہوگا جو کسی اور کو یہ سامان بیچنے کی صورت میں حاصل ہونے والی قیمت، اور اس قیمت میں ہوگا جو ادارے کی جانب سے پہلے فروخت کنندہ کو ادا کی گئی تھی۔

۳/۴ اگر ادارے نے سامان مرابحہ کے ذریعہ فروخت کرنے کی نیت سے ادھار خریدا ہو تو اس پر واجب ہے کہ وہ گاہک کو یہ بات صاف صاف بتادے۔ یہ واجب ہے کہ باہمی عقد کرتے وقت ادارہ ان اخراجات کی وضاحت کردے جنہیں وہ لاگت میں شامل کرے گا۔ اسے اختیار ہے کہ سامان سے متعلق کسی بھی قسم کے اخراجات لاگت میں شامل کردے، جبکہ گاہک اسے قبول کرلے۔ البتہ اگر ان اخراجات کی تفصیل بیان نہیں کی گئی تو ادارہ صرف وہ

اخراجات شامل کرسکتا ہے جن کا عرفاً لاگت میں اعتبار کیا جاتا ہو، مثلاً نقل وحمل اور گودام میں رکھنے کے اخراجات، ایل سی (Letter of Credit) کی فیس، اور انشورنس کی اقساط۔

۴/۴ ادارہ صرف وہ براہِ راست مالی اخراجات سامان کی لاگت میں شامل کرنے کا حق رکھتا ہے جو اس نے کسی کو ادا کیے ہوں، لہٰذا ادارے کو مثلاً یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ قیمت میں اپنے ملازمین کی تنخواہ یا اسی طرح کے دیگر اخراجات کے بدلے کسی رقم کا اضافہ کرے۔

۵/۴ اگر ادارے کو اس سامان پر فروخت کنندہ کی طرف سے کوئی رعایت حاصل ہوئی، خواہ عقد کے بعد ہی ہوئی ہو، تو اس رعایت کے حساب سے مکمل قیمت میں کمی کی صورت میں گاہک کو بھی فائدہ پہنچنا چاہیے۔

۶/۴ بیع مرابحہ میں عقد پر دستخط کرتے وقت سامان کی قیمت اور اس کا طے شدہ نفع اور دونوں فریقوں کو معلوم ہونا واجب ہے۔ یہ کسی صورت جائز نہیں ہے کہ قیمت یا نفع کا تعیّن مجہول یا مستقبل میں قابلِ تعیّن اشاریوں پر چھوڑ دی جائے، اور اس کی صورت مثلاً یہ ہوگی کہ خرید وفروخت کا عقد کیا جائے، اور نفع کو مستقبل کے لائبور [LIBOR] سے منسلک کر دیا جائے۔ وعدہ کے مرحلہ میں نفع کی حد بندی میں مدد حاصل کرنے کے لیے کسی معروف اشاریے کو ذکر کرنے میں کوئی مانع نہیں ہے، بشرطیکہ عقدِ مرابحہ میں نفع کے تعیّن لاگت کے متعیّن تناسب کے اعتبار سے ہو، اور نفع کو لائبور یا وقت کے عنصر کے ساتھ مربوط نہ چھوڑا جائے۔

۷/۴ عقدِ مرابحہ میں نفع معلوم ہونا واجب ہے، کل قیمت کا بیان کافی نہیں ہے۔ یہ جائز ہے کہ نفع معین رقم کی صورت میں ہو، یا محض خریداری کی قیمت کا فیصدی حصہ ہو، یا قیمتِ خرید کے ساتھ اخراجات کا اضافہ کر کے اس کے فیصدی حصہ کی صورت میں ہو۔ یہ تعیّن دونوں فریقوں کے اتفاق اور باہمی رضامندی سے ہوگا۔

۸/۴ بیعِ مرابحہ میں سامان کی قیمت کی ادائیگی قریب المیعاد یا طویل مدتی اقساط کی صورت میں

کرنے پر اتفاق جائز ہے، اور اس صورت میں سامان کی قیمت گاہک کے ذمہ میں ادھار [دَین] بن جائے گی، جس کی ادائیگی طے شدہ وقت پر واجب ہوگی، اور ادارے کے لیے مدت میں اضافہ، یا ادائیگی میں کسی عذر یا بلا عذر تاخیر کی وجہ سے طے شدہ قیمت سے زیادہ لینا جائز نہیں ہوگا۔

۹/۴ ادارہ عقد کے بعد ظاہر ہونے والے پہلے سے موجود عیوب کا ضامن ہوگا، ہاں ادارہ اس صورت میں ضامن نہیں ہوگا، جبکہ اس نے شق (۱۰/۴) کے مطابق عیوب سے براءت کی شرط لگائی ہو۔ عقدِ مرابحہ اور گاہک کے قبضہ کے بعد پیدا ہونے والے عیوب کا ادارہ ذمہ دار نہیں ہے۔

۱۰/۴ ادارے کے لیے عقدِ مرابحہ میں قبضہ سے پہلے مبیع کے ضیاع اور مبیع کی مقدار میں کمی کے علاوہ دیگر تمام یا بعض عیوب سے براءت کی شرط لگانا جائز ہے، اور اسے "بیع البراءۃ" کہا جاتا ہے۔ یہ شرط لگانے کی صورت میں ادارے کے لیے بہتر ہے کہ وہ گاہک کو پہلے فروخت کنندہ سے ان عیوب کا معاوضہ لینے کا اختیار دے دے جن میں ادارہ فروخت کنندہ سے معاوضہ لینے کا حقدار ہے۔

۱۱/۴ ادارہ گاہک پر یہ شرط لگا سکتا ہے کہ عقدِ مرابحہ کی تکمیل کے بعد مقررہ وقت پر گاہک کے سامان وصول نہ کرنے کی صورت میں ادارے کو عقد فسخ کرنے یا گاہک کا نائب بن کر سامان بیچنے کا حق ہوگا، اور قیمت میں سے اپنے واجبات وصول کرلے گا، اور اگر قیمتِ فروخت ادارے کے واجبات کی ادائیگی کے لیے کافی نہ ہو تو ادارہ بقیہ واجبات کی وصولی کے لیے گاہک سے رجوع کرے گا۔

۵- مرابحہ کے ضمانات اور اس کے ادھار کے مسائل کا حل

۱/۵ ادارے کے لیے گاہک پر یہ شرط لگانا جائز ہے کہ کسی معتبر عذر کے بغیر ایک بھی قسط کی عدم ادائیگی یا ادائیگی میں تاخیر کی صورت میں معینہ مدت کے بعد مناسب وقت گذرنے پر

ادارے کی طرف سے گاہک کو ارسال کردہ نوٹس میں بیان کردہ مہلت ختم ہونے پر تمام اقساط فوراً واجب الاداء ہو جائیں گی۔

۲/۵ یہ مناسب ہے کہ ادارہ بیعِ مرابحہ کے عقد میں گاہک سے جائز ضمانات طلب کرے۔ ان ضمانات میں ادارہ کا فریقِ ثالث کی کفالت کا مطالبہ کرنا، یا گاہک کا سیونگ اکاؤنٹ رہن رکھنا، یا کسی منقولہ چیز یا زمین رہن رکھنا، یا جو چیز ادارہ نے بیچی ہے اسے قبضہ میں لیے بغیر علامتی طور پر رہن رکھ لیا جائے، یا سامان پر رہن کے طور پر ادارہ قبضہ کر لے اور جیسے جیسے گاہک ادائیگی کرتا ہے سامان تدریجاً چھڑاتا جائے۔

۳/۵ ادارہ کا گاہک سے یہ مطالبہ کرنا جائز ہے کہ وہ عقدِ مرابحہ کی تکمیل کے بعد پیدا ہونے والے دَین کے ضمان کے طور پر عقدِ مرابحہ سے پہلے ہی چیک یا پرامیسری نوٹ فراہم کرے، بشرطیکہ یہ صراحت کر دی جائے کہ ادارہ ادائیگی کا وقت آنے سے پہلے انہیں استعمال کرنے کا حقدار نہیں ہوگا۔ ان ممالک میں چیک کا مطالبہ ممنوع ہے جہاں مقررہ وقت سے پہلے ہی ان کے ذریعہ وصولی ہو سکتی ہو۔

۴/۵ یہ شرط لگانا جائز نہیں ہے کہ مکمل قیمت کی ادائیگی کے بغیر سامان کی ملکیت گاہک کی طرف منتقل نہیں ہوگی، لیکن قیمت کی ادائیگی کے ضمان کے طور پر سامان خریدار کے نام پر رجسٹر کروانے میں تاخیر کرنا جائز ہے، جس کے ساتھ گاہک سے یہ اختیار لیا جا سکتا ہے کہ اس کی طرف سے ادائیگی میں تاخیر کی صورت میں ادارہ یہ سامان فروخت کر سکتا ہے۔ ایسی صورت میں ادارہ پر لازم ہے کہ وہ گاہک کی ملکیت کے ثبوت کے لیے اسے "کاؤنٹر ڈیڈ" (counter deed) فراہم کرے۔ اگر وقت پر ثمن کی عدم ادائیگی کی وجہ سے ادارہ سامان بیچ دے تو اس پر واجب ہے کہ وہ صرف اپنے واجبات وصول کرے اور باقی رقم گاہک کو واپس کرے۔

۵/۵ گاہک سے رہن لینے کی صورت میں ادارے کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ گاہک سے اپنی قیمت وصول کرنے کے لیے عدالت کی طرف رجوع کیے بغیر رہن والی چیز بیچنے کا اختیار

لے۔

۶/۵ عقدِ مرابحہ میں یہ شرط لگانا جائز ہے کہ مقررہ اوقات پر اقساط کی ادائیگی میں تاخیر کی صورت میں خریدار اپنے اوپر صدقہ کا التزام کرنے کی وجہ سے متعین رقم یا دَین کا ایک خاص تناسب ادا کرنے کا پابند ہوگا۔ یہ رقم ادارے کی مجلسِ شرعی کے علم میں لا کر خیر کے مصارف میں خرچ کی جائے گی، اور ادارہ اس سے فائدہ حاصل نہیں کرے گا۔

۷/۵ دَین کی مقدار میں اضافہ کی شرط پر اس کی ادائیگی کی مدت میں اضافہ (ری شیڈیولنگ) جائز نہیں ہے، خواہ مدیون ادائیگی پر قادر ہو یا تنگدست۔

۸/۵ اگر مدیون گاہک کی طرف سے اقساط کی ادائیگی میں ٹال مٹول ہو تو صرف ادھار کے بقدر رقم ہی واجب ہوگی، اور ادارہ اپنے فائدے کے لیے گاہک کو کسی اضافی رقم کی ادائیگی کا پابند نہیں کر سکتا، اس سلسلہ میں شق (۶/۵) میں بیان کردہ تفصیل کو ملحوظ رکھا جائے۔

۹/۵ خریدار کی طرف سے اپنے واجبات وقت سے پہلے ادا کرنے کی صورت میں ادارے کے لیے قیمت کے بعض حصے سے دستبردار ہونا جائز ہے، جبکہ یہ دستبرداری عقد میں طے شدہ شرط کی بناء پر نہ ہو۔

۱۰/۵ مرابحہ کے دَین کی ادائیگی کے وقت ادارے اور گاہک کے درمیان یہ اتفاق جائز ہے کہ ادائیگی دَین کی کرنسی کے علاوہ کسی دوسری کرنسی میں کی جائے، بشرطیکہ پورا دَین یا جتنی مقدار میں دونوں کرنسیوں کا تبادلہ [عقدِ صرف] طے پایا ہے، اس کی ادائیگی اس طرح کر دی جائے کہ عقدِ صرف کی رقم میں سے کچھ بھی ذمہ میں باقی نہ رہے، اور اس تبادلہ کی صراحت عقد میں نہ ہو۔

۶- معیار کے اجرا کی تاریخ

یہ معیار ۴ ربیع الاول ۱۴۲۳ھ مطابق ۱۶ مئی ۲۰۰۲ء کو جاری ہوا۔

معیار کی منظوری

مجلسِ شرعی نے اپنے چوتھے اجلاس میں مرابحہ کے شرعی تقاضوں کو منظور کیا۔ یہ اجلاس ۲۵-۲۸ صفر ۱۴۲۱ھ مطابق ۲۹-۳۱ مئی ۲۰۰۰ء منعقد ہوا۔

بعد ازاں مجلسِ شرعی نے اپنے آٹھویں اجلاس میں مرابحہ کے شرعی تقاضوں پر نظرِ ثانی کے بعد ان کو دوبارہ منظور کیا، تاکہ وہ ایک شرعی معیار بن جائیں۔ یہ اجلاس ۲۸ صفر- ۴ ربیع الاول ۱۴۲۳ھ مطابق ۱۱-۱۶ مئی ۲۰۰۲ء مدینہ منورہ میں منعقد ہوا۔[1]

(۱) مجلسِ شرعی نے ۱۳-۱۵ محرم الحرام ۱۴۳۵ھ مطابق ۶-۸ نومبر ۲۰۱۴ء کو اپنے انتالیسویں اجلاس منعقدہ بحرین میں اس معیار کی موجودہ ترمیم شدہ معیار حالت میں منظوری دی۔

ضمیمہ (الف)

خریداری کا مطالبہ کرنے والے کی طرف سے وکالت نافذ کرنے اور خریداری کے ایجاب کا نوٹس

خریداری کا مطالبہ کرنے والے کی طرف سے وکالت نافذ کرنے اور خریداری کے ایجاب کا نوٹس

یہ وکالت اور خریداری کا ایجاب نافذ کرنے کا نوٹس ہے جو:

از: (ادارے کا وکیل) ....

برائے: (ادارہ) ....

میں آپ کو یہ اطلاع دیتا ہوں کہ عقدِ وکالت کو نافذ کرتے ہوئے، میں نے ذیل میں بیان کردہ سامان آپ کے نائب کی حیثیت سے آپ کے لیے خرید لیا ہے، اور یہ آپ کے نائب کی حیثیت سے میرے قبضے میں ہے۔

آپ سے خریداری کے اپنے وعدہ کی بناء پر میں نے یہ سامان آپ سے خرید لیا ہے جس کی کل قیمت .... ہے، اور اس میں لاگت ....اور اس پر .... نفع شامل ہے۔ اس قیمت کی ادائیگی ذیل میں بیان کردہ اقساط کے مطابق ہوگی۔

....

....

....

برائے مہربانی اس ایجاب کے مطابق قبول ارسال فرمائیں

ضمیمہ (ب)

ادارے کی طرف سے قبول اور فروخت کا نوٹس

یہ بیع قبول کرنے کا نوٹس ہے جو:

از: (ادارہ)..............................

برائے: (ادارے کا وکیل)..............................

بتاریخ.............................. ذیل میں بیان کردہ ہمارے مملوکہ سامان کی خریداری پر مشتمل آپ کے نوٹس کے جواب میں ہم آپ کو یہ اطلاع دیتے ہیں کہ ہم نے یہ سامان آپ کو بیچ دیا ہے، اور اس کے عوض میں قیمت کی مجموعی مقدار............ ہے، جو لاگت ....اور اس پر ....نفع پر مشتمل ہے، اور یہ بیع مرابحہ کے عمومی معاہدہ میں بیان کردہ شرائط کے مطابق ہے۔

ضمیمہ (ج)

معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد

مجلسِ شرعی نے ۱۲ ذیقعدہ ۱۴۱۹ھ مطابق ۲۷ نومبر ۱۹۹۹ء کو مکہ مکرمہ میں منعقدہ اپنے پہلے اجلاس میں مرابحہ کے شرعی تقاضوں کے اجرا کے لیے شرعی مشیر مقرر کرنے کی منظوری دی تاکہ مرابحہ کے شرعی تقاضوں پر شرعی معیار کا مسودہ تیار کیا جاسکے۔

بروز منگل ۱۳ ذی الحجہ ۱۴۱۹ھ مطابق ۳۰ مارچ ۱۹۹۹ء افتاء اور ثالثی کمیٹی نے بھی شرعی مشیر مقرر کرنے کی منظوری دی تاکہ مرابحہ کے شرعی تقاضوں پر شرعی معیار کا مسودہ تیار کیا جاسکے اور ۱۳-۱۴ رجب ۱۴۲۰ھ ۲۲-۲۳ اکتوبر ۱۹۹۹ء منعقدہ اجلاس میں افتاء اور ثالثی کمیٹی نے مرابحہ کے شرعی معیار کے مسودہ پر بحث مباحثہ کیا، اور مشیر سے بحث وتمحیص اور ارکان کی آراء کی روشنی میں ضروری ترامیم معیار میں شامل کرنے کے لیے کہا۔

مکہ مکرمہ میں ۱۰-۱۵ رمضان ۱۴۲۰ھ مطابق ۱۸-۲۲ دسمبر ۱۹۹۹ء کے دوران منعقدہ مجلسِ شرعی کے دوسرے اجلاس میں ترمیم شدہ مسودہ پیش کیا گیا، مجلسِ شرعی نے مسودہ میں مزید ترامیم کیں اور یہ فیصلہ کیا کہ مسودہ خصوصی مہارت و دلچسپی رکھنے والے افراد کی آراء طلب کرنے کے لیے بھیج دیا جائے تاکہ جلسۂ سماعت میں اس پر بحث کی جاسکے۔

جلسۂ سماعت ۲۹-۳۰ ذی الحجہ ۱۴۲۱ھ مطابق ۴-۵ اپریل ۲۰۰۰ء کو بحرین میں منعقد ہوا، جس میں مرکزی بینکوں، اداروں اور اکاؤنٹنگ فرمز کے نمائندے، ماہرینِ شریعت، یونیورسٹیوں کے اساتذہ اور اس معاملہ سے تعلق رکھنے والے دیگر ماہرین شریک ہوئے، جن کی تعداد تیس سے زائد تھی۔ جلسۂ سماعت سے پہلے اور اس جلسہ میں ظاہر کی گئی آراء کو سنا گیا۔ مجلس کے بعض ارکان نے ان آراء کا جواب دیا اور ان پر تبصرہ کیا۔

شرعی تحقیقاتی کمیٹی اور افتاء و ثالثی کی کمیٹیوں نے ۲۱ - ۲۳ محرم ۱۴۲۱ھ مطابق ۲۶ - ۲۸ اپریل ۲۰۰۰ء کے دوران بحرین میں جلسۂ سماعت کی آراء کا جائزہ لینے کے لیے ایک مشترکہ اجلاس منعقد کیا، اور جلسۂ سماعت میں ہونے والے بحث وتمحیص کی روشنی میں مناسب ترامیم کیں۔

مجلسِ شرعی نے ۲۵ - ۲۷ صفر ۱۴۲۱ھ مطابق ۲۹ - ۳۱ مئی ۲۰۰۰ء کے دوران مدینہ منورہ میں منعقدہ اپنے چوتھے اجلاس میں ان ترامیم پر بحث کی، جو شرعی تحقیقاتی کمیٹی اور افتاء و ثالثی کی کمیٹیوں نے کی تھیں، اور جن مناسب ترامیم کی ضرورت سمجھی انہیں معیار میں داخل کیا، اور "شرعی مقتضیات برائے مرابحہ" کے نام سے اس معیار کے بعض حصوں پر تمام ارکان کے اتفاق اور بعض کو کثرتِ رائے سے منظور کیا، جس کی تفصیلات مجلسِ شرعی کی یادداشتوں کی روئداد میں محفوظ ہیں۔

مجلسِ شرعی نے ۹ - ۱۳ رمضان ۱۴۲۲ھ مطابق ۲۴ - ۲۸ نومبر ۲۰۰۱ء کے دوران مکہ مکرمہ میں منعقدہ اپنے ساتویں اجلاس میں طرقِ سرمایہ کاری اور تمویل کے تمام شرعی اصولوں پر نظرِ ثانی کرنے کا فیصلہ کیا تاکہ وہ شرعی معیارات بن جائیں، اور اس مقصد کے لیے کمیٹی تشکیل دی۔

۲۸ صفر - ۴ ربیع الاول ۱۴۲۳ھ مطابق ۱۱ - ۱۶ نومبر ۲۰۰۲ء کے دوران مدینہ منورہ میں منعقدہ اپنے آٹھویں اجلاس میں مجلسِ شرعی نے سرمایہ کاری اور تمویل کے طریقہ تمویل نمبر (۱) کو "شرعی معیار نمبر ۸ مرابحہ" کے نام سے اختیار کیا، تاہم اس کے مضامین میں کوئی جوہری تبدیلی نہیں ہوئی۔

شرعی معیارات کی نظرِ ثانی کمیٹی نے ربیع الثانی ۱۴۳۳ھ مطابق مارچ ۲۰۱۲ء میں قطر میں منعقدہ اپنے اجلاس میں معیار پر نظرِ ثانی کی، اور آپس میں مشورہ اور بحث کے بعد اضافہ، حذف اور نئے انداز میں پیش کرنے کے حوالے سے بعض ترامیم تجویز کیں، اور ان ترامیم کو مجلسِ شرعی کے پاس بھجوادیا تاکہ ان میں سے جن ترامیم کو وہ مناسب سمجھے انہیں منظور کرلے۔

مجلسِ شرعی نے ۱۳ - ۱۵ محرم ۱۴۳۵ھ مطابق ۶ - ۸ نومبر ۲۰۱۴ء کے دوران بحرین میں منعقدہ اپنے انتالیسویں اجلاس میں ان ترامیم کا جائزہ لیا جو نظرِ ثانی کمیٹی نے تجویز کی تھیں، اور باہمی مشورہ اور بحث کے بعد جن ترامیم کو مناسب سمجھا ان کی منظوری دیدی، اور معیار کی موجودہ ترمیم شدہ شکل کو منظور کیا۔

ضمیمہ (د)

شرعی احکام کی بنیادیں

مرابحہ کی مشروعیت کے حوالہ سے ایک تمہید

مرابحہ کی تعریف

فروخت کنندہ نے جس قیمت پر سامان خریدا تھا، اس پر باہمی اتفاق سے متعیّن نفع بڑھاکر سامان فروخت کرنا، خواہ نفع ثمن کی کسی نسبت سے طے کیا جائے، یا کسی معین مقدار میں طے کیا جائے، خواہ مرابحہ سابقہ وعدے کے بغیر ہوا ہو جو مرابحہ کی عام شکل ہے، یا سامان کی خریداری میں رغبت رکھنے والے شخص کے وعدے کی بناء پر ادارے کے ذریعہ ہوا ہو جو کہ بینکوں میں رائج مرابحہ ہے۔ مرابحہ بیوعِ امانت میں سے ایک ہے جس میں خریداری کی قیمت، یا لاگت (معمول کے اخراجات کے اضافے کے ساتھ) پر اعتماد کیا جاتا ہے۔

مرابحہ کی مشروعیت

مرابحہ کی مشروعیت ان ہی دلائل سے ثابت ہے جن کے ذریعہ خرید و فروخت کی مشروعیت پر استدلال کیا گیا ہے۔ دلائل میں سے اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے ﴿وَاَحَلَّ اللّٰہُ الْبَیْعَ﴾[1] "اللہ تعالیٰ نے بیع کو حلال کیا ہے"۔ بعض حضرات نے مرابحہ کی مشروعیت پر اللہ تعالیٰ کے قول ﴿لَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّکُمْ﴾[2] "تم پر کوئی حرج نہیں کہ تم اپنے رب کے فضل میں سے کچھ طلب کرو"، سے اس طور پر استدلال کیا ہے کہ ربح [نفع] ہی فضل ہے۔ اسی طرح مرابحہ کی مشروعیت پر بیعِ تولیہ پر

---

(۱) سورۃ البقرۃ: ۲۷۵۔

(۲) سورۃ البقرۃ: ۱۹۸۔

قیاس کے ذریعہ استدلال کیا گیا ہے کہ بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے سفرِ ہجرت کے لیے بیعِ تولیہ کے ذریعہ اونٹنی خریدی، کیونکہ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کو اونٹنی ہبہ کے طور پر دینی چاہی تو آپ ﷺ نے فرمایا "بلکہ میں ثمن کے ساتھ لیتا ہوں"۔ اہلِ علم کی اکثریت کا مرابحہ کی مشروعیت پر اتفاق ہے۔

خریداری کا مطالبہ کرنے والے کا وعدہ

- ادارے کے لیے گاہک کا کسی متعین جہت سے خریداری کا مطالبہ پورا کرنے کی بنیاد یہ ہے کہ ایسا کرنا ادارے کی مصلحت کے مطابق مالک بننے کی کارروائی میں خلل انداز نہیں ہوتا، بالخصوص جبکہ اس مطالبہ میں لازم کرنے کی صفت نہ ہو، کیونکہ ادارے کو اختیار ہے کہ اگر مطلوبہ صفات پوری ہوں تو وہ کسی دوسری جہت سے خرید سکتا ہے، وعدہ اور عہد پورا کرنے کے سلسلے میں قرآن وسنت کے دلائل کے عموم کو سامنے رکھ کر گاہک کو اس کے وعدے پر عمل درآمد کا پابند کرنا ممکن بھی ہے۔ یکطرفہ وعدہ لازم ہونے کے سلسلے میں مجمع الفقہ الاسلامی کی قرارداد [1]، کویت فائنانس ہاؤس [2]، قطر اسلامی بینک [3] اور دیگر کا فتویٰ جاری ہو چکا ہے۔
- گاہک کے نام پر قیمت کی فہرست بنانے کے جواز کی بنیاد اس پر ہے کہ اس کا بطورِ عقد اس وقت تک کوئی اثر نہیں ہے جب تک اس کے ساتھ گاہک کی طرف سے قبولیت نہ ہو۔ قیمت کی فہرست ادارے کے نام پر ہونے کا بہتر ہونے کی بنیاد اشتباہ کو دور کرنا ہے۔ قطر اسلامی بینک [4] اور کویت فائنانس ہاؤس [5] کا فتویٰ یہی ہے۔
- گاہک کی طرف سے فروخت کنندہ کا ایجاب قبول کرنے کی صورت میں ادارے کے لیے مرابحہ کرنے

---

(۱) مجمع الفقہ الاسلامی کی قرارداد نمبر ۴۰، ۴۱ (۵/۲، ۵/۳)۔

(۲) فتویٰ نمبر ۴۹۔

(۳) فتویٰ نمبر ۸۔

(۴) فتویٰ نمبر ۳۵۔

(۵) فتویٰ نمبر ۸۷۔

کی ممانعت کی بنیاد اس پر ہے کہ خریداری تو فروخت کنندہ اور گاہک کے درمیان واقع ہوگئی ہے، اور سامان گاہک کی ملکیت بن گیا ہے۔ اس حکم پر گاہک کا قیمت ادا نہ کرنا اثر انداز نہیں ہوگا، کیونکہ عقد کے انعقاد یا اس کی صحت کے لیے قیمت کی ادائیگی شرط نہیں ہے، اور قیمت کی ادائیگی عقد کا رکن یا اس کی شرط نہیں ہے، بلکہ عقد کا اثر ہے۔

- گاہک اور فراہم کنندہ کے درمیان اس عقد کے کسی بھی سابقہ تعلق کو ختم کرنے کا واجب ہونا اس بنیاد پر ہے کہ معاملہ ربا پر مشتمل قرض نہ بن جائے، کیونکہ عقد کے باہمی تعلق کا نہ ہونا، ادارے کے مرابحہ کی کارروائی کو صحیح طور پر نافذ کرنے کے لیے شرط ہے۔
- گاہک اور فراہم کنندہ کے مختلف ہونے کے تاکید کی بنیاد بیع عینہ کے وقوع سے اجتناب پر ہے جو شرعاً حرام ہے۔
- فراہم کنندہ کے خریداری کا وعدہ کرنے والے کا قرابت دار ہونے، یا دونوں کے آپس میں میاں بیوی ہونے کا جواز اس بناء پر ہے کہ دونوں میں سے ہر ایک کا ذمہ دوسرے سے الگ ہے، جب تک کہ اسے عینہ کا حیلہ نہ بنایا جائے، کیونکہ ایسی صورت میں یہ اس کارروائی میں گاہک کی مصلحت کے مطابق کسی بھی مفاہمت کو روکنے کے لیے حرام قرار دیا جائے گا۔ اس بارے میں کویت فائنانس ہاؤس کا فتویٰ[1] جاری ہوا ہے۔
- کسی شریک کے لیے دوسرے شریک کا حصہ مرابحہ کی بنیاد پر خریدنے کا وعدہ ممنوع ہونا اس بناء پر ہے کہ اس کا نتیجہ شریک کا دوسرے شریک کے حصہ کا ضامن بننے اور ربا کی صورت میں نکلتا ہے۔
- سونے، چاندی اور کرنسیوں میں ادھار مرابحہ کی ممانعت کی بنیاد سونے چاندی کے باہمی تبادلہ کے سلسلے میں رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان پر ہے کہ "ان کا تبادلہ ہاتھ در ہاتھ ہونا چاہیے[2]" یعنی دونوں جانب سے قبضہ مؤجل نہ ہو۔ کرنسی کا حکم وہی ہے جو سونے اور چاندی کا ہے، اور یہ حکم مجمع

---

(۱) فتویٰ نمبر ۵۵۔

(۲) اس حدیث کی تخریج صفحہ نمبر Error! Bookmark not defined. پر گذر چکی ہے۔

الفقہ الاسلامی کی قرارداد[1] سے بھی مؤید ہے۔

- مرابحہ کے قابلِ خرید وفروخت صکوک کے اجراء، یا مرابحہ کی تجدید کی ممانعت اس بناء پر ہے کہ یہ دَین کی خرید وفرخت کی حرام صورتوں میں داخل ہے۔
- جانبین پر لازم دوطرفہ وعدہ کی ممانعت اس وجہ سے ہے کہ ایسی صورت میں وعدہ مالک بننے سے پہلے عقدِ بیع کے مشابہ ہے، اور اس کی ممانعت کے سلسلے میں مجمع الفقہ الاسلامی کی قرارداد[2] جاری ہوچکی ہے۔
- وعدہ کی دفعات میں ترمیم کا جواز اس بناء پر ہے کہ یہ بیع نہیں ہے، لہٰذا نفع یا مدت کی تبدیلی پر دَین کی ری شیڈیولنگ کا ترتب نہیں ہوتا جو کہ شرعاً ممنوع ہے۔
- خیارِ شرط کی تطبیق کی بنیاد حضرت حبان بن منقذ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے، جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یہ فرمایا تھا کہ "جب تم خرید وفروخت کرو تو کہہ دیا کرو کہ کوئی دھوکہ نہیں، پھر تمہیں ہر خریدے ہوئے سامان کے بارے میں تین راتوں تک اختیار رہے گا، اگر راضی ہوئے تو رکھ لینا، اور اگر پسند نہ آئے تو اس کے مالک کو واپس کردینا"۔[3] مرابحہ میں خیارِ شرط کی تطبیق کی تائید میں کویت فائنانس ہاؤس کی دوسری فقہی مجلس میں قرارداد جاری ہوچکی ہے۔
- تمویل دینے پر پابند رہنے کی فیس لینے کی ممانعت اس بناء پر ہے کہ یہ باہمی عقد کرنے کے حق کا عوض ہے، اور وہ ارادہ اور مشیت ہے جو کہ معاوضہ کا محل نہیں ہے۔
- سہولیات کی فراہمی کی فیس لینا اس بنیاد پر ممنوع ہے کہ جب گاہک کو عملاً اموال دینے کی حالت میں اس کا لینا جائز نہیں تو ادارہ کے ایک مدت تک گاہک کو ادھار دینے پر تیار ہونے کی فیس لینا بطریق اولیٰ جائز نہیں ہوگا۔
- ادارے اور گاہک کے درمیان ہونے والے عقود کی دستاویزات کے اخراجات دونوں فریقوں کے ذمہ

---

(۱) مجمع الفقہ الاسلامی کی قرارداد نمبر ۶۳ (۷/۱)۔

(۲) مجمع الفقہ الاسلامی کی قرارداد نمبر ۴۱ (۵/۳)۔

(۳) ابن ماجہ نے اپنی سنن میں اس حدیث کو ذکر کیا ہے ۲/۷۸۹۔

ڈالنا اس بنیاد پر ہے کہ اس کا فائدہ دونوں فریقوں میں سے ہر ایک کو حاصل ہے، اور اس میں کوئی شرعی رکاوٹ بھی نہیں۔ کسی ایک فریق کی طرف سے مذکورہ اخراجات برداشت کرنے کی شرط لگانے کا جواز اس بناء پر ہے کہ یہ جائز شرائط کی قبیل میں سے ہے۔

- فراہم کنندہ کے اپنی ذمہ داریاں احسن طریقے سے نبھانے کی کفالت گاہک سے لینے کی مشروعیت کی بنیاد یہ ہے کہ اس میں حقوق کی توثیق ہے، جو مرابحہ کی کارروائی کے کسی ضابطہ میں خلل پیدا نہیں کرتی۔
- گاہک کی کفالت میں سامان منتقل کرنے کے کے دوران پیش آنے والے خطرات شامل ہونے کی ممانعت کی بنیاد یہ ہے کہ سامان مالک کے ضمان میں ہے، اور گاہک مالک نہیں ہے، جبکہ خراج ہمیشہ ضمان کے مقابلہ میں ہوتا ہے۔
- ہامشِ جدیہ لینے کا جواز اس بناء پر ہے کہ یہ بعض ممکنہ نقصانات سے حفاظت کی توثیق کی قبیل میں سے ہے۔
- عقد کی تکمیل کے وقت عربون لینے کا جواز حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فعل کی بناء پر ہے، جسے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اختیار فرمایا ہے۔ عربون کے سلسلے میں مجمع الفقہ الاسلامی کی قرارداد[۱] جاری ہو چکی ہے۔

ادارہ کا سامان کا مالک بننا، اس کا قبضہ، اور ان دونوں امور کے لیے وکیل مقرر کرنا

- سامان کا مالک بننے سے پہلے اس کی بیع حرام ہونے کی بنیاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان پر ہے کہ "جو چیز تمہارے پاس نہ ہو اسے فروخت مت کرو"[۲]، اور اس کی بنیاد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد پر بھی ہے جس میں ہر اس چیز کو بیچنے سے منع کیا گیا ہے جو ملکیت میں نہ ہو۔[۳]
- اگر سامان کی خریداری کے لیے ادارہ کو وکیل بنانے کی ضرورت پیش آئے تو وکیل کا خریداری کا مطالبہ

---

(۱) مجمع الفقہ الاسلامی کی قرارداد نمبر ۷۲ (۸/۳)، بسلسلۂ عربون۔

(۲) امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سنن میں ۳/۵۳۴ اس حدیثِ مبارک کی تخریج کی ہے۔

(۳) امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تخریج کی ہے۔ المعجم الاوسط: ۵/۶۶ دار الحرمین، قاہرہ، ۱۴۱۵ھ۔

کرنے والے گاہک کے علاوہ کوئی اور ہونا افضل ہے، اس کی بنیاد مرابحہ کے سودے کو مصنوعی دکھائی دینے اور اس التباس سے بچانا ہے کہ خریداری کا مطالبہ کرنے والا اپنی مصلحت کے لیے اس چیز کا مالک بن رہا ہے۔ اس کی وجہ یہ بھی ہے کہ سودے میں ادارے کا کردار ظاہر ہو جائے، اور اس لیے بھی کہ دونوں ضمان، یعنی ادارے کا ضمان اور خریداری کے بعد مطالبہ کرنے والے کا ضمان ایک دوسرے سے الگ ہو جائیں۔

- ادارے سے براہِ راست فراہم کنندہ کو قیمت کی ادائیگی کرنے کے مطالبہ کی بنیاد مرابحہ کے معاملہ کو محض سود پر مبنی تمویل بننے سے بچانا ہے۔
- ادارے کا توکیل کے ذریعہ سامان کا مالک بننے کی حالت میں دونوں ضمانوں میں فصل ضروری ہونے کی بنیاد دونوں ضمانوں کو ایک دوسرے میں مدغم ہونے سے بچانا ہے۔
- اس بات کی بنیاد کہ اصل یہ ہے کہ دستاویزات ادارے کے نام پر ہوں، اس پر ہے کہ خریداری خود ادارے کی مصلحت کے لیے ہے۔
- وکیل کے ادارے کی طرف سے توکیل کو صاف بیان کرنے کی بنیاد اس پر ہے کہ باہمی معاملہ منضبط ہو، اور اس لیے کہ عقد کا نفاذ کرنے میں حتمی مرجع کا تعیّن ہو۔
- بیع سے پہلے قبضہ کے ضروری ہونے کی بنیاد اس بات پر ہے کہ ادارے گاہک کو سامان فروخت کرنے سے پہلے اس کی ہلاکت کی ذمہ داری برداشت کرے۔
- عقدِ توکیل کے مرابحہ کی کارروائی سے الگ ہونے کی بنیاد عقدِ توکیل اور مرابحہ کے ذریعہ خریداری کے درمیان ربط کا وہم دور کرنا ہے۔
- حکمی قبضہ کے کافی ہونے، اور اشیا کا قبضہ ان کی طبیعت کے مطابق ہونے کی بنیاد اس پر ہے کہ شریعت نے قبضہ کی کوئی خاص صورت متعیّن نہیں کی، بلکہ اسے عرف پر چھوڑا ہے، اور اس لیے کہ قبضہ کا مقصد تصرف پر قدرت ہونا ہے، لہٰذا جس چیز سے یہ قدرت حاصل ہو جائے گی، اسے قبضہ شمار کیا جائے گا۔
- گاہک کو وکیل بنانے کے عقد کا مرابحہ کے ذریعہ خریداری کے عقد سے الگ ہونے کے وجوب کی بنیاد عقدِ توکیل اور مرابحہ کے ذریعہ خریداری کے عقد کے درمیان ربط کا اشتباہ دور کرنا ہے۔

- ادارے کے انشورنس کے اخراجات برداشت کرنے کی بنیاد اس پر ہے کہ یہ اخراجات ملکیت کے تابع ہوتے ہیں۔

عقدِ مرابحہ کی تعمیل

- سامان خریدنے کے لازمی وعدہ سے گاہک کے مکر جانے کی صورت میں ادارے کے عوض کا مستحق ہونے کی بناء اس بات پر ہے کہ ادارے کو جو نقصان ہوگا یہ گاہک اس کا سبب بنا ہے، کیونکہ اس نے ادارے کو ایسے معاملہ میں داخل کیا ہے کہ اگر یہ وعدہ نہ ہوتا تو ادارہ اس معاملہ میں داخل نہ ہوتا۔ اس سلسلہ میں مجمع الفقہ الاسلامی کی قرارداد جاری ہو چکی ہے۔[1]
- معاوضہ کے، سامان کی لاگت اور اس قیمت کے فرق تک جس پر وہ چیز کسی اور کو بیچی گئی ہے محدود رہنے کی دلیل یہ ہے کہ ضمان صرف وہ جائز ہے جو حقیقی نقصان کو پورا کرتا ہو، دوسری دلیل یہ ہے کہ فوت شدہ نفع پر ادارے کا حق صرف عقدِ مرابحہ کے وجود کے ساتھ ہی ہوتا ہے جو کہ نہیں پایا گیا۔
- ادارے نے اگر سامان ادھار خریدا ہو تو اس بات کو صاف بیان کرنا ادارے پر اس لیے واجب ہے کہ مرابحہ بیع امانت ہے، لہٰذا اس میں قیمت کی مقدار اور صفات بتانا واجب ہے، کیونکہ ادھار قیمت زیادہ ہوتی ہے۔
- سامان سے متعلق جن اخراجات کا لاگت میں شامل کرنا معروف ہو، انہیں لاگت میں شامل کرنے کی بنیاد اس پر ہے کہ دوسرے کو ادا کردہ یہ اخراجات قیمت کے ساتھ ملحق ہوتے ہیں۔
- ادارے کو جتنی رعایت حاصل ہوئی ہے، خریدار کے اس رعایت سے مستفید ہونے کی بنیاد اس پر ہے کہ مرابحہ اصل قیمت پر اضافہ کا نام ہے، جب سابقہ اصل قیمت کم ہو جائے تو مرابحہ کمی کے بعد والی قیمت پر ہوگا۔
- قیمت اور نفع کے تعیّن کی بنیاد جہالت اور غرر کی نفی ہے۔
- نفع کا اصل قیمت سے الگ بیان کرنا واجب ہے، اور کل قیمت کا بیان کرنا کافی نہیں ہے، اس کی دلیل یہ ہے کہ مرابحہ اصل قیمت پر اضافہ کے ساتھ بیع کو کہتے ہیں، لہٰذا اصل قیمت پر حاصل ہونے والے

(۱) مجمع الفقہ الاسلامی کی قرارداد نمبر ۴۰، ۴۱ (۵/۲، ۵/۳)۔

اضافہ کا بیان واجب ہے تاکہ اس پر دونوں فریق راضی ہو سکیں۔

- قیمت کے قسطوں میں ہونے کا جواز اس بناء پر ہے کہ مرابحہ بیع کے ان عقود میں سے ہے جن میں قیمت کا فوری یا ادھار ہونا اور اس کی اقساط مقرر کرنا جائز ہے۔ تاخیر کی صورت میں اضافہ کا مطالبہ حرام ہونا اس بناء پر ہے کہ یہ رباءِ جاہلیت ہے جو کہ حرام ہے۔
- عیوب سے براءت کی شرط کے جواز کی دلیل یہ ہے کہ پوشیدہ عیوب کے ضمان کا مطالبہ خریدار کا ایسا حق ہے جو فروخت شدہ سامان کے ساتھ متعلق ہے، لہٰذا اسے اپنے اس حق سے دستبرداری کا حق حاصل ہے، اور یہ متعدّد علمائے کرام کی رائے ہے۔ [1]
- فسخ کی شرط لگانے کے جواز کی دلیل یہ ہے کہ شرائط میں اصل جائز اور صحیح ہونا ہے، اور یہ ایسی شرط ہے جو کسی حرام چیز کو حلال یا کسی حلال چیز کو حرام نہیں کرتی، لہٰذا اس پر یہ حدیث منطبق ہوتی "مسلمان اپنی شرائط کے پابند ہیں، سوائے اس شرط کے جو حرام کو حلال کردے یا حلال کو حرام کردے"۔ [2]

مرابحہ کے ضمانات اور اس کی مدیونیت کا حل

- ادائیگی میں تاخیر سے اقساط فوری طور پر واجب ہونے کی شرط لگانے کا جواز رسول اللہ ﷺ کے قولِ مبارک (یعنی مسلمان اپنی شرائط کے پابند ہیں) کی بناء پر ہے۔ مدت خریدار (مدیون) کا حق ہے، لہٰذا اس کے لیے اس سے دستبرداری کا یا دستبرداری کو ادائیگی میں تاخیر کے ساتھ معلق کرنے کا حق ہے۔
- ادائیگی کو یقینی بنانے کے لیے ضمانتیں طلب کرنے کی مشروعیت اس بناء پر ہے کہ یہ عقد کے تقاضوں کے خلاف نہیں ہے، بلکہ اس کے مطابق ہے۔ اور ضمانتیں عقودِ مداینات کے مناسب ہیں۔

---

(۱) علامہ کاسانی کی بدائع الصنائع ۲۷۶/۵ اور اس کے بعد کی تفصیل۔ علامہ موّاق کی التاج الاکلیل: ۴۳۹/۴، علامہ شیرازی کی المہذب ۲۸۴/۱، علامہ ابن قدامہ کی المغنی ۱۲۹/۴، اور علامہ بہوتی کی کشاف القناع: ۲۲۸/۳۔

(۲) اس حدیث کی تخریج امام احمد نے مسند میں (۳۱۲/۱) کی ہے، اور ابن ماجہ نے سندِ حسن کے ساتھ ۷۸۴/۲، طبع مصطفیٰ البابی الحلبی، قاہرہ، ۱۳۷۲ھ/۱۹۵۲ء، اور حاکم نے طبع حیدرآباد، ہند، ۱۳۵۵ھ، اور بیہقی نے ۱۵۶، ۷۰/۶، ۱۰/۱۳۳، طبع حیدرآباد، ہند، ۱۳۵۵ھ، اور دارقطنی نے ۷۷/۳، ۲۸۸/۴، طبع دار المحاسن للطباعۃ، قاہرہ، ۱۳۷۲ھ/۱۹۵۲ء میں کی ہے۔

- ملکیت منتقل نہ ہونے کی شرط کا ممنوع ہونا اس بناء پر ہے کہ یہ شرط عقدِ بیع کے تقاضے، یعنی انتقالِ ملکیت کے خلاف ہے۔ قیمت کی ادائیگی یقینی بنانے کے لیے سامان گاہک کے نام رجسٹر کرانے میں تاخیر کا جواز اس بناء پر ہے کہ یہ شرعاً خریدار کی طرف ملکیت منتقل ہونے میں رکاوٹ نہیں ہے۔
- ٹال مٹول کرنے والے مدیون پر ادارے کے ذریعہ وجوہِ خیر میں صرف کرنے کے لیے دَین کے علاوہ رقم صدقہ کرنے کے التزام کا جواز اس بناء پر ہے کہ یہ التزام بالتبرّع کی قبیل سے ہے جو مالکی فقہاء کے ہاں معروف ہے، اور یہ فقہاء مالکیہ میں ابو عبداللہ بن نافع اور محمد بن ابراہیم بن دینار رحمۃ اللہ علیہما کا قول ہے۔[1]
- مدت میں اضافہ کے مقابلہ میں ادھار میں اضافہ کا حرام ہونا اس بناء پر ہے کہ یہ اس ربا کی قبیل سے ہے جو جاہلیت کا رہا ہے۔
- جلد ادائیگی کی صورت میں قیمت کے بعض حصہ سے دستبرداری کے جواز کی بنیاد یہ جواز اس بناء پر ہے کہ یہ کی دائن اور مدیون کے درمیان دَین سے کم مقدار پر مصالحت ہے، جو کہ مشروع صلح ہے، جیسا کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ثابت ہے، جس کے الفاظ یہ ہیں "ضع شطر دينك"[2] "تم اپنے دَین کے بعض حصہ سے دستبردار ہوجاؤ"۔ اس سلسلہ میں مجمع الفقہ الاسلامی کی قرارداد منظور ہوچکی ہے۔[3]
- کسی دوسری کرنسی میں دَین کی ادائیگی کی بنیاد یہ ہے کہ اس کا نتیجہ دونوں ذموں کو فارغ کرنے کی صورت میں نکلتا ہے، یعنی اس کا نتیجہ اسقاط کے ذریعہ دَین کی ادائیگی ہے، اور اس میں دیون کی خرید و فروخت کا ممنوع معاملہ بھی نہیں ہے۔ معیار میں مذکورہ بعض صورتوں کے بارے میں نصوص وارد ہوئی ہیں، جن میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی یہ حدیث بھی ہے "حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

---

(۱) علامہ حطاب کی کتاب "تحریر الکلام فی مسائل الالتزام"، ص: ۱۷۱ تا ۱۷۶ دیکھ لیا جائے۔ اور اس کی تائید کویت فائنانس ہاؤس کی چوتھی فقہی مجلس کی سفارشات اور قراردادوں میں آئی ہے۔

(۲) امام بخاری نے اس حدیث کی تخریج کی ہے: ۱/۱۷۹، ۲/۹۶۵۔

(۳) مجمع الفقہ الاسلامی کی قرارداد نمبر ۶۴ (۷/۲)۔

وہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، تو میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں آپ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ میں بقیع میں اونٹ اس طرح بیچتا ہوں کہ بیع دیناروں کے ساتھ ہوتی ہے، جبکہ میں ان کی جگہ دراہم وصول کرتا ہوں، اور کبھی بیع دراہم سے ہوتی ہے اور میں ان کی جگہ دنانیر وصول کرتا ہوں، میں ان دونوں کا ایک دوسرے کی جگہ لین دین کرلیتا ہوں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اس میں کوئی حرج نہیں ہے اگر تم نے اسی دِن کی قیمت کے ساتھ یہ معاملہ کیا ہو، اور اس حالت میں جدا ہوئے ہو کہ تمہارے درمیان کچھ بھی ادھار نہ ہو“۔[1] معیار میں مذکور بعض صورتیں مقاصہ کی قبیل سے ہیں جو کہ مشروع ہے۔

(۱) امام ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، اور حاکم نے اس حدیث کی تخریج کی ہے، اور امام حاکم نے اس کی تصحیح بھی کی ہے، اور امام ذہبی نے ان کی موافقت کی ہے، اور یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوعا اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما پر موقوفا بھی مروی ہے۔ التلخیص الحبیر: ۲۶/۳۔

ضمیمہ (ہ)

فرہنگ

مرابحہ

یہ ادارے کا اپنے (خریداری کا مطالبہ کرنے والے) گاہک کو سامان فروخت کرنا ہے، اس کی قیمت یا لاگت پر متعیّن اضافہ کے ساتھ، جبکہ یہ اضافہ (مرابحہ کا نفع) عقد کا وعدہ کرتے وقت متعین کرلی جاتی ہے۔ اسے عام مرابحہ سے ممتاز کرنے کے لیے بینکاری مرابحہ کہا جاتا ہے۔ بینکوں کے مرابحہ میں ثمن ادھار ہوتی ہے، لیکن ادھار مرابحہ کے لوازم میں سے نہیں ہے، کیونکہ مرابحہ فوری بھی ہوتا ہے جس میں بیچنے والا صرف اصل نفع تک محدود رہتا ہے، مدت کی وجہ سے نفع میں اضافہ نہیں کرتا۔

پابند رہنے کی فیس

یہ وہ متناسب یا مقررہ رقم ہے جو ادارے گاہک سے معاملہ میں داخل ہونے کے لیے وصول کرتا ہے، اگرچہ گاہک اس کے ساتھ عقد نہ کرے۔

عربون [بیعانہ]

یہ مال کی وہ مقدار ہے جو خریدار گاہک عقد ہوجانے کے بعد ادارے کو اس طور پر دیتا ہے کہ اگر اس نے مقررہ مدت میں بیع نافذ کردی تو یہ رقم قیمت میں شمار ہوجائے گی، اور اگر اس نے خریداری سے انکار کیا تو یہ ساری رقم ادارے کی ہوجائے گی۔

مشترکہ تمویل

یہ کسی منصوبے کی تمویل میں ایک سے زائد فریقوں کی شرکت کا تعلق ہے، جس میں دو یا دو سے زائد

فریقوں کی مصلحت ہوتی ہے، اور اس میں نفع اور آمدنی کی تقسیم اس تناسب سے ہوتی ہے جس پر ان کا اتفاق ہوجائے، یا یہ کمپنیوں (مالیاتی اداروں) کے مجموعہ کے کسی ایک ادارے کی سربراہی میں کسی جائز طریقۂ تمویل کے ذریعہ مشترکہ سرمایہ کاری میں داخل ہونے کا نام ہے، اور منصوبے کی مدت کے دوران اس مجموعہ کا شریک کمپنیوں کے وجود سے الگ ایک مستقل وجود ہوتا ہے۔

کریڈٹ لمٹ [ادھار کی حد]

یہ رقم کی وہ زیادہ سے زیادہ حد ہے جو ادارہ اپنے گاہک کو فراہم کرنے کے لیے منظور کرتا ہے، اور گاہک متعدّد معاملات میں اس سے فائدہ حاصل کرنے کا حق دار ہوتا ہے، اور بعض اوقات یہ سہولت معاملات یا سامان کی کسی مخصوص نوع، یا کسی معینہ مدت کے ساتھ مقید ہوتی ہے۔

شرعی معیار نمبر (۹)

اجارہ اور اجارہ منتہیہ بالتملیک

(ترمیم شدہ معیار)

* یہ معیار پہلے "شرعی مقتضیات برائے سرمایہ کاری و تمویل، عدد ۲: اجارہ اور اجارہ منتہیہ بالتملیک" کے عنوان سے شائع ہوا تھا۔ اب اسے مجلسِ شرعی کی قرارداد کی بنیاد پر شرعی معیار کی صورت میں شائع کیا گیا ہے۔

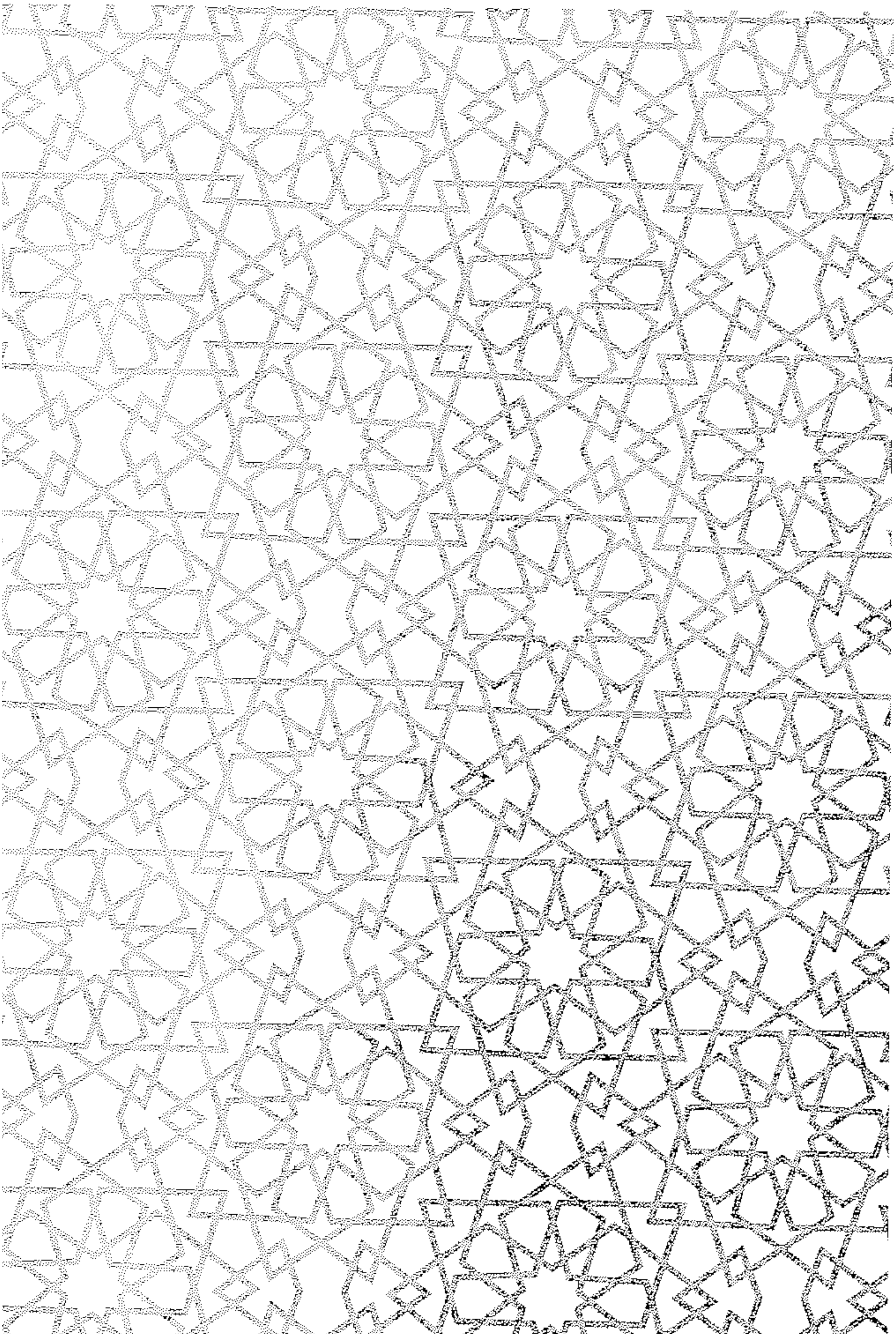

فہرست

دیباچہ ۲۵۰

معیار کا متن ۲۵۱

۱-معیار کا دائرۂ کار ۲۵۱

۲-اجارہ کا وعدہ ۲۵۱

۳-اجارہ پر دیا جانے والا اثاثہ یا اس کی منفعت کا ادارے کی ملکیت میں ہونا ۲۵۲

۴-عقدِ اجارہ کا نفاذ اور اس کے احوال ۲۵۵

۵-اجارہ پر دیا گیا اثاثہ ۲۵۷

۶-اجارہ کی واجب الوصول رقم کے لیے ضمانتیں اور وصولی یقینی بنانے کے دیگر طریقے ۲۶۰

۷-اجارہ کے معاملہ میں پیش آمدہ تبدیلیاں ۲۶۲

۸-اجارہ منتہیہ بالتملیک میں اجارہ کے اثاثہ کی ملکیت کی منتقلی ۲۶۵

۹-معیار کے اجرا کی تاریخ ۲۶۷

معیار کی منظوری ۲۶۸

ضمیمہ جات

ضمیمہ (الف) معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد ۲۶۹

ضمیمہ (ب) شرعی احکام کی بنیادیں ۲۷۱

ضمیمہ (ج) فرہنگ ۲۸۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على أشرف المرسلين، سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه أجمعين.

دیباچہ

اس معیار کا مقصد اجارہ اور اجارہ منتہیہ بالتملیک کے شرعی احکام اور بنیادوں کو بیان کرنا ہے، جس کی ابتدا اجارہ کے وعدے سے ہوگی (اگر ایسا وعدہ کیا جارہا ہے) اور اختتام اجارہ کے اثاثہ کی واپسی کی صورت میں ہوگا (عام اجارہ [operating lease] کی صورت میں) یا اجارہ کی مدت کے درمیان یا اختتام پر ملکیت کی منتقلی سے ہوگا (اجارہ منتہیہ بالتملیک کی صورت میں)۔ نیز اس معیار کا مقصد ان شرعی پابندیوں کو بھی بیان کرنا ہے جن کی رعایت کرنا اسلامی مالیاتی اداروں (ادارہ/ادارے)[1] کے لیے ضروری ہے۔

واللہ الموفق...

(۱) ”ادارہ/ادارے“ کی اصطلاح یہاں اختصار کی غرض سے اسلامی مالیاتی اداروں کے لیے استعمال کی گئی ہے جن میں اسلامی بینک بھی شامل ہیں۔

معیار کا متن

۱- معیار کا دائرۂ کار

یہ معیار اثاثوں کے عام یا منتہیہ بالتملیک اجارہ کے مسائل پر مشتمل ہے، چاہے ادارہ کرایہ پر دینے والا ہو یا خود کرایہ دار ہو۔

یہ معیار اجارہ صکوک کے احکام پر مشتمل نہیں کیونکہ وہ سرمایہ کاری صکوک کے معیار میں بیان کیے گئے ہیں۔ اسی طرح یہ معیار اجارۂ اشخاص کے مسائل پر بھی مشتمل نہیں اس لیے کہ ان کے لیے علیحدہ معیار ہے۔

۲- اجارہ کا وعدہ

۱/۲ اصل تو یہی ہے کہ اجارہ ایسے اثاثہ جات یا ان کی منفعت پر کیا جائے جو مؤجر کی ملکیت میں پہلے سے موجود ہوں۔ تاہم یہ بھی جائز ہے کہ گاہک ادارے سے درخواست کرے کہ وہ کوئی ایسا اثاثہ خریدے یا کسی موجودہ اثاثہ کی ایسی منفعت حاصل کرے جسے وہ [گاہک] اجارہ پر لینے کی خواہش رکھتا ہے اور اس کا وعدہ بھی کرتا ہے۔

۲/۲ اصلاً تو اجارہ کا معاملہ کسی پیشگی عمومی مفاہمت کی یادداشت کے بغیر بھی مکمل ہو جاتا ہے جبکہ اجارہ فوری طور پر براہ راست کیا جا رہا ہو۔ تاہم یہ بھی جائز ہے کہ گاہک اور ادارہ کے درمیان ہونے والے اجارہ کے معاملات کے لیے پہلے عمومی مفاہمت کی یادداشت ترتیب دی جائے جو باہمی معاملات کی عمومی شرائط پر مشتمل ہو۔ ایسی صورت میں ضروری ہے کہ عملاً اجارہ کا عقد کرتے وقت اجارہ کے ہر معاملہ کے لیے علیحدہ اجارہ کا عقد کیا جائے جس پر دونوں فریق دستخط کریں یا دونوں فریق آپس میں ایجاب و قبول کی دستاویزات

کا تبادلہ کرلیں جس میں عمومی مفاہمت کی یادداشت میں بیان کردہ عمومی شرائط کا حوالہ دیا گیا ہو۔

۳/۲ ادارے کے لیے جائز ہے کہ وہ اجارہ پر لینے کا وعدہ کرنے والے گاہک سے ایک مخصوص رقم طلب کرے جس سے اجارے پر لینے کے وعدے کی تنفیذ اور اس پر مرتب ہونے والی ذمہ داریوں کے بارے میں گاہک کی سنجیدگی یقینی بنائی جاسکے، بشرطیکہ اگر گاہک مطلوبہ چیز اجارہ پر لینے سے انکار کرے تو اس رقم سے حقیقی نقصان کے علاوہ کوئی کٹوتی نہ کی جائے۔ لہٰذا اجارہ منتہیہ بالتملیک کی صورت میں اگر گاہک اجارہ پر لینے کے وعدہ سے پھر جائے اور ادارہ یہ اثاثہ کسی اور کو اجارہ منتہیہ بالتملیک پر دے تو اثاثے کی لاگت اور فریقِ ثالث سے حاصل ہونے والی اجرت کے فرق کو گاہک سے وصول کیا جاسکتا ہے۔ عام اجارہ کی صورت میں اجارہ پر دیے جانے والے اثاثے کی لاگت اور فریقِ ثالث کو بیچ کر ادارے کو حاصل ہونے والی رقم کے فرق کو وعدہ خلافی کرنے والے گاہک سے وصول کیا جاسکتا ہے۔ تاہم اگر ادارے نے اس اثاثہ کو فروخت نہیں کیا تو وہ کسی نقصان کا عوض لینے کا مجاز نہیں۔

۴/۲ گاہک کی سنجیدگی کی ضمانت کے طور پر لی گئی مذکورہ پیشگی رقم (ہامشِ جدیہ) یا تو بینک کے پاس حفاظت کی غرض سے رکھی گئی امانت ہے جسے استعمال کرنا اس کے لیے جائز نہیں یا سرمایہ کاری کی غرض سے رکھی گئی رقم ہے؛ اس طور پر کہ گاہک نے ادارے کو مضاربت کی بنیاد پر سرمایہ کاری کرنے کی غرض سے دی ہے۔ اس رقم کو اجارے کے معاہدہ کی تعمیل کے وقت اجرت میں سے شمار کرنے پر اتفاق کیا جاسکتا ہے۔

۳- اجارہ پر دیا جانے والا اثاثہ یا اس کی منفعت کا ادارے کی ملکیت میں ہونا

۱/۳ کسی متعین اثاثہ پر ہونے والے اجارہ کے صحیح ہونے کے لیے اس اثاثہ یا اس کی منفعت کا عقد سے قبل [موجر/ادارے کی] ملکیت میں ہونا ضروری ہے:

۳/۱/۱ اگر وہ اثاثہ یا اس کی منفعت پہلے سے ادارے کی ملکیت میں ہی ہو، جو کہ اصل ہے، تو دونوں فریقوں کے اتفاق سے اجارہ کا عقد کیا جاسکتا ہے۔

۳/۱/۲ تاہم اگر وہ اثاثہ ادارے نے اجارہ کا وعدہ کرنے والے گاہک (دیکھیے شق ۲/۳) یا کسی تیسرے فریق سے حاصل کرنا ہے، تو اجارہ کا معاہدہ اس وقت تک نہیں کیا جاسکتا جب تک ادارہ اس کی ملکیت حاصل نہ کرلے۔ یہ ملکیت محض خرید و فروخت کے عمل سے بھی منتقل ہوجاتی ہے، اگرچہ وہ اثاثہ ادارے کے نام پر رجسٹر نہ کیا جائے۔ ایسی صورت میں خریدار ادارے کا حق ہے کہ وہ حقیقی ملکیت کے ثبوت میں کاؤنٹر ڈیڈ (counter deed) حاصل کرلے۔

۳/۲ کسی شخص یا فریق سے اثاثے کی ملکیت حاصل کرکے اسی کو اجارہ پر دینا جائز ہے۔ اس صورت میں ادارہ جس عقدِ بیع کے ذریعے ملکیت حاصل کرے اس عقدِ بیع میں اجارہ کی شرط لگانا جائز نہیں ہے۔

۳/۳ جس نے کسی اثاثے کو اجارہ پر لیا تو اس کے لیے اسے اس کے مالک کے علاوہ کسی بھی شخص کو آگے اجارہ پر دینا جائز ہے، چاہے وہ اتنی ہی اجرت پر دے جتنی اجرت پر اس نے خود لیا تھا یا اس سے کم میں یا اس سے زیادہ میں دے۔ اور اجرت چاہے فوری واجب الاداء ہو یا تاخیر سے واجب الاداء ہو (ایسے معاملہ کو ذیلی اجارہ کہا جاتا ہے)، الّا یہ کہ مالک نے کسی اور کو اجارہ پر دینے کی ممانعت کی شرط لگائی ہو یا آگے اجارہ پر دینے کے لیے پیشگی اجازت لینے کی شرط لگائی ہو۔

۳/۴ کرایہ دار کے لیے یہ بھی جائز ہے کہ وہ اجارہ پر لیا گیا اثاثہ پہلے اجارہ کی مدت کے دوران اس کے مالک کو واپس اجارہ پر دیدے، چاہے وہ اتنی ہی اجرت پر دے جتنی اجرت پر اس نے خود اجارہ پر لیا تھا یا اس سے کم یا اس سے زیادہ میں دے، بشرطیکہ دونوں اجرتیں فوری واجب الاداء ہوں۔ البتہ اگر یہ ذیلی اجارہ اجرت یا مدت میں تبدیلی کی وجہ سے عقدِ عینہ کا ذریعہ بن جائے تو ناجائز ہوگا۔ مثلاً پہلا اجارہ ایک سو دینار فوری پر کیا گیا پھر اسی کو کرایہ دار

نے مالک کو ایک سو دس دینار اجرتِ مؤخرہ پر دے دیا، یا پہلے اجارہ کا معاہدہ تو ایک سو دس دینار اجرتِ مؤخرہ پر کیا گیا پھر دوسرا معاہدہ سو دینار فوری اجرت پر کیا گیا، یا یہ کہ دونوں معاہدوں میں اجرت تو برابر ہی ہو لیکن پہلے میں اجرت کی ادائیگی کی مدت ایک ماہ کی جبکہ دوسرے میں دو ماہ کی مدت رکھی گئی ہو۔

۵/۳ یہ جائز ہے کہ کسی مخصوص صفات کے حامل غیر متعین اثاثے کی حوالگی اپنے ذمہ لے کر اس پر اجارے کا عقد کیا جائے، اگرچہ وہ اثاثہ فی الحال اجارہ پر دینے والے کی ملکیت میں نہ ہو (اسے اجارہ موصوفہ فی الذمہ کہا جاتا ہے)، بشرطیکہ اس مخصوص صفات کے حامل اثاثے کو عقدِ اجارہ کرتے وقت ایک متعین تاریخ پر کرایہ دار کے حوالہ کرنے پر اتفاق کرلیا گیا ہو اور اس بات کا جائزہ بھی لے لیا گیا ہو کہ اس مدت میں کرایہ پر دینے والے کے لیے ایسے اثاثے کی ملکیت حاصل کرنا یا تیار کرنا ممکن بھی ہے۔ ایسا معاملہ اگر لفظِ سلم یا سلف کے بغیر کیا جائے تو اس میں اجرت پیشگی دینا ضروری نہیں۔ پھر اگر کرایہ پر دینے والا کرایہ دار کو اس کی مطلوبہ صفات سے غیر موافق اثاثہ سپرد کرے تو اسے انکار کرنے اور مطلوبہ صفات کے حامل اثاثہ طلب کرنے کا حق ہے۔

۶/۳ صارف کے لیے جائز ہے کہ وہ جس اثاثے کو اجارہ پر لینا چاہتا ہے اس کی خریداری میں ادارے کے ساتھ شراکت کرے پھر ادارے کے حصے کو اجارہ پر حاصل کرلے۔ ایسی صورت میں ادارے کو ملنے والی مقررہ اجرت اس کے ملکیتی حصے کے عوض ہوگی کیونکہ کرایہ دار خود بھی ایک حصے کا مالک ہے اور وہ صرف اسی حصے کی اجرت دینے کا پابند ہے جس کا وہ مالک نہیں ہے۔

۷/۳ ادارے کے لیے جائز ہے کہ وہ صارفین میں سے ہی کسی صارف کو مطلوبہ اثاثوں کی خریداری کے لیے اپنا وکیل مقرر کرے مثلاً آلات، مشینری وغیرہ جن کی صفات اور قیمت مکمل بیان کی گئی ہو اور مقصد یہ ہو کہ ادارہ ان اثاثوں کو اپنے حقیقی یا حکمی قبضے میں لانے کے بعد گاہک کو اجارہ پر دے دے گا۔ تاہم بہتر یہی ہے کہ جہاں میسر ہو سکے وہاں

گاہک کے علاوہ کسی اور کو خریداری کے لیے وکیل بنایا جائے۔

۴-عقدِ اجارہ کا نفاذ اور اس کے احوال

۱/۴　عقدِ اجارہ کا نفاذ اور اس کے نتائج

۴/۱/۱　اجارہ کا عقد ایک لازمی عقد ہے جسے کوئی ایک فریق دوسرے کی رضامندی کے بغیر یکطرفہ طور پر ختم یا تبدیل کرنے کا مجاز نہیں (دیکھیے شق ۵/۲/۲، ۷/۲/۱ اور ۷/۲/۲) البتہ بعد میں کسی پیش آنے والے عذر کی وجہ سے اجارہ کا معاہدہ منسوخ کیا جاسکتا ہے۔ (دیکھیے شق ۷/۲/۱)

۴/۱/۲　اجارہ کی مدت مقرر کرنا ضروری ہے۔ اس مدت کی ابتدا عقد کی تاریخ سے ہی ہوگی، سوائے اس کے کہ دونوں فریق اجارہ کے معاہدے کی ابتداء کسی اور متعین مدت سے کرنے پر راضی ہوں، ایسے معاملے کو 'اجارہ مضاف الی المستقبل' کہتے ہیں یعنی وہ اجارہ جس کا نفاذ مستقبل کی مقررہ تاریخ سے ہوگا۔

۴/۱/۳　اگر کرائے پر دینے والا عقدِ اجارہ میں مقررہ تاریخ تک اثاثہ کرایہ دار کے حوالے نہ کرے تو وہ اس مقررہ تاریخ سے عملی قبضے تک کی درمیانی مدت کی کسی اجرت کا حقدار نہیں ہوگا اور اسی کے بقدر اجرت بھی کم کرلی جائے گی الّا یہ کہ دونوں فریق اسی مدت کے برابر مدت، عقدِ اجارہ کی مقررہ مدت کے بعد بڑھانے پر متفق ہوں۔

۴/۱/۴　عقدِ اجارہ کے انعقاد کے وقت عربون [بیعانہ] لینا جائز ہے بشرطیکہ کرایہ دار کو کسی مقررہ مدت کے دوران اجارہ منسوخ کرنے کا حق ہو، اور اجارہ کا معاملہ برقرار رہنے کی صورت میں عربون پیشگی اجرت سمجھی جائے گی۔ اجارہ کے معاملہ سے انکار کرنے کی صورت میں کرائے پر دینے والے کے لیے عربون ضبط کرنا جائز ہے، تاہم بہتر یہی ہے کہ کرائے پر دینے والا حقیقی نقصان سے زائد عربون کی رقم

سے دستبردار ہوجائے۔ (دیکھیے شق ۲/۳)

۲/۴ اجارہ کی صورتیں

۱/۲/۴ جائز ہے کہ ایک ہی اثاثے پر متعدّد کرایہ داروں کے ساتھ مختلف دورانیے کے لیے متعدد اجارہ کے معاملات اس طرح کیے جائیں کہ کسی ایک مدت میں ایک ہی اثاثے پر دو معاملات جمع نہ ہوں۔ اس صورت کو "ترادف الاجارات" (successive leases) کہتے ہیں کیونکہ ان میں سے ہر ایک اجارہ دوسرے اجارے کے بعد نافذ ہوتا ہے، ایک سے زائد اجارہ بیک وقت نافذ نہیں ہوتے۔ اس طرح کے معاملات اجارہ مضاف الی المستقبل کی بنیاد پر ہی کیے جاسکتے ہیں۔ (دیکھیے شق ۲/۱/۴)

۲/۲/۴ جب کرایہ پر دینے والے نے ایک متعین مدت کے لیے متعین اثاثے پر اجارہ کرلیا تو اب اس کے لیے جائز نہیں کہ وہ یہی اثاثہ کسی دوسرے کرایہ دار کو اس اجارہ کی حالیہ یا باقی ماندہ مدت کے دوران اجارہ پر دے۔ (دیکھیے شق ۷/۱/۲)

۳/۲/۴ جائز ہے کہ ایک ہی اثاثے کی منفعت پر متعدّد کرایہ داروں کے ساتھ متعدّد اجارے کے معاہدے اس طور پر کیے جائیں کہ ہر ایک کی مدت تو معلوم ہو لیکن انفرادی طور پر ہر کرایہ دار کے لیے مدت مخصوص نہ ہو، بلکہ ہر کرایہ دار عرف کے مطابق اپنے لیے مقرر کیے گئے اوقات میں اس اثاثے سے منفعت حاصل کرنے کا حق دار ہو۔ یہ اثاثے سے باری باری فائدہ حاصل کرنے (time sharing) کی ایک صورت ہے۔

۴/۲/۴ جائز ہے کہ کرایہ دار آگے کرایہ پر دینے سے پہلے دوسروں کو اپنے ساتھ اپنی مملوکہ منفعت میں اس طرح شریک کرے کہ ان کو اس منفعت میں حصہ دار بنادے۔ چنانچہ وہ اس کے ساتھ کرایے پر لیے ہوئے اثاثے کی منفعت میں شریک بن جائیں گے اور منفعت کی ملکیت حاصل کرنے اور اثاثے کو آگے کرایہ

پر دینے کے بعد ہر شریک حاصل ہونے والے کرائے میں اپنی شراکت داری کے تناسب سے حقدار ہوگا۔

۵- اجارہ پر دیا گیا اثاثہ

۱/۵ اجارہ پر حاصل کیے گئے اثاثے یا منفعت کے احکام

۱/۱/۵ اجارہ پر دیے جانے والے اثاثے کے لیے ضروری ہے کہ اس کی منفعت سے استفادہ اس کے وجود کے باقی رہنے کے ساتھ ممکن ہو۔ نیز یہ بھی ضروری ہے کہ وہ منفعت شرعاً جائز ہو، لہٰذا کسی رہائش گاہ یا آلہ کو کسی حرام مقصود کام کے لیے اجارہ پر دینا جائز نہیں، جیسے سودی بینک کے لیے جگہ اجارہ پر دینا یا کسی ناجائز سامان کی خرید و فروخت یا ذخیرہ کرنے کے لیے دکان کا اجارہ یا کسی ناجائز سامان کی منتقلی کے لیے گاڑی اجارہ پر دینا۔

۲/۱/۵ مشترکہ اثاثہ کے کسی ایک غیر منقسم حصہ کو اجارہ پر دینا جائز ہے، چاہے کرایہ دار اس میں شریک ہو یا نہ ہو۔ ایسی صورت میں کرایہ دار اجارہ کے حصہ سے اسی طریقہ سے منفعت حاصل کرے گا جیسے مالک منفعت حاصل کرتا تھا (یعنی اس اثاثہ کے منافع کو زمانے یا جگہ کے اعتبار سے دونوں بدل بدل کر استعمال کریں گے) یا کوئی دوسرا طریقہ جس پر دونوں شریک راضی ہوں۔

۳/۱/۵ کسی رہائشی جگہ یا آلات کو اجارہ پر دینا جائز ہے، اگرچہ کرایہ دار غیر مسلم ہی ہو، جبکہ اجارہ کسی جائز غرض کے لیے کیا جا رہا ہو، جیسے رہائش کے لیے گھر، سفر یا سامان کی منتقلی کے لیے سواری، معلومات محفوظ رکھنے کے لیے کمپیوٹر اجارہ پر لینا۔ الّا یہ کہ کرایہ پر دینے والے کو معلوم ہو جائے یا اسے غالب گمان ہو کہ یہ اثاثہ کسی ناجائز کام یا استعمال کے لیے اجارہ پر لیا جا رہا ہے [پھر اس صورت میں اجارہ پر دینا جائز نہیں]۔

۴/۱/۵ کرایہ دار کے لیے ضروری ہے کہ وہ اجارہ کے اثاثہ کو اس کے مناسب یا معروف طریقہ سے استعمال کرے اور تمام متفقہ اور جائز شرائط کی پابندی کرے۔ نیز غلط استعمال، زیادتی یا غفلت سے اجارہ کے اثاثہ کو نقصان پہنچانے سے بچنا ضروری ہے۔

۵/۱/۵ کرایہ پر دینے والے کے لیے جائز نہیں کہ وہ اجارہ کے اثاثہ کی ان خرابیوں سے اپنے آپ کو بری قرار دے جو اس اثاثہ سے منفعت حاصل کرنے میں رکاوٹ بنتی ہیں۔ اسی طرح بعد میں پیدا ہونے والی ان خرابیوں سے بھی بری ہونے کی شرط لگانا جائز نہیں جو مقصودی منفعت پر اثرانداز ہوئی ہوں، چاہے وہ خرابی خود اس کے عمل سے پیدا ہو یا غیر اختیاری عناصر سے وجود میں آئی ہو۔

۶/۱/۵ اگر کرایہ دار کی زیادتی سے اجارہ کے اثاثہ کی منفعت مکمل طور پر یا جزوی طور پر ختم ہوجائے، صرف اس کا وجود باقی رہے، تو کرایہ دار اس اثاثے کو اپنی حالت پر لوٹانے یا اس کو درست کرنے کا پابند ہے، اور جتنی مدت اس کی منفعت سے محرومی رہی، اس کی اجرت بھی معاف نہیں ہوگی۔

۷/۱/۵ کرایہ پر دینے والے کے لیے جائز نہیں کہ وہ کرایہ دار کو اجارہ کے اثاثہ کی ایسی بڑی دیکھ بھال کا پابند کرے جس پر اس اثاثے کی منفعت موقوف ہو۔ البتہ یہ جائز ہے کہ ایسی مرمت کروانے کے لیے اپنے خرچہ پر کرایہ دار کو وکیل مقرر کردے۔ کرایہ دار کے ذمہ معمول کی یا میعادی دیکھ بھال ہی ہے۔

۸/۱/۵ اجارہ کا اثاثہ اجارہ کی مکمل مدت میں کرایہ پر دینے والے کے ذمہ [ضمان] میں ہوگا جب تک کہ کرایہ دار سے کوئی زیادتی یا غفلت نہ ہو۔ مالک کے لیے جائز ہے کہ جہاں تک ممکن ہو جائز انشورنس حاصل کرے۔ انشورنس کا خرچہ کرایہ پر دینے والے پر ہی ہے۔ کرایہ پر دینے والے کے لیے جائز ہے کہ وہ اجرت کے تعیّن میں اس خرچہ کو بھی مدِ نظر رکھے، تاہم معاہدہ ہوجانے کے بعد اس متوقع

خرچ کی مقدار سے زائد کسی خرچ کے بوجھ کو کرایہ دار پر ڈالنا جائز نہیں ہے۔ یہ بہر حال جائز ہے کہ کرایہ پر دینے والا انشورنس کی رقم کی ادائیگی کے لیے کرایہ دار کو وکیل بنائے اور ادائیگی کرایہ پر دینے والے کے ذمہ ہو۔

۲/۵ اجرت کے احکام

۱/۲/۵ جائز ہے کہ اجرت نقدی کی شکل میں ہو یا کوئی اثاثہ ہو یا کوئی منفعت ہو۔ اجرت کا معلوم ہونا ضروری ہے، چاہے پوری مدت کے لیے مکمل مقدار طے کرلی جائے یا مدت کے مختلف دورانیے کے لیے قسطیں طے کرلی جائیں، خواہ یہ مقدار متعین ہو یا دونوں فریقوں کے معلوم شدہ حساب سے بدلتی رہے، دونوں صورتیں جائز ہیں۔ (دیکھیے شق ۳/۲/۵)

۲/۲/۵ اجرت اگرچہ عقد کرنے سے واجب ہوجاتی ہے لیکن کرایہ پر دینے والے کے لیے مطالبہ کا حق، کرایہ دار کے منفعت حاصل کرنے یا منفعت کے حصول کی قدرت ہونے کے بعد شروع ہوتا ہے، محض معاہدہ پر دستخط کرنے سے نہیں ہوتا۔ جائز ہے کہ معاہدہ طے ہوجانے کے بعد ایک ساتھ ہی تمام اجرت ادا کردی جائے یا اجارہ کی مکمل مدت کے برابر یا کم یا زیادہ مدت میں قسطوں میں ادا کیا جائے۔ تاہم اگر مقررہ وقت کے بعد کرایہ پر دینے والا اجارہ کے اثاثہ کو معروف تاخیر سے بھی زیادہ تاخیر سے سپرد کرے تو اجرت دینا واجب نہیں۔

۳/۲/۵ متغیر اجرت طے ہونے کی صورت میں ضروری ہے کہ مدت کے پہلے دورانیہ کے لیے اجرت کی مقدار معلوم ہو اور آئندہ کے دورانیوں کے لیے اجرت کسی معلوم اشاریہ سے منسلک کرلی جائے جس کی بنیاد پر آئندہ دورانیوں کے کرایوں کا تعیّن کیا جائے۔ اس اشاریہ کے لیے ضروری ہے کہ وہ کسی معلوم معیار سے مربوط ہو جس کی وجہ سے نزاع کا امکان نہ رہے۔ اس کے لیے بلند ترین اور نچلی [cap and floor] حد بھی مقرر کی جائے کیونکہ یہ اشاریہ بقیہ ماندہ دورانیوں کی

اجرت کے تعیّن کی بنیاد بنے گا۔

۴/۲/۵ اس بات پر اتفاق کرنا جائز ہے کہ اجرت دو معلوم حصوں میں تقسیم کی جائے، ایک حصہ کرایہ پر دینے والے کو دے دیا جائے اور دوسرا حصہ کرایہ دار ہی کے پاس رہے تاکہ وہ اس سے کرایہ پر دینے والے پر واجب الاداء اخراجات میں استعمال کر سکے، مثلاً بڑی دیکھ بھال اور انشورنس وغیرہ۔ اس دوسرے مد میں سے بچنے والی علی الحساب [on account] رقم کرایہ پر دینے والے کی ہوگی۔ جبکہ اگر رقم کم پڑ جائے تو اس کمی کو کرایہ پر دینے والا ہی پورا کرے گا۔

۵/۲/۵ مستقبل کے دورانیوں کی اجرتوں میں باہمی اتفاق سے تبدیلی کی جا سکتی ہے، یعنی صرف اس عرصہ کے لیے جس میں اجارہ کے اثاثہ سے ابھی تک منفعت حاصل نہیں کی گئی۔ رہی گذشتہ زمانے کی وہ اجرت جو ابھی تک ادا نہیں کی گئی ہے، وہ تو کرایہ دار کے ذمہ قرض بن چکی ہے، اس میں کسی اضافے کی شرط لگانا جائز نہیں۔

٦- اجارے کی واجب الوصول رقم کے لیے ضمانتیں اور وصولی یقینی بنانے کے دیگر طریقے

۱/٦ اجرت اور کرایہ دار کی زیادتی و کوتاہی سے ہونے والے اخراجات کی وصولیابی کو یقینی بنانے کے لیے تمام قسم کی جائز ضمانتیں لینا جائز ہے، مثلاً کرایہ دار کا کوئی اثاثہ رہن رکھنا یا کسی کی ضمانت لی جائے، یا کرایہ دار اپنے ان حقوق کا حوالہ کر دے جو اس کے کسی دوسرے کے ذمہ واجب ہیں، چاہے وہ حقوق فیملی یا جنرل تکافل کے معاوضے ہی ہوں۔

۲/٦ پیشگی اجرت لینے کی شرط لگانا جائز ہے جس طرح اجرت کو اقساط میں لینا جائز ہے۔ کرایہ پر دینے والا قسطوں میں اجرت لینے کی صورت میں کرایہ دار پر یہ شرط لگا سکتا ہے کہ اگر اس نے نوٹس ملنے کی متعیّن مدت کے بعد بھی کسی ایک قسط یا متعدد اقساط کی ادائیگی میں بغیر معتبر

عذر کے تاخیر کی تو بقیہ اقساط فوری ادا کرنا ہوں گی بشرطیکہ اجارہ کی بقیہ مدت میں کرایہ دار اجارہ کے اثاثہ سے منفعت حاصل کر سکے۔ اجرت چاہے بطورِ شرط پیشگی لی جائے یا کرایہ دار کی تاخیر کی وجہ سے فوری ہو جائے، بہر صورت اجارہ کی مدت کے اختتام یا قبل از مدت فسخ ہو جانے کے وقت اس کا تصفیہ ہو گا۔ پیشگی اجرت طے ہو جانے کے بعد کرایہ پر دینے والا جو بھی مہلت کرایہ دار کو دے وہ اس کی طرف سے رعایت ہی سمجھی جائے گی، کرایہ دار کا حق نہیں ہو گا۔ اس میں شق ۵/۲/۲ کی رعایت رکھنا لازم ہے۔

۳/۶ اجرت کی ادائیگی میں تاخیر کی وجہ سے کرایہ پر دینے والے کے لیے اجرت میں کسی اضافے کی شرط لگانا جائز نہیں ہے۔ (دیکھیے شق ۴/۶)

۴/۶ اجارہ اور اجارہ منتہیہ بالتملیک کے معاہدے میں یہ صراحت کرنا جائز ہے کہ کرایہ دار اپنے اوپر التزام کرے کہ اگر اس نے وقتِ مقررہ پر ادائیگی کرنے میں ٹال مٹول سے کام لیا تو ایک متعیّن رقم یا اجرت کے ایک حصہ کے بقدر رقم شرعی مصارف پر صدقہ کرے گا، بشرطیکہ وہ رقم ادارے کی مجلسِ شرعی کی مشاورت سے خیر کے مصارف میں خرچ کی جائے۔

۵/۶ کرایہ دار سے لی گئی پیشگی ضمانتوں کے نافذ کرنے کی صورت میں، کرایہ پر دینے والا صرف گزشتہ دورانیے کی واجب الوصول اجرت ہی وصول کر سکتا ہے۔ اجرت کی تمام قسطیں وصول کرنا جائز نہیں، کیونکہ ان میں وہ اقساط بھی ہیں جن کی مقررہ میعاد ابھی تک نہیں آئی اور نہ ہی ان کے مقابلے میں کوئی منفعت حاصل کی گئی ہے۔ کرایہ پر دینے والا ان ضمانتوں سے کرایہ دار کے معاہدے کی خلاف ورزی سے پیدا ہونے والے تمام قسم کے نقصانات کا جائز عوض وصول کر سکتا ہے۔

۷- اجارہ کے معاملہ میں پیش آمدہ تبدیلیاں

۱/۷ اجارہ کی اثاثہ کی فروخت یا تباہی

۱/۱/۷ اگر کرایہ پر دینے والا اجارہ کا اثاثہ کرایہ دار کو ہی فروخت کردے تو اجارہ کا معاہدہ ختم ہوجائے گا، اس لیے کہ اس اثاثہ کی ملکیت اب کرایہ دار کو منتقل ہوگئی جس کی وجہ سے اس اثاثہ کے فوائد بھی کرایہ دار کی ملکیت میں آگئے۔

۲/۱/۷ کرایہ پر دینے والا اجارہ کا اثاثہ کرایہ دار کے علاوہ کسی تیسرے فریق کو فروخت کرسکتا ہے اور اس اثاثہ کی ملکیت اور اجارہ کی تمام حقوق اور ذمہ داریاں خریدار کو منتقل ہوجائیں گے کیونکہ اب وہ تیسرے فریق کا حق بن گئی ہیں، اس معاملہ میں کرایہ دار کی رضامندی بھی شرط نہیں ہے۔ تاہم اگر خریدار کو اس اجارہ کے معاملے کا علم نہیں تھا تو اسے اس خرید وفروخت کو ختم کرنے کا اختیار ہے، لیکن اگر وہ اس اجارہ کو جانتا تھا اور اس نے یہ معاملہ قبول کرلیا تھا تو باقی مدت کی تمام اجرت لینے میں وہ سابقہ مالک کے قائم مقام ہوجائے گا۔

۳/۱/۷ اگر اجارہ کسی متعیّن اثاثہ کے لیے ہو اور وہ اثاثہ مکمل تباہ ہوگیا تو اجارہ کا معاہدہ منسوخ ہوجائے گا اور اس صورت میں بقیہ مدت کی اجرت کی ادائیگی کی شرط لگانا جائز نہیں ہے۔

۴/۱/۷ اجارہ کا اثاثہ کرایہ دار کے پاس امانت ہے، اس کے کسی نقصان کا وہ ذمہ دار نہیں، البتہ اگر وہ اثاثہ اس کی زیادتی یا کوتاہی سے ضائع ہوجائے تو اگر اس اثاثہ کی کوئی مثل ہے تو وہ اس کی مثل دے گا ورنہ اس اثاثے کے تباہ ہونے کے وقت کی قیمت ادا کرے گا۔

۵/۱/۷ اگر اجارہ کے اثاثہ کو کوئی جزوی نقصان پہنچے جس کی وجہ سے اس سے منفعت حاصل کرنا ممکن نہ رہے تو کرایہ دار کو اجارہ ختم کرنے کا حق حاصل ہوجاتا ہے۔ وہ کرایہ پر

دینے والے سے اجرت میں کمی منظور کرا کر اپنے اس حق سے دستبردار بھی ہو سکتا ہے۔ جس دوران کرایہ دار اس سے منفعت حاصل کرنے سے قاصر رہا، اتنی مدت کی اجرت کرایہ پر دینے والا اس سے طلب نہیں کر سکتا، سوائے اس کہ باہمی رضامندی سے اتنی ہی مدت اجارہ کے مقررہ اختتام پر بڑھادی جائے۔ دیکھیے شق ۶/۱/۵۔

۷/۱/۶ اجارہ موصوفہ فی الذمہ [کسی مخصوص صفات کا حامل اثاثہ اپنے ذمہ لے کر اس کا اجارہ کرنے] میں اگر اثاثہ مکمل تباہ ہو جائے یا جزوی نقصان پہنچے تو اس جیسا اثاثہ پیش کرنا کرایہ پر دینے والے پر لازم ہو جاتا ہے اور باقی مدت کے لیے عقدِ اجارہ باقی رہتا ہے، الّا یہ کہ وہ دونوں اس وقت کسی دوسرے حل پر اتفاق کرلیں۔ لیکن اگر اس اثاثہ کا بدل نہ مل سکے تو معاہدہ ختم ہو جائے گا۔ (دیکھیے شق ۵/۳)

۷/۱/۷ اگر کرایہ دار اجارہ کا اثاثہ استعمال کرنا چھوڑ دے یا مالک کی رضامندی کے بغیر اسے واپس کر دے تب بھی بقیہ مدت کی اجرت حسبِ سابق واجب الادا ہی رہے گی اور کرایہ پر دینے والے کے لیے اس دوران وہ اثاثہ کسی دوسرے کو اجارہ پر دینے کا حق نہیں ہوگا، بلکہ وہ اسے موجودہ کرایہ دار کے تصرّف ہی میں رہنے دے گا۔ تاہم اگر کرایہ دار بقیہ مدت سے کرایہ پر دینے والے کے حق میں دستبردار ہو جائے تو اجارہ ختم ہو جائے گا۔

۷/۲ اجارہ کا منسوخ ہونا، مکمل ہونا اور اس کی تجدید کرنا

۷/۲/۱ دونوں فریقوں کی باہمی رضامندی سے اجارہ کا عقد منسوخ کیا جا سکتا ہے، کسی ایک فریق کے لیے اسے یک طرفہ طور پر ختم کرنا جائز نہیں، سوائے اس کے کہ کوئی ناگہانی عذر پیش آجائے، یا ایسا عیب پیدا ہو جائے جو اجارہ کے اثاثہ سے منفعت حاصل کرنے میں ہی رکاوٹ بن جائے تو کرایہ دار اجارہ ختم کر سکتا

ہے۔ کسی فریق نے محدود مدت کے لیے واپس لوٹانے کا اختیار [خیارِ شرط] اپنے پاس رکھا ہو تو وہ بھی یک طرفہ ختم کر سکتا ہے۔

۷/۲/۲ کرایہ پر دینے والا یہ شرط لگا سکتا ہے کہ اگر کرایہ دار نے اجرت بالکل نہیں دی یا تاخیر سے دی تو اجارہ ختم ہو جائے گا۔

۷/۲/۳ کسی ایک فریق کے وفات پا جانے سے اجارہ ختم نہیں ہو گا۔ البتہ اگر فوت ہونے والے فریق کے ورثاء یہ ثابت کر دیں کہ یہ معاہدہ ان کے مورث کی وفات کے باعث ان کے لیے ناقابلِ برداشت بوجھ بن گیا ہے یا یہ ان کی ضرورت سے زائد ہے تو یہ معاہدہ ختم کر سکتے ہیں۔

۷/۲/۴ اگر کسی مخصوص اثاثہ کو اجارہ پر لیا جائے اور وہ مکمل تباہ ہو جائے یا اس کی مقصودی منفعت کے ختم ہو جانے کی وجہ سے اس اثاثہ سے منفعت حاصل کرنا ممکن نہ رہے تو اجارہ کا عقد ختم ہو جائے گا۔

۷/۲/۵ دونوں فریق باہمی رضامندی سے اجارہ کا معاملہ شروع ہونے سے پہلے اسے ختم کر سکتے ہیں۔

۷/۲/۶ اجارہ کی میعاد مکمل ہونے سے معاملہ اپنی تکمیل کو پہنچ جاتا ہے لیکن نقصان سے حفاظت کے عذر کی وجہ سے اسے باقی رکھا جا سکتا ہے، جیسے نقل و حمل کی سواری اجارہ پر لینے کی صورت میں منزلِ مقصود پر تاخیر سے پہنچنا یا کرایہ پر لی ہوئی زمین پر کھیتی کا دیر سے نکلنا۔ ان صورتوں میں بقیہ مدت کے لیے اجارہ اجرتِ مثل کے ساتھ جاری رہے گا۔ دوسری مدت کے لیے اجارہ کی تجدید بھی جائز ہے، چاہے یہ تجدید سابقہ مدت ختم ہونے سے پہلے کی جائے یا سابقہ معاہدہ کی اس شق کی وجہ سے خود بخود ہو جائے جس کی رو سے کسی بھی فریق کی طرف سے عدمِ تجدید نہ ملنے کی صورت میں ہر نئی مدت کی ابتداء پر تجدید ہو جائے گی۔

۸- اجارہ منتہیہ بالتملیک میں اجارہ کے اثاثہ کی ملکیت کی منتقلی

۸/۱ اجارہ منتہیہ بالتملیک میں اجارہ کے اثاثہ کی ملکیت کرایہ دار کی طرف منتقلی کا طریقۂ کار اجارہ کے معاہدہ نامہ سے علیحدہ دستاویز میں طے ہونا چاہیے اور اس کے لیے درج ذیل میں سے کوئی ایک طریقہ اختیار کیا جاسکتا ہے:

۸/۱/۱ علامتی یا حقیقی قیمت پر بیچنے کا وعدہ یا اجارہ کی مدت کے دوران باقی ماندہ مدت کی اجرت پر یا بازاری قیمت پر بیچنے کا وعدہ۔

۸/۱/۲ وعدۂ ہبہ، جو بقیہ اقساط کی ادائیگی کے ساتھ مشروط ہو۔

۸/۱/۳ عقدِ ہبہ جو کہ بقیہ اقساط کی ادائیگی کے ساتھ مشروط ہو۔

ہبہ یا بیچنے کا وعدہ ہو یا مشروط عقدِ ہبہ ہو، ان تمام کو علیحدہ دستاویزات میں لکھتے وقت یہ لکھنا جائز نہیں ہے کہ یہ [دستاویز/دستاویزات] عقدِ اجارہ منتہیہ بالتملیک کا لازمی حصہ ہیں۔

۸/۲ ملکیت کی منتقلی سے متعلق شق [۸/۱] میں مذکور طریقوں کے تمام وعدے صرف وعدہ کرنے والے پر لازم ہیں اور صرف اسی ایک فریق تک ہی یہ تمام لازمی وعدے محدود رہنا ضروری ہیں۔ دوسرے فریق کو بہر حال اختیار ہونا چاہیے تاکہ یہ وعدے ان دوطرفہ ممنوع لازم وعدوں سے ممتاز ہوجائیں جو عقد سے مشابہت رکھتے ہیں۔

۸/۳ ہبہ یا فروخت کے وعدے کے ذریعے ہونے والی ملکیت کی منتقلی کی تمام صورتوں میں وعدے کی تکمیل کے وقت ملکیت کی منتقلی کا مستقل عقد ہونا ضروری ہے، محض سابقہ وعدے کی دستاویز کی وجہ سے خود بخود ملکیت منتقل نہیں ہوگی۔

۸/۴ اگر اقساط کی ادائیگی کے ساتھ مشروط ہبہ، اجارہ کے معاہدے کے ساتھ متصل ہو اور یہ وعدہ علیحدہ دستاویز کے ذریعے کیا گیا ہو، تو اس شرط کے پورے ہوتے ہی کرایہ دار کو ملکیت منتقل ہوجائے گی اور کسی دوسرے معاہدہ کی ضرورت نہیں ہوگی۔ البتہ اگر کرایہ

دار نے قسط کی ادائیگی میں مقررہ وقت سے تاخیر کی اگرچہ ایک ہی قسط میں کی ہو تو شرط پوری نہ ہونے کی وجہ سے ملکیت منتقل نہیں ہوگی۔

۸/۵ اگر اجارہ کا اثاثہ کرایہ دار کو اجارہ منتھیہ بالتملیک پر دینے سے پہلے اسی کرایہ دار سے ہی خریدا گیا تھا تو عقدِ عینہ سے بچنے کے لیے ضروری ہے کہ اجارہ کے معاہدے اور کرایہ دار کو بیچنے کے وقت کے درمیان اتنی مدت ہو جس میں اجارہ کے اثاثہ یا اس کی قیمت میں تبدیلی آجائے۔ یہ اصول اس صورت پر بھی لاگو ہوتا ہے جہاں اجارہ کی مدت کے دوران ہی فروخت کے عقد کے ذریعے اجارہ کے اثاثہ کی ملکیت کرایہ دار کو فوراً منتقل کی جارہی ہو (دیکھیے شق ۷/۱)

۸/۶ شق ۸/۸ کی رعایت رکھتے ہوئے اجارہ کے تمام احکام کا اطلاق اجارہ منتھیہ بالتملیک پر بھی ہونا ضروری ہے۔ یہ اجارہ کی وہ صورت ہوتی ہے جس میں کرایہ پر دینے والا اجارہ کا اثاثہ کرایہ دار کی ملکیت میں دینے کا وعدہ کرتا ہے۔ اجارہ کے کسی حکم کی خلاف ورزی کسی بھی وجہ سے نہیں ہونی چاہیے، نہ اس وجہ سے کہ اجارہ کا اثاثہ اس بنیاد پر خریدا گیا تھا کہ کرایہ دار نے اس کو ملکیت میں لینے کا وعدہ کیا تھا، نہ ہی اس وجہ سے کہ اجارہ کا اثاثہ کرایہ دار کو جلد منتقل ہو جائے گا، نہ ہی اس وجہ سے کہ کرایہ دار اجرتِ مثل سے زیادہ اجرت دینے کا پابند ہے جو کہ خرید وفروخت کی قسطوں کے برابر ہیں اور نہ اس وجہ سے کہ ملکی قوانین یا مروجہ حسابات کے معیارات (accounting standards) میں اس معاملہ کو قسطوں پر ایسی خرید وفروخت شمار کرتے ہیں جس میں ملکیت تاخیر سے منتقل ہوتی ہے۔

۸/۷ عقدِ اجارہ کے ساتھ ملکیت کی منتقلی ایسی خرید وفروخت کے ذریعے نہیں کی جاسکتی جو مستقبل کی طرف مضاف ہو۔

۸/۸ اگر اجارہ کا اثاثہ تباہ ہوجائے یا اجارہ کا معاملہ مدت کی تکمیل تک جاری رکھنا ناممکن ہوجائے، اور ان دونوں صورتوں کا سبب کرایہ دار نہ ہو، تو اجرتِ مثل ادا کی جائے گی۔ اگر مقررہ اجرت اجرتِ مثل سے زیادہ ہو تو ان دونوں کا فرق کرایہ دار کو لوٹا دیا جائے گا۔ یہ سب

کرایہ دار کو نقصان سے بچانے کے لیے ہے کیونکہ وہ تو اجرتِ مثل سے زیادہ دینے پر صرف اس لیے آمادہ ہوا تھا کہ کرایہ پر دینے والے نے اجارہ کے اختتام پر اس کو مالک بنانے کا وعدہ کیا تھا۔

۹- معیار کے اجرا کی تاریخ

یہ معیار ۴ ربیع الاول ۱۴۲۳ھ مطابق ۱۶ مئی ۲۰۰۲ء کو جاری کیا گیا۔

معیار کی منظوری

اجارہ اور اجارہ منتہیہ بالتملیک کے شرعی مقتضیات کو مجلسِ شرعی نے اپنے ۲۵ - ۲۷ صفر ۱۴۲۱ھ مطابق ۲۹ - ۳۱ مئی ۲۰۰۰ء کو منعقد ہونے والے چوتھے اجلاس میں منظور کیا۔

۲۸ صفر - ۴ ربیع الاول ۱۴۲۳ھ مطابق ۱۱ - ۱۶ مئی ۲۰۰۲ء کو مدینہ منورہ میں منعقد ہونے والے اپنے آٹھویں اجلاس میں مجلسِ شرعی نے اجارہ اور اجارہ منتہیہ بالتملیک کے شرعی مقتضیات کو شرعی معیار کی ترتیب دینے کے لیے قرارداد منظور کی۔[1]

(۱) مجلسِ شرعی نے ۱۳ - ۱۵ محرم ۱۴۳۵ھ مطابق ۶ - ۸ نومبر ۲۰۱۴ء کو بحرین میں منعقدہ انتالیسویں اجلاس میں اس معیار کی موجودہ ترمیم شدہ حالت میں منظوری دی۔

ضمیمہ (الف)

معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد

۱۲ ذی القعدہ ۱۴۱۹ھ مطابق ۲۷ نومبر ۱۹۹۹ء کے بحرین میں منعقدہ اپنے پہلے اجلاس میں مجلسِ شرعی نے شرعی مشیر کی تقرری کے ذریعے اجارہ اور اجارہ منتہیہ بالتملیک کے شرعی مقتضیات کی تیاری کی منظوری دی۔

۱۳-۱۴ رجب ۱۴۲۰ھ مطابق ۲۲-۲۳ اکتوبر ۱۹۹۹ء کے منعقدہ اجلاس میں افتاء و ثالثی کمیٹی نے اجارہ اور اجارہ منتہیہ بالتملیک کے شرعی مقتضیات پر مشتمل معیار کے مسودہ پر بحث کی اور شرعی مشیر کو اس بحث و تمحیص اور ممبران کے آراء کی روشنی میں تبدیلیاں کرنے کی ہدایت دی۔

شرعی مقتضیات پر مشتمل معیار کا ترمیم شدہ مسودہ مجلسِ شرعی کے سامنے ۱۵-۱۷ ذیقعدہ ۱۴۲۰ھ مطابق ۲۱-۲۳ فروری ۲۰۰۰ء کے بحرین میں منعقدہ تیسرے اجلاس میں پیش کیا گیا اور مجلسِ شرعی نے اس میں تمام مجوزہ تبدیلیاں کرکے اسے ماہرین اور دلچسپی رکھنے والے افراد کو بھیجنے کا فیصلہ کیا تاکہ جلسۂ سماعت سے پہلے ان کی رائے سامنے آجائے۔

مورخہ ۲۹-۳۰ ذوالحجہ ۱۴۲۱ھ مطابق ۴-۵ اپریل ۲۰۰۰ء بحرین میں جلسۂ سماعت منعقد ہوا جس میں مرکزی بینک، اداروں، آڈٹ فرمز، شرعی ماہرین، یونیورسٹی کے اساتذہ و دیگر دلچسپی رکھنے والے افراد پر مشتمل تیس سے زائد افراد نے شرکت کی۔ تمام آراء کو سنا گیا چاہے وہ اس جلسہ سے پہلے بھیجی گئی تھیں یا اس دوران سامنے آئیں اور مجلسِ شرعی کے نمائندوں نے ان آراء کو محفوظ کیا اور ان پر اپنے تاثرات بھی لکھے۔

۲۱-۲۳ محرم ۱۴۲۱ھ مطابق ۲۶-۲۸ اپریل ۲۰۰۰ء کو بحرین میں شرعی معیارات کی کمیٹی اور افتاء و ثالثی کمیٹی کا ایک مشترکہ اجلاس منعقد ہوا تاکہ ان شرعی مقتضیات کے متعلق آراء پر بحث کی جاسکے اور

جلسۂ سماعت کے دوران ہونے والے مباحثے کی روشنی میں ان مقتضیات میں تبدیلی کی جاسکے۔

شرعی تحقیقاتی کمیٹی اور افتاء و ثالثی کمیٹی کی ترامیم پر مجلسِ شرعی نے ۲۵-۲۷ صفر ۱۴۲۱ھ مطابق ۲۹-۳۱ مئی ۲۰۰۰ء کو مدینہ منورہ میں منعقدہ اپنے چوتھے اجلاس میں بحث کی اور مناسب ترامیم شامل کیں۔ اور اس معیار کو اجارہ اور اجارہ منتہیہ بالتملیک کے شرعی مقتضیات کے عنوان سے منظور کرلیا، بعض مقتضیات متفقہ طور پر اور بعض کثرتِ رائے سے منظور کی گئیں، جیسا کہ مجلسِ شرعی کے ریکارڈ میں محفوظ ہے۔

۹-۱۳ رمضان ۱۴۲۲ھ مطابق ۲۴-۲۸ نومبر ۲۰۰۱ء کے مکہ مکرمہ میں منعقدہ ساتویں اجلاس میں مجلسِ شرعی نے سرمایہ کاری و مالیاتی معاملات کے تمام شرعی مقتضیات کو شرعی معیار بنانے کی قرارداد منظور کی اور اس کے لیے ایک کمیٹی بھی تشکیل دی۔

۲۸ صفر - ۴ ربیع الاول ۱۴۲۳ھ مطابق ۱۱-۱۶ مئی ۲۰۰۲ء کو مدینہ منورہ میں منعقدہ آٹھویں اجلاس میں مجلسِ شرعی نے شرعی مقتضیات برائے سرمایہ کاری و تمویل، عدد ۲: اجارہ اور اجارہ منتہیہ بالتملیک کو نویں شرعی معیار: اجارہ اور اجارہ منتہیہ بالتملیک کے عنوان سے ترتیب دینے کی منظوری دی اور اس کے مضمون میں کوئی خاطر خواہ تبدیلی نہیں کی۔

شرعی معیارات کی نظرِ ثانی کمیٹی نے ربیع الثانی ۱۴۳۳ھ مطابق مارچ ۲۰۱۰ء کے قطر میں منعقدہ اجلاس میں اس معیار پر نظرِ ثانی کی اور بحث و تمحیص کے بعد حذف، اضافہ اور ترمیم کے لحاظ سے کافی ترامیم کیں اور انہیں مجلسِ شرعی کو ارسال کردیا تاکہ وہ ان میں سے جو مناسب سمجھیں انہیں برقرار رکھیں۔

مجلسِ شرعی نے ۱۳-۱۵ محرم ۱۴۳۵ھ مطابق ۶-۸ نومبر ۲۰۱۴ء کو بحرین میں منعقدہ انتالیسویں اجلاس میں شرعی معیار نظرِ ثانی کمیٹی کی ارسال کردہ ترامیم پر غور کیا اور بحث و مباحثہ کے بعد ان میں سے جنہیں مناسب سمجھا انہیں برقرار رکھا اور موجودہ شکل میں معیار کو منظور کرلیا۔

ضمیمہ (ب)

شرعی احکام کی بنیادیں

اجارہ اور اجارہ منتہیہ بالتملیک کی مشروعیت پر بنیادی باتیں

- اجارہ قرآن، سنت، اجماع اور عقل سے ثابت ہے:

قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿قَالَتْ اِحْدٰىهُمَا يٰٓاَبَتِ اسْتَاْجِرْهُ﴾[۱] "ان دونوں عورتوں میں سے ایک نے کہا: اباجان! آپ ان کو اجرت پر کوئی کام دے دیجیے"۔ یہ بھی فرمان ہے ﴿لَوْ شِئْتَ لَتَّخَذْتَ عَلَيْهِ اَجْرًا﴾[۲] "اگر آپ چاہتے تو اس کام پر کوئی اجرت لے لیتے"۔

حدیث میں نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے "جو اجرت پر کسی کو لے تو اس کی اجرت بھی بتادے"۔[۳] یہ بھی فرمایا: "مزدور کو اس کی اجرت اس کے پسینہ خشک ہونے سے پہلے دے دو"۔[۴]

- اس کی مشروعیت پر اجماع بھی ہوچکا ہے۔ اس کے جواز کی عقلی وجہ یہ ہے کہ اس میں لوگوں کے لیے آسانی ہے کہ وہ ان اثاثوں کی منفعت اجارہ کے معاہدے کے ذریعے حاصل کرلیتے ہیں جن کی ملکیت حاصل کرنے کی وہ طاقت نہیں رکھتے۔

- اجارہ منتہیہ بالتملیک بھی تو ایک اجارہ کا معاہدہ ہی ہے جس پر اجارہ کے تمام احکام لاگو ہوتے ہیں، بس اس کے ساتھ مدت کے اختتام پر ملکیت کی منتقلی کا وعدہ منسلک ہوگیا ہے۔ اس کی مشروعیت کی توثیق مجمع الفقہ الاسلامی کی قرارداد سے بھی ہوتی ہے جس میں اجارہ منتہیہ بالتملیک کی جائز و ناجائز

---

(۱) سورۃ القصص: ۲۶۔

(۲) سورۃ الکہف: ۷۷۔

(۳) سننِ ابنِ ماجہ: ۲/۸۱۷، مجمع الزوائد: ۴/۹۸، مطبوعہ دار الریان للتراث و دار الکتاب العربی۔

(۴) سننِ ابنِ ماجہ: ۲/۸۱۷، والطبرانی فی الاوسط، مجمع الزوائد للہیثمی: ۴/۹۸۔

صورتوں کو بیان کیا گیا ہے۔

- اجارہ منتہیہ بالتملیک کی جائز صورت روایتی بینکوں میں رائج ہائر پرچیز کے معاملے سے مختلف ہے، کیونکہ مروجہ ہائر پرچیز اور فروخت کے معاہدے پر خرید وفروخت اور اجارہ کے احکامات بیک وقت لاگو ہوتے ہیں، پھر بغیر کسی علیحدہ معاہدے کے محض آخری قسط کی ادائیگی کے ذریعے ہی ملکیت کرایہ دار کو منتقل کردی جاتی ہے۔ جبکہ جائز اجارہ منتہیہ بالتملیک میں اجارہ کی مدت میں صرف اجارہ کے احکام ہی نافذ ہوتے ہیں، پھر معیار میں مذکور طریقے کے مطابق کرایہ دار کو ملکیت منتقل کردی جاتی ہے۔
- اس معیار میں وہ اجارہ مقصود ہے جس میں اثاثوں کو اجارہ پر لیا جاتا ہے جو کہ ایک ایسا معاہدہ ہے جس سے معلوم مدت کے لیے جائز و معلوم عوض کے بدلے معلوم جائز منفعت حاصل کرنا مقصود ہوتا ہے۔

اجارہ کا وعدہ

- ادارے کے لیے اجارہ کا وعدہ کرنے والے سے ایک مخصوص رقم لینے کی شرعی بنیاد وعدہ کرنے والے کی سنجیدگی کو یقینی بنانے کی حاجت ہے۔ یہ اس لیے کہ لازمی وعدہ کرکے اگر گاہک مکر جائے، ادارہ کو بار بار مطالبہ کرنے پر مجبور کرے اور پھر بھی ادائیگی میں تاخیر کرے تو ایسی صورت میں لازمی وعدہ سے اس پر مالی مشکلات پیدا ہوتی ہیں۔ البرکہ بینک کی مجلسِ شرعی نے اس طرح کی رقم لینے پر فتویٰ بھی دیا ہے جو اجارہ پر بھی لاگو ہوتا ہے۔

اجارہ پر دیے جانے والے اثاثہ یا اس کی منفعت کا ادارہ کے ملکیت میں آنا

- کسی متعین اثاثہ کو ملکیت میں آنے سے پہلے اجارہ پر دینے کی ممانعت کی دلیل وہ حدیث ہے جس میں غیر مملوکہ اثاثہ کی فروخت سے منع کیا گیا ہے اور اجارہ بھی منفعت کی فروخت ہے۔
- ایک شخص سے اس کے مملوکہ اثاثہ کی ملکیت حاصل کرکے پھر اسی کو وہی اثاثہ اجارہ پر دینے کی بنیاد یہ ہے کہ یہ صورت بیعِ عینہ میں داخل نہیں ہے۔

- اجارہ کو فروخت سے مشروط کرنے کی ممانعت کی بنیاد یہ ہے کہ فقہا کی ایک بڑی تعداد نے واضح الفاظ میں خرید وفروخت کے معاہدے کو اجارہ کے معاہدے کے ساتھ مشروط کرنے کو ممنوع قرار دیا ہے اور یہ اس حدیث کی رو سے بھی ممنوع ہے جس میں خرید وفروخت کے دو معاملے ایک معاملے میں کرنے سے منع فرمایا ہے۔[1]
- کرایہ پر دینے والے کے منع نہ کرنے کی صورت میں ذیلی اجارہ کی اجازت کی بنیاد کرایہ دار کی منفعت پر ملکیت ہے، جس کی وجہ سے وہ جو اجرت مناسب سمجھے اس پر آگے اجارہ پر دینے کا حق رکھتا ہے۔ تاہم اگر کرایہ پر دینے والا اسے ایسا کرنے سے روک دے تو ذیلی اجارہ کے ناجائز ہونے کی وجہ یہ ہے کہ کرایہ دار کو منفعت کی مشروط ملکیت ملی ہے جس کی وجہ سے اس شرط کی رعایت رکھنا اس پر لازم ہے۔
- مخصوص صفات کے حامل اثاثہ کو اپنے ذمہ لے کر اس کی ملکیت سے قبل ہی اس پر اجارہ کا معاہدہ کرنے کی اجازت اس لیے ہے کہ یہ صورت نزاع کے امکان سے محفوظ ہے، لہٰذا یہ سلم کی طرح ہے جس میں شوافع کے ایک قول اور حنابلہ کے مطابق پیشگی اجرت دینا بھی ضروری نہیں۔
- مطلوبہ اجارہ کے اثاثہ کی ادارے کے لیے خریداری گاہک کے علاوہ کسی دوسرے کو وکیل کے ذریعے کرنا اس لیے بہتر ہے تاکہ اجارے کے محض ظاہری دکھاوے سے بچا جاسکے اور ادارے کا اس تمام معاملے میں کردار واضح ہوسکے۔

اجارہ کا معاہدہ

- اجارہ کے لازمی معاہدہ ہونے کی دلیل یہ ہے کہ یہ ان معاہدوں میں سے ہے جن میں دونوں جانب سے عوض کے بدلہ ملکیت منتقل کی جاتی ہے، جس میں لزوم پایا جاتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ﴾ (معاہدے پورے کیا کرو)۔[2] اور اجارہ کے معاہدے کو عذر کی بنیاد پر

---

(۱)　اس حدیث کو امام احمد، نسائی اور ترمذی رحمہم اللہ نے نقل فرمایا ہے اور امام ترمذی رحمہ اللہ نے اسے صحیح حدیث قرار دیا ہے۔ نیل الاوطار ۲۴۸/۵۔

(۲)　سورۃ المائدۃ:۱۔

فسخ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اگر فسخ کا اختیار نہ ہو تو مال ضائع ہو جائیں گے کیونکہ کرایہ دار ایسی منفعت کی اجرت ادا کرتا رہے گا جس کی کسی غیر اختیاری سبب کی وجہ سے اب اسے ضرورت نہیں رہی۔

- اجارہ کی مدت طے کرنے کی وجہ یہ ہے کہ بصورتِ دیگر مدت مجہول ہوگی جس سے تنازع ہونے کا امکان ہے۔ اجارہ کے مستقبل کی طرف منسوب ہونے کے جواز کی بنیاد خرید و فروخت کے برعکس ایک زمانے تک جاری رہنے والے عمل کا عقد ہونا ہے لہٰذا اس کا کسی زمانہ کی طرف منسوب ہونا مناسب ہے۔
- بیعانہ کے جواز کی دلیل حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا عمل ہے، اسی عمل کو حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے بھی بنیاد بنایا ہے اور مجمع الفقہ الاسلامی نے بھی اسی بیعانہ کے جواز کی قرارداد منظور کی ہے۔[1]
- کسی متعیّن اثاثہ پر اجارہ کے معاہدے کے بعد اسی اثاثہ کو دوبارہ اجارہ پر دینے کی ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ پہلے معاہدے کے بعد اجارہ کی اثاثہ کی منفعت کرایہ پر دینے والے کی ملکیت سے نکل گئی ہے، لہٰذا اجارہ کا اثاثہ تو پہلے کرایہ دار کے پاس ہے تو دوسرے اجارہ کے لیے کوئی اثاثہ باقی نہیں رہا۔ نئے کرایہ دار کو اجارہ کے معاہدے میں داخل کرنا جائز نہیں جب تک کہ موجودہ کرایہ دار کے ساتھ باہمی رضامندی سے معاہدہ ختم نہ ہو جائے۔ لہٰذا اجارہ کی یہ صورت سرمایہ کاری کے لیے مناسب نہیں ہے کیونکہ اس میں پہلے کے اجارہ پر اٹھائے ہوئے اثاثہ کے لیے مزید نئے کرایہ دار شامل کر کے ان کو واجب الوصول اجرت فروخت کی جاتی ہے۔ مذکورہ صورت اس صورت سے بالکل مختلف ہے جہاں ادارہ اجارہ کے اثاثہ کی ملکیت مکمل یا جزوی طور پر کسی سرمایہ کار کو منتقل کر دیتا ہے تاکہ وہ مکمل یا جزوی طور پر اس کے قائم مقام بن کر منفعت کی ملکیت اور اسی کے بقدر اجارہ سے فائدہ اٹھالے۔ اس پہلی صورت کی ممانعت پر ندوۃ البرکہ قرارداد بھی منظور کر چکی ہے۔[2]
- ایک ہی اثاثہ کی متعیّن منفعت پر متعدّد افراد کے لیے بلا تعین مدت متعدّد متواتر اجارہ کے

(۱) عربون کے بارے میں قرارداد نمبر ۷۲ (۸/۳)۔

(۲) ندوۃ البرکہ کی قرارداد نمبر ۴/۱۳۔

معاہدے کرنے کی اجازت اس لیے ہے کہ منفعت اپنی طے شدہ مکمل مدت میں سب کے لیے کافی ہے۔ ہر کرایہ دار کے لیے اجارہ کی مدت متعین نہ ہونے کی اجازت بھی اس لیے ہے کہ ہر فریق کو تعیّن کا حق پہلے آیئے پہلے پایئے کی بنیاد پر حاصل ہے۔ اسی سے متعلق ندوۃ البرکہ نے فتویٰ بھی جاری کیا ہے۔[1]

- منفعت میں غیر کی شرکت کو ذیلی اجارہ کے معاہدے سے پہلے پہلے ختم کرنے کی شرط کی وجہ یہ ہے کہ ذیلی اجارہ کی وجہ سے اجارہ کا اثاثہ پہلے کرایہ دار کی ملکیت سے نکل جاتا ہے لہٰذا وہ اب ایسے اثاثہ کو اجارہ پر دے گا جو اس کی ملکیت ہی میں نہیں ہے۔ پہلے گذر چکا کہ یہ شرعاً ممنوع ہے۔ فقہائے کرام نے ایسے شخص پر معاملات کرنے پر پابندی عائد کی ہے جو غیر مملوک متعین اثاثوں کو کرائے پر دیتا ہے۔

اجارہ کا اثاثہ

- اجارہ کے اثاثہ کی منفعت حاصل کرنے کے دوران اس کے وجود کے باقی رہنے کی شرط کی بنیاد یہ ہے کہ اجارہ تو صرف منفعت کے استعمال کا معاہدہ ہے، نہ کہ اس کے وجود کو خرچ کرنے کا معاہدہ، لہٰذا اُس اثاثہ کو اجارہ پر دینا جائز نہیں جو استعمال سے ختم ہو جائے۔ اجارہ کی منفعت کے جواز کی شرط اس لیے ہے کہ ناجائز فوائد کے لیے اجارہ پر دینا گناہ میں معاونت ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کی وجہ سے حرام ہے ﴿وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾[2] (اور گناہ اور ظلم میں تعاون نہ کرو)۔
- اجارہ کی اثاثہ کے عیوب سے مالک اپنے آپ کو بری قرار نہیں دے سکتا کیونکہ یہ اجارہ کے معاہدے کے تقاضے کے خلاف ہے جو کہ اجرت کے بدلے فوائد حاصل کرنے کا نام ہے اور جب منفعت کلی یا جزوی طور پر ختم ہوگئی تو اس کے بدلے اجرت لیتے رہنا ناجائز مال کھانے کے برابر ہے۔ مجمع الفقہ الاسلامی نے بھی اپنی قرارداد میں کرایہ پر دینے والے کو ضائع ہونے اور ہر اس عیب کا ذمہ دار قرار دیا ہے جو کرایہ دار کی غلطی یا کوتاہی سے پیدا نہ ہو،[3] اسی طرح الھیئۃ الشرعیۃ الموحدۃ للبرکۃ کے

(۱) ندوۃ البرکہ کی قرارداد نمبر ۱/۱۰۔

(۲) سورۃ المائدۃ: ۲۔

(۳) مجمع الفقہ الاسلامی کی قرارداد نمبر ۱۳ (۱/۳)۔

فتویٰ میں ہے کہ کرایہ پر دینے والا اجارہ کے اثاثہ کے عیب سے اپنے آپ کو بری نہیں کر سکتا۔[1]

- بڑی دیکھ بھال کی ذمہ داری کرایہ دار پر عائد کرنے کی ممانعت کی وجہ اس شرط کا معاہدے کے تقاضے کے خلاف ہونا ہے۔ دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ چونکہ کرایہ پر دینے والا منفعت کے عوض اجرت لیتا ہے لہٰذا منفعت کو باقی رکھنا مالک کی ذمہ داری ہے جو کہ اجارہ کے اثاثہ کے وجود اور اس کی دیکھ بھال کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ اسی کے موافق الہیئۃ الشرعیۃ الموحدۃ للبرکۃ نے فتویٰ دیا ہے۔[2]
- انشورنس کے اخراجات کرایہ پر دینے والے کے ذمہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ملکیت کا ضمان کرایہ پر دینے والے پر ہی ہوتا ہے اور اجارہ میں وہ کرایہ پر دینے والا ہی مالک ہوتا ہے، اس مسئلے کے متعلق مجمع الفقہ الاسلامی کی قرارداد بھی آچکی ہے۔[3]
- مدت کے پہلے دورانیہ کے بعد کے دورانیوں کے اجارہ کے تعیّن کے لیے اشاریہ کو استعمال کرنے کی اجازت اسی لیے ہے کہ اس اشاریہ کے ذریعے اجرت معلوم ہوتی رہے گی۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے اجرتِ مثل کی طرف رجوع کرنا جائز ہے کیونکہ اس میں تنازع کا امکان نہیں رہتا۔ نیز اس اشاریہ کے مقرر کرنے سے اجرت کے بدلنے کی صورت میں دونوں فریقوں کا ہی فائدہ ہے کیونکہ کرایہ داری کا معاہدہ تو مکمل مدت تک لازمی ہی رہتا ہے۔ اس موقف کی تائید مجلس البرکہ کے گیارہویں اجلاس میں جاری کردہ فتویٰ سے بھی ہوتی ہے۔
- مدتِ اجارہ کے مستقبل کے دورانیوں کی اجرت کی مقدار میں ردوبدل کی گنجائش اس بنیاد پر ہے کہ یہ دراصل اس دورانیہ کے اجارہ کی تجدید ہے جس کا اجارہ ابھی ذمہ میں نہیں ہوا، لہٰذا یہ اجرت ابھی واجب الوصول رقم نہیں جس میں ردو بدل شرعاً منع ہو۔ البتہ گزشتہ دورانیہ کے اجرت کی مقررہ تاریخ میں توسیع کرنے کے عوض اس کی مقدار میں اضافہ سود ہوگا۔

---

(۱) فتاویٰ الہیئۃ الشرعیۃ الموحدہ للبرکہ نمبر ۹۸/۱۔

(۲) فتاویٰ الہیئۃ الشرعیۃ الموحدہ للبرکہ نمبر ۹/۹۔

(۳) مجمع الفقہ الاسلامی کی قرارداد نمبر ۱۳(۳/۱)۔

ضمانتیں اور اجارہ کے واجب الوصول کا حل

- اجرت کی بروقت وصولیابی یقینی بنانے کے لیے ضمانتیں لینے کی اجازت اس لیے ہے کہ یہ معاہدے کے تقاضوں کے خلاف نہیں ہے بلکہ معاہدے کو مزید مضبوط کرتی ہے کیونکہ ضمانتیں ادھار معاملات سے مناسبت رکھتی ہیں۔
- اجرت دیر سے ادا کرنے کی صورت میں بقیہ تمام اقساط کی فوری ادائیگی کی شرط لگانے کی اجازت اس حدیث سے ثابت ہے جس میں آپ ﷺ نے فرمایا: "مسلمانوں کے درمیان طے شدہ شرطوں کو برقرار رکھا جائے گا"۔ (۱) نیز مہلت تو اجارہ کے مدیون کرایہ دار کا حق ہے جس سے وہ خود بھی دستبردار ہو سکتا ہے اور اس دستبرداری کو تاخیر سے ادائیگی کی صورت کے ساتھ مشروط بھی کر سکتا ہے۔
- اجارہ کی مقررہ مہلت میں توسیع کے عوض واجب الوصول اجرت میں اضافہ اس لیے منع ہے کہ یہ ربا الجاہلیت کی ایک قسم ہے۔
- ٹال مٹول کرنے والے مقروض کرایہ دار سے صدقہ کا التزام کرانا تاکہ اسے ادارہ اپنے طور پر خیر کے مصارف میں خرچ کر سکے، صدقہ اپنے ذمہ لازم کرنے کی طرح ہے جو مالکی فقہاء کے نزدیک معروف ہے اور ان میں علامہ ابو عبداللہ بن نافع اور امام محمد بن ابراہیم بن دینار رحمۃ اللہ علیہما کی یہی رائے ہے۔ (۲)

اجارہ کے معاملہ میں پیش آمدہ تبدیلیاں

- کرایہ دار کی اجازت کے بغیر اجارہ کا اثاثہ کرایہ دار کے علاوہ کسی دوسرے کو بیچنے کا جواز اس بنیاد پر ہے کہ کرایہ پر دینے والا اجارہ کے اثاثہ کا مالک ہے جبکہ کرایہ دار کا حق صرف منفعت تک منحصر ہے، لہٰذا کرایہ پر دینے والا اس میں ایسا تصرف کر سکتا ہے جس سے کرایہ دار کا حق متاثر نہ ہو۔ اس خرید و

---

(۱) اس حدیث کی تخریج پہلے گذر چکی ہے۔

(۲) دیکھیے کتاب: تحریر الکلام فی مسائل الالتزام للحطاب ص: ۷۱ تا ۷۶۔

فروخت میں قبضہ کے لیے بس اتنا ہی کافی ہے کہ خریدار کو اجارہ کی مدت کے اختتام پر اجارہ کا اثاثہ استعمال کرنے کی قدرت حاصل ہے، لہٰذا خریدار اجارہ کے اثاثہ کا مالک اس طور پر بنے گا کہ وہ فی الحال اس کے فوائد حاصل نہیں کر سکتا۔ الراجحی بینک (۱) اور بینک اسلامی اردن (۲)، دونوں کی مجلسِ شرعی اس کے جواز کا فتویٰ دے چکی ہیں۔

- اجارہ کے اثاثہ کی مکمل تباہی کی صورت میں اجارہ کا معاہدہ ختم ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اجرت منفعت کا عوض ہوتی ہے، جب اجارہ کے اثاثہ کا وجود ہی نہیں رہا تو اجرت لینے کا کوئی حق ہی نہیں رہا۔
- اگرچہ کرایہ دار اجارہ کا اثاثہ لوٹا دے یا اس کے استعمال سے رک جائے تب بھی اجرت کی ادائیگی واجب ہے، اس مسئلہ کی بنیاد یہ ہے کہ اجارہ کا معاہدہ لازمی معاہدہ ہے جسے کرایہ دار یک طرفہ طور پر ختم نہیں کر سکتا۔
- کسی پیش آمدہ عذر یعنی ضرورت کی وجہ سے اجارہ کے ختم کرنے کی گنجائش اس لیے ہے کیونکہ اگر اس مجبوری کے باوجود اجارہ کا معاملہ جاری رہے تو صاحبِ عذر کو نقصان پہنچے گا جس کا اس نے معاہدے میں التزام نہیں کیا تھا۔ اس مسئلہ میں کویت فائنانس ہاؤس کی ہیئۃ الفتویٰ والرقابۃ الشرعیۃ (۳) اور ہیئۃ الشرعیۃ الموحدۃ للبرکۃ (۴) نے بھی یہی فتویٰ دیا ہے۔
- بروقت اجرت موصول نہ ہونے پر کرایہ پر دینے والے کے لیے اجارہ کا معاہدہ ختم کرنے کی شرط رکھنے کی اجازت ہے کیونکہ تمام شرائط اصلاً جائز اور قابلِ عمل ہوتی ہیں، اور یہ شرط کسی حلال معاملہ کو حرام اور حرام معاملہ کو حلال نہیں کر رہی، اس لیے اس پر حدیث صادق آتی ہے "مسلمانوں کے درمیان طے شدہ شرطوں کو برقرار رکھا جائے گا سوائے اس شرط کے کسی حلال معاملہ کو حرام اور

---

(۱) الهیئۃ الشرعیۃ لمصرف الراجحی کی قرارداد نمبر ۱۱۔

(۲) فتاویٰ الهیئۃ الشرعیۃ، بنک اسلامی اردن، نمبر ۱۸۔

(۳) فتویٰ نمبر ۲۳۳ و ۲۵۳۔

(۴) فتاویٰ الهیئۃ الشرعیۃ لموحدہ للبرکۃ نمبر ۹/۹۰۔

حرام معاملہ کو حلال بنادے"۔[1]

- کسی ایک فریق کے انتقال سے اجارہ کے معاہدے کے ختم نہ ہونے کی بنیاد یہ ہے کہ یہ معاہدہ اجارہ کے اثاثہ کے وجود سے وابستہ ہے، جب تک وہ اثاثہ باقی رہے گا، معاہدہ بھی باقی رہے گا۔ اگر ورثا اس عقد کی ذمہ داری اٹھانے سے اپنی عاجزی ثابت کردیں توان کو نقصان سے بچانے کے لیے ان کو حقِ فسخ حاصل ہے۔ یہ استثنا امام مالک کے مذہب سے لیا گیا ہے اور اس میں کرایہ دار کے لیے سہولت بھی ہے۔ جہاں تک کرایہ پر دینے والے کا تعلق ہے تو اس کے ورثا کو بھی کوئی نقصان نہیں کیونکہ اجارہ ختم نہ ہونے کی وجہ سے انہیں اجرت ملتی رہے گی۔

اجارہ منتہیہ بالتملیک میں اجارہ کے اثاثہ کی ملکیت کی منتقلی

- وعدے کی دستاویز اور ملکیت کی منتقلی کے طریقوں کی اجارہ کے معاہدے سے جدا ہونے کی شرط اس لیے ہے تاکہ دونوں معاملات میں کوئی تعلق باقی نہ رہے۔ مجمع الفقہ الاسلامی نے اس پر قرارداد بھی منظور کی ہے۔[2]
- وعدے کا لازمی ہونا اس لیے ہے کیونکہ ادارہ اس معاملہ کا حصہ ہی اس وعدے کو مدِ نظر رکھ کر بنا ہے کہ کرایہ دار اس اجارہ کے اثاثہ کو خرید لے گا، لہٰذا وعدہ لازم ہوگا تاکہ کرایہ پر دینے والا نقصان سے بچا رہے۔ جبکہ دو طرفہ وعدہ کی ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ یہ اس عقد سے مشابہت رکھتا ہے جس کی وجہ سے ملکیت حاصل ہونے سے باہمی عقد ہوجائے گا، مجمع الفقہ الاسلامی کی طرف سے اس پر قرارداد آچکی ہے۔[3]
- ہبہ کو اجارہ کی تکمیل سے معلق کرنا جائز ہے کیونکہ ہبہ تعلیق کو قبول کرلیتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے نجاشی کی

---

(۱) اس حدیث کو احمد رحمۃ اللہ علیہ ۱/ ۳۱۲، ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے سندِ حسن ۲/ ۷۸۴ مطبوعہ مصطفی البابی الحلبی قاہرۃ، ۱۳۷۲ھ/ ۱۹۵۲ء، حاکم مطبوعہ حیدر آباد، ہندوستان ۱۳۵۵ھ، بیہقی ۶/ ۷۰، ۱۵۶، ۱۰/ ۱۳۳، طبع حیدر آباد، ہندوستان ۱۳۵۵ھ دارقطنی ۳/ ۷۷، ۴/ ۲۲۸، طبع دار المحاسن للطباعۃ، قاہرہ ۱۳۷۲ھ/ ۱۹۵۲ء۔

(۲) مجمع الفقہ الاسلامی کی قرارداد نمبر ۱۳ (۱/ ۳)۔

(۳) مجمع الفقہ الاسلامی کی قرارداد نمبر ۴۰-۴۱ (۲/ ۳، ۳/ ۵)۔

طرف اس شرط سے ہبہ بھیجا تھا کہ نمائندے کے وہاں پہنچنے کے وقت نجاشی زندہ بھی ہو۔[1]

- اجارہ کا اثاثہ اسی کے مالک سے خرید کر دوبارہ اس کو اس طرح اجارہ پر دینا جائز ہے کہ ایک مدت گزرنے کے بعد اس کی ملکیت اسی کی طرف منتقل ہوجائے گی، کیونکہ اس مدت کے واسطہ سے یہ معاملہ بیع عینہ سے جدا ہوجاتا ہے کیونکہ اثاثے کی ذات یا اس کی قیمت میں وقت کے ساتھ آنے والی تبدیلی سے گویا وہ اثاثہ ہی بدل گیا۔
- اجارہ منتہیہ بالتملیک پر اجارہ کے تمام احکامات لاگو ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ملکیت کی منتقلی کے وعدے کے باوجود یہ معاملہ اجارہ کے معاملہ ہونے اور اس پر اجارہ کے احکام کی حدود سے باہر نہیں نکل جاتا۔ اجارہ کے قوانین کا اس پر اطلاق اس لیے بھی ضروری ہے تاکہ اجارہ اور خرید وفروخت کے دونوں معاہدے جدا جدا رہیں۔ مجمع الفقہ الاسلامی کی طرف سے اس پر قرارداد آچکی ہے۔[2]
- ملکیت کی منتقلی کو مستقبل سے معلق کرنا اس لیے جائز نہیں کیونکہ خرید وفروخت کا معاملہ مستقبل پر معلق نہیں ہوتا کیونکہ اس کے الفاظ اپنے اثر سے جدا نہیں ہوسکتے۔
- اگر کرایہ دار کے اختیار سے بالاتر کسی وجہ سے ملکیت کی منتقلی ممکن نہ رہے تو اجرت کے تعیّن میں اجرتِ مثل کو دیکھا جائے گا، تاکہ کرایہ دار کو نقصان سے بچایا جاسکے کیونکہ اس نے اجرتِ مثل سے بڑھ کر اجرت اس لیے دی تھی تاکہ اسے ملکیت بھی حاصل ہوجائے۔ جب ملکیت فوت ہوگئی تو اجرت کو اجرتِ مثل کی طرف لے جایا جائے گا۔ یہ حکم اس مسئلہ کے مدِ نظر رکھتے ہوئے لکھا گیا ہے جس کی رو سے آسمانی آفت کے سبب پھلوں کے خراب ہونے کی وجہ سے قیمتوں میں کمی کی جاتی ہے۔

(۱) اس حدیث کو علامہ ابنِ حبان رحمۃ اللہ علیہ (صحیح ابنِ حبان ۵۱۶/۱۱) اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (مسندِ امام احمد ۴۰۴/۶) نے نقل کیا ہے۔

(۲) اس قرارداد کا نمبر پہلے لکھا جاچکا ہے۔

ضمیمہ (ج)
فرہنگ

اجارہ

اس معیار میں وہ اجارہ مقصود ہے جس میں اثاثوں کو اجارہ پر لیا جاتا ہے جو کہ ایک ایسا معاہدہ ہے جس سے معلوم مدت کے لیے جائز و معلوم عوض کے بدلے معلوم جائز منفعت حاصل کرنا مقصود ہوتا ہے۔

اجارہ منتہیہ بالتملیک

اسلامی مالیاتی اداروں میں اجارہ کی ایک صورت رائج ہے جسے اجارہ منتہیہ بالتملیک کہا جاتا ہے۔ اس اجارہ میں اجارہ کے اثاثہ کی ملکیت کرایہ دار کو مدت کے دوران یا اختتام پر منتقل کرنے کا وعدہ کیا جاتا ہے۔ ملکیت کی منتقلی معیار میں مذکور کسی ایک طریقے سے کی جاتی ہے۔

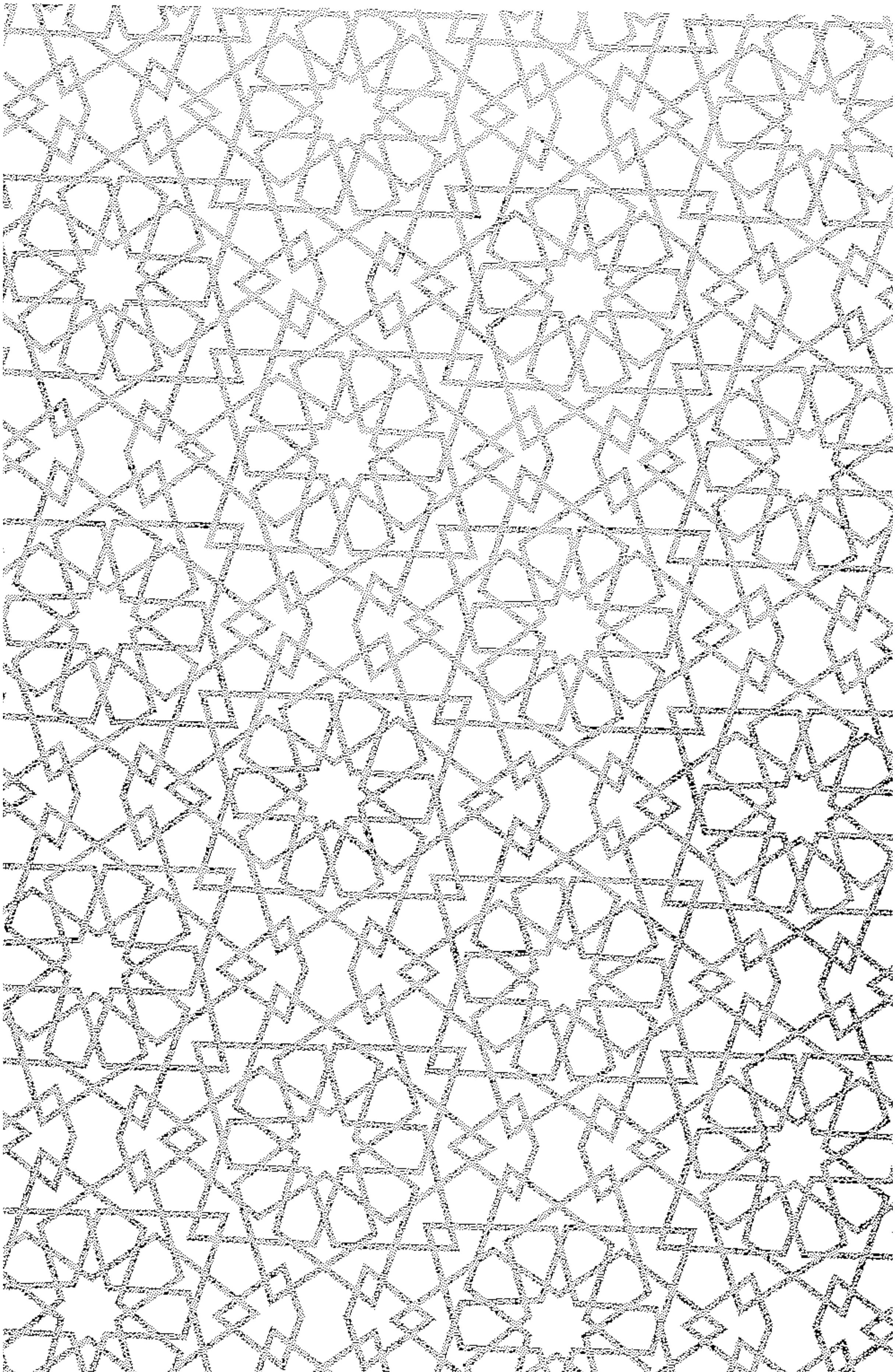

شرعی معیار نمبر (۱۰)

سَلَم اور متوازی سَلَم

(ترمیم شدہ معیار)

☆ اس معیار کا مضمون پہلے "شرعی مقتضیات برائے سرمایہ کاری و تمویل، عدد ۳: سلم اور متوازی سلم" کے عنوان سے شائع ہوا تھا۔ اب اسے مجلس شرعی کی تمام شرعی مقتضیات کو شرعی معیارات کے طرز پر دوبارہ شائع کیے جانے کی قرارداد کی بنیاد پر باقاعدہ شرعی معیار کی صورت میں شائع کیا گیا ہے۔

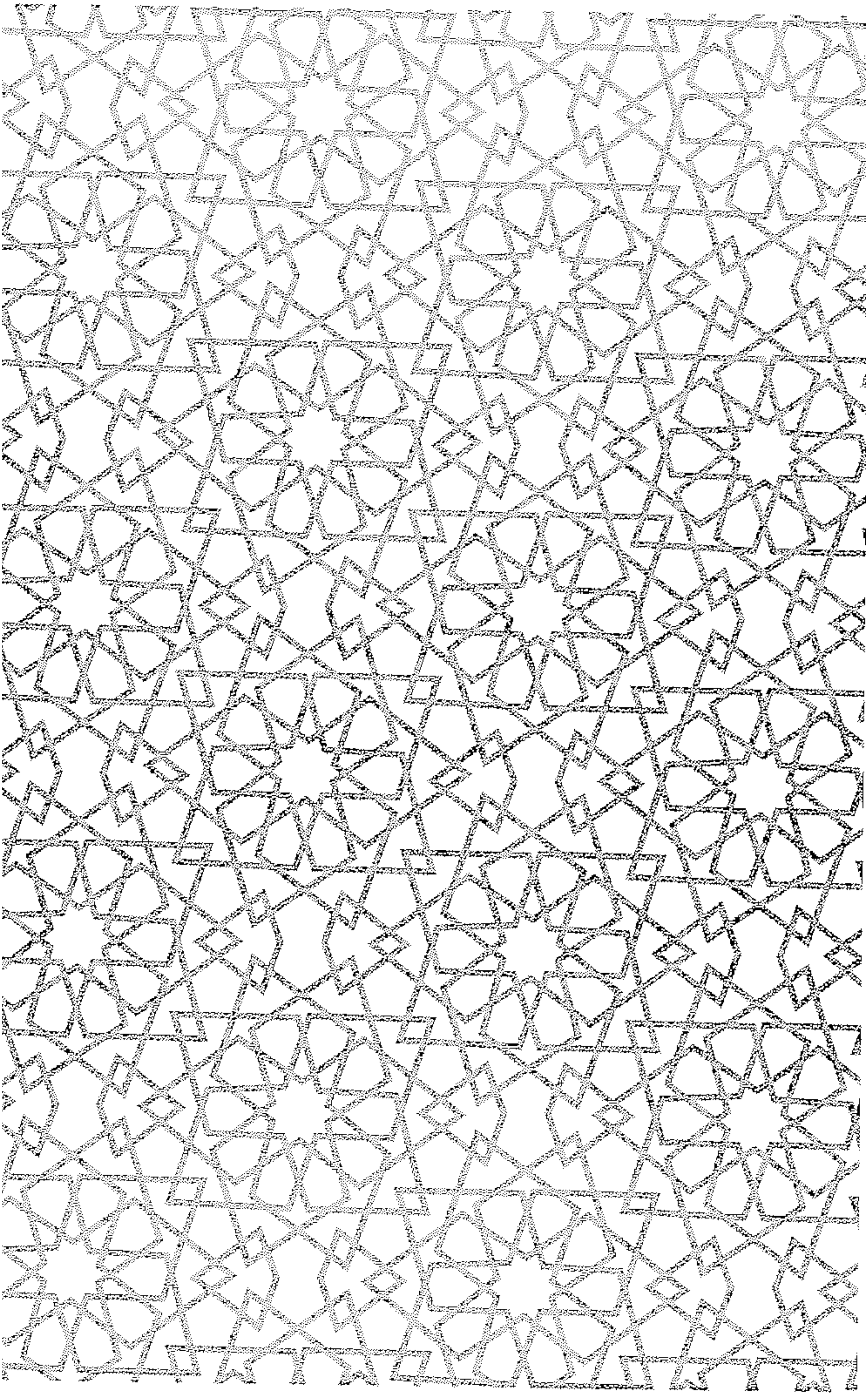

فہرست

دیباچہ ۲۸۶

معیار کا متن ۲۸۷

۱- معیار کا دائرۂ کار ۲۸۷

۲- عقدِ سلم ۲۸۷

۳- موضوعِ سلم ۲۸۸

۴- سلم میں درپیش صورتیں ۲۹۱

۵- مسلم فیہ کی حوالگی ۲۹۱

۶- متوازی سلم ۲۹۳

۷- سلم کے صکوک جاری کرنا ۲۹۳

۸- معیار کے اجرا کی تاریخ ۲۹۳

معیار کی منظوری ۲۹۴

ضمیمہ جات

ضمیمہ (الف) معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد ۲۹۵

ضمیمہ (ب) شرعی احکام کی بنیادیں ۲۹۷

ضمیمہ (ج) فرہنگ ۳۰۲

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على أشرف المرسلين، سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه أجمعين.

دیباچہ

اس معیار کا مقصد ان احکام اور شرعی اصولوں کو بیان کرنا ہے جن کی پابندی اسلامی مالیاتی اداروں[1] کے لیے سلم، اور متوازی سلم کے عقد، اس کے موضوع اور اس میں ہونے والی تبدیلیوں کی صورت میں ضروری ہے، چاہے قبضہ لینا ممکن ہو یا نہ ہو، اور اسی طرح اس معیار کے اغراض میں سلم کے صکوک جاری کرنے کے حکم کا بیان بھی ہے۔

والله الموفق...

---

(۱) "ادارہ/اداروں" کی اصطلاح یہاں اختصار کی غرض سے اسلامی مالیاتی اداروں کے لیے استعمال کی گئی ہے جن میں اسلامی بینک بھی شامل ہیں۔

معیار کا متن

۱- معیار کا دائرۂ کار

یہ معیار سلَم اور متوازی سلَم سے متعلق ہے، چاہے ادارہ کی حیثیت خریدار کی ہو یا فروخت کنندہ کی۔

یہ معیار سلم کے صکوک جاری کرنے سے متعلق نہیں ہے، کیونکہ وہ معیار "سرمایہ کاری صکوک" کی شق (۳/۵/۱/۵) کے ضمن میں مذکور ہے۔ نیز اس معیار کی شق ۷ کو دیکھ لیا جائے۔

یہ معیار عقد استصناع سے بھی متعلق نہیں کیونکہ اس کا ایک الگ مستقل معیار ہے۔

۲- عقدِ سلم

۲/۱ عقودِ سلم کے لیے عمومی طریقۂ کار

۲/۱/۱ سلم کے متعدد عقود پر گفت و شنید اس طرح ہو سکتی ہے، کہ ہر عقد اپنی مدت پوری ہونے کے ساتھ مکمل ہو جائے گا، اسی طرح یہ بھی جائز ہے کہ یکے بعد دیگرے سلم کے کئی عقود کے لیے ایک عمومی دستور العمل یا بنیادی معاہدہ کر لیا جائے جس میں پے در پے ہونے والے عقودِ سلم منعقد کرنا طے ہو۔ اس دوسری صورت میں معاملہ کرنے کے لیے دونوں فریق ایک مفاہمتی یادداشت طے کریں گے جس میں خرید و فروخت کے لیے دلچسپی کا اظہار، جس چیز کے لیے عقدِ سلم کیا جا رہا ہے اس کی مقدار اور صفات کا تعین، اس کو سپرد کرنے کی صورت، وہ بنیادی امور جن کی روشنی میں ثمن کا تعین اور ادائیگی کا طریقۂ کار، ضمانتوں کی نوعیت اور دیگر متوقع ضروری انتظامات طے کیے جائیں گے۔ عقدِ سلم کے ہر سودے کا نفاذ علیٰحدہ طور پر اس کے اپنے مقررہ وقت میں مکمل ہو گا۔

۲/۱/۲ جب مفاہمتی یادداشت کی بناء پر عقدِ سلم انجام پذیر ہوجائے تو یہ یادداشت عقد کا حصہ بن جائے گی، سوائے ان مندرجات کے جن کو دونوں فریق عقد انجام دیتے وقت مستثنیٰ کردیں۔

۲/۲ عقدِ سلم کے لیے استعمال ہونے والے الفاظ

سلم کا عقد لفظِ سلم، سلف، بیع یا کسی بھی ایسے لفظ سے منعقد ہوجاتا ہے جو نقد قیمت کے بدلہ میں طے شدہ صفات والی غیر متعیّن واجب الادا چیز کو بیچنے کو ظاہر کرے۔

۳۔ موضوعِ سلم

۱/۳ سلم کا راس المال [قیمت] اور اس کی شرائط

۱/۱/۳ یہ جائز ہے کہ سلم کا راس المال مثلی [مماثل] اشیا میں سے کوئی متعیّن چیز ہو (جیسے گندم اور کاشت کیا جانے والا دیگر غلہ) اور اس صورت میں یہ ضروری ہے کہ سود شامل نہ ہو۔ اسی طرح سلم کا راس المال ایسی چیز بھی ہوسکتی ہے جو غیر مماثل [قیمی] اشیا میں سے ہو (جیسے جانور)، اسی طرح یہ بھی جائز ہے کہ کسی متعیّن چیز سلم کا راس المال [ثمن] ہو جیسے ایک متعیّن مدت کے لیے گھر کی رہائش یا ہوائی جہاز یا کشتی کا استعمال۔ اس صورت میں اس متعیّن چیز، جو کہ منفعت کا محل ہے، کو سپرد کردینا سلم کے سرمائے کی پیشگی ادائیگی شمار کی جائے گی۔

۲/۱/۳ دونوں فریقوں کو اشیاءِ سلم کا راس المال اس طرح معلوم ہونا ضروری ہے کہ اس میں کچھ بھی پوشیدہ نہ ہو اور اس سے باہمی اختلاف کی گنجائش نہ رہے۔ چنانچہ اگر راس المال [قیمت] نقدی کی صورت میں ہو (اور یہی اصل صورت ہے) تو یہ متعیّن کیا جائے گا کہ اس کی کرنسی کون سی ہے، کرنسی کی مقدار کیا ہے اور اس کی ادائیگی کا طریقۂ کار کیا ہے۔ اور اگر کوئی اور مثلی چیز ہو تو اس کی جنس، نوع، صفات اور مقدار کا تعیّن کیا جائے گا۔

۳/۱/۳ سلم کے راس المال پر عقد طے ہونے کی نشست میں ہی قبضہ ہونا ضروری ہے، تاہم زیادہ سے زیادہ دو یا تین دن کی تاخیر کی گنجائش ہے۔ اور اس تاخیر کی شرط بھی رکھی جاسکتی ہے، بشرطیکہ تاخیر کی یہ مدت، مبیع کی حوالگی کے لیے طے شدہ مدت کے برابر یا اس سے زیادہ نہیں ہو۔

۴/۱/۳ یہ جائز نہیں کہ سلم کا راس المال ادھار ہو، مثلاً قرض یا ان معاملات کی واجب الاداء رقوم کو سلم کا راس المال بنانا جو ادارے کے لیے گاہک پر لازم ہیں۔

۲/۳ مسلَم فیہ [ذمہ میں لی گئی چیز/سلم میں مبیع] اور اس کی شرائط

۱/۲/۳ مثلی اشیا جیسے ناپی جانے والی اشیا اور وزن کی جانے والی اشیا میں عقدِ سلم کرنا درست ہے بشرطیکہ سودی معاملہ لازم نہ آئے۔ اسی طرح زرعی اشیا اور ایسی عددیات متقاربہ [ایک جیسی قابلِ شمار اشیا] میں بھی سلم کا عقد جائز ہے جن کی اکائیوں میں کوئی قابلِ لحاظ فرق نہ ہو، بشرطیکہ سود واقع نہ ہو۔

۲/۲/۳ کمپنیوں کی تیار کردہ وہ اشیا جن میں باہم فرق نہ ہو۔ وہ تجارتی علامات اور اپنے معیار کے مطابق تفصیلات کے ذریعہ متعیّن ہوں اور دستیاب ہوں۔ ایسی اشیا کو عددیاتِ متقاربہ [گنی جانے والی اشیا] میں شمار کیا جائے گا۔ اس سلسلہ میں شق ۸/۲/۳ کی رعایت رکھنا ضروری ہے۔

۳/۲/۳ متعیّن چیز میں سلم کا عقد کرنا درست نہیں ہے، جیسے "یہ گاڑی"، اور نہ ہی ان چیزوں میں جو غیر متعیّن طور پر ذمہ میں نہ آسکیں، جیسے زمینیں، عمارتیں اور درخت، اور نہ ہی ایسی اشیا میں جن کو صفات کے ذریعے واضح نہ کیا جاسکتا ہو، جیسے قیمتی پتھر اور نوادرات۔ یہ بھی جائز نہیں کہ یہ شرط لگائی جائے کہ مسلم فیہ کسی مخصوص زمین کی پیداوار میں سے ہوگا۔ مسلَم الیہ [فروخت کنندہ] کے لیے یہ جائز ہے کہ وہ سلم کی مدت پوری ہونے پر جہاں سے بھی دستیاب ہو مسلم فیہ کا بندوبست کردے چاہے وہ اپنی زمین یا کارخانہ سے ہو یا ان کے علاوہ کہیں اور سے۔

۳/۲/۴ اگر سلم کا راس المال کرنسی ہو، سونا یا چاندی کی صورت میں ہو تو مسلم فیہ [موضوعِ عقد] کا نقود، سونا یا چاندی ہونا جائز نہیں۔

۳/۲/۵ مسلم فیہ میں یہ شرط ہے کہ وہ صفات کے ذریعہ منضبط ہو سکے اور غیر متعیّن طور پر ذمہ میں آسکے، اور اس حد تک صفت بیان کرنا کافی ہوگا کہ اس کے بعد صرف ناقابلِ ذکر معمولی فرق رہ جائے جیسے لوگ عام طور پر اس کو برداشت کرلیتے ہوں اور وہ فرق کسی تنازع کا باعث نہ بنے۔

۳/۲/۶ مسلم فیہ کے بارے میں ایسا علم ہونا ضروری ہے کہ ناواقفیت باقی نہ رہے۔ مسلم فیہ کا تعیّن کرنے والی صفات کے بارے میں لوگوں کے رواج اور ماہرین کی رائے کا اعتبار کیا جائے گا۔

۳/۲/۷ مسلم فیہ کی مقدار کا معلوم ہونا بھی ضروری ہے، چنانچہ ہر چیز کی مقدار کا تعیّن اسی کے لحاظ سے ہوگا، مثلاً وزن، پیمانہ، حجم اور تعداد۔

۳/۲/۸ یہ بھی ضروری ہے کہ حوالگی لازم ہونے کے وقت مسلم فیہ عموماً اپنے مقام پر عام طور پر دستیاب رہے تاکہ فروخت کنندہ کے لیے اسے خریدار کے سپرد کرنا ممکن ہوسکے۔

۳/۲/۹ یہ شرط ہے کہ مسلم فیہ کی حوالگی کا وقت اس طور پر معلوم ہو جو اس بارے میں تنازع کا سبب بننے والی جہالت کو زائل کردے اور اس کی بھی اجازت ہے کہ مسلم فیہ کی مختلف قسطوں میں حوالگی کے لیے متعدد اوقات متعین کرلیے جائیں، بشرطیکہ سلم کا راس المال مکمل طور پر ادا کردیا گیا ہو۔

۳/۲/۱۰ اصولی طور پر مسلم فیہ کو سپرد کیے جانے کی جگہ متعین ہونا ضروری ہے، البتہ اگر دونوں فریق اس معاملہ میں خاموشی اختیار کریں تو جس جگہ عقد طے پایا ہے اسی جگہ کو مبیع کی حوالگی کی جگہ سمجھا جائے گا۔ اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو پھر جگہ کے تعیّن کے لیے عام رواج کو مد نظر رکھا جائے گا۔

۳/۳ مسلم فیہ کی ضمانت

سلم کے عقد میں مسلم فیہ کی ضمانت کے طور پر رہن، کفالہ یا ان کے علاوہ دیگر طریقوں کو، جو شرعی طور پر قابل قبول ہوں، استعمال کیا جاسکتا ہے۔

۴۔ سلم میں درپیش صورتیں

۱/۴ مسلم فیہ کو قبضہ سے پہلے فروخت کرنا

خریدار کے لیے مسلم فیہ پر قبضہ کرنے سے پہلے اس کو فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔

۲/۴ مسلم فیہ کو تبدیل کرنا

شرط لگائے بغیر خریدار کے لیے سلم کی مدت پوری ہونے کے بعد مسلم فیہ کے بدلہ میں نقد کے علاوہ کوئی اور چیز لینا جائز ہے۔ چاہے یہ تبدیلی مسلم فیہ کی جنس کی کسی چیز کے ساتھ ہو یا اس کی جنس کے علاوہ کسی اور چیز کے ساتھ۔ اسی طرح یہ بھی شرط ہے کہ بدلہ میں دی جانے والی چیز سلم کے موجودہ راس المال کے مقابلے میں مسلم فیہ بن سکتی ہو اور ادائیگی کے وقت بازار میں اس بدل کی قیمت مسلم فیہ کی بازاری قیمت سے زیادہ نہ ہو۔

۳/۴ سلم میں اقالہ

دونوں فریقوں کی رضامندی سے مسلم فیہ میں مکمل راس المال کی واپسی کے عوض اقالہ جائز ہے۔ اسی طرح یہ بھی جائز ہے کہ مسلم فیہ کے کچھ حصہ میں اسی کے بقدر سرمایہ واپس کر کے عقد ختم کیا جائے گا۔

۵۔ مسلم فیہ کی حوالگی

۱/۵ فروخت کنندہ پر لازم ہے کہ مسلم فیہ کی ادائیگی کا وقت مکمل ہونے پر اسے طے شدہ صفات اور مقدار کے مطابق خریدار کے حوالہ کرے، اسی طرح خریدار بھی عقد میں بیان کردہ صفات مکمل پائے جانے پر مسلم فیہ کو قبول کرنے کا پابند ہے اور انکار کرنے کی صورت میں اس کو قبول کرنے پر مجبور کیا جائے گا۔

۲/۵ اگر مسلَم الیہ [فروخت کنندہ] طے شدہ صفات سے زیادہ اچھی چیز پیش کرے اور اس اضافی خوبی کے مقابلہ میں کسی عوض کا مطالبہ نہ کرے تو خریدار پر اس چیز کا قبول کرنا ضروری ہے، اور اس کو حسنِ ادا سمجھا جائے گا، بشرطیکہ عقد میں طے کی گئی خاص صفات ہی خریدار کو مطلوب نہ ہوں۔

۳/۵ اگر فروخت کنندہ طے شدہ صفات سے کم درجہ کی چیز پیش کرے تو خریدار کو یہ حق ہے کہ قبول کرے یا نہ کرے، اور اگر اسی کو قبول کرلے تو یہ حسنِ اقتضاء سمجھا جائے گا۔ دونوں فریقوں کے لیے یہ بھی جائز ہے کہ وہ اسی چیز کو قبول کرنے کے لیے باہم صلح کرلیں اگرچہ اس کے لیے قیمت میں کمی کرنا پڑے۔

۴/۵ تبادلہ کی شرائط کا لحاظ رکھے بغیر کسی اور نوع کی حوالگی کرنا جائز نہیں اگرچہ وہ حوالگی مسلم فیہ ہی کی جنس میں سے ہو۔ (دیکھیے شق ۴/۲)

۵/۵ سلم کی مدت پوری ہونے سے پہلے مسلم فیہ حوالہ کرنا درست ہے، بشرطیکہ وہ طے شدہ صفات اور مقدار کے مطابق ہو۔ چنانچہ اگر خریدار کے لیے مسلم فیہ کو قبول کرنے میں کوئی رکاوٹ ہو تو اس کو مجبور نہیں کیا جائے گا، ورنہ قبول کرنا ضروری ہوگا۔

۶/۵ اگر فروخت کنندہ اپنی مالی تنگدستی کی وجہ سے مسلم فیہ کو سپرد کرنے سے قاصر ہو تو اس کو تنگدستی دور ہونے تک مہلت دی جائے گی۔

۷/۵ مسلم فیہ کی حوالگی میں تاخیر کی صورت میں قیمت میں کمی کی شرط لگانا جائز نہیں۔

۸/۵ اگر مسلم فیہ مکمل طور پر یا جزوی طور پر بازار میں دستیاب نہ ہو جس کی وجہ سے فروخت کنندہ سلم کی مدت پوری ہونے کے وقت اس کو حاصل نہ کرسکے تو خریدار کو حسب ذیل دو اختیار حاصل ہوں گے:

۱/۸/۵ مسلم فیہ کے بازار میں دستیاب ہونے تک انتظار کرے، یا

۲/۸/۵ عقد کو منسوخ کردے اور اپنا ادا کردہ سرمایہ واپس لے لے۔

اسی طرح مسلَم فیہ کو تبدیل کرلینا بھی درست ہے (دیکھیے شق ۴/۲)۔

۶- متوازی سلم

۱/۶ فروخت کنندہ کے لیے جائز ہے کہ وہ کسی تیسرے فریق کے ساتھ ایسے سامان کو حاصل کرنے کے لیے ایک مستقل اور متوازی سلم کا عقد کرلے جس کی صفات سلم کے پہلے عقد میں طے شدہ سامان کی صفات جیسی ہوں تاکہ وہ سلم کے پہلے عقد میں عائد ہونے والی ذمہ داری کو پورا کرسکے۔ اس صورت میں پہلے سلم کے عقد میں فروخت کنندہ دوسرے سلم میں خریدار شمار ہوگا۔

۲/۶ خریدار کے لیے جائز ہے کہ وہ کسی تیسرے فریق کے ساتھ ایسا سامان جس کی صفات پہلے سلم کے عقد میں خریدے ہوئے سامان کی صفات جیسی ہوں، کو فروخت کرنے کے لیے ایک مستقل اور الگ سلم کا عقد کرلے۔ اس صورت میں پہلے سلم کے عقد میں خریدار دوسرے سلم کے عقد میں فروخت کنندہ شمار ہوگا۔

۳/۶ ان دونوں صورتوں میں جو شق ۶/۱ اور شق ۶/۲ میں ذکر ہوئیں، ایک سلم کے عقد کو دوسرے سلم کے عقد کے ساتھ منسلک کرنا درست نہیں، بلکہ دونوں عقود کا تمام حقوق و فرائض کے اعتبار سے الگ ہونا ضروری ہے۔ اسی وجہ سے اگر ایک فریق نے پہلے سلم کے عقد میں اپنی طے شدہ کوئی ذمہ داری پوری نہیں کی تو دوسرے فریق کو اس بات کی اجازت نہیں ہے کہ وہ اس ذمہ داری پوری نہ کرنے کی وجہ سے دوسرے عقد کو فسخ کرے یا تاخیر یا کسی بھی ذریعہ سے متاثر کرے۔

۶/۴ شق ۱-۵ میں بیان کردہ تمام احکام متوازی سلم پر بھی لاگو ہوں گے۔

۷- سلم کے صکوک جاری کرنا

سلم کے قابلِ خرید و فروخت صکوک جاری کرنا جائز نہیں ہے۔ (دیکھیے شق ۱/۴)

۸- معیار کے اجرا کی تاریخ

یہ معیار مؤرخہ ۲۹ صفر ۱۴۲۲ھ مطابق ۲۳ مئی ۲۰۰۱ء کو جاری ہوا۔

معیار کی منظوری

مجلسِ شرعی نے اپنے چھٹے اجلاس جو مؤرخہ ۲۵ - ۲۹ صفر ۱۴۲۲ھ، مطابق ۱۹ - ۲۳ مئی ۲۰۰۱ء منعقد ہوا، اس میں سلم اور متوازی سلم سے متعلق شرعی مقتضیات کو منظور کیا۔

اس کے بعد مجلسِ شرعی نے اپنے آٹھویں اجلاس جو مدینہ منورہ میں مؤرخہ ۲۸ صفر - ۴ ربیع الاول ۱۴۲۳ھ مطابق ۱۱ - ۱۶ مئی ۲۰۰۲ء منعقد ہوا، میں "سلم اور متوازی سلم سے متعلق شرعی مقتضیات" دوبارہ بطور شرعی معیار اجرا کی منظوری دی۔ (۱)

(۱) مجلسِ شرعی نے ۱۳ - ۱۵ محرم ۱۴۳۵ھ مطابق ۶ - ۸ نومبر ۲۰۱۴ء کو بحرین میں منعقدہ اپنے انتالیسویں اجلاس میں اس معیار کو موجودہ ترمیم شدہ حالت میں منظور کیا۔

ضمیمہ (الف)

معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد

مجلسِ شرعی نے مکہ مکرمہ میں اپنی پانچویں اجلاس مؤرخہ ۸ - ۱۲ رمضان ۱۴۲۱ھ مطابق ۴ - ۸ دسمبر ۲۰۰۱ء میں سلم اور متوازی سلم سے متعلق شرعی مقتضیات کے اجرا کو ایک شرعی مشیر کے ذمہ لگانے کا فیصلہ کیا۔

بروز پیر مؤرخہ ۱۱ شوال ۱۴۲۰ھ مطابق ۱۷ جنوری ۲۰۰۰ء کو افتاء و ثالثی کمیٹی نے سلم اور متوازی سلم سے متعلق شرعی مقتضیات کا مسودہ تیار کرنے کی ذمہ داری شرعی مشیر کو دینے کا فیصلہ کیا۔

افتاء و ثالثی کمیٹی نے بحرین میں منعقد ہونے والے اپنے اجلاس مؤرخہ ۲۱ - ۲۳ محرم ۱۴۲۱ھ مطابق ۲۶ - ۲۸ اپریل ۲۰۰۰ء میں شرعی مقتضیات کے مسودہ پر بحث کی اور اس میں بعض ترامیم کیں، نیز کمیٹی نے ابوظہبی متحدہ عرب امارات میں منعقد ہونے والے اپنے چوتھے اجلاس میں مؤرخہ ۱۴ شعبان ۱۴۲۱ھ مطابق نومبر ۲۰۰۰ء کو سلم اور متوازی سلم سے متعلق شرعی مقتضیات کے مسودہ پر بحث کی اور مشیر کو وہ ترامیم شامل کرنے کی ہدایت دی جو باہم بحث و تمحیص اور اراکین کی تجاویز کی روشنی میں طے پائیں۔

یہ ترمیم شدہ مسودہ مجلسِ شرعی کے سامنے مکہ مکرمہ میں اس کے پانچویں اجلاس مؤرخہ ۸ - ۱۲ رمضان ۱۴۲۱ھ مطابق ۴ - ۸ دسمبر ۲۰۰۰ء کے دوران پیش کیا، اور مجلسِ شرعی نے اس میں مزید ترامیم کرنے کے بعد اس مسودہ کو ماہرین کے پاس بھیجنے کا فیصلہ کیا تاکہ اس معیار کے جلسۂ سماعت میں اُن کی تجاویز پر بحث و تمحیص کی جا سکے۔

ادارہ نے اس معیار کی سماعت کے لیے بحرین میں مؤرخہ ۴ - ۵ ذی الحجہ ۱۴۲۱ھ مطابق ۲۷ - ۲۸ فروری ۲۰۰۱ء کو جلسۂ سماعت منعقد کیا جس میں ۳۰ سے زائد افراد نے شرکت کی، جن میں مرکزی بینکوں، اکاؤنٹنگ کے اداروں، ماہرینِ شریعت، یونیورسٹیوں کے اساتذہ اور دیگر متعلقہ شعبوں کے افراد نے شرکت

کی۔ اس اجلاس میں پہلے سے وصول شدہ اور سماعت کے دوران موصول ہونے والی تجاویز کو سنا گیا اور اجلاس کے بعض اراکین نے ان تجاویز پر تبصرہ اور ان کے جوابات دینے کی ذمہ داری لی۔

افتاء و ثالثی کمیٹی نے بحرین میں ہونے والی اپنی پانچویں اجلاس مؤرخہ ۱۵ ذی الحجہ ۱۴۲۱ھ مطابق ۱۰ مارچ ۲۰۰۱ء میں جلسۂ سماعت کے دوران پیش کیے جانے والے توجہ طلب امور پر بحث کی۔ نیز ان توجہ طلب امور پر بھی جو تحریری طور پر ادارہ کو پیش کیے گئے اور مناسب ترامیم کیں۔

مجلسِ شرعی نے مدینہ منورہ میں ہونے والی اپنی چھٹے اجلاس مؤرخہ ۲۵ - ۲۹ صفر ۱۴۲۲ھ مطابق ۱۹- ۲۳ مئی ۲۰۰۱ء میں افتاء و ثالثی کمیٹی کی ترامیم پر غور کیا اور مناسب ترامیم کو شامل کرتے ہوئے سلم اور متوازی سلم کے نام سے اس معیار کی کچھ شقوں کو بالاتفاق اور کچھ شقوں کو اکثریتی رائے کی بنیاد پر قبول کر لیا۔

مجلسِ شرعی نے مکہ مکرمہ میں ہونے والی ساتویں اجلاس مؤرخہ ۹ - ۱۳ رمضان ۱۴۲۲ھ مطابق ۲۴ -۲۸ نومبر ۲۰۰۱ء کو شرعی مقتضیات برائے سرمایہ کاری و تمویل کو بطور معیار دوبارہ جاری کرنے کا فیصلہ کیا، اور اس کے لیے ایک کمیٹی تشکیل دی۔ آٹھویں اجلاس میں مجلسِ شرعی نے شرعی مقتضیات برائے سرمایہ کاری و تمویل کو دوبارہ جاری کرتے ہوئے سلم اور متوازی سلم کے نام سے شرعی معیار نمبر ۱۰ کو بغیر کسی بنیادی تبدیلی کے منظور کیا۔

شرعی معیارات کی نظر ثانی کمیٹی نے ربیع الثانی ۱۴۳۳ھ مطابق مارچ ۲۰۱۲ء میں قطر میں ہونے والے اجلاس میں اس معیار پر نظر ثانی کی اور بحث و مشاورت کے بعد کمیٹی نے حذف و اضافہ اور الفاظ کی تبدیلی کے لحاظ سے مناسب ترامیم کیں اور اسے مجلسِ شرعی کی خدمت میں پیش کیا تاکہ مجلس ان ترامیم کو برقرار رکھے جنہیں وہ مناسب سمجھے۔

مجلسِ شرعی نے بحرین میں مؤرخہ ۱۳ - ۱۵ محرم ۱۴۳۵ھ مطابق ۶ - ۸ نومبر ۲۰۱۴ء کو منعقد ہونے والی انتالیسویں اجلاس میں نظر ثانی کمیٹی کی ترامیم پر بحث و مشاورت کے بعد مناسب ترامیم کو برقرار رکھتے ہوئے اس معیار کو موجودہ ترمیم شدہ حالت میں منظور کیا۔

ضمیمہ (ب)

شرعی احکام کی بنیادیں

سَلَم کا جواز

- سَلَم کا جواز کتاب اللہ، سنت، اور اجماع سے ثابت ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوْهُ﴾[۱] (اے ایمان والو، جب تم معین میعاد کے لیے کوئی ادھار کا معاملہ کرو تو اس کو لکھ لیا کرو)۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ارشاد ہے: "میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے متعین مدت تک کے سلم (السلف المضمون) کو حلال کیا ہے اور اس کی اجازت دی ہے" اور پھر یہی مذکورہ آیت تلاوت فرمائی۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بھی مروی ہے کہ یہ آیت خاص سلم ہی کے بارے میں نازل ہوئی۔[۲]
- احادیث میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو لوگ کھجور میں ایک سال اور دو سال کا سلم کرتے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی کھجور میں سلم کا عقد کرے تو پیمانہ اور وزن معلوم ہو، جبکہ ایک روایت میں فرمایا کہ جو کوئی کسی چیز میں سلم کرے پیمانہ، وزن اور مدت معلوم ہو۔[۳]
- اجماع سے متعلق ابن المنذر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: علماء نے جائز سلم پر اجماع کیا ہے، یعنی کوئی شخص کسی ایسی چیز میں سلم کرے کہ جس کے تمام اوصاف، پیمانہ یا وزن اور مدت معلوم ہو۔[۴]

---

(۱) سورۃ البقرۃ: ۲۸۲۔

(۲) دیکھیے ابن الجوزی، زاد المسیر فی علم التفسیر، ۱/۳۳۶، اور ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، ۱/۴۹۶۔

(۳) صحیح بخاری، ۲/۷۸۱، صحیح مسلم، ۳/۱۲۲۶۔

(۴) ابن المنذر، الاجماع، ص ۵۴۔ ابن قدامہ، المغنی، تحقیق: ط ۲، القاہرۃ طبع ہجر ۶/۳۸۵۔

سلم کے جواز کی حکمت

- عقدِ سلم کے جواز میں یہ حکمت ہے کہ اس کے ذریعہ لوگوں کے لیے اپنی ضرورتیں پوری کرنے کے لیے سرمایہ حاصل کرنے میں آسانی ہوجاتی ہے۔ کیونکہ زراعت اور تجارت پیشہ حضرات کو اپنے کاروبار کی تکمیل کے لیے اور ذاتی مقاصد کے لیے بھی خرچ کی تنگی کی وجہ سے مال کی ضرورت ہوتی ہے۔ چنانچہ سلم کے جائز ہونے کی وجہ سے ان کو اخراجات کے حصول میں اور خریدار کو سامان کا نرخ کم ہونے کی وجہ سے آسانی ہوجاتی ہے، کیونکہ سلم میں سامان اکثر عام بازار کے نرخ سے کم پر دستیاب ہوجاتا ہے۔
- عقدِ سلم ان افراد کے ایک بہت بڑے طبقہ کی ضروریات کو ان کے مختلف درجات چھوٹے، درمیانے اور بڑے کے لحاظ سے پورا کرتا ہے جن کو زرعی، صنعتی یا تجارتی مقاصد وغیرہ کے لیے سرمایہ درکار ہو۔ ان تمام کاموں میں پیداوار کی تیاری تک نقد کی شکل میں بھی اور اشیا کی صورت میں بھی سرمایہ کی ضرورت ہوتی ہے، لہٰذا سلم سرمایہ کاری کے لیے نقد تمویل فراہم کرتا ہے۔ اسی طرح اس شخص کی ضرورت کو پورا کرتا ہے جس کو سرمایہ کی ضرورت ہو بشرطیکہ وہ بھی اس کے مقابل چیز کی میعاد پر ادائیگی پر قادر ہو۔ سلم کا استعمال اگرچہ زرعی شعبوں میں زیادہ ہے لیکن اس کا جواز ان تک محدود نہیں، بلکہ اسے سرمایہ کاری کے دوسرے مواقع جیسے صنعت و تجارت میں بھی استعمال کیا جاسکتا ہے۔
- سلم نقدی کی فوری ضروریات کو پورا کرنے کے لیے استعمال ہوسکتا ہے جس میں فروخت کنندہ کو سرمایہ کے استعمال کی آسانی ہوتی ہے اور مناسب وقت مل جاتا ہے کہ وہ اس کے عوض (مسلم فیہ) کو مقررہ وقت تک فراہم کردے۔

موضوعِ سلم

- منفعت کو سلم میں قیمت کے طور پر طے کرنے کا جواز مالکیہ کی صراحت کی بنیاد پر ہے اور اس سلسلہ میں انہوں نے ایک فقہی قاعدہ "اوائل [پہلے حصوں] پر قبضہ کرنا اواخر [بعد والے حصوں] پر قبضہ کرنا شمار

ہوجاتا ہے"[1] کو بنیاد بنایا ہے چنانچہ اس صورت میں ادھار کے بدلہ میں ادھار کی فروخت لازم نہیں آئے گی۔[2]

- سلم کا راس المال دونوں فریقوں کو معلوم ہونا ضروری ہے۔ اس کی بنیاد یہ ہے کہ سلم عقد معاوضہ ہے جس میں عوض کے سلسلہ میں لاعلمی کو دور کرنے کے لیے اس کا معلوم ہونا ضروری ہے۔[3]
- عقد کے انعقاد کے لیے ہونے والی مجلس میں سلم کے راس المال پر قبضہ کرنا ضروری ہونے کی بنیاد حضور ﷺ کی اس حدیث پر ہے کہ "جو بھی تسلیف (سلم) کرے تو وہ معلوم پیمانہ میں کرے"۔[4] اور تسلیف یا اِسلاف کے معنی ہیں "تقدیم" [یعنی پیشگی ادا کرنا]۔ اس عقد کو سلم اسی لیے کہا جاتا ہے کہ اس میں راس المال پہلے دیا جاتا ہے اگر اسی میں تاخیر ہو تو یہ عقدِ سلم نہیں رہے گا۔[5] اس کی وجہ یہ بھی ہے کہ اگر عقد کے انعقاد کی مجلس میں راس المال نہیں دیا گیا تو یہ ادھار کے بدلہ ادھار کی فروخت ہو گی[6] جو کہ ممنوع ہے اور اس کی حرمت پر اتفاق ہے۔ ابن رشد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "امت مسلمہ کا اجماع ہے کہ ادھار کے بدلہ ادھار کی فروخت حرام ہے"۔[7]
- سلم کا راس المال ادھار کی صورت میں ہونا درست نہیں۔ اس کی بنیاد یہ ہے کہ اگر راس المال کو ادھار رکھا جائے تو یہ ادھار کی ادھار کے بدلہ میں فروخت ہوگی جو کہ شریعت میں ممنوع ہے۔
- متعیّن چیز میں سلم کے جائز نہ ہونے کی بنیاد [وہ حدیث ہے جس میں مذکور ہے] کہ اللہ کے نبی ﷺ

---

(۱) الدردیر، الشرح الصغیر، ۳۴۷/۴۔

(۲) البہوتی، شرح منتہی الارادات، ۳۶/۲۔

(۳) ملاحظہ: القاضی عبد الوہاب، المعونۃ ۹۸۷/۲، ابن جزی، القوانین الفقہیہ، ص ۲۰۲، الکاسانی، بدائع الصنائع، ۳۰۱/۵، ابن قدامۃ، المغنی، ۴۱۱/۶، الشیرازی، المہذب، ۳۰۰/۱۔

(۴) اس کی تخریج صفحہ نمبر ۲۹۷ پر گذر چکی۔

(۵) ابن قدامۃ، المغنی، ۴۰۸/۶۔

(۶) ملاحظہ: الکاسانی، بدائع الصنائع، ۲۰۲/۵، ابن رشد (الحفید)، بدایۃ المجتہد ونہایۃ المقتصد بیروت، دار القلم ۲۰۵/۲، القاضی عبد الوہاب، المعونۃ، ۹۸۸/۲، الزیلعی، تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق، ۱۱۷/۴۔

(۷) بدایۃ المجتہد ۱۵۰/۲۔

کے پاس ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کیا کہ فلاں یہودی قبیلہ والوں نے اسلام قبول کیا اور ان کی بھوک [کی شدت] کا یہ عالم ہے کہ ان کے اسلام سے پھر جانے کا مجھے خطرہ ہے۔ نبی ﷺ نے دریافت فرمایا کہ "کسی کے پاس کچھ موجود ہے؟" ایک یہودی نے کہا کہ میرے پاس اتنا ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ میرا گمان یہ ہے کہ اس نے کہا کہ تین سو دینار کے عوض اور اس نرخ کے مطابق فلاں قبیلہ کے باغ (کی پیداوار سلم کے طور پر خرید لی ہے)، نبی ﷺ نے فرمایا "نرخ اتنا اتنا (متعیّن) ہوگا اور اتنی اتنی مدت ہوگی لیکن فلاں قبیلہ کے باغ کی شرط نہیں ہوگی"۔[1] کیونکہ متعیّن باغ کے پھل کی بیع سلم کی صورت میں اس بات کا خدشہ بھی ہے کہ ادائیگی کا وقت آنے پر پھل موجود نہ رہے یا ضائع ہو چکا ہو، اس سے غرر پیدا ہوتا ہے۔

- مسلم فیہ کے اس جگہ عام طور پر موجود رہنے کی شرط ہونے کی بنیاد یہ ہے کہ غرر کو دور کیا جاسکے اور فروخت کنندہ کے لیے حوالگی ممکن ہوسکے۔

سلم میں درپیش صورتیں

- مسلم فیہ کو قبضہ سے پہلے بیچنے کی ممانعت کی بنیاد یہ ہے کہ یہ ادھار کو فروخت کرنے کے زمرے میں آتا ہے جو کہ شرعاً ممنوع ہے۔
- مسلم فیہ کو تبدیل کرنے کی صورت میں بدلہ میں لی جانے والی مسلم فیہ کی قیمت، ادئیگی کے وقت اصل مسلم فیہ سے زیادہ ہونے کی ممانعت ہے۔ اس ممانعت کی بنیاد یہ ہے کہ خریدار ایک ہی سودے میں دو مرتبہ نفع نہ کمائے۔
- سلم میں اقالہ [عقد کو باہمی رضامندی سے ختم کرنا] درست ہے۔ اس کی بنیاد یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے علی الاطلاق اقالہ کی ترغیب دی۔ اس میں سلم بھی داخل ہے جیسا کہ عام خرید و فروخت شامل ہے،

(۱) ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سنن میں اس کی تخریج کی ہے، ۷۴۴/۳، ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سنن میں ۷۶۵/۲، ۷۶۶ پر ذکر کیا ہے، شوکانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس حدیث کی سند میں ایک راوی مجہول ہے، چنانچہ ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو بسند محمد بن کثیر عن سفیان عن ابی اسحاق عن رجل نجرانی عن ابن عمر رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے اور اس جیسی سند سے منقول روایت دلیل نہیں ہو سکتی۔ ملاحظہ ہو: نیل الاوطار، ۳۴۵/۵، ۳۴۶۔

کیونکہ سلم بھی خرید و فروخت کی ہی صورت ہے۔ نیز اشیا کی خرید و فروخت میں اقالہ دونوں فریقوں کی رعایت کو مد نظر رکھتے ہوئے مشروع قرار دیا گیا ہے تاکہ عقد سے متعلق کسی قسم کے پشیمانی کی تلافی کی جا سکے۔ سلم میں چونکہ اس قسم کی پشیمانی کے پائے جانے کا امکان زیادہ ہے کیونکہ اس میں عقد عموماً کم ثمن پر ہوتا ہے، اس لیے یہاں اس کے مشروع ہونے کی زیادہ ضرورت ہے۔[1]

مسلم فیہ کی حوالگی

- سلم میں ثمن میں کمی کی شرط لگانے کی اجازت نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس عقد میں مبیع ادھار ہوتی ہے اور تاخیر کی وجہ سے ادھار میں اضافہ سود ہے۔

متوازی سلم

- متوازی سلم کے جواز کی بنیاد یہ ہے کہ اس میں ہر عقد دوسرے سے جدا ہوتا ہے، لہٰذا اس سے ایک سودے میں دو سودوں کو جمع کرنا لازم نہیں آتا۔ اگرچہ دونوں معاملات میں ایک جیسی صفات ملحوظ ہوتی ہیں۔
- سلم کے قابلِ خرید و فروخت صکوک جاری کرنے کی ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ ان کی فروخت در اصل ادھار کو بیچنے کے زمرے میں آتی ہے جو کہ شرعاً منع ہے۔

(۱) ملاحظہ ہو: الکاسانی، بدائع الصنائع، ۵/۲۱۴۔

ضمیمہ (ج)

فرہنگ

سَلَم

یہ ادھار کو نقد کے بدلہ فروخت کرنا ہے، یہ خرید و فروخت کی ایک قسم ہے جس میں قیمت کی ادائیگی نقد ہوتی ہے جسے راس المال کہا جاتا ہے اور خریدا ہوا سامان ایک متعین مدت کے بعد دیا جاتا ہے جس کو" مسلَم فیہ" کہتے ہیں، فروخت کرنے والے کو"مسلَم الیہ"اور خریدار کو" مسلِم"یا"رب السلم" کہا جاتا ہے۔ سلم کو کبھی"سلف" کا نام بھی دیا جاتا ہے۔

متوازی سَلَم

جب خریدار کسی تیسرے فریق کے ساتھ سلم کا عقد کرے تاکہ اس عقد کے ذریعہ وہ ایسا سامان حاصل کر سکے جس کی صفات پہلے والے سلم کے عقد میں طے ہونے والے سامان جیسی ہوں تاکہ وہ اپنی ذمہ داری [سامان کی ادائیگی کی] پوری کر سکے تو یہ عقد موجودہ عرف میں" متوازی سلم"کہلاتا ہے۔ مثال کے طور پر کوئی ادارہ کسانوں سے روئی کی ایک متعیّن مقدار خریدے پھر یہ ادارہ روئی کی صفائی اور کپڑے کے کارخانوں سے ایک نیا سلم کا عقد کرے، ایسی روئی کی فروخت کے لیے جس کی صفات اور معیار پہلے عقد والی روئی کی جیسی ہوں، اور اس دوسرے عقد کو پہلے سے منسلک نہ کیا جائے۔

اِقالہ

عقد کو دونوں فریقوں کی باہمی رضامندی سے ختم کرنا۔

مثلی [مماثل] اشیا

وہ اشیا جن کی اکائیاں ایک جیسی ہوں، اور ان کے نقصان ہونے یا ضائع ہونے کی صورت میں ان کا تاوان قیمت کے بجائے اُن جیسی چیز ہی ہو۔

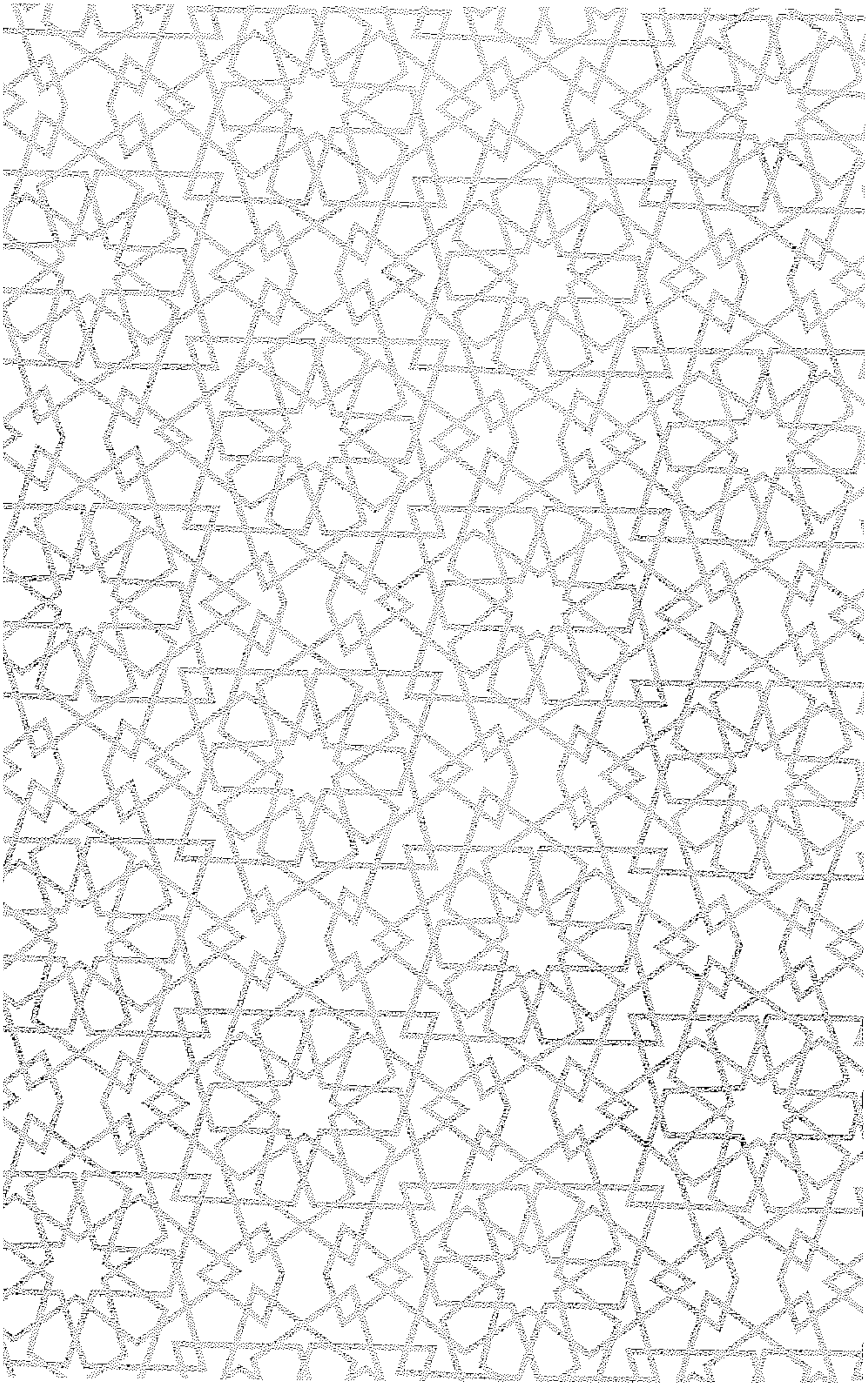

شرعی معیار نمبر (۱۱)

استصناع اور متوازی استصناع

(ترمیم شدہ معیار)

* اس معیار کا مضمون پہلے "المتطلبات الشرعية لصيغ الاستثمار والتمويل رقم ٤ الاستصناع و الاستصناع الموازي" (شرعی مقتضیات برائے سرمایہ کاری و تمویل نمبر ۱۱، استصناع اور متوازی استصناع) کے عنوان سے شائع ہوا تھا۔ تمام شرعی مقتضیات کو شرعی معیارات کے طرز پر شائع کیے جانے کی، مجلسِ شرعی کی قرارداد کی بنیاد پر اسے دوبارہ شرعی معیار کی صورت میں شائع کیا گیا ہے۔

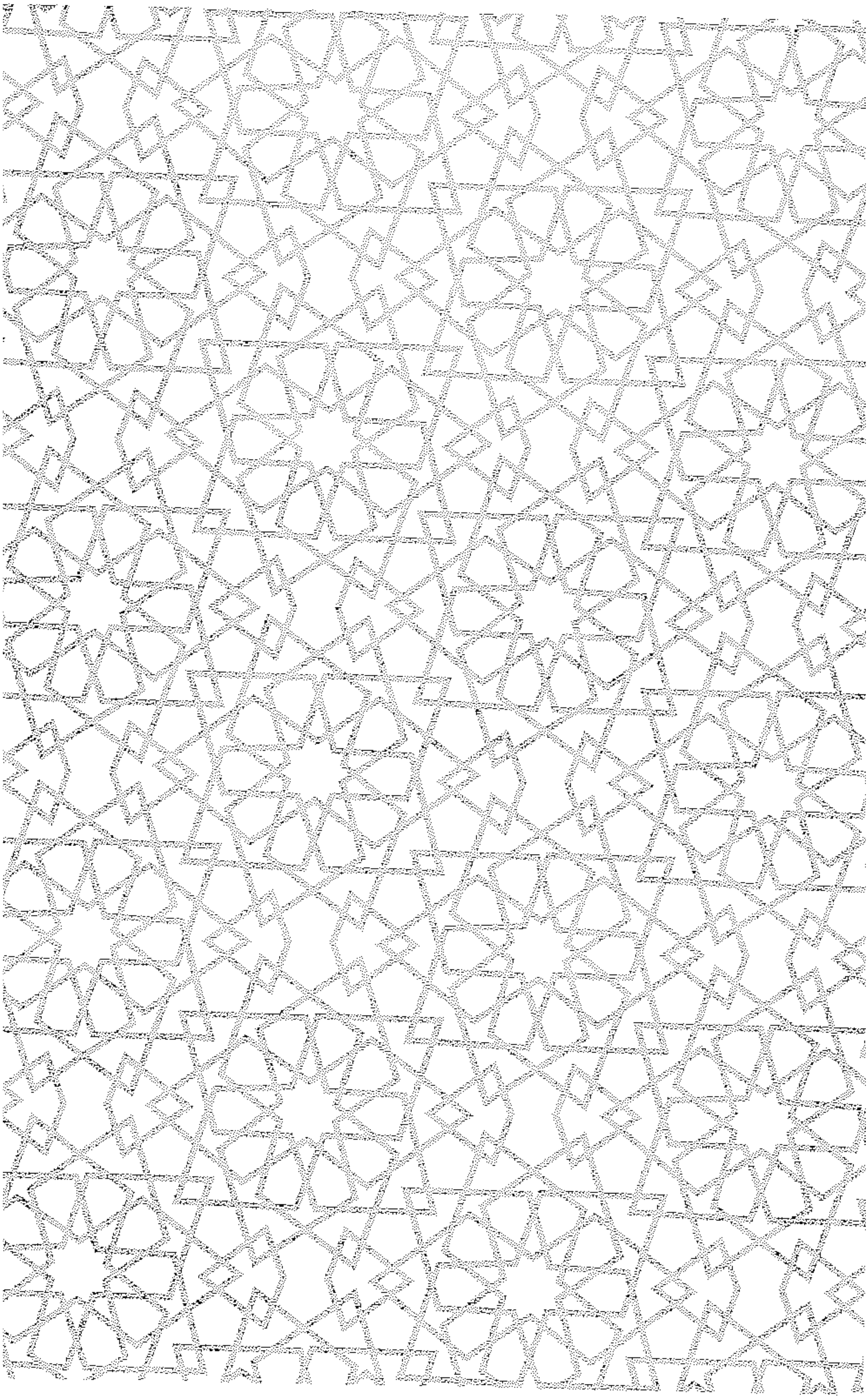

فہرست

دیباچہ ۳۰۸

معیار کا متن ۳۰۹

۱-معیار کا دائرۂ کار ۳۰۹

۲-عقدِ استصناع ۳۰۹

۳-موضوعِ استصناع، اور اس کی ضمانتیں ۳۱۱

۴-استصناع کے دوران پیش آنے والی صورتحال ۳۱۵

۵-استصناع کے نفاذ کی نگرانی ۳۱۷

۶-تیار کی گئی شے کی حوالگی اور اس میں تصرفات ۳۱۷

۷-متوازی استصناع ۳۲۰

۸-معیار کے اجرا کی تاریخ ۳۲۱

معیار کی منظوری ۳۲۲

ضمیمہ جات

ضمیمہ (الف) معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد ۳۲۳

ضمیمہ (ب) شرعی احکام کی بنیادیں ۳۲۶

ضمیمہ (ج) فرہنگ ۳۳۲

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على أشرف المرسلين، سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه أجمعين.

دیباچہ

اس معیار کا مقصد ان احکام اور شرعی اصول وضوابط کی وضاحت ہے جنہیں اسلامی مالیاتی ادارے (ادارہ/ادارے)[1] کے لیے استصناع اور متوازی استصناع کے عقد، اس کے موضوع، اس پر پیش آنے والے تصرفات، اس کے نفاذ اور نفاذ کی نگرانی میں ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔

واللہ الموفق...

(۱) "ادارہ/ادارے" کی اصطلاح یہاں اختصار کی غرض سے اسلامی مالیاتی اداروں کے لیے استعمال کی گئی ہے جن میں اسلامی بینک بھی شامل ہیں۔

معیار کا متن

۱-معیار کا دائرۂ کار

یہ معیار استصناع اور متوازی استصناع، دونوں کے احکام پر مشتمل ہے، خواہ ادارہ خریدار ہو یا فروخت کنندہ۔ اس معیار میں استصناع کے صکوک کا بیان شامل نہیں ہے، کیونکہ وہ "سرمایہ کاری کے صکوک" کے معیار کے تحت ذکر کیا گیا ہے۔

۲-عقدِ استصناع

۲/۱ براہِ راست یا دوطرفہ وعدے کے بعد عقدِ استصناع کا انعقاد

۲/۱/۱ ادارے اور گاہک کے درمیان استصناع کا عقد جائز ہے، اگرچہ ابھی تک ادارے کی ملکیت میں مبیع یا اس میں استعمال ہونے والا خام مال موجود نہ ہو۔

۲/۱/۲ مطلوبہ شے کی تیاری پر آنے والے اخراجات اور مطلوبہ منافع کے تعیّن کے لیے ادارہ ان پیش کردہ نرخوں سے استفادہ کر سکتا ہے جو گاہک نے دیگر اداروں سے حاصل کیے ہوتے ہیں۔

۲/۱/۳ یہ جائز نہیں کہ ادارے کا کردار استصناع میں ایک ایسے استصناع کے معاملے کے لیے سرمایہ فراہم کرنا ہو جو گاہک اور کسی فریقِ ثالث کے درمیان پہلے سے طے پاچکا ہو، خصوصاً جبکہ گاہک اس فریقِ ثالث کے واجبات ادا کرنے سے قاصر ہو جائے اور اس مقصد کے لیے وہ ادارے سے استصناع کا عقد کرنا چاہے، خواہ یہ نیا عقد اس فریق کے مطلوبہ چیز کی تیاری شروع کرنے سے پہلے کیا جائے یا بعد میں۔ (دیکھیے شق ۲/۲/۴)۔

۲/۲ عقدِ استصناع کی خصوصیات اور اس کی شرائط

۲/۲/۱ مکمل شرائط کے پائے جانے پر عقدِ استصناع دونوں فریقوں پر لازم ہوجاتا ہے۔ وہ شرائط یہ ہیں: مطلوبہ چیز کی جنس، نوعیت، مقدار اور اس کے مطلوبہ اوصاف کو واضح طور پر بیان کرنا، اس چیز کی قیمت کا معلوم ہونا اور اگر ضرورت محسوس ہو تو اس چیز کی حوالگی کی تاریخ کا معلوم ہونا۔ اگر مطلوبہ چیز طے شدہ اوصاف کے مطابق نہ ہو تو گاہک کو سودا منسوخ کرنے کا اختیار ہوگا۔

۲/۲/۲ چونکہ عقدِ استصناع بذاتِ خود ایک عقدِ لازم ہے، چنانچہ عقد ہوتے ہی اس کے نتائج مرتب ہونا شروع ہوجاتے ہیں اور مطلوبہ چیز کی تیاری کے بعد ایجاب وقبول کو دہرانے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اور یہ مرابحہ کے وعدہ سے اس لحاظ سے مختلف ہے کہ مرابحہ میں مطلوبہ چیز ادارے کی ملکیت میں آنے کے بعد گاہک اور ادارے کے درمیان باقاعدہ ایجاب وقبول کے ذریعے خرید وفروخت کا عقد طے کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔

۲/۲/۳ عقدِ استصناع میں صانع کا یہ شرط لگانا کہ وہ اس چیز میں پائے جانے والے تمام عیوب سے بری ہے، جائز نہیں۔

۲/۲/۴ عقدِ استصناع اور اس کے طریقۂ کار کو اس طرح انجام دینا جائز نہیں کہ وہ محض سودی تمویل کا حیلہ بن جائے۔ مثلاً اس بات پر اتفاق کرنا کہ ادارہ کسی صانع سے اس کی مصنوعات یا تیار شدہ اشیا نقد قیمت کے عوض خریدے گا اور پہلی قیمت سے زائد قیمت کے عوض واپس اسی صانع کو ادھار بیچ دے گا، یا یہ کہ عقدِ استصناع میں خریدار خود صانع ہی ہو، یا خریدار کی صانع [بطور ادارہ] میں ایک تہائی یا زائد کی ملکیت ہو اگرچہ یہ سودا ٹینڈر کے ذریعہ انجام پایا ہو۔ اس طرح کی ممانعت کا مقصد بیع عینہ سے بچانا ہے۔

۳- موضوعِ استصناع، اور اس کی ضمانتیں

۱/۳ استصناع کے تحت تیار کی جانے والی شے کے احکام

۱/۱/۳ استصناع کا عقد صرف اس چیز میں جائز ہے جس میں ایسی صنعت کا عمل دخل ہو جو اسے اپنی قدرتی حالت سے تبدیل کرے، چنانچہ جب تک صانع تیار کی جانے والی چیز کی ذمہ داری لے گا، استصناع درست ہوگا۔

۲/۱/۳ جو چیزیں خریدار کی مطلوبہ مخصوص صفات کے مطابق تیار کی جاتی ہیں، ان کی تیاری کے لیے استصناع کا معاہدہ کرنا جائز ہے، اگرچہ ان جیسی چیزیں بازار میں دستیاب نہ ہوں، البتہ اس کے لیے یہ شرط ہے کہ مطلوبہ اشیا اپنی صفات اور خصوصیات کے ذریعے متعین کی جاسکتی ہوں۔ اور یہ بھی جائز ہے کہ استصناع کا عقد ان چیزوں میں کیا جائے جن کی مثل اشیا بازار میں بکثرت دستیاب ہوں اور یکساں معیارات پر تیاری کی وجہ سے ایک دوسرے کی جگہ سپرد کی جاسکتی ہوں۔ اس سے فرق نہیں پڑتا کہ مطلوبہ چیز استعمال سے خرچ ہو جاتی ہو یا باقی رہتے ہوئے استعمال کی جاتی ہو۔

۳/۱/۳ یہ جائز نہیں ہے کہ جس چیز کی تیاری کے لیے استصناع کا عقد کیا جائے وہ پہلے سے ہی موجود ایک متعین چیز ہو، مثلاً ایک آدمی یوں کہے کہ میں نے آپ کو استصناع کے ذریعے یہ گاڑی یا یہ کارخانہ بیچ دیا۔ استصناع کا عقد صرف انہی چیزوں میں درست ہے جن کو مخصوص صفات کے ذریعے واضح کیا جائے، نہ کہ متعین کر کے۔ صانع جس چیز کی تیاری شروع کر دے اس کے حصول میں خریدار کو ترجیحی حق حاصل نہیں ہوتا۔ البتہ مکمل یا جزوی قبضے کے بعد اس کو ترجیحی حق حاصل ہو جاتا ہے، جیسا کہ خریدار کو اس خام مال میں کوئی ترجیحی حق حاصل نہیں ہوتا جو صانع کے پاس اس کے آرڈر کی تیاری کے لیے رکھا ہوتا ہے۔ سوائے اس کے کہ صانع کام مکمل کرنے کی ضمانت کے طور پر خریدار کے ساتھ اس بات

کا عہد کرلے کہ وہ اس خام مال کو خریدار کے مطلوبہ سامان کے علاوہ کسی دوسری چیز کی تیاری میں استعمال نہیں کرے گا۔

۳/۱/۴ عقدِ استصناع میں یہ شرط لگانا جائز ہے کہ تیاری کا عمل ادارہ بذاتِ خود سرانجام دے گا، اس صورت میں متعلقہ ادارے پر اس شرط کی پابندی لازم ہوگی اور کسی دوسرے ادارے سے کام نہیں کرواسکے گا۔

۳/۱/۵ صانع کے لیے خریدار کو وہ سامان دینا بھی جائز ہے جو اس نے عقدِ استصناع سے پہلے خود تیار کیا ہوا ہو یا کسی دوسرے صانع کا تیار کردہ ہو۔ اس دوسری صورت میں یہ ضروری ہے کہ صانع پر یہ شرط عائد نہ کی گئی ہو کہ وہ مطلوبہ سامان خود تیار کرے گا۔ البتہ اس قاعدے کو ایسے معاملے میں دونوں عوضوں کے مؤخر کرنے کا ذریعہ نہ بنایا جائے جس میں مخصوص صفات والی اشیا فراہم کرنی ہوتی ہیں، جبکہ صانع کا مطلوبہ چیز کی تیاری کا سرے سے ارادہ ہی نہ ہو۔

۳/۱/۶ صانع پر مطلوبہ کام کو معاہدے میں طے شدہ صفات کے مطابق اور طے شدہ مدت یا ایک ایسی مناسب مدت میں سرانجام دینا لازم ہے، جو اس فن کے ماہرین کی رائے کے مطابق اس نوعیت کے کام میں مطلوب ہے۔

۳/۱/۷ یہ جائز ہے کہ صانع ایک طے شدہ متعیّن مدت تک اس مقصد کے لیے طے کی جائے کہ اگر اس دوران مطلوبہ چیز میں صنعت [manufacturing] کے حوالہ سے کوئی خرابی ظاہر ہوئی تو صانع اس کی درستگی کا ذمہ دار ہوگا یا یہ طے کیا جائے کہ صانع باہم طے شدہ مخصوص مدت تک یا اس مدت تک جس کا عرف ہو مطلوبہ چیز کو کی دیکھ بھال [maintenance] کا ذمہ دار ہوگا۔

۳/۱/۸ متعیّن زمین میں عمارتوں کی تعمیر کے لیے استصناع کا عقد کرنا جائز ہے، خواہ وہ زمین خریدار کی ملکیت ہو یا صانع کی ملکیت ہو، یا ایک ایسی زمین میں ہو جس کے منافع ان دونوں میں سے کسی کی ملکیت میں ہوں۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ یہاں

موضوعِ عقد حسبِ منشا تعمیرات ہیں، نہ کہ متعین کردہ زمین۔

۲/۳ عقدِ استصناع میں قیمت

۳/۲/۱ عقدِ استصناع کے انعقاد کے وقت طے شدہ قیمت کا معلوم ہونا ضروری ہے۔ جائز ہے کہ وہ قیمت نقدی کی صورت میں ہو یا کسی متعین شے کی صورت میں ہو یا ایک متعیّن مدت کے لیے کسی چیز کی منفعت کی صورت میں ہو، پھر خواہ وہ منفعت کسی دوسری چیز کی ہو یا خود استصناع میں مطلوب چیز کی ہو۔ یہ اس صورت کی نظیر بن سکتی ہے، جس میں حکومتی ادارے کسی مخصوص پروجیکٹ کو مکمل کرنے والی کمپنی کو ترجیحی حق دیتے ہوئے اس پروجیکٹ سے ایک معینہ مدت تک مستفید ہونے کی اجازت دیتے ہیں [BOT]۔

۳/۲/۲ استصناع میں طے شدہ قیمت کی ادائیگی کو ادھار کرنا، یا معینہ مدت کے لیے معلوم اقساط میں طے کرنا یا کچھ رقم پیشگی دے کر باقی قیمت کو مطلوبہ چیز کے اجزاء کی حوالگی کے ساتھ جوڑ کر طے کرنا جائز ہے۔ اسی طرح مطلوبہ چیز کے تکمیلی مراحل کے ساتھ بھی قیمت کو جوڑا جاسکتا ہے، جبکہ عرف میں ان مراحل کا تعیّن ممکن ہو، اور اس میں نزاع کا اندیشہ بھی نہ ہو۔

۳/۲/۳ جب صنعت کا عمل متعدّد اجزاء پر مشتمل ہو یا قیمت کی ادائیگی مصنوع کے مختلف یونٹس کی بنیاد پر طے کی گئی ہو تو صانع یہ شرط لگا سکتا ہے کہ خریدار اس کو طے شدہ صفات کے مطابق مکمل ہونے والے مراحل کے بقدر ادھار قیمت ادا کرتا رہے گا۔

۳/۲/۴ حوالگی کی مدت کے مختلف ہونے کی بنیاد پر قیمت میں کمی بیشی کرنا جائز ہے اور متعدّد پیشکشوں پر بھاؤ تاؤ کرنا ممنوع نہیں ہے بشرطیکہ عقد کرتے وقت ان میں سے کسی ایک کو متعیّن کردیا جائے، تاکہ باہمی نزاع کا سبب بننے والی غیر یقینی صورتحال اور لاعلمی سے بچا جاسکے۔

۳/۲/۵ استصناع کے معاملے میں مرابحہ کرنا جائز نہیں، وہ اس طرح کہ لاگت پر کچھ معلوم

رقم کا اضافہ کر کے قیمت طے کی جائے۔

۶/۲/۳ جب مطلوبہ شے کی تیاری پر ادارے کے لگائے گئے اندازے سے کم حقیقی لاگت آئے یا ادارے کو اس فریق کی جانب سے رقم میں رعایت ملے، جس سے ادارے نے متوازی استصناع کی بنیاد پر مطلوبہ شے کی تیار کروائی تھی تو ادارے پر یہ لازم نہیں کہ وہ خریدار کے لیے بھی رقم میں کمی کرے۔ دونوں معاملات میں طے شدہ رقم کے فرق سے حاصل ہونے والی زائد رقم یا اس کے کسی جزء پر خریدار کا کوئی حق نہیں ہوگا۔ اسی طرح جب مطلوبہ شے کی تیاری پر ادارے کے لگائے گئے اندازے سے زائد لاگت آئے تب بھی یہی حکم ہوگا۔

۳/۳ ضمانتیں

۱/۳/۳ معاملے کو پختہ کرنے کی غرض سے ادارے کے لیے یہ جائز ہے کہ وہ صانع کی حیثیت سے عربون [بیعانہ] کا مطالبہ کرے یا خریدار کا کی حیثیت سے عربون کی ادائیگی کرے، بایں طور کہ اگر عقد فسخ نہ کیا گیا تو یہ عربون طے شدہ قیمت کا ایک حصہ شمار ہوگا یا معاملے کے فسخ کی صورت میں صانع اس عربون کا مالک شمار ہوگا۔ البتہ بہتر یہ ہے کہ صانع صرف حقیقی نقصان کی وصولی پر اکتفا کرے۔

۲/۳/۳ استصناع کے معاملے میں ادارہ خواہ بطورِ صانع کام کرے یا بطورِ خریدار، اس کے لیے ان ضمانتوں کا مطالبہ کرنا جائز ہے، جنہیں وہ صانع یا خریدار سے اپنے حقوق کی وصولی میں معاون سمجھے۔ اسی طرح ادارہ جب بطورِ خریدار کام کرے، اس کے لیے صانع کی مطلوبہ ضمانتوں کی ادائیگی کرنا بھی جائز ہے۔ خواہ یہ ضمانتیں "گروی" کی شکل میں ہوں یا شخصی کفالت کی شکل میں، حوالہ کی شکل میں ہوں یا کرنٹ اکاؤنٹ کی شکل میں، سیونگ اکاؤنٹ کی صورت میں ہوں یا رقم کے اکاؤنٹ سے اخراج پر پابندی کی شکل میں۔

۴- استصناع کے دوران پیش آنے والی صورتحال

۱/۴ ترامیم، اضافے اور زائد شرائط

۱/۱/۴ استصناع کا عقد ہو جانے کے بعد، صانع اور خریدار کے لیے مطلوبہ شے کی طے شدہ صفات میں ترمیم یا اضافہ کرنا جائز ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اس تبدیلی کی وجہ سے طے شدہ قیمت میں کمی بیشی کرنا اور معاملے کے نفاذ کی طے شدہ مدت میں مہلت دینا بھی جائز ہے۔ عقد میں واضح طور پر یہ شق داخل کرنا بھی جائز ہے کہ طے شدہ صفات میں ترمیم اور اضافے کے عوض ماہرین کی رائے اور عرف کے مطابق یا کسی ایسے معلوم اشاریے کے مطابق کمی بیشی کی جائے گی جو جھگڑے کا سبب بننے والی لاعلمی کا خاتمہ کرتا ہو۔

۲/۱/۴ خریدار کے لیے صانع کو اس کی رضامندی کے بغیر، مطلوبہ شے کی طے شدہ صفات میں ترمیم یا اضافہ کرنے کا پابند بنانا جائز نہیں۔

۳/۱/۴ ادائیگی کی مدت میں اضافے کی بنیاد پر طے شدہ قیمت میں اضافہ کرنا جائز نہیں۔ البتہ جلد ادائیگی کی صورت میں طے شدہ قیمت میں کمی کی جا سکتی ہے، بشرطیکہ قیمت میں کمی کرنا عقد میں پہلے سے طے شدہ نہ ہو۔

۲/۴ ہنگامی صورتحال [کے احکام]

۱/۲/۴ جب اس طرح کی ہنگامی صورتحال پیش آجائے کہ طے شدہ قیمت میں کمی یا زیادتی ضروری ہو جائے تو دونوں فریقوں کے لیے شق ۳/۱/۴ کی رعایت رکھتے ہوئے باہمی رضامندی کسی ثالث یا عدالت سے رجوع کے ذریعے قیمت میں تبدیلی کرنا جائز ہے۔

۲/۲/۴ ادارہ ایسے ادھورے کام کی تکمیل کے لیے بھی استصناع کا عقد کر سکتا ہے، جو کسی دوسرے صانع نے شروع کیا تھا لیکن مکمل نہیں ہو پایا، ایسی صورت میں اس ادھورے منصوبے کی موجودہ صورتحال کا تجزیہ کرنا ضروری ہوگا جس کا تعلق گاہک

کے پچھلے صانع کے ساتھ چلنے والے کھاتے سے ہوگا۔ لہٰذا اگر کوئی واجبات باقی ہوں گے تو تمام واجبات کی ادائیگی کرنا، گاہک کی ذاتی ذمہ داری ہوگی۔ ان ادائیگیوں کے تعیّن کے بعد باقی ماندہ کام کی تکمیل کے لیے استصناع کا نیا معاہدہ کیا جائے گا اور ادارہ سابق صانع کی مدد حاصل کرنے کا پابند نہ ہوگا، بلکہ اسے یہ حق حاصل ہوگا کہ وہ کسی بھی قسم کے مناسب ذرائع کا استعمال کرکے کام مکمل کرے۔

۳/۲/۴ خریدار کی زمین پر پروجیکٹ یا تعمیری کام کے استصناع کی صورت میں یہ طے کرنا جائز ہے کہ اگر صانع ایک معینہ مدت میں اپنے کام کی تکمیل یا نفاذ نہ کرسکا تو خریدار کو صانع کے اخراجات پر اس کام کو مکمل کروانے کا حق حاصل ہوگا۔ اور اس معینہ مدت کی ابتدا اس وقت سے ہوگی جس وقت سے صانع نے کام کرنا ترک کردیا تھا۔

۴/۲/۴ اگر صانع اپنے کام کی تکمیل سے عاجز آجائے تو خریدار اس ادھوری تعمیر یا شروع کیے جانے والے پروجیکٹ کا بلا عوض مالک نہیں ہوگا بلکہ حکم کا مدار عجز کے سبب پر ہوگا، لہٰذا اگر کام کا مکمل نہ ہونا کسی ایسی وجہ سے تھا جس کا ذمہ دار صانع بنا تو ایسی صورت میں خریدار ادھوری تعمیر کی حد تک قیمت کی ادائیگی کا پابند ہوگا اور صانع اس بات کا پابند ہوگا کہ وہ خریدار کو ہونے والے حقیقی نقصان کی تلافی کرے۔ اگر کام کا مکمل نہ ہونا کسی ایسی وجہ سے تھا جس کا ذمہ دار خریدار ہو تو صانع اپنے ادھورے کام کی قیمت کے ساتھ ساتھ حقیقی نقصان کی وصولی کا بھی حق دار ہوگا۔ اگر صانع اور خریدار کے علاوہ کسی اور سبب سے کام ادھورا رہ جائے تو خریدار اپنے ادھورے کام کی قیمت کا حق دار ہوگا اور دونوں فریقوں کو ہونے والے نقصان کی تلافی کسی فریق کی ذمہ داری نہ ہوگی۔ (دیکھیے شق ۳/۲/۴)

۵/۲/۴ عقدِ استصناع میں ایسی شرط طے کرنا جائز ہے جو اس بات کی صراحت کرے کہ عقد ہوجانے کے بعد، متعلقہ حکام کی جانب سے لگائی گئی کسی بھی زائد شرط کی بنیاد

پر ہونے والے زائد اخراجات جو عقد اور قانون کے مطابق صانع کی ذمہ داری نہیں اور عقد کے وقت ان شرائط کو طے نہیں کیا گیا تھا، تو یہ زائد اخراجات خریدار کی ذمہ داری ہوں گے۔

۵- استصناع کے نفاذ کی نگرانی

۱/۵　صانع اور خریدار کے لیے باہمی رضامندی سے کسی تکنیکی اور فنی ادارے کی خدمات حاصل کرنا جائز ہے جس کے فیصلہ کے دونوں پابند ہوں، تاکہ مطلوبہ شے میں طے شدہ صفات کو یقینی بنایا جائے اور طے شدہ مراحل واقساط کے مطابق مطلوبہ شے کے لین دین کے حوالے سے یہ رہنمائی کرے کہ آیا یہ طے شدہ معاہدے کے مطابق ہے یا نہیں۔

۲/۵　بحیثیت صانع ادارے کا خریدار کے ساتھ وکالت کا ایک الگ عقد کرتے ہوئے اس کو اس بات کا وکیل بنانا جائز ہے کہ وہ عملِ استصناع کی نگرانی کرے اور اس بات کو یقینی بنائے کہ مطلوبہ شے معاہدے میں طے شدہ صفات کے مطابق تیار کی گئی ہے۔

۳/۵　صانع اور خریدار کا باہمی رضامندی سے یہ طے کرنا جائز ہے کہ ان میں سے کون سا فریق نگرانی کے اخراجات برداشت کرے گا۔

۶- تیار کی گئی شے کی حوالگی اور اس میں تصرفات

۱/۶　مطلوبہ شے کو خریدار، اس کی جانب سے مقرر کردہ کسی بھی شخص کے حوالے کرنے یا اس کو قبضہ کا مکمل اختیار دینے سے صانع مطلوبہ شے کی ذمہ داری سے بری ہو جائے گا۔

۱/۱/۶　اگر حوالگی کے وقت مطلوبہ شے طے شدہ صفات کے مطابق نہ ہو تو خریدار کو یہ اختیار ہوگا کہ وہ اس کو رد کر دے یا درگزر کرتے ہوئے مطلوبہ شے کو اسی حالت میں قبول کر لے۔ یہ حسنِ اقتضاء کی قبیل سے ہوگا۔ اس صورت میں دونوں فریقوں کے لیے یہ بھی درست ہے کہ قبول کرنے پر صلح کر لیں اگرچہ قیمت میں کمی کے ساتھ ہی ہو۔

۲/۱/۶ اگر صانع نے طے شدہ صفات سے بڑھ کر زیادہ اچھی شے تیار کرلی تو ایسی صورت میں خریدار پر لازم ہوگا کہ وہ اس کو قبول کرے اور اسے صانع کی طرف سے بہترین ادائیگی کا انداز سمجھا جائے گا۔ البتہ اگر وہ اضافی خصوصیت، آرڈر دینے والے کے مقصد کے خلاف ہو تو اسے رد کیا جاسکتا ہے۔

۲/۶ تیار کی گئی شے کو مقررہ تاریخ سے پہلے خریدار کے حوالے کرنا درست ہے بشرطیکہ وہ طے شدہ صفات کے مطابق ہو۔ البتہ اگر خریدار مقررہ وقت سے پہلے اس کو لینے سے انکار کرے تو پھر یہ حکم قابلِ قبول رکاوٹ کے پائے جانے یا نہ پائے جانے کے اعتبار سے مختلف ہوجائے گا۔ لہٰذا واقعی کوئی قابلِ قبول عذر ہو تو پھر تو اس کو وقت سے پہلے تیار کی گئی شے لینے پر مجبور نہیں کیا جائے گا، لیکن اگر واقعی قابلِ قبول عذر نہ ہو تو پھر اسے مجبور کیا جائے گا۔

۳/۶ اس بات کی اجازت ہے کہ خریدار کو تیار شدہ شے پر حکمی قبضہ دیا جائے یعنی صانع مطلوبہ شے کو اس طرح خریدار کے حوالے کردے کہ اس کو قبضہ اور استعمال کرنے میں کوئی رکاوٹ نہ ہو۔ حکمی قبضہ کے بعد اس شے کی ذمہ داریاں صانع سے ختم ہوجائیں گی اور ضمان خریدار کی طرف منتقل ہوجائے گا۔ لہٰذا اب اگر اس چیز کو کوئی نقصان صانع کی زیادتی اور کوتاہی کے بغیر پہنچا تو یہ نقصان خریدار کو برداشت کرنا پڑے گا۔ اس طرح صانع کے ضمان اور خریدار کے ضمان میں فرق ظاہر ہوگا۔

۴/۶ صانع کی طرف سے قبضے کی ایسی قدرت دینے کے باوجود اگر خریدار نے بغیر کسی عذر کے مطلوبہ شے پر قبضہ نہ کیا تو ایسی صورت میں مطلوبہ شے صانع کے پاس بطورِ امانت رہے گی، لہٰذا اگر وہ صانع کی غفلت یا کوتاہی کے بغیر ضائع ہوگئی تو اس کا نقصان خریدار کو برداشت کرنا پڑے گا۔ اسی طرح اس چیز کی حفاظت پر ہونے والے اخراجات بھی خریدار کے ذمہ ہوں گے۔

۵/۶ عقد استصناع میں یہ صراحت جائز ہے کہ اگر خریدار نے ایک مخصوص مدت کے اندر اندر مطلوبہ شے پر قبضہ نہ کیا تو خریدار صانع کو وکیل بناتا ہے کہ وہ اس کے وکیل کی حیثیت سے

اسے کسی دوسرے خریدار کو فروخت کرکے اپنے پیسے وصول کرلے۔ اگر وہ چیز زیادہ قیمت میں فروخت ہوئی تو اضافی رقم پہلے خریدار کو واپس کی جائے گی اور اگر کم قیمت میں فروخت ہوئی تو بقیہ رقم پہلے خریدار سے وصول کی جائے گی اور فروخت پر ہونے والے اخراجات پہلے خریدار کے ذمے ہوں گے۔

۶/۶ عقد استصناع میں وقت پر مطلوبہ شے فراہم نہ کرنے کی صورت میں خریدار کے نقصان کی تلافی کے لیے صانع پر باہمی رضامندی سے طے شدہ متوسط جرمانے [شرط جزائی] کی شرط لگاسکتے ہیں، بشرطیکہ یہ تاخیر کسی ناگہانی صورتحال کی وجہ سے نہ ہوئی ہو۔ نیز جرمانے کی یہ شرط ظالمانہ نہیں ہونی چاہیے۔ البتہ اگر خریدار قیمت کی ادائیگی میں تاخیر کرے تو اس پر کوئی جرمانہ عائد کرنا درست نہیں۔ (دیکھیے شرعی معیار نمبر (۳) "ٹال مٹول کرنے والا مدیون (قرضدار)"، شق ۲/۱/۲)۔

۷/۶ تیار کی گئی شے پر حقیقی یا حکمی قبضہ کرنے سے پہلے اسے آگے فروخت کرنا درست نہیں، البتہ ذمہ میں واجب مخصوص صفات کی حامل شے جو پہلے عقد میں تیار کی جانے والے شے کی طرح ہو اس کی فروخت کے لیے استصناع کا الگ سے نیا عقد کیا جاسکتا ہے، اس استصناع کو "متوازی استصناع" کہتے ہیں (دیکھیے شق ۷)

۸/۶ ادارہ جب بحیثیتِ خریدار کام کرے تو اس کے لیے جائز ہے کہ وہ تیار کی گئی شے پر قبضہ کرنے کے بعد صانع کو اس کام کا وکیل بنائے کہ صانع تیار کی گئی شے کو ادارے کے وکیل کی حیثیت سے اپنے گاہکوں کو فروخت کردے۔ یہ وکالت بلاعوض بھی جائز ہے اور کسی طے شدہ اجرت کے عوض بھی جائز ہے۔ نیز فروخت کی جانے والی شے کی قیمت کا ایک حصہ بھی بطورِ اجرت طے کیا جاسکتا ہے، بشرطیکہ پہلے عقدِ استصناع میں وکالت کی شرط نہ لگائی گئی ہو۔

۷- متوازی استصناع

۱/۷ ادارے کے لیے جائز ہے کہ وہ ایسی اشیا کو خریدنے کے لیے صانع سے استصناع کا عقد کرے جن کے ابہام کو واضح صفات بیان کر کے ختم کیا جا چکا ہو، اور عقد کے وقت صانع کو نقد رقم دیدے۔ اور دوسری جانب متوازی استصناع کا عقد کر کے کسی دوسرے فریق کو پہلے عقد میں خریدی گئی اشیا کی مواصفات کے مطابق اشیا فروخت کر دے اور متوازی استصناع کے عقد میں پہلے استصناع کے مکمل ہونے کی مدت کے بعد کی مدت طے کی جائے۔ یہ سب اس شرط کے ساتھ جائز ہے کہ دونوں معاملات میں باہم کوئی ربط نہ ہو۔ (دیکھیے شق ۴/۱/۳)

۲/۷ ادارے کے لیے جائز ہے کہ وہ بحیثیتِ صانع گاہک کے ساتھ قیمت کی مؤخر ادائیگی کی شرط پر استصناع کا عقد کرے اور دوسری جانب کسی ٹھیکیدار یا صانع سے انہی صفات کی حامل اشیا یا عمارتوں کی خریداری کے لیے قیمت کی نقد ادائیگی کی شرط پر متوازی استصناع کا عقد کرے۔ یہ سب اس شرط کے ساتھ جائز ہے کہ دونوں معاملات میں باہم کوئی ربط نہ ہو۔

۳/۷ صانع کی حیثیت سے کام کرتے ہوئے ادارے پر لازم ہے کہ وہ تیار شدہ شے کو خریدار کے حوالے کرنے سے پہلے، استصناع کے عقد کے نتیجے میں ظاہر ہونے والے اثرات مثلاً ملکیت کے حقوق، دیکھ بھال کے اخراجات اور انشورنس کے اخراجات کی ذمہ داری اٹھائے۔ مزید یہ کہ ادارے کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ متوازی استصناع میں اپنے وہ واجبات صانع پر ڈالے جو گاہک کے حق میں ادارے پر لازم ہوئے ہیں۔

۴/۷ استصناع اور متوازی استصناع میں کسی قسم کا ربط قائم کرنا جائز نہیں ہے، لہٰذا ایک عقد میں حوالگی میں تاخیر کی وجہ سے دوسرے عقد میں حوالگی کو روکنا، مؤخر کرنا یا اخراجات میں اضافہ کی بنیاد پر قیمت میں اضافہ کرنا درست نہیں۔ ادارے کے لیے متوازی استصناع میں صانع پر بشمول جرمانے کی شرط کے ایسی شرائط لگانا بھی جائز ہے جیسی شرائط ادارے کے گاہک کے ساتھ ہونے والے استصناع کے عقد میں لگائی گئی ہوں۔ نیز ان شرائط سے

مختلف شرائط بھی طے کی جاسکتی ہیں۔

۸- معیار کے اجرا کی تاریخ

اس معیار کو ۲۹ صفر ۱۴۲۲ھ مطابق ۲۳ مئی ۲۰۰۱ء کو جاری کیا گیا۔

معیار کی منظوری

مجلسِ شرعی نے "استصناع اور متوازی استصناع کے شرعی تقاضے" کے مسودے کو چھٹے اجلاس میں منظور کیا، جو کہ ۲۵-۲۹ صفر ۱۴۲۲ھ مطابق ۱۹ - ۲۳ مئی ۲۰۰۱ء کو منعقد ہوا۔

پھر ۲۸ صفر - ۴ ربیع الاول ۱۴۲۳ھ مطابق ۱۱ - ۱۶ مئی ۲۰۰۲ء کو منعقد ہونے والے آٹھویں اجلاس میں استصناع اور متوازی استصناع کے شرعی تقاضوں کے مسودے کو نئے سرے سے ترتیب دینے کی قرارداد منظور کی تاکہ یہ ایک شرعی معیار کی صورت میں تیار ہو سکے۔[1]

(۱) مجلسِ شرعی نے ۲۷-۲۹ شعبان ۱۴۳۶ھ مطابق ۱۴-۱۶ جون ۲۰۱۵ء کو سعودی عرب میں منعقدہ اپنے اجلاس میں اس معیار کی موجودہ ترمیم شدہ حالت میں منظوری دی۔

ضمیمہ (الف)

معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد

مکہ مکرمہ میں مورخہ ۱۰-۱۵ رمضان المبارک ۱۴۲۰ھ مطابق ۱۸-۲۲ دسمبر ۱۹۹۹ء کو منعقد ہونے والے پانچویں اجلاس میں مجلسِ شرعی نے استصناع اور متوازی استصناع کے لیے شرعی اصول جاری کرنے لیے ایک شرعی مشیر کو ذمہ داری دینے کا فیصلہ کیا۔

بروز پیر ۱۱ شوال ۱۴۲۰ھ مطابق ۱۷ جنوری ۲۰۰۰ء افتاء و ثالثی کمیٹی نے استصناع اور متوازی استصناع کے شرعی تقاضوں کے منصوبے کا مسودہ تیار کرنے کے لیے ایک شرعی مشیر کے تقرر کا فیصلہ کیا۔

بحرین میں مورخہ ۲۱-۲۳ محرم ۱۴۲۱ھ مطابق ۲۶-۲۸ اپریل ۲۰۰۰ء کو منعقد ہونے والے اجلاس میں افتاء و ثالثی کمیٹی نے تیار کردہ اصولوں پر بحث کی اور اس میں بعض ترامیم کیں۔ اسی طرح اس کمیٹی نے ابوظہبی میں مورخہ ۱۴ شعبان ۱۴۲۱ھ مطابق ۱۰ نومبر ۲۰۰۰ء کو منعقد ہونے والے چوتھے اجلاس میں استصناع اور متوازی استصناع کے شرعی تقاضوں کے منصوبے کے مسودہ پر بحث کی اور شرعی مشیر سے ارکان کے تبصروں کے مطابق مسودے میں ترمیم کرنے کا مطالبہ کیا۔

نظرِ ثانی شدہ مسودہ، مکہ مکرمہ میں مورخہ ۸ - ۱۲ رمضان المبارک ۱۴۲۱ھ مطابق ۴ - ۸ دسمبر ۲۰۰۰ء کو منعقد ہونے والے پانچویں اجلاس میں مجلسِ شرعی کے سامنے پیش کیا گیا، مجلسِ شرعی نے اس مسودہ میں مزید ترامیم کیں اور اسے چند ماہر اور اہمیت کی حامل مجالس میں بھیجنے کا فیصلہ کیا تاکہ مسودہ کو جلسۂ سماعت میں پیش کرنے سے پہلے ان کی رائے حاصل کی جا سکے۔

مورخہ ۴ - ۵ ذوالحجہ ۱۴۲۱ھ مطابق ۲۷ - ۲۸ فروری ۲۰۰۱ء کو بحرین میں جلسۂ سماعت منعقد ہوا، جس میں مرکزی بنکوں، مالیاتی اداروں اور اکاؤنٹنگ فرمز کی نمائندگی کرنے والے تیس سے زائد شرکاء نے

شرکت کی، ان شرکاء میں ماہرینِ شریعت، یونیورسٹیوں کے اساتذہ اور اس میدان میں دلچسپی رکھنے والے دیگر افراد بھی شامل تھے۔ اس اجلاس میں ان تحریری تبصروں کی سماعت بھی کی گئی جو مجلس سے پہلے بھیجے گئے تھے اور ان زبانی تبصروں کو بھی غور سے سنا گیا جو شرکاء نے دورانِ مجلس کیے اور ان تبصروں کا جواب بعض اراکینِ مجلس نے دیا۔

مورخہ ۱۵ ذوالحجہ ۱۴۲۱ھ مطابق ۱۰ مارچ ۲۰۰۱ء کو بحرین میں افتاء و ثالثی کمیٹی نے پانچویں اجلاس کا انعقاد کیا، جس میں تحریری طور پر بھیجے گئے اور دورانِ مجلس کیے گئے زبانی تبصروں پر بحث کی اور ان تبصروں کی روشنی میں مناسب ترامیم کیں۔

مورخہ ۲۵-۲۹ صفر ۱۴۲۲ھ مطابق ۱۹-۲۳ مئی ۲۰۰۱ء کو مدینہ منورہ میں منعقد ہونے والے چھٹے اجلاس میں مجلسِ شرعی نے افتاء و ثالثی کمیٹی کی جانب سے کی گئی ترامیم پر بحث کی اور ضروری ترامیم کیں اور اس معیار کو "استصناع اور متوازی استصناع" کا نام دیا گیا۔ بعض شقوں کو مجلسِ شرعی کے ارکان نے متفقہ طور پر منظور کیا اور بقیہ شقوں کو اکثریتی رائے کی بنیاد پر اپنایا گیا، جیسا کہ مجلس کے اجلاسوں کی روئداد میں محفوظ ہے۔

مورخہ ۹-۱۳ رمضان المبارک ۱۴۲۲ھ مطابق ۲۴-۲۸ نومبر ۲۰۰۱ء کو مکہ مکرمہ میں منعقد ہونے والی مجلسِ شرعی کے ساتویں اجلاس میں تمویل اور سرمایہ کاری کے مختلف طریقوں کے لیے تیار کردہ شرعی اصولوں کو دوبارہ معیار کی شکل میں جاری کرنے کا فیصلہ کیا اور اس مقصد کے لیے ایک کمیٹی تشکیل دی گئی۔

مورخہ ۲۸ صفر - ۴ ربیع الاول ۱۴۲۳ھ مطابق ۱۱-۱۶ مئی ۲۰۰۲ء کو مدینہ منورہ میں منعقد ہونے والے اجلاس میں مجلسِ شرعی نے تمویل اور سرمایہ کاری کے شرعی اصولوں (۴) کو بغیر کسی اہم تبدیلی کے استصناع اور متوازی استصناع کے لیے اپنایا اور اسے "شرعی معیار نمبر ۱۱" کا نام دیا۔

ربیع الثانی ۱۴۳۳ھ مطابق مارچ ۲۰۱۲ء کو شرعی معیارات کی نظرِ ثانی کمیٹی نے قطر میں ہونے والے اجلاس میں اس معیار پر نظرِ ثانی کی اور غور و خوض کے بعد اس میں اضافہ، حذف اور عبارت کی تصحیح کے حوالے سے چند ترامیم تجویز کیں اور مجوزہ ترامیم کو منظوری کے لیے مجلسِ شرعی کے پاس جمع کروا دیا گیا۔

مورخہ ۲۷-۲۹ شعبان ۱۴۳۶ھ مطابق ۱۴-۱۶ جون ۲۰۱۵ء کے دوران سعودی عرب میں منعقد

ہونے والے اجلاس میں مجلسِ شرعی نے شرعی معیارات کی نظرِ ثانی کمیٹی کی جانب سے مجوزہ ترامیم پر بحث کی اور ضروری ترامیم کی منظوری دے دی اور معیار کو موجودہ نظرِ ثانی شدہ حالت میں اپنایا گیا۔

ضمیمہ (ب)

شرعی احکام کی بنیادیں

عقدِ استصناع کی مشروعیت

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا انگوٹھی اور منبر بنوانے کے لیے استصناع کا عقد کرنے، استحسان اور معاملات، لین دین اور شرعی مقاصد کے عمومی قاعدوں سے استصناع کی شرعی حیثیت کا ثبوت ہوتا ہے۔ استصناع محض وعدہ نہیں ہے، بلکہ ایک لازم عقد ہے۔ مجمع الفقہ الاسلامی نے اس حوالہ سے ایک قرارداد[1] جاری کی ہے۔

عقدِ استصناع

- مالیاتی ادارہ کے لیے خریدار اور فروخت کنندہ کے مابین ہونے والے عقد میں محض رقم مہیا کرنے کا کردار ادا کرنا اس وجہ سے ناجائز ہے کہ ایسا کرنے سے یہ سود کی طرف لے جائے گا، اور صرف بظاہر استصناع کا عقد ہوگا، حقیقت میں استصناع نہیں ہوگا۔
- استصناع کے عقد کو دونوں فریقوں کے لیے لازم قرار دیے جانے کی بنیاد امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کی رائے ہے، جیساکہ "مجلۃ الاحکام العدلیہ" میں بیان کیا گیا ہے کہ صانع نے اپنا مال لگایا اور طے شدہ صفات کے مطابق چیز تیار کی۔ اب اگر خریدار کو تیار شدہ چیز نہ لینے کا اختیار دیا جائے تو اس میں صانع کو پہنچانا لازم آئے گا۔
- صانع کے لیے عقد میں تمام عیوب سے براءت کی شرط لگانا اس وجہ سے ناجائز ہے کہ استصناع مخصوص صفات کی حامل ایسی چیز کی فروخت کا عقد ہے جس کی حوالگی صانع کے ذمہ ہوتی ہے، جبکہ براءت کی شرط متعین شے کی فروخت میں لگائی جاتی ہے، اس معاملہ میں استصناع مطلق بیع سے

(۱) مجمع الفقہ الاسلامی قرارداد نمبر ۶۵ (۳/۷)۔

مختلف ہے۔

- استصناع کے عقد کو اس انداز سے کرنا جائز نہیں ہے کہ اسے محض سودی سرمایہ کاری کا ذریعہ بنالیا جائے، اس کے ناجائز ہونے کی بنیاد یہ ہے کہ حرام معاملات سود، شبہِ سود اور بیوعِ عینہ وغیرہ میں ملوث ہونے سے بچا جاسکے۔

موضوعِ استصناع اور اس کی ضمانتیں

- جن اشیا میں صنعت کا عمل دخل نہ ہو، ان میں استصناع کے ناجائز ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ایسی اشیا مثلاً حیوانات، پھل اور سبزیاں وغیرہ استصناع کی حقیقت اور تعریف کے تحت نہیں آتی ہیں، کیونکہ استصناع اس سامان کے فروخت کرنے کو کہتے ہیں، جس میں انسانی صنعت پائی جائے۔
- انسانی صنعت سے تیار شدہ اشیا، چاہے ان کا مثل بازار میں عام دستیاب ہو یا عام دستیاب نہ ہو، میں استصناع کا عقد اس لیے جائز ہے کہ لوگ اکثر ایسی اشیا میں استصناع کا عقد کرتے ہیں اور شریعت کے وہ احکام جن کی بنیاد عرف پر ہو، ان میں عرف کے بدلنے سے تبدیلی آجاتی ہے۔ لہٰذا ہر اس شے میں استصناع کا عقد کرنا جائز ہے، جس میں لوگوں کا تعامل ہو اور اس کی مکمل صفات بیان کرنا ممکن ہو، چاہے وہ اشیا استعمال سے خرچ ہوجاتی ہوں یا باقی رہتی ہوں۔
- کسی مخصوص اور متعین شے میں استصناع کے ناجائز ہونے کی وجہ یہ ہے کہ استصناع کا عقد ایسی چیز کے لیے کیا جاتا ہے جو کسی کے ذمہ میں واجب ہو۔ اگر استصناع کا عقد کسی متعین شے کے لیے کیا گیا تو یہ ایسی شے کی فروخت کا عقد ہوگا جو فروخت کنندہ کی ملکیت میں نہیں ہے اور ایسا کرنے سے نبی اکرم ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ "جو چیز تمہارے پاس نہ ہو اسے فروخت نہ کرو"۔[1] اس ممانعت کی دوسری وجہ یہ ہے کہ عموماً مصنوع ایسی شے کو کہا جاتا ہے جسے عدم سے وجود میں لایا جائے لہٰذا یہ ممکن نہیں ہے کہ مصنوع متعیّن ہو، اور معدوم کا تعلق ذمہ سے ہوتا ہے اور جو ذمہ میں آئے وہ دَین کہلاتا ہے۔[2]

(۱) سنن الترمذی: ۳/۵۳۴، تحقیق احمد شاکر، ارواء الغلیل للالبانی ۵/۱۳۲۔

(۲) مجلۃ الاحکام العدلیۃ مادۃ ۱۵۸۔

- خریدار کی جانب سے یہ شرط لگانا کہ "صنعت کا عمل مالیاتی ادارہ خود کروائے گا" جائز ہے، کیونکہ یہ شرط استصناع کے تقاضوں کے منافی نہیں ہے، بلکہ اس کے موافق ہے، کیونکہ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ خریدار کو کسی خاص صانع کی مہارت اور معیار کی وجہ سے اسی خاص صانع کا عمل درکار ہوتا ہے۔
- جب خریدار نے کسی خاص صانع سے کام کروانے کی شرط نہ لگائی ہو تو صانع کے لیے پہلے سے اپنی بنائی ہوئی یا کسی اور کی بنائی ہوئی چیز خریدار کو دینا جائز ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب حوالے کی گئی چیز میں مشروط اور مطلوبہ صفات موجود ہوں تو عقد کا مقصد پورا ہو جاتا ہے۔
- صنعت کے کسی عیب کی ضمانت کے لیے کچھ وقت کی شرط لگانا اس لیے جائز ہے کہ یہ ایک ایسی شرط ہے جو استصناع کے مقصد کے حصول کو مضبوط اور پختہ کرتی ہے۔ اور وہ مقصد "بنائی گئی شے سے نفع حاصل کرنا" ہے، اور اس کا حصول صرف اسی صورت میں ممکن ہے جب وہ شے عیوب سے پاک ہو۔
- استصناع کے عقد میں قیمت کا معلوم ہونا ضروری ہے، اس کی بنیاد یہ ہے کہ نزاع کا باعث بننے والی غیر یقینی صورتحال اور لاعلمی کا خاتمہ ہو سکے۔
- استصناع کے عقد میں قیمت کی ادھار اور قسط وار ادائیگی جائز ہے۔ اس کی بنیاد یہ ہے کہ فروخت کی جانے والی شے میں صانع کے عمل کو خاص اہمیت حاصل ہے، یہ عنصر استصناع کو اجارہ کے مشابہ بنا دیتا ہے، اور اجارہ میں اجرت کی ادھار اور قسط وار ادائیگی جائز ہے، اور وہ ممنوعِ شرعی "دین کو دین کے بدلے فروخت کرنا" سے مستثنیٰ ہے۔
- بنائی گئی شے کے حوالے کرنے کی مدت کے مختلف ہونے کی بنیاد پر شے کی قیمت کے مختلف ہونے کے جواز کی دلیل، استصناع کا اجارہ پر قیاس ہے۔ اور اجارہ کے عقد میں فقہاء نے یہ وضاحت کی ہے کہ کام کرنے والا اگر ایک دن میں کام کر لے تو اسے اجرت میں دو درہم، اور اگر دو دن میں کام کرے تو اجرت میں ایک درہم ملے گا۔ اس حوالے سے ندوۃ البرکہ نے قرارداد منظور کی ہے۔[1]
- استصناع میں مرابحہ کی صورت اختیار کرنا جائز نہیں ہے۔ وہ اس طرح کہ لاگت اور اس کے ساتھ کچھ زائد رقم ملا کر استصناع میں قیمت طے کر دی جائے، اس کی وجہ یہ ہے کہ مرابحہ میں ضروری ہے کہ

(۱) قرارداد نمبر ۷/۱۳۔

فروخت کی جانے والی شے ملکیت میں موجود ہو اور مرابحہ سے پہلے اس کی قیمت بھی معلوم ہو۔ جبکہ استصناع کا انعقاد شے کے ملکیت میں آنے سے پہلے ہو جاتا ہے، کیونکہ استصناع غیر متعیّن اور ذمہ میں ثابت شے کی فروخت ہے۔ نیز عمل کی لاگت اس کے وقوع کے بعد ہی ہو سکتی ہے لہٰذا عمل کے وقوع سے پہلے قیمت (لاگت + زائد رقم) متعیّن نہیں ہو سکتی، جبکہ قیمت کا معلوم ہونا عقد کے وقت ضروری ہے۔

- جب شے کے بنانے پر ادارے کے لگائے گئے اندازے سے کم لاگت آئے یا ادارے کو بنانے والے کی جانب سے رقم میں رعایت ملے، تو ادارے پر یہ لازم نہیں کہ وہ خریدار کے لیے بھی رقم میں کمی کرے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ استصناع اور متوازی استصناع کا باہم کوئی تعلق نہیں۔ دونوں مستقل طور پر علیحدہ معاملات ہیں اور دونوں کے ایک دوسرے سے جدا اپنے اپنے اثرات و نتائج ہیں۔ کویت فائنانس ہاؤس کی مجلسِ شرعی نے اس کے حق میں فتویٰ جاری کیا ہے۔[۱]
- ادارے کے لیے متعلقہ ضمانات لینے کے جواز کی دلیل یہ ہے کہ ایسا کرنا حقوق کی ادائیگی کو پختہ کرتا ہے، نیز عقد کے تقاضوں کے برخلاف بھی نہیں ہے۔

استصناع کے دوران پیش آنے والی صورتحال

- ادائیگی کی مدت میں اضافے کے بدلے قیمت میں اضافہ کے ناجائز ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ایسا کرنا سود میں شامل ہے۔
- جلد ادائیگی کی صورت میں شرط لگائے بغیر قیمت میں کمی کرنے کے جواز کی دلیل نبی اکرم ﷺ کا حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو یہ فرمانا ہے کہ "اپنے دین کا کچھ حصہ کم کر لو"۔[۲] اس حوالے سے مجمع الفقہ الاسلامی نے قرارداد جاری کی ہے۔[۳]
- صانع اگر اپنا کام مکمل نہ کر سکے تو اس کی جانب سے خریدار کی زمین میں بنائی گئی ادھوری عمارت کی

(۱) فتاویٰ شرعیہ فی المسائل الاقتصادیہ، ۲۸۹ فتویٰ نمبر ۴۴۷۔
(۲) صحیح بخاری ۱/۱۷۹ اور ۲/۹۶۵۔
(۳) مجمع الفقہ الاسلامی کی قرارداد نمبر ۶۴ (۲/۷)۔

ملکیت عوض کی ادائیگی کے بغیر خریدار کو نہیں ملے گی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ تعمیر خریدار کے طلب کرنے پر صانع نے بنائی تھی اور طلب کرنا اجازت دینے سے زیادہ قوی ہے۔

- استصناع کے عقد میں یہ شرط لگانا جائز ہے کہ مقتدر جہات سے لگائی گئی کسی بھی شرط کے نتیجے میں ہونے والے زائد اخراجات صانع کے ذمہ نہ ہوں گے۔ اس جواز کی وجہ یہ ہے کہ یہ شرط دونوں فریقوں کی رضامندی اور اتفاق سے طے پائی ہے اور استصناع کے عقد کے منافی نہیں ہے۔ اس حوالے سے کویت فائنانس ہاؤس کی مجلسِ شرعی نے فتویٰ جاری کیا ہے۔[1]
- استصناع میں جرمانے کی شرط کے جواز کی دلیل یہ ہے کہ یہ عقد کی مصلحت کے موافق ہے۔ نیز یہ شرط محض دین کے بارے میں نہیں ہے بلکہ اس شے کے بارے میں ہے جو ذمہ میں واجب ہے اور اس میں عمل کی شرط ہے۔

نفاذِ استصناع کی نگرانی

- استصناع کے عقد میں ادارے کے لیے بحیثیتِ خریدار کام کرتے ہوئے، تکنیکی اور فنی لحاظ سے تجربہ کار ادارے کی خدمات لینا اور بحیثیتِ صانع کام کرتے ہوئے خریدار ہی کو وکیل بنانا، اس بنیاد پر جائز ہے کہ وکالت شرعاً جائز ہے اور جب تک دونوں فریق اس پر راضی ہوں، اس میں کوئی ممانعت نہیں ہے۔

بنائی گئی شے کی حوالگی اور استعمال

- بنائی گئی شے کو صانع کی جانب سے حوالگی سے پہلے فروخت کرنا اس وجہ سے جائز نہیں ہے کہ یہ غیر موجود اور غیر مملوک شے کی فروخت کی طرح ہے، کیونکہ اس صورت میں بنائی گئی شے فروخت کنندہ کے پاس نہیں ہوتی۔

---

(۱) فتویٰ نمبر ۲۵۱۔

متوازی استصناع

- بحیثیتِ خریدار کام کرتے ہوئے ادارہ کے لیے کسی دوسرے فریق کے ساتھ متوازی استصناع یعنی انہی مخصوص صفات پر مشتمل شے کو فروخت کرنے کا عقد کرنا جو اس نے پہلے عقد میں خریدی ہیں، اس وجہ سے جائز ہے کہ یہ دو الگ الگ معاملات ہیں اور ان دونوں کے مابین کوئی تعلق نہیں ہے لہٰذا یہ نہ تو بیعتان فی بیعة [ایک بیع میں دو بیع کے عقد جمع کرنا] جو کہ شرعاً ممنوع ہے، میں داخل ہے اور نہ ہی متوازی استصناع، عقدِ استصناع کو سودی قرض کا عقد بناتا ہے۔

ضمیمہ (ج)

فرہنگ

استصناع کا عقد

یہ صانع کے ذمہ مخصوص صفات کی حامل کسی شے کی فروخت کا عقد ہے، جس میں صنعت مطلوب ہوتی ہے۔

متوازی استصناع

استصناع کی ایک اور قسم، جسے جدید عرف میں متوازی استصناع کہا جاتا ہے، یہ دو الگ الگ معاملات کے نتیجہ میں وجود میں آتی ہے۔ ایک عقد گاہک کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ جس میں اسلامی مالیاتی ادارہ کی حیثیت صانع کی ہوتی ہے اور دوسرا عقد صانع یا ٹھیکیدار کے ساتھ کیا جاتا ہے، جس میں ادارہ خریدار ہوتا ہے۔ دونوں معاملات میں طے ہونے والی قیمت کے فرق سے نفع حاصل کیا جاتا ہے، اور عموماً ان معاملات میں سے ایک جو کہ ٹھیکیدار اور صانع کے ساتھ کیا جاتا ہے نقد بنیادوں پر ہوتا ہے اور دوسرا جو کہ گاہک کے ساتھ کیا جاتا ہے ادھار کی بنیاد پر ہوتا ہے۔

استصناع اور اجارہ میں فرق

استصناع اور اجارہ میں فرق یہ ہے کہ اجارہ کا عقد محض اجیر کے عمل پر ہوتا ہے اور اس میں اجیر پر یہ لازم نہیں ہوتا کہ وہ کام میں استعمال ہونے والا خام مال بھی مہیا کرے گا، جبکہ استصناع میں عمل کے ساتھ ساتھ خام مال کی فراہمی بھی صانع کی ذمہ داری ہوتی ہے۔

استصناع اور ٹھیکیداری میں فرق

استصناع اور ٹھیکیداری میں یہ فرق ہے کہ ٹھیکیداری کا عقد بھی اجارہ ہی ہے کیونکہ اس میں عقد صرف عمل پر کیا جاتا ہے اور خام مال کی فراہمی گاہک کے ذمہ ہوتی ہے، البتہ ٹھیکیداری کے عقد میں جب کام اور خام مال کی فراہمی، دونوں امور ٹھیکیدار کے ذمہ طے کر دیے جائیں تو وہ عقد بھی استصناع بن جائے گا۔

استصناع اور سلم میں فرق

استصناع اور سلم میں یہ فرق ہے کہ استصناع کا عقد ذمہ میں واجب مخصوص صفات کی حامل شے کے لیے کیا جاتا ہے، جس میں عمل اور صنعت کی شرط لگائی جاتی ہے، لہٰذا استصناع کا عقد صرف ان اشیا میں کیا جا سکتا ہے جن میں صنعت کا عمل دخل ہو۔ البتہ سلم کا عقد، ذمہ میں واجب مخصوص صفات کی حامل ایسی شے کے لیے کیا جاتا ہے جس میں صنعت کی شرط نہ لگائی گئی ہو۔

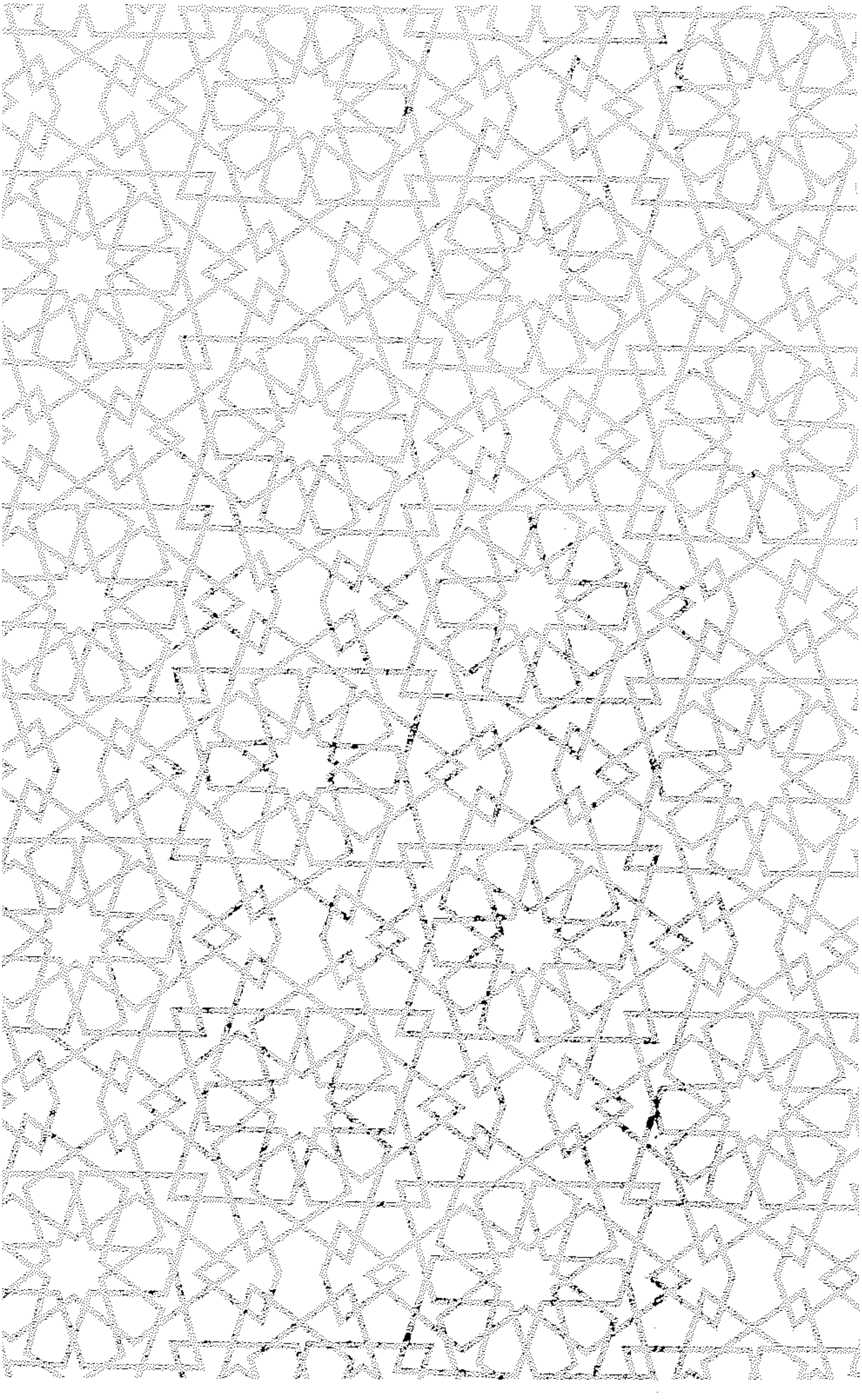

شرعی معیار نمبر (۱۲)

شرکت (مشارکہ)
اور جدید اقسامِ شرکت

(ترمیم شدہ معیار)

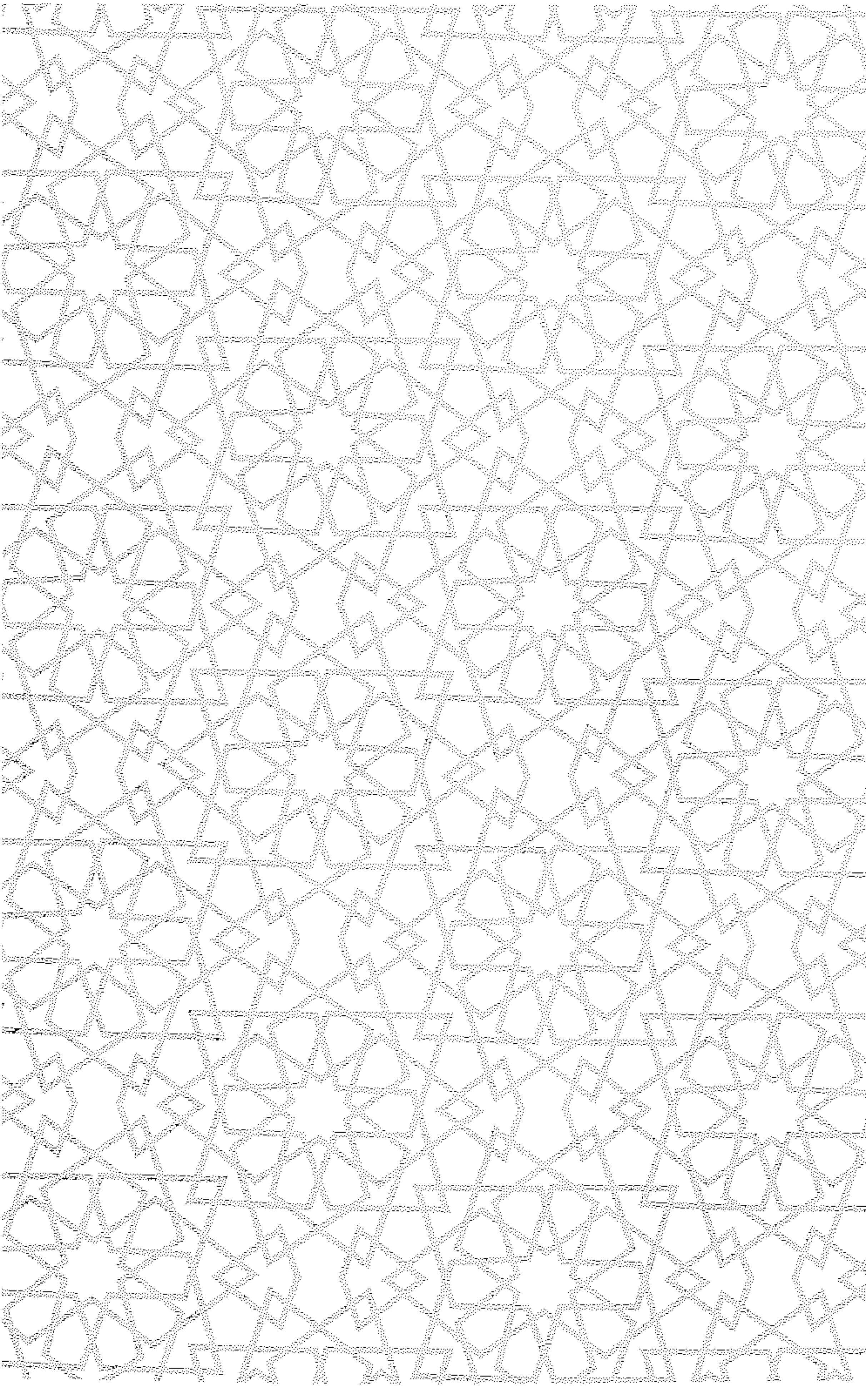

فہرست

دیباچہ ۳۳۸

معیار کا متن ۳۳۹

۱- معیار کا دائرۂ کار ۳۳۹

۲- شرکتِ عقد کی تعریف اور اس کی انواع واقسام ۳۳۹

۳- پہلی قسم: کتبِ فقہ میں مذکور روایتی اقسامِ شرکت ۳۴۰

۴- دوسری قسم: جدید اقسامِ شرکت ۳۵۱

۵- شرکتِ متناقصہ (Diminishing Musharakah) ۳۶۰

۶- معیار کے اجرا کی تاریخ ۳۶۱

معیار کی منظوری ۳۶۲

ضمیمہ جات

ضمیمہ (الف) معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد ۳۶۳

ضمیمہ (ب) شرعی احکام کی بنیادیں ۳۶۵

ضمیمہ (ج) فرہنگ ۳۷۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على أشرف المرسلين، سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه أجمعين.

دیباچہ

اس معیار میں شرکتِ عقد (جو جدید اصطلاح میں مشارکہ سے معروف ہے) بشمول شرکتِ عنان، شرکتِ وجوہ، شرکتِ اعمال، شرکتِ متناقصہ اور جدید اقسامِ شرکت کے عام شرعی احکام اور بنیادی اصول بیان کرنا مقصود ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ تمام مذکورہ اقسامِ شرکت کی تعریف اور ان کے متعلق خصوصی احکام اور شرعی ضابطے بھی بیان کیے جائیں گے جن کی رعایت کرنا تمام اسلامی مالیاتی اداروں (ادارہ/ادارے)[1] کے لیے ضروری ہے۔

واللہ الموفّق...

(۱) ''ادارہ/ادارے'' کی اصطلاح یہاں اختصار کی غرض سے اسلامی مالیاتی اداروں کے لیے استعمال کی گئی ہے جن میں اسلامی بینک بھی شامل ہیں۔

معیار کا متن

۱- معیار کا دائرۂ کار

یہ معیار کتب فقہ میں وارد ہونے والی اُن مشہور و معروف اقسامِ شرکت پر مشتمل ہے جن کی بنیاد شرکتِ عقد ہے سوائے اُن چند اقسام کے علاوہ جنہیں بعد میں اس سے مستثنٰی کیا گیا۔ نیز یہ معیار جدید اقسامِ شرکت کی تمام انواع پر بھی لاگو ہوگا جن میں مشارکہ متناقصہ بھی شامل ہے۔

یہاں صکوکِ مشارکہ پر گفتگو نہیں ہوگی کیونکہ اس سے صکوکِ سرمایہ کاری کے ذیل میں بحث ہوگی۔ اور نہ ہی شرکتِ ملک پر بات ہوگی (جبکہ ملکیت مشترکہ ہو)۔ اور نہ ہی یہاں شرکتِ مفاوضہ کے خصوصی احکام بیان ہوں گے کیونکہ اس کا استعمال عام نہیں، اس کے لیے بوقت ضرورت کتبِ فقہ کی طرف رجوع کیا جاسکتا ہے۔ نہ ہی یہاں عقدِ مضاربت پر گفتگو ہوگی کیونکہ اس کے لیے ایک علیحدہ معیار موجود ہے- نہ ہی یہاں مزارعت، درختوں کی آبیاری اور شجر کاری کے عقود پر بحث ہوگی۔ جہاں تک جدید اقسامِ شرکت کا تعلق ہے تو اُن سے متعلق مخصوص قوانین اور طریقۂ کار پر بھی گفتگو نہیں ہوگی۔

۲- شرکتِ عقد کی تعریف اور اس کی انواع واقسام

۲/۱ شرکتِ عقد کی تعریف

دو یا اس سے زیادہ لوگوں کا اپنا مال، کام یا اپنی ذمہ داریوں کو نفع کمانے کی غرض سے خلط کر لینے پر اتفاق کر لینا۔

۲/۲ شرکتِ عقد کی اقسام

شرکتِ عقد کی دو قسمیں ہیں:

پہلی قسم: وہ اقسامِ شرکت جو کتبِ فقہ میں مذکور ہیں۔

دوسری قسم: جدید اقسامِ شرکت

۲/۲/۱ معروف اقسامِ شرکت جن کا ذکر کتبِ فقہ میں ہے وہ مندرجہ ذیل انواع پر مشتمل ہیں:

(الف) شرکتِ عنان

(ب) شرکتِ وجوہ (شرکتِ ذمم)

(ج) شرکتِ اعمال (صنائع، ابدان، تقبّل)

۲/۲/۲ جدید اقسامِ شرکت، ان کی اہم انواع مندرجہ ذیل ہیں:

(الف) جوائنٹ اسٹاک کمپنی

(ب) شرکتِ تضامن

(ج) شرکتِ توصیہ بسیطہ

(د) شرکتِ توصیہ بالاَسْہُم

(ھ) شرکتِ محاصّہ

(و) شرکتِ متناقصہ (جو شرکتِ عنان کی قسم ہے)۔[1]

۳- پہلی قسم: کتبِ فقہ میں مذکور روایتی اقسامِ شرکت

۳/۱ شرکت کے عمومی اور شرکتِ عنان کے خصوصی احکام

شرکتِ عنان یہ ہے کہ جس میں دو یا اس سے زیادہ اشخاص متعیّن مال کے ذریعہ اس طرح شرکت قائم کریں کہ ان میں سے ہر ایک کو شرکت کے مال میں تصرف کا حق حاصل ہو، منافع حسبِ اتفاق اور خسارہ بقدرِ حصصِ سرمایہ تقسیم ہو۔

۳/۱/۱ شرکت کا انعقاد

۳/۱/۱/۱ شرکت کا معاہدہ شرکاء کی باہمی رضامندی سے ایک طرف سے ایجاب

(۱) اس معیار میں وہ شرکتِ متناقصہ جو شرکتِ مِلک کی قسم ہے اسے زیرِ بحث نہیں لایا گیا۔ (مترجم)

اور دوسری طرف سے قبول کے ذریعے منعقد ہوتا ہے، اگر ضرورت ہو تو شرکت کے معاہدہ کو تحریری شکل دے دینا اور اس کی باقاعدہ رجسٹریشن کروالینا مناسب ہے، اس کے ساتھ ساتھ اسی معاہدہ یا شرکت کے بنیادی اصول وضوابط [آرٹیکل آف ایسوسی ایشن] میں شراکت داری کا مقصد بھی مکمل طور پر واضح کر دیا جائے۔

۲/۱/۱/۳　ادارے کے لیے غیر مسلموں یا روایتی بنکوں کو اپنے ساتھ جائز معاملات میں شریک کرنا جائز ہے الّا یہ کہ یہ ظاہر ہو جائے کہ شرکت میں پیش کیے جانے والا مال چاہے وہ نقدی ہو یا سامان کی صورت میں، حرام ہے۔ اس کے علاوہ یہ یقین دہانی حاصل کرنا بھی ضروری ہے کہ معاملات کو عملی شکل دینے میں شریعتِ اسلامیہ کے اصول واحکام کی خلاف ورزی نہیں کی جائے گی۔ اس بات کو یقینی بنانا ضروری ہے کہ انتظامی معاملات خود ادارے کے ہاتھ میں ہوں یا کسی ایسے شخص/ادارے کے پاس ہوں جو شریعت کا پابند ہو۔

۳/۱/۱/۳　ایسی اجتماعی تمویل [syndicated financing] جس کی انجام دہی میں شرعی احکام کی پابندی لازمی قرار دی گئی ہو اس میں روایتی بنکوں کا اسلامی مالیاتی اداروں کے ساتھ شریک ہونا جائز ہے لیکن اس کے لیے شرط یہ ہے کہ کاروباری معاملات ادارہ خود سنبھالے اور اس کی شرعی نگرانی بھی لازمی ہو گی۔ اجتماعی تمویل کے بارے میں معیار شرعی نمبر ۲۴ دیکھا جا سکتا ہے۔

۴/۱/۱/۳　تمام شرکاء کے لیے جائز ہے کہ وہ جب چاہیں شرکت کے معاہدہ میں ترمیم یا منافع کے تناسب میں تبدیلی اس شرط پر کر سکتے ہیں کہ سب کو خسارہ بقدر حصص برداشت کرنا ہو گا۔

۲/۱/۳　شرکت کا سرمایہ

۱/۲/۱/۳　اصل یہ ہے کہ شرکت کا سرمایہ نقد اثاثے ہوں تاکہ اُس کی مقدار کا تعیّن ہو سکے۔ تعیّن کی ضرورت اس لیے ہے کہ شراکت داری کے نتیجہ میں

حاصل ہونے والے نفع ونقصان کا حساب لگایا جاسکے۔ لیکن اس کے ساتھ شرکاء کے اتفاق سے یہ بھی جائز ہے کہ سرمایہ غیر نقد اثاثے ہوں (مثلاً سازو سامان وغیرہ)، لیکن اس سے پہلے یہ ضروری ہے کہ اس اثاثے کی نقد قیمت متعیّن کر دی جائے تاکہ ہر شریک کا حصہ واضح طور پر معلوم ہوجائے۔

۲/۲/۱/۳ اگر شرکاء کی جانب سے سرمائے کی مد میں رقم مختلف کرنسیوں میں دی گئی ہو تو اس صورت میں یہ ضروری ہے کہ اُن تمام کرنسیوں کی قیمت کا تعیّن شرکت کی طے شدہ کرنسی میں ادائیگی کے دن کے ریٹ کے حساب سے کر لیا جائے تاکہ ہر شریک کا حصہ اور اس کی ذمہ داریاں [یا واجبات] متعیّن ہوجائیں۔

۳/۲/۱/۳ شرکت کے سرمائے میں ہر شریک کا حصہ متعیّن کرنا ضروری ہے خواہ وہ سرمایہ ایک ساتھ پیش کیا گیا ہو یا تدریجاً (یعنی سرمائے میں اضافے کی صورت)۔

۴/۲/۱/۳ یہ جائز نہیں ہے کہ صرف دیون شرکت کے سرمائے کے حصے کے طور پر پیش کیے جائیں۔ البتہ یہ ہوسکتا ہے کہ دیون اُن چیزوں کے تابع ہوں جو سرمایہ بننے کی صلاحیت رکھتی ہوں، مثلاً کسی فیکٹری کو بطور سرمایہ پیش کرنا اس کے حقوق وواجبات سمیت۔ اس سلسلہ میں تفصیل مالیاتی دستاویزات [اوراقِ مالیہ] معیار شرعی نمبر ۲۱ میں دیکھی جاسکتی ہے۔

۵/۲/۱/۳ کرنٹ اکاؤنٹ میں رکھے گئے پیسوں کو شرکت کا سرمایہ تسلیم کیا جاسکتا ہے، اگرچہ شرعاً یہ رقوم مالیاتی اداروں کے ذمے قرض سمجھی جاتی ہیں، اب خواہ اسی ادارے کے ساتھ شراکت داری قائم کرنے کا ارادہ ہو یا کسی اور ادارے کے ساتھ۔

۳/۱/۳ شرکت کے انتظامی معاملات

۱/۳/۱/۳ بنیادی طور پر شرکت میں ہر شریک کو تصرف کا حق ہے مثلاً خریدنا، بیچنا، خواہ وہ نقد پر ہو یا ادھار پر، اور اسی طرح قبضہ لینا، قبضہ دینا، امانت کے طور پر کسی

چیز کو رکھوانا، گروی رکھوانا یا رکھنا، قرضے کا مطالبہ یا اس کا اقرار کرنا، کسی کے خلاف دعویٰ دائر کرنا، کسی سے حق کا مطالبہ کرنا، عقد منسوخ کرنا، عیب کی وجہ سے رد کرنا، کرائے پر لینا، حوالہ کرنا، اور قرضہ لینا۔ الغرض انہیں ہر اس تصرف کا حق ہے جو تجارت کی مصلحت کا تقاضہ ہو اور اس کا عُرف ہو۔ اسی طرح ہر اس کام کی ممانعت ہے جس کا شرکت کو کسی قسم کا نفع نہ پہنچے یا اس سے نقصان ہو جیسا کہ ہدیہ دینا یا قرضہ دینا۔ ہاں اگر شرکاء کی اجازت سے ہو، یا عرف کے مطابق معمولی سی رقم ہو اور مختصر وقت کے لیے دی گئی ہو تو تب کوئی مضائقہ نہیں۔

۳/۱/۳/۲　اس میں کوئی ممانعت نہیں کہ تمام شرکاء اتفاق کر لیں کہ ہم میں سے کوئی ایک یا چند انتظامی معاملات سنبھالیں گے۔ بقیہ شرکاء پر لازم ہوگا کہ انہوں نے کاروبار میں تصرف نہ کرنے کا جو التزام کیا ہے اس کی پابندی کریں۔

۳/۱/۳/۳　انتظامی معاملات چلانے کے لیے شرکاء کے علاوہ کسی اور کو مقررہ تنخواہ پر منتظم متعین کیا جا سکتا ہے۔ اس تنخواہ کو شرکت کے اخراجات میں شمار کیا جائے گا، اور یہ بھی جائز ہے کہ مقررہ تنخواہ کے علاوہ شرکت کے منافع کا کوئی خاص تناسب اس کے لیے حوصلہ افزائی کے طور پر متعین کر دیا جائے۔ اگر اس کے لیے صرف منافع کا کوئی خاص تناسب انتظامی معاملات چلانے کے بدلے مقرر کر دیا جاتا ہے تو اس صورت میں وہ مضارب قرار پائے گا جسے نفع کا حصہ ملے گا، اگر نفع ہوا، اس کے لیے الگ سے انتظام چلانے کے عوض اجرت لینا جائز نہیں ہوگا۔

۳/۱/۳/۴　اگر شرکاء میں سے کسی ایک سے انتظامی معاملات یا دیگر اہم امور جیسے حسابات میں مدد لی جاتی ہو تو اس کے لیے اجرت مقرر کرنا جائز نہیں ہے۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ اس کے شرکت کے نفع کے تناسب میں کچھ اضافہ کر دیا جائے۔

۳/۱/۳/۵　سابقہ شق (۳/۱/۳/۴) میں ذکر کیے گئے کاموں کی ذمہ داری شرکاء میں

سے کسی ایک کو شرکت کے معاہدہ سے ہٹ کر الگ معاہدہ کے تحت سونپی جا سکتی ہے، یہ معاہدہ شرکت کے معاہدہ سے اس قدر علیحدہ ہونا چاہیے کہ اگر اسے اس اضافی ذمہ داری سے ہٹانا چاہیں تو شرکت کے معاہدہ کو منسوخ یا اُس میں ترمیم نہ کرنا پڑے۔ ایسی صورت میں اس کے لیے الگ تنخواہ مقرر کی جا سکتی ہے۔

۳/۱/۴ عقدِ شرکت میں ضمانتیں

۳/۱/۴/۱ شرکت کا مال شرکاء کے پاس بطور امانت ہوتا ہے، تلف یا خسارہ کی صورت میں ان سے تلافی کا مطالبہ نہیں کیا جا سکتا سوائے اس کے کہ کوتاہی یا زیادتی ثابت ہو، نیز یہ جائز نہیں ہے کہ ایک شریک پر دوسرے شریک کے سرمایہ کی ضمانت کی شرط لگائی جائے۔

۳/۱/۴/۲ شرکاء میں سے کوئی بھی دوسرے فریق سے کفیل یا کسی چیز کے گروی رکھنے کا مطالبہ کر سکتا ہے تاکہ زیادتی یا کسی قسم کی کوتاہی یا معاہدہ کی کسی شق کی خلاف ورزی کی صورت میں اس سے ضمان وصول کیا جا سکے۔

۳/۱/۴/۳ کوئی ایسا تیسرا فریق جو شرکاء سے الگ قانونی اور مالی حیثیت رکھتا ہو وہ اپنے اوپر خسارہ اٹھانے کی ضمانت لے سکتا ہے، لیکن اس کے لیے ضروری یہ ہے کہ یہ ضمانت لینا شرکت کے معاہدہ سے علیحدہ اور مستقل ہو اور بغیر کسی معاوضہ کے ہو۔ نیز ایک شرط یہ بھی ہے کہ وہ [خسارہ کی ذمہ داری لینے والا] فریقِ ثالث جس شخص، ادارے، یا کمپنی کی ذمہ داری اٹھا رہا ہے اس کے نصف سے زیادہ کا مالک بھی نہ ہو اور نہ اُس کا نصف سے زیادہ مملوک ہو۔ چنانچہ جو فریق اِس تیسرے شخص کے معاہدہ سے مستفید ہو رہا ہے اسے یہ حق نہیں پہنچتا کہ اگر اُس تیسرے شخص نے اپنی رضا کارانہ ذمہ داری کو پورا نہیں کیا تو وہ شرکت کے معاہدہ کے منسوخ ہونے کا دعویٰ کرے یا اپنی ذمہ داریوں کے ادا کرنے سے انکار کردے، اور بنیاد اس کو بنائے کہ اس التزام کو شرکت کے معاہدہ میں معتبر مانا گیا تھا۔

۳/۱/۵ شرکت کے نتائج (نفع اور خسارہ)

۳/۱/۵/۱ شرکت کے معاہدے میں شرکاء کے درمیان نفع تقسیم کرنے کے طریقۂ کار کی وضاحت کرنا ضروری ہے جس میں ہر فریق کے لیے مجموعی نفع کا متناسب حصہ متعین کر دیا جائے۔ لیکن یہ نہیں ہو سکتا کہ شرکاء کے لیے کوئی حتمی رقم خاص کر دیں یا سرمائے کا کوئی تناسب مقرر کریں۔ (دیکھیے شق ۳/۱/۵/۹)

۳/۱/۵/۲ شرکاء کے لیے نفع کا تناسب مقرر کرنے کو نفع کے حصول تک مؤخر نہ کیا جائے، بلکہ شرکت کا معاہدہ نافذ کرتے وقت اسے واضح کر دینا ضروری ہے۔ البتہ نفع تقسیم کرتے وقت شرکاء کے اس اتفاق میں کوئی مضائقہ نہیں کہ نفع کے تناسب میں ترمیم کر دی جائے یا کوئی ایک اپنے کچھ حصۂ نفع سے دوسرے کے حق میں دستبردار ہو جائے۔

۳/۱/۵/۳ اصل یہ ہے کہ نفع کا تناسب سرمایہ کے تناسب سے مطابقت رکھتا ہو۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ شرکاء، سرمایہ کے تناسب سے مختلف نفع کے تناسب پر اتفاق کر لیں بشرطیکہ جس فریق کے کام نہ کرنے کی شرط رکھی گئی ہو اس کے نفع کا تناسب سرمائے کے تناسب سے زائد نہ ہو۔ اور جس شریک کے کام انجام نہ دینے کی شرط نہیں رکھی گئی تو اس کے نفع کا تناسب سرمائے کے تناسب سے زیادہ ہو سکتا ہے اگرچہ فی الواقع وہ کام میں شریک نہ ہو۔

۳/۱/۵/۴ شرکت میں خسارہ سرمائے کے تناسب سے برداشت کرنا ضروری ہے۔ کسی ایک فریق کے خسارہ برداشت کرنے پر اتفاق کر لینا جائز نہیں اور نہ ہی سرمائے کے تناسب سے کم یا زیادہ برداشت کرنے کی شرط رکھنا جائز ہے۔ خسارہ ہو جانے کے بعد اگر کوئی ایک فریق خسارہ پورا کرنے پر رضاکارانہ طور پر تیار ہو جائے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں، بشرطیکہ پہلے سے اس کی شرط نہ لگائی گئی ہو۔

۳/۱/۵/۵ منافع تقسیم کرنے کے کسی بھی طریقۂ کار پر اتفاق کیا جا سکتا ہے۔ اور یہ

پوری شرکت کی مدت کے لیے یکساں بھی ہو سکتا ہے اور مختلف دورانیوں کے لیے مختلف بھی۔ مثلاً پہلے دورانیہ میں تناسب یہ ہوگا اور دوسرے دورانیہ میں یہ، یا حاصل شدہ نفع کی مقدار کے اعتبار سے تناسب مختلف ہو [مثلاً نفع ایک لاکھ ہوا تو تناسب یہ ہوگا اور اگر نفع دو لاکھ ہوا تو نفع کا تناسب یہ ہوگا]۔ لیکن یہ اس شرط کے ساتھ جائز ہے کہ کوئی ایسی صورت نہ ہو جس میں کوئی فریق نفع سے مکمل محروم قرار پائے۔

۳/۱/۵/۶ جب تک نفع میں سے ہر قسم کے اخراجات، فیسیں اور ٹیکس وغیرہ نکال نہ لیے جائیں اور اصل سرمائے کا واپس لینا بھی ممکن نہ ہو جائے تب تک اسے شرکاء میں حتمی طور پر تقسیم نہیں کیا جا سکتا۔

۳/۱/۵/۷ شرکت کے معاہدہ میں کوئی ایسی شرط لگانا یا نفع کی تقسیم کے طریقۂ کار میں کوئی ایسا اصول وضع کرنا جائز نہیں جو نفع میں شرط کی شرکت ختم کرنے کا باعث ہو۔ مثلاً کسی کے لیے نفع میں سے کوئی خاص رقم متعین کر دینا یا سرمائے کا کوئی تناسب مقرر کر دینا، اگر اس قسم کی شرط کے ساتھ کوئی معاہدہ طے پایا تو اس طرح کی شرط باطل قرار پائے گی۔ اگر نفع حاصل ہونے سے قبل اس شرط کی تصحیح کر دی گئی تب تو نفع اُس تناسب کے مطابق تمام شرکاء میں تقسیم کیا جائے گا جس پر تصحیح کے بعد شرکاء کا اتفاق ہوا، اور اگر نفع حاصل ہونے سے قبل تصحیح نہیں کی گئی تو پھر سرمایہ میں شرکاء کے تناسب کے اعتبار سے نفع تقسیم ہوگا۔

۳/۱/۵/۸ شق (۳/۱/۵/۳) کی رعایت کرتے ہوئے یہ شرط لگانا جائز ہے کہ اگر نفع اتنی مقدار سے بڑھ گیا تو شرکاء میں سے فلاں شریک اس زائد مقدار کا حق دار ٹھہرے گا، اور اگر نفع اتنا ہی ہوا یا اس مقدار سے کم ہوا تو پھر جو معاہدہ میں طے پایا ہے اُس حساب سے تقسیم کیا جائے گا۔

۳/۱/۵/۹ حتمی نفع اس قیمت کی بنیاد پر تقسیم کیا جائے گا جس قیمت کے عوض اثاثے

بیچے گئے ہوں، اس کو حقیقی تحلیل کے نام سے جانا جاتا ہے۔ اسی طرح یہ بھی جائز ہے کہ نفع، حکمی تحلیل کی بنیاد پر تقسیم کیا جائے جس میں موجودہ اثاثوں کی عادلانہ قیمت لگائی جائے۔ ایسے دیون جن کی واپسی متوقع ہے انہیں نقد رقم تصور کیا جائے اور جس قدر دیون کی واپسی مشکوک ہو تو انہیں اس میں شمار نہ کیا جائے، اسی طرح دُیون کا اندازہ لگانے میں دیون کی قیمتِ زمنیہ [شرح سود/ time value of money] کو شمار نہ کیا جائے اور نہ ہی حالیہ ریٹ کی بنیاد پر کسی قسم کی کٹوتی کی جائے گی (یعنی دَین جلدی ادا کرنے کی وجہ سے جو دَین کی مقدار میں کمی کی جاتی ہے)۔ نقد رقم کو حساب وکتاب میں ویسے کا ویسا ہی شمار کیا جائے گا۔

۳/۱/۵/۱۰　حتمی طور پر نفع متوقع نفع کی بنیاد پر تقسیم نہیں کیا جا سکتا بلکہ حقیقی تحلیل یا حکمی تحلیل کرکے حاصل ہونے والے نفع کی بنیاد پر حتمی نفع تقسیم ہوگا۔

۳/۱/۵/۱۱　شرکت کے اثاثہ جات حقیقتاً یا حکماً نقد میں تبدیل کرنے سے قبل نفع عارضی طور پر تقسیم کیا جا سکتا ہے، لیکن اس شرط پر کہ حقیقی یا حکمی تحلیل کے بعد نفع کا حتمی حساب کیا جائے اور اگر یہ پتہ چلا کہ کسی شریک کو اس کے حق سے زیادہ رقم دے دی گئی تھی تو وہ اضافی رقم واپس کرنے کا پابند ہو۔

۳/۱/۵/۱۲　اگر شرکت کا کاروبار ایسا ہے جس میں کچھ کمانے کے لیے ساز وسامان کرائے پر دیا جاتا ہے یا اس میں آمدنی کی غرض سے خدمات پیش کی جاتی ہیں تو ایسی صورت میں شرکاء میں ہر کچھ عرصے بعد جو رقم تقسیم کی جاتی ہے، شرکت کے حتمی حساب کے وقت تک وہ بھی عارضی سمجھی جائے گی۔

۳/۱/۵/۱۳　شرکت کے بنیادی نظام کے تحت یا شرکاء کے اتفاق سے یہ فیصلہ کیا جا سکتا ہے کہ نفع کو آپس میں تقسیم نہیں کیا جائے گا بلکہ اسے جمع کرتے رہیں گے، یا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ شرکت کی ساکھ کو مضبوط بنانے یا اصل سرمایہ کے خسارہ سے حفاظت کی خاطر مخصوص ریزرو فنڈ بنانے کے لیے یا منافع کی مساوی تقسیم کی

غرض سے ہر بار نفع میں سے کسی خاص تناسب سے کٹوتی کی جائے۔

۳/۱/۵/۱۴ نفع میں سے کوئی خاص تناسب شرکاء کے اتفاق سے کسی فریق ثالث کے لیے تبرّع کے طور پر مخصوص کیا جاسکتا ہے۔

۳/۱/۶ شرکت کا اختتام

۳/۱/۶/۱ شرکاء میں سے کوئی بھی شرکت کے معاہدہ کو منسوخ کرنے (اُس سے دستبردار ہونے) کا حق رکھتا ہے، بقیہ شرکاء کو مطلع کرنے اور اپنا حصہ وصول کرنے کے بعد۔ کسی ایک کی منسوخی سے بقیہ شرکاء کے درمیان شرکت کا منسوخ ہونا لازم نہیں آتا۔ اسی طرح یہ بھی ہوسکتا ہے کہ شرکاء آپس میں ایک مقررہ مدت تک شرکت باقی رکھنے کا عہد کرلیں جسے پورا کرنا ان پر لازم ہو۔ اس صورت میں انہیں یہ اختیار ہوگا کہ مقررہ مدت سے قبل متفقہ طور پر شرکت کی تحلیل کرلیں۔ بہر حال تمام صورتوں میں معاہدہ کی منسوخی اُس سے قبل کیے گئے تصرفات پر اثرانداز نہیں ہوگی بلکہ اُن کے اثرات باقی رہیں گے۔

۳/۱/۶/۲ یہ جائز ہے کہ شرکاء میں سے کوئی ایک دورانِ مدت یا بوقت تصفیہ شرکت کے اثاثے خریدنے کا ایسا وعدہ کرے جس کا پورا کرنا لازمی ہو خواہ بازاری قیمت پر خریدنے کا وعدہ ہو یا خریدتے وقت جس قیمت پر اتفاق ہو اس پر خریدنے کا وعدہ ہو، لیکن قیمتِ اسمیہ [face value] پر خریدنے کا وعدہ کرنا جائز نہیں۔

۳/۱/۶/۳ شرکت کا معاہدہ مقرر کردہ مدت کے اختتام پر خود بخود ختم ہوجائے گا۔ نیز شرکاء کے اتفاق سے مقرر کردہ مدت سے قبل بھی ختم کیا جاسکتا ہے، یا کسی خاص سودے میں شراکت کی صورت میں شرکت کا ساز وسامان حقیقی تحلیل کرکے حقیقتاً نقد رقم میں تبدیل کردیا جائے۔ اسی طرح حکمی تحلیل کرکے اگر حکمی طور پر مال نقد رقم میں تبدیل کردیا جائے تو بھی شرکت کا معاہدہ ختم ہوجاتا ہے۔ اور حکمی تحلیل کو یوں سمجھا جائے گا گویا کہ پہلا شرکت کا معاہدہ اختتام کو پہنچا اور اب نیا معاہدہ

شروع ہوا۔ جہاں حقیقی طور پر شرکت کے اثاثے بیچ کر نقد رقم میں تبدیل نہیں کیے گئے بلکہ حکمی طور پر ان کی قیمت لگالی گئی ہے وہاں یہ قیمت نئی شرکت کا سرمایہ شمار ہوگی۔ اگر شرکت کا اختتام مقررہ مدت کے ختم ہونے پر ہو رہا ہے تو بقیہ اثاثے بازار کے نرخ کے حساب سے بیچ دیے جائیں۔ شرکت کی تحلیل سے حاصل کردہ رقم یوں استعمال کی جائے گی:

(الف) کاروبار کے تصفیہ کے اخراجات کی ادائیگی

(ب) شرکت کے ذمہ واجبات کی ادائیگی

(ج) بقیہ اثاثے شرکاء کے درمیان ان کے سرمائے کے حصص کے حساب سے تقسیم کردی جائے گی، اگر وہ سرمائے کی اصل رقم سے کم پڑ جائے تو شرکاء میں ان کے سرمائے کے تناسب سے تقسیم کردی جائے گی۔ (جو فقہ میں "قسمة غرماء"[1] کے عنوان سے مشہور ہے)۔

۲/۳ شرکتِ وجوہ (شرکتِ ذمم)

۳/۲/۱ شرکتِ وجوہ (ذمہ داری پر مبنی شراکت) میں دو یا اس سے زیادہ لوگوں میں شراکت داری قائم کی جاتی ہے جو ادھار پر سامان خریدتے ہیں اور طے شدہ تناسب سے اس کی قیمت ادا کرنے کی ذمہ داری برداشت کرنے کے پابند ہوتے ہیں، نیز اس میں شرکاء کے درمیان نفع کا تناسب بھی طے کرنا ضروری ہے خواہ وہ ادھار واپس کرنے کی ذمہ داری کے تناسب سے مطابقت رکھتا ہو یا اس سے مختلف ہو۔

۳/۲/۲ شرکتِ وجوہ میں سرمایہ نقد نہیں ہوتا کیونکہ اس میں شرکت ادائیگی کی ذمہ داری

---

(۱) "قسمة غرماء" کا مطلب یہ ہے کہ جب اثاثوں کی مقدار دیون سے تجاوز کر جائے تو دائنین بقدر دین اثاثوں سے اپنا دین وصول کر پاتے ہیں۔ شرکت کی صورت میں اس کا مفہوم یہ ہوگا کہ جب راس المال کم پڑ جائے تو شرکاء بقدر حصہ اثاثوں کے حقدار قرار پاتے ہیں۔ (مترجم)

کے التزام کی بناء پر ہوتی ہے۔ یعنی اس میں شرکت کا محل وہ ضمان ہوتا ہے جس کی بنیاد اچھی ساکھ پر ہوتی ہے اور اس ضمان کا مطلب یہ ہے کہ اس میں شرکاء ادھار پر خریدے گئے ساز وسامان کی قیمت جو ان کے ذمہ لازم ہوتی ہے ادا کرنے کے پابند ہوتے ہیں۔ اور یہ ضروری ہے کہ تمام شرکاء آپس میں اس بات پر اتفاق کر لیں کہ ہر فریق کتنے تناسب سے دیون ادا کرنے کی ذمہ داری لے گا۔

۳/۲/۳ نفع حسبِ اتفاق تقسیم ہوگا اور خسارہ ہر فریق کو ادھار پر خریدے گئے سامان کی قیمت ادا کرنے کی ذمہ داری لینے کے تناسب سے برداشت کرنا ہوگا، یعنی جس نے جتنے تناسب سے ادھار چکانے کی ذمہ داری قبول کی تھی اسی تناسب سے وہ خسارہ برداشت کرے گا۔ کسی ایک فریق کے لیے نفع کی کوئی خاص رقم متعین کرنا جائز نہیں ہے۔

۳/۳ شرکتِ اعمال (شرکتِ ابدان یا صنائع یا تقبّل)

۱/۳/۳ دو یا اس سے زیادہ افراد کا جسمانی یا فکری کاموں کے قبول کرنے پر اتفاق کرنا یا کوئی چیز تیار کرنے یا خدمات یا تجربہ پیش کرنے پر آپس میں اتفاق کرنا شرکتِ اعمال ہے۔ اس میں باہمی اتفاق سے نفع کا تناسب متعین کیا جاتا ہے۔

۲/۳/۳ شرکتِ اعمال کا سرمایہ نقد نہیں ہوتا کیونکہ اس میں شراکت داری کا مقصد کام انجام دینا یا لوگوں سے کام قبول کرنا ہوتا ہے۔ شرکاء یا ان کے قائم مقام کا ایک دوسرے سے کم وبیش کام کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ اسی طرح مختلف شرکاء کو مختلف کام سپرد کرنے میں بھی کوئی رکاوٹ نہیں ہے تاکہ قبول کیے گئے کام کو صحیح طریقے سے سرانجام دیا جاسکے۔

۳/۳/۳ شرکاء کے درمیان نفع حسبِ اتفاق تقسیم ہوگا لیکن اس شرط پر کہ کسی ایک فریق کے لیے کوئی رقم متعین نہ کی جائے۔

۴/۳/۳ اگر شرکتِ اعمال میں جامد اثاثوں (مثلاً مشینری یا آلات) کی ضرورت پڑی تو اس

کے لیے ہر فریق اپنی طرف سے مطلوبہ اثاثے پیش کر سکتا ہے جس کی ضرورت ہے اور وہ چیز اسی شریک کی ملکیت میں رہے گی، اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ جامد اثاثے شرکتِ ملک کی بنیاد پر شرکاء کے اموال سے خریدے جائیں۔ اس کے علاوہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ شرکاء میں سے کوئی ایک فریق آلات بطور کرایہ داری [اجارہ] پیش کرے جس کی اجرت شرکت کے اخراجات میں شمار ہو۔

۴- دوسری قسم: جدید اقسامِ شرکت

۴/۱ جوائنٹ اسٹاک کمپنی

۴/۱/۱ جوائنٹ اسٹاک کمپنی کی تعریف

۴/۱/۱/۱ جوائنٹ اسٹاک کمپنی ایسی شرکت ہے جس کا سرمایہ برابر برابر حصص میں تقسیم کیا جاتا ہے جو قابلِ خرید و فروخت ہوتے ہیں، ہر شریک صرف اتنا ذمہ دار ہوتا ہے جتنا اس کا سرمائے میں حصہ ہے۔ یہ شرکتِ اموال کی ایک قسم ہے، اس پر شرکتِ عنان کے تمام احکام لاگو ہوتے ہیں، سوائے اس کے کہ اُن میں سے ہر شریک کی ذمہ داری محدود ہوتی ہے اور دوسرے یہ کہ کسی ایک شریک کی طرف سے شرکت کو فسخ کرنا ممنوع ہے۔ (دیکھیے شق ۴/۱/۲/۱ اور ۴/۱/۲/۹)۔

۴/۱/۱/۲ جوائنٹ اسٹاک کمپنی کو قانونی اعلان کے ذریعے قانونی شخصیت کا درجہ حاصل ہوتا ہے اور یہ اعلان اس طرح ہونا چاہیے کہ اس کے ساتھ معاملات کرنے والے افراد کو کسی قسم کا دھوکہ نہ ہو۔ یہی وجہ ہے کہ اس شرکت کی مالی ذمہ داری شرکاء (مالکانہ حقوق والے افراد) کی ذمہ داریوں سے الگ ہوتی ہے۔ شرکاء کی اہلیت سے قطع نظر وہ کمپنی ہر اس چیز کی اہل ہوگی جس کی ضرورت محسوس کرتے ہوئے قانون نے اسے اختیار دیا ہے۔ اور وہ اپنے نمائندہ کے ذریعے حقوق کا تقاضہ کرنے کا بھی اختیار رکھتی ہے۔ قانونی چارہ جوئی کے حوالے سے اُس جگہ کی

عدالت کی طرف رجوع کیا جائے گا جہاں اس کی رجسٹریشن ہوئی۔

۲/۱/۴ جوائنٹ اسٹاک کمپنی کے شرعی احکام

۱/۲/۱/۴ جوائنٹ اسٹاک کمپنی کے قیام کی دستاویزات میں جو مدت طے پائی اس کے اختتام تک یہ کمپنی قائم رہتی ہے اور اسے تحلیل نہیں کیا جاسکتا، سوائے اس کے کہ شرکاء کی غالب اکثریت اس کے تحلیل پر متفق ہو جائے۔ کوئی ایک شریک اپنے حصہ کی بناء پر اسے تحلیل (منسوخ) کرنے کا مجاز نہیں ہے لیکن یہ ہوسکتا ہے کہ وہ اپنے حصص کسی کو بیچ دے یا کسی اور کے حق میں دستبردار ہو جائے۔

۲/۲/۱/۴ حصص کے اجرا کے وقت اجرا کے اخراجات کی مد میں ان کی قیمت کے ساتھ کچھ اضافی رقم مقررہ تناسب سے بڑھائی جاسکتی ہے بشرطیکہ اس اضافی رقم کا مناسب اندازہ لگایا جائے۔

۳/۲/۱/۴ کمپنی کا سرمایہ بڑھانے کی غرض سے نئے حصص کا اجرا اس شرط پر جائز ہے کہ ان کی قیمت پرانے حصص کی منصفانہ قیمت کے برابر ہو، جو ماہرین نے کمپنی کے اثاثہ جات کی قیمت لگانے کے بعد متعین کی ہو، یعنی نئے حصص کا اجرا پریمیم، ڈسکاؤنٹ پر یا بازاری قیمت پر کیا جاسکتا ہے۔

۴/۲/۱/۴ حصص کے اجرا کے موقع پر انڈر رائٹنگ دی جاسکتی ہے جبکہ بغیر معاوضہ کے ہو، اور اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ کمپنی قائم کرتے وقت کسی فریق ثالث کے ساتھ معاہدہ کیا جاتا ہے کہ وہ جاری کردہ تمام یا بعض حصص خریدے گا، یعنی وعدہ کرنے والے کی طرف سے قیمتِ اسمیہ (face value) کے بدلے اُن تمام حصص کے خریدنے کا وعدہ طے پاتا ہے جو باقی رہ جائیں گے کسی نے نہیں خریدے ہوں گے۔ اس فریق ثالث کے لیے اس التزام کے علاوہ دیگر کاموں کا عوض لینا جائز ہے، جیسے کمپنی کے لیے تحقیق کرانا یا حصص کی تشہیر کرنا۔

۵/۲/۱/۴ حصص کی قیمت قسطوں میں ادا کرنا جائز ہے کہ ایک قسط اجرا کے وقت ادا

کرے اور بقیہ اقساط بعد میں ادا کی جائیں۔ جو رقم ادا کر چکا اس کے بقدر وہ شریک سمجھا جائے گا، ساتھ ہی سرمایے میں اپنا حصہ بڑھانے کی ذمہ داری بھی لے رہا ہو گا۔ یہ اس شرط پر ہے کہ تمام حصص کی قسطیں کی جائیں اور کمپنی کی ذمہ داری ان حصص کی قیمت کی حد تک ہو جن میں حصہ لیا جا چکا ہے۔

۴/۱/۲/۶　حصص کو گروی رکھ کر بروکر یا کسی اور شخص سے حصص خریدنے کے لیے سودی قرض لینا جائز نہیں۔

۴/۱/۲/۷　بیچنے والا خود جس حصہ [شیئر] کا مالک نہیں ہے اسے بیچ نہیں سکتا۔ بروکر کا یہ وعدہ کرنا بے اثر ہے کہ جس دن مطلوبہ حصص کی حوالگی کرنی ہو گی اُس دن آپ کو قرض دے دوں گا۔ اور خاص کر جب بروکر یہ شرط لگائے کہ آپ اُس کی قیمت کی ادائیگی ابھی کرو گے، تاکہ وہ اسے سود پر رکھوا کر قرض دینے کے عوض فائدہ حاصل کرتا رہے۔

۴/۱/۲/۸　عوام کی جائز مصالح کی حفاظت کی غرض سے متعلقہ حکام حصص کی خرید و فروخت کو منظم کر سکتے ہیں کہ مخصوص اجازت یافتہ بروکر ہی کے ذریعے یہ خرید و فروخت انجام پائے گی۔

۴/۱/۲/۹　کمپنی کی ذمہ داری کو سرمائے تک محدود کیا جا سکتا ہے، لیکن یہ تب ہو سکتا ہے جب باقاعدہ اس کا اعلان کیا گیا ہو تاکہ اس کے ساتھ معاملات کرنے والوں کو اس شق کا علم ہو اور وہ کسی قسم کے دھوکہ سے محفوظ رہیں۔

۴/۱/۲/۱۰　کمپنی کے حصص کو کمپنی کے ان قواعد ضوابط کے مطابق فروخت کرنا جائز ہے جو شریعت کے اصولوں سے متصادم نہ ہوں، مثلاً یہ ضابطہ طے کرنا جائز ہے کہ پرانے شرکاء کو نئے حصص خریدنے میں ترجیح دی جائے گی۔

۴/۱/۲/۱۱　حصص کو گروی رکھنا جائز ہے جبکہ کمپنی کے قواعد و ضوابط مالکانہ حقوق رکھنے والے افراد کو اپنے غیر منقسم حصص گروی رکھنے سے منع نہیں کرتے ہوں۔

۴/۱/۲/۱۲ یہ جائز ہے کہ حصص کو کسی شخص کے حکم کے تحت نامزد کیا جائے [nominative shares]۔

۴/۱/۲/۱۳ حصص برائے حامل [bearer shares] جاری کرنا جائز ہے۔ اس طرح کے حصص کا اجرا ایسی دستاویزات [certificate] کو جاری کرکے ہوتا ہے جو کمپنی میں حصہ کی نمائندگی کرتا ہے اور اس کی قیمت یا قیمت کے دَین ہونے کو وصول کرنے سے یہ اجرا مکمل ہوتا ہے۔ ہر وقت کمپنی میں حصہ دار اور اس حصہ کا مالک جس کی نمائندگی یہ حصص کر رہے ہیں وہ شخص سمجھا جائے گا جس کے پاس ان حصص کی دستاویز ہوگی۔

۴/۱/۲/۱۴ ایسی مالی خصوصیات کے حامل ترجیحی حصص [preference shares] کا اجرا جائز نہیں ہے جن کی بناء پر ان کے حاملین کو کمپنی کے تحلیل کرنے یا نفع تقسیم کرتے وقت ترجیح دی جاتی ہے۔ البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ کچھ حصص کو عام حصص کی خصوصیات جیسے ووٹ دینے کے حق کے علاوہ ایسی خصوصیات دی جائیں جن کا تعلق انتظامی معاملات یا حصص کی اجرائی کارروائی سے ہو۔

۴/۱/۲/۱۵ تمتع حصص [أسهم التمتع / enjoyment shares] کا اجرا جائز نہیں ہے۔ یہ ایسے حصص ہیں جو نفع کی تقسیم کے ساتھ ساتھ تدریجاً ختم ہو جاتے ہیں، یہاں تک کہ کمپنی کے تحلیل ہونے سے قبل حاملِ حصص وہ سرمایہ جس کی یہ حصص نمائندگی کر رہے ہوتے ہیں، واپس لے لیتا ہے۔

۴/۲ شرکتِ تضامن [Joint - Liability Company]

۴/۲/۱ شرکتِ تضامن کی تعریف

۴/۲/۱/۱ شرکتِ تضامن شرکتِ اشخاص [personal partnership] کی ایک قسم ہے، اور اس کا مخصوص نام سے قانونی اعلان ضروری ہے۔

۴/۲/۱/۲ شرکتِ تضامن کو قانونی شخصیت [juristic personality] کی

حیثیت حاصل ہے۔ نیز شرکاء کی ذمہ داریوں سے ہٹ کر اس کی اپنی مستقل مالی ذمہ داری بھی ہے۔ لیکن اس کے باوجود اگر کمپنی کے اثاثے کمپنی کے ذمہ واجبات سے کم پڑ جائیں تو تمام شرکاء شرکت کے ذمہ واجبات اپنے اپنے ذاتی مال سے ادا کرنے کے ذاتی طور پر ذمہ دار ہوں گے۔

۴/۲/۱/۳ تمام شرکاء کے لیے ضروری ہے کہ وہ شرکتِ تضامن کے مالیاتی وثائق منظم کرنے کے ساتھ ساتھ شرکت کے علاوہ اپنے ذاتی کاروبار کے مالیاتی وثائق بھی منظم طور پر تیار رکھیں۔

۴/۲/۲ شرکتِ تضامن کے شرعی احکام

۴/۲/۲/۱ شرکتِ تضامن کی بنیاد پر قائم کمپنی پر اگر کسی کے واجبات بنتے ہوں تو وہ شخص اس کے شرکاء میں سے کسی سے بھی مکمل یا جزوی واجبات کے مطالبہ کرنے کا حق رکھتا ہے، اور یہ بھی ضروری نہیں ہے کہ وہ پہلے شرکت سے اپنے حق کا مطالبہ کرے پھر بعد میں شرکاء کی طرف رجوع کرے۔

۴/۲/۲/۲ شرکتِ تضامن کا معاہدہ لازمی نہیں ہوتا بلکہ مندرجہ ذیل شرائط کے تحت شریک اُس سے دستبردار ہو سکتا ہے:

(الف) کوئی ایسا معاہدہ نہ پایا جائے جس میں شرکاء نے شرکت کی مدت مقرر کی ہو، ورنہ اُس مدت کی پاسداری کرنا ضروری ہو گا۔

(ب) علیحدگی اختیار کرتے وقت دیگر تمام شرکاء کو اپنے فیصلے سے آگاہ کرنا ضروری ہو گا۔

(ج) اس کی دستبرداری سے بقیہ شرکاء کو نقصان نہ پہنچے۔

۴/۲/۲/۳ کسی شریک کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ تمام شرکاء کے اتفاق کے بغیر اپنی جگہ کسی اور کو شریک بنا دے۔

۳/۴ شرکتِ توصیہ بسیطہ [Partnership in Commendum]

۱/۳/۴ شرکتِ توصیہ بسیطہ کی تعریف

۱/۱/۳/۴ شرکتِ توصیہ بسیطہ شرکت اشخاص کی ایک قسم ہے۔ اس میں انتظامی معاملات چلانے والا ذمہ دار شریک بھروسے کے اعتبار سے غیر عامل شرکاء کے لیے ذاتی لحاظ سے بڑی اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔ نیز اس میں تعیّن مِلکیت کا طریقۂ کار بھی مختلف ہے۔ اس میں ملکیت کا حساب حصص کے ذریعہ لگایا جاتا ہے جو کہ متفاوت ہوتے ہیں، کیونکہ اس میں تمام حصص ایک طرح کے نہیں ہوتے۔

۲/۱/۳/۴ شرکتِ توصیہ بسیطہ میں ایک تو وہ شرکاء ہوتے ہیں جو ایک دوسرے کے ضامن، کفیل اور اپنے ذاتی مال سے شرکت کے واجبات کی ادائیگی کے مشترکہ ذمہ دار ہوتے ہیں، دوسری قسم کے شرکاء، ذمہ داری سپرد کرنے والے [غیر عامل] ہوتے ہیں جن میں سے ہر ایک کی ذمہ داری اس کے اپنے حصہ کی حد تک محدود ہوتی ہے، ان کے بقیہ ذاتی اثاثوں تک ان کی ذمہ داری تجاوز نہیں کرتی۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بعض حصے داروں کی ذمہ داریاں محدود کردی جائیں بشرطیکہ اس تحدید کا کوئی معاوضہ نہ لیا جائے، تو ایسی صورت میں دو قسم کے شرکاء ہوں گے، کچھ انتظام چلانے کے ساتھ ساتھ ایک دوسرے کے مشترکہ ضامن بھی ہوں گے، اور دوسری قسم کے شرکاء وہ ہوں گے جن کی ذمہ داری محدود ہوگی۔ (دیکھیے شق ۴/۱/۲/۹)۔

۳/۱/۳/۴ غیر عامل شرکاء شرکت کے کاروباری معاملات میں دخل اندازی کے مجاز نہیں۔ عام طور پر قانون اجازت نہیں دیتا کہ کمپنی کے اعلان کے وقت ان کے نام ظاہر کیے جائیں بلکہ اُن کی طرف سے جمع شدہ مال کے اعلان پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

۴/۱/۳/۴ شرکتِ توصیہ بسیطہ کے انتظامی معاملات ایک دوسرے کے مشترکہ

ضامن شرکاء میں سے کسی ایک کے سپرد کیے جاسکتے ہیں اور اگر چاہیں تو شرکاء کے علاوہ کسی اور کو بھی منتظم بنایا جاسکتا ہے، لیکن غیر عامل شرکاء میں سے کسی کو بھی کمپنی کا انتظام سپرد نہیں کیا جاسکتا۔

۴/۳/۲ شرکت توصیہ بسیطہ کے شرعی احکام

۴/۳/۲/۱ نفع حصص کے اعتبار سے یا حسبِ اتفاق تقسیم کیا جائے گا (دیکھیے شق ۳/۱/۵/۷)۔ جہاں تک خسارے کا تعلق ہے تو وہ ایک دوسرے کے مشترکہ ضامن اور غیر عامل دونوں شرکاء کا جتنا حصہ شرکت کے سرمائے میں ہے اتنی مقدار کے برابر برداشت کریں گے۔ خسارے کا حجم سرمائے سے تجاوز کر جانے کی صورت میں اضافی خسارہ مشترکہ ضامن شرکاء کو برداشت کرنا ہوگا۔

۴/۳/۲/۲ غیر عامل شرکاء کے لیے یہ شرط لگانا جائز نہیں ہے کہ وہ نفع سرمائے کے مقررہ تناسب سے لینے کے حق دار ہوں گے یا ان کے لیے کوئی خاص رقم مقرر کردی جائے۔ (دیکھیے شق ۳/۱/۵/۸)۔

۴/۴ شرکتِ توصیہ بمع حصص [Company Limited by Shares]

۴/۴/۱ شرکت توصیہ بمع حصص کی تعریف

شرکت توصیہ بمع حصص شرکت الاموال کی ایک قسم ہے، جس میں حصص کی سبسکرپشن اُن کے حصص کی مقدار کے برابر ہوتی ہے۔ اس میں ایک دوسرے کے مشترک ضامن شرکاء اور غیر عامل شرکاء دونوں ہوتے ہیں۔

۴/۴/۲ شرکتِ توصیہ بمع حصص کے شرعی احکام

۴/۴/۲/۱ شرکتِ توصیہ بمع شیئرز میں ایک دوسرے کی مشترکہ ضمانت لینے والے مشترکہ ضمانت لینے کی وجہ سے شرکاء کمپنی کے واجبات اپنے ذاتی مال سے ادا کرنے کے پابند ہوں گے۔ ان کی حیثیت ایک ایسے شخص کی ہوگی جو اپنے کام کی وجہ سے مضارب ہوتا ہے اور ساتھ ہی ساتھ اپنے مال کی وجہ سے شریک بھی۔

جہاں تک شرکاءِ غیر عاملین کا تعلق ہے تو ان میں سے ہر ایک کی ذمہ داری ان کے اپنے حصص تک محدود ہوگی، ان کے بقیہ ذاتی اثاثوں سے ان کی ذمہ داری کا تعلق نہیں ہوگا، تو یہاں ان کی حیثیت ایسی ہوگی جیسے ربّ المال کی حیثیت مضاربہ میں ہوتی ہے۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ بعض حصے داروں کی ذمہ داری محدود کی جائے بشرطیکہ اس تحدید کا کوئی معاوضہ نہ لیا جائے۔ ایسی صورت میں کمپنی کچھ ایسے شرکاء پر مشتمل ہوگی جو ایک دوسرے کے مشترکہ ضامن بھی ہوں گے، اور کچھ شرکاء محدود ذمہ داری کے مالک ہوں گے۔ (دیکھیے شق ۹/۲/۱/۴)۔

۲/۲/۴/۴ غیر عامل شرکاء شرکت کے کاروباری معاملات میں دخل اندازی کے مجاز نہیں، عام طور قانون اجازت نہیں دیتا کہ کمپنی کے اعلان کے وقت ان کے نام ظاہر کیے جائیں بلکہ اُن کی طرف سے جمع شدہ مال کے اعلان پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

۳/۲/۴/۴ شرکتِ توصیہ بمع حصص کے انتظامی معاملات ایک دوسرے کے مشترکہ ضامن شرکاء میں سے کسی ایک کے سپرد کیے جاسکتے ہیں اور اگر چاہیں تو شرکاء کے علاوہ کسی اور کو بھی منتظم بنایا جاسکتا ہے لیکن غیر عامل شرکاء میں سے کسی کو بھی کمپنی کا انتظام سپرد نہیں کیا جاسکتا۔

۴/۲/۴/۴ نفع حصص کے اعتبار سے تقسیم کیا جائے گا یا حسب اتفاق۔ جہاں تک خسارے کا تعلق ہے تو وہ ایک دوسرے کے مشترکہ ضامن شرکاء اور غیر عامل شرکاء دونوں کا جتنا حصہ شرکت کے سرمائے میں ہے اسی تناسب کے اعتبار سے برداشت کریں گے۔ اگر خسارے کا حجم سرمایہ سے تجاوز کر جائے تو زائد خسارہ مشترکہ ضامن شرکاء کو برداشت کرنا ہوگا۔

۵/۲/۴/۴ غیر عامل شرکاء کے لیے یہ شرط لگانا جائز نہیں ہے کہ وہ نفع سرمائے کے تناسب سے لینے کے حق دار ہوں گے یا ان کے لیے کوئی خاص رقم مقرر کر دی جائے۔

۵/۴ شرکتِ محاصّہ [Particular Partnership]

۱/۵/۴ شرکتِ محاصّہ کی تعریف

۱/۱/۵/۴ شرکتِ محاصّہ پر شرکتِ عنان میں وارد ہونے والی تعریف منطبق ہوتی ہے (دیکھیے شق ۱/۳)۔ شرکتِ محاصّہ کا شمار شرکتِ اشخاص میں ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اُس میں شریک ہونے والے شخص کی مالی حیثیت کی مضبوطی اور مالی ذمہ داریوں کی ادائیگی کی قابلیت دیکھی جاتی ہے۔

۲/۱/۵/۴ شرکتِ محاصّہ کی قانونی شخصیت [legal personality] نہیں ہوتی، اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ شرکاء کے علاوہ باقی تمام لوگوں سے مخفی ہوتی ہے نیز اس کی مستقل مالی ذمہ داری بھی نہیں ہوتی ہے۔

۲/۵/۴ شرکتِ محاصّہ کے شرعی احکام

۱/۲/۵/۴ شرکتِ محاصّہ کی شرعی حیثیت اور اس کے احکام شرکتِ عنان سے مختلف نہیں ہیں۔ (دیکھیے شق ۱/۳)

۲/۲/۵/۴ شرکتِ محاصّہ کے واجبات ادا کرنے میں تمام شرکاء ایک دوسرے کے ضامن اور ذمہ دار ہوتے ہیں حتی کہ اپنے ذاتی مال سے ادائیگی کے بھی ذمہ دار ہوتے ہیں۔

۳/۲/۵/۴ شرکتِ محاصّہ کا معاہدہ ایسا نہیں ہے کہ اُس سے علیحدگی اختیار نہ کی جا سکے۔ لیکن اگر شرکاء اس کی مدت مقرر کرلیں تو اختتامِ مدت تک اسے تحلیل نہیں کیا جاسکتا۔ (دیکھیے شق ۲/۲/۲/۴)۔

۴/۲/۵/۴ شرکتِ محاصّہ کا کوئی بھی شریک اسے منسوخ کرنے کا حق رکھتا ہے بشرطیکہ وہ دیگر شرکاء کو اپنے فیصلے سے آگاہ کرے۔ نیز اس کی علیحدگی سے انہیں یا اس شرکت کے ساتھ معاملات کرنے والوں کو کسی قسم کے نقصان پہنچنے کا اندیشہ بھی نہ ہو۔ شرکت کے اثاثہ جات کو حقیقتاً یا حکماً نقد رقم میں تبدیل کرکے اس کی

شراکت داری ختم کی جا سکتی ہے۔

۵- شرکتِ متناقصہ (Diminishing Musharakah)

۵/۱ یہ ایسی شرکت ہے جس میں ایک شریک دوسرے شریک کا حصہ تدریجاً خریدنے کا عہد کرتا ہے یہاں تک کہ پورے پروجیکٹ کا مالک بن جاتا ہے۔ یہ اس شرط پر جائز ہے کہ شرکت کے بنیادی معاہدہ میں خرید وفروخت کی کوئی شرط نہ پائی جائے بلکہ شرکت سے ہٹ کر الگ سے اس کا وعدہ کیا جائے۔ اسی طرح حصص کی خرید وفروخت شرکت سے الگ ہوگی، اور کسی ایک معاہدہ کی دوسرے میں شرط لگانا بھی جائز نہیں ہے۔

۵/۲ شرکتِ متناقصہ پر اقسامِ شرکت کے عام احکام منطبق کرنا ضروری ہے، خاص طور شرکتِ عنان کے۔ لہٰذا شرکت کے معاہدہ میں کوئی ایسی شرط لگانا جائز نہیں ہے جس کی رو سے طرفین میں سے کسی کو بھی شرکت کے سرمائے میں سے اپنا حصہ واپس لینے کا اختیار ہو۔

۵/۳ کسی ایک شریک پر شرکت کی انشورنس/ تکافل یا دیکھ بھال کے اخراجات برداشت کرنے کی شرط لگانا جائز نہیں ہے خواہ اس بنیاد پر کیوں نہ ہو کہ بالآخر اس کاروبار کا مالک تو اسی کو بننا ہے۔

۵/۴ ہر شریک پر یہ ضروری ہے کہ وہ شرکت میں اپنا سرمایہ پیش کرے خواہ وہ نقد شکل میں ہو یا ساز وسامان کی صورت میں جس کی قیمت لگائی گئی ہو، مثلاً زمین پیش کرنا جس پر شرکت کی عمارت قائم ہوگی، یا مشینری اور آلات وغیرہ جو کاروبار کو چلانے کے لیے ضروری ہیں۔ شرکت کے خسارہ کی صورت میں کاروبار میں ہر شریک کی ذاتی ملکیت کا اعتبار کیا جائے گا۔ خسارے کی مقدار متعیّن کرتے وقت ہر دورانیہ میں کسی ایک شریک کا حصہ کم ہونے اور دوسرے کا بڑھتے رہنے کو ملحوظِ خاطر رکھنا ضروری ہے۔

۵/۵ شرکت کے نفع یا آمدن میں سے دونوں فریق [ادارہ اور گاہک] کو ملنے والے نفع کے تناسب کو طے کرنا ضروری ہے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ دونوں فریق ملکیت کے تناسب سے مختلف

نفع کا تناسب طے کرلیں۔ اور یہ بھی جائز ہے کہ ملکیت کا تناسب تبدیل ہونے کے باوجود نفع کا تناسب ہمیشہ ایک جیسا برقرار رہے۔ ایک صورت یہ بھی ہوسکتی ہے کہ ملکیت کا تناسب تبدیل ہونے کے ساتھ ساتھ نفع کا تناسب بھی تبدیل ہوتا رہے۔ البتہ اس اصول کا خیال رکھنا ضروری ہوگا کہ خسارہ ملکیت کے تناسب سے برداشت کیا جائے۔

۶/۵ کسی ایک شریک کے لیے نفع کی مد میں کوئی خاص رقم مقرر کردینا جائز نہیں ہے۔ (دیکھیے شق ۸/۵/۱/۳)

۷/۵ کوئی ایک شریک دوسرے سے ایسا وعدہ کرسکتا ہے جس کا پورا کرنا لازمی ہو کہ اس کی رُو سے وہ اپنے شریک کو یہ حق دے کہ وہ اس وعدہ کرنے والے کا حصہ آہستہ آہستہ خریدتا رہے گا۔ یہ خریداری ہمیشہ بازاری قیمت پر ہوگی یا اس قیمت پر جس پر خرید وفروخت کے وقت اتفاق ہوگا، لیکن قیمتِ اسمیہ [face value] پر خریدنے کی شرط لگانا جائز نہیں ہے۔

۸/۵ اس میں کوئی ممانعت نہیں ہے کہ شریک کی جانب سے ادارہ کے حصہ کے مالک بننے کے معاملہ کو اس طرح منظم کیا جائے کہ دونوں فریقوں کی مصلحت حاصل ہو، مثلاً شریک کا اپنے حصہ میں آنے والے نفع یا آمدنی میں سے کوئی ایک حصہ ادارہ کے حصہ کی ملکیت کے حصول کے لیے خاص کردینا، یا ادارہ کے اثاثوں کو حصص میں تقسیم کردیا جائے، پھر ہر کچھ عرصے بعد شریک معین حصے خریدتا رہے یہاں تک کہ آخرکار تمام حصص کا تنہا مالک بن جائے۔

۹/۵ ایک شریک دوسرے شریک کے حصہ کو کرائے پر حاصل کرسکتا ہے مگر اس کی اجرت اور مدت مقرر ہونا ضروری ہے خواہ کچھ بھی ہو۔ ہمیشہ ہر شریک اپنے حصے کی بنیادی [جو عمومی استعمال سے متعلق نہ ہو] دیکھ بھال کا ذمہ دار خود ہوگا۔

۶- معیار کے اجرا کی تاریخ

یہ معیار ۴ ربیع الاول ۱۴۲۳ھ مطابق ۱۶ مئی ۲۰۰۲ء کو جاری ہوا۔

معیار کی منظوری

مجلسِ شرعی کا آٹھواں اجلاس مدینہ منورہ میں ۲۸ صفر - ۴ ربیع الاول ۱۴۲۳ھ مطابق ۱۱ - ۱۶ مئی ۲۰۰۲ء کو منعقد ہوا، جس میں مذکورہ معیار کی منظوری دی گئی۔ [1]

(۱) مجلسِ شرعی نے ۲۷ - ۲۹ شعبان ۱۴۳۶ھ مطابق ۱۴ - ۱۶ جون ۲۰۱۵ء کو سعودی عرب میں منعقدہ اکتالیسویں اجلاس میں اس معیار کی موجودہ ترمیم شدہ حالت میں منظوری دی۔

ضمیمہ (الف)

معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد

مجلسِ شرعی کا پانچواں اجلاس ۸-۱۲ رمضان المبارک ۱۴۲۱ھ مطابق ۴-۸ دسمبر ۲۰۰۰ء کو مکہ مکرمہ میں منعقد ہوا جس میں شرعی معیار برائے شرکت (مشارکہ) اور جدید اقسامِ شرکت کے منصوبے کا مسودہ تیار کرنے کے لیے شرعی مشیر کو ذمہ داری سونپنے کا فیصلہ کیا گیا۔

بروز ہفتہ ۱۵ ذی الحجہ ۱۴۲۱ھ مطابق ۱۰ مارچ ۲۰۰۱ء کو افتاء و ثالثی کمیٹی نے شرعی مشیر کو شرعی معیار برائے شرکت (مشارکہ) اور جدید اقسامِ شرکت کا تحقیقی جائزہ اور اس کے منصوبے کا مسودہ تیار کرنے کی ذمہ داری سونپنے کا فیصلہ کیا۔

افتاء و ثالثی کی کمیٹی نے ۱۸ محرم ۱۴۲۲ھ مطابق ۱۲ اپریل ۲۰۰۱ء کو ہونے والے اجلاس میں شرعی معیار برائے شرکت (مشارکہ) اور جدید اقسامِ شرکت کے منصوبے کے مسودہ پر بحث و مباحثہ کیا اور شرعی مشیر سے بحث و مباحثہ اور ممبران کی آراء اور تبصرے کی روشنی میں ضروری ترامیم کرنے کی درخواست کی۔
اس کے علاوہ کمیٹی نے ۲۰ جمادی الثانی ۱۴۲۲ھ مطابق ۸ ستمبر ۲۰۰۱ء کو شرعی تقاضے برائے مضاربہ کے منصوبے کے مسودہ پر بحث و مباحثہ کیا، اور پھر ممبران کی آراء، تبصرے اور بحث و مباحثہ کی روشنی میں ضروری ترامیم کیں۔

ترمیم شدہ معیار کا منصوبہ مجلسِ شرعی کے ساتویں اجلاس میں پیش کیا گیا جو مکہ مکرمہ میں ۹-۱۳ رمضان المبارک ۱۴۲۲ھ مطابق ۲۴-۲۸ نومبر ۲۰۰۱ء میں منعقد ہوا، مجلسِ شرعی نے شرعی معیار "شرکت (مشارکہ) اور جدید اقسامِ شرکت" کے مسودہ میں ترامیم کیں اور پھر موضوع کے ماہرین اور دلچسپی لینے والے حضرات کو ارسال کرنے کا فیصلہ کیا تاکہ وہ اپنی قیمتی آراء پیش کریں اور پھر انہیں جلسۂ سماعت میں پیش کیا جاسکے۔

ادارے نے بحرین میں ۱۹ - ۲۰ ذیقعدہ ۱۴۲۲ھ مطابق ۲-۳ فروری ۲۰۰۲ء جلسۂ سماعت کا انعقاد کیا جس میں تیس سے زیادہ مرکزی بنکوں، مالیاتی ادارے، اکاؤنٹنگ فرمز، ماہرینِ شریعت، یونیورسٹیوں کے اساتذہ، ان کے علاوہ اس شعبے سے متعلق لوگوں نے بھی شرکت کی۔ جو جو تحفظات سامنے آئے انہیں اہتمام سے سنا گیا خواہ وہ اس اجلاس سے قبل پیش کیے گئے یا دورانِ کارروائی، بعض ارکان نے اُن تحفظات کے جوابات دیے اور ان پر اپنے تبصرے بھی پیش کیے۔

۲۱ - ۲۲ ذی الحجہ ۱۴۲۲ھ مطابق ۶ - ۷ مارچ ۲۰۰۲ء کو بحرین میں ہونے والے اجلاس میں شرعی معیارات کی کمیٹی نے جلسۂ سماعت میں پیش کیے گئے تحفظات اور تحریری طور پر ارسال کیے گئے ملاحظات پر بحث و مباحثہ کیا، اور پھر حسبِ ضرورت مناسب ترامیم بھی کیں۔

مجلسِ شرعی کا آٹھواں اجلاس مدینہ منورہ میں ۲۸ صفر - ۴ ربیع الاول ۱۴۲۳ھ مطابق ۱۱-۱۶ مئی ۲۰۰۲ء کو منعقد ہوا جس میں شرعی معیارات کی کمیٹی کی جانب سے کی گئی ترامیم پر بحث و مباحثہ ہوا۔ جو ترامیم مناسب لگیں انہیں شامل کر دیا گیا۔ ان میں سے بعض شقیں ایسی ہیں جو تمام ممبران کے اتفاق سے منظور ہوئیں اور بعض دیگر کثرتِ رائے کی بنیاد پر منظور ہوئیں جن کی تفصیل مجلس کے اجلاسوں کی روئداد میں محفوظ ہے۔

ربیع الثانی ۱۴۳۳ھ مطابق مارچ ۲۰۱۲ء کو قطر میں منعقد ہونے والے اجلاس میں شرعی معیارات کی نظرثانی کمیٹی نے اس معیار کا بھی مطالعہ کیا۔ بحث و تمحیص کے بعد کمیٹی نے جو مناسب سمجھا اس کی روشنی میں کچھ ترامیم کی تجویز پیش کی، جن میں بعض مقامات پر کچھ اضافے کرنے اور بعض جگہوں پر کچھ حذف کرنے اور بعض عبارتوں کے الفاظ و ترکیب تبدیل کرنے جیسے امور شامل تھے، اور پھر مذکورہ تجاویز مجلسِ شرعی کو ارسال کیں کہ وہ جن امور کو مناسب سمجھیں باقی رکھیں۔

مجلسِ شرعی کا اکتالیسواں اجلاس سعودی عرب میں ۲۷ - ۲۹ شعبان ۱۴۳۶ھ مطابق ۱۴ - ۱۶ جون ۲۰۱۵ء کو منعقد ہوا جس میں شرعی معیارات پر نظرثانی کے لیے بنائی گئی کمیٹی کی طرف سے تجویز کردہ ترامیم پر بحث و مباحث کے بعد اس کی منظوری دی گئی۔ مجوزہ ترامیم کے بعد حالیہ شکل میں اس معیار کو منظور کر لیا گیا۔

ضمیمہ (ب)

شرعی احکام کی بنیادیں

شرکت کا جواز

فقہاء کے نزدیک شرکت کی چار قسمیں ہیں: شرکتِ عنان، شرکتِ ابدان، شرکتِ مفاوضہ اور شرکتِ وجوہ۔ ان میں سے سب سے اہم شرکتِ عنان ہے جس کا جواز قرآن وسنت اور عملی اجماع سے ثابت ہے۔

قرآن میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَ اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْخُلَطَآءِ لَيَبْغِيْ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ قَلِيْلٌ مَّا هُمْ﴾[1] (اور بیشک اکثر شریک ایک دوسرے پر زیادتی کرتے ہیں سوائے اُن لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے، اور ایسے لوگ بہت کم ہیں)۔

جہاں تک سنت کی بات ہے تو اس سلسلہ میں کئی احادیث ہیں، ان میں سے ایک حدیث سائب بن ابی مخزومی رضی اللہ عنہ کی ہے کہ وہ ابتدائے اسلام میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل کر تجارت کیا کرتے تھے۔ فتحِ مکہ کے دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے میرے بھائی اور شریک! خوش آمدید، یہ لڑائی جھگڑا کرتا تھا نہ مخالفت"۔

نیز عصرِ رسالت سے لیکر تمام ادوار میں لوگ شرکت کی بنیاد پر معاملات کرتے چلے آئے ہیں جو کہ اس کی جواز اور مشروعیت پر عملی اجماع ہے۔

یہ وہ اقسامِ شرکت ہیں جن کے احکام بیان کرنے کا فقہاء نے اہتمام کیا جو کہ جدید اقسامِ شرکت کی بنیاد ہیں، جیسا کہ شرکتِ مساہمہ ہے جس میں شریک کی ذاتی شخصیت کا اعتبار نہیں ہوتا بلکہ شرکت میں اس کے حصص کا اعتبار ہوتا ہے۔ اس شرکت میں قانونی شخصیت کا اعتبار ہوتا ہے۔ فقہاء نے اقسامِ شرکت کے جو احکام وضوابط بیان کیے ہیں وہ جدید اقسامِ شرکت پر پورے اترتے ہیں۔ جہاں تک شرکاء کی نمائندگی، ان کے حقوق

(۱) سورۃ ص: ۲۴۔

کی حفاظت، معاملات چلانے اور حساب کتاب کو منظم کرنے کے لیے انتظامی اقدامات کا تعلق ہے، تو یہ سب مصلحت کے تقاضے ہیں۔ اگر یہ شرعی قواعد وضوابط پر پورے اترتے ہوں تو ان کی رعایت کی جاتی ہے۔

شرکت کی اہم بنیاد وکالت ہے، شرکاء میں سے ہر شخص شرکت کی مصلحت کے لیے اپنی طرف سے اصیل اور دوسروں کی طرف سے وکیل ہوتا ہے۔ شرکت مفاوضہ میں وکالت کے ساتھ ساتھ کفالت کا عنصر بھی پایا جاتا ہے۔

شرکت کا انعقاد

- غیر مسلموں اور روایتی بنکوں کو شرعی طور پر جائز کاروبار میں اس شرط پر شریک کرنا کہ وہ شریعتِ اسلامیہ کے تمام احکام اور اصول وضوابط کی پابندی کی ضمانت پیش کریں گے اس کی اصل آپ ﷺ سے روایت کی گئی حدیث ہے "آپ ﷺ نے یہودی اور اور عیسائی کو شریک کرنے سے منع فرمایا، مگر یہ کہ خرید وفروخت مسلمان کے ہاتھ میں ہو"۔ (۱)
- شراکت داری سے منع کرنے کی وجہ ان کا سود اور شرعاً باطل معاہدات کا مرتکب ہونا ہے جس کا احتمال شرعی احکام کی پاسداری کرنے کی ضمانت دینے سے ختم ہو جاتا ہے۔ (۲) روایتی بنکوں کو شریک کرنے کے بارے میں ندوۃ البرکہ کی قرارداد بھی ہے۔ (۳)
- شرکت کے معاہدہ کی شرائط اور نفع کے تناسب میں ترامیم کرنے کے بارے میں ہونے والے اتفاق کے جواز کی اصل یہ ہے کہ یہ اتفاق نفع میں شرکت کو ختم نہیں کرتا۔ (۴)

شرکت کا سرمایہ

- غیر نقد اثاثوں کو قیمت لگانے کے بعد شرکت کا سرمایہ بنایا جاسکتا ہے۔ اس کے جواز کی وجہ یہ ہے کہ

---

(۱) مصنف ابن ابی شیبہ: ۶/ ۹۔

(۲) دیکھیے المغنی: ۷/ ۱۱۰-۱۱۱۔

(۳) قرارداد نمبر ۹/۱، فتاویٰ ندوات البرکہ نمبر ۹، صفحہ نمبر ۱۵۱۔

(۴) دیکھیے قرارداد نمبر ۸/۱۱، فتاویٰ ندوات البرکہ نمبر ۱۱، صفحہ نمبر ۱۹۴۔

شرکت کا مقصد طرفین کو ایک دوسرے کے پورے مال میں تصرف کرنے کا اختیار دینا اور پھر دونوں اموال کا نفع آپس میں تقسیم کرنا ہے۔ یہ مقصد نقد روپیہ پیسہ کی طرح ساز و سامان سے بھی حاصل ہو سکتا ہے، لہٰذا پیسوں کی طرح ساز و سامان سے بھی شرکت اور مضاربہ دونوں جائز ہیں۔ معاہدہ کرتے ہوئے طرفین کے ساز و سامان کی جو قیمت متعیّن ہوئی تھی وہ دونوں کو کاروبار کے تحلیل کے وقت واپس کر دی جائے گی،[1] یہ مالکیہ اور حنابلہ کا مذہب ہے۔[2]

- اگر شرکت میں مقررہ کرنسی کے علاوہ کوئی اور کرنسی بطور سرمایہ پیش کی جاتی ہے تو ادائیگی کے دن مروجہ نرخ کے اعتبار سے قیمت لگانے کی شرط کی وجہ یہ ہے کہ یہ ذمہ میں واجب دو کرنسیوں کے تبادلہ کی شکل میں صَرف کا معاہدہ ہے جس میں ادائیگی کے دن کی قیمت لگانا ضروری ہے۔ اس کی دلیل حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی وہ حدیث ہے جو بقیع میں اونٹ بیچنے کے بارے میں ہے۔[3]
- شرکت کے سرمایہ میں تمام شرکاء کے حصص متعین کرنے کی شرط کی اصل یہ ہے کہ حصص کا متعین نہ کرنا سرمایہ میں جہالت کا سبب ہے۔ اور سرمائے کا مجہول ہونا ناجائز ہے، کیونکہ شرکت کے تحلیل کے وقت ہر شریک کو اس کے سرمائے کا حصہ واپس کیا جاتا ہے اور سرمائے کی جہالت کی صورت میں ایسا کرنا ناممکن ہے۔[4]
- صرف دیون کو سرمائے کا حصہ بنانے کی ممانعت کی اصل یہ ہے کہ دَین کی صورت میں شرکت کی کاروباری سرگرمیوں میں حصہ لینے سے شرکاء قاصر رہتے ہیں، اور بعض صورتوں میں یہ دَین سود کا سبب بھی بنتا ہے، مثلاً جب ایک شریک دوسرے شریک کا مدیون ہو۔[5] اگر دَین شرکت کے سرمائے میں تابع ہو تو ایسی صورت میں کوئی ممانعت نہیں اور اس کے جواز کی وجہ تبعیت [تابع ہونے] کا قاعدہ

---

(۱) المغنی: ۷/۱۲۴۔
(۲) الدسوقی: ۲/۵۱۷، المغنی: ۵/۱۷۔
(۳) اس حدیث کی تخریج صفحہ نمبر ۲۴۴ پر گذر چکی۔
(۴) المغنی: ۷/۱۲۵۔
(۵) الدسوقی: ۳/۵۱۷، المغنی: ۵/۱۷۔

ہے کہ «التابع تابع و لا یفرد بالحکم» یعنی تابع اپنے متبوع کے تحت ہوتا ہے، اسے علیحدہ حکم نہیں دیا جاتا۔ اس کے علاوہ ایک اور قاعدہ «یغتفر فی التابع ما لا یغتفر فی المتبوع» ہے یعنی تابع میں جو معاف ہوتا ہے وہ متبوع میں معاف نہیں ہوتا۔

- کرنٹ اکاؤنٹ میں رکھوائی گئی رقم کو شرکت کا سرمایہ بنانا جائز ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اگرچہ اس قسم کی رقم قرضہ ہوتی ہے لیکن یہ قبضہ کے حکم میں ہے، کیونکہ بوقتِ ضرورت اسے واپس لیا جاسکتا ہے، اور مالیاتی ادارے اپنے اور ان کی نگرانی کرنے والے اداروں کے قوانین کے تحت بوقت طلب رقم واپس کرنے یا اس چیک کی رقم ادا کرنے کے پابند ہوتے ہیں جو ان کے کاؤنٹر پر پیش کیا جاتا ہے خواہ حالات کچھ بھی ہوں۔

شرکت کے انتظامی معاملات

- ہر شریک کو شرکت کے مال ومتاع میں تصرف کا حق حاصل ہونے کی دلیل یہ ہے کہ شرکت وکالت اور امانت پر مبنی ہوتی ہے، وکالت کا یہ تقاضہ ہے کہ اسے ہر اس تصرف کا حق حاصل ہونا چاہیے جو شرکت کی مصلحت کے لیے ہو، اور امانت کا یہ تقاضہ ہے کہ وہ صرف ایسے کام انجام دے جو شرکت کے لیے سود مند ہوں۔[1]
- جن شرکاء سے شرکت کے انتظامی معاملات چلانے کے لیے مدد حاصل کی جاتی ہے اُن کے لیے اجرت مقرر کرنے کی ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ ہوسکتا ہے تنخواہ کا تعیّن ان کے سرمائے کی ضمانت کا سبب بنے اور نقصان کی صورت میں خسارہ بقدر سرمایہ برداشت کرنا نہ پایا جائے۔
- شرکاء میں سے کسی ایک کو ایک علیحدہ معاہدہ کے ذریعے انتظامی معاملات چلانے کی ذمہ داری سونپی جانے اور ایسی صورت میں اس کے لیے تنخواہ مقرر کرنے کے جواز کی دلیل یہ ہے کہ وہ مذکورہ حالت میں بطور شریک کام نہیں کررہا بلکہ بطور تنخواہ دار ملازم کام انجام دے رہا ہے۔

(۱) دیکھیے: المغنی: ۷/۱۲۸۔

شرکت میں ضمانتیں

- سوائے شریک کی کوتاہی یا زیادتی کی صورت کے، اس پر تاوان عائد نہیں کیا جاسکتا۔ اسی طرح کسی شریک پر یہ شرط نہیں لگائی جا سکتی کہ وہ کسی دوسرے شریک کے سرمایہ کا ضامن ہوگا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ شرکت امانت پر مبنی ہوتی ہے اور امانتوں میں تاوان لازم کرنا صحیح نہیں۔ [۱]
- طرفین میں سے کسی ایک کا دوسرے پر کوتاہی یا زیادتی کے ضمان کے طور پر کفیل پیش کرنے یا کسی چیز کے گروی رکھنے یا اس جیسی کسی اور شرط لگانے کے جواز کی اصل یہ ہے کہ اس قسم کی شرائط شرکت کے اصول وضوابط کے تقاضوں کے خلاف نہیں ہیں۔ اقسامِ شرکت اور معاہدوں میں اصل یہ ہے کہ جہاں تک ممکن ہو شرائط کی پابندی کی جائے۔ [۲]
- کسی فریق ثالث کا خسارہ برداشت کرنے کا عہد کرنا جس کی مالی ذمہ داری سے شرکاء کا کسی قسم کا تعلق نہیں۔ اس کے جواز کی دلیل یہ ہے کہ مذکورہ عہد وپیمان رضا کارانہ طور پر خدمات پیش کرنے پر مبنی ہے۔ اس کے علاوہ مذکورہ ذمہ داری شرکت کے معاہدہ سے الگ ہے، یعنی شرکت کے بنیادی معاہدہ کے نفاذ میں یہ شرط نہیں لگائی گئی کہ فریق ثالث اپنے معاہدہ کی پاسداری کرے گا۔ نیز یہ عہد وپیمان شریعت کے مقررہ ضابطہ "سرمایہ یا نفع کی ضمانت جائز نہیں ہے" سے بالکل متصادم نہیں ہے، اس سلسلے میں مجمع الفقہ الاسلامی سے ایک قرارداد بھی جاری ہو چکی ہے۔ [۳]
- ضامن بننے والا ادارہ جس کمپنی کی ضمانت لے رہا ہے، نہ اُس کا مالک ہو اور نہ ہی اُس کا مملوک، اس شرط کی اصل یہ ہے کہ ملکیت کی صورت میں یہ ایک شریک کے لیے دوسرے شریک کی ضمانت کے قبیل سے ہوگا۔

---

(۱) دیکھیے: الکافی لابن قدامہ: ۲/۲۳۰، المبدع: ۴/۲۵۶۔

(۲) دیکھیے ۱/۵ فتاویٰ ندوۃ البرکہ الاولی، ۱۴۰۳ھ، اور قرارات وفتاویٰ ندوات البرکہ صفحہ نمبر ۱۸۔

(۳) قرارداد مجمع الفقہ الاسلامی نمبر ۳۰ (۴/۵)۔

شرکت کے نتائج (نفع یا خسارہ)

- نفع کی کوئی خاص مقدار متعین کرنا یا سرمائے کا کوئی تناسب مقرر کر لینے کی ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ ہو سکتا ہے اس قسم کی کارروائی کی وجہ سے دیگر شرکاء نفع سے محروم ہو جائیں، اس کے علاوہ یہ کہ جب تک سرمایہ محفوظ نہ ہو جائے تب تک نفع ناممکن ہے۔
- نفع حاصل ہونے تک شرکاء کے نفع کے تناسب کی تعیین کو مؤخر کرنے کی ممانعت کی اصل یہ ہے کہ یہ ایسی جہالت ہے جو آپس کے اختلاف کا سبب بن سکتی ہے۔ جہاں تک تقسیم کے وقت نفع کے تناسب میں ترمیم کرنے پر اتفاق یا کسی کا اپنے مقررہ تناسب کے کچھ حصہ سے دستبردار ہونے کا تعلق ہے تو اس کے جواز کی وجہ یہ ہے کہ یہ نفع شرکاء کا حق ہے، اُن کے علاوہ کوئی اور اسے حاصل کرنے کا مجاز نہیں ہے، تو ان کے لیے یہ ترمیم کرنا اور نفع سے دستبردار ہونا جائز ہے۔
- نفع کا تناسب سرمائے کے حصے سے کم وبیش ہونے کے جواز کی وجہ یہ ہے کہ انسان نفع کا حق دار یا مال کی وجہ سے ہوتا ہے یا کام کی وجہ سے یا ذمہ داری قبول کرنے کی وجہ سے، ان تینوں اسباب میں سے اگر کوئی ایک سبب بھی پایا گیا تو نفع کا تناسب شرکاء کی رضامندی سے کچھ بھی مقرر کیا جا سکتا ہے، یہ احناف اور حنابلہ کا مذہب ہے۔[1]
- کسی ایک شریک کا خسارہ برداشت کرنے یا سرمائے کے حصص کے تناسب سے مختلف تناسب طے کرنے کے عدم جواز کی دلیل وہ حدیث ہے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ "نفع حسبِ اتفاق اور خسارہ بقدر سرمایہ ہوتا ہے"۔[2] ایک وجہ یہ بھی ہے کہ کسی ایک کے خسارے کا حصہ دوسرے پر ڈالنے کی شرط باطل ہے کیونکہ یہ ظلم ہے اور ناجائز طریقہ سے مال کھانا ہے۔
- منافع تقسیم کرنے کے کسی بھی طریقے پر اتفاق کیا جا سکتا ہے خواہ وہ ہمیشہ ایک جیسا ہو یا مختلف دورانیوں کے لیے مختلف۔ یہ اتفاق اس شرط کے ساتھ مقید ہے کہ یہ شریعت کے طے شدہ ضابطہ کے خلاف نہ

---

(۱) دیکھیے: ہدایہ شرح البدایہ للمرغینانی: ۳/۷، ۸، ط المکتبہ الاسلامیہ، بدائع الصنائع للکاسانی: ۶/۶۲، ۶۳، المبدع لابن مفلح: ۵/۴، ط المکتب الاسلامی، بیروت، ۱۴۰۰ھ۔

(۲) ابن ابی شیبہ نے اپنی کتاب مصنف میں روایت کیا ہے: ۴/۲۶۸، ط مکتبہ الرشد، ریاض۔

ہو۔ وہ ضابطہ یہ ہے کہ نفع سے کوئی شریک محروم نہ رہے۔

- جب تک تمام قسم کے اخراجات الگ سے نہ نکال لیے جائیں تب تک حتمی شکل میں نفع تقسیم نہیں کیا جاسکتا۔ اس کی اصل یہ قاعدہ «لا ربح إلا بعد وقاية رأس المال» ہے، یعنی جب تک سرمایہ محفوظ نہ ہوجائے تب تک نفع ناممکن ہے۔
- کسی ایک شریک کے لیے رقم کی مقدار مقرر کردینے کی ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ اس قسم کی شرط بعض اوقات نفع میں شرکت کو بالکلیہ ختم کرسکتی ہے۔
- شرکت میں نفع اور تنخواہ دونوں چیزوں کو جمع کرنے کی ممانعت کی دلیل یہ ہے کہ اجرت کی مقدار ہمیشہ مقرر ہوتی ہے، اور کوئی بعید نہیں کہ نفع صرف اتنا حاصل ہو جتنی اجرت ہے اور یہ سارا نفع اس کی مد میں چلا جائے اور باقی شرکاء نفع کی حصہ داری سے محروم ہوجائیں۔ البتہ اگر اجرت کا معاملہ شرکت کے معاہدہ سے الگ طے پایا تو پھر کوئی مضائقہ نہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اب اجرت کے حق دار ہونے کی شرط معاہدہ کے اندر نہیں لگائی گئی جس سے نفع کی حصہ داری سے کوئی شریک محروم ہو بلکہ وہ اس میں بمنزلہ فریقِ ثالث ہے۔
- شرکاء کا آپس میں اتفاق کرنا کہ اگر نفع فلاں تناسب سے بڑھ گیا تو ان میں سے کوئی ایک اضافی منافع کا حق دار ہوگا، اس کے جواز کی وجہ یہ ہے کہ اس شرط کا شمار اُن شرائط میں سے ہوتا ہے جن کی شریعت نے اجازت دی ہے، اور نہ ہی اس کی وجہ سے کوئی شریک نفع کی حصہ داری سے محروم ہوتا ہے،[1] اگر خسارہ ہوا تو سرمایہ فراہم کرنے والا [ربّ المال] برداشت کرے گا [کریں گے]۔
- تحلیل حکمی کی بنیاد پر بھی نفع تقسیم کیا جاسکتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ شریعت نے متعدد مقامات پر مال کی قیمت لگانے کی اجازت دی ہے[2] جن میں زکوٰۃ اور چوری سرفہرست ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا "جس شخص نے مشترکہ غلام میں اپنا حصہ آزاد کردیا تو اس پر ضروری ہے وہ اپنے ذاتی مال سے غلام کا

---

(۱) البحر الزخار: ۵/۸۳، طبعہ دار الکتاب الاسلامی۔

(۲) دیکھیے: رابطہ عالم اسلامی کی چوتھی قرار داد جو سولہویں اجلاس مکہ مکرمہ میں ۲۱-۲۶ شوال ۱۴۲۲ھ میں پاس ہوئی، نیز مجمع الفقہ الاسلامی کی قرار داد نمبر ۳۰ (۴/۵) اور فتاویٰ ندوۃ البرکہ الثامنہ کا فتوی نمبر ۸/۲ فتاویٰ البرکہ، ص ۱۳۴۔

بقیہ حصہ خرید کر آزاد کرے، اگر اس کے پاس مال نہیں ہے تو [پورے] غلام کی مناسب قیمت لگائی جائے [تاکہ بقیہ حصہ وہ خود کما کر ادا کر سکے]"۔[1]

- شرکت کے اثاثہ جات نقد میں تبدیل کرنے سے قبل نفع کی عارضی تقسیم اس شرط پر جائز ہے کہ جب حساب وکتاب عمل میں لایا جائے گا تو جس کے کھاتے میں رقم زیادہ نکلی وہ اس کی واپسی کا پابند ہو گا۔ اس کے جواز کی وجہ یہ ہے کہ جب تک عارضی طور پر دی گئی رقم قابلِ حساب وکتاب ہے تب تک کسی کو نقصان پہنچنے کا کوئی اندیشہ نہیں ہے۔
- وہ شرکت جس کے ساز وسامان سے بطور کرایہ فائدہ حاصل کیا جاتا ہو، اس کی آمدنی اثاثہ جات کو نقد میں تبدیل کرنے سے قبل شرکاء میں تقسیم کی جاسکتی ہے۔ وہ اس لیے کہ یہ تقسیم شرکت کی تحلیل کے وقت ہونے والے آخری حساب وکتاب کے تابع ہے، جس کی وجہ سے کسی کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ نہیں ہے۔[2]

شرکت کا اختتام

- شرکت کی منسوخی اُس سے قبل انجام پانے والے کسی تصرف پر اثر انداز نہیں ہوتی اس کی وجہ بقیہ تمام شرکاء کو نقصان سے بچانا ہے۔
- شرکاء میں سے کسی ایک کی طرف سے شرکت کے اثاثہ جات قیمتِ اسمیہ [face value] کے بدلے خریدنے کا ایسا وعدہ کرنا جسے پورا کرنا لازمی ہو؛ اس کے ناجائز ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس طرح کا عمل سرمائے کی ضمانت دینے کے حکم میں ہے جو کہ شرعاً ممنوع ہے، بازاری قیمت پر خریدنے کے وعدہ کے جواز کی وجہ یہ ہے کہ اس قسم کا وعدہ شرکاء کے درمیان سرمائے کی ضمانت کے زمرہ میں نہیں آتا۔

---

(۱) امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح مسلم میں اسے روایت کیا: ۲/۱۱۴۰۔

(۲) دیکھیے: مجمع الفقہ الاسلامی کی قرار داد نمبر ۳۰ (۴/۵)۔ رابطہ عالم اسلامی کی مجمع الفقہ الاسلامی کی قرار داد، اجلاس نمبر ۱۶۔

دوسری قسم: جدید شرکتیں

- جدید اقسامِ شرکت کے جواز کی دلیل شریعت کا مقررہ قاعدہ ہے: « الأصل في المعاملات الإباحة ما لم يدل الدليل على التحريم » کہ "معاملات میں اصل اباحت ہے جب تک حرمت کی کوئی دلیل نہ پائی جائے"۔ اس کے علاوہ خاص بات یہ ہے کہ جدید اقسامِ شرکت فقہی اعتبار سے کسی ایک یا اُس سے زیادہ ایسی اقسامِ شرکت کے حکم میں ہیں جو شرعاً جائز ہیں جیسے شرکتِ عنان اور مضاربہ وغیرہ ہے۔[1]

جوائنٹ اسٹاک کمپنی

- حصص کے اجرا کی ضمانت بغیر کسی عوض کے دینے کے جواز کی وجہ یہ ہے کہ یہ ایسی ذمہ داری ہے جس کی شرعاً کوئی ممانعت نہیں، منع تب ہے جب اس کے بدلے کوئی عوض ہو، اس سلسلے میں مجمع الفقہ الاسلامی کی قرار داد منظور ہو چکی ہے۔[2]
- بروکر یا کسی اور سے حصص گروی رکھوا کر سودی قرضہ سے حصص خریدنے کی ممانعت کی ایک وجہ سودی کاروبار ہے۔ دوسری وجہ سود کی ضمانت کے طور پر کسی چیز کو گروی رکھنا ہے[3] کیونکہ یہ دونوں ایسے کام ہیں جن کی حرمت نص سے ثابت ہے کہ سود کھانے والے، کھلانے والے، لکھنے والے اور اس کے گواہوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔
- جن حصص کا بیچنے والا خود مالک نہیں ہے انہیں بیچنا جائز نہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ اُس چیز کی فروخت ہوگی جس کا بیچنے والا نہ ضامن ہے اور نہ ہی مالک، شریعت نے اس سے منع کیا ہے۔
- حصص کو گروی رکھنے کے جواز کی وجہ یہ ہے کہ رہن جائز ہے، اور [قاعدہ یہ ہے کہ] جس چیز کو بیچنا جائز ہے اسے گروی رکھنا بھی جائز ہے۔ یہ جواز تب ہے جب شرکت کے نظام میں کوئی ایسی صراحت نہ ہو

---

(۱) دیکھیے: الشرکات، ڈاکٹر عبد العزیز الخیاط: ۲/۱۵۸ - ۱۵۹۔

(۲) قرار داد نمبر ۶۳ (۱/۷)۔

(۳) دیکھیے: مجمع الفقہ الاسلامی کی قرار داد نمبر ۶۳ (۱/۷)۔

جس کی رو سے اس طرح کا تصرف ممنوع قرار پاتا ہو، کیونکہ شرائط کی پاسداری ضروری ہے۔

- نامزد شدہ حصص [nominative shares] کے جواز کی وجہ یہ ہے کہ یہ ایک حصے کو دوسرے شریک کی طرف منتقل کرنے کی ایک قسم ہے جو بقیہ اُن تمام مالکانہ حقوق والے حضرات کی ضمنی رضا مندی سے انجام پاتی ہے جنہوں نے شرکت کے نظام کو قبول کیا۔[1]
- حصص برائے حامل [bearer shares] کے جواز کی وجہ یہ ہے کہ یہ ایک شریک کا حصہ دوسرے شخص کو بقیہ اُن تمام مالکانہ حقوق والے حضرات کی ضمنی رضامندی سے فروخت کرنا ہے جنہوں نے شرکت کے نظام کو قبول کیا۔ جب اس کے حامل کا پتہ لگانے کی ضرورت پڑتی ہے تب اس کا علم ہوسکتا ہے، لہٰذا اس میں پائی جانے والی جہالت ختم ہوجاتی ہے۔[2]
- ترجیحی حصص [preference shares] کے اجرا کی ممانعت اس لیے ہے کہ اس سے شرکاء نفع سے محروم ہوسکتے ہیں، نیز یہ دوسرے شرکاء پر ظلم ہے۔[3]
- تمتع حصص [enjoyment shares] کا اجرا اس لیے جائز نہیں ہے کہ اس قسم کے حصص کے مالک جو رقم وصول کر رہے ہوتے ہیں وہ نفع کی مد سے ہوتی ہے جس کے وہ حق دار ہوتے ہیں۔ نیز صرف ظاہری لحاظ سے یہ حصص ختم ہو رہے ہیں چنانچہ جن کے پاس اس طرح کے حصص ہیں وہ ان کے مالک رہیں گے اور تصفیہ کے وقت بھی ان کا حق رہے گا۔

شرکتِ تضامن [Joint - Liability Company]

- تمام شرکاء کا ایک دوسرے کے واجبات کی ادائیگی کی مشترکہ ذمہ داری لینے کے جواز کی وجہ یہ ہے کہ ایک دوسرے کے واجبات کی ادائیگی کی ذمہ داری اٹھانے میں یہ معاہدہ کفالت کے احکام کے تابع ہے، اور ایک دوسرے کو تصرفات کی اجازت دینے میں یہ وکالت کے احکام کے تابع ہے، جیسا کہ شرکتِ مفاوضہ کفالت اور وکالت دونوں پر مبنی ہوتی ہے۔ اور پھر تمام شرکاء اس ذمہ داری کو بخوشی

---

(۱) دیکھیے: مجمع الفقہ الاسلامی کی قرار داد نمبر ۶۳(۷/۱)۔

(۲) دیکھیے: مجمع الفقہ الاسلامی کی قرار داد نمبر ۶۳(۷/۱)۔

(۳) دیکھیے: مجمع الفقہ الاسلامی کی قرار داد نمبر ۶۳(۷/۱)۔

قبول کرتے ہیں، لہٰذا اس میں کوئی ایسی چیز نہیں پائی جاتی جس سے کسی پر ظلم و زیادتی ہو یا غلط فائدہ اٹھایا جاتا ہو۔ (۱)

- کسی شریک کو اپنے حصے کا تبادلہ کسی فریقِ ثالث سے دیگر شرکاء کے اتفاق کے بغیر اس لیے جائز نہیں ہے کہ اس کی مشترکہ ذمہ داری کا عہد اس کے اپنے ذاتی مال پر مشتمل ہونے کی وجہ سے شرکت میں اس کی ذات کا اعتبار ہے۔

شرکتِ توصیہ بسیطہ [Company in Commendum]
یا شرکت توصیہ بمع حصص [Partnership Limited by Shares]

- شرکت توصیہ بسیطہ یا بمع حصص میں غیر عامل شرکاء شرکت کے کاروباری معاملات میں دخل اندازی کرنے کے اس لیے مجاز نہیں ہیں کہ یہ ایسی شرائط ہیں جن پر تمام شرکاء نے اتفاق کیا ہے، نیز یہ شرائط شرکت کے تقاضوں کے خلاف بھی نہیں ہیں۔
- شرکتِ توصیہ بسیطہ میں غیر عامل شرکاء اپنے حصص کے اس لیے ذمہ دار ہوں گے کہ وہ مضاربہ کے سرمایہ فراہم کرنے والوں [ارباب الاموال] کے حکم میں ہوتے ہیں۔

شرکتِ محاصّہ [Particular Partnership]

- شرکتِ محاصّہ کے کسی بھی فریق کو معاہدہ منسوخ کرنے کی اس لیے اجازت ہے کہ شرکت کی اصل یہ ہے کہ شریک اسے کسی وقت بھی منسوخ کرنے کا اختیار رکھتا ہے بشرطیکہ اُس سے کسی کو نقصان نہ ہو۔ کیونکہ آپ ﷺ نے فرمایا "نہ کسی کو ابتداءً نقصان پہنچاؤ اور نہ ہی نقصان اٹھاؤ"۔ (۲)

شرکتِ متناقصہ [Diminishing Pusharakah]

- "شرکتِ متناقصہ پر عام اقسامِ شرکت کے تمام احکام نافذ کرنا ضروری ہے خاص طور پر شرکتِ عنان

---

(۱) دیکھیے: الشرکات: ڈاکٹر عبد العزیز الخیاط: ۲/۲۳۵۔

(۲) ابن ماجہ نے اپنی سنن میں اسے روایت کیا ہے: ۲/۷۸۴۔

کے "ہم نے یہ اس لیے کہا کہ کہیں ایسا نہ ہو یہ جدید شرکت کی قسم محض سودی تمویل بن جائے جس میں گاہک شرکت کی آمدنی کے ساتھ ساتھ قرض کی ادائیگی کا پابند ہو۔

- کسی ایک شریک پر شرکت کی حفاظت یا دیکھ بھال کے اخراجات برداشت کرنے کی شرط لگانا اس لیے جائز نہیں ہے کہ یہ شرط شرکت کے معاہدے کے تقاضوں کے منافی ہے۔[۱]

---

(۱) دیکھیے: کویت فائنانس ہاؤس: فتویٰ نمبر ۲۱۹۔

ضمیمہ (ج)

فرہنگ

شرکتِ عقد

دو یا اس سے زیادہ لوگوں کا اپنے مال، کام یا ذمہ داریوں کو نفع کی غرض سے خلط کرنے پر اتفاق کرنا۔

شرکتِ ملک

دو یا اس سے زیادہ لوگوں کی ملک کا خلط ہونا، جس کا نتیجہ یہ ہو کہ حاصل ہونے والے نفع، پیداوار یا قیمت کے بڑھنے میں وہ شریک ہوں، نیز اگر خسارہ ہوتا ہے تو وہ بھی سب کو برداشت کرنا ہوگا۔

شرکت ملک کبھی غیر اختیاری ہوتی ہے جیسے وراثت میں غیر منقسم حصص ورثاء کو ملتے ہیں، کبھی اختیاری ہوتی ہے جیسے کسی موجود معین چیز کے غیر منقسم حصص کا دو یا اس سے زیادہ لوگوں کا مالک ہونا۔

شرکتِ مفاوضہ

ہر وہ شرکت جس میں تمام شرکاء مال، تصرف اور دَین [قرضہ] میں معاہدہ کے شروع سے لے کر آخر تک مساوی ہوں۔

شرکتِ مزارعہ

یہ زراعت میں شراکت داری ہے، جس میں ایک شریک دوسرے شریک کو اپنی زمین پیداوار کے غیر منقسم حصے کے بدلے کھیتی باڑی کے لیے پیش کرتا ہے۔

شرکتِ مساقات

ایک شریک کا اپنے پھل دار متعین درخت ایسے شخص کو دیکھ بھال اور کام کی غرض سے سپرد کرنا جو اس کے عوض پھلوں کا غیر منقسم حصہ وصول کرے۔

شرکتِ مغارسہ

ایک شریک کا دوسرے شریک کو خالی زمین درختوں کی کاشت کی غرض سے پیش کرنا کہ اس کے نتیجے میں حاصل ہونے والی درختوں اور پھلوں کی پیداوار مقررہ تناسب سے دونوں میں مشترک ہوگی۔

تقسیم

تمام غیر منقسم اثاثہ جات کو حتمی طور پر تقسیم کر کے تمام شرکاء کے حصص متعین کرنا۔ دوسرے لفظوں میں اس کی تعریف یوں بھی کی جاسکتی ہے: "غیر منقسم حصص کو شریک کے حصے میں جمع کرنا"۔

مُضَارَبہ

(ترمیم شدہ معیار)

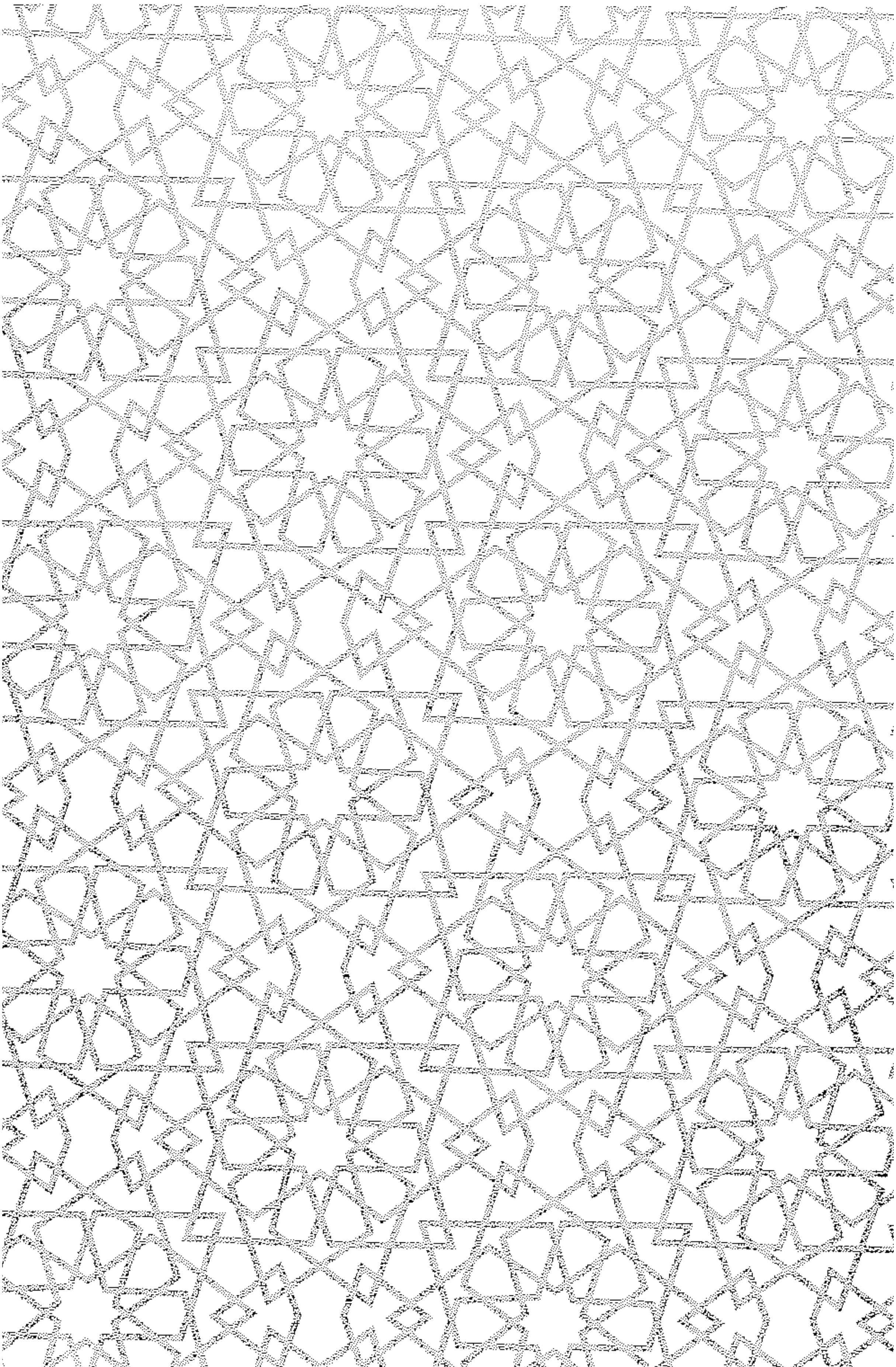

فہرست

دیباچہ ۳۸۲

معیار کا متن ۳۸۳

۱- معیار کا دائرۂ کار ۳۸۳

۲- مضاربہ کی تعریف ۳۸۳

۳- بطور مضاربہ سرمایہ کی فراہمی پر اتفاق کرنا ۳۸۳

۴- عقدِ مضاربہ ۳۸۴

۵- مضاربہ کی اقسام ۳۸۵

۶- عقد مضاربہ میں ضمانتیں ۳۸۵

۷- سرمایہ اور اس کی شرائط ۳۸۶

۸- نفع کے احکام اور شرائط ۳۸۶

۹- مضارب کے اختیارات اور اس کی ذمہ داریاں ۳۸۹

۱۰- مضاربہ کا اختتام ۳۹۱

۱۱- معیار کے اجرا کی تاریخ ۳۹۲

معیار کی منظوری ۳۹۳

ضمیمہ جات

ضمیمہ (الف) معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد ۳۹۴

ضمیمہ (ب) شرعی احکام کی بنیادیں ۳۹۶

ضمیمہ (ج) فرہنگ ۴۰۴

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على أشرف المرسلين، سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه أجمعين.

دیباچہ

اس معیار کا مقصد مضاربہ اور اس کی دونوں قسمیں مطلق اور مقیّد کے بنیادی اصول اور اس کے شرعی احکام بیان کرنا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ مضاربہ اور اس کی اقسام کے شرعی ضابطے بھی بیان کیے جائیں گے جن کی رعایت کرنا تمام اسلامی مالیاتی اداروں (ادارہ/ادارے)[1] پر ضروری ہے، خواہ وہ ادارہ مضارب ہو یا رب المال۔

واللہ الموفّق...

(۱) "ادارہ/ادارے" کی اصطلاح یہاں اختصار کی غرض سے اسلامی مالیاتی اداروں کے لیے استعمال کی گئی ہے جن میں اسلامی بینک بھی شامل ہیں۔

معیار کا متن

۱- معیار کا دائرۂ کار

یہ معیار مضاربہ پر مشتمل ہے خواہ وہ اداروں کے مابین ہو یا جماعتوں یا افراد کے درمیان۔ اس کے علاوہ اس معیار میں مضاربہ کی بنیاد پر قائم مشترکہ کھاتے (joint investment accounts) اور کسی خاص مقصد کے لیے کی گئی سرمایہ کاری (special purpose investment) کے کھاتے بھی شامل ہیں۔

اس معیار میں مضاربہ صکوک پر گفتگو نہیں ہوگی کیونکہ وہ سرمایہ کاری صکوک کے معیار کے تحت مذکور ہیں۔ علاوہ ازیں شرکت کی بقیہ اقسام بھی زیر گفتگو نہیں آئیں گی کیونکہ ان کے لیے ایک علیحدہ معیار خاص کیا گیا ہے۔

۲- مضاربہ کی تعریف

نفع میں شراکت داری قائم کرنا جس میں ایک فریق کی جانب سے مال پیش کیا جاتا ہے جسے رَبُّ المال کہتے ہیں، دوسرے فریق کی جانب سے کام پیش کیا جاتا ہے جو مضارب کہلاتا ہے۔

۳- بطور مضاربہ سرمایہ کی فراہمی پر اتفاق کرنا

۱/۳ عمومی مفاہمت یا مفاہمتی یادداشت (memorandum of understanding) کے تحت بطور مضاربہ سرمایہ کی فراہمی کا معاہدہ پر اتفاق کیا جا سکتا ہے بشرطیکہ رقم کی مقدار اور مضاربہ کی مدت متعین ہو، یہ مفاہمت مضاربہ کے آئندہ ہونے والے یکے بعد دیگرے تمام عقود پر نافذ ہوگی۔

۲/۳ مفاہمتی یادداشت کے ذریعے معاہدے کا عمومی دائرہ کار اور طریقۂ عمل واضح کر دینا چاہیے کہ

بینک بذریعہ مضاربہ مطلق یا مقید سرمایہ کی فراہمی کے لیے آمادہ ہے خواہ ایک یاد داشت کے ذریعہ وقتاً فوقتاً مضاربہ کے کئی عقود کیے جارہے ہوں یا ہر مضاربہ الگ الگ ہو۔ علاوہ ازیں نفع کی تقسیم کا تناسب اور مضارب کی جانب سے بوقتِ غفلت و کوتاہی یا عقدِ مضاربہ کے شرائط کی خلاف ورزی کی صورت میں پیش کی جانے والی ضمانتوں کی نوعیت اور اس جیسی دیگر متعلقہ ذمہ داریوں کو بھی واضح کر دینا چاہیے۔

۳/۳ مفاہمتی یاداشت کی بنیاد پر عقدِ مضاربہ مکمل ہونے کی صورت میں مذکورہ یاداشت تمام آئندہ عقود کا جزء بن جائے گی سوائے ان معاہدوں کے جنہیں دونوں فریقوں نے مستثنیٰ قرار دیا ہو۔

۴- عقدِ مضاربہ

۱/۴ عقدِ مضاربہ "مضاربہ"، "قراض" اور "معاملہ" تینوں الفاظ سے منعقد ہوجاتا ہے۔

۲/۴ مضاربہ کے دونوں فریقوں میں وکیل بننے اور بنانے کی اہلیت کا ہونا شرط ہے۔ جب تک اُن میں یا ان کے نائب میں کامل اہلیت نہ ہو، اس وقت تک عقدِ مضاربہ منعقد نہیں ہو سکتا۔

۳/۴ اصولی طور پر عقدِ مضاربہ لازم نہیں ہے، دونوں فریقوں میں سے کوئی بھی جب چاہے اسے منسوخ کرنے کا حق رکھتا ہے سوائے درج ذیل دو صورتوں کے جن میں وہ عقدِ مضاربہ منسوخ نہیں کر سکتے:

۱/۳/۴ اگر مضارب نے کام شروع کر دیا تو جب تک اثاثہ جات تحلیلِ حقیقی (actual liquidation) یا حکمی (constructive liquidation) کے ذریعہ نقد رقم میں تبدیل نہیں ہوجائے تب تک مضاربہ کو منسوخ نہیں کیا جاسکتا۔

۲/۳/۴ اگر طرفین نے عقدِ مضاربہ کی کوئی مدت مقرر کی تھی تو جب تک وہ مکمل نہیں ہو جاتی تب تک اسے دونوں کی رضامندی کے بغیر ختم نہیں کیا جاسکتا۔

۴/۴ مضاربہ عقودِ امانت میں سے ہے۔ مضارب، مضاربہ کے مال کا امین ہے، سوائے اس صورت کے جب وہ عقدِ امانت کی شروط کی خلاف ورزی کرتے ہوئے مالِ مضاربہ میں تعدی کرے یا انتظامی معاملات میں کوتاہی کرے یا عقدِ مضاربہ کی شرائط کی خلاف ورزی کرے۔ چنانچہ اگر وہ ان میں سے ایک یا زائد کام کرے تو وہ سرمائے کا ضامن ہوگا۔

۵- مضاربہ کی اقسام

مضاربہ کی دو قسمیں ہیں: مطلقہ اور مقیدہ۔

۱/۵ مضاربہ مطلقہ وہ ہے جس میں رب المال مضاربہ کا کاروبار چلانے کے لیے بغیر کسی قید کے تمام اختیارات مضارب کو سپرد کر دے۔ وہ امانت اور تجربہ کے بھروسے کی بناء پر مکمل طور پر بااختیار ہوتا ہے کہ جیسے چاہے معاملات سرانجام دے۔ مضاربہ مطلقہ کی ایک صورت یہ ہے کہ ربّ المال مضارب کو کہتا ہے: «اعمل بر أيك» یعنی "اپنی رائے سے کاروبار کرو"۔ مضاربہ مطلقہ میں مضارب کا دائرہ اختیار ان دو قیود کے ساتھ مقیّد ہوگا خواہ وہ کتنا ہی بااختیار کیوں نہ ہو: ایک یہ کہ طرفین کی مصلحت کا خیال رکھے، اور وہ مصلحت نفع ہے۔ دوسری قید یہ ہے کہ مضاربہ کی رقم کو بازار کے عرف کے مطابق کاروبار میں لگائے۔

۲/۵ مضاربہ مقیدہ وہ ہے جس میں ربّ المال مضارب کو کام کی جگہ یا کام کی نوعیت یا اس طرح کی کسی اور قید کے ساتھ مقیّد کر دے جو اسے مناسب معلوم ہو اور وہ شرط مضارب کے کام میں رکاوٹ نہ بنے۔

۶- عقدِ مضاربہ میں ضمانتیں

ربّ المال مضارب سے ایسی ضمانتیں طلب کر سکتا ہے جو اس کے لیے مناسب اور کافی ہوں، لیکن جب تک مضارب غفلت، کوتاہی یا عقد مضاربہ کے شرائط کی خلاف ورزی کا مرتکب نہ ہو، تب تک ربّ المال کوئی ضمانت نافذ نہیں کر سکتا۔

۷- سرمایہ اور اس کی شرائط

۷/۱ مضاربہ کے سرمائے میں بہتر یہ ہے کہ وہ نقدی رقم ہو، لیکن سامان کو بھی اُس کا سرمایہ بنانا جائز ہے، اس صورت میں بوقتِ معاہدہ سازو سامان کی قیمت کو مضاربہ کا سرمایہ مانا جائے گا۔ متعلقہ ماہرین کے تعاون یا دونوں فریقوں کی رضامندی سے سامان کی قیمت طے کی جائے گی۔

۷/۲ مضاربہ کے سرمائے میں یہ شرط ہے کہ وہ اس طرح معلوم ہو جس سے وصف اور مقدار کی جہالت دور ہو جائے۔

۷/۳ ربّ المال کا وہ مال جو مضارب یا کسی اور پر قرض ہے، اسے مضاربہ کا سرمایہ نہیں بنایا جاسکتا۔

۷/۴ عقدِ مضاربہ کے نافذ ہونے اور مضارب کا مال پر تصرف کی قدرت رکھنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ مکمل سرمایہ یا اس کا کچھ حصہ اس کے سپرد کر دیا جائے یا اسے سرمائے میں تصرف کرنے کی قدرت دی جائے۔

۸- نفع کے احکام اور شرائط

۸/۱ نفع کی یہ شرط ہے کہ اس کی تقسیم کا طریقۂ کار اس طرح سے معلوم ہو کہ لاعلمی دور ہو جائے اور جھگڑے کا اندیشہ نہ ہو، علاوہ ازیں یہ بھی ضروری ہے کہ اُس کا تعیّن کاروبار کے نفع کے تناسب کی بنیاد پر ہو نہ کہ متعیّن رقم یا سرمایہ کا کوئی تناسب طے ہو۔

۸/۲ اصولی بات یہ ہے کہ مضاربہ میں نفع اور اجرت دونوں کو جمع نہیں کیا جاسکتا، لیکن اگر دونوں کے اتفاق سے کسی ایک فریق کو متعیّن اجرت کے عوض ایسا کام سپرد کر دیا جائے جس کا تعلق مضاربہ کے براہ راست اعمال سے نہیں ہے تو اس میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے بشرطیکہ یہ معاہدہ عقد مضاربہ سے علیحدہ طور پر طے پائے، اور اگر اسے دی گئی ذمہ داری سے سبکدوش کیا جاتا ہے تو مضاربہ کا عمل اس سے متاثر نہ ہو۔

۳/۸ نفع کی تقسیم کے تناسب پر بوقتِ عقد اتفاق کرنا ضروری ہے اور دونوں فریقوں کی رضامندی سے اُس تناسب کو کبھی بھی تبدیل کیا جا سکتا ہے، اِس وضاحت کے ساتھ کہ آئندہ فلاں تاریخ سے یہ تبدیلی نافذ العمل ہو گی۔

۴/۸ اگر دونوں فریق نفع کے تناسب کے تعین میں خاموش رہے تو پھر دیکھا جائے گا کہ اگر وہاں کوئی عرف موجود ہے تو اُس اعتبار سے نفع تقسیم کرنا ضروری ہو گا، مثلاً عرف یہ ہو کہ دونوں کے درمیان آدھا آدھا تقسیم کیا جاتا ہو۔ اگر وہاں اس سلسلے میں کوئی عرف نہیں پایا جاتا تو مضاربہ فاسد ہے، اور اب تک مضارب نے جو کام انجام دیا اس کے عوض اجرتِ مثل کا حق دار ہو گا۔

۵/۸ دونوں فریقوں میں سے کسی ایک نے نفع کی مد میں اگر متعین رقم لینے کی شرط رکھی تو مضاربہ فاسد ہو جائے گا، لیکن مذکورہ ممانعت دونوں فریقوں کے اُس اتفاق کو شامل نہیں ہے کہ اگر نفع فلاں متعین رقم سے زیادہ حاصل ہوا تو اس رقم سے زائد نفع کا ان میں سے کوئی ایک حقدار ہو گا۔ لہٰذا اگر مذکورہ متعین رقم کے برابر یا کم نفع ہوا تو اُس تناسب سے تقسیم ہو گا جس پر دونوں نے اتفاق کیا تھا۔

۶/۸ رَبُّ المال کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ مضارب کو مختلف اموال پیش کرے کہ ایک مال کا نفع رب المال کا ہو گا اور دوسرے کا نفع مضارب کا، یا دونوں مالوں کا فلاں مالی عرصے کا نفع رَبُّ المال کا ہو گا اور پھر دوسرے فلاں مالی عرصے کا نفع مضارب کا ہو گا، یا ایک سودے کا نفع ایک کا اور دوسرے سودے کا نفع دوسرے کا ہو گا۔

۷/۸ مضاربہ میں اس وقت تک نفع کا تحقق نہیں ہو گا جب تک اصل راس المال الگ نہ کر لیا جائے۔ اگر مضاربہ کے بعض سودوں میں نقصان ہو تو اسے دوسرے سودوں سے پورا کیا جائے، دوسرے سودوں کا نفع پہلے والے نقصان کی تلافی کرے گا۔ غرضیکہ تصفیۂ حساب کے وقت مضاربہ کے تمام سودوں کی آمدنی کا اعتبار ہو گا۔ اگر تصفیہ کے وقت نقصان نفع کے حجم سے تجاوز کر گیا تو اصل سرمایہ سے پورا کیا جائے گا اور مضارب پر کسی قسم کے

نقصان کا بوجھ نہیں ڈالا جائے گا سوائے غفلت یا کوتاہی کے ثابت ہو جانے کے، کیونکہ اس کی قیمت امین کی ہے۔ اخراجات اور آمدنی دونوں کے برابر ہونے کی صورت میں رَبُّ المال اپنا سرمایہ واپس لے گا اور مضارب کے لیے کچھ نہیں ہوگا، اگر نفع حاصل ہوتا ہے تو وہ دونوں کے درمیان طے شدہ نسبت کے مطابق تقسیم ہوگا۔

۸/۸ مضارب مضاربہ کے کاروبار میں محض نفع کے ظاہر ہو جانے سے نفع میں اپنے حصے کا مستحق قرار پاتا ہے، لیکن یہ ملکیت ناپائیدار ہوتی ہے، اِس لیے کہ وہ نفع سرمایہ کی حفاظت کی غرض سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ یہ اس وقت تک حتمی قرار نہیں دیا جاسکتا جب تک اثاثہ جات حقیقی یا حکمی طور پر نقد رقوم میں تبدیل نہیں ہو جاتے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حاصل ہونے والا نفع غیر حتمی طور پر اس شرط کے ساتھ تقسیم کر دیا جائے کہ اگر بوقتِ تصفیہ کسی کا نفع کم یا زیادہ نکلا تو اس کا حساب کیا جائے گا۔ حتمی طور پر نفع اُس رقم کے اعتبار سے تقسیم کیا جائے گا جو اثاثہ جات کے فروخت کرنے سے حاصل ہوا۔ اسے حقیقی تحلیل (liquidation) کہتے ہیں۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ شرکت کے سازو سامان کو عملاً فروخت نہ کیا جائے بلکہ اس کی منصفانہ قیمت لگا کر نفع تقسیم کر لیا جائے، یہ حکمی تحلیل (liquidation) کہلاتی ہے۔ ایسے دیون جن کی وصولی متوقع ہے انہیں نقد رقم تصور کیا جائے، اور جن کی وصولی متوقع نہیں انہیں اس میں شمار نہ کیا جائے۔ اسی طرح دیون میں مدت کے عوض (شرح سود) کچھ شمار نہ کیا جائے، اور نہ ہی حالیہ نرخ کی بنیاد پر کسی قسم کی کٹوتی کی جائے، (یعنی اگر مقروض نے قرض مقررہ وقت سے پہلے ادا کر دیا اور اصل قیمت میں سے کچھ اسے معاف کر دیا گیا تو اس کو بھی شمار نہ کیا جائے)۔

۹/۸ اگر مضارب مضاربہ کا مال اپنے مال میں خلط کر دیتا ہے تو اپنے مال کی وجہ سے شریک اور دوسرے کے مال کی وجہ سے مضارب ٹھہرے گا۔ حاصل ہونے والا نفع دونوں مالوں کی بناء پر تقسیم ہوگا، مضارب اپنے مال کا سارا نفع خود لے گا اور مضاربہ کے مال کا نفع اس کے اور رَبُّ المال کے درمیان اس طریقے کار سے تقسیم ہوگا جس پر اُن دونوں نے اتفاق کیا تھا۔

۹-مضارب کے اختیارات اور اس کی ذمہ داریاں

مضارب پر مضاربہ کا ہدف حاصل کرنے کی کوشش کرنا ضروری ہے جس سے رَبُّ المال مطمئن ہو کہ میرا مال ایسے شخص کے ہاتھوں میں ہے جو امانت دار، محنتی ہے اور جائز طریقے سے سرمایہ کاری کر رہا ہے۔

۹/۱　مضاربہ مطلقہ میں مضارب کے لیے ہر وہ کام جائز ہے جو کاروباری لوگ اُس شعبے میں انجام دیا کرتے ہیں، جس میں مندرجہ ذیل امور شامل ہیں:

۹/۱/۱　ہر وہ جائز کاروبار کرے جس کی سرمایہ کا حجم اجازت دیتا ہے، نیز وہ تجربہ، عملی اور فنی صلاحیتوں کی وجہ سے اُس کام کو صحیح انجام دینے کی قدرت رکھتا ہو۔

۹/۱/۲　مضارب بذات خود کام سرانجام دے اور بوقتِ ضرورت کسی اور سے بھی بطور وکیل کرایا جا سکتا ہے مثلاً وہ مضارب کی جانب سے ساز سامان کی خرید وفروخت کرے یا اس کی مارکیٹنگ کرے۔

۹/۱/۳　جہاں تک ہو سکے سرمایہ کاری کے لیے ایسا وقت، جگہ اور بازار کا انتخاب کیا جائے جو مناسب، پُرامن اور خطرات سے دور ہو۔

۹/۱/۴　مضاربہ کے مال کی حفاظت خود کرے، البتہ بوقت ضرورت اسے بطور امانت ایسے شخص کے پاس رکھوایا جا سکتا ہے جو امین ہو۔

۹/۱/۵　ادھار پر بھی خرید وفروخت کر سکتا ہے۔

۹/۱/۶　رَبُّ المال کی اجازت یا اس کی طرف سے مکمل اختیارات دیے جانے کی صورت میں مضارب کے لیے مندرجہ ذیل امور جائز ہیں:

(الف) عقدِ مضاربہ کے شروع یا بعد میں شرکت کو شامل کر سکتا ہے خواہ وہ شرکت مضارب کی اپنی ہو یا فریقِ ثالث کی۔ عمومی سرمایہ کاری کے طور پر بینکوں میں رکھوائی جانے والی رقوم (unrestricted investment accounts/ PLS deposits) کو مالیاتی اداروں کے مال میں خلط کرنا بھی اسی قبیل سے ہے۔

(ب) وہ فریقِ ثالث سے مضاربہ کی غرض سے مال لے سکتا ہے، بشرطیکہ جدید مال قدیم مال کی سرمایہ کاری کے سلسلے میں عائد ہونے والی ذمہ داریوں کی ادائیگی میں رکاوٹ نہ ہو۔

۲/۹ ربّ المال اگر کسی مصلحت کو مناسب سمجھتے ہوئے مضارب کے تصرفات کو مقید کرنا چاہے تو اس کے لیے ایسا کرنا جائز ہے، چنانچہ وہ یہ شرط لگا سکتا ہے تم فلاں وقت، فلاں ملک، یا فلاں شہر کے فلاں بازار میں کاروبار کرو گے۔ اس طرح کسی خاص شعبے میں سرمایہ کاری کی شرط بھی عائد کر سکتا ہے کہ مثلاً تم خدمات کے شعبہ یا تجارت میں سرمایہ کاری کرو گے، نیز یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ تم فلاں فلاں قسم کے سامان اتنی تعداد میں خرید کر بیچ سکتے ہو اس سے زیادہ نہیں بشرطیکہ وہ چیز بازار میں دستیاب ہو تاکہ اُس قید سے مضاربہ کا مقصد متاثر نہ ہو۔ لہٰذا اس قسم کے ساز سامان کی قید نہیں لگائی جا سکتی جو مضاربہ کے مقصد کے حصول میں رکاوٹ بنے، مثلاً اس کی دستیابی نادر ہو، یا وہ موسمی ہو، یا بہت کم مقدار میں دستیاب ہوتا ہو۔

۳/۹ رَبُّ المال مضارب پر یہ شرط عائد نہیں کر سکتا کہ رب المال مضارب کے ساتھ عملاً کام میں شریک ہوگا، یہاں تک کہ وہ لین دین، خرید و فروخت تمام چیزوں میں اس کے ساتھ رہے گا، اور ہر چیز میں رب المال سے مراجعت کرے گا، کوئی بھی کام رب المال کی مشاورت کے بغیر انجام نہیں پائے گا، یا اُس پر اس طرح کی پابندیاں عائد کر دی جائیں جس سے اس کے اختیارات سلب ہو جائیں، مثلاً کسی اور آدمی کو اس کے ساتھ شریک کرنے کی شرط عائد کرنا یا یہ شرط لگانا کہ مضارب اپنا مال مضاربہ کے مال کے ساتھ خلط کرے گا۔

۴/۹ مضارب ہر وہ کام خود کرے گا جو وہاں کے عرف میں اُس شعبے کے سرمایہ کار خود انجام دیا کرتے ہیں۔ وہ اُس کام کی اجرت کا تقاضہ کرنے کا حق دار نہیں ہوگا کیونکہ وہ کام اس کی ذمہ داری میں شامل ہوں گے۔ اگر اس قسم کے کام کسی اور سے اجرت دے کر کراتا ہے تو ان کی اجرت اپنی جیب سے ادا کرنے کا پابند ہوگا نہ کہ مال مضاربہ سے، اور ہر وہ کام جو وہاں

کے عرف کے مطابق اُس پر لازم نہیں اُسے مثلی اجرت [بازار میں اس کام کے لیے رائج اجرت] پر کسی سے کرا سکتا ہے اور یہ اجرت مالِ مضاربہ سے دی جائے گی۔

۵/۹ مضارب کے لیے جائز نہیں کہ وہ مثلی قیمت [بازاری قیمت] سے کم پر چیزیں فروخت کرے، اور نہ ہی مثلی قیمت سے زیادہ پر چیزیں خریدنے کی اجازت ہے، ہاں اگر اِن دونوں باتوں میں کوئی واضح مصلحت ہو تو پھر ایسا کیا جا سکتا ہے۔

۶/۹ مضارب کے لیے جائز نہیں کہ وہ مضاربہ کے مال سے قرضہ، عطیہ یا صدقہ دے، اور نہ ہی رَبُّ المال کی خصوصی اجازت کے بغیر مضاربہ کے حقوق سے دستبردار ہو سکتا ہے۔

۷/۹ مضارب مضاربہ کی مصلحت کے لیے آمد و رفت اور سفر وغیرہ کے اخراجات عرف کے مطابق لینے کا حق دار ہے۔

۱۰- مضاربہ کا اختتام

۱/۱۰ مندرجہ ذیل صورتوں میں مضاربہ ختم ہو جائے گا:

۱/۱/۱۰ دونوں فریقوں میں سے کسی کے بھی منسوخ کرنے سے مضاربہ اختتام کو پہنچے گا کیونکہ یہ ایک عقدِ غیر لازم ہے۔ (دیکھیے شق (۳/۴))۔

۲/۱/۱۰ دونوں فریقوں کے اتفاق سے۔

۳/۱/۱۰ اگر دونوں فریقوں نے مضاربہ کے اختتام کی کوئی مدت مقرر کی تھی تو اُس مدت کے مکمل ہونے پر مضاربہ اختتام کو پہنچے گا سوائے اُن چند صورتوں کے جن میں مضاربہ ختم نہیں ہو سکتا۔ (دیکھیے شق (۳/۴))۔

۴/۱/۱۰ مضاربہ کے مال کے تلف یا ضائع ہونے سے۔

۵/۱/۱۰ مضارب کی موت سے، اور اگر مضارب فرد کے بجائے ادارہ ہو تو اس کی تحلیل سے مضاربہ انتہاء کو پہنچے گا۔

۲/۱۰ مضاربہ کے اختتام کی صورت میں تمام موجودہ اثاثوں کو نقد میں تبدیل کیا جائے گا جیسا کہ

شق (۸/۸) میں گزرا۔

۱۱- معیار کے اجرا کی تاریخ

یہ معیار ۴ربیع الاول ۱۴۲۳ھ مطابق ۱۶ مئی ۲۰۰۲ء کو جاری ہوا۔

معیار کی منظوری

مجلسِ شرعی نے اپنے آٹھویں اجلاس میں، جو ۲۸ صفر - ۴ ربیع الاول ۱۴۲۳ھ مطابق ۱۱ - ۱۶ مئی ۲۰۰۲ء کو مدینہ منورہ میں منعقد ہوا، شرعی معیار برائے مضاربہ کی منظوری دی۔[1]

(۱) مجلسِ شرعی نے ۲۷ - ۲۹ شعبان ۱۴۳۶ھ مطابق ۱۴ - ۱۶ جون ۲۰۱۵ء کو سعودی عرب میں منعقدہ اپنے اکتالیسویں اجلاس میں اس معیار کی موجودہ ترمیم شدہ حالت میں منظوری دی۔

ضمیمہ (الف)

معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد

مجلسِ شرعی نے اپنے پانچویں اجلاس میں جو ۸ - ۱۲ رمضان المبارک ۱۴۲۱ھ مطابق ۴ - ۸ دسمبر ۲۰۰۰ء کو مکہ مکرمہ میں منعقد ہوا شرعی معیار برائے مضاربہ کے اجرا کا فیصلہ کیا۔

بروز ہفتہ ۱۵ ذی الحجہ ۱۴۲۱ھ مطابق ۱۰ مارچ ۲۰۰۱ء کو افتاء و ثالثی کمیٹی نے شرعی مشیر کو معیارِ شرعی برائے مضاربہ کے منصوبے کا مسودہ تیار کرنے کی ذمہ داری سونپنے کا فیصلہ کیا۔

افتاء و ثالثی کمیٹی نے ۱۸ محرم ۱۴۲۲ھ مطابق ۱۲ اپریل ۲۰۰۱ء کو ہونے والے اجلاس میں شرعی معیار برائے مضاربہ کے منصوبے کے مسودہ پر بحث و مباحثہ کیا اور شرعی مشیر کو بحث و مباحثہ اور ممبران کی آراء اور تبصرے کی روشنی میں ضروری ترامیم کرنے کی ہدایات جاری کیں، اس کے علاوہ کمیٹی نے ۲۰ جمادی الثانی ۱۴۲۲ھ مطابق ۸ ستمبر ۲۰۰۱ء کو شرعی تقاضے برائے مضاربہ کے منصوبے کے مسودہ پر بحث و مباحثہ کیا، اور پھر ممبران کی آراء، تبصرے اور بحث و مباحثہ کی روشنی میں ضروری ترامیم کیں۔

ترمیم شدہ معیار کا منصوبہ مجلسِ شرعی کے ساتویں اجلاس میں پیش کیا گیا جو مکہ مکرمہ میں ۹ - ۱۳ رمضان المبارک ۱۴۲۲ھ مطابق ۲۴ - ۲۸ نومبر ۲۰۰۱ء میں منعقد ہوا، مجلسِ شرعی نے شرعی معیار برائے مضاربہ کے منصوبے کے مسودہ پر ترامیم کیں اور پھر موضوع کے ماہرین اور دلچسپی لینے والے حضرات کو ارسال کرنے کا فیصلہ کیا تاکہ وہ اپنی قیمتی آراء پیش کریں تاکہ انہیں جلسۂ سماعت میں پیش کیا جاسکے۔

مجلس نے بحرین میں ۱۹ - ۲۰ ذیقعدہ ۱۴۲۲ھ مطابق ۲ - ۳ فروری ۲۰۰۲ء کو جلسۂ سماعت کا انعقاد کیا جس میں تیس سے زیادہ مرکزی بینکوں، مالیاتی ادارے، اکاؤنٹنگ فرمز، ماہرینِ شریعت، یونیورسٹیوں کے اساتذہ، ان کے علاوہ اس شعبے سے متعلقہ لوگوں کے نمائندگان نے بھی شرکت کی۔ جو جو تحفظات سامنے

آئے انہیں بڑے غور سے سنا گیا خواہ وہ اس اجلاس سے قبل پیش کیے گئے ہوں یا دوران کارروائی، بعض ممبران نے اُن تحفظات کے جوابات اور ان پر اپنے تبصرے بھی پیش کیے۔

۲۱ - ۲۲ ذو الحجہ ۱۴۲۲ھ مطابق ۶ - ۷ مارچ ۲۰۰۲ء کو بحرین میں ہونے والے اجلاس میں شرعی معیارات کی کمیٹی نے جلسۂ سماعت میں پیش کیے گئے تحفظات پر بحث و مباحثہ کیا خواہ وہ زبانی تحفظات تھے یا تحریری صورت میں، اور پھر حسب ضرورت ترمیم بھی کی۔

مجلسِ شرعی کا آٹھواں اجلاس مدینہ منورہ میں ۲۸ صفر - ۴ ربیع الاول ۱۴۲۳ھ مطابق ۱۱ - ۱۶ مئی ۲۰۰۲ء کو منعقد ہوا جس میں شرعی معیارات کی کمیٹی کی جانب سے کی گئی ترامیم پر بحث و مباحثہ ہوا، جو ترامیم مناسب معلوم ہوئیں انہیں شامل کر لیا گیا۔ ان میں سے بعض شقیں ایسی ہیں جو تمام ممبران کے اتفاق سے منظور ہوئیں اور بعض دیگر اکثریت کے اتفاق سے منظور ہوئیں جن کی تفصیل مجلسِ شرعی کی کارروائی کے ریکارڈ میں محفوظ ہے۔

ربیع الثانی ۱۴۳۳ھ مطابق مارچ ۲۰۱۲ء کو قطر میں منعقد ہونے والے اجلاس میں شرعی معیارات کی نظر ثانی کمیٹی نے اس معیار کا بھی مطالعہ کیا، قبول ورد اور بحث و مباحثہ کے بعد کمیٹی نے جو مناسب سمجھا اس کی روشنی میں کچھ ترامیم کی تجویز پیش کی جن میں بعض مقامات پر کچھ اضافات کرنے اور بعض جگہوں سے کچھ حذف کرنے اور بعض عبارتوں کے الفاظ و ترکیب تبدیل کرنے جیسے امور شامل تھے، اور پھر مذکورہ تجاویز مجلسِ شرعی کو ارسال کیں کہ وہ جن امور سے متفق ہیں ان کی تصدیق کریں۔

مجلسِ شرعی کا اکتالیسواں اجلاس سعودی عرب میں ۲۷ - ۲۹ شعبان ۱۴۳۶ھ مطابق ۱۴ - ۱۶ جون ۲۰۱۵ء کو منعقد ہوا جس میں معیارات پر نظر ثانی کمیٹی کی طرف سے تجویز کردہ ترامیم پر بحث و مباحث کے بعد اس کی منظوری دی گئی، مجوزہ ترامیم کے بعد حالیہ شکل میں اس معیار کو منظور کر لیا گیا۔

ضمیمہ (ب)

شرعی احکام کی بنیادیں

مضاربہ کا جواز اور اس کی مشروعیت کی حکمت

- مضاربہ جسے قِراض بھی کہا جاتا ہے ایک جائز عقد ہے، سرمایہ کاری کے تعاون کو منظم کرتا ہے، جس میں ایک طرف مال اور دوسری جانب کام ہوتا ہے، جس کے نتیجے میں حاصل ہونے والا غیر منقسم نفع دونوں فریقوں کے درمیان اُس حساب سے مشترک ہوتا ہے جس پر دونوں اتفاق کرتے ہیں۔ جو فریق سرمایہ پیش کرتا ہے اسے رَبُّ المال کہا جاتا ہے اور دوسرا فریق جس پر کام کی ذمہ داری ہوتی ہے اسے 'مضارب' یا 'عامل' یا 'مُقارِض' کہا جاتا ہے۔[1]

مضاربہ کی مشروعیت کے دلائل:

(الف) قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَاٰخَرُوْنَ يَضْرِبُوْنَ فِي الْاَرْضِ يَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ﴾[2] (اور بعض دوسرے لوگ زمین میں سفر کرتے ہیں تاکہ اللہ کا فضل تلاش کریں)۔

﴿يَضْرِبُوْنَ فِي الْاَرْضِ﴾ سے مراد وہ لوگ ہیں جو تجارتی اغراض سے زمین میں سفر کرتے ہیں تاکہ اپنے اور اپنے اہل و عیال کے نفقہ کے لیے مالِ حلال کما سکیں۔

---

(۱) دیکھیے: ہدایہ شرح بدایۃ المبتدی للمرغینانی: ۲۰۲/۳ المکتبہ الاسلامیہ لصاحبہا الشیخ ریاض الشیخ، بدائع الصنائع للکاسانی: ۵۶/۶، ۵۷، بدایۃ المجتہد لابن رشد: ۲۳۶/۲، شرکۃ البابی الحلبی، ۱۹۶۰م، المغنی لابن قدامۃ: ۲۶/۳، مکتبۃ الریاض الحدیثۃ، الریاض ۱۴۰۱ھ/۱۹۸۱ء۔

(۲) المزمل: ۲۰/۷۳۔

(ب) حدیث شریف میں ہے کہ حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ جب مال کسی کو بطورِ مضاربہ دیتے تو یہ شرط لگاتے کہ وہ اس کے ساتھ سمندر میں سفر نہیں کرے گا، اور نہ ہی وادی میں اترے گا، اور نہ ہی اس سے زندہ جانور خریدے گا، اگر ایسا کیا تو وہ ضامن ہوگا، جب حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی لگائی ہوئی شرط آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی اجازت دی۔[1]

آثار میں روایت کیا جاتا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما نے ایک شخص کو یتیم کا مال بطور مضاربہ دیا جو عراق میں اس سے کاروبار کیا کرتا تھا۔[2] حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان دونوں نے مضاربہ پر کاروبار کیا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی نے بھی ان دونوں کی خلاف ورزی نہیں کی، لہٰذا مضاربہ کی مشروعیت پر اجماع ہو گیا۔

(ج) ابن منذر رحمۃ اللہ علیہ نے مضاربہ کے جواز پر اہل علم کا اجماع ذکر کیا ہے۔[3]

مضاربہ کے جواز کی حکمت

(الف) جب تک روپیہ پیسہ کو کام میں نہ لگایا جائے تب تک وہ نہیں بڑھتا، اور نہ ہی اس شرط پر کسی شخص کو روپیہ پیسہ کرائے پر دینا جائز ہے کہ وہ بڑھا کر اسے واپس کرے، کیونکہ یہ سودی قرضہ بن جاتا ہے۔

(ب) ایک طرف مالدار جو اپنے مال کی خود سرمایہ کاری میں دلچسپی نہیں رکھتے دوسری طرف تجربہ کار کاروباری حضرات جو ناکافی سرمایہ کی وجہ سے کاروبار نہیں کر سکتے اِن دونوں کے درمیان سرمایہ کارانہ تعاون بڑھانے کے لیے مضاربہ مشروع ہوا۔ کچھ لوگ مال و زر کے مالک ہونے کے باوجود تجارتی معاملات سے بالکل ناواقف ہوتے ہیں۔ دوسری قسم کے

---

(۱)　بیہقی نے سنن کبریٰ میں اسے روایت کیا: ۱۱۱/۶۔

(۲)　بیہقی نے المعرفۃ میں روایت کیا نصب الرایۃ للزیلعی: ۱۱۴/۴، ۱۱۵) طبعہ دار الحدیث، تحقیق: محمد یوسف بنوری۔

(۳)　المغنی ۱۳۳/۷، ۱۳۴۔

لوگوں کے ہاتھ سرمایہ کاری میں تجربہ رکھنے کے باوجود بالکل خالی ہوتے ہیں، تواِن دونوں قسم کے لوگوں کی مصلحتوں کو پورا کرنے کے لیے اِس قسم کے عقود کو جائز کیا گیا۔ مضاربہ کا لفظ اُن صیغوں میں شمار ہوتا ہے جو اکثر تجارت میں استعمال ہوتے ہیں۔ پھر اس لفظ میں وسعت ہوئی یہاں تک کہ تجارتی، زرعی، صنعتی اور خدمات جیسے شعبوں کی سرمایہ کاری کو بھی شامل ہوگیا۔

(ج) مروجہ بنکوں کا فلسفہ روپیہ پیسہ کو کرائے پر دینے اور اس سے نفع حاصل کرنے کو جائز قرار دیتا ہے، اور شریعت اسے حرام قرار دیتی ہے کیونکہ یہ سود ہے۔ وہ مضاربہ کی سرمایہ کاری ہی تھی جس پر آگے چل کر اسلامی مالیاتی اداروں کی بنیاد رکھی گئی جس نے لوگوں کو اپنا مال مختلف شعبہ جات میں بطور سرمایہ کاری بشمول مطلق اور مقید لگانے کی طرف مائل کیا۔

عقدِ مضاربہ

- دونوں فریقوں میں وکیل بننے اور بنانے کی اہلیت کی شرط لگانے کی دلیل یہ ہے کہ اُن میں سے ہر ایک دوسرے کا وکیل بھی ہوتا ہے اور موکّل بھی، لہٰذا جس شخص کے لیے کسی کو وکیل بنانا اور دوسرے کا وکیل بننا جائز ہے، وہ عقدِ مضاربہ کا اہل ہے۔
- مضاربہ کے غیر لازم عقد ہونے کی دلیل یہ ہے کہ مضارب دوسرے کی اجازت سے اس کے مال میں تصرف کرتا ہے تو وہ وکیل کی طرح ہوا، اور وکالت غیر لازم عقد ہے۔
- مضارب کا کام شروع کرنے کی صورت میں جب تک مضاربہ کے اثاثوں کو فروخت کر کے نقد رقوم میں تبدیل نہ کر دیا جائے تب تک اسے ختم نہیں کیا جاسکتا۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ اس صورت میں عقد منسوخ کرنے سے دونوں کا مقصد (نفع) فوت ہو جائے گا۔ نیز مضارب کی محنت ضائع ہونے کا اندیشہ بھی ہے۔
- مضاربہ کی مدت مقرر کرنے کے جواز کی دلیل یہ ہے کہ عقدِ مضاربہ وکالت پر مبنی ہے جو تخصیص کا

احتمال رکھتی ہے[۱]، اس سلسلہ میں مجمع الفقہ الاسلامی کی قرار داد بھی جاری ہو چکی ہے۔[۲]

- مضارب مضاربہ کے مال پر امین ہوتا ہے کیونکہ وہ مال میں رَبُّ المال کی اجازت ہی سے تصرف کرتا ہے، یہی وجہ ہے کہ وہ پورے کے پورے نفع کا مالک خود نہیں بن سکتا، اور امین میں اصل یہ ہے کہ وہ مال کی ہلاکت یا تلف کی صورت میں ضامن نہیں ہوتا بلکہ مالِ مضاربہ سے وہ نقصان پورا کیا جاتا ہے۔

مالِ مضاربہ میں ضمانتیں

- غفلت وکوتاہی کی حالت میں مضارب سے ضمانتیں لینے کے جواز کی دلیل یہ ہے کہ وہ اس طرح کی صورتوں میں ضامن ہوتا ہے لہٰذا نقصان برداشت کرنے کا پابند ہوگا۔[۳]

مضاربہ کا سرمایہ اور اس کی شرائط

- سازوسامان کی قیمت مضاربہ کا سرمایہ بن سکتی ہے، اس کے جواز کی دلیل یہ ہے کہ مضاربہ کا مقصد مال میں نفع کی غرض سے تصرف کرنا ہوتا ہے، یہ تصرف جیسے نقدی رقوم سے حاصل ہوتا ہے ویسے ساز وسامان کی قیمت سے بھی حاصل ہوتا ہے، یہ مالکیہ اور حنابلہ کی رائے پر مبنی ہے۔[۴]
- مضاربہ کا سرمایہ اس طرح سے معلوم ہونا چاہیے جس سے وصف اور مقدار میں لاعلمی دور ہو جائے، یہ اس لیے کہ نفع کے حصول کا دار ومدار تصفیہ کے وقت سرمایہ کی واپسی پر ہے، اور جب تک اس میں لاعلمی ہے سرمایہ واپس نہیں کیا جاسکتا، تو اس میں لاعلمی باہمی نزاع کا سبب ہے۔
- رَبُّ المال کا وہ دین جو مضارب پر ہے اس لیے اسے مضاربہ کا سرمایہ نہیں بنایا جاسکتا کیونکہ سرمایہ میں اصل یہ ہے کہ وہ عین اور حاضر ہو جبکہ دین مدیون کے ذمے مالِ غائب ہوتا ہے، نیز اس میں سود کا شبہ بھی ہے، وہ اس لیے کہ ہو سکتا ہے رَبُّ المال مضاربہ کے بہانے مضارب پر دین کی تاخیر کا الزام لگا کر

---

(۱) المغنی: ۷/۱۳۳-۱۳۴۔

(۲) قرار داد نمبر ۱۲۲ (۵/۱۳)۔

(۳) شرکۃ الراجحی کی مجلسِ شرعی نے مذکرہ تفسیریہ ص ۳۶ میں یہی موقف اختیار کیا ہے۔ ندوۃ برکۃ الاولی/۵۔

(۴) حاشیہ الدسوقی: ۳/۵۱۷، المغنی: ۵/۱۷۔

زیادہ رقم کا مطالبہ کرے۔

- مضاربہ کی کارروائی نافذ کرنے کے لیے سرمایہ مضارب کو سپرد کرنے کی شرط اس لیے لگائی کہ وہی براہ راست مضاربہ کی کارروائی چلا رہا ہوتا ہے اور وہی سرمایہ اور اس کے نتیجے میں حاصل ہونے والی آمدنی کی حفاظت کرنے والا اور اُس پر امین بھی ہوتا ہے، تو اسے مال سپرد کرنا ضروری ہے تاکہ اس کی حفاظت، اضافہ اور اس کے مقصد کے حصول پر قدرت حاصل ہو۔[1]

نفع کے احکام اور شرائط

- نفع معلوم ہونا اس لیے ضروری ہے کہ وہ موضوعِ عقد ہے، اور موضوعِ عقد میں لاعلمی عقد کو فاسد کر دیتی ہے۔
- دونوں فریقوں میں سے ہر ایک کا نفع میں حصہ مقررہ رقوم نہیں بلکہ غیر منقسم تناسب ہونا چاہیے، وہ اس لیے کہ مضاربہ شرکت کی ایک قسم ہے جو نفع میں شراکت داری پر قائم ہے، رقم متعیّن کرنے کی شرط شراکت داری میں رکاوٹ بن سکتی ہے، کیونکہ ہو سکتا ہے کہ مضارب کو صرف اُس متعیّن رقم کی مقدار جتنا نفع حاصل ہوا ہو جسے دونوں فریقوں میں سے کوئی ایک لے کر دوسرے کو محروم کر دے، لہٰذا نفع میں شراکت داری قائم نہیں رہے گی۔
- مضاربہ میں نفع اور اجرت دونوں کو جمع کرنے کے ناجائز ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اجرت میں رقم متعیّن ہوتی ہے اور کبھی کبھار نفع اُس متعیّن رقم سے زیادہ حاصل نہیں ہوتا، جس کی وجہ سے اُس میں شراکت داری ختم ہو سکتی ہے۔
- دونوں فریق جب چاہیں باہمی رضامندی سے نفع کے تناسب میں تبدیلی کر سکتے ہیں۔ اس کے جواز کی دلیل یہ ہے کہ نفع اِن دونوں کا حق ہے، اِن کے علاوہ کسی اور سے کوئی تعلق نہیں۔ اس طرح کا اتفاق کسی ممنوع کام کا سبب نہیں بنتا، مثلاً نفع کے اشتراک سے محروم کرنا، بلکہ اس سے نفع دونوں کے

(۱) الہدایۃ: ۳/۲۰۳، حاشیہ الدسوقی: ۳/۵۱۷۔

درمیان مشترک رہتا ہے۔[۱]

- عقدِ مضاربہ میں اگر نفع تقسیم کرنے کا تناسب واضح نہیں کیا گیا اور نہ ہی اُس کی تقسیم کے حوالے سے اُن کے ہاں کوئی عرف پایا جاتا ہے تو اِس صورت میں عقدِ مضاربہ فاسد ہوگا، اس کی وجہ یہ ہے کہ موضوعِ عقد نفع ہے، اور موضوعِ عقد کی لاعلمی عقد کو فاسد کر دیتی ہے۔
- دونوں فریقوں میں سے کسی ایک کی مقررہ متعیّنہ رقم کی شرط سے عقدِ مضاربہ اس لیے فاسد ہو جاتا ہے کہ مضاربہ میں نفع کی شراکت داری ہوتی ہے، اور اِس قسم کی شرط شراکت داری کو ختم کر دیتی ہے، جس سے کوئی ایک فریق نفع سے محروم ہو جاتا ہے۔
- مضاربہ میں اس بات کی شرط لگانا کہ دو اموال میں سے ایک مال کا نفع مضارب کا اور دوسرے مال کا رب المال ہوگا، اس طرح کے شرط کے عدمِ جواز کی دلیل یہ ہے اس سے نفع میں شراکت ختم ہو جاتی ہے اور ایک فریق کو نقصان پہنچ سکتا ہے۔
- مضاربہ میں نفع راس المال کی سلامتی کے بعد ظاہر ہوتا ہے، وہ اس لیے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ "نمازی کی مثال تاجر کی ہے، تب تک اس کا نفع حاصل نہیں ہوتا جب تک وہ اپنا سرمایہ واپس نہ لے لے، اسی طرح جب تک نمازی فرض ادا نہ کر لے تب تک اس کے نفل قبول نہیں ہوتے"۔[۲] تو حدیث سے پتہ چلا کہ سرمایہ کی واپسی سے قبل نفع تقسیم کرنا صحیح نہیں ہے، نیز اس لیے بھی کہ نفع ایک اضافی چیز ہے، اضافی چیز تب حاصل ہوتی ہے جب اُس کی اصل سلامت ہو۔
- مضارب مضاربہ کے حصے کا مستحق صرف نفع کے ظہور سے قرار پاتا ہے، لیکن اِس کی تاکید تب تک نہیں کی جاسکتی جب تک اثاثہ جات حقیقی تحلیل یا حکمی تحلیل (کے ذریعے نقد میں تبدیل نہیں ہو جاتے)

(۱) دیکھیے: ندوۃ البرکہ، گیارہواں/۸، اور ندوۃ البرکہ، چوتھا: فتویٰ نمبر ۵، اسی طرح عالمی فیصل بینک کی نگران مجلس کے فتویٰ: ص ۱۰۷ کا بھی یہی موقف ہے، نیز دلیل الفتاویٰ الشرعیۃ فی الاعمال المصرفیۃ، مرکز الاقتصاد الاسلامی، المصرف الاسلامی الدولی: ص ۵۳ میں بھی اسی طرح مذکور ہے۔

(۲) بیہقی نے اسے سنن میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، اور ساتھ یہ بھی بتایا ہے کہ اس میں ایک ضعیف راوی ہیں۔ موسوعہ فقہیہ کویتیہ: ۳۸/۴۷۔

یہ مساقات پر قیاس کی بناء پر ہے۔ مجمع الفقہ الاسلامی مکہ مکرمہ سے حکمی تحلیل کے بارے میں قرار داد بھی جاری ہو چکی ہے۔[1]

مضارب کے اختیارات اور ذمہ داریاں

- مضارب کو مضاربہ مطلقہ میں اوپر (شق ۵/۱ میں) ذکر کیے گئے تصرفات کی اس لیے اجازت ہے کہ وہ مضاربہ میں رَبُّ المال کا مقصد پورا کرنا چاہتا ہے، اور وہ جائز طریقے سے نفع حاصل کرنا ہے، یہ مقصد مال کو کاروبار میں لگائے بغیر حاصل نہیں ہوتا۔
- رَبُّ المال کا مضارب پر مضاربہ کی تمام کارروائیوں میں شریک رہنے کی شرط عائد کرنا اس لیے ناجائز ہے کہ یہ اُس کی سرمایہ کاری کی آزادی کو سلب کرتی ہے اور اُس پر بے جا پابندیاں لگاتی ہے، اس طرح کی شرائط رَبُّ المال کا مضاربہ میں جو مقصد ہے اس کے حصول میں رکاوٹ ہے، اور وہ نفع ہے۔
- مضارب مضاربہ کے مال میں سے نہ کسی کو قرض دے سکتا ہے اور نہ ہی ہدیہ اور صدقہ، یہ اس لیے کہ اس طرح کے تصرفات سے مضاربہ کو فائدہ نہیں پہنچتا، بلکہ رَبُّ المال کو نقصان ہوتا ہے۔
- مضارب مضاربہ کے فائدے کے لیے اپنی ذات پر کیے جانے والے اخراجات عرف کے مطابق لے سکتا ہے، یہ اُس صورت میں ہے جب باہمی اتفاق سے کسی رقم کا تعین نہ ہوا ہو، اس کے جواز کی وجہ یہ ہے: « أن المعروف عرفاً کالمشروط شرطاً» یعنی عرف میں مشہور قول وفعل شرط کی حیثیت رکھتے ہیں، لہٰذا جب عرف کی وجہ سے اخراجات کی اجازت ثابت ہو گئی تو اس کی مقدار حسبِ عادت متعین ہو گی۔

مضاربہ کا اختتام

- طرفین میں سے کسی ایک کے ارادے یا دونوں کی رضامندی یا مقررہ مدت ختم ہونے سے مضاربہ کے ختم ہونے کی وجہ یہ ہے کہ جب تک اُس کی کوئی مدت مقرر نہ کی جائے تب تک وہ غیر لازم عقد ہے،

---

(۱) مجمع الفقہ الاسلامی کی چوتھی قرار داد جو سولہویں اجلاس مکہ مکرمہ میں میں پاس ہوئی، نیز آٹھویں فتاویٰ ندوۃ البرکہ کا بھی یہی موقف ہے، فتوی نمبر ۲۔

جیسا کہ پہلے گزرا۔

- حکمی طور پر اثاثہ جات کو نقد میں تحلیل کرنا حقیقی طور پر تحلیل کرنے کے حکم میں ہے، وہ اس لیے کہ شریعت نے حکمی طور پر قیمت لگانے کو جائز قرار دیا ہے، کیونکہ یہ ایک ایسا طریقہ ہے جس سے لوگوں کو اُن کے حقوق واپس کیے جاسکتے ہیں، جہاں تک حقیقی طور پر اثاثے بیچنے کی بات ہے تو وہ اصل ہے۔
- سرمایہ تلف ہونے سے مضاربہ اختتام کو پہنچتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ مال جو مضاربہ کی غرض سے مضارب نے وصول کیا اور اُس سے عقد کا تعلق تھا وہ اب تلف اور ضائع ہو چکا، اب اسے مزید کام میں نہیں لگایا جاسکتا۔
- مضارب کی موت سے مضاربہ کے اختتام کی وجہ یہ ہے کہ مضاربہ وکالت کی طرح ہے یا وکالت پر مشتمل ہے، اور وکالت وکیل کی موت سے باطل ہو جاتی ہے۔

ضمیمہ (ج)

فرہنگ

شرکت کی تعریف

دو یا اس سے زیادہ لوگوں کا مال، کام یا اپنے ذمے واجبات، نفع کی غرض سے خلط کرنے پر اتفاق کرنا۔

مضاربہ شرکت سے کئی وجوہات کی بناء پر مختلف ہے اُن میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں:

(الف) شرکت میں شریک جس بناء پر نفع کا حق دار ٹھہرتا ہے اس کی اصل تمام شرکاء کی طرف سے سرمایہ پیش کرنا ہے خواہ نقدی ہو یا ساز و سامان ہو یا عَمَل ہو یا ذمہ داری لینا ہو، اور عقدِ شرکت میں دونوں کی حیثیت ایک جیسی ہوتی ہے، جبکہ مضاربہ میں دو پہلو ہوتے ہیں، ایک طرف سے سرمایہ ہوتا ہے جو شرکت میں سرمایہ کی شرائط کے تابع ہے، دوسری طرف مضارب کی جانب سے پیش کیا جانے والا کام (عمل) ہوتا ہے جو سرمایہ سے مختلف ہے۔

(ب) شرکت میں اصل یہ ہے کہ عَمَل مشترک ہو جبکہ مضاربہ میں عَمَل صرف مضارب انجام دیتا ہے۔

شرعی معیار نمبر (۱۴)

لیٹر آف کریڈٹ (ایل سی)

(ترمیم شدہ معیار)

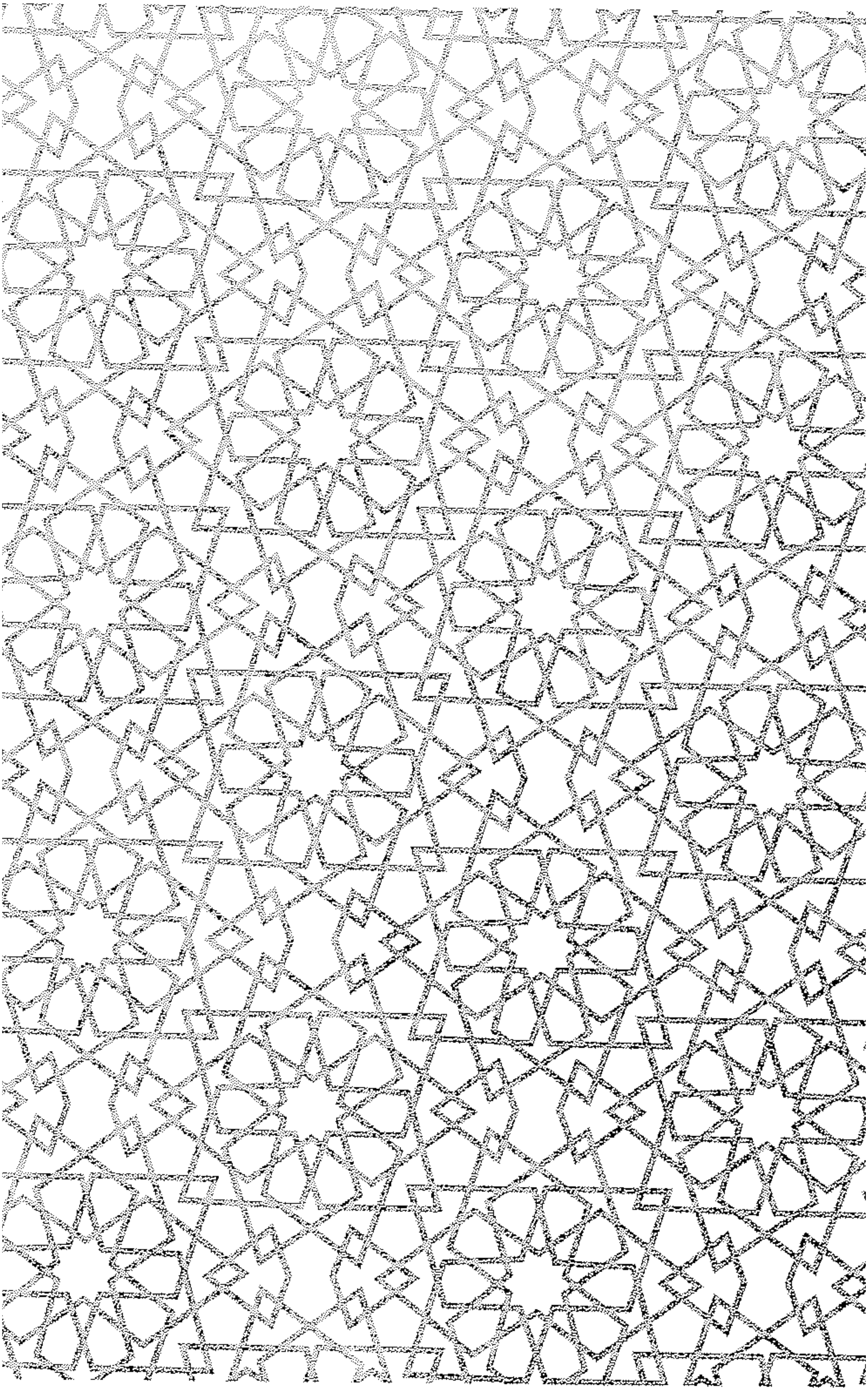

فہرست

دیباچہ ۴۰۸
معیار کا متن ۴۰۹
۱- معیار کا دائرۂ کار ۴۰۹
۲- لیٹر آف کریڈٹ کی تعریف، اس کی اقسام اور خصوصیات ۴۰۹
۳- لیٹر آف کریڈٹ [ایل سی] کے شرعی احکام ۴۱۳
۴- معیار کے اجرا کی تاریخ ۴۱۹
معیار کی منظوری ۴۲۰
ضمیمہ جات
ضمیمہ (الف) معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد ۴۲۱
ضمیمہ (ب) شرعی احکام کی بنیادیں ۴۲۳
ضمیمہ (ج) فرہنگ ۴۲۸

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على أشرف المرسلين، سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه أجمعين.

دیباچہ

اس معیار کا مقصد لیٹر آف کریڈٹ کا تعارف، اس کی خصوصیات، شرعی احکام اور قوانین کو بیان کرنا ہے تاکہ اسلامی مالیاتی ادارے (ادارہ/ادارے)[1] ان کے مطابق معاملات کر سکیں۔

والله الموفق...

(۱) "ادارہ/ادارے" کی اصطلاح یہاں اختصار کی غرض سے اسلامی مالیاتی اداروں کے لیے استعمال کی گئی ہے جن میں اسلامی بینک بھی شامل ہیں۔

معیار کا متن

۱- معیار کا دائرۂ کار

یہ معیار لیٹر آف کریڈٹ [ایل سی] پر مشتمل ہے جو ادارے جاری کرتے ہیں، چاہے وہ گاہک کی فرمائش پر جاری کیے جائیں یا ادارہ خود اپنے استعمال کے لیے جاری کرے۔ یہ معیار لیٹر آف کریڈٹ کی تمام اقسام، صورتوں، اس پر عمل درآمد میں پیش آنے والے تمام مراحل اور اس میں شامل تمام فریقوں کے باہمی تعلق پر مشتمل ہے۔

۲- لیٹر آف کریڈٹ کی تعریف، اس کی اقسام اور خصوصیات

۱/۲ لیٹر آف کریڈٹ کی تعریف

لیٹر آف کریڈٹ ایسی تحریری ضمانت ہوتی ہے جو بینک (جاری کنندہ) فرخت کنندہ (بینیفشری) کو خریدار (درخواست گذار) کی فرمائش پر اس کی ہدایت کے مطابق فراہم کرتا ہے یا بینک خود اپنے استعمال کے لیے جاری کرتا ہے، جس میں وہ ایک مخصوص رقم کی (نقدی کی صورت میں، ہنڈی [بل آف ایکسچینج] کے قبول یا کٹوتی کی صورت میں) ایک مخصوص مدت میں ادائیگی کی ضمانت دیتا ہے بشرطیکہ فرخت کنندہ طے شدہ شرائط کے موافق اشیا کی دستاویز پیش کر دے۔

مختصر الفاظ میں لیٹر آف کریڈٹ بینک کی طرف سے ادائیگی کی ضمانت ہے بشرطیکہ دستاویزات طے شدہ ہدایات کے مطابق ہوں۔

۲/۲ لیٹر آف کریڈٹ کے مراحل

۱/۲/۲　**عقد کا مرحلہ جس کی توثیق ایل سی کے ذریعہ مقصود ہو:** یہ مرحلہ ایل سی سے پہلے

ہوتا ہے اور اکثر یہ خریداری کا عقد ہوتا ہے جس میں فروخت کنندہ خریدار پر ایل سی کے ذریعے قیمت ادا کرنے کی شرط لگاتا ہے۔ تاہم یہ عقد کرایہ داری، یا اجرت کے ساتھ وکالت یا کوئی اور عقد بھی ہوسکتا ہے۔

۲/۲/۲ **ایل سی کھولنے کی درخواست کا مرحلہ:** اس مرحلہ میں خریدار بینک سے ایل سی کھولنے کی درخواست کرتا ہے تاکہ فروخت کنندہ کو اس کی اطلاع بھیجی جاسکے۔

۳/۲/۲ **ایل سی کے اجرا اور فروخت کنندہ کو اطلاع دینے کا مرحلہ:** اس مرحلہ میں بینک ایل سی جاری کرتا ہے اور اسے براہ راست یا درمیانی بینک کے واسطہ سے فروخت کنندہ کو ارسال کرتا ہے۔

۴/۲/۲ **ایل سی پر عمل درآمد کا مرحلہ:** اس مرحلہ میں بینیفشری ایل سی میں مشروط دستاویزات بینک کو پیش کرتا ہے۔ بینک ان دستاویزات کا ایل سی کی شرائط کی روشنی میں جائزہ لیتا ہے۔ اگر یہ دستاویزات ان شرائط کے مطابق ہوتی ہیں تو بینک انہیں قبول کرلیتا ہے اور ایل سی پر عمل درآمد کرتا ہے۔ چنانچہ اگر بینک خود ہی خریدار نہ ہو تو خریدار سے مکمل قیمت وصول کرکے یا تاریخِ ادائیگی تک ادائیگی کا وعدہ نامہ حاصل کرکے وہ دستاویزات خریدار کو دے دیتا ہے، تاکہ خریدار ان کے ذریعہ وہ سامان حاصل کرسکے جن کی نمائندگی یہ دستاویزات کرتی ہیں۔ اگر یہ دستاویزات طے شدہ شرائط کے مطابق نہ ہوں تو بینک ان کو مسترد کرنے یا قبول کرنے یا ان میں ترمیم کرانے کا حق رکھتا ہے۔

۵/۲/۲ **معاون بینکوں کے درمیان باہم ادائیگی:** اگر ایل سی کے اجرا میں ایک سے زائد بینک شریک ہوں تو بینکوں کے درمیان باہم ادائیگی کے اصولوں کے موافق حساب کرلیا جائے گا۔

۳/۲ لیٹر آف کریڈٹ [ایل سی] کی اقسام

۱/۳/۲ بنیادی اقسام: لیٹر آف کریڈٹ اپنی ضمانت کی قوت کے لحاظ سے دو قسموں پر

مشتمل ہے۔

۲/۳/۱/۱　قابلِ فسخ [Revocable] ایل سی: وہ ایل سی جس میں بینیفشری کی رضامندی کے بغیر بھی تبدیل یا منسوخ کرنے کا حق ہو۔

۲/۳/۱/۲　ناقابلِ فسخ [Irrivocable] ایل سی: جس میں دونوں فریقوں کی رضامندی کے بغیر تبدیلی یا منسوخی کی گنجائش نہ ہو۔

۲/۳/۲　مزید اقسام:

۲/۳/۲/۱　قابلِ نقل [Transferable] ایل سی: یہ ایل سی بینیفشری کو یہ حق دیتی ہے کہ وہ کسی دوسرے بینیفشری کو مکمل یا جزوی طور پر ایل سی سے فائدہ پہنچانے کی درخواست کر سکتا ہے۔

۲/۳/۲/۲　بیک ٹو بیک ایل سی: یہ ایل سی کسی دوسری ایل سی کی ضمانت کے طور پر جاری کی جاتی ہے۔

۲/۳/۲/۳　ریوالونگ ایل سی: جس میں بینیفشری ایل سی کی مقررہ مدت اور متعیّنہ رقم کے دائرہ میں متعدّد معاملات/ٹرانزیکشنز کی دستاویز جمع کرا سکتا ہے۔

۲/۳/۲/۴　ریڈ کلاز ایل سی: اس میں بینک سے دستاویزات جمع کرانے سے بھی پہلے ایل سی کی ایک مقررہ فیصدی رقم ادا کرنے کی درخواست کی جاتی ہے۔ یہ رقم بینیفشری کے اس وعدہ کے بعد ادا کی جاتی ہے کہ وہ مقررہ مدت میں سامان ارسال نہ کرنے یا ایل سی کی کارآمد مدت کے درمیان اسے استعمال نہ کرنے کی صورت میں قرض کی رقم واپس کرے گا۔ قرض کی یہ رقم بینیفشری کی جانب سے لیٹر آف گارنٹی کے عوض بھی فراہم کی جا سکتی ہے۔

۲/۳/۲/۵　درآمدی یا برآمدی ایل سی (ایل سی جاری کرنے والے بینک کی نسبت سے)۔

۲/۳/۲/۶　مقامی یا غیر ملکی/انٹرنیشنل ایل سی۔

۲/۳/۲/۷ کنفرم یا غیر کنفرم ایل سی۔

۲/۳/۲/۸ وہ ایل سی جس میں سامان کی جزوی ترسیل کی اجازت ہو اور وہ ایل سی جس میں جزوی ترسیل کی اجازت نہ ہو۔

۲/۳/۲/۹ سائٹ ایل سی، یوزنس ایل سی، قابلِ قبول ایل سی، قابلِ تداول ایل سی۔

۲/۳/۲/۱۰ سینڈیکیٹڈ ایل سی: جس میں ایل سی کی رقم کے حجم کی وجہ سے متعدّد بینک ایل سی جاری کرنے میں شریک ہوتے ہیں۔ اس میں ہر بینک اپنی شرکت کے تناسب سے قائد بینک کو لیٹر آف گارنٹی فراہم کرتا ہے۔

۲/۳/۲/۱۱ اسٹینڈ بائی ایل سی: یہ لیٹر آف گارنٹی کے مشابہ ہوتا ہے جس میں رقم کی ادائیگی بینیفشری کی اپنی ذمہ داری ادا کرنے میں ناکامی کے ساتھ مشروط ہو۔

۲/۴ ایل سی کی خصوصیات

۲/۴/۱ ایل سی کے ذریعے معاملات صرف دستاویزات کی بنیاد پر ہی کیے جاتے ہیں، ان میں بیان کردہ سامان کو مدِ نظر رکھتے ہوئے نہیں کیے جاتے۔ ایل سی کا حاصل یہ ہے کہ بینک اپنے اوپر لازم کرتا ہے کہ جب بھی ایل سی میں ذکر کردہ دستاویز طے شدہ شرائط کے مطابق بینیفشری مقررہ مدت کے دوران پیش کرے گا، وہ ایل سی پر عمل درآمد کردے گا۔

۲/۴/۲ خریدار درخواست گذار کا ایل سی کھلوانا، چاہے وہ ناقابلِ فسخ ہی کیوں نہ ہو، سامان کی قیمت کی ادائیگی شمار نہیں ہوگا۔ خریدار اس قیمت کی ادائیگی کا مسلسل ذمہ دار رہے گا یہاں تک کہ بینک دستاویز کے موافق ادائیگی نہ کردے۔ البتہ اس دوران فروخت کنندہ کو یہ حق حاصل نہیں ہوگا کہ وہ خریدار سے قیمت کا مطالبہ کرے جب تک کہ ایل سی برقرار اور درست ہے۔ اگر ایل سی کی مدت دستاویز کے جمع کرانے سے پہلے ختم ہوجائے، تب فروخت کنندہ خریدار سے سامان کی قیمت کا

براہِ راست مطالبہ کر سکتا ہے، کیونکہ محض ایل سی کی مدت ختم ہو جانے سے خرید و فروخت کا معاہدہ ختم نہیں ہو جاتا۔

۲/۴/۳ بینک بینیفشری کو ایل سی کی رقم فراہم کرنے کا پابند ہے جبکہ وہ طے شدہ شرائط کے موافق دستاویز پیش کر دے، سوائے اس کے کہ دھوکہ یا جعل سازی دستاویز میں ثابت ہو جائے یا اس خرید و فروخت کے معاہدے کو عدالت کالعدم قرار دیدے۔

۲/۴/۴ ایل سی میں دونوں فریقوں کے حقوق و ذمہ داریوں کی وہی تشریح معتبر ہے جو عالمی تجارتی اصطلاحات (Incoterms ۲۰۰۰) اور ایل سی کے متفقہ اصول اور طریقے (UCP ۵۰۰) کے مطابق ہو، جبکہ خریداری کے معاہدے میں (Incoterms ۲۰۰۰) اور ایل سی میں (UCP ۵۰۰) کی طرف نسبت کی گئی ہو۔

۳- لیٹر آف کریڈٹ (ایل سی) کے شرعی احکام

۳/۱ ایل سی کی مشروعیت

۳/۱/۱ ایل سی کا معاملہ ایل سی سے متعلق انتظامی امور کی انجام دہی کی وکالت جن میں سب سے اہم دستاویز کا جائزہ ہے، اور بینک کی طرف سے درآمد کنندہ کی کفالت پر مشتمل ہے۔ یہ [کفالت اور وکالت] دونوں جائز ہیں، لہٰذا ایل سی بھی جائز ہے بشرطیکہ معیار میں ذکر کردہ شرائط کی رعایت کی جائے۔

۳/۱/۲ ادارے کے لیے ایل سی کی تمام اقسام کھولنا، اس کا جاری کرنا اور اس کی توثیق [confirmation] کرنا جائز ہے، چاہے وہ گاہک کی طلب پر ہو یا ادارہ اپنے استعمال کے لیے جاری کرے۔ ادارے کے لیے یہ بھی جائز ہے کہ وہ اس میں شراکت داری کرے یا اس میں واسطہ کا کردار ادا کرے۔ اسی طرح یہ بھی جائز ہے کہ

وہ اس ایل سی کی اطلاع بھیجے، اس میں ترمیم کرے اور اس پر عمل در آمد کرے، چاہے اپنے لیے یا کسی دوسرے بینک یا ادارے کی طرف سے، چاہے ایل سی پر عمل در آمد کی کوئی بھی صورت ہو، بشرطیکہ شق ۳/۱/۳ کی رعایت کی جائے۔

۳/۱/۳ شق ۲/۱/۳ کی رعایت رکھتے ہوئے ادارے کے لیے اپنے یا کسی دوسرے ادارے یا گاہک کے لیے ایل سی کے معاملات کرنا یا اس میں تعاون کرنا جائز نہیں اگر وہ ایل سی حرام اشیا سے تعلق رکھتی ہو یا شرعاً کسی ایسے معاہدے پر مشتمل ہو جو اپنی شرائط کی وجہ سے باطل یا فاسد معاہدہ ہو یا سود کے لین یا دین پر مشتمل ہو، چاہے وہ سود صراحتاً ہو جیسے اس ایل سی میں کلی طور پر یا جزوی طور پر بغیر مارجن کے کھولی گئی ہو، گاہک کی طرف سے ادائیگی کی صورت میں ہوتا ہے، یا وہ سود ضمناً ہو، جیسے ادھار ادائیگی والی ہنڈی [بل آف ایکسچینج] کی کٹوتی [ڈسکاؤنٹنگ] اور لین دین میں ہوتا ہے۔

ایل سی کا جواز اس بات سے مشروط ہے کہ جس عقد کی توثیق کی گئی ہے، شریعت کے اعتبار سے اس میں جو شرائط ضروری ہیں وہ پائی جاتی ہوں، اسی طرح تبادلہ کی نوعیت جیسے بیع صرف اور ہم جنس اشیا کی خرید و فروخت، عام خرید و فروخت وغیرہ کی جو خاص شرائط ہیں وہ بھی پائی جاتی ہوں۔

۴/۱/۳ ادارہ پر لازم ہے کہ وہ ایل سی پر عمل در آمد کرے جب بھی دستاویزات شرائط کے مطابق ہوں، سوائے اس کے کہ دستاویز میں دھوکہ دہی یا جعل سازی ثابت ہو جائے تب عمل در آمد لازم نہیں۔ اگر ایل سی کھولنے سے پہلے عقد کو عدالت کالعدم قرار دے دے تو نئے معاہدے کے بغیر ایل سی پر عمل در آمد نہیں کیا جائے گا۔

۲/۳ عقد جو ایل سی کھولنے سے پہلے ہوتا ہے

۱/۲/۳ جائز ہے کہ فروخت کنندہ خریدار کو قیمت کی ادائیگی ایل سی کے ذریعے ادا کرنے کا پابند کرے۔ یہ شرط جائز ہے اور خریدار پر اس کی پابندی لازم ہے۔

۳/۲/۲ بین الاقوامی خرید و فروخت کے معاہدوں کی ایل سی کے ذریعہ توثیق کرانا جائز ہے بشرطیکہ خرید و فروخت کے یہ معاہدے اسلامی شریعت کے خلاف نہ ہوں۔

۳/۲/۳ اگر خرید و فروخت کے معاہدے میں یہ صراحت ہو کہ اس کی تشریح عالمی تجارتی اصطلاحات (Incoterms ۲۰۰۰)، یا اقوامِ متحدہ کنونشن برائے سامان کی عالمی خرید و فروخت یا کسی دوسرے قانون کے اعتبار سے ہوگی، تب بھی یہ ضروری ہے کہ یہ قید لگائی جائے کہ وہ تشریحات اسلامی احکام کے مخالف نہ ہوں۔ دیکھیے شق ۳/۲/۲۔

۳/۳ ایل سی کی اجرت اور اخراجات

۳/۳/۱ ادارے کے لیے جائز ہے کہ ایل سی پر آنے والے حقیقی اخراجات کی لاگت وصول کرے۔ یہ بھی جائز ہے کہ ادارہ اس خدمت کی انجام دہی کی فیس لے، چاہے وہ ایک مخصوص متعیّن یکمشت رقم ہو یا ایل سی کی مقدار کے تناسب سے کوئی رقم ہو۔ یہ اجازت درآمدی اور برآمدی ایل سی دونوں کو شامل ہے۔ اسی طرح یہ اجازت ایل سی میں ترمیم کرنے کو بھی شامل ہے سوائے اس کے کہ ایل سی میں یہ ترمیم ایل سی کی مدت میں اضافے کی صورت میں ہو، اس صورت میں ادارہ صرف حقیقی اخراجات ہی وصول کر سکتا ہے، وہ بھی متعیّن یکمشت رقم کی صورت میں، نہ کہ ایل سی کی مقدار کے تناسب سے۔

ادارے پر لازم ہے کہ وہ درجِ ذیل امور کی رعایت رکھے:

(الف) ایل سی کی اجرت متعیّن کرنے میں ضمانت دینے کے پہلو کو مدِ نظر نہ رکھے۔ اسی تناظر میں، بینک کے لیے جائز نہیں کہ وہ کسی دوسرے بینک یا ادارہ کی جاری کردہ ایل سی کی توثیق کرنے پر حقیقی اخراجات سے زائد اجرت وصول کرے کیونکہ اس صورت میں ایل سی کی توثیق میں لی گئی زائد رقم وہ محض ضمانت کے عوض ہی ہوگی۔ یہی حکم ایل سی کے اجرا میں شراکت داری، توثیق کرنے میں شراکت

داری اور اسٹینڈ بائی ایل سی کے اجرا کا ہے جبکہ ان تمام امور میں کوئی خدمت یا عمل درکار نہ ہو۔

(ب) یہ سود پر مشتمل نہ ہو اور نہ ہی اس کا ذریعہ بن رہا ہو۔

(ج) ایل سی میں متعدد معاہدے اکٹھے کرنے کو کسی حرام کا ذریعہ نہ بنایا جائے، جیسے ضمانت کی فیس لینا یا قرض پر سود لینا۔

۲/۳/۳ شق ۱/۳/۳ میں بیان کردہ شرعی حکم فیس و اخراجات کی وصولی و ادائیگی اور ان میں واسطہ بننے پر بھی لاگو ہوگا، چاہے یہ معاملہ ادارہ اور اس کے گاہک [درخواست گذار ہو یا بینیفشری] کے درمیان ہو، یا ایک ادارے اور دوسرے اداروں یا بینکوں کے درمیان ہو۔

۳/۳/۳ ایل سی کے ساتھ ملحق ضمانت ناموں پر اجرت لینے کے لحاظ سے شرعی معیار نمبر (۵) کے احکام لاگو ہوں گے، مثلاً پیشگی رقم دینے کا ضمانت نامہ یا دستاویز پہنچنے سے پہلے ہی سامان کی وصولیابی کے لیے سفری ضمانت نامہ [Shipping Guarantee]۔

۴/۳ ایل سی کی ضمانات

۱/۴/۳ ادارے کے لیے جائز ہے کہ وہ ایل سی سے عائد ہونے والی ذمہ داریوں کو محفوظ بنائے یا جن اداروں یا بینکوں نے اس کے ساتھ ایل سی کا معاملہ کیا ہے ان کو وثیقہ فراہم کرے یا اس میں واسطہ کا کردار ادا کرے، ان سب امور کے لیے شرعاً تمام جائز ضمانات کی صورتوں کو اختیار کیا جاسکتا ہے۔ چنانچہ ایل سی کے مارجن کے طور پر نقد رقم لینا، جائز اکاؤنٹ کو منجمد کرنا، جائز مال کی دستاویزات رکھنا، جائیداد کے ملکیتی صکوک رکھنا اور سامان کی نمائندگی کرنے والی دستاویزات روک لینا جائز ہے۔ اسی طرح یہ بھی جائز ہے کہ ایل سی کے مارجن کے طور پر قابلِ انتقال ایل سی یا بیک ٹو بیک ایل سی رکھ لی جائے، یا ایڈوانس پیمنٹ ایل سی کی

صورت میں بینیفشری کے بینک کی طرف سے پیش کی جانے والی لیٹر آف گارنٹی [ایل جی] قبول کرلی جائے، یا ایل سی کے اجرا یا توثیق میں شریک بینکوں کی طرف سے پیش کی جانے والی ایل جی رکھ لی جائے۔ اسی طرح واجبات سے دست برداری یا تجارتی دستاویزات جیسے ہنڈی اور پرومیسری نوٹ سے دست برداری کو بھی ایل سی کے مارجن کے طور پر قبول کیا جاسکتا ہے۔

۳/۴/۲ ادارے کے لیے درج ذیل ضمانات قبول کرنا جائز نہیں: سودی دستاویز، ناجائز کاروبار یا سود کی حامل کمپنیوں کے حصص۔ اسی طرح یہ بھی جائز نہیں کہ وہ اپنی ذمہ داریوں کے لیے ان میں سے کسی کو بطورِ ضمانت دوسرے اداروں یا بینکوں کو پیش کرے یا ان میں واسطہ بنے۔

۳/۴/۳ ایل سی کے درخواست گذار اور ادارہ اس بات پر متفق ہوسکتے ہیں کہ ایل سی کے مارجن کے طور پر فراہم کردہ نقد رقم کی مضاربہ کے طور پر سرمایہ کاری کی جائے گی۔

۳/۵ ایل سی کا مرابحہ

اگر گاہک ایل سی میں مرابحہ کے ذریعے ادارے سے درآمد شدہ اشیا کی خریداری کی خواہش رکھتا ہو تو درجِ ذیل امور کی رعایت رکھنی ضروری ہے:

۳/۵/۱ ایل سی کھولنے سے پہلے درخواست گذار اور بینیفشری [فروخت کنندہ] کے درمیان حتمی بیع کا عقد نہ ہوچکا ہو، خواہ درخواست گذار نے سامان پر قبضہ کیا ہو یا نہیں۔

۳/۵/۲ ادارہ برآمد کنندہ سے خود سامان خریدے، پھر اسے شرعی معیار نمبر ۸ برائے مرابحہ میں بیان کردہ طریقۂ کار کے مطابق گاہک کو مرابحہ پر فروخت کردے، معاہدے کے منسوخ کرنے میں شق ۲/۲/۲ کو مدِ نظر رکھے اور مرابحہ کی وکالت میں شق ۳/۱/۳ کی رعایت کرے۔

۶/۳ ایل سی کے ذریعے درآمد کی جانے والی اشیا کے لیے ادارے کا گاہک کے ساتھ شراکت داری

۱/۶/۳ ایل سی کھولنے سے پہلے اور گاہک اور برآمد کنندہ کے درمیان خرید وفروخت کا عقد مکمل ہونے سے پہلے اگر ادارہ گاہک کے ساتھ سامان کی خریداری کے لیے شراکت داری کا معاہدہ کرنا چاہے تو اس کی گنجائش ہے، ایل سی کسی بھی شریک کے نام کھولی جاسکتی ہے۔ پھر سامان کا قبضہ لینے کے بعد ادارے کے لیے کسی تیسرے فریق یا شریک کو فوری یا ادھار مرابحہ پر یہ سامان فروخت کرنا بھی جائز ہے، بشرطیکہ شریک کو فروخت کرنا لازمی وعدے یا مرابحہ کے معاہدے میں طے شدہ شرط کے نتیجے میں نہ ہو۔

۲/۶/۳ گاہک نے جو سامان پہلے سے اپنے لیے خریدا ہے، اس میں بھی ادارہ اس کے ساتھ شرکت کر سکتا ہے بشرطیکہ ادارہ اپنا حصہ شریک گاہک کو ادھار ادائیگی کی بنیاد پر فروخت نہ کرے۔

۷/۳ عمومی احکام

۱/۷/۳ اگر ایل سی کی کوئی شق اس معاہدہ کو ایل سی کے دیگر مروجہ عمومی اصول وضوابط کا پابند بناتی ہو، تو اس شق میں اس شرط کا اضافہ ضروری ہے کہ وہ اصول وضوابط شرعی قوانین کے خلاف نہ ہوں۔ اس صورت میں بہتر یہ ہے کہ ادارہ متبادل حل پیش کرے جن پر ادارے اور معاون بینکوں کے درمیان اتفاق ہو۔

اس سلسلے میں اس بات کو واضح کرنا بھی ضروری ہے کہ ان عمومی اصول وضوابط میں موجود کسی سودی شق پر عمل درآمد نہیں کیا جائے گا اور اسی طرح وہ مواد جو خلاف شرع تجارتی سرگرمیوں سے متعلق ہو اس پر عمل کرنے سے گریز کیا جائے گا۔ جائز متبادل کے لیے دیکھیے شرعی معیار نمبر ۱۶ برائے تجارتی دستاویزات، شق ۲/۶ اور شق ۳/۶۔

۳/۷/۲ ادارے کے لیے جائز نہیں کہ وہ ہنڈی [بل آف ایکسچینج] کی کٹوتی کرے، یعنی ان کو ان کی مقررہ تاریخِ انتہا سے قبل ان کی مقررہ قیمت سے کم قیمت پر خریدے۔

۳/۷/۳ ادارے کے لیے جائز نہیں کہ وہ مؤخر ادائیگیوں والی دستاویزات یا کسی بینک کی طرف سے قبول کی گئی ہنڈی [بل آف ایکسچینج] کی تجارت کرے، یعنی ان کو ان کی مقررہ قیمت سے کم قیمت پر خریدے۔ اسی طرح اس طرح کے معاملات میں ادارے کے لیے یہ بھی جائز نہیں کہ وہ ادائیگی یا اطلاع کے ذریعے بینیفشری اور جاری کرنے والے بینک یا توثیق کرنے والے بینک کے درمیان واسطے کا کردار ادا کرے۔

۳/۷/۴ سائٹ ایل سی کے دستاویز یا فوری واجب الاداء ہنڈی [بل آف ایکسچینج] کی تجارت ان کی مقررہ قیمت سے کم قیمت پر کرنا ادارے کے لیے جائز نہیں۔

۳/۷/۵ ادارے کے لیے یہ جائز نہیں، جہاں تک ممکن ہو، کہ وہ ایسے مبادلہ ہنڈی پیش کریں جن میں ایسے گاہکوں کو ادائیگی کی ذمہ داری لی گئی ہوں جن کے بینک کے ذمے قرضوں کی ان ہنڈیوں میں نمائندگی کی گئی ہو، تاکہ ان ہنڈیوں کو قبول کرنے والے بینکوں سے ان کی کٹوتی کرائی جاسکے۔

۳/۷/۶ ایل سی اور دیگر بینکاری معاملات کے نتیجہ میں آنے والی ذمہ داریوں اور مالی ادائیگیوں کے لیے ادارے اور دیگر معاون بینکوں کے درمیان جو تعلق ہو وہ اس بنیاد پر ہو کہ یہ ادارے سود اور دیگر شرعی ممنوعات سے احتراز کرتے ہوئے کام کریں گے۔

۴- معیار کے اجرا کی تاریخ

یہ معیار ۷ ربیع الاول ۱۴۲۴ھ مطابق ۸ مئی ۲۰۰۳ء کو جاری ہوا۔

معیار کی منظوری

یہ شرعی معیار برائے لیٹر آف کریڈٹ [ایل سی] کو مجلسِ شرعی نے اپنے دسویں اجلاس منعقدہ مدینہ منورہ بتاریخ ۲-۷ ربیع الاول ۱۴۲۴ھ مطابق ۳-۸ مئی ۲۰۰۳ء کو منظور کیا۔[1]

(۱) مجلسِ شرعی نے ۲۷-۲۹ شعبان ۱۴۳۶ھ مطابق ۱۴-۱۶ نومبر ۲۰۱۵ء کو سعودی عرب میں منعقدہ اپنے اکتالیسویں اجلاس میں اس معیار کی موجودہ ترمیم شدہ حالت میں منظوری دی۔

ضمیمہ (الف)

معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد

۸ - ۱۲ رمضان ۱۴۲۱ھ مطابق ۴ - ۸ دسمبر ۲۰۰۰ء مکہ مکرمہ میں منعقدہ اپنے پانچویں اجلاس میں مجلسِ شرعی نے قرارداد منظور کی کہ لیٹر آف کریڈٹ [ایل سی] پر شرعی معیار ترجیحی بنیادوں پر تیار کیا جائے۔

بروز پیر، بتاریخ ۲۹ رمضان ۱۴۲۱ھ مطابق ۲۵ دسمبر ۲۰۰۰ء شرعی تحقیق اور ابتدائی مسودہ کے لیے ایک شرعی مشیر مقرر کیا گیا۔

بتاریخ ۱۵ - ۱۶ صفر ۱۴۲۲ھ مطابق ۹ - ۱۰ مئی ۲۰۰۱ء بحرین میں منعقدہ اجلاس میں شرعی تحقیقاتی کمیٹی نے معیار کے ابتدائی مسودہ کا جائزہ لیا۔ شرعی مشیر سے اس گفت و شنید اور ممبران کی آراء کی روشنی میں تبدیلیاں کرنے کی درخواست کی۔ کمیٹی نے بحرین ہی میں منعقدہ اپنے دسویں اجلاس بتاریخ ۱۴ ربیع الاول، ۱۴۲۲ھ، مطابق ۶ جون، ۲۰۰۱ء میں اس کے مسودہ کا جائزہ لیا اور اس میں چند تبدیلیاں بھی کیں۔

پھر گیارہویں اجلاس منعقدہ اردن بتاریخ ۱۸ - ۱۹ جمادی الثانی، ۱۴۲۲ھ مطابق ۶ - ۷ ستمبر ۲۰۰۱ء، میں کمیٹی نے مسودہ کا مزید جائزہ لیا اور مجلسِ شرعی کو پیش کرنے سے قبل مزید مناسب تبدیلیاں کیں۔

معیار کا یہ ترمیم شدہ مسودہ مجلسِ شرعی کے آٹھویں اجلاس منعقدہ مدینۃ المنورہ بتاریخ ۲۸ صفر - ۴ ربیع الاول ۱۴۲۳ھ مطابق ۱۱ - ۱۶ مئی، ۲۰۰۲ء کو پیش کیا گیا۔ مجلسِ شرعی نے مسودے میں مزید تبدیلیاں کیں اور اسے اس وقت تک جلسۂ سماعت میں پیش نہ کرنے کا فیصلہ کیا جب تک کہ ایل سی کے ذریعہ توثیق شدہ عقد پر حتمی رائے سامنے آجائے کہ اس میں دونوں عوضوں کا مؤخر ہونا لازم آرہا ہے۔

ترمیم شدہ مسودہ مجلسِ شرعی کے سامنے ۱۱ - ۱۶ رمضان ۱۴۲۳ھ مطابق ۱۶ - ۲۱ نومبر ۲۰۰۳ء مکہ مکرمہ میں منعقدہ نویں اجلاس میں پیش کیا گیا اور مجلسِ شرعی نے اس میں تمام مجوزہ تبدیلیاں کر کے اسے ماہرین اور

دلچسپی رکھنے والے افراد کو بھیجنے کا فیصلہ کیا تاکہ جلسۂ سماعت سے پہلے ان کی رائے سامنے آجائے۔

مورخہ ۱۸ ذوالحجہ ۱۴۲۳ھ مطابق ۱۹ فروری ۲۰۰۳ء بحرین میں جلسۂ سماعت منعقد ہوا جس میں مرکزی بینک، اکاؤنٹنگ فرمز کے نمائندوں، شرعی ماہرین، یونیورسٹی کے اساتذہ و دیگر دلچسپی رکھنے والے افراد پر مشتمل تیس سے زائد افراد نے شرکت کی۔ شرعی معیارات کی پہلی اور دوسری کمیٹی نے تمام آراء کو توجہ سے سنا اور ان تمام آراء پر تبصرہ کیا جو اس جلسہ سے پہلے بھیجی گئی تھیں یا اس دوران سامنے آئیں۔

شرعی معیارات کی پہلی اور دوسری کمیٹی کا مشترکہ اجلاس ۲ محرم ۱۴۲۴ھ مطابق ۵ مارچ ۲۰۰۳ء کو منعقد ہوا تاکہ جلسۂ سماعت کے دوران سامنے آنے والی آراء اور بعد میں موصول ہونے والی تحریری تجاویز کا جائزہ لیا جاسکے۔ دونوں کمیٹیوں نے ان کی روشنی میں مناسب تبدیلیاں کیں۔

دونوں کمیٹیوں کی تبدیلیوں پر مجلسِ شرعی نے ۲-۷ ربیع الاول ۱۴۲۴ھ مطابق ۳-۸ مئی ۲۰۰۳ء کو مدینہ منورہ میں منعقدہ اپنے دسویں اجلاس میں بحث کی اور مناسب تبدیلیوں کو شامل کیا۔ مجلسِ شرعی نے معیار کی بعض شقوں کو متفقہ طور پر اور بعض کو کثرتِ رائے سے منظور کیا، جیسا کہ مجلسِ شرعی کے مذکورہ اجلاس کی روئداد میں محفوظ ہے۔

شرعی معیارات نظرِ ثانی کمیٹی نے اپنے اجلاس منعقدہ ربیع الثانی ۱۴۳۳ھ مطابق مارچ ۲۰۱۲ء، قطر میں اس معیار پر نظرِ ثانی کی اور بحث و مباحثہ کے بعد حذف، اضافہ اور ترمیم کے لحاظ سے کافی تبدیلیاں کیں اور انہیں مجلسِ شرعی کو ارسال کردیا تاکہ وہ ان میں سے جو مناسب سمجھیں انہیں برقرار رکھیں۔

۲۷ - ۲۹ شعبان ۱۴۳۶ھ مطابق ۱۴ - ۱۶ نومبر ۲۰۱۵ء سعودی عرب میں مجلسِ شرعی نے اپنے اکتالیسویں اجلاس میں شرعی معیارات نظرِ ثانی کمیٹی کی ارسال کردہ تبدیلیوں پر غور کیا اور بحث و مباحثہ کے بعد ان میں سے جنہیں مناسب سمجھا انہیں برقرار رکھا اور موجودہ ترمیم شدہ شکل میں معیار کو منظور کرلیا۔

ضمیمہ (ب)

شرعی احکام کی بنیادیں

لیٹر آف کریڈٹ [ایل سی] کی مشروعیت

ایل سی کی مشروعیت کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ یہ چند جائز معاہدوں پر مشتمل ہے، جیسے کفالہ، وکالہ اور قرض۔

ایل سی کی شرعی حیثیت

- ناقابلِ فسخ ایل سی کی مشروعیت کی وجہ یہ ہے کہ یہ ایسا معاملہ ہے جو کفالہ (ضمانت) اور وکالہ کا مجموعہ ہے جس میں قرض بھی شامل ہوجاتا ہے، جیساکہ توثیق کے لیے رہن بھی رکھا جاتا ہے۔ پس ضمان تو اس لیے ہے کہ اس میں ادائیگی کی ذمہ داری لی جاتی ہے، وکالہ، معاملات سے متعلق کاموں کی انجام دہی کے لیے ہے، جیسے ایل سی کی اطلاع، خط وکتابت، یاددہانی، دستاویز کی چھان بین۔ رہا قرض تو وہ گاہک کی طرف سے بغیر مارجن یا جزوی عدد پر بغیر مارجن کی ایل سی کی ادائیگی کی صورت میں ہوتا ہے۔(۱)
- قابلِ فسخ ایل سی کی مشروعیت کی وجہ یہ ہے کہ یہ شرعاً جائز وکالہ کی قبیل سے ہے۔ جب اس سے دوسروں کا حق متعلق ہوجاتا ہے تو یہ لازم بھی ہوجاتی ہے جیسے بینک ادائیگی کی ذمہ داری قبول کرلے یا اس کے مطابق ادائیگی کردے۔ یہ کفالہ (ضمانت) کے قبیل سے نہیں ہے کیونکہ یہ قابلِ فسخ ایل سی ضمانت کے تقاضوں کے خلاف ہے اور ضمانت میں خیارِ شرط کی گنجائش بھی نہیں ہوتی۔(۲)

---

(۱)　الراجحی بینک کارپوریشن کی مجلسِ شرعی کی قرارداد نمبر ۴۱۹ اور دلۃ البرکہ کے شرعی مشیر کا جواب نمبر ۱۷۔

(۲)　ابنِ قدامہ، الشرح الکبیر، طبعہ ہجر، ط۱، ۱۹۹۵ء، (۵۹/۳-۶۰)

- تصدیق کرنے والے بینک کی ضمانت اور جو بینک اس کے حکم میں ہیں، مثلاً ایل سی کے اجرا اور توثیق میں شریک بینک، ان کی ضمانت کے جواز کی وجہ یہ ہے کہ یہ ضامن کی ضمانت (کفالۃ الکفیل) ہے جو کہ شرعاً درست ہے۔[1]
- اس بات کی بنیاد کہ ناقابلِ فسخ ایل سی میں کفالت اس شرط کے ساتھ مقیّد ہوتی ہے کہ دستاویزات شرائط کے مطابق ہوں، فقہاءِ کرام کی یہ صراحت ہے کہ کفالت (ضمانت) شرط کے ساتھ مقیّد ہوجاتی ہے۔[2]
- ایل سی عمل در آمد یا مقررہ مدت گذرنے سے ختم ہوجاتی ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ ایل سی میں کفالت، ایل سی کی مدت برقرار رہنے تک مقیّد ہوتی ہے اور کفالت (ضمانت) وقت کے ساتھ مقیّد ہوجاتی ہے۔[3]
- جس عقد کی توثیق ایل سی کے ذریعہ کی جارہی ہے اس کی مشروعیت اور اس کی شرائط کی مشروعیت کی دلیل یہ ہے کہ یہ ایسی خرید وفروخت ہے جس کی ضمانت کے ساتھ توثیق کی گئی ہے اور یہ عقد کے مناسب بھی ہے۔

ایل سی کھولنے سے پہلے کا عقد

- ایل سی کھولنے سے پہلے خرید وفروخت کے معاہدے میں ایل سی کھولنے کی شرط اس لیے جائز ہے کہ یہ قیمت کی ادائیگی کے لیے متعین ضامن (کفیل) کی شرط لگانے کے قائم مقام ہے جو کہ شرعاً درست

---

(۱) ابنِ قدامہ، الشرح الکبیر، سابقہ حوالہ، ۲۵/۱۳-۲۶، علاؤالدین السمرقندی، تحفۃ الفقہاء، ط۲، ۴۰۷/۳۔

(۲) ابنِ عابدین، ردالمحتار علی الدر المختار، دار احیاء التراث العربی، بیروت، تاریخ غیر معلوم۔ (۲۶۵/۴)

(۳) ابنِ عابدین، ردالمحتار علی الدر المختار، دار احیاء التراث العربی، بیروت، تاریخ غیر معلوم۔ (۲۶۵/۴)، بنِ قدامہ، الشرح الکبیر، سابقہ حوالہ، ۲۵/۱۳-۲۶، علاؤالدین السمرقندی، تحفۃ الفقہاء، سابقہ حوالہ، (۴۰۲/۳، ۴۰۴، ۴۰۵) محمد الحجاز، فتح العلام بشرح مرشد الانام فی الفقہ علی مذہب السادۃ الشافعیۃ، دار ابنِ حزم، بیروت، ط۱، ۱۴۱۸ھ (۴۳/۵)۔

شرط ہے اور عقد کی معتبر مصلحتوں کو پورا کرنے کے لیے ہے۔[1]

- عالمی خرید و فروخت کے عقود میں تعامل اور ان کی توثیق ایل سی سے کرنے کی پر ایک سوال اٹھتا ہے:
  "کیا ان میں دونوں عوض کا مؤخر ہونا لازم آتا ہے جو شرعاً ممنوع ہے؟"۔
- اس سوال کے جواب میں اراکینِ اجلاس میں اختلاف پایا گیا، بعض نے اسی بنیاد پر اسے ناجائز قرار دیا، تو اکثریت نے اسے جائز کہا۔ پھر جواز کی بنیاد کیا ہے، اس میں بھی اختلاف ہوا:
- سامانِ تجارت کی تعیین سے پہلے، یہ عقود دونوں عوض کے مؤخر ہونے کی قبیل سے نہیں ہیں، یہ تو صرف دو طرفہ وعدہ ہیں، لہٰذا یہ خرید و فروخت پر اتفاق کا اظہار ہے نہ کہ خرید و فروخت۔
  - عقد کی مجلس باہمی اتفاق سے لے کر سامان کے تعیّن تک طویل ہو جاتی ہے۔
  - یہ اگرچہ دونوں عوض کے مؤخر ہونے کی قبیل سے ہی ہے، لیکن عام حاجت کی وجہ سے جائز ہے۔
  - یہ تو دَین کے عوض دَین خریدنے کی ابتداء کرنا ہے، جو کہ شرعاً جائز ہے۔
- ایل سی کھولنے سے پہلے ہونے والا عقد دراصل ایل سی کھولنے سے مشروط ایک خرید و فروخت کا معاہدہ ہے۔
- یہ معاہدے دونوں عوضوں کے مؤخر ہونے کی قبیل سے ہی نہیں ہیں کیونکہ یہ اس صورت میں ہوتا ہے جب تاخیر مشروط ہو، جبکہ یہاں تاخیر کی کوئی شرط نہیں ہے۔

ایل سی کی اجرت اور اخراجات

- ایل سی میں ضمانت کے لحاظ سے کسی اجرت لینے کا ناجائز ہونا اس لیے ہے کہ ضمانت (کفالت) قرض دینے کے لیے تیار ہونے کا نام ہے لہٰذا اس کے عوض کچھ نہیں لیا جا سکتا۔ چاروں مذاہب ضمانت کے عوض کو متفقہ طور پر منع کرتے ہیں اور اس پر مجمع الفقہ الاسلامی نے قرارداد جاری ہے،[2] فیصل بینک

(۱) وزارت اوقاف کویت، موسوعہ فقہیہ کویتیہ، حرف الباء، بیع، بیع و شرط، شق ۲۸، علاؤالدین سمرقندی، تحفۃ الفقہاء، سابقہ حوالہ، (۲/۸۰)، مصطفی احمد الزرقاء، المدخل الفقہی العام، ط ۱۹۸٦ء، ص: ۴۷۷-۴۸۸، محمد الحجاز، فتح العلام بشرح مرشد الانام فی الفقہ علی مذہب السادۃ الشافعیۃ (۱۹/۵)

(۲) مجمع الفقہ الاسلامی، قرارداد نمبر ۱۲۔

سوڈان کی مجلسِ شرعی نے فتویٰ دیا ہے،[1] الراجحی بینک کارپوریشن کی مجلسِ شرعی [2] اور کویت فائنانس ہاؤس کی فتویٰ و شرعی نگران کمیٹی نے قرارداد [3] منظور کی ہے۔

- وکالت کے لحاظ سے ایل سی کے معاملات پر اجرت لینا جائز ہے، چاہے یہ مخصوص یکمشت رقم ہو یا کسی معلوم رقم کا متناسب حصہ ہو، کیونکہ یہ خدمات ادارے نے گاہک کے وکیل ہونے کی حیثیت سے انجام دی ہیں اور جمہور فقہائے کرام نے وکالت پر اجرت لینا جائز قرار دیا ہے [4] اور ایل سی کے وکالت سے متعلقہ معاملات میں ضمانت کے پہلو کو نظر انداز کرتے ہوئے اجرت لینے پر الراجحی بینک کارپوریشن کی مجلسِ شرعی نے قرارداد بھی منظور کی ہے۔ [5]
- مختصر یا طویل مدتی قرض پر فیس کا تقاضہ کرنے کی حرمت کی دلیل، اسی طرح، دستاویزات اور مؤخر ادائیگی والی ہنڈی [بل آف ایکسچینج] کی کٹوتی اور تمویل کی سہولت کی فراہمی پر اجرت کے ناجائز ہونے کی دلیل سود کی حرمت والی آیات و احادیث ہیں۔ [6]

ایل سی میں ضمانات

- معیار کی شق ۳/۴ میں بیان کردہ ضمانات لینا جائز ہے کیونکہ نقد، ادھار یا سامان کا رہن رکھنا جائز ہے جب تک کہ رہن ایسی چیز ہو جس کا شرعی طور پر مالک بننا یا اس کو وجود میں لانا ممکن ہو۔ نیز یہ بھی جائز

(۱) فیصل بینک سوڈان کی مجلسِ شرعی کا فتویٰ نمبر ۱۴

(۲) الراجحی بینک کارپوریشن کی مجلسِ شرعی کی قرارداد نمبر ۴۱۸

(۳) کویت فائنانس ہاؤس کی فتویٰ و شرعی نگران کمیٹی کی قرارداد نمبر ۲۹۷

(۴) علاء الدین المرداوی، الانصاف (۵۷۷/۱۳)

(۵) الراجحی بینک کارپوریشن کی مجلسِ شرعی کی قرارداد نمبر ۴۱۹

(۶) الراجحی بینک کارپوریشن کی مجلسِ شرعی نے قرارداد نمبر ۳۷۸ میں اس کی حرمت یوں تحریر کی ہے: "ایل سی کھلوانے والے گاہک پر کسی بھی طرح سود عائد کرنا ناجائز ہے چاہے وہ کسی بھی مرحلہ میں ہو"۔ کسی سہولت فراہم کرنے کی اجرت لینا اس لیے منع ہے کہ یہ سہولت قرض دینے کی ہے، لہٰذا جب قرض پر اجرت لینا ناجائز ہے تو قرض دینے کی تیاری پر اجرت لینا بطریقِ اولیٰ ناجائز ہوگا۔ البرکہ کے آٹھویں اجلاس کے فتویٰ نمبر ۱۳ اور دلہ البرکہ گروپ کے شرعی مشیر کے جواب نمبر ۱ میں یہی مؤقف اختیار کیا گیا ہے۔

ہے کہ جس قرض کا رہن رکھا جا رہا ہے وہ فی الحال ذمہ میں واجب ہو یا مستقبل میں واجب ہونے والا ہو۔[1]

- جو سامان گاہک نے اپنے لیے خریدا ہو اس میں شرکت کر کے بینک کا اپنا حصہ گاہک کو ادھار فرخت کرنا جائز نہیں کیونکہ یہ بیع عینہ ہے جو کہ شرعاً ممنوع ہے۔
- سائٹ ایل سی کے کاغذات اور کسی بینک کی طرف سے قبول کی گئی ہنڈی [بل آف ایکسچینج] کے ان کی قیمت سے کم پر لین دین کی ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ یہ بیع الدین کی ممنوعہ صورتوں میں داخل ہے۔

---

(۱) علاؤ الدین السمر قندی، تحفۃ الفقہاء، سابقہ حوالہ، ۵۴/۳، -۵۴، علاء الدین المرداوی، الانصاف ۳۵۹/۱۳، محمد الحجاز، فتح العلام بشرح مرشد الانام فی الفقہ علی مذہب السادۃ الشافعیۃ۵/۴۴، موفق الدین ابنِ قدامہ، المغنی ۴۴۴/۶ - ۴۴۵، ابی عبداللہ محمد بن محمد المغربي، مواهب الجليل شرح مختصر الخليل، دار الفكر، ط ۲، ۱۹۷۸ء، ۵/۵، دیکھیے: مجمع الفقہ الاسلامی جدہ کی قرارداد نمبر ۸۶ (۹/۳) اور۔ البرکہ کے پانچویں اجلاس کا فتویٰ نمبر ۵ اور الراجحی بینک کارپوریشن کی مجلسِ شرعی کی قرارداد نمبر ۳۸۳ اور ۱۹۔

ضمیمہ (ج)

فرہنگ

ایل سی سے متعلق دستاویزات (DOCUMENTS OF CREDIT)

یہ ایل سی میں بیان کردہ سی معامان کے دستاویزات ہوتے ہیں۔ ان کی دو قسمیں ہیں: بنیادی اور اضافی۔ بنیادی کی مثال: سامان کی ترسیل کے کاغذات، تجارتی رسید، بحری انشورنس پالیسی، مقامی سرٹیفکیٹ، قونصل خانہ کا سرٹیفکیٹ، ہنڈی [بل آف ایکسچینج]۔ اضافی کی مثال: وزن کا سرٹیفکیٹ، تجزیاتی سرٹیفکیٹ، انسپکشن سرٹیفکیٹ، گودام کی رسید، ڈلیوری آرڈر، پیکنگ انسپکشن سرٹیفکیٹ، ٹیسٹ سرٹیفکیٹ، آفات اور بیماری سے خالی ہونے کا سرٹیفکیٹ۔ اس طرح کے سرٹیفکیٹ سامانِ تجارت کی مخصوص صفات وخصوصیات کو یقینی بنانے اور عیوب سے محفوظ ہونے کے لیے طلب کیے جاتے ہیں۔ یہ سرٹیفکیٹ برآمدی ودرآمدی ملکوں کے مجاز افسران سے بھی طلب کیے جاتے ہیں۔

بل آف لیڈنگ (Bill of Lading)

یہ سامان کی ترسیل کی دستاویزات میں سے مروجہ بنیادی دستاویز ہے۔ یہ سامان وصول کرنے کے مجاز فریق کی نشان دہی کرتا ہے، چاہے وہ اس بل آف لیڈنگ سے براہ راست مستفید ہونے والا ہو، یا وہ فریق ہو جس کے لیے وہ دستاویز تصدیق [endorse] کرکے بطورِ گروی رکھی ہوئی ہے، یا سامان کی وصولیابی کا وکیل۔ بل آف لیڈنگ عملی طور پر سمندری راستے کے ذریعہ ترسیل کے اس معاہدے کو نافذ کرتا ہے جو ترسیل کرانے والے اور جہاز راں کمپنی کے درمیان ہوتا ہے۔ عالمی خرید وفروخت کے معاہدوں کے مطابق ترسیل کبھی تو خریدار کی ذمہ داری ہوتی ہے اور کبھی فروخت کنندہ کی۔ سامان کی ترسیل کی دستاویزات میں یہ وہ واحد دستاویز ہے جس کی تصدیق کی جاسکتی ہے۔

دستاویزات کا جائزہ (Examination of Documents)

ایل سی میں بیان کردہ خصوصیات سے دستاویزات کی مطابقت یقینی بنانے کے لیے یہ عمل کیا جاتا ہے۔ اس مطابقت کو یقینی بنانے کے لیے چار طرح کی شرائط خاص طور پر دیکھی جاتی ہیں:

- یہ دستاویزات ایل سی کی مقررہ مدت کے دوران ہی جمع کرائی جائیں۔
- یہ تعداد کے لحاظ سے مکمل ہوں۔
- ان میں ہم آہنگی ہو، ایک دوسرے سے مختلف نہ ہوں۔ ہر ایک تمام مطلوبہ تفصیلات پر مشتمل ہو اور ہر دستاویز اپنے مقصد کو بخوبی پورا کرتا ہو۔
- ایل سی کی تمام شرائط کے مطابق ہو۔

اگر ان میں سے کوئی ایک شرط، کسی ایک دستاویز میں نہیں پائی جائے تو بینک کے لیے لازمی ہے کہ وہ تمام دستاویزات، حتی کہ درست دستاویزات بھی واپس کردے۔

سائٹ ایل سی (Sight Credit)

ایل سی جاری یا توثیق کرنے والا بینک یا کوئی بھی ادائیگی کا ضامن بینک اس طرح کی ایل سی میں دستاویز کی قیمت کو فوراً ادا کرتا ہے جبکہ وہ ایل سی کی شرائط کے مطابق ہوں۔

یوزنس ایل سی (Deferred Payment Credit)

ایل سی جاری یا توثیق کرنے والا بینک اس طرح کی ایل سی میں دستاویز کی قیمت ایل سی میں تحریر کردہ مستقبل کی تاریخ پر ادا کرنے کی ذمہ داری لیتا ہے بشرطیکہ دستاویزات ایل سی کی شرائط کے مطابق ہوں۔ یہ قابلِ قبول ایل سی [Acceptable LC] سے اس لحاظ سے مختلف ہے کہ اس میں بینیفشری دستاویزات کے ساتھ ہنڈی [بل آف ایکسچینج] نہیں بھجواتا۔

قابلِ قبول ایل سی (Acceptance Credit)

یہ اس ہنڈی [بل آف ایکسچینج] کو قبول کرنا ہے جو دستاویزات کے ساتھ منسلک ہوتا ہے یا بینک کی

طرف سے اس پر دستخط کرنا ہے۔ بالفاظِ دیگر، بینک مقررہ میعاد پر اس کی اصل قیمت ادا کرنے کی ذمہ داری لیتا ہے۔

دستاویزات کا لین دین (Negotiation of Documents)

یہ دستاویزات کی قیمت کی ادائیگی ہے یا اس سے منسلکہ ہنڈی [بل آف ایکسچینج] کی خریداری ہے، یعنی اس کی کٹوتی کرنا۔ چاہے اس کی ادائیگی فوری طور پر واجب ہو یا کسی معلوم مدت کے بعد۔

دستاویزات کی منظوری۔ تحفظ کے ساتھ (Under Reserve)

ایسا تب ہوتا ہے جب بینک ایل سی کی شرائط سے مطابقت نہ ہونے کے باوجود اپنی ذمہ داری پر دستاویزات قبول کرلیتا ہے، اس کی قیمت ادا کردیتا ہے یا اس سے منسلکہ ہنڈی [بل آف ایکسچینج] قبول کردیتا ہے، اس شرط پر کہ اسے بینیفشری سے رجوع کرنے کا حق ہوگا اگر ایل سی کھولنے والے بینک نے دستاویزات کے ایل سی سے فرق کو قبول نہ کیا۔ ادائیگی کرنے والا بینک اس حق کو اکثر اس طرح محفوظ کرتا ہے کہ وہ بینیفشری کے بینک سے دستاویز کی قیمت کے بقدر لیٹر آف گارنٹی حاصل کرلیتا ہے۔

شپنگ گارنٹی (Shipping Guarantee)

ایل سی جاری کرنے والے بینک کی طرف سے یہ اس بات کی ضمانت ہوتی ہے کہ وہ بل آف لیڈنگ موصول ہونے پر شپنگ کمپنی کو دے گا اور اس سے اپنی یہ گارنٹی واپس لے لے گا۔ شپنگ کمپنی اس صورت میں درآمد کنندہ کو سامان دے کر تمام ذمہ داریوں سے بری ہوتی ہے۔ اور درآمد کنندہ ایل سی جاری کرنے والے بینک کو ضمانت دیتا ہے کہ تمام تر عدمِ مطابقت کے باوجود، دستاویزات اس کے لیے قابلِ قبول ہوں گے۔ اس طرح کی گارنٹی اکثر اس وقت جاری کی جاتی ہے جب سامان تو آگیا ہو لیکن دستاویزات آنے میں تاخیر ہو۔

معاون بینک (Correspondent Bank)

یہ وہ بینک ہوتا ہے جسے ایل سی جاری کرنے والا بینک بینیفشری کو ایل سی کی اطلاع دینے کے لیے

مقرر کرتا ہے۔ قانون کی رو سے یہ بینک ایل سی کی رقم دینے کا پابند نہیں ہوتا، بلکہ اس کی ذمہ داری صرف ایل کھولنے والے بینک اور بینیفشری کے درمیان واسطہ بننے تک محدود ہے۔ معاون بینک دراصل وہ بینک ہوتے ہیں جن کے ساتھ ادارہ اپنی جاری کردہ ایل سی کو قبول کرنے یا ان کی توثیق کرنے یا ان کی رقم کی ادائیگی کرنے کا مخصوص معاہدہ کرتا ہے۔

اگر بینیفشری کسی غیر معاون بینک کے ذریعے ایل سی بھیجنے کا مطالبہ کرتا ہے تو ادارہ اپنے کسی معاون بینک کو ہدایت دیتا ہے کہ وہ بینیفشری کے نامزد کردہ بینک کے ذریعہ اسے ایل سی بھجوائے۔

ایل سی کی توثیق (Confirmation of the Credit)

یہ توثیق کرنے والے بینک کی ذمہ داری کو جاری کرنے والے بینک کی ذمہ داری سے ملا دینا ہے، اس طور پر کہ دونوں بینک بینیفشری کے سامنے ذمہ داری لیتے ہیں کہ اگر دستاویزات ایل سی کی شرائط کے مطابق ہوئیں تو وہ دونوں ادائیگی کے ذمے دار ہوں گے۔ بینیفشری کو یہ اختیار ہے کہ وہ ان میں سے کسی بینک یا دونوں بینکوں سے مطالبہ کرے۔

ادائیگی کا ذمہ دار بینک (The Paying Bank)

یہ ایل سی کھولنے والے بینک کا ادائیگی میں معاون بینک ہوتا ہے، جس سے جاری کرنے والا بینک یہ معاہدہ کرتا ہے کہ وہ اس کی طرف سے مقررہ تاریخ پر ادائیگی کردے گا، تاہم وہ قانوناً اس ادائیگی کا پابند نہیں ہوتا۔

ادائیگی کرنے والا بینک (The Covering Bank)

یہ معاون بینکوں ہی کی ایک قسم ہوتی ہے جس کے پاس بینک اپنا اکاؤنٹ رکھتا ہے اور اس کو بینک کی طرف سے ادائیگی کا اختیار دیتا ہے جیسے ہی کوئی اس کے پاس دستاویز پیش کرے۔

قابلِ ٹرانسفر ایل سی (Transferable Credit)

یہ ایسی ناقابلِ فسخ ایل سی ہے جس کی رو سے پہلا بینیفشری نامزد بینک یا کسی بھی لائسنس یافتہ بینک

سے درخواست کرتا ہے کہ کلی یا جزوی طور پر ایک یا متعدد بینیفشری کو ادائیگی کرے، یا مستقبل میں ادائیگی کی ضمانت دے، یا بل قبول کرے یا بل کا لین دین کرے۔

بیک ٹو بیک ایل سی (Back to Back Credit)

یہ ناقابلِ فسخ ایل سی ہے جو کہ قابلِ ٹرانسفر ایل سی کی عدم دستیابی کے موقع پر اسی مقصد کے لیے جاری کی جاتی ہے جس مقصد کے لیے قابلِ ٹرانسفر ایل سی جاری کی جاتی ہے۔

ریوالونگ ایل سی (Revolving Credit)

یہ وہ ایل سی ہے جو محدود رقم اور مدت کے لیے کھولی جاتی ہے، البتہ اس کی رقم کی ہر مرتبہ کے استعمال پر خود بخود تجدید ہوتی رہتی ہے تاکہ بینیفشری کو ایل سی کی رقم کی حد میں اور ایل سی کے کارآمد رہنے کے دوران نئے معاملات کی دستاویزات پیش کرنے کی سہولت حاصل رہے۔

ایڈوانس پیمنٹ یا ریڈ کلاز ایل سی

اس ایل سی میں ایک پیراگراف سرخ سیاہی میں لکھا جاتا ہے تاکہ اس کی بیان کردہ ہدایات پر زیادہ توجہ دی جائے۔ اس طرح کی ایل سی میں مجاز بینک جس میں ایل سی کھولی گئی ہے اس سے یہ اختیار لیا جاتا ہے کہ وہ سامان کی ترسیل اور اور ادائیگی کے لیے ضروری دستاویزات کے پیش کرنے سے بھی پہلے ایل سی کی رقم کا ایک خاص فیصدی حصہ بینیفشری کو پیشگی ادا کرے گا۔

قابلِ خرید وفروخت ایل سی

یہ ایسی ایل سی ہے جس میں جاری کنندہ بینک معاون بینک کو قانونی اختیار دیتا ہے کہ وہ ایل سی کی بنیاد پر پیش ہونے والی ہنڈی [بل آف ایکسچینج] کو خرید لے جو جاری کنندہ بینک کی طرف سے فوری ادائیگی کے حامل ہوں یا مستقبل کی کسی تاریخ کو ادا کیے جائیں گے۔ اس طرح سے فروخت کنندہ تمام ضروری دستاویز پیش کرکے ایل سی کی رقم کو وصول کرنے کے قابل ہوجاتا ہے۔

جُعالہ

(ترمیم شدہ معیار)

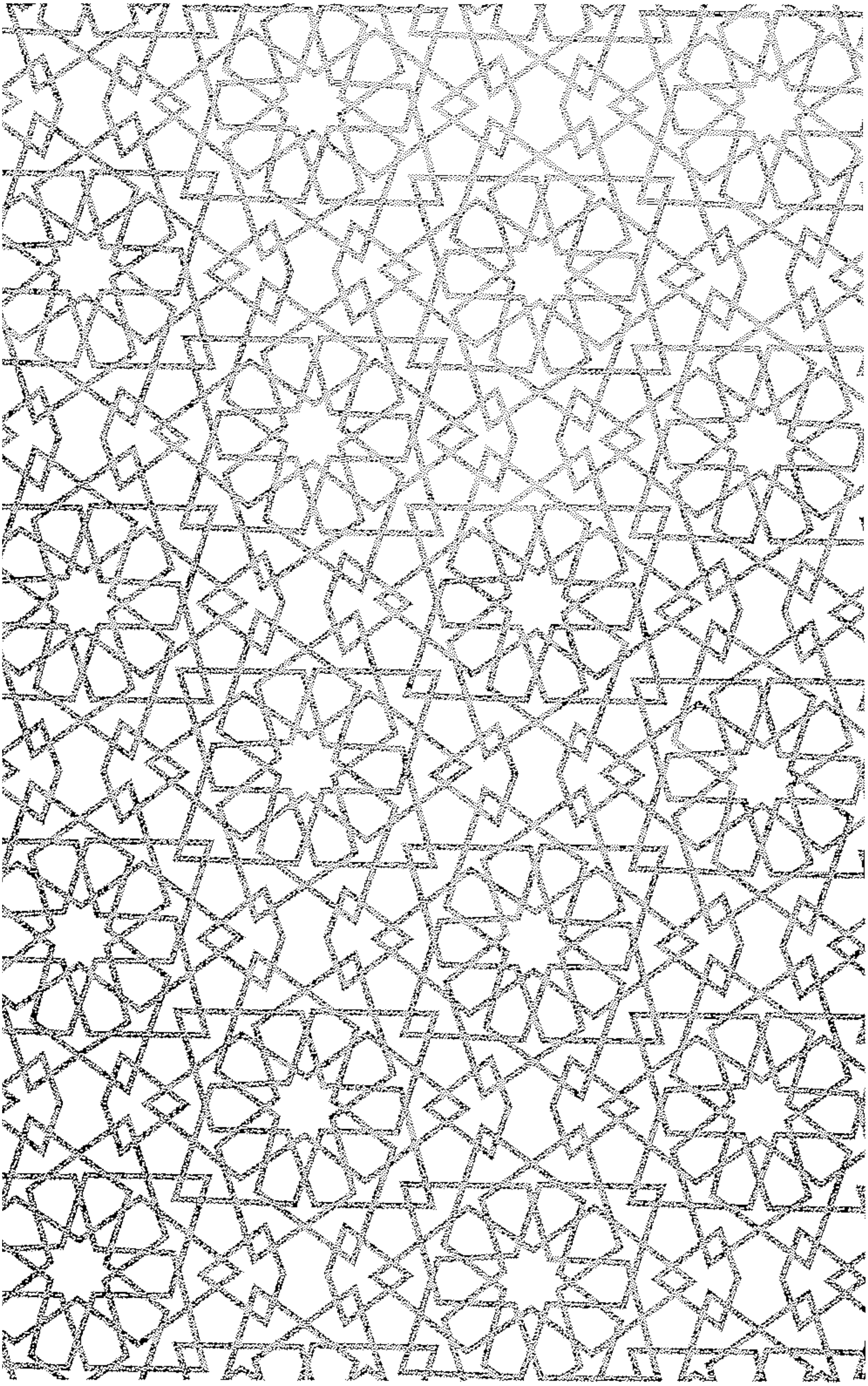

فہرست

دیباچہ ۴۳۶
معیار کا متن ۴۳۷
۱- معیار کا دائرۂ کار ۴۳۷
۲- جعالہ کی تعریف ۴۳۷
۳- جعالہ کی مشروعیت ۴۳۷
۴- جعالہ کی شرعی حیثیت ۴۳۷
۵- جعالہ کے ارکان اور اس کی شرائط ۴۳۸
۶- جعالہ کو ختم کرنا ۴۴۱
۷- جعالہ کا اجارہ سے امتیاز ۴۴۱
۸- جعالہ کی تطبیقات ۴۴۲
۹- جعالہ کے معاملے میں اداروں کا کردار ۴۴۳
۱۰- معیار کے اجرا کی تاریخ ۴۴۴
معیار کی منظوری ۴۴۵
ضمیمہ جات
ضمیمہ (الف) معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد ۴۴۶
ضمیمہ (ب) شرعی احکامات کی بنیادیں ۴۴۸

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على أشرف المرسلين، سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه أجمعين.

دیباچہ

اس معیار کا مقصد جعالہ کی تعریف، اجارہ سے جعالہ کا فرق، جعالہ کے ارکان، اس کی شرائط، اس کی شرعی حیثیت، اس کے بنیادی احکامات اور اسلامی مالیاتی اداروں (ادارہ/ادارے)[1] کے معاملات میں اس کی عملی صورتوں کو بیان کرنا ہے، چاہے مالیاتی ادارہ ان عملی صورتوں کو بطورِ جاعل (کام کروانے والے) انجام دے یا بطور عامل (کام کرنے والے) انجام دے، اگرچہ یہ معاملہ متوازی جعالہ ہی کے ذریعے ہو۔

واللہ الموفق...

(۱) "ادارہ/ادارے" کی اصطلاح یہاں اختصار کی غرض سے اسلامی مالیاتی اداروں کے لیے استعمال کی گئی ہے جن میں اسلامی بینک بھی شامل ہیں۔

معیار کا متن

۱- معیار کا دائرۂ کار

یہ معیار جعالہ کے بنیادی شرعی احکامات پر مشتمل ہے، اور ان مقامات میں جعالہ کی عملی صورتوں پر بھی مشتمل ہے جہاں عمل کی مقدار کی حدبندی ممکن نہیں اور عمل متعیّن کردہ وقت کے پورے دورانیہ میں جاری رہتا ہے۔

یہ معیار اثاثوں اور کسی عمل پر کیے گئے اجارہ پر مشتمل نہیں، اسی طرح یہ معیار دیکھ بھال (maintenance) کے معاملات، اور دیگر معاملات، مثلاً خرید وفروخت کے معاملے یا استصناع کے معاملے (ٹھیکیداری construction contract) کے ساتھ جڑی ہوئی دیکھ بھال کے معاملات کی شرائط پر بھی مشتمل نہیں۔

۲- جعالہ کی تعریف

جعالہ ایک ایسا عقد ہے جس میں ایک فریق (جاعل) ایک معلوم عوض (جُعْل) ایسے شخص کو (عامل) دینے کا التزام کرتا ہے جو کسی معلوم یا غیر معلوم مدت میں ایک متعیّن نتیجہ پیش کرے۔

۳- جعالہ کی مشروعیت

جعالہ ایک ایسا جائز عقد ہے جس میں اس کے مقصودی نتیجے، یعنی مطلوب عمل کی تحدید ہی کافی ہے اور اس کے اندر موضوعِ عقد [عمل] میں جہالت سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ یہی وجہ ہے کہ جعالہ ان معاملات میں بھی ہوسکتا ہے جہاں اجارہ نہیں ہوسکتا، کیونکہ اجارہ میں عمل کی حدبندی ضروری ہوتی ہے۔

۴- جعالہ کی شرعی حیثیت

۱/۴ جعالہ کے فسخ سے متعلق آگے آنے والی شق ۶ کو ملحوظ رکھتے ہوئے جعالہ میں اصل تو یہی ہے

کہ یہ لازم نہیں ہوتا، چنانچہ جاعل یا عامل میں سے ہر ایک کو محض اپنے ذاتی ارادے کی بنیاد پر جعالہ کو فسخ کرنے کا حق حاصل ہوتا ہے، ہاں اگر عامل کام شروع کردے تو جاعل پر یہ معاملہ لازم ہوجاتا ہے، اور اگر عامل کسی متعین مدت کے درمیان جعالہ کو فسخ نہ کرنے کا عہد کرلے تو اس پر لازم ہوگا کہ وہ اپنے عہد کو پورا کرے۔

۲/۴ عامل کا جاعل کے اموال پر قبضہ امانت ہے۔ چنانچہ عامل صرف اسی صورت میں ضامن (ذمہ دار) ہوگا جبکہ اس کی طرف سے زیادتی، کوتاہی یا جاعل کی لگائی ہوئی شرطوں کی خلاف ورزی پائی جائے۔

۵- جعالہ کے ارکان اور اس کی شرائط

جعالہ کے ارکان یہ ہیں: معاملہ کرنے والے دونوں فریق (جاعل اور عامل)، ایجاب و قبول اور موضوعِ عقد (جعل اور عمل)۔

۱/۵ معاملہ کے دونوں فریق (جاعل اور عامل)

جاعل اور عامل میں معاملہ کرنے کی اہلیت کا پایا جانا شرط ہے۔ البتہ عامل کا متعین ہونا شرط نہیں، چنانچہ اگر ایجاب تمام لوگوں کے لیے ہو تو جعالہ کا معاملہ منعقد ہوجاتا ہے۔ اور جس جس کو ایجاب پہنچا ہے اس کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ بذاتِ خود عمل کرے یا کسی اور کی مدد سے انجام دے۔ ہاں اگر عامل متعین ہو تو عامل کے لیے بذاتِ خود عمل کرنا ضروری ہے، یا جاعل کی صریح یا ضمنی رضامندی سے ان لوگوں کے ذریعے بھی کام کرواسکتا ہے جو اس کے زیرِ نگرانی یا زیرِ سرپرستی ہوں۔

۲/۵ عقد کے الفاظ

جعالہ کا معاملہ ہر ایسے ایجاب سے منعقد ہوجاتا ہے جو کسی خاص شخص یا تمام لوگوں کے لیے ہو، چاہے وہ ایجاب لفظ کے ذریعے کیا گیا ہو یا تحریر کے ذریعے، یا کسی بھی ایسے ذریعے سے کیا گیا ہو جو کام (عمل) کی طلب اور انعام (جعل) کے التزام پر دلالت کرتا ہو۔ عامل کا

قبول کرنا شرط نہیں۔

۳/۵ موضوعِ عقد (عمل اور انعام)

موضوعِ عقد [عقد کے محل] سے مراد وہ عمل ہے جس پر جعالہ کا معاملہ ہوا، اور وہ انعام ہے جس کا عمل کے بدلے التزام کیا گیا ہو۔

۱/۳/۵ عمل جس پر نتیجہ مرتب ہوتا ہے:

۱/۱/۳/۵ عمل کی مختلف صورتیں جن پر جعالہ کا معاملہ منعقد ہوتا ہے، درجِ ذیل ہیں:

(الف) وہ عمل جس پر معاملہ کرنے کا مقصد کسی نتیجہ کو وجود میں لانا ہو، مثلاً معدنیات نکلوانا۔

(ب) کوئی ایسی اطلاع جس میں جاعل کی کوئی غرض ہو، جیسے کوئی رپورٹ پیش کرنا، یا مفید معلومات کے لیے تحقیق کرنا، یا علمی خدمات انجام دینا جو مطلوبہ نتائج کے حصول کا ذریعہ بنیں، اور اس میں عمل کی کوئی مقدار متعین نہیں۔

(ج) عمل کی وہ صورت جس پر جعالہ کا معاملہ کرنے سے مقصود گمشدہ چیزوں کا لوٹانا اور اعلان کرنے والے کو واپس کرنا ہو۔

۲/۱/۳/۵ متعین مدّت کے اندر اندر کام کی انجام دہی کی شرط لگانا درست ہے، اس طور پر کہ عامل اس مدّت کے بعد انعام کا مستحق نہیں ہوگا البتہ اگر مدت پوری ہوجائے اور نتیجے کا تعیّن بالکل قریب ہو، تو اس صورت میں مدت خود بخود بڑھ جائے گی۔

۳/۱/۳/۵ اگر مدت پوری ہوجائے اور عامل نے اتنا کام کرلیا ہو جس سے جاعل فائدہ حاصل کرسکتا ہے، تو اس صورت میں عامل کے لیے رائج الوقت اجرت [اجرتِ مثل] ہوگی۔

۵/۳/۱/۴ عمل معلوم نہ ہونے کی صورت میں بھی جعالہ درست ہوجاتا ہے البتہ اس نتیجے کا تعین ضروری ہے جو عمل کے ذریعے مطلوب ہے۔

۵/۳/۱/۵ عمل کے اندر کسی قسم کی مشقت کا ہونا شرط ہے۔

۵/۳/۱/۶ یہ بھی شرط ہے کہ وہ عمل، عامل پر [پہلے سے] واجب نہ ہو۔

۵/۳/۲ انعام [جُعل]

۵/۳/۲/۱ انعام کا معلوم ہونا، شریعت کی نگاہ میں قیمت والا ہونا اور اس کو سپرد کرنے پر قدرت ہونا شرط ہے، چنانچہ اگر انعام معلوم نہ ہو، یا شریعت کی نگاہ میں قیمت والا نہ ہو، یا اس کے سپرد کرنے پر قدرت نہ ہو تو اجرتِ مثل دینا ضروری ہوگا۔

۵/۳/۲/۲ یہ جائز ہے کہ جس چیز پر جعالہ ہوا ہے، انعام اسی کا جزء ہو، مثلاً، اس دَین کا خاص حصہ جس کے وصول کرنے کے لیے جعالہ کا معاملہ ہوا، یا اس منصوبے سے متعین مدت تک فائدہ اٹھانا جس کی تکمیل کے لیے جعالہ کا معاملہ ہوا۔

۵/۳/۲/۳ اصول یہ ہے کہ عامل کام کی تکمیل اور جاعل کو اس کی حوالگی کے بعد ہی انعام کا مستحق ہوگا، البتہ درجِ ذیل صورتیں اس سے مستثنیٰ ہیں:

(الف) جب یہ بات واضح ہوجائے کہ عامل جس محل میں کام کررہا تھا وہ جاعل کے علاوہ کسی اور کی ملکیت ہے اور اس دوسرے شخص کے لیے اس کا عدالت کی طرف سے فیصلہ بھی ہوچکا ہے تو اس صورت میں عامل کو پورا انعام دیا جائے گا۔

(ب) جب عامل کے کام کے دوران عامل کی زیادتی یا کوتاہی کے بغیر کوئی ایسی بات پیش آجائے جس سے اس چیز کی قیمت میں کمی واقع ہوجائے، تب بھی عامل پورے انعام کا حقدار ہوگا۔

۵/۳/۲/۴ یہ شرط لگانے میں کوئی مانع نہیں کہ عقد کے وقت یا عقد کے بعد پورا انعام

یا انعام کا کوئی جزء پیشگی ادا کیا جائے گا، اگرچہ پورا کام مکمل نہ ہوا ہو، البتہ اسے حساب میں شامل ادائیگی سمجھا جائے گا، اور عامل اس وقت تک اس کا حتمی طور پر مستحق نہیں ہوگا جب تک کہ نتیجے کا تعیّن نہ ہوجائے، اور استحقاق نہ ہونے کی صورت میں جاعل کو انعام واپس طلب کرنے کا حق حاصل ہوگا۔

۶-جعالہ کو ختم کرنا

۱/۶ اگر کام شروع ہونے سے پہلے ہی جاعل یا عامل، جعالہ کے معاملے کو ختم کردے تو عامل کے لیے کچھ نہیں ہوگا۔

۲/۶ عامل کے کام شروع کرنے کے بعد اگر جاعل اس کو کام سے روک دے تو جاعل اجرتِ مثل دینے کا پابند ہوگا۔

۳/۶ اگر عامل کام شروع کرنے کے بعد جعالہ کے معاملہ کو فسخ کردے تو اس کے لیے جاعل پر کوئی چیز لازم نہیں ہوگی الّا یہ کہ ان دونوں نے اس کے برخلاف کسی بات پر اتفاق کرلیا ہو۔

۴/۶ اگر جعالہ کا معاملہ کسی ایسے سبب کی وجہ سے ختم ہوجاتا ہے جس میں عامل کا کوئی عمل دخل نہیں، اور صورتِ حال یہ ہو کہ جاعل نے عمل سے فائدہ بھی حاصل کرلیا ہو تو جتنا جاعل نے عمل سے فائدہ اٹھایا ہے اسی کے بقدر عامل انعام کا حقدار ہوگا۔

۷-جعالہ کا اجارہ سے امتیاز

جعالہ چند پہلوؤں میں اجارہ سے مختلف ہے، جن میں سے کچھ یہ ہیں:

۱/۷ جاعل کی طرف سے صرف مطلوب نتیجے کی حد بندی پر اکتفاء کرتے ہوئے جعالہ درست ہوجاتا ہے اگرچہ عمل متعین نہ ہو۔

۲/۷ جعالہ قبول کرنے کا محتاج نہیں ہوتا۔

۳/۷ انعام کا استحقاق عمل کے پورا ہونے اور اس کی حوالگی پر موقوف ہوتا ہے۔

۴/۷ جعالہ غیر متعیّن افراد کے ساتھ بھی صحیح ہوجاتا ہے۔

۷/۵ جعالہ اصلاً لازم نہیں ہوتا جبکہ اجارہ اصلاً لازم ہوتا ہے۔

۸- جعالہ کی تطبیقات

ان مقامات پر جہاں عمل کی حدبندی ممکن نہیں ہوتی اور جہالت کو نظر انداز کیا جاتا ہے وہاں جعالہ کی جدید صورتیں یہ ہیں:

۱/۸ معدنیات کی تلاش اور پانی نکلوانا

جعالہ معدنیات کی تلاش اور پانی نکلوانے کے عمل کے لیے اس طرح کیا جاسکتا ہے کہ عمل کی مقدار و مدت کو مدِ نظر رکھے بغیر انعام کا استحقاق معدنیات یا پانی تک پہنچے کے ساتھ مشروط ہو۔

۲/۸ قرضوں کی وصولیابی

جعالہ قرضوں کی وصولیابی کے لیے اس طرح کیا جاسکتا ہے کہ انعام پورے قرض کی وصول یابی کے ساتھ مشروط ہو، اس صورت میں عامل پورے قرض کی وصولیابی پر پورے انعام کا مستحق ہوگا۔ یا انعام قرض کی کسی خاص مقدار کی وصولیابی کے ساتھ مشروط ہو، اس صورت میں قرض کے جتنے حصے کی وصولیابی ہوئی ہے اس کے بقدر عامل انعام کا حقدار ہوگا۔

۳/۸ جائز تمویلی سہولیات کا حصول

۸/۳/۱ جائز تمویلی سہولیات کے حصول سے مراد یہ ہے کہ عامل ایسے کاموں کی ذمہ داری اٹھائے جن کا نتیجہ یہ ہو کہ وہ مالیاتی اداروں کو جاعل کے حق میں سہولیات دینے پر یا اجتماعی تمویل (syndicated financing) پر راضی کرلے۔

۸/۳/۲ جعالہ سہولیات کے حصول پر صرف اسی صورت میں منطبق ہوتا ہے کہ جعالہ کے درست ہونے کی شرط ملحوظ رکھی جائے، اور وہ شرط یہ ہے کہ جس چیز پر جعالہ ہو رہا ہو وہ شرعاً جائز ہو، مثلاً ایسے مرابحہ کے ذریعے دین کی تخلیق جس میں ثمن کی

ادائیگی مؤجل ہو، یا مؤجل اجرت پر کرائے داری کا معاملہ، یا بغیر کسی سودی فائدے کے قرض دینا، یا لیٹر آف گارنٹی کا اجراء، یا لیٹر آف کریڈٹ کھلوانا، بشرطیکہ اس کو اداروں کے درمیان تعامل، عرف یا شرط کے نتیجہ میں، سودی قرضوں کے معاملات کا ذریعہ نہ بنایا جائے۔

۴/۸ بروکری

جعالہ بروکری پر اس طرح منطبق ہوتا ہے کہ انعام کا استحقاق اس عقد کو مکمل کرانے کے ساتھ مشروط ہو جس کے لیے یہ بیچ کا واسطہ اختیار کیا گیا ہے۔

۵/۸ دریافتوں، ایجادات اور ڈیزائن کی تحقیق

جعالہ کا استعمال علمی، سائنسی تحقیق و تدقیق، جدید ایجادات اور ڈیزائن میں بھی ہوتا ہے، جیسے علامتی نشانات، تجارتی علامات [ٹریڈ مارک] اور اس صورت میں انعام کا استحقاق جاعل کی بیان کردہ شرائط کے مطابق دریافتوں کے حصول، نئی ایجاد کی رجسٹریشن یا نئے ڈیزائن بنانے کے ساتھ مشروط ہوتا ہے۔

۹- جعالہ کے معاملے میں اداروں کا کردار

۱/۹ ادارے کے لیے جائز ہے کہ جعالہ میں اس کی حیثیت عامل کی ہو، اس طرح کہ وہ ایسے عمل پر جعالہ کا معاملہ کرے جو دوسرے [جاعل] کے لیے فائدہ مند ہو، چاہے ادارہ بذاتِ خود عمل انجام دے یا کسی ایسے [شخص یا ادارے] کے ذریعے عمل کروائے جس کے ساتھ ادارے نے جعالہ کا ایک اور معاملہ کیا ہوا ہو، چنانچہ اس طرح یہ متوازی جعالہ کی قبیل سے ہو جائے گا، البتہ یہ تب ہے جب ادارے پر بذاتِ خود کام کرنے کی شرط عائد نہ کی گئی ہو۔ نیز یہ ضروری ہے کہ جعالہ کے دونوں معاملات کے درمیان کوئی ربط نہ ہو۔

۲/۹ ادارے کے لیے جائز ہے کہ جعالہ میں ادارے کی حیثیت اس شخص کے لیے جاعل کی ہو جو ادارے کے لیے عمل پیش کرے، چاہے عمل سے ادارہ خود مستفید ہو یا اس ذمہ داری کو

پورا کرنے کے لیے ہو جس کا التزام دوسرے کے لیے فائدہ مند جعالہ میں ادارے نے کیا ہے (متوازی جعالہ)، دونوں جعالہ کے درمیان ربط نہ ہونے کی رعایت ضروری ہے۔

۱۰- معیار کے اجرا کی تاریخ

اس معیار کا اجراء ربیع الاول ۱۴۲۴ھ مطابق ۸ مئی ۲۰۰۳ء کو ہوا۔

معیار کی منظوری

مجلسِ شرعی نے اپنے دسویں اجلاس میں، جو ۲-۷ ربیع الاوّل ۱۴۲۴ھ مطابق ۳-۸ مئی ۲۰۰۳ء کو مدینہ منورہ میں منعقد ہوا، جعالہ کے شرعی معیار کی منظوری دی۔[1]

(۱) مجلسِ شرعی نے ۲۷-۲۹ شعبان ۱۴۳۶ھ مطابق ۱۴-۱۶ جون ۲۰۱۵ء کو سعودی عرب میں منعقدہ اپنے اکتالیسویں اجلاس میں اس معیار کی موجودہ ترمیم شدہ حالت میں منظوری دی۔

ضمیمہ (الف)

معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد

مجلسِ شرعی نے ۹-۱۳ رمضان ۱۴۲۲ھ مطابق ۲۴-۲۸ نومبر ۲۰۰۱ء کو مکہ مکرمہ میں منعقد اپنے ساتویں اجلاس میں جعالہ کے لیے شرعی معیار کی ترجیحی بنیادوں پر تیاری کی ہدایات دیں۔

بروز ہفتہ ۱۴ شوّال ۱۴۲۲ھ مطابق ۲۹ دسمبر ۲۰۰۱ء کو شرعی تحقیق پر مشتمل مقالہ کی تیاری اور معیار کے منصوبے کے لیے مسودے کی تیاری کی غرض سے شرعی مشیر کی تقرری کی گئی۔

۷ صفر ۱۴۲۳ھ مطابق ۲ اپریل ۲۰۰۲ء کو بحرین میں منعقد اپنے پہلے اجلاس میں شرعی معیارات کی دوسری کمیٹی نے معیار کے منصوبے کا جائزہ لیا اور اس میں کچھ تبدیلیاں کیں۔

۲۰-۲۱ ربیع الاوّل ۱۴۲۳ھ مطابق ۱-۲ جون ۲۰۰۲ء کو بحرین میں منعقد اپنے دوسرے اجلاس میں شرعی معیارات کی کمیٹی نے معیار کے منصوبے کے مسودے کا جائزہ لیا اور شرعی مشیر کو اس بات کا پابند کیا کہ جائزے اور ممبران کے غور و فکر کی روشنی میں جو ضروری تبدیلیاں کی گئی ہیں ان کو شامل کیا جائے۔

۲۰ ربیع الثانی ۱۴۲۳ھ مطابق یکم جولائی ۲۰۰۲ء کو بحرین میں منعقد اپنے تیسرے اجلاس میں شرعی معیارات کی کمیٹی نے معیار کے منصوبے کے مسودے کا جائزہ لیا اور جو مناسب ترامیم پیشِ نظر تھیں وہ معیار کے منصوبے کے مسودے میں شامل کیں تاکہ اس کو مجلسِ شرعی کے سامنے پیش کیا جاسکے۔

۱۱-۱۶ رمضان ۱۴۲۳ھ مطابق ۱۶-۲۱ نومبر ۲۰۰۲ء کو مکہ مکرمہ میں منعقد مجلسِ شرعی کے نویں اجلاس میں معیار کے منصوبے کا مسودہ مجلسِ شرعی کے سامنے پیش کیا گیا، مجلسِ شرعی نے معیار کے منصوبے کے مسودے میں ترامیم کیں اور مذکورہ مسودے کو ماہرین اور متعلقہ حضرات کو بھیجنے کا فیصلہ کیا تاکہ جلسۂ سماعت میں مسودے پر غور و فکر کے لیے ان حضرات کی آراء سامنے آسکیں۔

بورڈ کی جانب سے ۱۸ ذی الحجہ ۱۴۲۳ھ ۱۹ مطابق فروری ۲۰۰۳ء کو بحرین میں جلسۂ سماعت کا انعقاد کیا گیا، اس جلسہ میں تیس سے زائد مرکزی بینکوں، مالیاتی اداروں، اکاونٹنگ فرمز کے نمائندوں، ماہرینِ شریعت، یونیورسٹیوں سے تعلق رکھنے والے اساتذہ اور اس موضوع سے دلچسپی رکھنے والے حضرات نے شرکت کی۔ جلسہ سے قبل بھیجے گئے ملاحظات اور جلسہ کے دوران اٹھائے گئے اعتراضات کی سماعت کی گئی۔ شرعی معیارات کی پہلی اور دوسری کمیٹی کے ممبران نے اعتراضات اور اس پر کیے گئے اضافوں پر اپنا جواب پیش کیا۔

۲ محرم ۱۴۲۴ھ ۵ مطابق مارچ ۲۰۰۳ء کو شرعی معیارات کی پہلی اور دوسری کمیٹی نے بحرین میں منعقد اپنے اجلاس میں عوامی جلسۂ سماعت کے دوران اٹھائے گئے اعتراضات اور بورڈ کو ارسال کیے گئے تحریری اعتراضات کا جائزہ لیا اور ان کی روشنی میں مسودے میں مناسب ترامیم کو شامل کیا۔

۲-۷ ربیع الاول ۱۴۲۴ھ مطابق ۳-۸ مئی ۲۰۰۳ء کو مدینہ منورہ میں منعقد مجلسِ شرعی نے اپنے دسویں (۱۰) اجلاس میں شرعی معیارات کی کمیٹی کی طرف سے پیش کردہ ترامیم کا جائزہ لیا، اور مناسب ترامیم کا اضافہ کیا۔ بالآخر مجلسِ شرعی نے اس معیار کی بعض شقوں کی متفقہ طور پر اور بعض کی غالب رائے کی بنیاد پر منظوری دی، جیساکہ مجلسِ شرعی کے اجلاسوں کی روئداد میں محفوظ ہے۔

شرعی معیارات پر نظرِ ثانی کرنے والی کمیٹی نے ربیع الثانی ۱۴۳۳ھ مطابق مارچ ۲۰۱۲ء میں قطر میں منعقد اپنے اجلاس کے اندر معیار پر نظرِ ثانی کی، غور و فکر اور جائزے کے بعد کمیٹی نے حذف و اضافہ اور نئی ترتیب پر مشتمل مناسب ترامیم کا ایک مجموعہ تیار کیا اور اس میں سے مناسب ترامیم کی منظوری کے لیے اسے مجلسِ شرعی کو بھیج دیا گیا۔

۲۷-۲۹ شعبان ۱۴۳۶ھ مطابق ۱۴-۱۶ جون ۲۰۱۵ء کے دورانیہ میں سعودی عرب کے اندر اپنے اکتالیسویں (۴۱) اجلاس میں مجلسِ شرعی نے نظرِ ثانی کرنے والی کمیٹی کی جانب سے پیش کردہ ترامیم کا جائزہ لیا۔ غور و فکر کے بعد جو ترامیم مناسب لگیں ان کو برقرار رکھا، اور معیار کی اس ترمیم شدہ موجودہ شکل میں منظوری دی۔

ضمیمہ (ب)

شرعی احکامات کی بنیادیں

جعالہ کی مشروعیت

جمہور فقہاء کے نزدیک جعالہ کا معاملہ جائز معاملات میں سے ایک ہے اور اس کا جواز قرآن وحدیث، اجماع اور عقلی دلائل سے ثابت ہے۔

قرآنِ کریم: حضرت یوسف علیہ السلام اور ان کے بھائی کے قصے میں پیالہ گم ہوجانے کے اعلان کے بعد قرآنِ کریم میں ذکر ہے کہ: "اور جو شخص اسے لاکر دے گا، اس کو ایک اونٹ کا بوجھ (انعام میں) ملے گا، اور میں اس (انعام کے دلوانے) کی ذمہ داری لیتا ہوں"۔ [1]

حدیث: حدیث سے دلیل حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی وہ روایت ہے [2] جس میں ان کے طریقۂ علاج سے قبیلے کے سردار کی صحت یابی کی صورت میں انعام کی شرط رکھی گئی تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو برقرار رکھا تھا۔

حقیقت یہ ہے کہ فی نفسہٖ جعالہ پر تو تمام فقہاء کا اجماع ہے اگرچہ اس کے دائرہ کار میں اختلاف ہے، مثلاً بعض فقہاء نے انعام کو صرف بھاگے ہوئے غلام کو واپس لانے کی صورت کے ساتھ خاص کیا ہے، جیسا کہ حدیث میں بھی اس کا ذکر ہے۔

جہاں تک عقلی دلیل کا تعلق ہے تو ضرورت ان کاموں میں جعالہ کا تقاضہ کرتی ہے جن پر کوئی شخص خود بھی قادر نہیں ہوتا اور نہ ہی کوئی ایسا شخص اس کو میسر ہوتا ہے جو وہ کام بلا عوض انجام دے سکے، نیز ایک

---

(۱) سورۃ یوسف: ۷۲۔

(۲) اس کی تخریج امام بخاری نے اپنی صحیح میں کی ہے، ۵/۲۱۶۶ط، الیمامہ۔

وجہ یہ بھی ہے کہ جعالہ ان مقامات پر بھی درست ہوجاتا ہے جہاں اجارہ کا معاملہ نہیں ہوسکتا، مثلاً نامعلوم جگہ سے گمشدہ چیز کو واپس لانا۔

جعالہ کی شرعی حیثیت

- جعالہ میں اصل یہ ہے کہ جعالہ جاعل کے حق میں لازم نہیں ہوتا۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ جعالہ در حقیقت استحقاق کو شرط کے ساتھ معلق کرنا ہے۔ چنانچہ یہ وصیت جیسا ہوگیا، اور وصیت لازم نہیں ہوتی۔ عامل کے حق میں جعالہ کے غیر لازم ہونے کی دلیل یہ ہے کہ اس میں عمل واضح نہیں ہوتا، چنانچہ یہ مضاربت جیسا ہوگیا، اور مضاربت بھی لازم نہیں ہوتی۔
- کام شروع کرنے سے جعالہ لازم ہوجاتا ہے۔ اس بات کی دلیل یہ ہے کہ اس میں کام شروع کرنا ایسا ہی ہے جیسے مضاربت میں کام شروع کردینا، چنانچہ اس صورت میں مالکیہ کے قول کے مطابق مضاربت کی طرح جعالہ بھی لازم ہوجائے گا۔ جعالہ کی مدت کے دوران جعالہ کو فسخ نہ کرنے کا عہد کرنے سے اس کے لازم ہوجانے کی دلیل یہ ہے کہ یکطرفہ طور پر جعالہ ختم کردینا یا تو عامل کی محنت کو ضائع کرنا ہے، یا جاعل کو ضرر پہنچانا ہے۔
- کام شروع کرنے کے بعد جعالہ کے ختم ہوجانے کی صورت میں عامل کے لیے رائج انعام [جعلِ مثل] کے استحقاق کی دلیل یہ ہے کہ عامل کی طرف سے جو محنت ہوئی ہے وہ معتبر ہے، چنانچہ اس کا حق نہیں مارا جائے گا، لہٰذا جتنا اس نے کام کیا ہے اس کے مطابق رائج انعام کے لیے وہ رجوع کرسکتا ہے، جیسا کہ اجارہ میں عیب کی وجہ سے اجارہ ختم ہوجانے کی صورت میں ہوتا ہے۔

جعالہ کے ارکان اور اس کی شرائط

- جعالہ کے ارکان (معاملہ کرنے کرنے والے دونوں فریق، ایجاب وقبول، عمل، انعام) کے وجوبی طور پر پائے جانے کی دلیل یہ کہ جعالہ ایک معاملہ (عقد) ہے، چنانچہ ضروری ہے کہ اس میں یہ تمام چیزیں پائی جائیں۔ اور چونکہ یہ معاوضے کا معاملہ ہے لہٰذا ایجاب وقبول بھی ضروری ہے تاکہ مطلوب کام اور معاوضے کی مقدار معلوم ہوسکے۔

- اگر عامل کے لیے بذاتِ خود کام کرنا شرط نہ ہو تو اس صورت میں اس کے کسی اور سے مدد لینے کے جواز کی دلیل یہ ہے کہ جعالہ وکالہ کی طرح ہے، اور وکالہ میں مدد لینا جائز ہے۔
- عامل کے تعین کا شرط نہ ہونا اور جعالہ کا ایسے ایجاب سے صحیح ہو جانا جو سب کے لیے ہو، اس بنیاد پر ہے کہ جاعل کو در حقیقت معلوم نہیں ہوتا کہ کون اس کے مطلوبہ کام کو انجام دے سکے گا۔
- اگر عامل متعین نہ ہو تو اس کی طرف سے قبول کے شرط نہ ہونے کی دلیل یہ ہے کہ اس صورت میں عامل سے قبول کرنے کا مطالبہ ہی محال ہے۔
- عمل معلوم نہ ہونے کے صحیح ہونے کی دلیل حاجت ہے اور ساتھ ساتھ یہ وجہ بھی ہے کہ عمل کی مقدار کی حد بندی کرنا ممکن نہیں۔
- انعام معلوم ہونے کی شرط کی دلیل یہ ہے کہ یہ اجرت کی طرح ایک عوض ہے اور پھر یہ کہ عوض کی جہالت کے ہوتے ہوئے جعالہ کے جواز کا قول اختیار کرنے کی کوئی حاجت بھی نہیں، بخلاف عامل اور عمل کی جہالت کے۔
- متعین کردہ انعام کے فاسد ہونے کی صورت میں رائج اجرت کی طرف رجوع کرنے کی دلیل اجارہ پر قیاس ہے، جس میں بیان کردہ اجرت کے فاسد ہونے کی صورت میں اجرتِ مثل کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔
- اس جواز کی دلیل کہ انعام جعالہ کے محل (کام) کا جزء ہو سکتا ہے باوجود یہ کہ جعالہ کا محل غیر معلوم اور غیر موجود ہوتا ہے، یہ ہے کہ یہ ایسی لاعلمی ہے جو نہ حوالگی سے مانع ہے اور نہ ہی اس میں غرر (غیر یقینی صورتِ حال) ہے، کیونکہ عامل انعام کا مستحق ہی نہیں ہوتا الّا یہ کہ وہ کام کردے۔
- اس بات کی دلیل کہ انعام کا استحقاق صرف کام مکمل کرنے اور اس کی حوالگی کے بعد ہی ہوگا، یہ ہے کہ جعالہ میں عمل غیر محدود اور غیر معلوم ہوتا ہے، چنانچہ (کام ہونے سے پہلے) انعام دینے کی شرط لگانا ایسے عوض کی شرط لگانے کی طرح ہے جس کے بدلے میں کوئی چیز نہیں، اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ کام مکمل نہیں ہوتا۔

جعالہ کی تطبیقات

- ادارے کے لیے بحیثیتِ عامل یا جاعل جعالہ کے معاملہ کا جواز اس وجہ سے ہے کہ جعالہ ایک جائز معاملہ ہے، چنانچہ اس میں شخصِ حقیقی اور شخصِ قانونی برابر ہیں۔
- قرضوں کی وصولیابی اور اس طرح وہ تمام کام جن کا ذکر معیار میں گزرا ہے، ان کے لیے جعالہ کے درست ہونے کی دلیل یہ ہے کہ یہ ایسے کام ہیں جن کی حد بندی کرنا انتہائی دشوار ہے، چنانچہ ان میں اجارہ تو ہو نہیں سکتا، جبکہ جعالہ عمل معلوم نہ ہونے کی صورت میں بھی جائز ہے۔

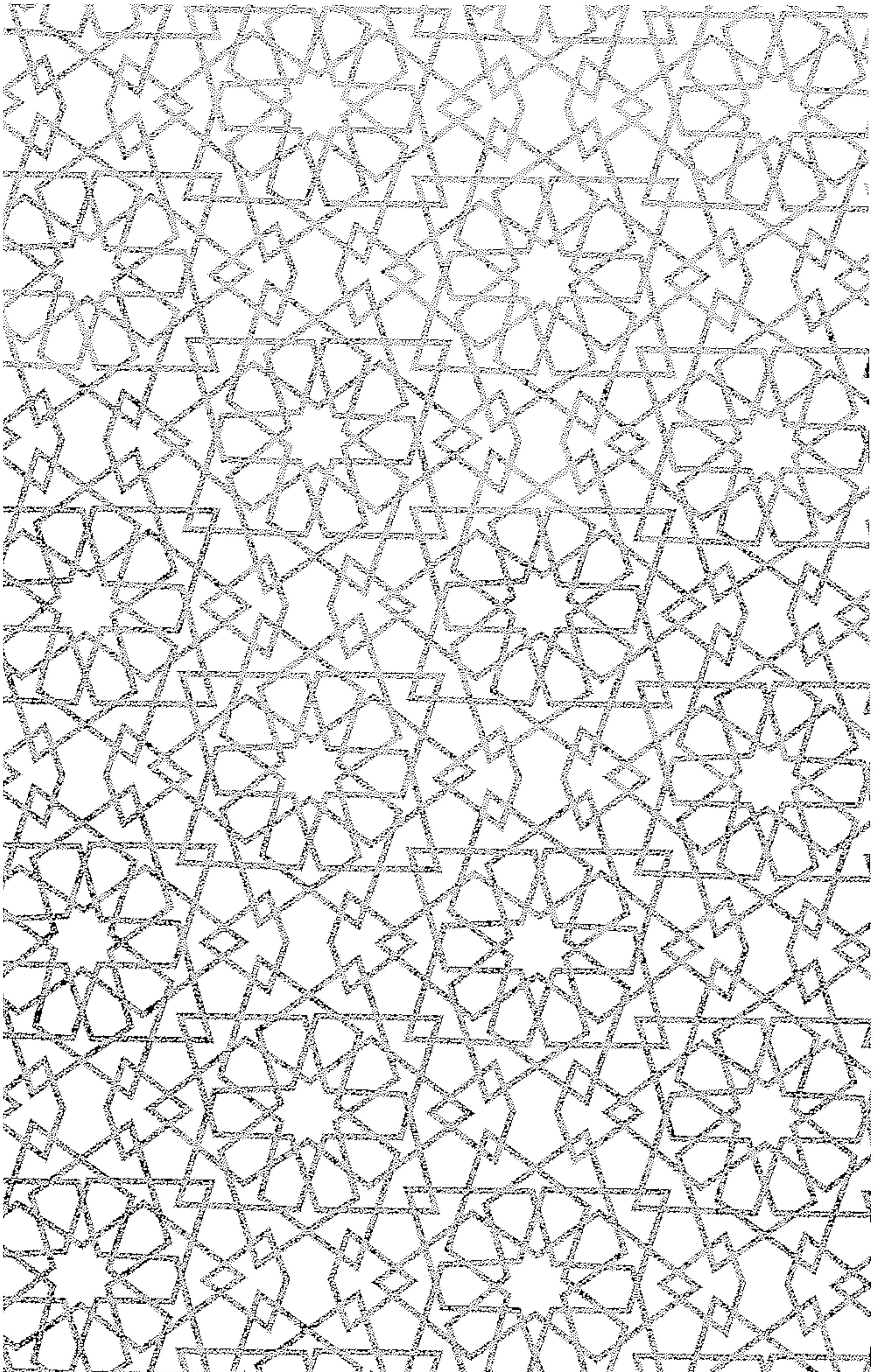

تجارتی دستاویزات

(ترمیم شدہ معیار)

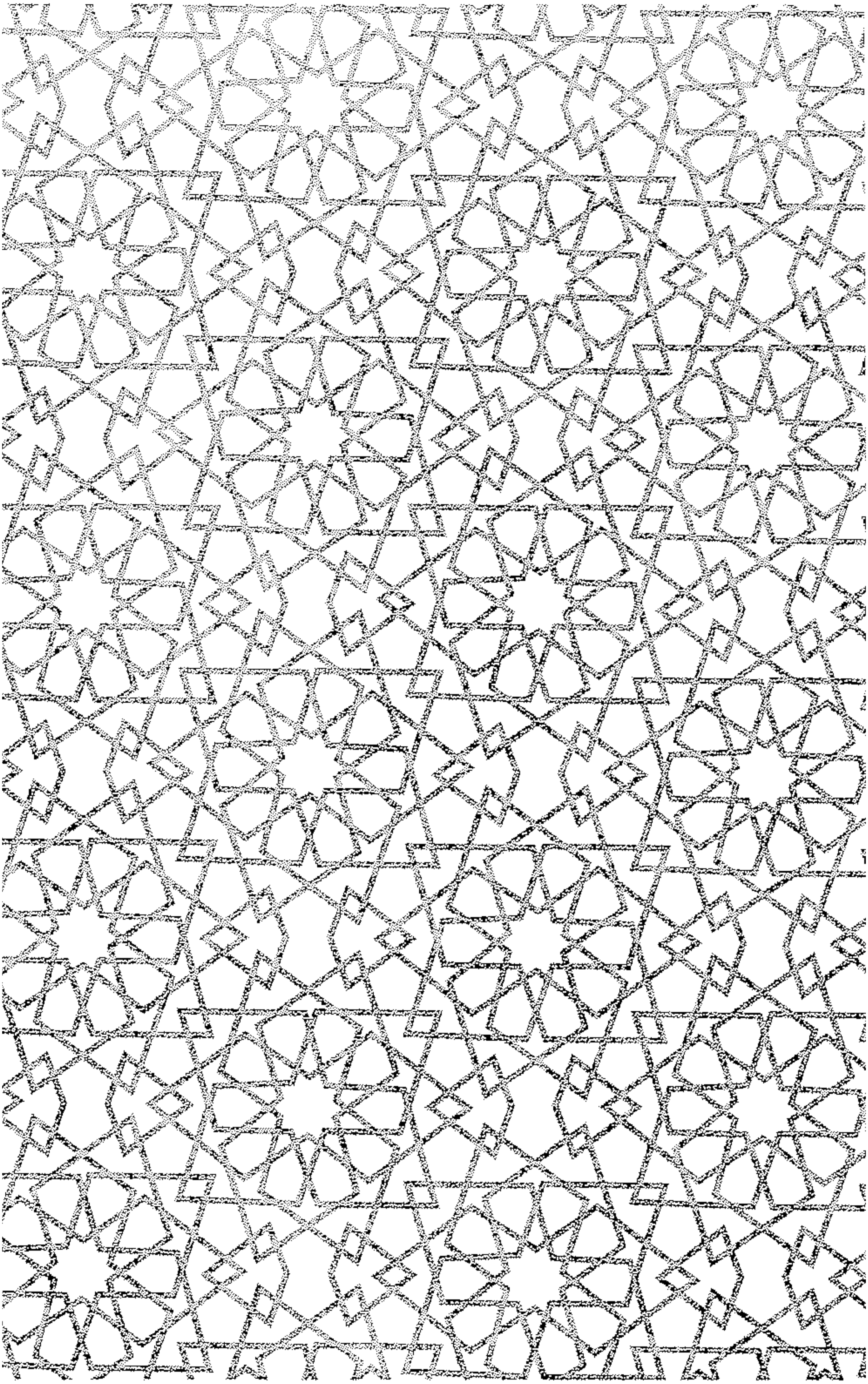

فہرست

دیباچہ ۴۵۶

معیار کا متن ۴۵۷

۱-معیار کا دائرۂ کار ۴۵۷

۲-تجارتی دستاویزات کی تعریف اور شرعی حیثیت ۴۵۷

۳-تجارتی دستاویزات کے ذریعہ لین دین کا حکم ۴۵۸

۴-تجارتی دستاویزات کی توثیق ۴۵۹

۵-تجارتی دستاویزات پر لکھی گئی رقم کا حصول ۴۵۹

۶-تجارتی دستاویزات کو بٹہ لگانا ۴۵۹

۷-تجارتی دستاویزات پر قبضہ کرنا ۴۶۰

۸-تجارتی دستاویز کا عوض قبول کرنا ۴۶۱

۹-معیار کے اجرا کی تاریخ ۴۶۱

معیار کی منظوری ۴۶۲

ضمیمہ جات

ضمیمہ (الف) معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد ۴۶۳

ضمیمہ (ب) شرعی احکام کی بنیادیں ۴۶۵

ضمیمہ (ج) فرہنگ ۴۷۲

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على أشرف المرسلين، سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه أجمعين.

دیباچہ

اس معیار کا مقصد، تجارتی دستاویزات کی اقسام کے جواز وعدم جواز، ان کے لین دین، ان کے حصول، ان کو بٹہ لگانے، ان پر قبضہ کرنے اور ان کے ذریعے ادائیگی کرنے کے احکام بیان کرنا ہے اور اس کا مقصد اسلامی مالیاتی اداروں (ادارہ/ادارے)[1] کے لیے تجارتی دستاویزات میں معاملہ کرنے سے متعلق شرعی اصول وقواعد کو بیان کرنا ہے۔

والله الموفّق...

(۱) ”ادارہ/ادارے“ کی اصطلاح یہاں اختصار کی غرض سے اسلامی مالیاتی اداروں کے لیے استعمال کی گئی ہے جن میں اسلامی بینک بھی شامل ہیں۔

معیار کا متن

۱- معیار کا دائرۂ کار

یہ معیار ان تجارتی دستاویزات پر مشتمل ہے، جو جنیوا قانونِ یکسانیت برائے تجارتی دستاویزات[1] کے تحت آتی ہیں، ان میں ہنڈی، وعدہ نامہ اور چیک شامل ہیں، جبکہ ان کے ساتھ شریعتِ اسلامیہ کے احکام اور اصولوں کے مطابق معاملہ کیا جائے۔

اس معیار میں مذکورہ بالا تین اقسام کے علاوہ اور کسی بھی قسم کی تجارتی دستاویزات شامل نہیں۔

۲- تجارتی دستاویزات کی تعریف اور شرعی حیثیت

۲/۱ ہنڈی [bill of exchange]: یہ ایک فریق کی جانب سے غیر مشروط حکم پر مشتمل دستخط شدہ، تحریری دستاویز ہے، جس میں فریقِ ثانی کو یہ حکم دیا جاتا ہے کہ وہ فریقِ ثالث، اس کی جانب سے مقرر کردہ شخص یا حاملِ دستاویز کو مطالبہ پر، یا ایک مخصوص مدت کے اندر اندر یا کسی متعیّن یا قابلِ تعیّن تاریخ پر ایک مخصوص رقم ادا کرے۔

۲/۲ وعدہ نامہ [promissory note]: یہ ایک ایسی دستاویز ہے، جس کا لکھنے والا (مدیون) یہ وعدہ کرتا ہے کہ وہ دوسرے فریق (مستفید/دائن) کو مطالبہ پر یا کسی متعیّن یا قابلِ تعیّن تاریخ پر ایک مخصوص رقم کی ادائیگی کرے گا۔ شرعی اعتبار سے یہ ذمہ میں واجب شے کی وصولی کو یقینی بنانے والی دستاویز ہے۔

۲/۳ چیک: یہ ایک فریق کی جانب سے جاری کی جانے والی دستاویز ہے، جس میں دوسرے فریق کو یہ حکم دیا جاتا ہے کہ وہ فریقِ ثالث (حاملِ دستاویز) کو محض مطالبہ پر ایک مخصوص رقم ادا

(۱) یہ قانون ۱۳۴۹/۱۳۵۰ھ مطابق ۱۹۳۰/۱۹۳۱ء کو جاری کیا گیا اور کئی ممالک کی جانب سے اس کی منظوری دی گئی۔

کرے۔ اگر رقم نکالنے والا فریقِ ثانی کو قرض دے رہا ہو تو یہ شرعی اعتبار سے یہ حوالۂ مقیدہ ہو گا، بصورتِ دیگر رقم نکالنے والے کی نسبت سے اس کو حوالۂ مطلقہ سمجھا جائے گا۔

۳- تجارتی دستاویزات کے ذریعہ لین دین کا حکم

۱/۳ تجارتی دستاویزات کی مذکورہ تینوں اقسام (ہنڈی، وعدہ نامہ اور چیک) کے ذریعے لین دین کرنا اس شرط کے ساتھ جائز ہے کہ اس کے لین دین میں شریعت کی خلاف ورزی نہ پائی جائے، مثلاً سود اور ایسی تاخیر جو شرعاً ممنوع ہے، جیسا کہ آگے والی شقوں میں تفصیلاً بیان ہو گا۔

۲/۳ ہنڈی اور وعدہ نامہ کو ان معاملات میں استعمال کرنا جائز نہیں ہے، جن میں فوری قبضہ ضروری ہوتا ہے، مثلاً ان دستاویزات کو صَرف کے معاملہ میں بطورِ عوض یا سلم میں بطورِ راس المال [سرمایہ] استعمال کرنا۔

۳/۳ چیک کے ذریعے مندرجہ ذیل معاملات اور حالات میں لین دین کیا جاسکتا ہے:

۱/۳/۳ جب چیک جاری کرنے والے کے اکاؤنٹ میں رقم موجود ہو اور گاہک اس چیک کے ذریعے بینک سے رقم نکالے، یا بینک کسی اور بینک سے رقم نکالے یا بینک اپنے ہی بینک سے یا اپنی کسی دوسری شاخ سے رقم نکالے۔

۲/۳/۳ جب چیک جاری کرنے والے کے اکاؤنٹ میں رقم موجود نہ ہو اور گاہک اس چیک کے ذریعے بینک سے رقم نکالے، یا بینک کسی اور بینک سے رقم نکالے یا بینک اپنے ہی بینک سے یا اپنی کسی دوسری شاخ سے رقم نکالے (یعنی اوور ڈرافٹ)، یہ شرعی اعتبار سے قرض ہے اور اس کے جائز ہونے کے لیے یہ شرط ہے کہ رقم کا اخراج سود کا باعث نہ بنے۔

۳/۳/۳ کراس چیک، جو ادائیگی کرنے والے بینک کو اپنی مخصوص شرائط کے مطابق ادائیگی پر مجبور کرتا ہے۔

۴/۳/۳ اکاؤنٹ کے ساتھ مخصوص چیک: یہ ادائیگی کرنے والے بینک کو اپنی مخصوص شرائط کے مطابق ادائیگی پر مجبور کرتا ہے اور یہ ادائیگی حاملِ چیک کے اکاؤنٹ میں رقم ڈال کر کی جاتی ہے۔

۵/۳/۳ سیاحتی چیک [ٹریولرز چیک]: چیک جاری کرنے والے اداروں کے لیے جائز ہے وہ اس اجرا میں واسطہ بننے کے عوض کمیشن لیں، یا اس کے ذریعے ادائیگی کے وقت کمیشن لیں، بشرطیکہ اس میں کوئی سودی فائدہ شامل نہ ہو۔

۴- تجارتی دستاویزات کی توثیق

اگر تمام متعلقہ قوانین اور شرائط کی پابندی کی جائے تو توثیق [endorsement] کی تمام اقسام سے مرتب ہونے والے اثرات کو لازم سمجھا جائے گا۔

۵- تجارتی دستاویزات پر لکھی گئی رقم کا حصول

تجارتی دستاویزات کا حصول در اصل وکالت کا معاملہ ہے، جس میں گاہک کی جانب سے ادارے کو دستاویز کی قیمت وصول کرنے کا وکیل بنایا جاتا ہے اور ادارہ گاہک کے ساتھ باہمی اتفاق سے طے ہونے والی اجرت کا حقدار ہوتا ہے۔ اگر گاہک کے ساتھ کوئی معاہدہ نہ کیا گیا ہو تو اداروں کے مابین رائج عرف کے مطابق عمل کیا جائے گا۔

۶- تجارتی دستاویزات کو بٹہ لگانا

۱/۶ تجارتی دستاویزات کو بٹہ لگانا [discountring] جائز نہیں ہے، البتہ دستاویز کی مدت گذرنے سے پہلے اولین مستفید (جو کہ دائن ہے) کو اس کے عوض میں دستاویز کی اصل قیمت سے کم رقم ادا کی جائے۔

۲/۶ تجارتی دستاویز، جس کی مدت ابھی باقی ہو اسے اصل قیمت (ربا النسیئۃ کی وجہ سے) یا زیادہ قیمت (ربا النسیئۃ اور ربا الفضل دونوں کی وجہ سے) کے عوض فروخت کرنا جائز نہیں۔

۳/۶ ایسی تجارتی دستاویز جس کی مدت ابھی باقی ہو، اس کے مستفید کے لیے جائز ہے کہ وہ اسے کسی سامان یا منفعت کے ثمن کے طور پر ادا کرے، بشرطیکہ وہ سامان صفات کے ذریعے واضح نہ کیا گیا ہو، بلکہ متعین ہو اور اس نے اس سامان یا منفعت پر حقیقی یا حکمی قبضہ بھی کر لیا ہو (سامان کے بدلے دَین کو بیچ لگانا)۔

۴/۶ تجارتی دستاویز کے حامل کے لیے اس دستاویز کے ذریعے اس طرح سامان خریدنا جائز ہے کہ وہ سامان اتنی مدت کے بعد حوالے کیا جائے گا، جتنی مدت اس دستاویز کی باقی ہے اور جب یہ ادائیگی حاملِ دستاویز پر لازم ہو جائے، چنانچہ وہ اس دستاویز کے ذریعے اپنے مدیون کو اپنے مقروض سے وصولی کا حق دے دے گا۔ یہ حوالہ کی ایک صورت بن جائے گی۔

۷- تجارتی دستاویزات پر قبضہ کرنا

۱/۷ جب فوری ادائیگی کا متقاضی چیک، بینک کا چیک ہو، تصدیق شدہ چیک ہو یا تصدیق شدہ چیک کے حکم میں ہو یعنی اس کے کھاتے میں ایک مخصوص رقم کو روک لیا گیا ہو، تو اس کو حوالے کرنا اس رقم پر حکمی قبضہ کروانا ہے جو اس چیک پر لکھی ہوئی ہے اور یہ اس وقت ہے جب بینک آپس میں یا اپنی شاخوں کے مابین اس چیک کا معاملہ کریں۔ اسی بناء پر یہ چیک ان معاملات میں بھی استعمال کیا جا سکتا ہے جن میں فوری قبضہ ضروری ہوتا ہے، جیسا کہ صَرف کا معاملہ کرنا یا چیک کے ذریعے سونے چاندی کو خریدنا، یا سَلَم میں چیک کے ذریعے ادائیگی کرنا۔

۲/۷ جب فوری ادائیگی کا متقاضی چیک، بینک کا چیک نہ ہو، نہ ہی وہ تصدیق شدہ چیک ہو اور نہ ہی تصدیق شدہ چیک کے حکم میں ہو تو اس کو حوالے کرنا، لکھی ہوئی رقم پر حکمی قبضہ کے قائم مقام نہ ہوگا، لہٰذا اس کو ادائیگی کے لیے ان معاملات میں استعمال کرنا جائز نہ ہوگا، جن میں فوری قبضہ ضروری ہوتا ہے۔

۳/۷ بینکوں میں رقم کے انتقال کے لیے جاری کیے جانے والے چیک کے ذریعے معاملہ کرنا

اس صورت میں جائز ہے، جب منتقل کی جانے والی رقم، واجب الاداء رقم کی جنس [کرنسی] سے ہو۔ اگر وہ واجب الاداء رقم کی جنس سے نہ ہو تو یہ ضروری ہوگا کہ پہلے حکمی قبضہ پر اکتفا کرتے ہوئے ان دونوں میں عقدِ صَرف جاری کیا جائے، اس کے بعد منتقل کیا جائے۔ اس طرح یہ صَرف اور حوالہ کی اجتماعی صورت بن جائے گی۔

۸- تجارتی دستاویز کا عوض قبول کرنا

۱/۸ ادائیگی کرنے والے کی جانب سے، تجارتی دستاویز کی قیمت کو قبول کرنا در اصل ایک وعدہ اور التزام ہے کہ ادائیگی کرنے والا حاملِ دستاویز کو مدت کے خاتمہ پر اس دَین کی ادائیگی کرے گا جو اس دستاویز پر لکھی ہوئی ہے۔ اس وعدہ اور پابندی پر عمل کرنا شرعاً ضروری ہوگا۔

۲/۸ تجارتی دستاویز پر دستخط کرنے والے تمام فریق جن میں رقم نکالنے والا، تصدیق کرنے والا اور ضمانت دینے والا شامل ہیں، ضمانت کی شرائط کے مطابق حاملِ دستاویز کو ادائیگی کے ذمہ دار ہوں گے۔ لہٰذا حاملِ دستاویز ادائیگی کرنے والے فریق (یا وعدہ نامہ لکھنے والے) سے مطالبہ یا اس کی ادائیگی سے انکار کے بعد ان تمام دستخط کرنے والوں سے انفرادی یا اجتماعی طور پر رقم کے مطالبہ کا حقدار ہوگا۔

۳/۸ اگر حاملِ دستاویز کی جانب سے اپنی رقم کی وصولی کو یقینی بنانے کے لیے کسی متعین شے کو بطور ضمانت رکھنے کی شرط لگائی گئی ہو تو اسے رہن سمجھا جائے گا اور اس پر رہن کے احکام جاری ہوں گے۔

۹- معیار کے اجرا کی تاریخ

یہ معیار ۷ ربیع الاول ۱۴۲۴ھ مطابق ۸ مئی ۲۰۰۳ء کو جاری کیا گیا۔

معیار کی منظوری

مجلسِ شرعی نے ۲-۷ ربیع الاول ۱۴۲۴ھ مطابق ۳-۸ مئی ۲۰۰۳ء کو مدینہ منورہ میں منعقد ہونے اپنے دسویں اجلاس میں تجارتی دستاویزات کے شرعی معیار کی منظوری دی۔ [1]

(۱) مجلسِ شرعی نے ۲۷ - ۲۹ شعبان ۱۴۳۶ھ مطابق ۱۴ - ۱۶ جون ۲۰۱۵ء کو مدینہ منورہ میں منعقد ہونے والے اکتالیسویں اجلاس میں اس معیار کی موجودہ ترمیم شدہ حالت میں منظوری دی۔

ضمیمہ (الف)

معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد

۹-۱۳ رمضان ۱۴۲۲ھ مطابق ۲۴-۲۸ نومبر ۲۰۰۱ء کو مکہ مکرمہ میں ہونے والے ساتویں اجلاس میں مجلسِ شرعی نے تجارتی دستاویزات کے لیے شرعی معیار جاری کرنے اور اس کے مسودہ کی تیاری کے لیے ایک شرعی مشیر کے تقرر کا فیصلہ کیا۔

۱۴ شوال ۱۴۲۲ھ مطابق ۲۹ دسمبر ۲۰۰۱ء بروز ہفتہ شرعی مشیر کو تجارتی دستاویزات کے شرعی معیارات کے لیے فقہی مطالعہ اور مسودے کی تیاری کا حکم دیا گیا۔

۴-۵ صفر ۱۴۲۳ھ مطابق ۱۷-۱۸ اپریل ۲۰۰۲ء کو بحرین میں ہونے والے اجلاس میں مجلسِ شرعی نے تجارتی دستاویزات کے شرعی معیارات کے مسودے پر بحث کی اور شرعی مشیر کو مسودے میں کمیٹی کے ارکان کے تبصروں اور مشاہدات کے مطابق ترمیم کرنے کا حکم دیا۔ اسی طرح ۶-۷ ربیع الثانی ۱۴۲۳ھ مطابق ۱۷-۱۸ جون ۲۰۰۲ء کو بحرین میں میں منعقد ہونے والے اجلاس میں بھی اس مسودے پر بحث کی گئی اور اراکین کے تبصروں کے مطابق ضروری ترامیم کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔

۱۷ ربیع الثانی ۱۴۲۳ھ مطابق ۲۸ جون ۲۰۰۲ء کو عمان، اردن میں ہونے والے اجلاس میں ایک بار پھر اس مسودے پر بحث کی گئی اور اس میں مزید ترامیم اور اضافے کیے گئے۔

۱۱-۱۶ رمضان ۱۴۲۳ھ مطابق ۱۶-۲۱ نومبر ۲۰۰۲ء کو مکہ مکرمہ میں منعقد ہونے والے نویں اجلاس میں شرعی معیار کا مسودہ مجلسِ شرعی کے سامنے پیش کیا گیا، مجلسِ شرعی نے اس میں مزید ترامیم کیں اور اسے چند ماہرین اور اہمیت کی حامل مجالس میں بھیجنے کا فیصلہ کیا، تاکہ جلسۂ سماعت میں اس پر بحث سے پہلے ان کی رائے بھی سامنے آجائے۔

۱۸ ذوالحجہ ۱۴۲۳ھ مطابق ۱۹ فروری ۲۰۰۳ء کو جلسۂ سماعت کا انعقاد ہوا، جس میں مرکزی بنکوں، مالیاتی اداروں اور اکاؤنٹنگ فرمز کی نمائندگی کرنے والے تیس سے زائد شرکاء نے شرکت کی، ان شرکاء میں ماہرینِ شریعت، یونیورسٹیوں کے اساتذہ اور اس میدان میں دلچسپی رکھنے والے دیگر افراد بھی شامل تھے۔ اس اجلاس میں شرعی معیارات کی پہلی اور دوسری کمیٹی نے ان تحریری تبصروں کی سماعت بھی کی جو جلسہ سے پہلے بھیجے گئے تھے اور ان زبانی تبصروں کا بھی جواب دیا جو شرکاء کی جانب سے دورانِ مجلس اٹھائے گئے۔

۲ محرم ۱۴۲۴ھ مطابق ۵ مارچ ۲۰۰۳ء کو شرعی معیارات کی دونوں کمیٹیوں نے اپنے مشترکہ اجلاس میں جلسۂ سماعت سے قبل تحریری طور پر بھیجے گئے اور مجلس کے دوران ہونے والے زبانی تبصروں پر بحث کی اور ضروری ترامیم کیں۔

۲-۷ ربیع الاول ۱۴۲۴ھ مطابق ۳-۸ مئی ۲۰۰۳ء کو منعقد ہونے والے دسویں اجلاس میں مجلسِ شرعی نے شرعی معیارات کی کمیٹی کی جانب سے کی گئی ترامیم پر بحث کی اور ان میں مناسب تبدیلیاں کیں۔ بعض شقوں کو مجلسِ شرعی کے ارکان نے متفقہ طور پر منظور کیا اور بقیہ شقوں کو اکثریتی رائے کی بنیاد پر اپنایا گیا، جیساکہ اجلاسوں کی روئداد میں محفوظ ہے۔

۳۰ ربیع الثانی ۱۴۳۳ھ مطابق ۲۳ مارچ ۲۰۱۲ء کو قطر میں منعقد ہونے والے اجلاس میں شرعی معیارات کی نظرِ ثانی کرنے والی کمیٹی نے اس معیار پر نظرِ ثانی کی اور کافی غور وخوض کے بعد اس میں کچھ ترامیم کیں اور پھر مجوزہ ترامیم کو منظوری کے لیے مجلسِ شرعی کے سامنے پیش کیا گیا۔

۲۷ - ۲۹ شعبان ۱۴۳۶ھ مطابق ۱۴ - ۱۶ جون ۲۰۱۵ء کو مدینہ منورہ میں منعقد ہونے والے اکتالیسویں اجلاس میں مجلسِ شرعی نے نظرِ ثانی کرنے والی کمیٹی کی جانب سے پیش کی جانے والی مجوزہ ترامیم پر بحث کی اور کافی غور وفکر کے بعد ضروری ترامیم کی منظوری دے دی اور معیار کو موجودہ ترمیم شدہ حالت میں اپنایا گیا۔

ضمیمہ (ب)

شرعی احکام کی بنیادیں

تجارتی دستاویزات کے ذریعے لین دین کرنا

- ہنڈی کے ذریعے معاملہ کرنا اس وجہ سے جائز ہے کہ یہ یا تو حوالہ کے معنی میں ہے یا قرض کے معنی میں، اور ان دونوں معاملات کے جائز ہونے پر امت کا اجماع ہے اور یا پھر یہ سفتجہ کے معنی میں ہے اور سفتجہ بھی راجح قول کے مطابق جائز ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ اکثر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے سفتجہ کا معاملہ ثابت ہے۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ مکہ میں تاجروں سے دستاویز لکھواتے تھے کہ انہیں کوفہ میں رقم ادا کی جائے۔ اسی طرح عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ مکہ میں لوگوں سے دراہم لیتے اور ان کو ایک دستاویز دیتے کہ یہ دراہم آپ عراق میں میرے بھائی سے وصول کرلیں۔ جب اس بارے میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا تو انہوں نے ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں سمجھا اور اس پر نکیر نہ کی۔ [1] موفق ابن قدامہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں [2] کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ان سے بھی اس بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے بھی اس میں کوئی خرابی نہ سمجھی۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ سفتجہ میں مقروض اور قرض خواہ کسی کا بھی نقصان نہیں ہے، بلکہ دونوں کا فائدہ ہی ہے کہ اس کے ذریعے قرض دینے والا شخص رقم کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانے کی صورت میں راستے کے خطرات سے اپنی رقم کو محفوظ کرلیتا ہے اور قرض لینے والے کو قرض کی صورت میں فائدہ ہوجاتا ہے اور دوسرے شہر میں

---

(۱) بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے سنن الکبریٰ ۳۵۲/۵ میں اس کو ذکر کیا ہے۔ دیکھیے علامہ ناصر الدین البانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "ارواء الغلیل فی تخریج احادیث منار السبیل" ۳۲۸/۵۔

(۲) المغنی: ۴۳۶/۶۔

ادائیگی کرنے سے وہ بھی راستے میں ہونے والے متوقع مالی خطرات سے محفوظ ہو جاتا ہے اور شریعت ایسی مصلحتوں کو حرام نہیں کرتی، جن میں کسی کا کوئی نقصان نہ ہو۔ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں[1] کہ اس بارے میں صحیح قول جواز کا ہی ہے، کیونکہ اس طرح کے قرض میں مقروض اور قرض خواہ دونوں کو فائدہ ہوتا ہے اور شریعت فائدہ مند اور نفع بخش کام سے نہیں روکتی، بلکہ مضر کاموں سے منع کرتی ہے۔ اور چونکہ سفتجہ کی حرمت پر کوئی واضح شرعی دلیل نہیں ہے، لہٰذا اس کے جواز کو باقی رکھنا ضروری ہوگا، خصوصاً جب اس کی ضرورت بھی ہو۔[2]

- وعدہ نامہ [promissory note] کے جواز کی دلیل یہ ہے کہ یہ دَین کی وصولی کو یقینی بنانے والی دستاویز ہے اور اللہ جل شانہ نے دیون کی وصولی کو یقینی بنانے کا حکم دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ﴿يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوْهُ﴾[3] (اے ایمان والو جب تم کسی مخصوص مدت تک کے لیے ادھار کا معاملہ کرو تو اس کو لکھ لیا لو)۔
- کھاتہ دار کی جانب سے اس بینک کے نام چیک جاری کرنا جہاں اس کے کھاتے میں رقم موجود ہے، اس وجہ سے جائز ہے کہ یہ عمل شرعاً حوالہ ہے، جس میں چیک جاری کرنے والا شخص "محیل"، جس کے لیے چیک جاری کیا گیا ہے وہ "محال" اور جس بینک سے رقم نکالی گئی ہے اسے "محال علیہ" سمجھا جائے گا۔
- کھاتہ دار کی جانب سے اس بینک کے نام چیک جاری کرنا جہاں اس کے کھاتے میں رقم نہیں ہے، یا تو حوالہ ہونے کی وجہ سے جائز ہے۔ یہ رائے ان حضرات کی ہے جن کے ہاں حوالہ کی درستگی کے لیے یہ ضروری نہیں کہ محال علیہ پر محیل کا دَین ہو، ان حضرات کے قول کے مطابق ایسے شخص کو بھی دَین کا حوالہ کیا جا سکتا ہے، جس پر پہلے سے آپ کے دَین کی ادائیگی واجب نہ ہو اور اس قسم کے حوالہ کو بعض حضرات نے "حوالہ مطلقہ" یا "براءت کے لیے حوالہ" کا نام دیا ہے۔ یا پھر یہ قرض میں وکیل بنانے کا

(۱) مجموع الفتاوٰی ۲۹/۵۳۱۔

(۲) دیکھیے المغنی ۶/۷، ۴۳، مجموع الفتاوٰی للشیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ ۲۹/۵۳۱ اور ۲۰/۵۱۵ اور ابن قیم جوزی رحمۃ اللہ علیہ کی تہذیب سنن ابوداؤد ۵/۱۵۲، ۱۵۳

(۳) سورۃ البقرۃ: ۲۸۲۔

معاملہ ہے اور مذکورہ دونوں معاملات یعنی حوالہ اور قرض جائز ہیں۔ البتہ جواز کا یہ حکم صرف اس صورت میں ہے جب یہ چیک کسی سودی عمل کو متضمن نہ ہوں، جیسا کہ اکاؤنٹ سے زائد رقم نکالنے کی صورت میں ہوتا ہے، کیونکہ بینک عموماً بغیر کسی فائدہ کے قرض نہیں دیتے اور ایسا کھاتہ دار جس کے اکاؤنٹ میں رقم نہ ہو، اس کا چیک بھی اسی صورت میں قبول کرتے ہیں جب وہ اس سے کوئی سودی فوائد حاصل کریں، یہی وجہ ہے کہ اگر ایسا چیک جاری کرنے میں سود شامل ہو تو ایسا چیک جاری کرنا اور اس کا لین دین کرنا جائز نہ ہوگا۔

- کراس چیک اور مقید فی الحساب چیک کے ذریعے معاملہ کرنا اور بینک کے لیے رقم نکلوانے والے کی شرائط کی پابندی کرنا اس وجہ سے جائز ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ "تمام مسلمان باہم طے شدہ شرائط کے مطابق عمل کرنے میں آزاد ہیں"۔ [1] نیز یہ شرط عقد کے فائدہ کے لیے لگائی گئی ہے اور تمام معاملات اور شرائط میں اصل ان کا درست ہونا ہے۔

تجارتی دستاویزات کی توثیق

تجارتی دستاویزات کی توثیق کرنا اس وجہ سے جائز ہے کہ ایسا کرنے سے معاملہ کی نوعیت یعنی وکالت اور حوالہ پر کوئی فرق نہیں پڑتا، اور یہ دونوں معاملات جائز ہیں۔

تجارتی دستاویزات کو بٹہ لگانا [discounting]

- تجارتی دستاویزات کو بٹہ لگانا اس وجہ سے حرام ہے کہ یہ دراصل قرض پر نفع کمانا ہے اور اس کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ بٹہ لگانے سے حاصل ہونے والا نفع تجارتی دستاویز کی قیمت اور مدت کے تابع ہوتا ہے کہ اس کے مختلف ہونے سے نفع میں بھی کمی بیشی کی جاتی ہے، اور قرض پر نفع کمانا بالاتفاق حرام ہے۔

---

(۱) « المسلمون علی شروطهم » امام ترمذی رحمہ اللہ نے اپنی سنن ۴/۵۸۴ میں حاکم رحمہ اللہ نے مستدرک ۴/۱۰۱ میں اور دارقطنی رحمہ اللہ نے اپنی سنن ۳/۲۷ میں نقل کیا ہے۔ یہ حدیث عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے اور اس کے کئی طرق ہیں اسی لیے امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کو اپنی صحیح ۴/۴۵۱ میں یقین کے صیغہ کے ساتھ تعلیقاً ذکر کیا ہے۔ علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ نے إرواء الغلیل ۵/۱۴۲، ۱۴۶ میں اس کے تمام طرق پر کلام کیا ہے اور یہ کہا ہے کہ "یہ حدیث اپنے تمام طرق کی وجہ سے صحیح لغیرہ کے درجے تک پہنچ جاتی ہے"۔

- تجارتی دستاویز کی قیمت سے کم میں وصولی کرنا جائز ہے، جبکہ معاملہ حاملِ دستاویز اور اس شخص کے مابین ہو رہا ہو جس کے نام شروع میں دستاویز جاری کی گئی ہے۔ اس کے جواز کی بنیاد یہ ہے کہ یہ دراصل مؤخر دَین کے عوض کم مقدار میں نقد وصولی ہے اور یہی مسئلہ فقہ میں "ضع و تعجل" (یعنی دَین میں کچھ کمی کرو اور جلدی وصول کرلو) کی اصطلاح کے ساتھ معروف ہے۔ اور فقہاء کے ایک قول کے مطابق اس پر عمل کرنا جائز ہے۔ اس جواز کے لیے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کو دلیل بنایا گیا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو نضیر کو علاقہ بدر کرنے کا ارادہ کیا تو انہوں نے آکر عرض کیا کہ "اے اللہ کے رسول! آپ نے ہمیں نکلنے کا حکم دیا ہے، لیکن یہاں کچھ لوگوں پر ہمارے کچھ قرضے ہیں جو ابھی تک ہمیں ادا نہیں کیے گئے"، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "ان میں کمی کرلو اور نقد وصول کرلو"۔[1]
- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کسی نے ایسے شخص کے بارے میں پوچھا جو اپنے مقروض سے یہ کہے کہ مجھے میری رقم وقت سے پہلے ادا کرلو اور میں اس میں تمھارے لیے کچھ کمی کرلوں گا، تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا "ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے"۔[2] ابن عباس رضی اللہ عنہما ہی بنو نضیر والی حدیث کے راوی ہیں۔ دوسرے یہ کہ چونکہ یہ مسئلہ سود کے بالکل متضاد ہے، کیونکہ سود میں مدت میں اضافہ کے عوض دَین میں اضافہ کیا جاتا ہے جو کہ اپنے مقروض پر سراسر ظلم ہے، جبکہ مذکورہ مسئلہ میں مقروض سے ادائیگی کو کم کیا جاتا ہے اور قرض خواہ کو بھی یہ فائدہ ہوتا ہے کہ اسے اس کی رقم جلدی مل

(۱) "ضعوا و تعجلوا" امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو شرح مشکل الآثار ۱۱/۵۶ میں، بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو السنن الکبریٰ ۶/۲۸ میں، دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو اپنی سنن ۳/۴۶ میں اور حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو مستدرک ۲/۵۲ میں نقل کیا ہے۔
امام ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ اغاثۃ اللہفان ۲/۱۱ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث سنن کی شرائط کے مطابق ہے اور بیہقی نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے اس کے تمام راوی ثقہ ہیں اس کو مسلم بن خالد کی وجہ سے ضعیف کہا گیا ہے جب کہ وہ ثقہ فقیہہ ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے روایت لی ہے اور اس کو قابل دلیل سمجھا ہے۔

(۲) عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ نے مصنف ۸/۷۲ میں، حافظ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ نے الاستذکار ۲۰/۲۶۱ میں اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے السنن الکبریٰ ۶/۲۸ میں نقل کیا ہے۔

جاتی ہے، لہٰذا دونوں کو بغیر کسی نقصان کے فائدہ ہی ہوتا ہے، بخلاف سود کے، کہ اس میں مقروض کو نقصان ہی ہوتا ہے اور نفع سارے کا سارا قرض خواہ کو ہوتا ہے۔ لہٰذا یہ صورت ہر اعتبار سے سود کے متضاد ہے۔ چونکہ سود میں مدت کے عوض اضافہ کیا جاتا ہے جو کہ ایک بڑے نقصان کا ذریعہ ہے کہ ایک درہم دوگنا چوگنا ہوجاتا ہے اور بغیر کسی نفع کے مقروض کی ذمہ داری میں اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے، جبکہ کمی کرنے اور جلد وصول کرنے سے مقروض کی ذمہ داری میں کمی آتی ہے اور قرض خواہ کو رقم کی جلد وصولی کا فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ شارع نے ذمہ داری کو کم کرنے کی حوصلہ افزائی کی ہے کہ مدیون کو قیدی قرار دیا گیا ہے، لہٰذا اس کو دَین سے بری کرنا ایک طرح سے قید سے آزاد کرنا ہے اور یہ بالکل مختلف ہے اس صورت سے جہاں کچھ دن صبر کر کے نفع کمایا جاتا ہے۔ [1]

- تجارتی دستاویز کو کسی متعین سامان کی قیمت بنانا اس لیے جائز ہے کہ یہ دراصل متعین شے کے عوض دَین کو مدیون کے علاوہ کسی اور شخص پر فروخت کرنا ہے، اور ایسا کرنا مالکیہ کے مذہب میں جائز ہے، بشرطیکہ یہ خرید و فروخت قبضہ کے بعد ہو تاکہ ایسا نہ ہو کہ عقد کے دونوں عوض مؤخر ہوجائیں اور کسی پر بھی قبضہ نہ ہو سکے۔ مجمع الفقہ الاسلامی نے اس کے متعلق ایک قرارداد جاری کی ہے۔ [2]

تجارتی دستاویزات پر قبضہ کرنا

- جو چیک تصدیق شدہ ہو یا تصدیق شدہ کے حکم میں ہو، اس پر قبضہ کرنا دراصل اس میں لکھی ہوئی رقم پر قبضہ کرنا ہے، اس کی بنیاد یہ ہے کہ چیک بہت ساری بڑی ضمانتوں کا احاطہ کرتا ہے جس کی وجہ سے حاملِ چیک اس پر لکھی ہوئی رقم کا مالک بن جاتا ہے اور اس میں خرید و فروخت، ہبہ اور دیگر مالکانہ تصرفات کر سکتا ہے۔ چیک کو ریاستی حکومتوں کی جانب سے مضبوط حمایت حاصل ہے جو اس پر اعتماد کو مزید پختہ کرتی ہے۔ مزید یہ کہ چیک کے با اعتماد ہونے کے لیے محض اتنا ہی کافی ہے کہ اکاؤنٹ میں اس مدت تک اتنی رقم موجود ہو۔ یہی وجہ ہے کہ عام طور پر لوگ بڑے سودوں میں نقد کے بجائے

(۱)　اغاثۃ اللہفان ۲/ ۱۱ اور اعلام الموقعین ۳/ ۳۱۳

(۲)　۲۱-۲۶ شوال ۱۴۲۲ھ کو مکہ مکرمہ میں ہونے والے اجلاس ۱۶ میں یہ قرارداد جاری کی گئی۔

چیک کے ذریعے لین دین کو ترجیح دیتے ہیں۔

- جو چیک تصدیق شدہ نہ ہو اس پر قبضہ کرنا اس پر لکھی ہوئی رقم پر قبضہ نہیں سمجھا جائے گا، کیونکہ اس میں یہ احتمال موجود ہے کہ اکاؤنٹ میں رقم ہی نہ ہو یا لکھی ہوئی واجب الاداء رقم سے کم ہو۔ قبضہ میں اصل عرف ہے اور مجمع فقہ اسلامی نے تصدیق شدہ چیک پر قبضہ کو رقم پر قبضہ شمار کیا ہے اور اس حوالے سے ایک قرارداد منظور کی ہے۔[1]
- چیک کے ذریعے بینک اکاؤنٹ میں رقم منتقل کرنا اس صورت میں جائز ہے، جب منتقل کی جانے والی اور واجب الاداء رقم کی جنس ایک ہو، کیونکہ یہ سفتجہ کی قبیل سے ہے اور سفتجہ فقہاء کے ایک قول کے مطابق جائز ہے۔

تجارتی دستاویزات کی قیمت کے ذریعے وصولی کی ضمانت

بینک کی جانب سے تجارتی دستاویز کو اس وعدہ اور التزام کے ساتھ قبول کرنا کہ وہ مدت مکمل ہونے پر حاملِ دستاویز کو اس پر لکھی ہوئی رقم کی ادائیگی کا پابند ہوگا، یہ دراصل ضمانت ہے اور اس وعدہ اور التزام کی پابندی شرعاً ضروری ہے۔ اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا عموم ہے ﴿يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ﴾[2] (اے ایمان والو اپنے معاملات کو پورا کرو)۔

- اسی طرح نبی علیہ السلام کا فرمان[3] ہے کہ "تمام مسلمان باہم طے شدہ شرائط کے مطابق عمل کرنے میں آزاد ہیں"۔ ان فرامین کے تحت ہر وہ چیز داخل ہے جو انسان اپنے اوپر لازم کرتا ہے یا اپنے ذمے اس کی شرط لگاتا ہے۔ نیز جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے ایک حدیث مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے شخص کا جنازہ نہیں پڑھتے تھے جو اس حالت میں مر جائے کہ اس پر لوگوں کو کوئی دین ہو۔ ایک دن ایک شخص کی میت لائی گئی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ کیا اس پر کوئی دَین ہے؟ لوگوں نے کہا جی ہاں دو دینار ہیں۔ تو نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ اپنے ساتھی پر خود ہی نمازِ جنازہ پڑھو۔ حضرت ابو قتادہ انصاری رضی اللہ عنہ نے

---

(۱) مجمع الفقہ الاسلامی قانون نمبر ۵۳ (۶/۴) اور قرارداد نمبر ۸۴ (۹/۱)

(۲) سورۃ المائدہ: ۱۔

(۳) پہلے گذر چکا۔

فرمایا کہ وہ دَین میں اپنے ذمے لیتا ہوں، [1] تو نبی علیہ السلام نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابوقتادہ انصاری رضی اللہ عنہ نے اس میت کے دَین کو خود پر لازم کیا اور اس کی ادائیگی کا وعدہ کیا اور نبی علیہ السلام نے اس کو نہ صرف قبول کیا بلکہ اس وعدہ کو میت سے دَین کی براءت سمجھا گیا، جیسا کہ بعض روایات میں آتا ہے [2] کہ جب حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ دو دینار میرے ذمے ہیں تو نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ دائن کا حق آپ پر واجب ہوجائے گا اور میت اس دَین سے بری ہوجائے گی۔ تو انہوں نے کہا کہ جی ہاں [میں اس پر راضی ہوں] تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔ یہاں میت دَین سے اس لیے بری ہوا کیونکہ حضرت قتادہ انصاری رضی اللہ عنہ نے اس کے دَین کی ادائیگی کا عہد اور التزام اس طرح کرلیا تھا کہ میت کے بجائے خود دو دینار کے مدیون بن گئے تھے۔ موفق ابن قدامہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں [3] کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان "میت دو دینار سے بری ہوگئی ہے" کا مطلب یہ ہے کہ اب ان دیناروں کا مطالبہ آپ سے کیا جائے گا، اور یہ اس لیے کہا گیا تاکہ دائن کا حق ان کے ذمہ میں تاکید کے ساتھ ثابت ہوجائے اور ان پر ادائیگی واجب ہوجائے۔

- حاملِ دستاویز کے لیے تجارتی دستاویز پر دستخط کرنے والوں سے بھی رقم کا مطالبہ اس وجہ سے جائز ہے کہ دستخط کرنے سے وہ لوگ بھی اس رقم کے ضامن ہوگئے گویا انہوں نے یہ التزام کرلیا کہ اگر اصل مدیون ادائیگی نہ کرے تو ہم اس کی قیمت کی ادائیگی کریں گے اور اس بات پر اجماع ہے کہ کسی چیز کی اصولی طور پر ضمانت جائز ہے۔
- اعیان [طبعی اشیا] کو بطور ضمانت لینے کے جواز کی دلیل یہ ہے کہ یہ دراصل رہن ہے اور اس پر بھی وہی احکام مرتب ہوں گے جو رہن پر ہوتے ہیں اور رہن کے جواز پر تمام علماء کا اجماع ہے۔

---

(۱) ان الفاظ کے ساتھ یہ حدیث امام ابوداود رحمۃ اللہ علیہ نے سنن ۹/۱۹۳ میں باب التشدید فی الدین کے تحت ذکر کی ہے۔ نیز یہ حدیث صحیح بخاری ۴/۴۶۷ میں باب إن أحال دين الميت على رجل جاز کے تحت اور صحیح مسلم ۳/۱۲۳۷ حدیث نمبر ۱۶۱۹ میں منقول ہے۔

(۲) امام احمد نے یہ روایت مسند ۳/۳۳۰ میں ارروایت کی ہے۔

(۳) المغنی ۷/۸۵۔

ضمیمہ (ج)

فرہنگ

تجارتی دستاویزات

لین دین کے قابل ایسی دستاویزات، جو کسی رقم کی نمائندگی کرتی ہیں، جسے کچھ مدت بعد یا مطالبہ پر ادا کیا جاتا ہے۔ عرف میں ان کو آلۂ تبادلہ کے طور پر قبول کر لیا گیا ہے اور یہ تمام معاملات میں نقد رقوم کے قائم مقام ہیں۔

ہنڈی [bill of exchange]

یہ ایک ایسی دستاویز ہے جسے ایک مخصوص قانونی شکل میں جاری کیا جاتا ہے۔ اس میں فریقِ اوّل (جاری کرنے والا) کی جانب سے فریقِ ثانی (حاملِ دستاویز) کو یہ حکم دیا جاتا ہے کہ وہ فریقِ ثالث (مستفید) کو مطالبہ پر، یا ایک مخصوص مدت کے اندر اندر، یا کسی متعین یا قابلِ تعیّن تاریخ پر ایک مخصوص رقم ادا کرے۔

وعدہ نامہ/پرومیسری نوٹ [promissory note]

ایسی دستاویز ہے، جسے لکھنے والا یہ وعدہ کرتا ہے کہ وہ دوسرے شخص/حاملِ دستاویز کو مطالبہ پر، یا ایک مخصوص مدت کے اندر اندر، یا کسی متعین یا قابلِ تعیّن تاریخ پر ایک مخصوص رقم ادا کرے گا۔

چیک

وہ دستاویز ہے جو ایک مخصوص شکل میں جاری کی جاتی ہے۔ اس میں ایک فریق (رقم ادا کرنے والا) دوسرے فریق (جسے رقم ادا کی گئی ہے/بینک) کو یہ حکم دیتا ہے کہ وہ فریقِ ثالث (مستفید) کو چیک محض پیش کرنے پر ایک مخصوص رقم ادا کرے۔

کراس چیک

یہ بھی عام چیک کی طرح کی دستاویز ہے، البتہ اس میں چیک کے سامنے کی جانب دو متوازی خطوط کھینچے جاتے ہیں، ان خطوط کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بینک کو پابند کیا جاتا ہے کہ وہ اس چیک کے ذریعے صرف اس شخص کو رقم دے جس کا اکاؤنٹ اس بینک میں یا کسی اور بینک میں موجود ہو۔

تصدیق شدہ چیک

یہ بھی عام چیک کی طرح کی دستاویز ہے، لیکن اس پر سامنے کی جانب تاریخ اور متعلقہ بینک کے پتہ کے ساتھ تصدیق شدہ، منظور شدہ یا اس جیسا کوئی اور جملہ لکھا ہوتا ہے اور تصدیق کرنے والے متعلقہ افسر کے دستخط ہوتے ہیں، یہ اس بات کی علامت ہوتی ہے کہ اس چیک کو جاری کرنے والے کے دستخط درست ہیں اور اس کے اکاؤنٹ میں اس چیک کے تقاضے کے مطابق رقم موجود ہے۔

بینک ڈرافٹ

یہ چیک بینک کی جانب سے جاری کیا جاتا ہے جس میں اکاؤنٹ ہولڈر کی طرف سے فریقِ ثالث کو ایک مخصوص رقم کی ادائیگی کی ضمانت ہوتی ہے۔

اکاؤنٹ کے ساتھ خاص چیک

یہ بھی عام چیک کی طرح کی دستاویز ہے، لیکن اس میں چیک جاری کرنے والا فریق اس عبارت کا اضافہ کرتا ہے کہ چیک کی رقم نقدی کی صورت میں ادا نہ کی جائے، بلکہ لکھی گئی شرط کے مطابق ادا کی جائے، مثلاً چیک پر ''وصول کنندہ کے اکاؤنٹ میں'' لکھ دیا جاتا ہے یا اسی معنی پر دلالت کرنے والی کوئی اور عبارت لکھی جاتی ہے۔

سیاحتی چیک

ایسے چیک ہیں جو مسافروں کے مفاد میں اداروں کی جانب سے بیرون ملک میں ان کی شاخوں یا متعلقہ اداروں کے نام مختلف قیمتوں میں جاری کیے جاتے ہیں۔ سفر کے دوران مسافران چیکوں کو متعلقہ

اداروں اور فریق کے سامنے پیش کرکے ان کی قیمت لے سکتا ہے۔

ترسیل رقوم بذریعہ بینک کے چیک

یہ چیک ادارے کی جانب سے اس وقت لکھے جاتے ہیں، جب کوئی شخص اپنی رقم بینک کے ذریعے ان چیکوں کی بنیاد پر کسی دوسرے مقام پر منتقل کرنا چاہتا ہو، تاکہ وہاں پر اس کا مقرر کردہ شخص، یا وہ خود اس رقم کو وصول کرسکے۔

توثیق[endorsement]

یہ ایک قانونی عمل ہے، جس کے ذریعے تجارتی دستاویز کی ملکیت ایک فریق سے دوسرے فریق کی جانب منتقل کی جاتی ہے۔ اس میں ایک عبارت کا اضافہ کرکے رقم کی وصولی یا رہن کا وکیل بھی بنایا جاسکتا ہے۔

تجارتی دستاویز کو بٹہ لگانا[discounting]

ایسا عمل ہے جس میں تجارتی دستاویز کی توثیق کے ذریعے اس کا مالک اپنی ملکیت کو وصولی کی مدت تک ایک تیسرے فریق کو منتقل کردیتا ہے اور جلد ادائیگی کی وجہ سے دستاویز کی اصل قیمت سے کم قیمت وصول کرتا ہے۔

ادائیگی کا وعدہ

ادارے کی جانب سے یہ وعدہ کہ وہ ہنڈی کے قانونی مالک کو مدت مکمل ہونے پر اس کی قیمت کی ادائیگی کرے گا۔

ضمانت یا کفالت

دیگر دستخط کرنے والوں کی طرح بینک بھی تجارتی دستاویز کے حامل کو یہ ضمانت دیتا ہے کہ اگر اصل مدیون نے ادائیگی نہ کی تو بینک اس کی ادائیگی کرے گا۔

اثاثوں کو بطورِ ضمانت رکھنا

یہ ضمانتیں حاملِ دستاویز کی جانب سے مشروط ہوتی ہیں۔ یہ ضمانتیں زمین یا منقولی اشیا مثلاً ایسی تجارتی دستاویزات کے رہن کی صورت میں ہوتی ہیں، جن کی تصدیق مدیون نے حاملِ دستاویز کے لیے کی ہوتی ہے یا یہ ضمانت ایسے سامان کی صورت میں ہوتی ہے جو سامان مدیون حاملِ دستاویز کو رقم کی ادائیگی کی ضمانت کے طور پر دیتا ہے۔

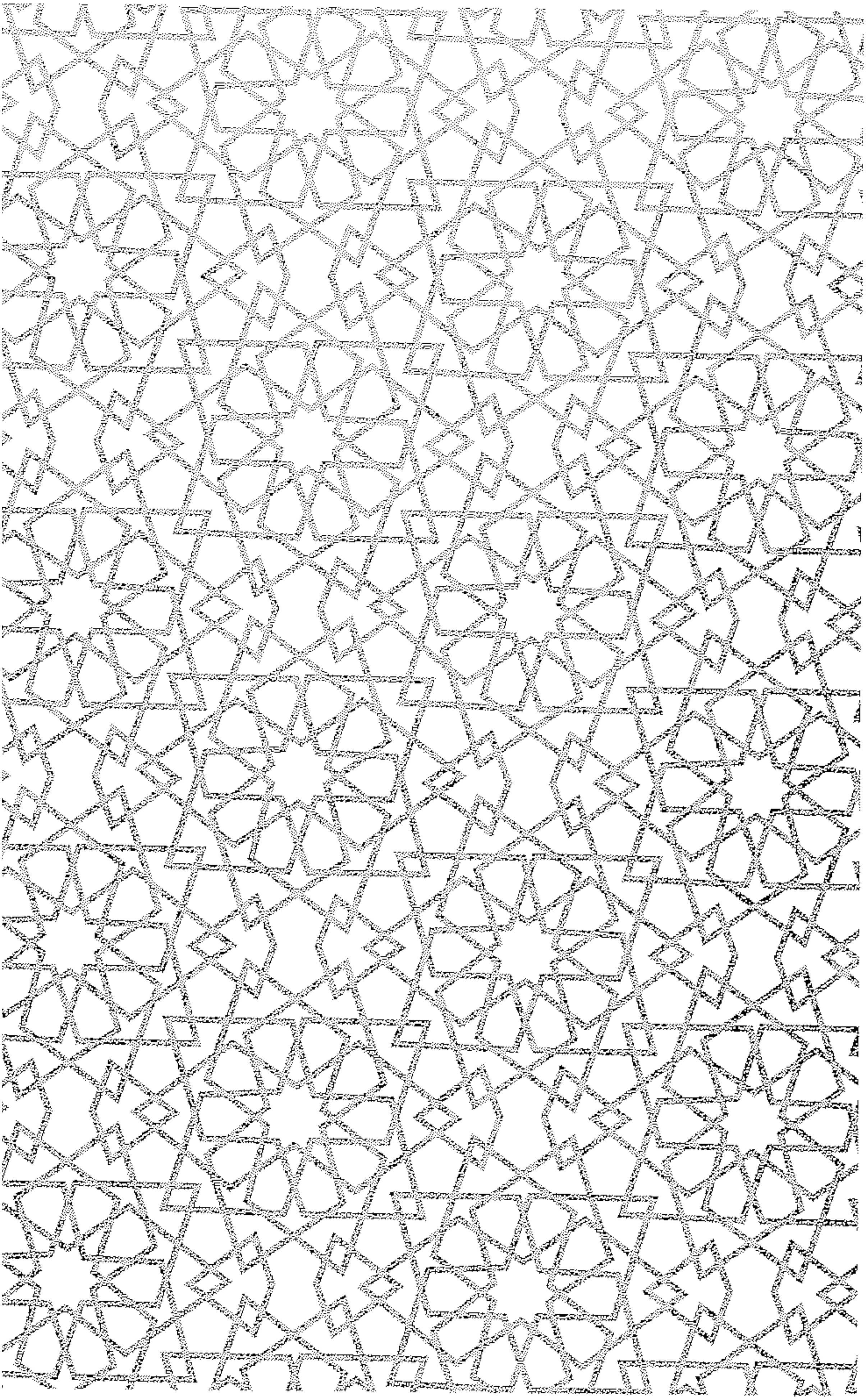

شرعی معیار نمبر (۱۷)

سرمایہ کاری صکوک

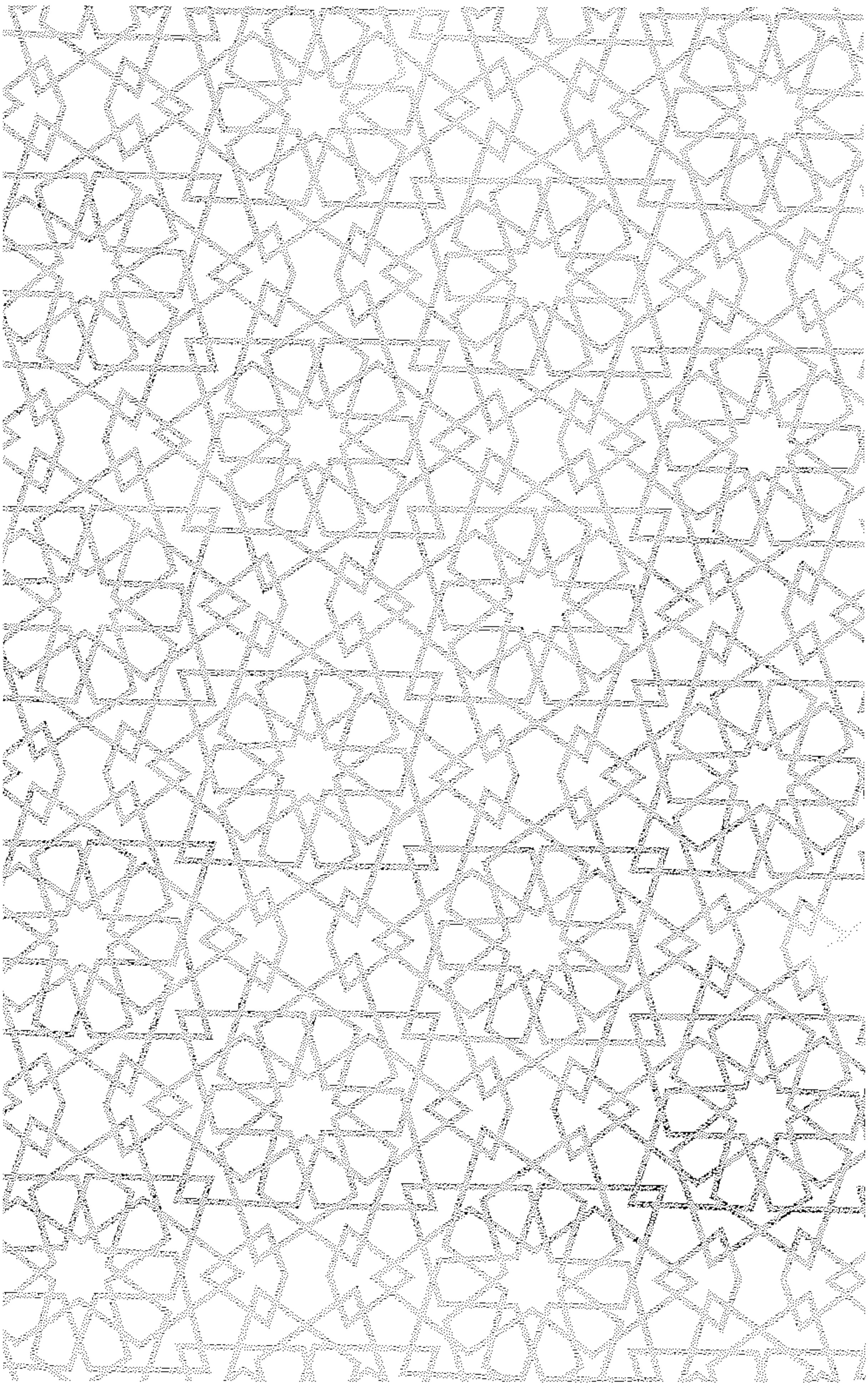

فہرست

دیباچہ ۴۸۰
معیار کا متن ۴۸۱
۱- معیار کا دائرۂ کار ۴۸۱
۲- سرمایہ کاری صکوک کی تعریف ۴۸۱
۳- سرمایہ کاری صکوک کی اقسام ۴۸۱
۴- سرمایہ کاری صکوک کی خصوصیات ۴۸۶
۵- شرعی احکام وضوابط ۴۸۶
۶- معیار کے اجرا کی تاریخ ۴۹۸
معیار کی منظوری ۴۹۹
ضمیمہ جات
ضمیمہ (الف) معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد ۵۰۰
ضمیمہ (ب) شرعی احکام کی بنیادیں ۵۰۳
ضمیمہ (ج) فرہنگ ۵۰۵

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على أشرف المرسلين، سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه أجمعين.

دیباچہ

اس معیار کا مقصد سرمایہ کاری صکوک کے اجرا اور ان کی خرید وفروخت کے احکام، ان کی اقسام، ان کی خصوصیات، ان سے متعلق شرعی قواعد وضوابط اور اسلامی مالیاتی اداروں (ادارہ/ادارے)[1] میں ان کے اجرا اور خرید وفروخت کی شرائط بیان کرنا ہے۔

واللہ الموفق...

---

(۱) ''ادارہ/ادارے'' کی اصطلاح یہاں اختصار کی غرض سے اسلامی مالیاتی اداروں کے لیے استعمال کی گئی ہے جن میں اسلامی بینک بھی شامل ہیں۔

معیار کا متن

۱- معیار کا دائرۂ کار

اس معیار میں سرمایہ کاری صکوک کا بیان ہے جن میں کرایہ پر دیے گئے اثاثوں کی ملکیت کے صکوک، منافع کی ملکیت کے صکوک، خدمات کی ملکیت کے صکوک، مرابحہ صکوک، سلم صکوک، استصناع صکوک، مضاربہ صکوک، مشارکہ صکوک، سرمایہ کاری کے لیے وکالت کے صکوک، مزارعت صکوک، آبپاشی صکوک اور شجر کاری صکوک شامل ہیں۔ اس معیار میں مشترکہ سرمائے کی کمپنیوں [جوائنٹ اسٹاک کمپنیوں] کے حصص کا بیان نہیں ہے، کیونکہ ان کا بیان شرکت کے معیار کے ضمن میں موجود ہے۔ اسی طرح اس معیار میں مالیاتی دستاویزات [کمرشل پیپرز]، فنڈز کے یونٹس اور صندوقِ سرمایہ کاری کا ذکر بھی شامل نہیں کیا گیا۔

۲- سرمایہ کاری صکوک کی تعریف

صکوک ایسی دستاویزات ہیں جو یکساں قیمت کی ہوتی ہیں اور جو اثاثوں، منافع یا خدمات [سہولیات] کی ملکیت میں یا کسی خاص کاروباری منصوبے کے اثاثوں کی ملکیت میں یا سرمایہ کاری کی کسی خاص سرگرمی میں غیر منقسم حصے کی نمائندگی کرتی ہیں۔ یہ نمائندگی اس وقت ثابت ہوتی ہے جب صکوک خریدنے والوں سے ان کی قیمت وصول کی جاچکی ہو اور صکوک کی فروخت بند کردی گئی ہو اور جس غرض سے صکوک جاری کیے گئے ہوں اس میں حاصل شدہ سرمائے کا استعمال شروع کردیا گیا ہو۔

حصص اور قرض کے بانڈز (بانڈز) سے ممتاز کرنے کے لیے اس معیار میں ان صکوک کو "سرمایہ کاری صکوک" کا عنوان دیا گیا ہے۔

۳- سرمایہ کاری صکوک کی اقسام

سرمایہ کاری صکوک کی متعدد اقسام ہیں، ان میں سے کچھ درج ذیل ہیں:

۱/۳ کرائے پر دیے گئے اثاثوں کی ملکیت کے صکوک

یہ یکساں قیمت کی ایسی دستاویزات ہیں جنہیں فی الحال کرائے پر دی ہوئی اشیا یا مستقبل میں کرائے پر دی جانے والی اشیا کا مالک یا اس کے نائب کے طور پر کوئی مالیاتی ادارہ جاری کرتا ہے۔ اس سے غرض یہ ہوتی ہے کہ یہ اثاثے فروخت کیے جائیں اور اس میں حصہ لینے والوں نے جو رقم دی ہے اس کی صورت میں ان اثاثوں کی قیمت حاصل کی جائے۔ اس عمل سے ان اشیا کی ملکیت حاملینِ صکوک کو حاصل ہوجاتی ہے۔

۲/۳ منفعت کی ملکیت کے صکوک، ان کی درج ذیل مختلف اقسام ہیں:

۱/۲/۳ موجود اثاثوں کی منفعت کی ملکیت کے صکوک

اس کی دو اقسام ہیں:

۱/۱/۲/۳ یہ یکساں قیمت کی ایسی دستاویزات ہیں جنہیں موجود اثاثوں کا مالک خود یا اس کا نائب کوئی مالیاتی ادارہ جاری کرتا ہے۔ اس سے غرض یہ ہوتی ہے کہ ان اشیا کی منفعت کو کرائے پر دیا جائے اور اس میں حصہ لینے والوں نے جو رقم دی ہے اس کی صورت میں کرایہ حاصل کیا جائے۔ اس عمل سے اثاثے کی منفعت کی ملکیت حاملینِ صکوک کو حاصل ہوجاتی ہے۔

۲/۱/۲/۳ یہ یکساں قیمت کی ایسی دستاویزات ہیں جنہیں موجود اثاثوں کی منفعت کا مالک [کرایہ پر لینے والا] خود یا اس کا نائب کوئی مالیاتی ادارہ جاری کرتا ہے۔ اس سے غرض یہ ہوتی ہے کہ ان اشیا کی منفعت کو دوبارہ کرائے پر دیا جائے اور صکوک میں حصہ لینے والوں نے جو رقم دی ہے اس کی صورت میں ان اثاثوں کا کرایہ حاصل کیا جائے۔ اس عمل سے اثاثوں کی منفعت کی ملکیت صکوک کے حاملین کو حاصل ہوجاتی ہے۔

۲/۲/۳ موصوف فی الذمہ اثاثوں کی منفعت کی ملکیت کے صکوک

یہ مساوی قیمت کی ایسی دستاویزات ہیں جن کا اجرا اس غرض سے ہوتا ہے کہ

[مستقبل میں] موصوف فی الذمہ [جن کو صفات کے مطابق مہیا کرنا لازم ہو] اثاثوں کو کرائے پر دیا جائے اور صکوک کے خریداروں نے جو رقم دی ہے اس سے کرایہ وصول کیا جائے۔ اس عمل سے موصوف فی الذمہ اثاثوں کی منفعت کی ملکیت، صکوک کے حاملین کو حاصل ہو جاتی ہے۔

۳/۲/۳ کسی متعین فریق کی خدمات کی ملکیت کے صکوک

یہ مساوی قیمت کی ایسی دستاویزات ہیں جن کا اجرا اس غرض سے ہوتا ہے کہ کسی متعین فریق کی خدمات (مثلاً کسی مخصوص یونیورسٹی سے تعلیم حاصل کرنے کی سہولت) کو خواہش مند حضرات کے سامنے پیش کیا جائے اور صکوک کے خریداروں نے جو رقم دی ہے اس سے فیس وصول کی جائے۔ اس عمل سے ان خدمات [سہولیات] کی ملکیت صکوک کے حاملین کو حاصل ہو جاتی ہے۔

۴/۲/۳ موصوف فی الذمہ خدمات کی ملکیت کے صکوک

یہ یکساں قیمت کی ایسی دستاویزات ہیں جن کا اجرا اس غرض سے ہوتا ہے کہ کسی غیر متعیّن، مگر مخصوص صفات کے حامل ادارے کی خدمات [سہولیات]، (جیسے کسی ایسی یونیورسٹی سے تعلیم حاصل کرنے کی سہولت، جسے نام کے بجائے مخصوص صفات کے بیان کے ذریعے طے کیا جائے) کو خواہش مند حضرات کے سامنے پیش کیا جائے اور [صکوک کے] خریداروں نے جو رقم دی ہے اس سے فیس وصول کی جائے۔ اس طرح صکوک کے حاملین ان خدمات [سہولیات] کے مالک بن جاتے ہیں۔

۳/۳ سلم صکوک

سلم صکوک یکساں قیمت کی وہ دستاویزات ہیں جو بیع سلم کے راس المال [سرمایہ] کو اکٹھا کرنے کے لیے جاری کی جاتی ہیں۔ اس طرح صکوک کے حاملین سلم میں جو چیز خریدی جارہی ہے اس کے مالک بن جاتے ہیں۔

۴/۳ استصناع صکوک

یہ یکساں قیمت کی دستاویزات ہیں، جن کا اجرا اس غرض سے ہوتا ہے کہ ان کی فروخت سے حاصل ہونے والے سرمائے کو مطلوبہ سامان [یا اثاثوں] کی تیاری کے لیے استعمال کیا جاسکے۔ صکوک کے حاملین ان مصنوعات کے مالک بن جاتے ہیں۔

۵/۳ مرابحہ صکوک

یہ یکساں قیمت کی دستاویزات ہیں، جو اس لیے جاری کی جاتی ہیں کہ صکوک جاری کرنے والا شخص حاصل شدہ سرمائے سے مرابحہ کا سامان خرید سکے۔ اس طرح صکوک کے حاملین مرابحہ کے سامان کے مالک بن جاتے ہیں۔

۶/۳ مشارکہ صکوک

یہ یکساں قیمت کی ایسی دستاویزات ہیں جن سے حاصل ہونے والے سرمائے کو، مشارکہ کی اقسام میں سے کسی قسم پر مبنی کسی معاملے کی بنیاد پر، نئے منصوبوں کے قیام یا پہلے سے قائم منصوبوں کی ترقی یا کسی کاروباری سرگرمی کی تمویل کے لیے استعمال کیا جائے۔ اس طرح صکوک کے حاملین کے حصص کے بقدر کاروباری منصوبہ یا کاروبار کے اثاثہ جات، صکوک کے حاملین کی ملکیت میں آجاتے ہیں۔ مشارکہ صکوک کا انتظام شراکت داری کی بنیاد پر یا مضاربہ کی بنیاد پر یا سرمایہ کاری کی وکالت کی بنیاد پر کیا جاتا ہے۔

۱/۶/۳ شرکت صکوک

یہ مشارکہ کی دستاویزات ہیں، جو ایسے منصوبوں یا کاروباری سرگرمیوں کی نمائندگی کرتے ہیں جن کا انتظام شرکت کی بنیاد پر کیا جاتا ہے۔ اس کے لیے شرکاء میں سے کسی ایک فرد کو یا شرکاء کے علاوہ باہر سے کسی شخص کو ان منصوبوں یا سرگرمیوں کے انتظام کے لیے مقرر کیا جاتا ہے۔

۲/۶/۳ مضاربہ صکوک

یہ مشارکہ کی دستاویزات ہیں جو ایسے منصوبوں یا کاروباری سرگرمیوں کی نمائندگی

کرتے ہیں جو مضاربہ کی بنیاد پر چلائے جاتے ہیں۔ اس کے لیے شرکاء میں سے کسی ایک فرد کو یا شرکاء کے علاوہ باہر سے کسی شخص کو ان منصوبوں یا کاروباری سرگرمیوں کو چلانے کے لیے مضارب مقرر کرلیا جاتا ہے۔

۳/۶/۳ وکالتِ سرمایہ کاری صکوک

یہ مشارکہ کی دستاویزات ہیں، جو ان منصوبوں یا کاروباری سرگرمیوں کی نمائندگی کرتی ہیں جن کا انتظام "سرمایہ کاری کے لیے وکالت" کی بنیاد پر کیا جاتا ہے۔ صکوک کے حاملین مطلوبہ کاروبار کے انتظام کے لیے کسی شخص کو وکیل مقرر کرتے ہیں۔

۷/۳ مزارعت صکوک

یہ یکساں قیمت کی دستاویزات ہیں، جو اس غرض سے جاری کی جاتی ہیں کہ ان کی فروخت سے حاصل ہونے والے سرمائے کو مزارعت کی بنیاد پر قائم کسی کاروباری منصوبے کی تمویل کے لیے استعمال کیا جائے۔ صکوک کے حاملین زمین کی پیداوار میں عقد کی شرائط کے مطابق ایک مخصوص حصے کے مالک بنتے ہیں۔

۸/۳ آبپاشی [مساقات] صکوک

یہ یکساں قیمت کی دستاویزات ہیں، جو اس غرض سے جاری کی جاتی ہیں کہ ان کی فروخت سے حاصل ہونے والے سرمائے کو پھل دار درختوں کی آبپاشی، ان کی دیکھ بھال اور دیگر اخراجات کے لیے استعمال کیا جائے۔ صکوک کے حاملین عقد کی شرائط کے مطابق، پھلوں [یا پیداوار] کے ایک مخصوص حصے کے مالک بنتے ہیں۔

۹/۳ شجرکاری [مغارسہ] صکوک

یہ یکساں قیمت کی دستاویزات (صکوک) ہیں، جو اس غرض سے جاری کی جاتی ہیں کہ ان کی فروخت سے حاصل ہونے والے سرمائے کو عقد مغارسہ کی بنیاد پر شجرکاری اور اس سے متعلقہ امور اور اخراجات میں استعمال کیا جائے۔ صکوک کے حاملین طے شدہ شرح سے

زمین اور درختوں کے مالک بنتے ہیں۔

۴- سرمایہ کاری صکوک کی خصوصیات

۴/۱ یہ یکساں قیمت کی ایسی دستاویزات ہیں جو ان کے مالکان یا ان کے حاملین کے نام پر جاری کی جاتی ہیں، تاکہ جن اثاثوں کی یہ نمائندگی کرتی ہیں ان سے متعلقہ مالی حقوق اور ذمہ داریوں میں ان کا حق ثابت کیا جائے۔

۴/۲ یہ کاروبار کے لیے مختص مخصوص اثاثوں کی ملکیت میں مشاع یعنی غیر منقسم حصے کی نمائندگی کرتے ہیں، خواہ وہ اثاثے طبعی اشیا کی صورت میں ہوں، یا منافع کی شکل میں ہوں، یا خدمات کی صورت میں ہوں، یا وہ اِن کا اور معنوی حقوق، دیون اور نقود کا مجموعہ ہوں۔ یہ صکوک جاری کرنے والے کی جانب سے حاملِ صکوک کے ذمہ کسی دَین کی نمائندگی نہیں کرتے۔

۴/۳ یہ صکوک کسی شرعی عقد کی بنیاد پر جاری کیے جاتے ہیں۔ ان صکوک کا اجراء اور ان کی خرید و فروخت شرعی قواعد و ضوابط کی روشنی میں کی جاتی ہے۔

۴/۴ ان صکوک کی خرید و فروخت کے لیے وہی شرائط ہیں جو ان اثاثوں کی خرید و فروخت کے لیے ہیں، جن کی یہ صکوک نمائندگی کرتے ہیں۔

۴/۵ صکوک مالکان صکوک کی دستاویزات میں طے شدہ تناسب کے مطابق نفع میں شریک ہوں گے اور جس تناسب سے وہ صکوک کے مالک ہیں اسی تناسب سے نقصان کو برداشت کریں گے۔

۵- شرعی احکام و ضوابط

۵/۱ سرمایہ کاری صکوک کا اجرا

۵/۱/۱ صکوک میں حصہ لینے کے لیے جو رقم دی جاتی ہے اس کی شریعت کے طے کردہ عقود میں سے کسی عقد کی بنیاد پر سرمایہ کاری کے لیے صکوک کا اجرا [تمسک

سازی] جائز ہے۔

۲/۱/۵ طبعی اشیا، منافع اور خدمات جیسے اثاثہ جات کے صکوک جاری کرنا [تمسک سازی] جائز ہے۔ اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ ان اثاثوں کو یکساں حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے اور پھر ان کی قیمت کے عوض ان کے صکوک جاری کر دیے جاتے ہیں۔ جہاں تک واجب الذمہ دیون کی بات ہے تو خرید و فروخت کی غرض سے ان کے صکوک جاری کرنا جائز نہیں ہے۔

۳/۱/۵ جس عقد کی بنیاد پر صکوک جاری کیے جائیں اس سے متعلق تمام احکام صکوک کے اجرا کے عقد پر لاگو ہوں گے، البتہ یہ حکم صکوک کے فروخت اور ان کے خریدار کے نام ہو جانے کے بعد ہوگا۔

۴/۱/۵ صکوک کے اجرا کے عقد کے دو فریق ہیں: ایک صکوک جاری کرنے والا ادارہ اور دوسرا ان صکوک کے خریدار۔

۵/۱/۵ اجرا کے دونوں فریقوں کے مابین تعلق کی تحدید اس عقد کی نوعیت اور اس کی شرعی حیثیت کے مطابق ہوگی۔ اس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱/۵/۱/۵ کرائے پر دیے ہوئے اثاثوں کی ملکیت کے صکوک

ان صکوک کو جاری کرنے والا وہ شخص ہوتا ہے جو فی الحال کرائے پر دی ہوئی اشیا یا مستقبل میں کرایہ پر دی جانے والی اشیا کو فروخت کرتا ہے۔ صکوک میں حصہ لینے والے ان اثاثوں کے خریدار ہوتے ہیں۔ ان صکوک کی فروخت سے حاصل ہونے والا سرمایہ در اصل ان صکوک کی قیمت ہوتی ہے۔ صکوک کے حاملین کسی مخصوص حصے کے تعیّن کے بغیر، نفع و نقصان سمیت مشترکہ طور پر ان اثاثہ جات کے اور ان کے نفع اور نقصان کے مالک بنتے ہیں اور مشارکہ کی بنیاد پر ایک دوسرے کے شریک ہوتے ہیں۔

۲/۵/۱/۵ منفعت کی ملکیت کے صکوک

(الف) موجود اثاثوں کی منفعت کی ملکیت کے صکوک

ان صکوک کو جاری کرنے والا وہ شخص ہوتا ہے جو کسی موجود اثاثے کی منفعت کو فروخت کرتا ہے۔ صکوک میں حصہ لینے والے اس منفعت کے خریدار ہوتے ہیں۔ ان صکوک کی فروخت سے حاصل ہونے والا سرمایہ اِس منفعت کی طے شدہ قیمت ہوتی ہے۔ حاملینِ صکوک نفع ونقصان سمیت اس منفعت کے غیر متعیّن حصوں کے مشترکہ طور پر مالک ہوتے ہیں۔

(ب) موصوف فی الذمہ اثاثوں کے منافع کی ملکیت کے صکوک

ان صکوک کو جاری کرنے والا وہ شخص ہوتا ہے جو طبعی اشیا کے اس منفعت کو فروخت کرتا ہے جو اوصاف کی بنیاد پر اس کی ذمہ داری میں ہوتے ہیں۔ صکوک میں حصہ لینے والے اس منفعت کے خریدار ہوتے ہیں۔ ان صکوک کی فروخت سے حاصل ہونے والا سرمایہ دراصل اس منفعت کی قیمت ہوتی ہے۔ حاملینِ صکوک نفع ونقصان سمیت اس منفعت کے غیر متعیّن حصوں کے مشترکہ طور پر مالک ہوتے ہیں۔

(ج) خدمات کی ملکیت کے صکوک

ان صکوک کو جاری کرنے والا وہ شخص ہوتا ہے جو ان خدمات کو فروخت کرتا ہے۔ صکوک میں حصہ لینے والے ان خدمات کے خریدار ہوتے ہیں۔ ان صکوک کی فروخت سے حاصل ہونے والا سرمایہ دراصل اس خدمت کی قیمت ہوتی ہے۔

حاملینِ صکوک منافع کی ان تمام (الف، ب، ج) اقسام کو فروخت

کر سکتے ہیں اور ان کی فروخت سے منافع بھی کما سکتے ہیں۔

۵/۱/۵/۳ سلم صکوک

ان صکوک کو جاری کرنے والا وہ شخص ہوتا ہے جو مسلم فیہ [سلم کا سامان] کا بیچنے والا ہوتا ہے۔ صکوک میں حصہ لینے والے مسلم فیہ [سلم کا سامان] کے خریدار ہوتے ہیں۔ ان صکوک میں حصہ لینے والے جو سرمایہ فراہم کرتے ہیں وہ دراصل مسلم فیہ [سلم کا سامان] کی قیمت ہوتا ہے۔ حاملینِ صکوک مسلم فیہ کے مالک بنتے ہیں اور ان صکوک کی یا متوازی سلم کی صورت میں مسلم فیہ کی قیمتِ فروخت [دونوں فریقوں کے مابین طے شدہ قیمت] کے مستحق ہوتے ہیں۔

۵/۱/۵/۴ استصناع صکوک

ان صکوک کو جاری کرنے والا کسی چیز کو تیار کرنے والا (فروخت کنندہ) ہوتا ہے۔ صکوک میں حصہ لینے والے دراصل مطلوبہ چیز کے خریدار ہوتے ہیں۔ ان صکوک میں حصہ لینے والے جو سرمایہ فراہم کرتے ہیں وہ مطلوبہ [تیار کردہ] چیز کی تیاری پر اٹھنے والا خرچہ ہوتا ہے۔ صکوک کے حاملین اس تیار کردہ چیز کے مالک بنتے ہیں اور اس تیار کردہ سامان کی عام فروخت یا متوازی استصناع کی صورت میں تیار کردہ چیز کی فروخت سے حاصل ہونے والی قیمت کے مستحق ہوتے ہیں۔

۵/۱/۵/۵ مرابحہ صکوک

ان صکوک کو جاری کرنے والا مرابحہ کے سامان کا فروخت کرنے والا ہوتا ہے۔ ان صکوک میں حصہ لینے والے مرابحہ کے سامان کے خریدار ہوتے ہیں۔ ان صکوک میں حصہ لینے والے جو سرمایہ فراہم کرتے ہیں وہ مرابحہ کے سامان کی خریداری پر ہونے والا خرچہ ہوتا ہے۔ حاملینِ صکوک مرابحہ کے سامان کے مالک بن جاتے ہیں اور اس کی قیمتِ فروخت کے مستحق ہوتے ہیں۔

۶/۵/۱/۵ مشارکہ صکوک

ان صکوک کوجاری کرنے والا وہ شخص ہوتا ہے جو کسی خاص کاروباری منصوبے یا کاروباری سرگرمی میں دوسروں کو اپنا شریک بنانے کا خواہش مند ہوتا ہے۔ صکوک میں حصہ لینے والے عقدِ مشارکہ کے شرکاء ہوتے ہیں۔ صکوک میں حصہ لینے والے جو سرمایہ فراہم کرتے ہیں مشارکہ کے سرمایہ میں ان کا حصہ ہوتا ہے۔ صکوک کے حاملین نفع ونقصان سمیت شرکت کے اثاثوں کے مالک بن جاتے ہیں اور اگر نفع ہو تو اس میں اپنے حصے کے بقدر مستحق ہوتے ہیں۔

۷/۵/۱/۵ مضاربہ صکوک

ان صکوک کوجاری کرنے والا مضارب ہوتا ہے اور ان میں حصہ لینے والے ارباب الاموال ہوتے ہیں۔ صکوک سے حاصل شدہ سرمایہ مضاربہ کا سرمایہ ہوتا ہے۔ صکوک کے حاملین مضاربہ کے اثاثوں اور ارباب الاموال کے لیے نفع میں سے طے شدہ حصے کے مالک ہوتے ہیں اور نقصان کی صورت میں اسے [اپنے اپنے سرمایہ کے بقدر] برداشت کرتے ہیں۔

۸/۵/۱/۵ وکالت برائے سرمایہ کاری صکوک

ان صکوک کوجاری کرنے والا سرمایہ کاری کا وکیل ہوتا ہے۔ ان میں حصہ لینے والے مؤکلین ہوتے ہیں۔ حاصل شدہ سرمایہ وہ رقم ہوتی ہے جو وکیل کے ذریعے کاروبار میں لگائی جاتی ہے۔ صکوک جن اثاثوں کی نمائندگی کرتے ہیں، صکوک کے حاملین نفع ونقصان سمیت ان اثاثوں کے مالک بنتے ہیں اور اگر نفع ہو تو اس کے حقدار ہوتے ہیں۔

۹/۵/۱/۵ مزارعت صکوک

(الف) ان صکوک کوجاری کرنے والا زمیندار (زمین یا اس کے منافع کا مالک) خود ہوتا ہے اور ان میں حصہ لینے والے عقدِ مزارعت کے تحت کاشتکار (خود یا کسی

اور کے ذریعے کھیتی باڑی کا کام کرنے والے) ہوتے ہیں۔ حاصل شدہ سرمایہ سے کاشتکاری کے اخراجات پورے کیے جاتے ہیں۔

(ب) بعض اوقات صکوک کا اجرا مزارع (کام کرنے والا) کی جانب سے ہوتا ہے اور ان میں حصہ لینے والے زمیندار (وہ سرمایہ کار جن سے حاصل کیے گئے سرمائے سے زمین خریدی گئی) ہوتے ہیں۔ صکوک کے حاملین زمین کی پیداوار میں ایک طے شدہ حصے کے مالک ہوتے ہیں۔

۵/۱/۵/۱۰ باغبانی [مساقات] صکوک

(الف) ان صکوک کو جاری کرنے والا درختوں والی زمین کا مالک (زمین یا اس کے منافع کا مالک) ہوتا ہے اور صکوک میں حصہ لینے والے وہ لوگ ہوتے ہیں جو عقدِ مساقاۃ کے تحت باغوں کی دیکھ بھال کرتے ہیں۔ صکوک کی فروخت سے حاصل شدہ سرمائے سے درختوں کی دیکھ بھال کے اخراجات پورے کیے جاتے ہیں۔

(ب) بعض اوقات صکوک کا اجرا مساقی (باغ میں کام کرنے والا) کی جانب سے ہوتا ہے اور صکوک میں حصہ لینے والے زمین کے مالکان (وہ سرمایہ دار، جن سے حاصل کیے گئے سرمائے سے زمین خریدی گئی) ہوتے ہیں۔ صکوک کے حاملین درختوں (باغ) کی پیداوار میں ایک طے شدہ حصے کے مالک ہوتے ہیں۔

۵/۱/۵/۱۱ شجر کاری [مغارسہ] صکوک

(الف) ان صکوک کو جاری کرنے والا اس زمین کا مالک ہوتا ہے جو شجر کاری کے قابل ہو۔ صکوک میں حصہ لینے والے عقدِ شجر کاری کی بنیاد پر کام کرنے والے ہوتے ہیں۔ صکوک کی فروخت سے حاصل ہونے والے سرمائے سے شجر کاری کے اخراجات پورے کیے جاتے ہیں۔

(ب) بعض اوقات صکوک کا اجراء کرنے والا شجر کاری کرنے والا عامل ہوتا ہے۔ ان

میں حصہ لینے والے زمیندار (وہ سرمایہ دار جن سے حاصل کیے گئے سرمائے سے درخت اگائے گئے) ہوتے ہیں۔ صکوک کے حاملین زمین اور درختوں کی پیداوار میں ایک طے شدہ حصے کے مالک ہوتے ہیں۔

۵/۱/۶ صکوک کے اجرا کے عقود صکوک کو جاری کرنے والے اور اس میں حصہ لینے والے کے درمیان تعلق کی نوعیت طے کرتے ہیں، اور ان عقود کے انعقاد کے ساتھ ہی ان کے احکامات، یعنی حقوق و فرائض لاگو ہونا شروع ہوجاتے ہیں۔

۵/۱/۷ صکوک کے اجرا کا منشور [پراسپکٹس] صکوک جاری کرنے والے کی طرف سے ان میں حصہ لینے والوں کو ایک دعوت ہوتی ہے۔ صکوک کی خریداری کی درخواست، ایجاب ہے اور صکوک جاری کرنے والے ادارے کا درخواست گزار سے اتفاق کرلینا اس کی طرف سے قبول ہے۔ سوائے اس کے کہ منشور [پراسپکٹس] میں صراحت کے ساتھ اس بات کی وضاحت کردی جائے کہ یہ منشور ہی ایجاب ہے تو اس صورت میں یہ منشور ہی ایجاب ہوگا اور صکوک کی خریداری کی درخواست کو قبول تصور کیا جائے گا۔

۵/۱/۸ صکوک کے اجرا کے منشور [پراسپکٹس] میں درج ذیل امور کی رعایت ضروری ہے:

۵/۱/۸/۱ صکوک کے اجرا کا منشور [پراسپکٹس] عقد کی شرائط اور صکوک کے اجرا میں شریک لوگوں کے بارے میں ضروری وضاحتوں، ان کی شرعی صفات [حیثیتوں] اور ان کے حقوق و فرائض پر مشتمل ہو، مثلاً یہ کہ صکوک کے اجرا کا وکیل، اس کے اجرا کی نگرانی کرنے والا، صکوک کے اجرا کا انتظام کرنے والا، سرمائے کو نفع بخش کاروبار میں لگانے والا، صکوک کے بازار میں نہ بکنے کی صورت میں انہیں خریدنے والا اور ادائیگی کا وکیل وغیرہ کون لوگ ہوں گے اور ان کی تعیناتی اور معزولی کی شرائط کیا ہوں گی؟

۵/۱/۸/۲ صکوک کے اجرا کا منشور [پراسپکٹس] اس عقد کی تحدید و تعیّن پر مشتمل ہو جس کی بنیاد پر صکوک کا اجرا ہو رہا ہے۔ مثلاً اس بات کی وضاحت ہو کہ صکوک کا اجرا اجرت پر دی ہوئی چیز کی فروخت یا اجارہ یا مرابحہ یا استصناع یا سلم یا مضاربہ یا مشارکہ یا وکالہ یا مزارعت یا شجر کاری یا آبپاشی وغیرہ میں سے کس عقد کے تحت کیا جا رہا ہے۔

۵/۱/۸/۳ جس عقد کی بنیاد پر صکوک کا اجرا ہو اس کے تمام ارکان و شرائط پورے ہوں اور یہ کہ اس میں کوئی ایسی شرط شامل نہ ہو جو اس عقد کے تقاضوں کے منافی ہو یا اس کے احکام کے خلاف ہو۔

۵/۱/۸/۴ صکوک کے اجرا کے منشور [پراسپکٹس] میں اسلامی شریعت کے مبادیات اور احکام کی پاسداری کی وضاحت ہو اور ایک ایسی مجلسِ شرعی قائم کرنے کی صراحت ہو جو صکوک اجرا کی نگرانی کرے اور اس بات کی نگرانی کرے کہ صکوک کی پوری مدت میں شرعی احکام کی پاسداری کی جا رہی ہے۔

۵/۱/۸/۵ منشور میں اس بات کی تصریح ہو کہ صکوک سے حاصل ہونے والا سرمایہ اور جن اثاثہ جات میں وہ سرمایہ منتقل ہو گا، ان کو سرمایہ کاری کے شرعی طریقوں میں سے کسی طریقے کے ذریعے کاروبار میں لگایا جائے گا۔

۵/۱/۸/۶ شرعی معیار نمبر (۱۲) "شرکت (مشارکہ) اور جدید اقسامِ شرکت"، شق ۳/۱/۵ کی رعایت کرتے ہوئے، منشور میں اس بات کی تصریح ضروری ہے کہ ہر صکوک کا مالک نفع میں شریک ہو گا اور نقصان ہونے کی صورت میں اپنے صکوک کی مالیت کی نسبت سے نقصان کو برداشت کرے گا۔

۵/۱/۸/۷ منشور کسی ایسے بیان پر مشتمل نہ ہو کہ حدود سے تجاوز یا کوتاہی نہ ہونے کے باوجود صکوک جاری کرنے والا صکوک کو صکوک کی قیمتِ اسمیہ [صکوک پر لکھی ہوئی قیمت/nominal value] دینے یا ان کو مخصوص مقدار میں نفع

دینے کا پابند ہوگا۔ البتہ شرعی معیار نمبر (۵) "ضمانتیں"، شق ۷/۶ کی رعایت کرتے ہوئے اگر صکوک جاری کرنے والے کے علاوہ کوئی تیسرا شخص ضمانت دے تو اس میں کوئی حرج نہیں، جیساکہ شرعی معیار نمبر (۱۲) "شرکت (مشارکہ) اور جدید اقسامِ شرکت"، شق ۳/۱/۴/۳ کی رعایت کرتے ہوئے، صکوک جاری کرنے والا صکوک کے حاملین کو کوتاہی یا غفلت کی وجہ سے ہونے والے نقصان کی تلافی کے لیے کوئی اثاثے ضمانت کے طور پر دے سکتا ہے یا شخصی ضمانت دے سکتا ہے۔

۵/۱/۹ شرعی معیار نمبر (۱۲) "شرکت (مشارکہ) اور جدید اقسامِ شرکت"، شق ۴/۱/۲/۴ کی رعایت کرتے ہوئے، کوئی ادارہ صکوک جاری کرنے والے سے یہ عہد کرسکتا ہے کہ وہ بازار میں صکوک کے نہ بکنے کی صورت میں اس سے وہ صکوک خرید لے گا۔ صکوک خریدنے کی ذمہ داری لینے والے ادارے کے اس عہد کی حیثیت فقط ایک لازم وعدہ کی سی ہوگی۔ اس ادارے کا اپنے اس عہد کے عوض کوئی فیس وصول کرنا جائز نہیں۔

۵/۱/۱۰ شرعی اصولوں کے مطابق مختصر مدت، درمیانی مدت اور طویل مدت کے لیے صکوک جاری کرنا جائز ہے اور بعض اوقات مدت کی تحدید کے بغیر بھی جاری کیے جاسکتے ہیں۔ مدت کی تحدید یا عدمِ تحدید اس عقد کی نوعیت کے مطابق ہوتی ہے، جس کی بنیاد پر صکوک جاری کیے جاتے ہیں۔

۵/۱/۱۱ صکوک جاری کرنے والے یا صکوک کے حاملین کا متوقع خطرات سے نمٹنے اور قابل تقسیم منافع میں اتار چڑھاؤ کو کم کرنے کے لیے کسی بھی جائز طریقے کو بروئے کار لانا درست ہے، مثلاً صکوک کے حاملین کے تعاون سے اسلامی انشورنس [تکافل] کا ایک فنڈ قائم کرنا یا نفع میں صکوک کے حاملین کے حصوں میں سے قسطوں کی ادائیگی کے ذریعے سے یا ان کی طرف سے چندے کے ذریعے اسلامی انشورنس (تکافل) میں حصہ لینا۔ نفع میں سے ایک متعیّن تناسب سے کٹوتی

کرنے میں بھی شرعی لحاظ سے کوئی ممانعت نہیں۔

۲/۵ صکوک کی خرید و فروخت اور واپسی

۵/۲/۱ جب صکوک اثاثوں یا منفعت یا خدمات جیسے اثاثوں کی نمائندگی کر رہے ہوں تو ان کی فروخت بند ہو جانے کے بعد اور ان کے خریداروں کے ناموں کے ساتھ ان کے خاص ہو جانے اور جس سرگرمی کے لیے وہ جاری کیے گئے ہوں اس کے شروع ہو جانے کے بعد ان کی آگے خرید و فروخت اور حاملینِ صکوک کا ان کو جاری کرنے والوں کو واپس کرنا جائز ہے۔ جہاں تک مطلوبہ سرگرمی کے شروع ہونے سے پہلے صکوک کی آگے خرید و فروخت کی بات ہے تو اس میں عقدِ صرف کے شرعی ضوابط کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے صکوک کی مدت پوری ہونے اور دونوں فریقوں کے مابین معاملہ مکمل ہو جانے کے بعد اثاثہ جات اگر دیون (قرضوں) کی شکل میں ہوں یا صکوک جس چیز کی نمائندگی کر رہے ہوں، اس کی ادھار خرید و فروخت مکمل ہو چکی ہو تو صکوک کی آگے خرید و فروخت میں دیون کے ضوابط کا لحاظ رکھا جاتا ہے۔

۵/۲/۲ خرید و فروخت کے قابل صکوک کی صورت میں، صکوک جاری کرنے والے کا صکوک کے اجرا کے منشور میں اس بات کا التزام کرنا جائز ہے کہ اجرا کے مکمل ہو جانے کے بعد، جو صکوک اس کے سامنے پیش کیے جائیں گے وہ انہیں بازاری قیمت پر خرید لے گا، لیکن صکوک کی قیمتِ اسمیہ پر واپس خریداری کا وعدہ کرنا جائز نہیں۔

۵/۲/۳ صکوک کی خرید و فروخت جس معروف اور رائج طریقے سے ہو، جائز ہے، جبکہ وہ شریعت کے مخالف نہ ہو مثلاً رجسٹر میں اندراج کے ذریعے ہو یا الیکٹرونک وسائل کے ذریعے ہو یا ہاتھ در ہاتھ ہوں، جب یہ صکوک برائے حامل ہوں۔

۵/۲/۴ جو اثاثہ جات کرائے پر دیے ہوئے ہوں یا کرائے پر دینے کا وعدہ ہو، ان کی

ملکیت کے صکوک کی آگے خرید وفروخت ان کے اجرا اور حاملینِ صکوک کے اثاثوں کے مالک بن جانے کے وقت سے لے کر ان کی مقررہ مدت کے اختتام تک جائز ہے۔

۵/۲/۵ صکوک جاری کرنے والے کے لیے صکوک کی مقررہ مدت سے پہلے یہ صکوک بازاری قیمت پر واپس لینا یا واپس کرتے وقت حاملِ صکوک اور صکوک جاری کرنے والا جس قیمت پر راضی ہوں اس پر واپس لینا جائز ہے۔

۶/۲/۵ متعین اثاثوں کے منافع کی ملکیت کے صکوک کی آگے خرید وفروخت ان اشیا کو دوبارہ کرائے پر دینے سے پہلے جائز ہے۔ جب وہ اشیا دوبارہ کرایہ پر دے دی جائیں تو اس وقت صکوک کرایہ کی نمائندگی کرتے ہیں جو کہ دوسرے کرایہ دار پر دَین ہوتا ہے، چنانچہ ایسے صکوک کی آگے خرید وفروخت ان احکام اور ضوابط کی پابند ہوگی جو دیون میں تصرف سے متعلق ہیں۔

۷/۲/۵ حاملینِ صکوک کے نام جاری ہوجانے اور خریداری کی قیمت کی ادائیگی کے بعد صکوک جاری کرنے والے کا متعین اثاثوں کے منافع کی ملکیت کے صکوک کو واپس لے لینا جائز ہے، خواہ یہ واپسی بازاری قیمت پر ہو یا واپسی کے وقت دونوں فریقوں کی رضامندی سے طے شدہ قیمت پر ہو۔ البتہ اس صورت میں یہ شرط ہے کہ [حاملِ صکوک کی جانب سے] خریداری کی قیمت یا [صکوک جاری کرنے والے کی جانب سے] واپسی کی قیمت مؤخر نہ ہو۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۹) ”اجارہ اور اجارہ منتہیہ بالتملیک“، شق ۴/۳۔

۸/۲/۵ موصوف فی الذمہ اثاثوں کی منفعت کی ملکیت کے صکوک کی خرید وفروخت ان اثاثوں کے تعیّن سے پہلے جائز نہیں جن کی منفعت حاصل کرنی ہے۔ البتہ اگر دیون میں تصرف کے ضوابط کی پابندی کی جائے تو [ان اشیا کے] تعیّن سے پہلے بھی ان صکوک کی خرید وفروخت جائز ہوگی۔ البتہ جب ان اثاثوں کا تعیّن ہوجائے

تو اس وقت ان صکوک کی آگے خرید وفروخت جائز ہوگی۔

۹/۲/۵ وہ خدمات جو کسی متعیّن جہت سے حاصل کی جاتی ہوں، ان کی ملکیت کے صکوک کی آگے خرید فروخت ان خدمات کو دوبارہ اجارہ پر دینے سے پہلے جائز ہے۔ جب وہ خدمات دوبارہ اجارے پر دے دی جائیں تو اس وقت یہ صکوک کرایہ کی نمائندگی کرتے ہیں جو کہ نئے کرایہ دار کے ذمہ دین ہوتی ہے، لہٰذا ایسی صورت میں ان صکوک کی آگے خرید وفروخت میں ان احکام وضوابط کی پابندی ضروری ہوگی جو دیون میں تصرف کے متعلق ہیں۔

۱۰/۲/۵ وہ موصوف فی الذمہ خدمات جو کسی جہت سے حاصل کی جاتی ہوں، ان کی ملکیت کے صکوک کی خرید وفروخت اس جہت کے تعیّن سے پہلے جائز نہیں، الّا یہ کہ دیون میں تصرف کے ضوابط کی پابندی کی جائے۔ پھر جب وہ جہت متعیّن ہوجائے تو صکوک کی آگے خرید وفروخت جائز ہوگی۔

۱۱/۲/۵ شق ۸/۲/۵ اور شق ۱۰/۲/۵ میں بیان کی گئی جائز اقسام میں صکوک کے حاملین کے لیے کسی اثاثے یا خدمت کا متوازی اجارہ کرنا جائز ہے، اگر بعینہٖ اسی منفعت کی صفات بیان کی جائیں جو حاملینِ صکوک سے بیان کی گئی ہیں۔ البتہ اس میں یہ شرط ہے کہ اجارہ کے دونوں عقود کو ایک دوسرے کے ساتھ مربوط نہ کیا جائے۔

۱۲/۲/۵ متعیّن اثاثوں کی منفعت کے ثانوی خریدار کے لیے جائز ہے کہ وہ ان کو آگے فروخت کرے اور ان کے صکوک جاری کرے۔

۱۳/۲/۵ استصناع صکوک جب مدتِ استصناع میں حاملینِ صکوک کی مملوکہ اشیا میں تبدیل ہوجائیں، اس وقت حاملینِ صکوک کے لیے ان صکوک کی آگے خرید و فروخت یا ان کی واپسی جائز ہے۔ جب صکوک سے حاصل ہونے والی رقم کو متوازی استصناع کی قیمت کے طور پر دے دیا ہو یا آرڈر دینے والے کو بنایا ہوا سامان سپرد کر دیا گیا ہو تو اس وقت صکوک کی خرید وفروخت کے سلسلے میں دیون

میں تصرفات کے احکام کی پابندی لازمی ہوگی۔

۵/۲/۱۴ سلم صکوک کی آگے خرید وفروخت جائز نہیں ہے۔

۵/۲/۱۵ مرابحہ کا سامان خریدار کو دیے جانے کے بعد مرابحہ صکوک کی آگے خرید وفروخت جائز نہیں۔ البتہ مرابحہ کا سامان خریدنے کے بعد اور خریدار کے ہاتھ فروخت کرنے سے پہلے ان صکوک کی آگے خرید فروخت جائز ہے۔

۵/۲/۱۶ مشارکہ صکوک، مضاربہ صکوک اور وکالتِ سرمایہ کاری صکوک کی فروخت بند ہوجانے کے بعد، خریداروں کے نام ان کی تخصیص ہوجانے اور اشیاو منفعت میں کاروباری سرگرمیاں شروع ہونے کے بعد ان صکوک کی آگے خرید وفروخت جائز ہے۔

۵/۲/۱۷ مزارعت صکوک اور آبپاشی [مساقات] صکوک کے حاملین جب زمین کے مالک ہوں تو فروخت بند ہوجانے کے بعد، خریداروں کے نام ان کی تخصیص ہوجانے اور اشیاو منفعت میں کام شروع ہوجانے کے بعد ان صکوک کی آگے خرید وفروخت جائز ہے۔ البتہ اگر حاملینِ صکوک کام (کھیتی باڑی یا آبپاشی) کے ذمہ دار ہوں تو اس صورت میں صکوک کی آگے خرید وفروخت صرف اس وقت جائز ہوگی جب کھیتی یا پھل قابلِ استعمال ہوجائے۔

۵/۲/۱۸ شجر کاری صکوک کی فروخت بند ہوجانے، خریداروں کے نام ان کی تخصیص ہوجانے اور مطلوبہ کام شروع ہوجانے کے بعد ان صکوک کی خرید وفروخت جائز ہے۔ چاہے صکوک کے حاملین زمین کے مالک ہوں یا شجر کاری کے ذمہ دار ہوں۔

۶- معیار کے اجرا کی تاریخ

اس معیار کو ۷ ربیع الاول ۱۴۲۴ھ مطابق ۸ مئی ۲۰۰۳ء کو جاری کیا گیا۔

معیار کی منظوری

مجلسِ شرعی نے سرمایہ کاری صکوک کے متعلق شرعی معیار کے مسودے کو اپنے دسویں اجلاس میں منظور کیا جو کہ ۲-۷ ربیع الاول ۱۴۲۴ھ مطابق ۳-۸ مئی ۲۰۰۳ء کو منعقد ہوا۔

ضمیمہ (الف)

معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد

مجلسِ شرعی نے مکہ مکرمہ میں مورخہ ۹ - ۱۳ رمضان المبارک ۱۴۲۴ھ مطابق ۲۴ - ۲۸ نومبر ۲۰۰۲ء کو منعقد ہونے والی اپنے ساتویں اجلاس میں سرمایہ کاری صکوک کے لیے شرعی معیار جاری کرنے کا فیصلہ کیا۔

پیر ۱۴ شوال ۱۴۲۲ھ مطابق ۲۹ دسمبر ۲۰۰۱ء کو شرعی معیارات کی کمیٹی نے سرمایہ کاری صکوک کے معیار کے منصوبے کا مسودہ تیار کرنے کے لیے ایک شرعی مشیر کے تقرر کا فیصلہ کیا۔

بحرین میں مورخہ ۴-۵ صفر المظفر ۱۴۲۱ھ مطابق ۱۷-۱۸ اپریل ۲۰۰۲ء کو منعقد ہونے والے دوسرے اجلاس میں شرعی معیارات کی پہلی کمیٹی نے شرعی تحقیق پر غور کیا۔ کمیٹی نے شرعی مشیر سے مطالبہ کیا کہ وہ اجلاس میں ہونے والے مباحثوں اور اراکین کے تبصروں کی روشنی میں معیار میں مزید ترامیم شامل کریں۔ اسی طرح اس کمیٹی نے بحرین میں مورخہ ۶-۷ ربیع الثانی ۱۴۲۳ھ مطابق ۱۷-۱۸ جون ۲۰۰۲ء کو منعقد ہونے والے اپنے تیسرے اجلاس میں سرمایہ کاری صکوک کے معیار کے ابتدائی مسودے پر بحث کی اور اجلاس میں ہونے والے مباحثوں اور اراکین کے تبصروں کی روشنی میں معیار میں ضروری ترامیم کیں۔

کمیٹی نے عمان، اردن میں مورخہ ۱۶-۱۷ ربیع الثانی ۱۴۲۱ھ مطابق ۲۸-۲۹ جون ۲۰۰۲ء کو منعقد ہونے والی اپنے چوتھے اجلاس میں اس معیار پر بحث کی اور اجلاس میں ہونے والے مباحثوں اور اراکین کے تبصروں اور سرمایہ کاری کے مختلف شعبہ جات میں خرید وفروخت کے قوانین سے متعلق منعقد ہونے والے آیوفی کے پہلے فقہی فورم کی سفارشات کی روشنی میں معیار میں ضروری ترامیم کیں۔ ایوفی کا یہ فقہی فورم ۱۶ ربیع الاول ۱۴۲۳ھ مطابق ۲۸ جون ۲۰۰۲ء کو عمان، اردن میں منعقد ہوا۔ کمیٹی نے مورخہ ۲-۳

رجب المرجب ۱۴۲۳ھ مطابق ۹-۱۰ ستمبر ۲۰۰۲ء کو منعقد ہونے والی اپنے پانچویں اجلاس میں معیار کے مسودے پر بحث کی اور بحث کے بعد اس کو توریق [تمسک سازی] کے معیار میں ضم کرنے کا فیصلہ کیا۔

کمیٹی نے معیار کے منصوبے کے مسودے کو توریق کے معیار میں ضم کرنے کے بعد مورخہ ۱۹ رجب ۱۴۲۳ھ مطابق ۲۶ ستمبر ۲۰۰۲ء کو بحرین میں منعقد ہونے والے اپنے چھٹے اجلاس میں اس مسودے کو مجلسِ شرعی میں پیش کرنے کے لیے اس پر مزید بحث کی۔

مورخہ ۱۱-۱۶ رمضان المبارک ۱۴۲۳ھ مطابق ۱۶-۲۱ نومبر ۲۰۰۲ء کو مکہ مکرمہ میں منعقد ہونے والے مجلسِ شرعی کے نویں اجلاس میں معیار کے منصوبے کے ترمیم شدہ مسودے کو پیش کیا گیا۔ مجلسِ شرعی نے معیار کے منصوبے کے مسودے میں مزید ترامیم کیں اور اسے ماہرین اور دلچسپی رکھنے والے دیگر حضرات کے پاس بھیجنے کا فیصلہ کیا تاکہ ان کے تبصرے سامنے آئیں اور مسودے کو جلسۂ سماعت میں بحث کے لیے پیش کیا جا سکے۔

مورخہ ۱۸ ذوالحجہ ۱۴۲۳ھ مطابق ۱۹ فروری ۲۰۰۳ء کو بحرین میں جلسۂ سماعت منعقد ہوا۔ اس میں مرکزی بنکوں، مالیاتی اداروں، اکاؤنٹنگ فرمز کی نمائندگی کرنے والے تیس سے زائد شرکاء نے شرکت کی، ان شرکاء میں ماہرینِ شریعت، یونیورسٹیوں کے اساتذہ اور اس میدان میں دلچسپی رکھنے والے دیگر افراد بھی شامل تھے۔ اس جلسہ میں ان تحریری تبصروں کو بھی سنا گیا جو جلسہ سے پہلے بھیجے گئے تھے اور ان زبانی تبصروں کی سماعت بھی کی گئی جو شرکاء نے دورانِ جلسہ کیے اور شرعی معیارات کی پہلی اور دوسری کمیٹی کے اراکین نے ان تبصروں کے جوابات دیے۔

شرعی معیارات کی پہلی اور دوسری کمیٹی کے اراکین نے مورخہ ۲۰ محرم ۱۴۲۴ھ مطابق ۵ مارچ ۲۰۰۳ء کو منعقد ہونے والی اپنے اجلاس میں جلسۂ سماعت کے دوران کیے گئے زبانی تبصروں اور تحریری شکل میں بھیجے گئے تبصروں پر بحث کی اور معیار کے مسودے میں مناسب ترامیم کیں۔

مجلسِ شرعی نے مورخہ ۲-۷ ربیع الاول ۱۴۲۴ھ مطابق ۳-۸ مئی ۲۰۰۳ء کو مدینہ منورہ میں منعقد ہونے والے اپنے دسویں اجلاس میں شرعی معیارات کی کمیٹی کی جانب سے کی گئی ترامیم پر بحث کی اور مسودے میں مناسب ترامیم کیں۔ مجلسِ شرعی کے ارکان نے بعض شقوں کو متفقہ طور پر اور بقیہ بعض شقوں کو

اکثریتی رائے کی بنیاد پر منظور کرلیا، جیسا کہ مجلس کے اجلاسوں کی روئداد میں محفوظ ہے۔

ضمیمہ (ب)

شرعی احکام کی بنیادیں

- سرمایہ کاری صکوک کے اجرا کے جواز کی بنیاد یہ ہے کہ یہ صکوک شرعی لحاظ سے جائز عقود میں سے کسی نہ کسی عقد کی بنیاد پر جاری کیے جاتے ہیں، چنانچہ ان عقود میں سے کسی بھی عقد کی بنیاد پر صکوک کا اجرا شرعی لحاظ سے جائز ہوگا۔
- صکوک کے اجرا کے منشور [پراسپکٹس] کو ایجاب تصور کرنے اور ان میں حصہ لینے کو قبول تصور کرنے کی بنیاد یہ ہے کہ شرعی عقود ہر اس عمل سے منعقد ہوجاتے ہیں جو دونوں فریقوں کی باہمی رضامندی پر دلالت کرے، اس کے لیے کوئی متعین لفظ [صیغہ] استعمال کرنے کی شرط نہیں۔ اس بات میں کوئی ممانعت نہیں کہ ایجاب کرنے والا ایک ہو اور قبول کرنے والے بڑی تعداد میں ہوں۔
- انتظام چلانے میں صکوک کے حاملین کے حق کی بنیاد یہ ہے کہ صکوک جن اثاثوں کی نمائندگی کرتے ہیں، حاملینِ صکوک ان کے مالک ہوتے ہیں اور انتظام تو ملکیت کے تابع ہوتی ہے۔
- سرمایہ کاری صکوک جب طبعی اشیا یا منفعت کے کسی حصے کی نمائندگی کر رہے ہوں تو ان کی آگے خرید وفروخت کے جواز کی بنیاد یہ ہے کہ وہ دراصل ان اثاثوں کے کسی حصے کی خرید وفروخت ہوتی ہے اور ظاہر ہے کہ ان اثاثوں کی خرید وفروخت جائز ہے۔
- سلم صکوک کی آگے خرید وفروخت کے ناجائز ہونے کی بنیاد یہ ہے کہ ایسے صکوک سلم کے دَین کے حصے کی نمائندگی کر رہے ہوتے ہیں، چنانچہ اس میں دیون کی خرید وفروخت کے احکام کی پابندی ضروری ہوتی ہے۔
- نقد رقم کے طبعی اشیا میں بدل جانے کے بعد استصناع صکوک کی آگے خرید وفروخت کے جواز کی بنیاد یہ

ہے کہ یہ صکوک ایسے اثاثوں کی نمائندگی کررہے ہوتے ہیں جن میں تصرف جائز ہے۔ جب صکوک سے حاصل ہونے والا سرمایہ متوازی استصناع کا ثمن بن جائے یا عقدِ استصناع کے تحت تیار کی گئی چیز تیار کروانے والے کے سپرد کردی گئی ہو تو اس صورت میں استصناع صکوک کی آگے خرید وفروخت کے ممنوع ہونے کی بنیاد یہ ہے کہ اس وقت صکوک مستصنع کے ذمہ میں موجود ثمن کی نمائندگی کررہے ہوتے ہیں اور وہ نقدی کی صورت میں دین ہوتا ہے، چنانچہ اس مرحلے میں صکوک کی آگے خرید وفروخت دیون کی خرید وفروخت کے احکام کی پابند ہوگی۔

- مرابحہ کے سامان کو بیچنے اور اسے خریدار کے سپرد کردینے کے بعد مرابحہ صکوک کی آگے خرید و فروخت کے ممنوع ہونے کی بنیاد یہ ہے کہ اس وقت صکوک خریدار کے ذمہ نقدی کی صورت میں لازم دین کی نمائندگی کررہے ہوتے ہیں، چنانچہ ایسے صکوک کی خرید وفروخت صرف اسی صورت میں جائز ہے جب اس میں دیون کے خرید وفروخت کے احکام کی رعایت رکھی جائے۔ البتہ مرابحہ کے سامان کو خریدنے کے بعد اور اسے آگے فروخت کرنے سے پہلے مرابحہ صکوک کی آگے خرید و فروخت جائز ہے، کیونکہ اس صورت میں مرابحہ صکوک ایسے اثاثوں کی نمائندگی کررہے ہوتے ہیں جن کی خرید و فروخت جائز ہے۔

ضمیمہ (ج)

فرہنگ

تمسک سازی (securitization)

اس کے لیے عربی میں التصكيك اور التسنيد کے الفاظ بھی استعمال کیے جاتے ہیں۔ تمسک سازی سے مراد طبعی اشیا یا منافع یا ان دونوں کو مساوی قیمت کے یونٹوں میں تقسیم کرنا اور ان کی قیمت کے صکوک جاری کرنا ہے۔

صکوک کے اجرا کا عقد

اس سے مراد وہ عقد ہے جس کی بنیاد پر سرمایہ کاری صکوک جاری کیے جاتے ہیں۔

سرمایہ کاری صکوک کو جاری کرنے والا

اس سے مراد وہ شخص ہے جو صکوک سے حاصل ہونے والے سرمائے کو شرعی لحاظ سے کسی جائز طریقے سے استعمال کرتا ہے۔ صکوک جاری کرنے والا کبھی کوئی کمپنی ہوتی ہے، کبھی کوئی فرد ہوتا ہے، کبھی حکومت ہوتی ہے اور کبھی کوئی مالیاتی ادارہ ہوتا ہے۔ کبھی کوئی مالیاتی ادارہ اجرت کے عوض یا صکوک کے اجرا کے منشور [پراسپکٹس] میں طے کردہ متعین فیس کے عوض، صکوک کے اجرا کا انتظام کرنے میں صکوک جاری کرنے والے کا نائب بن جاتا ہے۔

صکوک کے اجرا کا وکیل

یہ درمیانی واسطے کے طور پر کام کرنے والا ایک ایسا ادارہ ہوتا ہے جو صکوک کے اجرا کے عمل کا انتظام کرتا ہے اور باہم طے کردہ اجرت یا صکوک کے اجرا کے منشور [پراسپکٹس] میں طے کردہ اجرت کے

عوض صکوک جاری کرنے والے کے نائب کے طور پر صکوک کے اجرا کی تمام سرگرمیوں کی ذمہ داری اٹھاتا ہے۔ صکوک جاری کرنے والے اور اس کے اجرا کے وکیل کے درمیان جو تعلق ہوتا ہے اس کی بنیاد اجرت کے وکالت کے عقد پر ہوتی ہے۔

صکوک کے اجراء کا منتظم

یہ درمیانی واسطے کے طور پر کام کرنے والا ایک ایسا ادارہ ہوتا ہے جو صکوک کے اجرا کے عقد کو نافذ کرنے کے لیے حاملینِ صکوک کا نائب ہوتا ہے اور اس کام کی ایک متعین اجرت لیتا ہے۔

ادائیگی کا ذمہ دار

یہ درمیانی واسطے کے طور پر کام کرنے والا ایک ایسا ادارہ ہوتا ہے جو صکوک کے محاصل کو حاصل کرنے کے بعد انہیں حاملینِ صکوک کے سپرد کرنے کی ذمہ داری اٹھاتا ہے۔

سرمایہ کاری کا منتظم [investor manager]

اس سے مراد وہ شخص ہے جو صکوک کے منشور [پراسپکٹس] کے مطابق سرمایہ کاری کے تمام کاموں یا ان میں سے بعض کاموں کی نگرانی کرتا ہے۔ اس کی تقرری صکوک جاری کرنے والا خود یا اس کا وکیل کرتا ہے۔

سرمایہ کاری کا امین [trustee]

یہ درمیانی واسطے کے طور پر کام کرنے والا وہ مالیاتی ادارہ جو صکوک کے حاملین کے مفادات کا خیال رکھتا ہے اور صکوک کے اجراء کے منتظم کی نگرانی کرتا ہے اور وثائق اور ضمانات کی حفاظت کرتا ہے۔ یہ سب کام وہ اجرت کے عوض وکالت کے عقد کی بنیاد پر کرتا ہے۔ اجرت کی تفصیل صکوک کے اجرا کے منشور میں درج ہوتی ہے۔

صکوک کی آگے خرید وفروخت

صکوک جس غیر متعین حق کی نمائندگی کر رہا ہوتا ہے اس میں خرید وفروخت، رہن، ہبہ یا اس کے

علاوہ دیگر شرعی تصرفات میں سے کوئی تصرف کرنے کو صکوک کی خرید وفروخت کہتے ہیں۔

مزارعت

اس سے مراد کھیتی باڑی میں شراکت داری ہے۔ اس میں زمین کا مالک زمین کی پیداوار کے ایک معلوم مگر غیر منقسم [مشاع] حصے کے عوض اپنی زمین کسی ایسے شخص کو دیتا ہے جو اس میں کھیتی باڑی کرتا ہے اور اس کی دیکھ بھال کرتا ہے۔

آبپاشی

اس سے مراد ایک ایسی شراکت داری ہے جس میں ایک شخص اپنے اگائے گئے پھل دار درخت ایک دوسرے شخص کو دیتا ہے جو حاصل شدہ پھلوں کے ایک معلوم مگر غیر منقسم [مشاع] حصے کے بدلے میں ان درختوں کی دیکھ بھال کرتا ہے۔

شجر کاری

یہ ایک ایسی شراکت داری ہے جس میں ایک شخص اپنی زمین، جس میں درخت موجود نہیں ہوتے، ایک دوسرے شخص کو دیتا ہے، تاکہ وہ اس میں درخت اگائے اور یہ کہ شجر کاری اور پھلوں میں سے جو کچھ بھی حاصل ہوگا وہ ایک معلوم تناسب سے ان کے درمیان تقسیم ہوگا۔

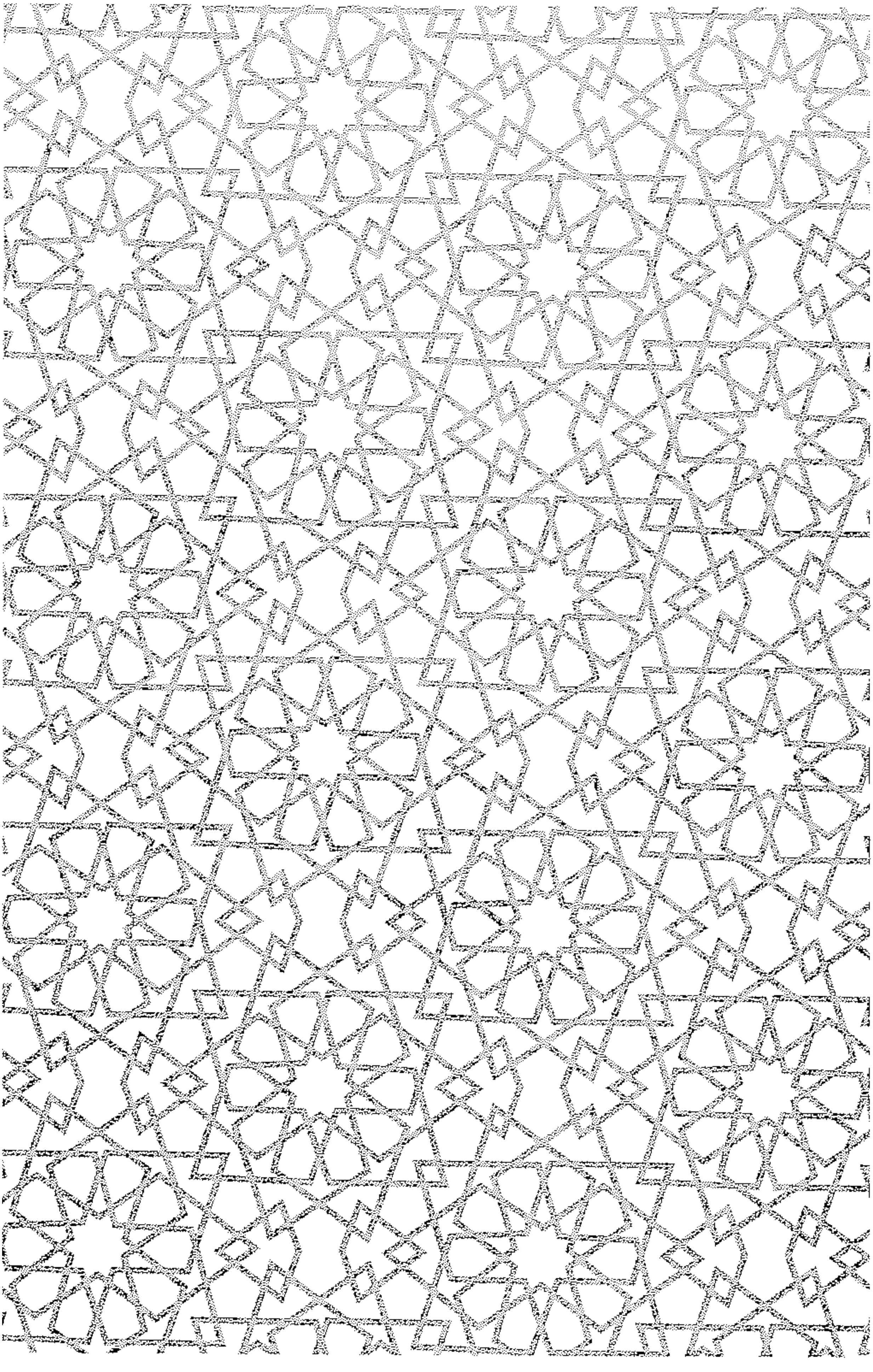

شرعی معیار نمبر (۱۸)

قبضہ

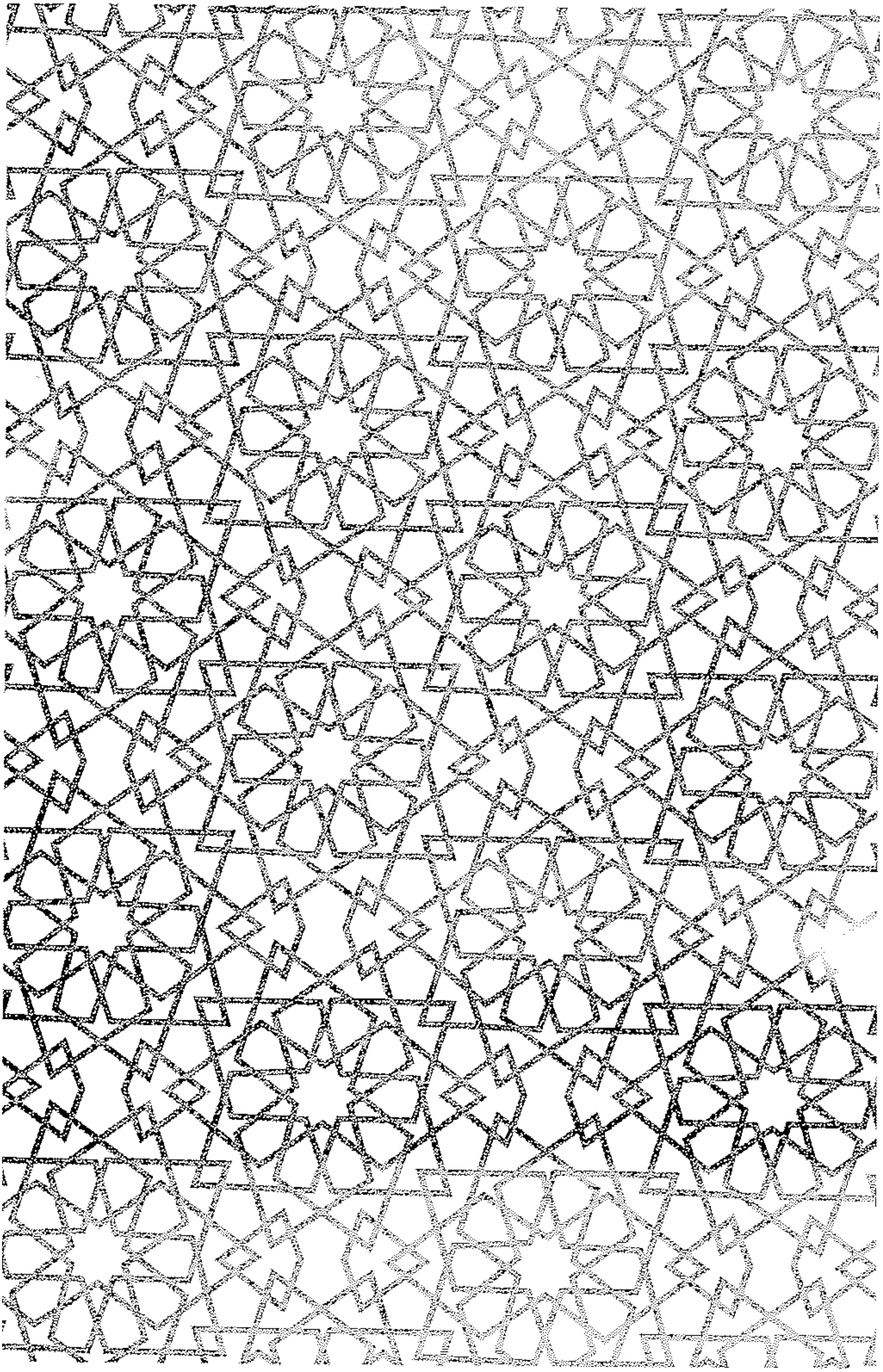

فہرست

دیباچہ ۵۱۲

معیار کا متن ۵۱۳

۱- معیار کا دائرۂ کار ۵۱۳

۲- قبضہ کی تعریف ۵۱۳

۳- قبضہ کس چیز سے متحقق ہوتا ہے ۵۱۳

۴- قبضہ کے اخراجات ۵۱۵

۵- قبضہ کی اہم مروّجہ تطبیقات ۵۱۷

۶- معیار کے اجرا کی تاریخ ۵۱۷

معیار کی منظوری ۵۱۸

ضمیمہ جات

ضمیمہ (الف) معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد ۵۱۹

ضمیمہ (ب) شرعی احکام کی بنیادیں ۵۲۱

ضمیمہ (ج) فرہنگ ۵۲۹

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على أشرف المرسلين، سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه أجمعين.

دیباچہ

اس معیار کا مقصد عقود میں قبضہ کی حقیقت، اس سے متعلق شرعی احکام اور قبضہ کی اہم جدید مروّجہ شکلیں جو اسلامی مالیاتی اداروں (ادارہ/ادارے)[1] میں رائج ہیں ان کا بیان ہے۔

واللہ الموفق...

---

(۱) ”ادارہ/ادارے“ کی اصطلاح یہاں اختصار کی غرض سے اسلامی مالیاتی اداروں کے لیے استعمال کی گئی ہے جن میں اسلامی بینک بھی شامل ہیں۔

معیار کا متن

۱- معیار کا دائرۂ کار

یہ معیار عقود میں پائے جانے والے قبضہ اور وہ عمل جو حکم میں قبضہ کے قائم مقام ہے (قبضۂ حکمی) اس کے بیان پر مشتمل ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اس معیار میں زمین وجائیداد، اشیاءِ منقولہ اور ایسی اشیا جو اپنی ذات کے اعتبار سے متعین ہوں یا موصوف فی الذمہ [وہ اشیا جو ذات کے اعتبار سے متعین نہ ہوں بلکہ اوصاف کی بنیاد پر کسی کے ذمہ واجب ہوں] ہوں ان میں قبضہ کے پائے جانے کی کیفیت اور صورتوں کا بیان بھی ہے۔ نیز اس معیار میں مختلف عقود میں قبضہ کے سلسلہ میں ہونے والے اخراجات کے ذمہ دار کا تعیّن بھی کیا جائے گا، اور قبضہ کی مروجہ اہم جدید صورتوں کی بھی وضاحت ہوگی۔

یہ معیار غیر عقود میں پائے جانے والے قبضہ پر مشتمل نہیں ہے مثلاً غاصب کا قبضہ اور اس جیسی قبضہ کی دیگر صورتیں وغیرہ۔ اور نہ ہی یہ معیار قبضہ کرنے والے شخص کے ضمان کے واجب ہونے یا نہ ہونے کے اعتبار سے احوال سے متعلق ہے، اور نہ ہی یہ معیار عقدِ تصفیہ [مقاصہ] میں ہونے والے قبضے سے متعلق ہے جس کے لیے علیحدہ سے ایک معیار موجود ہے۔

۲- قبضہ کی تعریف

قبضہ نام ہے کسی شے کو اپنی تحویل میں لینے کا یا ایسا عمل کرنا جو عرف کے لحاظ سے تحویل میں لینے کے قائم مقام ہو۔

۳- قبضہ کس چیز سے ثابت ہوتا ہے

۱/۳ اشیا میں قبضہ کی کیفیت کے تعیّن کے لیے اصل مدار عرف ہے۔ لہٰذا اشیا کے اپنی ذات

میں مختلف ہونے کی وجہ سے اور کبھی لوگوں کا عرف مختلف ہونے کی وجہ سے مختلف اشیا میں قبضہ کی کی صورتیں بھی مختلف ہوتی ہیں۔

۲/۳ زمین میں حقیقی قبضہ تخلیہ [زمین سے کنارہ کش ہوجانے] اور اس میں مکمل تصرف واختیار کی قدرت دینے کے ساتھ ثابت ہوجاتا ہے۔

۳/۳ اشیاءِ منقولہ [وہ اشیا جن کی جگہ تبدیل کی جاسکتی ہے] میں قبضۂ حقیقی طبعی طور پر سپرد کرنے سے متحقق ہوتا ہے۔ اور اشیاءِ منقولہ معینہ اور اشیاءِ منقولہ موصوف فی الذمہ [وہ اشیا جو ذات کے اعتبار سے متعین نہ ہوں بلکہ اوصاف کی بنیاد پر کسی کے ذمہ واجب ہوں] میں قبضۂ حکمی [جبکہ یہ اشیاءِ موصوف فی الذمہ تعیّن کے متعارف طریقوں میں سے کسی طریقہ سے متعین کی گئی ہوں] اس طرح حاصل ہوتا ہے کہ منقولہ شے اور قبضہ کے حقدار شخص کے درمیان اس طرح تخلیہ کردیا جائے کہ قبضہ کا حقدار شخص اس اثاثے کو بغیر کسی رکاوٹ کے وصول کرنے پر قادر ہو اگرچہ عملی طور پر اس چیز کو منتقل کرنا اور تحویل میں لینا نہ کیا جائے، خواہ وہ چیز ایسی ہو کہ عام طور پر ہاتھوں کے ذریعے اس پر قبضہ کیا جاتا ہو یا پھر وہ چیز ایسی ہو کہ اس میں عرفی اوزان میں سے کسی ایک کے ذریعہ سپرد کرنا، الگ کرنا شرط ہو۔ یعنی پیمائش کرکے یا وزن کرکے، گز کے ذریعہ یا گن کر یا پھر اس چیز کا تعلق ایسے ساز وسامان سے ہو کہ جن میں ذکر کیے گئے کسی بھی پیمانے کا اعتبار نہ کیا جاسکتا ہو۔ اس لیے کہ ان اوزان کا اس میں جاری ہونے کا امکان نہ ہو، یا امکان تو ہو مگر عرف میں اس قسم کے سامان کی خرید وفروخت میں ناپ تول کا رواج نہ ہو، جیسے اندازے سے خرید وفروخت کرنا۔

۴/۳ زمین اور قابلِ حرکت منقولہ شے کے گروی ہونے کی رجسٹریشن کرالینے کو قبضۂ حکمی شمار کیا جائے گا۔ مثلاً گاڑیاں، ٹرین، بحری جہاز، ہوائی جہاز، بشرطیکہ رجسٹریشن قانونی طور پر معتبر طریقے سے کرائی گئی ہو۔ احکام اور قانونی نتائج کے اعتبار سے رجسٹریشن قبضۂ حقیقی کے قائم مقام ہوگی۔

۵/۳ کاغذات جو قبضہ کرنے والے کے نام پر جاری ہوتے ہیں یا انہیں اس کے مفاد میں توثیق

[endorse] کی جاتی ہے۔ ان کاغذات پر قبضہ کو ان چیزوں کا قبضۂ حکمی شمار کیا جائے گا جن کی نمائندگی وہ کاغذات کر رہے ہوتے ہیں، بشرطیکہ ان میں اموال، ساز و سامان اور آلات وغیرہ کا تعیّن ہو جاتا ہو اور قابض کو ان میں تصرف کرنے کی قدرت حاصل ہوتی ہو، جیسے بل آف لیڈنگ اور عمومی گوداموں کی رسید۔

۶/۳ طبعی اشیا[tangible assets] میں سے کسی شے پر قبضہ کرنے والے کا سابقہ قبضہ ہر اس جدید قبضہ کے قائم مقام ہوگا جو کسی معتبر شرعی سبب سے ثابت ہو گیا ہو۔ ابتداءً قبضہ کرنے والے کا قبضہ "قبضۂ ضمان" ہو یا "قبضۂ امانت"، اور خواہ جدید قبضہ جو ثابت ہوا ہے، "قبضۂ ضمان" ہو یا "قبضۂ امانت"۔

۷/۳ عقدِ صرف [سونا، چاندی اور کرنسی میں باہم معاملات کرنا] میں دوطرفہ قبضہ کی شرط مجلسِ عقد میں [ہاتھ در ہاتھ] حوالگی اور وصولیابی سے پوری ہوتی ہے۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۱) "کرنسی کی تجارت"، شق ۲/۶۔

۴-قبضہ کے اخراجات

۱/۴ عقودِ معاوضاتِ مالیہ میں قبضہ پر ہونے والے اخراجات

۱/۱/۴ فروخت شدہ چیز اگر سامنے موجود نہ ہو تو اس کے سپرد کرنے کے اخراجات کہ اس کو خریدار کے سامنے پیش کیا جاسکے اور قیاسی اکائیوں [اوزان عرفی] میں سے کسی ایک کے ذریعے عرف میں رائج ناپنے کے اخراجات فروخت کنندہ پر لازم ہوں گے، اگر واقعی فروخت شدہ چیز کو ماپنے کی ضرورت ہو مثلاً پیمائش، وزن، گز اور گن کر شمار کرنے کی اجرت۔ جب کہ قیمت فروخت کنندہ کے حوالہ کرنے کے اخراجات جو کچھ بھی اگر ہوں تو وہ خریدار پر لازم ہوں گے، الّا یہ کہ کوئی شرط یا عرف اس کے مخالف ہو تو اس صورت میں عرف یا شرط کی رعایت رکھنا لازم ہوگا۔

۲/۱/۴ عقود کی توثیق کے لیے تیار کیے جانے والے کاغذات، گواہیوں اور دستاویزات کو

تحریر میں لانے اور انہیں رجسٹرڈ کروانے کے اخراجات دونوں فریق پر طے کردہ شرائط کے مطابق ہوں گے۔ اور اگر ان دونوں کے درمیان کوئی بات طے نہیں کی گئی تو اس سلسلے میں عرف کا اعتبار کیا جائے گا۔

۳/۱/۴ اگر خریدار فروخت کنندہ پر یہ شرط لگادے کہ جس جگہ پر قابلِ فروخت اثاثہ عقد کے وقت موجود ہے اس کے علاوہ کسی اور متعیّن جگہ پر سپرد کیا جائے گا اور یہ پہنچانا فروخت کنندہ کے خرچے پر ہوگا، تو فروخت کنندہ پر لازم ہوگا کہ اس متعیّن جگہ پر فروخت شدہ اثاثے کو پہنچائے نیز اس جگہ تک پہنچانے کے اخراجات فروخت کنندہ پر لازم ہوں گے۔

۴/۱/۴ قبضہ کے اخراجات کے احکامات تمام عقودِ معاوضاتِ مالیہ، مثلاً سلم، استصناع اجارہ وغیرہ میں جاری ہوں گے جن کی تفصیل شق ۴/۱/۱، ۴/۱/۲، ۴/۱/۳ میں بیان ہوچکی ہے۔ اسی طرح مسلَم فیہ پر قبضہ کے اخراجات مسلَم الیہ [بیچنے والا] پر لازم ہوں گے۔ سلَم کے راس المال [ثمن] پر قبضہ کے اخراجات ربّ السلَم [خریدار] پر لازم ہوں گے۔ کرائے پر دی گئی طبعی شے کے قبضہ کے اخراجات مالک پر لازم ہوں گے۔ اور اجرت پر قبضہ کے اخراجات کرایہ دار پر لازم ہوں گے۔ استصناع میں موضوعِ عقد [تیار کردہ چیز] پر قبضہ کے اخراجات بنانے والے پر لاگو ہوں گے، جبکہ ثمن پر قبضہ کرنے کے اخراجات بنوانے والے پر لازم ہوں گے۔ تاہم کہیں عرف یا باہم طے شدہ شرط اس کے خلاف ہو تو اس صورت میں عرف یا شرط کی رعایت رکھی جائے گی۔

۲/۴ قرض میں قبضہ کے اخراجات

۱/۲/۴ عقدِ قرض میں حوالگی اور وصولیابی کے اخراجات کا تعلق عرفی اوزان یا ان جیسے پیمانوں کے ذریعے وزن کرکے قرض دینے سے ہو تو وہ مقروض پر لاگو ہوں گے۔

۲/۲/۴ کاغذات، دستاویزات، گواہیاں اور ان جیسی چیزوں میں جو قرض کے جاری کرنے یا

نافذ کرنے یا توثیق کے لیے لازمی ہوتی ہیں ان کے تحریر میں لانے کے اخراجات مقروض پر لاگو ہوں گے۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۱۹) "قرض"، شق ۸۔

۴/۳ ودیعت[1] پر قبضہ کے اخراجات

عقدِ ودیعت میں ودیعت رکھوانے اور اس کی واپسی کے اخراجات ودیعت رکھوانے والے پر لازم ہوں گے۔

۵- قبضہ کی اہم مروّجہ تطبیقات

۱/۵ بینک ڈرافٹ یا شخصی چیک جس کی ادائیگی کی ضمانت اس بینک نے لی ہوئی ہو جس کے کاؤنٹر سے رقم نکالی جائے گی، ان پر اس شخص کا قبضہ جو ان سے فائدہ اٹھانے کا حق رکھتا ہے اس رقم پر قبضہ شمار کیا جائے گا جس کی ضمانت دی گئی ہے، اگرچہ عملی طور پر رقم کے حصول میں وقت لگے۔ اس میں شرعی معیار نمبر (۱) "کرنسی کی تجارت"، شق ۲/۲/۶/۵/۲، اور شرعی معیار نمبر (۱۶) "تجارتی دستاویزات"، شق ۷/۱ اور ۷/۲ کو مدنظر رکھا جائے۔

۲/۵ کریڈٹ کارڈ کے ذریعے رقم کی ادائیگی کو قبضۂ حکمی شمار کیا جائے گا۔ اس میں شرعی معیار نمبر (۲) "ڈیبٹ کارڈ اور کریڈٹ کارڈ"، شق ۴/۴ کو مدنظر رکھا جائے۔

۳/۵ قرض خواہ کے طلب کرنے پر یا اس کی رضامندی سے اس کے بینک اکاؤنٹ میں رقم جمع کروانے کو قرض خواہ کا قبضۂ حکمی شمار کیا جائے گا خواہ وہ جمع کرانا نقد رقم کی صورت میں ہو یا بینک کے ذریعے ہو یا اس بینک کے چیک کے ذریعے ہو جس کی ادائیگی کی ضمانت اس بینک نے لی ہوئی ہو جس کے کاؤنٹر سے رقم نکالی جائے گی۔ اکاؤنٹ میں رقم جمع کروانے والا شخص اگر مقروض ہو تو وہ اس رقم کی ادائیگی کے بقدر بری الذمہ ہو جائے گا۔

۶- معیار کے اجرا کی تاریخ

یہ معیار ۳۰ ربیع الاول ۱۴۲۵ھ مطابق ۱۹ مئی ۲۰۰۴ء کو جاری کیا گیا۔

---

(۱) حفاظت کی غرض سے رکھوائی جانے والی امانت۔ (مترجم)

معیار کی منظوری

مجلسِ شرعی نے مدینہ منورہ میں ۲۶ - ۳۰ ربیع الاول ۱۴۲۵ھ مطابق ۱۵-۱۹ مئی ۲۰۰۴ء کو منعقدہ اجلاس میں قبضہ کے شرعی معیار کو منظور کیا۔

ضمیمہ (الف)

معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد

مجلسِ شرعی کا آٹھواں اجلاس مدینہ منورہ میں ۲۸ صفر - ۴ ربیع الاول ۱۴۲۳ھ مطابق ۱۱-۱۶ مئی ۲۰۰۲ء کو منعقد ہوا، جس میں مجلسِ شرعی نے قبضہ، اس کے احکام اور اس کی مختلف صورتوں سے متعلق معیارِ شرعی کے مسوّدے کے اجرا کی قرارداد منظور کی۔

۲۴ رجب ۱۴۲۳ھ مطابق یکم اکتوبر ۲۰۰۲ء شرعی معیارات کی کمیٹی نے فیصلہ کیا کہ قبض اور اس کے احکام اور صورتوں کے معیار کے مسودہ تیار کرنے کی ذمہ داری کسی شرعی مشیر کے سپرد کی جائے۔

شرعی معیارات کی پہلی کمیٹی نے اپنے اجلاس نمبر ۷ منعقدہ بحرین ۱۶ محرم ۱۴۲۴ھ مطابق ۱۹ مارچ ۲۰۰۳ء میں شرعی تحقیق پر بحث کی اور شرعی مشیر سے ارکان کی گفتگو اور آراء کی روشنی میں ضروری ترامیم کرنے کی درخواست کی۔

۱۶-۱۷ اپریل ۲۰۰۳ء کو بحرین میں منعقد ہونے والے آٹھویں اجلاس میں شرعی معیارات کی پہلی کمیٹی نے ارکان کے ملاحظات اور ان کی گفتگو کی روشنی میں قبضہ کے شرعی معیار کے مسودے پر بحث کی۔

اسی طرح کمیٹی نے ۲۵-۲۶ ربیع الثانی ۱۴۲۴ھ مطابق ۲۵-۲۶ جون ۲۰۰۳ء کو منعقد ہونے والے اجلاس میں مذکورہ معیار کے مسودے پر بحث کی اور ارکان کی گفتگو اور انہوں نے جو ملاحظات پیش کیے ان کی روشنی میں مسودے میں ضروری ترامیم کیں۔

۲۳-۲۴ جمادی الاول ۱۴۲۴ھ مطابق ۲۳-۲۴ جولائی ۲۰۰۳ء کو عمان ہاشمی اردن میں منعقد ہونے والے نویں اجلاس میں کمیٹی نے معیار کے مسودہ پر بحث کی اور ارکان کے ملاحظات اور ان کی گفتگو کی روشنی میں مسودے میں ضروری ترامیم کیں۔

ترمیم شدہ معیار کا مسودہ مجلسِ شرعی کے گیارہویں اجلاس میں پیش کیا گیا جو کہ مکہ مکرمہ میں ۲-۸ رمضان ۱۴۲۴ھ مطابق ۲۷ اکتوبر ۲۰۰۳ء - ۲ نومبر ۲۰۰۳ء کو منعقد ہوا۔ مجلسِ شرعی نے معیار کے مسودہ میں ضروری ترامیم کیں، اور طے پایا کہ مسودہ کو ماہرین اور دلچسپی لینے والے حضرات کو ارسال کیا جائے تاکہ جلسۂ سماعت سے قبل ان حضرات کے ملاحظات کو حاصل کیا جاسکے۔

جنرل سیکرٹریٹ نے جلسۂ سماعت بحرین میں ۲۹ ذی قعدہ ۱۴۲۴ھ مطابق ۲۱ جنوری ۲۰۰۴ء کو منعقد کیا جس میں تقریباً پندرہ افراد نے شرکت کی۔ جن میں مرکزی بینکوں، اسلامی مالیاتی اداروں، اکاؤنٹنگ فرم کے نمائندے، ماہرینِ شریعت، یونیورسٹیوں کے اساتذہ اور ان کے علاوہ اس معاملے میں دلچسپی رکھنے والے دیگر افراد بھی شامل تھے۔ جلسۂ سماعت سے پہلے بھیجے جانے والے تحریری تبصروں اور دوران سماعت پیش کیے جانے والے ملاحظات کو توجہ سے سنا گیا اور شرعی معیارات کی پہلی اور دوسری کمیٹی کے اراکین نے ان ملاحظات کے جوابات دیے۔

شرعی معیارات پہلی اور دوسری کمیٹی نے ۳۰ ذیقعدہ ۱۴۲۴ھ مطابق ۲۲ جنوری ۲۰۰۴ء کو بحرین میں منعقدہ دونوں کمیٹیوں کے اجلاس میں ان تبصروں پر جو کہ جلسۂ سماعت میں پیش کیے گئے تھے اور ان تبصروں پر جو ادارہ کو تحریری طور پر بھیجے گئے تھے گفتگو کی اور جن ترامیم کو مناسب سمجھا انہیں مسوّدے میں شامل کر دیا۔

مسودہ تیار کرنے والی کمیٹی کے اجلاس منعقدہ بحرین ۲۵ صفر ۱۴۲۵ھ مطابق ۱۵ اپریل ۲۰۰۴ء کو ترمیم شدہ معیار کا مسودہ میں پیش کیا گیا۔

مجلسِ شرعی نے اپنے بارہویں اجلاس نمبر ۱۲ جو کہ مدینہ منورہ میں ۲۶-۳۰ ربیع الاول ۱۴۲۵ھ مطابق ۱۵-۲۰ مئی ۲۰۰۴ء کو منعقد ہوا، ان ترامیم پر بحث کی جو شرعی معیارات کی کمیٹی اور معیار کا مسودہ تیار کرنے والی کمیٹی نے تجویز کی تھیں۔ اور جن ترامیم کو مناسب سمجھا انہیں مذکورہ معیار میں شامل کر دیا۔ اور مجلسِ شرعی نے بعض شقوں پر ارکان کے اتفاق اور بعض شقوں پر تمام ارکان کی اکثریت کے اتفاق کی بنیاد پر اس معیار پر اعتماد کا اظہار کیا جس کی تفصیل مجلسِ شرعی کے اجلاس کی روئداد میں محفوظ ہے۔

ضمیمہ (ب)

شرعی احکام کی بنیادیں

شرعاً قبضہ کیسے متحقق ہوتا ہے؟

سونے چاندی اور کرنسیوں میں عملی حوالگی سے حقیقی قبضہ حاصل ہونے کی دلیل وہ صحیح حدیث ہے جو حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "سونے کو سونے کے بدلے، چاندی کو چاندی کے بدلے... یہاں تک کہ آخرِ حدیث میں یہ ارشاد فرمایا کہ... برابر سرابر ہاتھ در ہاتھ ہو، چنانچہ اگر یہ اصناف تبدیل ہوجائیں تو جس طرح مرضی فروخت کرو جبکہ ہاتھ در ہاتھ ہو"۔[1]

- قبضہ کے متحقق ہونے میں عرف کا اعتبار کرنے کی دلیل فقہاءِ کرام کا اس پر اجماع ہے، اور اس کے بارے میں خطیب شربینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "شارع نے قبض کو مطلق رکھا ہے اور اس کے ساتھ احکام بھی متعلق کیے ہیں اور اس کی کوئی تفصیل بیان نہیں فرمائی، اور لغت میں بھی اس کی کوئی تعیین نہیں ہے، لہٰذا اس میں عرف کا اعتبار کیا جائے گا"۔[2] اور علامہ ابنِ تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "جس چیز کی لغت اور شرع میں تعیین نہ ہو تو اس میں عرف کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ وہ قبضہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول میں مذکور ہے "جس شخص نے کھانے کی چیز خریدی تو اسے اس وقت تک نہ بیچے جب تک کہ قبضہ نہ کرلے"۔[3] اور خطابی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "قبضہ کی صورتیں چیزوں

---

(۱) امام مسلم نے اس کی تخریج کی ہے۔

(۲) مغنی المحتاج ۲/۷۲۔

(۳) مجموعہ فتاویٰ ابن تیمیہ ۳/۲۷۲۔

کے اپنی ذات میں مختلف ہونے اور لوگوں کی عادات اور عرف کے مختلف ہونے کی وجہ سے بدلتی رہتی ہیں"۔[1]

- زمین کو خالی کر دینے سے قبضہ متحقق ہو جانے کی دلیل عرف ہے، اور اسی کو حنفی، شوافع، حنبلی، ظاہری فقہ کے جمہور فقہائے کرام نے اختیار کیا ہے کہ زمین کا قبضہ اس کو خالی کرنے اور تصرف کی قدرت دینے سے حاصل ہوتا ہے۔[2] اور حنفیہ نے اس بات کی تصریح کی ہے کہ زمین کا اگر کوئی تالا ہو تو اس کا قبضہ متحقق ہونے کے لیے اس کو خالی کر کے چابی دے دینا کافی ہے اس طور پر کہ بغیر کسی مشقت کے اس کو کھولنا ممکن ہو۔[3]
- رہن میں جائیداد کی رجسٹریشن کو حکمی قبضہ قرار دینے کی دلیل عرف اور عمل ہے (ان ممالک میں جہاں زمین کی رجسٹریشن کا نظام رائج ہے) اس بات پر کہ جائیداد رجسٹروں میں زمین کے رہن ہونے کی رجسٹریشن کر دینا قانونی قبضہ کہلاتا ہے اور یہ احکام اور نتائج میں حقیقی حوالگی کے قائم مقام ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ اگر زمین بیچنے والے کے سامان کے ساتھ یا کرایہ دار کے حقوق کے ساتھ مشغول ہو تو پھر بھی حکماً اور تقدیراً مرتہن کا قبضہ شمار کیا جائے گا۔[4]
- اور اس کے ساتھ یہ بھی کہ سرکاری طور پر اندراج شدہ رہن دائن (مرتہن) کو مرہون زمین کا حقیقی حق دیتا ہے، جس کی وجہ سے موت یا افلاس کی صورت میں مرتہن کو تمام دائنین پر اس زمین سے اپنا حق وصول کرنے میں تقدم اور ترجیح حاصل ہوتی ہے۔[5]

---

(۱) معالم السنن الخطابی ۱۳۶/۳۔

(۲) الفتاویٰ ہندیہ ۱۶/۳، رد المحتار ۵۶۱/۴ اور اس کے بعد والا صفحہ، روضۃ الطالبین ۵۱۵/۳، المجموع شرح المہذب ۲۷۶/۹، مواہب الجلیل ۴۷۷/۴، کشاف القناع ۲۰۲/۳، المغنی ۳۳۳/۴، المحلی ۸۹/۸، مجلہ احکام العدلیہ کا مادہ نمبر ۲۶۳، مرشد الحیران کا مادہ نمبر ۴۳۵، مجلہ احکام الشرعیہ علی مذہب الامام احمد کا مادہ نمبر ۳۳۵ ملاحظہ فرمائیں۔

(۳) رد المحتار ۵۶۱/۴، الفتاویٰ الہندیہ ۱۶/۳، المجلہ العدلیہ کا مادہ ۲۷۰، ۲۷۱، مرشد الحیران کا مادہ ۴۳۵ ملاحظہ فرمائیں۔

(۴) المدخل الفقہی ۴۸۱/۲ العام للزرقاء ۲۷۸/۱، حاشیہ۔

(۵) المذکرہ الایضاحیہ للقانون المدنی الکویتی صفحہ نمبر ۳۳۹ (نقلا عن کتاب الشکل فی الفقہ الاسلامی لدکتور محمد وحید الدین سوار صفحہ نمبر ۹۴۔

منقولات معینہ کا قبضہ

- منقولاتِ معینہ اور موصوفات فی الذمہ کا قبضہ، جبکہ ان کی تعیین ہو چکی ہو، ان کو قبضہ کے حقدار شخص کے لیے خالی کر دینے سے ہوتا ہے اس طور پر کہ وہ اسے بغیر کسی رکاوٹ کے وصول کرنے پر قادر ہو، خواہ وہ منقولات ایسی ہوں جن کی ادائیگی معروف اوزان کے ذریعہ ہوتی ہو یا ایسی نہ ہوں۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ لغت میں کسی چیز کو تسلیم کرنے کا مطلب یہ ہے کہ کسی چیز کو مکمل اور خالص طور پر حوالہ کر دینا اس طرح کہ اس میں کوئی دوسرا شریک نہ ہو، اور یہ تخلیہ سے حاصل ہوتا ہے۔ دوسری دلیل یہ ہے کہ جس پر حوالگی واجب ہوئی ہو اس کے لیے کوئی ایسا راستہ ہونا چاہیے جس کے ذریعہ وہ اپنے ذمہ سے عہدہ برآ ہو سکے اور وہ ممکن راستہ تخلیہ کرنا اور موانع کو دور کرنا ہے۔ اور قبضۂ حقیقی یعنی ہاتھ میں لے لینا اس کے بس کی بات نہیں، کیونکہ یہ تو قابض کے اختیار ہی میں ہے، اگر تسلیم کا وجوب اس سے متعلق کر دیا جائے تو اس کے لیے اپنی ذمہ داری کو پورا کرنا مشکل ہو جائے گا،[1] اور اس حکم کی تائید اور اس کا اعتبار کرنے کا فیصلہ مجمع الفقہ الاسلامی کی قرارداد میں بھی آ چکا ہے۔[2]
- منقولاتِ متحرکہ جیسے گاڑیاں، بحری جہاز، ہوائی جہاز اور ریل گاڑیوں کے رہن کی سرکاری دستاویز میں رجسٹریشن (ان ممالک میں جہاں ان منقولات کی سرکاری دستاویز میں رجسٹریشن کا باقاعدہ نظام پایا جاتا ہے) کو ان کا حکمی قبضہ اعتبار کرنے کی دلیل عرف ہے جو سرکاری رجسٹریشن کو قبضہ کے حقدار شخص کے لیے تسلیمِ حکمی قرار دیتا ہے، اور وہ اپنے احکام اور نتائج میں عملی حوالگی کے قائم مقام ہے۔
- قبضہ کے متحقق ہونے کے لیے معروف اوزان کے ذریعہ ادائیگی کی شرط کی دلیل ان منقولات کے لیے جن میں ادائیگی کا حق ہوتا ہے، رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے ”جو شخص غلہ خریدے تو اس کو نہ بیچے

---

(۱) بدائع الصنائع ۵/۲۴۴، الفتاویٰ الہندیہ ۳/۱۶، رد المحتار ۴/۵۶۱، شرح الجملہ للاتاسی ۲/۲۰۰ اور اس کے بعد والا صفحہ، المغنی ۴/۱۱، الافصاح لابن ہبیرہ ص ۲۲۴، المجلۃ الاحکام العدلیہ کا مادہ نمبر ۲۷۵-۲۷۲، مرشد الحیران کا مادہ نمبر ۴۳۷، ۴۳۸۔

(۲) چھٹے دور کا نمبر ۵۳ (۶/۴) (شعبان ۱۴۱۰ھ مطابق مارچ ۱۹۹۰)۔

یہاں تک کہ وہ اس کو ناپ لے"۔[1] یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ غلہ میں ناپنے کے بغیر قبضہ حاصل نہیں ہوتا، تو جن چیزوں کی ادائیگی ناپنے کے ذریعہ ہوتی ہے ان میں ناپنا متعین ہوگیا اور باقی چیزوں کو اس پر قیاس کیا جاسکتا ہے،[2] اور اسی حدیث کی بناء پر مالکیہ، شافعیہ اور حنابلہ کے جمہور فقہاء نے فرمایا کہ جن چیزوں میں ناپنے، وزن کرنے، پیمائش کرنے اور گن کر دینے کا اعتبار ہے ان میں قبضہ ان معروف اوزان کے ذریعہ ناپنے اور پھر تخلیہ کے ذریعہ حاصل ہوتا ہے۔

- اشیا، آلات اور سامان کی دستاویزات (جیسے بل آف لیڈنگ اور عمومی گودام کی شہادات) کی وصولیابی کو ان چیزوں کا قبضۂ حکمی قرار دینے کی دلیل عرف ہے،[3] اعتماد کرتے ہوئے مالکیہ کے اس قول پر کہ جن منقولات کے قبضہ کی کیفیت جانچنے کا طریقہ متعیّن نہیں ان میں عرف کی طرف رجوع کیا جائے گا۔ پھر حدیث شریف میں غلہ میں قبضہ کے متحقق ہونے میں کیل کی شرط کا مدار عہدِ نبوی میں جاری وہ عرف ہے کہ مکیلات میں قبضہ کیل کے ذریعہ ہوتا ہے اور اسی پر باقی کو قیاس کیا گیا ہے۔ اور جب عقود میں قبضہ کی تحدید کا مدار عرف ہے، تو جس زمانے میں بھی عرف جس چیز کو بھی قبضہ شمار کرے گا وہ اس زمانے میں شریعت کی نظر میں بھی معتبر قبضہ شمار ہوگا، اور اگر اس میں لوگوں کا عرف تبدیل ہوجائے تو شرعاً اس کے قبضہ ہونے کا اعتبار بھی ختم ہوجائے گا۔ کیونکہ جن احکام کا مدار عرف پر ہو وہ عرف کے تبدیل ہونے سے تبدیل ہوجاتے ہیں[4] سوائے اس چیز کے جس کو شریعت خاص طور سے مقرر کرے، ہمارے زمانے میں عرف یہ ہے کہ اشیا اور منقولہ سامان کی دستاویزات (اگرچہ وہ ان چیزوں میں سے ہو جن میں جانچنے کا اعتبار کیا جاتا ہے) کی وصولیابی کو قبضۂ حکمی مانا جاتا ہے، لہٰذا اس کو شریعت کی نظر میں بھی معتبر مانا جائے گا۔ اور اصل یہ ہے کہ جیسا کہ ونشریسی نے کہا ہے: جس چیز پر لوگوں کا کوئی عمل جاری ہو اور یہ عمل ایک عرصہ سے ان کے عرف اور عادت میں رواج پاتا چلا جائے،

---

(۱) مسلم ۱۶۹/۱۰، ابوداؤد ۲۵۲/۲ اور نسائی ۲۸۵/۷ نے اس حدیث کی روایت کی ہے۔

(۲) مغنی المحتاج ۷۳/۲، کشاف القناع ۲۰۱/۳، المغنی لابن قدامہ ۱۱۱/۴۔

(۳) شرح الخرشی ۱۵۸/۵، الشرح الکبیر للدردیر ۱۴۵/۳، المنتقی للباجی ۹۷/۶۔

(۴) المغنی ۱۸۸/۶، الفروق ۱۷۶/۱، الاحکام فی تمییز الفتاویٰ عن الاحکام للقرافی ص ۲۳۱۔

تو اس کا کوئی شرعی راستہ نکالنا چاہیے جہاں تک ممکن ہو سکے خواہ یہ راستہ متفق علیہ ہو یا مختلف فیہ۔ (۱)

- کسی چیز کے سابق قبضہ کو کسی شرعاً معتبر سبب سے حاصل ہونے والے بعد والے قبضہ کے قائم مقام قرار دینے کی دلیل یہ ہے کہ قبضہ سے مراد کسی چیز پر کنٹرول دینا اور مقبوض میں تصرف پر قدرت دینا ہے۔ چنانچہ جب یہ بات پائی جائے گی قبضہ پایا جائے گا۔ اور یہ رائے مبنی ہے مالکیہ اور حنابلہ کی اس رائے پر جس میں انکے نزدیک اگر کسی شخص نے کوئی چیز فروخت کی یا اس کو ہبہ کیا یا اس کو رہن رکھوایا اور وہ چیز کسی غاصب کے پاس تھی یا مستعیر کے پاس تھی یا موڈع کے پاس تھی یا کرائے دار کے پاس تھی یا وکیل کے پاس تھی یا اس کے علاوہ کسی اور کے پاس تھی تو سابقہ قبضہ مطلقاً عقد کی وجہ سے ثابت ہونے والے جدید قبضہ کے قائم و مقام ہوگا۔ خواہ قابض کا اس چیز پر ضمان پر مبنی قبضہ ہو یا امانت پر مبنی قبضہ، خواہ جدید قبضہ قبضۂ امانت ہو یا قبضۂ ضمان۔ رہا مقبوض کی نسبت سے یہ سوال کہ وہ قابض کے قبضہ میں بطور ضمان تھی یا بطور امانت، اس سوال کا قبضہ کی حقیقت سے کوئی تعلق نہیں اور نہ ہی اس کا کوئی اثر ہے۔ (۲)

قبضہ کے اخراجات

- فروخت شدہ سامان پر خریدار کے قبضہ کے سلسلے میں آنے والے اخراجات کی ذمہ داری فروخت کنندہ پر لازم ہونے کی دلیل یہ ہے کہ فروخت کنندہ پر عقد کی وجہ سے فروخت شدہ سامان کو سپرد کرنا واجب ہے۔ اور یہ حوالگی قبضہ کے اخراجات کے بغیر نہیں ہو سکتی۔ اور جو واجب کسی دوسرے عمل کے بغیر مکمل نہ ہو سکے تو وہ عمل بھی واجب ہوتا ہے۔ اس لیے جمہور فقہاء اس طرف گئے ہیں کہ فروخت شدہ سامان کو سپرد کرنے کے اخراجات اس طرح کہ مجلسِ عقد میں موجود نہ ہو اور اس کو پیش کرنا ہو یا معروف قیاسی اوزان کے ذریعے اس کی کی ادائیگی کرنا ہو، جبکہ فروخت شدہ سامان اپنی ادائیگی میں پیمائش پر منحصر ہو تو ان سب کے اخراجات فروخت کنندہ پر لازم ہوں گے۔ اور قیمت پر قبضہ کرنے کے لیے اخراجات کا بوجھ خریدار پر ہونے کی دلیل یہ ہے کہ خریدار پر ثمن کی ادائیگی فروخت کنندہ کو ادا

---

(۱) المعیار اللونشریسی ۶/۴۷۱۔

(۲) میارۃ علی التحفہ ۱/۱۱۱، بدایۃ المجتہد ۲/۲۲۹، المحرر ابن تیمیۃ ۱/۳۷۴، نظریہ العقد لابن تیمیہ ص ۲۳۶، کشاف القناع ۲۴۹/۲۵۳، ۳/۲۷۳، ۴/۳ شرح تنقیح الفصول للقرافی ص ۴۵۶۔

کرنا واجب ہے۔ چنانچہ خریدار پر ہر اس چیز کا بوجھ برداشت کرنا لازم ہوگا جس کے ذریعے ثمن کی ادائیگی ہو سکتی ہو۔ اور اخراجات کا بوجھ دونوں فریقوں پر ہوگا جب کہ اس کے خلاف کوئی شرط موجود نہ ہو۔ اس کی دلیل جمہور فقہاء کے اس قول سے ماخوذ ہے جس میں انہوں نے شرط کا اعتبار کیا ہے۔ اور جب کوئی اس کے خلاف عرف موجود نہ ہو اس بات کی قید لگانے کی دلیل فقہاء کی عبارات سے ماخوذ ہے۔ جیسا کہ ان کی عبارات میں آیا ہے جب کوئی وہاں پر شرط موجود ہو یا اس کے علاوہ پر عرف موجود ہو تو اس کی اتباع کرنا لازم ہے۔[1]

- قبضۂ حکمی میں خریدار کا اخراجات برداشت کرنا جب کہ اس نے کوئی چیز خریدی ہو اور وہ چیز ایسی ہو کہ اس کے قبضہ کی نمائندگی رجسٹریشن سے ہوتی ہو یا جائیداد کو رہن رکھواتے وقت باقاعدہ رجسٹریشن کروائی جاتی ہو، ان ملکوں میں جہاں غیر منقولہ جائیداد کو فروخت کرتے یا جائیداد کو رہن رکھواتے وقت رجسٹریشن کا نظام موجود ہو۔ اسی طرح متحرک منقولات کی فروخت مثلاً گاڑیاں، بحری کشتیاں ہوائی جہاز یا ان کو رہن رکھوانا، ان ملکوں میں جہاں ان چیزوں کے باقاعدہ رجسٹریشن کا نظام موجود ہے، اور اسی طرح مالی دستاویزات کے بازار میں کسی کمپنی کے حصص خریدنا جن کی شرعی اعتبار سے خرید و فروخت جائز ہو، ان تمام صورتوں میں خریدار پر اخراجات لازم ہونے کی دلیل اس کا عرف ہے۔ اور نیز اس لیے بھی کہ یہ اخراجات خریدار کی مصلحت کی وجہ سے ہوتے ہیں کیونکہ قاعدہ یہ ہے کہ نفع ذمہ داری کے بدلے ہوا کرتا ہے۔ اور اس وجہ سے بھی کہ فقہائے حنفیہ نے صراحت کی ہے کہ سندات، پرامیسری نوٹ اور شہادات کو تحریر میں لانے کی اجرت جو کہ خرید و فروخت کے معاملے کی توثیق کرتی ہیں خریدار پر ہوگی سوائے اس صورت کے کہ اس کے خلاف کوئی عرف یا شرط موجود ہو۔
- فروخت کنندہ کا خریدار کو عقد میں طے شدہ متعین جگہ فروخت شدہ چیز (اس جگہ کے علاوہ جس میں

---

(۱) الزرقانی علی خلیل ۸/۱۵۸، حاشیہ الدسوقی ۳/۱۴۴، البھجہ علی التحفہ ۲/۱۴۴، الشرح الصغیر للدردیر ۳/۱۹۷، المغنی ۶/۱۸۸، شرح منتہی الارادات ۲/۱۹۲، مغنی المحتاج ۲/۷۳، البدائع الصنائع ۵/۲۴۳، شرح المجلۃ للاتاسی ۲/۲۲۱، مجلہ الاحکام الشرعیہ علی مذہب احمد مادہ نمبر ۳۴۵-۳۴۲، المجلۃ العدلیہ مادہ نمبر ۲۹۱-۲۸۸، مرشد الحیران مادہ نمبر ۴۶۷-۴۶۶۔

متعاقدین عقد کے وقت موجود ہیں) سپرد کرنے پر اخراجات برداشت کرنے کی دلیل وہ قول ہے جس کی وضاحت احناف اور حنابلہ نے کی ہے کہ یہ اخراجات فروخت کنندہ پر ہوں گے اس صورت میں جب کہ اس کی شرط لگادی گئی ہو۔[۱]

قرض میں قبضہ کے اخراجات

- قرض خواہ کا عقد قرض میں ایسے قرض کو لوٹانے اور وصول کرنے کے اخراجات جس میں قیاسی عرفی اوزان کے ذریعے ادائیگی کی جاتی ہو، برداشت کرنے کی دلیل یہ ہے کہ قرض دینے والے نے نیک کام کیا ہے، اور نیک کام کرنے والا اخراجات برداشت نہیں کرتا۔[۲] اس حکم میں قرضہ کی دستاویزات اور سندات تحریری طور پر تیار کرنے اور ان کے علاوہ ہر وہ چیز جو قرض کو جاری کرنے، اس کو نافذ کرنے اور اس کی توثیق کرنے کے لیے ضروری ہو، کی اجرت بھی شامل ہے کہ قرض لینے والے کو یہ اخراجات برداشت کرنے ہوتے ہیں کیونکہ یہ چیزیں قرض لینے کے مقتضیات اور اس کے لوازمات میں سے ہیں جو اسی کی مصلحت ہے۔ قرض دینے والا احسان کرنے والا ہوتا ہے اور نیک کام کرنے والا نیکی سے بڑھ کر کوئی چیز برداشت کرنے کا مکلف نہیں ہے۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ "نیک کاروں کی تکلیف کوئی راستہ نہیں ہے"۔[۳] اور اگر قرضہ دینے والے پر قرض کے اخراجات کی ادائیگی، اور اس کی توثیق کو لازم کردیا جائے تو یہ اس کے احسان کے منافی ہوگا، اور یہ صورت مال دار حضرات کو قرض دینے سے روکے گی۔

ودیعت میں قبضہ کے اخراجات

- عقد ودیعت میں ودیعت رکھوانے والے کا ودیعت رکھوانے اور واپس لوٹانے کے اخراجات برداشت کرنے کی دلیل یہ ہے کہ "قبضہ کی ذمہ داری اور ہر عین کو لوٹانے کا بوجھ اس شخص پر لازم ہوتا ہے جس کو

---

(۱) درر الحکام ۲/۲۳۰، کشاف القناع ۳/۱۸۰، شرح منتہ الارادات ۲/۱۶۱، مادہ نمبر ۳۵۳، ۴۴۶، مرشد الحیران مادہ نمبر ۳۵۳، ۶۳، ۴۴، مجلہ احکام العدلیہ مادہ نمبر ۲۸۷، مجلہ احکام الشرعیہ علی مذہب احمد، مادہ نمبر ۳۴۲۔

(۲) الزرقانی علی خلیل ۵/۱۵۸، الشرح الصغیر للدردیر ۳/۱۹۷، حاشیۃ الدسوقی ۳/۱۴۴۔

(۳) سورۃ التوبہ: ۹۱۔

قبضہ کی منفعت حاصل ہو رہی ہو" اس قاعدہ کی بناء پر کہ "نفع ذمہ داری کے بدلے میں ہوتا ہے"۔ (۱) اور یہ بات واضح ہے کہ ودیعت رکھوانے اور اس کی واپسی کی منفعت صرف ودیعت رکھوانے والے کو حاصل ہوتی ہے۔ چنانچہ تمام اخراجات جو کہ ودیعت رکھوانے اور اس کو وصول کرنے میں آتے ہیں وہ ودیعت رکھوانے والے پر لازم ہوں گے۔ (۲)

قبضہ سے متعلق اہم عصری تطبیقات

- بینک ڈرافٹ اور شخصی چیک (جس کی ادائیگی کی ضمانت اس بینک نے لی ہوئی ہے جس کے کاؤنٹر سے رقم نکالی جائے گی) پر قبضہ کو ادا کی جانے والی رقم کے لیے قبضۂ حکمی قرار دینے کی دلیل بینکوں اور تاجروں کا عرف ہے۔ اس کی تائید میں مجمع فقہ الاسلامی میں قرارداد منظور ہو چکی ہے۔ (۳)
- کریڈٹ کارڈ کے ذریعے رقم کی ادائیگی کو ادا کی جانے والی رقم کے لیے قبضۂ حکمی قرار دینے کی دلیل بینکوں میں جاری عرف ہے۔ اسی طرح گاہک کے بینک اکاؤنٹ میں رقم جمع کروانا خواہ نقد ہو، بینک ٹرانسفر کے ذریعے ہو یا اس چیک کے ذریعے ہو جس کی ادائیگی کی ضمانت اس بینک نے لی ہوئی ہے، جس کے اکاؤنٹ سے رقم نکالی جائے گی، اس کو مستفید کے حق میں قبضۂ حکمی قرار دینے کی دلیل عرف ہی ہے۔ اس بات کی تائید مجمع الفقہ الاسلامی کی قرار کرتی ہے۔ (۴)

---

(۱) درر الحکام ۲/۳۳۳۔

(۲) البحر الرائق ۲/۲۷۶، درر الحکام ۲/۲۷۲، المغنی ۹/۲۶۹، کشاف القناع ۴/۲۰۳، اسنی المطالب ۳/۸۴، تحفۃ المحتاج ۷/۱۲۴، المحلی ۸/۲۷۸، مجلہ احکام العدلیہ مادہ نمبر ۷۹۷، مجلہ احکام الشرعیہ علی مذہب احمد مادہ نمبر ۱۳۴۰۔

(۳) قرارداد نمبر ۵۳ (۶/۴) دورہ نمبر ۶ (شعبان ۱۴۱۰ھ / مارچ ۱۹۹۰ء)۔

(۴) قرارداد نمبر ۵۳ (۶/۴) دورہ نمبر ۶ (شعبان ۱۴۱۰ھ / مارچ ۱۹۹۰ء)۔

ضمیمہ (ج)

فرہنگ

غیر منقولہ اثاثے [عقار]

وہ ہے جس کی بنیاد مستقل طور پر موجود ہو جسکو اس کی ہیئت اور صورت پر باقی رکھتے ہوئے منتقل کرنا یا حرکت میں لانا ممکن نہ ہو مثلاً زمین اور گھر۔

منقول

وہ چیز ہے جس کو منتقل کرنا اور حرکت میں لانا ممکن ہو۔ چنانچہ یہ تعریف کرنسی، قرض، حیوانات، گاڑیاں، کشتیاں، جہاز، ریل گاڑیاں، مکیلی، موزون وغیرہ جیسی اشیا پر پورا اترے گی۔

اندازے کی خرید و فروخت

وہ ایسی چیز کی خرید و فروخت ہے جس کی مقدار کی تفصیل معلوم نہ ہو، اور اس کی مقدار جاننے کے لیے مقدار ناپے بغیر، وزن کیے بغیر، گزوں کے ذریعہ ناپے بغیر اور عددی طور پر گنے بغیر محض اندازہ کا سہارا لیا جاتا ہو۔

قبضۂ ضمان

کسی چیز کو اس طرح قبضہ میں لینا جس کی وجہ سے ضمان واجب ہوتا ہو، یعنی جب تک وہ چیز قائم ہے اس کو اصل مالک تک لوٹانا ضروری ہو۔ ضائع ہونے کی صورت میں اگر وہ چیز مثلی چیزوں میں سے ہے تو اس کا بدل واپس کرنا یا اگر وہ چیز غیر مثلی چیزوں میں سے ہے تو اس کی قیمت لوٹانا ضروری ہو۔ ضائع ہونے کا سبب کوئی بھی ہو، یہ حکم اس لیے ہے کہ یہ قبضہ مالک کی اجازت بغیر (ظلماً) ہوا ہے مثلاً چور کا یا غاصب کا قبضہ۔ یا

مالک کی جازت کے ساتھ تو ہوا ہے لیکن مالک بننے کی نیت کے ساتھ قبضہ حاصل کیا گیا ہے، مثلاً خریداری کی غرض سے قبضہ کرنے والا یا مالک بننے کی غرض سے لقطہ پر قبضہ کرنے والا۔ نیز بعض فقہاء نے مستعیر [عاریتاً لینے والے] کا قبضہ، مرتہن [رہن رکھنے والے] کا قبضہ اور اجیرِ مشترک کے قبضہ کو بھی مذکورہ تعریف میں شمار کیا ہے۔

قبضۂ امانت

کسی ایسی چیز کو اس طرح قبضے میں لینا ہے کہ وہ قابض کے ہاتھ میں بطور امانت ہو، اس طرح کہ جب تک اس کی جانب سے اس چیز کی حفاظت میں کوئی ظلم یا کوتاہی ظاہر نہ ہو تو وہ اس کے ضائع ہونے نقصان کو برداشت نہیں کرے گا۔ یہ اس لیے ہے کہ یہ قبضہ مالک کی اجازت سے ہوا نہ کہ مالک بننے کی نیت سے، بلکہ مالک کو اس کا فائدہ ہوتا ہے۔ مثلاً جس کے پاس ودیعت رکھوائی گئی، وکیل، اجیرِ خاص، ولی، وصی یا اس میں قبضہ کرنے والے کو اس کا فائدہ حاصل ہوتا ہو مثلاً، کرایہ دار، عاریت پر کوئی چیز حاصل کرنے والا، مرتہن، یا پھر اس کا فائدہ مالک اور قابض دونوں کا مشترک ہو مثلاً مضارب، شریک، مزارع، اور مساقی۔

عرف

وہ چیز ہے جس کو ولوگوں نے عادت بنالیا ہو اور اس پر اپنے قول، فعل، یا اس کو ترک کرنے کے ساتھ عمل پیرا ہوں۔ شرعی طور پر معتبر عرف وہ ہے کہ جس میں مندرجہ ذیل شرائط موجود ہوں۔

۱- وہ شریعت کے مخالف نہ ہو۔ چنانچہ اگر عرف شرعی نص کے یا قواعدِ شرعیہ میں سے کسی شرعی قاعدہ کے مخالف ہو تو وہ عرف فاسد ہے۔

۲- وہ عرف مسلسل جاری ہو یا غالب ہو۔

۳- تصرف کا آغاز کرتے وقت عرف موجود ہو۔

۴- متعاقدین نے عرف کے خلاف کی صراحت نہ کی ہو۔ چنانچہ اگر صراحت کردی تو اس کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔

شرعی معیار نمبر (۱۹)

قرض

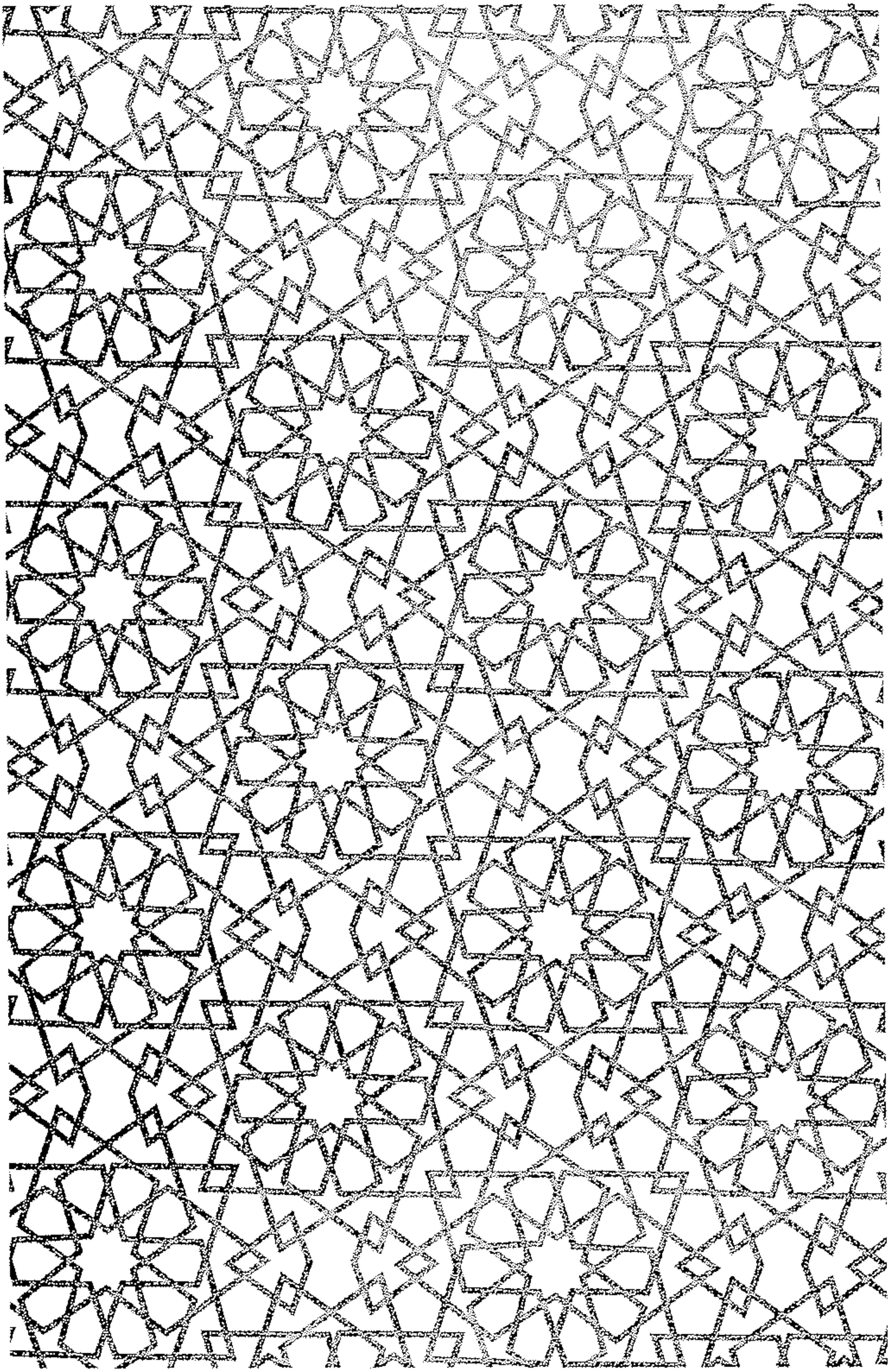

فہرست

دیباچہ ۵۳۴

معیار کا متن ۵۳۵

۱- معیار کا دائرۂ کار ۵۳۵

۲- قرض کی تعریف ۵۳۵

۳- قرض کے ارکان اور اس کی شرائط ۵۳۵

۴- قرض میں مشروط منفعت کے احکام ۵۳۶

۵- قرض میں غیر مشروط منفعت کے احکام ۵۳۶

۶- قرض میں مدت کی شرط لگانا اور اس کا لازم ہونا ۵۳۶

۷- قرض میں کسی عقد کی شرط لگانا ۵۳۷

۸- کسی غیر کے لیے قرض لینے پر انعام کی شرط لگانا ۵۳۷

۹- قرض کی خدمات کے اخراجات ۵۳۷

۱۰- قرض کے معاملے میں عصرِ حاضر کی اہم تطبیقات ۵۳۸

۱۱- معیار کے اجرا کی تاریخ ۵۴۰

معیار کی منظوری ۵۴۱

ضمیمہ جات

ضمیمہ (الف) معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد ۵۴۲

ضمیمہ (ب) شرعی احکام کی بنیادیں ۵۴۴

ضمیمہ (ج) فرہنگ ۵۵۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على أشرف المرسلين، سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه أجمعين.

دیباچہ

اس معیار کا مقصد قرض کے شرعی احکامات کو بیان کرنا ہے، اور ان احکامات میں قرض سے منفعت حاصل کرنے کے احکامات بھی شامل ہیں، چاہے وہ منفعت مشروط ہو یا غیر مشروط۔ اسی طرح اس معیار کا مقصد ان شرعی ضابطوں کو بیان کرنا بھی ہے جن کی رعایت رکھنا اسلامی مالیاتی اداروں (ادارہ/ادارے)[1] پر لازم ہے۔ اور اسی طرح اس معیار کا مقصد بعض ایسے معاملات کے شرعی احکامات کو بیان کرنا بھی ہے جن پر عمل درآمد کی اداروں کو ضرورت پیش آجاتی ہے، مثلاً کرنٹ اکاؤنٹ، قرضوں پر انعامات، قرض کی خدمات کے اخراجات، اداروں اور اس کے نمائندہ اداروں کے درمیان اوورڈرافٹ کے احکامات۔

واللہ الموفّق...

(۱) "ادارہ/ادارے" کی اصطلاح یہاں اختصار کی غرض سے اسلامی مالیاتی اداروں کے لیے استعمال کی گئی ہے جن میں اسلامی بینک بھی شامل ہیں۔

معیار کا متن

۱- معیار کا دائرۂ کار

یہ معیار قرضوں اور ان سے متعلق منافع اور ذمہ داریوں پر مشتمل ہے، چاہے ادارہ مقروض ہو یا قرض خواہ ہو۔

یہ معیار ان چیزوں پر مشتمل نہیں ہے جو قرض نہ ہوں، مثلاً ادھار بیع کا ثمن اور سرمایہ کاری اکاؤنٹس؛ کیونکہ ان کے لیے خاص معیارات الگ سے موجود ہیں۔

۲- قرض کی تعریف

قرض یہ ہے کہ کسی شخص کو مالِ مثلی [1] کا اس طرح مالک بنادینا کہ اس مال کا مثل واپس کرنا لازم ہو جائے۔

۳- قرض کے ارکان اور اس کی شرائط

۱/۳ قرض کا عقد ایسے ایجاب و قبول سے جو لفظِ قرض یا سلف کے ساتھ ہوں، اور ہر ایسے قول یا فعل سے منعقد ہو جاتا ہے جو قرض کا معنی ادا کر سکتا ہو۔

۲/۳ قرض دینے والے کے لیے یہ شرط ہے کہ وہ تبرع کی اہلیت رکھتا ہو۔

۳/۳ قرض لینے والے کے لیے یہ شرط ہے کہ وہ تصرف کی اہلیت رکھتا ہو۔

۴/۳ جو چیز بطور قرض دی جارہی ہے اس کے لیے یہ شرط ہے کہ وہ ایسا مالِ متقوّم [شرعاً قیمت والا مال] ہو جو کہ معلوم بھی ہو اور مثلی بھی ہو۔

۱/۴/۳ مقروض قبضہ کرتے ہی قرضہ پر لیے گئے مال کا مالک بن جاتا ہے اور اس کا مثل

(۱) وہ چیز جس کے اجزا باہم مماثل ہوں، مثلاً گندم، چاول، کرنسی وغیرہ۔ (مترجم)

اس کے ذمہ لازم ہو جاتا ہے۔

۲/۴/۳ اصولی طور پر قرض کا مثل اسی جگہ واپس کرنا واجب ہے جس جگہ قرض لیا گیا تھا۔

۴- قرض میں مشروط منفعت کے احکام

۱/۴ قرض خواہ کے لیے قرض میں زیادتی کی شرط لگانا حرام ہے کیونکہ یہ سود ہے، چاہے وہ زیادتی صفت میں ہو یا مقدار میں ہو، اور چاہے وہ زیادتی کوئی اثاثہ ہو یا منفعت ہو، اور چاہے زیادتی کی شرط عقد میں لگائی جائے یا قرض کی واپسی کی مدت متعین کرتے وقت لگائی جائے، یا مدت کے اندر اندر لگائی جائے، اور چاہے اس شرط کی صراحت کی گئی ہو یا عرف ہونے کی وجہ سے اس کا لحاظ رکھنا ضروری ہو۔

۲/۴ جس جگہ قرض کا معاملہ ہوا تھا اس کے علاوہ کسی اور جگہ پر قرض کی واپسی کی شرط لگانا جائز ہے۔

۵- قرض میں غیر مشروط منفعت کے احکام

۱/۵ قرض کی مدت کے دوران مقروض کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ قرض کی وجہ سے قرض خواہ کو کوئی ہدیہ پیش کرے یا اسے کسی فائدے کی پیشکش کرے جبکہ اس کا معمول قرض سے پہلے نہ ہو۔

۲/۵ قرض کی واپسی کے وقت قرض پر زیادتی مقدار یا صفت میں، یا کوئی اثاثہ پیش کرنے یا کسی فائدے کی پیشکش کی صورت میں، اس وقت جائز ہے جب اس کی شرط نہ لگائی گئی ہو اور نہ اس کا عرف ہو، چاہے قرض رقم کی صورت میں ہو یا کسی اور صورت میں۔

۶- قرض میں مدّت کی شرط لگانا اور اس کا لازم ہونا

قرض میں کسی خاص مدت کی شرط لگانا جائز ہے، چنانچہ مقروض پر اس مدت سے پہلے قرض کی واپسی لازم نہ ہوگی اور نہ ہی قرض خواہ کو اس مدت سے پہلے قرض کی واپسی کے مطالبے کا حق ہوگا۔ ہاں اگر

مدت کی شرط نہیں لگائی گئی، تو مطالبے کے وقت مقروض پر قرض کی واپسی واجب ہو جائے گی۔

۷-قرض میں کسی عقد کی شرط لگانا

قرض کے ساتھ عقدِ بیع یا اجارہ یا ان جیسے عقودِ معاوضات کی شرط لگانا جائز نہیں ہے۔

۸-کسی غیر کے لیے قرض لینے پر انعام کی شرط لگانا

کسی غیر کے لیے قرضہ لینے پر انعام کی شرط رکھنا جائز ہے، بشرطیکہ یہ سود کا حیلہ نہ بنے۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر(۱۵)"جعالہ"، شق ۲/۳/۸، جس کے آخر میں مذکور ہے کہ "بشرطیکہ اس کو، عرف، شرط یا اداروں کے درمیان تعامل کے سبب سودی قرضہ دینے کا ذریعہ نہ بنایا جائے"۔

۹-قرض کی خدمات کے اخراجات

۱/۹ قرض دینے والے ادارے کے لیے جائز ہے کہ وہ قرضوں کی خدمات کے بدلے اتنے اخراجات وصول کرلے جو کہ قرضوں کی خدمات پر آنے والے براہ راست، حقیقی اخراجات کے برابر ہوں، اس سے زائد وصول کرنا جائز نہیں۔ حقیقی اخراجات پر ہر طرح کی زیادتی حرام ہے، نیز حقیقی اخراجات کے تعیّن میں خوب غور و فکر لازم ہے تاکہ یہ کسی ایسی زیادتی کی طرف نہ لے جائے جو کہ منفعت کا باعث بن جائے۔ بنیادی اصول یہ ہے کہ ہر قرض اپنے انہی اخراجات کا متحمل ہوگا جو خاص اسی کے ساتھ منسلک ہیں، الّا یہ کہ ایسا کرنا دشوار ہو جائے جیسا کہ مشترکہ قرضوں کے مجموعہ میں ہوتا ہے۔ چنانچہ ایسی صورت میں تمام قرضوں کے مجموعہ پر آنے والے براہ راست مجموعی اخراجات برداشت کرنے میں کوئی ممانعت نہیں۔ نیز یہ بھی ضروری ہے کہ اخراجات کے تعیّن کا تفصیلی طریقہ مجلسِ شرعی اور اکاؤنٹنگ ڈپارٹمنٹ کی مشاورت سے اختیار کیا جائے۔ اور اس کا طریقہ یہ ہوگا کہ اخراجات کو تمام قرضوں پر تقسیم کیا جائے گا اور ہر قرض اپنے حصے کے تناسب سے اخراجات کو برداشت کرے گا۔ اس طرح کے تمام معاملات مناسب [متعلقہ] دستاویزات کے ساتھ

مجلسِ شرعی کے سامنے پیش کیے جائیں۔

۲/۹ قرضوں کی خدمات مہیا کرنے پر آنے والے بالواسطہ اخراجات [indirect expenses]، حقیقی اخراجات میں داخل نہیں سمجھے جائیں گے، جیسے ملازمین کی تنخواہیں، جگہ، اثاثہ جات اور ذرائع نقل وحمل کے کرائے، اور ان جیسے تمام اخراجات، جیسے ادارے کے عمومی اور انتظامی اخراجات۔

۱۰- قرض کے معاملے میں عصرِ حاضر کی اہم تطبیقات

۱/۱۰ کرنٹ اکاؤنٹس

۱/۱/۱۰ کرنٹ اکاؤنٹس اپنی حقیقت کے اعتبار سے قرضے ہیں۔ چنانچہ ادارہ ان قرضوں کا مالک بن جاتا ہے اور ان کا مثل لوٹانا ادارے کے ذمے واجب ہو جاتا ہے۔

۲/۱/۱۰ ادارے کے لیے ان خدمات پر اجرت کا تقاضہ کرنا جائز ہے جو اس نے کرنٹ اکاؤنٹ ہولڈرز کے لیے انجام دی ہیں۔

۳/۱/۱۰ ادارے کے لیے جائز ہے کہ وہ کرنٹ اکاؤنٹ ہولڈرز کے لیے معاوضے پر یا بلا معاوضہ ایسی خدمات انجام دے جن کا تعلق قرض کی حوالگی یا واپسی سے ہو، جیسے چیک بک اور اے ٹی ایم کارڈ۔ اور اس میں بھی کوئی ممانعت نہیں ہے کہ ادارہ کرنٹ اکاؤنٹ ہولڈرز میں سے کچھ افراد ساتھ ایسے معاملات میں امتیازی سلوک روا رکھے جن کا تعلق ڈپازٹ یا واپسی سے ہے، جیسے کچھ کمروں کو بعض کرنٹ اکاؤنٹ ہولڈرز کے استقبال کے لیے خاص کر دینا، یا ان کو خاص قسم کے چیکوں کے ذریعے ممتاز کرنا۔

۲/۱۰ قرض کے انعامات

ادارے کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ کرنٹ اکاؤنٹ ہولڈرز کو ان اکاؤنٹس کی وجہ سے کوئی چیز ہدیے کے طور پر، یا مالی سہولیات، یا ایسی خدمات اور منافع پیش کرے جن کا

تعلق ڈپازٹ یا واپسی سے نہیں، اور ان چیزوں میں تمام یا بعض اخراجات سے بری کرنا بھی شامل ہے، مثلاً کریڈٹ کارڈ اور لاکرز کے اخراجات، ٹرانسفر کے اخراجات، لیٹر آف گارنٹی اور لیٹر آف کریڈٹ کے اخراجات معاف کر دینا۔ لیکن وہ عام انعامات اور سہولیات جن کا تعلق صرف کرنٹ اکاؤنٹ ہولڈرز کے ساتھ خاص نہ ہو، وہ اس حکم میں داخل نہیں ہیں۔

۳/۱۰ اے ٹی ایم مشینوں سے کریڈٹ کارڈ کے ذریعے نقد رقم نکلوانے کی صورت میں آنے والے اخراجات

۱۰/۳/۱ کارڈز کے ذریعے اے ٹی ایم مشینوں سے رقم نکلوانے پر جو خرچہ وصول کیا جاتا ہے [جو پیسے کاٹے جاتے ہیں] وہ درحقیقت خدمت کی اجرت ہوتی ہے، اور اس کا قرض سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔

۱۰/۳/۲ اے ٹی ایم مشینوں سے کریڈٹ کارڈز کے ذریعے رقم نکلوانے کی صورت میں وصول کیے جانے والے خرچے کے لیے لازمی ہے کہ وہ کوئی متعین رقم ہو، جو کہ اجرتِ مثلی کی حدود میں رہتے ہوئے خدمت کا عوض ہو، قرض سے حاصل کیے جانے والا نفع نہ ہو۔ نیز اس اجرت کو نکالی جانے والی رقم سے منسلک کرنا جائز نہیں، اور ادارے کے لیے بار بار اجرت وصول کرنے کی غرض سے یہ حیلہ اختیار کرنا بھی جائز نہیں کہ وہ رقم نکلوانے کے لیے مختلف مقداروں کی حد وضع کردے، اسی طرح نکالی گئی رقم کی واپسی کی مدت کو ملحوظ رکھنا جائز نہیں۔ کرنسیاں مختلف ہونے کی صورت میں موجودہ کرنسی کی قیمت کے ساتھ مطابقت ضروری ہے۔ نیز ڈیبٹ کارڈ اور کریڈٹ کارڈ سے متعلق شرعی معیار نمبر ۲ کی شق ۴/۵ ملاحظہ کیجیے۔

۴/۱۰ مالی حسابات کرنے کے لیے مارجن رکھوانا

سود سے بچنے کے لیے یہ انتظام کیا جاسکتا ہے کہ دو بینک آپس میں اس بات پر اتفاق کرلیں

کہ کچھ اضافی رقم ایک دوسرے کو اس لیے دیں گے کہ اگر ایک کا قرضہ دوسرے پر لازم ہوجائے تو اس قرض کو کسی سود کے مطالبے کے بغیر اس کی دی ہوئی رقم سے منہا کیا جاسکے۔ (دیکھیے شرعی معیار نمبر (۱) "کرنسی کی تجارت"، شق ۱/۴/۲)

۱۱-معیار کے اجرا کی تاریخ

اس معیار کا اجرا ۳۰ ربیع الاوّل ۱۴۲۵ھ مطابق ۱۹ مئی ۲۰۰۴ء کو ہوا۔

معیار کی منظوری

مجلسِ شرعی نے ۲۶ - ۳۰ ربیع الاول ۱۴۲۵ھ مطابق ۱۵ - ۱۹ مئی ۲۰۰۴ء کو مدینہ منورہ میں منعقد اپنے بارہویں (۱۲) اجلاس میں قرض کے معیار کو منظور کیا۔

ضمیمہ (الف)

معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد

مجلسِ شرعی نے ۲۸ صفر-۳ربیع الاول ۱۴۲۳ھ مطابق ۱۱-۱۶ مئی ۲۰۰۲ء کو مدینہ منورہ میں منعقد اپنے آٹھویں (۸) اجلاس میں قرض کے لیے شرعی معیار کے اجرا کا فیصلہ کیا۔ اور ۲۴رجب ۱۴۲۳ھ مطابق یکم اکتوبر ۲۰۰۲ء کو شرعی معیارات کی کمیٹی نے قرض کے معیار کے منصوبے کے لیے مسودے کی تیاری کی غرض سے شرعی مشیر کی تقرری کا فیصلہ کیا۔

۱۶ محرم ۱۴۲۴ھ مطابق ۱۹ مارچ ۲۰۰۳ء کو شرعی معیارات کی پہلی کمیٹی نے اپنے ساتویں اجلاس منعقدہ بحرین میں شرعی مطالعاتی رپورٹ کا جائزہ لیا اور شرعی مشیر سے درخواست کی کہ جائزے اور ممبران کے غور و فکر کی روشنی میں جو ضروری ترامیم کی گئی ہیں، ان کو شامل کیا جائے۔

۶-۷ اپریل ۲۰۰۳ء کو بحرین میں منعقد آٹھویں اجلاس میں شرعی معیارات کی پہلی کمیٹی نے قرض کے شرعی معیار کے ابتدائی مسودے کا جائزہ لیا۔ جائزے اور ممبران کے غور و فکر کی روشنی میں ضروری ترامیم کو شامل کیا۔ اسی طرح کمیٹی نے ۲۵-۲۶ ربیع الثانی ۱۴۲۴ھ مطابق ۲۵-۲۶ جون ۲۰۰۳ء کو منعقد اپنے اجلاس میں بھی جائزے اور ممبران کے غور و فکر کی روشنی میں ضروری ترامیم کو شامل کیا۔

۲۳-۲۴ جمادی الاول ۱۴۲۴ھ مطابق ۲۳-۲۴ جولائی ۲۰۰۳ء کو عمان-اردن میں کمیٹی نے اپنے نویں اجلاس میں شرعی معیار کے منصوبے کے مسودے کا مزید جائزہ لیا اور جائزے اور ممبران کے غور و فکر کی روشنی میں ضروری ترامیم کو شامل کیا۔

۲-۸ رمضان ۱۴۲۴ھ مطابق ۲۷ اکتوبر - ۲ نومبر ۲۰۰۳ء کے درمیانی عرصے میں مکہ مکرمہ میں منعقدہ گیارہویں اجلاس میں معیار کا ترمیم شدہ مسودہ مجلسِ شرعی کے سامنے پیش کیا گیا۔ مجلسِ شرعی نے

مسودے کے اندر ضروری ترامیم کا اضافہ کیا اور مذکورہ مسودے کو ماہرین اور متعلقہ حضرات کو بھیجنے کا فیصلہ کیا تاکہ جلسۂ سماعت میں مسودے پر غور وفکر کے لیے ان حضرات کی آراء سامنے آسکیں۔

ادارہ کی جانب سے ۲۹ ذیقعدہ ۱۴۲۴ھ مطابق ۱۲ جنوری ۲۰۰۴ء کو بحرین میں ایک جلسۂ سماعت کا انعقاد کیا گیا۔ اس اجلاس میں تقریباً پچاس سے زائد مرکزی بینکوں، مالیاتی اداروں، اکاؤنٹنگ فرمز کے نمائندوں، شرعی ماہرین، یونیورسٹیوں سے تعلق رکھنے والے اساتذہ اور اس موضوع سے دلچسپی رکھنے والے حضرات نے شرکت کی۔ اجلاس سے قبل بھیجے گئے قابلِ اصلاح امور اور اجلاس کے دوران اٹھائے گئے اعتراضات کی سماعت کی گئی۔ شرعی معیارات کی پہلی اور دوسری کمیٹی کے ممبران نے اعتراضات اور اس پر کیے گئے اضافوں پر اپنا جواب پیش کیا۔

۳۰ ذیقعدہ ۱۴۲۴ھ مطابق ۲۲ جنوری ۲۰۰۴ء کو شرعی معیار کی پہلی اور دوسری کمیٹی نے بحرین میں منعقد اپنے اجلاس میں عمومی جلسۂ سماعت کے دوران اٹھائے گئے اعتراضات اور بورڈ کو ارسال کیے گئے تحریری اعتراضات کا جائزہ لیا اور اس میں مناسب ترامیم کو شامل کیا۔

۲۵ صفر ۱۴۲۵ھ مطابق ۱۵ اپریل ۲۰۰۴ء کو بحرین میں منعقد اجلاس میں معیار کا ترمیم شدہ مسودہ ڈرافٹنگ کمیٹی کے سامنے پیش کیا گیا۔

۲۶-۳۰ ربیع الاول ۱۴۲۵ھ مطابق ۱۵-۱۹ مئی ۲۰۰۴ء کو مدینہ منورہ میں منعقد مجلسِ شرعی نے اپنے بارہویں (۱۲) اجلاس میں شرعی معیارات کی کمیٹی اور مسودہ ساز کمیٹی کی طرف سے پیش کردہ ترامیم کا جائزہ لیا، اور مناسب ترامیم کا اضافہ کیا۔ بالآخر مجلسِ شرعی نے اس معیار کی بعض شقوں کو بالاجماع اور بعض کو غالب رائے دہی کی بنیاد پر منتخب کیا، جیسا کہ مجلس کے اجلاسوں کی روئداد میں محفوظ ہے۔

ضمیمہ (ب)

شرعی احکام کی بنیادیں

- جو مال قرض پر دیا جا رہا ہے اس کے معلوم ہونے کی شرط لگانے کی بنیاد، مقروض کو قرض جیسے بدل کو لوٹانے پر قدرت دینا ہے۔
- قرض لینے والا قرض کے مال کا صرف قبضے ہی سے مالک بنے گا۔ اس بات کی بنیاد یہ ہے کہ قرض ایک ایسا معاملہ ہے جس میں جانبِ معاوضہ اور جانبِ تبرع دونوں ہی جمع ہیں۔ البتہ جانبِ تبرع اس میں زیادہ راجح ہے، چنانچہ اس کا حکم ہبہ کی طرح ہوگا، اور ہبہ میں ملکیت قبضے ہی سے منتقل ہوتی ہے۔
- محلِ قرض کے مثلی ہونے کی شرط لگانے کی بنیاد یہ ہے کہ مثلی ہی ایسی چیز ہے جس کا مثل لوٹانا ممکن ہوتا ہے۔ نیز یہ کہ مثلی اشیا غصب اور اتلاف میں اپنی مماثل اشیا کے ساتھ قابلِ ضمان ہوتی ہیں۔
- اگر کسی اور جگہ واپسی کی شرط نہ ہو تو مقروض پر اسی جگہ قرض کی واپسی لازمی ہے جہاں قرض کا معاملہ ہوا تھا اس بات کی بنیاد یہ ہے کہ اصل حکم یہی ہے۔

قرض کے بدل میں زیادتی کی شرط لگانا

- قرض خواہ کے لیے قرض میں زیادتی کی شرط لگانے کے حرام ہونے کی وجہ قرآن، حدیث، اجماع اور قیاس کے وہ تمام دلائل ہیں جو ربا القرض کے حرام ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔
- جس جگہ قرض کا معاملہ ہوا تھا اس کے علاوہ کسی اور جگہ قرض کی واپسی کی شرط لگانے کا جواز باوجود اس کے کہ یہ مقروض کے لیے زیادہ سہولت کی بات ہے چاہے قرض خواہ کو اس سے کوئی فائدہ ہو یا نہ ہو، درجِ ذیل وجوہات کی بنیاد پر ہے:

۱- صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے جو آثار مروی ہیں،[1] وہ قرض کے معاملے کی جگہ کے علاوہ کسی دوسری جگہ کی شرط لگانے کے جواز پر دلالت کرتے ہیں۔ یہی قول مالکیہ اور حنابلہ کا ہے اور اسی کو ابنِ تیمیہ اور ابن قیم جوزی رحمۃ اللہ علیہما نے اختیار کیا ہے۔

۲- قرض کی جگہ کے علاوہ کسی دوسری جگہ قرض کی واپسی کی شرط لگانے میں خاص طور پر ضرورت کے وقت، مقروض اور قرض خواہ دونوں میں سے کسی ایک کو بھی ضرر پہنچے بغیر دونوں ہی کا فائدہ ہے۔ نیز وہ مصلحتیں جن میں ضرر نہ ہو شریعت کی نگاہ میں ممنوع نہیں بلکہ جائز ہیں، ہاں ایسے مصالح سے شریعت نے منع کیا ہے جو لوگوں کے لیے ضرر کا باعث ہوں، اور مذکورہ منفعت قرض خواہ اور مقروض دونوں ہی میں مشترک ہے اور وہ دونوں اس پر تعاون بھی کر رہے ہیں، چنانچہ یہ باہمی شرکت اور تعاون ہی کی قسم ہوگئی۔

۳- معاملات میں اصل چیز اباحت ہے، اور جس جگہ قرض کا معاملہ ہوا تھا، اس کے علاوہ کسی اور جگہ قرض کی واپسی کی شرط لگانا کوئی ایسا مسئلہ نہیں جس کے حرام ہونے پر نص وارد ہوئی ہو اور نہ کسی ایسے معاملے کے حکم میں ہے جس کا حرام ہونا منصوص ہو کہ اس معاملے کو بھی اس پر قیاس کرلیا جائے، لہٰذا اس معاملے کو اباحت ہی پر باقی رکھنا ضروری ہے۔

قرض میں مدت کی شرط لگانا

- قرض میں مدت کی شرط لگانے اور مدت کی شرط لگانے سے قرض کی مدت متعین ہوجانے کی بنیاد وہ دلائل ہیں جو مدت متعین کرنے کی مشروعیت اور شرطوں کو پورا کرنے اور ان کے مطابق معاملات کی انجام دہی پر دلالت کرتے ہیں، نیز اس کے ذریعے قرض کا مقصود بھی متحقق ہوجاتا ہے اور ضرر بھی دور ہوتا ہے۔

قرض میں عقدِ بیع کی شرط لگانا

- قرض کے عقد میں عقدِ بیع کی شرط لگانے کی حرمت درجِ ذیل وجوہات کی بنیاد پر ہے:

(۱) مصنف لابن ابی شیبہ ۲۶۹/۶، السنن الکبری بیہقی ۳۵۲/۵۔

آپ ﷺ کی حدیث ہے کہ "قرض اور خرید وفروخت ایک ساتھ حلال نہیں، اور نہ ہی دو شرطیں ایک خرید وفروخت میں، اور نہ ایسا نفع جس کے ساتھ ضمان نہ ہو، اور نہ ایسی چیز کی خرید وفروخت جو تمہارے پاس نہ ہو"۔ (1)

۱- **استدلال کی وجہ:** حقیقت یہ ہے کہ آپ ﷺ کے قول "سلف اور بیع ایک ساتھ حلال نہیں"، میں "سلف" کا لفظ قرض کے معنی میں ہے، اور حدیث اس بات پر دلالت کر رہی ہے کہ ایک ہی عقد میں قرض اور بیع کو جمع کرنا جائز نہیں، چنانچہ یہ حدیث اپنے عمومی معنی کے اعتبار سے عقدِ بیع کی شرط قرض کے عقد میں لگانے اور قرض کے عقد کی شرط عقدِ بیع میں لگانے کے عدمِ جواز پر مشتمل ہے۔

۲- حقیقت یہ ہے کہ قرض کے عقد میں عقدِ بیع کی شرط لگانا قرض میں زیادتی کا ذریعہ بنتا ہے، کیونکہ یہ شرط اس شخص کو قرض کی وجہ سے ثمن میں رعایت کرنے پر مجبور کرتی ہے، چنانچہ یہ قرض ایک مشروط منفعت کو بھی اپنے ساتھ کھینچ لاتا ہے، اور اس طرح یہ ربا بن جاتا ہے، اور یہ ان ذرائع میں سے ہے جن کے سدِّباب اور روک تھام پر سب کا اتفاق ہے۔

۳- حقیقت یہ ہے کہ قرض کے عقد میں عقدِ بیع کی شرط لگانا، قرض کو اس کے مقصد یعنی رحم دلی سے پھیر دیتا ہے۔ اور مقصد سے پھیرنا اس طرح لازم آتا ہے کہ قرض در حقیقت ان عقود میں سے نہیں ہے جن میں معاوضہ ہوتا ہے، بلکہ یہ تو ان عقود میں سے ہے جن کا تعلق نیکی اور

(1) مذکورہ حدیث کی تخریج ابوداؤد نے اس باب میں کی ہے جو ایسی چیز بیچنے والے شخص کے بیان میں ہے جو اس کے پاس نہیں، اور حدیث کے الفاظ ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں جو کہ عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کی سند سے مروی ہیں، کتاب البیوع، حدیث نمبر ۳۵۰۴، سنن ابی داؤد ۳/۲۸۳، ترمذی، باب "اس چیز کی بیع کی کراہت جو انسان کے پاس نہ ہو"، کتاب البیوع، حدیث نمبر ۱۲۳۴، سنن الترمذی ۳/۵۲۶-۵۲۷، نسائی، باب "ایک بیع میں دو شرطیں"، کتاب البیوع، حدیث نمبر ۴۶۴۴، سنن النسائی ۷/۳۴۰، اور احمد نے اس حدیث کی تخریج "مسند المکثرین من الصحابة"، حدیث نمبر ۶۶۳۳، مسند احمد ۲/۳۸۳ میں کی ہے تمام ان طرق سے جو "عن أيوب حدثني عمرو بن شعيب حدثني أبي عن أبيه" پر مشتمل ہیں یہاں تک کہ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ اس حدیث کے راوی ہیں۔ یہ حدیث حسن ہے، اور اپنے تمام طرق کے ساتھ صحیح لغیرہ کے درجے کو پہنچتی ہے۔

خوش اخلاقی سے ہے، چنانچہ یہ درست نہیں کہ اس کا کوئی عوض ہو۔ چنانچہ اگر قرض کسی عقدِ معاوضہ کے ساتھ منسلک ہوجاتا ہے تو عوض میں اس کا بھی حصہ ہوگا اور اس طرح یہ اپنے مقصد سے نکل جائے گا۔ نتیجہ یہ کہ یہ خود بھی باطل ہوجائے گا اور وہ عقدِ معاوضہ بھی باطل ہوجائے گا جس کے ساتھ یہ منسلک ہے۔

۴۔ قرض خواہ کا مقروض پر ہدیہ پیش کرنے کی شرط لگانے کی حرمت اس وجہ سے ہے کہ یہ حقیقت میں ایک ایسا عقد ہوگا جس میں قرض خواہ کے لیے ایک زیادتی مشروط ہوگی، اور وہ ہے ہدیہ، چنانچہ یہ حرام زیادتی بن جائے گی اور یہ شرط اس عقد کو ایک رحم دلی پر مشتمل عقد سے نکال کر سودی عقد بنا دے گی۔ اور ایک وجہ یہ بھی ہے کہ یہ شرط قرض خواہ کے لیے منفعت کو کھینچ لاتی ہے۔ نیز علماء کا اس پر اجماع ہے کہ ہر وہ قرض جو قرض خواہ کے لیے کسی مشروط منفعت پر مشتمل ہو وہ حرام ہے۔ مذکورہ شرط میں منفعت یہ ہے کہ اس میں قرض خواہ مقروض کی جانب سے آئے ہوئے دوسرے قرض سے مستفید ہوتا ہے، اور اس منفعت کے مقابلے میں کوئی چیز نہیں ہوتی سوائے اس قرض کے جو اس نے مقروض کو دیا ہوتا ہے۔

اثر و رسوخ کی وجہ سے قرض لینے پر انعام کی شرط لگانا

- اثر و رسوخ کی وجہ سے قرض لینے پر انعام کی شرط لگانے کو جائز قرار دینا اس بنیاد پر ہے کہ یہ انعام خدمت کے بدلے میں ہے، اور یہی وہ رائے ہے جس کو جمہور نے اپنایا ہے کہ شفاعت اور مقام دلوانے پر انعام لینا جائز ہے۔

عملی خدمات کا معاوضہ

- اس بات کو جائز قرار دینے کی بنیاد کہ قرض خواہ صرف اتنا معاوضہ لے سکتا ہے جو حقیقی اخراجات کے برابر ہو، یہ ہے کہ یہ قرض پر زیادتی نہیں، اور قرض خواہ تو محسن ہوتا ہے اور محسن پر کسی بات کا بوجھ نہیں ڈالا جاسکتا۔ حقیقی اخراجات سے زیادہ لینے کو حرام قرار دینا اس بنیاد پر ہے کہ اس صورت میں یہ زیادتی قرض کا عوض بن جائے گی۔ چنانچہ قرض کے سلسلے میں حقیقی اخراجات کے متعلق مجمع الفقہ الاسلامی کی

قرارداد نمبر ۳۱(۳/۱) جاری ہو چکی ہے۔

قرض کی ادائیگی کے وقت غیر مشروط مادّی منافع

- قرض کی واپسی کے وقت ایسی زیادتی کو جائز قرار دینا جو نہ شرط ہو اور نہ اس کا عرف ہو، چاہے وہ مقدار میں ہو یا وصف میں ہو، اس روایت کی بنیاد پر ہے جو ابو رافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے بالکل چھوٹی عمر کا ایک اونٹ ادھار لیا، کچھ عرصے بعد صدقے کے اونٹوں میں سے کچھ اونٹ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اس شخص کا وہ چھوٹی عمر کا اونٹ واپس کر دیں، ابو رافع رضی اللہ عنہ واپس تشریف لائے اور فرمایا کہ سوائے ایک چار سالہ بالکل جوان اونٹ کے میں نے وہاں کچھ نہیں پایا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''وہی اونٹ اس کو دے دو۔ حقیقت یہ ہے کہ لوگوں میں بہترین لوگ وہی ہوتے ہیں جو چیزوں کی واپسی کے معاملے میں سب سے بہتر ہوتے ہیں''۔[۱] اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ: ایک آدمی سوال کرتا ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خدمت میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لیے آدھا وسق ادھار لیا اور اس شخص کو دے دیا، کچھ عرصے بعد قرض خواہ اپنے قرض کا مطالبہ لے کر حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پورا ایک وسق واپس کیا، اور فرمایا: ''ایک نصف تو قرض کے بدلے میں ہے اور ایک نصف میری طرف سے تمہارے لیے ہدیہ ہے''۔[۲]

قرض کی واپسی سے قبل غیر مشروط مادّی منافع

- اگر غیر مشروط منافع قرض کی وجہ سے یا قرض کے مقابلے میں ہوں، تو قرض کی واپسی سے قبل غیر مشروط منافع پیش کرنے سے روکنے کی وجوہات درجِ ذیل ہیں:

۱۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر تم

---

(۱) اس حدیث کی تخریج مسلم رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں کی ہے، کتاب المساقات، باب ''جو شخص قرض لے اور اس کے بدلے میں اس سے بہتر چیز واپس کرے''۔

(۲) اس حدیث کی تخریج بیہقی نے سنن کبریٰ میں کی ہے ۳۵۱/۵۔

میں سے کوئی شخص کسی کو قرض دے اور مقروض اس کے لیے ہدیہ پیش کرے یا اسے سواری پر سوار کروائے، تو اسے چاہیے کہ نہ تو وہ اس سواری پر سوار ہو اور نہ اس ہدیہ کو قبول کرے، الّا یہ کہ ان دونوں کے درمیان پہلے سے اس طرح کے معاملات چلتے آرہے ہوں"۔[۱]

۲- صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے جو آثار مروی ہیں وہ تب تک مقروض سے ہدیہ اور اسی طرح دیگر فوائد حاصل کرنے سے باز رہنے پر دلالت کرتے ہیں جب تک کہ یہ بات ثابت نہ ہوجائے کہ یہ منفعت قرض کی وجہ سے نہیں ہے، یا یہ کہ قرض خواہ بھی بدلے میں ہدیہ پیش کرکے حساب برابر کردے یا پھر اس کو قرض میں سے منہا کرلے۔

کرنٹ اکاؤنٹس

- کرنٹ اکاؤنٹس درحقیقت قرضے ہیں، اس کی شرعی وجوہات درج ذیل ہیں:

۱- کرنٹ اکاؤنٹس میں رکھوائی گئیں رقوم کا نہ صرف یہ کہ بینک مالک بن جاتا ہے بلکہ مذکورہ رقم میں تصرف اور اس کی اضافہ کا حق بھی بینک کو حاصل ہوتا ہے، البتہ مطالبے پر اتنی ہی رقم لوٹانے کا بینک ذمہ دار ہوتا ہے۔ اور قرض کے معنی بھی یہی ہیں کہ کسی ایسے شخص کو مال دے دینا جو اس سے نفع حاصل کرے، یعنی اس مال سے خدمت لے اور اسے اپنی اغراض میں خرچ کرے البتہ اس کا بدل واپس کرے۔ فقہ کی اصطلاح میں جس کو ودیعت کہا جاتا ہے یہ اس سے مختلف ہے۔ ودیعت تو وہ مال ہوتا ہے جو حفاظت کی غرض سے کسی انسان کے پاس رکھوایا جائے، اور وہ انسان اس سے خدمت نہ لے بلکہ بعینہ وہ ودیعت ان کے مالکان کو واپس کردے۔

۲- مطالبے پر کرنٹ ڈپازٹ کی رقوم لوٹانا بینک پر لازم ہوتا ہے اور اگر وہ ان رقوم کو ضائع کردے، چاہے اس میں بینک کی طرف سے زیادتی ہو یا نہ ہو بہرحال بینک ان کا ضامن

---

(۱) اس حدیث کی تخریج ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے کی ہے، حدیث نمبر ۲۴۳۲۔

ہوتا ہے۔ اور یہی قرض کے عقد کا مقتضی ہے بخلاف اس کے جس کو فقہ میں ودیعت کہا جاتا ہے، کیونکہ ودیعت اس شخص کے پاس امانت ہوتی ہے جس کے پاس وہ رکھوائی جائے، چنانچہ وہ اس صورت میں تو ضامن ہوتا ہے جب اس کی طرف سے زیادتی یا کوتاہی کی وجہ سے مال ضائع ہوجائے، لیکن اگر اس کی طرف سے زیادتی یا کوتاہی کے بغیر مال ضائع ہوجائے تو وہ ضامن نہیں ہوتا۔ کرنٹ اکاؤنٹس کی صحیح حقیقت کے بارے میں مجمع الفقہ الاسلامی کی قرارداد نمبر ۸۶(۹/۳) جاری ہوچکی ہے۔

- کرنٹ اکاؤنٹس کے سلسلے میں بینک پر عائد ہونے والی ذمہ داریوں سے زائد خدمات جو بینک کی جانب سے پیش کی گئیں ہیں، ان پر بینک کی طرف سے اجرت کے تقاضے کا جواز اس بنیاد پر ہے کہ درحقیقت ان خدمات کے مقابلے میں بینک اجرت کا مستحق ہے جن کا اس نے اہتمام کیا اور صارف کے لیے انجام دیں۔
- کرنٹ اکاؤنٹ ہولڈرز کا چیک بک، اے ٹی ایم اور مختلف امتیازی خدمات سے کسی عوض کے بغیر مستفید ہونے کا جواز مندرجہ ذیل بنیادوں پر ہے:

۱۔ مذکورہ مسئلے میں جو یہ زائد منفعت ہے، یہ دونوں فریقوں یعنی مقروض اور قرض خواہ کے لیے ہے، اور کیونکہ دونوں ہی اس سے فائدہ اٹھانے والے ہیں لہٰذا دونوں کی منفعت ایک دوسرے کے مقابلے میں ہوگئی، بلکہ وہ منفعت جو چیک بک اور اے ٹی ایم کے اجرا سے استفادے کی شکل میں صارف حاصل کرتا ہے وہ مستقل کوئی منفعت نہیں، وہ تو اس حیثیت سے ضمنی طور پر حاصل ہوجانے والی ایک منفعت ہے کہ بینک نے خود صارف کی خدمت، اس کے مصالح اور اس کی مختلف اغراض کے لیے یہ نظام بنایا ہے۔ لہٰذا اس نظام سے بینک کو جو فائدہ ہوتا ہے وہ تو مستقل ایک منفعت ہے لیکن صارف کی جو مصلحت اس نظام سے وابستہ ہے وہ درحقیقت بینک کی طرف سے اس کی اغراض اور مصالح کی وجہ سے بنائے گئے نظام کے نتائج کا ثمرہ ہے۔

۲۔ کرنٹ اکاؤنٹ ہولڈر یعنی قرض خواہ بغیر کسی عوض کے اس نظام کے ذریعہ جو فائدہ اٹھاتا

ہے وہ قرض سے الگ کوئی منفعت نہیں، بلکہ یہ تو بینک کی جانب سے ان قرضوں کے سلسلے میں اطمینان حاصل کرنے کا ذریعہ ہے جو بینک نے لیے ہیں، کیونکہ کوئی بھی قرض خواہ جب قرض کی واپسی کا مطالبہ کرے گا تو بینک قرضوں کی واپسی کا پابند ہوگا۔

- وہ انعامات اور ہدیے جن کا سبب قرض ہو، اس حیثیت سے کہ جو شخص بینک کو قرض دے گا بینک اس کو یہ ہدیے اور انعامات دے گا، اس کو حرام قرار دینے کی بنیاد یہ ہے کہ اگر یہ قرض کی وجہ سے ہوں، تو اس صورت میں یہ وہ ہدیہ بن جائے گا جو قرض کی واپسی سے قبل قرض خواہ کو دیا جاتا ہے۔[1] جہاں تک بات عمومی ہدیے اور انعامات کی ہے تو ان کے جواز کی بنیاد قرض سے ان کی لاتعلقی ہے، للہذا اس میں کسی قسم کا شبہ نہیں۔

مالی حسابات کرنے کے لیے مارجن رکھوانا

ادارے اور اس کے نامہ نگاروں کے درمیان مالی حسابات کے لیے مارجن رکھوانے کو جائز قرار دینے کی بنیاد ایک عام ضرورت ہے، اور پھر یہ کہ اس کے اجرا سے جو منفعت حاصل ہوتی ہے وہ صرف قرض خواہ کے ساتھ خاص نہیں بلکہ وہ ایک مشترکہ منفعت ہے، نیز یہ کہ اس منفعت کا تعلق قرض کی ذات سے نہیں بلکہ یہ ان لوگوں کے ساتھ معاملہ کرنے کے اقدامات میں سے ہے جو آپ کے ساتھ معاملہ کریں، چنانچہ اس پر یہ اعتراض نہیں کیا جاسکتا کہ یہ تو "تم مجھے قرض دو، میں تمہیں قرض دوں گا" والا معاملہ ہے۔

---

(۱) قرضوں پر انعامات اور ہدیے کے سلسلے میں "الراجحی بینکنگ کارپوریشن" کے مجلسِ شرعی کی قرارداد نمبر ۳۵۵ پاس ہوچکی ہے۔

ضمیمہ (ج)

فرہنگ

قرض میں منفعت

یہ اس فائدے یا سود کو کہا جاتا ہے جو قرض کے عقد میں قرض خواہ مذکورہ عقد کی وجہ سے حاصل کرتا ہے۔

قرض کے عقد میں منفعت مادّی بھی ہوتی ہے، کبھی اتفاقی یا معنوی بھی ہوتی ہے۔

کرنٹ اکاؤنٹس

یہ وہ قرضے ہوتے ہیں جو کرنٹ اکاؤنٹ تشکیل دیتے ہیں، اس حیثیت سے کہ بینک ان قرضوں کا مالک بن جاتا ہے اور ان کا ضامن ہوتا ہے۔ نیز کرنٹ اکاؤنٹ ہولڈرز جب چاہیں ان رقوم کو نکلوا سکتے ہیں۔

مثلی اشیا

اس کا اطلاق کرنسی، پیمائشی اشیا، وزن کی جانے والی اشیا، ناپ کر دی جانے والی اشیا، اور اُن ایک جیسی عددی چیزوں پر ہوتا ہے جن کی انفرادی اکائیوں میں ایسا فرق نہ پایا جائے کہ جس سے ان کی قیمتیں مختلف ہو جائیں۔

قیمی اشیا

یہ وہ اموال ہوتے ہیں جن کی انفرادی اکائیوں میں ایسا فرق ہو کہ اس فرق کی وجہ سے ان کی قیمتیں مختلف ہو جائیں، جیسے جانور۔

تبرع کی اہلیت

یہ مکلّف شخص کی وہ صلاحیت ہے جو اسے اکثر کسی دوسرے شخص کو فی الحال یا مستقبل میں بغیر کسی عوض کے، نیکی اور اچھائی کی بنا پر مال دینے کے قابل بناتی ہے۔

تصرف کی اہلیت

یہ کسی شخص کی وہ صلاحیت ہوتی ہے جس کی بنا پر اس سے صادر ہونے والے قول یا فعل کو شریعت قابلِ اعتبار سمجھتی ہے، اور تصرف معتبر ہونے کی شرط امتیاز کرنے کی صلاحیت، عقل اور بلوغت ہے۔

ادائیگی کی ناقص اہلیت

یہ کسی شخص کی وہ صلاحیت ہوتی ہے جس کی وجہ سے اس کے بعض تصرفات بغیر کسی واسطے کے معتبر ہوجاتے ہیں جبکہ بعض معتبر نہیں ہوتے۔ اور بعض تصرفات اس معنی میں معتبر نہیں ہوتے کہ ان تصرفات کا نفاذ کسی دوسرے شخص کی رائے پر موقوف ہوتا ہے۔

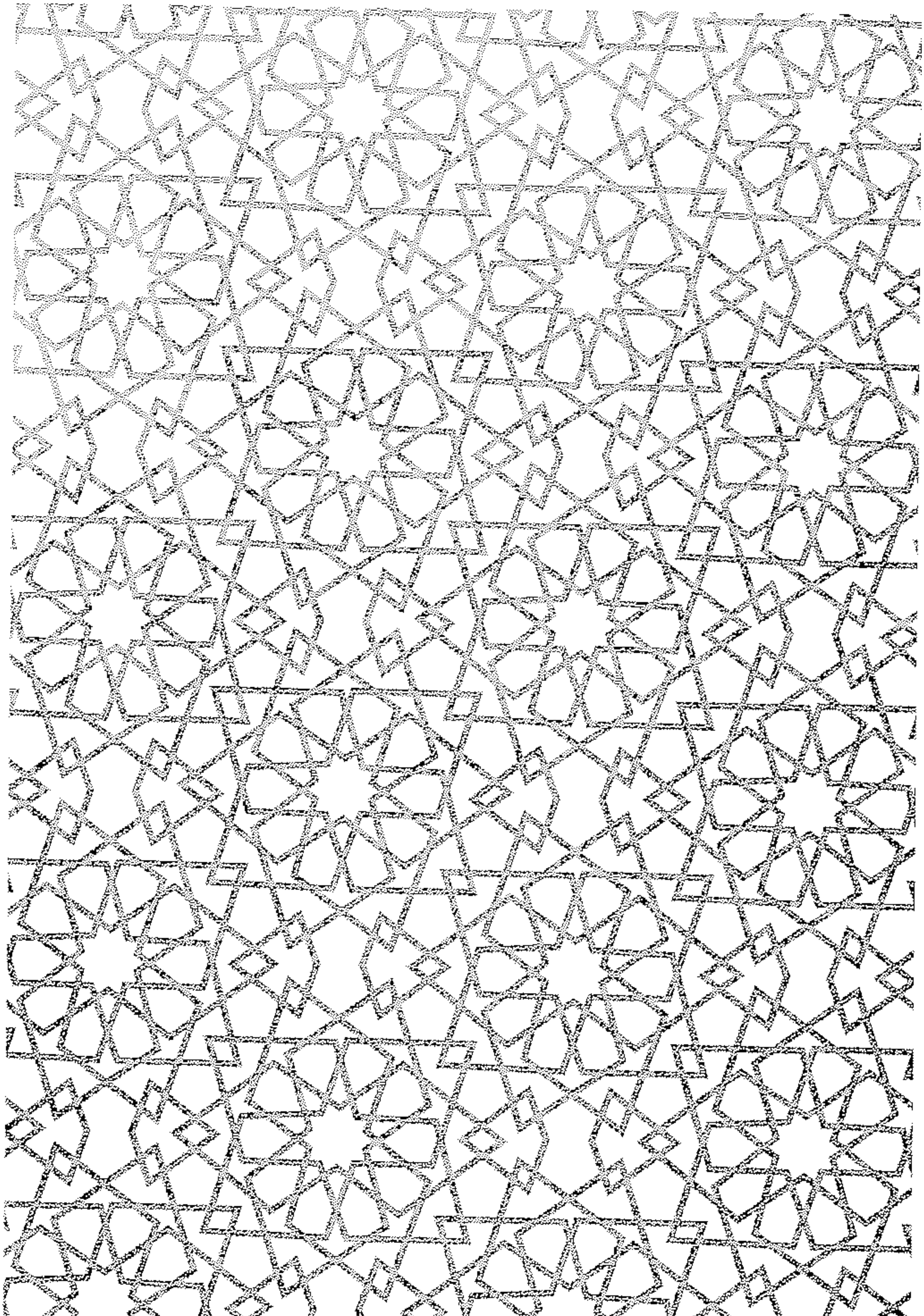

شرعی معیار نمبر (۲۰)

منظّم منڈیوں میں اجناس کی تجارت

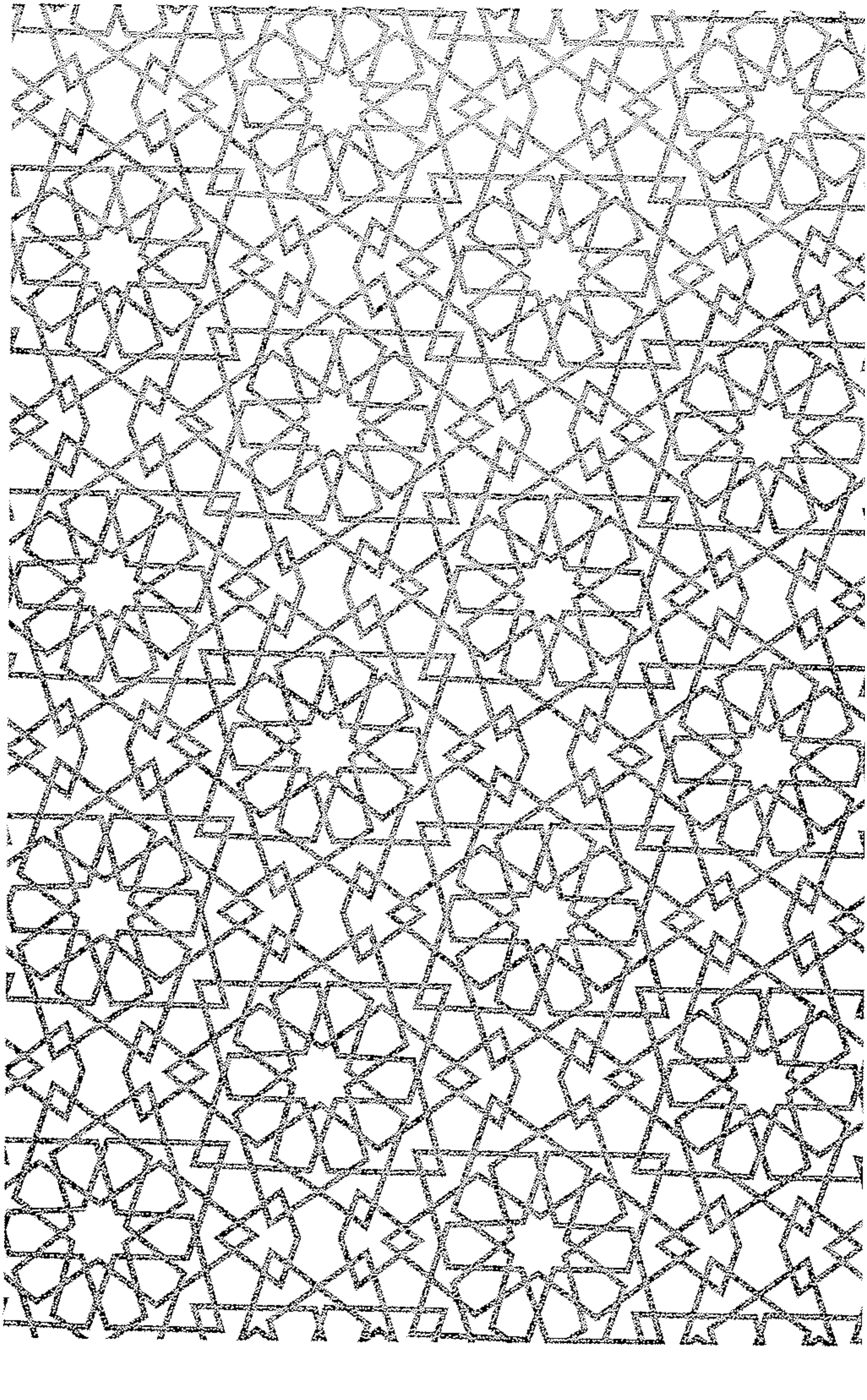

فہرست

دیباچہ ۵۵۸

معیار کا متن ۵۵۹

۱- معیار کا دائرۂ کار ۵۵۹

۲- اَجناس کی تجارت کی تعریف اور اس کی اقسام ۵۵۹

۳- اَجناس کی تجارت کا شرعی حکم ۵۶۱

۴- اَجناس کی تجارت کی اہم تطبیقات ۵۶۴

۵ا- مشتقات [derivatives] ۵۶۵

۶- معیار کے اجرا کی تاریخ ۵۶۷

معیار کی منظوری ۵۶۸

ضمیمہ جات

ضمیمہ (الف) معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد ۵۶۹

ضمیمہ (ب) شرعی احکام کی بنیادیں ۵۷۱

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على أشرف المرسلين، سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه أجمعين.

دیباچہ

اس معیار کا مقصد ان اُصولوں کو بیان کرنا ہے جن کی بنیاد پر مختلف ممالک کے دونوں فریقوں کے درمیان اجناس کی خرید و فروخت انجام پاتی ہے، چاہے یہ معاہدات نقد یا اُدھار اشیا پر انجام پائیں یا مشتقات (derivatives) کی صورت میں۔ اسی طرح ان معاہدات کی جائز اور ناجائز صورتوں کے ساتھ ساتھ اسلامی اداروں (ادارہ/ادارے)[1] کے لیے ان کے شرعی متبادل طریقوں کو بھی اس معیار میں بیان کیا گیا ہے۔

واللہ الموفّق...

---

(۱) "ادارہ/ادارے" کی اصطلاح یہاں اختصار کی غرض سے اسلامی مالیاتی اداروں کے لیے استعمال کی گئی ہے جن میں اسلامی بینک بھی شامل ہیں۔

معیار کا متن

۱- معیار کا دائرۂ کار

یہ معیار خرید و فروخت کے ان عقود پر مشتمل ہے جن کا محل اجناس[commodities] ہوں، اسی طرح مشتقات [derivatives] کی اقسام میں زیادہ ممتاز اقسام پر مشتمل ہے، اور وہ مستقبلیات [futures]، خیارات [options] اور مبادلات موقتہ [swap] ہیں۔

یہ معیار اشاریوں [انڈیسز]، مالیاتی دستاویزات، تجارتی دستاویزات یا کرنسیوں سے متعلق نہیں ہے کیونکہ ان کے لیے مخصوص معیارات موجود ہیں۔ اسی طرح یہ معیار اس خرید و فروخت سے بھی متعلق نہیں ہے کہ جو منظم منڈیوں سے باہر انجام پاتے ہیں۔

۲- اجناس کی تجارت کی تعریف اور اس کی اقسام

۱/۲ اجناس کی تجارت کی تعریف

اجناس کی خرید و فروخت وہ عقود ہیں جو اجناس کی منظم منڈیوں میں مخصوص اداروں کی زیر نگرانی انجام پاتے ہیں۔ اور ان مخصوص واسطوں کے ذریعے انجام پاتے ہیں جو ایک طے شدہ نمونے کے مطابق تیار شدہ عقود کو استعمال کر کے فروخت اور خریداری کی طلب میں ہم آہنگی پیدا کرتے ہیں جو عقود مختلف شرائط اور مواصفات پر مشتمل ہوتے ہیں اور ان عقود میں حوالگی کا وقت اور جگہ بھی درج ہوتا ہے۔ بعض اوقات ان سودوں میں قیمت کے تناسب سے کچھ رقم بطور ضمانت رکھوانی ہوتی ہے اور بازارِ اجناس کے نمائندوں کے پاس کھاتے بھی کھلوانے ہوتے ہیں جو کہ ان سودوں کے نافذ کرنے کی ضمانت کے طور پر ہوتے ہیں۔

۲/۲ اجناس کی تجارت کی اقسام تجارت

اجناس کی تین قسمیں ہیں:

۱/۲/۲ نقد[spot] معاہدے

یہ وہ معاہدات ہیں جن میں فروخت شدہ سامان وثمن کی حوالگی فوری ہوتی ہے البتہ بعض اوقات بازار کے اصول وضوابط کے مطابق ایک یا دو دن کی تاخیر کی بھی ہوجاتی ہے۔

۲/۲/۲ پیشگی[forward] معاہدے

یہ وہ معاہدات ہیں ؛جن میں دونوں عوضوں [ثمن و مبیع] آئندہ آنے والی کسی متعین تاریخ تک اُدھار ہوتے ہیں، اور اسی موقعہ پر ان کو حوالہ کرنا ضروری ہوتا ہے۔

۳/۲/۲ مستقبل[future] کے معاہدات

یہ وہ عقود ہیں جن کے آثار کا ترتب مستقبل کی ایک متعین تاریخ پر ہوتا ہے، اور ان عقود کی انتہا اکثر یا تو عقود کے دونوں فریقوں کے مابین تصفیہ کے ذریعہ ہوتی ہے، یا نقد رقم کے تصفیہ[set off] کے ذریعہ یا بالمقابل عقد کے ذریعہ ان عقود کی اشتہا ہوتی ہے اور حقیقی قبضہ دینے یا قبضہ لینے کے ذریعہ ان معاہدات کی انتہا بہت شاذ و نادر ہوتی ہے۔

۳/۲ اجناس کی تجارت کا اختتام

اجناس کی تجارت کی انتہا درج ذیل میں سے کسی ایک کے ساتھ ہوگی:

۱/۳/۲ کچھ معاہدات ایسے ہوتے ہیں جن میں فروخت شدہ چیز اور قیمت دونوں کو یا ان میں سے کسی ایک کو حقیقی طور پر حوالہ کیا جاتا ہے۔

۲/۳/۲ کچھ معاہدات کی انتہا دونوں فریقوں کے مابین تصفیہ کی صورت میں مکمل ہوتی ہے۔

۲/۳/۳ کچھ معاہدات نقد تصفیہ اور باہمی رضامندی کی بنیاد پر مکمل ہوتی ہے۔

۲/۳/۴ کچھ معاہدات کی انتہا بالمقابل عقود کے ذریعے ہوتی ہے۔

۳- اجناس کی تجارت کا شرعی حکم

۳/۱ نقد سودے [spot contracts]

اجناس کی منڈیوں میں عقود انجام دینا درج ذیل شرائط کے ساتھ جائز ہے:

۳/۱/۱ فروخت کی جانے والی چیز موجود ہو اور فروخت کنندہ کی ملکیت میں ہو۔

۳/۱/۲ فروخت کی جانے والی چیز اس طور پر متعین ہو کہ وہ دیگر اشیا سے ممتاز ہو۔

اور ان دونوں سابقہ شرطوں کے تحقق کے لیے وہ دستاویزات کافی ہیں جو فروخت شدہ چیز کے وجود، اس کی ملکیت، اور مختلف نمبروں وغیرہ کے ذریعہ اس کے تمیّز کو ثابت کر سکیں۔

۳/۱/۳ معاہدہ کسی ایسی شرط کو متضمن نہ ہو جو خریدار کے لیے فروخت شدہ چیز پر قبضہ کرنے سے رکاوٹ بنے یا اس کو فروخت شدہ چیز کے بجائے قیمت کے ذریعے تصفیہ پر مجبور کرے۔

۳/۱/۴ قیمت کی ادائیگی نقد ہو۔ البتہ اگر قیمت کی ادئیگی کی تاخیر کو موجود و متعیّن مبیع کی حوالگی کی تاخیر سے مشروط نہ کیا جائے یا نقد قیمت کی ادائیگی میں کچھ تاخیر ہو تو اس سے معاملہ کی درستگی پر کوئی اثر نہ پڑے گا۔

۳/۲ پیشگی سودے [forward contracts]

۳/۲/۱ یہ مستقبل میں حوالگی کی شرط کے ساتھ اجناس کی خرید و فروخت ہے۔ یہ مستقبل کے سودوں سے اس طور پر مختلف ہیں کہ یہ بازار حصص میں منظم طور پر نہیں ہوتے اور یہ مالیاتی نگرانی کے تحت نہیں آتے۔ اور یہ سودے مالی حفاظت کے ذرائع [hedging tools] کے طور پر استعمال ہوتے ہیں۔

۲/۲/۳ جن سودوں میں دونوں عوض ادھار ہوں ان کی دو صورتیں ہیں:

۱/۲/۲/۳ اجناس موصوف فی الذمہ ہوں اور قیمت ادھار ہو، چاہے معاہدہ عمومی خرید وفروخت کے الفاظ سے طے پایا ہو یا سلم کے الفاظ سے۔ یہ صورت ناجائز ہے کیونکہ یہ ایسا سلم کا معاہدہ ہے جس میں سرمایہ پیشگی ادا نہیں کیا گیا۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۱۰) "سلم اور متوازی سلم"۔

۲/۲/۲/۳ سامان متعین ہو اور اس کی ادھار حوالگی قیمت کے ادھار ہونے کے ساتھ مشروط ہو، یہ صورت جائز نہیں۔

۳/۲/۳ اگر استصناع کا معاہدہ ہو تو وہ قیمت کے ادھار ہونے کی صورت میں بھی درست ہے۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۱۱) "استصناع اور متوازی استصناع"، شق ۳/۲/۲۔

۴/۲/۳ دونوں عوضوں [مبیع اور ثمن] میں سے کسی ایک کا ادھار ہونا ممنوع نہیں ہے۔ ثمن کے ادھار ہونے کی صورت میں ادھار بیع سے متعلق اکاؤنٹنگ کے معیار نمبر ۲۰ کی اور مبیع کے ادھار ہونے کی صورت میں سلم سے متعلق شرعی معیار نمبر ۱۰ کی رعایت کے ساتھ۔

۳/۳ اجناس میں مستقبل کے سودے [futures]

مستقبل کے سودوں میں کوئی معاملہ کرنا شرعاً درست نہیں ہے، چاہے انہیں نئے سرے سے کیا جائے یا ان کی خرید وفروخت کی جائے۔ (دیکھیے شق ۳/۲/۲ اور شق ۱/۵)۔

۴- اجناس کی تجارت کی اہم صورتیں

۱/۴ اجناس کی تجارت کی جائز صورتیں

۱/۱/۴ کسی غیر کو نقد قیمت پر سامان کی خریداری کا وکیل بنانا اور وکیل کا متعین اجرت لے کر یا سامان کی قیمت خرید کی مناسبت سے ایک متعین فیصدی اجرت لے کر مؤکل کے نائب کے طور پر اس سامان کو کسی تیسرے فریق کو اُدھار پر بیچنا۔ یہ "وکالت

برائے سرمایہ کاری" کی ایک صورت ہے۔

۲/۱/۴ کسی غیر کو سامان کی نقد خرید اور اُدھار فروخت کے لیے بطور منتظم اس شرط پر مقرر کرنا کہ نفع کا ایک معلوم حصہ منتظم کا حق ہوگا۔ یہ مضاربت کا عمل ہے۔ (دیکھیے شرعی معیار نمبر (۱۳) "مضاربہ"۔

۳/۱/۴ وکیل کا مؤکل کی مصلحت کے مطابق کوئی سامان خریدنے کے بعد اس سامان کو مؤکل سے اپنے لیے خریدنا، بشرطیکہ سامان سے متعلق وکیل اور مؤکل کا ضمان الگ اور مستقل ہو۔ اس کی صورت یہ ہوگی کہ وکیل اور مؤکل کے درمیان دو الگ الگ ایجاب اور قبول ہوں اور یہ بھی ممکن ہے کہ دو مختلف اطلاع ناموں (notices) کا تبادلہ کیا جائے جن میں سے ایک بطور وکیل اس چیز کی ملکیت حاصل کرنے اور اس سامان کو فروخت کے لیے پیش کرنے (ایجاب) کے اظہار کے لیے ہو اور دوسرا اس بیع کو قبول کرنے (قبول) کے بارے میں ہو۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۸) "مرابحہ" ضمیمہ (الف) اور ضمیمہ (ب)۔

۴/۱/۴ ادارے کا سامان نقد قیمت پر خرید کر اس کو کسی فریق کو اُدھار پر بیچنا۔

ان تمام صورتوں میں بیع عینہ سے بچنا ضروری ہے، یعنی خریدار کا اُدھار پر خریدی ہوئی چیز کو اُدھار والی قیمت سے کم میں نقداً اسی شخص کو بیچنا جس نے ابتداء میں اسے فروخت کیا تھا، یا اس کے برعکس۔

۲/۴ اجناس کی تجارت کی شرعی اعتبار سے ناجائز صورتیں

۱/۲/۴ ایسی اجناس میں عقود کرنا جو شرعاً ناجائز ہوں۔

۲/۲/۴ خریدی ہوئی اجناس کو ان کے اس طور پر متعین ہونے سے قبل بیچنا کہ وہ اس جیسی دوسری اجناس سے ممتاز ہو جائیں۔ کیونکہ اس صورت میں خریدار اور فروخت کنندہ کے ضمان میں تداخل ہو جائے گا اس لیے کہ جس مال کا خریدار مالک ہوگا وہ فروخت کنندہ کے مال کے ساتھ خلط ہو چکا ہوگا۔

۳/۲/۴ وکیل کا ادارہ کی مصلحت کے لیے اجناس خرید کر اس کو ادارہ اور خریدار وکیل کے درمیان ایجاب اور قبول کے اطلاع ناموں کے تبادلہ کے بغیر خود خریدلینا۔ کیونکہ اس صورت میں موکل [فروخت کنندہ] اور وکیل کے اجناس کے ضمان میں اجناس کو خود کو بیچنے کی بنا پر تداخل ہوجائے گا۔

۴/۲/۴ وکیل کا خریدے ہوئے سامان کو حقیقتاً یا حکماً وصولی سے قبل بیچنا۔ حکماً وصولی میں یہ بھی شامل ہے کہ سامان کو ممتاز کردینے والے تعیّن کے ذریعہ اس کا ضمان خریدار [وکیل] کی طرف منتقل ہوجائے۔

۵/۲/۴ وہ معاملات جن میں ادارے کے لیے بطور وکالت سامان خریدا جائے پھر وکیل اسی سامان کو اپنے لیے ادھار پر خریدنے کے لیے معاملہ کرنے کا ایجاب کرے اور ادارہ اس سامان کی ملکیت کے حصول کے بغیر یا ایجاب و قبول کے اطلاع ناموں کا تبادلہ کیے بغیر قبول کرلے۔

۶/۲/۴ کسی فریق کا کوئی سامان نقد قیمت پر خریدنا، پھر اس فریق کا اسی سامان کو ادھار خود کو یا کسی ایسے فریق کو جو اسی کی مکمل یا اکثر ملکیت میں ہو یا عملی طور پر اس کے زیر انتظام (ہولڈنگ کمپنی) ہو بیچنا بھی بیع عینہ کی ایک صورت ہے۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۸) "مرابحہ"، اور شرعی معیار نمبر (۱۱) "اِستصناع اور متوازی استصناع"، شق ۲/۲/۴ اور شرعی معیار نمبر (۳۰) "تورُّق"۔

۷/۲/۴ وکیل کا اپنے مؤکل ادارے سے اجناس خرید کر ملکیت منتقل ہونے سے پہلے اپنے گاہکوں کو فروخت کرنا۔

۸/۲/۴ کسی متعین سامان کو فروخت کنندہ کی ملکیت میں آنے سے پہلے فرضی دستاویزات کے ذریعہ فروخت کرنا یا ایک ہی جنس کو اجناس معاملہ کرنے والے کئی اداروں کو بیک وقت فروخت کرنا۔ ایسے مواقع پر سامان کی ملکیت کے کاغذات کے نمبرز کے متعلق تحقیق کرنا اور خلل کا سبب بننے والے افراد کی ذمہ داری کو متعیّن کرنا

ضروری ہے۔

۹/۲/۴ وکالت کی اُجرت (وکیل کی اُجرت) کو بیان نہ کرنا اور اس کو اِجمالی طور پر بیان کی گئی متعیّن قیمت جو اجرت کو شامل ہو، میں ضم کر دینا۔ اِس کا متبادل یہ ہے کہ اُجرت کو بیان کیا جائے اور پھر اجمالی طور سے بیان کردہ قیمت سے منہا کیا جائے یا اسے قیمتِ خرید میں بڑھا دیا جائے یا بیع کی ایک کم از کم قیمت متعیّن کر کے جو اس سے زائد ہو اس کو وکیل کی اُجرت قرار دیا جائے۔

۱۰/۲/۴ وکالت کی عمومی یادداشت میں اجناس کو خریدنے اور اس کو بیچنے کی وکالت کی شق رکھنا جبکہ خریدار (مؤکل) کو قبضہ لینے کا اختیار نہ دیا جائے۔

۱۱/۲/۴ ادارہ وکیل کو سامان کی خریداری کی قیمت کی ادائیگی کرنا اس بات پر مشروط کر دے کہ وکیل خود اپنے آپ کو یا کسی اور کو یہ مال فروخت کرنے کی صورت میں قیمتِ فروخت کا ضامن ہوگا۔

۱۲/۲/۴ ہر صورت میں وکیل کو فروخت کی قیمت کا ضامن ہونے کی شرط لگانا۔ حالانکہ وکیل پر ضمان اس صورت میں لازم ہوتا ہے جب اس کی طرف سے کوئی بے احتیاطی، لاپروائی یا وکالت کی شرائط کی خلاف ورزی پائی جائے۔ مثال کے طور پر یہ شرط لگانا کہ وکیل اُدھار پر سامان خریدنے والوں سے ضمانتیں بھی حاصل کرے گا۔ (دیکھیے شرعی معیار نمبر (۵) "ضمانتیں")۔

۵- مشتقات [derivatives]

مشتقات کی بہت سی اقسام ہیں، جن میں سے اہم ترین مستقبل کے سودے [futures]، یا [options] اور تبادلے [swaps] کے معاملات ہیں۔ مشتقات کا شرعی حکم ان معاملات کے حکم پر مبنی ہے جو ان کے تحت انجام پاتے ہیں، جو کہ اگلی شقوں میں آرہے ہیں۔

۱/۵ مستقبل کے سودے [futures]

۱/۱/۵ قانونی اعتبار سے یہ ایک عقدِ لازم ہے، اجناس یا مالی ذرائع [instruments] یہ عقد سامان کی مقدار، نوعیت اور حوالگی کی تاریخ اور جگہ کے ذکر کے ساتھ طے پاتا ہے، البتہ اس میں صرف قیمت ہی ایک ایسی چیز ہے جو قابلِ تغیر ہوتی ہے، اوراس کا علم تجارتی ہال میں ہی ہوتا ہے۔

۲/۱/۵ مستقبل کے سودوں کا شرعی حکم

شرعاً مستقبل کے سودوں کا معاملہ کرنا جائز نہیں ہے، چاہے ابتداءً معاملہ ہو یا ان کی میں تجارت ہو۔ (دیکھیے شق ۳/۳)

۲/۵ خیارات [options]

۱/۲/۵ یہ ایسا عقد ہے جس کی وجہ سے ایک متعیّن قیمت پر ایک متعیّن مدت کے لیے کسی چیز (جیسے حصص، مختلف اشیا، نقدی، اشاریے اور دیون) کی خرید وفروخت کا حق حاصل ہو جاتا ہے لیکن یہ عقد لازم نہیں ہوتا اور اس عقد میں سوائے اس حق کو فروخت کرنے والے کے اور کسی پر کوئی التزام نہیں ہوتا۔

۲/۲/۵ خیارات کے معاملات کا شرعی حکم

اوپر خیارات کے جن معاملات کی طرف اشارہ کیا گیا ان کی تنفیذ بھی جائز نہیں اور ان کا تبادلہ کرنا بھی درست نہیں۔

۳/۲/۵ خیارات کا شرعی متبادل

۱/۳/۲/۵ ایسی متعیّن اور موجود چیزوں پر معاملہ کرنا جن کی خرید وفروخت شرعاً جائز ہو، اس طور پر کہ قیمت کا ایک حصہ بطور بیعانہ دیا جائے اور خریدار کو ایک متعیّن مدّت کے اندر معاملہ کو ختم کرنے کا حق ہو اور خریدار کی طرف سے اس حق کو استعمال کرنے کی صورت میں بیعانہ کی رقم بیچنے والے کا حق ہو۔ البتہ بیعانہ پر حاصل شدہ حق کی فروخت جائز نہیں ہے۔

۵/۲/۳/۲ متعین سامان پر اس طور پر معاملہ کرنا کہ دونوں فریقوں کے لیے یا کسی ایک فریق کے لیے متعین مدت میں معاملہ کو ختم کرنے کا حق ہو۔ یہ خیارِ شرط قابلِ خرید وفروخت نہیں ہے۔

۵/۲/۳/۳ اثاثوں کے مالک کی طرف سے یا دلچسپی رکھنے والے کی طرف سے خریداری کے ذریعہ ملکیت حاصل کرنے کا وعدہ ملزمہ جبکہ اس وعدے کے عوض کچھ نہ لیا جائے۔ یہ وعدہ قابلِ خرید وفروخت نہیں ہے۔

۵/۳ مبادلاتِ موقتہ[swaps] کے سودے

۵/۳/۱ مبادلاتِ موقتہ کے سودے دونوں فریقوں کے درمیان طے شدہ مالیاتی اثاثوں، متعین اثاثوں یا شرحِ سود کے عارضی تبادلے کا نام ہے۔ بعض اوقات اجناس کے حقیقی تبادلے کے بغیر سامان کو جس سے خریدا گیا ہے اسی کو یا کسی اور کو اُدھار پر بیچا جاتا ہے اور بعض اوقات طے شدہ عوض کے بدلہ مالک کی طرف معاملہ کو نافذ کرنے یا نہ کرنے کا حق بھی دیا جاتا ہے۔

۵/۳/۲ مبادلاتِ موقتہ کے معاملات کا شرعی حکم

اجناس کی منڈیوں میں رائج طریقوں کے مطابق مبادلاتِ موقتہ کے سودے کرنا جائز نہیں۔

۶- معیار کے اجرا کی تاریخ

یہ معیار ۳۰ ربیع الاول ۱۴۲۵ھ مطابق ۲۰ مئی ۲۰۰۴ء کو جاری ہوا۔

معیار کی منظوری

مجلسِ شرعی نے منظم منڈیوں میں اجناس کی تجارت سے متعلق شرعی معیار کی اپنے بارہویں اجلاس میں منظوری دی جو کہ ۲۶-۳۰ ربیع الاول ۱۴۲۵ھ مطابق ۱۵-۲۰ مئی ۲۰۰۴ء کو مدینہ منورہ میں منعقد ہوا۔

ضمیمہ (الف)

معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد

مجلسِ شرعی نے ۲۸ صفر - ۳ ربیع الاول ۱۴۲۳ھ مطابق ۱۱ - ۱۶ مئی ۲۰۰۲ء مدینہ منورہ میں منعقد ہونے والے اپنے آٹھویں اجلاس میں منظم منڈیوں میں اَجناس کی تجارت سے متعلق شرعی معیار جاری کرنے کی قرارداد منظور کی۔

اور ۲۵ رجب ۱۴۲۳ھ مطابق ۲ اکتوبر ۲۰۰۲ء کو شرعی معیارات کی کمیٹی نے شرعی مشیر کو منظم منڈیوں میں اَجناس کی تجارت کے معیار کا مسوّدہ تیار کرنے کی ذمہ داری دی۔

اور شرعی معیارات کی کمیٹی نے ۱۳ صفر ۱۴۲۴ھ مطابق ۱۵ اپریل ۲۰۰۳ء کو بحرین میں منعقد ہونے والے دوسرے اجلاس میں معیار کے متعلق مباحثہ کیا اور شرعی مشیر کو مباحثہ اور مختلف ارکان کی طرف سے آنے والے تبصروں کی روشنی میں طے پانی والی ترامیم شامل کرنے کا حکم دیا۔ اسی طرح کمیٹی نے ۲۳ ربیع الثانی ۱۴۲۴ھ مطابق ۲۳ جون ۲۰۰۳ء کو منعقد ہونے والے اجلاس میں بھی ان ترامیم کو شامل کیا جو مباحثہ اور ارکان کے طرف سے موصول ہونے والے تبصروں کی روشنی میں طے کی گئیں۔

۲ - ۸ رمضان ۱۴۲۴ھ مطابق ۲۷ اکتوبر - ۲ نومبر ۲۰۰۳ء کو مکہ مکرمہ میں منعقد ہونے والے مجلسِ شرعی کے گیارہویں اجلاس میں ترمیم شدہ مسودہ پیش ہوا اور معیار کے مسودہ میں ترامیم شامل کی گئیں، اور اس معیار کو ماہرین کو ارسال کرنے کا فیصلہ کیا گیا تاکہ جلسۂ سماعت کی تمہید کے طور پر ان کی آراء حاصل کی جاسکیں۔

مجلسِ شرعی نے بحرین میں ۲۹ ذیقعدہ ۱۴۲۴ھ مطابق ۱۱ جنوری ۲۰۰۴ء کو جلسۂ سماعت منعقد کیا جس میں ۱۵ سے زائد افراد نے شرکت کی جن میں مرکزی بینک، مالیاتی اداروں، اکاؤنٹنگ فرمز کے نمائندوں،

ماہرینِ شریعت، یونیورسٹیوں کے اساتذہ اور متعلقہ شعبوں کے افراد نے شرکت کی۔ اس نشست میں ان آراء کو سنا گیا جو اس دوران اور اس سے پہلے موصول ہوئیں اور شرعی معیارات کی پہلی اور دوسری کمیٹی کے ارکان نے ان آراء کے جوابات دیے اور ان کے بارے میں رائے کا اظہار کیا۔

شرعی معیارات کی پہلی اور دوسری کمیٹی نے بحرین میں مؤرخہ ۳۰ ذیقعدہ ۱۴۲۴ھ مطابق ۲۲ جنوری ۲۰۰۴ء کو ان آراء پر مباحثہ کیا جو جلسۂ سماعت کے دوران سامنے آئیں یا تحریری طور پر مجلسِ شرعی کو موصول ہوئیں، اور مناسب ترامیم کو شامل کیا۔

معیار کا ترمیم شدہ مسودہ تیار کرنے والی کمیٹی کے سامنے بحرین میں مؤرخہ ۲۵ صفر ۱۴۲۵ھ مطابق ۱۵ اپریل ۲۰۰۴ء کو منعقد ہونے والے اجلاس میں پیش کیا گیا۔

مجلسِ شرعی نے مدینہ منورہ میں مؤرخہ ۲۶-۳۰ ربیع الاول ۱۴۲۵ھ مطابق ۱۵-۲۰ مئی ۲۰۰۴ء منعقد ہونے والے اپنے بارہویں اجلاس میں ان ترامیم پر مباحثہ کیا جو شرعی معیارات کی کمیٹی اور مسودہ ساز کمیٹی نے تجویز کیں، اور ان میں سے مناسب ترامیم کو برقرار رکھنے کے بعد اس معیار کی بعض شقوں کو متفقہ طور پر اور بعض کو اکثریت رائے کی بنیاد پر منظور کیا جس کی تفصیلات مجلس کے اجلاسوں کی روئداد میں محفوظ ہے۔

ضمیمہ (ب)

شرعی احکام کی بنیادیں

- اجناس کی تجارت کی وہ صورتیں جن میں خرید وفروخت کے صحیح ہونے کے لیے شرعی شرائط اور ارکان پورے ہوں ان کے جواز کی بنیاد یہ ہے کہ وہ اس بیع میں داخل ہیں جس کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿وَ اَحَلَّ اللّٰهُ الْبَیْعَ﴾ (اور اللہ تعالیٰ نے خرید وفروخت کو حلال کیا)۔[۱] اور یہ بھی ارشاد ہے ﴿لَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَكُمْ بَیْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ﴾[۲] " آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق طریقہ سے نہ کھاؤ، سوائے یہ کہ کوئی تجارت باہمی رضامندی سے وجود میں آئی ہو"۔ ان پر بین الاقوامی یا بعض مملک کے معاہدات کا لاگو ہونا اس کے حرام ہونے کا تقاضہ نہیں کرتا بشرطیکہ ان میں کوئی چیز شریعت کے اصول وقوانین کی خلاف ورزی پر مشتمل نہ ہو۔ نیز ان معاہدات کی پاسداری شرعاً بھی مطلوب ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ﴾ "اے ایمان والو! معاہدات کو پورا کرو"۔[۳] البتہ شریعت کے کسی حرام کو حلال کرنا یا حلال کو حرام قرار دینا اس سے مستثنیٰ ہے، کیونکہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے "مسلمان اپنی شرائط کے پابند ہیں سوائے ایسی شرط کے جو حرام کو حلال کرے یا حلال کو حرام کرے"۔[۴]

---

(۱) سورۃ البقرۃ: ۲۷۵۔

(۲) سورۃ النساء: ۲۹۔

(۳) سورۃ المائدۃ: ۱۔

(۴) مسند احمد ۱/۳۱۲، ابن ماجہ صحیح سند کے ساتھ ۲/۷۸۴ مطبوعہ مصطفی البابی الحلبی قاہرہ ۱۳۷۲ھ / ۱۹۵۲ء، مسند حاکم مطبوعہ حیدر آباد، ہند ۱۳۵۵ھ، بیہقی ۶/۷۰، ۱۵۶، ۱۰/۱۳۳، مطبوعہ حیدر آباد، ہند ۱۳۵۵ھ، دار قطنی ۴/۲۲۸، ۳/۷۷ مطبوعہ دار المحسن للطباعة، قاہرہ ۱۳۷۲ھ / ۱۹۵۲ء۔

- خرید و فروخت میں مبیع اور قیمت دونوں کو اُدھار رکھنے کی ممانعت کی بنیاد یہ ہے کہ اس سے دو ذمہ داریوں کو قائم کرنا لازم آتا ہے۔ نیز فقہاء کی تصریحات کے مطابق بیع سلم کی قیمت اُدھار نہیں ہو سکتی اور یہ شرط عقد کے تقاضے کے بھی خلاف ہے۔
- اجناس میں ہونے والے نقد سودوں کے جواز کی بنیاد یہ ہے کہ اس کی شرائط خرید و فروخت کے جواز کی عام شرائط کے مطابق ہوتی ہیں۔
- اُدھار سودے جن میں قیمت یا مبیع میں سے کوئی ایک ادھار ہو کے جواز کی بنیاد اُدھار بیع اور سلم کا جواز ہے۔
- معیار میں ذکر کردہ بین الاقوامی سطح پر اجناس کی تجارت کی صورتوں کے جواز کی بنیاد یہ ہے کہ یہ معاملات وکالت، ادھار خرید و فروخت، اور مرابحہ کے قواعد کے تحت انجام پاتے ہیں اور یہ تمام معاملات جائز ہیں۔
- وکیل کی طرف سے اپنی ذات کے لیے خریداری کے مطالبہ کے لیے مستقل ایجاب کے واجب ہونے اور مؤکل کی طرف سے بطور فروخت کنندہ قبول کرنے کا وجوب اس لیے ہے تاکہ فروخت کنندہ (مؤکل) اور خریدار (وکیل) کے ضمان میں فرق ہو سکے۔
- وکیل کی اجرت بیان کرنا اور اس کو قیمت میں شامل نہ کرنے کی بنیاد یہ حدیث ہے "تم میں سے جو کسی کو اُجرت پر لے تو اس کی اجرت اسے بتادے"۔[1] اور اُجرت کے بدلہ وکالت پر اجارہ کے بارے میں وارد ہونے والا یہ حکم لاگو ہوتا ہے۔
- اجناس کی فروخت میں مبیع کی عدمِ حوالگی کی شرط لگانے کی ممانعت کی بنیاد یہ ہے کہ یہ بات خرید و فروخت کے تقاضے یعنی خریدار کی طرف ملکیت کے منتقل ہونے اور اس کو مبیع میں تصرف کا حق حاصل ہونے کی منافی ہے۔
- وکیل کے ضامن ہونے کی ممانعت کی بنیاد یہ ہے کہ وکیل امین ہوتا ہے چنانچہ وہ ضامن نہیں ہو سکتا سوائے ان صورتوں کے جن میں وہ تجاوز، لاپروائی یا وکالت کی پابندیوں کی خلاف ورزی کرے۔

---

(۱) ابن ماجہ، ۲/۸۱۷، مجمع الزوائد للہیثمی ۴/۹۸ مطبوعہ دار الریان للتراث و دار الکتاب العربی۔

- کرنسیوں میں اُدھار معاملہ کرنے کی ممانعت کی بنیاد وہ احادیث ہیں جو اشیا کی خرید و فروخت کے وقت دونوں جانب سے قبضہ کے ضروری ہونے کے بارے میں وارد ہوئی ہیں۔ اور اس کی پابندی کے متعلق مجمع الفقہ الاسلامی کی قرارداد بھی منظور ہو چکی ہے۔ (۱)
- مستقبل کے سودوں کی ممانعت کی بنیاد یہ ہے کہ یہ ایسا لازمی وعدہ ہے جو انجام کار بغیر ایجاب و قبول کے بیع بن جاتا ہے، اور معیار میں ذکر کردہ اس کا شرعی متبادل مجمع الفقہ الاسلامی کی قرارداد کی صورت میں آچکا ہے۔ (۲)
- خیارات کے فروخت کی ممانعت کی بنیاد یہ ہے کہ اس میں جس چیز پر معاملہ ہوتا ہے شرعاً اس کے بدلہ میں کچھ لینا درست نہیں۔ (۳)
- تبادلے کے معاملات کے عدمِ جواز بنیاد یہ ہے کہ اس میں عملی طور پر کسی چیز کا تبادلہ نہیں پایا جاتا، اور اس میں سود لینا شامل ہوتا ہے، یا بیع عینہ لازم آتی ہے یا مبیع اور قیمت دونوں کا ادھار ہونا پایا جاتا ہے۔

---

(۱) مالیاتی منڈیوں کے بارے میں مجمع الفقہ الاسلامی کی قرارداد نمبر ۶۳ (۱/۷)

(۲) مالیاتی منڈیوں کے بارے میں مجمع الفقہ الاسلامی کی قرارداد نمبر ۶۳ (۱/۷)

(۳) مالیاتی منڈیوں کے بارے میں مجمع الفقہ الاسلامی کی قرارداد نمبر ۶۳ (۱/۷)

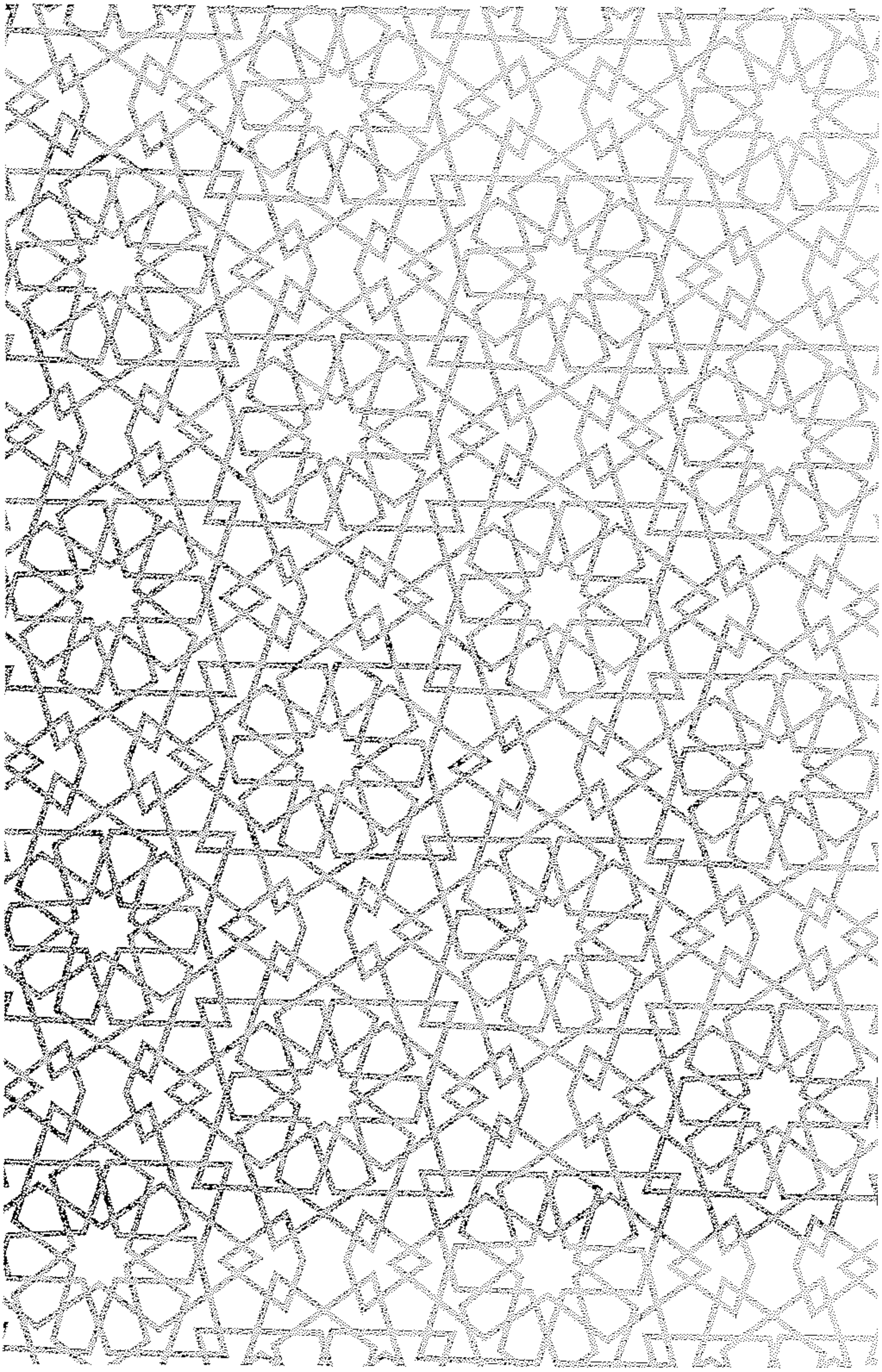

شرعی معیار نمبر (۲۱)

مالیاتی دستاویزات

(حصص اور بانڈز)

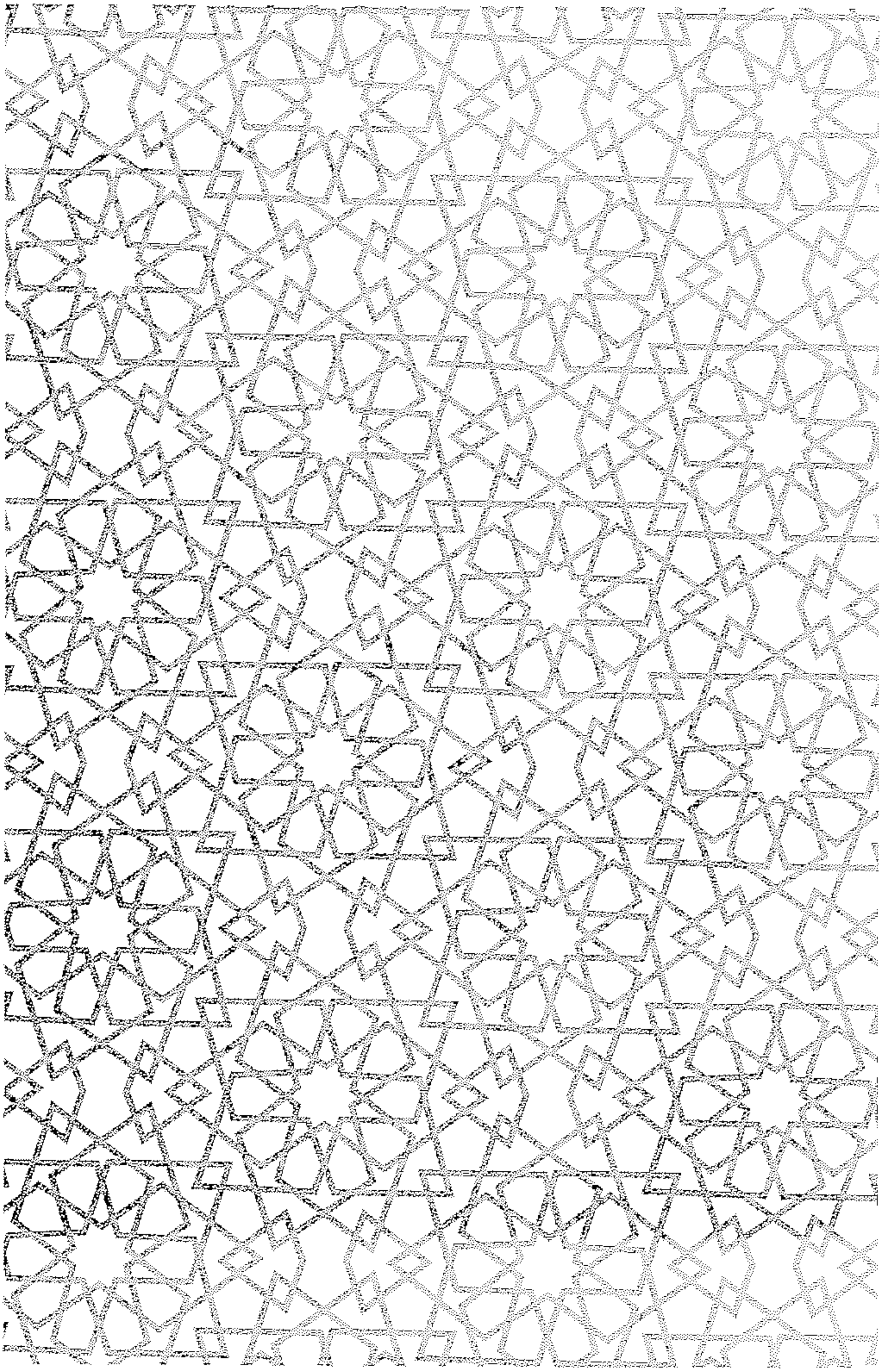

فہرست

دیباچہ ۵۷۸

معیار کا متن ۵۷۹

۱- معیار کا دائرۂ کار ۵۷۹

۲- حصص کے اجرا کے احکام ۵۷۹

۳- حصص کے لین دین کے احکام ۵۸۱

۴- بانڈز کے اجرا کا حکم ۵۸۸

۵- بانڈز کے لین دین کا حکم ۵۸۸

۶- بانڈز کا شرعی متبادل ۵۸۹

۷- معیار کے اجرا کی تاریخ ۵۸۹

معیار کی منظوری ۵۹۰

ضمیمہ جات ....

ضمیمہ (الف) معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد ۵۹۱

ضمیمہ (ب) شرعی احکام کی بنیادیں ۵۹۳

ضمیمہ (ج) فرہنگ ۶۰۲

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على أشرف المرسلين، سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه أجمعين.

دیباچہ

اس معیار کا مقصد جوائنٹ اسٹاک کمپنیوں کے حصص کے شرعی احکام وضوابط بیان کرنا ہے جن کی رعایت کرنا اسلامی مالیاتی اداروں (ادارہ/ادارے)[1] کے لیے اپنے حصص کے اجرا اور حصص کی خرید وفروخت میں ضروری ہے۔ اسی طرح اس معیار کا مقصد سود کی بنیاد پر جاری کیے جانے والے بانڈز کے احکام بیان کرنا بھی ہے۔

والله الموفق....

(۱) "ادارہ/ادارے" کی اصطلاح یہاں اختصار کی غرض سے اسلامی مالیاتی اداروں کے لیے استعمال کی گئی ہے جن میں اسلامی بینک بھی شامل ہیں۔

معیار کا متن

۱- معیار کا دائرۂ کار

اس معیار میں حصص کے اجراء اور ان کے لین دین کا بیان ہے، جس میں درج ذیل امور شامل ہیں: حصص میں سرمایہ کاری، ان کی خرید و فروخت، ان کو کرایہ پر دینا، ان کو قرض کے طور پر دینا، ان کو رہن کے طور پر رکھوانا، ان میں سلم کا عقد کرنا، حصص کے مستقبل کے سودوں، خیارات کے سودوں اور مبادلات کے سودوں کا حکم۔

اسی طرح اس معیار میں سود کی بنیاد پر جاری کی جانے والے بانڈز کے اجرا اور ان کی خرید و فروخت کا بیان بھی ہے، البتہ اس معیار میں سرمایہ کاری صکوک کا بیان نہیں ہے، کیونکہ ان کے لیے ایک مستقل معیار موجود ہے۔

۲- حصص کے اجرا کے احکام

۲/۱ جس مقصد کے لیے کمپنی بنائی جائے، وہ اگر شرعاً درست ہو تو ایسی کمپنی کے حصص جاری کرنا جائز ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ کمپنی بنانے کا مقصد حرام امور میں معاملات کرنا نہ ہو، مثلاً: شراب بنانا یا خنزیر کی خرید و فروخت یا سودی معاملات کرنا وغیرہ، لہٰذا اگر کمپنی بنانے کا مقصد ناجائز ہو تو کمپنی بنانا بھی حرام ہوگا اور جن حصص سے وہ کمپنی تشکیل پاتی ہے ان کا اجرا بھی حرام ہوگا۔

۲/۲ حصص کے اجراء کے اخراجات پورے کرنے کے لیے، حصص کی فروخت کے وقت ان کی قیمت کے ساتھ کچھ اضافی رقم مقررہ تناسب سے بڑھائی جا سکتی ہے، البتہ اس میں یہ ضروری ہے کہ قیمت میں اضافے کا یہ تناسب مناسب اور معقول مقدار میں ہو۔ دیکھیے

شرعی معیار نمبر (۱۲) ”شرکت (مشارکہ) اور جدید اقسامِ شرکت“، شق ۲/۲/۱/۴۔

۳/۲ کمپنی کے سرمائے میں اضافہ کے لیے نئے حصص جاری کرنا جائز ہے بشرطیکہ ان کی قیمت پرانے حصص کی منصفانہ قیمت کے برابر ہو، جو یا تو ماہرین نے کمپنی کے اثاثوں کی قیمت لگانے کے بعد متعیّن کی ہو یا حصص کی بازاری قیمت کے مطابق ہو، چاہے وہ بازاری قیمت حصص کی حقیقی قیمت سے زائد ہو یا کم۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۱۲) ”شرکت (مشارکہ) اور جدید اقسامِ شرکت“، شق ۴/۱/۲/۳۔

۴/۲ حصص کے اجرا کے موقع پر انڈر رائٹنگ [ضمان الاصدار] دی جاسکتی ہے جبکہ یہ ضمان کسی اجرت کے بغیر ہو۔ اس سے مراد کمپنی قائم کرتے وقت کسی ایسے فریق کے ساتھ معاہدہ کرنا ہے جو اس کمپنی کے تمام حصص یا بعض حصص کی خریداری کا التزام کرتا ہے۔ یہ دراصل التزام کرنے والے کی طرف سے ایک عہد ہوتا ہے کہ جن حصص کو کوئی اور نہیں خریدے گا وہ انہیں قیمتِ اسمیہ [face value] پر خرید لے گا۔ البتہ اس عمل میں اگر کسی کام اور محنت کی نوبت آتی ہو تو اس کی اجرت لینا جائز ہے، مثلاً: امکاناتی رپورٹ تیار کرنا یا حصص کی مارکیٹنگ وغیرہ، چاہے یہ کام حصص کی خریداری کا معاہدہ کرنے والا خود کرے یا اس کے علاوہ کوئی شخص کرے، البتہ اس میں یہ شرط ہے کہ یہ اجرت ضمان کے مقابلے میں نہ ہو۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۱۲) ”شرکت (مشارکہ) اور جدید اقسامِ شرکت“، شق ۴/۲/۱/۴۔

۵/۲ سبسکرپشن کے وقت حصص کی قیمت کی قسطیں بنانا جائز ہے کہ ایک قسط فوراً ادا کردی جائے اور باقی قسطوں کی ادائیگی بعد میں کی جائے، البتہ اس میں یہ شرط ہے کہ کمپنی کے تمام حصص کی قیمتوں کو قسطوں میں تقسیم کیا جائے اور یہ کہ کمپنی کی ذمہ داری حصص کی اس قیمت تک محدود رہے جس میں حصہ لیا جاچکا ہے۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۱۲) ”شرکت (مشارکہ) اور جدید اقسامِ شرکت“، شق ۵/۲/۱/۴۔

۶/۲ ایسے ترجیحی حصص جاری کرنا جائز نہیں جن میں ایسی مالیاتی خصوصیات ہوں جن کی وجہ سے کمپنی کی تحلیل یا نفع کی تقسیم میں ان حصص کے مالکان کو ترجیحی حق حاصل ہو، البتہ بعض حصص

کو ایسی خصوصیات دینا جائز ہے جو طریقۂ کار اور انتظامی نوعیت کے امور سے متعلق ہوں، یہ ان حقوق کے علاوہ ہیں جو حصص کو حاصل ہوتی ہیں، مثلاً: ووٹ دینے کا حق۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۱۲) "شرکت (مشارکہ) اور جدید اقسامِ شرکت"، شق ۱۴/۲/۱/۴۔

۲/۷ حصصِ تمتع [enjoyment shares] جاری کرنا جائز نہیں۔ اس سے مراد وہ حصص ہیں جو ایک شریک کو ان حصص کے عوض میں دیے جاتے ہیں جن کی قیمت کمپنی کے قیام کے دوران نفع میں سے بتدریج اسے لوٹا دی گئی ہوتی ہیں اور ان کے بدلے کمپنی اسے حصصِ تمتع دے دیتی ہے۔ ان حصص کو وہ تمام حقوق حاصل ہوجاتے ہیں جو سرمایہ میں شریک حصص کے مالکان کو حاصل ہوتے ہیں، سوائے نفع کی تقسیم اور کمپنی کی تحلیل کے وقت اس کے اثاثہ جات کی تقسیم کے۔ حصصِ تمتع کے مالکان کو سرمایہ میں شریک حصص مالکان کے مقابلے میں کم نفع دیا جاتا ہے، اسی طرح کمپنی کی تحلیل کے وقت تمتع حصص کے مالکان کا کمپنی کے اثاثہ جات میں کوئی حصہ نہیں ہوتا، سوائے اس کے کہ سرمایہ میں شریک حصص مالکان کو ان کے حصص کی قیمت ادا کردینے کے بعد کچھ بچ جائے۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۱۲) "شرکت (مشارکہ) اور جدید اقسامِ شرکت"، شق: ۱۵/۲/۱/۴۔

۲/۸ حصص کا سرٹیفکیٹ یا جو اس کے قائم مقام ہو، ایک وثیقہ ہوتا ہے، جو کمپنی کے اثاثوں کے متناسب حصے میں حصص کے مالکان کی ملکیت کی نمائندگی کرتا ہے۔ یہ جائز ہے کہ یہ وثیقہ مالک کے نام پر ہو یا نامزد ہو، یا حاملِ وثیقہ کے لیے ہو۔

۳۔ حصص کے لین دین کے احکام

۳/۱ حصص دراصل جوائنٹ اسٹاک کمپنی کے سرمایہ کے متناسب حصے کی نمائندگی کرتے ہیں۔ اسی طرح جب وہ سرمایہ طبعی اشیا، منافع اور دیون وغیرہ میں تبدیل ہوچکا ہو تو اس وقت حصص کمپنی کے اثاثوں اور ان اثاثوں پر لاگو ہونے والے حقوق کی نمائندگی کرتے ہیں۔ حصص کے

لین دین میں موضوعِ عقد یہی متناسب/مشاع حصہ ہوتا ہے۔[1]

۲/۳ کمپنیوں کے حصص کی خریداری نقد رقم کے عوض بھی جائز ہے اور جہاں قیمت کو مؤخر کرنا جائز ہو وہاں اُدھار پر بھی جائز ہے بشرطیکہ ایسی کمپنی کے قیام کا بنیادی مقصد اور سرگرمیاں ایک مباح کام ہو، چاہے سرمایہ کاری (یعنی حصص کو نفع کے حصول کے لیے رکھنا) کے لیے ہو یا تجارت (یعنی قیمتوں کے فرق سے فائدہ اٹھانے کے ارادے) کے لیے ہو۔

۳/۳ تبدیلی کی غرض سے حصص کا لین دین

تبدیلی کی غرض سے حصص کا لین دین جائز ہے، یہ جواز اس شخص کے لیے ہے جسے پہلی عوامی اجلاس میں شریعت کے مطابق تبدیلی کی قرارداد پیش کرنے یا شق ۳/۴/۶ کی رعایت کرتے ہوئے تبدیلی لانے کی قدرت حاصل ہو۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۶) "سودی بینک کی اسلامی بینک میں تبدیلی"۔

۴/۳ ایسی کمپنی کے حصص کا حصول یا لین دین (سرمایہ کاری یا تجارت کے لیے) جس کا بنیادی کاروبار حلال ہو، لیکن وہ سود پر قرض دیتی ہو یا لیتی ہو

اصول تو یہ ہے کہ جس کمپنی کا بنیادی کاروبار حلال ہو، لیکن وہ کبھی کبھار سودی یا اس طرح کے دیگر حرام معاملات کرتی ہو، سرمایہ کاری یا آگے خرید و فروخت کی غرض سے ایسی کمپنی کے حصص لینا حرام ہے، البتہ اگر درج ذیل شرائط کے ساتھ سرمایہ کاری یا تجارت کی غرض سے ایسے حصص کا لین دین کیا جائے تو وہ اس حکم سے مستثنیٰ ہوگا:

۳/۴/۱ یہ کہ کمپنی اپنے میمورنڈم آف ایسوسی ایشن میں اس بات کی صراحت نہ کرے کہ

---

(۱) دیکھیے "شرعی احکام کی بنیادیں"۔ اس میں اس بات کی وضاحت موجود ہے کہ جن کمپنیوں کے اثاثے طبعی اشیا، منافع، دیون اور نقدی کی شکل میں موجود ہوں اور نقدی اور دیون طبعی اشیا اور منافع سے زیادہ ہوں تو ایسی کمپنیوں کے حصص کی خرید و فروخت کے جواز کے لیے یہ شرط ہے کہ طبعی اشیا اور منافع کل اثاثوں کے ایک تہائی سے کم نہ ہوں، تاکہ دیون اور نقدی کو دیگر اثاثوں کے تابع قرار دیا جاسکے۔ یہ توضیحی حاشیہ دراصل معیار کے متن کی تکمیل ہے، تاکہ آگے آنے والی تفصیلات کی بنیاد بن سکے۔ (مترجم)

اس کا مقصد سودی معاملات کرنا یا خنزیر اور اس جیسی حرام چیزوں کا لین دین کرنا ہے۔

۳/۴/۲ یہ کہ کمپنی نے جو مجموعی رقم سودی قرض کے طور پر لی ہوئی ہو، چاہے وہ قرض طویل مدت کے لیے ہو یا قلیل مدت کے لیے ہو، وہ کمپنی کے کل حصص کی بازاری قیمت کے ۳۰ فیصد سے زیادہ نہ ہو، یہ بات ملحوظ رہے کہ سود پر قرض لینا، اس کی رقم چاہے جو بھی ہو، بہر حال حرام ہے۔

۳/۴/۳ یہ کہ کمپنی نے جو مجموعی رقم سود پر رکھوائی ہوئی ہو، چاہے طویل مدت کے لیے ہو یا قلیل مدت کے لیے ہو، وہ کمپنی کے کل حصص کی بازاری قیمت کے ۳۰ فیصد سے زیادہ نہ ہو، یہ بات ملحوظ رہے کہ سود پر رقم دینا، اس کی رقم چاہے جو بھی ہو، بہر حال حرام ہے۔

۳/۴/۴ یہ کہ حرام ذریعے سے حاصل ہونے والی آمدنی کمپنی کی کل آمدنی کے ۵ فیصد سے زائد نہ ہو، چاہے ایسی آمدنی کسی حرام سرگرمی کے ذریعے حاصل ہوئی ہو یا کسی حرام چیز کے مالک بننے کی وجہ سے حاصل ہو۔ جب کبھی کسی آمدنی کے ذرائع واضح طور پر معلوم نہ ہوں تو انہیں معلوم کرنے کی پوری کوشش کی جائے اور احتیاط والے پہلو کی رعایت رکھی جائے۔

۳/۴/۵ یہ تمام تناسب معلوم کرنے کے لیے کمپنی کے آخری بجٹ کی طرف رجوع کیا جائے یا کمپنی کے آڈٹ شدہ مالیاتی گوشوارے کی طرف رجوع کیا جائے۔

۳/۴/۶ حرام آمدنی جو کمپنی کی آمدنی میں ملی ہوئی ہو اور حصص کے مقابلہ میں وہ بھی ہو تو ایسی آمدنی سے درج ذیل طریقے سے چھٹکارا حاصل کرنا واجب ہے:

۳/۴/۶/۱ حرام آمدنی سے چھٹکارا حاصل کرنا واجب ہے، چاہے ایسی آمدنی کسی حرام سرگرمی کے ذریعے حاصل ہوئی ہو یا کسی حرام چیز کے مالک بننے کی وجہ سے ہو یا سود سے حاصل ہوئی ہو۔ یہ ذمہ داری اس شخص کی ہے جو مالیاتی دورانیہ کے

اختتام پر حصص کا مالک ہو، چاہے وہ حصص کے ذریعے کمپنی میں سرمایہ کاری کرنا چاہتا ہو یا حصص کی خرید و فروخت کے ذریعے نفع کمانا چاہتا ہو، اگرچہ اس کی ادائیگی مالیاتی رپورٹ کے اجرا کے وقت ہو رہی ہو، چاہے وہ مالیاتی چار ماہ یا ایک سال یا اس کے علاوہ کسی اور عرصہ پر مشتمل ہو۔ چنانچہ اگر کوئی شخص مخصوص مالیاتی کے اختتام سے پہلے پہلے اپنے حصص فروخت کر دے تو ایسے شخص پر مذکورہ آمدنی سے چھٹکارا حاصل کرنا واجب نہیں ہوگا۔

۳/۴/۶/۲ جس رقم سے چھٹکارا حاصل کرنا ضروری ہوتا ہے اس سے مراد وہ حرام آمدنی ہے جو شیئرز کے حصہ میں آئی ہو چاہے حصص پر حاصل ہونے والا نفع تقسیم کر دیا گیا ہو یا تقسیم نہ کیا گیا ہو اور چاہے کمپنی نفع میں ہو یا خسارے میں ہو۔

۳/۴/۶/۳ جو لوگ کمپنی کے لیے درمیانی واسطے یا وکیل یا نگران کے طور پر خدمات سرانجام دیتے ہوں، ان پر اپنے کمیشن یا اجرت میں سے مخصوص رقم سے چھٹکارا حاصل کرنا واجب نہیں، کیونکہ ان کی یہ اجرت ان کے کام کا معاوضہ ہے۔

۳/۴/۶/۴ حصص کا لین دین کرنے والے شخص پر جس رقم سے چھٹکارا حاصل کرنا واجب ہوتا ہے اس کو معلوم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس کمپنی کی حرام آمدنی کو اس کے کل حصص پر تقسیم کیا جائے، اس سے ہر حصہ کی حرام آمدنی کی مقدار معلوم ہو جائے گی، پھر اس مقدار کو حصص کا لین دین کرنے والے شخص کے مملوکہ حصص کی تعداد سے ضرب دی جائے، اس سے جو رقم نکلے گی وہ وہی رقم ہوگی جس سے چھٹکارا حاصل کرنا واجب ہے۔ حصص کا لین دین کرنے والا چاہے کوئی خاص فرد ہو، یا کوئی ادارہ ہو یا فنڈ ہو یا ان کے علاوہ کوئی اور ہو، سب کے لیے یہی حکم ہے۔

۳/۴/۶/۵ حرام آمدنی جس سے چھٹکارا حاصل کرنا واجب ہوتا ہے، سے کسی بھی طریقے سے فائدہ اٹھانا یا فائدہ اٹھانے کے لیے کسی قسم کا کوئی حیلہ اختیار کرنا ہرگز

جائز نہیں، حتی کہ اس رقم کے ذریعے ٹیکس ادا کرنا بھی جائز نہیں۔

۳/۴/۶/۶ حرام آمدنی سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لیے اس کو کسی بھی کار خیر میں خرچ کرنے کی ذمہ داری اس ادارے پر عائد ہوتی ہے جو حصص کا لین دین اپنی ذات کے لیے کرتا ہو یا بطور منتظم کرتا ہوں، البتہ اگر ایسا ادارہ واسطے کے طور پر کام کر رہا ہو تو اس پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ حصص کے مالک کو حرام آمدنی سے چھٹکارے کا طریقہ بتادے تاکہ وہ یہ ذمہ داری خود ادا کر سکے۔ ایسے ادارے کے لیے اس بات کی بھی اجازت ہے کہ حصص کے مالکان میں سے جو لوگ اس کام میں دلچسپی رکھتے ہوں، انہیں اجرت کے عوض یا اجرت کے بغیر اس کام کی ذمہ داری سونپ دے۔

۳/۴/۷ ادارہ مذکورہ بالا ضوابط کو خود یا کسی واسطے کے ذریعے عمل میں لائے گا، چاہے وہ حصص کا لین دین اپنی ذات کے لیے کرتا ہو یا درمیانی واسطے کے طور پر کام کرتا ہو یا فنڈ کے نگران کے طور پر کام کرتا ہو یا کسی کے وکیل کے طور پر کام کرتا ہو۔

۳/۴/۸ حصص کے لین دین کے تمام دورانیے میں ان ضوابط کی مسلسل رعایت رکھنا واجب ہے، چنانچہ جب ان ضوابط پر عمل درآمد نہ ہو رہا ہو تو اس وقت ایسی سرمایہ کاری سے نکلنا واجب ہے۔

۳/۵ بروکر یا اس کے علاوہ کسی اور سے سودی قرض (مارجن سیل) کے ذریعے حصص خریدنا جائز نہیں ہے، نیز اس طرح کے سودی قرض کے بدلے میں حصص کو رہن کے طور پر رکھوانا بھی جائز نہیں ہے۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۱۲) "شرکت (مشارکہ) اور جدید اقسامِ شرکت"، شق ۶/۲/۱/۴۔

۳/۶ فروخت کنندہ جن حصص کا خود مالک نہ ہو، اس کے لیے ان حصص کو آگے فروخت کرنا (شارٹ سیل) جائز نہیں اور دلال کے اس وعدے کی کوئی حیثیت نہیں کہ وہ حصص کی حوالگی کے وقت فروخت کنندہ کو ایسے حصص قرض کے طور پر فراہم کر دے گا۔ دیکھیے

شرعی معیار نمبر (۱۲) ''شرکت (مشارکہ) اور جدید اقسامِ شرکت''، شق ۴/۱/۲/۷۔

۳/۷ جب خرید وفروخت کا عمل مکمل ہوجائے اور حصص خریدار کے ضمان میں آجائیں تو اس کے بعد خریدار کے لیے جائز ہے کہ وہ ان حصص کو آگے کسی شخص کے ہاتھ فروخت کرے یا کوئی اور تصرّف کرے، اگرچہ اس کے حق میں ان حصص کا حتمی تصفیہ (settlement) ابھی تک مکمل نہ ہوا ہو۔

۳/۸ بعض جائز مفادات کے تحفظ کی خاطر، مخصوص کردہ سرکاری اداروں کے لیے اس بات کی اجازت ہے کہ وہ حصص کے لین دین کا اس طرح سے انتظام کریں کہ یہ صرف مخصوص بروکر اور اس کام کے مجاز حضرات ہی کے ذریعے کیا جاسکے۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۱۲) ''شرکت (مشارکہ) اور جدید اقسامِ شرکت''، شق ۴/۱/۲/۸۔

۳/۹ کمپنیوں کے حصص کسی کو قرض کے طور پر دینا جائز نہیں۔

۳/۱۰ جو حصص شرعی لحاظ سے مباح ہوں ان کو رہن کے طور پر رکھوانا جائز ہے۔ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ کمپنی کے اثاثے نقدی یا اشیا یا دیون میں سے کسی ایک کی صورت میں ہوں یا ان تینوں پر مشتمل ہوں۔ اس سے بھی کوئی فرق نہیں پڑتا کہ ان تینوں میں سے کوئی ایک صنف غالب ہو یا نہ ہو، البتہ رہن کی تحلیل کے وقت ایسے حصص کی خرید وفروخت میں مخصوص شرائط کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔

۳/۱۱ حصص میں سلم کا عقد جائز نہیں۔

۳/۱۲ حصص میں مستقبل کے سودے (futures) انجام دینا جائز نہیں۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۲۰) ''منظم منڈیوں میں اجناس کی تجارت''، شق ۵/۱۔

۳/۱۳ حصص کے لین دین کے لیے خیارات (swaps) کے عقود انجام دینا جائز نہیں۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۲۰) ''منظم منڈیوں میں اجناس کی تجارت''، شق ۵/۲۔

۳/۱۴ حصص اور ان کے نفع پر وقتی تبادلے سودے (options) انجام دینا جائز نہیں۔

۳/۱۵ کسی کو حصص کرایہ پر دینا جائز نہیں، خواہ وہ ان کو رہن رکھوانے کے لیے ہو یا ان کو فروخت

کرکے ان کا مثل لوٹانے کی صورت میں ہو،جس طرح بازارِ حصص میں عام طور پر ہوتا ہے۔ اسی طرح خواہ اس اجارے کا مقصد حصص کے نفع کا حصول ہو یا کرایہ دار کا ان کے ذریعے اپنے مالی گوشوارے کی اچھی حالت میں دکھانا یا ان کے علاوہ کوئی اور غرض مقصود ہو۔

۱۶/۳ حصص کو رہن رکھوانے کے لیے عاریت کے طور پر دینا جائز ہے، یا عاریت پر لینے والے کو ان کا نفع دینے کے لیے عاریت پر دیا جائے، جیساکہ بازارِ حصص میں عموماً ہوتا ہے۔ رہن کی تحلیل کے موقع کے علاوہ عاریت پر لینے والے کے لیے ان حصص کو فروخت کرنا جائز نہیں۔

۱۷/۳ جب کمپنیوں کا سرمایہ صرف نقدی کی شکل میں ہو تو ان کے حصص کا لین دین صرف اسی صورت میں جائز ہے جب ایسے حصص کو قیمتِ اسمیہ پر فروخت کیا جائے اور حصص اور قیمت دونوں پر فوراً قبضہ کرلیا جائے، چاہے ایسی خرید و فروخت حصص کی رجسٹریشن کے وقت ہو یا رجسٹریشن کے بعد اور کاروباری سرگرمیاں شروع کرنے سے پہلے کے مرحلے میں ہو یا تصفیہ کے وقت ہو۔

۱۸/۳ جب کمپنیوں کے اثاثہ جات صرف دیون کی شکل میں ہوں تو ان کے حصص کا لین دین صرف اسی صورت میں جائز ہے جب دیون میں تصرّف کے احکام کی رعایت رکھی جائے۔

۱۹/۳ جب کمپنی کے اثاثہ جات طبعی اشیا، منافع، نقود اور دیون کی شکل میں ہوں تو ایسی کمپنی کے حصص کے لین دین کا حکم اس کمپنی کی بنیادی غرض اور سرگرمی کے اعتبار سے مختلف ہوگا، چنانچہ اگر کمپنی کی بنیادی غرض اور سرگرمی طبعی اشیا، منافع اور حقوق کی خرید و فروخت کرنا ہو تو ایسی کمپنی کے حصص کا لین دین جائز ہوگا، اگرچہ اس میں بیع صرف اور دیون میں تصرف کے احکام کی رعایت نہ رکھی جائے، البتہ اس میں یہ شرط ہے کہ طبعی اشیا، منافع اور حقوق کی بازاری قیمت کمپنی کے مجموعی اثاثوں کے ۳۰ فیصد سے کم نہ ہو۔ کمپنی کے مجموعی اثاثوں میں طبعی اشیا، منافع، حقوق، نقدی اور جو چیزیں نقدی کے قائم مقام ہوں (کمپنی کے وہ دیون ہیں

جو دوسروں کے ذمہ میں ہوں، کمپنی کے وہ کرنٹ اکاؤنٹ جو اس نے دوسرے اداروں میں کھول رکھے ہوں اور کمپنی کی مملوکہ بانڈز جو دیون کی نمائندگی کرتے ہوں)، سب شامل ہیں۔ اس صورت میں کمپنی کی نقدی اور دیون کو ملحوظ نہیں رکھا جائے گا، کیونکہ اس صورت میں وہ تابع ہوتے ہیں۔

البتہ جب کمپنی کی بنیادی غرض اور سرگرمی ہی سونا یا چاندی یا کرنسیوں کی خرید وفروخت کرنا ہو تو ایسی کمپنی کے حصص کے لین دین میں بیع صرف کے احکام کی پابندی واجب ہوگی اور جب کمپنی کی بنیادی غرض اور سرگرمی دیون میں معاملات کرنا (خدمات فراہم کرنا) ہو تو ایسی کمپنی کے حصص کے لین دین میں دیون کے احکام کی پابندی واجب ہوگی۔

۲۰/۳ شق ۱۸/۳ میں جو صورت بیان ہوئی ہے اس پر عمل درآمد کرنے کے لیے یہ شرط ہے کہ اسے دیون کے صکوک بنانے اور ان کے لین دین کا حیلہ نہ بنایا جائے کہ طبعی اشیا اور منافع میں سے کچھ کو دیون کے ساتھ ملا کر دیون کے صکوک بنائے جائیں۔

۴- بانڈز کے اجرا کا حکم

تمام اقسام کے سودی بانڈز کا اجرا حرام ہے۔ یہ وہ بانڈز ہیں جن میں قرض کی رقم کے ساتھ کسی نہ کسی شکل میں کچھ اضافی رقم کی واپسی بھی مشروط ہوتی ہے، چاہے یہ اضافی رقم قرض کی اصل رقم کی واپسی کے وقت ادا کی جائے یا ماہانہ یا سالانہ قسطوں کی شکل میں ادا کی جائے یا کسی اور صورت میں ادا کی جائے، اور چاہے یہ اضافی رقم بانڈز کی قیمت کے ایک مخصوص تناسب سے طے کی جائے، جیسا کہ بانڈز کی زیادہ تر اقسام میں ہوتا ہے یا ڈسکاؤنٹ کی صورت میں طے کی جائے، جیسا کہ صفر کوپن ریٹ والے بانڈز میں ہوتا ہے۔ اسی طرح انعامی بانڈز بھی حرام ہیں، چاہے ایسے بانڈز خاص ہوں یا عام ہوں یا حکومت کے جاری کردہ ہوں۔

۵- بانڈز کے لین دین کا حکم

سودی بانڈز کی خرید وفروخت، رہن، حوالہ اور ان جیسے دیگر معاملات جائز نہیں۔

۶- بانڈز کا شرعی متبادل

بانڈز کا شرعی متبادل سرمایہ کاری صکوک ہیں۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۱۷) "سرمایہ کاری صکوک"۔

۷- معیار کے اجرا کی تاریخ

اس معیار کو ۳۰ ربیع الاول ۱۴۲۵ھ مطابق ۲۰ مئی ۲۰۰۴ء کو جاری کیا گیا۔

معیار کی منظوری

مجلسِ شرعی نے ۲۶-۳۰ ربیع الاول ۱۴۲۵ھ مطابق ۱۵-۲۰ مئی ۲۰۰۴ء کو منعقد ہونے والے اپنے بارہویں اجلاس میں مالیاتی دستاویزات (حصص اور بانڈز) کے متعلق شرعی معیار کے مسودے کو منظور کیا۔

ضمیمہ (الف)

معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد

۹-۱۳رمضان المبارک ۱۴۲۲ھ مطابق ۲۴-۲۸ نومبر ۲۰۰۱ء کو مکہ مکرمہ میں مجلسِ شرعی کا ساتواں اجلاس منعقد ہوا۔ مجلسِ شرعی نے اس اجلاس میں مالیاتی دستاویزات (حصص اور بانڈز) کے لیے شرعی معیار کی تیاری کا فیصلہ کیا۔

۲۵رجب ۱۴۲۳ھ مطابق ۰۲اکتوبر ۲۰۰۲ء کو شرعی معیارات کی کمیٹی نے مالیاتی دستاویزات (حصص اور بانڈز) کے معیار کے منصوبے کا مسودہ تیار کرنے کے لیے ایک شرعی مشیر کے تقرر کا فیصلہ کیا۔

۱۴-۱۵محرم ۱۴۲۴ھ مطابق ۱۷-۱۸مارچ ۲۰۰۳ء کو بحرین میں شرعی معیارات کی دوسری کمیٹی کا چھٹا اجلاس منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں کمیٹی نے معیار کے مسودہ پر بحث کی اور شرعی مشیر سے کہا کہ وہ اس سے پہلے ہونے والے مباحثوں اور اراکین کے تبصروں کی روشنی میں، معیار میں ترامیم کریں۔

۱۴- ۱۵ صفر ۱۴۲۴ھ مطابق ۱۶-۱۷اپریل ۲۰۰۳ء کو بحرین میں شرعی معیارات کی پہلی کمیٹی کا ساتواں اجلاس منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں کمیٹی نے مالیاتی دستاویزات (حصص اور سندات) کے معیار کے ابتدائی مسودے پر بحث کی اور اس سے پہلے ہونے والے مباحثوں اور اراکین کے تبصروں کی روشنی میں، معیار میں ضروری ترامیم شامل کیں، جیساکہ کمیٹی نے مورخہ ۲۵-۲۶ ربیع الثانی ۱۴۲۴ھ مطابق ۲۵-۲۶ جنوری ۲۰۰۳ء کو ایک اجلاس منعقد کیا اور اس سے پہلے ہونے والے مباحثوں اور اراکین کے تبصروں کی روشنی میں، معیار میں ضروری ترامیم شامل کی تھیں۔

مورخہ ۲۳-۲۴ جمادی الاول ۱۴۲۴ھ مطابق ۲۳-۲۴ جولائی ۲۰۰۳ء کو عمان، اردن میں کمیٹی کا نواں اجلاس منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں کمیٹی نے معیار پر بحث کی اور اس سے پہلے ہونے والے مباحثوں

اور اراکین کے تبصروں کی روشنی میں، معیار میں ضروری ترامیم شامل کیں۔

مورخہ ۲-۸ رمضان المبارک ۱۴۲۴ھ مطابق ۲۸ اکتوبر - ۲ نومبر ۲۰۰۳ء کو مکہ مکرمہ میں مجلسِ شرعی کا گیارہواں اجلاس منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں معیار کے ترمیم شدہ مسودے کو کمیٹی کے سامنے پیش کیا گیا اور مجلسِ شرعی نے معیار کے مسودے میں مزید ترامیم کیں اور اسے ماہرین اور دلچسپی لینے والے دیگر حضرات کے پاس بھیجنے کا فیصلہ کیا تاکہ ان کے تبصرے سامنے آئیں اور مسودے کو جلسۂ سماعت میں بحث کے لیے پیش کیا جائے۔

مورخہ ۲۹ ذیقعدہ ۱۴۲۴ھ مطابق ۲۱ جنوری ۲۰۰۴ء کو بحرین میں جلسۂ سماعت منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں ۱۵ سے زائد افراد شریک ہوئے۔ ان میں مرکزی بنکوں، مالیاتی اداروں، اکاؤنٹنگ فرمز، ماہرینِ شریعت، یونیورسٹیوں کے اساتذہ اور اس میدان میں دلچسپی رکھنے والے دیگر افراد شامل تھے۔ اجلاس میں ان تحریری تبصروں کو بھی سنا گیا جو مجلس سے پہلے بھیجے گئے تھے اور ان زبانی تبصروں کی سماعت بھی کی گئی جو شرکاء نے دورانِ مجلس کیے اور شرعی معیارات کی پہلی اور دوسری کمیٹی کے اراکین نے تبصروں کے جوابات دیے۔

شرعی معیارات کی پہلی اور دوسری کمیٹی کے اراکین نے مورخہ ۳۰ ذیقعدہ ۱۴۲۴ھ مطابق ۲۲ جنوری ۲۰۰۴ء کو ایک اجلاس منعقد کیا اور اس میں، دورانِ مجلس کیے گئے زبانی تبصروں اور تحریری شکل میں بھیجے گئے تبصروں پر بحث کی اور معیار کے مسودے میں مناسب ترامیم شامل کیں۔ مورخہ ۲۵ صفر ۱۴۲۵ھ مطابق ۲۰ اپریل ۲۰۰۴ء کو معیار کا ترمیم شدہ مسودہ، مسودہ تیار کرنے والی کمیٹی کے سامنے پیش کیا گیا۔

مجلسِ شرعی نے مورخہ ۲۶-۳۰ ربیع الاول ۱۴۲۵ھ مطابق ۱۵-۲۰ مئی ۲۰۰۴ء کو مدینہ منورہ میں بارہواں اجلاس منعقد کیا اور اس میں شرعی معیارات کی کمیٹی اور مسودہ تیار کرنے والی کمیٹی کی جانب سے کی گئی ترامیم پر بحث کی اور مسودے میں مناسب ترامیم شامل کیں۔ مجلسِ شرعی کے ارکان نے اس معیار کی بعض شقوں کو متفقہ طور پر اور بقیہ بعض شقوں کو کثرتِ رائے کی بنیاد پر منظور کرلیا، جیسا کہ مجلس کے اجلاسوں کی روئداد میں محفوظ ہے۔

ضمیمہ (ب)

شرعی احکام کی بنیادیں

حصص کا اجرا

- جب کمپنی کے قیام کا بنیادی مقصد ایک جائز کام ہو تو اس کے حصص کے اجراء کے جواز کی بنیاد شرکتِ مساہمہ کا جواز ہے اور وہ، وہ عمومی دلائل ہیں جو عقود اور شرائط کو پورا کرنے کے وجوب پر دلالت کرتے ہیں اور وہ عمومی دلائل ہیں جو شرکت کے جواز پر دلالت کرتے ہیں اور وہ عمومی دلائل ہیں جو شرکت عنان، مضاربت، مساقات اور مزارعت کے جواز پر دلالت کرتے ہیں، چنانچہ دو یا دو سے زائد اشخاص کے درمیان مال اور دین کے ساتھ شراکت داری کے جواز کی بنیاد شرکت عنان ہے، اسی طرح مضاربت، مساقات اور مزارعت وغیرہ کا جائز ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ ایک شخص کی طرف سے مال اور دوسرے کی جانب سے عمل کے ذریعہ شراکت داری جائز ہے، چاہے موضوعِ عقد نقدی ہو، جیساکہ مضاربت میں ہوتا ہے اور چاہے وہ طبعی چیزیں ہوں جن پر کام کیا جائے تو وہ بڑھتی ہیں، جیساکہ مساقات اور مزارعت میں ہوتا ہے۔ ان سب عقود کے دلائل معروف و معلوم ہیں۔
- بلا اجرت حصص کے اجرا کی ضمانت فراہم کرنے کی بنیاد یہ ہے کہ یہ ایک وعدہ ہے جس کے بدلے میں کچھ نہیں لیا جاسکتا، اور اس کے بدلے اجرت لینا دراصل اس کا عوض ہے۔ اس کے متعلق مجمع الفقہ الاسلامی کی ایک قرارداد بھی جاری ہوچکی ہے۔[1]
- مالی لحاظ سے ترجیحی حصص کے اجراء کے عدمِ جواز کی بنیاد یہ ہے کہ ان کے اجراء سے نفع میں اشتراک ختم ہوجائے گا اور دیگر شرکاء پر ظلم ہوگا۔

---

(۱)　مالیاتی منڈیوں سے متعلق مجمع الفقہ الاسلامی کی قرارداد نمبر ۶۳ (۱/۷)

- تمتع حصص کے اجراء کے ناجائز ہونے کی بنیاد یہ ہے کہ ان حصص کے مالکان اپنے حصص کی واپسی کے طور پر جو کچھ لیتے ہیں وہ دراصل نفع میں ان کے حصے کی رقم ہوتی ہے اور حصص کی یہ واپسی صرف ظاہری طور پر ہوتی ہے، چنانچہ وہ ان حصص کے بدستور مالک رہتے ہیں اور بوقتِ تحلیل مستحق رہتے ہیں۔
- حصص کے کسی کے نام پر ہونے یا کسی کے حکم پر ہونے یا کسی بھی حامل کے لیے ہونے کے جواز کی بنیاد یہ ہے کہ شارع نے حقوق کی توثیق اور کتابت وغیرہ کے ذریعے ان کی حفاظت کی ترغیب دی ہے، لیکن اس کے لیے کوئی مخصوص صورت متعین نہیں فرمائی، چنانچہ کمپنیوں کے سلسلے میں جب یہ مقصد اس طرح سے حاصل ہو رہا ہو کہ جو حصص جاری کیے جائیں ان پر شرکاء کا نام لکھا ہوا ہو تو یہ جائز ہوگا، اسی طرح اگر حقوق کی حفاظت اس طرح سے ہو کہ شرکاء کے نام مخصوص رجسٹروں یا نوٹسز میں لکھے جائیں یا کسی اور طریقے سے یا سرے سے لکھے ہی نہ جائیں، نہ دستاویز پر اور نہ کسی اور جگہ پر، تو یہ بھی جائز ہے۔

حصص کا لین دین

- جب کمپنی کا بنیادی کاروبار جائز ہو تو اس کے حصص کی خرید و فروخت کے جواز کی بنیاد یہ ہے کہ یہ حصص شریک کی ملکیت ہوتے ہیں اور ایک شریک کو اس بات کا اختیار ہوتا ہے کہ اپنی ملکیت میں خرید و فروخت، ہبہ اور اس طرح کے دیگر تصرّفات کرے، بالخصوص جب ہر شریک نے کمپنی کے میمورینڈم آف ایسوسی ایشن کے ذریعے دوسرے شرکاء کو ایسے تصرف کی اجازت بھی دے رکھی ہو۔
- جو شخص تبدیلی کی استطاعت رکھتا ہو یا تبدیلی کا خواہاں ہو اس کا حصص کے ذریعے کمپنی میں شمولیت کے جواز کی بنیاد یہ ہے کہ یہ کام برائی کو ختم کرنے کا ذریعہ بنتا ہے اور یہ نیکی کی تلقین کرنے اور برائی سے روکنے کے باب میں سے ہے اور اس کے مستحسن ہونے پر دلائل موجود ہیں۔ مالیاتی منڈیوں کے سیمینار میں اس مسئلے کے متعلق فتویٰ بھی جاری ہو چکا ہے۔ [1]

---

(۱) یہ سیمینار بحرین میں جمادی الاولی ۱۴۱۲ھ مطابق نومبر ۱۹۹۱ء کو منعقد ہوا۔

- جن کمپنیوں کی بنیادی سرگرمی ایک حلال کاروبار ہو، لیکن وہ سود پر قرض دیتی ہوں یا لیتی ہوں تو ایسی کمپنیوں کے حصص کے لین دین کے استثناء کی بنیاد ان قواعد کا اطلاق ہے : حرج کا ختم ہونا، عمومی حاجت اور عموم بلوی کے پیش نظر کسی چیز کی اجازت دینا، کثرت، قلت اور غلبہ[1] کے قواعد، جس شخص کا اکثر مال حلال ہو اس کے ساتھ لین دین کا جائز ہونا۔[2] اور بعض فقہاء کرام[3] کے نزدیک تفریقِ صفقہ کے جواز پر اعتماد ہے۔ فتویٰ جاری کرنے والے اداروں اور اسلامی بینکوں کے مجالس شرعیہ کی ایک بڑی تعداد کے فتاویٰ اس مسئلے پر موجود ہیں۔[4]
- بروکر وغیرہ سے سودی قرض کے ذریعے حصص کی خریداری کے ناجائز ہونے کی بنیاد یہ ہے کہ اس میں سودی لین دین ہے اور رہن کے ذریعے سودی قرض کی توثیق ہے اور یہ دونوں کام شریعت کے واضح احکام کے مطابق حرام ہیں۔ حدیث شریف میں ہے: "سود کھانے والے، کھلانے والے، لکھنے والے اور اس پر گواہ بننے والے پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو"۔
- جو حصص فروخت کنندہ کی ملکیت میں نہ ہوں ان کی فروخت کے ناجائز ہونے کی بنیاد یہ ہے کہ اس کی وجہ سے ایک ایسی چیز کی فروخت لازم آتی ہے جو نہ فروخت کنندہ کے ضمان میں ہوتی ہے اور نہ اس کی ملکیت میں ہوتی ہے اور یہ شرعاً ممنوع ہے۔
- جن حصص کا حتمی اندراج مکمل نہ ہوا ہو ان میں خریدار کے تصرّف کے جائز ہونے کی بنیاد یہ ہے کہ قبض حکمی کے ذریعے ان حصص کا ضمان خریدار کی طرف منتقل ہو چکا ہوتا ہے اور قبض حکمی کی وجہ سے

---

(۱) الفروق للقرافی ۴/۱۰۴، والموافقات ۱/۳۸، احکام القرآن لابن العربی ۴/۱۸۰۴)، قواعد الاحکام فی مصالح الانام، ۱/۴۱، ۱۸-۴۵۔

(۲) بدائع الصنائع ۶/۱۴۴، الاشباہ والنظائر لابن نجیم ص ۱۱۲-۱۱۴، البیان والتحصیل ۱۸/۱۹۴-۱۹۵، المنثور فی القواعد ۲/۲۳۵۔

(۳) دیکھیے: فتح القدیر ۶/۸۹-۹۰، عقد الجواہر الثمنیۃ ۲/۴۳۹، الشرح الکبیر مع الدسوقی ۳/۱۵، الروضۃ ۳/۴۲۰-۴۲۵، مجموع الفتاویٰ ۲۹/۴۸۔

(۴) ان اداروں میں سے ایک ادارہ الراجحی بھی ہے، جس نے مورخہ ۲۳ شوال ۱۴۲۲ھ کو اپنی قرارداد نمبر ۴۸۵ میں اس بات کی اجازت دی۔

خریدار کو خریدی گئی چیز میں تصرّف کا حق حاصل ہو جاتا ہے۔

- کمپنیوں کے حصص کسی کو قرض کے طور پر دینے کے عدم جواز بنیاد یہ ہے کہ قرض کی واپسی کے وقت حصص جن چیزوں کی نمائندگی کرتے ہیں ان کے اعتبار سے، ان حصص کے مثل نہیں ہیں جو قرض دیتے وقت دیے تھے، کیونکہ حصص دراصل کمپنی کے اثاثوں کی نمائندگی کر رہے ہوتے ہیں اور کمپنی کے اثاثوں میں مسلسل تبدیلی رونما ہوتی رہتی ہے۔
- حصص کو گروی کے طور پر رکھوانے کے جواز کی بنیاد وہ مسلم قاعدہ ہے کہ جس چیز کی خرید و فروخت جائز ہے اس کو گروی کے طور پر رکھوانا بھی جائز ہے، چونکہ حصص کی خرید و فروخت جائز ہے، لہٰذا ان کو گروی کے طور پر رکھوانا بھی جائز ہوگا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ گروی رکھنے کا مقصد متعلقہ دین کی توثیق ہوتا ہے، وہ اس طرح کہ اگر گروی رکھوانے والے دین کی وصولی مشکل ہو جائے تو گروی شدہ چیز کو فروخت کر کے اس کی قیمت کے ذریعے دین وصول کیا جا سکتا ہے، اور یہ ایسا مقصد ہے جو حصص کو گروی رکھوا کر پورا ہو سکتا ہے، لہٰذا حصص کو گروی کے طور پر رکھوانا جائز ہے۔
- حصص میں سلم کے ناجائز ہونے کی بنیاد یہ ہے کہ عقد سلم کا موضوع دَین ہوتا ہے نہ کہ ایک متعین چیز، جبکہ کمپنیوں کے حصص میں تعیین ہو ہی جاتی ہے، وہ اس طرح کہ سلم کے ذریعے جس کمپنی کے حصص کی خریداری کا ارادہ ہوتا ہے اس کا نام لیا جاتا ہے اور اس طرح نام لینے کی وجہ سے حصص ایک متعین چیز بن جاتی ہے اور وہ ایسی چیز نہیں رہتی جو ذمہ میں دَین ہو، چنانچہ ایسے حصص عقد سلم کا موضوع ہی نہیں رہتے۔ اسی طرح حصص میں سلم کے ناجائز ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اس میں ایک غیر مملوک چیز کی خرید و فروخت لازم آتی ہے اور یہ ناجائز ہے۔ اسی طرح اس بات کی کوئی گارنٹی نہیں ہوتی کہ طے شدہ وقت پر مطلوبہ کمپنی کے حصص بازار میں ناپید نہیں ہوں گے اور فروخت کنندہ خریدار کو مطلوبہ حصص کی فراہمی سے قاصر نہیں ہوگا۔
- حصص کے مستقبل کے سودں کے ناجائز ہونے کی بنیاد یہ ہے کہ ایسے سودوں میں فروخت کی گئی ایک متعین چیز، جو کہ حصص ہیں، کی حوالگی کی مشروط تاخیر لازم آتی ہے اور یہ حرام اور ناجائز ہے۔ پھر فروخت کنندہ عام طور پر ان حصص کا مالک نہیں ہوتا جن پر مستقبل کا سودا طے کرتا ہے، چنانچہ وہ ایک

ایسی چیز کو فروخت کرتا ہے جو کسی اور کی مملوک ہوتی ہے، اور یہ ایک ایسا مسئلہ ہے کہ جس کے ناجائز ہونے میں اہلِ علم کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے۔ مزید یہ کہ یہ مسئلہ براہ راست ان نصوص کے تحت آتا ہے جو آنحضرت ﷺ سے ثابت ہیں اور اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ انسان کا اپنی غیر مملوک چیز کو فروخت کرنا حرام ہے۔ اسی طرح مستقبل کے سودے عام طور پر دونوں فریقوں کے درمیان نقدی کے تصفیہ کے ساتھ ختم ہوتے ہیں، اور اگر یہ بات عقد کے اندر طے ہو تو یہ براہِ راست قمار ہے اور اگر عقد کے اندر طے نہ ہو تو قمار کی ایک قسم ہے۔ مزید یہ کہ سودوں کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ مطلوبہ چیز پر قبضہ کیا جائے، جبکہ مستقبل کے سودوں میں دونوں فریقوں کے پیشِ نظر قبضہ سرے سے مقصود ہی نہیں ہوتا، چنانچہ دونوں فریقوں میں سے ہر ایک اپنے ذمہ ایک ایسے دین کا التزام کرتا ہے جس کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا، سوائے مخاطرہ اور نقصان کے انتظار کے جو دونوں فریقوں میں سے کسی ایک کو ضرور ہوگا۔

- حصص میں خیارات کے سودوں کے ناجائز ہونے کی بنیاد یہ ہے کہ حقِ خیار جو کہ مالیاتی بازاروں میں کیے جانے والے خیارات کے سودوں کا موضوع ہوتا ہے، ان حقوق میں سے نہیں ہے جن کی خرید وفروخت جائز ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ حق فروخت کنندہ کے لیے سرے سے ثابت ہی نہیں ہوتا، کیونکہ یہ حق سودا کرتے وقت وجود میں آتا ہے اور وجود میں آنے کے بعد اس کا کسی مال کے ساتھ تعلق نہیں ہوتا، بلکہ اس کا تعلق ایک مجرّد (غیر حسی) چیز کے ساتھ ہوتا ہے اور وہ مجرّد چیز فروخت یا خریداری کا حق ہے۔ پھر جو حقوق ثابت تو ہوں، لیکن ان کا تعلق کسی مال کے ساتھ نہ ہو، جیسے شفعہ کا حق، بچوں کی پرورش کا حق اور قصاص کا حق، جب ان کی خرید وفروخت جائز نہیں تو جو حقوق سرے سے ثابت ہی نہ ہوں جیسے حق خیار تو ان کی خرید وفروخت بدرجہ اولیٰ ناجائز ہوگی۔ علاوہ ازیں خیارات کے سودے غرر پر مبنی ہوتے ہیں اور غرر پر مبنی سودے شرعاً ممنوع ہیں۔ اسی طرح خیارات کے سودے حقِ خیار کے خریدار اور فروخت کنندہ دونوں کے حق میں یکساں طور پر قمار اور جوے کی بنیاد پر قائم ہوتے ہیں، یہ اس وقت ہوتا ہے جب ایسے سودے دونوں فریقوں کے درمیان نقدی کے حساب کتاب پر ختم ہوتے ہیں۔ نیز جب خریداری کے خیار کو لکھنے والا خود ان حصص یا سامان کا مالک

نہیں ہوتا جن کو فروخت کرنے کا وہ التزام کرتا ہے تو اس صورت میں خیار کا سودا خرید و فروخت کی اس قسم میں آتا ہے جس میں انسان ایک ایسی چیز کو فروخت کرتا ہے جس کا وہ خود مالک نہیں ہوتا اور غیر مملوک چیز کو فروخت کرنا شرعاً حرام ہے۔

- حصص کے منافع پر تبادلے swap کے ناجائز ہونے کی بنیاد یہ ہے کہ اگر کرنسی ایک ہی ملک کی ہو تو ان عقود میں سود کی دونوں قسمیں پائی جاتی ہیں اور اگر کرنسی دو ملکوں کی ہو تو ان عقود میں ربا النسیئۃ پایا جاتا ہے، یہ دین کے بدلے دین کی فروخت ہے، کیونکہ یہ ایک ایسا عقد ہے جس میں دونوں عوض مؤخر ہیں، اس میں غرر پایا جاتا ہے، کیونکہ عقد کے وقت کرنسی کی مقدار مجہول ہے، اس میں قمار پایا جاتا ہے، کیونکہ ان عقود کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ حصص کے اوسط نفع کے درمیان فرق کا حساب کر لیا جائے، عوضین پر قبضہ مقصود نہیں ہوتا، جو کہ عقود کا اصل مقصد ہے، چنانچہ ایک فریق ضرور فائدہ میں رہتا ہے اور دوسرا فریق ضرور نقصان اٹھاتا ہے اور یہی قمار کی حقیقت ہے۔ درج بالا خرابیوں میں سے کوئی ایک خرابی بھی کسی عقد کے حرام ہونے کے لیے کافی ہوتی ہے، چہ جائیکہ سب ایک ساتھ پائی جائیں۔
- جن کمپنیوں کے اثاثے نقدی یا دیون پر مشتمل ہوں، اگرچہ ان کی مقدار کل اثاثوں کے نصف سے زائد ہو، ان کے حصص کے لین دین میں بیعِ صَرف یا دَین میں تصرّف کے احکام کی رعایت رکھنا ضروری نہیں۔ اس حکم کی بنیاد یہ ہے کہ یہاں نقدی اور دیون دیگر اثاثوں کے تابع ہوتے ہیں اور توابع میں ان چیزوں کی گنجائش ہوتی ہے جن کی غیرِ توابع میں نہیں ہوتی، البتہ اگر اشیا اور منافع ایک تہائی سے بھی کم ہوں تو اس صورت میں حصص کا لین دین صرف اسی صورت میں جائز ہوگا جب اس میں صَرف یا دَین میں تصرّف کے احکام کو ملحوظ رکھا جائے، کیونکہ اس صورت میں اشیا اور منافع کی مقدار کم ہوتی ہے، چنانچہ دیون اور نقدی کو ان کے تابع قرار نہیں دیا جاسکتا، پس اس صورت میں عقد کا مقصد انہی دیون اور نقدی کا لین دین ہوگا، لہذا ایسے عقود کے لیے وہی شرائط لاگو ہوں گی جو اس صورت میں ہوتی ہیں جب تنہا دیون اور نقدی کی خرید و فروخت کی جائے۔
- جس کمپنی کے اثاثے، اشیا اور منافع کے ساتھ ساتھ دیون اور نقود پر بھی مشتمل ہوں مگر کمپنی کی بنیادی غرض اور سرگرمی اشیا اور منافع میں معاملات کرنا ہو تو ایسی کمپنی کے حصص کا لین دین جائز ہے اور اس

میں دیون اور نقود کے تناسب کو ملحوظ رکھنا ضروری نہیں، اس حکم کی بنیاد درج ذیل باتیں ہیں:

۱- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث: "جس نے ایک ایسا غلام خریدا جس کی ملکیت میں کچھ مال بھی تھا تو یہ مال اس شخص کا ہوگا جس نے اس غلام کو فروخت کیا، سوائے یہ کہ غلام کا خریدار غلام کے ساتھ ساتھ اس مال کی خریداری کی بھی صراحت کردے"۔[۱]

یہ حدیث ثمن کی جنس کو ملحوظ رکھے بغیر اس عقد کے جواز پر واضح طور پر دلالت کرتی ہے۔ حدیث میں "مال" کا لفظ عام ہے اور اس میں مال کی تمام صورتیں شامل ہیں، خواہ وہ نقدی کی شکل میں ہو یا دین کی صورت میں ہو یا سامان کی صورت میں ہو، تھوڑا ہو یا زیادہ ہو۔ مزید یہ کہ "مال" کا لفظ اس بات پر بھی دلالت کرتا ہے کہ غلام کے ثمن اور اس کے مال کا موازنہ کرتے وقت اس کا کوئی اعتبار نہیں ہوگا کہ غلام کا مال دَین ہے یا نقدی، تھوڑا ہے یا زیادہ، کیونکہ اس وقت وہ تابع ہے اور وہ عقد کا اصل مقصود نہیں ہے۔

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کو اپنی مؤطا میں نقل فرمانے کے بعد لکھتے ہیں: "ہمارے خیال میں اس مسئلے کے متعلق مجموعی بات یہ ہے کہ غلام کو خریدنے والا جب اس کے مال کی بھی شرط لگائے تو وہ مال بھی خریدار کا ہو جائے گا، خواہ وہ مال نقدی کی صورت میں ہو یا دَین کی شکل میں ہو یا سامان کی شکل میں ہو، خواہ وہ معلوم ہو یا معلوم نہ ہو، اگرچہ غلام کا مملوکہ مال اس مال سے زائد ہو جس کے عوض اسے خریدا گیا، غلام کا ثمن خواہ نقدی کی صورت میں ہو یا دَین کی شکل میں ہو یا عام سامان کی صورت میں ہو"۔[۲] انتہی

۲- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث: "اگر کسی نے زیرہ پوشی [تابیر][۳] کے بعد کھجور کے

(۱) یہ حدیث امام بخاری اور امام مسلم دونوں کے ہاں صحیح ہے، البتہ یہاں الفاظ امام بخاری کے ہیں۔ صحیح البخاری، کتاب المساقاۃ، باب باب الرجل یکون لہ ممر او شرب فی حائط او فی نخل، حدیث نمبر ۲۲۵۰، صحیح مسلم، کتاب البیوع، باب باب من باع نخلا علیہا ثمر، حدیث نمبر ۱۵۴۳۔

(۲) دیکھیے المؤطا۔

(۳) زرگل کو کسی پھول کے زیرہ دان سے کسی دوسرے پھول کے زیرہ دان میں منتقل کرنا اس کو "تابیر نخلہ" کہا جاتا ہے۔ (مترجم)

باغ کو بیچا تو اس کا پھل فروخت کنندہ کا ہوگا، سوائے یہ کہ خریدار اپنے لیے اس کی صراحت کردے"۔[1] یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ باغ کی خریداری میں اگر خریدار پھلوں کی بھی شرط لگادے تو یہ مطلقاً جائز ہے، چاہے پھل پک چکے ہوں یا نہ پکے ہوں، باوجود اس کے کہ حدیث شریف میں پھلوں کے پکنے سے پہلے ان کی خرید وفروخت سے منع کیا گیا ہے، جیساکہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے: "حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پھلوں کے پکنے سے پہلے ان کی خرید وفروخت سے منع فرمایا ہے۔[2] البتہ اگر پھلوں کی خرید وفروخت درختوں کی خرید وفروخت کے تابع ہو تو اس میں بعض ایسی چیزوں کی گنجائش ہوتی ہے جن کی اس صورت میں نہیں ہوتی جب پھلوں کی مستقل خریداری کی جائے۔

۳- اہلِ علم کے ہاں مسلم قواعد میں سے ہے: "تابع اصل کے تابع ہوتا ہے"۔ جو کوئی اس قاعدے، اس سے نکلنے والے قواعد اور ان قواعد پر مبنی مسائل پر غور کرے وہ اس نتیجے پر پہنچتا ہے کہ ان قواعد سے مجموعی طور معلوم ہوتا ہے کہ: تابع اصل کے تابع ہوتا ہے، تابع پر مستقل حکم نہیں لگایا جاتا، اصل کی ملکیت سے تابع کی ملکیت حاصل ہوجاتی ہے۔ توابع میں بعض ایسی گنجائش ہوتی ہے جن کی اصل میں نہیں ہوتی۔ اہلِ علم نے اس قاعدے سے جو مسائل اخذ کیے ہیں ان میں سے بعض مسائل درج ذیل ہیں:

(الف) کچے پھلوں کا پختہ پھلوں کے تابع ہونا، اگرچہ پختہ پھل مقدار میں تھوڑے ہوں، صاحب "کشاف القناع" لکھتے ہیں: " اگرایک باغ میں کسی ایک درخت کے بعض پھل پختہ ہوں جائیں تو حکم کے اعتبار سے اس درخت کے تمام پھلوں اور اس ایک باغ میں اس قسم کے تمام پھلوں کو پختہ سمجھا جائے گا۔ یہ معاملہ اس طرح درست ہوگا کہ جو پھل ابھی کچے ہوں وہ پختہ پھلوں کے تابع ہوں گے"۔[3]

(۱) اس حدیث کی تخریج پچھلے صفحہ پر گذر چکی ہے۔

(۲) یہ حدیث امام بخاری اور امام مسلم دونوں کے نزدیک صحیح ہے۔

(۳) کشاف القناع ۲۸۷/۳، دیکھیے: المغنی ۱۵۶/۶۔

(ب) جس گھر کی چھت میں سونے کا کام کیا ہوا ہو اس کو سونے کے بدلے میں فروخت کرنا یا جس گھر کی چھت میں چاندی کا کام کیا ہوا ہو اس کو چاندی کے عوض فروخت کرنا، جس تلوار پر سونا لگا ہوا ہو اس کو سونے کے بدلے میں فروخت کرنا، دودھ سے بنی چیز کو دودھ کے عوض فروخت کرنا، اون کی بنی ہوئی چیز کو اون کے بدلے میں فروخت کرنا... الخ۔

بانڈز کا اجرا

- سودی بانڈز کے اجراء کے حرام ہونے کی بنیاد یہ ہے کہ: ایسے بانڈز درحقیقت قرض کی نمائندگی کرتے ہیں اور اگر ان کی شرعی حقیقت کو دیکھا جائے تو ان پر قرض ہی کی تعریف صادق آتی ہے۔ اور چونکہ ہر وہ قرض جس کی واپسی میں اضافی مقدار کی شرط لگائی جائے وہ سود ہوتا ہے اور بانڈز کا اجرا سودی قرض کی بنیاد پر ہوتا ہے، لہذا ان کا اجرا شرعاً حرام ہے۔

بانڈز کا لین دین

- بانڈز کے لین دین کے حرام ہونے کی بنیاد یہ ہے کہ: یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ سود پر مشتمل ہونے کی وجہ سے ایسے بانڈز کا اجرا حرام ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ لین دین کے معنی میں بانڈز کا تسلسل اور سودی بنیادوں پر ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ میں منتقل ہونا آتا ہے۔ ساتھ ہی بانڈز کا خریدار بانڈز جاری کرنے والی کمپنی کا قرض خواہ ہوتا ہے اور اس قرض پر سودی نفع کا مطالبہ کرتا رہتا ہے اور ظاہر ہے کہ یہ معاملہ حرام ہے، لہذا بانڈز کا لین دین جو اس سارے معاملے کا ذریعہ بنتا ہے وہ حرام ہے۔

ضمیمہ (ج)

فرہنگ

حصہ [شیئرز]

یہ کمپنی کے اثاثہ جات میں شریک کا ایک حصہ ہوتا ہے، اس کی نمائندگی ایک ایسی دستاویز کرتی ہے جو خود خرید وفروخت کے قابل ہوتی ہے۔

خیار کا عقد

یہ ایک ایسا عقد ہے جس کی بناء پر اس کے خریدار کو ایک محدود مدت کے دوران ایک طے شدہ قیمت کے عوض ایک متعین چیز (جیسے مثلاً: کسی کمپنی کے حصص، مخصوص سامان، کسی ملک کی کرنسی، موشرات یا دیون وغیرہ) کی خریداری یا فروخت کا حق -نہ کہ التزام- حاصل ہوجاتا ہے اور اس سودے کا التزام صرف اس شخص پر ہوتا ہے جو اس حق کو فروخت کرتا ہے۔

حصص کے نفع کے تبادلے کا عقد

یہ دو فریقوں کے درمیان ایک معاہدہ ہوتا ہے کہ وہ مستقبل کی کسی تاریخ میں ایک متعیّن حصہ یا حصص کے مجموعے کے اوسط نفع کا کسی دوسرے حصہ کے اوسط نفع یا کسی دوسرے مالیاتی اثاثے کے اوسط نفع سے باہم تبادلہ کریں گے۔

بانڈز

یہ ایک مالیاتی دستاویزات ہے، جسے ایک تجارتی ادارہ یا حکومت جاری کرتی ہے، اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ وہ ادارہ اس بانڈ کے سبب طویل مدت کے لیے سودی قرض حاصل کرے۔ ادارہ یہ سودی نفع بانڈز

کے مالک کو ایک مخصوص مدت کے بعد ادا کرتا ہے۔ بعض اوقات یہ بانڈز ان پر لکھی ہوئی قیمت سے کم قیمت کے عوض بھی جاری کیے جاتے ہیں۔

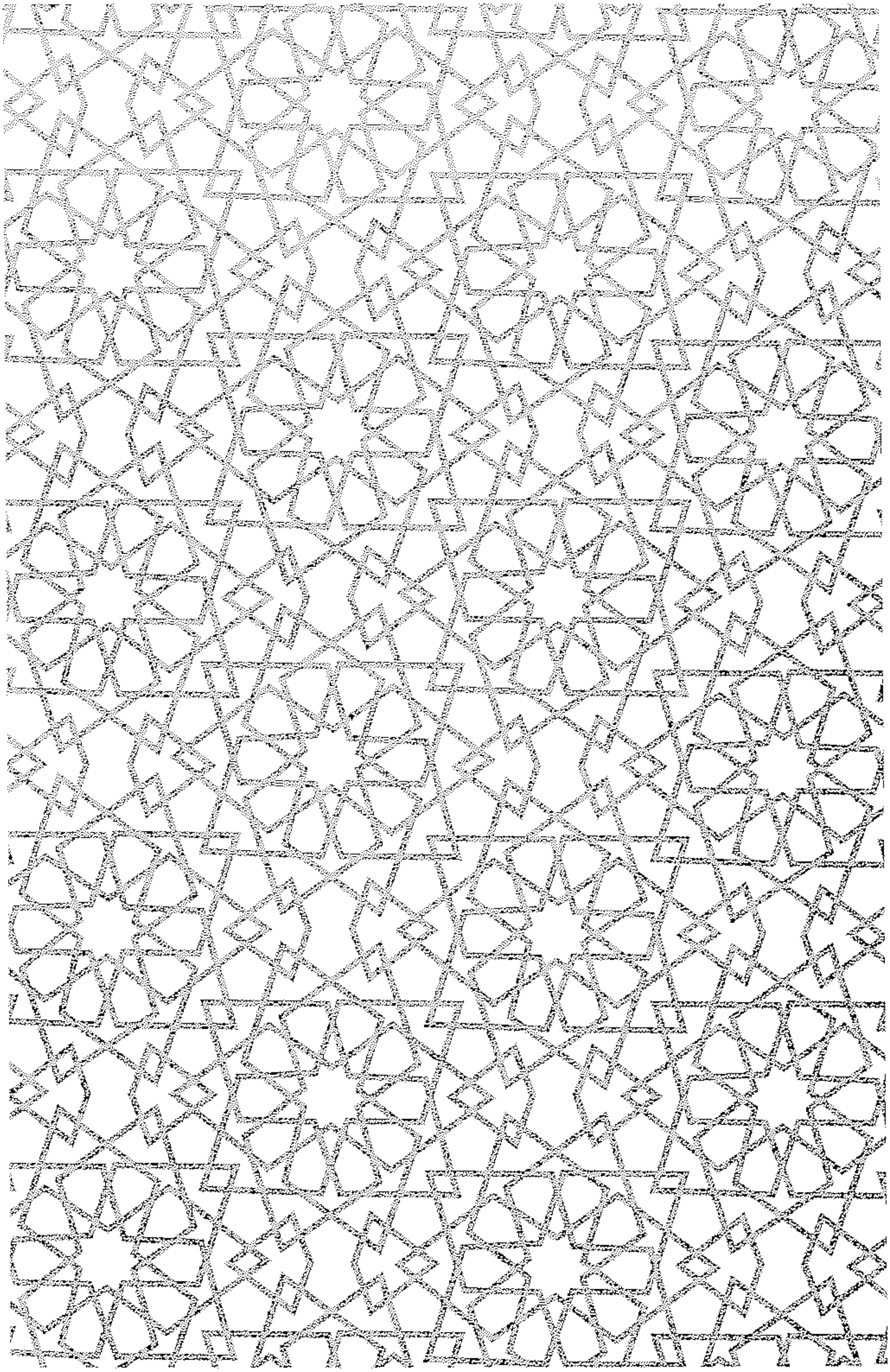

شرعی معیار نمبر (۲۲)

عُقُودِ امتیاز
[Concession Contracts]

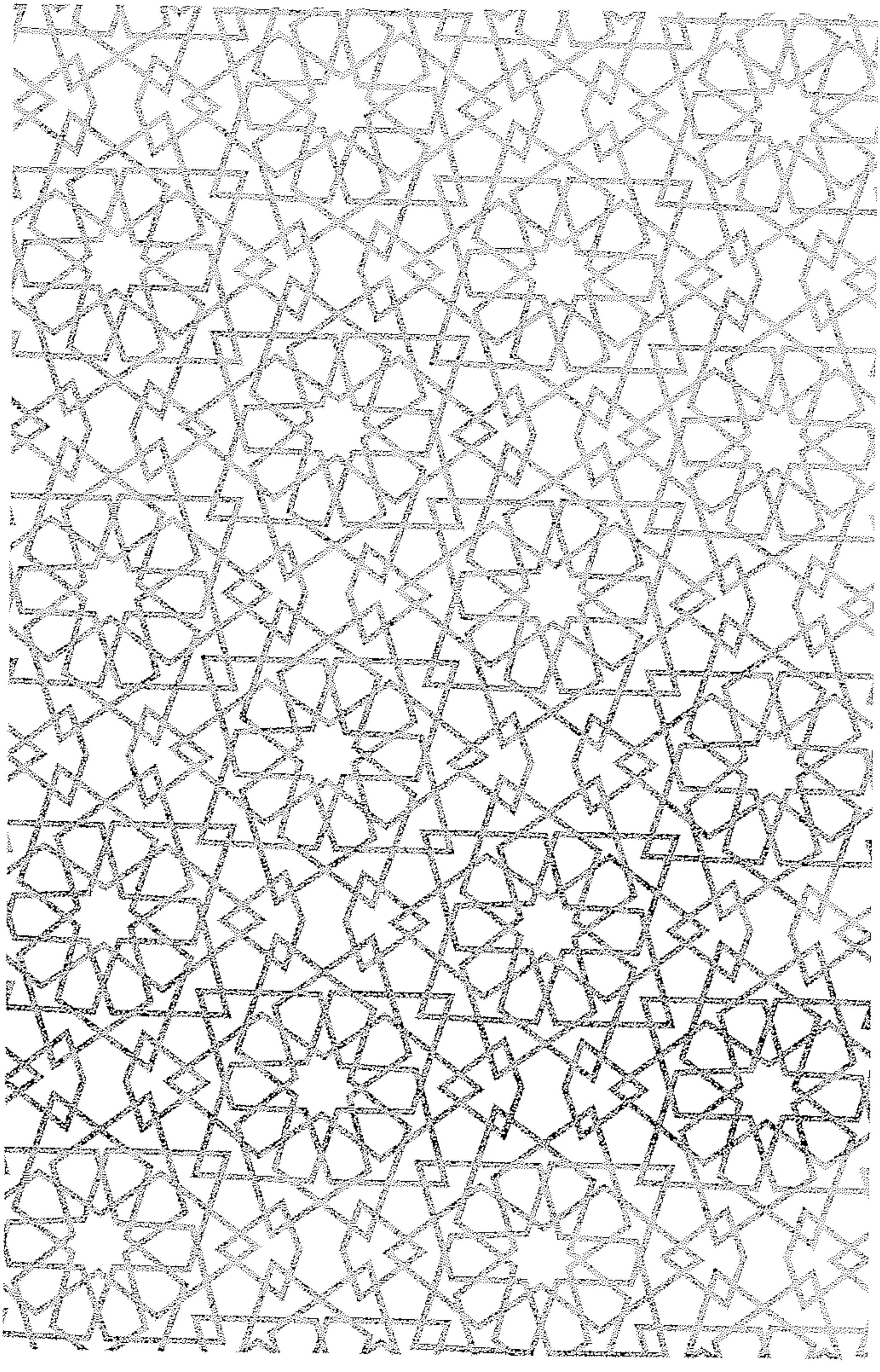

فہرست

دیباچہ ۶۰۸

معیار کا متن ۶۰۹

۱- معیار کا دائرۂ کار ۶۰۹

۲- امتیاز کی تعریف ۶۰۹

۳- عقدِ امتیاز کا جواز ۶۰۹

۴- عقدِ امتیاز کی پیشکش ۶۱۰

۵- معدنیات، پانی اور اس جیسی چیزوں کے استعمال کے لیے عقدِ امتیاز (امتیازِ استغلال) ۶۱۰

۶- منصوبے کی تعمیر کے لیے عقودِ امتیاز (امتیازِ انشاء) ۶۱۴

۷- اداروں کے امتیازِ استغلال کے معاہدوں کی تطبیقات ۶۱۶

۸- اداروں کے امتیازِ انشاء کے معاہدوں کی تطبیقات ۶۱۷

۹- امتیاز لائسنس میں تصرف ۶۱۸

۱۰- امتیازِ انتظام کے معاہدے ۶۱۸

۱۱- معیار کے اجرا کی تاریخ ۶۲۰

معیار کی منظوری ۶۲۱

ضمیمہ جات

ضمیمہ (الف) معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد ۶۲۲

ضمیمہ (ب) شرعی احکامات کے دلائل ۶۲۴

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على أشرف المرسلين، سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه أجمعين.

دیباچہ

اس معیار کا مقصد عقودِ امتیاز [concession contracts] کے احکامات کی طرف راہنمائی کرنا ہے جو معدنیات، پانی، اس جیسی چیزوں کے استعمال کے لیے ہوں (امتیازِ استغلال) یا عوامی سہولیات کے منصوبے کی تعمیر کے لیے ہوں (امتیازِ انشاء) یا عوامی خدمت فراہم کرنے والے حکومتی سہولیات و منصوبے کے انتظام سے متعلق ہوں (امتیازِ انتظام)۔ اس معیار میں ان اقسام کی شرعی حیثیت، ان سے متعلق تصرفات، حقوق و ذمہ داریاں اور اسلامی مالیاتی اداروں (ادارہ/ادارے)[1] میں ان عقودِ امتیاز کی تطبیقات بھی بیان کی جائے گی۔

واللہ الموفق...

(۱) "ادارہ/ادارے" کی اصطلاح یہاں اختصار کی غرض سے اسلامی مالیاتی اداروں کے لیے استعمال کی گئی ہے جن میں اسلامی بینک بھی شامل ہیں۔

معیار کا متن

۱- معیار کا دائرۂ کار

یہ معیار استعمال، تعمیر اور انتظام وانصرام کے لیے کیے گئے عقودِ امتیاز سے متعلقہ بنیادی شرعی احکامات پر مشتمل ہے اور ان معاہدوں کو عملی شکل دینے کے لحاظ سے اداروں کو رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ یہ معیار ان حقوقِ امتیازِ قانونی ومتفقہ پر مشتمل نہیں ہے جو کہ ذیلی حقوق ہوتے ہیں۔ اسی طرح اس معیار میں امتیازِ ترخیص [فرنچائز] کا بیان بھی شامل نہیں کیونکہ اس کے لیے مستقل معیار کی ضرورت ہے۔

۲- امتیاز کی تعریف

اس معیار میں امتیاز سے مراد حق کے مالک فریق کا دوسرے فریق کو استعمال، تعمیر یا انتظام وانصرام کا حق کسی طے شدہ عوض کے بدلے میں دینا ہے۔

۳- عقدِ امتیاز کا جواز

۱/۳ اس معیار میں بیان کردہ عقدِ امتیاز شرعاً جائز ہے، جبکہ وہ ان شرعی قواعد کے موافق ہو جنہیں اس معیار میں بیان کیا گیا ہے اور یہ شرعی احکامات ومبادئ کے مخالف کسی چیز پر مشتمل نہ ہو۔ یہ عقود ان وسائل میں سے ہیں جن کے ذریعے حکومتِ وقت کی اجازت سے مشروط عمومی مصلحتیں وجود میں آتی ہیں یا وہ مصالح وجود میں آتے ہیں جو دونوں فریقوں کا مقصود ہوتے ہیں۔

۲/۳ حقِ امتیاز دینے کے لیے ضروری طریقہ کار اختیار کرنے اور اس کے لیے فیس متعین کرنے یا جس چیز پر عقد کیا جا رہا ہے اس کے مقابل عوض کی شرط لگانے میں شرعاً کوئی ممانعت نہیں بشرطیکہ وہ ربا، غرر اور دوسرے ممنوع عناصر سے پاک ہو۔

۴- عقدِ امتیاز کی پیشکش

عقدِ امتیاز کی پیشکش کرتے وقت عدل، مواقع میں برابری اور عمومی مصلحت کے تقاضوں کو مدِ نظر رکھنا چاہیے۔

۵- معدنیات، پانی، اس جیسی چیزوں کے استعمال کے لیے عقدِ امتیاز (امتیازِ استغلال)

۱/۵ امتیازِ استغلال کی تعریف

امتیازِ استغلال حکومت اور شخصِ حقیقی یا شخصِ قانونی (ادارہ) کے درمیان ایسا معاہدہ ہے جس کی رُو سے متعین معاوضے کے عوض فریقِ ثانی معدنیات، پانی اور ان جیسی دیگر اشیا کے نکالنے اور ان کی پیداوار کے حقوق کا واحد مجاز بن جاتا ہے جیساکہ شق ۵/۳ میں بیان کیا جائے گا۔

۲/۵ امتیازِ استغلال کا انتظامی طریقۂ کار

۵/۲/۱ سروے کے لائسنس کی منظوری:

حکومت کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ کسی محدود علاقے میں سروے کرنے کے لیے پیشگی اجازت ضروری قرار دے جسے متعین فیس یا اجرت کے بدلے حکومت سے حاصل کیا جائے۔ اس لائسنس سے حاملِ لائسنس اس علاقے کا بلاشرکتِ غیرے سروے کرنے والا نہیں بن جاتا ہے اور نہ ہی اس لائسنس سے اسے کھدائی کرکے معدنیات نکالنے اور ضروری تعمیرات کرنے کی اجازت مل جاتی ہے۔

۵/۲/۲ دریافت کے لائسنس کی منظوری

حکومت کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ کسی محدود علاقے و محدود وقت کے لیے معدنیات کی دریافت کرنے کے لیے پیشگی اجازت ضروری قرار دے جسے متعین

فیس یا اجرت کے بدلے حکومت سے حاصل کیا جائے۔ اس لائسنس کے حامل کو کبھی اس محدود علاقے میں تنہا معدنیات نکالنے اور اس کے لیے لازمی کاموں کو سرانجام دینے کا خصوصی حق بھی حاصل ہو جاتا ہے۔

۳/۲/۵ استعمال کرنے کے امتیازی حق [امتیازِ استغلال] کا حصول:

معدنیات، پانی اور دیگر جن چیزوں کے تلاش کی اجازت دی گئی ہو، ان کو دریافت کرنے کے بعد لائسنس کا حامل لائسنس میں بیان کردہ محدود علاقے میں ان چیزوں سے تنہا فائدہ اٹھا سکتا ہے، جبکہ لائسنس میں اس کے خلاف نہ لکھا ہو۔

۴/۲/۵ اگر مقررہ مدت میں دریافت کی کوشش کے باوجود معدنیات، پانی اور اس جیسی دیگر کوئی چیز نہیں برآمد ہوئی تو حاملِ لائسنس اس مدت کے اختتام پر امتیازِ استغلال کا حقدار نہیں ہوگا۔

۵/۲/۵ حکومت کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ مندرجہ بالا مراحل کی ترتیب کو نظر انداز کرتے ہوئے کسی کو براہِ راست دریافت کا لائسنس یا استعمال کرنے کا امتیازی حق [امتیازِ استغلال] دیدے۔

۶/۲/۵ اگر حکومت کسی ماہر سے حکومتی سطح پر سروے یا تلاش کرنے کی درخواست کرے تو دونوں فریقوں کے اس تعلق پر اجارہ و جعالہ کے احکامات لاگو ہوں گے۔ اس صورت میں شرعی معیار نمبر ۹ برائے اجارہ و اجارہ منتہیہ بالتملیک اور شرعی معیار نمبر ۱۵ برائے جعالہ کو مدِ نظر رکھا جائے۔

۳/۵ امتیازِ استغلال کے معاہدوں کی شرعی حیثیت

معدنیات، پانی اور ان جیسی دیگر چیزوں کا استعمال بغیر تلاش اور کھدائی کیے نہیں ہو سکتا، جو کہ ایسا عمل ہے جس کی مقدار مجہول ہوتی ہے جبکہ اس کے مقابل مالکِ امتیاز کو حاصل ہونے والے منافع معلوم ہوتے ہیں کیونکہ وہ دریافت کی جانے والی چیز کا متعین حصہ یا متناسب مقدار ہوتے ہیں۔ اس طرح کے معاہدے شرعی نقطہ نظر سے عقدِ جعالہ ہوتے

ہیں۔ لہٰذا حکومت جاعل [کام کروانے والا] ہے، حاملِ لائسنس ادارہ عامل (جعالہ کا کام کرنے والا) اور عامل کو ملنے والی محدود رقم جُعل [فیس] ہے۔ شرعی معیار نمبر ۱۵ برائے جعالہ کو اس سلسلے میں دیکھا جاسکتا ہے۔

۴/۵ امتیازِ استغلال کے معاہدوں کا دائرۂ کار

چونکہ امتیازِ استغلال کے معاہدے حکومت اور شخصِ حقیقی یا شخصِ قانونی کے درمیان طے پاتے ہیں، اس لیے ان میں درجِ ذیل امور کی رعایت رکھنی چاہیے:

۱/۴/۵ اگر اس فقہی قول کو اختیار کیا جائے جس کی رو سے تمام معدنیات سرکاری املاک ہوتی ہیں، چاہے وہ سرکاری زمین سے نکالی گئی ہوں یا نجی ملکیتی زمین سے، اس صورت میں عقودِ امتیاز کا اطلاق زمین کی تمام اقسام پر ہوگا، چاہے وہ سرکاری املاک ہوں یا ذاتی ملکیت میں ہوں۔

۲/۴/۵ اگر اس فقہی قول کو اختیار کیا جائے جس کی رو سے زمین یا اس کے منافع کے مالک کو حکومت کی مقررہ فیس ادا کرنے کے بدلے معدنیات سے فائدہ اٹھانے کا حق حاصل ہے، تو اس صورت میں عقودِ امتیاز سے درجِ ذیل زمینیں مستثنیٰ ہوں گی:

۱/۲/۴/۵ نجی ملکیتی زمین، چاہے وہ خالی زمین ہو یا تعمیر شدہ ہو۔

۲/۲/۴/۵ غیر آباد زمین جس کو آباد کرنے کے لیے شرعی اور انتظامی طریقۂ کار کے مطابق معاملہ طے ہو چکا ہو اور حد بندی ہو چکی ہو۔

۳/۲/۴/۵ وہ زمین جسے حکومت نے کسی شخصِ حقیقی یا شخصِ قانونی کے حوالے کر دیا ہو، چاہے بطورِ ملکیت دیا ہو کسی محدود مدت کے دوران فائدہ اٹھانے کے لیے عارضی طور پر دیا ہو۔

۵/۵ امتیازِ استغلال کے تقاضے

امتیازِ استغلال کا حامل ان تمام اقدامات کا مجاز بن جاتا ہے جو معدنیات کے استعمال کے لیے ضروری ہیں، جیسے ریفائنری، لیبارٹری قائم کرنا اور اسبابِ نقل وحمل وغیرہ۔ حاملِ

لائسنس کو اپنے لائسنس کی مکمل مدت کے اختتام تک تنہا ان تمام سہولیات کے حقوق حاصل رہتے ہیں۔

۶/۵ استعمال کا تسلسل

امتیازِ استغلال کا معاہدہ حاملِ لائسنس کو اس بات کا پابند بناتا ہے کہ وہ معاہدے یا عرف کے مطابق معدنیات کے استعمال کو تسلسل کے ساتھ جاری رکھے گا۔ اگر حاملِ لائسنس اس استعمال کو بغیر کسی عذر کے موقوف کر دیتا ہے تو اسے اتنی مہلت دی جائے گی جس میں استعمال کے عمل کو دوبارہ شروع کر سکے اور اسے مستحکم کر سکے، بصورتِ دیگر حکومت اس لائسنس کو منسوخ کرنے کا حق رکھتی ہے۔

۷/۵ مصنوعات کے نرخ کا تعیّن اور سرکاری خرید

۱/۷/۵ حکومت کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ مصلحتِ عامہ کو سامنے رکھتے ہوئے پہلے سے یہ فیصلہ کر دے کہ حاملِ لائسنس نکالی گئی معدنیات میں اپنے حصے میں کیسے تصرف کرے گا اور اس کو کیا عوض دیا جائے گا۔

۲/۷/۵ عقدِ امتیاز کے مطابق ملنے والے سرکاری حصے کے ساتھ ساتھ حکومت کو یہ بھی حق حاصل ہے کہ وہ دریافت کی گئی معدنیات کو جو حکومت کے لیے ضروری ہوں، مروجہ نرخ اور عمومی شرائط پر ترجیحی بنیادوں پر خرید لے۔

۸/۵ امتیازِ استغلال کے معاہدے کا اختتام

امتیازِ استغلال کے معاہدے اپنی مدت پوری ہونے پر ختم ہو جاتے ہیں یا جب بھی دونوں فریق اس کے قبل از وقت ختم کرنے پر اتفاق کر لیں۔ معاہدہ اس وقت بھی ختم ہو جائے گا جب نکالنے کے لیے معدنیات ہی ختم ہو جائیں۔ نیز ہر فریق کو یہ مکمل حق حاصل ہے کہ وہ فریقِ ثانی کے معاہدے یا اس کی شرائط کی خلاف ورزی کی صورت میں یا فریقِ ثانی کے اپنی ذمہ داریاں پوری نہ کرنے کی صورت میں معاہدہ ختم کر دے۔ اس صورت میں خلاف ورزی کرنے والے فریق کو معاہدہ کی خلاف ورزی کی وجہ سے ہونے والے حقیقی نقصان کی

تلافی کرنی ہوگی۔

۶- منصوبے کی تعمیر کے لیے عقودِ امتیاز (امتیازِ انشاء)

۱/۶ امتیازِ انشاء کی تعریف اور صورتیں

۱/۱/۶ امتیازِ انشاء کی تعریف:

امتیازِ انشاء کا معاہدہ حکومت اور دوسرے فریق کے درمیان ایسا معاہدہ ہے جس کی رو سے فریقِ ثانی متعین صفات کے حامل منصوبے [پروجیکٹ] تعمیر کرتا ہے جن کا تعلق عموماً عوامی سہولیات سے ہوتا ہے۔

۲/۱/۶ امتیازِ انشاء کی صورتیں:

۱/۲/۱/۶ حاملِ لائسنس منصوبے کو خاص تفصیلات کے مطابق سرکاری زمین پر تعمیر کرے، حکومت اس منصوبے کی مالک ہو اور حاملِ لائسنس اس منصوبے کے منافع سے محدود مدت تک فوائد اٹھانے کا مجاز ہو، اس مدت کے بعد منصوبے کی منفعت بھی حکومتی ملکیت میں چل جائیں۔

۲/۲/۱/۶ حاملِ لائسنس منصوبے کو خاص تفصیلات کے مطابق سرکاری زمین پر تعمیر کرے، منصوبہ [مکمل پروجیکٹ] اور اس کے منافع لائسنس یافتہ کی ملکیت میں ہوں جن سے وہ ایک مدت تک فائدہ اٹھائے، اور ایک محدود مدت کے بعد حکومت کو ان کا مالک بنادیا جائے۔

۳/۲/۱/۶ حاملِ لائسنس منصوبے کو خاص تفصیلات کے مطابق سرکاری زمین پر تعمیر کرے، اور ہر منصوبے [پروجیکٹ] کی تمام تعمیرات وغیرہ بھی حکومت کی ملکیت ہوں، دونوں فریق ایک مخصوص مدت تک اس کی آمدنی باہم تقسیم کرنے پر راضی ہوجائیں جس کے بعد منصوبہ حاملِ لائسنس کی ملکیت بنادیا جائے۔

۳/۱/۶ شق نمبر ۶/۱/۲ میں بیان کردہ تینوں صورتوں میں حاملِ لائسنس منصوبے کے

ذریعہ عوامی خدمات فراہم کرنے کے عوض فیس یا اجرت وصول کرنے کا مجاز بن جاتا ہے۔

۲/۶ امتیازِ انشاء کے معاہدے کی شرعی حیثیت

امتیازِ انشاء کے معاہدے کی شرعی حیثیت حسبِ ذیل صورتوں کے لحاظ سے بدلتی رہتی ہے:

۱/۲/۶ اگر لائسنس میں حاملِ لائسنس پر تعمیر اور تعمیراتی مواد کی فراہمی کی بھی پابندی لگائی گئی تھی، جیسا کہ اکثر صورتوں میں ہوتا ہے، تو یہ استصناع کا معاہدہ ہے۔ اس معاہدے کی قیمت حاملِ لائسنس کو ملنے والا حق ہے جس کی رو سے حاملِ لائسنس اس منصوبے سے فائدہ اٹھاتا رہے گا یہاں تک کہ یہ سرکار کی ملکیت میں منتقل کر دیا جائے۔

۲/۲/۶ اگر منصوبہ ایسی زمین پر تعمیر کیا گیا ہے جسے حاملِ لائسنس نے حکومت سے کرایہ پر لیا تھا اور اس کا کرایہ اس زمین پر منصوبہ تعمیر کرکے محدود مدت کے بعد حکومت کے حوالہ کرنا ہے، تو یہ زمین کے اجارہ کا معاہدہ ہے، اور اس کا کرایہ یہی منصوبہ ہی ہے جسے معاہدے کی مدت کے اختتام پر حکومت کے حوالے کیا جائے گا۔

۳/۶ تعمیرات کے عوض کی شرعی حیثیت

۱/۳/۶ جب منصوبے کی تعمیر کا عوض منصوبے کو ایک مدت تک استعمال کرنا ہی طے کیا گیا ہو، تو یہ معاہدہ استصناع ہے، جس کی قیمت اس منصوبے کو مستصنع [بنوانے والے] کے حوالہ کرنے سے پہلے ایک مدت تک استعمال کرنا ہے

۲/۳/۶ جب منصوبہ تعمیر کرنے کا عوض ایک محدود رقم کی صورت میں طے کیا گیا ہو، تو حاملِ لائسنس کے منصوبہ کے استعمال کے ذریعے قیمت وصول کرنے کے حق کو محفوظ بنانے کے لیے معین مدت تک منصوبے کو اسی کے قبضہ ہی میں رکھا جائے گا۔ اسے یہ حق حاصل ہوگا کہ منصوبہ کی قیمت جو حکومت کے ذمہ واجب الاداء

ہے اور منافع کا عوض جو اس کے ذمہ ہے ان میں تصفیہ [مقاصہ] کرلے۔ اسے قیمت اگر مدّت مکمل ہونے سے پہلے وصول ہوجائے تو وہ منصوبہ مالک کے سپرد کردے گا، اور اگر معینہ مدت میں اسے قیمت وصول نہ ہو تو یہ منصوبہ اسے اپنے قبضہ میں رکھنے کا حق ہے یہاں تک کہ اسے مکمل قیمت وصول ہوجائے۔

۷- اداروں کے امتیازِ استغلال کے معاہدوں کی تطبیقات

ادارے امتیازِ استغلال کے معاہدے حکومت سے براہ راست بلاواسطہ کرسکتے ہیں یا امتیازِ استغلال کا معاہدہ کرنے والے حاملِ لائسنس اور حکومت کے درمیان واسطہ کا کردار بھی ادا کرسکتے ہیں۔ اس طرح کے معاہدوں کی عملی ترتیب درجِ ذیل صورتوں میں سے کوئی شکل اختیار کرسکتی ہے:

۱/۷ جعالہ

اگر حاملِ لائسنس کا جُعل (انعام، اجرت) پیداوار کا ایک متناسب حصہ قرار دیا جائے تو سادہ جعالہ یا متوازی جعالہ کیا جاسکتا ہے

۲/۷ اجارہ

اجارہ بھی کیا جاسکتا ہے، اس طرح کہ سرکاری زمین حاملِ لائسنس کو کرایہ پر دی جائے اور پیداوار کا ایک متعین حصہ بطورِ کرایہ طے کرلیا جائے۔ حاملِ لائسنس اس صورت میں کرایہ پر لی گئی زمین کسی فریقِ ثالث کو بھی کرایہ پر دے سکتا ہے تاکہ وہ اس پر منصوبہ مکمل کرے۔

۳/۷ مضاربہ

جب حکومت حاملِ لائسنس کو زمین فراہم کرے تاکہ وہ اسے استعمال کرے اور دونوں فریقوں میں سے ہر ایک کے لیے نفع کا متناسب حصہ مقرر کیا جائے تو اس صورت پر مضاربہ کا اطلاق کیا جاسکتا ہے۔ ادارہ چاہے منصوبہ خود پورا کرے یا دوسرے مضاربہ کے ذریعے پورا کرے۔

۷/۴ مشارکہ

امتیازِ استغلال کے معاہدوں میں مشارکہ، چاہے وہ پائیدار ہو یا تدریجی [متناقصہ] ہو، بہر صورت درجِ ذیل طریقے سے استعمال کیا جاسکتا ہے:

۷/۴/۱ پائیدار مشارکہ کی صورت میں، حکومت یا لائسنس کی تنفیذ کرنے والے فریق کے ساتھ ساتھ ادارہ بھی مطلوبہ سرمایہ میں اپنا حصہ شامل کرے گا اور معاہدے کی مدت کے اختتام تک مشارکہ جاری رہے گا۔

۷/۴/۲ مشارکہ متناقصہ کی صورت میں، ادارہ مطلوبہ سرمایہ میں اپنا حصہ شامل کرے گا اور ادارہ یا لائسنس کی تنفیذ کرنے والا فریق حکومت کو یقین دہانی کرائے گا کہ وہ اپنا حصہ تدریجاً حکومت کو فروخت کردے گا۔

۸- اداروں کے امتیازِ انشاء کے معاہدوں کی تطبیقات

ادارے امتیازِ انشاء کے معاہدے حکومت سے براہِ راست بلاواسطہ کرسکتے ہیں یا امتیازِ استغلال کا معاہدہ کرنے والے حاملِ لائسنس اور حکومت کے درمیان واسطہ کا کردار بھی ادا کرسکتے ہیں۔ اس طرح کے معاہدوں کی عملی ترتیب درجِ ذیل صورتوں میں سے کوئی شکل اختیار کرسکتی ہے:

۸/۱ اجارہ

اس صورت میں، حاملِ لائسنس حکومت سے زمین کرایہ پر لیتا ہے، اور مقصد یہ ہوتا ہے کہ اس زمین پر منصوبہ تعمیر کیا جائے گا اور پھر اجارہ منتہیہ بالتملیک کی بنیاد پر منصوبہ حکومت کو اجارہ پر دے دیا جائے گا۔ حاملِ لائسنس اگر چاہے تو زمین منصوبہ تعمیر کرانے کے لیے کسی تیسرے فریق کو بھی کرایہ پر دے سکتا ہے اور یہ معاہدہ سادہ اجارہ کا بھی ہوسکتا ہے اور اجارہ منتہیہ بالتملیک کا بھی۔

۸/۲ استصناع

اگر حکومت مستصنع [بنوانے والی]، ادارہ صانع [بنانے والا] ہو اور حاملِ لائسنس متوازی

مستصنع ہو اور منصوبہ کے استعمال سے حاصل شدہ فیس یا کرایہ منصوبہ کی قیمت ہو تو اس صورت میں سادہ استصناع اور متوازی استصناع کے معاہدے بھی کیے جاسکتے ہیں۔

۳/۸ مشارکہ

امتیازِ انشاء کے معاہدوں میں مشارکہ، چاہے وہ پائیدار ہو یا شرکتِ متناقصہ ہو، بہر صورت درجِ ذیل طریقے سے استعمال کیا جاسکتا ہے:

۱/۳/۸ پائیدار مشارکہ کی صورت میں، حکومت یا لائسنس کی تنفیذ کرنے والے فریق کے ساتھ ساتھ ادارہ بھی مطلوبہ سرمایہ میں اپنا حصہ شامل کرے گا اور معاہدے کی مدت کے اختتام تک مشارکہ جاری رہے گا۔

۲/۳/۸ شرکت متناقصہ کی صورت میں، ادارہ مطلوبہ سرمایہ میں اپنا حصہ شامل کرے گا اور ادارہ یا لائسنس کی تنفیذ کرنے والا فریق حکومت کو یقین دہانی کرائے گا کہ وہ اپنا حصہ تدریجاً حکومت کو فروخت کردے گا۔

۹- امتیاز لائسنس میں تصرف

امتیاز لائسنس چونکہ حقِ مالی ہے، اس لیے اس کے مالک کے لیے جائز ہے کہ وہ اس میں تصرّف کرے مثلاً اسے فروخت کرے، کرایہ پر دے، بطورِ رہن رکھے، یا اسے مشارکہ اور صکوک میں استعمال کرے، بہر صورت اس میں شرعی قواعد اور لائسنس جاری کرنے والے کی شرائط کی رعایت ضروری ہے۔

۱۰- امتیازِ انتظام کے معاہدے

۱/۱۰ امتیازِ انتظام کے معاہدے کی تعریف

یہ حکومت اور دوسرے اشخاص کے درمیان ایسے معاہدے ہیں جن کی رو سے عوامی سہولیات و وسائل کے انتظام کا حق مخصوص عوض کے بدلہ دیا جاتا ہے تاکہ مصلحتِ عامہ حاصل ہو۔

۲/۱۰ امتیازِ انتظام کے معاہدے کی شرعی حیثیت

۱/۲/۱۰ جب امتیازِ انتظام کا عوض ایک مقررہ رقم ہو یا کل آمدنی کا ایک حصہ ہو تو حاملِ لائسنس اور حکومت کے درمیان ہونے والا معاہدہ اجارہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ لائسنس جاری کنندہ، اس صورت میں، یہ حق رکھتا ہے کہ وہ امتیازِ انتظام جاری کرنے کی فیس وصول کرے جس کی حیثیت پیشگی اجرت کی ہو اور یہ رقم اس عوض کے علاوہ ہو جسے وہ معاہدے کی مدت کے درمیان وصول کرنے کا حق رکھتا ہے۔

اگر امتیازِ انتظام کا عوض خالص نفع (اخراجات اور ریزَروز کو ہٹا کر) کا ایک حصہ طے کیا گیا ہے تو حاملِ لائسنس اور حکومت کے درمیان ہونے والا معاہدہ مضاربت کی حیثیت رکھتا ہے جس میں سرمایہ یا تو نفسِ سہولیات ہیں یا منصوبہ ہے۔

۲/۲/۱۰ شق ۱/۲/۱۰ میں مندرج دونوں صورتوں میں حاملِ لائسنس اور منصوبے سے استفادہ کرنے والوں کے درمیان معاہدے کی حقیقت، منصوبہ کی نوعیت کے اعتبار سے، کرایہ داری کی ہے یا خرید و فروخت کی ہے۔

۳/۱۰ امتیازِ انتظام کے معاہدے کی منسوخی

امتیازِ انتظام کے معاہدے اپنی مدت کے لحاظ سے متعین وقت کے لیے ہوتے ہیں۔ اگر حاملِ لائسنس معاہدے کی کسی شرط کی خلاف ورزی کرے یا ذمہ داریاں پوری کرنے میں ناکام رہے تو حکومت اس کو منسوخ بھی کر سکتی ہے۔ اسی طرح عوامی سہولیات کے غیر منقطع تسلسل کو یقینی بنانے کے اقدامات کرنے کے بعد حاملِ لائسنس بھی اس معاہدے کو منسوخ کرنے کا مجاز ہے۔

۴/۱۰ خدمات کی نرخ بندی

حاملِ لائسنس اور مستفیدین [beneficiaries] حدونوں کے مفادات کو محفوظ رکھتے ہوئے اور انصاف کے تقاضے پورا کرتے ہوئے لائسنس جاری کنندہ کے لیے جائز ہے کہ وہ

حاملِ لائسنس کے ذریعے فراہم کی جانے والی خدمات کی قیمت مقرر کرے یا اس میں تبدیلی کرے۔

۵/۱۰ معاہدے کی شرائط کی نگرانی

لائسنس جاری کنندہ کے لیے جائز ہے کہ وہ خود یا اپنے کسی نائب کے ذریعے معاہدے میں طے شدہ شرائط و تفصیلات کو یقینی بنانے کے لیے نگرانی و دیکھ بھال کرے۔ وہ یہ بھی حق رکھتا ہے کہ معاہدے میں عائد ذمے داریوں سے روگردانی کرنے پر حاملِ لائسنس پر معاہدے میں طے کردہ جرمانہ عائد کرے۔

۱۱- معیار کے اجرا کی تاریخ

یہ معیار ۲۳ ربیع الاول ۱۴۲۶ھ مطابق ۲ مئی ۲۰۰۵ء کو جاری کیا گیا۔

معیار کی منظوری

مجلسِ شرعی نے ۲۱-۲۲ ربیع الاول ۱۴۲۶ھ، مطابق ۳۰ اپریل - ۲ مئی ۲۰۰۵ء کو دبئی میں منعقد ہونے والے اپنے چودہویں اجلاس میں شرعی معیار عقودِ امتیاز کی منظوری دی۔

ضمیمہ (الف)

معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد

۹-۱۳ارمضان ۱۴۲۲ھ مطابق ۲۴-۲۸ نومبر ۲۰۰۱ء مکہ مکرمہ میں منعقدہ اپنے ساتویں اجلاس میں مجلسِ شرعی نے قرارداد منظور کی کہ عقودِ امتیاز پر شرعی معیار تیار کیا جائے۔

مؤرخہ ۱۲ جمادی الاول ۱۴۲۳ھ مطابق ۲۲ جولائی ۲۰۰۲ء شرعی معیار کمیٹی نے ابتدائی مسودہ کی تیاری کے لیے ایک شرعی مشیر مقرر کیا۔

یکم رجب، ۱۴۲۳ھ، مطابق ۸ ستمبر، ۲۰۰۲ء کو بحرین میں منعقدہ شرعی معیارات کی دوسری کمیٹی کے پانچویں اجلاس میں کمیٹی نے معیار کی شرعی مطالعاتی رپورٹ کا جائزہ لیا اور شرعی مشیر سے اس گفت وشنید اور ممبران کے تبصروں کی روشنی میں تبدیلیاں کرنے کی درخواست کی۔

۲۱ جنوری ۲۰۰۴ء کو دونوں شرعی معیار کمیٹیوں کا مشترکہ اجلاس منعقد ہوا جس میں ان تبصروں پر بحث کی گئی جو اسی دن بحرین میں منعقدہ جلسۂ سماعت میں کیے گئے تھے۔ کمیٹی نے عقودِ امتیاز کے مسودے پر بحث کی اور کچھ تبدیلیاں کرائیں۔ کمیٹی نے شرعی مشیر سے اس گفت وشنید اور ممبران کے تبصروں کی روشنی میں تبدیلیاں کرنے کی درخواست بھی کی۔

کمیٹی نے دبئی میں منعقدہ اپنے اجلاس بتاریخ ۲۸ ربیع الاول، ۱۴۲۵ھ، مطابق ۱۶ جون، ۲۰۰۴ء میں اس کے مسودہ کا دوبارہ جائزہ لیا اور اس میں چند مزید تبدیلیاں بھی کیں۔

معیار کا یہ نظر ثانی شدہ مسودہ مجلسِ شرعی کے تیسرے اجلاس منعقدہ مکہ مکرمہ بتاریخ ۲۶-۳۰ شعبان، ۱۴۲۵ھ مطابق ۱۰-۱۴اکتوبر، ۲۰۰۴ء میں پیش کیا گیا۔ مجلسِ شرعی نے معیار کے مسودے میں مزید تبدیلیاں کیں اور اسے جلسۂ سماعت میں پیش کرنے سے پہلے مزید ماہرین کی آراء حاصل کرنے کے لیے بھیجنے

کا فیصلہ کیا۔

مؤرخہ ۱۵ صفر ۱۴۲۶ھ مطابق ۲۵ مارچ ۲۰۰۵ء بحرین میں جلسۂ سماعت منعقد ہوا جس میں مرکزی بینک، اکاؤنٹنگ اداروں، شرعی ماہرین، یونیورسٹی کے اساتذہ و دیگر دلچسپی رکھنے والے افراد پر مشتمل پینتیس سے زائد افراد نے شرکت کی۔ جلسہ کے دوران اور اس سے پہلے بھیجی گئی آراء کو سنا گیا۔ جلسے میں اٹھائے گئے تمام سوالات کا شرعی معیارات کی پہلی اور دوسری کمیٹی کے اراکین نے جواب دیا اور ان پر تبصرہ کیا۔

شرعی معیارات کی پہلی اور دوسری کمیٹی کا مشترکہ اجلاس بحرین میں مؤرخہ ۱۵ - ۱۶ صفر ۱۴۲۶ھ، مطابق ۲۵ - ۲۶ مارچ ۲۰۰۵ء کو منعقد ہوا، جلسۂ سماعت کے دوران سامنے آنے والی تجاویز کا جائزہ لیا گیا۔ دونوں کمیٹیوں نے ان کی روشنی میں مناسب تبدیلیاں کیں۔

۲۱ - ۲۳ ربیع الاول ۱۴۲۶ھ مطابق ۳۰ اپریل - ۲ مئی ۲۰۰۵ء کو دبئی میں مجلسِ شرعی نے اپنے چودھویں اجلاس میں ان تبدیلیوں پر گفتگو کی جنہیں شرعی معیارات کمیٹی نے تجویز کیا تھا اور مجلسِ شرعی نے جو تبدیلیاں مناسب سمجھیں انہیں اس معیار میں شامل کر لیا۔ اور مجلسِ شرعی نے بعض شقوں کو بالاتفاق اور بعض شقوں کو کثرتِ رائے کی بنیاد پر منظور کر لیا جس کی تفصیل مجلسِ شرعی کی اجلاسوں کی روئداد میں موجود ہے۔

ضمیمہ (ب)
شرعی احکامات کے دلائل

امتیازِ استغلالِ معدنیات

- معدنیات، پانی و دیگر اشیا کے سروے، دریافت اور استعمال کے حقِ امتیاز کے حصول کو منظم کرنے کا حق حکومت کو اس لیے حاصل ہے کہ اس سے مفادِ عامہ کا تحفظ اور تلاش کرنے والے اور جن کے لیے تلاش کیا جارہا ہے ان کے آپس کے تنازعات کا خاتمہ ہوتا ہے۔ نیز ان اشیا کے استعمال کے لیے سرکاری اجازت اس فقہی اصول کی بنیاد پر ہے جس کی رو سے ویران زمین کی آباد کاری سرکاری اجازت سے مشروط ہے۔ یہ بھی معلوم اصول ہے کہ حاکمِ وقت کے تصرفات مصلحتِ عامہ سے مشروط ہوتے ہیں اور عمومی مصلحت کو خصوصی مصلحت سے ٹکراؤ کی صورت میں ہمیشہ ترجیح دی جاتی ہے۔
- سروے، دریافت اور استعمال کے درمیان جو فرق رکھا گیا ہے کہ محض سروے کی اجازت سے استعمال کا خصوصی حق حاصل نہیں ہوتا، لیکن دریافت اور استعمال کے لائسنس سے یہ حق مل جاتا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ سروے تو محض غور وفکر کا نام ہے جبکہ دریافت کا عمل ویران زمین کی تحجیر [نشان زد کرنے] کے مشابہ ہے، استعمال اسی کے بعد ممکن ہوتا ہے۔ لہٰذا دریافت کا عمل کرنے والے ہی کو خصوصی حق کا مل جانا اس حدیث سے اخذ کیا جاسکتا ہے جس میں ارشاد ہے: جس نے غیر آباد زمین کو آباد کیا، وہ اسی کی ہے۔[1]
- جو معدنیات کو ڈھونڈ نکالے، اسے انہیں استعمال کے لائسنس کا ترجیحی حق حاصل ہوگا، اس شق کی شرعی وجہ یہ ہے کہ برآمدگی کا عمل کرنا ویران زمین کو آباد کرنے کی طرح ہے، اس لیے ڈھونڈنے والے

(۱) صحیح البخاری ۳:۱۳۹، مطبوعہ الشعب ۱۳۷۸ھ۔

کو دوسروں پر ترجیح حاصل ہوگی۔

- معدنیات کو سرکاری بیت المال کے تابع قرار دینا، چاہے وہ نجی ملکیتی زمین سے ہی نکلے ہوں، یہ فقہائے مالکیہ کا قول ہے جس کی رو سے کسی انسان کو، چاہے وہ مالکِ زمین ہی ہو، یہ حق حاصل نہیں کہ وہ معدنیات نکال سکے، ان میں مالکِ زمین کی ملکیت کا تحقق ہی نہیں ہوتا۔ اس قول کو اختیار کرنے سے فساد کا دروازہ بند ہو جاتا ہے ورنہ دریافت کرنے والوں اور صاحبِ زمین کے درمیان جھگڑوں کا ہی خدشہ رہتا ہے، لہٰذا حاکمِ وقت ہی کو تمام اختیارات دے دیے گئے۔
- معدنیات کو مالکِ زمین کی ملکیت قرار دینا جمہور فقہاء کا قول ہے اور مالکیہ سے بھی ایک روایت یہی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ زمین پر ملکیت اس میں موجود تمام چیزوں کی ملکیت کو شامل ہے نیز معدنیات نکلنے کی صورت میں خُمس بیت المال میں جمع کرانا اس بات کی دلیل ہے کہ باقی چار حصے مالکِ زمین ہی کے ہیں۔
- معدنیات کے استعمال کے لائسنس ملنے سے ان معادن کی نقل وحمل اور پیداوار کے وسائل کا لائسنس خود بخود اس لیے مل جاتا ہے کیونکہ یہ پچھلے لائسنس کی تکمیل کا ذریعہ بنتے ہیں۔ یہی بنیاد ہے اس بات کی کہ حاملِ لائسنس اس لائسنس کے لیے لازمی سہولیات سے فائدہ اٹھانے کا حق رکھتا ہے۔
- حاملِ لائسنس کے لیے ضروری ہے کہ وہ مطلوبہ ذمے داریوں کو تسلسل سے جاری رکھے، اس کی شرعی دلیل وہ عبارتیں ہیں جو ایسے شخص کے بارے میں ہیں جو ویران زمین کو تحجیر [نشان زد کرنے] کے بعد بھی ایک مدت تک آباد نہ کرے۔ اس بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس ارشاد سے راہنمائی ملتی ہے جس میں آپ نے فرمایا: جس کے پاس زمین ہو اور اسے تین سال تک بے آباد چھوڑے رکھے اور کوئی دوسرا اسے آباد کرلے تو یہ آباد کار اس زمین کے زیادہ حق دار ہیں۔ [1]
- ریاست کے لیے حسبِ ضرورت معادن کی پیداوار خریدنے کا حق اس لیے ہے کہ اس میں حاملِ لائسنس کو نقصان پہنچائے بغیر مصلحتِ عامہ کا حصول ہے، اور یہ خرید وفروخت عمومی خریداروں کے

---

(۱) اس اثر کو امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب کتاب الخراج، ص ۶۱، طبع دار المعارف، میں نقل کیا ہے۔ علامہ حافظ ابنِ حجر نے الدرایہ میں لکھا ہے کہ یہ مرسل روایت ہے جس کے تمام راوی معتبر ہیں۔

لیے طے کردہ شرائط وضوابط کے مطابق ہی ہوتی ہے۔

- حالات تبدیل ہوجانے پر معدنیات کے عقودِ امتیاز میں ترمیم کرنے کا سرکاری حق اس لیے ہے کہ حاکمِ وقت کے تصرفات مصلحتِ عامہ سے مشروط ہوتے ہیں اور عمومی مصلحت کو خصوصی مصلحت سے ٹکراؤ کی صورت میں ہمیشہ ترجیح دی جاتی ہے۔

امتیازِ انشاء کے معاہدے

- منصوبوں [پروجیکٹ] کے لیے امتیازِ انشاء کے معاہدے جائز ہیں کیونکہ وہ ان معاہدوں کے ذیل میں آتے ہیں جن کی پاسداری کا قرآن مجید کی اس آیت میں حکم ہے: "اے ایمان والو! معاہدوں کو پورا کرو"۔ اور نبی کریم ﷺ کا بھی ارشاد ہے: "مسلمانوں پر باہمی شرطوں کی پاسداری لازم ہے سوائے اس شرط کہ جس سے حرام حلال ہوجاتا ہو یا حلال حرام بن جاتا ہو"۔ (۱)
- منصوبہ کو سپرد کرنے تک اس سے فائدہ اٹھانے کو منصوبوں کی تعمیر کے لیے عقدِ امتیاز انشاء کا عوض قرار دینے کی شرعی بنیاد وہ اصول ہے جس کی رو سے عقدِ استصناع میں مصنوعات کے فوائد کو بھی استصناع کا عوض بنایا جاسکتا ہے، اس لیے کہ قیمت جیسا کہ ایک لگی بندھی رقم ہوسکتی ہے اسی طرح کسی چیز کی منفعت بھی ہوسکتی ہے، چاہے وہ بذاتِ خود مصنوعات کی منفعت ہی ہو۔ اس کی تائید ندوۃ البرکہ کی منظور کردہ قرارداد سے بھی ہوتی ہے۔ (۲)
- معیار میں ذکر کردہ دوسری رائے، جس کے تحت ثمن پہلے متعین طور پر طے کرنا چاہیے پھر منصوبہ بنانے والے کو اس مقررہ ثمن کی وصولیابی تک منصوبے سے فائدہ اٹھانے کی اجازت دی جائے، کوئی خاص مدت طے نہ کی جائے، اس کی شرعی وجہ یہ ہے کہ بعض اوقات طے شدہ مدت ثمن کی وصولیابی کے

---

(۱) اس حدیث کو امام احمد ۱/۳۱۲، ابنِ ماجہ نے سند حسن کے ساتھ ۲/۷۸۴ مطبوع مصطفی البابي الحلبي، القاہرۃ، ۱۳۷۲ھ/ ۱۹۵۲م، امام حاکم مستدرکِ حاکم، مطبوعہ حیدر آباد، ہندوستان، ۱۳۵۵ھ، بیہقی ۶/۷۰، ۱۵۶، ۱۰/۱۳۳، مطبوع حیدرآباد، ہندوستان، ۱۳۵۵ھ، دارقطنی ۴/۲۲۸، ۳/۷۷ مطبوع دارالمحاسن للطباعۃ، قاہرۃ، ۱۳۷۲ھ/ ۱۹۵۲م نے نقل کیا ہے۔

(۲) سترہویں ندوۃ البرکہ کی قرارداد وسفارشات، قرارداد نمبر ۱۳/۲، ص ۲۲۰۔

لیے کافی نہیں ہوتی۔ اس رائے کے مطابق حاملِ لائسنس اور حکومت کے درمیان تعلق انتظام چلانے کا ہوگا اور استعمال سے جو آمدنی ہوتی رہے گی اس میں اور ثمن میں تصفیہ [مقاصہ] ہوتا رہے گا۔

- ادارے کے لیے حکومت کے ساتھ بلاواسطہ عقدِ امتیاز کرنے کا شرعی جواز واضح ہے، اسی طرح اس معاہدے میں واسطہ کا کردار ادا کرنا بھی جائز ہے کیونکہ یہ معاملہ جعالہ، مضاربہ، مشارکہ، استصناع، اجارہ میں سے کسی ایک شرعی معاہدے کی صورت میں ہوتا ہے۔ ان میں سے ہر ایک جائز عقد ہے چاہے بلاواسطہ کیے جائیں یا حکومت و حقیقی فریق کے درمیان واسطہ کے طور پر کیے جائیں۔

امتیازِ انتظام

- معاہدۂ امتیاز کا عوض ایک لگی بندھی رقم کی صورت میں متعین کرنا اس لیے درست ہے کہ یہ اجارہ کا معاملہ ہے اور یہ اجرت معلوم ہے، اسی طرح منصوبے کی آمدنی کے ایک متعین حصہ کو عوض قرار دینا بھی درست ہے کیونکہ اگرچہ یہ ابتداء میں غیر واضح [مجہول] ہے لیکن بعد میں معاہدے کی مدت کے دوران اصل قیمت وصول ہونے سے اس کا علم ہوجائے گا۔
- اس صورت میں حکومت اور حاملِ لائسنس کے درمیان اجارہ کا تعلق ہے۔ تاہم اگر اس تعلق کو مضاربت قرار دیا جائے تو مضاربت کے شرعی قواعد کے مطابق منافع کا متناسب حصہ طے کرنا ضروری ہے، جس کا تحقق اصل سرمایہ کو محفوظ کرنے کے بعد ہی ہوتا ہے اور یہاں اصل سرمایہ یہ چیزیں ہیں جن سے آمدنی حاصل ہو رہی ہے۔ حنبلی فقہائے کرام نے اس کی اجازت دی ہے کہ مضاربت ایسے اثاثوں پر بھی کی جاسکتی ہے جن سے [بیچے بغیر] آمدن حاصل ہوتی ہو، مثلاً جانور۔
- صرف خالص منافع کو تقسیم کرنے کی شرعی وجہ اصل سرمایہ کو محفوظ رکھنا ہے۔
- حاملِ لائسنس کی جانب سے معاہدے کی شرائط کی خلاف ورزی کی صورت میں لائسنس جاری کنندہ لائسنس کو منسوخ کرنے کا حق رکھتا ہے کیونکہ مسلمان پر لازم ہے کہ وہ اپنے معاہدوں کی پاسداری

کرے اس لیے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مسلمانوں پر باہمی شرطوں کی پاسداری لازم ہے۔[1]

- حاملِ لائسنس عوام سے عوامی سہولیات کے عوض جو فیس وصول کرتا ہے، اس کی حدبندی اس لیے جائز ہے کہ حاکمِ وقت کے لیے نرخ بندی کرنا جائز ہے تاکہ نقصانات سے بچا جا سکے۔ یہ نرخ بندی جب نجی املاک میں جائز ہے تو عوامی املاک میں بطریقِ اولی جائز ہے۔

(۱) گزشتہ صفحے پر اس کے حوالے ملاحظہ کیے جا سکتے ہیں۔

شرعی معیار نمبر (۲۳)

وکالہ اور تصرّفِ فُضُولی

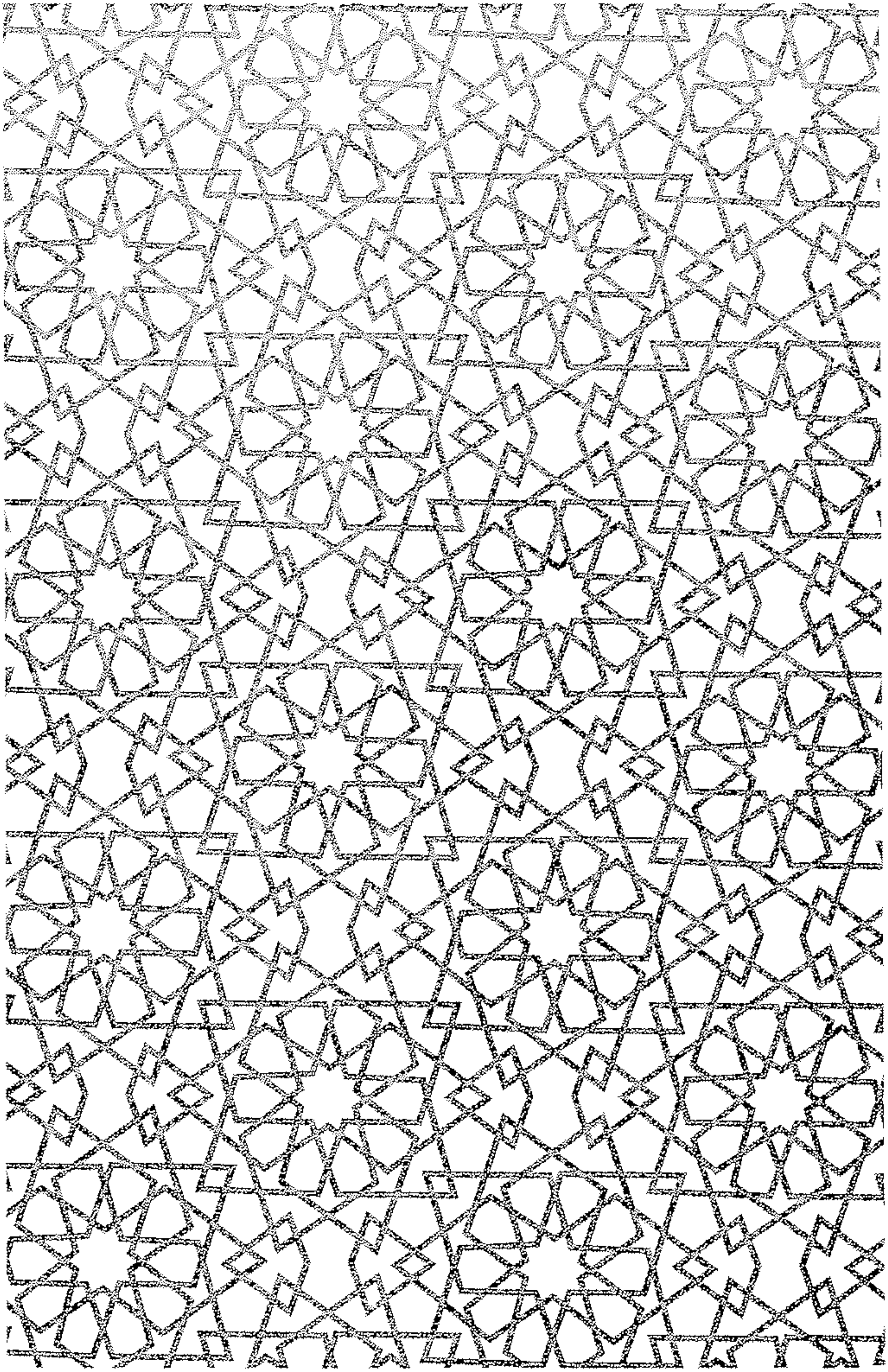

فہرست

دیباچہ ۶۳۲

معیار کا متن ۶۳۳

۱- معیار کا دائرۂ کار ۶۳۳

۲- وکالت ۶۳۳

۳- وکالت کے فریقوں سے متعلق شرائط ۶۳۵

۴- وکالت کی اقسام ۶۳۷

۵- مؤکل اور وکیل کی ذمہ داریاں ۶۴۰

۶- وکالت سے متعلق احکام ۶۴۱

۷۔ وکالت کا اختتام ۶۴۴

۸- فضولی کا تصرف ۶۴۵

۹- معیار کے اجرا کی تاریخ ۶۴۵

معیار کی منظوری ۶۴۶

ضمیمہ جات

ضمیمہ (الف) معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد ۶۴۷

ضمیمہ (ب) شرعی احکام کی بنیادیں ۶۴۹

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على أشرف المرسلين، سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه أجمعين.

دیباچہ

اس معیار کا مقصد اس وکالت کے احکام کو بیان کرنا ہے جو اسلامی مالیاتی اداروں (ادارہ/ادارے)[1] کے معاملات میں کسی فریق کے ادارہ کا وکیل بننے یا اسلامی مالیاتی اداروں کے کسی فریق کا وکیل بننے کی صورت میں وجود میں آتی ہے۔ چاہے یہ وکالت معاہدات، تصرفات، طریقۂ کار، اموال کے انتظام یا ان کی سرمایہ کاری میں سے کسی سے بھی متعلق ہو۔ نیز اس معیار کا مقصد وکالت کے صحیح ہونے کی شرائط، وکالت کے مختلف احکام اور اس کی وجہ سے مرتب ہونے والے اثرات اور وکیل اور مؤکل میں سے ہر ایک کی استعداد کار اور ذمہ داریوں کو بیان کرنا ہے۔

اسی طرح اس معیار کا مقصد کسی دوسرے کی طرف سے بغیر اس کی نیابت کے کوئی کام انجام دینے [تصرفِ فضولی] اور اس پر مرتب ہونے والے احکام کو بیان کرنا ہے۔

والله الموفّق...

---

(۱) "ادارہ/ادارے" کی اصطلاح یہاں اختصار کی غرض سے اسلامی مالیاتی اداروں کے لیے استعمال کی گئی ہے جن میں اسلامی بینک بھی شامل ہیں۔

معیار کا متن

۱- معیار کا دائرۂ کار

یہ معیار مالی معاملات میں عقود کی انجام دہی مثلاً خرید وفروخت، کرایہ داری اور صلح کی انجام دہی کے لیے یا مختلف تصرفات، خدمات یا عملی کاموں مثلاً کسی چیز پر قبضہ حاصل کرنے، یا کسی چیز کا قبضہ حوالہ کرنے میں وکالت اور بلا اجازت نیابت [فضولی] کے تصرف کے بیان پر مشتمل ہے اسی طرح یہ معیار اموال اور زمینوں کے انتظام اور وکالت برائے سرمایہ کاری کے بیان پر بھی مشتمل ہے۔

یہ معیار عبادات مثلاً زکوٰۃ کی ادائیگی میں وکالت یا بلا اجازت نیابت [فضولی] کے تصرف سے متعلق نہیں ہے کیونکہ زکوٰۃ کا ایک مستقل معیار ہے، اور نہ ہی انفرادی احوال، سزاؤں اور قانونی تنازعات (یعنی مقدمات اور ان کی سماعت) میں وکالت سے متعلق ہے۔ اسی طرح یہ معیار لیٹر آف کریڈٹ [ایل سی] میں وکالت سے متعلق نہیں، اس لیے کہ اس کے لیے علیحدہ معیار موجود ہے۔

۲- وکالت

۱/۲ وکالت کی تعریف، اس کی شرعی حیثیت اور اس کی کیفیت

۱/۱/۲ وکالت کسی انسان کی جانب سے دوسرے کو اپنا نائب بنانے کو کہا جاتا ہے اور یہ شرعاً جائز ہے۔

۲/۱/۲ بنیادی طور پر وکالت ایک لازمی معاہدہ نہیں ہے، چنانچہ مؤکل یا وکیل کے لیے اس سے رجوع کرنا درست ہے، البتہ بعض اوقات یہ [وکالت] لازم بھی ہوا کرتی ہے۔ (دیکھیے شق ۳/۴)۔

۲/۲ وکالت کے ارکان

۱/۲/۲ وکالت کے ارکان الفاظ، موضوع (یعنی جس امر میں وکالت مقصود ہے) اور دونوں فریق (مؤکل اور وکیل) ہیں۔

۲/۲/۲ وکالت کے الفاظ: ہر ایسا لفظ جو عرف میں کسی شخص کی جانب سے دوسرے کو تصرف میں نائب بنانے پر اظہار کرتا ہو۔ وکالت ایجاب اور قبول کے ذریعہ تشکیل پاتی ہے اور اس میں متعین الفاظ کا ہونا شرط نہیں ہے بلکہ ایجاب اور قبول ہر اس طریقہ سے درست ہیں جو ان پر دلالت کرے چاہے الفاظ کے ذریعہ ہو یا لکھ کر یا اشارہ سے۔ اور قبول کرنے کے لیے وکیل کی طرف سے خاموشی بھی کافی ہے جبکہ وکالت بغیر کسی اجرت کے ہو۔ اور وکالت رد کرنے سے رد بھی ہو جاتی ہے۔

۳/۲/۲ وکالت کی درج ذیل صورتیں ہوتی ہیں:

۱/۳/۲/۲ فوری طور پر نافذ ہونا اور یہی اصل ہے، یعنی الفاظ پائے جانے کے بعد فوراً وکالت کے اثرات مرتب ہونا شروع ہو جائیں۔

۲/۳/۲/۲ کسی شرط پر موقوف رکھنا، چنانچہ جب تک اس چیز کا وجود نہ ہو جس پر وکالت کو موقوف رکھا گیا ہے اس وقت تک وکالت کا اثر مرتب نہیں ہوگا۔ مثلاً مدیون کی جانب سے دَین فراہم کرنے والے ادارے کو ادائیگی میں خلل واقع ہونے کی شرط پر [ڈیفالٹ کی صورت میں] اپنی ایسی مملوکہ چیز کے انتظام کا وکیل بنانا جس سے مدیون کو آمدنی حاصل ہوتی ہے۔

۳/۳/۲/۲ مستقبل کی طرف منسوب کرنا، چنانچہ جب تک وہ وقت نہ پایا جائے جس کی طرف وکالت کو منسوب کیا گیا ہے اسوقت تک وکالت کا اثر مرتب نہیں ہوگا۔

۴/۳/۲/۲ مطلق [غیر مشروط اور آزاد وکالت] رکھنا یا کچھ مخصوص شرائط کے ساتھ

مقید کرنا۔ مطلق رکھنے کی صورت میں عرف، مصلحت اور مؤکل کی حالت کی رعایت رکھنا ضروری ہے۔

۴/۲/۲ جس طرح وکالت کا پایا جانا معلق اور مشروط ہوتا ہے اسی طرح بعض اوقات وکیل کے تصرف کو بھی معلق اور مشروط رکھا جاتا ہے، چنانچہ وکالت تو فوری طور پر وجود میں آجاتی ہے لیکن وکیل کا تصرف کسی شرط پر موقوف ہوتا ہے جیسے تصرف سے قبل مؤکل کو اطلاع دینا۔ اسی طرح اگر مؤکل نے تصرف کے لیے کوئی اور شرط مثلاً کفالت یا رہن کی پابندی کرنا رکھی ہو تو اس کی رعایت رکھنا بھی ضروری ہے۔

۵/۲/۲ وکالت کا موضوع وہ معاملہ ہے جس کے لیے وکیل بنایا جائے۔ (دیکھیے شق ۳/۳)

۶/۲/۲ وکالت کے فریق مؤکل اور وکیل ہیں۔ (دیکھیے شق ۱/۳)

۳- وکالت کے فریقوں سے متعلق شرائط

۱/۳ مؤکل کی شرائط

۱/۱/۳ اس میں معاملات کرنے کی قابلیت پورے طور پر موجود ہو۔

۲/۱/۳ مؤکل نے جس معاملہ میں وکیل بنایا ہے اس معاملہ میں وہ خود بھی تصرف کرنے کا حقدار ہو۔ چنانچہ جس شخص میں خود قابلیت نہ ہو اس کی جانب سے وکیل بنایا جانا بھی درست نہیں جیسے پاگل شخص اور اتنا چھوٹا بچہ جو معاملات میں تمیز نہ کر سکتا ہو۔ البتہ وہ شخص جس کی اہلیت ناقص ہو مثلاً ایسا بچہ جو معاملات میں تمیز کر سکتا ہو تو اس کی جانب سے صرف ان معاملات میں وکیل بنایا جانا درست ہے جن میں اس کا صرف فائدہ ہو مثلاً تبرعات [بلاعوض انجام پانے والے عقود] کو قبول کرنا، لیکن جو معاملات اس کے لیے نقصان دہ ہوں مثلاً کسی اور کو تبرعاً [بلاعوض] کوئی چیز دینا، تو ایسے معاملات میں اس کی جانب سے وکیل بنایا جانا درست نہیں۔ اور

جن معاملات میں نفع اور نقصان دونوں کا امکان ہو جیسے خرید و فروخت کرنا تو ایسے معاملات میں اس کی جانب سے وکیل بنایا جانا بچے کے متولی یا کسی ایسے شخص کی اجازت پر موقوف ہوگا جس کو اجازت دینے کا حق حاصل ہو۔

۲/۳ وکیل کی شرائط

۳/۲/۱ اس میں مکمل قابلیت موجود ہو، چنانچہ پاگل کو یا ایسے چھوٹے بچے کو وکیل بنانا جو معاملات میں تمیز نہ کرسکے درست نہیں۔ البتہ جو بچہ معاملات میں تمیز کرنے کے قابل ہو تو اس کا بطور وکیل کوئی تصرف کرنا درست ہے اور جملہ حقوق کا تعلق مؤکل سے ہوگا۔

۳/۲/۲ وکیل کو وکالت کا علم ہو۔ چنانچہ اگر کسی دوسرے کی طرف سے کوئی تصرف اس کی جانب سے وکیل بنائے جانے کا علم ہونے سے پہلے انجام دیا پھر بعد میں وکالت کا علم ہوا تو یہ سابقہ تصرف کو شامل نہ ہوگا، البتہ اگر تصرف کرنے والے نے وکیل بنائے جانے سے قبل قصداً اپنی طرف سے کوئی تصرف کیا ہو تو اس پر بلا اجازت نیابت کرنے والے [فضولی] کے تصرف کے احکام لاگو ہونگے۔ (دیکھیے شق ۸)

۳/۳ وکالت کے موضوع [جس معاملہ میں وکیل بنایا گیا ہو] کی شرائط

۳/۳/۱ وکیل کو اس معاملہ کا علم ہو۔ تھوڑی بہت لاعلمی جس کی وجہ سے نزاع پیدا نہ ہو یا ایسی لاعلمی جو انجام کار کے لحاظ سے علم پر منتج ہو اسے برداشت کیا جاسکتا ہے۔ وکالتِ مطلقہ کی صورت میں موضوع (معاملہ) کے معلوم ہونے کی شرط سے اس طرح کی مثالیں مستثنیٰ ہیں جیسے مؤکل نے وکیل سے کہا اس مال کی جس چیز میں چاہو سرمایہ کاری کرو، لیکن اس کے باوجود مؤکل کی مصلحت کو ملحوظ رکھنے کی قید ہوگی اور ضرورت پڑنے پر عرف کا اعتبار ہوگا۔

۳/۳/۲ موضوعِ وکالت مؤکل کی ملکیت میں ہو یا اس کو اس موضوع میں تصرف کا حق حاصل ہو۔

۳/۳/۳ معاملہ ایسا ہو جو نیابت کو قبول کرتا ہو، اس میں تمام ایسے مالی معاہدات اور تصرفات شامل ہیں جو انسان بذاتِ خود کر سکتا ہو، اور ہر ایسا عقد جو انسان خود انجام دے سکتا ہو اس کے لیے دوسرے کو وکیل بھی بنا سکتا ہے۔

۴/۳/۳ اس معاملہ میں وکالت انجام دینے میں شرعاً کوئی ممانعت نہ ہو، مثلاً کسی حرام چیز کی خرید و فروخت یا کوئی حرام کام انجام نہ دینا پڑتا ہو مثلاً سود پر قرض لینا یا دینا۔

۴- وکالت کی اقسام

۱/۴ وکالت کی درجِ ذیل اقسام ہیں:

۱/۱/۴ خاص اور عام، وکالت عامہ میں مؤکل کی مصلحت کی رعایت اور عرف کو ملحوظ رکھتے ہوئے کیے جانے والے تمام تصرفات شامل ہیں۔ البتہ تبرعات صرف مؤکل کی جانب سے صراحت پائے جانے کی صورت میں شامل ہونگے۔

۲/۱/۴ وکالتِ مطلقہ اور مقیدہ۔ وکالت مطلقہ میں عرف اور مؤکل کی مصلحت کی پابندی کرنا ضروری ہے، چنانچہ وکالت کی اس قسم میں وکیل کے لیے عرف کے برخلاف نقصان پر کوئی چیز فروخت کرنا یا زیادہ قیمت پر خریدنا جائز نہیں اور نہ ہی اشیا کے باہمی تبادلہ (barter) کی صورت میں یا ادھار کی بنیاد پر مؤکل کی رضامندی کے بغیر خرید و فروخت جائز ہے۔

۳/۱/۴ اجرت کے بدلہ وکالت اور بغیر اجرت کے۔ (دیکھیے شق ۲/۴)۔

۴/۱/۴ وکالت لازمہ اور غیر لازمہ۔ (دیکھیے شق ۳/۴)۔

۵/۱/۴ محدود اور غیر محدود مدت کے لیے وکالت۔ (دیکھیے شق ۴/۴)۔

۲/۴ اجرت کے بدلہ میں وکالت

۱/۲/۴ اجرت کے بدلہ وکالت درست ہے، چاہے اجرت کی صراحت کی جائے یا عرف کا تقاضہ ہو، مثلاً کسی ایسے شخص کو وکیل بنانا جس کے بارے میں یہ معروف ہو کہ یہ

شخص اجرت پر ہی کام کرتا ہے۔

۲/۲/۴ جب وکالت اجرت کے بدلہ ہو تو اس پر اجارہ کے احکام لاگو ہوتے ہیں۔ دیکھیے شق ۴/۳۔

۳/۲/۴ اجرت کا معلوم ہونا ضروری ہے، چاہے متعین رقم کی صورت میں ہو یا کسی متعین رقم کے تناسب سے ہو یا کسی ایسے طریقہ کے مطابق جو انجامِ کار کے لحاظ سے معلوم ہونے پر منتج ہو، جیسے وکالت کی ابتداء میں اجرت معلوم ہو اور پھر اس کو کسی ایسے اشاریہ سے منسلک کر دیا جائے جس کی طرف ہر دورانیہ کی ابتداء میں رجوع کر لیا جائے۔ اجرت کو غیر متعین رکھنا جائز نہیں ہے، مثلاً یہ طے کرنا کہ مؤکل کو ملنے والے واجبات میں سے ایک غیر متعین حصہ وکیل کی اجرت ہوگی۔

۴/۲/۴ جب اجرت متعین نہ کی گئی ہو تو اجرتِ مثل (عرف میں رائج اجرت) کی طرف رجوع کیا جائے گا۔

۵/۲/۴ یہ جائز ہے کہ سودے کی ایک محدود آمدنی سے زائد مقدار یا اس کے کسی متعین متناسب حصہ کو وکیل کی اجرت قرار دیا جائے، مثلاً مؤکل فروخت کے لیے ایک قیمت طے کر دے اور اس سے زائد کو وکیل کی اجرت بنا دیا جائے۔

۶/۲/۴ یہ جائز ہے کہ متعیّن اجرت کے ساتھ سودے کی آمدن کے کسی متعین متناسب حصہ کا بھی اضافہ کر دیا جائے۔ یہ بطور انعام [incentive] ہوگا۔

۷/۲/۴ اجرت پر وکالت کی صورت میں اگر وکیل بغیر کسی عذر کے کام جاری رکھنے سے رک جائے اور جتنا کام فی الحال انجام دیا گیا ہے اس سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہو (یعنی وہ قابلِ انتفاع ہو) تو وہ مکمل کیے ہوئے کام کی مقدار کے برابر اجرتِ مثل کا مستحق ہوگا اور یہ اجرتِ مثل مکمل کیے ہوئے کام کی طے شدہ اجرت سے زیادہ نہیں ہوگی۔ اگر وکیل کے کام روک دینے سے مؤکل کو کوئی حقیقی نقصان پہنچا ہو تو اس نقصان کا معاوضہ وکیل پر لازم ہوگا۔ البتہ اگر مؤکل نے وکیل کو بغیر عذر کے کام

مکمل کرنے سے یا وکالت کی مدت پوری ہونے سے قبل روک دیا ہو تو وکیل پوری اجرت کا مستحق ہوگا، اور اگر اس کو کسی عذر کی وجہ سے روکا ہو تو وکیل جتنا کام کر چکا ہو اس کے بقدر اجرت کا مستحق ہوگا۔

۴/۲/۸ اگر وکالت کا موضوع وکالت کی انجام دہی کے بعد ضائع ہو جائے تو وکیل کی اجرت ساقط نہیں ہوگی لیکن اگر یہ ہلاکت وکیل کی کوتاہی کی وجہ سے ہو تو تو ذمہ دار ہوگا۔

۴/۳ وکالتِ لازمہ

بنیادی طور پر وکالت لازم نہیں ہوتی لہٰذا وکیل اور مؤکل کے لیے اس کے مرتب ہونے والے آثار میں خلل پیدا کیے بغیر وکالت کو ختم کرنا جائز ہے۔ البتہ درجِ ذیل صورتوں میں وکالت لازم ہوتی ہے:

۴/۳/۱ جبکہ وکالت سے کسی دوسرے کا کوئی حق متعلق ہو جائے۔ مثلاً راہن [رہن رکھوانے والا/مقروض] کا مرتہن [رہن کا مطالبہ کرنے والا/قرض دہندہ] کو یا عَدل [یعنی باہمی رضامندی سے طے شدہ کسی تیسرے فریق] کو حق ثابت ہونے کی صورت میں رہن کو فروخت کرنے کا وکیل بنا دینا، اس صورت میں راہن کے حق میں وکالت لازم ہوگی۔ اسی طرح آمدنی کے حصول کے لیے استعمال ہونے والی چیز کے مالک کا اس کے منتظم کو مؤکل پر لازم ہونے والے واجبات کو اس چیز کی آمدنی میں سے وصول کرنے کے لیے وکیل بنا دینا۔

۴/۳/۲ جب وکالت اجرت کے بدلہ میں ہو۔ (دیکھیے شق ۴/۲)۔

۴/۳/۳ جب وکیل کام کو اس طور پر شروع کر چکا ہو کہ اس کے کام کو کسی مرحلہ پر روک دینا مؤکل یا وکیل کو نقصان پہنچائے بغیر ممکن نہ ہو تو اس کا امکان پیدا ہونے تک وکالت لازم رہتی ہے۔

۴/۳/۴ جبکہ وکیل یا مؤکل ایک متعین مدت تک وکالت کو ختم نہ کرنے کا معاہدہ کر چکا ہو۔

۴/۴ محدود مدت کے لیے وکالت

۱/۴/۴ بنیادی طور پر وکالت میں کوئی ایسا وقت متعیّن نہیں ہوتا جس کے بعد وکیل کو وکالت کی صلاحیت حاصل نہ رہے، کیونکہ وکیل کو معزول کیا جانا کسی بھی وقت ممکن ہے۔ البتہ دونوں فریقوں کی رضامندی سے وکالت کو ایک متعین مدت تک محدود کیا جاسکتا ہے جس کے پورا ہونے پر کسی فریق کی جانب سے فسخ کے مطالبہ کے بغیر وکالت ختم ہوجائے۔

۲/۴/۴ وکالت میں وقت متعین کرنے کا اثر صرف اس حد تک محدود ہوگا کہ اس وقت معین کے بعد کسی سودے کو شروع کرنا ممنوع ہوگا۔

۳/۴/۴ وکیل کے لیے مدت وکالت میں ایسے معاملات شروع کرنا جائز ہے جن کا اثر وکالت کی مدت کے بعد تک مرتب ہوتا رہے، بشرطیکہ اس کے خلاف مؤکل کی کوئی صراحت موجود نہ ہو۔

۵- مؤکل اور وکیل کی ذمہ داریاں

۱/۵ مؤکل کی ذمہ داریاں

۱/۱/۵ خریداری کے لیے وکالت کی صورت میں اخراجات اور قیمت کی ذمہ داری مؤکل پر ہوگی، اور اس پر لازم ہوگا کہ وکیل کو وکالت کے موضوع [معاملہ] سے متعلق اخراجات مثلاً سامان کی نقل وحرکت، اس کو ذخیرہ کرنے، مختلف ٹیکسز اور ڈیوٹیز، اس کی انشورنس [تکافل] کا خرچ وغیرہ ادا کرے۔ ان اخراجات کی ذمہ داری وکیل پر ڈالنا جائز نہیں ہے اور اگر وکالت اجرت کے بدلہ میں ہو تو ان اخراجات کی ادائیگی کو ادھار کرنا بھی جائز نہیں۔

۲/۱/۵ اجرت پر وکالت کی صورت میں مؤکل پر وکیل کو اجرت ادا کرنا لازم ہے۔ (دیکھیے شق ۲/۵)۔

۲/۵ وکیل کی ذمہ داریاں

وکیل کا قبضہ امانتاً ہوتا ہے جس کی وجہ سے وہ ذمہ دار نہیں ہوتا۔ وکیل پر ضمان صرف اس کی کوتاہی، زیادتی یا وکالت کی طے شدہ شرائط کی خلاف ورزی کی صورت میں آتا ہے جب تک کہ یہ خلاف ورزی مؤکل کے لیے بہتر نہ ہو، جیسے طے شدہ قیمت سے کم پر خریداری کرلینا یا طے شدہ قیمت سے زیادہ پر فروخت کردینا۔ (دیکھیے شرعی معیار نمبر (۵) "ضمانتیں"، شق ۲/۲/۲، اس شق کے الفاظ یہ ہیں:

"وکالت اور کفالت کو ایک عقد میں جمع کرنا جائز نہیں ہے، اس لیے کہ دونوں کے تقاضے ایک دوسرے کے منافی ہیں۔ نیز سرمایہ کاری کے وکیل پر ضمانت کی شرط لگانا معاملہ کو سودی قرض میں تبدیل کردے گا کیونکہ اصل مال اور اس سرمایہ کاری پر نفع کا حصول دونوں کی ضمانت پائی جارہی ہے۔ البتہ اگر وکالت کے عقد میں کفالت کی شرط نہ لگائی جائے اور اس کے بعد وکیل ایک علیحدہ معاہدہ کے تحت ان لوگوں کی کفالت دے دے جن کے ساتھ یہ معاملات کرے گا تو یہ کفیل بن جائے گا، لیکن وکیل ہونے کی حیثیت میں ضامن نہیں ہوگا۔ چنانچہ اگر اس کو وکالت سے معزول کردیا جائے تب بھی وہ بدستور کفیل رہے گا"۔

٦-وکالت سے متعلق احکام

٦/۱ وکیل کا اپنے رشتہ داروں سے یا اپنے آپ سے معاملہ کرنا

٦/۱/۱ اگر وکیل اپنے اصول [والد اور دادا وغیرہ] یا ان فروع [بیٹے اور پوتے وغیرہ] سے جو اس کے زیر کفالت نہیں ہیں، یا بیوی سے، یا بیوی شوہر سے کوئی معاملہ کرے تو یہ درست ہے بشرطیکہ اس معاملہ میں غبن اور غیر معمولی [یعنی عرف کے برخلاف] رعایت نہ پائی جائے، اور اگر مؤکل کی جانب سے اجازت ہو تو ان دونوں کے موجود ہوتے ہوئے بھی معاملہ درست ہوگا۔

۲/۱/۶ وکیل کے لیے اپنے آپ سے اور اس اولاد سے جو اس کے زیر کفالت ہو، معاملہ کرنے کی اجازت نہیں، اور نہ ہی اپنے شریک کے ساتھ شرکت کے موضوع [یعنی اس چیز میں جس میں دونوں کی شرکت ہے] میں معاملہ کرنے کی اجازت ہے۔

۳/۱/۶ وکیل کے لیے کسی معاہدہ کے دونوں فریقوں کی جانب سے نائب بننا جائز نہیں ہے۔

۴/۱/۶ وکیل کے لیے جائز ہے کہ مؤکل کے لیے اسی سے کوئی چیز خریدے جس کی صورت یہ ہوگی کہ وکیل کی جانب سے ایجاب ہوگا اور مؤکل کی جانب سے قبول کیا جائے گا، اس طور پر کہ دونوں کی ذمہ داری میں تداخل نہیں ہوگا، اور خریداری کے بعد سامان بطور خریدار وکیل کی ذمہ داری میں ہوگا۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۸) ”مرابحہ“، شق ۵/۱/۳۔

۲/۶ معاہدہ کے حکم اور اس کے حقوق کا تعلق

معاہدہ کا حکم مؤکل سے متعلق ہوگا، البتہ معاہدہ سے متعلق حقوق وکیل سے متعلق ہونگے لیکن ان کا مطالبہ مؤکل سے بھی کیا جاسکتا ہے کیونکہ اصل مالک وہی ہے، جبکہ تبرعات اس سے مستثنیٰ ہیں، ان کی نسبت وکیل کی طرف ہوگی اور ان کے حقوق بھی وکیل ہی سے متعلق ہونگے۔

۳/۶ وکالت کی شرائط کی خلاف ورزی کرنا

۱/۳/۶ اگر وکیل مؤکل کی طرف سے عائد کردہ شرائط کی خلاف ورزی کرے اور یہ خلاف ورزی مؤکل کے لیے بہتر بھی نہ ہو تو معاملہ مؤکل کی اجازت پر موقوف رہے گا۔ چاہے یہ خلاف ورزی وکالت کے محل، اس کے کسی حصہ، قیمت یا اس کی کسی کیفیت مثلاً نقد یا ادھار ہونے سے متعلق ہو یا چاہے ملکیت کے حصول (یعنی خرید) یا اس کے انتقال (یعنی فروخت) سے متعلق ہو۔ دیکھیے شق ۸ اور ۲/۵۔

۲/۳/۶ اگر خریداری کے وکیل نے مؤکل کی خلاف ورزی کرتے ہوئے مروجہ قیمت یا مؤکل کی طرف سے طے شدہ قیمت سے زیادہ پر خریداری کی تو وہ مروجہ قیمت اور ادا شدہ قیمت کے درمیان فرق کا ذمہ دار ہوگا۔ اور اگر فروخت کے وکیل نے مؤکل کی خلاف ورزی کرتے ہوئے مؤکل کی طرف سے طے شدہ قیمت سے کم پر فروخت کیا تو اس صورت میں وکیل مروجہ قیمت کے لحاظ سے جتنا نقصان ہو صرف اسی کا ذمہ دار ہوگا، تمام نقصان کا ذمہ دار نہیں ہوگا۔ مثلاً مضاربہ یا وکالت برائے سرمایہ کاری میں یہ شرط طے کی گئی کہ ایک متعین تناسب سے کم منافع پر فروخت نہیں ہوگی اور وکیل یا مضارب نے اس سے کم پر فروخت کیا تو وکیل یا مضارب اس متعین تناسب کے ذمہ دار نہیں ہوں گے بلکہ ان کی ذمہ داری مروجہ قیمت سے جو کمی ہے اس تک محدود ہوگی۔

۴/۶ وکیل کا کسی اور کو وکیل بنا دینا

وکیل کے لیے مؤکل کی اجازت کے بغیر کسی اور کو وکیل بنانے کی اجازت نہیں، اس صورت میں وکیل کا مقرر کردہ وکیل، وکیل کے معزول کرنے سے معزول نہ ہوگا البتہ مؤکل کے معزول کرنے سے معزول ہو جائے گا۔

۵/۶ متعدد وکلاء کا ہونا

اگر ایک ہی معاملہ ایک سے زائد وکیل مقرر کیے گئے ہوں تو ان میں سے کسی کے لیے بھی انفرادی طور پر مؤکل کی اجازت کے بغیر کام کرنے کی اجازت نہیں ہوگی۔ البتہ اگر ہر وکیل کو الگ الگ معاملہ سونپا گیا ہو تو ہر ایک انفرادی طور پر تصرف کر سکتا ہے بشرطیکہ مؤکل نے ان سب کے اس تصرف میں جمع ہونے کی شرط نہ رکھی ہو۔

۷۔ وکالت کا اختتام

۱/۷ وکالت درجِ ذیل صورتوں میں ختم ہوجاتی ہے:

۷/۱/۱ وکیل یا مؤکل کی موت واقع ہوجانا یا ان کی اہلیت ختم ہوجانا یا ان کو دیوالیہ قرار دے دیا جانا یا ادارہ کی صورت میں ادارہ کا تحلیل [requidate] ہوجانا۔

۷/۱/۲ مؤکل کا وکیل کو معزول کردینا، یا وکیل کا خود اپنے آپ کو معزول کردینا۔ اس صورت میں معزولی کا علم ہونا ضروری ہے۔ اگر وکیل کے عمل روک دینے سے یا مؤکل کی جانب سے وکالت کی مدت پوری ہونے سے قبل اس کو عمل سے روک دینے سے کوئی نقصان مرتب ہو تو اس صورت میں اجرت کے حق اور نقصان کے عوض سے متعلق دیکھیے شق ۷/۲/۴۔

۷/۱/۳ جس معاملہ کی وکالت وکیل کو سونپی گئی ہو وکیل کی جانب سے اس کی انجام دہی ہوجانا، جبکہ وکالت کسی متعین کام سے متعلق ہو۔

۷/۱/۴ وکالت کے موضوع [معاملہ] کا مؤکل کی ملکیت سے نکل جانا یا اس میں تصرف کے حقدار کا حق ختم ہوجانا یا مؤکل کا وہ عمل خود انجام دے لینا یا وکالت کے موضوع [معاملہ] کا ختم ہوجانا۔

۷/۱/۵ جس چیز پر وکالت کے اختتام کو معلق کیا گیا تھا اس کا واقع ہوجانا۔

۷/۱/۶ اگر وکالت محدود مدت کے لیے ہو تو اس کی مدت کا پورا ہوجانا، البتہ ضرورت کے وقت بقدرِ ضرورت وکالت جاری رہے گی۔ دیکھیے شق ۴/۳۔

۲/۷ وکالت معزولی کو قبول نہیں کرتی بلکہ اس کا اثر مؤکل کی موت یا ادارہ کے تحلیل [requidate] ہونے کے بعد تک جاری رہتا ہے جب تک کہ وکالت کا موضوع (معاملہ) ختم نہ ہوجائے۔

۸- فضولی [بلا اجازت نائب] کا تصرف

۱/۸ فضولی وہ شخص کہلاتا ہے جو دوسروں کے معاملات میں ان کی جانب سے وکالت یا شریعت کی جانب سے تصرف کی اجازت کے بغیر تصرف کرے اگرچہ اس تصرف کی فوری طور پر کوئی ضرورت نہ ہو۔ اور اگرچہ ظاہراً فضولی یہی تاثر دے کہ وہ اپنے مال میں تصرف کر رہا ہے۔

۲/۸ فضولی کی جانب سے کیا ہوا معاملہ صاحبِ حق کی اجازت پر موقوف ہوتا ہے اگر وہ اجازت دے دے تو نافذ ہوجاتا ہے ورنہ باطل ہوتا ہے۔ اور صاحبِ حق کو ایک دفعہ فسخ کرنے کے بعد دوبارہ اجازت کا حق حاصل نہیں ہوتا، بلکہ نئے سرے سے معاملہ کرنا ہوگا۔ فضولی اور اس کے ساتھ معاملہ کرنے والے کو بھی صاحب حق کی جانب سے اجازت دیے جانے سے قبل معاملہ فسخ کرنے کا حق حاصل ہوگا۔ اگر صاحبِ حق نے فضولی کے تصرف کو نافذ قرار نہ دیا تو اس تصرف کی ذمہ داری فضولی پر ہوگی بشرطیکہ اس نے اپنے فضولی ہونے کی صراحت نہ کی ہو یعنی معاملہ کی نسبت اپنی طرف کی ہو۔

۳/۸ فضولی کے تصرف کے احکام تمام مالی معاملات پر لاگو ہوتے ہیں چاہے ان کا تعلق معاوضات سے ہو جیسے خرید و فروخت اور کرایہ داری کے معاملات یا تبرعات سے ہو جیسے ہدیہ، اسی طرح وکالت برائے سرمایہ کاری پر بھی یہ احکام لاگو ہوتے ہیں۔

۴/۸ جب مالک معاملہ کی اجازت دیدے تو معاملہ نافذ ہوجائے گا اور اس پر وکالت کے احکام جاری ہونگے۔ اور اجازت پچھلے زمانہ یعنی فضولی کے تصرف کے وقت سے مؤثر ہوگا۔

۹- معیار کے اجرا کی تاریخ

یہ معیار مؤرخہ ۲۳ ربیع الاول ۱۴۲۶ھ مطابق ۳۰ اپریل ۲۰۰۵ء کو جاری ہوا۔

معیار کی منظوری

مجلسِ شرعی نے مؤرخہ ۲۱ - ۲۳ ربیع الاول ۱۴۲۶ھ مطابق ۳۰ اپریل - ۲ مئی ۲۰۰۵ء دبئی میں منعقد ہونے والے اپنے چودہویں اجلاس میں وکالت اور [بلا اجازت نیابت] فضولی کے تصرف سے متعلق معیار کو منظور کیا۔

ضمیمہ (الف)

معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد

مجلسِ شرعی نے مؤرخہ ۲-۷ ربیع الاول ۱۴۲۴ھ مطابق ۳-۸ مئی ۲۰۰۳ء کو مدینہ منورہ میں منعقد ہونے والے اپنے دسویں اجلاس میں وکالت اور [بلا اجازت نیابت] فضولی کے تصرف سے متعلق شرعی معیار کے اجرا کا فیصلہ کیا۔

مؤرخہ ۱۷ شعبان ۱۴۲۴ھ مطابق ۱۳ اکتوبر ۲۰۰۳ء کو شرعی معیارات کی کمیٹی نے شرعی مشیر کو وکالت اور [بلا اجازت نیابت] فضولی کے تصرف سے متعلق معیار کا مسودہ تیار کرنے کی ذمہ داری دینے کا فیصلہ کیا۔

بحرین میں مؤرخہ ۲۶-۲۷ صفر ۱۴۲۵ھ مطابق ۱۶-۱۷ اپریل ۲۰۰۴ء کو شرعی معیارات کی دوسری کمیٹی کے دسویں اجلاس میں کمیٹی نے شرعی رپورٹ پر مباحثہ کیا اور مشیر کو مختلف ارکان کی آراء اور مباحثہ کے نتیجہ میں طے پانے والی ترامیم شامل کرنے کا حکم دیا۔

مؤرخہ ۲۸ ربیع الاول ۱۴۲۵ھ مطابق ۱۶ جون ۲۰۰۴ء کو شرعی معیارات کی دوسری کمیٹی کے دبئی میں منعقد ہونے والے گیارہویں اجلاس میں وکالت اور [بلا اجازت نیابت] فضولی کے تصرف سے متعلق معیار کے مسودہ پر مباحثہ کے بعد مختلف ارکان کی آراء اور مباحثہ کے نتیجہ میں طے پانے والی ترامیم کو شامل کیا۔

اسی طرح کمیٹی نے مؤرخہ ۲۴-۲۵ رجب ۱۴۲۵ھ مطابق ۱۹-۲۰ ستمبر کو منعقد ہونے والے اجلاس میں مختلف ارکان کی آراء اور مباحثہ کے نتیجہ میں طے پانے والی ضروری ترامیم کو شامل کیا۔

مؤرخہ ۲۶-۳۰ شعبان ۱۴۲۵ھ مطابق ۱۰-۱۴ اکتوبر ۲۰۰۴ء کو مکہ مکرمہ میں منعقد ہونے والے مجلسِ شرعی کے تیرہویں اجلاس میں ترمیم شدہ مسودہ پیش کیا گیا اور مزید کچھ ترامیم کے بعد یہ مسودہ ماہرین کو بھیجا گیا تاکہ جلسۂ سماعت سے پہلے ان کی آراء حاصل کی جاسکیں۔

ادارہ نے مؤرخہ ۱۵ صفر ۱۴۲۶ھ مطابق ۲۵ مارچ ۲۰۰۵ء کو بحرین میں جلسۂ سماعت منعقد کیا جس میں مرکزی بینک، مختلف اداروں، آڈٹ فرمز کے نمائندوں، ماہرینِ شریعت، یونیورسٹیوں کے اساتذہ سمیت ۳۵ سے زائد شرکاء نے شرکت کی۔ اس نشست میں معیار سے متعلق موصول شدہ تمام آراء اور تبصروں کو سنا گیا اور شرعی معیارات کی پہلی اور دوسری کمیٹی نے ان آراء کے متعلق جوابات دیے۔

مؤرخہ ۱۵ - ۱۶ صفر ۱۴۲۶ھ مطابق ۲۵ - ۲۶ مارچ کو بحرین میں دونوں کمیٹیوں کے مشترکہ اجلاس میں جلسۂ سماعت کے دوران موصول ہونے والے تبصروں پر مباحثہ کیا گیا اور مناسب ترامیم کو شامل کیا گیا۔

مجلسِ شرعی نے مؤرخہ ۲۱ - ۲۳ ربیع الاول ۱۴۲۶ھ مطابق ۳۰ اپریل - ۲ مئی ۲۰۰۵ء کو دبئی میں منعقد ہونے والے اپنے چودھویں اجلاس میں اس معیار کو منظور کیا۔

ضمیمہ (ب)

شرعی احکام کی بنیادیں

- وکالت کے جائز ہونے کی بنیاد قرآن کریم میں اللہ تعالی کا یہ ارشاد ہے: ﴿ فَابْعَثُوٓا اَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ هٰذِهٖٓ اِلَى الْمَدِيْنَةِ فَلْيَنْظُرْ اَيُّهَآ اَزْكٰى طَعَامًا فَلْيَاْتِكُمْ بِرِزْقٍ مِّنْهُ ﴾[۱] (اب اپنے میں سے کسی کو چاندی کا یہ سکہ دیکر شہر کی طرف بھیجو، وہ جاکر دیکھ بھال کرے کہ اس کے کونسے علاقہ میں زیادہ پاکیزہ کھانا مل سکتا ہے)۔ اس سے استدلال اس لحاظ سے ہے کہ جس شخص کو انہوں نے بھیجا اس کو خریداری کا وکیل بنایا۔ اور سنت میں حضرت عروہ البارقی رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو قربانی کا جانور یا بکری خریدنے کے لیے ایک دینار دیا۔[۲] یہ بھی خریداری کے لیے وکیل بنانا ہے۔ البحر الزخار کے مصنف اور دیگر نے اس کے متعلق اجماع بھی ذکر کیا ہے۔[۳] وکالت کے جواز پر عقلی دلیل انسان کا دوسرے کی مدد کا محتاج ہونا ہے خصوصاً ان کاموں میں جن کو وہ خود کرنے سے عاجز ہو۔[۴]
- ہر وہ لفظ جو وکالت پر دلالت کرتا ہو اس سے وکالت منعقد ہوجانے کی شرعی بنیاد اس قاعدہ کا تقاضہ ہے کہ "معاملات میں مقصد اور معنی کا اعتبار ہوا کرتا ہے نہ کہ الفاظ کا"، چنانچہ ہر وہ لفظ جو سونپ دینے کے معنی پر دلالت کرے وہ وکالت کے لیے استعمال ہوسکتا ہے کیونکہ یہی اس کا اصل مقصد ہے۔ اور قبول کرنے کے لیے صرف خاموش رہنے یا رد نہ کرنے کے کافی ہونے کی شرعی بنیاد یہ ہے کہ یہ

---

(۱) سورۃ الکہف: ۱۹۔

(۲) اس روایت کو بخاری ابوداؤد اور ترمذی نے ذکر کیا ہے۔ (التلخیص الحبیر ۳/۳۰۴)

(۳) نیل الاوطار ۵/۳۵۲، فتح القدیر لابن الہمام ۶/۵۵۴، المغنی لابن قدامہ ۵/۲۰۳ اور البحر الزخار۔

(۴) البحر الرائق لابن نجیم ۷/۱۵۳۔

ضمناً قبول کرنا ہی ہے۔[1]

- وکالت کو معلق کرنے اور مستقبل کی طرف اس کے نسبت کے جائز ہونے کی شرعی بنیاد یہ ہے کہ وکالت کوئی کام سونپنے کے لیے ہوتی ہے نہ کہ مالک بنانے کے لیے، اور بعض اوقات انسان کو کسی کام کی دوسرے کو حوالگی کسی واقعہ سے معلق کرنی پڑجاتی ہے یا اس کو نائب بنانا مستقبل کے کسی متعین وقت سے مشروط کرنا پڑجاتا ہے۔
- مؤکل کو تصرف کی ملکیت حاصل ہونے کے شرط ہونے کی شرعی بنیاد یہ ہے کہ وکیل اسی کے ذریعہ تصرف کا مالک بنتا ہے، جب مؤکل خود مالک نہ ہو تو دوسرے کو بھی مالک بنانا ممکن نہ ہوگا۔[2]
- ناقص اہلیت کے حامل شخص کی وکالت سے متعلق جو تین صورتوں کی تفصیل مذکور ہوئی اس کی شرعی بنیاد یہ ہے کہ ناقص اہلیت والے کا تمام معاملات میں یہی حکم ہے اور وکالت بھی انہی میں سے ایک ہے۔
- وکیل کو وکالت کا علم ہونے کے شرط ہونے کی بنیاد ایجاب اور قبول کا لازم ہونا ہے اور قبول ہی کے ذریعہ فضولی اور وکیل میں تمیز کرنا ممکن ہے۔
- وکالت کے محل سے متعلق مذکور چار شرطوں کی شرعی بنیاد تصرف کے جواز اور اس کے نفاذ کا ان شرائط پر موقوف ہونا ہے کیونکہ تصرف وکالت کے محل کو جانے، وکالت کے محل میں مؤکل کی ملکیت، اور اس میں نائب بنائے جانے کے امکان اور کسی شرعی ممانعت کی عدم موجودگی کے بغیر ممکن نہیں۔
- وکالت کی اجرت جائز ہونے کی بنیاد یہ ہے کہ وکالت میں مؤکل کے فائدہ پر مبنی کام ہوتا ہے لہٰذا وکیل کو اپنے عمل کے بدلہ اجرت کی شرط لگانے کی اجازت ہوگی۔ اور جو شخص اجرت پر ہی کام کرتا ہو اس کے حق میں صرف عرف کے کافی ہونے کی شرعی بنیاد یہ ہے کہ جہاں عرف کسی شرعی نص کے خلاف نہ ہو وہاں اس کا اعتبار کیا جاتا ہے۔ اور بلا عوض وکالت جائز ہونے کی شرعی بنیاد یہ ہے کہ یہ اس صورت میں تبرع کی قبیل سے ہوگا۔

---

(۱) المنہاج للنووی ۲/۱۶۴، فتح القدیر ۶/۵۵۳۔

(۲) اللباب للمیدانی ۲/۱۳۹۔

- اجرت کی حد بندی سے متعلق معیار میں جو احوال مذکور ہیں ان کے درست ہونے کی شرعی بنیاد یہ ہے کہ ان صورتوں میں اجرت فی الحال یا انجامِ کار کے طور پر معلوم ہوجاتی ہے اور ایسی جہالت جو آخر میں علم پر منتج ہو اس کی گنجائش ہونے کی بنیاد یہ ہے کہ وہ تنازع پیدا نہیں کرتی۔[1]
- اجرت کے ساتھ نفع کی ایک متعین شرح بڑھانے کے جائز ہونے کی شرعی بنیاد یہ ہے کہ یہ اجرت کے معلوم ہونے سے خالی نہیں ہے۔ اور جس نفع کا التزام کیا گیا ہے وہ بطور تبرع کے ہوگا یا مشروط ہدیہ یا انعام بھی ہوسکتا ہے۔ ایک رائے یہ بھی ہے کہ یہ نفع اجرت ہی کا حصہ اور اس کا تابع ہے اور تابع میں بعض اوقات ایسی جہالت کو برداشت کرلیا جاتا ہے جو متبوع میں برداشت نہیں کی جاتی۔
- وکالت کے لازم نہ ہونے کی شرعی بنیاد یہ ہے کہ اس کا مقصد ذمہ داری سونپنا ہوتا ہے اور اس کے جاری رکھنے پر مؤکل یا وکیل کسی کو بھی مجبور نہیں کیا جاسکتا۔ اور جن صورتوں میں وکالت کو لازم قرار دیا گیا ہے وہاں لازم ہونے کی شرعی بنیاد دوسروں کے متعلق ہوجانے والے حقوق کی حفاظت کا اہتمام نیز ان صورتوں کا اجارہ کے حکم میں ہوجانا ہے۔ اور یہی بنیاد اس صورت میں بھی ہے جبکہ وکالت کا لازم رکھنے کا معاہدہ ہوجائے کیونکہ معاہدہ ختم کرنے کی صورت میں دوسروں کو نقصان پہنچنے کا امکان ہے۔
- وکالت کو مخصوص مدت تک محدود کرنے کے جائز ہونے کی شرعی بنیاد یہ ہے کہ یہ ایک عقد ہے اور اس کو بھی دیگر عقود جن میں زمانہ ملحوظ ہوتا ہے مثلاً اجارہ وغیرہ کی طرح کسی وقت تک محدود کیا سکتا ہے۔
- معیار میں مؤکل اور وکیل کی ذکر کردہ ذمہ داریوں کی شرعی بنیاد یہ ہے کہ یہ ذمہ داریاں اس عقد کا تقاضہ ہیں جس میں وکالت سونپی گئی ہے کیونکہ ذمہ داری سونپ دینا اس عقد کے اثرات اور اس کے بعد پیدا ہونے والی صورتحال سے ضمناً بھی لازم کرتا ہے۔
- وکیل کے امین ہونے کی شرعی بنیاد یہ ہے کہ وہ دوسرے کے فائدہ کے لیے کام کرتا ہے اور تصرفات میں اس کی یہی حیثیت ملحوظ ہوتی ہے۔ اور مؤکل کا وکیل کو چننا دراصل اس کو امانت سونپنا ہے چنانچہ وہ

---

(۱) الانصاف ۵/۴۰۳، الروضۃ للنووی ۴/۳۰۱، الخرشی ۷/۵ فتاویٰ حامدیۃ ۱/۳۲۴ اور تذکرۃ الفقہاء للعلامۃ الحلی ۲/۱۱۴۔

وکیل کی بات کا انکار نہیں کر سکتا، سوائے اس صورت کے جہاں وکیل کی کوتاہی، زیادتی یا وکالت کی شرائط کی خلاف ورزی ثابت ہوجائے۔

- وکالت اور کفالت کو جمع کرنے کے ممنوع ہونے کی شرعی بنیاد ان کے تقاضوں کا مختلف ہونا ہے۔ نیز وکیل کو ضامن بنانے میں رِبا کا شبہ بھی ہے کیونکہ وکیل امین ہوتا ہے اور یہ اس کو ذمہ دار ٹھہرانے کے منافی ہے۔
- وکیل کا معاملہ کے دونوں فریقوں کی جانب سے وکیل بننے کی ممانعت کی شرعی بنیاد (حنفیہ کے مذہب کے مطابق اور شوافع کے راجح قول کے مطابق) یہ ہے کہ ایک ہی شخص کے ایجاب اور قبول کے منتظم ہونے سے بچا جاسکے کیونکہ اس میں شبہ ہے کہ وہ اپنی لیے گنجائش/موقع پیدا کر سکتا ہے۔ اور اداروں کے معاملات میں انہی دونوں مذاہب کو ترجیح دینی چاہیے تاکہ ایک متعین طریقہ کے بغیر ملکیت کے انتقال اور تصرفات میں صرف ظاہری صورت پیدا کرنے اور دونوں جانب کی ذمہ داریوں کے خلط ہونے سے بچا جاسکے۔
- معاملہ کا حکم مؤکل سے متعلق ہونے کی شرعی بنیاد یہ ہے کہ اصل حیثیت اسی کی ہے اور حقوق کے وکیل سے متعلق ہونے کی بنیاد یہ ہے کہ معاملہ کرنے والا وہی ہے۔
- جبکہ خلاف ورزی کرنا مؤکل کے حق میں بہتر نہ ہو اس صورت میں وکالت موقوف ہونے کی بنیاد شریعت کا یہ اصول ہے کہ "مسلمان کے تصرف کو جہاں تک ممکن ہو صحیح قرار دیا جائے"(۱) اور یہاں یہ مؤکل کی اجازت پر معاملہ موقوف رکھ کر تاکہ اسے نقصان نہ ہو، اس اصول کی پاسداری ممکن ہے۔
- مؤکل کی طرف سے خرید یا فروخت کی قیمت متعین ہونے کی صورت میں وکیل کی خلاف ورزی کا حل قیمت کا فرق یا مروجہ قیمت کا ذمہ دار ہونے کی شرعی بنیاد یہ ہے کہ انصاف کا وقوع اور نقصان کا ازالہ اسی طرح ممکن ہے۔ اور اس طرح شرط پر مال لینے کی خرابی سے بھی بچا جاسکتا ہے کیونکہ اس میں ربا کا شبہ ہے۔ اس مسئلہ کے بارے میں المغنی لابن قدامۃ میں وضاحت مذکور ہے اور وہاں ایک رائے یہ

---

(۱) المغنی لابن قدامۃ ۵/۱۳۵-۱۳۶۔

بھی مذکور ہے کہ اس صورت میں معاملہ باطل ہوجائے گا۔[۱]

- رہن کی فروخت کی وکالت وکیل کی موت سے ختم ہونے کے اصول سے مستثنیٰ ہونے اور وکالت ورثاء کی طرف منتقل ہوجانے کی شرعی بنیاد یہ ہے کہ اس میں مرتہن کے حقوق کا تحفظ ہے اور یہ وکالت بنیادی طور پر معزولی کو قبول نہیں کرتی کیونکہ اس سے دوسرے کا حق متعلق ہوچکا ہے۔
- فضولی کا تصرف (معیار میں اختیار کردہ مذہب کے مطابق) موقوف ہونے اور فسخ کے امکان کی وجہ سے باطل نہ ہونے کی شرعی بنیاد یہ ہے کہ مسلمان کے تصرف کو جہاں تک ممکن ہو باطل ہونے سے بچایا جاتا ہے[۲] اور یہاں فضولی کے تصرف کو موقوف رکھ کر ایسا کرنا ممکن ہے، نیز بعض اوقات جس کی جانب سے تصرف کیا گیا ہو اس کا نفع ہونا بھی ممکن ہے۔۔ ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "غرر کو دیکھتے ہوئے اس تصرف کو فاسد ہونا چاہیے اور نفع اور عدمِ نقصان کو ملحوظ رکھتے ہوئے جائز ہونا چاہیے لہٰذا ہم نے جائز اور موقوف ہونے کا فیصلہ کیا تاکہ دونوں احتمالات پر عمل ہوسکے"۔[۳] نیز حدیث میں وارد ہے "جو اپنے کسی بھائی کو نفع پہنچا سکتا ہو تو وہ نفع پہنچائے"۔[۴] البتہ اگر نقصان کا امکان ہو تو جس کی طرف سے فضولی نے تصرف کیا ہو اس کو فسخ کرنے کا حق حاصل ہوگا۔

اور اس کے جواز کے لیے حضرت حکیم ابن حزام رضی اللہ عنہ کی حدیث سے بھی استیناس کیا جاسکتا ہے جس میں مروی ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ایک دینار دے کر قربانی کا جانور خریدنے کے لیے بھیجا، انہوں نے جانور خرید کر دو دینار میں فروخت کردیا پھر دوبارہ ایک دینار کا قربانی کا جانور خریدا اور ایک

---

(۱)　المغنی لابن قدامۃ ۵/ ۱۳۵-۱۳۶۔

(۲)　البدائع ۵/۱۷۷ میں ہے: "مسلمان کے تصرف کو جہاں تک ممکن ہو صحیح قرار دینا ضروری ہے"۔ اور فتح القدیر ۲/۴۴۵ میں ہے "جہاں تک ممکن ہو تصرف کو صحیح قرار دینا واجب ہے"۔

(۳)　فتح القدیر ۵/ ۳۱۷۔

(۴)　حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "میں یہ کہتا ہوں: یہ حدیث الصحیح میں مختصراً مذکور ہے، اس کو طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے اور سوائے قیس ابن الربیع کے اس کے سارے راوی صحیح ہیں اور اس کی شعبہ اور ثوری رحمہما اللہ نے توثیق کی ہے جبکہ دیگر نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے"۔ ملاحظہ ہو مجمع الزوائد للہیثمی ص ۷۹۲، اور حکیم ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو اپنی کتاب المنہیات میں ص ۹ پر جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کے طور پر ذکر کیا ہے۔

دینار لے کر اللہ کے نبی ﷺ کی خدمت میں آئے تو آپ ﷺ نے دینار صدقہ کر دیا اور ان کو تجارت میں برکت کی دعا دی"۔[1]

(۱) اس حدیث کو ابوداؤد اور ترمذی رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے۔

شرعی معیار نمبر (۲۴)

مشترکہ تمویل

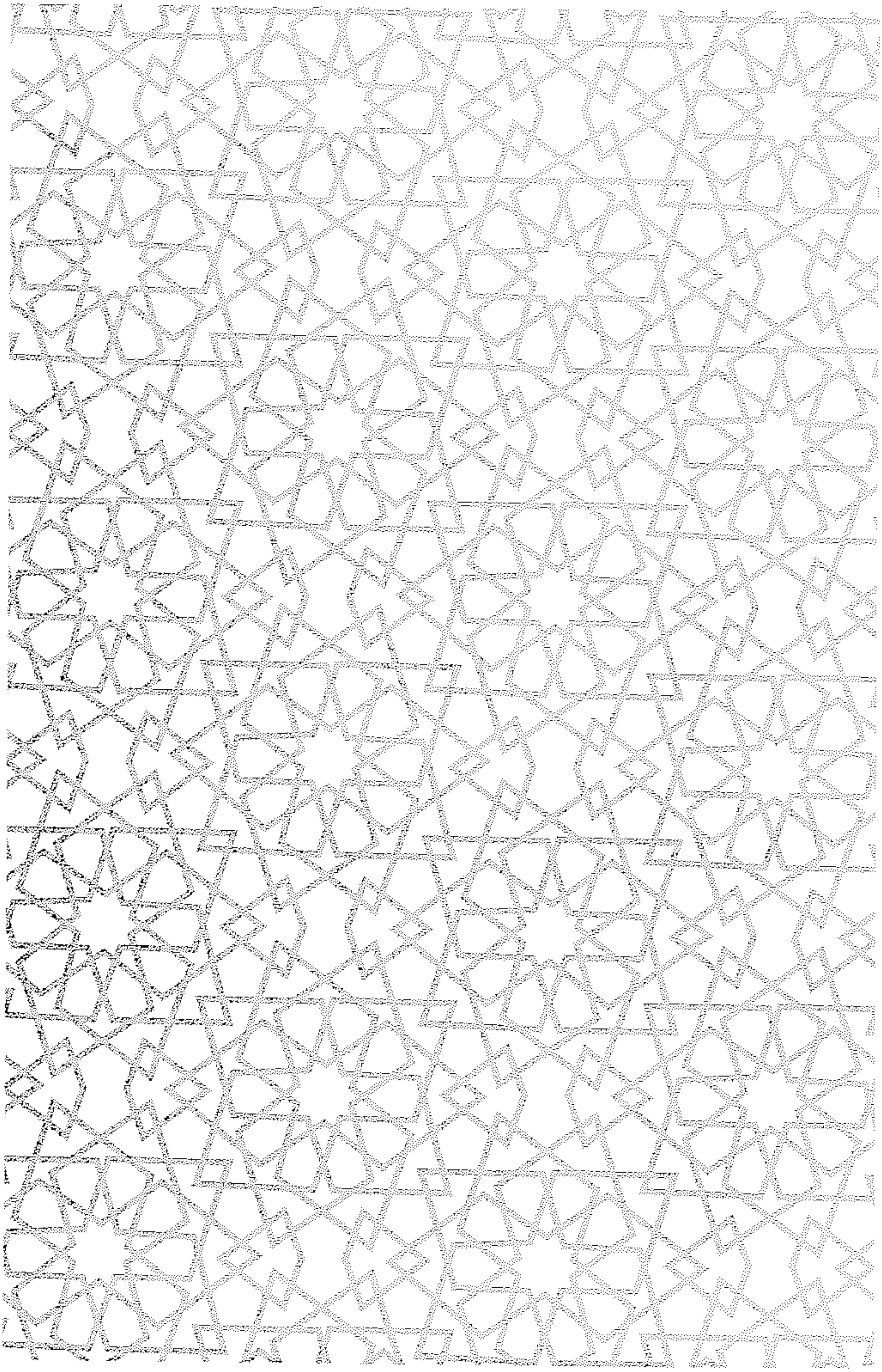

فہرست

دیباچہ ۶۵۸

معیار کا متن ۶۵۹

۱- معیار کا دائرۂ کار ۶۵۹

۲- مشترکہ تمویل کی تعریف ۶۵۹

۳- مشترکہ تمویل کے منصوبے ۶۵۹

۴- گاہکوں کو فراہم کی جانے والی مشترکہ تمویل کے طریقے ۶۵۹

۵- روایتی بینکوں کے ساتھ مشترکہ تمویل میں اداروں کی شرکت ۶۶۰

۶- مشترکہ تمویل کے فریقوں کے مابین تعلقات استوار کرنے کے جائز ذرائع ۶۶۱

۷- تیاری کی خدمات اور ان کا کمیشن ۶۶۲

۸- ڈائریکٹر کی جانب سے ضمانت اور کفال ۶۶۲

۹- کرنسی کی شرح تبادلہ ۶۶۳

۱۰- مشترکہ تمویل سے نکلنا ۶۶۴

۱۱- معیار کے اجرا کی تاریخ ۶۶۴

معیار کی منظوری ۶۶۵

ضمیمہ جات

ضمیمہ (الف) معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روداد ۶۶۶

ضمیمہ (ب) شرعی احکام کی بنیادیں ۶۶۸

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على أشرف المرسلين، سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه أجمعين.

دیباچہ

اس معیار کا مقصد اسلامی مالیاتی اداروں (ادارہ/ادارے)[1] کے مابین یا اسلامی مالیاتی اداروں اور روایتی بینکوں کے درمیان ہونے والی مشترکہ تمویل کے معاملات کو بیان کرنا ہے۔

واللہ الموفق...

(۱) "ادارہ/ادارے" کی اصطلاح یہاں اختصار کی غرض سے اسلامی مالیاتی اداروں کے لیے استعمال کی گئی ہے جن میں اسلامی بینک بھی شامل ہیں۔

معیار کا متن

۱- معیار کا دائرۂ کار

یہ معیار مشترکہ تمویل کے معاملات پر مشتمل ہے، خواہ وہ تمویل اداروں کے مابین انجام پائے یا اداروں اور روایتی بینکوں کے درمیان، نیز اس میں شریک اداروں کے باہمی تعلقات اور اداروں اور گاہکوں کے باہمی تعلقات کو بھی بیان کیا جائے گا۔

۲- مشترکہ تمویل کی تعریف

مشترکہ تمویل در حقیقت مختلف اداروں کا مجموعی طور پر کسی جائز تمویلی ذریعہ میں شامل ہونے کا نام ہے، جس میں مشترکہ تمویل کے معاملات کا حساب شریک اداروں کے حسابات سے ممتاز رکھا گیا ہو۔

۳- مشترکہ تمویل کے منصوبے

یہ ضروری ہے کہ مشترکہ تمویل کا محل سرمایہ کاری کے ایسے جائز ذرائع ہوں جن میں حرام ذرائع اور خدمات کا کوئی دخل نہ ہو، چنانچہ مشترکہ تمویل کا کلی یا جزوی طور پر حرام ذرائع وخدمات یا سودی تمویل کو بنیاد بنانا جائز نہیں۔

۴- گاہکوں کو فراہم کی جانے والی مشترکہ تمویل کے طریقے

یہ نہایت ضروری ہے کہ گاہکوں کو شرعاً قابلِ قبول ذرائعِ سرمایہ کاری کے ذریعے ہی مشترکہ تمویل فراہم کی جائے، ان میں سے کچھ ذرائع یہ ہیں:

۴/۱ بیع مساومہ ادھار مرابحہ یا قسطوں کی بنیاد پر مرابحہ کا معاملہ

۴/۲ اجارہ یا اجارہ منتہیہ بالتملیک

۴/۳ سلم یا متوازی سلم

۴/۴ استصناع یا متوازی استصناع

۵/۴ مضاربہ

۶/۴ پائیدار مشارکہ یا شرکتِ متناقصہ

۷/۴ مزارعت، مساقات یا مغارسہ

۸/۴ سرمایہ کاری صکوک

۵-روایتی بینکوں کے ساتھ مشترکہ تمویل میں اداروں کی شرکت

۱/۵ اوّلین ترجیح اس بات کو حاصل ہے کہ مشترکہ تمویل کا معاملہ اسلامی مالیاتی داروں کے مابین انجام پائے۔

۲/۵ مشترکہ تمویل میں مروجہ بینکوں کی اسلامی مالیاتی اداروں کے ساتھ شرکت میں شرعاً اس وقت تک کوئی حرج نہیں جب تک تمویل اور باہمی شرکت، دونوں جائز اسلامی طریقوں کے مطابق ہوں۔

۳/۵ بہترین صورت یہ ہے کہ مشترکہ تمویل کے معاملے کی قیادت [leed arranger] اسلامی مالیاتی اداروں میں سے کسی ایک کے ہاتھ میں ہو۔ البتہ شرعاً اس میں بھی کوئی حرج نہیں کہ روایتی بینکوں میں سے کوئی بینک مشترکہ تمویل کی قیادت کرے اور وہ خود ہی یا اسلامی مالیاتی اداروں کے ساتھ مل کر طریقۂ کار اور عملی انتظامات کی شرائط وضع کرے۔ لیکن یہ اس وقت ہے جب عقود، تمویلی منصوبے اور تمویل کا طریقہ شریعتِ اسلامیہ کے بیان کردہ احکامات کے مطابق ہوں۔

۴/۵ اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ مشترکہ تمویل کا انتظام، عملی نفاذ اور اس کے معاملات کی جانچ پڑتال، مشترکہ تمویل میں شریک اسلامی مالیاتی اداروں کے مجلسِ شرعی کی زیرِ نگرانی ہو۔ اس کی بہتر صورت یہ ہے کہ ان نگران مجلسِ شرعی کی مشترکہ کمیٹی بنائی جائے جس کے فیصلے ان تمام شریک اداروں پر لازم ہوں۔

۵/۵ اس میں کوئی حرج نہیں کہ اسلامی مالیاتی اداروں کی طرف سے کسی منصوبے کے صرف ایک حصے کے لیے مشترکہ تمویل پیش کی جائے جبکہ بقیہ حصے کی تمویل دوسرے ذرائع سے روایتی طریقوں پر کی گئی ہو۔ البتہ شرط یہ ہے کہ دونوں تمویلوں کے حسابات، طریقہ قیادت اور انتظام بالکل علیحدہ ہوں۔ یہ بات واضح طور پر معلوم ہے کہ سودی لین دین شرعاً حرام ہے اور جو کوئی اس کا مرتکب ہوگا وہی جواب دہ بھی ہوگا۔

۶۔ مشترکہ تمویل کے فریقوں کے مابین تعلقات استوار کرنے کے جائز ذرائع

مشترکہ تمویل میں اداروں کا اشتراک درجِ ذیل طریقوں میں سے کسی ایک طریقے کی بنیاد پر ممکن ہوسکتا ہے:

۱/۶ مضاربہ: یہ اس طرح ممکن ہے کہ شترکہ تمویل کے قائد یا منتظم ادارے کی حیثیت مضارب کی ہو، اور عقدِ مضاربت کی شرائط کے مطابق وہ انفرادی طور پر خود ہی عملی انتظامات کو سنبھالے۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۱۳) "مضاربہ"۔

۲/۶ وہ مضاربہ جس میں مضارب کو یہ اجازت حاصل ہو کہ وہ مضاربہ کے مال میں اپنا مال بھی شامل کرسکتا ہے۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۱۳) "مضاربہ"، شق ۹/۸۔

۳/۶ مشارکہ: وہ اس طرح کہ تمویل تمام ادارے مشترکہ طور پر پیش کریں، اور خسارہ بھی تمام اداروں میں سے ہر ادارہ اپنے حصے کے مطابق برداشت کرے، البتہ منافع کی تقسیم حسبِ اتفاق ہوسکتی ہے۔ اس صورت میں یہ بھی ممکن ہے کہ انتظامات کے لیے تمام ادارے مل کر کوئی مشترکہ کمیٹی تشکیل دے دیں، یا یہ بھی ممکن ہے کہ کمپنی کے انتظامات کسی ایک ادارے کے ہاتھ میں دے دیے جائیں اور اس کے بدلے میں اس کا نفع میں حصہ بڑھا دیا جائے یا کوئی مقرر رقم دے دی جائے، البتہ شرط یہ ہے کہ انتظام کا عقد، شرکت کے عقد سے بالکل الگ ہو۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۱۲) "شرکت (مشارکہ) اور جدید اقسامِ شرکت"۔

۴/۶ متعین اجرت کے عوض وکالت: یہ اس بات کے ساتھ مشروط ہے کہ وکیل بنانے کا معاملہ ایک علیحدہ عقد کے تحت ہو، اور یہ کہ عمل متعین ہو اور مدت مقرّر ہو۔ نیز نفع ہو یا نہ ہو وکیل بہر حال اجرت کا مستحق ہوگا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ اگر نفع ایک معیّنہ حد سے متجاوز ہو جائے تو وکیل انعام کی صورت میں ایک خاص رقم کا یا نفع میں سے ایک خاص مقدار کا حقدار ٹھہرایا جائے، بشرطیکہ اگر نفع ہو تو ادارے کے اپنے حصے کے بقدر استحقاق میں کوئی خلل واقع نہ ہو۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۲۳) "وکالت اور فضولی کا تصرف"۔

۵/۶ وکالت بلا عوض: وہ اس طرح کہ منتظم یا ڈائریکٹر ادارہ انتظامات کا کام بلا عوض انجام دے، اور اگر نفع ہو تو وہ تمام کا تمام تمویل فراہم کرنے والے اداروں کا اپنے حصے کے مطابق ہو اور ان اداروں میں یہ ادارہ بھی شامل رہے گا۔

۷- تیاری کی خدمات اور ان کا کمیشن

۱/۷ منتظم ادارہ جو ابتدائی تیاری کی خدمات انجام دے رہا ہے ان خدمات کے بدلے میں اس کے لیے کمیشن وصول کرنا جائز ہے، مثلاً کام کے لیے امکانیات کا مطالعہ [feasibility studies]، نظام بنانا، شرکاء کو جمع کرنا، عقود کی تیاری اور اس طرح کے دیگر کام، چاہے وہ کمیشن اصل اخراجات کے برابر ہو، اس سے کم ہو یا اس سے زیادہ، اور چاہے انتظامات اس کے ذمہ ہوں یا نہ ہوں۔ (شق ۴/۶ اور شق ۵/۶ کو ملحوظ رکھیں)

۲/۷ محض رابطہ قائم کرنے کا کمیشن لینا جائز نہیں۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۱۷) "سرمایہ کاری صکوک"، اور شرعی معیار نمبر (۸) "مرابحہ"، شق ۱/۴/۲۔

۸- ڈائریکٹر کی جانب سے ضمانت اور کفال

۱/۸ مشترکہ تمویل کے نظام کو چلانے والے ادارے کے ڈائریکٹر کا قبضہ، قبضہ امانت ہوتا ہے۔ لہٰذا وہ اصل رقم کا ذمہ دار نہ ہوگا الّا یہ کہ اس کی طرف سے غلطی، کوتاہی یا شرائط کی خلاف ورزی پائی جائے، چاہے ادارے کی حیثیت مضارب کی ہو، شریک کی ہو یا وکیل کی ہو۔

دیکھیے شرعی معیار نمبر (۵) "ضمانتیں"، شق ۲/۲/۲۔

۲/۸ ادارہ کا وہ ڈائریکٹر جو مضاربت یا مشارکہ کی بنیاد پر کام کر رہا ہو اس کے لیے اپنے شرکاء کے مدیونین یا ارباب الاموال کے لیے ضمانت دینا جائز نہیں، اور نہ ہی یہ جائز ہے کہ شرکاء کو ان کے حصوں کی واپسی کی غرض سے کرنسی کی شرح تبادلہ کے اتار چڑھاؤ کی ضمانت دے۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۵) "ضمانتیں"، شق ۲/۲/۲ اور شرعی معیار نمبر (۲۳) "وکالت اور فضولی کا تصرف"، شق ۲/۵ "وکالت اور کفالت کو جمع کرنا"۔

۹۔ کرنسی کی شرح تبادلہ

۱/۹ مشترکہ تمویل کے لیے کسی خاص کرنسی کو متعین کرنا ضروری ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ شریک ادارے اپنے حصے کی رقم مقررہ کرنسی کے علاوہ دوسری کرنسیوں کی صورت میں پیش کریں، البتہ شرط یہ ہے کہ ان کرنسیوں کی قیمت کا تعیّن ہو، اور وہ اس طرح ہوگا کہ جس دن حصے شامل کیے جائیں، اسی دن کی شرح تبادلہ کی بنیاد پر مشترکہ تمویل کی کرنسی سے ان کا موازنہ کر لیا جائے۔

۲/۹ شریک اداروں میں سے کوئی بھی ادارہ اگر اپنے تمام منافع اور حقوق، مشترکہ تمویل کی کرنسی کے علاوہ کسی دوسری کرنسی میں وصول کرے تو یہ اس شرط کے ساتھ جائز ہے کہ جس دن منافع اور حقوق کی وصولیابی ہوئی ہے اسی دن کی شرح تبادلہ کی بنیاد پر یہ معاملہ انجام دیا جائے۔

۳/۹ وکیل برائے سرمایہ کاری یا مشارکہ یا مضاربہ کے کسی فریق کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ کرنسی کی قیمت کے اتار چڑھاؤ کے خطرے سے متعلق، اسی مشترکہ تمویل کے کسی دوسرے فریق کے حق میں کسی قسم کی ضمانت وغیرہ کا التزام کرے۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۱) "کرنسی کی تجارت"، شق ۲/۹/۳۔

۱۰- مشترکہ تمویل سے نکلنا

۱/۱۰ اس بات پر اتفاق کرلینا جائز ہے کہ مشترکہ تمویل کا معاملہ اس طرح بند ہوگا کہ تصفیہ کے وقت سے پہلے اس سے نکلنے کی اجازت نہ ہوگی۔

۲/۱۰ کوئی ادارہ اگر معاملات کے تصفیہ سے قبل کسی اجنبی یا شریک فریق کو اپنا حصہ فروخت کرکے مشترکہ تمویل کے معاملات سے نکلنا چاہے تو عقد کی شرائط کا لحاظ رکھتے ہوئے ایسا کرنا جائز ہے، نیز یہ نکلنا اس قیمت کے ساتھ ہوگا جس پر اس وقت اتفاق ہوا ہو، لیکن یہ تب ہے جب نقد رقم اور دیون، طبعی اشیا، منافع اور مالی حقوق کے مقابلے میں کم ہوں، ورنہ بیع صرف اور دیون میں معاملات کرنے کے احکامات کی رعایت رکھنا ضروری ہوگا۔ حصص قیمتِ اسمیہ پر دینے پر یا منافع کی ایک خاص حد تک ضمانت دینے کے عوض نکلنے کی اجازت پر پہلے سے اتفاقِ رائے کرلینا جائز نہیں۔ اس معاملے میں شرعی معیار نمبر (۱۷) "سرمایہ کاری صکوک"، اور شرعی معیار نمبر (۲۱) "مالیاتی دستاویزات (حصص اور بانڈز)" کی رعایت رکھنا ضروری ہے۔

۱۱- معیار کے اجرا کی تاریخ

اس معیار کا اجرا ۲۳ ربیع الاوّل ۱۴۲۶ھ مطابق ۲ مئی ۲۰۰۵ء کو ہوا۔

معیار کی منظوری

۲۱-۲۳ ربیع الاول ۱۴۲۶ھ مطابق ۳۰ اپریل-۲ مئی ۲۰۰۵ء کو مجلسِ شرعی نے دبئی میں منعقد اپنے چودہویں اجلاس میں مشترکہ تمویل کے معیار کی منظوری دی۔

ضمیمہ (الف)

معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد

مجلسِ شرعی نے ۲-۷ ربیع الاوّل ۱۴۲۴ھ مطابق ۸-۳ مئی ۲۰۰۳ء کو مدینہ منورہ میں منعقد اپنے دسویں اجلاس میں مشترکہ تمویل کے لیے شرعی معیار کے مسودے کے اجرا کا فیصلہ کیا۔ اور ۷ ذی الحجہ ۱۴۲۴ھ مطابق ۲۹ جنوری ۲۰۰۴ء کو شرعی معیارات کی کمیٹی نے مشترکہ تمویل کے مسودے کی تیاری کی غرض سے شرعی مشیر کی تقرری کا فیصلہ کیا۔

شرعی معیارات کی پہلی کمیٹی کا گیارہواں جو اجلاس ۲۵-۲۶ صفر ۱۴۲۵ھ مطابق ۱۵-۱۶ اپریل ۲۰۰۴ء کو بحرین میں منعقد ہوا، اس میں شرعی تحقیقاتی کمیٹی نے شرعی مطالعاتی رپورٹ کا جائزہ لیا اور مشیر کو اس بات کا پابند کیا کہ جائزے اور ممبران کے غور وفکر کی روشنی میں ضروری تبدیلیاں کی جائیں۔

شرعی معیارات کی پہلی کمیٹی کا گیارہواں اجلاس جو دبئی (متحدہ عرب امارات) میں ۲۸ ربیع الثانی ۱۴۲۵ھ مطابق ۱۶ جون ۲۰۰۴ء کو منعقد ہوا، اس میں کمیٹی نے مشترکہ تمویل کے معیار کے مسودے کا جائزہ لیا اوراور ضروری تبدیلیاں کیں جیسا کہ مشیر سے اس بات کا مطالبہ کیا گیا تھا کہ جائزے اور ممبران کے غور وفکر کی روشنی میں ضروری تبدیلیاں کی جائیں۔

کمیٹی نے ۲۴-۲۵ رجب ۱۴۲۴ھ مطابق ۹-۱۰ ستمبر ۲۰۰۴ء کو اپنے اجلاس میں دوبارہ معیار کے مسودے کا جائزہ لیا، جائزے اور ممبران کے غور وفکر کی روشنی میں ضروری تبدیلیوں کو اس کا حصہ بنایا۔

۲۶ شعبان ۱۴۲۶ھ مطابق ۱۰ اکتوبر ۲۰۰۴ء اور ۳۰ شعبان ۱۴۲۵ھ مطابق ۱۴ اکتوبر ۲۰۰۴ء کے درمیانی عرصے میں مکہ مکرمہ میں منعقد مجلسِ شرعی کے گیارہویں اجلاس میں معیار کا مسودہ مجلسِ شرعی کے سامنے پیش کیا گیا، اور معیار کے منصوبے کے مسودے میں ترامیم کی گئیں، اور مذکورہ مسودے کو ماہرین

اور متعلقہ حضرات کو بھیجنے کا فیصلہ کیا تاکہ جلسۂ سماعت میں مسودے پر غور وفکر کے لیے ان حضرات کی آراء بطورِ تمہید سامنے آسکیں۔

ایوفی کی جانب سے ۱۵ صفر ۱۴۲۶ھ مطابق ۲۵ مارچ ۲۰۰۵ء کو بحرین میں ایک جلسۂ سماعت کا انعقاد کیا گیا۔ اس میں تقریبا پینتیس سے زائد مرکزی بینکوں، مالیاتی اداروں، اکاوٹنٹگ فرمز کے نمائندوں، ماہرینِ شریعت، یونیورسٹیوں سے تعلق رکھنے والے اساتذہ اوراس موضوع سے دلچسپی رکھنے والے حضرات نے شرکت کی۔ اجلاس سے قبل بھیجے گئے قابلِ اصلاح امور اور اجلاس کے دوران اٹھائے گئے اعتراضات کی سماعت کی گئی، شرعی معیارات کی پہلی اور دوسری کمیٹی کے ممبران نے اعتراضات اور اس پر کیے گئے اضافوں پر اپنا جواب پیش کیا۔

۱۵-۱۶ صفر ۱۴۲۶ھ مطابق ۲۵-۲۶ مارچ کو شرعی معیار پہلی اور دوسری کمیٹی نے بحرین میں منعقد اپنے اجلاس میں جلسۂ سماعت کے دوران اٹھائے گئے اعتراضات کا جائزہ لیا اور اس میں مناسب ترامیم کو شامل کیا۔

۲۱ - ۲۳ ربیع الاوّل ۱۴۲۶ھ مطابق ۳۰ اپریل - ۲ مئی ۲۰۰۵ء کو مجلسِ شرعی نے دبئی میں اپنے چودھویں اجلاس کا انعقاد کیا اور اسی میں معیار کی منظوری دی۔

ضمیمہ (ب)

شرعی احکام کی بنیادیں

مشترکہ تمویل کی مشروعیت

- مشترکہ تمویل کی مشروعیت کی بنیاد درحقیقت مشارکہ کا جواز اور کسی ممنوع چیز کا نہ پایا جانا ہے۔

مشترکہ تمویل کا محل

- اس بات کو ضروری قرار دینے کی بنیاد کہ مشترکہ تمویل کا محل سرمایہ کاری کے ایسے جائز ذرائع ہوں اور میں حرام ذرائع اور خدمات کا کوئی دخل نہ ہو، یہ ہے کہ اس طرح اُن قرآنی آیات اور احادیثِ مبارکہ پر عمل ہوجاتا ہے جو سودی معاملات، شرابوں میں معاملات، نشہ آور ادویات، جوا، خنزیر، حرام ذبائح، عصمت فروشی، لہو ولعب، اور مجسمے وغیرہ، نیز ناجائز تصرفات مثلاً ذخیرہ اندوزی، ملاوٹ، رشوت، ناپ تول میں کمی اور ممنوع خرید وفروخت کی تمام صورتوں کو حرام قرار دیتی ہیں الخ۔[1]

مشترکہ تمویل میں روایتی بینکوں کے ساتھ اداروں کی شرکت اور روایتی بینکوں کو مشترکہ تمویل کی قیادت سونپنے کا جواز

- مسلمان کی غیر مسلم کے ساتھ شرکت کا جواز اور اس پر فساد وبطلان کا حکم نہ لگانا الّا یہ کہ وہ شرکت ایسے معاملات پر مشتمل ہو جو شرعاً جائز نہیں، اس کی بنیاد یہ ہے کہ کسی معاملے میں اصل اعتبار اس کی

(۱) ممنوع معاملات، اس کی جدید شکلیں، اور ان کی ممانعت کے شرعی دلائل کی مزید تفصیلات کے لیے ملاحظہ فرمائیں احمد محی الدین احمد کی کتاب "عمل شركات الاستثمارات الاسلامية في السوق العالمية" یعنی "عالمی بازار میں اسلامی سرمایہ کاری کمپنیوں کے معالات" ص ۲۷ تا ۴۳۔

مشروعیت کا ہوتا ہے، چاہے اس معاملے کو انجام دینے والا مسلمان ہو یا غیر مسلم۔ یہ وہی بات ہے جس کی منظوری "ندوۃ البرکہ"[۱] نے بھی دی، نیز کویت فائنانس ہاؤس کے چوتھے فقہی سیمینار میں بھی یہی رائے اختیار کی گئی تھی (۱۹۹۵)۔ جہاں تک بات آپ ﷺ سے مروی اس حدیثِ مبارکہ کی ہے کہ: "آپ ﷺ نے یہودی اور نصرانی کے ساتھ شرکت سے منع فرمایا ہے الاّ یہ کہ خرید و فروخت مسلمان کے ہاتھوں ہو"،[۲] تو اس میں منع کرنے کی جو علت ہے، یعنی سودی معاملہ یا شرعاً باطل عقود، تو یہ علت ایسے احتیاطی اقدامات سے ختم ہو جاتی ہے جو ان کاموں کو روکنے کے لیے کافی ہوں۔ اسی طرح شافعیہ، مالکیہ، حنابلہ اور احناف کے نزدیک جو کراہت کی علت ہے[۳] وہ علت بھی اس باہمی شرکت کے ناجائز معاملات سے خالی ہونے کی صورت میں ختم ہو جاتی ہے۔ وہ اس طرح کہ ایک تو جو روایتی ادارہ قیادت کر رہا ہے وہ اس بات کا واضح الفاظ میں التزام کرے کہ وہ معاملات کے شرعی احکامات کی پابندی کرے گا، دوسرے یہ کہ مشترکہ تمویل کا ہر ہر مرحلہ مجالسِ شرعیہ کی نگرانی اور ان کے کنٹرول میں ہو۔

ابتدائی تیاری کی خدمات اور ان کی اجرتیں

- ابتدائی تیاریوں کی خدمات کے عوض اجرت (کمیشن) وصول کرنے کا جواز اس بنیاد پر ہے کہ اس کا فائدہ مشارکہ کے تمام شریکوں کو ہوتا ہے اور شرعاً اس میں کوئی خرابی بھی نہیں۔ عوض کا اصل اخراجات کے برابر، اس سے کم یا اس سے زیادہ ہونے یا جس عوض پر سب راضی ہو جائیں اس کا شرعی

---

(۱) فتوے کی عبارت یہ ہے "اس میں کوئی حرج نہیں کہ روایتی بینک اسلامی بینکوں کے ساتھ کسی ایسی مشترکہ تمویل میں شرکت کریں جو اپنے معاملات میں شرعی احکامات کی پابندی کا التزام کرتی ہو بشرطیکہ معاملات کا انتظام صرف روایتی بینکوں کے ہاتھ میں نہ ہو اور نہ شرعی معاملات میں فیصلوں کا اختیار ان کے پاس ہو"۔ قرارداد نمبر ۹/ افتاویٰ ندوۃ البرکہ، ص ۱۵۱۔

(۲) ملاحظہ فرمائیں المجموع شرح المہذب ۱۴/ ۹۳۔

(۳) ابن قدامہ المغنی ۴/ ۴، النووی المجموع ۱۳/ ۵۰۳ البہوتی، شرح منتہی الارادات ۲/ ۳۱۹، المدونہ ۵/ ۷۰ الکاسانی بدائع الصنائع ۶/ ۶۱۔

جواز یہ ہے کہ یہ ایک جائز شرط ہے۔ ”ندوہ البرکہ“(سال ۱۹۹۴) کا فتویٰ اور کویتی فائنانس ہاؤس کے چوتھے فقہی سیمینار (سال ۱۹۹۵) میں بھی یہی فتویٰ دیا گیا ہے۔ (۱)

- محض رابطہ قائم کرنے کی اجرت کو ممنوع قرار دینے کی بنیاد یہ ہے کہ یہ تو صرف عقد کرنے کے حق کا عوض ہے، اور عقد کرنے کا حق حقیقت میں صرف ارادہ اور مشیئت ہے، جو کہ معاوضہ کا محل نہیں۔ (۲)

بینک کے ڈائریکٹر کی ضمانت اور کفالت

- بینک کے ڈائریکٹر صرف غلطی یا کوتاہی کی صورت میں ضامن ہوگا، اس کی بنیاد در حقیقت یہ ہے کہ بینک کا ڈائریکٹر تمویل کے اس کام میں ایک شریک کی حیثیت سے ہے، اور شریک کا قبضہ، قبضۂ امانت ہوتا ہے، جو کہ کسی قسم کے ضمان کا متحمل نہیں ہوتا اور نہ ہی اس ضمان کی شرط رکھی جا سکتی ہے، کیونکہ اس صورت میں ان اصولوں کی خلاف ورزی لازم آتی ہے جو امانات کے باب میں معتبر شمار ہوتے ہیں۔ البتہ جو دستاویزاتی رپورٹ بینک کے ڈاریکٹر نے تیار کی ہے اس کے اندر کوتاہی، غلطی، فریب یا دھوکہ کی صورت میں وہ جوابدہ ہوگا، کیونکہ اس صورت میں اس نے خود ہی ایک ایسا ضرر پیدا کیا ہے جس کا بوجھ اسی کو اٹھانا پڑے گا۔
- وہ بینک کا ڈائریکٹر جو مضاربت یا مشارکہ کی بنیاد پر کام کر رہا ہو اس کے لیے اپنے شرکاء کے مدیونین کے لیے ضمانت دینا جائز نہیں، اور نہ ہی یہ جائز ہے کہ شرکاء کو ان کے حصوں کی واپسی کی غرض سے کرنسی کی شرح تبادلہ کے اتار چڑھاؤ کی ضمانت دے، اس بات کی بنیاد یہ ہے کہ اس طرح کرنے سے

---

(۱) ندوہ البرکہ کے فتویٰ کی عبارت یہ ہے: ”وہ ابتدائی تیاریاں جو کام کو شروع کرنے والا بینک انجام دیتا ہے، تو اس بینک کے لیے مذکورہ خدمات کا عوض وصول کرنا جائز ہے، چاہے وہ عوض اصل اخراجات کے برابر ہو، اس سے کم ہو یا اس سے زیادہ“۔ کویتی فائنانس ہاؤس کے چوتھے فقہی سیمینار کے فتوے کی عبارت یہ ہے: ”وہ ابتدائی تیاریاں جو تمویل کے منصوبے کو پہلی بار پیش کرنے والا بینک انجام دیتا ہے، اس بینک کو پورا حق ہے کہ اس کا ایسا عوض وصول کرے جس پر سب راضی ہوں، چاہے انتظامات اس کے پاس ہوں یا نہ ہوں“۔

(۲) دیکھیے مرابحہ سے متعلق شرعی معیار نمبر ۸ کی شق ۲/۴/۱۔

اکثر یہ معاملہ شریک یا مضارب کا بقیہ شرکاء یا ارباب الاموال کو ضمانت دینے کا معاملہ بن جاتا ہے، جو کہ شرعاً ممنوع ہے۔

- وہ بینک کا ڈائریکٹر جو وکالت کی بنیاد پر معاملات انجام دے رہا ہے اس کے لیے جائز ہے کہ وہ مدیونین کا کفیل بنے بشرطیکہ یہ کفیل بننا وکالت کے عقد سے ہٹ کر ایک علیحدہ معاملہ ہو، اس بات کے جواز کی بنیاد یہ ہے کہ وکالت اگر کفالت کی شرط سے خالی ہو اور پھر ایک علیحدہ عقد کے ذریعے وکیل ان لوگوں کے لیے کفیل بھی بن جائے جن سے اس کا معاملہ چل رہا ہے تو اس صورت میں وہ وکیل ہونے کی حیثیت سے کفیل نہیں ہوگا، چنانچہ اگر اس کو وکالت سے برطرف کر دیا جائے تب بھی وہ کفیل رہے گا۔

شرحِ تبادلہ

- مشترکہ تمویل میں شریک ادارے اپنے حصے کی رقم مشترکہ تمویل کی کرنسی کے علاوہ دوسری کرنسیوں کی صورت میں پیش کریں البتہ شرط یہ ہے کہ جس دن حصے شامل کیے جائیں اسی دن کی شرح تبادلہ کی بنیاد پر مشترکہ تمویل کی کرنسی سے ان کا موازنہ کر لیا جائے۔ اس کی بنیاد حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث ہے، فرماتے ہیں: "میں نے پوچھا، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں بقیع کے مقام پر اونٹ فروخت کرتا ہوں، بیچتا دیناروں میں ہوں لیکن اس کی قیمت دراہم میں وصول کرتا ہوں، اور کبھی دراہم میں فروخت کرتا ہوں اور دینار وصول کرتا ہوں، اس کے بدلے میں یہ لیتا ہوں اور اس کے بدلے میں یہ دیتا ہوں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "اگر تم اسی دن کی قیمت کے حساب سے لو، اور اس حال میں جدا ہو کے تم دونوں کے درمیان کوئی حساب باقی نہ رہے تو اس میں کوئی حرج نہیں"۔[1] اسی طرح اس میں ایک طرح سے بیع صرف اور حوالہ کا اجلاس ہے، اور اس کو مجمع الفقہ الاسلامی کی قرارداد نے جائز کہا ہے۔[2]

---

(۱) اس کی تخریج ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور حاکم نے کی ہے، اور ذہبی نے بھی اس کی تصحیح کی اور موافقت کی ہے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم تک مرفوع اور ابنِ عمر رضی اللہ عنہما تک موقوفاً روایت کیا ہے، التلخیص الحبیر ۳/۲۹۔

(۲) مجمع الفقہ الاسلامی کی قرارداد نمبر ۹/۱۸۴۔

- اور یہی حدیث اس شرط کے جواز کے قول کی بھی شرعی دلیل ہے کہ شریک اداروں کے تمام منافع اور حقوق، جس دن نفع تقسیم کیا جائے اس دن کے شرحِ تبادلہ کے اعتبار سے مشترکہ تمویل کی کرنسی کے علاوہ کسی دوسری کرنسی میں دیے جائیں گے۔
- مشارکہ یا مضاربہ کے کسی ایک فریق کا دوسرے فریق کے حق میں شرحِ تبادلہ کے اتار چڑھاؤ کی ضمانت دینے کا عدم جواز اس بنیاد پر ہے کہ اس طرح کرنے سے اکثر یہ معاملہ شریک یا مضارب کا بقیہ شرکاء یا ارباب الاموال کو ضمانت دینے کا معاملہ بن جاتا ہے، جو کہ شرعاً ممنوع ہے۔

مشترکہ تمویل سے نکلنے کے ضابطے

- اس بات پر اتفاق کر لینے کا جواز کہ مشترکہ تمویل کا معاملہ اس طرح بند ہوگا کہ تصفیہ کے وقت سے پہلے اس سے نکلنے کی اجازت نہ ہوگی، اس بنیاد پر ہے کہ یہ ایک صحیح شرط ہے جو کہ عقد کے تقاضے کے منافی نہیں، اور نہ یہ کسی حلال کو حرام یا حرام کو حلال کر رہی ہے، نیز اس سے کوئی ایسی غرض بھی متعلق نہیں جو لڑائی جھگڑے[1] کا باعث ہو، چنانچہ اس کو پورا کرنا ضروری ہے، کیونکہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے کہ:
﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوْفُوا بِالْعُقُودِ﴾[2] (اے ایمان والو! معاہدوں کو پورا کرو)۔
- مشترکہ تمویل سے خروج کے قیمتِ اسمیہ یا منافع کی ایک خاص حد تک ضمانت دینے پر پہلے سے اتفاقِ رائے کر لینے کے عدمِ جواز کی شرعی دلیل یہ ہے کہ یہ یا تو حقیقتاً ربا ہے یا اس میں ربا کا شبہہ ہے، اور پھر یہ کہ اس میں ایک شریک کی جانب سے دوسرے شریک کے حصے کی ضمانت بھی ہے، نیز یہ صورت منافع کے اندر شرکت کو بھی ختم کرتی ہے، اور یہ سب باتیں شرعاً ممنوع ہیں۔

---

(۱) عقود کی شرائط کے لیے دیکھیے، تبیین الحقائق ۴/۴۳، ابن الہمام۔ شرح فتح القدیر ۵/۲۱۵۔ البہوتی کشاف القناع ۳/۱۹۳، ۱۹۲۔ النووی المجموع شرح المہذب ۹/۳۶۸، ۳۶۴۔ الخرشی علی مختصر خلیل، ج/۸۱، ۸۰۔

(۲) المائدۃ: ۱۔

شرعی معیار نمبر (۲۵)

ایک سے زائد معاہدات کو جمع کرنا

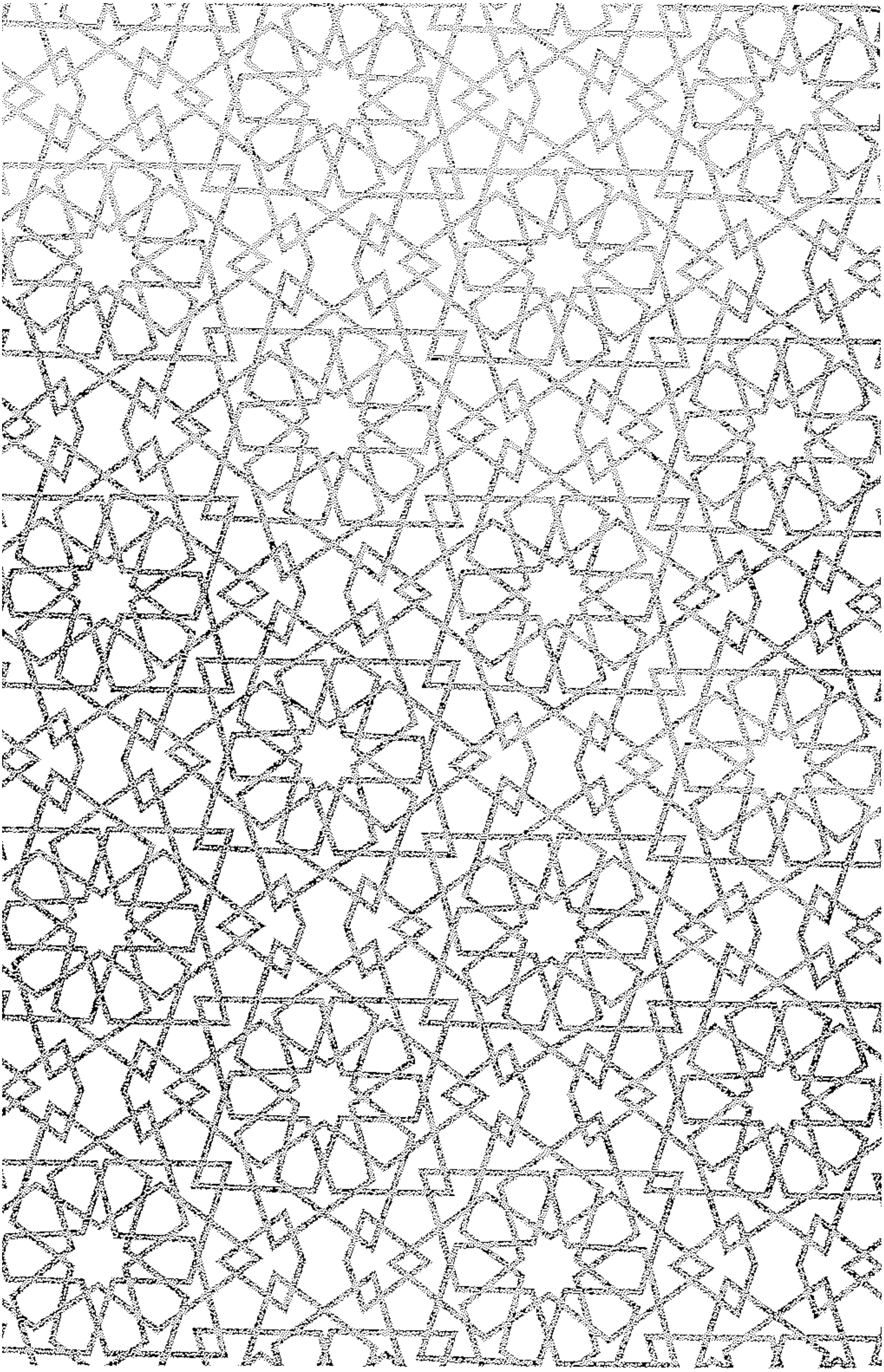

فہرست

دیباچہ ٦٧٦

معیار کا متن ٦٧٧

١- معیار کا دائرۂ کار ٦٧٧

٢- ایک سے زائد معاہدات کو جمع کرنے کا مفہوم ٦٧٧

٣- ایک سے زائد معاہدات کو جمع کرنے کا شرعی حکم ٦٧٨

٤- ایک سے زائد معاہدات کو جمع کرنے کے جواز کے ضوابط ٦٧٩

٥- ایک سے زائد معاہدات کو جمع کرنے میں شریعت کی رخصتیں اور رعایتیں ٦٧٩

٦- ایک سے زائد معاہدات کو جمع کرنے پر پیشگی اتفاق ٦٨٠

٧- ایک سے زائد معاہدات کو جمع کرنے کی رائج عملی صورتیں اور عمومی احکام ٦٨٢

٨- معیار کے اجرا کی تاریخ ٦٨٣

معیار کی منظوری ٦٨٤

ضمیمہ جات

ضمیمہ (الف) معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد ٦٨٥

ضمیمہ (ب) شرعی احکام کی بنیادیں ٦٨٧

ضمیمہ (ج) فرہنگ ٦٩٢

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على أشرف المرسلين، سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه أجمعين.

دیباچہ

اس معیار کا مقصد ایک ہی معاملے میں مختلف عقود / معاہدات کو جمع کرنے کی حقیقت کا بیان ہے۔ نیز عقود کو اس طرح جمع کرنے کی خصوصیات، حکم، ضوابط، پیشگی مفاہمت کے شرعی احکام، اسی طرح اسلامی مالیاتی اداروں (ادارہ/ادارے)[1] میں اس کی زیادہ اہم اور مروّجہ صورتوں کا بیان ہے۔

والله الموفق...

---

(۱) "ادارہ/ادارے" کی اصطلاح یہاں اختصار کی غرض سے اسلامی مالیاتی اداروں کے لیے استعمال کی گئی ہے جن میں اسلامی بینک بھی شامل ہیں۔

معیار کا متن

ا- معیار کا دائرۂ کار

یہ معیار لین دین کے ایسے معاملات پر مشتمل ہے جن میں ایک ہی معاملے میں دو یا زائد عقود [contracts] جمع ہوں۔ اس معیار میں ان معاملات کی تعریف، ان کی صورتوں، اُصول و ضوابط، خصوصیات، اور رخصتوں کا بیان ہے۔ نیز یہ معیار پیشگی مفاہمت اور اس کے احکام و خصوصیات پر مشتمل ہے۔ اسی طرح عقود کو جمع کرنے کی زیادہ اہم اور مروّجہ صورتوں پر بھی مشتمل ہے۔

۲- ایک سے زائد معاہدات کو جمع کرنے کا مفہوم

۲/۱ یہ دو یا دو سے زائد فریقوں کے درمیان ایسا معاملہ ہے جو دو یا دو سے زائد عقود پر مشتمل ہو۔

عقود کو جمع کرنے کی چار صورتیں ہیں:

۲/۱/۱ کسی ایک عقد میں دوسرے عقد کی شرط لگائے بغیر اور سابقہ مفاہمت کے بغیر انہیں جمع کرنا۔

۲/۱/۲ عقود کو اس طرح جمع کرنا کہ ایک عقد دوسرے عقد میں مشروط ہو لیکن سابقہ مفاہمت نہ ہو۔

۲/۱/۳ سابقہ مفاہمت کی بناء پر ایک عقد میں دوسرے کی شرط لگائے بغیر جمع کرنا۔

۲/۱/۴ مجلسِ عقد میں حتمی فیصلہ کیے بغیر ایک ہی موقع پر دو عقود میں معاملہ طے کرنا۔

۲/۲ ایک ہی معاملہ میں جمع ہونے والے عقود کی صورتیں

۲/۲/۱ بعض اوقات عقود ایک ہی عوض پر مکمل ہوتے ہیں جیساکہ اگر کسی کو ایک ہزار

دینار کے عوض زمین فروخت کی ہو اور ایک گاڑی ایک مہینے کے لیے کرایہ پر بھی دی ہو۔

۲/۲/۲ بعض اوقات عقود کو دو الگ الگ عوض پر طے کیا جاتا ہے۔ جیساکہ اگر کسی کو گھر ایک ہزار دینار میں فروخت کیا ہو، اور اسے اپنی گاڑی ایک سو دینار میں کرایہ پر دی ہو۔

۳/۲/۲ بعض اوقات بعض عقود کو ایک دوسرے کے ساتھ مشروط کر دیا جاتا ہے۔ مثلاً کسی سے یوں کہے کہ "میں نے تمہیں اپنا یہ گھر دس ہزار دینار میں اس شرط پر فروخت کیا کہ میں تم سے یہ گھر ایک ہزار کے عوض دو سال کی مدت کے لیے کرایہ پر لے رہا ہوں یا اس شرط پر کہ تم مجھے اپنی گاڑی دو ہزار میں فروخت کروگے"۔

۴/۲/۲ بعض اوقات عقود کا اجتماع عقود کے ایک ایسے مجموعہ میں ہوتا ہے جو پے در پے اجزا اور یکے بعد دیگرے پائے جانے والے مراحل پر مشتمل تو ہوتا ہے لیکن یہ مجموعہ ایسے نظم کے تحت طے پاتا ہے جس کی رو سے اسے ایک ہی معاملہ شمار کیا جاتا ہے، جس کا ایک متعین مقصد ہوتا ہے اور عاقدین اسی مقصد کو حاصل کرنے کا ارادہ وقصد رکھتے ہیں۔ جیساکہ بہت سے جدید معاملات میں ہوتا ہے۔ اس کی مثال اجارہ منتہیہ بالتملیک، خریدار کے وعدہ پر مرابحہ اور شرکتِ متناقصہ ہیں۔

۳۔ متعدّد عقود کو جمع کرنے کا شرعی حکم

ایک ہی مجموعہ میں کسی ایک عقد میں دوسرے کی شرط لگائے بغیر ایک سے زائد عقود کا اجتماع جائز ہے، جبکہ ان میں سے ہر ایک عقد انفرادی طور پر جائز ہو، بشرطیکہ اس میں ممانعت کی کوئی شرعی دلیل نہ ہو، ورنہ ایسی صورت میں صرف وہی معاملہ استثنائی طور پر ناجائز ہو جائے گا۔

۴- عقود کو جمع کرنے کے جواز کے ضوابط

۱/۴ ایسے معاملے میں نہ ہو جس میں جمع کی ممانعت منصوص ہے، مثلاً بیع اور قرض کو [ایک ہی عقد میں] جمع کرنے کی ممانعت۔

۲/۴ اسے سود کا حیلہ نہ بنایا جائے، مثلاً بیع عینہ پر اتفاق یا ربا الفضل کا حیلہ نہ کیا جائے۔

۳/۴ یہ سود کا ذریعہ نہ ہو، مثلاً قرض اور معاوضہ کو جمع کرنا، یا کسی کو کوئی مال اس شرط پر قرضہ کے طور پر دینا کہ قرضدار اسے اپنے گھر میں ٹھہرائے، یا اسے ہدیہ دے، یا اس کا قرض مقدار یا صفت میں اضافہ کے ساتھ واپس کرے۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۱۹) ''قرض''، شق ۴/۱۔

۴/۴ ایک سے زائد معاہدات کو جمع کرنا ایسے عقود کے درمیان نہ ہو جو باہم ایک دوسرے سے متضاد ہوں، یا ان کے احکام اور تقاضوں میں تعارض ہو، جیساکہ کسی چیز کا ہبہ، اور جو کو ہبہ کیا گیا اسی کے ہاتھ اسی شے کی بیع، یا ایک چیز کا ہبہ اور اسی چیز کا اجارہ یا عقدِ مضاربت میں مضارِب کو مالِ مضاربت قرضہ کے طور پر دینے کو جمع کرنا، یا ایک ہی بدل کے عوض بیع صرف اور جعالہ، یا سلم اور جعالہ کو جمع کرنا، یا اجارہ اور بیع کو ہائر پر چیز [hire purchase] کے معاملے میں جمع کرنا۔

۵- عقود کو جمع کرنے میں شریعت کی رخصتیں اور رعایتیں

۱/۵ ضابطہ یہ ہے کہ عقود کو جمع کرنے میں جو عقود ضمناً اور تابع ہو کر طے پاتے ہیں، ان میں جن شرعی رخصتوں کو روا رکھا جاسکتا ہے، یہ رخصتیں انہی عقود کو مستقل اور علیحدہ طے کرنے کی صورت میں روا نہیں رکھی جا سکتی ہیں۔ ضمنی اور تابع عقد سے مراد وہ ہے جو معاملہ میں ضمناً یا معاملہ کے اصل مقصد کا ایک معنی میں تابع بن کر آئے کہ دونوں فریقوں نے اس کو معاملہ کا اصل مقصود بنانے کا ارادہ نہ کیا ہو۔ ان کا تعیّن عرف اور رواج کے مطابق اور پیشہ ور ماہرین کے تجربہ سے ہوتی ہے بشرطیکہ ادارہ کی مجلسِ شرعی اس پر اظہارِ اعتماد کرے۔

۲/۵ ضمنی اور تابع عقود میں درج ذیل پانچ خرابیوں میں سے کسی کو بھی گوارا کیا جاسکتا ہے:

۱/۲/۵ مالی عقودِ معاوضہ میں اثر انداز ہونے والا غرر، مثلاً اگر اس کا وجود عقد میں تابع ہو کر پایا جائے، یا کسی عقد کے ضمن میں ہو۔

۲/۲/۵ مالی عقودِ معاوضہ میں اثر انداز ہونے والی جہالت جو موضوعِ عقد میں ضمناً واقع ہو۔

۳/۲/۵ ربا البیع اور صرف کے صحیح ہونے کی شرائط کا مکمل طور پر نہ پایا جانا۔ مثلاً بیع صرف اور حوالہ کو جمع کرنا کہ پھر بیع صرف میں قبضہ کا نہ ہونا معاف ہوگا۔

۴/۲/۵ بیع الکالی بالکالی (یعنی ایک ادھار شے اسی قسم کی دوسری ادھار شے کے عوض بیچنا) جبکہ وہ ضمنی معاملات میں واقع ہو۔ مثلاً کسی ایسی کمپنی کے حصص اُدھار خریدنا جس کے ذمہ واجب الادا قرض ہوں۔

۵/۲/۵ حاجت یا قابلِ ترجیح مصلحت کے وقت معاہدۂ بیع کی صحت کی بعض شرائط کا التزام نہ ہونا، مثلاً ضمنی بیع میں ایجاب اور قبول کا ترک کرنا۔

۶- ایک سے زائد معاہدات کو جمع کرنے پر پیشگی اتفاق

۱/۶ فقہی اصطلاح میں "پیشگی اتفاق [مواطاۃ]" کا اطلاق متعدد امور پر ہوتا ہے، جن میں سے اہم یہ ہیں:

۱/۱/۶ دونوں فریقوں کا آپس میں واضح طور پر یا اشارے سے طے کرنا کہ وہ جائز عقود میں ربا کا حیلہ یا ربا کے ذریعہ والا معاملہ انجام دیں گے۔

۲/۱/۶ کسی جائز تصرّف یا معاملہ کرنے پر دونوں فریقوں کے درمیان اس امر پر پیشگی اور پوشیدہ اتفاق ہو تاکہ وہ ایسا تصرف یا معاملہ انجام دیں گے جس سے ان کا مقصد کسی شرعی حل (قابلِ قبول حیلہ) تک پہنچنا ہو۔

۳/۱/۶ شق ۴/۲/۲ کے مطابق کسی مجموعہ میں طے ہونے والے عقود سے قبل تمہیدی

مذاکرات کے مرحلہ پر دونوں فریقوں کے ارادوں کے درمیان مطابقت کا پایا جانا۔

۲/۶ حقیقت اور فقہی اعتبار سے ایک سے زائد معاہدات کو جمع کرنے کی تین خصوصیات ہیں:

۱/۲/۶ یہ دونوں فریقوں کے درمیان زمانۂ مستقبل میں عقود کرنے اور وعدے پورے کرنے پر اتفاق ہے۔

۲/۲/۶ اگر عقد میں پیشگی اتفاق [مواطاۃ] کے عقد کا جزء ہونے کی صراحت کردی گئی تو وہ ایسے عقود میں ایک پیشگی شرط کے مرتبہ میں ہوگا، اور اُس عقد میں حلّت وحرمت، صحت اور فساد، اور لزوم اور نفاذ کے شرعی احکام جاری ہوں گے۔

۳/۲/۶ پیشگی اتفاق [مواطاۃ] شرعاً اسی درجہ میں قابلِ نفاذ مانا جاتا ہے جس درجہ میں شرط یا پیشگی شرط قابلِ نفاذ مانی جاتی ہے۔ اور پیشگی شرط عقد کے ساتھ طے ہونے والی شرط ہی کی طرح صحیح اور واجب العمل ہے، بشرطیکہ عقد میں دونوں فریقوں نے اس کا لحاظ رکھنے پر اتفاق کرلیا ہو۔

۳/۶ عقود کو جمع کرنے کے باہمی اتفاق کی متعدّد قسمیں ہیں، جنہیں مجموعی طور پر چار قسموں میں داخل کیا جاسکتا ہے:

۱/۳/۶ ربا کے حیلوں پر پیشگی اتفاق مثلاً بیع عینہ اور اس کے برعکس پر، بیع الوفاء (مبیع کے واپس ملنے کی امید پر بیع) پر، اور ربا الفضل کے حیلہ پر باہمی اتفاق۔ ایسا پیشگی اتفاق شرعاً ممنوع ہے، جس کی وجہ سے وہ عقود بھی فاسد ہیں جن کے ذریعہ سے یہ حیلہ کیا گیا ہو۔

۲/۳/۶ ربا کے طریقے پر پیشگی اتفاق مثلاً قرض اور معاوضہ کو جمع کرنے پر اتفاق، یا اس پر کہ قرض دار، قرض خواہ کو کوئی ہدیہ دے یا لیے گئے قرض سے زیادہ مقدار یا بہتر معیار واپس کرے۔

۱/۲/۳/۶ ایسے پیشگی اتفاق کو شرعاً دو شرائط کے ساتھ ان ذرائع کی ممانعت کا سبب اور بنیاد قرار دیا جائے گا جو کہ اپنی اصل کے اعتبار سے مباح ہیں:

اول: اس معاملہ میں عام طور پر جائز معاملے کو ممنوع معاملے کا وسیلہ بنایا جانا بکثرت ہو اور اس ممنوع معاملے کے قصد اور ارادے کی تہمت قوی اور ظاہر ہو۔

دوم: اس معاملہ کی کوئی واقعی حاجت یا قابلِ ترجیح مصلحت نہ ہو۔

۶/۳/۳ شرعی متبادلات یعنی [ناجائز امور سے بچنے کے جائز راستوں] پر پیشگی اتفاق: یہ وہ قابلِ قبول حیلے ہیں، جن کے وسائل کسی شرعی دلیل کے خلاف نہیں ہیں اور ان کی اغراض مقاصدِ شریعت کے مخالف نہیں ہیں اور ان کا نتیجہ کسی خالص یا راجح خرابی کی صورت میں نہیں نکلتا۔ لہٰذا ان کا حکم جواز کا ہے۔

۶/۳/۴ ایسے عقود کو جمع کرنے پر پیشگی اتفاق جو ایک دوسرے کی نقیض اور ضد ہیں ایسا پیشگی اتفاق فاسد اور ممنوع ہے کیونکہ ایسے دو یا دو سے زائد عقود کو جمع کرنا جائز نہیں ہے، جن کے درمیان تناقض، یا تضاد، یا ان کے باہمی تقاضوں اور نتائج میں تعارض ہو، کیونکہ ایسا پیشگی اتفاق ناجائز جمع کا ذریعہ ہے، (دیکھیے شق ۴/۴)۔

۷- ایک سے زائد معاہدات کو جمع کرنے کی رائج عملی صورتیں اور عمومی احکام

۷/۱ رائج مالی معاملات کی نمایاں ترین صورتوں میں سے عقد کے وہ انتظامی مجموعے ہیں جن میں سے ہر ایک مختلف عقود اور وعدوں کا مجموعہ ہوتا ہے، اور طرفین کے درمیان انہیں معین طریقہ پر مربوط مراحل کے ساتھ انجام دینے پر پیشگی اتفاق ہوتا ہے۔ اس متعین طریقہ کا ہدف اس مصلحت اور غرض کو پورا کرنا ہوتا ہے جسے عاقدین حاصل کرنا چاہتے ہیں، مثلاً خریدار کی درخواست پر کیا گیا مرابحہ، اجارہ منتہیہ بالتملیک اور شرکتِ متناقصہ۔

۷/۲ تجارت اور بینکوں کے جس عرف کو شرعی اعتبار سے معتبر مانا گیا اسی کے مطابق عقود کو جمع کرنے میں پیشگی اتفاق کی رعایت کو واجب اور طرفین پر لازم قرار دیا جائے گا جبکہ اس

کے عقد کا حصہ ہونے کی صراحت ہو، (دیکھیے شق ۲/۲/۶)۔

۳/۷ عقود کے مجموعوں میں شامل وعدوں کو وعدہ کرنے والے فریق پر لازم قرار دیا جائے گا۔

۴/۷ عقود کے مجموعے اپنی ساخت، احکام، تقاضوں اور شرائط میں باہمی عقد کے متعلق شریعت کے عام قواعد کے تابع ہوں گے اور اس اعتبار سے وہ جدید عقود ہی مانے جائیں گے، اور جب تک وہ کسی شرعی دلیل کے خلاف نہ ہوں، انہیں شق ۲/۵ کی رعایت کے ساتھ صحیح، لازم اور ان کے پورا کرنے کو واجب قرار دیا جائے گا۔

۵/۷ عقود کے مجموعوں میں جمع بین العقود کے شرعی ضوابط کی رعایت کی جائے گی اور شق ۴ کے تحت مذکور تفصیل دیکھ لی جائے۔

۶/۷ عقود کے مجموعوں میں ان شرعی رخصتوں پر عمل کیا جاسکتا ہے جبکہ ایسا مجموعہ مستقل اور علیحدہ وجود رکھتا ہو۔ شق ۵ کے تحت مذکور تفصیل دیکھ لی جائے۔

۷/۷ عقود کے مجموعوں میں طرفین میں سے کسی ایک کے اپنی ذمہ داریوں کو پورا نہ کرنے کی وجہ سے اگر کسی فریق کو نقصان پہنچا، وہ فریق حقیقی نقصانات کی تلافی کا ذمہ دار ہوگا۔

۸- معیار کے اجرا کی تاریخ

یہ معیار ۲۸ شعبان ۱۴۲۶ھ مطابق ۲ اکتوبر ۲۰۰۵ء کو جاری ہوا۔

معیار کی منظوری

مجلسِ شرعی نے ۲۲-۲۸ شعبان ۱۴۲۶ھ مطابق ۲۶ ستمبر - ۲ اکتوبر ۲۰۰۵ء کو مکہ مکرمہ میں منعقد ہونے والے اپنے پندرہویں اجلاس میں "ایک سے زائد معاہدات کو جمع کرنا" کے معیار کو منظور کیا۔

ضمیمہ (الف)

معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد

مجلسِ شرعی نے ۲-۷ ربیع الاول ۱۴۲۴ھ مطابق ۳-۸ مئی ۲۰۰۳ء کو مدینہ منورہ میں منعقدہ اپنے دسویں اجلاس میں ”ایک سے زائد معاہدات کو جمع کرنا“ کا معیار تیار کرنے کا فیصلہ کیا۔

۱۷ شعبان ۱۴۲۴ھ مطابق ۱۳ اکتوبر ۲۰۰۳ء کو شرعی معیارات کی کمیٹی نے ایک شرعی مشیر کے ذمہ ”ایک سے زائد معاہدات کو جمع کرنا“ کے معیار کا مسودہ تیار کرنے کا فیصلہ کیا۔

بروز جمعہ اور ہفتہ، ۲۶-۲۷ صفر ۱۴۲۵ھ مطابق ۱۶-۱۷ اپریل ۲۰۰۴ء شرعی معیارات کی دوسری کمیٹی کے بحرین میں منعقد دسویں اجلاس میں کمیٹی نے شرعی تحقیق پر مشتمل مقالہ کا جائزہ لیا، اور مشیر سے مناقشات اور ارکان کی آراء کی روشنی میں ضروری ترامیم شامل کرنے کے لیے کہا۔

شرعی معیارات کی دوسری کمیٹی کے گیارہویں اجلاس میں جو کہ بروز بدھ، ۲۸ ربیع الثانی ۱۴۲۵ھ مطابق ۱۶ جون ۲۰۰۴ء کو دبئی (متحدہ عرب امارات) میں منعقد ہوا، کمیٹی نے ”ایک سے زائد معاہدات کو جمع کرنا“ کے معیار کے مسوّدہ کا جائزہ لیا، اور بحث مباحثہ اور ارکان کی آراء کی روشنی میں معیار میں ضروری ترامیم شامل کیں۔

معیار کا ترمیم شدہ مسوّدہ مجلسِ شرعی کے تیرہویں اجلاس میں پیش کیا گیا جو کہ ۳۰ شعبان ۱۴۲۶ھ مطابق ۱۴ اکتوبر ۲۰۰۴ء کو مکہ مکرمہ میں منعقد ہوا۔ مجلسِ شرعی نے مسوّدہ میں مزید ترامیم کیں، اور مسودہ کو ماہرین کی خدمت میں کا فیصلہ کیا تاکہ جلسۂ سماعت میں پیش کرنے سے پہلے ان کی رائے سامنے آسکے۔

ادارہ نے ۱۵ صفر ۱۴۲۶ھ مطابق ۲۵ مارچ ۲۰۰۵ء کو بحرین میں جلسۂ سماعت منعقد کیا، جس میں مرکزی بینکوں، اداروں اور اکاؤنٹنگ فرمز کے نمائندے، ماہرینِ شریعت، یونیورسٹیوں کے اساتذہ اور دیگر

متعلقہ ماہرین شریک ہوئے، جن کی تعداد پینتیس سے زائد تھی۔ جلسۂ سماعت سے پہلے بھیجی ہوئی اور اسی طرح جلسہ میں پیش کی گئی آراء کو سنا گیا۔ شرعی معیارات کی دونوں کمیٹیوں کے بعض ارکان نے ان آراء کا جواب دیا اور وضاحت فرمائی۔

شرعی معیارات کی دونوں کمیٹیوں نے ۱۵-۱۶ صفر ۱۴۲۶ھ مطابق ۲۵-۲۶ مارچ ۲۰۰۵ء کو بحرین میں پر منعقدہ اپنے مشترکہ اجلاس میں جلسۂ سماعت میں سامنے آنے والی قابلِ ملاحظہ آراء پر بحث مباحثہ کیا، اور مناسب ترامیم کیں۔

مجلسِ شرعی نے ۲۱-۲۳ ربیع الاول ۱۴۲۶ھ مطابق ۳۰ اپریل - ۲ مئی ۲۰۰۵ء کو دبئی میں منعقدہ اپنے چودھویں اجلاس میں معیار کے مسوّدہ کا جائزہ لیا، اور بحث وتمحیص کے نتیجے میں امور، نیز بعض ارکان کی طرف سے سامنے آنے والے قابلِ غور امور کی روشنی میں مجلسِ شرعی نے معیار کا مسوّدہ تحقیق کے لیے شرعی معیارات کی دوسری کمیٹی کے پاس بھیجنا طے کیا۔

مجلسِ شرعی نے ۲۲-۲۵ شعبان ۱۴۲۶ھ مطابق ۲۶-۲۹ ستمبر ۲۰۰۵ء کے دوران مکہ مکرمہ میں منعقدہ اپنے پندرہویں اجلاس میں ان ترامیم کا اجتماعی جائزہ لیا جو شرعی معیارات اور مسوّدہ تیار کرنے والی کمیٹیوں نے تجویز کی تھیں۔ اور جن ترامیم کو مناسب سمجھا، انہیں معیار میں شامل کیا۔ اور اس معیار کی بعض دفعات پر تمام ارکان کے اتفاق، اور بعض پر کثرتِ رائے کی بنا پر اُسے منظور کیا، جس کی تفصیلات مجلسِ شرعی کی روئداد میں محفوظ ہیں۔

ضمیمہ (ب)

شرعی احکام کی بنیادیں

- جب تک ممانعت کی کوئی شرعی دلیل نہ ہواور ہر ایک عقد انفرادی طور پر جائز ہو تو ایک سے زائد عقود کے ایک معاملہ میں جمع کرنے کے جواز کی دلیل یہ ہے کہ نصوصِ شرعیہ کے دلائل اور شریعت کے عام کلّیات کے تقاضوں کے مطابق اصل یہ ہے باہمی معاملہ کرنے کی آزادی ہواور عاقدین کے تمام متفقہ امور کے مطابق جن کا انہوں نے التزام کیا ہو، اسے پورا کرنا واجب ہو، بشرطیکہ اس میں کسی حرام کو حلال، یا کسی حلال کو حرام کرنا نہ ہو۔[1] علامہ ابن القیم رحمہ اللہ نے فرمایا "عقود اور شرائط میں اصل صحت ہے، سوائے ان عقود اور شرائط کے جنہیں شریعت نے باطل قرار دیا یا ان سے روکا ہے اور یہی صحیح قول ہے"۔[2]
- حنفی، شافعی، اور حنبلی جمہور فقہائے کرام رحمہم اللہ نے صراحت کی ہے کہ ان کے یہاں اُصول، عقود کے مجموعہ کو ان عقود کے افراد پر قیاس کرنا ہے۔ اس لیے جو بھی معاملہ متعدّد عقود سے مل کر بنا ہو اور ان میں سے ہر عقد انفرادی طور پر جائز ہو تو اس مجموعی معاملہ کو بھی جائز کہا جائے گا۔[3]
- اسی بنا پر حنابلہ اور شافعیہ نے اپنے زیادہ صحیح [راجح] قول میں اس کی صراحت کی ہے کہ ایک ہی عوض کے بدلے میں دو عقود کو جمع کرنا درست ہے، اگرچہ یہ دونوں اپنے مقصود اور حکم میں ایک دوسرے

---

(۱)　مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ ۱۳۲/۲۹، القواعد النورانیہ الفقہیہ ۱۸۸۔

(۲)　اعلام الموقعین ۳۴۴/۱۔ اور علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی جامع الرسائل (۳۱۷/۲) دیکھ لی جائے۔

(۳)　المغنی ۳۹/۶، المجموع: ۳۸۸/۹، شرح السنۃ للبغوی ۶۷/۸

سے مختلف ہوں۔ [۱] اور علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے دو علیحدہ عوض کے بدلے میں دو عقود کے جمع ہونے کو جائز سمجھا ہے۔ [۲]

- ذکر کردہ اصول استثناء کی جن صورتوں پر ممانعت کی شرعی دلیل پائی جائے ان کا عدمِ جواز علامہ شاطبی رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول کی بنا پر ہے "شریعت کے استقراء سے معلوم ہوا کہ جمع ہونے کے بعض حالات میں حکم پر اثر انداز ہونے کی وہ صلاحیت پائی جاتی ہے جو انفرادی حالت میں نہیں پائی جاتی۔ جیسا کہ بیع اور قرض کو جمع کرنے سے ممانعت، نکاح میں دو بہنوں کو جمع کرنے کی ممانعت یا نکاح میں عورت کو اس کی پھوپھی یا خالہ کے ساتھ جمع کرنے کی ممانعت"۔ [۳]
- ایک ہی معاملہ میں ایک سے زائد عقود کے جمع ہونے کی مشروعیت کے ضوابط میں سے پہلے ضابطہ: یعنی اس اجتماع پر کسی شرعی نص میں ممانعت نہ آئی ہو، کی دلیل یہ روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیع اور سلف، [۴] اور ایک بیع میں دو بیع کرنے، [۵] اور ایک صفقہ میں دو صفقہ کرنے [۶] سے منع فرمایا ہے۔
- دوسرا ضابطہ، کہ جمع بین العقود ربا کا حیلہ نہ ہو، اس کی دلیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی بیع عینہ کی ممانعت ہے، [۷] نیز ربا الفضل کا حیلہ اختیار کرنے کی ممانعت ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عامل

---

(۱) کشاف القناع ۳/۴۷۸، البیان للعمرانی ۵/۱۴۸، المجموع شرح المذہب ۹/۳۸۸، تبیین الحقائق ۴/۱۷۴، البدائع ۶/۵۸، اعلام الموقعین ۳/۳۵۴، المبدع ۴/۴۳

(۲) علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی نظریۃ العقد، ص ۱۹۱، اور الاختیارات الفقہیہ من فتاویٰ ابن تیمیہ، ص ۱۲۲۔

(۳) الموافقات ۳/۱۹۲۔

(۴) علامہ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "حدیث حسن صحیح"۔ الموطا ۲/۶۵۷، مختصر سنن ابی داؤد للمنذری ۵/۱۴۴، مسند احمد ۲/۱۷۸، عارضۃ الاحوذی ۵/۲۴۱، مرقاۃ المفاتیح ۳/۳۲۳، نیل الاوطار ۵/۱۷۹۔

(۵) ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے، اور صحیح ہے"۔ القبس ۲/۸۴۲، مختصر ابی داؤد منذری ۵/۹۸، موطا ۲/۶۶۳، عارضۃ الاحوذی ۵/۲۳۹، سنن نسائی ۷/۲۹۵، نیل الاوطار ۵/۱۵۲ دیکھ لی جائیں۔

(۶) مسند احمد ۱/۱۹۸، نیل الاوطار ۵/۱۵۲، فتح القدیر ۶/۸۱۔ علامہ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا احمد رحمۃ اللہ علیہ کے رجال ثقات ہیں۔ (مجمع الزوائد: ۴/۸۴)۔

(۷) مسند احمد ۸۴، ۲/۴۲، سنن کبریٰ بیہقی ۵/۳۱۶، سبل السلام ۳/۱۴، مختصر سنن ابی داؤد للمنذری مع تہذیب السنن لابن القیم رحمۃ اللہ علیہ ۵/۹۹، ۱۰۴۔

سے یہ فرمانے کے ذریعہ کی تھی جو عمدہ کھجور کے ایک صاع کو اس سے ہلکے معیار والی کھجور کے دو یا تین صاع کے عوض میں لیتے تھے۔ اُن سے آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ: ایسا نہ کرو، ہلکے معیار والی کھجور کو دراہم کے عوض فروخت کر کے دراہم کے بدلے جنیب خریدو"۔ [۱] علامہ ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حکم ایک ایسی بیع کا تقاضا کرتا ہے جسے صرف اس وقت منعقد کیا جائے جب پہلی بیع ہو چکی ہو لہٰذا اگر عاقدین نے شروع ہی سے اس پر باہمی اتفاق کر لیا کہ "میں تمہیں بیچوں گا، پھر تم سے خریدوں گا"، تو ان دونوں نے ایک ساتھ دو عقود پر اتفاق کر لیا، ایسی صورت میں دوسرا عقد مستقل طور پر وجود میں آنے والا عقد نہیں ہوگا، بلکہ وہ دونوں فریقوں کے نزدیک ان کے پیشگی اتفاق کے مطابق پہلے عقد کا تتمہ ہوگا، اور حدیث کا ظاہر یہ ہے کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے دو مستقل عقود کا حکم فرمایا ہے جن میں سے کوئی دوسرے کے ساتھ مربوط نہ ہو، اور نہ اس پر مبنی ہو۔ [۲]

- تیسرا ضابطہ، کہ جمع بین العقود ربا کا ذریعہ نہ ہو، اس کی دلیل نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا قرض اور بیع کو جمع کرنے سے منع فرمانا ہے۔ [۳] نیز فقہاء کا اس بات پر اجماع ہے کہ جس شخص نے دوسرے کو مال اس شرط پر قرض دیا کہ قرضہ لینے والا اسے اپنے گھر میں ٹھہرائے یا اسے کوئی ہدیہ دے یا لیے گئے قرضہ سے مقدار یا معیار کے اعتبار سے اچھا واپس کرے، تو یہ فاسد اور ممنوع ہے کیونکہ ہر وہ قرضہ جو دینے والے کے لیے مقروض سے کوئی مشروط نفع لائے، وہ ربا ہے۔ [۴]
- چوتھا ضابطہ، یعنی یہ کہ ایسے عقود کو جمع نہ کیا جائے جن کے احکام اور تقاضوں میں باہم تفاوت یا تناقض پایا جائے۔ اس کی بنیاد قرافی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ "عقود دراصل اسباب ہیں کیونکہ وہ اپنے اوپر مرتب

---

(۱) اس کی تخریج امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں ۳/۹۷، اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں ۳/۱۲۰۸، اور نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سنن میں ۷/۲۴۴، کی ہے۔ نیز عارضۃ الاحوذی ۵/۲۴۹، اور الموطا ۲/۶۳۲، دیکھ لی جائیں۔

(۲) اعلام الموقعین ۳/۲۳۸، نیز اغاثۃ اللہفان ۲/۱۰۳، دیکھ لی جائے۔

(۳) اس کی تخریج امام ابو داؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، احمد، شافعی اور مالک رحمہم اللہ نے کی ہے، جو صفحہ نمبر ۵۴۶ پر گذر چکی ہے۔

(۴) المغنی ۶/۴۳۶، الشرح الکبیر علی المقنع ۱۲/۴۳۲، الذخیرہ ۵/۲۸۹، الکافی لابن قدامہ ۲/۹۳، المبدع ۴/۲۰۹، مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ ۲۹/۳۳۴۔

ہونے والے نتائج کے اندر اپنی حکمتوں کی تحصیل کی صلاحیت باہم مناسبت کے ذریعہ رکھتے ہیں اور ایک ہی چیز ایک ہی اعتبار سے دو متضاد یا متناقض چیزوں کے ساتھ مناسبت نہیں رکھ سکتی ہے"۔[1]
اس بناء پر دو ایسے عقود کو ایک ہی معاملہ میں جمع کرنا جائز نہیں ہے جن کے درمیان تضادّ یا تناقض یا ان کے تقاضوں اور نتائج میں تعارض ہو۔

- تابع اور ضمنی عقود میں شرعی رخصت و سہولت کی دلیل یہ ہے کہ اس کی بنیاد فقہی قواعد میں بیان کردہ ان قواعد پر ہے "توابع میں وہ رخصت ہوتی ہے جو ان کے علاوہ میں نہیں ہوتی"،[2] اور "ضمنی میں وہ رخصت ہوتی ہے جو مستقل میں نہیں ہوتی"،[3] اور "ضمنی ثبوت میں وہ رخصت ہوتی ہے جو اصل میں نہیں ہوتی"،[4] اور "مقصود بن کر ثابت شدہ امور میں وہ شرائط ہوتی ہیں جو ضمناً اور تبعاً ثابت امور میں نہیں ہوتیں"،[5] اور "ضمنی عقود میں وہ امور معاف ہوتے ہیں جو مستقل عقود میں معاف نہیں ہوتے"،[6] اور "ضمناً وہ اُمور ثابت ہوسکتے ہیں جو قصداً ممنوع ہوتے ہیں"،[7] اور ان جیسے دیگر قواعد۔
- بیع اور اس جیسے مالی معاوضات کے عقود میں مؤثر غرر جبکہ ایسا غرر موضوعِ عقد میں تابع ہو یا جس عقد کے ضمن میں یہ غرر پایا جاتا ہے وہ پورے معاملہ میں تابع ہو۔ اس غرر کے معاف ہونے کی دلیل نبی کریم ﷺ کا یہ مبارک فرمان ہے "جس نے کھجور کا درخت اس کے قلم لگنے کے بعد خریدا تو اس کا پھل بیچنے والے کا ہوگا سوائے یہ کہ خریدار نے شرط لگائی ہو کہ وہ پھل خریدار کا ہوگا"۔[8] کیونکہ

---

(۱) الفروق ۳/۱۴۲۔
(۲) مجلہ احکام عدلیہ مادّہ ۵۴، الاشباہ والنظائر للسیوطی، ص ۱۲۰۔
(۳) فتاویٰ الرملی ۲/۱۱۵۔
(۴) بدائع الفوائد لابن القیم ۴/۲۷۔
(۵) بدائع الصنائع ۶/۵۸۔
(۶) المنثور فی القواعد للزرکشی ۳/۳۷۸۔
(۷) ردّ المحتار ۴/۱۷۰۔
(۸) اس کی تخریج امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ۵/۴۹ فتح، امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۰/۱۹۱ میں، شرح النووی، ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے ۲/۲۴۰، نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے ۷/۲۶۰، ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے ۲/۷۴۵، مالک رحمۃ اللہ علیہ نے ۲/۶۱۷، احمد رحمۃ اللہ علیہ نے ۶۳، ۷۸، ۱۰۲، ۲/۶۱۵۰، ۹، ۵۴ کی ہے۔ اور عارضۃ الاحوذی ۵/۲۵۲، دیکھ لی جائے۔

حدیث اس بات پر دلالت کر رہی ہے کہ خریدے ہوئے پھل کے قابلِ استعمال ہونے سے پہلے، جس کے بارے میں اپنے لیے ہونے کی شرط خریدار نے لگائی ہو، اس کا غرر معاف ہونے کا سبب صرف تابع ہونا اور ضمناً ثابت ہونا ہے۔ مالی معاوضات کے عقود کے توابع اور ضمناً پائے جانے والے امور کے غرر کے معاف ہونے پر ان عقود میں پائی جانے والی جہالتِ فاحشہ [صریح لاعلمی] کو بھی قیاس کیا گیا ہے، کیونکہ جہالتِ فاحشہ بھی غرر کے معنی میں ہے۔

- ربا البیوع اور کرنسی کی ایک دوسرے کے ساتھ بیع میں، نیز عقدِ صرف کی صحت کی شرائط کے پورا نہ ہونے کی رخصت، جبکہ وہ ضمنی ہو، اصل موضوعِ عقد میں نہ ہو، نبی کریم ﷺ کا یہ مبارک فرمان ہے "جس نے کوئی ایسا غلام خریدا جس کا مال ہو، تو اس کا مال بیچنے والے کا ہوگا، سوائے یہ کہ خریدار نے یہ شرط لگائی ہو کہ مال خریدار کا ہوگا"[1] کیونکہ غلام کو اس کے ساتھ موجود مال سمیت خریدنے والے نے اس مال کو بھی مدِ نظر رکھا ہے، خواہ وہ کم ہو یا زیادہ، اور اس نے اس کے لیے ضمناً ثمن کا ایک حصہ مقرر کیا ہے، اگرچہ اس کی مستقل طور پر صراحت نہ کی ہو۔ اور اس سے اس بات پر حدیث کی دلیل واضح ہوتی ہے کہ بیع صرف کے احکام کی رعایت کے بغیر غلام کے تابع کے طور پر اس کا مال خریدنا جائز ہے۔ نیز اس حدیث سے اس پر بھی دلالت ہوتی ہے کہ مال کے قلیل یا کثیر ہونے اور اس کے معلوم یا مجہول ہونے میں کوئی فرق نہیں ہے۔[2]
- بیع الکالی بالکالی [ادھار کی ادھار کے بدلے خرید وفروخت] کے معاف ہونے کی دلیل، جبکہ وہ توابع میں ہو، موضوعِ عقد میں اصل یا مستقل طور پر نہ ہو، یہ حدیث ہے "جس نے کوئی ایسا غلام خریدا جس کے لیے کچھ مال ہو... الخ"، کیونکہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے موطا میں غلام کی بیع اور اس کے مال کی

---

(۱) اس کی تخریج امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں ۴۹/۵ فتح، اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں ۱۱۷۳/۳، ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سنن میں ۲۴۰/۲، نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سنن میں ۲۶۱/۷، ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سنن میں ۷۴۶/۲، احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مسند میں ۷۸،۹/۲۔ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی موطا میں ۶۱۱/۲، کی ہے۔ عارضۃ الاحوذی ۲۵۲/۵، دیکھ لی جائے۔

(۲) القبس لابن العربی ۸۰۵/۲، المغنی لابن قدامہ رحمۃ اللہ علیہ ۹۶/۶، الزرقانی علی الموطا ۲۵۳/۳۔

شرط لگانے کے جواز کی صراحت کی ہے، اگرچہ اس کا مال کسی کے ذمہ میں ادھار ہی ہو اور قیمت بھی خریدار کے ذمہ میں ادھار ہو۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث کے ظاہر پر عمل کرتے ہوئے اور اس کے اطلاق اور اہلِ مدینہ کے عمل کی بناء پر یہ قول اختیار فرمایا ہے۔[1]

- حاجت یا قابلِ ترجیح مصلحت کی بناء پر تابع اور ضمنی عقود میں بعض ارکان یا صحت کی شرائط کے معاف ہونے کی دلیل الاشباہ والنظائر میں علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی صراحت ہے کہ ضمنی بیع میں ایجاب اور قبول (صیغہ) کا ترک معاف ہوتا ہے اور ضمنی بیع میں مستقبل کی طرف نسبت (خرید وفروخت کی بوقتِ تنفیذ کی شرط کا فوت ہونا) بھی اس قاعدہ کی بنا پر معاف ہے کہ ''توابع میں وہ امور معاف ہوتے ہیں جو ان کے علاوہ میں معاف نہیں ہوتے''۔[2]
- جمع بین العقود پر پیشگی اتفاق کا قابلِ نفاذ ہونے میں اور دیگر احکام میں پیشگی شرط کی طرح ہونے کی دلیل یہ ہے کہ عرف اور اصطلاح میں مواطاۃ یعنی پیشگی اتفاق کی حقیقت یہ ہے کہ دونوں فریق اس بات پر اتفاق کرلیں کہ وہ آئندہ کچھ عقود کریں گے یا وعدے پورے کریں گے۔ اور اسی پر علامہ ابنِ تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ''اگر دونوں کا کسی امر پر اتفاق ہوجائے، اس کے بعد وہ عقد کا انعقاد مطلقاً کریں، تو اس عقد کو اسی امر پر محمول کیا جائے گا جس پر ان دونوں کا اتفاق ہوا تھا''۔[3]
- صحت اور پورا کرنے کے وجوب میں پیشگی شرط کے مقارن شرط کی طرح ہونے کی دلیل لوگوں کا عرف ہے کہ ایسی شرائط میں جن کی صراحت خود عقد میں ہو اور ایسی شرائط جن پر عقد سے پہلے اتفاق ہوگیا ہو، کوئی فرق نہیں ہے، اگرچہ عقد کے وقت ان کی صراحت نہ کی گئی ہو، جب تک کہ عقد ان شرائط پر مبنی ہو اور عاقدین کا ارادہ ان کی رعایت کے لازم ہونے پر متفق ہو۔ اس لیے کہ جس شرط کا بغیر صراحت کے اعتبار کیا گیا ہو اسی شرط کی طرح ہے جس کی صراحت کی گئی ہو۔ اور جو شرط عرف کی وجہ سے ثابت ہو وہ اس شرط کی طرح ہے جس کی صراحت کی گئی ہو اور عقود میں

---

(۱) الموطا مع شرح الزرقانی ۳/۲۵۳۔

(۲) الاشباہ والنظائر للسیوطی، ص ۱۲۰، ۳۷۷۔

(۳) نظریۃ العقد لابن تیمیہ، ص ۲۰۴۔

ارادے معتبر ہیں۔ یہ اہلِ مدینہ کا مذہب ہے، اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب اور ان کی نصوص میں سے مشہور قول ہے اور اسی پر امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے اصحاب متقدمین ہیں۔[1]

- ربا کے حیلوں پر مواطاۃ یعنی پیشگی اتفاق کی ممانعت اور فساد کی دلیل ربا کا راستہ اور اس تک پہنچنے کی کنجی ہونا ہے۔ جہاں مقصد حرام اور ممنوع ہو تو اس تک پہنچنے والا وسیلہ بھی اسی طرح ہے کیونکہ "مقاصد کے سقوط سے وسائل بھی ساقط ہو جاتے ہیں"؛ جیساکہ فقہی قواعد میں ہے۔[2]
- ربا کے ذرائع پر پیشگی اتفاق کے ممنوع ہونے کی دلیل سدِّ ذرائع کے قاعدہ پر عمل ہے جس کا مطلب ان مباحات پر عمل کا ممنوع ہونا ہے جو مفاسد اور ممنوعات کا ذریعہ بنتے ہیں۔[3] جب سدِّ ذرائع کے قاعدہ پر عمل کی شرط یہ ہے کہ کسی مشروع چیز کا ممنوع کی طرف وسیلہ بننا عام عادت کے مطابق بکثرت ہو اور تہمتِ قویہ اور ممنوع کا قصد اور ارادہ ظاہر ہو، جیساکہ مالکیہ نے اس کی صراحت کی ہے تو اس میں یہ شرط لگانا لازم ہے۔[4] نیز یہ بھی ضروری ہے کہ اس ذریعہ کی حاجت نہ ہو یا [اس کو اپنانے] کی راجح مصلحت نہ ہو، کیونکہ فقہی قاعدہ ہے کہ "جو امر سدِّ ذریعہ کے طور پر حرام ہو، اس کی حرمت اس امر سے کم تر ہے جو مقصد کے طور پر حرام ہو"۔[5] اور "وسائل میں وہ چیزیں معاف ہوتی ہیں جو مقاصد میں معاف نہیں ہوتیں"۔[6] اور "جو سدِّ ذرائع کے طور پر حرام ہو تو وہ حاجت اور قابلِ ترجیح مصلحت کے وقت مباح ہوتا ہے"۔[7]

---

(۱) اعلام الموقعین ۲۱۲، ۲۴۱، ۱۴۵، ۱۰۵/۳، کشاف القناع ۹۸/۵، بیان الدلیل علی بطلان التحلیل، ص ۵۳۳، مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ ۳۳۶/۲۹، الفتاویٰ الکبریٰ لابن تیمیہ ۱۰۸/۴، المدخل الفقہی العام للزرقاء ۴۸۷/۱، العقود والشروط والخیارات لاحمد ابراہیم، ص ۱۱۷۔

(۲) الفروق للقرافی ۳۳/۲، القواعد الکبریٰ للعز بن عبد السلام ۱۶۱/۱، ۱۶۸۔

(۳) شرح تنقیح الفصول، ص ۴۴۸، الفروق للقرافی ۳۲/۲، القبس ۸۷۷/۲۔

(۴) الموافقات ۱۹۸/۴، المعونۃ للقاضی عبد الوہاب ۹۹۶/۲، عقد الجواہر الثمینہ ۴۴۱/۲۔

(۵) اعلام الموقعین ۱۴۰/۲۔

(۶) الاشباہ والنظائر للسیوطی، ص ۱۵۸۔

(۷) زاد المعاد ۷۸/۴۔ نیز تفسیر آیات اشکلت لابن تیمیہ ۶۸۲/۲، مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ ۲۲۹، ۲۲۸/۳۲، ۲۱۵، ۲۱۴/۲۳، اعلام الموقعین ۱۴۲/۲۔

- متبادلاتِ شرعیہ [قابلِ قبول حیلوں] پر پیشگی اتفاق کی مشروعیت کی دلیل بہت سے فقہاء محققین کی اس پر صراحت ہے کہ جائز تصرفات میں سے ہر وہ تصرف جسے کسی اچھے اور مباح مقصود تک وسیلہ بنایا جاتا ہو اور ہر وہ تصرف جس سے اللہ تعالیٰ کے مامور کام اور اس کی منع کردہ کسی چیز کے ترک تک پہنچا جاتا ہو اور اس سے گناہ میں پڑنے سے چھٹکارہ حاصل کیا جاتا ہو اور اس کے ذریعہ سے ایسے امر کی طرف رسائی ہو جس میں کوئی معتبر مصلحت یا کوئی مشروع غرض ہو، تو وہ قابل تعریف ہے اور اس کا کرنے والا اور سکھانے والا دونوں ثواب کے مستحق ہیں۔[1]
- اپنے تقاضوں اور نتائج کے اعتبار سے باہم متناقض یا معارِض عقود کو جمع کرنے پر پیشگی اتفاق کے ممنوع ہونے کی دلیل یہ ہے کہ مواطاۃ اس کا وسیلہ ہے اور ایسے عقود کو جمع کرنا جائز نہیں ہے اور شرعاً یہ امر طے شدہ ہے کہ وسائل مقاصد کے اس طرح تابع ہوتے ہیں کہ اگر مقاصد ساقط ہوجائیں تو ان کے وسائل بھی ساقط ہوجائیں گے۔[2] اور فقہی قاعدہ ہے کہ "مقصود کے اعتبار کا سقوط وسیلہ کے اعتبار کے سقوط کا سبب بنتا ہے"۔[3]
- ایسے جدید معاملات جو باہم متعلق اور پے در پے عقود اور وعدوں کے مجموعہ سے ایسی شرائط کے تحت ترتیب دیے جاتے ہیں جو انہیں ایک ایسا معاملہ قرار دیتی ہیں جس کی ساخت میں تبدیلی نہ کی جاسکتی ہو اور انہیں مجموعہ سے علیحدہ کیا جاسکتا ہو، کو معتبر اور واجب العمل ماننے کی دلیل یہ ہے کہ تجارتی اداروں اور بینکوں کا عرف یہی ہے کہ ایسا مواطاۃ دونوں فریقوں پر لازم ہے اور یہ بات بھی کہ اگر ایسے مواطاۃ کے نظم میں کوئی خلل واقع ہو یا اس کا کوئی حصہ قابلِ عمل نہ رہے تو جس مقصد کے حصول کے لیے دونوں فریقوں نے ارادہ کیا وہی فوت ہوجائے گا اور ان میں سے کسی ایک کو یا دونوں کو اس کے نتیجہ میں بھاری نقصان ہوسکتا ہے۔
- اس بات کی دلیل کہ جو وعدے کسی معاہدے میں شامل ہوں وہ دونوں فریقوں پر لازم ہوتے ہیں، یہ

---

(۱) اغاثۃ اللھفان ۸۶/۲، ۳۸۵، ۳۸۳، ۳۳۹/۱۔

(۲) الموافقات ۲۱۲/۲۔

(۳) القواعد للمقری ۳۲۹/۱۔

ہے کہ ایسے وعدے اپنی طبیعت اور فقہی تکییف کے لحاظ سے فقہاء کے راجح قول کے مطابق عقد کے وقت طے ہونے والی شرائط کی طرح ہیں، بشرطیکہ معاملہ ان وعدوں پر مبنی ہو۔ اور یہ تو معلوم ہی ہے کہ جمہور اہل علم کے نزدیک جو صحیح شرائط عقد کے وقت طے ہوتی ہیں وہ دیانتاً اور قضاءً لازم ہیں۔ اس پر مزید یہ کہ آج کل کا جو تجارتی اداروں اور بینکوں کا عرف ہے وہ اسی پر چل رہا ہے کہ ایسے وعدے لازم ہیں اور ان کی پاسداری واجب ہے۔ کیونکہ اگر ایسا نہ ہو تو ایسے وعدوں والا معاہدہ غیر یقینی ہو جائے گا اور ایسے غیر یقینی معاملہ کا دونوں فریق قصد نہیں کرتے ہیں۔

ضمیمہ (ج)

فرہنگ

ذرائع

یہ ایسی اشیا ہیں جو ظاہری طور پر تو مباح ہیں لیکن انہیں کسی ممنوع فعل کا ذریعہ بنایا جاتا ہے۔ سدِّ ذرائع کا مطلب ان مباحات کی ممانعت ہے جن کو مفاسد اور ممنوعات کا ذریعہ بنا جاتا ہو۔ اس کا ضابطہ یہ ہے کہ تہمت قوی ہو اور اس ممنوع کا قصد اور ارادہ بالکل ظاہر ہو اور عام عادت کے مطابق لوگوں میں ایسا بکثرت ہو۔

توابع

مالی عقود اور معاملات میں تابع اور تبعاً مقصود سے مراد وہ چیز ہے جو اصل مقصود کا تابع ہو یا مقصد کے حصول اور عاقدین کی مراد ہونے میں اصل مقصود کے ساتھ لاحق ہو۔ اس کی پہچان اور تعیین عرف، تعامل اور اختصاص رکھنے والے ماہرین کے تجربہ سے ہوتی ہے۔

صفقہ

یہ باہم طے ہونے والا لازم عقد ہے جس میں کوئی خیار نہیں ہوتا۔

عینہ

یہ خریدار کو ادھار ایک سو (۱۰۰) کے عوض کوئی سامان اس شرط پر فروخت کرنا ہے کہ اس سے وہ سامان نقد اسّی (۸۰) کے عوض دوبارہ خریدے گا۔ یہ درحقیقت سودی قرض کا حیلہ ہے، کیونکہ اس معاملہ میں سامان لغو اور بے معنی ہے، کیونکہ جن اغراض اور مصلحتوں کی وجہ سے بیع کی مشروعیت ہوئی ہے، ان

میں سے اس معاملہ میں کچھ بھی نہیں پایا جاتا۔

عینہ (کی دوسری صورت) یہ ہے کہ: کسی غیر کو کوئی چیز ادھار قیمت پر بیچی جائے، اور اسے خریدار کے حوالے کر دیا جائے، پھر فروخت کنندہ قیمت پر قبضہ کرنے سے پہلے اس ثمن کی مقدار سے کم پر اسے دوبارہ خرید لے۔

عینہ کا عکس

یہ ہے کہ کوئی شخص دوسرے کو نقد قیمت کے عوض کوئی سامان اس شرط پر بیچے کہ وہ فروخت کنندہ خریدار یا اس کے وکیل سے وہ سامان زائد قیمت پر ادھار خرید لے۔

مبیع کے واپس ملنے کی امید پر بیع (بیع الوفاء)

یہ ایسی بیع ہے جس میں فروخت کنندہ کی امید یہ ہوتی ہے کہ فروخت شدہ سامان واپس اس کے پاس آجائے۔ اس کی نمایاں ترین صورت یہ ہے کہ کوئی شخص کسی سے اصل رقم پر اضافہ کے ساتھ ایک میعاد تک قرض لینا چاہے تو آپس میں یہ طے کر لیتے ہیں کہ قرض لینے والا آمدنی دینے والی جائیداد کو قرض دینے والے کے ہاتھ جو کہ صورتاً مشتری بن رہا ہے کو فروخت کر دے اور جب تک یہ جائیداد اس کے قبضہ میں رہے اس جائیداد کی آمدنی قرض دینے والے کو ملتی رہے اور خریدنے والے پر یہ لازم قرار دیا جائے کہ جب بیچنے والا اسے اس جائیداد کی دی ہوئی قیمت واپس کرے تو وہ خریدنے والا اس کو جائیداد واپس کرے۔ اس طرح قرض دینے والا (جو کہ ظاہری طور پر خریدار واقع ہوتا ہے) قرض کا مبلغ مع اس کے اضافہ کے، حاصل کر لیتا ہے جس پر دونوں کا اس ربا کے حیلے کے ذریعے اتفاق ہوا تھا۔

ممنوع حیلہ

یہ وہ جائز عقود اور تصرّفات ہیں جنہیں کسی بُرے اور ممنوع مقصد تک پہنچنے کا وسیلہ بنایا جاتا ہے، جو محرّمات کو حلال کرنے یا واجبات کو ساقط کرنے یا حق کو پلٹ کر باطل بنانے یا باطل کو پلٹ کر حق بنانے وغیرہ جیسے امور پر مشتمل ہوتا ہے، جو کہ حکیم شارع کے مقصود کے منافی ہیں۔

شرعی متبادل [قابلِ تحسین حیلہ]

یہ تنگی اور حرج سے نکلنے کا راستہ ہے، جو گناہ سے چھٹکارے کے لیے اختیار کیا جاتا ہے، اور اس کے ذریعہ کسی حلال فعل کے کرنے یا حرام کے ترک، یا حق کے حصول یا باطل کو دور کرنے تک پہنچا جاتا ہے، اور اس کے ذریعہ ایسے کام کی طرف آیا جاتا ہے جس میں کوئی معتبر مصلحت یا جائز غرض ہو۔

تفریق الصفقہ

یہ ایک عقد میں خریدی ہوئی اشیا کو جدا جدا کرنا ہے۔ فقہاء کے نزدیک اس کے معنی یہ ہیں کہ عقد کا حکم پورے موضوعِ عقد پر محیط نہ ہو یا پورے موضوعِ عقد پر محیط تو ہو، لیکن بعد میں پورے پر محیط نہ رہے، تو ایک جمع شدہ سودا جُدا ہو جائے گا۔ اور جب ایک ہی فروخت کنندہ اور ایک ہی خریدار کے درمیان کسی موضوعِ عقد کے ایک ہی عوض پر سودا ہوا ہو اور عوض میں متعدّد موضوعِ عقد کے اجزاء کے لحاظ سے کوئی تفصیل نہ ہوئی ہو، تو سودے کا متفرّق ہونا خریدار کے لیے خیار کا موجِب ہے۔

شرعی معیار نمبر (۲۶)

اسلامی انشورنس

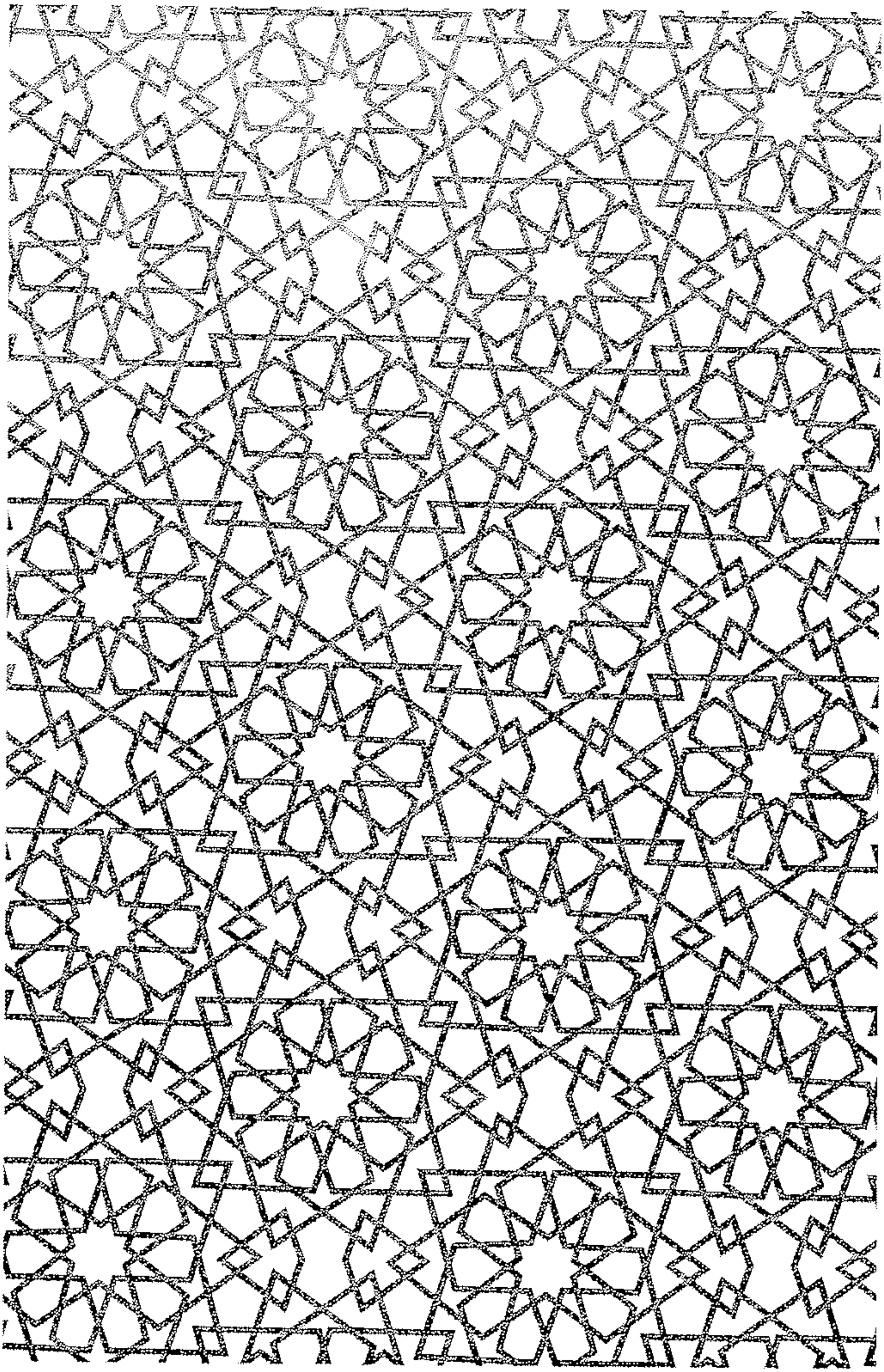

فہرست

دیباچہ ۷۰۲
معیار کا متن ۷۰۳
۱- معیار کا دائرۂ کار ۷۰۳
۲- اسلامی انشورنس کی تعریف اور اس میں اور مروّجہ انشورنس میں فرق ۷۰۳
۳- اسلامی انشورنس کی فقہی حیثیت ۷۰۴
۴- اسلامی انشورنس کے معاہدات سے پیدا ہونے والے تعلقات ۷۰۴
۵- اسلامی انشورنس کے اصول اور اس کی شرعی بنیادیں ۷۰۵
۶- اسلامی انشورنس کی اقسام ۷۰۶
۷- اسلامی انشورنس میں شرکت ۷۰۸
۸- اسلامی انشورنس میں انشورنس ہولڈر کے التزامات ۷۰۸
۹- اسلامی انشورنس پالیسیوں میں شرائط عائد کرنا ۷۰۹
۱۰- کمپنی کے التزامات اور دائرۂ اختیار ۷۰۹
۱۱- معاوضہ ۷۱۱
۱۲- انشورنس کے زوائد ۷۱۲
۱۳- انشورنس پالیسی کا اختتام ۷۱۲
۱۴- معیار کے اجرا کی تاریخ ۷۱۳
معیار کی منظوری ۷۱۴
ضمیمہ جات
ضمیمہ (الف) معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد ۷۱۵
ضمیمہ (ب) شرعی احکام کی بنیادیں ۷۱۷
ضمیمہ (ج) فرہنگ ۷۲۵

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على أشرف المرسلين، سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه أجمعين.

دیباچہ

اس معیار کا مقصد اسلامی انشورنس کے احکام، اس کی خصوصیات، ارکان، بنیادوں اور اقسام کو بیان کرنا ہے اور ان اُصول وضوابط کی تعیین کرنا ہے جن کو ملحوظ رکھنا اسلامی مالیاتی اداروں (ادارہ/ادارے)[1] کے لیے ضروری ہے۔

واللہ الموفّق...

(۱) "ادارہ/ادارے" کی اصطلاح یہاں اختصار کی غرض سے اسلامی مالیاتی اداروں کے لیے استعمال کی گئی ہے جن میں انشورنس، تکافل، اور ری تکافل کمپنیاں بھی شامل ہیں۔

معیار کا متن

۱- معیار کا دائرۂ کار

یہ معیار اسلامی انشورنس کی تعریف، اس کی شرعی حیثیت، خصوصیات، بنیادوں، ارکان، اقسام اور مروجہ انشورنس اور اسلامی انشورنس کے درمیان فرق پر مشتمل ہے، نیز یہ ان قواعد پر بھی مشتمل ہے، جن کو ملحوظ رکھنا اسلامی مالیاتی اداروں کے لیے ضروری ہے۔

تاہم یہ معیار حکومت کی جانب سے پیش کردہ اجتماعی انشورنس (mutual insurance) کو محیط نہیں ہے۔

۲- اسلامی انشورنس کی تعریف اور اس میں اور مروّجہ انشورنس میں فرق

وہ لوگ جنہیں کوئی متعین خطرہ درپیش ہو ان کے اس خطرے کی وجہ سے ہونے والے نقصان کی تلافی کے لیے متفق ہونے کے عمل کو اسلامی انشورنس کہتے ہیں۔ اس میں تمام شرکاء بطورِ عطیہ رقم دینے کے التزام [التزام بالتبرع] کی بنیاد پر مخصوص رقم دیتے ہیں، اس طرح ایک انشورنس فنڈ وجود میں آجاتا ہے۔ اس فنڈ کی حیثیت ایک شخصِ قانونی کی ہوتی ہے جس کا مستقل مالی ذمہ ہوتا ہے۔ اس فنڈ کے ذریعے مخصوص ضوابط اور دستاویزات کے مطابق کسی بھی انشورنس ہولڈر کو ہونے والے نقصان کی تلافی کی جاتی ہے۔ یہ فنڈ یا تو چند انشورنس ہولڈرز کے ہاتھ میں ہوتا ہے یا اس کا انتظام ایسی کمپنی سنبھالتی ہے، جو طے شدہ اجرت کے عوض انشورنس کے عملی کاموں کی نگرانی کرتی ہے اور فنڈ کے اثاثوں کو کاروبار میں لگاتی ہے۔

اس کے برعکس روایتی انشورنس ایک مالی عقدِ معاوضہ ہے، جس میں انشورنس کا بنیادی مقصد نفع کمانا ہوتا ہے، لہٰذا اس پر ان عقودِ معاوضہ کے احکام جاری ہوں گے جہاں غرر اثر انداز ہوتا ہے۔ لہٰذا روایتی انشورنس کا حکم یہ ہے کہ یہ شرعاً حرام ہے۔

۳- اسلامی انشورنس کی فقہی حیثیت

اسلامی انشورنس کی بنیاد یہ ہے کہ اس میں تمام شرکاء اپنی مصلحت اور سب شرکاء کی حفاظت کے لیے عطیات کی ادائیگی کا التزام کرتے ہیں اور اس مقصد کے لیے عطیات دیتے ہیں جن کے ذریعے انشورنس فنڈ وجود میں آتا ہے۔ اسے انشورنس ہولڈرز پر مشتمل کوئی کمیٹی یا کوئی کمپنی چلاتی ہے جسے [حکومت کی طرف سے] انشورنس کی خدمات انجام دینے کی اجازت دی گئی ہو۔ کمپنی یہ خدمات اجرت کی بنیاد پر وکالت کے تحت انجام دیتی ہے۔ [فنڈ چلانے والی] انشورنس ہولڈرز پر مشتمل کمیٹی یا کمپنی، مضاربت یا وکالت برائے سرمایہ کاری کی بنیاد پر انشورنس فنڈ کے اثاثوں کی سرمایہ کاری کرتی ہے۔

۳/۱ انشورنس کا انتظام سنبھالنے والی کمپنی اپنے سرمائے، اس سے حاصل ہونے والے منافع، وکالت کی اجرت، مضاربت کی بنیاد پر انشورنس فنڈ کے اثاثوں کی سرمایہ کاری سے حاصل شدہ منافع میں اپنے طے شدہ متناسب حصے اور وکالت برائے سرمایہ کاری کی بنیاد پر (فنڈ کے اثاثوں کی) سرمایہ کاری کے عوض اپنی اجرت کی حقدار ہوتی ہے۔ کمپنی اپنے تمام معاملات پر ہونے والے اخراجات کی ذمہ دار ہوتی ہے۔ اس ذمہ داری میں انشورنس کے اثاثوں کو کاروبار میں لگانے پر ہونے والے اخراجات بھی شامل ہیں۔

۳/۲ انشورنس ہولڈرز کا فنڈ عطیات، ان سے حاصل ہونے والے منافع، خاص مقصد سے علیحدہ کی جانے والی رقم، یا احتیاطاً [ریزرو کے طور پر] علیحدہ کی جانے والی رقم اور انشورنس فنڈ میں بچ جانے والی رقم کا حق دار ہوتا ہے۔ انشورنس ہولڈرز انشورنس کے کاموں کو انجام دینے سے متعلق تمام بلاواسطہ اخراجات کے ذمہ دار ہیں۔

۴- اسلامی انشورنس کے معاہدات سے پیدا ہونے والے تعلقات

اسلامی انشورنس میں عقد کے اعتبار سے تین طرح کے تعلقات ہوتے ہیں۔

۴/۱ تمام مالکانِ حصص کے مابین شرکت کا تعلق ہوتا ہے، اس تعلق کی بنیاد پر ایک کمپنی وجود میں آجاتی ہے، جس کی اپنی اساسی دستاویزات [میمورنڈم اور آرٹیکلز آف ایسوسی ایشن] وغیرہ

ہوتی ہیں۔ یہ شرکت کا وہ عقد ہے جس کے تحت کمپنی کا انتظام چلایا جائے گا۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۱۲) "شرکت (مشارکہ) اور جدید اقسامِ شرکت"۔

۲/۴ کمپنی اور انشورنس ہولڈرز کے فنڈ کے مابین انتظام کے حوالے سے وکالت کا تعلق ہوتا ہے اور [فنڈ کے اثاثوں کی] سرمایہ کاری کے حوالے سے ان کا باہمی تعلق مضاربہ یا وکالت برائے سرمایہ کاری کا ہوتا ہے۔

۳/۴ انشورنس ہولڈرز اور فنڈ کے مابین فنڈ کا حصہ دار بنتے وقت عطیہ کے التزام کا تعلق ہوتا ہے اور نقصان کی تلافی کے وقت انشورنس فنڈ اور جس کے نقصان کی تلافی کی جارہی ہے ان کے درمیان انشورنس فنڈ کی جانب سے نقصان کی تلافی کے التزام کا تعلق ہوتا ہے کہ طے شدہ ضوابط اور متعلقہ دستاویزات کے تحت فنڈ نقصان کی تلافی کرے گا۔

۵- اسلامی انشورنس کے اصول اور اس کی شرعی بنیادیں

اسلامی انشورنس درج ذیل اصول و ضوابط پر قائم ہے، ان اصولوں کو انشورنس کی اساسی دستاویزات وغیرہ میں واضح طور پر مذکور ہونا چاہیے۔

۱/۵ عطیہ کی ادائیگی کا التزام: یہ صراحت ہونی چاہیے کہ شریک (انشورنس ہولڈر) اپنے عطیہ اور اس سے حاصل ہونے والے منافع انشورنس فنڈ کو نقصانات کی تلافی کے لیے عطیہ کے طور پر دیتا ہے، اور (انشورنس ہولڈر) اس کا بھی التزام کر سکتا ہے کہ فنڈ میں حسب ضوابط نقصان پیش آنے کی صورت میں انشورنس ہولڈر اس کو برداشت کرے گا۔

۲/۵ انشورنس کا انتظام سنبھالنے والی کمپنی کے لیے ضروری ہے کہ وہ دو علیحدہ اکاؤنٹس چلائے، ایک تو خاص کمپنی کا ہو [جس سے متعلق] اس کے حقوق اور ذمہ داریاں ہوں؛ اور دوسرا انشورنس ہولڈرز کا ہو [جس سے متعلق] انشورنس ہولڈرز کے حقوق اور ذمہ داریاں ہوں۔

۳/۵ کمپنی انشورنس کا انتظام سنبھالنے میں وکیل ہے، اور انشورنس کے اثاثہ جات کو سرمایہ کاری

میں لگانے میں مضارب یا وکیل ہے۔

۴/۵ انشورنس کے اثاثوں اور ان کی سرمایہ کاری سے حاصل ہونے والے منافع کا حقدار انشورنس فنڈ ہوگا، اسی طرح ان اثاثوں سے متعلق التزامات کو بھی فنڈ برداشت کرے گا۔

۵/۵ طے شدہ اصولوں میں یہ بات بھی طے کی جاسکتی ہے کہ بچ جانے والی رقوم[surplus] کو [شرکاء کی] مصلحت کے مطابق استعمال کیا جائے گا، مثلاً رقم آئندہ کی ضرورت کے لیے محفوظ [reserve] رکھی جائے گی یا عطیہ کی طے شدہ رقم میں رعایت دے دی جائے گی، یا خیراتی کاموں میں دی جائے گی یا ساری بچی ہوئی رقم یا اس میں سے کچھ شرکاء میں تقسیم کی جائے گی، تاہم انتظام سنبھالنے والی کمپنی کا اس بچی ہوئی رقم میں کسی قسم کا استحقاق نہیں ہوگا۔

۶/۵ کمپنی کی تحلیل کی صورت میں انشورنس سے متعلقہ تمام محفوظے [reserves] اور جمع شدہ بچی ہوئی رقم ثواب کے کاموں میں صرف ہوگی۔

۷/۵ بہتر ہے کہ انشورنس کی سرگرمیوں کا انتظام میں انشورنس ہولڈرز کو بھی مناسب قانونی انتظام کے ذریعہ شامل کیا جائے جس سے وہ نگرانی کرنے کا اپنا حق استعمال کر سکیں اور اپنے مصالح کی حفاظت کر سکیں، مثلاً بورڈ آف ڈائریکٹرز میں ان کی نمائندگی ہو۔

۸/۵ کمپنی اپنی تمام سرگرمیوں اور سرمایہ کاری میں شریعتِ اسلامیہ کے اصول واحکام کی پابندی کرے، خاص طور پر حرام چیزوں، یا شرعاً حرام مقاصد کے لیے انشورنس نہ کرے۔

۹/۵ ایسی مجلسِ شرعی کا تقرر کیا جائے جس کے فتاویٰ کمپنی پر واجب العمل ہوں، اور شرعی نگرانی اور جانچ کے لیے انشورنس کمپنی میں اندرونی طور پر بھی ایک شعبہ قائم کیا جائے۔

۶- اسلامی انشورنس کی اقسام

۱/۶ اشیا کا انشورنس: اس کی بنیاد حقیقی نقصان کا عوض دینا ہے۔ یہ آگ، ہوائی جہاز اور گاڑیوں (کے حادثات)، ذمہ داریوں اور امانت میں خیانت وغیرہ کی صورت میں ہونے والے

نقصان کی تلافی پر مشتمل ہے۔ (دیکھیے شرعی معیار نمبر (۵) "ضمانتیں")۔

۲/۶ افراد کا انشورنس: یہ معذوری اور موت کے خطرے کے لیے کیا جانے والا انشورنس ہے، بعض اوقات اسے تکافل بھی کہا جاتا ہے، اس کے مقابلے میں مروجہ زندگی کا انشورنس ہے۔

۱/۲/۶ معذوری اور موت کے خطرے کا انشورنس درج ذیل طریقے سے انجام پاتا ہے:

۱/۱/۲/۶ انشورنس کا خواہشمند ایک درخواست دیتا ہے، جس میں اس کے وہ تمام ذاتی احوال وصفات، جن کے انشورنس کرانے کے لیے معلوم ہونے کی ضرورت ہوتی ہے۔ نیز انشورنس ہولڈر کے حقوق اور اس کی ذمہ داریوں کی تفصیلات بھی درج ہوتی ہیں۔

۲/۱/۲/۶ (انشورنس کے) عطیہ کی مقدار کا تعیّن۔

۳/۱/۲/۶ معاہدے کے مطابق مستفید کو ملنے والے فوائد کی تحدید۔

۲/۲/۶ انشورنس کروانے والے کی وفات کی صورت میں تکافل کی وجہ سے واجب الاداء رقوم کو مجلسِ شرعی کے منظور شدہ ضوابط اور دستاویزات کے مطابق ان افراد یا مقاصد میں صرف کیا جائے گا جنہیں انشورنس ہولڈر کی موت کی صورت میں دینے کی دستاویزات میں صراحت کی گئی ہو۔ اگر مرحوم سرمایہ کاری کے نتیجے میں کسی نفع کا حق دار بنا ہو تو اس نفع کو اس کے ورثاء میں شریعت کے مطابق تقسیم کیا جائے گا۔

۳/۲/۶ موت کے خطرے کا انشورنس کرنے کی صورت میں انشورنس کی دستاویز میں یہ صراحت ضروری ہوگی کہ اگر انشورنس ہولڈر کی موت قتل کی وجہ سے ہوئی اور اس قتل میں انشورنس ہولڈر کے نامزد مستحق یا وارث کا ہاتھ ہو تو وارث یا مستحق کا حق ساقط ہوگا۔

۷- اسلامی انشورنس میں شرکت

۷/۱ انشورنس کی اقسام میں غیر مسلم بھی مسلمانوں کے ساتھ شامل ہوسکتے ہیں۔

۷/۲ عطیہ کی رقم شماریات کی کے فن پر مبنی ایکچوئری کے اصول کے مطابق اس بات کا لحاظ رکھتے ہوئے طے کی جاسکتی ہے کہ متوقع خطرہ متغیر ہے یا غیر متغیر، [اس امر کی رعایت رکھتے ہوئے کہ] عطیہ کی رقم کا تعین خود خطرے کے لحاظ سے، اس کی نوعیت، انشورنس کی مدّت اور انشورنس کی رقم کے تناسب سے ہو۔

۷/۳ جس [نقصان] کے خطرے کا انشورنس کرایا جارہا ہے وہ ایسا ہونا چاہیئے کہ اس کا وقوع ممکن ہو۔ وہ محض انشورنس ہولڈر کے ارادے سے متعلق نہ ہو اور نہ ہی کسی ناجائز امر سے متعلق ہو۔

۸- اسلامی انشورنس میں انشورنس ہولڈر کے التزامات

انشورنس ہولڈر پر درج ذیل امور لازم ہیں:

۸/۱ انشورنس کے تحت آنے والے خطرے کی مکمل معلومات کی فراہمی انشورنس ہولڈر پر لازم ہے نیز معاہدہ ہوجانے کے بعد ایسے نئے حالات کے بارے میں انشورنس کمپنی کو مطلع کرنا بھی لازم ہے، جن حالات کی وجہ سے خطرے کا امکان زیادہ ہوجاتا ہے۔ اگر انشورنس ہولڈر کی جانب سے کسی قسم کی خیانت، دھوکہ دہی یا غلط معلومات کی فراہمی پائی جائے تو وہ جزوی یا کلی طور پر معاوضہ سے محروم ہوسکتا ہے، البتہ اگر غیر ارادی طور پر غلط معلومات کی فراہمی ثابت ہوجائے تو انشورنس ہولڈر درست معلومات کی حد تک معاوضے کا حق دار ہوگا۔

۸/۲ عطیہ کی رقم کو طے شدہ وقت پر ادا کرنا لازم ہے۔ اگر انشورنس ہولڈر عطیہ کی رقم ادا نہ کرے یا ادائیگی میں تاخیر کرے تو انشورنس کمپنی کو یہ حق حاصل ہوگا کہ وہ انشورنس ہولڈر کے ساتھ کیا گیا معاہدہ ختم کردے یا اس کے خلاف قانونی چارہ جوئی کر کے اسے ادائیگی پر

مجبور کرے۔

۳/۸ انشورنس ہولڈر پر لازم ہے کہ انشورنس کمپنی کو انشورنس ہولڈرز کے فنڈ کے وکیل ہونے کی حیثیت سے معاہدہ میں طے شدہ دورانیہ کے اندر انشورنس شدہ نقصان کے وقوع کی اطلاع کرے۔ اگر معاہدے میں دورانیہ طے نہ کیا گیا ہو تو انشورنس ہولڈر پر ایک معقول مدت کے اندر کمپنی کو مطلع کرنا ضروری ہوگا۔ اگر انشورنس ہولڈر نے اطلاع کا عمل انجام نہ دیا تو کمپنی انشورنس ہولڈر سے اس التزام کی خلاف ورزی کی وجہ سے انشورنس فنڈ کو لاحق ہونے والے حقیقی نقصان کے معاوضے کے مطالبہ کا حق رکھتی ہے۔

۹- اسلامی انشورنس پالیسیوں میں شرائط عائد کرنا

۱/۹ انشورنس کے معاہدے میں انشورنس کی مدت سے متعلق خاص شرائط طے کرنا شرعاً ممنوع نہیں ہے، نیز یہ شرط عائد کرنا بھی ممنوع نہیں کہ بعض خاص حالات میں مثلاً جب انشورنس ہولڈر کمپنی کو نقصان کے وقوع کے بارے میں وقت پر مطلع نہ کرے تو انشورنس فنڈ نقصان کا معاوضہ دینے کی ذمہ داری قبول نہیں کرے گا۔ اسی طرح یہ شرط عائد کرنا بھی ممنوع نہیں کہ تلافی کی متعین مقدار انشورنس ہولڈر برداشت کرے گا وغیرہ۔ انشورنس پالیسی میں ذکر کردہ تمام شرائط کو پورا کرنا واجب ہے بشرطیکہ شریعت کے کسی حکم یا اصول یا معاہدہ کے تقاضوں کے معارض نہ ہوں۔

۲/۹ پالیسی میں نقصان کی تلافی کے حوالہ سے استثنائی حالات طے کیے جاسکتے ہیں بشرطیکہ اس میں انصاف، تحفظِ حقوق اور غیر منصفانہ شرائط سے اجتناب کی رعایت رکھی جائے۔

۱۰- کمپنی کے التزامات اور دائرۂ اختیار

۱/۱۰ کمپنی انشورنس سے متعلقہ تمام عملی کام، مثلاً انشورنس کے معاہدات کی تیاری، عطیات کی وصولی، زرِ تلافی کی ادائیگی اور دیگر تمام تکنیکی کام ایک طے شدہ اجرت کے عوض انجام دے گی، جس کی عقد میں صراحت کی جائے گی، تاکہ انشورنس ہولڈر کو معاہدے پر اس

کے محض دستخط کی بنا پر اس امر پر [یعنی کمپنی کو اجرت دینے پر] رضامند سمجھا جاسکے۔

۱۰/۲ کمپنی کی تمام تر کاوشوں کا محور مشترکہ فائدے کا حصول ہوگا اور کمپنی انشورنس فنڈ کے کسی بھی نقصان کی ذمہ دار نہیں ہوگی، الّا یہ کہ وہ نقصان کمپنی کی زیادتی، کوتاہی یا طے شدہ شرائط کی خلاف ورزی کی وجہ سے ہوا ہو۔

۱۰/۳ کمپنی قائم کرنے پر آنے والے اخراجات، اسی طرح وہ اخراجات جو کمپنی کے ساتھ خاص ہیں وہ کمپنی ہی برداشت کرے گی۔ نیز کمپنی کی اپنی رقوم کی سرمایہ کاری پر آنے والے اخراجات کی ذمہ دار بھی کمپنی ہوگی۔

۱۰/۴ قانونی تقاضوں کے تحت کمپنی کے لیے ریزرو فنڈ میں رکھی جانے والی رقم شیئر ہولڈرز کے حصوں سے منہا کی جائے گی اس میں انہی کا حق ہوگا۔ اسی طرح وہ تمام رقوم جن کا تعلق بنیادی سرمایہ [capital] سے ہو، انہیں بھی کمپنی کے حصہ داروں ہی کے حصوں سے منہا کیا جانا ضروری ہے۔ کمپنی کے حصہ داروں کے لیے انشورنس ہولڈرز کے اموال یا اس کے منافع میں سے کچھ بھی منہا نہیں کیا جائے گا۔

۱۰/۵ انشورنس ہولڈرز کے مفاد کے پیشِ نظر ان کے فنڈ یا منافع سے رقم منہا کرکے علیحدہ [ریزروز کے طور پر] محفوظ کرنا یا انشورنس فنڈ سے متعلق مد کے لیے [بطور provision] رقم مختص کرنا جائز ہے، بشرطیکہ یہ رقم کمپنی کے حصہ داروں کے پاس نہ جائے۔ کمپنی کے تصفیہ کی صورت میں انشورنس فنڈ میں بچ جانے والی رقم خیراتی کاموں لگادی جائے گی۔

۱۰/۶ کمپنی واقعہ کے ذمہ دار فریق سے معاوضہ کے لیے رجوع کرے گی، اگر انشورنس شدہ خطرے کا وقوع ایسے شخص کے فعل کی وجہ سے ہوا ہو جس کی باہمی عقد کی رُو سے ذمہ داری ثابت ہو یا اس کی کوتاہی ثابت ہو یا ایسے کسی بھی عمل کی وجہ سے ہوا ہو، جو اس حکم میں ہو۔ ایسی صورت میں کمپنی تمام دعوؤں اور متعلقہ حقوق میں انشورنس ہولڈرز کی نمائندگی کرے گی اور حاصل ہونے والی رقوم انشورنس فنڈ کی ہوں گی۔

۱۰/۷ جب کمپنی انشورنس ہولڈرز کی رقوم کی سرمایہ کاری مضاربہ کی بنیاد پر کرے گی تو وہ

اخراجات برداشت کرے گی جو مضارب برداشت کرتا ہے۔(دیکھیے شرعی معیار نمبر(۱۳) "مضاربہ")اگر کمپنی ان رقوم کی سرمایہ کاری وکالت برائے سرمایہ کاری کی بنیاد پر کرے تو اس پر اجرت کے عوض وکالت کے شرعی احکام جاری ہوں گے۔(دیکھیے شرعی معیار نمبر(۲۳)"وکالت اور فضولی کا تصرف")۔

۸/۱۰ جب انشورنس کے اثاثے مطلوبہ تلافیوں کو پورا کرنے کے لیے ناکافی ہوں، اور ری انشورنس کمپنی کی جانب سے ملنے والے معاوضے بھی کافی نہ ہوں، تو کمپنی کے لیے جائز ہے کہ انشورنس فنڈ کے لیے جائز تمویل قرضِ حسن کی بنیاد پر دے کر اس کمی کو پورا کرے۔اور کمپنی کسی سال میں پیش آنے والی کمی کی بنا پر پیدا ہونے والے قرض کو آئندہ سالوں کی زائد رقوم(surplus) سے پورا کرے گی۔اسی طرح کمپنی انشورنس ہولڈرز سے بھی اس کمی کو پورا کرنے کا مطالبہ کر سکتی ہے، اگر انہوں نے معاہدے میں ایسا کرنے کا التزام کیا ہو۔

۹/۱۰ انشورنس کی سرگرمیوں سے متعلق اخراجات اور فیس انشورنس اکاؤنٹ برداشت کرے گا۔

۱۰/۱۰ کمپنی کے لیے نقصان کا سبب بننے والے فریقوں سے تصفیہ کرنے میں شرعاً کوئی ممانعت نہیں ہے، جبکہ یہ تصفیہ انشورنس ہولڈرز کے مفاد میں ہو اور تصفیے کے شرعی اصولوں کے مطابق ہو۔

۱۱- معاوضہ

۱/۱۱ معاہدے میں درج شرائط کے مطابق، نقصان کی قیمت یا انشورنس کی رقم میں سے جو بھی کم ہوگی، وہ انشورنس ہولڈر کو دی جائے گی۔

۲/۱۱ انشورنس ہولڈر کے لیے کمپنی اور نقصان پہنچانے والے فریق دونوں سے معاوضہ لینا ممنوع ہے۔

۳/۱۱ ایک ہی نقصان کے دو یا اس سے زائد معاوضے مختلف انشورنس کمپنیوں سے وصول کرنا

ممنوع ہے۔

۴/۱۱ اشیا کے انشورنس کی صورت میں انشورنس ہولڈر کو صرف انہی نقصانات کا معاوضہ دیا جائے گا، جو ضوابط میں ذکر کیے گئے ہوں۔ ان میں وہ ضمنی نقصانات بھی شامل ہوں گے جن کا حقیقی نقصان کے اعتبار سے درست اندازہ لگایا جاسکے۔

۱۲- انشورنس فنڈ میں بچی ہوئی زائد رقم

۱/۱۲ انشورنس فنڈ میں بچی ہوئی رقم انشورنس فنڈ کے اثاثوں کا حصہ ہے اور اس میں معیارِ ہذا کی شق ۵/۵ کے مطابق تصرف کیا جاسکے گا۔

۲/۱۲ اگر زائد رقم انشورنس ہولڈرز کے درمیان تقسیم کی جائے تو درج ذیل طریقوں میں سے کسی بھی طریقہ کے مطابق تقسیم کی جاسکتی ہے، بشرطیکہ وہ طریقہ ضوابط میں صراحتاً مذکور بھی ہو۔

۱/۲/۱۲ انشورنس ہولڈرز کے عطیات کے تناسب سے زائد رقم کی تقسیم، اس بات سے قطع نظر کہ کس انشورنس ہولڈر نے اس مالی دورانیہ میں معاوضہ حاصل کیا ہے اور کس نے نہیں۔

۲/۲/۱۲ معاوضہ حاصل کرنے والے انشورنس ہولڈر کو چھوڑ کر صرف ایسے انشورنس ہولڈرز میں زائد رقم تقسیم کرنا جنہوں نے مالی دورانیہ میں بالکل معاوضہ حاصل نہیں کیا۔

۳/۲/۱۲ انشورنس ہولڈرز میں انہیں مالی دورانیہ میں دیے گئے معاوضوں کو منہا کر کے تقسیم کرنا۔

۴/۲/۱۲ کسی بھی ایسے طریقہ سے تقسیم کرنا جس کی کمپنی کی مجلسِ شرعی نے منظوری دی ہو۔

۱۳- انشورنس پالیسی کا اختتام

انشورنس پالیسی درج ذیل حالات میں ختم ہوجاتی ہے:

۱/۱۳ انشورنس کی دستاویز میں طے شدہ مدت کا ختم ہو جانا۔ اشیا کے انشورنس کے معاہدے میں یہ صراحت کرنا بھی جائز ہے کہ اگر انشورنس ہولڈر نے مدت ختم ہونے سے پہلے ایک متعین وقت کے اندر کمپنی کو تجدیدِ معاہدہ کا ارادہ نہ رکھنے کی اطلاع نہ دی تو اس معاہدہ کی تجدید از خود ہو جائے گی۔

۲/۱۳ انشورنس ہولڈر یا کمپنی کی جانب سے انشورنس کو ختم کر دینا، بشرطیکہ معاہدے میں دونوں فریقوں میں سے ہر ایک کو انفرادی طور پر انشورنس ختم کرنے کا اختیار دیا گیا ہو۔

۳/۱۳ اشیا کے انشورنس کی صورت میں انشورنس شدہ شے کا مکمل طور پر ضائع ہو جانا، بشرطیکہ معاہدے کے مطابق معاوضہ کے حوالے سے انشورنس ہولڈر کے حق میں کوئی فرق نہ آئے۔

۴/۱۳ زندگی کے انشورنس کی صورت میں انشورنس شدہ شخص کی وفات، بشرطیکہ معاہدے کے تحت معاوضے پر کے لیے نامزد شخص کے حق میں کوئی فرق نہ آئے۔

۱۴۔ معیار کے اجرا کی تاریخ

یہ معیار ۲۳ ربیع الاول ۱۴۲۶ھ مطابق ۲ مئی ۲۰۰۵ء کو جاری کیا گیا۔

معیار کی منظوری

مجلسِ شرعی نے ۷-۱۲ جمادی الاول ۱۴۲۷ھ مطابق ۳-۹ جون ۲۰۰۶ء کو مدینہ منورہ میں منعقد ہونے والے اپنے سولہویں اجلاس میں شرعی معیار "اسلامی انشورنس" کو منظور کیا۔

ضمیمہ (الف)

معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد

۲۸ صفر - ۴ ربیع الاول ۱۴۲۳ھ مطابق ۱۱ - ۱۶ مئی ۲۰۰۲ء کو مکہ مکرمہ میں ہونے والے آٹھویں اجلاس میں مجلسِ شرعی نے اسلامی انشورنس کے معیار تیار کرنے کا فیصلہ کیا۔

۱۲ جمادی الاول ۱۴۲۴ھ مطابق ۱۲ جولائی ۲۰۰۳ء کو شرعی معیارات کی کمیٹی نے اسلامی انشورنس کے معیار کے مسوّدہ کی تیاری کے لیے ایک شرعی مشیر کے تقرر کا فیصلہ کیا۔

۲۳-۲۴ جمادی الثانی ۱۴۲۴ھ مطابق ۲۳ - ۲۴ جولائی ۲۰۰۳ء کو عمان، ہاشمی مملکت اردن، میں منعقد ہونے والے دسویں اجلاس میں شرعی معیارات کی کمیٹی نے اسلامی انشورنس کے معیار کے مسوّدہ پر بحث کی اور شرعی مشیر کو ارکان کے تبصروں اور مشاہدات کے مطابق مسوّدہ میں ترمیم کا کہا گیا۔

۲۵-۲۶ صفر ۱۴۲۵ھ مطابق ۱۵- ۱۶ اپریل ۲۰۰۴ء کو بحرین میں منعقد ہونے والے گیارہویں اجلاس میں شرعی معیارات کی کمیٹی نے ایک بار پھر معیار کے مسوّدہ پر بحث کی اور مزید ترامیم کا مطالبہ کیا۔ کمیٹی نے شرعی مشیر سے ارکان کے تبصروں کے مطابق مسوّدہ پر نظرِ ثانی اور ترامیم کو شامل کرنے کے لیے کہا۔

۲۸ ربیع الثانی ۱۴۲۵ھ مطابق ۱۶ جون ۲۰۰۴ء کو دبئی، متحدہ عرب امارات میں منعقد ہونے والے بارہویں اجلاس میں بحث کا تیسرا دور چلا اور مسوّدہ میں مزید ترمیم کی گئیں۔

۲۶ شعبان - یکم رمضان ۱۴۲۵ھ مطابق ۱۰ - ۱۵ اکتوبر ۲۰۰۴ء کو مکّہ مکرّمہ میں منعقد ہونے والے تیرہویں اجلاس میں نظرِ ثانی شدہ مسوّدہ مجلسِ شرعی کو پیش کیا گیا اور اس میں مزید ترمیم کی گئیں۔

۲۱ - ۲۴ ربیع الاول ۱۴۲۶ھ مطابق ۳۰ اپریل - ۲ مئی ۲۰۰۵ء کو دبئی، متحدہ عرب امارات میں

منعقد ہونے والے چودھویں اجلاس میں مجلسِ شرعی نے مسوّدہ پر بحث کی اور ارکان کے تبصروں کی روشنی میں مسودہ کو مکمل مطالعہ کے لیے شرعی معیارات کی کمیٹی کے سپرد کرنے کا فیصلہ کیا۔

۴-۵ شعبان ۱۴۲۶ھ مطابق ۸-۹ ستمبر ۲۰۰۵ء کو منامہ، بحرین میں منعقد ہونے والے سترہویں اجلاس میں شرعی معیارات کی کمیٹی نے مسوّدہ کا مطالعہ کیا۔

۲۲-۲۶ شعبان ۱۴۲۶ھ مطابق ۲۶-۳۰ ستمبر ۲۰۰۵ء کو مکّہ مکرّمہ میں منعقد ہونے والے پندرہویں اجلاس میں نظرِ ثانی شدہ مسوّدہ کو مجلسِ شرعی کے سامنے پیش کیا گیا، مجلسِ شرعی نے مسوّدہ چند ماہرین کو بھیجنے کا فیصلہ کیا تاکہ جلسۂ سماعت میں پیش کرنے سے پہلے ان کی آراء حاصل کی جاسکیں۔

یکم صفر ۱۴۲۷ھ مطابق یکم مارچ ۲۰۰۶ء کو ایوفی نے بحرین میں جلسۂ سماعت منعقد کیا، جس میں مرکزی بنکوں، مالیاتی اداروں اور اکاؤنٹنگ فرمز کی نمائندگی کرنے والے تیس سے زائد شرکاء نے شرکت کی، ان شرکاء میں ماہرینِ شریعت، یونیورسٹیوں کے اساتذہ اور اس میدان میں دلچسپی رکھنے والے دیگر افراد بھی شامل تھے۔ اس نشست میں شرکاء کی جانب سے کئی سوالات اٹھائے گئے، جن کے جوابات شرعی معیارات کی پہلی اور دوسری کمیٹی کے بعض ارکان نے دیے۔

یکم صفر ۱۴۲۷ھ مطابق یکم مارچ ۲۰۰۶ء کو بحرین میں ایک اجلاس منعقد ہوا، جس میں معیار کا مسوّدہ تیار کرنے والی کمیٹی نے جلسۂ سماعت میں اٹھائے گئے سوالات اور تبصروں پر بحث کی اور ان کی روشنی میں ضروری ترامیم کیں۔

۷-۱۲ جمادی الاولی ۱۴۲۷ھ مطابق ۳-۹ جون ۲۰۰۶ء کو مدینہ منورہ میں منعقد ہونے والے سولہویں اجلاس میں مجلسِ شرعی نے مسوّدہ کی کمیٹی کی جانب سے پیش کی گئی ترامیم پر بحث کی اور ان میں مناسب تبدیلیاں کیں۔ بعض شقوں کو مجلسِ شرعی کے ارکان نے متفقہ طور پر منظور کیا اور بقیہ شقوں کو اکثریتی رائے کی بنیاد پر اپنایا گیا، جیسا کہ اجلاس کی روئداد میں محفوظ ہے۔

ضمیمہ (ب)

شرعی احکام کی بنیادیں

- تجارتی انشورنس کی حرمت کی دلیل یہ ہے کہ اس میں ممنوعِ شرعی غرر شامل ہے، جیسا کہ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر محدثین نے حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت [۱] کی ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غرر والی خرید و فروخت سے منع فرمایا ہے۔
- غرر کی تفسیر میں فقہاء کے کئی اقوال ہیں، جن کا خلاصہ یہ ہے کہ غرر سے مراد وہ عقد ہے جس کا نتیجہ نامعلوم ہو۔ [۲]
- موجودہ زمانے کے بعض فقہاء نے تجارتی انشورنس کو قمار کے مشابہ قرار دیا ہے۔ [۳]
- تجارتی انشورنس کی حرمت پر کئی فقہی مجالس نے قراردادیں پیش کی ہیں۔ ان میں سے ۱۳۹۸ھ میں منعقد ہونے والے مجمع الفقہ الاسلامی کے پہلے دورہ کی قرارداد ہے، جس میں ۴ اپریل ۱۳۹۷ھ کو ریاض میں منعقد ہونے والے سعودی عرب کے ہیئۃ کبار العلماء کے دسویں اجلاس کی قرارداد کی تاکید کی گئی۔ ایک تیسری قرارداد ۹ (۹/۲) اس مسئلہ پر مجمع الفقہ الاسلامی کی جانب سے پیش کی گئی۔

---

(۱) نہی رسول اللہ عن بیع الغرر۔ صحیح مسلم، کتاب البیوع ۳/۱۱۵۳، سنن ابی داؤد ۲/۲۲۸ حدیث نمبر ۳۳۶۷، نسائی ۲/۲۱۷، ابن ماجہ ۲/۷۳۹، الترمذی ۲/۵۳۲، الدارمی ۲/۱۶۷، الموطا ۲/۶۶۴، احمد ۱/۳۰۲، ۲/۳۶۷، ۴۳۹، بیہقی ۵/۲۲۶، مصنف ابن ابی شیبہ ۸/۱۹۴ القسم الثانی۔

(۲) دیکھیے فتح القدیر کی شرح العنایۃ ۵/۱۹۲، تبیین الحقائق ۴/۴۶، التاج والاکلیل ۴/۳۶۲، فتح العزیز بھامش المجموع ۸/۱۲۷ مطالب اولی النہی ۳/۲۵ قواعد نورانیہ ص ۱۱۶، نظریۃ العقد ص ۲۲۴، الصدیق الضریر کی کتاب القیم عن الغرر و اثرہ فی العقود ص ۵۴۔

(۳) دیکھیے حسین حامد کی کتاب الغرر ص ۷۲۔

- تعاونی اور اجتماعی انشورنس کے جواز کی دلیل یہ ہے کہ یہ معاوضہ کی بنیاد پر منعقد نہیں ہوتا، بلکہ باہمی تعاون کی بنیاد پر قائم ہوتا ہے اور یہ بات فقہاء کے ہاں واضح ہے کہ فقہ مالکی میں عقودِ تبرعات میں غرر کو غیر موثر قرار دیا گیا ہے۔ اس کے جواز پر کئی ایسی آیات اور احادیث دلالت کرتی ہیں، جو باہمی تعاون کا حکم دیتی ہیں۔
- اس کے جواز پر جامعہ ازہر کے ذیلی ادارے مجمع البحوث الاسلامی کی جانب سے کئی قراردادیں پیش کی گئی ہیں، اسی طرح رابطہ عالم اسلامی کے ماتحت ادارے مجمع الفقہ الاسلامی نے بھی قرارداد پیش کی، جس کا تذکرہ گزشتہ عبارت میں کیا گیا ہے۔ بین الاقوامی مجمع الفقہ الاسلامی (۲/۹) کی قرارداد بھی اس میں شامل ہے جس میں کہا گیا ہے کہ "وہ معاملہ جو معاملات کے اسلامی اصولوں کے مطابق ہے وہ تعاونی انشورنس ہے جو عطیہ اور تعاون کی بنیاد پر قائم ہے"۔ چنانچہ اس کے جواز پر موجودہ زمانے کے فقہاء میں سے کسی کا اختلاف نہیں ہے[۱]۔
- تکافلی انشورنس کے جواز اور تجارتی [روایتی] انشورنس کی حرمت کے مذکورہ بالا اور دیگر اسباب کی بنیادی وجہ ان دونوں میں پائے جانے والے درج ذیل فرق ہیں:
  - روایتی انشورنس عقدِ معاوضہ ہے، جس میں محض انشورنس سے نفع کمایا جاتا ہے، اس پر مالی معاوضات والے احکام جاری ہوں گے جن میں غرر موثر ہوتا ہے، روایتی انشورنس کا حکم یہ ہے کہ یہ شرعاً حرام ہے، جبکہ تکافلی انشورنس عطیہ کے التزام کا نام ہے اور اس میں غرر موثر نہیں ہوتا۔
  - اسلامی انشورنس میں کمپنی انشورنس اکاؤنٹ کی وکیل ہوتی ہے، جبکہ تجارتی انشورنس میں کمپنی اصیل ہوتی ہے اور اپنے نام سے معاملات کرتی ہے۔
  - تجارتی انشورنس میں کمپنی انشورنس کی رقم کی ادائیگی کے التزام کے عوض انشورنس ہولڈرز کی رقوم کی مالک بن جاتی ہے، جبکہ اسلامی انشورنس میں کمپنی عطیات کی مالک نہیں بنتی بلکہ تمام عطیات انشورنس فنڈ کی ملکیت ہوتے ہیں۔

(۱) الراجحی بینکنگ اور سرمایہ کاری کمپنی کے شرعی مشاورتی بورڈ کا فتویٰ نمبر ۴۰۔

- اسلامی انشورنس میں عطیات اور ان کے منافع جو اخراجات اور معاوضات کی ادائیگی کے بعد بچ جاتے ہیں وہ انشورنس ہولڈرز کے فنڈ کی ملکیت میں ہوتے ہیں اور انشورنس ہولڈرز میں تقسیم کیے جاتے ہیں، جبکہ تجارتی انشورنس میں اس کا تصور نہیں ہے، کیونکہ وہاں معاہدہ اور قبضہ ہوتے ہی انشورنس ہولڈرز کی رقوم کمپنی کی ملکیت میں چلی جاتی ہیں بلکہ اس زائد رقم کو کمپنی کے نفع میں شمار کیا جاتا ہے۔
- اسلامی انشورنس میں انشورنس کے اثاثوں کی سرمایہ کاری سے حاصل ہونے والی رقوم مضاربہ کے حصص کی کٹوتی کے بعد انشورنس ہولڈرز کے فنڈ میں جمع ہوتی ہیں، جبکہ تجارتی انشورنس میں یہ رقوم کمپنی کی ملکیت ہوتی ہیں۔
- اسلامی انشورنس کا بنیادی مقصد نفع کمانا نہیں ہوتا، بلکہ معاشرے کے افراد میں تعاون پیدا کرنا ہوتا ہے، جبکہ تجارتی انشورنس کا بنیادی مقصد ہی نفع کمانا ہوتا ہے۔
- اسلامی انشورنس میں کمپنی کا نفع وہ ہوتا ہے جو وہ اپنے اموال کی سرمایہ کاری سے کماتی ہے یا جو اسے مضاربہ میں مضارب کی حیثیت سے ملتا ہے، کیونکہ اس کی حیثیت مضارب کی ہوتی ہے اور انشورنس فنڈ رب المال ہوتا ہے۔
- اسلامی انشورنس میں حصہ لینے والا اور تلافی کرنے والا حقیقت میں ایک ہی شخص ہوتا ہے، اگرچہ اعتباری لحاظ سے اسے مختلف کہا جائے، جبکہ تجارتی انشورنس میں یہ دونوں یکسر مختلف ہوتے ہیں۔
- اسلامی انشورنس میں کمپنی شریعتِ اسلامیہ کے اصولوں اور نگران مجلسِ شرعی کے فتاوی کی پابند ہوتی ہے، جبکہ تجارتی انشورنس میں شرعی احکام کی پابندی نہیں ہوتی۔
- انشورنس فنڈ سے لے کر ریزرو کے طور پر مختص کی گئی رقوم جو کہ کمپنی کے تحلیل ہونے تک باقی رہتی ہیں، ان کو خیراتی کاموں میں خرچ کیا جاتا ہے اور شیئر ہولڈرز کو نہیں دیا جاتا، جبکہ تجارتی انشورنس میں ایسی رقوم کمپنی کے شیئر ہولڈرز کو ملتی ہیں۔

- اسلامی انشورنس ایسا عقدِ تبرّع ہے جو دونوں فریقوں پر لازم ہوتا ہے، یہ شرعی اعتبار سے 'نہد'[(۱)] یا عطیہ کے التزام کی طرح ہے۔ حضرت علی اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ "ہبہ جب معلوم ہو تو جائز ہے، چاہے اس پر قبضہ کیا گیا ہو یا نہ کیا گیا ہو"۔ اور حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہم سے یہ اقوال مروی ہیں کہ ہبہ صرف قبضہ سے لازم ہوتا ہے۔[(۲)] چنانچہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے صحابہ کے ان اقوال میں باہم یوں تطبیق دی کہ حضرت علی اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما کے اقوال کو معاملہ کے لازم ہونے پر محمول کیا اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے اقوال کو اس بات پر محمول کیا کہ معاملہ کی تکمیل کے لیے قبضہ ضروری ہے۔ اور یہ حکم سدِّ ذریعہ کے طور پر لگایا گیا ہے جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ذکر کیا ہے۔[(۳)] اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث بھی دلالت کرتی ہے کہ فرمایا، "جو ہبہ دے کر واپس کر لے وہ ایسا ہے گویا کوئی کتا قے کر کے چاٹ لے"۔[(۴)]
- کمپنی کے ضامن نہ ہونے کی دلیل یہ ہے کہ کمپنی کی حیثیت وکیل کی ہے اور اس بات پر فقہاء کا اجماع ہے کہ وکیل ضامن نہیں ہوتا جب تک اس کی جانب سے کوتاہی، ظلم یا طے شدہ شرائط کی خلاف ورزی نہ پائی جائے۔
- شق ۵ میں انشورنس کے بنیادی نظام کی تیاری میں ۱۹ اصولوں کو ذکر کرنا اس لیے ضروری ہے تاکہ معاملہ

---

(۱) امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں باب الشرکۃ فی الطعام والنہد والعروض (۱۲۸/۵) میں فرمایا ہے کہ مسلمان نہد میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے تھے کہ کچھ ایک کھالے اور کچھ دوسرا، پھر اس پر احادیث نقل کیں۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فتح الباری (۱۲۹/۵) فرماتے ہیں کہ النہد، نون کے زبر اور زیر دونوں طرح پڑھا جاتا ہے، اس سے مراد یہ ہے کہ لوگ اپنا زادِ راہ برابر برابر جمع کرتے تھے، لیکن خرچ کرنے میں بعض لوگ دوسروں سے زیادہ کھاتے تھے، پھر جو آخر میں بچ جاتا تھا اسے واپس تمام پر تقسیم کر دیا جاتا تھا اگر اگلے سفر کے لیے جمع کرنے کی ضرورت نہ ہو۔ یہ بالکل وہی صورت ہے جو انشورنس فنڈ میں بچ جانے والی رقم ساتھ معاملہ کیا جاتا ہے۔

(۲) دیکھیے الموطا ۴۶۸/۲، نصب الرایہ ۱۲۲/۴۔

(۳) بدایۃ المجتہد ۵۳۴/۲۔

(۴) صحیح بخاری ۱۹۰/۵، صحیح مسلم ۱۶۲۲۔

میں عطیہ کا عنصر قوی طور پر پیدا کیا جائے اور اسے کمپنی کا بنیادی عنصر بنایا جاسکے تاکہ یہ انشورنس شرعاً جائز تعاونی انشورنس بن سکے، کیونکہ اس کے بغیر یہ ایسا انشورنس ہوگا جو عطیہ کے بجائے معاوضہ کی بنیاد پر قائم ہوگا اور اس میں غرر موثر ہوگا۔ جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے کہ یہ بنیادی شقیں تعاونی اور تجارتی انشورنس میں اصل فرق کرتی ہیں۔ ان فروق کی وضاحت میں کئی فتاوی جاری کیے گئے ہیں، جن میں اسلامی معاشیات پر ہونے والی البرکہ گروپ کے اجلاس نمبر ۱۲ میں جاری کیا جانے والا فتویٰ نمبر (۱۲/۱۱)، راجحی کمپنی کے نگران مجلسِ شرعی کی جانب سے جاری کیا جانے والا فتویٰ نمبر (۴۲/۳)، فیصل بینک کے مجلسِ شرعی کی جانب سے جاری کردہ فتویٰ اور اردن کی اسلامی انشورنس کمپنی کی جانب سے جاری کیے گئے فتاوی شامل ہیں۔[1]

- معاملہ کے ارکان اور شرائط کی بنیاد یہ ہے کہ فقہ اسلامی میں دونوں فریقوں پر لازم معاملات میں اصل ہی یہی ہوتا ہے، نیز انشورنس کے معاملہ کی خاصیت کی بنیاد پر ارکان و شرائط طے کیے گئے ہیں۔
- انشورنس کار اور انشورنس ہولڈر کے لیے اپنی ذمہ داریاں پوری کرنا ضروری ہے، اس کی دلیل یہ ہے کہ ایسا کرنا معاملے کے لازم ہونے اور بیمہ کے معاملہ کو عقدِ لازم قرار دینے کا تقاضا ہے، عقد میں طے شدہ شرائط کی پابندی ضروری ہے، جبکہ وہ شرائط قران وسنّت کے خلاف نہ ہوں۔ اس پر کئی آیات اور احادیث دلالت کرتی ہیں کہ معاملات اور شرائط کی پابندی لازم ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ "اے ایمان والو! اپنے معاملات کی پاسداری کرو"۔[2] اور نبی ﷺ کا فرمان ہے کہ "مسلمان اپنی شرائط کے پابند ہیں"۔[3]
- کمپنی اور انشورنس فنڈ کے مابین انتظامی تعلق اجرت کی بنیاد پر بھی ہوسکتا ہے اور بغیر اجرت کے بھی، اس کی بنیاد یہ ہے کہ یہ وکالت کا معاملہ ہے اور اس پر اجماع ہے کہ وکالت اجرت لے کر اور بغیر

---

(۱) دیکھیے فتاویٰ التامین ط۔ دلة البرکہ گروپ ڈاکٹر عبدالستار ابوغدة اور ڈاکٹر عزالدین محمد خوجہ ص۹۹۔۱۰۷۔

(۲) ﴿يَاَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوٓا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ﴾ سورة المائدة:۱۔

(۳) امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کو یقین کے الفاظ کے ساتھ تعلیقاً نقل کیا ہے، فتح الباری (۴/۴۵۱)، الترمذی مع تحفة الاحوذی (۴/۵۸۴) میں اسے حدیث حسن صحیح کہا ہے۔

اجرت کے بھی کی جا سکتی ہے۔ اس موضوع پر جاری کردہ فتاوی میں اسلامی معاشیات پر ہونے والا البرکہ گروپ کے اجلاس نمبر ۱۲ میں جاری کیا جانے والا فتویٰ نمبر (۱۱/۱۲) مکہ مکرمہ کی رابطہ عالم اسلامی کے ذیلی ادارے مجمع الفقہ الاسلامی کا فتویٰ نمبر ۱۹۶۱ اور سعودی عرب کی ہیئۃ کبار العلماء کا جاری کرد فتویٰ نمبر ۱۵۱ شامل ہے۔

- کمپنی انشورنس فنڈ کے اموال کو کاروبار میں لگا سکتی ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ یہ مضاربہ کا معاملہ ہے جس کے جواز پر فقہاء کا اجماع ہے، لہٰذا نفع میں دونوں فریقوں کے حصوں کا تناسب طے کرنا ضروری ہوگا اور انشورنس فنڈ نفع میں اپنے حصے کا حق دار ہوگا، جیسا کہ فیصل بینک کے مجلسِ شرعی نے اس بارے میں فتویٰ جاری کیا ہے[1]، نیز البرکہ گروپ کے اجلاس نمبر ۱۲ میں جاری کیا جانے والا فتویٰ نمبر (۱۱/۱۲) اور مضاربہ کے موضوع پر معیار نمبر ۱۳ بھی اس میں شامل ہیں۔
- عمومی صورت میں شرائط کی پابندی ضروری ہے، بشمول اس شرط کے کہ کمپنی انشورنس فنڈ کو قرضِ حسن دے گی، اس کے لازم ہونے کی دلیل یہ ہے کہ یہ ایسے وعدہ کی پابندی ہے جو دونوں فریقوں میں سے ایک کے لیے لازم ہوتا ہے اور یہ بعض معتبر فقہاء کی رائے ہے، جو کہ قرآن وسنّت اور صحابہ کے اقوال پر مبنی ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ "اپنے معاملات کی پاسداری کرو" کہ یہاں ہر وہ التزام مراد ہے جس کی پابندی کا وعدہ کسی شخص کی جانب سے کیا گیا ہو اور وعدوں، معاملات اور عہد کی پابندی کے واجب ہونے پر کئی احادیث دلالت کرتی ہیں"۔[2] نیز اس حوالے سے کئی مجالس فقہیہ اور مجلس شرعی نے قراردادیں پیش کی ہیں جن میں مجمع الفقہ الاسلامی[3] کی قرارداد نمبر ۴۰/۴۱ (۲۔۳/۵) اور اردن کی اسلامی انشورنس کمپنی کا فتویٰ شامل ہے۔[4]
- شواہد پیش کرنے کی ذمہ داری انشورنس ہولڈر پر ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ شریعت کے عمومی قواعد کی

---

(۱) دیکھیے چاروں فقہ کی کتابوں میں کتاب المضاربہ، اور موسوعہ فقہیہ کویتیہ میں مصطلح المضاربہ۔

(۲) دیکھیے مبداء الرضائی العقود ۲/۱۱۶۱۔

(۳) دیکھیے مجلہ المجمع اجراء نمبر ۵ (۲/۷۵۴۔۹۶۵)۔

(۴) فتاوی التامین ص ۱۰۶۔

رو سے گواہ پیش کرنا مدعی کی ذمہ داری ہے، اس پر قران و سنت کے کئی دلائل اور اہلِ علم کے دلالت کرتے ہیں۔ اس کے حق میں البرکہ گروپ کے متحدہ مجلسِ شرعی نے بھی فتویٰ نمبر(جاری کیا ہے۔

- اسلامی انشورنس کی دونوں اقسام کے جواز کے دلائل وہی ہیں جو ابھی تک ذکر کیے گئے اور اس میں کئی فتاویٰ بھی جاری کیے گئے ہیں، جن میں البرکہ گروپ کے اجلاس نمبر ۲ میں جاری کرد نمبر(۹/۲) اور مجلس نمبر ۱۰ میں جاری کیا گیا فتویٰ نمبر(۵/۳/۱۰) شامل ہے، اسی طرح بینک اسلامی، فیصل اسلامی، کویت فائنانس ہاؤس، اسلامی بینک قطر اور اسلامی انشورنس کمپنی کے فتاو شامل ہیں[1]۔
- انشورنس سے متعلقہ خاص احکامات کی دلیل شریعتِ اسلامیہ کے وہ عمومی اصول ہیں جو شریعہ تمام معاملات میں ضروری قرار دیے ہیں، مثلاً دھوکہ اور خیانت سے گریز، معاہدے میں طے وقت کی پابندی وغیرہ۔ معاوضہ سے متعلقہ شرعی احکام، اور مزید ان کے حوالے سے بھی راب اسلامی کے ذیلی ادارے مجمع الفقہ الاسلامی، ہیئۃ کبار العلماء، اسلامی بینکوں کے مجلسِ شرعی اور ا انشورنس کمپنیوں کے مجالسِ شرعی نے فتاویٰ جاری کیے ہیں[2]۔
- کمپنی کے دائرہ کار کو بنیادی نظام کی دستاویزات اور معاہدے کی دستاویزات نیز معاملات کے بنیادی اصول و ضوابط، انشورنس کے رائج نظام کا عرف اور مجلسِ شرعی کی جانب سے جاری کرد طے کرتے ہیں۔
- کمپنی اور انشورنس ہولڈرز کے مابین تعلق کی بنیاد کمپنی کے بنیادی نظام کی دستاویز ہے، جس میں ہوتا ہے کہ کمپنی کا انشورنس ہولڈرز سے وکالت کا تعلق ہوگا، چاہے اجرت کے عوض ہو یا بلا اور انشورنس کے اثاثوں کی سرمایہ کاری کے لیے مضاربت کا تعلق ہوگا۔

---

(۱) فتاوی التامین ص ۱۹۳-۲۰۶۔

(۲) گذشتہ حوالہ۔

- معاوضہ کی دلیل عمومی قواعد ہیں، مثلاً: ”نہ نقصان پہنچایا جائے اور نہ ہی نقصان برداشت کیا جائے“[1] اسی طرح فقہ اسلامی کے وہ عمومی قواعد، جن کا تقاضا یہ ہے کہ عملی نقصان کا غیر جانبداری سے عوض دیا جائے، نیز تعاونی معاملہ جو تبرّع کی بنیاد پر قائم ہو اس کی طبیعت بھی معاوضہ کا تقاضا کرتی ہے۔ اسلامی معاشیات پر ہونے والی البرکہ گروپ کے اجلاس نمبر ۱۰ میں جاری کیا جانے والا فتویٰ نمبر ۳، اسلامی بینکوں کے مجلسِ شرعی اور اسلامی انشورنس کمپنیوں کے مجالسِ شرعی کے جاری کردہ فتاویٰ اسی کے حق میں ہیں۔[2]
- انشورنس فنڈ میں بچ جانے والی رقم پر تعاون کی بنیاد پر قائم معاملہ کی طبیعت دلالت کرتی ہے، نیز صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا عمل بھی اس کی دلیل ہے، جیسا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے۔[3]
- معاملہ کے ختم ہوجانے کی دلیل یہ ہے کہ انشورنس کا معاملہ طے شدہ وقت کے ساتھ خاص ہوتا ہے اور طے شدہ وقت گزرنے کے ساتھ معاملہ ختم ہوجاتا ہے، جیسا کہ اجارہ میں ہوتا ہے، اسی طرح جب انشورنس شدہ شے ضائع ہوجائے تب بھی معاملہ ختم ہوجاتا ہے، کیونکہ اس صورت میں معاملہ کا محل باقی نہیں رہتا۔

---

(۱) یہ حدیث ہے جسے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب موطا ص: ۴۶۴ میں کتاب الاقضیہ کے تحت روایت کیا ہے۔ مسند احمد ۱/۳۱۳، ۵/۳۲۷، حاشیہ ابن ماجہ ۲/۷۸۴۔

(۲) فتاویٰ التامین ص ۱۵۳۔

(۳) امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں باب الشرکۃ فی الطعام والنہد والعروض (۱۲۸/۵) میں فرمایا ہے کہ مسلمان نہد میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے تھے کہ بعض ایک کھالے اور کچھ دوسرا پھر اس پر احادیث نقل کیں۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فتح الباری (۱۲۹/۵) فرماتے ہیں کہ النہد، نون کے زبر اور زیر دونوں طرح پڑھا جاتا ہے، اس سے مراد یہ ہے کہ لوگ اپنا زادِ راہ برابر برابر جمع کرتے تھے، لیکن خرچ کرنے میں بعض لوگ دوسروں سے زیادہ کھاتے تھے، پھر جو آخر میں بچ جاتا تھا اسے واپس سب میں تقسیم کردیا جاتا تھا یا اگلے سفر کے لیے رکھ دیا جاتا تھا، یہ بالکل وہی صورت ہے جو انشورنس کے زوائد کے ساتھ معاملہ کیا جاتا ہے۔

ضمیمہ (ج)

فرہنگ

قسط

اس سے مراد رقم اور اس کے منافع کی وہ مقدار ہے جو انشورنس ہولڈر انشورنس فوائد کو حاصل کرنے کے لیے بطورِ عطیہ دیتا ہے۔

انشورنس کی رقم

وہ رقم جو انشورنس کمپنی انشورنس اکاؤنٹ سے اس خطرہ کے واقع ہونے پر ادا کرتی ہے جس کے لیے انشورنس کرایا گیا ہوتا ہے۔

انشورنس شدہ خطرات

یہ متوقع حادثات ہیں جو شرعاً قابلِ قبول ہوں۔

تجارتی انشورنس

یہ انشورنس ہولڈر اور انشورنس کے تکنیکی ادارے کے مابین ہونے والا ایسا معاہدہ ہے، جس میں فریقِ اول ایک مخصوص رقم مختلف قسطوں میں یا ایک ہی دفعہ میں ادا کرتا ہے، جس کے عوض فریقِ ثانی اس کے کسی ایسے نقصان کی تلافی کی ذمہ داری لیتا ہے جس کی تلافی قانوناً ممکن ہو۔ اس نقصان کے واقع ہو جانے کی صورت میں انشورنس کمپنی انشورنس ہولڈر کو مخصوص مالی معاوضہ ادا کرتی ہے۔ (شق ۷۴۷ قانونِ مصر، شق ۷۷۳ قانونِ کویت، شق ۹۸۳ قانونِ عراق)

نی انشورنس

یہ ایک اجتماعی انشورنس کا معاملہ ہے جس میں ہر شریک ایک مخصوص رقم بطورِ عطیہ دینے کا التزام ہے، جس کے عوض کسی بھی شریک کو ہونے والے مخصوص نقصان کی تلافی کی جاتی ہے۔

امی انشورنس

یہ تعاونی انشورنس کی ایک شکل ہے جس میں ہر قسم کے نقصانات کی تلافی کی جاتی ہے اور اسے شرعی وں کی پابند ایک کمپنی چلاتی ہے۔ یہ تعاونی انشورنس سے یوں مختلف ہے کہ تعاونی انشورنس میں کسی قسم کے افراد کے نقصانات کی تلافی کی جاتی ہے، مثلاً تاجروں، بحری جہازوں وغیرہ کے نقصانات۔ یہ لحاظ سے بھی مختلف ہے کہ اس میں شرعی احکامات کی پابندی کا التزام کیا جاتا ہے، نیز عطیہ کی ادائیگی سے تہ بعض تکنیکی پہلوؤں کے اعتبار سے بھی یہ تعاونی انشورنس سے مختلف ہے، کیونکہ تعاونی انشورنس میں ات کی رقم ابتداء میں متغیر ہو سکتی ہے جبکہ اسلامی انشورنس میں عطیات کی رقم مخصوص ہوتی ہے کیونکہ ی مقدار دقیق تحقیقات کے نتیجہ میں مقرر کی جاتی ہے۔

فلی انشورنس، زندگی انشورنس کا متبادل

انشورنس کی اس قسم میں افراد یا جماعتوں کی موت، معذوری، چوٹ، بیماری وغیرہ کے خطرات کی ی کی جاتی ہے، طے شدہ نقصان کی صورت میں معاہدے کے مطابق انشورنس ہولڈر یا اس کے نامزد شخص اوضے کی رقم ادا کی جاتی ہے۔

جانے والی رقم

اس سے مراد انشورنس ہولڈرز کے عطیات، منافع اور ریزرو [reserve] رقوم سے اخراجات معاوضوں کی ادائیگی کے بعد بچ جانے والی باقی ماندہ رقوم ہیں، اس کو منافع شمار نہیں کیا جاتا بلکہ اسے رنس فنڈ میں بچ جانے والی رقم کہا جاتا ہے۔

ر

جس کا نتیجہ چھپا ہوا ہو یا نا معلوم ہو۔ دوسرے الفاظ میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ جس کے وقوع اور عدم
ع، حصول اور عدمِ حصول دونوں کے امکان برابر ہوں[1]۔

ورنس ہولڈر/شریک

وہ شخص جو انشورنس پالیسی میں شمولیت اختیار کرتا ہے اور انشورنس لے کر معاہدے پر دستخط کرتا
، اور اس کی تمام شرائط کا التزام کرتا ہے۔ اسے انشورنس شدہ شخص یا انشورنس پالیسی ہولڈر بھی کہا جاتا
ہے۔

نورنس فنڈ

وہ فنڈ جسے انشورنس کمپنی بناتی ہے، اس میں انشورنس ہولڈرز کے عطیات، منافع اور محفوظ رقوم
ں جاتی ہیں۔ اس فنڈ پر باقاعدہ مالی ذمہ داریاں ہوتی ہیں اور یہ اپنے نفع نقصان کا مالک ہوتا ہے اور کمپنی اس
، تمام معاملات کی نمائندگی کرتی ہے۔ اسے انشورنس فنڈ، انشورنس ہولڈرز کا اکاؤنٹ، انشورنس ہولڈرز
نڈ یا شرکاء کا پورٹ فولیو بھی کہا جاتا ہے۔

(۱ دیکھیے دلۃ البرکہ کی شائع شدہ الصدیق الضریر: الغرر ص ۵۳۔

AAOIFI
هيئة المحاسبة والمراجعة للمؤسسات المالية الإسلامية
ACCOUNTING AND AUDITING ORGANIZATION FOR ISLAMIC FINANCIAL INSTITUTIONS

شرعی معیارات

01 to 26

اسلامک بینکنگ انڈسٹری آف پاکستان

(Vol. 1 of 2)

شرعی معیارات

شرعی معیارات کا مکمل متن

جمادی الثانی ۱۴۳۸ھ بمطابق مارچ ۲۰۱۷ء تک منظور شدہ

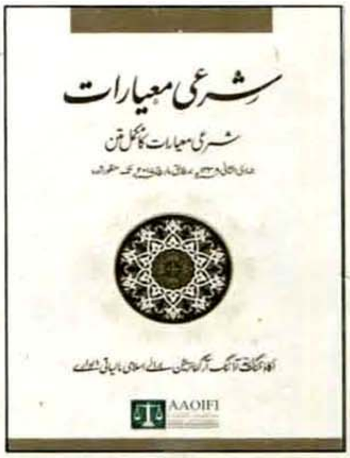

یہ کتاب فقہ المعاملات پر جدید دور کے فقہی اجتہادات کا عظیم مجموعہ ہے۔ یہ اسلامی مالیاتی عقود اور مصنوعات کی تفصیلات کے ایک بڑے حصے پر مشتمل ہے جس میں بینک، تکافل، سرمایہ کاری بینکاری، کیپٹل مارکیٹ اور تمویل وغیرہ شامل ہیں۔

ان معیارات کو عمومی مقبولیت حاصل رہی ہے اور ان کے فوائد سے دنیا بھر کے لوگ مستفید ہوتے آرہے ہیں۔ بلکہ یہ کہنا بے جانہ ہوگا کہ اس وقت یہ دنیا بھر میں اسلامی مالیاتی صنعت میں قانون سازی اور نگرانی کرنے والے اداروں کے علاوہ دیگر پیشہ ورانہ اداروں بشمول اکاونٹنگ ومشاورتی فرمز، تعلیمی وتحقیقی اداروں، اور دار الافتاء میں ایک شرعی سند کی حیثیت اختیار کرچکی ہے۔

اس وقت ایوفی کے ان معیارات کو متعدّد مرکزی بینکوں اور مالیاتی نگران اداروں نے یا تو باقاعدہ نافذ کر رکھا ہے یا پھر بطور رہنما دستاویز کے اختیار کرلیا ہے۔ اس لیے ایوفی کے یہ معیارات اسلامی مالیاتی صنعت کے لیے بجاطور پر باعثِ فخر اور اعزاز کی حیثیت رکھتے ہیں۔

اسلامک بینکنگ انڈسٹری آف پاکستان

ISBN 978-969-9306-10-5

9 789699 306105

②

شرعی معیارات

شرعی معیارات کا مکمل متن

جمادی الثانی ۱۴۳۸ھ بمطابق مارچ ۲۰۱۷ء تک منظور شدہ

Shariah Standards
27 to 58

(Vol. 2 of 2)

اکاؤنٹنگ اینڈ آڈٹنگ آرگنائزیشن برائے اسلامی مالیاتی ادارے

AAOIFI
هيئة المحاسبة والمراجعة للمؤسسات المالية الإسلامية
ACCOUNTING AND AUDITING ORGANIZATION FOR ISLAMIC FINANCIAL INSTITUTIONS

②

شرعی معیارات

(Vol. 2 of 2)

شرعی معیارات برائے اسلامی مالیاتی ادارے کا مکمل متن

جمادی الثانی ۱۴۳۸ھ بمطابق مارچ ۲۰۱۷ء تک منظور شدہ

Shariah Standards
27 to 58

اکاؤنٹنگ اینڈ آڈٹنگ آرگنائزیشن برائے اسلامی مالیاتی ادارے

AAOIFI

ACCOUNTING AND AUDITING ORGANIZATION FOR ISLAMIC FINANCIAL INSTITUTIONS

©اکاؤنٹنگ اینڈ آڈیٹنگ آرگنائزیشن برائے اسلامی مالیاتی ادارے
نیشنل لائبریری آف پاکستان، اسلام آباد، پاکستان
اکاؤنٹنگ اینڈ آڈیٹنگ آرگنائزیشن برائے اسلامی مالیاتی ادارے
شرعی معیارات۔ اکاؤنٹنگ اینڈ آڈیٹنگ آرگنائزیشن برائے اسلامی مالیاتی ادارے، منامہ۔2017
1400 صفحات : 24x17 سم
1۔ فائنانس (اسلامی قانون)
آئی ایس بی این: 978-969-9306-10-5

AAOIFI اکاؤنٹنگ اینڈ آڈیٹنگ آرگنائزیشن برائے اسلامی مالیاتی ادارے
پی او باکس 1176، منامہ، مملکت بحرین
فون: (+973)17375400 - فیکس:(+973)17250194
ای میل:info@aaoifi.com
ویب سائٹ:www.aaoifi.com

مکتبہ معارف القرآن کراچی
(Quranic Studies Publishers)

ناشر : مکتبہ معارف القرآن کراچی
طبع جدید : شعبان ۱۴۳۹ھ۔ مئی ۲۰۱۸ء
فون : (92-21) 35031565, 35123130
ای میل : info@mmqpk.com
ویب سائٹ : www.mmqpk.com
www.maktabamaarifulquran.com

جملہ حقوق بحق "اکاؤنٹنگ اینڈ آڈیٹنگ آرگنائزیشن برائے اسلامی مالیاتی ادارے" محفوظ ہیں

کسی بھی قسم کے ترجمے، اشاعت، مزید اجرا، اس اشاعت کے کسی بھی جز کی کسی بھی شکل میں جزوی یا کلی اشاعت و استعمال چاہے وہ الیکٹرانی ہو میکانکی ذریعے سے ہو یا کسی اور معروف ذریعے سے جو اب تک ایجاد ہو چکی ہیں یا بعد میں ایجاد ہوں گی جن میں فوٹوگرافی، ریکارڈنگ یا معلومات ذخیرہ کرنے کی دیگر صورتیں شامل ہیں، غرض کسی بھی طرح سے اشاعت سے پہلے ادارے (ایوفی) سے تحریری اجازت ضروری ہے۔

شرعی معیارات عربی اور اردو دونوں زبانوں میں شائع ہوئے ہیں۔ دونوں نسخوں میں کسی بھی فرق کی صورت میں عربی نسخہ کو ترجیح دی جائے گی۔ "اکاؤنٹنگ و آڈیٹنگ آرگنائزیشن برائے اسلامی مالیاتی ادارے" ایسے کسی بھی قسم کے منفی نتائج سے بری الذمہ ہونے کا اعلان کرتا ہے جو کسی شخص کو اس کتاب کے مضامین پر عمل کرنے یا کرنے سے گریز کرنے کی صورت میں پیش آئی ہوں۔

فہرست

۲۷- اشاریہ جات ۷۲۹

۲۸- اسلامی بینکوں کی خدمات و سہولیات ۷۴۷

۲۹- ادارہ جاتی دائرۂ کار میں فتویٰ جاری کرنے کے اصول وآداب ۷۵۹

۳۰- تورُّق ۷۷۹

۳۱- مالی معاملات کو فاسد کرنے والے غرر کے ضابطے ۷۹۳

۳۲- ثالثی ۸۱۵

۳۳- وقف ۸۳۷

۳۴- افراد کو اجرت پر رکھنا ۸۶۷

۳۵- زکوٰۃ ۸۹۳

۳۶- مالی التزامات پر غیر متوقع حالات کا اثر ۹۳۵

۳۷- کریڈٹ ایگریمنٹ ۹۵۱

۳۸- آن لائن مالی معاملات ۹۷۵

۳۹- رہن اور اس کی جدید تطبیقات ۹۹۹

۴۰- مضاربت پر مبنی سرمایہ کاری اکاؤنٹس میں نفع کی تقسیم ۱۰۲۵

فہرست

۴۱- اسلامی ری انشورنس ۱۰۵۱
۴۲- مالی حقوق اور ان میں تصرّف ۱۰۷۹
۴۳- دیوالیہ ہونا ۱۱۰۵
۴۴- سیال سرمایہ - حصول اور استعمال ۱۱۲۷
۴۵- اصل سرمائے اور سرمایہ کاریوں کی حفاظت ۱۱۴۱
۴۶- وکالت برائے سرمایہ کاری ۱۱۵۹
۴۷- مالیاتی معاملات میں نفع کے تعیّن کے اصول ۱۱۷۷
۴۸- بھروسے پر مبنی خیارات ۱۱۸۹
۴۹- وعدہ اور دوطرفہ وعدہ ۱۲۰۳
۵۰- درختوں کی آبپاشی ۱۲۱۹
۵۱- سلامتی کے خیارات ۱۲۴۱
۵۲- سوچ وبچار کے خیارات ۱۲۵۷
۵۳- عربون [بیعانہ] ۱۲۷۵
۵۴- شرط کے تحت عقود فسخ کرنا ۱۲۹۱
۵۵- مقابلے اور انعامات ۱۳۰۵
۵۶- سرمایہ کاری کے منتظم پر ضمان ۱۳۲۵
۵۷- "سونا" اور اس کے متعلقہ اصول وضوابط ۱۳۴۳
۵۸- فروخت شدہ اشیا کی واپس خریداری ۱۳۷۵

اشاریہ جات
[Indices]

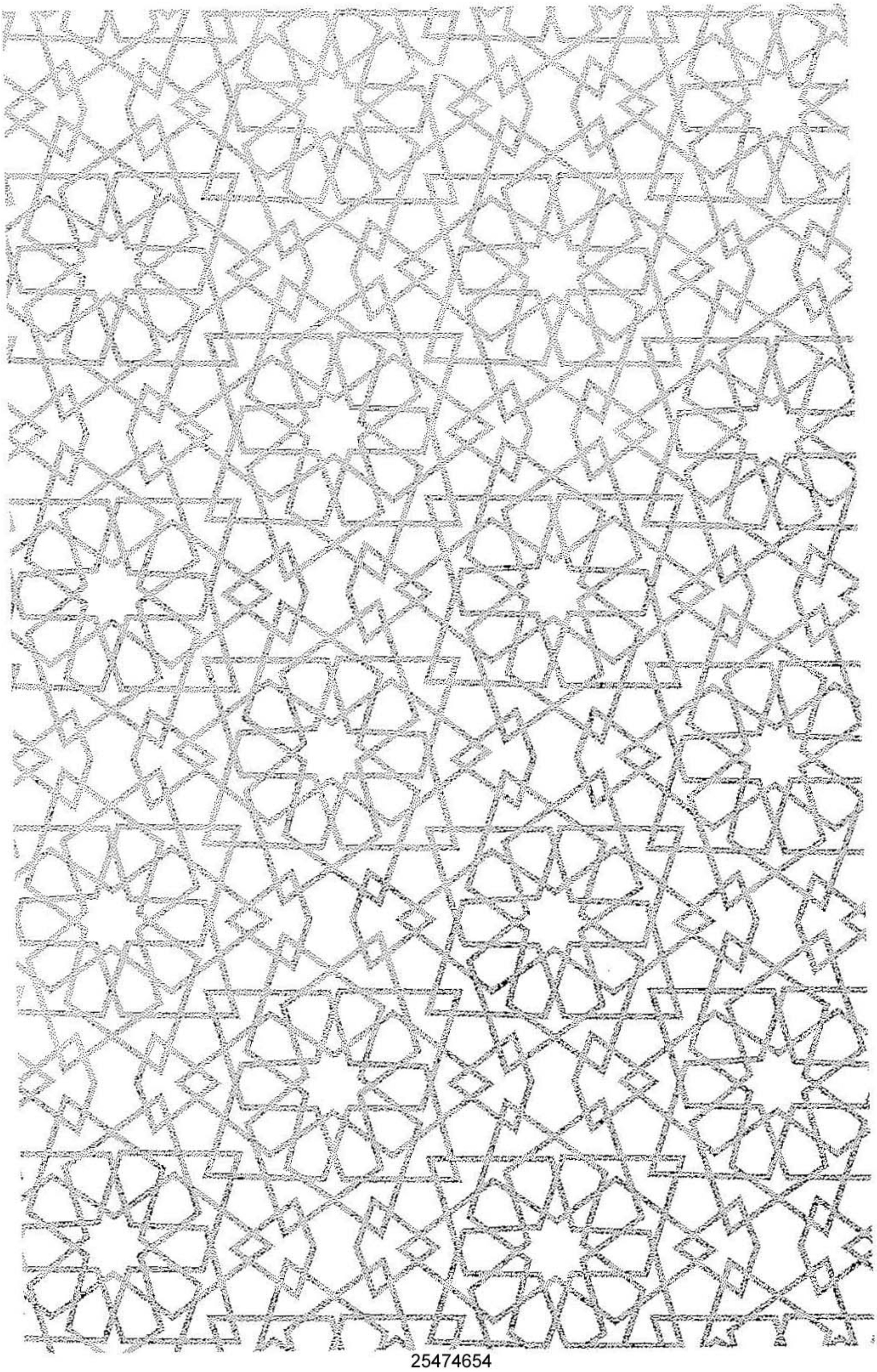

25474654

فہرست

اچہ ۷۳۲

یار کا متن ۷۳۳

۱- معیار کا دائرۂ کار ۷۳۳

۲- اشاریہ کی تعریف اور اس کے اہم استعمالات ۷۳۳

۳- اشاریہ جات کے حساب کی بنیادیں اور ان کی خصوصیات ۷۳۴

۴- اشاریہ جات کی اقسام ۷۳۵

۵- اشاریہ جات کو استعمال کرنے کے جائز طریقے ۷۳۶

۶- اشاریہ جات کو استعمال کرنے کے ناجائز طریقے ۷۳۸

۷- اسلامی اشاریہ بنانے کے اصول ۷۳۸

۸- معیار کے اجرا کی تاریخ ۷۳۹

یار کی منظوری ۷۴۰

مہ جات

ضمیمہ (الف) معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد ۷۴۱

ضمیمہ (ب) شرعی احکام کی بنیادیں ۷۴۳

ضمیمہ (ج) فرہنگ ۷۴۵

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على أشرف المرسلين، سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه أجمعين.

دیباچہ

اس معیار کا مقصد اشاریہ جات کی تعریف، ان کی حقیقت، ان کی کارکردگی، ان کے مختلف استعمالات کے شرعی احکام اور اسلامی مالیاتی اداروں (ادارہ/ادارے)[1] میں ان اشاریہ جات کو استعمال میں لانے کے امکانات کو بیان کرنا ہے۔

والله الموفق...

---

(۱) "ادارہ/ادارے" کی اصطلاح یہاں اختصار کی غرض سے اسلامی مالیاتی اداروں کے لیے استعمال کی گئی ہے جن میں اسلامی بینک بھی شامل ہیں۔

معیار کا متن

۱- معیار کا دائرۂ کار

یہ معیار اشاریہ جات کی تعریف، ان کے حساب کی بنیادیں، ان کی اہم اقسام، ان کو استعمال کرنے کے طریقوں کا بیان، ہر استعمال کا حکم اور اشاریہ جات کے شرعی ضوابط کے بیان پر مشتمل ہے۔

۲- اشاریہ کی تعریف اور اس کے اہم استعمالات

۱/۲ اشاریہ: یہ ایک ایسا عدد ہوتا ہے جسے مخصوص اشیا اور مالیاتی دستاویزات کے ایک منتخب مجموعے کی قیمتوں سے شماریاتی طریقے سے حاصل کیا جاتا ہے، ان دستاویزات اور اشیا کا لین دین منظم یا غیر منظم یا دونوں طرح کی مارکیٹوں میں کیا جاتا ہے۔ ان اشیا اور دستاویزات میں سے ہر ایک کو اس کی بازاری قیمت کے پیشِ نظر ایک وزن دیا جاتا ہے اور ان اوزان کے مجموعے کو ایک مستقل عدد پر تقسیم کیا جاتا ہے۔ آج کل کے مشہور اشاریہ جات میں سے بعض اہم اشاریہ جات یہ ہیں: صارفین کی قیمتوں کا اشاریہ اور مالیاتی بازاروں کے بعض مشہور اشاریہ جات، مثلاً: ڈاؤ جونز اشاریہ اور ایف ٹی ایس ای اشاریہ۔

۲/۲ کسی ملک کی مارکیٹ کی صورت حال کی پیمائش کرنے کے لیے احتیاط سے بنایا گیا اشاریہ اس ملک کی اقتصادی صورتحال کا عمومی نقشہ پیش کرتا ہے اور سرمایہ کاری کے فیصلے کرنے کے لیے کوئی تبدیلی رونما ہونے سے پہلے اس ملک کے مستقبل کے معاشی حالات کی پیشن گوئی کرنے میں مدد دیتا ہے۔ یہ اشاریہ کبھی سرمایہ کاروں کو اشارہ دیتا ہے کہ مستقبل میں مخصوص قسم کی مالی دستاویزات کی قیمتوں میں اتار چڑھاؤ ہوگا یا واضح طور پر بتاتا ہے کہ ان کی قیمتوں میں کمی یا اضافے کا رجحان ہوگا۔ چونکہ مختلف اشاریہ جات کے درمیان موافقت اور ہم آہنگی نہ ہونے کا احتمال بہرحال باقی رہتا ہے، اس لیے اشاریہ جات

کے ساتھ ساتھ دیگر تجزیاتی طریقوں، مارکیٹ کے حالات کا علم و تجربہ اور لین دین کے د
نمونوں کو بھی کام میں لایا جاتا ہے۔

۳/۲ اشاریہ میں اتار چڑھاؤ دراصل مارکیٹ کے رجحان کو ظاہر کرتا ہے اور اس کی بنیاد پر
مارکیٹ کے متعلق یہ رائے قائم کی جاتی ہے کہ اس میں تیزی ہے یا مندی ہے۔

۳- اشاریہ جات کے حساب کی بنیادیں اور ان کی خصوصیات

۱/۳ اشاریہ جات کا حساب کئی چیزوں پر انحصار کرتا ہے، جس میں گزشتہ اور موجودہ قیمتوں
تخمینہ، بازاروں کے کی توقعات، مختلف اوقات وادوار، خرید وفروخت کی کم سے کم اور زی
سے زیادہ قیمتیں اور چارٹ اور گراف شامل ہیں۔

۲/۳ بنیادی عناصر، مثلاً: وہ اعداد و شمار جن کا تجزیہ مقصود ہوتا ہے، وہ وزن جو کسی عنصر کو دیا ج
ہے اور حساب کتاب کا وہ طریقہ جسے استعمال کیا جاتا ہے، ان کے اختلاف کی وجہ سے
اشاریہ دوسرے اشاریہ سے مختلف ہوتا ہے۔ تاہم یہ اشاریہ جات جن اعداد و شمار کا تج
کرتے ہیں ان سے قطع نظر، سرمایہ اور اجناس کے بازاروں میں رائج تمام اشاریہ جات
بعض خصوصیات یکساں طور پر پائی جاتی ہیں۔ ان میں سے اہم ترین خصوصیات در
مقصدیت اور شفافیت ہیں۔

درستی سے مراد: اشاریہ کے عناصر، اعداد و شمار کے حصول کے ذرائع، ان اعداد و شمار
حصول کا وقت، اشیا کے اوزان نکالنے اور کسری اعداد کو کامل بنانے کا طریقہ کار، اور
تمام چیزوں کی تفصیلی وضاحت ہے۔

مقصدیت سے مراد: یہ ہے کہ ہر اشاریہ کے حساب کی تفصیلات اس حد تک مکمل ہو
کسی مخصوص تاریخ یا مخصوص جگہ میں ایک اشاریہ کی قیمت کے تعین میں آراء کے اختلا
کی کوئی گنجائش باقی نہ رہے۔

شفافیت سے مراد: یہ ہے کہ اشاریہ کے اعداد و شمار کے اعلان کے اوقات، جگہیں

طریقے متعین اور پہلے سے طے شدہ ہوں، تاکہ معاملے میں کسی قسم کی لاعلمی با
رہے۔

۳/۳ کچھ عمومی اصول ہیں جو تقریباً تمام اشاریہ جات پر لاگو ہوتے ہیں۔ ان میں سے بعض ا
درج ذیل ہیں:

۳/۳/۱ اشاریہ کے محض اعداد کا کچھ مفہوم نہیں ہوتا اور نہ تنہا ان اعداد کا کوئی
ہوتا ہے۔ البتہ جب ان اعداد و شمار کا اشاریہ کے ماضی اور مستقبل کے اعداد
سے موازنہ کیا جاتا ہے تو اس وقت ایسے اعداد مخصوص مفہوم پر دلالت کر
ہیں اور صرف اسی صورت میں تبدیلی کا رجحان اور اس کا تناسب ظاہر ہوتا
مثلاً: کسی مخصوص اشاریہ کی قدر میں ۹ پوائنٹس کا اضافہ اس کی گزشتہ قدر ۃ
فیصد اضافہ کو ظاہر کر سکتا ہے۔

۳/۳/۲ مختلف اوقات میں اشاریہ کی قیمتوں کو کسی بھی مستقل عدد سے ضرب یا تقسیم
سکتا ہے۔ یعنی اشاریہ کے اعداد کو یکساں تناسب سے زیادہ کرنا یا کم کرنا، جیسے
حصص کی تقسیم کے وقت ہوتا ہے، اور اس عمل کی وجہ سے اشاریہ کے ان در
نتائج پر کسی قسم کا کوئی اثر نہیں پڑتا جن پر وہ دلالت کرتے ہیں۔ نتیجتاً کسی مخصو
صورت حال پر اشاریہ کی دلالت کا انحصار اس متوسط اضافے یا کمی پر ہوتا
مختلف اوقات میں اشاریہ کے اجزاء کے اوزان میں واقع ہوتی ہے۔

۴- اشاریہ جات کی اقسام

اشاریہ جات کی مختلف اعتبار سے درج ذیل کئی اقسام ہیں:

۴/۱ عموم و خصوص کے اعتبار سے اشاریہ جات کی درج ذیل اقسام ہیں:

۴/۱/۱ عام اشاریہ جات: جو بازار کی عمومی صورتحال بتلاتے ہیں۔

۴/۱/۲ شعبہ جاتی اشاریہ جات: جو کسی مخصوص شعبے یا صنعت کی بازاری صورت حا

پیمائش کرتے ہیں، جیسے مثلاً: نقل وحمل کا شعبہ۔

۲/۴ جواشاریہ جات قیمتوں میں تبدیلی کے تابع ہوتے ہیں، ان کی مرکزی اور علاقائی اتار چڑھاؤ کے اعتبار سے درج ذیل اقسام ہیں:

۱/۲/۴ متحرک مرکزی اشاریہ جات: اس سے مرادوہ اشاریہ جات ہیں جو ماضی میں کسی متعین وقت کے دوران قیمتوں میں تبدیلی کی پیمائش کرتے ہیں اور مستقبل ممکنہ حالات کا پتہ دیتے ہیں۔

۲/۲/۴ متحرک علاقائی اشاریہ جات: اس سے مرادوہ اشاریہ جات ہیں جو دو متعیّن حدود کے درمیان اتار چڑھاؤ کا شکار رہتے ہیں، مثلاً زیادہ سے زیادہ خریدنے کی حد اور زیادہ سے زیادہ بیچنے کی حد۔

۵- اشاریہ جات کو استعمال کرنے کے جائز طریقے

۱/۵ ایک متعین بازار میں تبدیلی کے حجم سے آگاہی کے لیے اشاریہ جات کا سہارا لینا شرعاً جائز ہے، جیساکہ یہ بات شرعاً جائز ہے کہ پیشہ ورذمہ داران کی کارگردگی جانچنے کے لیے اشاریہ جات کو بروئے کار لایا جائے۔ وہ اس طرح کہ اشاریہ جات کو معتبر قرائن تسلیم کرتے ہوئے ان حضرات کی آمدنی کا اشاریہ جات سے موازنہ کیا جائے۔ اسی طرح کسی شعبے سے متعلق ہر مالیاتی دستاویز کی کارگردگی اور خطرات کو الگ الگ جانچنے کے بجائے اشاریہ جات کو اس شعبہ کی مجموعی کارگردگی معلوم کرنے کے لیے اور اس کے متعلق منظم خطرات کا اندازہ لگانے کے لیے بھی استعمال کیا جاسکتا ہے۔ اسی طرح کسی مالیاتی بازار کے مستقبل کے حالات کا تخمینہ لگانے اور اس میں واقع ہونے والی تبدیلیوں کی پیشن گوئی کرنے کے لیے بھی اشاریہ جات کو استعمال کیا جاسکتا ہے۔ چنانچہ لین دین کے حقیقی معاملات میں راہنمائی کے لیے اشاریہ جات کا مذکورہ استعمال شرعاً جائز ہے۔

۲/۵ اشاریہ جات کو فنڈز اور سرمایہ کاری صکوک کے موازنہ کے لیے معیار کے طور پر استعمال

کرنا شرعاً جائز ہے، اسی طرح نگران کے معاوضے یا وکیل کے بونس [انعام] اور سرمایہ کاری کے باہمی ربط کے لیے یا مضارب کے بونس [انعام] اور مضاربہ کی آمدن کے باہمی ربط کے لیے بھی اشاریہ جات کو استعمال کیا جاسکتا ہے۔

۳/۵ وعدۂ مرابحہ کے مرحلے میں نفع کی تحدید کے لیے لائبور (LIBOR) یا مخصوص حصص یا اشیا کی قیمتوں کے اشاریہ جات کو بنیاد کے طور پر استعمال کرنا جائز ہے، البتہ اس میں یہ شرط ہے کہ عقدِ مرابحہ ایک ایسے معلوم مطلق نفع پر طے پائے جو ان اشاریہ جات میں تبدیلی کی وجہ سے تبدیل نہ ہو۔ (دیکھیے شرعی معیار نمبر (۸) "مرابحہ"، شق ۶/۴)

۴/۵ اجارہ میں جس عرصہ کی اجرت قابلِ تغیر ہو، اشاریہ کو اس عرصہ کی اجرت کے ایک حصہ کے تعیّن کے لیے بنیاد کے طور پر استعمال کرنا جائز ہے۔ (دیکھیے شرعی معیار نمبر (۹) "اجارہ اور اجارہ منتہیہ بالتملیک"، شق ۳/۲/۵)۔

۵/۵ پیسوں پر مبنی معاہدۂ ملازمت میں یہ بھی جائز ہے کہ ملازمت کے اصول، قوانین اور خصوصی انتظامات کو اجرت کے اشاریے سے مشروط کردیا جائے۔ یہاں پر اجرت کے اشاریے سے مراد ماہرین کے اندازوں کے مطابق قیمت کی سطح میں تبدیلی کی وجہ سے ماہانہ بنیاد پر اجرت کو ترتیب دینا ہے۔ البتہ اس صورت میں غیر ادا شدہ اجرت جب بڑھ کر دَین کی صورت اختیار کر جائے گی تو پھر دَین سے متعلق شرعی احکام اس پر ضرور لاگو ہوں گے۔

۶/۵ مضارب یا وکیل کے اعمال کو کسی مخصوص اشاریہ کے ساتھ اس طرح مربوط کرنا جائز ہے کہ جب وہ اشاریہ ایک مخصوص نقطے پر پہنچ جائے تو وہ [مضارب یا وکیل] اشیا کو اس وقت کی قیمت پر فروخت کردے یا یہ کہ اشیا کی ایک مخصوص مقدار کو اس وقت کی بازاری قیمت پر خرید لے۔

۷/۵ مستقبل کی کسی متعیّن تاریخ میں کسی چیز کی فروخت یا خریداری کا وعدہ کرنے والے کے لازم وعدہ کی تکمیل کو کسی مخصوص اشاریہ میں زیادتی یا کمی کی شرح کے ساتھ اس طرح منسلک کرنا جائز ہے کہ فلاں مخصوص چیز کی قیمت میں اضافہ یا کمی کی وجہ سے جس نسبت سے اشاریہ

میں اضافہ یا کمی ہوگی اسی نسبت سے مطلوبہ سامان کی قیمت میں بھی اضافہ یا کمی ہوگی۔

۸/۵ ایک فریق کی جانب سے ادائیگی میں تاخیر کی وجہ سے کسی خیراتی ادارے کو صدقہ کی جانے والی رقم کی مقدار کو کسی متعین اشاریہ سے منسلک کرنا جائز ہے۔

۶- اشاریہ جات کو استعمال کرنے کے ناجائز طریقے

۱/۶ محض اشاریہ جات کی خرید وفروخت جائز نہیں اور نہ یہ جائز ہے کہ کہ اشاریہ جات جن حقیقی اثاثوں کی نمائندگی کرتے ہوں، ان کی یا ان کے علاوہ دیگر حقیقی اثاثوں کی خرید وفروخت کے بغیر صرف اشاریہ جات میں مخصوص نتیجہ کے ظہور پر مال کا لین دین ہو۔ یہ عمل شرعی لحاظ سے ناجائز ہے، اگرچہ مستقبل کے کسی ممکنہ خطرے سے تحفظ [hedging] کے لیے ہو۔

۲/۶ اشاریہ جات پر خیارات [options] کے عقود طے کرنا جائز نہیں۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۲۰) ""منظم منڈیوں میں اجناس کی تجارت"، شق ۲/۵)

۳/۶ اشاریہ جات کے عقود کے حاصل ضرب [multiplier] پر عقود طے کرنا جائز نہیں۔ (دیکھیے شق ۲/۵)

۴/۶ جن عقود کو کسی دوسری چیز کے ساتھ معلق نہیں کیا جاسکتا، مثلاً خرید وفروخت، ان کو کسی مخصوص اشاریہ کے ساتھ معلق کرنا بھی جائز نہیں۔

۵/۶ ادھار دیتے وقت ادھار پر دی جانے والی رقم کو قیمتوں کے اشاریہ سے منسلک کرنا جائز نہیں۔

۷- اسلامی اشاریہ بنانے کے اصول

ایک اسلامی اشاریہ تشکیل دیتے وقت درج ذیل نکات کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے:

۱/۷ اشاریہ کے عناصر اور اس کو استعمال کرنے کے طریقوں میں تکنیکی ضابطوں کے علاوہ شرعی ضوابط پر عمل درآمد کو یقینی بنانا۔

۲/۷ اشاریہ کی نگرانی کے لیے ایک مجلسِ شرعی ہو جو اشاریہ کے عناصر اور اس کو استعمال کرنے کے طریقوں میں شرعی ضابطوں پر عمل درآمد کو یقینی بنائے اور وقتاً فوقتاً اشاریہ کا جائزہ لیتی رہے اور اس کے متعلق شرعی رپورٹ پیش کرے۔

۸- معیار کے اجرا کی تاریخ

یہ معیار ۱۲ جمادی الاول ۱۴۲۷ھ مطابق ۸ جون ۲۰۰۶ء کو جاری کیا گیا۔

معیار کی منظوری

مجلسِ شرعی نے اشاریہ جات کے متعلق شرعی معیار کو اپنے سولہویں اجلاس میں منظور کیا جو کہ ۷-۱۲ جمادی الاول ۱۴۲۵ھ مطابق ۳-۸ جون ۲۰۰۶ء کو مدینہ منورہ میں منعقد ہوا۔

ضمیمہ (الف)

معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد

مؤرخہ ۲۸ صفر - ۴ ربیع الاول ۱۴۲۳ھ مطابق ۱۱ - ۱۶ مئی ۲۰۰۲ء کو مکہ مکرمہ میں مجلسِ شرعی کا آٹھواں اجلاس منعقد ہوا۔ مجلسِ شرعی نے اس اجلاس میں اشاریہ جات کے متعلق شرعی معیار کی تیاری کا فیصلہ کیا۔

مؤرخہ ۱۲ جمادی الاول ۱۴۲۴ھ مطابق ۱۲ جولائی ۲۰۰۳ء کو شرعی معیارات کی کمیٹی نے اشاریہ جات کے معیار کے منصوبے کا مسودہ تیار کرنے کے لیے ایک شرعی مشیر کے تقرر کا فیصلہ کیا۔

مورخہ ۷ جمادی الاول ۱۴۲۶ھ مطابق ۱۵ جون ۲۰۰۵ء کو بحرین میں شرعی معیارات کی دوسری کمیٹی کا پندرہواں اجلاس منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں کمیٹی نے معیار کے ابتدائی مسودے پر بحث کی اور اس سے پہلے ہونے والے مباحثوں اور اراکین کے تبصروں کی روشنی میں معیار میں ضروری ترامیم شامل کیں۔

مؤرخہ ۴ - ۵ شعبان ۱۴۲۶ھ مطابق ۸ - ۹ ستمبر ۲۰۰۵ء کو منامہ، بحرین میں شرعی معیارات کی دوسری کمیٹی کا سولہواں اجلاس منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں کمیٹی نے معیار کے ابتدائی مسودے پر دوبارہ بحث کی اور اس سے پہلے ہونے والے مباحثوں اور اراکین کے تبصروں کی روشنی میں معیار میں ضروری ترامیم شامل کیں۔

مورخہ ۲۲-۲۶ شعبان ۱۴۲۶ھ مطابق ۲۶-۳۰ ستمبر ۲۰۰۵ء کو مکہ مکرمہ میں مجلسِ شرعی کا پندرہواں اجلاس منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں معیار کے ترمیم شدہ مسودے کو مجلسِ شرعی کے سامنے پیش کیا گیا اور مجلسِ شرعی نے معیار کے مسودے میں مزید ترامیم کیں اور اسے ماہرین اور دلچسپی لینے والے دیگر حضرات کے پاس بھیجنے کا فیصلہ کیا تاکہ ان کے تبصرے سامنے آئیں اور مسودے کو جلسۂ سماعت میں بحث کے لیے

پیش کیا جائے۔

مورخہ یکم صفر ۱۴۲۷ھ مطابق یکم مارچ ۲۰۰۶ء کو بحرین میں میں جلسۂ سماعت منعقد ہوا، جس میں تیس سے زائد افراد شریک ہوئے۔ ان حضرات میں مرکزی بنکوں، مالیاتی اداروں، اکاؤنٹنگ فرمز کے نمائندے، ماہرینِ شریعت، یونیورسٹیوں کے اساتذہ اور اس میدان میں دلچسپی رکھنے والے دیگر افراد شامل تھے۔ اس جلسہ میں ان تبصروں کو سنا گیا جو شرکاء نے دورانِ جلسہ کیے اور شرعی معیارات کی پہلی اور دوسری کمیٹی کے اراکین نے ان تبصروں کے جوابات دیے۔

معیار کا مسودہ مورخہ یکم صفر ۱۴۲۷ھ مطابق یکم مارچ ۲۰۰۶ء کو بحرین میں مسودہ تیار کرنے والی کمیٹی کے سامنے پیش کیا گیا اور معیار کے مسودے میں مناسب ترامیم شامل کی گئیں۔ مورخہ ۲۵ صفر المظفر ۱۴۲۵ھ مطابق ۲۰ اپریل ۲۰۰۴ء کو معیار کا ترمیم شدہ مسودہ، مسودہ تیار کرنے والی کمیٹی کے سامنے پیش کیا گیا۔

مورخہ ۷ - ۱۲ جمادی الاول ۱۴۲۷ھ مطابق ۳ - ۹ جون ۲۰۰۶ء کو مدینہ منورہ میں مجلسِ شرعی کا سولہواں اجلاس منعقد ہوا۔ اس اجلاس مجلسِ شرعی نے مسودہ تیار کرنے والی کمیٹی کی جانب سے کی گئی ترامیم پر بحث کی اور ان میں سے مناسب ترامیم کو معیار میں شامل کیا۔ مجلسِ شرعی کے ارکان نے اس معیار کی بعض شقوں کو متفقہ طور پر اور بقیہ بعض شقوں کو کثرتِ رائے کی بنیاد پر منظور کرلیا، جیسا کہ مجلس کے اجلاسوں کی روئداد میں محفوظ ہے۔

ضمیمہ (ب)

شرعی احکام کی بنیادیں

- اشاریہ جات تشکیل دینے کے جائز ہونے کی بنیاد یہ ہے کہ یہ عمل دراصل پیشین گوئی کرنے اور حالات وقرائن کا مشاہدہ کرنے کی قبیل سے ہے اور وہ عدلیہ اور مالی معاملات میں ایک قابلِ اعتبار شرعی اصول ہے۔ عدالتی طریقوں کے متعلق علامہ ابنِ قیم کی کتاب میں قرائن کے قابلِ اعتماد ہونے پر متعدد دلائل موجود ہیں۔
- بازاروں کے حالات کی پیشین گوئی کے لیے اشاریہ جات سے استفادہ کرنے کے جواز کی بنیاد وہی بات ہے جو اوپر گزر چکی کہ قرائن کو کسی فیصلے کے لیے شرعی اصول کے طور پر قبول کرنا شرعاً جائز ہے، اور وہ استصحاب کی قبیل سے ہے۔ یعنی ماضی کے کسی حکم کو حال یا مستقبل کے لیے اس لیے ثابت کرنا کیونکہ اس دوران اس حکم کو تبدیل کرنے والا کوئی امر پیش نہیں آیا۔ اور شریعت اس بات کو قبول کرتی ہے کہ عملی احکام میں ظنِ غالب کا اعتبار کیا جائے۔
- اشاریہ جات کو بیچنے یا خریدنے کے ممنوع ہونے کی بنیاد یہ ہے کہ یہ محض کسی علامت یا عدد کے ظاہر ہونے کی بناء پر مال کے لین دین کے قبیل سے ہے جو کہ قمار (جوا) کی ایک صورت ہے اور "ناجائز طریقے سے مال کھانا" ہے، اور مجمع الفقہ الاسلامی کی قرارداد نے اشاریہ جات کی خرید وفروخت کے حرام ہونے پر مہرِ تصدیق ثبت کردی ہے۔ قرارداد کا متن یوں ہے: "اشاریہ کی خرید وفروخت جائز نہیں، کیونکہ یہ ایک خالص جوا ہے اور یہ ایک ایسی چیز کی خرید وفروخت ہے جس کا وجود ممکن نہیں ہے"۔[1]

---

(۱) قرارداد نمبر ۶۳ (۷/۱)، مجمع الفقہ الاسلامی کی قراردادیں، صفحہ نمبر ۲۱۱۔

- اشاریہ جات پر خیارات [options] کے سودے طے کرنے یا اشاریہ جات کے عقود کے ضارب [index multiplier] پر عقود طے کرنے کے حرام ہونے کی بنیاد خود اشاریہ جات کی خرید وفروخت کا حرام ہونا ہے۔ علاوہ ازیں اشاریہ جات کے خیارات کے سودوں کے حرام ہونے کی ایک دوسری وجہ خود خیارات کے لین دین کا حرام ہونا ہے، کیونکہ اس میں محض ارادے اور چاہت کا لین دین ہوتا ہے، کسی سامان کا لین دین نہیں ہوتا۔ چنانچہ خیارات کے لین دین کی حرمت کے متعلق مجمع الفقہ الاسلامی کی ایک قرارداد بھی جاری ہو چکی ہے۔ (۱)
- مختلف اوقات کی اجرتوں کو قیمتوں کی سطح میں تبدیلی کے ساتھ منسلک کرنے کے جواز کی بنیاد یہ ہے کہ یہ اقدام مناسب اجرت کی پالیسی بنانے کے لیے ہے، تاکہ عاملین کی نقد اجرت کو افراطِ زر کی وجہ سے اجرتوں کی قوتِ خرید کے کم ہونے اور اس کے نتیجے میں خدمات اور اشیا کی قیمتوں کی سطح میں مسلسل اضافے سے محفوظ کیا جاسکے۔ عقد میں اس طرح کی شرط لگانے کے جواز کی وجہ یہ اصول ہے کہ عقد میں شرط لگانا جائز ہے، البتہ ایسی شرط لگانا جائز نہیں جو حرام کو حلال یا حلال کو حرام کر دے۔

(۱) قرارداد نمبر ۶۳ (۷/۱)، مجمع الفقہ الاسلامی کی قراردادیں، صفحہ نمبر ۲۱۱۔

ضمیمہ (ج)

فرہنگ

ضارب اشاریہ [index multiplier]

وہ مخصوص فیصدی حصہ جو معاہدہ کی تاریخ ختم ہونے کے بعد اشاریے کی قیمت میں موجود فرق (کو برابر کرنے کے لیے) ڈالا جاتا ہے۔

متحرک مرکزی اشاریہ جات

یہ وہ اشاریہ جات ہیں جو کسی متعین مرکزی نقطے کے درمیان اتار چڑھاؤ کا سامنا کرتے ہیں۔ ان کے ذریعے گزشتہ ادوار میں قیمتوں کے درمیان اتار چڑھاؤ کا اندازہ لگایا جاتا ہے اور مستقبل کے ممکنہ واقعات کی پیشن گوئی کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ اشاریہ جات بازار کے اتار چڑھاؤ سے پہلے کیے جاتے ہیں اور ان کے ذریعے زیرِ مطالعہ دورانیے میں قیمتوں میں تبدیلی کا تناسب معلوم کیا جاتا ہے۔

متحرک علاقائی اشاریہ جات

یہ وہ اشاریہ جات ہیں جو دو متعین حدود کے درمیان اتار چڑھاؤ کا شکار رہتے ہیں، مثلاً: زیادہ سے زیادہ خریداری کی حد اور زیادہ سے زیادہ فروخت کی حد۔

معیارِ موازنہ

یہ وہ اشاریہ ہے جو پوری صنعت یا کسی خاص سرگرمی کی کارگردگی کو ظاہر کرتا ہو۔ اس اشاریے کو سرمایہ کاری فنڈز یا سرمایہ کاری اکائی کا اندازہ لگانے کے لے معیار بنایا جاسکتا ہے یا موازنے کے بعد انتظامیہ کی تنخواہوں اور سرمایہ کاری کے وکیل یا مضارب کے انعام کو اس سے منسلک کیا جاسکتا ہے۔

احاطہ لگانا[hedging]

یہ بازار میں دستیاب مالیاتی اوزار استعمال کرکے سرمایہ کاری کے خطرات (مثلاً: بازار کا خطرہ) کو کم کرنے کا ایک طریقہ ہے۔ وہ اس طرح کہ قیمت میں ممکنہ شدید تبدیلیوں کے نتیجے میں پیدا ہونے والے خطرات پر قابو پایا جاتا ہے۔

تقسیم کنندہ

دو حصص کی مجموعی قیمت جو تقسیم سے قبل اوسط قیمت پر تقسیم کردی گئی ہو۔

اشاریہ جات کے عقود حاصل ضرب[index contract multiplier]

یہ ایک اعشاری یا سادہ عدد ہوتا ہے، جسے ایک مخصوص اشاریہ کی کارگردگی سے منسلک عقد کی برائے نام قیمت سے ضرب دی جاتی ہے۔ اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اس اشاریہ کی کارگردگی کی بنیاد پر عقد کی قیمت کا حساب لگایا جائے۔

شرعی معیار نمبر (۲۸)

اسلامی بینکوں کی خدمات وسہولیات

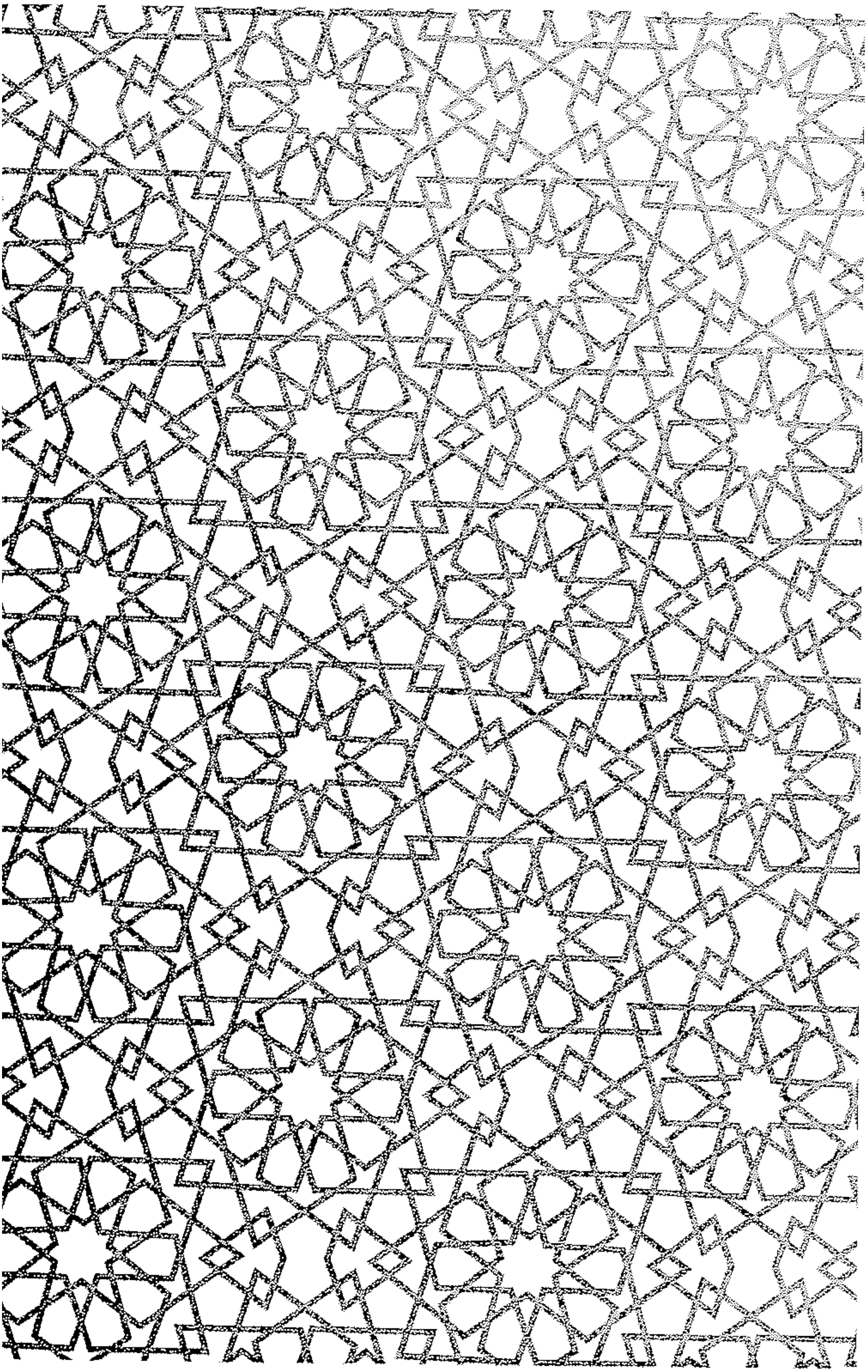

فہرست

دیباچہ ۷۵۰

معیار کا متن ۷۵۱

۱- معیار کا دائرۂ کار ۷۵۱

۲- بینکاری خدمات کی اقسام اور ان کے احکام ۷۵۱

۳- معیار کے اجرا کی تاریخ ۷۵۴

معیار کی منظوری ۷۵۵

ضمیمہ جات

ضمیمہ (الف) معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد ۷۵۶

ضمیمہ (ب) شرعی احکام کی بنیادیں ۷۵۸

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على أشرف المرسلين، سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه أجمعين.

دیباچہ

اس معیار کا مقصد اسلامی مالیاتی اداروں (ادارہ/ ادارے)[1] کی طرف سے پیش کی جانے والی بینکاری خدمات و سہولیات اور ان خدمات و سہولیات کے بدلے میں لیے جانے والے معاوضہ کا حکم بیان کرنا ہے۔

والله الموفّق...

(۱) "ادارہ/ادارے" کی اصطلاح یہاں اختصار کی غرض سے اسلامی مالیاتی اداروں کے لیے استعمال کی گئی ہے جن میں اسلامی بینک بھی شامل ہیں۔

معیار کا متن

۱-۰ دائرۂ کار

یہ معیار ان اہم بینکاری خدمات پر مشتمل ہے جن میں کسی ادھار کا معاملہ نہیں ہوتا اور ادارے اپنے گاہکوں کو وہ خدمات براہ راست ان کے ساتھ معاملہ کر کے پیش کرتے ہیں یا گاہکوں کے فائدے کے لیے دوسرے افراد کے ذریعے سے پیش کرتے ہیں تاکہ گاہکوں کی طرف سے ادارے کے اندر اور باہر انجام دیے جانے والے معاملات اور مالیاتی سرگرمیاں سہولت سے سرانجام پا سکیں۔

یہ معیار ان خدمات پر مشتمل نہیں جو ادھار کے معاملات سے متعلق ہیں، یا جو سرمایہ کاری سے متعلق ہیں۔ اسی طرح یہ معیار ان بینکاری خدمات پر بھی مشتمل نہیں جن سے متعلق دیگر شرعی معیارات جاری ہو چکے ہیں، مثلاً کرنسی کی تجارت، ڈیبٹ کارڈ اور کریڈٹ کارڈ، سیونگ اکاؤنٹس اور نفع کی تقسیم، سرمایہ کاری صکوک۔

۲-بینکاری خدمات کی اقسام اور ان کے احکام

اداروں کے لیے جائز ہے کہ وہ درج ذیل طریقوں کے مطابق بینکاری خدمات پیش کر کے ان کی مقرر و متعین اجرت لیں یا خدمات کی مالیت کے تناسب سے اجرت لیں:

۱/۲ حفاظت کی خدمات (custodian)

ادارہ اپنے گاہکوں کی شرعاً جائز مالی دستاویزات اور بانڈز کو حفاظت کے لیے بطور امانت لے سکتا ہے، اور مطالبہ کرنے پر بعینہ ان دستاویزات کو واپس کرنے کا پابند ہوگا۔ ادارہ اس حفاظت کے عوض اجرت کا مطالبہ کر سکتا ہے۔

۲/۲ وکیل برائے عقد کی خدمات

گاہک ادارے کو مختلف عقود کے لیے اپنا وکیل بھی بنا سکتا ہے، مثلاً متعین اوقات پر گاہک کے وکیل کے طور پر خرید و فروخت اور اجارہ کرنا۔ ادارہ ان خدمات پر اجرت لینے کا بھی حق دار ہے۔

۳/۲ سبسکرپشن کی خدمات

۲/۳/۱ کوئی بھی ایسی مشترکہ سرمائے کی کمپنی جو شرعی قوانین کی پاسداری کرتی ہو اور فنی طور پر اجازت یافتہ ہو، ادارہ کمپنی قائم کرنے والوں کا وکیل بن کر حصص کی عوامی پیشکش کے تمام اقدامات سرانجام دے سکتا ہے یا کمپنی کا سرمایہ بڑھانے کے لیے حاملینِ حصص کا وکیل بن کر نئے حصص بھی جاری کر سکتا ہے۔ ادارہ ان خدمات پر اجرت لینے کا بھی حق دار ہے۔ مگر دونوں صورتوں میں خدمات کے ساتھ کریڈٹ کی سہولت بھی موجود ہو تو اس صورت میں اجرت کریڈٹ کی سہولت کے بدلہ میں نہ ہو۔

۲/۳/۲ ادارہ کسی تیسرے فریق کے ساتھ انڈر رائٹنگ کا معاہدہ ترتیب دے سکتا ہے، مگر شرط یہ ہے کہ صرف معاہدہ ہونے پر اجرت نہ طلب کرے۔ البتہ ان انتظامات کی اجرت کا مطالبہ کر سکتا ہے۔ ادارہ خود بھی انڈر رائٹنگ کا معاہدہ کر سکتا ہے، تاہم ادارہ اس معاہدے کے عوض میں صرف وہ حقیقی اخراجات لے سکتا ہے جو معاہدہ کے علاوہ دوسرے کاموں کو سرانجام دینے کی وجہ سے برداشت کرنا پڑے، مثلاً تحقیق کرنا یا حصص کی تشہیر کرنا۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۵) ضمانتیں، شق ۶/۷۔

۴/۲ تحقیق اور مشاورت فراہم کرنے کی خدمات

۲/۴/۱ ادارہ اجرت لے کر یا بلا اجرت مطالعاتی تحقیقات یا حصص جاری کرنے سے متعلق تحقیقات بھی کر سکتا ہے۔

۲/۴/۲ ادارہ اپنے گاہکوں کے وکیل کے طور پر اجرت لے کر یا بلا اجرت، جائیداد کی ملکیت (رہائشی، تجارتی عمارات اور انتظامی دفاتر وغیرہ) اور قابل انتقال اثاثوں

سے متعلق خدمات بھی سرانجام دے سکتا ہے۔

۵/۲ وصولی اور ادائیگی کی خدمات

۲/۵/۱ ادارہ اپنے گاہکوں کے مطالبے پر، دوسروں پر واجب الاداء ان کے حقوق وصول کر سکتا ہے اور ان پر لازم دوسروں کے حقوق ادا کر سکتا ہے، مثلاً مقروض کی طرف سے واجب الاداء چیک، ہنڈی اور پرامیسری نوٹ کی وصولی اور حصص کے کوپن اور گاہکوں کے ملکیتی صکوک وصول کرنا اور ان کی قیمت ادارے میں موجود ان کے اکاؤنٹ میں جمع کر دینا، یا ادارہ کا اپنے گاہکوں پر لازم ادائیگیاں کر کے ان کے اکاؤنٹ سے اتنی رقم وضع کرنا، ان تمام خدمات کو پیش کرنے کے عوض ادارہ مستفیدین یا ان کے نمائندوں سے اجرت بھی وصول کر سکتا ہے۔

۲/۵/۲ ادارہ مختلف اداروں سے ملنے والی تنخواہوں اور اجرتوں کو بھی ادا کر سکتا ہے۔

۲/۵/۳ ادارہ مستقل بنیادوں پر وصولی اور ادائیگی کی خدمات مہیا کر سکتا ہے۔

۲/۵/۴ ادارے کے لیے ایسی رقم کے حصول سے رک جانا لازم ہے جس کے بارے میں یہ معلوم ہو جائے کہ یہ شرعی ممنوعات پر مشتمل ہے یا یہ واضح ہو جائے کہ رقم کا حصہ کسی مالیاتی دستاویز کی ڈسکاؤنٹنگ پر مشتمل ہے۔ اس معاملے میں شرعی معیار نمبر (۱۶) "تجارتی دستاویزات"، شق ۵ کی رعایت رکھی جائے۔

۶/۲ اکاؤنٹس سے متعلق خدمات

۲/۶/۱ ادارہ سیونگ اکاؤنٹ والوں اور کرنٹ اکاؤنٹ والوں کو ان کی خواہش پر اضافی بینکاری خدمات بھی پیش کر سکتا ہے اور اس پر اجرت بھی طلب کر سکتا ہے۔

۲/۶/۲ ادارہ سیونگ اکاؤنٹ والوں اور کرنٹ اکاؤنٹ والوں کو مفت بینکاری خدمات بھی فراہم کر سکتا ہے، شرط یہ ہے کہ کرنٹ اکاؤنٹ والوں کو پیش کی جانے والی خدمات مشروط نہ ہوں یا عرف میں ملحوظ رکھی جانے والی نہ ہوں۔ اس سلسلہ میں شرعی معیار نمبر (۱۹) "قرض"، شق ۱۰/۲ کی رعایت رکھی جائے۔

۲/۷ حفاظت کے لیے لاکرز کی خدمات

۲/۷/۱ ادارہ اپنے گاہک کو حفاظت کے لیے لاکرز کی خدمات بھی اجرت کے عوض پیش کرسکتا ہے۔ وہ اس طرح کہ ایک معاہدے پر دستخط کے نتیجے میں ادارے کی عمارت کے اندر ہی ایک لاکر اجرت کے عوض گاہک کے زیرِ استعمال آجائے گا، تاکہ گاہک جس چیز کو اس میں محفوظ رکھنا چاہتا ہے وہ محفوظ کرلے۔ یہ خدمت لاکرز سے فائدہ اٹھانے کے حوالہ سے عقدِ اجارہ کی بنیاد پر ہوگی۔

۲/۷/۲ ادارے کی ذمہ داری ہوگی کہ لاکر کی حفاظت کو یقینی بنائے۔ کسی زیادتی یا لاکر کی حفاظت میں کوتاہی کے بغیر ادارہ لاکر میں رکھی ہوئی چیزوں کا ضامن نہیں ہوگا۔

۸/۲ کارڈز اور ان کی مشینوں سے متعلق خدمات

دیکھیے شرعی معیار نمبر (۲) "ڈیبٹ کارڈ اور کریڈٹ کارڈ"۔

۹/۲ زکوٰۃ کے حساب سے متعلق خدمات

دیکھیے شرعی معیار نمبر (۳۵) "زکوٰۃ"، شق ۲/۲۔

۱۰/۲ ضمانت سے متعلق خدمات

دیکھیے شرعی معیار نمبر (۵) "ضمانتیں"، شق ۶۔

۱۱/۲ چیکوں کی خدمات

دیکھیے شرعی معیار نمبر (۱۶) "تجارتی دستاویزات"، شق ۳۔

۳- معیار کے اجرا کی تاریخ

یہ معیار یکم ذیقعدہ ۱۴۲۷ھ مطابق ۲۳ نومبر ۲۰۰۶ء کو جاری کیا گیا۔

معیار کی منظوری

مجلسِ شرعی نے ۲۶ شوال - یکم ذیقعدہ ۱۴۲۷ھ مطابق ۱۸-۲۳ نومبر ۲۰۰۶ء کو مکہ مکرمہ میں منعقد ہونے والے اپنے سترہویں اجلاس میں اسلامی بینکوں کی خدمات و سہولیات کے معیار کو منظور کیا۔

ضمیمہ (الف)

معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد

مؤرخہ ۲-۷ ربیع الاول ۱۴۲۴ھ مطابق ۳-۸ مئی ۲۰۰۳ء کو مدینہ منورہ میں مجلسِ شرعی کا دسواں اجلاس منعقد ہوا۔ مجلسِ شرعی نے اس اجلاس میں اسلامی بینکوں کی خدمات و سہولیات سے متعلق شرعی معیار جاری کرنے کا فیصلہ کیا۔

مؤرخہ ۲۵ صفر ۱۴۲۵ھ مطابق ۱۹ اپریل ۲۰۰۴ء کو شرعی معیارات کی دوسری کمیٹی نے اسلامی بینکوں کی خدمات و سہولیات سے متعلق معیار کا مسودہ تیار کرنے کے لیے ایک شرعی مشیر کے تقرر کا فیصلہ کیا۔

مؤرخہ ۱۴-۱۵ صفر ۱۴۲۶ھ مطابق ۲۴-۲۵ مارچ ۲۰۰۵ء کو بحرین میں شرعی معیارات کی دوسری کمیٹی کا اجلاس منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں کمیٹی نے معیار کے ابتدائی مسودے پر بحث وتمحیص کی اور مشیر سے کہا کہ اس سے پہلے ہونے والے مباحثوں اور اراکین کے تبصروں کی روشنی میں معیار میں ضروری ترامیم شامل کریں۔

مؤرخہ ۸-۹ شعبان ۱۴۲۶ھ مطابق ۸-۹ ستمبر ۲۰۰۵ء کو بحرین میں شرعی معیارات کی پہلی کمیٹی کا ستر ہواں اجلاس منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں کمیٹی نے معیار کے ابتدائی مسودے پر دوبارہ بحث وتمحیص کی اور اس سے پہلے ہونے والے مباحث اور اراکین کے تبصروں کی روشنی میں معیار میں ضروری ترامیم شامل کیں۔

مؤرخہ ۲۲-۲۶ شعبان ۱۴۲۶ھ مطابق ۲۶-۳۰ ستمبر ۲۰۰۵ء کو مکہ مکرمہ میں مجلسِ شرعی کا پندرہواں اجلاس منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں مجلسِ شرعی نے معیار کے مسودے پر بحث وتمحیص کی اور اس سے پہلے

ہونے والے مباحث اور اراکین کے تبصروں کی روشنی میں اس معیار کے مسودے کو شرعی معیارات کی پہلی کمیٹی کے پاس نظر ثانی کے لیے بھیجنے کا فیصلہ کیا۔

مؤرخہ یکم صفر ۱۴۲۷ھ مطابق یکم مارچ ۲۰۰۶ء کو بحرین میں شرعی معیارات کی پہلی اور دوسری کمیٹی کے ارکان کا مشترکہ اجلاس منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں کمیٹی نے معیار کے مسودے پر بحث کی اور اس میں ضروری ترامیم شامل کیں۔

مؤرخہ ۷ - ۱۲ جمادی الاول ۱۴۲۷ھ مطابق ۳ - ۸ جنوری ۲۰۰۶ء کو مدینہ منورہ میں مجلسِ شرعی کا سولہواں اجلاس منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں معیار کے ترمیم شدہ مسودے کو مجلسِ شرعی کے سامنے پیش کیا گیا اور مجلسِ شرعی نے معیار کے مسودے میں مزید ترامیم کیں اور اسے ماہرین اور دلچسپی لینے والے دیگر حضرات کے پاس بھیجنے کا فیصلہ کیا تاکہ ان کے تبصرے سامنے آئیں اور مسودے کو جلسۂ سماعت میں بحث کے لیے پیش کیا جائے۔

مؤرخہ ۶ رجب ۱۴۲۷ھ مطابق ۳۱ جولائی ۲۰۰۶ء کو بحرین میں جلسۂ سماعت منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں تیس سے زائد افراد شریک ہوئے۔ ان حضرات میں مرکزی بنکوں، مالیاتی اداروں، اکاؤنٹنگ فرمز کے نمائندے، ماہرینِ شریعت، یونیورسٹیوں کے اساتذہ اور اس میدان میں دلچسپی رکھنے والے دیگر افراد شامل تھے۔ اس اجلاس میں ان تبصروں کو سنا گیا جو شرکاء نے دورانِ مجلس کیے اور شرعی معیارات کی پہلی اور دوسری کمیٹی کے ارکان نے ان تبصروں کے جوابات دیے۔

مؤرخہ ۲۶ شوال - یکم ذیقعدہ ۱۴۲۷ھ مطابق ۱۸ - ۲۳ نومبر ۲۰۰۶ء کو مکہ مکرمہ میں مجلسِ شرعی کا سترہواں اجلاس منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں مجلسِ شرعی کے ارکان نے اس معیار کی بعض شقوں کو متفقہ طور پر اور بعض شقوں کو کثرتِ رائے کی بنیاد پر منظور کر لیا، جیسا کہ مجلس کے اجلاسوں کی روئداد میں محفوظ ہے۔

ضمیمہ (ب)

شرعی احکام کی بنیادیں

- بینکوں کی طرف سے سودی قرضوں سے پاک بینکاری کی خدمات فراہم کرنے کے جواز کی بنیاد یہ ہے کہ یہ خدمات گاہکوں کے جائز مفادات کی ضامن ہیں۔
- بینکوں کی طرف سے بینکاری کی خدمات کے عوض فیس لینے کے جواز کی بنیاد یہ ہے کہ یہ ان امور کی اجرت ہے جو ان خدمات کی فراہمی کے لیے سرانجام دینا لازم ہیں اور افراد کی خدمات کے عوض اجرت لینا شرعاً جائز ہے۔
- اجرت کے متعین اور طے شدہ مقدار میں ہونے یا متعلقہ خدمت کے تناسب سے ہونے کے جواز کی بنیاد یہ ہے کہ خدمات کے تناسب سے اجرت طے کرنے کی صورت میں بھی اجرت بالآخر متعین ہو ہی جاتی ہے۔
- جن خدمات میں ادھار کی سہولت کا کوئی عوض لیا جاتا ہے ان کے ممنوع ہونے کی بنیاد یہ ہے کہ یہ سود کی قبیل سے ہے۔

شرعی معیار نمبر (۲۹)

ادارہ جاتی دائرۂ کار میں فتویٰ جاری کرنے کے اُصول وآداب

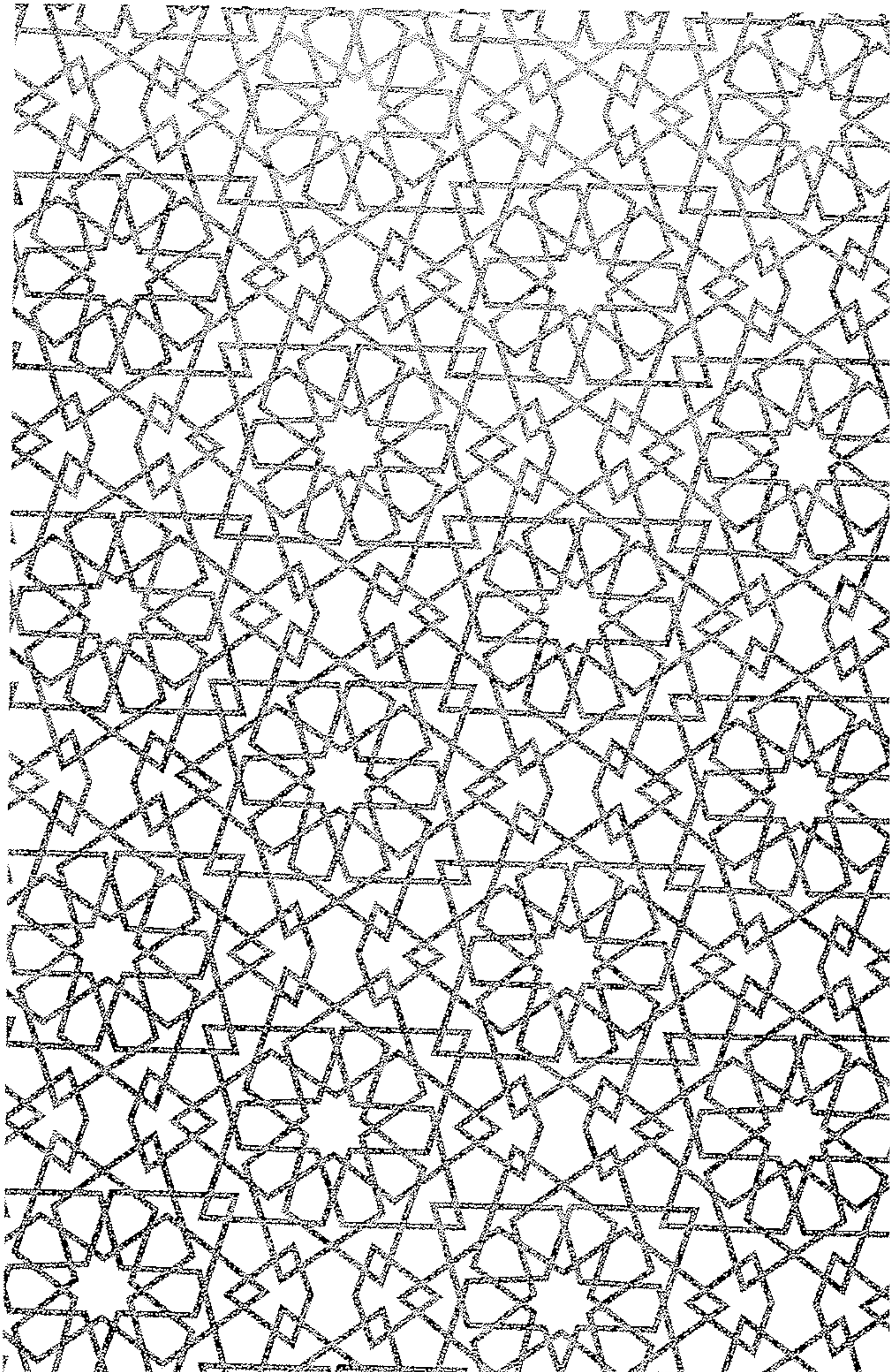

فہرست

دیباچہ ۷۶۲
معیار کا متن ۷۶۳
۱- معیار کا دائرۂ کار ۷۶۳
۲- فتویٰ اور استفتاء کی تعریف ۷۶۳
۳- فتویٰ اور استفتاء کا شرعی حکم ۷۶۳
۴- فتویٰ کا دائرۂ کار (وہ حدود جن میں فتویٰ دیا جاتا ہے) ۷۶۴
۵- مفتی کی شرائط ۷۶۴
۶- فتویٰ لینے والے ادارے کی ذمہ داریاں ۷۶۵
۷- فتویٰ کا طریقہ اور اس کے وسائل ۷۶۵
۸- فتویٰ کے ضوابط ۷۶۷
۹- فتویٰ کی عبارت ۷۶۸
۱۰- فتویٰ کی دستاویز ۷۶۹
۱۱- فتویٰ میں خطا اور اس سے رجوع ۷۷۰
۱۲- فتویٰ کے آداب (مفتی حضرات کے اخلاقیات) ۷۷۰
۱۳- معیار کے اجرا کی تاریخ ۷۷۱
معیار کی منظوری ۷۷۲
ضمیمہ جات
ضمیمہ (الف) معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد ۷۷۳
ضمیمہ (ب) شرعی احکام کی بنیادیں ۷۷۵
ضمیمہ (ج) فرہنگ ۷۷۸

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على أشرف المرسلين، سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه أجمعين.

دیباچہ

اس معیار کا مقصد فتویٰ کی مراد، اس کے لیے درکار اہلیت کی شرائط، اس کے وسائل اور دائرۂ کار کا بیان ہے۔ نیز اس معیار میں فتویٰ پیش کرنے کا طریقہ، اس کے آداب اور اس میں ہونے والی غلطی کی اصلاح کا بھی بیان ہے۔

والله الموفّق...

معیار کا متن

۱- معیار کا دائرۂ کار

اس معیار کا مقصد فتویٰ سے متعلق امور کی وضاحت ہے جو اسلامی مالیاتی اداروں (ادارہ/ادارے)[1] کے نگراں مجالسِ شرعی (مجلس/مجالس) کی اہم ذمہ داریوں میں سے ایک ہے۔

۲- فتویٰ اور استفتاء کی تعریف

۲/۱ فتویٰ: دریافت کرنے والے کے لیے کسی ایسے واقعہ میں شرعی حکم کا بیان جو حقیقت میں پیش آچکا ہو، یا اس کے پیش آنے کی توقع ہو، فرضی نہ ہو۔

۲/۲ استفتاء: ایسے مسئلہ کا شرعی حکم معلوم کرنا جو پیش آچکا ہو، یا اس کا پیش آنا متوقع ہو۔

۳- فتویٰ اور استفتاء کا شرعی حکم

۳/۱ فتویٰ کا اصل حکم یہ ہے کہ فتویٰ دینے کی قدرت وصلاحیت رکھنے والوں پر واجب علی الکفایہ ہے، اور بسا اوقات یہ متعین طور پر واجب ہو جاتا ہے جبکہ فتویٰ پر قدرت رکھنے والا کوئی اور موجود نہ ہو۔

۳/۲ فتویٰ دینے کے لیے ادارے کی مجلسِ شرعی متعین ہے کیونکہ اس کا اور ادارے کا باہمی ربط اور تعلق ہوتا ہے۔

۳/۳ استفتاء کا حکم یہ ہے کہ کسی پیش آمدہ یا متوقع مسئلہ کا شرعی حکم جاننے کے لیے ادارے پر استفتاء واجب ہے، اسی طرح کسی ایسے معاملہ کا شرعی حکم دریافت کرنا ادارہ پر واجب ہے

---

(۱) "ادارہ/ادارے" کی اصطلاح یہاں اختصار کی غرض سے اسلامی مالیاتی اداروں کے لیے استعمال کی گئی ہے جن میں اسلامی بینک بھی شامل ہیں۔

جس میں وہ داخل ہو رہا ہو۔

۴/۳ اگرچہ اصل یہ ہے کہ مستفتی [فتویٰ پوچھنے والا] حتی الامکان مفتی حضرات میں سے زیادہ صاحبِ علم اور زیادہ متقی مفتی کا انتخاب کرے، خواہ ہر مسئلہ میں الگ الگ انتخاب ہی ہو، لیکن ادارے اپنے نظام اور منشور کے اعتبار سے اپنی ہی مجلسِ شرعی سے پوچھنے کے پابند ہیں۔

۴-فتویٰ کا دائرۂ کار (وہ حدود جن میں فتویٰ دیا جاتا ہے)

اداروں میں فتویٰ عملی مالی احکام اور ان جیسے بعض دیگر مسائل تک محدود ہے، جیسے بعض عبادات اور حلال وحرام کے احکام، مثلاً زکوٰۃ۔

۵-مفتی کی شرائط

۱/۵ مجلسِ شرعی کے رُکن کے لیے شرط ہے کہ اس میں فقہی ملکہ [فقہی مہارت اور ذوق میں کامل رسوخ] ہو، مجتہدین کا کلام سمجھنے کی قدرت رکھتا ہو، مقررہ قواعد کے مطابق جدید مسائل کی فقہی تخریج یا استنباط پر قادر ہو، بیدار مغزی، فطانت اور لوگوں کے حالات اور عرف کے علم اور ادراک کی صفات سے متصف ہو۔ نیز لوگوں کی جعل سازی، بات بدلنے اور باطل کو حق کی صورت میں پیش کرنے کے حیلوں سے بخوبی آگاہ ہو۔ فقہی اہلیت عام شہرت اور قرائن، جیسا کہ فقہ میں اور بالخصوص معاصر مالی معاملات میں اختصاصی تعلیم اور تحقیق، سے پہچانی جاتی ہے۔

۲/۵ اداروں میں فتویٰ کے لیے فقہ کی تمام اقسام کی اہلیت شرط نہیں ہے، بلکہ اداروں کی نسبت سے ایسے فقیہ کا فتویٰ بھی صحیح ہے جس کا علم محض مالی معاملات کی فقہ کی حد تک ہو۔

۳/۵ یہ شرط ہے کہ جس موضوع پر فتویٰ دیا جا رہا ہو، اس میں مجلسِ شرعی کے رُکن کا کوئی ذاتی مفاد نہ ہو۔

۶- فتویٰ لینے والے ادارے کی ذمہ داریاں

۱/۶ ادارے پر مجلسِ شرعی کی طرف سے جاری کردہ فتویٰ پر محض اس کے جاری ہوتے ہی عمل کرنا لازم ہوگا، اور یہ انتظامیہ کے تسلیم کرنے پر موقوف نہیں ہوگا۔ یہ اس صورت میں ہے جبکہ فتویٰ کا مقتضیٰ [حکم] کسی کام کے کرنے یا کسی کام کے چھوڑنے کو ضروری قرار دینا ہو، لیکن اگر فتویٰ کا مقتضیٰ [حکم] جواز ہو تو اگر ادارہ کے پیشِ نظر کوئی عملی مصلحت ہو تو اسے فتویٰ پر عمل نہ کرنے کا حق ہے۔ ادارے کی انتظامیہ کی طرف سے مجلسِ شرعی کی قرارداد کی خلاف ورزی کی صورت میں معاملہ حاملینِ حصص کے عمومی اجلاس میں اٹھایا جائے گا۔

۲/۶ جس موضوع پر پہلے فتویٰ جاری ہو چکا ہو، اس کے متعلق دوبارہ استفتاء اس وقت مناسب ہے، جبکہ ادارہ کے پاس نظرِ ثانی کے لیے نئی معلومات ہوں، جیسا کہ صورتِ مسئلہ میں تبدیلی یا اس کی تصحیح، یا بعض نئے حالات کا پیش آنا، یا سابقہ فتویٰ میں مؤثر بعض امور کا باقی نہ رہنا۔

۳/۶ ادارے کو اپنی مجلسِ شرعی کی موافقت کے بغیر کسی دوسری مجلسِ شرعی سے جاری ہونے والے کسی فتویٰ یا قرارداد پر عمل کرنے کا حق حاصل نہیں ہے۔

۴/۶ ادارے کو مجلس سے کسی معین مذہب کے مطابق فتویٰ دینے کے مطالبہ کا حق حاصل نہیں ہے، خواہ وہ اس ملک کا سرکاری مذہب ہو جس میں ادارہ واقع ہے، یا وہ مذہب ہو جس کا فتویٰ جاری کرنے والے سرکاری اداروں نے التزام کیا ہو، لیکن اس کے باوجود اگر قضاء یا قانون کسی معین مذہب کا پابند ہو اور موضوع ایسا ہو جس میں مستقبل میں قضاء کی طرف رجوع کا امکان ہو، تو اس مذہب کی رعایت مناسب ہے۔

۷- فتویٰ کا طریقہ اور اس کے وسائل

۱/۷ فتویٰ کی سب سے پہلی بنیاد کتاب اللہ کی صریح دلالت والی نصوص ہیں، اور وہ نصوص جو صریح دلالت والی سنت سے ثابت ہوں، اور جس پر اجماع ہو، یا جو قیاس سے ثابت ہو،

پھر اس کے بعد مفتی جن مختلف فیہ دلائل میں سے کسی کو ترجیح دے، مثلاً: استحسان، مصلحتِ مرسلہ... الخ۔

۲/۷ شق (۱/۷) میں بیان کردہ دلائل سے استدلال کیے بغیر محض رائے، یا قطعی الدلالۃ صحیح اور عام نصوص کے مخالف، یا ثابت شدہ اجماع، یا نصوص پر مبنی قواعدِ کلّیہ کے معارض کسی دلیل کی بنیاد پر فتویٰ دینا شرعاً جائز نہیں ہے۔

۳/۷ جدید مسائل کے بارے میں نصوص، یا سابقہ فقہاء کے کلام کا موجود نہ ہونا، فتویٰ سے احتراز کا جواز نہیں بن سکتا، بلکہ ان مسائل میں اصولِ فقہ میں طے شدہ استنباط کے قواعد کی رعایت کے ساتھ غور وفکر کیا جائے گا۔

۴/۷ مجلسِ شرعی بوقتِ ضرورت ادارے کی موافقت کے ساتھ استفتاء کسی ایسی مجلس کی طرف بھیج سکتی ہے جس میں اطمینان کی اعلیٰ صفات ہوں، مثلاً: اس کے ارکان کی تعداد زیادہ ہو، یا اس میں مزید مہارت پائی جاتی ہو، مثلاً: فقہی مجالس، یا ایوفی [AAOIFI] کی مجلسِ شرعی، یا اعلیٰ مجالسِ شرعی۔

۵/۷ مسائل کے صحیح شرعی حکم تک پہنچنے میں آسانی پیدا کرنے کے وسائل میں شامل ہے کہ:

۱/۵/۷ دریافت کردہ واقعہ کے بارے میں خوب اچھی طرح معرفت ہو، اور اگر استفتاء سے صورتحال واضح نہ ہوتی ہو تو اس کی حقیقت معلوم کی جائے، اور یہ زمانہ اور جگہ کے عرف اور عادات کی رعایت کے ساتھ ساتھ مستفتی سے سوال کے ذریعہ، یا دیگر مجالس سے مشاورت، یا اختصاصی ماہرین اور اداروں کی طرف رجوع کے ذریعہ ہوگی۔

۲/۵/۷ مذاہب میں طے شدہ حکمِ شرعی کی تلاش، اور اگر کسی قضیہ میں دلائل کا تعارض ہو، یا کوئی نص یا پیشرو فقہاء کا کلام وارد نہ ہوا ہو تو اس میں پوری کوشش کرنا۔

۳/۵/۷ اجتماعی اجتہادات سے استفادہ، مثلاً: مجالس کی قراردادیں، دیگر مجالس کے فتاویٰ، اور فقہی سیمینار اور کانفرنسوں کی قراردادیں۔

۶/۷ جب مجلسِ شرعی کے پاس ادارے کی طرف سے کوئی استفتاء آئے تو مجلسِ شرعی پر لازم ہے کہ حکمِ شرعی بیان کر کے اس کا جواب دے، سوائے اس صورت کے جب فتویٰ کو ناجائز مقاصد کے لیے استعمال کرنے کا اندیشہ ہو، تو ایسی صورت میں مجلس کو فتویٰ جاری نہ کرنے اور استفتاء کو محفوظ کر لینے کا اختیار ہے، یا فتویٰ نشر کرنے پر پابندیوں کے ساتھ فتویٰ دینے کا اختیار ہے۔

۷/۷ کوشش کی جانی چاہیے کہ مجلس کے فتاویٰ کی نشر واشاعت، اور دیگر مجالس اور متعلقہ اداروں کے ساتھ ان کا تبادلہ کیا جائے۔

۸- فتویٰ کے ضوابط

۱/۸ نصوص کو ایسی دلالات پر محمول کرنے سے اجتناب کرنا جن کا اصولِ فقہ اور قواعدِ استنباط میں مقررہ قواعد کے مطابق احتمال نہ ہو، اور غیر ثابت شدہ احادیث سے استدلال سے احتراز کے ساتھ ساتھ قابلِ استدلال احادیث کی تخریج کا اہتمام کرنا۔

۲/۸ اجماع یا مجتہدین کے اقوال نقل کرنے میں کامل وثوق اور ان کا معتبر مصادر سے حصول، اور ہر مذہب میں اس کے اصولِ فتویٰ کے مطابق مفتیٰ بہ یا راجح یا مشہور یا صحیح قول کی رعایت جو فقہاء کی اصطلاحات کے مطابق ہوں، اور اس سلسلہ میں اصولِ افتاء یا رسم المفتی کے موضوعات پر تالیف کردہ کتابوں میں بیان کردہ تفصیلات سے مدد لی جائے۔

۳/۸ اگر دلائل برابر ہوں، یا معاملہ میں دو مباح امور میں اختیار دیا گیا ہو، تو زیادہ آسان کو اختیار کرنا مناسب ہے۔ البتہ اگر ان میں سے ایک پر کوئی مصلحت مرتب ہوتی ہو اور دوسرے پر کوئی مفسدہ، تو راجح مفسدہ کے ذریعہ اس کی روک تھام کرنی چاہیے، اور اس کے ساتھ پیش آنے والے مسائل کا حل پیش کرنے کی پوری کوشش کرنی چاہیے۔

۴/۸ ہر معاملہ میں آسانی تلاش کرنے کے لیے فقہی رخصتوں پر فتویٰ کو معمول بنانا جائز نہیں ہے، اور ان پر اسی صورت ہی میں فتویٰ دیا جائے جبکہ صحیح استدلال اور غور وفکر فقہی

رخصت کی ترجیح کا تقاضہ کرتی ہو، اور اس کے لیے یہ شرط ہے کہ رخصت پر عمل کرنے کی صورت میں کوئی ایسی مجموعی شکل سامنے نہ آتی ہو جو فقہاء کے نزدیک بالاتفاق ممنوع ہو، اور رخصت پر عمل کا نتیجہ دو مماثل واقعات میں حکم کے مختلف ہونے کا نہ نکلے کیونکہ یہی تلفیقِ ممنوع ہے۔

۵/۸ ایسے ممنوع حیلوں کی طرف ادارے کی رہنمائی نہ کی جائے جن سے احکامِ شرعیہ کے تقاضوں سے تجاوز، یا مقاصدِ شریعت میں خلل واقع ہوتا ہو۔

۶/۸ فتویٰ جاری کرنے میں سوچ بچار اور تامّل واجب ہے، نیز محض جدید عادات و عرف اور نت نئے امور کو ناپسند کرنے کی وجہ سے حرام کا فتویٰ دینے میں جلدی نہ کرنا واجب ہے، جب تک کہ ان میں سے کوئی چیز شرعی احکام اور مبادئ شرع کے منافی نہ ہو۔ اسی طرح محض قوانین اور عرف کی مطابقت میں حلال کا فتویٰ دینے میں جلدی نہ کرنا بھی واجب ہے۔

۷/۸ بوقتِ ضرورت اس بات پر تنبیہ کرنا ضروری ہے کہ کسی معاملہ کے جواز کا فتویٰ اس کی پسندیدگی، یا اس میں شمولیت کی دعوت نہیں ہے۔

۹- فتویٰ کی عبارت

۱/۹ فتویٰ میں حکم کی عبارت ایسے واضح الفاظ میں ہونی چاہیے کہ ایسا شخص جو اختصاصی مہارت نہ رکھتا ہو، اس سے خلافِ مراد نہ سمجھے، اور بُری نیت والا اسے باطل معنی کی طرف نہ پھیر سکے۔

۲/۹ اگر مسئلہ میں ایک سے زائد آراء ہوں تو مجلسِ شرعی پر لازم ہے کہ وہ اپنے فتویٰ میں کسی ایسی رائے تک پہنچے جو اس کے نزدیک پسندیدہ ہو، اور اگر مسئلہ مختلف فیہ ہو تو کسی ایک رائے کو ترجیح دینا، اور اس کی ضروری تفصیل بیان کرنا مجلس پر لازم ہے جس کا علمی نظر تقاضہ کرتی ہو۔

۳/۹ اگر حکم کی مختلف صورتیں ہوں تو اس کی مختلف اقسام کی تفصیل بیان کرنا مناسب ہے۔

۴/۹　اصولی طور پر فتویٰ کی صحت کے لیے دلیل ذِکر کرنا شرط نہیں ہے، اور ادارے کو دلیل کے بغیر فتویٰ قبول نہ کرنے کا حق نہیں ہے، تاہم مجلس کے لیے حکم کی بنیاد کی طرف اشارہ کرنا مناسب ہے۔

۵/۹　[فتویٰ میں] غرض اور مقصود کو پورا کرنے والی عبارات پر اکتفا کیا جائے، اور انشائیانہ اور واعظانہ عبارات سے پیدا ہونے والی غیر ضروری طوالت سے پرہیز کیا جائے جن کا حکم میں کوئی اثر نہ ہو کیونکہ اس سے مقصود اوجھل اور مستفتی کا ذہن منتشر ہو جاتا ہے، الّا یہ کہ کسی مصلحتِ عامہ یا مقتدرہ نگراں جہات کو قائل کرنے کی ضرورت کے پیشِ نظر اگر موضوع تفصیلی بیان کا تقاضا کرتا ہو تو ایسی صورت میں موقع کی ضرورت و مناسبت کے مطابق ایسی باتوں کا اضافہ کرنا مناسب ہے جس کا مقام تقاضہ کرتا ہو، مثلاً وعظ، علت کا بیان، تشریع کی حکمت کا بیان، اور مفاسد سے خبردار کرنا۔

۶/۹　استفتاء میں جتنی بات مذکور ہو جواب میں اس کے مقابلہ میں کچھ مزید اضافی باتیں ذکر کرنے میں حرج نہیں بشرطیکہ یہ اشتباہ سے احتراز، یا مقصود کی وضاحت کے لیے ہو جس کے اپنے نظائر کے ساتھ التباس کا خطرہ ہو، یا اگر مستقبل میں مستفتی کی ضرورت اس اضافہ کا تقاضہ کرتی ہو۔

۱۰- فتویٰ کی تحریر

۱/۱۰　اصل یہ ہے کہ فتویٰ زبانی یا اشارہ یا فعل کے ذریعہ بھی صحیح ہے، لیکن اداروں کے معاملات میں فتویٰ کو تحریر کر لینا ضروری ہے تاکہ وہ مرجع اور حجّت بن سکے۔

۲/۱۰　فتویٰ کی ابتدا بسم اللہ، اللہ تعالیٰ کی حمد اور اس کے رسول ﷺ پر صلوٰۃ اور سلام کے ساتھ کرنی چاہیے، اور ختم بھی اسی طرح کرنا چاہیے، یا "واللہ اعلم" یا اسی جیسی عبارات کے ساتھ ختم کرنا مناسب ہے جو فتویٰ کی عبارت ختم ہونے پر دلالت کرتی ہوں۔

۳/۱۰　فتویٰ واضح تحریر کے ساتھ لکھنا چاہیے، یا اس کی طباعت اور تصحیح کا مناسب اہتمام کرنا چاہیے۔

مزید یہ کہ ہر صفحہ پر دستخط ہونے چاہئیں اور تاریخ درج کی جائے اور مُہر لگائی جائے اگر مفتی یا ادارے کی کوئی معروف مُہر ہو۔

۴/۱۰ استفتاء اور فتویٰ کے درمیان مکمل ربط ہونا چاہیے، اور بہتر یہ ہے کہ فتویٰ کے ضمن میں سوال کا خلاصہ بھی مذکور ہو۔

۵/۱۰ متعلقہ مجلس کی طرف سے فتویٰ جاری ہونے کی صورت میں ضروری ہے کہ ادارہ کے ریکارڈ میں فتویٰ کا مضمون اس طور پر محفوظ کیا جائے کہ اس میں کارروائی کے تمام پہلو مکمل طور پر بیان کیے جائیں۔

۱۱- فتویٰ میں خطا اور اس سے رجوع

۱/۱۱ اگر نظرِ ثانی کے دوران یا اعلیٰ ادارے کے سامنے پیش کرنے کے نتیجہ میں فتویٰ میں مجلس کی غلطی ظاہر ہو جائے تو مجلس پر فتویٰ سے رجوع کرنا واجب ہے۔ اور مجلس پر (ادارہ کو) اس بارے میں مطلع کرنا اور اس پر مرتب ہونے والے حکم اور آثار کی تصحیح لازم ہے۔ اسی طرح ادارے پر لازم ہے کہ وہ غلط فتویٰ کی بنیاد پر مکمل ہونے والے عمل کی تصحیح کرے اور آئندہ اس غلط فتویٰ پر عمل نہ کرے۔

۲/۱۱ مجلس کو ابتداءً یا ادارے کے مطالبہ پر سابقہ فتویٰ پر نظرِ ثانی کا اختیار ہے، اگرچہ اس کے نتیجے میں ایک ایسے نئے فتویٰ کی ضرورت پیش آجائے جو سابق فتویٰ کے خلاف ہو۔ ادارے پر مستقبل میں نئے فتویٰ پر عمل کرنا اور سابقہ فتویٰ کے اثرات اور متعلقات کا مناسب حل لازم ہے۔

۱۲- فتویٰ کے آداب (مفتی حضرات کے اخلاقیات)

۱/۱۲ جواب واضح ہونے تک انتظار کرنا اور توقف کرنا اور فتویٰ پر جری نہ ہونا۔

۲/۱۲ ایک استفتاء کے تحت [خواہ پوچھنے والا کوئی بھی ہو]، ایک ہی موضوع کے متعلق اور ایک ہی حالت میں مختلف فتویٰ جاری کرنے سے اجتناب۔

۳/۱۲ کسی ایسی حالت میں دِل اور فکر کے مشغول ہونے کی صورت میں فتویٰ نہ دینا جو صحیح طرح غور وفکر اور حکم کو صحیح طور پر بیان کرنے سے مانع ہو۔

۴/۱۲ ادارہ اور اس کے ملازمین کے جن رازوں پر مجلس مطلع ہو، انہیں چھپانا واجب ہے۔ اسی طرح ادارے کے تطبیقی نظام پر ادارے کی طرف سے مجلسِ شرعی کو مطلع کیے جانے کی صورت میں ان معلومات کو چھپانا واجب ہے جو اصل بنیاد کے حکمِ شرعی سے متجاوز ہو کر فنی وسائل اور عملی طریقۂ کار سے متعلق ہوں۔

۱۳- معیار کے اجرا کی تاریخ

یہ معیار یکم ذیقعدہ ۱۴۲۷ھ مطابق ۲۳ نومبر ۲۰۰۶ء کو جاری ہوا۔

معیار کی منظوری

مجلسِ شرعی نے ۲۶ شوال - یکم ذیقعدہ ۱۴۲۷ھ مطابق ۱۸-۲۳ نومبر ۲۰۰۶ء کو مکہ مکرمہ میں منعقد ہونے والے اپنے سترہویں اجلاس میں "ادارہ جاتی دائرۂ کار میں فتویٰ جاری کرنے کے اصول وآداب" کے معیار کی منظوری دی۔

ضمیمہ (الف)

معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد

مجلسِ شرعی نے ۲۱-۲۳ ربیع الاول ۱۴۲۶ھ مطابق ۳۰ اپریل-۲ مئی ۲۰۰۵ء کو متحدہ عرب امارات کے شہر دبئی میں منعقدہ اپنے چودھویں اجلاس میں ''ادارہ جاتی دائرۂ کار میں فتویٰ جاری کرنے کے اصول وآداب'' کا معیار تیار کرنے کا فیصلہ کیا۔

۲۹ جمادی الاول ۱۴۲۶ھ مطابق ۱۳ اکتوبر ۲۰۰۳ء کو شرعی معیارات کی کمیٹی نے شرعی مشیر کو ''ادارہ جاتی دائرۂ کار میں فتویٰ جاری کرنے کے اصول وآداب'' پر شرعی تحقیق تیار کرنے کے لیے مقرر کیا۔

شرعی معیارات کی پہلی اور دوسری کمیٹی کے مشترکہ اجلاس میں جو کہ ۸-۹ ربیع الاول ۱۴۲۷ھ مطابق ۶-۷ اپریل ۲۰۰۶ء کو مکہ مکرمہ میں منعقد ہوا، کمیٹی نے شرعی تحقیق پر بحث مباحثہ کیا اور شرعی مشیر سے مناقشات اور ارکان کی آراء کی روشنی میں ضروری ترامیم کو معیار میں داخل کرنے کے لیے کہا۔

معیار کا ترمیم شدہ مسوّدہ مجلسِ شرعی کے سولہویں اجلاس میں پیش کیا گیا جو کہ ۷-۱۲ جمادی الاول ۱۴۲۷ھ مطابق ۳-۸ جون ۲۰۰۶ء کو مدینہ منورہ میں منعقد ہوا، مجلسِ شرعی نے مسودہ میں مزید ترامیم کیں اور یہ فیصلہ کیا کہ مسودہ متعلقہ ماہرین اختصاص کی آراء طلب کرنے کے لیے بھیج دیا جائے تاکہ جلسۂ سماعت میں اس پر بحث کی جاسکے۔

ایوفی نے ۶ رجب ۱۴۲۷ھ مطابق ۳۱ جولائی ۲۰۰۶ء کو بحرین میں جلسۂ سماعت منعقد کیا، جس میں مرکزی بینکوں، اداروں اور اکاؤنٹنگ فرمز کے نمائندے، ماہرینِ شریعت، یونیورسٹیوں کے اساتذہ اور دیگر متعلقہ ماہرین شریک ہوئے، جن کی تعداد تیس (۳۰) سے زائد تھی۔ جلسۂ سماعت میں پیش کی گئی آراء کو سنا گیا۔ شرعی معیارات کی دونوں کمیٹیوں کے بعض ارکان نے ان آراء کا جواب دیا اور ان پر تبصرہ کیا۔

مجلسِ شرعی نے ۲۶ شوال ۱۴۲۷ھ - یکم ذیقعدہ ۱۴۲۷ھ مطابق ۱۸ - ۲۳ نومبر ۲۰۰۶ء کے دوران مکہ مکرمہ میں منعقدہ اپنے سترہویں اجلاس میں ان ترامیم کی منظوری دی جو جلسۂ سماعت کے شرکاء نے پیش کی تھیں۔ اس معیار کی بعض دفعات پر تمام ارکان کے اجماع اور بعض پر کثرتِ رائے سے اظہارِ اعتماد کیا، جس کی تفصیلات مجلسِ شرعی کی یادداشتوں کی روئداد میں محفوظ ہیں۔

ضمیمہ (ب)

شرعی احکام کی بنیادیں

- افتاء کے واجب علی الکفایہ ہونے کی دلیل یہ ہے کہ یہ عمومی نفع رکھنے والے اس جیسے دیگر دینی کاموں میں سے ہے اور ضرورت اس بات کی ہے کہ کوئی انہیں انجام دے۔ یہ فرض عین نہیں ہے، سوائے اس صورت کہ جبکہ حسبِ ضرورت ایک فرد یا مجموعے کے علاوہ اسے انجام دینے والا کوئی اور نہ ہو، اور اگر یہ سب پر متعیّنہ طور پر فرض ہو جائے تو کاروبارِ زندگی معطل ہو جائے گا، اور دین ودنیا کے بہت سے امور فوت ہو جائیں گے۔ (۱)
- اداروں پر استفتاء کے وجوب کی دلیل یہ ہے کہ ان پر شریعت پر عمل کرنا لازم ہے، اور یہ مقصد اپنی مجلسِ شرعی سے سوال کر کے ہی حاصل ہوگا۔ متعیّنہ طور پر اپنی ہی مجلسِ شرعی سے استفتاء کی یہی توجیہ ہے، اور مجالس پر فتویٰ دینا متعیّن ہونے کی وجہ ادارہ اور مجلسِ شرعی کا تعلق ہے جس کی توثیق قرار دادیا مجلسِ عمومی (ادارے میں مالکانِ حقوق) کے اعتماد کے ذریعہ کی گئی ہے۔
- ایسا فقیہ جس کا علم فقہ کی کسی ایک نوع تک محدود ہو، جیساکہ اداروں کی نسبت سے مالی معاملات، اس کا فتویٰ صحیح ہونے کی دلیل اجتہاد اور فتویٰ کے متجزّی ہونے کا قول ہے۔ (۲)
- ادارے کے لیے اپنی مجلس پر پیش کیے بغیر اپنی مجلس کے علاوہ کسی اور کے فتویٰ پر عمل کے ممنوع ہونے کی دلیل ضوابط کی رعایت کیے بغیر تلفیق اور رخصتیں تلاش کرنے سے اجتناب ہے، اس کے ساتھ اس میں یکسانیت کے حامل مختلف امور، اور نظاموں اور حالات کے تنوّع کو نظر انداز کرنا ہے جو

---

(۱) صفۃ الفتوی والمستفتی، ابن حمدان حنبلی ۵۲۔

(۲) سابقہ مرجع ۲۸۔

بعض اوقات فتویٰ کو مقتضیٰ حال کے مطابق نہیں رہنے دیتے۔

- استفتاء کو اعلیٰ مجلسِ شرعی یا مجالس کی طرف محوّل کرنے، اور اجتماعی فتاویٰ سے استفادہ کی دلیل وہ قوت اور ترجیح ہے جو سب میں اہلیت کے باوجود کثرت کی جانب میں ہوتی ہے، مزید یہ کہ اس سے مختلف فتاویٰ میں ہم آہنگی پیدا ہوتی ہے اور تضاد کا ازالہ ہو جاتا ہے۔
- غلط استعمال کے خوف کی صورت میں فتویٰ نہ دینے یا اسے نشر نہ کرنے کی دلیل سدِّ ذرائع کی بنیاد پر ہے جو کسی مباح تصرف سے منع کرتا ہے جبکہ وہ حتمی طور پر یا غالب گمان کے مطابق کسی مفسدہ کی طرف لے جاتا ہو۔
- رخصتیں تلاش کرنے کی ممانعت کی دلیل یہ ہے کہ یہ دین کے احکام کو ضائع کرنے اور ان کی اہانت کی طرف لے جاتا ہے، اور بعض علماء نے اسے فسق شمار کیا ہے۔[1]
- دو مباح امور میں سے زیادہ آسان کو اختیار کرنے کی دلیل تیسیر کے سلسلہ میں قرآنِ کریم میں وارد نصوص، مثلاً: باری تعالیٰ کا فرمان: ﴿يُرِيدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ﴾[2] اور سنت میں وارد نصوص، مثلاً: حدیث مبارک: "آسانیاں پیدا کرو اور تنگیاں پیدا مت کرو"[3] ہیں۔ اور یہ سب کچھ دلائل میں غور وفکر کرنے کے بعد ہے۔[4]
- فتویٰ کی عبارت کے بارے میں قابلِ رعایت امور کی دلیل مطلوبہ غرض کا حصول اور اسے باطل معنی کی طرف نہ پھیرنا ہے۔ ابن حمدان کی "صفۃ الفتویٰ" میں بھی اس طرف توجہ دلائی گئی ہے۔[5] اسی طرح فتویٰ کو محفوظ رکھنے کی خواہش میں علماءِ سلف نے بھی اس حوالہ سے گفتگو کی ہے۔
- فتویٰ میں پوچھی گئی بات سے زیادہ بیان کرنے کی دلیل سنتِ نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰت السلام ہے، اور وہ

---

(۱) اعلام الموقعین لابن القیم ۱/۲۲۲، صفۃ الفتوی لابن حمدان ۳۲۔

(۲) سورۃ البقرۃ:۱۸۵۔

(۳) امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تخریج کی ہے۔

(۴) رسم المفتی لابن عابدین ۱۱۔

(۵) صفۃ الفتوی لابن حمدان ص ۵۸-۶۶۔

یہ کہ نبی کریم ﷺ سے سمندر کے پانی سے وضو کے بارے میں پوچھا گیا، توآپ ﷺ نے جواب میں ارشاد فرمایا: "اس کا پانی پاک اور اس کا مردار حلال ہے"۔[۱]

- فتویٰ کی تحریر کے بارے میں قابلِ رعایت امور کی دلیل فتویٰ کو کھیل بنانے سے بچانا ہے۔[۲]
- غلطی ظاہر ہونے کی صورت میں فتویٰ سے رجوع کی دلیل حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مجمع میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا وہ عمل ہے جس میں انہوں نے ایک ہی مسئلہ میں ماں باپ شریک بھائیوں کے سقوط کا فیصلہ فرمایا، پھر اس کے بعد انہیں صرف ماں شریک بھائیوں کے ساتھ میراث میں شریک قرار دیا اور فرمایا: "وہ فیصلہ اس وقت کے مطابق تھا، اور یہ فیصلہ اس وقت کے مطابق ہے"۔[۳]
- فتویٰ میں انتظار اور توقف کی دلیل حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین اور ائمہ رحمہم اللہ علیہم کا فعل ہے جو کہ مشہور ہے، اور ان حضرات کا «لا أعلم» کہنے، یا جواب کو مؤخر کرنے میں جھجک محسوس نہ کرنا ہے۔[۴]

---

(۱) ابنِ ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سنن میں اس کی تخریج کی ہے۔

(۲) اس سلسلہ میں وہ تفصیل دیکھ لی جائے جو "صفۃ الفتوی لابن حمدان ص ۶۳" میں آئی ہے۔

(۳) جمع الجوامع للسبکی بشرح المحلی ۲/۳۹۱۔

(۴) صفۃ الفتوی لابن حمدان ص ۶ — ۱۱۔

ضمیمہ (ج)

فرہنگ

"قضاء" مخاصمت کرنے والے دونوں فریقوں کے درمیان حکم کا انشاء ہے، اور قضاء کے نتیجے میں حکم لازم ہوجاتا ہے۔ "فتویٰ" قضاء سے اس امر میں مختلف ہے کہ فتویٰ لازم کیے بغیر محض شرعی حکم کا بیان ہے، اسی طرح فتویٰ تعلیم سے بھی مختلف ہے کیونکہ تعلیم پیش آنے والے واقعہ کے ساتھ مخصوص نہیں ہوتی۔ اسی سے فتویٰ محض احکام کی تعلیم کے لیے ابتداءً یا محض تعلیم کے لیے ایسے مسئلہ کے متعلق سوال کرنے سے ممتاز ہوجاتا ہے جو واقع نہ ہوا ہو (البتہ اس کی توقع ہو)۔

شرعی معیار نمبر (۳۰)

تَوَرُّق

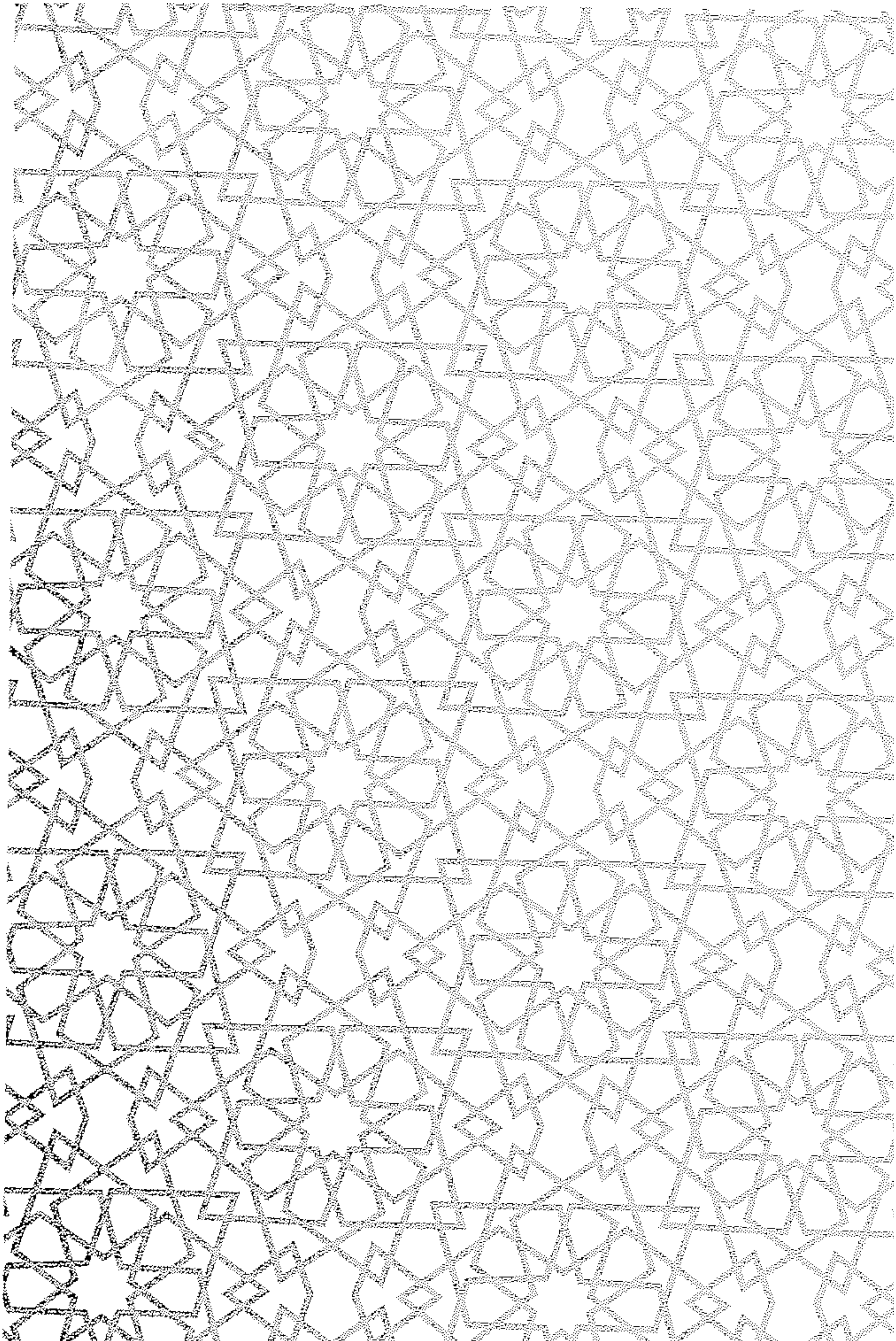

فہرست

دیباچہ ۷۸۲

معیار کا متن ۷۸۳

۱- معیار کا دائرۂ کار ۷۸۳

۲- تورُّق کی تعریف اور تورُّق اور بیع عینہ کے درمیان فرق ۷۸۳

۳- تورُّق کرنے والا ۷۸۳

۴- تورُّق کے درست ہونے کی شرائط ۷۸۴

۵- ادارہ کے مفاد میں کیے جانے والے تورُّق کی شرائط ۷۸۵

۶- معیار کے اجرا کی تاریخ ۷۸۶

معیار کی منظوری ۷۸۷

ضمیمہ جات

ضمیمہ (الف) معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد ۷۸۸

ضمیمہ (ب) شرعی احکام کی بنیادیں ۷۹۰

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على أشرف المرسلين، سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه أجمعين.

دیباچہ

اس معیار کا مقصد تورُّق کی حقیقت، اس کے صحیح ہونے کے شرائط اور اسلامی مالیاتی اداروں (ادارہ/ ادارے)[1] کے ساتھ تورُّق کے خاص اصولوں کو بیان کرنا ہے۔

والله الموفق...

(۱) "ادارہ/ادارے" کی اصطلاح یہاں اختصار کی غرض سے اسلامی مالیاتی اداروں کے لیے استعمال کی گئی ہے جن میں اسلامی بینک بھی شامل ہیں۔

معیار کا متن

۱- معیار کا دائرۂ کار

یہ معیار تورُّق کی مختلف صورتوں سے متعلق ہے، خواہ تورُّق کرنے والا گاہک ہو یا ادارہ۔

۲- تورُّق کی تعریف اور تورُّق اور بیع عینہ کے درمیان فرق

نقد رقم حاصل کرنے کے ارادہ سے کسی چیز کو مساومہ یا مرابحہ کی بنیاد پر ادھار خرید کر فروخت کنندہ کے علاوہ کسی اور کو نقد پر فروخت کرنا تورُّق ہے، جبکہ کسی چیز کو ادھار خرید کر فروخت کنندہ ہی کو کم قیمت پر نقد فروخت کرنا عینہ ہے۔

۳- تورُّق کرنے والا

۳/۱ تورُّق کرنے والا گاہک بھی ہو سکتا ہے، جس کی صورت یہ ہوگی کہ گاہک ادارہ سے کوئی چیز خرید کر سرمایہ حاصل کرنے کی غرض سے اس کو کسی اور کو فروخت کر دے۔ اور اس کے علاوہ یہ بھی ممکن ہے کہ ادارہ تورُّق کرے، جس کی صورت یہ ہوگی کہ ادارہ گاہک سے یا کسی اور ادارہ سے کوئی چیز خرید کر سرمایہ کے حاصل کرنے کے لیے کسی تیسرے فریق کو بیچ دے۔ دونوں صورتوں میں شق ۴ اور ۵ میں بیان کردہ اصولوں کی پابندی ضروری ہے۔

۳/۲ ادارہ پر لازم ہے کہ وہ سودی بینکوں کے ساتھ تورُّق کا معاملہ نہ کرے جبکہ ادارہ کو اس بات کا علم ہو کہ اس تورُّق سے حاصل ہونے والے سرمایہ کا استعمال شرعاً قابلِ قبول سرگرمیوں کے بجائے سودی قرضوں کے لیے ہوگا۔

۴- تورّق کے درست ہونے کی شرائط

۱/۴ مساومہ یا مرابحہ کی بنیاد پر ادھار خریداری سے متعلق شرعی تقاضوں کو پورا کیا جائے، اس سلسلہ میں مرابحہ کے متعلق شرعی معیار نمبر ۸ کی رعایت رکھنا ضروری ہے۔ علاوہ ازیں سامان کا موجود ہونا، فروخت کنندہ کا اس کو بیچنے سے پہلے اس کی ملکیت حاصل کرنا، لازمی وعدہ اگر ہو تو اس کا صرف ایک جانب سے ہونا اور مبیع کا سونا، چاندی یا نقدی پر مشتمل نہ ہونا بھی ضروری ہے۔

۲/۴ سامان کا اس طور پر متعین ہونا بھی ضروری ہے کہ اس کو فروخت کنندہ کے دیگر اثاثوں سے ممتاز کیا جا سکے، جس کی صورت یہ ہو سکتی ہے کہ سامان کو علیحدہ کر لیا جائے یا اس مبیع کی تعیین سے متعلق دستاویزات کے نمبر بیان کر دیئے جائیں، مثال کے طور پر اس کو ذخیرہ کرنے [گودام میں رکھنے] کی دستاویز کے نمبر۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۲۰) "منظم منڈیوں میں اجناس کی تجارت"، شق ۲/۲/۴۔

۳/۴ اگر معاہدہ کرتے وقت سامان موجود نہ ہو تو گاہک کے سامنے سامان کی صفات، یا اس کا کوئی نمونہ، اور اس کی مقدار اور موجودگی کی جگہ کا بیان کرنا ضروری ہے تاکہ اس کا سامان کو خریدنا حقیقتاً ہو نہ کہ صرف ظاہری طور پر، اور بہتر یہی ہے کہ حاضر سامان پر معاملہ کیا جائے۔

۴/۴ سامان پر یا تو حقیقتاً قبضہ ہو، یا حکماً قبضہ ہو، اس طور پر کہ حقیقی قبضہ کی اجازت دے دی جائے اور تمام ایسی پابندیاں یا شرائط ہٹا دی جائیں جو قبضہ کرنے میں رکاوٹ ہوں۔

۵/۴ یہ بھی ضروری ہے کہ سامان جس فریق (فروخت کنندہ) سے خریدا گیا ہے اس کے علاوہ کسی تیسرے فریق کو فروخت کیا جائے، تاکہ عینہ سے بچا جا سکے۔ علاوہ ازیں یہ کہ کسی شرط، باہمی مفاہمت یا عرف کی وجہ سے وہ چیز لوٹ کر فروخت کنندہ کے پاس نہ آئے۔

۶/۴ یہ بھی شرط ہے کہ سامان کو ادھار پر خریدنے اور اس کو نقد پر بیچنے کے معاہدوں کا آپس میں تعلق نہ ہو، چاہے یہ تعلق دستاویزات میں ذکر کرنے کی صورت میں ہو، عرف کی وجہ سے ہو یا کسی لائحہ عمل کی وجہ سے، جس کا طریقہ یہ ہوگا کہ گاہک سامان پر قبضہ کر کے اپنے قبضہ

کا حق ختم کر لے۔

۷/۴ گاہک نے جو سامان ادارہ سے خریدا ہے اس کو فروخت کرنے میں نہ گاہک ادارہ کا وکیل بنے نہ ادارہ اس کو اپنا وکیل بنائے، اسی طرح ادارہ بھی اس کو فروخت کرنے کے لیے گاہک کا وکیل نہ بنے، البتہ اگر قوانین اس بات کی اجازت نہ دیں کہ گاہک اس سامان کو خود فروخت کرے بلکہ یہ ضروری ہو کہ ادارہ ہی کے ذریعہ اس کو فروخت کیا جائے تو اس صورت میں ادارہ کو وکیل بنانا درست ہے، لیکن اس صورت میں ادارہ کو وکیل بنانا گاہک کی طرف سے حقیقتاً یا حکماً قبضہ کے بعد ہو۔

۸/۴ ادارہ گاہک کی طرف سے کسی دوسرے فریق کو اس مبیع کے بیچنے کا وکیل نہ بنائے جو گاہک نے ادارہ سے خریدی ہے۔

۹/۴ وکیل بذات خود سامان کو فروخت کرے یا ادارہ کے علاوہ کسی اور کو فروخت کے لیے دیگر شقوں کی رعایت رکھتے ہوئے وکیل مقرر کرے۔

۱۰/۴ ادارہ پر لازم ہے کہ وہ گاہک کو بذاتِ خود یا گاہک کے مقرر کردہ وکیل کے ذریعہ سامان کو فروخت کرنے سے متعلق ضروری معلومات فراہم کرے۔

۵- ادارہ کے مفاد میں کیے جانے والے تورُّق کی شرائط

۱/۵ تورُّق سرمایہ کاری یا تمویل کا مستقل طریقہ نہیں ہے بلکہ اس کو ضرورت کی بناء پر کچھ شرائط کے ساتھ جائز قرار دیا گیا ہے۔ اسی لیے اداروں پر یہ لازم ہے کہ کوشش کر کے مضاربہ، وکالت برائے سرمایہ کاری، سرمایہ کاری صکوک کے اجراء یا سرمایہ کاری کھاتوں وغیرہ کے ذریعہ سرمایہ کے حصول کے بجائے تورُّق کی طرف نہ جائیں، بلکہ اس کو صرف ضرورت کے موقع پر جب سرمایہ کی کمی یا سرمایہ ختم ہونے کا سامنا ہو اور گاہکوں کے نقصان اور ادارے کی سرگرمیوں کو ناکامی سے بچانے کے لیے ہی استعمال کیا جائے۔

۲/۵ اداروں کو تورُّق کا سامان فروخت کرتے وقت وکیل بنانے سے بچنا چاہیے، اگرچہ یہ وکالت

فروخت کنندہ کے علاوہ کسی اور کے لیے ہی ہو، اور اس کے بجائے اپنے ذرائع کو استعمال کرنا چاہیے۔ اس سلسلہ میں بروکر کی خدمات کا استعمال کرنا ممنوع نہیں۔

۶- معیار کے اجرا کی تاریخ

یہ معیار یکم ذیقعدہ ۱۴۲۷ھ مطابق ۲۳ نومبر ۲۰۰۶ء کو جاری ہوا۔

معیار کی منظوری

مجلسِ شرعی نے توڑق کے معیار کو مکہ مکرمہ میں منعقد ہونے والے اپنے سترہویں اجلاس مؤرخہ ۲۶ شوال-یکم ذیقعدہ ۱۴۲۷ھ مطابق ۱۸-۲۳ نومبر ۲۰۰۶ء کو منظور کیا۔

ضمیمہ (الف)

معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد

مجلسِ شرعی نے مؤرخہ ۹-۱۳ رمضان ۱۴۲۲ھ مطابق ۲۴-۲۸ نومبر ۲۰۰۱ء کو مکہ مکرمہ میں منعقد ہونے والے اپنے ساتویں اجلاس میں بینکوں میں جاری تورُّق کے بارے میں شرعی معیار جاری کرنے کا فیصلہ کیا۔

۱۷ شعبان ۱۴۲۳ھ مطابق ۱۳ اکتوبر ۲۰۰۲ء کو شرعی معیارات کی دوسری کمیٹی نے شرعی مشیر کو تورُّق کے معیار کا مسودہ تیار کرنے کی ذمہ داری دینے کا فیصلہ کیا۔

۶ ربیع الاول ۱۴۲۶ھ مطابق ۱۵ اپریل ۲۰۰۵ء کو شرعی معیارات کی دوسری کمیٹی نے ایک دوسرے شرعی مشیر کو تورُّق کے معیار کو دوبارہ طے شدہ شکل کے مطابق مرتب کرنے کی ذمہ داری دینے کا فیصلہ کیا تاکہ یہ معیار بھی دیگر معیاروں کے مطابق ہوجائے۔

شرعی معیارات کی دوسری کمیٹی نے مؤرخہ ۸ جمادی الاول ۱۴۲۶ھ مطابق ۱۵ جون ۲۰۰۵ء کو منامہ، بحرین میں منعقد ہونے والے اپنے پندرہویں اجلاس میں معیار کے مسودہ پر مباحثہ کیا اور مباحثہ اور ارکان کی آراء کی روشنی میں طے میں مناسب ترامیم کو شامل کیا۔

شرعی معیارات کی دونوں کمیٹیوں کے ارکان پر مشتمل ایک مشترکہ کمیٹی نے مؤرخہ یکم صفر ۱۴۲۷ھ مطابق یکم مارچ ۲۰۰۶ء کو بحرین میں منعقد ہونے والے اپنے اجلاس میں مباحثہ کے بعد ارکان کے تبصروں اور مباحثہ کی روشنی میں طے پانے والی ترامیم کو شامل کیا۔

مجلسِ شرعی نے مؤرخہ ۷-۱۲ جمادی الاول ۱۴۲۷ھ مطابق ۳-۸ جون ۲۰۰۶ء کو مدینہ منورہ میں منعقد ہونے والے اپنے سولہویں اجلاس میں مشترکہ کمیٹی کی جانب سے شامل کی گئی ترامیم پر مباحثہ کیا اور ان

میں سے مناسب ترامیم کو برقرار رکھا۔

ادارہ نے بحرین میں مؤرخہ ۶ رجب ۱۴۲۷ھ مطابق ۳۱ جولائی ۲۰۰۶ء جلسۂ سماعت منعقد کیا جس میں مرکزی بینکوں، اکاونٹنگ فرمز اور مختلف اداروں کے نمائندوں سمیت ماہرینِ شریعت، یونیورسٹیوں کے اساتذہ اور متعلقہ شعبوں کے تیس سے زائد افراد نے شرکت کی۔ جلسۂ سماعت کے دوران موصول ہونے والے تبصروں کو سنا گیا اور کمیٹیوں کے ارکان نے ان کا جواب دیا اور ان پر اظہارِ خیال کیا۔

مجلسِ شرعی نے مؤرخہ ۲۶ شوال - یکم ذیقعدہ ۱۴۲۷ھ مطابق ۱۸ - ۲۳ نومبر ۲۰۰۶ء کو مکہ مکرمہ میں منعقد ہونے والے سترہویں اجلاس میں جلسۂ سماعت کے شرکاء کی طرف سے موصول ہونے والی ترامیم پر بحث کی اور ان میں سے مناسب ترامیم کو باقی رکھنے کے بعد اس معیار کی بعض شقوں کو متفقہ طور پر اور بعض کو اکثریت رائے کی بنیاد پر منظور کیا جس کی تفصیلات مجلس کے اجلاسوں کی یادداشتوں میں محفوظ ہے۔

ضمیمہ (ب)

شرعی احکام کی بنیادیں

- بیع عینہ اور تورُّق کا حکم مختلف ہونے کی بنیاد یہ ہے کہ بیع عینہ سود کا ایک حیلہ ہے، اس لیے کہ یہ ایسے دو فریقوں کے درمیان واقع ہوتا ہے جو در حقیقت مقروض اور قرض دہندہ ہیں، اور ادھار پر سامان کی فروخت اور پھر اس کو کم نقد قیمت پر واپس دے کر خریدار جو سرمایہ حاصل کرتا ہے وہ اس سرمائے سے کم ہوتا ہے جس کی ادائیگی خریدار پر فروخت کنندہ کے لیے لازم ہے۔ اکثر فقہاء کا رجحان عینہ کی ممانعت اور تورُّق کے جائز ہونے کی طرف ہے، سوائے ابنِ قیم اور ابنِ تیمیہ کے جو تورُّق کی ممانعت یا کراہت کے قائل ہیں۔
- حکمی قبضہ کے کافی ہونے کی شرعی بنیاد قبضہ سے متعلق معیار اور کرنسی کی تجارت کے معیار میں گذر چکی ہے۔
- جو تورُّق شرائط کے مطابق ہو اس کے جواز کی بنیاد کتاب و سنت کی وہی آیات ہیں جو بیع کے جواز سے متعلق ہیں۔ اس کے جواز کی توثیق مجمع الفقہ الاسلامی جو کہ رابطۃ العالم الاسلامی[1] کے ماتحت ہے، کی دو قراردادوں سے اور سعودی عرب کے اکابر علماء کی مجلس کی دائمی کمیٹی کی قرارداد (فتویٰ نمبر ۱۹۲۹۷) اور

(۱) پندرہویں اجلاس کی قرارداد، جس میں بیع عینہ سے بچنے کے علاوہ کوئی شرط نہیں ہے۔ اس کے بعد سترہویں اجلاس کی قرارداد جس میں دیگر شرائط بھی لاگو کی گئی ہیں جن کا ذکر اس معیار میں بھی آچکا ہے، ان میں سے اہم ترین شرط یہ ہے کہ بینک [فروخت کنندہ] گاہک کی طرف سے مبیع کی فروخت کے لیے وکیل نہ بنے [جو اسے عینہ کے مشابہ بناتا ہے] جیسا کہ قرارداد میں بھی یہ شرط ہے، نیز مبیع پر قبضہ کرنے میں کوئی رکاوٹ نہ ہو، (قرارداد میں حقیقتاً قبضہ کی شرط نہیں ہے بلکہ گیارہویں اجلاس کی قرارداد میں بیع صرف میں حکمی قبضہ کو بھی کافی قرار دیا گیا ہے جو قبضہ کے معاملہ میں عام بیع سے زیادہ سخت ہے)۔

دیگر کئی شرعی مجالس کی جانب سے ہو چکی ہے۔

- اسی طرح تورُّق سود سے بچنے کا ایک راستہ ہے نہ کہ سود کا حیلہ، اس لیے کہ اس کی طرف وہی جاتا ہے جس کے پاس کوئی قرض فراہم کرنے والا یا سودی قرضہ کے علاوہ کوئی اور راستہ نہ ہو۔ عبد اللہ ابنِ مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کے مطابق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا اس پر عمل کرنا بھی منقول ہے[1]۔
- سامان کی خرید اور اس کی فروخت کے درمیان تعلق نہ ہونے کی شرط کی بنیاد یہ ہے کہ اس تعلق کی وجہ سے تورُّق کرنے والے کے لیے بیع لازم ہو جاتی ہے اور بعض اوقات ملکیت کا فوری طور پر منتقل ہونا قبضہ کے حصول سے رکاوٹ بن جاتا ہے۔ وکیل بننے اور وکیل بنانے کا التزام کرنے کی ممانعت کی بھی یہی بنیاد ہے۔
- جس صورت میں گاہک کے لیے براہِ راست سامان کی فروخت ممکن نہ ہو تو اس صورت میں توکیل [ادارے کو وکیل بنانے] کے مستثنیٰ ہونے کی بنیاد یہ ہے کہ قانون کی وجہ سے اس کا تصرف باطل نہ ہو۔
- ادارہ کی طرف سے گاہک کو سامان کے بارے میں معلومات دینے کے مطالبہ کی بنیاد یہ ہے کہ معاملہ غیر حقیقی نہ ہو اور بیع کے ذریعہ سرمایہ کے حصول میں معاونت کی ممانعت ہے۔ مبیع چاہے سامان ہو، گاڑی ہو، شرعاً جائز اداروں کے حصص ہوں، بین الاقوامی سامان یا مقامی سامان ہوں، سب برابر ہیں۔ اجناس کے تورُّق کی صورت میں زیادہ مناسب ہے کہ ان کے موجود ہونے کا یقین کر لیا جائے، اور اگر گاہک ان کو اپنی ملکیت میں برقرار رکھنا چاہے تو اس پر حقیقتاً قبضہ کرنا آسان ہو۔
- گاہک کو سامان کے متعلق معلومات یا اس کو سامان کا نمونہ فراہمی کے حکم کی بنیاد یہ ہے کہ گاہک کی حقیقی خریداری ہو سکے صرف ظاہری خریداری نہ ہو۔
- گاہک اور ادارہ دونوں کے تورُّق کرنے کی صورت میں اصول و ضوابط لاگو کرنے کی بنیاد یہ ہے کہ اسلامی مالیاتی اداروں کے وجود کے بنیادی مقصد کو پیش نظر رکھا جائے اور گاہکوں کے ساتھ اسلامی

---

(۱) الزاہر، ازہری الشافعی کی ۲۱۶، الفائق فی غریب الحدیث ۱۰۸/۲، تورق کے جواز کی صراحت کے لیے المرداوی کی الانصاف ۲۵۰/۴، کشاف القناع ۱۸۵/۳،۴۴۷/۲، المغنی ۱۲۷/۴، السرخسی کی المبسوط ۲۱۱/۱۱ اور النووی کی الروضۃ ۴۱۶/۳ ملاحظہ کر لی جائیں۔

بینکوں پر لازم لائحہ عمل کے مطابق سرمایہ کاری اور مالیات کے فراہمی کے ان طریقوں پر عمل کیا جائے جو اسلامی بینکاری کی روح کے مطابق ہوں، اور ان سرگرمیوں کو اختیار کیا جائے جو شرکت، مختلف اشیا اور منفعتوں کے تبادلہ کی بنیاد پر وجود میں آتی ہیں، اور اس کا طریقہ یہی ہوگا کہ تورُّق پر عمومی طور پر عمل نہ ہو اور اس کے ایسے فروغ کو روکا جائے جو سرمایہ کاری اور مالیات کی فراہمی کے بنیادی طریقوں کو متاثر کرتا ہو۔ اسی بنیاد پر یہ حکم بھی لاگو کیا جاتا ہے کہ معیار میں بتائے گئے طریقہ کے مطابق اسلامی مالیاتی اداروں کو صرف انتہائی مشکل حالات میں تورُّق کو اختیار کرنا چاہیے۔ اسی طرح اپنے گاہکوں کے لیے بھی اس طریقہ کو صرف اسی صورت میں اختیار کرنا چاہیے جبکہ مروجہ طریقوں یعنی شرکت، مضاربت، اجارہ یا استصناع وغیرہ کسی بھی طریقہ کے مطابق سرمایہ کاری یا مالیات کی فراہمی ممکن نہ ہو، یا پھر اس صورت میں جبکہ گاہکوں کو سود پر مشتمل قرضوں سے بچانا مقصود ہو بشرطیکہ ان کی طرف سے تورُّق کو صرف سودی ادائیگیوں سے نمٹنے کا ذریعہ نہ بنایا جائے بلکہ سودی معاملات سے مستقل اور مکمل طور پر بچنے کا عزم ہو۔

شرعی معیار نمبر (۳۱)

مالی معاملات کو فاسد کرنے والے غرر کے ضابطے

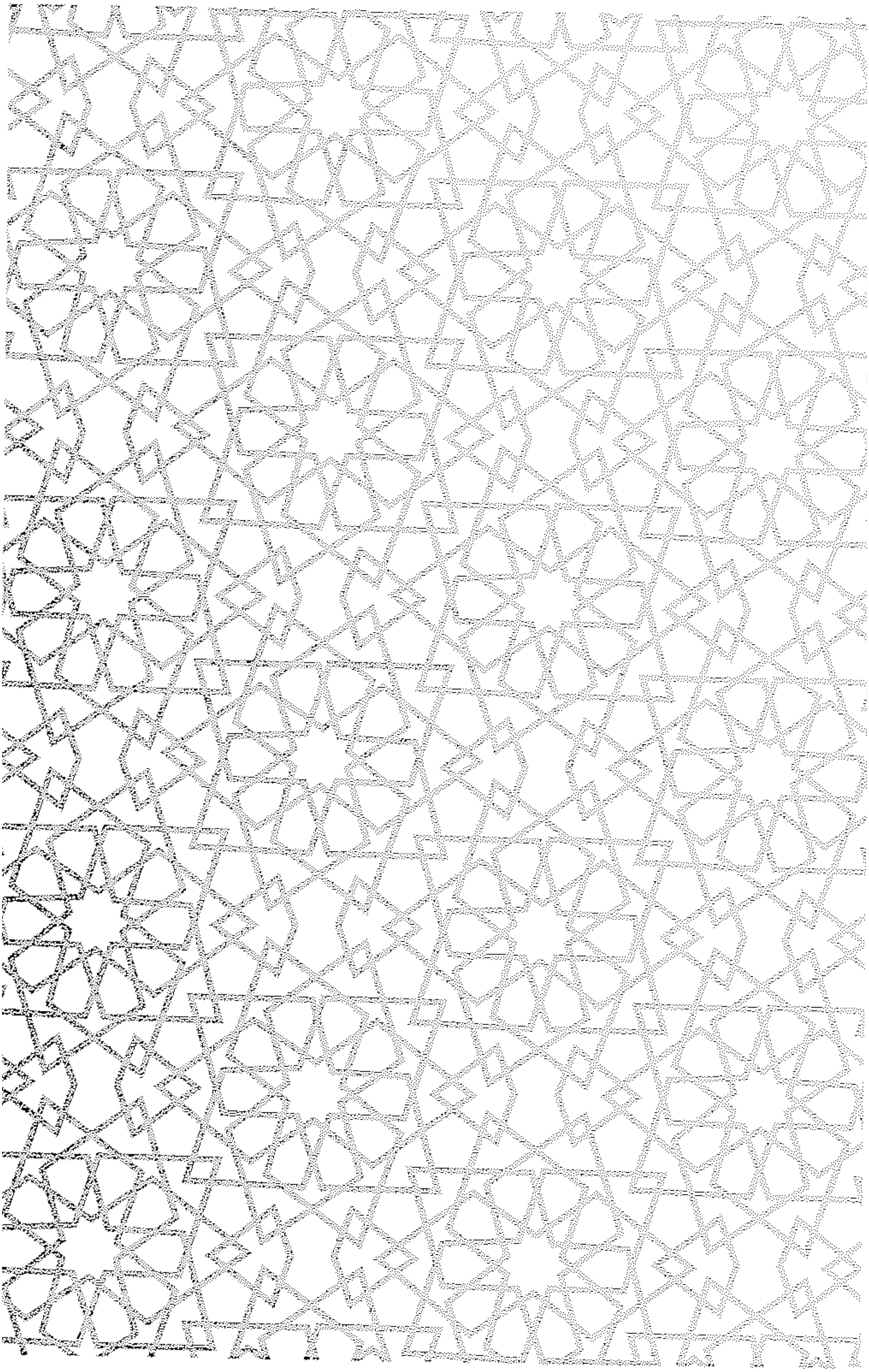

فہرست

دیباچہ ۷۹۶

معیار کا متن ۷۹۷

۱- معیار کا دائرۂ کار ۷۹۷

۲- غرر کی تعریف اور اقسام ۷۹۷

۳- غرر کا حکم ۷۹۷

۴- معاملات کو فاسد کرنے والے غرر کا ضابطہ ۷۹۸

۵- مالی عوض والے عقود میں غرر کے مواقع ۷۹۹

۶- توثیقی عقود وغیرہ پر غرر کا اثر ۸۰۴

۸- معیار کے اجرا کی تاریخ ۸۰۵

معیار کی منظوری ۸۰۶

ضمیمہ جات

ضمیمہ (الف) معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد ۸۰۷

ضمیمہ (ب) شرعی احکام کی بنیادیں ۸۰۹

ضمیمہ (ج) فرہنگ ۸۱۳

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على أشرف المرسلين، سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه أجمعين.

دیباچہ

اس معیار میں غرر کی تعریف، اقسام، اثرات، اور ایسے غرر کے ضابطے بیان کرنا مقصود ہے جو مالی معاملات کو فاسد کر دیتا ہے۔

والله الموفّق...

معیار کا متن

۱۔ معیار کا دائرۂ کار

یہ معیار غرر اور اس کے مالی معاملات پر واقع ہونے والے اثرات پر مشتمل ہے جو اسلامی مالیاتی اداروں (ادارہ/ادارے)[1] کے ہاں رائج ہیں، خواہ وہ غرر کثیر ہو یا معمولی یا درمیانے درجے کا، خواہ وہ عوض والے معاملات [عقود المعاوضات] میں ہو جس میں شرکت کی اقسام شامل ہیں یا وہ احسان والے معاملات [عقود التبرعات] میں ہو یا ان کے علاوہ عقد کی کسی اور قسم یا ان کی شرائط میں۔

۲۔ غرر کی تعریف اور اقسام

۲/۱ غرر لین دین میں ایسی صفت ہے جو معاملے کے بعض ارکان کے نتیجہ کو غیر یقینی بنا دیتی ہے یا وہ صفت جس کے نتیجہ میں ہونے اور نہ ہونے دونوں میں شک ہو۔

۲/۲ مقدار کے اعتبار سے غرر کی تین قسمیں ہیں: غررِ کثیر، غررِ متوسط اور غررِ قلیل۔ اور اثر کے اعتبار سے غرر کی دو قسمیں ہیں: وہ غرر جو عقد کو فاسد کر دیتا ہے اور وہ غرر جو عقد کو فاسد نہیں کرتا۔

۳۔ غرر کا حکم

کوئی ایسا عقد انجام دینا یا اُس میں ایسی شرط لگانا جائز نہیں ہے جو معاملہ کو فاسد کرنے والے غرر پر مشتمل ہو جس کا ضابطہ شق ۴ میں مذکور ہے۔

(۱) "ادارہ/ادارے" کی اصطلاح یہاں اختصار کی غرض سے اسلامی مالیاتی اداروں کے لیے استعمال کی گئی ہے جن میں اسلامی بینک بھی شامل ہیں۔

۴- معاملات کو فاسد کرنے والے غرر کا ضابطہ

جب درج ذیل چار شرائط پائی جائیں تو غرر معاملے کو فاسد کر دیتا ہے۔

(الف) غرر مالی عوض والے عقد میں ہو یا جو اس کی تعریف میں آتا ہو۔

(ب) غرر کثیر ہو۔

(ج) غرر ایسی چیز میں ہو جو موضوعِ عقد میں بنیادی حیثیت رکھتا ہو۔

(د) غرر کسی ایسے عقد میں نہ ہو جس کی معتبر حاجتِ شرعیہ ہو۔

۱/۴ پہلی شرط: غرر مالی عوض والے عقد میں ہو یا جو اس کی تعریف میں آتا ہو

جیسا کہ بیع، اجارہ اور شرکت۔ احسان والے معاملات [عقود التبرعات] میں غرر غیر مؤثر ہے اگرچہ کثیر ہو، جیسا کہ ہدیہ اور وصیت وغیرہ ہیں۔ غرر مالی عوض والے عقود میں یا ان الفاظ میں ہوتا ہے جن سے عقد منعقد ہوتا ہے، یا اس چیز میں ہوتا ہے جس پر عقد واقع ہوتا ہے۔ دیکھیے شق ۵۔

۲/۴ دوسری شرط: غررِ کثیر ہو

۱/۲/۴ غررِ کثیر کا مطلب یہ ہے کہ عقد پر اس طرح غالب آجائے کہ وہ وصف اس کا حصہ بن جائے، جس کے نتیجے میں وہ لوگوں میں تنازع کا سبب بنے۔ یہ ماحول اور زمانے کے اختلاف سے بدلتا رہتا ہے اور اس کا مدار عرف پر ہے، مثلاً پھلوں کی خرید و فروخت ان کے ظاہر ہونے سے قبل، مجہول مدت کے لیے اجارہ کرنا، اور بیع سَلَم جب ظنِ غالب یہ ہو کہ مقررہ مدت پر اناج میسر نہیں ہو سکے گا، اس قسم کا غرر عقد پر اثر انداز ہوتا ہے اور اسے فاسد کر دیتا ہے۔

۲/۲/۴ غررِ قلیل وہ ہے جس سے عموماً کوئی عقد خالی نہیں ہوتا اور وہ تنازع کا سبب بھی نہیں بنتا۔ مثلاً گھر کی بنیاد دیکھے بغیر اس کی خرید و فروخت کرنا، یا مہینے بھر کے لیے اُس کا اجارہ کرنا جبکہ مہینوں کے دن برابر نہیں ہوتے، اس قسم کا غرر عقد پر اثر انداز نہیں ہوتا۔

۴/۲/۳ غررِ متوسط وہ ہے جو کثیر اور قلیل کے درمیان ہو۔ مثلاً زمین میں چھپی ہوئی چیزوں کی خرید و فروخت کرنا یا اُن چیزوں کی خرید و فرخت جنہیں توڑے بغیر معلوم نہیں کیا جا سکتا یا پھل دار درخت کا اجارہ کرنا، نیز جعالہ، چوکیداری، شرکت کی اقسام اور محدود مدت والے مضاربہ میں پائے جانے والا غرر بھی اسی قبیل سے ہے۔ غررِ متوسط بھی عقد پر اثر انداز نہیں ہوتا۔

۴/۳ تیسری شرط: غرر ایسی چیز میں ہو جو موضوعِ عقد میں اصل ہو

جب غرر ایسی چیز میں ہو جو موضوعِ عقد میں بنیادی حیثیت رکھتی ہو تو عقد کو فاسد کر دیتا ہے، مثلاً درختوں پر لگے ہوئے پھلوں کو صلاحیت ظاہر ہونے سے قبل خرید و فروخت کرنا، اصل یعنی درختوں کو عقد میں شامل کیے بغیر، جبکہ اُس بیع میں پھلوں کے کاٹنے کی شرط بھی نہ لگائی گئی ہو، البتہ اگر غرر ایسی چیز میں ہو جو عقد میں اصل کی حیثیت نہیں رکھتی بلکہ اس کے تابع اس میں شامل ہو رہی ہے تو غرر اس میں موثر نہیں ہے، مثلاً درختوں کو اس طرح کے پھلوں سمیت بیچنا جن کی صلاحیت ظاہر نہیں ہوئی ہیں، یا تیار فصل کے ساتھ اس طرح کی فصل کو بیچنا جس کا ابھی تک وجود نہیں ہے، یا حمل کو بکری کے ساتھ بیچنا، یا تھنوں میں پائے جانے والے دودھ کو جانور کے ساتھ بیچنا۔

۴/۴ چوتھی شرط: غرر کسی ایسے عقد میں نہ ہو جس کی حاجتِ شرعیہ ہو

حاجت یہ ہے کہ انسان ایسی حالت میں ہو اگر ممنوعہ چیز استعمال نہ کرے تو مشکل اور مشقت میں پڑ جائے مگر ہلاک نہ ہو، خواہ وہ حاجت عام ہو یا خاص۔ حاجت میں یہ شرط ہے کہ وہ متعین ہو چکی ہو، یعنی وہ تمام راستے جن کے ذریعہ غرض تک پہنچا جا سکتا ہو وہ مسدود ہو چکے ہوں سوائے غرر کثیر کے۔ مثلاً تکافل کی عدم موجودگی میں کمرشل انشورنس۔

۵- مالی عوض والے عقود میں غرر کے مواقع

مالی عوض والے عقود میں غرر یا تو ان الفاظ میں ہوتا ہے جن سے عقد منعقد ہوتا ہے یا اس چیز پر

ہوتا ہے جس پر عقد واقع ہوتا ہے یا عقد کی شرائط میں ہوتا ہے۔

۱/۵ عقد کے الفاظ میں فاسد کردینے والا غرر

عقد کے الفاظ میں غرر تب ہوگا جب وہ ایجاب وقبول سے متعلق ہو نہ کہ اس کے موقع محل کے ساتھ، اس کی تطبیقی مثالیں کچھ یوں ہیں:

۱/۱/۵ ایک بیع میں دو بیوع کو جمع کرنا

ایک بیع میں دو بیوع کو جمع کرنا عقد کو فاسد کردیتا ہے۔ اس کی مثالوں میں سے ایک یہ ہے کہ کوئی سودا کرتے وقت کہے کہ یہ سامان نقد میں ایک ہزار کا ہے اور ادھار پر دو ہزار کا، پھر کسی ایک قیمت کو طے کیے بغیر بیچ دینا۔

۲/۱/۵ وہ بیوع جن میں موضوعِ عقد میں شک کے ساتھ عقد انجام پائے

جن میں موضوعِ عقد [معقود علیہ] مشکوک ہوتا ہے کہ وہ حاصل ہوگا یا نہیں، وہ بیوع فاسد ہیں۔ مثلاً بیع الحصاۃ کہ کنکری پھینک کر بیع کرنا کہ وہ جس چیز پر گری اتنے پیسے میں اُس کی بیع لازم ہوگئی۔ اور بیع المنابذۃ جس میں فروخت کرنے والا سامان میں سے کوئی ایک چیز خریدار کی طرف اچھال کر بیع کرتا ہے۔ اسی طرح جدید آلات کے ذریعے خود کار طور پر خریدار یا بیچنے والے کے ارادے کے بغیر سامان کا تعیّن کرنا۔

۲/۵ موضوعِ عقد [معقود علیہ] میں غرر

۱/۲/۵ مبیع یا کرائے پر دی جانے والی چیزوں وغیرہ میں غرر

۱/۱/۲/۵ وہ غرر جو موضوعِ عقد کی جنس کے بارے میں ایسی لاعلمی کی وجہ سے ہوتا ہے عقد کو فاسد کردیتا ہے، مثلاً کسی چیز کو یہ بتائے بغیر بیچنا کہ وہ کیا چیز ہے۔ موضوعِ عقد کی جنس کے بارے میں لاعلمی کی وجہ سے اُس کی نوع اور صفت بھی مجہول [غیر واضح] ہوتی ہیں۔

۲/۱/۲/۵ وہ غرر جو موضوعِ عقد کی نوع کے بارے میں لاعلمی کی وجہ سے ہوتا ہے

عقد کو فاسد کر دیتا ہے، مثلاً گاڑی کی نوع بیان کیے بغیر خرید و فروخت کرنا، (کرنسی کے کاروبار میں) دینار و درہم کی نوع بیان کیے بغیر خرید و فروخت کرنا جس کے تعیّن پر کوئی عرف بھی دلالت نہ کرتا ہو۔

۵/۲/۱/۳　وہ غرر جو موضوعِ عقد کی ذات کے بارے میں لاعلمی کی وجہ سے ہوتا ہے (کہ سامان غیر متعیّن ہو) عقد کو فاسد کر دیتا ہے۔ مثلاً جب نمائش میں بہت سی قسم کی گاڑیاں موجود ہوں تب کسی غیر متعیّن گاڑی کو فروخت کرنا یا رہائشی علاقے کے لیے تیار کی گئی اسکیم میں سے تعیّن کے اختیار کے بغیر کسی پلاٹ کو بیچنا۔

۵/۲/۱/۴　اگر کسی موضوعِ عقد میں مختلف قسم کی اوصاف پائی جاتی ہوں تو ان کے بارے میں لاعلمی سے پیدا ہونے والا غرر عقد کو فاسد کر دیتا ہے۔ مثلاً کسی غائب چیز کو وصف بیان کیے بغیر بیچنا۔

۵/۲/۱/۵　ایسا غرر جو فروخت کی جانے والی چیز کی مقدار کے بارے میں لاعلمی کی سے پایا جاتا ہے۔ اس کی بعض تطبیقی مثالوں میں کچھ تفصیل ہے: اندازے سے بیع (جس کی مقدار مجہول ہو) عقد کو فاسد کر دیتی ہے سوائے اُن چند حالات کہ جب اُن میں کچھ شرائط پائی جائیں تو غرر معاف ہو جاتا ہے۔ وہ شرائط یہ ہیں: جس چیز کی خرید و فروخت کی جا رہی ہے وہ بیع کے وقت نظر آ رہی ہو، وہ ایسی چیز ہو جس کا اندازہ لگایا جا سکتا ہو، اور وہ ایسی چیز ہو جس سے کثیر مقدار مراد ہو نہ کہ اس چیز کی انفرادی اکائیاں۔ مذکورہ صورتوں میں غرر عقد کو فاسد نہیں کرتا۔

۵/۲/۲　قیمت، اجرت یا ان کی مقدار میں پایا جانے والا غرر

قیمت ذکر کیے بغیر خرید و فروخت کرے، یا خریدنے والے یا بیچنے والے یا کسی فریقِ ثالث کے اندازے پر قیمت چھوڑ دینے کی تطبیقی مثال کچھ یوں ہے کہ ایسے دینار و درہم کے عوض کوئی چیز خریدنا جو بند تھیلی میں ہوں یا جیب میں ہوں، یا ایسی

کرنسی کے ذریعے خریدنا جس کے جاری کرنے والے ادارے کا علم نہ ہو اور نہ ہی کسی اور قرینہ سے اس کا پتہ چلایا جاسکتا ہو کہ وہ کون سے ملک کے ہیں۔ اس طرح کی صورتوں میں غرر بیع کو فاسد کر دیتا ہے۔

بعض ایسی بیوع ہیں جن کی قیمت میں پایا جانے والا غرر معاف ہے۔ مثلاً خریداری کے دن والے بازاری نرخ پر بیع کرنا، یا خریداری کے دن جو نرخ بند ہوگا، یا جس نرخ پر لوگ خرید وفروخت کر رہے ہوں گے، یا بیع استجرار کے طور پر یعنی دوکاندار سے ایجاب وقبول کے الفاظ کے بغیر ہر کچھ عرصہ بعد اُس نرخ پر مال لیتے رہنا جو بوقت ادا لوگوں میں رائج ہوگا یا اس نرخ کو کسی اور چیز کے ساتھ مربوط کرنا۔ عموماً نرخ متعین کرنے کا طریقۂ کار چیز کے استعمال کے بعد کیا جاتا ہے، یا ایک اکائی کے نرخ کے حساب سے بیع کرنا کہ خریدار مال کو دیکھتا ہے مگر اس کی مقدار اور جملہ قیمت معلوم نہیں ہوتی، مثلاً غلے کا ڈھیر بیچنا جس کے ایک کلو کا نرخ یوں ہوگا، یا فی میٹر نرخ معلوم کیے بغیر کرائے پر گاڑی حاصل کرنا یہاں تک کہ منزل مقصود پر پہنچ جائیں، یا مثلی اجرت پر گاڑی کرائے پر لینا۔ نیز اجرت کو کسی چیز کے ساتھ اس طرح مشروط کرنا کہ اُس کی تبدیلی سے اجرت بھی تبدیل ہوتی رہے یہ بھی اسی قبیل سے ہے، ان تمام حالات میں غرر عقد کو فاسد نہیں کرتا۔

۳/۵ مدت کے بارے میں لاعلمی کی وجہ سے پایا جانے والا غرر

۱/۳/۵ ایسی مدت جو عقد میں شرط ہو اُس کے بارے میں لاعلمی کی وجہ سے عقد فاسد ہو جاتا ہے۔ اگر مجلسِ عقد میں لاعلمی زائل ہو جانے سے غرر دور ہو جائے یا مدت کی شرط کو مجلس عقد میں ختم کر دیا جائے تو عقد صحیح قرار پائے گا۔

۲/۳/۵ قیمت کی ادائیگی کو کسی مشہور موسم تک مؤخر کرنے سے پایا جانے والا غرر معاف ہے، مثلاً کٹائی کا موسم۔ اس سلسلے میں موسم کے شروع ہو جانے کا اعتبار ہوگا، نہ کہ عملاً کٹائی کرنے کا۔

۴/۵ سپردگی کی قدرت نہ رکھنے کی وجہ سے پایا جانے والا غرر

جس چیز پر عقد ہو، اسے سپرد کرنے کی قدرت نہ رکھنے کی وجہ سے پایا جانے والا غرر عقد کو فاسد کر دیتا ہے۔ مثلاً مچھلی کی بیع جب وہ پانی میں ہو، البتہ اگر وہ اس طرح سے محصور ہو کہ اس کی شکار کی ضرورت نہ ہو تو پھر جائز ہے۔ اس کے علاوہ بیرون ملک سے درآمد کیا جانے والا ساز و سامان کہ بعض دفعہ اسے ملک کے اندر لانے کی اجازت دی جاتی ہے اور بعض دفعہ نہیں۔ یہ تب ہے جب خیارِ شرط نہ پایا جائے۔

۵/۵ جو چیز انسان کے پاس نہیں ہے اُس کی خرید و فروخت کرنے سے پایا جانے والا غرر

جو چیز انسان کے پاس نہیں ہے اُسے فروخت کرنے سے پائے جانے والے غرر سے عقد فاسد ہو جاتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ بوقت عقد حقیقتاً وہ اس کا مالک نہ ہو بلکہ بعد میں بازار سے خریدے، لیکن بیع سلَم اور استصناع کی صورتیں، جب اُن میں شرائط پائی جائیں وہ اس سے مستثنیٰ ہیں۔

۶/۵ قبضہ (حقیقی یا حکمی) سے پہلے بیع کی وجہ سے پایا جانے والا غرر

خریدار جس چیز کا حقیقی یا حکمی طور پر قبضے کی صورت میں ضامن نہیں ہے اسے بیچ نہیں سکتا کیونکہ قبضے سے ضمانت بیچنے والے کی طرف سے خریدار کی طرف منتقل ہو جاتی ہے اور اس سے دو ضمانتیں ایک ساتھ جمع نہیں ہوتی، خواہ مبیع منقولی ہو یا غیر منقولی ہو، اس سے عقد فاسد ہو جاتا ہے۔ حقیقی قبضہ سے مراد ناپ تول والی اشیا کا ہاتھ میں لے کر مطلوبہ مقدار حاصل کرنا۔ اٹکل سے خریدی گئی اشیا کی صورت میں اسے ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کر دینا۔ ان کے علاوہ بقیہ چیزوں میں حقیقی قبضے کا دار و مدار عرف پر ہے۔ حکمی قبضے سے مراد یہ ہے کہ الگ کر کے قبضہ کرنے پر قدرت دے دینا۔

۷/۵ معدوم کی بیع وجہ سے پایا جانے والا غرر

ایسی معدوم شے کی بیع جائز نہیں ہے جس کا مستقبل میں وجود مجہول ہو، مثلاً بیع معاومہ یعنی کہ کئی سالوں کے لیے پھلوں کی بیع کرنا۔

۸/۵ موضوعِ عقد کو نہ دیکھنے کی وجہ سے پایا جانے والا غرر (غائب چیز کی بیع)

۱/۸/۵ وصف یا سابقہ رویت کے بغیر غائب چیز کی بیع جائز نہیں ہے۔ ہاں اگر وصف بیان کر دیا جائے تو پھر جائز ہے، خواہ فروخت کرنے والے کی طرف سے وصف بیان ہو یا کسی اور جانب سے۔ یہ وصف ہر اُس چیز پر مشتمل ہو گا جس سے قیمت میں تبدیلی واقع ہو سکتی ہے۔ اگر بیچی گئی چیز وصف سے مطابقت رکھتی ہے تو بیع لازم ہو گی ورنہ خریدنے والے کو رد کرنے اختیار ہو گا۔

۲/۸/۵ ہر وجود والی غائب چیز جسے عقد سے پہلے دیکھا جا چکا ہے اس کی بیع جائز ہے بشرطیکہ دیکھنے کے بعد اُس میں کوئی تبدیلی واقع نہ ہوئی ہو۔

۳/۸/۵ نمونہ کے ذریعے بیع جائز ہے۔ نمونہ وہ ہے جو چیز کی وصف پر دلالت کرے۔

۶- توثیقی عقود وغیرہ پر غرر کا اثر

۱/۶ عقدِ رہن پر غرر کا اثر

عقدِ رہن میں ایسے غرر کی بھی گنجائش ہے جو بیع میں جائز نہیں، مثلاً گم شدہ گاڑی کو گروی رکھنا یا ایسی فصل کو گروی رکھنا جو ابھی تک قابلِ استعمال نہیں ہوئی۔ البتہ گاڑی کو تب تک دَین کی ادائیگی میں بیچا نہیں جا سکتا جب تک وصول نہ ہو جائے، اسی طرح فصل کو بھی نہیں بیچا جا سکتا جب تک وہ قابلِ استعمال نہ ہو جائے۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۵) "ضمانتیں"۔

۲/۶ عقدِ کفالہ پر غرر کا اثر

عقدِ کفالہ میں بھی ایسے غرر کی گنجائش ہے جو بیع میں جائز نہیں، مثلاً اسے کسی ایسی شرط کے ساتھ معلق کرنا جو عقد کے تقاضہ کے منافی نہیں ہے، یا اسے مجہول مدت تک مؤخر کرنا، یا مستقبل کے واجبات کی کفالت لینا۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۵) "ضمانتیں"۔

۳/۶ عقدِ وکالہ پر غرر کا اثر

وکالہ میں غرر جائز ہے بشرطیکہ کسی قرینہ یا عرف سے یہ معلوم ہو کہ فلاں کام کے لیے اسے

وکیل بنایا گیا ہے۔ مثلاً وکالت کو کسی شرط سے معلق کرنا، یا یہ کہ جس معاملے میں اسے وکیل بنایا گیا ہے وہ کسی اعتبار سے معلوم ہو۔ یہ تب ہے جب وکالت بغیر کسی اجرت کے ہو ورنہ اُس پر اجارہ کے احکام نافذ ہوں گے جس میں غرر موثر ہوتا ہے۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۲۳) "وکالت اور فضولی کا تصرف"۔

۷- شرائط میں غرر کا اثر

وہ شرط جو صیغۂ عقد [الفاظ] یا اس کے موقع محل میں غرر کا سبب بنتی ہے:

اگر عقد کے صیغہ [الفاظ] میں ایسی شرط ہو جو باعثِ غرر ہو تو اُس سے عقد فاسد ہو جاتا ہے، مثلاً مجہول مدت کے لیے خیارِ شرط، یا موضوعِ عقد میں پائی جانے والی شرط کی مثال جو غرر کا باعث ہے: بیع ثنیا یعنی کسی چیز کی بیع میں سے کسی غیر متعین چیز کا استثناء کرنا، یا کسی عمارت کو فروخت کرنا جس میں سے کوئی ایک منزل بغیر تعین کے مستثنیٰ کی جائے، لیکن اگر مستثنیٰ چیز معلوم ہو تو عقد صحیح ہے۔

۸- معیار کے اجرا کی تاریخ

یہ معیار ۲۶ شعبان ۱۴۲۸ھ مطابق ۸ ستمبر ۲۰۰۷ء کو جاری ہوا۔

معیار کی منظوری

مجلسِ شرعی کا انیسواں اجلاس ۲۶ - ۳۰ شعبان ۱۴۲۸ھ مطابق ۸ - ۱۲ ستمبر ۲۰۰۷ء کو مکہ مکرمہ، سعودی عرب میں منعقد ہوا جس میں غرر کے معیار کی منظوری دی گئی۔

ضمیمہ (الف)

معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد

مجلسِ شرعی کا چودھواں اجلاس ۲۱ - ۲۳ ربیع الاول ۱۴۲۶ھ مطابق ۳۰ اپریل - ۲ مئی ۲۰۰۵ء دبئی متحدہ عرب امارات میں منعقد ہوا جس میں شرعی معیار "مالی معاملات کو فاسد کرنے والے غرر کے ضابطے" کے اجرا کا فیصلہ کیا گیا۔

۲۰ جمادی الثانی ۱۴۲۶ھ مطابق ۲۶ جولائی ۲۰۰۵ء کو شرعی معیارات کی کمیٹی نے شرعی مشیر کو معیار "مالی معاملات کو فاسد کرنے والے غرر کے ضابطے" کے بارے میں تحقیقی جائزہ تیار کرنے کی ذمہ داری سونپی۔

شرعی معیارات کی پہلی اور دوسری کمیٹی کا مشترکہ اجلاس ۸ - ۹ ربیع الاول ۱۴۲۷ھ مطابق ۶ - ۷ اپریل ۲۰۰۶ء کو مکہ مکرمہ میں منعقد ہوا، جس میں تیار کردہ تحقیقی جائزے پر بحث ومباحثہ کیا گیا اور پھر شرعی مشیر کو اس بحث ومباحثہ اور ممبران کی آراء اور تبصرے کی روشنی میں ضروری ترامیم کرنے کی ہدایات جاری کی گئیں۔

شرعی معیارات کی پہلی اور دوسری کمیٹی کا مشترکہ اجلاس ۷ - ۱۲ جمادی الاول ۱۴۲۷ھ مطابق ۳-۸ جون ۲۰۰۶ء کو مدینہ منورہ میں منعقد ہوا جس میں کمیٹی نے معیار کے منصوبہ کے مسودہ پر بحث ومباحثہ کیا اور شرعی مشیر کو بحث ومباحثہ اور ممبران کی آراء اور تبصرے کی روشنی میں ضروری ترامیم کرنے کی ہدایات جاری کیں۔

مجلسِ شرعی نے اپنے سترہویں اجلاس میں جو مکہ مکرمہ میں ۲۶ شوال - یکم ذیقعدہ ۱۴۲۷ھ مطابق ۱۸ - ۲۳ نومبر ۲۰۰۶ء منعقد ہوا، شرعی معیارات کی پہلی اور دوسری کمیٹی کے مشترکہ اجلاس میں پیش کی جانے والی

مجوزہ ترامیم پر بحث و مباحثہ کیا اور پھر حسب ضرورت ترامیم بھی کیں۔

جنرل سیکرٹریٹ نے بحرین میں ۱۸ صفر ۱۴۲۸ھ مطابق ۸ مارچ ۲۰۰۷ء جلسۂ سماعت کا انعقاد کیا جس میں تیس سے زیاد مرکزی بنکوں، مالیاتی ادارے، اکاوئنٹنگ فرمز، ماہرینِ شریعت، یونیورسٹیوں کے اساتذہ، ان کے علاوہ اس شعبے سے متعلقہ لوگوں کے نمائندگان نے بھی شرکت کی۔ جو تحفظات جلسۂ سماعت میں سامنے آئے انہیں اہتمام سے سنا گیا۔ شرعی معیارات کی پہلی اور دوسری کمیٹی کے بعض اراکین نے اُن تحفظات کے جوابات دیے اور پھر اپنے تبصرے بھی پیش کیے۔

مجلسِ شرعی نے اپنے انیسویں اجلاس میں جو مکہ مکرمہ میں ۲۶ شعبان -یکم رمضان المبارک ۱۴۲۸ھ مطابق ۸ - ۱۲ ستمبر ۲۰۰۷ء منعقد ہوا، جلسۂ سماعت میں شرکت کرنے والوں کی طرف سے پیش کردہ ترامیم کی تجاویز پر بحث و مباحثہ کیا اور جن ترامیم کو مناسب سمجھا انہیں شامل کرلیا، اور پھر اس معیار کو منظور کرلیا گیا۔

ضمیمہ (ب)

شرعی احکام کی بنیادیں

- غرر کو کثیر، متوسط اور قلیل میں تقسیم کرنے کی وجہ یہ ہے کہ بعض غرر ایسے ہیں جن سے کوئی عقد خالی نہیں ہوتا، دوسری طرف وہ غررِ کثیر ہے کہ جو عقد کا وصف بن جاتا ہے، اسی لیے اس طرح کی بیوع کو بیوع الغرر کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ لہٰذا غررِ متوسط کو جاننے کے لیے ضروری ہے کہ پہلے دونوں طرفوں کے غرر کو متعین کر لیا جائے، ابو الولید باجی رحمۃ اللہ علیہ نے غررِ کثیر کے ضابطے کو کچھ یوں بیان کیا ہے: "غرر عقد میں اس طرح سے غالب ہو جائے کہ وہ عقد کا وصف بن جائے"۔ [۱]
- ہر وہ عقد یا اس میں پائی جانے والی شرط، اگر غرر پر مشتمل ہو تو وہ حرام ہے، اس کی دلیل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سے ہے کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غرر سے منع فرمایا"۔ [۲] امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کتاب البیوع کے قواعد میں سے یہ ایک عظیم قاعدہ ہے جس کے تحت لاتعداد مسائل آتے ہیں۔ [۳]
- معاملات کو فاسد کرنے والے غرر میں چار شرائط کا پایا جانا ضروری ہے جن کا معیار میں ذکر ہوا جو درج ذیل ہیں:

(۱) عوض والے عقود میں ہو، ناجائز طریقے سے مال کھانا عقود المعاوضات میں پایا جاتا ہے نہ کہ عقود تبرعات میں، کیونکہ جسے کوئی چیز عطیہ کی جارہی ہو اسے غرر کی وجہ سے کسی قسم کا خسارہ برداشت نہیں کرنا پڑتا، لہٰذا اُس میں لڑائی جھگڑے کا امکان معدوم ہو جاتا ہے۔

---

(۱) المنتقی للباجی ۱/۴۱۔

(۲) امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب صحیح مسلم میں روایت کیا ۳/۱۵۶، امام نووی وغیرہ کی شرح کے ساتھ۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح بخاری کے ابواب میں سے ایک باب کا اس سے عنوان باندھا ہے۔ عمدۃ القاری ۱۱/۲۶۴۔

(۳) شرح النووی علی صحیح مسلم ۱۰/۱۵۶۔

(۲) کثیر ہو۔ یہ اس لیے کہ عقود میں غرر کثیر کے مؤثر ہونے پر فقہاء کا اجماع ہے، وہ اُن صورتوں سے استنباط کرتے ہیں جنہیں متعدد حدیثوں میں غررِ کثیر کی وجہ سے حرام قرار دیا گیا۔

(۳) معاملات کو فاسد کرنے والے غرر میں یہ ضروری ہے کہ وہ موضوعِ عقد میں اصل ہو نہ کہ تبعاً۔ یہ اس لیے کہ قاعدہ فقہیہ ہے کہ: "ضمنی امور میں جو چیزیں معاف ہوتی ہیں وہ کسی اور میں معاف نہیں ہوتیں"۔ (یہ قاعدہ مجلہ احکام عدلیہ کے قواعد میں سے ایک ہے جو اس کے قواعد کے نمبر ۴۵ پر مذکور ہے)۔

(۴) غرر پر مشتمل عقد کی حاجتِ شرعیہ نہ ہو۔ وہ اس لیے کہ شریعت کا مقصد تنگی کو ختم کرنا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ﴾ [(۱)] "اللہ تعالیٰ نے دین میں آپ پر تنگی نہیں کی"۔ اس کے علاوہ یہ بات کہ: خواہ وہ حاجت عامہ ہو یا خاصہ ہو، وہ اس لیے کہ فقہ کا قاعدہ ہے کہ: "حاجت ضرورت کی طرح ہوتی ہے خواہ وہ عام ہو یا خاص"۔ (مجلہ احکام عدلیہ، قاعدہ نمبر ۳۲)

- صیغہ عقد میں غرر کی وجہ سے فاسد ہونے کی دلیل یہ ہے کہ صیغہ میں اِس طرح کی بات عقد کو بے معنی کر دیتی ہے، کیونکہ جس چیز کے حصول کے لیے عقد انجام دیا گیا اُس کا یقینی حصول غرر کی وجہ سے محتمل ہو جاتا ہے، اس بات کا استنباط ہم نے بہت سے اُن مسائل سے کیا ہے جنہیں صیغہ میں غرر پائے جانے کی وجہ سے کئی نصوص میں حرام قرار دیا گیا جیسا کہ کئی بیوع کا ذکر اس معیار میں گزرا۔ مزید اس کی تفصیل فقہی ذخائر میں دیکھی جا سکتی ہے۔ [(۲)]
- وہ عقد فاسد ہے جس کے موضوع میں غرر ہو خواہ اُس موضوعِ عقد کی جنس میں پایا جائے یا ذات میں یا نوع میں یا اُس کی صفت میں۔ اس طرح کے امور میں غرر بکثرت پایا جاتا ہے۔ اس طرح کی بیوع کو ممنوعہ قرار دینے میں مختلف نصوص وارد ہوئیں ہیں، وہ اِس لیے کہ اُس میں بہت زیادہ لاعلمی ہے جو

---

(۱) سورۃ الحج: ۷۸۔

(۲) بدایۃ المجتہد ۲/۱۵۳؛ فتح القدیر ۵/۱۹۶، مجموع ۹/۳۴۰؛ شرح الکبیر للدردیر ۳/۲، مقدمات لابن رشد الجد ۲/۲۲۱، مغنی ۴/۲۰۷، بحر الزخار ۲/۲۹۳۔

نزاع کا سبب بنتی ہے اور خریدار کو دیے گئے خیارِ رؤیت جیسے خیارات سے بھی دور نہیں ہوتی۔

- موضوعِ عقد کی مقدار میں پایا جانے والا غرر عقد کو فاسد کر دیتا ہے، مقدار کی لاعلمی سے عقد کے عدمِ صحت پر فقہاء کا اجماع ہے خواہ وہ لاعلمی مبیع کی مقدار میں ہو یا قیمت کی مقدار میں، کیونکہ مقدار کی لاعلمی نزاع کا سبب بنتی ہے جو مبیع کے سپرد کرنے اور وصول کرنے میں رکاوٹ ہے،[1] معیار کی شق (۵/۱/۲/۵) اور (۲/۵) میں ذکر کردہ شرائط کے پائے جانے کی صورت میں عقد صحیح ہوتا ہے، وہ اِس لیے کہ یہ شرائط عقد میں پائے جانے والے غرر کو معاف کر دیتی ہیں۔
- عقد کی مدت میں لاعلمی اُسے فاسد کر دیتی ہے کیونکہ وہ نزاع کا سبب ہے، حبل الحبلہ [حمل کے حمل کی بیع] کی بیع کی ممانعت آئی ہے۔ یہ وہ بیع ہے جس میں بیچی گئی چیز کی قیمت کی ادائیگی اونٹنی کے بچے یا اس کے بچہ کے بچے پیدا کرنے سے مشروط کر دی گئی ہو۔ جائز ادھار کی وصف قرآن کریم میں یوں بیان کی گئی کہ اس کی مدت مقرر ہو: ﴿ يَآ اَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا اِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ اِلَى اَجَلٍ مُسَمًّى فَاكْتُبُوهُ ﴾[2] (اے ایمان والو جب تم مقررہ مدت کے لیے آپس میں ادھار کا لین دین کرو تو اسے لکھ لیا کرو)۔
- جس عقد میں معقود علیہ سپرد کرنے کی قدرت نہ ہو وہ غررِ کثیر کی وجہ سے فاسد ہے کیونکہ عقود کا مقصد (عقدِ بیع کا یہ تقاضہ) ہے کہ اس کے موضوع کا حصول فروخت کنندہ اور خریدار دونوں کے لیے برابر ہو، اگر بیچنے والے نے قیمت وصول کر لی اور مبیع تک خریدار کی رسائی نہ ہوئی تو یہ بیع کے تقاضے اور عقد کے مقصد کے خلاف ہے۔
- جس چیز کا انسان خود مالک نہیں ہے اس کے بیچنے سے عقد فاسد ہو جاتا ہے، وہ اِس لیے کہ حدیث شریف میں ہے "آپ ﷺ نے اُس چیز کی بیع سے منع فرمایا جو اس کے پاس نہیں ہے"۔[3] اور جو چیز انسان دوسرے کو سپرد کرنے کی قدرت نہیں رکھتا وہ عقد غررِ کثیر کی وجہ سے فاسد ہے، اسی طرح جس

---

(۱) حاشیہ ابن عابدین ۲۸/۴؛ بدائع الصنائع ۱۵۸/۵۔

(۲) سورۃ البقرۃ: ۲۸۲۔

(۳) امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سنن میں روایت کیا ہے: ۱۵۹/۱۔

چیز کا فروخت کنندہ نے ابھی تک خود حقیقی یا حکمی طور پر قبضہ نہیں کیا وہ بھی غررِ کثیر کی وجہ سے فاسد ہے کیونکہ حدیث میں ہے "جس چیز پر اُس نے خود ابھی تک قبضہ نہیں کیا اُس کا بیچنا منع ہے"۔[1] نیز اس حوالے سے ایک فقہی قاعدہ بھی ہے کہ "ہر اس چیز کو بیچنا جائز نہیں ہے جو معدوم ہے یا معلوم نہیں کہ مستقبل میں اُس کا وجود پایا جائے گا یا نہیں"۔ لہٰذا بہت سے فقہاء نے تصریح کی ہے کہ بیعِ غرر کی جملہ اقسام میں سے ایک بیعِ معدوم بھی ہے۔[2]

- معیار میں جو غائب چیز کی بیع کی تفصیل گزری کہ اس میں سے وہ صورت بیع غرر میں داخل ہے جس کی اس طرح سے مکمل وصف بیان نہ کی گئی ہو جس سے اُس کی معرفت حاصل ہو، اس کی وجہ یہ ہے کہ عدمِ رویت سودے کی تکمیل میں رکاوٹ ہے، احناف نے خریدار کو خیارِ رویت کا حق دیا ہے تاکہ غرر کے اثرات سے بچا جاسکے۔
- عقدِ رہن میں اس لیے غرر موثر نہیں کہ وہ خود مقصود نہیں ہوتا بلکہ وہ ایک ضمنی عقد ہے جو توثیق کے لیے انجام دیا جاتا ہے۔
- عقدِ کفالہ میں غرر کے موثر نہ ہونے کی وہی وجہ ہے جو اوپر عقدِ رہن میں مذکور ہوئی، نیز اس کا شمار احسان والے عقود میں ہوتا ہے۔
- وکالہ میں غرر کے جواز کی وجہ یہ ہے کہ وہ ایک ضمنی عقد ہے جس کا مقصد دوسرے کو تصرفات سپرد کرنا ہوتا ہے، لیکن اگر یہ اجرت کی بناء پر قائم ہوا تو پھر یہ عوض والے عقد میں تبدیل ہو گا اور اس میں غرر اثرانداز ہو گا۔
- اگر کسی عقد میں ایسی شرط پائی جائے جو غرر پر مشتمل ہو تو وہ عقد فاسد ہے، اس کی وجہ وہی ہے جو اوپر عقود میں گزری، کیونکہ شرط عقد کا جزء ہوتا ہے۔

---

(۱) امام مسلم رحمہ اللہ نے صحیح مسلم میں حدیث نمبر ۱۵۲۹ میں اس حدیث کو ان الفاظ سے روایت کیا ہے: « إِذَا ابْتَعْتَ طَعَامًا فَلَا تَبِعْهُ حَتَّى تَسْتَوْفِيَهُ» کہ "جب تم نے غلہ خریدا تو تب تک اسے مت بیچو جب تک وہ آپ کے قبضہ میں نہ آجائے"۔

(۲) نیل الاوطار: ۵/۲۴۴، بحر الزخار: ۳/۳۸۱، مجموع شرح المہذب: ۹/۲۵۸، مہذب للشیرازی: ۱/۲۶۲۔

ضمیمہ (ج)

فرہنگ

غرور اور تغریر

غرر اور غرور یا تغریر میں فرق یہ ہے کہ غرور قول، فعل یا دوسرے کے طرز عمل میں ہوتا ہے جس سے وہ دوسرے کو دھوکہ دیتا ہے جبکہ غرر میں کسی قسم کا دھوکہ نہیں ہوتا۔

لاعلمی [جہل]

غرر اور لاعلمی میں فرق یہ ہے کہ ثانی الذکر کی صفات انسان سے اوجھل ہوتی ہیں جبکہ اس کے حصول کا علم ہوتا ہے، تو غرر لاعلمی سے عام ہے۔ ہر مجہول چیز میں غرر ہوتا ہے جبکہ یہ ضروری نہیں کہ ہر غرر والی چیز میں لاعلمی ہو۔

قمار، شرط لگانا اور غرر

غرر، قمار اور شرط لگانے سے شکوک و شبہات اور نتیجے کے غیر یقینی ہونے میں مشابہت رکھتا ہے لیکن اُن دونوں میں ایک فریق دوسرے کا مال لے لیتا ہے، نیز قمار لفظِ غرر سے خاص ہے کہ ہر قمار بلا شبہ غرر ہے جبکہ ہر غرر قمار نہیں۔

مضاف کی تعریف

اضافت کا مطلب ہے عقد کے اثر کو مستقبل میں مقررہ مدت تک موخر کرنا۔ غرر میں جو شک پایا جاتا ہے وہ اس میں نہیں ہوتا۔

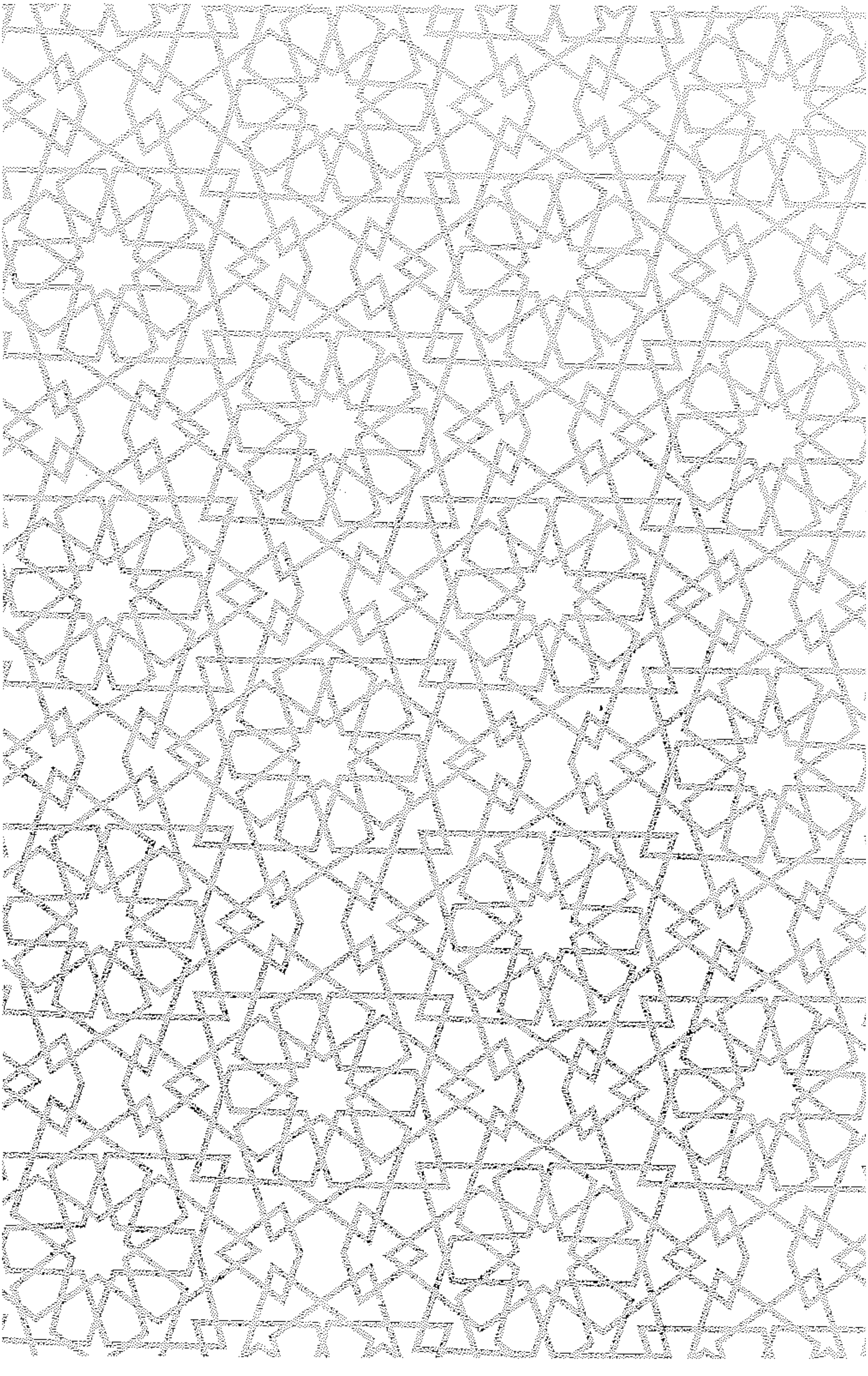

ثالثی

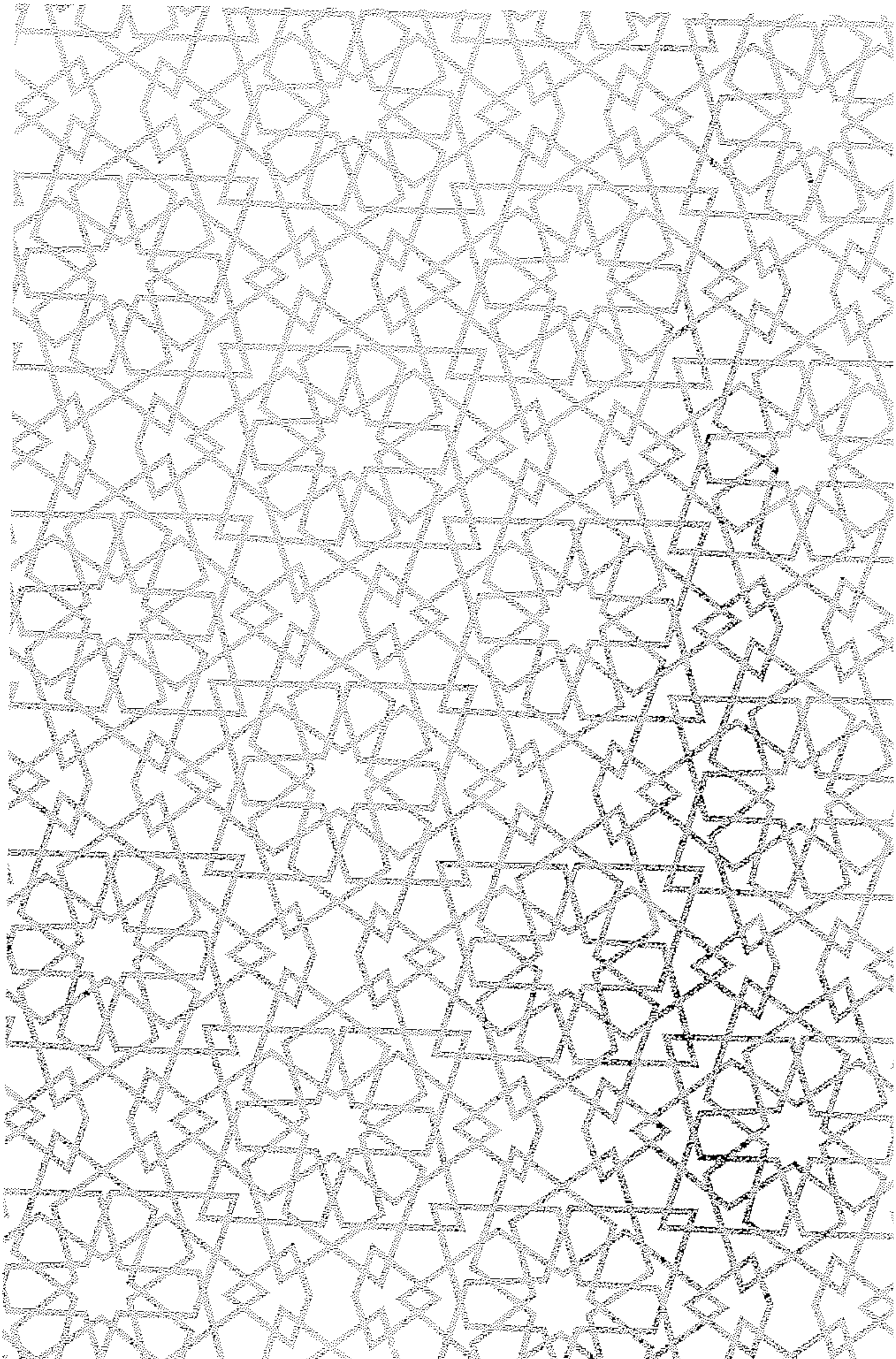

فہرست

دیباچہ ۸۱۸

معیار کا متن ۸۱۹

۱- معیار کا دائرۂ کار ۸۱۹

۲- ثالثی کی تعریف ۸۱۹

۳- ثالثی کی طرف رجوع کرنے کی صورتیں اور اس کے دونوں فریق ۸۱۹

۴- ثالثی کا جواز ۸۲۰

۵- ثالثی کی شرعی حیثیت ۸۲۰

۶- ثالثی کے عقد کے ارکان ۸۲۰

۷- ثالثی کا دائرۂ کار (جن امور میں شرعاً ثالثی جائز ہے) ۸۲۱

۸- ثالث کی صفات اور اُس کی تقرری ۸۲۱

۹- ثالثی کی دستاویز ۸۲۲

۱۰- فیصلے کے طریقے، کارروائی اور ثالثی کے دعوی کا ثبوت ۸۲۴

۱۱- ثالثی کا فیصلہ جاری کرنا ۸۲۵

۱۲- ثالثی کا فیصلہ پہنچانا اور اُسے نافذ کرنا ۸۲۷

۱۳- فیصلہ کا نفاذ یا تنسیخ ۸۲۸

۱۴- ثالثی کے اخراجات اور ثالث کی اجرت ۸۲۸

۱۵- معیار کے اجرا کی تاریخ ۸۲۹

معیار کی منظوری ۸۳۰

ضمیمہ جات

ضمیمہ (الف) معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد ۸۳۱

ضمیمہ (ب) شرعی احکام کی بنیادیں ۸۳۳

ضمیمہ (ج) فرہنگ ۸۳۴

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على أشرف المرسلين، سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه أجمعين.

دیباچہ

اس معیار کا مقصد ثالثی کی تعریف، اس کی شرائط، دائرۂ کار، ثالثوں کی صفات، ثالثی کی دستاویز، ثالثی کے فیصلے، ثالثی کے طریقے، اُس کا نفاذ اور اسلامی مالیاتی اداروں (ادارہ/ادارے)[1] میں اُس کی تطبیق کا بیان کرنا ہے۔

والله الموفّق...

(۱) "ادارہ/ادارے" کی اصطلاح یہاں اختصار کی غرض سے اسلامی مالیاتی اداروں کے لیے استعمال کی گئی ہے جن میں اسلامی بینک بھی شامل ہیں۔

معیار کا متن

۱- معیار کا دائرۂ کار

یہ معیار مالی معاملات، اور ان کی سرگرمیوں اور تعلقات کے حوالہ سے ثالثی کے بارے میں ہے جو اداروں کے مابین یا اداروں اور ان کے گاہکوں کے مابین، یا اداروں اور ان کے ملازمین کے مابین، یا دیگر فریقوں کے مابین ہوتے ہیں، یہ فریق چاہے ادارہ کے مُلک میں ہوں یا کسی دوسرے مُلک میں۔

۲-ثالثی کی تعریف

۱/۲ ثالثی: دو یا اُس سے زیادہ لوگوں کا کسی شخص کو یہ اختیار سپرد کرنے پر اتفاق کرنا کہ وہ اُن کے درمیان پائے جانے والے نِزاع میں فیصلہ کرے جسے دونوں فریقوں پر تسلیم کرنا لازم ہو۔

۲/۲ اس معیار میں ثالثی سے مراد تحکیمِ اسلامی ہے جس میں شریعت اسلامیہ کے اصول واحکام کی پابندی کی جاتی ہے۔

۳-ثالثی کی طرف رجوع کرنے کی صورتیں اور اس کے دونوں فریق

۱/۳ ثالثی کی طرف رجوع یا تو نزاع پیش آنے کے وقت دونوں فریقوں کے اتفاق سے کیا جائے گا یا دونوں فریقوں کے سابقہ اتفاق کی وجہ سے ثالثی کی طرف رجوع کیا جاتا ہے کہ دونوں فریق باہمی رضامندی سے یہ طے کر چکے ہوتے ہیں کہ کسی نزاع کی صورت میں عدالت کی بجائے ثالثی کی طرف رجوع کیا جائے گا۔ اور کبھی قانونی طور پر ان کے لیے ثالثی سے رجوع کرنے پر اتفاق ضروری ہو جاتا ہے۔

۲/۳ شرعی ثالثی کی طرف رجوع کی شرط ان معاہدوں میں عائد کرنا ضروری ہے جہاں قوانین کی طرف رجوع کرنے کو اس شرط کے ساتھ مقیّد نہ کیا جا سکے کہ وہ قوانین اسلامی شریعت سے متصادم ہوں۔

۳/۳ ثالثی کے دو یا دو سے زیادہ ایسے فریق ہوسکتے ہیں جن کے مابین تنازع ہو اور وہ ثالثی کے طلبگار ہوں۔

۴- ثالثی کا جواز

ثالثی ایک جائز عمل ہے خواہ دو حقیقی شخصوں کے مابین ہو یا قانونی اشخاص کے، یا قانونی اور شخصِ حقیقی کے مابین۔

۵- ثالثی کی شرعی حیثیت

۱/۵ مندرجہ ذیل حالات میں ثالثی ضروری ہے:

(الف) جب عقد کے متن میں ثالثی کی شرط رکھ دی گئی ہو۔

(ب) نِزاع واقع ہونے کے بعد دونوں فریقوں نے ثالثی پر اتفاق کیا ہو اور اپنے اس اتفاق سے رجوع نہ کرنے کا عہد کیا ہو۔

۲/۵ ثالث پر اجرت کے بغیر ثالثی کا کردار ادا کرنا لازم نہ ہوگا۔ ایسی صورت میں وہ ثالثی قبول کرنے کے بعد جب چاہے اس ذمہ داری سے دست بردار ہوسکتا ہے۔ ہاں اگر ثالثی کی اجرت جب مقرر کردی گئی ہو تو ثالث پر فیصلہ کرنا لازم ہوگا۔ چنانچہ اگر وہ اس ذمہ داری سے دست بردار ہوگیا اور اس کے نتیجہ میں کوئی عملی نقصان ہوجائے تو اس نقصان کی ذمہ داری اسی پر عائد ہوگی۔ (دیکھیے شرعی معیار نمبر (۳۴) "افراد کو اجرت پر رکھنا"۔

۶- ثالثی کے عقد کے ارکان

۱/۶ ثالثی کی بنیاد وہ الفاظ [ایجاب وقبول] ہیں جن کا ثالثی کے طلب گاروں اور ثالث کے مابین طے پائی ہو۔

۲/۶ ثالثی کے صحیح ہونے کے لیے مندرجہ ذیل شرائط ہیں:

۱/۲/۶ دو یا اُس سے زیادہ لوگوں کے درمیان کسی جائز حق پر نزاع کا پایا جانا۔

۶/۲/۲ جن دو شخصوں کے مابین نزاع واقع ہو اُن کا ثالثی پر اتفاق کرنا اور ثالث کا فیصلہ قبول کرنے پر اتفاق کرنا۔

۶/۲/۳ ثالث کا ثالثی کی ذمہ داری قبول کرنا۔

۷- ثالثی کا دائرۂ کار [جن امور میں شرعاً ثالثی جائز ہے]

۷/۱ ہر اُس حق میں ثالثی جائز ہے جسے دونوں فریقوں میں سے ہر ایک ترک کرنے کا اختیار رکھتا ہو۔

۷/۲ درج ذیل امور میں ثالثی جائز نہیں ہے:

۷/۲/۱ ہر وہ کام جو اللہ تعالیٰ کا حق ہو، مثلاً حدود۔

۷/۲/۲ ہر وہ کام جس میں ثالث کے فیصلے سے متنازِع فریقوں کے علاوہ کسی اور کے لیے کوئی حق ثابت ہو یا کسی حق کی نفی ہو۔

۷/۳ اگر ثالث نے کسی ایسے نزاع میں فیصلہ کیا جس میں ثالثی جائز نہ تھی تو اُس کا وہ فیصلہ باطل ہے، نافذ نہیں ہوگا۔

۸- ثالث کی صفات اور اُس کی تقرری

۸/۱ ثالث میں ثالثی کے فرائض ادا کرنے کی مکمل اہلیت پایا جانا شرط ہے۔

۸/۲ اصل یہ ہے کہ ثالث مسلمان ہو۔ لیکن اگر کبھی غیر مسلم کو ثالث بنانے کی ضرورت پیش آئے تو جائز مقصد کے حصول کے لیے ایسا کرنا جائز ہے، مگر اس کے لیے شق (۱۱/۱) کی رعایت کرنا ضروری ہے۔

۸/۳ کسی ایک شخص یا اُس سے زیادہ کو بھی ثالث بنایا جا سکتا ہے، لیکن ایسی صورت میں بہتر ہے کہ ثالث کی تعداد طاق [عدد میں] ہو۔ بصورت دیگر نزاع کے متعلقہ فریقوں پر لازم ہے کہ ثالثی کی مجلس کے کسی ایک فرد کو سربراہ بنا دیں تاکہ آراء کے مساوی ہونے کی صورت میں اُس کی رائے کو ترجیح ہو۔

۴/۸ نزاع کے دونوں فریق اپنا ایک ایک ثالث مقرر کرسکتے ہیں اور یہ ثالث کسی تیسرے شخص کو حتمی ثالث مقرر کرسکتے ہیں جب کہ نزاع کے دونوں فریق اس کی اجازت دیں۔

۵/۸ اگر دونوں فریقوں میں سے کوئی فریق عقدِ ثالثی کے مطابق اپنا کوئی ثالث مقرر نہیں کرتا ہے تو دوسرے فریق کو یہ حق حاصل ہوگا کہ وہ فریقِ اول کی طرف سے ثالث مقرر کیے جانے کے لیے عدالت سے رجوع کرے جبکہ ثالثی کی شرائط میں ثالث مقرر کرنے کا کوئی طریقہ مذکور نہ ہو۔

۶/۸ ثالث کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اس فریق کی رضامندی کے بغیر کسی اور کو اپنا نائب مقرر کرے جس نے ثالث مقرر کیا، کیونکہ اس میں رضامندی ثالث کی شخصیت کے ساتھ وابستہ ہے۔ البتہ اگر ثالثی کا عمل کسی ادارے یا کمیٹی کے سپرد ہو اور اس کے اراکین کی تقرری وضع کردہ شرائط کے تحت عمل میں لائی گئی ہو تو پھر اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔

۷/۸ وکیل یا مُضارب کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ مُوَکّل یا ربُّ المال کی اجازت کے بغیر کسی کو ثالث بنائے۔ ہاں اگر مضاربہ کی شرائط میں ثالثی کے طریقۂ کار کی وضاحت موجود ہے تو پھر یہ جائز ہے جیساکہ سرمایہ کاری اکاؤنٹ کی شرائط میں ہوتا ہے۔ ایسے ادارے جن کی قانونی شخصیت ہو اُن کی جانب سے ثالثی کا کردار وہ شخص ادا کرسکتا ہے جسے باضابطہ طور پر نمائندہ بنایا گیا ہو۔

۹- ثالثی کی دستاویز

۱/۹ متنازع فریقوں کا ثالثی پر اتفاق اور ثالث کے ثالثی کی ذمہ داری قبول کرنے پر رضامندی سے ثالثی کی دستاویز وجود میں آتی ہے، جو عقدِ تحکیم یا اتفاقِ تحکیم کہلاتا ہے۔

۲/۹ ثالثی کی دستاویز متنازع فریقوں و ثالث کے ناموں، اجمالی طور پر ثالثی کے موضوع اور اس کی مدتِ مقررہ پر مشتمل ہونی چاہیے۔ اور اگر اُس میں ثالث کے اخراجات اور مالی معاوضہ وغیرہ کے تعیّن کی ضرورت ہو تو اُس کا بھی ذکر ہونا ضروری ہے۔

۳/۹ ثالثی کی شرط یہ ہے کہ عقد یا معاہدہ کے فریقوں کا آپس میں پائے جانے والے نزاع کو ثالثی کے عمل کا پابند بنانا۔ جب کسی معاہدہ یا عقد میں ثالثی کی شرط رکھ دی گئی ہو تو بوقتِ نزاع [ثالثی کے سلسلہ میں] کسی نئے اتفاق کے بجائے عقد یا معاہدہ کے دونوں فریقوں کا عقد میں اس بات پر متفق ہونا کہ وہ اپنے نزاع کو ثالثی ہی کے ذریعہ حل کریں گے، ثالثی کے لیے کافی ہے۔

۴/۹ ثالث پر شریعتِ اسلامیہ کے احکام کی پابندی کرنا ضروری ہے، اگر ثالث کو کسی خاص قانون کے مطابق فیصلہ کرنے کا پابند بنا دیا گیا تب بھی اس پر لازم ہوگا کہ وہ شرعی احکام کے خلاف فیصلہ نہ دے۔

۵/۹ ثالثی کے فریق ثالثی کے عمل کو کسی بھی ایسی جائز شرط سے مقید کر سکتے ہیں جس سے صحیح طور پر اُن کا مقصد پورا ہو سکے۔ مثلاً اتنے وقت میں فیصلے کا جاری ہونا، یا فلاں مذہب یا فلاں قانون کے مطابق فیصلہ ہونا جبکہ وہ قانون شریعت اسلامیہ کے مخالف نہ ہو، یا ماہرین سے مشاورت کرنا خواہ دستاویز میں اُن کے نام ذکر کر دیے جائیں یا مخصوص صفات درج ہوں۔ تاہم ثالث ماہرین کی رائے کا پابند نہیں ہوگا۔

۶/۹ ثالثی کے لیے مقرر کی گئی مدت اگر ختم ہو جائے اور اس عرصہ میں فیصلہ نہ ہو پائے تو ثالث معزول سمجھا جائے گا تاوقتیکہ دونوں فریق مدت بڑھانے پر متفق ہو جائیں۔ اور ثالثی کی مدت کا آغاز ثالثی کی دستاویز پر تمام فریقوں کے دستخط سے ہوگا اور اختتام اس وقت سے شمار کیا جائے گا جب ثالثی کے فیصلہ پر سب کے دستخط ہو جائیں۔

۷/۹ ثالثی کا عقد زبانی بھی ہو سکتا ہے، البتہ اداروں میں مناسب یہ ہے کہ ثالثی کی تحریری دستاویز پر اعتماد کیا جائے۔

۸/۹ ثالثی کی دستاویز میں یہ شرط نہیں ہے کہ دونوں فریقوں کے ثالثی پر اتفاق کرنے پر گواہ بنائے جائیں لیکن گواہ بنانا بہتر ہے۔

۱۰- فیصلے کے طریقے، کارروائی اور ثالثی کے دعوی کا ثبوت

۱/۱۰ ثالث کو حق حاصل ہے کہ وہ ثالثی کے لیے قضا کے تمام معتبر طریقے اختیار کرے، مثلاً اقرار، گواہی، حلف لینا، قسم نہ اٹھانے کی بنا پر فیصلہ کرنا۔ تاہم اسے اپنی ذاتی معلومات کی بناء پر فیصلہ کرنے کا حق نہیں ہے، اگر ثالث کسی کی گواہی قبول کرنے سے منع کرتا ہے تو اُس کا مطلب یہ نہیں کہ اب اس گواہ کی گواہی ثالثی یا قضا کے کسی اور معاملہ میں بھی قبول نہیں کی جائے گی۔ البتہ اگر قضا میں کسی کی گواہی رد کی گئی تو اس صورت میں وہ اسے یہاں بھی قبول کرنے سے منع کر سکتا ہے۔

۲/۱۰ ثالث وثائق، دستاویزات اور ہر وہ چیز طلب کرنے کا حق رکھتا ہے جو نزاع کے متعلق ہو، یا یہ بھی کر سکتا ہے کہ دونوں فریقوں کو مطلع کرنے کے بعد اصل مستندات سے موازنہ کے بعد ان کی نقول کا مطالبہ کرے، اسی طرح دونوں فریق یا گواہوں سے زبانی یا تحریری طور پر اپنے اپنے بیانات پیش کرنے کا مطالبہ کر سکتا ہے اور بوقتِ ضرورت اس معاملہ میں ماہرین سے رجوع کرنے کا حق رکھتا ہے۔

۳/۱۰ ثالث سے اس بات کا تقاضا نہیں کیا جا سکتا کہ وہ ثالثی کے لیے عدالتی طریقۂ کار ہی کو اپنائے اور نہ ہی ثالث کے لیے قوانین کا پابند رہنا ضروری ہے سوائے اس کے کہ وہ نظامِ عام سے تعلق رکھتے ہوں۔

۴/۱۰ ثبوتِ دعویٰ کے لیے قوانین میں مذکور طریقِ کار کی پابندی ثالث پر لازم نہیں بلکہ وہ کسی بھی دلیل یا مدد حاصل کر سکتا ہے بشرطیکہ وہ دلیل شریعت اسلامیہ کے منافی نہ ہو۔

۵/۱۰ ثالثی کا فیصلہ ثالثوں کے اجماع یا اکثریت کی بناء پر صادر ہونا چاہیے، دونوں اطراف کے ووٹ برابر ہونے کی صورت میں اس جانب کو ترجیح ہوگی جس طرف اُن کا سربراہ ہوگا۔ ہاں اگر ثالثی کی دستاویز یا ثالثی کا کام انجام دینے والے ادارہ کے اصول و ضوابط میں ترجیح کا طریقۂ کار اس سے مختلف طے کیا گیا ہو تو پھر اس کی پابندی کرنا ضروری ہوگا۔

۱۱- ثالثی کا فیصلہ جاری کرنا

۱/۱۱ ثالثی کے فیصلے کے صحیح ہونے کی شرط یہ ہے کہ وہ شریعت اسلامیہ کے اصول اور احکام کے مطابق ہو۔

۲/۱۱ حتمی فیصلے کے لیے ضروری ہے کہ وہ نزاع کے تمام نکات پر مشتمل ہو جس سے تمام متعلقہ افراد کے حقوق عادلانہ بنیادوں پر متعین ہو جائیں۔ اگر فیصلے میں نزاع کے صرف بعض نکات کے حل پر توجہ مرکوز رہتی ہے تو ایسا فیصلہ ناقص متصور ہوگا کہ جس نے دونوں فریقوں کو عدالتی چارہ جوئی سے بے نیاز نہیں کیا۔ ایسی صورت میں وہ ثالث سے فیصلہ کی تکمیل کا باہمی طور پر مطالبہ کر سکتے ہیں کہ وہ ایک اضافی فیصلہ صادر کرے جس میں ان نکات کا تفصیلی حل بیان کیا گیا ہو جو اصل فیصلہ میں رہ گئے تھے۔

۳/۱۱ ثالث کو نزاع کے موضوع سے تجاوز کرنا جائز نہیں۔ ایسے امور جو اس کے دائرہ کار سے باہر ہیں اگر مذکور ہوں تو لائق اعتبار نہ ہوں گے۔ ہاں اگر دونوں فریق اپنی رضامندی سے انہیں موضوع میں شامل کرنا چاہیں تو وہ ایسا کر سکتے ہیں۔

۴/۱۱ ثالث اپنی صوابدید یا دونوں فریقوں کے مطالبہ کی بنا پر اگر اپنے فیصلے کی تفسیر و تشریح کرنا چاہے تو اس کے لیے ایسا کرنا جائز ہے۔ اسی طرح ثالث فیصلے میں واقع ہونے والی طباعت اور مضمون کی غلطیوں کو درست کرنے کا بھی حق رکھتا ہے۔

۵/۱۱ ثالث کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنے فیصلے کو مختلف حصوں میں تقسیم کر کے جاری کرے جن میں کچھ تمہیدی اور کچھ جزوی فیصلے ہوں، یا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جرمانے یا مالی عوض کی مقدار کے تعیّن کے بغیر کسی ایک فریق کو ذمہ دار ٹھہرایا جائے۔

۶/۱۱ بہتر یہ ہے کہ اپنے فیصلے کی شرعی اور قانونی دلیل بھی پیش کی جائے، لیکن ایسا کرنا شرط نہیں ہے، ہاں اگر قانون اسے اس چیز کا پابند بناتا ہو تو پھر ضروری ہے۔

۷/۱۱ اگر متعدّد ثالث ہوں تو اصل یہ ہے کہ تمام یا اکثر ثالثوں کو مجلس میں بلا کر ان کی موجودگی میں فیصلہ جاری کیا جائے۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ فیصلہ کا اختیار رکھنے والا ثالث یا کمیٹی کا

سربراہ یا مجلس کا کوئی ایک رکن جسے فیصلہ تحریر کرنے کی ذمہ داری سونپی گئی ہو وہ فیصلہ تیار کر کے مجلس کے تمام افراد کو سرکلر کی شکل میں ارسال کرے اور پھر وہ فیصلہ جاری کیا جائے لیکن اس صورت میں سرکولیشن کے دوران مجلس کے تمام افراد کا اتفاق کرنا شرط ہے۔

۸/۱۱ اگر ثالث ایک سے زیادہ ہیں تو فیصلے پر تمام اراکین کے دستخط ہونا ضروری ہیں خواہ بعض کے اُس پر تحفظات ہی کیوں نہ ہوں، لیکن ساتھ ہی ساتھ اُن تحفظات یا اختلاف کو بھی درج کیا جائے، یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اکثریت اُس فیصلے پر دستخط کر دے اور بقیہ اراکین کے دستخط نہ کرنے کی وجہ ذکر کر دی جائے، بشرطیکہ فیصلہ اجلاس کی روئداد کے ذریعہ تمام ثالثوں کے علم میں لا کر جاری کیا جائے۔

۹/۱۱ ثالثی کا فیصلہ درج ذیل امور پر مشتمل ہونا چاہیے: فیصلے کا متن، نِزاع سے تمام متعلقہ افراد کے نام، اُن کی شناخت، اُن کے پتے، ثالثی کی دستاویز اور اُس کی تاریخ کا حوالہ، نِزاع کے موضوع کا خلاصہ، نِزاع کے دونوں فریقوں کے دعوی اور اُن کے دلائل کا خلاصہ، گواہوں اور ماہرین کے نام اگر اُن سے مدد لی گئی ہو۔ اگر ثالث متعدد افراد پر مشتمل ہوں تو اُن سب کے نام، فیصلہ جاری کرنے کی جگہ اور تاریخ، ثالثوں کے دستخط، نِزاع کے تمام متعلقہ افراد کے دستخط اگر ممکن ہو، فیصلہ جاری کرنے کی وجوہات۔ اگر ثالثی کی دستاویز میں اس طرح کی تفصیل درج نہ کرنے یا قانون میں اس طرح کے امور کی وضاحت کی شرط نہ ہو تو پھر ذکر نہ کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

۱۰/۱۱ ضروری نہیں کہ ثالثی کا فیصلہ نزاع سے متعلقہ افراد کے سامنے جاری کیا جائے اگرچہ بہتر یہ ہے کہ ان کی موجودگی میں فیصلہ جاری ہو تاکہ انہیں فیصلہ پہنچانے کی کارروائی کو مختصر کیا جا سکے۔

۱۱/۱۱ بہتر یہ ہے کہ ثالثی کے فیصلہ کے آخر میں ایک ضمیمہ لگایا جائے جس میں عدالتی اور سرکاری مشینری سے یہ تقاضا اور سفارش کی جائے کہ وہ اس فیصلے کو ہر ممکنہ طریقے سے نافذ کریں۔

۱۲/۱۱ نِزاع سے متعلقہ افراد کا فیصلے سے متفق ہونا ضروری نہیں ہے، وہ فیصلہ اُن تمام افراد پر خود

بخود لازمی طور پر نافذ ہوگا سوائے اس کے کہ شریعتِ اسلامیہ یا نظامِ عام کے مخالف ہونے کی وجہ سے اُس کو منسوخ کیا جائے۔

۱۳/۱۱ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ثالثی کا فیصلہ شریعت اسلامیہ کے اصول وضوابط کی روشنی میں اُن کے درمیان صلح یا باہمی اتفاقی صلح پر مشتمل ہو۔

۱۲- ثالثی کا فیصلہ پہنچانا اور اُسے نافذ کرنا

۱/۱۲ نزاع کے دونوں فریقوں تک ثالثی کا فیصلہ مروجہ ذرائع سے پہنچایا جانا چاہیے لیکن اگر ثالثی کی دستاویز یا قانون کسی خاص ذریعے سے فیصلہ پہنچانے کا تقاضا کرتا ہے تو پھر اس طریقے کو اختیار کیا جانا چاہیے اور فیصلہ دستخط کرنے کے بعد پہنچایا جائے۔

۲/۱۲ فیصلہ نافذ کرنے کی یہ شرط نہیں ہے کہ نزاع کے متعلقہ افراد کو فیصلہ پہنچاتے وقت کسی کو اُس پر گواہ بنایا جائے یا اُن کی رضامندی پر کسی کو گواہ بنایا جائے لیکن اگر کسی کو اُس پر گواہ بنا لیا جائے تو بہتر ہے تاکہ تنازع سے بچا جاسکے۔

۳/۱۲ فیصلہ نافذ کرنے کے لیے یہ شرط نہیں کہ اسے سرکاری طور پر رجسٹرڈ کرایا جائے یا اسے متعلقہ عدالت میں جمع کرایا جائے۔ لیکن اگر قانونی طور پر نافذ کرنے کے لیے اس کی رجسٹریشن کرانا یا عدالت میں پیش کرنا ضروری ہو تو اس کے لیے مطلوب وقت کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے ایسا کر لیا جائے۔

۴/۱۲ اگر ثالثی کا فیصلہ مختلف زبانوں میں تحریر کیا گیا ہو تو کسی ایک زبان کا تعیّن کرنا ضروری ہے کہ بوقتِ اختلاف اسی کی طرف رجوع کیا جائے گا۔

۵/۱۲ نزاع کے تمام متعلقہ افراد کو فیصلے کی دستخط شدہ ایک ایک کاپی سپرد کی جائے۔ اسی طرح اگر ثالث ایک سے زیادہ ہوں تو ان تمام کے پاس بھی ایک ایک مصدقہ کاپی کا ہونا ضروری ہے۔

۱۳- فیصلہ کا نفاذ یا تنسیخ

۱۳/۱ اصل یہ ہے کہ دونوں متنازِع فریق خود رضا کارانہ طور پر فیصلہ نافذ کریں، اگر ان میں سے کوئی ایک فریق فیصلہ نافذ کرنے سے انکار کرتا ہے تو دوسرے کو عدالت کی طرف رجوع کرنے کا حق حاصل ہے کہ وہ اسے نافذ کرائے، لہٰذا اگر فیصلہ کا نفاذ ممکن نہ ہو تو اس کے لیے ثالثوں سے رجوع نہیں کیا جائے گا۔

۱۳/۲ ثالثی کے فیصلہ کو تنفیذی صورت دینے کے لیے کسی ایسی عدالت سے رجوع کرنا بھی جائز ہے جو احکام اسلامی کی پابند نہ ہو۔

۱۳/۳ ثالث اپنے کیے گئے فیصلے سے تب تک رجوع نہیں کر سکتا جب تک وہ یہ صراحت نہ کردے کہ اس سے فیصلہ کرنے میں غلطی ہوئی ہے۔ ایسی صورت میں وہ چاہے تو فیصلہ کو غیر مؤثر کر سکتا ہے۔ یا اس میں عدل و انصاف کی بنیادوں پر ایسی ترامیم کر سکتا ہے جو شریعت کے تقاضوں کے مطابق ہوں۔

۱۴- ثالثی کے اخراجات اور ثالث کی اجرت

۱۴/۱ اگر ثالث رضا کار یا ثالثی کے لیے مخصوص کیا گیا عام ملازم نہیں ہے تو اسے یہ حق حاصل ہے کہ ثالثی کے معاوضہ یا اجرت وغیرہ کا مطالبہ کرے جس کی مقدار یا تناسب کا اعلان ثالثی کی بنیادی شرائط میں کر دیا جائے، اگر وہ ادارہ جاتی ثالثی ہو، یا ثالثی کی دستاویز میں اُس پر اتفاق کر لیا جائے۔

۱۴/۲ اگر اُس میں ثالث یا گواہوں یا ماہرین کی آمد و رفت یا طباعت وغیرہ کے اخراجات پائے جاتے ہوں یا ثالث کی اجرت کا معاملہ ہو تو اس کے لیے ضروری ہے کہ واضح طور پر صراحت کر دی جائے کہ فلاں فریق اسے برداشت کرنے کا پابند ہوگا، اور ساتھ ہی ساتھ یہ بھی واضح کر دیا جائے کہ جب کبھی نزاع کے متعلقہ فرد کو بلایا جائے گا اس کے نتیجہ میں پیش آنے والے اخراجات وہ خود برداشت کرے گا، اور مشترکہ اخراجات تمام متعلقہ افراد پر

تقسیم کیے جائیں گے، لیکن اگر ایسی صورت میں کسی فریق کی بدنیتی ثابت ہو جائے کہ وہ مشترکہ اخراجات کے ذریعہ دوسروں کو نقصان پہنچا رہا ہے تو پھر اس کے اخراجات اُسی پر ڈال دیے جائیں، یہ سب اُس صورت میں ہے جب تمام اخراجات اور ثالث کی اجرت کی ذمہ داری کسی ایک فریق یا جس کے خلاف فیصلہ صادر ہوا اُسے نہ سونپی گئی ہو۔

۱۵- معیار کے اجرا کی تاریخ

یہ معیار ۳۰ شعبان ۱۴۲۸ھ مطابق ۱۲ ستمبر ۲۰۰۷ء کو جاری ہوا۔

معیار کی منظوری

مجلسِ شرعی کا انیسواں اجلاس ۲۶ - ۳۰ شعبان ۱۴۲۸ھ مطابق ۸ - ۱۲ ستمبر ۲۰۰۷ء کو مکہ مکرمہ، سعودی عرب میں منعقد ہوا جس میں ثالثی کے معیار کی منظوری دی گئی۔

ضمیمہ (الف)

معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد

مجلسِ شرعی نے ۱۲ رجب ۱۴۲۷ھ مطابق ۶ اگست ۲۰۰۶ء ثالثی کے شرعی معیار کے اجرا کا فیصلہ کیا۔

شرعی معیارات کی پہلی اور دوسری کمیٹی کا اجلاس بروز جمعرات ۲۱ شعبان ۱۴۲۷ھ مطابق ۱۴ ستمبر ۲۰۰۶ء بحرین میں منعقد ہوا جس میں تیار کردہ تحقیقی جائزے پر بحث و مباحثہ کیا گیا اور پھر شرعی مشیر کو اُس بحث و مباحثہ اور ممبران کی آراء اور تبصرے کی روشنی میں ضروری ترامیم کرنے کی ہدایات جاری کی گئیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ثالثی کے معیار کے مسودہ پر بھی بحث و مباحثہ کیا گیا جو اسی اجلاس میں تیار تھا، پھر بحث و مباحثہ کی روشنی میں ضروری ترامیم کرنے کی ہدایات جاری کی گئیں۔

مجلسِ شرعی نے اپنے سترہویں اجلاس میں جو مکہ مکرمہ میں ۲۶ شوال - یکم ذیقعدہ ۱۴۲۷ھ مطابق ۱۸ - ۲۳ نومبر ۲۰۰۶ء منعقد ہوا۔ شرعی معیارات کی پہلی اور دوسری کمیٹی کے اجلاس میں پیش کی جانے والی مجوزہ ترامیم پر بحث و مباحثہ کیا اور پھر حسب ضرورت ترامیم بھی کیں۔

ایوفی نے بحرین میں ۱۸ صفر ۱۴۲۸ھ مطابق ۸ مارچ ۲۰۰۷ء جلسۂ سماعت کا انعقاد کیا جس میں تیس سے زیادہ مرکزی بنکوں، مالیاتی ادارے، اکاؤنٹنگ کے ادارے، ماہرینِ شریعت، یونیورسٹیوں کے اساتذہ، ان کے علاوہ اس شعبے سے متعلقہ لوگوں نے بھی شرکت کی، جو تحفظات جلسۂ سماعت میں سامنے آئے انہیں اہتمام سے سنا گیا۔ شرعی معیارات کی پہلی اور دوسری کمیٹی کے بعض اراکین نے اُن تحفظات کے جوابات دیے اور پھر اپنے تبصرے بھی پیش کیے۔

مجلسِ شرعی نے اپنے انیسویں اجلاس میں جو مکہ مکرمہ میں ۲۶ شعبان - یکم رمضان المبارک ۱۴۲۸ھ

مطابق ۸ - ۱۲ ستمبر ۲۰۰۷ء منعقد ہوا، جلسۂ سماعت میں شرکت کرنے والوں کی طرف سے پیش کردہ ترامیم کی تجاویز پر بحث و مباحثہ کیا اور انہوں نے جن ترامیم کو مناسب سمجھا انہیں شامل کر لیا، اور پھر اس معیار کو منظور کر لیا گیا۔

ضمیمہ (ب)

شرعی احکام کی بنیادیں

- ثالثی میں دونوں فریقوں کی جانب سے وکالت کا معنی پایا جاتا ہے، اگرچہ اِس میں ولایتِ خاصہ کا معنی بھی موجود ہے۔
- زبانی طور پر ثالثی کا عقد جائز ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ تحریری طور پر ہو خصوصاً جب ثالثی اداروں کے لیے ہو، کیونکہ عدالت تب تک اسے قابل اعتبار نہیں سمجھتی جب تک کہ وہ تحریری صورت میں نہ ہو اور اس پر ثالث اور نزاع کے دونوں فریقوں کے دستخط نہ ہوں۔
- ثالثوں کے لیے بنیادی طور پر یہ شرط ہے کہ اُن میں شرعی قضا کی شرائط پائی جائیں جن میں سے ایک غیر جانبداری بھی ہے۔ بعض شرطیں ایسی ہیں جنہیں بوقتِ ضرورت نظر انداز کیا جا سکتا ہے جیسے مسلمان ہونے کی شرط ہے، بشرطیکہ غیر مسلم ثالث کا فیصلہ شریعت کے مخالف نہ ہو۔

ضمیمہ (ج)

فرہنگ

صلح

ثالثوں کا نِزاع کے دونوں فریقوں میں سے کسی ایک سے اس کے حق سے دستبردار ہونے کا مطالبہ کرنا جب اُن کی رائے میں دوسرا اُس کا حقدار ہو۔ دونوں فریقوں میں سے کوئی ایک اگر کسی کا وکیل ہو تو وہ اس سے دستبردار ہونے کا حق نہیں رکھتا جب تک اسے مالک کی طرف سے دستبردار ہونے کی خصوصی اجازت نہ ہو۔ بہتر یہ ہے کہ ثالثی کی دستاویز میں یہ صراحت کردی جائے کہ ثالثوں کو صلح کے فیصلے کا حق حاصل ہے۔

باہمی اتفاقی صلح

نزاع کے متعلقہ افراد کا [ثالثی کے عمل سے ہٹ کر] تنازع ختم کرنے پر اس طرح سے اتفاق کرنا جو ان سب کے لیے قابل قبول ہو اور پھر ثالثوں سے اسی کے مطابق فیصلہ جاری کرنے کا مطالبہ کرنا درست ہے اگر ان کا یہ اتفاق شریعت اور عام نظام کے خلاف نہ ہو تو ثالثوں کو اسے قبول کرنا چاہیے۔

ثالثی کی دستاویز

یہ ایسی دستاویز ہے جس پر بوقتِ اختلاف دونوں فریق نزاع ثالثی کے لیے دستخط کرتے ہیں۔

ثالثی پر اتفاق کرنا

یہ ایک پیشگی شرط یا عقد ہے جس میں نزاع کو ثالثی کی طرف لے جانے پر اتفاق کیا جاتا ہے۔

مضمون اور طباعت کی غلطیاں

ناموں اور نمبروں کی ایسی غلطیاں جن کی تصحیح کی ضرورت پر قرینہ یا دستاویزات دلالت کریں۔

ادارہ جاتی ثالثی

کسی ایسے ادارے کو ثالثی کے منتخب کرنا جس کے پاس اہل افراد موجود ہوں تاکہ وہ اُن کے مابین واقع ہونے والے نزاع میں فیصلہ کر سکے، ایسی صورت میں شخصِ معیّن کو ثالث بنانے کی شرط نہیں ہوتی۔

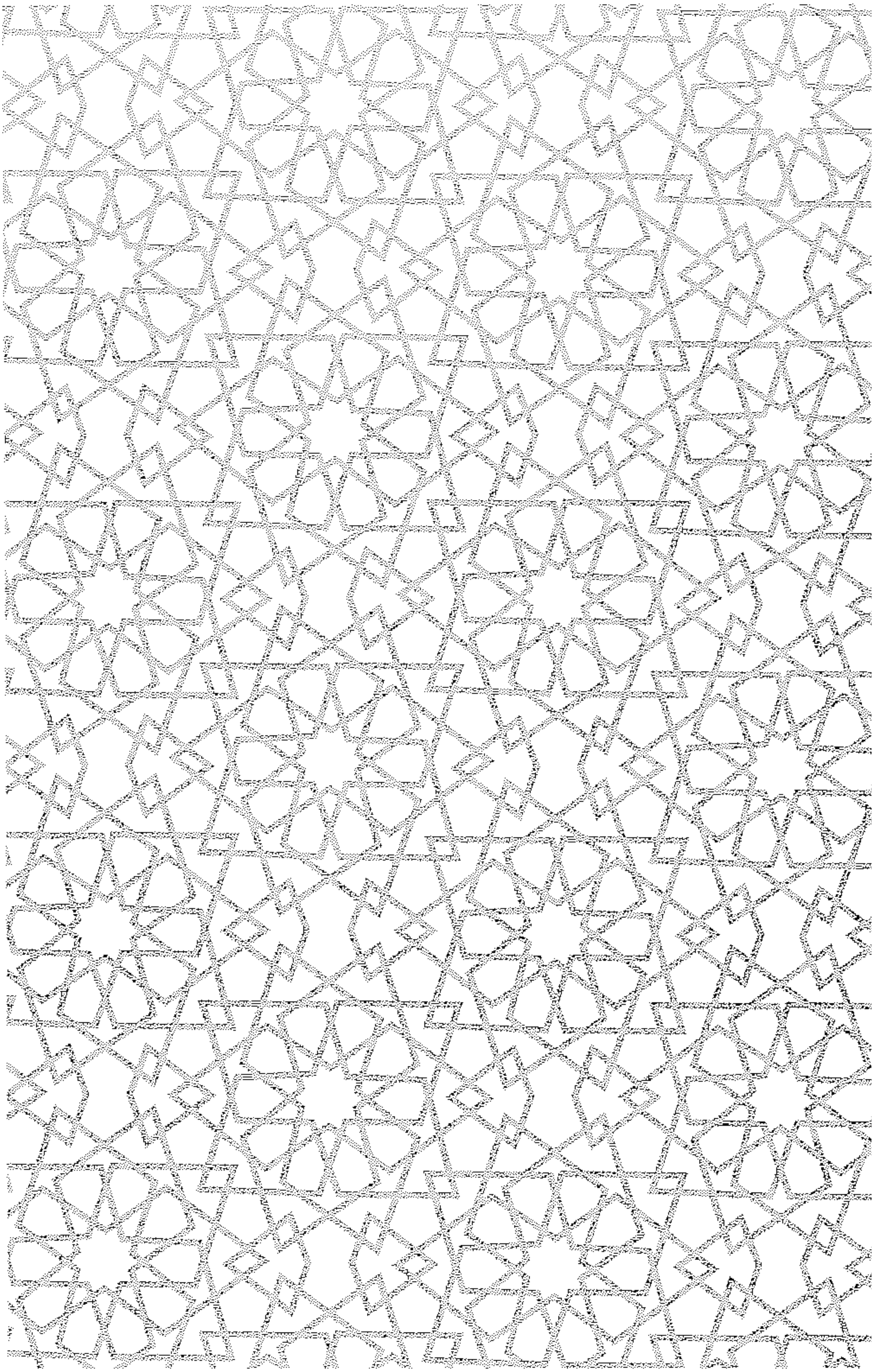

شرعی معیار نمبر (۳۴)

وقف

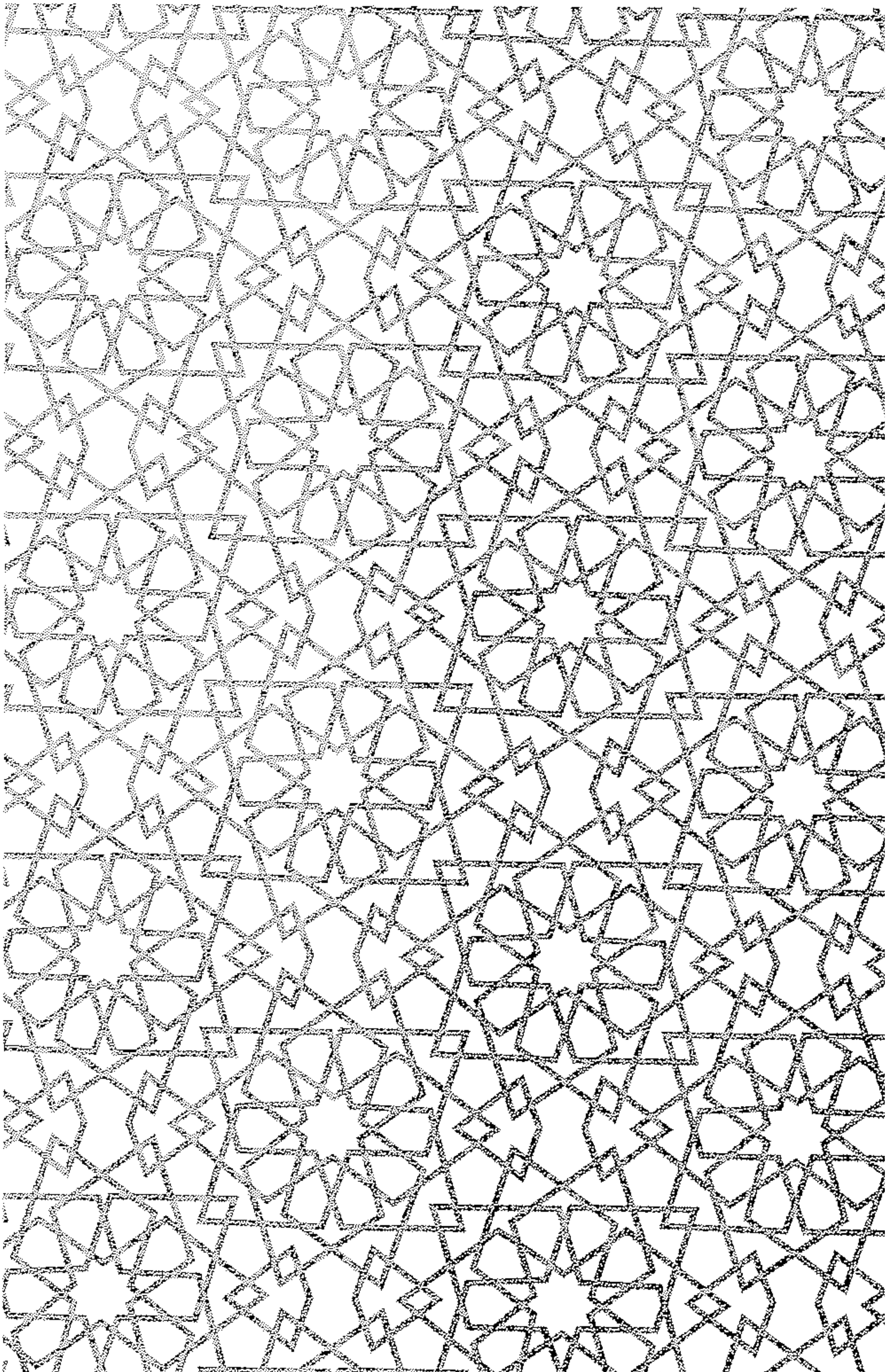

فہرست

دیباچہ ۸۴۰
معیار کا متن ۸۴۱
۱- معیار کا دائرۂ کار ۸۴۱
۲- وقف کی تعریف، احکام، حکمت اور انواع ۸۴۱
۳- وقف کے ارکان ۸۴۲
۴- وقف میں شرائط ۸۴۶
۵- وقف کی نگرانی اور انتظام ۸۴۷
۶- وقف کا اجارہ، اور اس کے ضوابط ۸۵۱
۷- وقف کے ذرائع آمدنی کا اضافہ اور اس کے اثاثوں کی ترقی کے لیے سرمایہ کاری کے ذرائع کی تطبیق ۸۵۲
۸- وقف کے اثاثوں کی حفاظت، اصلاح وترمیم اور تبدیلی ۸۵۳
۹- وقف کے اثاثوں کا تبادلہ ۸۵۴
۱۰- معیار کے اجرا کی تاریخ ۸۵۵
معیار کی منظوری ۸۵۶
ضمیمہ جات
ضمیمہ (الف) معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد ۸۵۷
ضمیمہ (ب) شرعی احکام کی بنیادیں ۸۵۹
ضمیمہ (ج) فرہنگ ۸۶۴

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على أشرف المرسلين، سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه أجمعين.

دیباچہ

اس معیار کا مقصد وقف کے وہ بنیادی احکام بیان کرنا ہے جو وقف کی عملی تطبیقات کی بنیاد فراہم کرتے ہیں، اور وقف کی نگرانی، انتظام اور سرمایہ کاری میں اسلامی مالیاتی اداروں (ادارہ/ادارے)[1] کا کردار بیان کرنا بھی اس معیار کا مقصد ہے۔

واللہ الموفق...

(۱) ”ادارہ/ادارے“ کی اصطلاح یہاں اختصار کی غرض سے اسلامی مالیاتی اداروں کے لیے استعمال کی گئی ہے جن میں اسلامی بینک بھی شامل ہیں۔

معیار کا متن

۱- معیار کا دائرۂ کار

یہ معیار وقف کی تعریف، اس کی اقسام، احکام، ارکان، ہر رکن کی شرائط، ان شرائط کے بیان کو جن کا واقف اور وقف میں پایا جانا واجب ہے، وقف سے نفع حاصل کرنے کے طریقوں، اس کا اضافہ، اس کی نگرانی اور انتظام کے احکام، اور وقف کے ذرائع آمدنی کا اضافہ اوراس کی سرمایہ کاری میں اسلامی مالیاتی اداروں (دارہ/اداروں) کے ممکنہ حد تک فعال کردار کے بیان پر مشتمل ہے۔

اور اس میں معیار میں إرصاد [عوامی جائیداد کو عام استعمال کے لیے مخصوص کرنا] اور العهدة المالية [مالی ٹرسٹ] کا بیان شامل نہیں ہے، اگرچہ وہ بعض وجوہ میں وقف کے مشابہ ہیں۔

۲- وقف کی تعریف، احکام، حکمت اور انواع

۲/۱ وقف کی تعریف

وقف کے لغوی معنی "روکنا" ہے۔ اور شرعاً "کسی اثاثے [عین] پر ملکیت منتقل کرنے والے تصرفات سے روکنا، اور اس کی منفعت کا صدقہ کرنا ہے، یعنی اس کی منفعت کو موقوف علیہ [جن کے مفاد کے لیے وقف کیا گیا ہے] پر خرچ کرنا ہے"۔

۲/۲ وقف کا حکم

وقف شرعاً جائز ہے۔ اس کا جواز سنت اور اجماع سے ثابت ہے۔ اور وقف تصرفِ لازم ہے، اس سے واقف کی ملکیت وقف کردہ چیز سے ختم ہو جاتی ہے۔

۲/۳ وقف کی مشروع اقسام

وقف کی متعدد انواع ہیں، ان میں سے اہم خیراتی وقف، خاندانی (نسلی) وقف، مشترک

وقف اور اپنی ذات پر وقف ہیں۔

۲/۳/۱ خیراتی وقف وہ ہے جس کی پیداوار اور منفعت کسی نیکی کی جہت میں لگائی جائے۔

۲/۳/۲ خاندانی وقف وہ ہے جس میں پیداوار کا مستحق ذات یا وصف کے اعتبار سے معین اشخاص کو قرار دیا گیا ہو، خواہ وہ اولاد ہوں یا قریبی رشتہ دار، جیسا کہ اکثر ایسا ہوتا ہے، یا ان کے علاوہ ہوں۔ پھر ان اشخاص کے ختم ہونے کے بعد یہ استحقاق کسی نیکی کی جہت کے لیے ثابت ہو جائے گا۔

۲/۳/۳ مشترک وقف وہ ہے جو اولاد اور نیکی کے کام دونوں کے لیے کیا جائے۔ یہ وہ وقف ہے جس کی پیداوار اور منفعت میں اولاد اور دیگر وجوہِ خیر مشترک ہوں۔

۲/۳/۴ ایسا وقف جو خود واقف پر تاحیات وقف کیا جائے اور پھر اس جہت کے لیے ہو جسے واقف نے متعیّن کیا ہو۔

۳-وقف کے ارکان

۳/۱ الفاظ [صیغہ]

۳/۱/۱ وقف کا صیغہ ایجاب ہے، اور یہ قبول کا محتاج نہیں ہوتا۔ اگر موقوف علیہ [جس کی خاطر وقف کیا جائے] معین ہو اور قبول اور ردّ کرنے کا اہل ہو، اور وہ اگر وقف کو ردّ کر دے تو وقف باطل نہیں ہوگا، اس [موقوف علیہ] شخص کا حق باطل ہو جائے گا، اور وقف یا اس معین شخص کا حصہ، [جبکہ موقوف علیہ زیادہ افراد ہوں]، نیکی کے کاموں میں لگایا جائے گا۔

۳/۱/۲ بولنے سے، لکھنے سے یا عرف میں جو چیز وقف پر دلالت کرنے میں قائم مقام ہو اس سے وقف کی حیثیت قائم ہو جاتی ہے۔

۳/۱/۳ وقف کو مستقبل کے لیے نافذ کیا جا سکتا ہے، مثلاً اگر وقف کرنے والا یہ کہے کہ ''میں نے فلاں اثاثہ آئندہ سال کے شروع میں وقف کر دیا''۔

۳/۱/۴ اصل یہ ہے کہ وقف دائمی ہو، تاہم اس کا کسی مدت تک عارضی ہونا بھی جائز ہے جبکہ واقف نے اس محدود مدت کی اس طرح صراحت کی ہو کہ اس مدت کے بعد وقف مالک کی طرف لوٹ آئے گا۔

۳/۲ واقِف [وقف کرنے والا]

۳/۲/۱ واقف شخصِ حقیقی یا شخصِ حکمی ہو سکتا ہے۔ اور اگر واقف شخصِ حکمی ہو تو واجب ہے کہ وقف مجلسِ عمومی کی قرارداد سے ہو، بورڈ آف ڈائریکٹرز کی قرارداد سے نہ ہو۔

۳/۲/۲ واقف میں شرط ہے کہ وہ اپنے مال میں تصرف کا [شرعًا] اہل ہو۔

۳/۲/۳ کم عقلی کی وجہ سے جس شخص کے تصرفات پر پابندی لگائی گئی ہو اس کا وقف باطل ہے، اِلّا یہ کہ اس نے اپنی پوری زندگی کے لیے خود پر وقف کیا ہو۔ جس شخص کے تصرفات پر پابندی اس کے قرضوں کی وجہ سے لگائی گئی ہو تو ایسے شخص کا وقف قرض دہندگان کی اجازت پر موقوف ہوتا ہے، اگر وہ اس کی اجازت نہ دیں تو باطل ہو جاتا ہے۔

۳/۳ موقوف علیہ [جس پر وقف کیا گیا ہو]

۳/۳/۱ موقوف علیہ میں یہ شرط ہے کہ وہ کوئی حرام جہت نہ ہو۔ اور وقف کرتے وقت اس کا نیکی کی جہت ہونا شرط نہیں ہے۔

۳/۳/۲ ایسے امور میں غیر مسلمین پر وقف جائز ہے جو معصیت نہ ہوں۔ نیز مالداروں پر بھی وقف جائز ہے۔

۳/۳/۳ موقوف علیہ کا وقف کے وقت موجود ہونا شرط نہیں ہے۔

۳/۳/۴ جب وہ جہت ختم ہو جائے جس پر وقف کیا گیا ہو، خواہ جہت ایک ہو یا زائد، تو ایسی صورت میں وقف کا مقصود نیکی کی جہت کے لیے مقرر کر دیا جائے گا۔

۳/۴ موقوف [وقف کردہ چیز]

۳/۴/۱ موقوف کی شرائط

وقف کی گئی چیز میں مندرجہ ذیل شرائط ہیں:

الف- وہ شرعاً مالِ متقوّم [وہ مال جو شرعاً قیمت والا] ہو۔

ب- معلوم ہو۔

ج- واقف کی حتمی ملکیت میں ہو۔ اس میں وقف کے وقت دوسرے کا کوئی خیار نہ ہو۔ البتہ جس چیز میں خود واقف کو خیار ہو تو اس کا وقف صحیح ہے، اور وقف کرنے سے خیار ضمناً ساقط ہو جائے گا۔

۳/۴/۲ وقف کی حیثیت اعتباری شخصیت کی ہے، اور ایسا مالی ذمہ ہے جو اسے دوسرے پر [کوئی حق وغیرہ] لازم کرنے اور خود التزام کرنے کا اہل بناتا ہے۔ اور وقف کی یہ شخصیت [وجود] متولی کی شخصیت سے مختلف ہے۔

۳/۴/۳ موقوف کی اقسام

۳/۴/۳/۱ زمین کا وقف جائز ہے، اور زمین کے ساتھ وہ قابلِ نقل اشیا داخل ہوں گی جنہیں مستقل طور پر وہاں نصب کیا گیا ہے۔

۳/۴/۳/۲ قابلِ نقل وحمل اشیا کا وقف جائز ہے، خواہ وہ مستقل طور پر، یا زمین کے تابع کے طور پر [انہیں وقف کیا جائے]۔

۳/۴/۳/۳ نقد مال کا وقف جائز ہے، اور ان سے فائدہ ایسے اٹھایا جائے گا جو ان کے [اصل مال کے] ضائع ہونے کا سبب نہ بنتا ہو۔ مثلاً مشروع طریقہ پر قرضہ دیکر، یا ان مشروع طریقوں سے ان کی سرمایہ کاری کر کے جن کے بارے میں عام طور سے رقم کے ڈوبنے کا خطرہ نہ ہو مثلاً انہیں مضاربت پر دینا نیز نفع میں سے وقف کا حصہ موقوف علیہ پر خرچ کیا جائے گا۔

۳/۴/۳/۴ جائز حصص اور سرمایہ کاری صکوک کا وقف جائز ہے، اور تصفیہ کے وقت استبدال [یعنی وقف اشیا کے تبادلہ اور منتقلی] کے احکام منطبق کیے جائیں گے، اور نفع میں سے وقف کا حصہ موقوف علیہ پر صرف کیا جائے گا۔ اس سلسلہ میں شق

(۹) دیکھ لی جائے۔

۴/۴/۳ غیر منقسم حصہ کا وقف

۳/۴/۴/۱ غیر منقسم حصہ کا وقف جائز ہے، خواہ وہ قابلِ تقسیم ہو یا نہ ہو۔ حصص اور صکوک کے علاوہ غیر منقسم حصے کو مکمل طور پر کرایہ پر دیا جاسکتا ہے اور۔ وقف کے لیے اجرت میں سے اس کا حصہ ہوگا، یا صرف وقف شدہ حصہ کو کرایہ پر دے دیا جائے، اور منافع کو مکان یا وقت کے اعتبار سے باری مقرر کر کے حاصل کیا جائے، اور وقف کے حصہ میں آنے والی آمدنی مستحق افراد کے لیے ہوگی۔

۳/۴/۴/۲ اگر وقف کا متولی یا وقف والا شریک ایسے غیر منقسم حصہ کو تقسیم کرنا چاہیں جو نا قابلِ تقسیم ہو تو تقسیم سے رکنے والے فریق کو بیچنے پر مجبور کیا جائے گا، اور وقف شدہ حصہ کی قیمت اسی جیسے وقف میں لگائی جائے گی، جیسا کہ وقف کے متولی یا شریک کے مطالبہ کی صورت میں قابلِ تقسیم اثاثہ میں تقسیم سے رکنے والے کو تقسیم کرنے پر مجبور کیا جائے گا۔

۳/۴/۵ منزل یا سہولت کا حق یا بلندی پر رہنے کا حق

عمارت کی کسی ایک منزل کا وقف جائز ہے، اور غیر تعمیر شدہ میں سہولت کا حق اور بلندی پر رہنے کا حق کا وقف جائز ہے۔ اور اگر نیچے والی منزل کے مالک نے تعمیر نہ کی ہو تو متعلقہ جہات کی اجازت سے بالائی منزل والے [یعنی وقف] کے کھاتے میں تعمیر کی جائے گی، اور تعمیر کی لاگت وقف کو واپس کرنے کے لیے [زمینی منزل] کرایہ پر دی جائے گی۔

۳/۴/۶ منفعت کا وقف

ایسے شخص کی طرف سے منفعت کا وقف جائز ہے جو اجارہ کے ذریعہ منفعت کا مالک ہوا ہو، پھر اس کو آگے ذیلی اجارہ پر دیا جائے گا اور اس کی اجرت وقف کی آمدن ہو جائے گی، بشرطیکہ منفعت کا وقف کرایہ داری کی مدت کے ساتھ محدود

مدت کے لیے متعین ہو، اور اس مدت کے بعد منفعت کرایہ پر دینے والے کی طرف لوٹ جائیں گے۔ یہ ضروری ہے کہ نے کرایہ دار کو آگے کرایہ پر دینے سے منع نہ کیا ہو۔

۴-وقف میں شرائط

۱/۴ عقدِ وقف کے وقت طے پانے والی شرائط

۱/۱/۴ واقف [وقف کرنے والے] کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ وقف کے امور میں ہر ایسی شرط عائد کر سکتا ہے جو شریعت کے مخالف نہ ہو، اور اس کی شرط پر اسی طرح عمل کرنا واجب ہے جیساکہ شرعی شرط پر عمل کرنا واجب ہے۔ ہر واقف کی شرائط سمجھنے کے لیے اس واقف کے ماحول کے عرف کی رعایت رکھی جائے گی۔ مثلاً کسی متعین متولی کی تخصیص اور وقف کے [منافع کے] مستحق افراد طے کرنا ہے، خواہ متولی کوئی فرد ہو، یا جماعت، یا ادارہ۔

۲/۱/۴ واقف کی موت کے بعد وقف کی پیداوار میں سے اس کے قرضے ادا کرنے کی شرط وقف کے صیغہ میں لگانے، یا اپنی زندگی میں وقف سے نفع حاصل کرنے پھر اپنی نسل کے لیے پھر اس کے بعد خیراتی کاموں کے لیے ہونے کی شرط لگانے، یا کارِ خیر کے وقف کی پیداوار سے اپنی نسل میں سے فقیر ہونے والوں پر خرچ کرنے پھر اس کے بعد آمدنی کو خیراتی کاموں میں لگانے کی شرط لگانا واقف کے لیے جائز ہے۔

۳/۱/۴ ایسی شرط باطل ہوگی جو شرعاً کسی حرام کام پر مشتمل ہو، یا ایسی شرط ہو جو وقف کے حکم میں خلل پیدا کرتی ہو یا اصل وقف پر اثر انداز ہو۔ [اس صورت میں] ایسی شرط باطل ہو جائے گی اور وقف اس کے بغیر ہی صحیح ہوگا۔ مثلاً مطلقاً تبدیلی کی ممانعت، یا متولی کو معزول نہ کرنے کی شرط، خواہ کوئی بھی سبب پایا جائے؛ جیساکہ

وقف کی مصلحت کو بیکار کرنے یا اس سے فائدہ اٹھانے میں خلل انداز ہونے والی شرط بھی باطل ہوگی، مثلاً ہمیشہ مستحق افراد [یعنی موقوف علیہ] کو [وقف کی آمدنی میں سے حصہ ملنے میں] مقدم رکھنے کی شرط، باوجودیکہ وقف خود دیکھ بھال اور مرمت کا محتاج ہو۔

۴/۱/۴ اگر واقف نے وقف سے رہائش کی صورت میں خود فائدہ اٹھانے کی شرط لگائی ہو تو رہائش اختیار کر کے یا [براہِ راست رہائش اختیار کرنے کے بجائے] کرایہ پر دے کر آمدنی حاصل کر کے اس سے فائدہ اٹھانا جائز ہے۔ اسی طرح اس کے برعکس بھی جائز ہے۔

۵- وقف کی نگرانی اور انتظام

۱/۵ وقف کی نگرانی اور انتظام کی قیود

وقف کی نگرانی اور انتظام کا معاملہ شرعی احکام کے تابع ہے۔ پھر اس کے بعد واقف کی شرائط کی پابندی کی جائے گی، سوائے اس صورت کے کہ جب شرائط شرعی احکام کے متصادم ہوں یا اس طریقہ کے خلاف ہوں جس میں وقت کی مصلحت کا ہونا قضاءً ثابت ہو چکا ہو۔

۲/۵ متولی کی ذمہ داریاں

متولی کی ذمہ داریوں میں مندرجہ ذیل کام کرنا شامل ہیں:

۱/۲/۵ وقف کی مرمت و دیکھ بھال اور انتظام۔

۲/۲/۵ وقف کے اثاثوں یا وقف شدہ منفعت کو عام اجارہ [operating lease] پر دینا، اور وقف کی زمینوں کو اجارہ پر دینا۔

۳/۲/۵ سرمایہ کاری یا تمویل کے مشروع طریقوں کے ذریعہ براہِ راست، یا اسلامی مالیاتی اداروں کے توسّط سے وقف کے ملکیتی اثاثوں میں اضافہ۔

۴/۲/۵ مضاربت وغیرہ کی سرمایہ کاری کے ذریعہ وقف شدہ نقد مال میں اضافہ۔

۵/۲/۵ وقف کی عملی شکل میں ایسی تبدیلی جس میں وقف اور مستحقینِ وقف کی مصلحت زیادہ ہو، مثلاً رہائشی عمارت کی تجارتی عمارت میں تبدیلی، یا زرعتی زمینوں میں عمارتیں کھڑی کرنا تاکہ انہیں کرایہ پر دے کر آمدنی حاصل کی جاسکے جبکہ لوگوں کی رغبت انہیں عمارتوں اور گوداموں کی شکل میں کرایہ پر لینے کی ہو، اور اس اجارہ کی آمدنی اس کی زراعت کی آمدنی سے زیادہ ہو، اور یہ تبدیلی متعلقہ ذمہ داران کی اجازت سے ہو۔

۶/۲/۵ وقف کے حقوق کا دفاع، وقف کی حفاظت، وقف پر دائر کردہ دعویٰ کے دفاع کے لیے وکلاء کی اجرت کی ادائیگی، اور وقف کے اثاثوں اور حقوق کی توثیق کے اخراجات کو برداشت کرنا۔

۷/۲/۵ وقف کے دیون کی ادائیگی۔

۸/۲/۵ مستحق افراد کے حقوق کی ادائیگی۔

۹/۲/۵ موقوف اثاثہ کو نقد ثمن کے عوض فروخت کرکے دوسرا اثاثہ خرید کر تبدیل کرنا یا موقوف اثاثہ کو استبدال کی شرائط کی رعایت رکھتے ہوئے دوسرے اثاثہ سے تبدیل کرنا۔ (دیکھیے شق ۹)

۱۰/۲/۵ آباد اوقاف کا اہتمام کے ساتھ خیال رکھنا، اور ان پر ناحق قبضہ یا غصب سے حفاظت۔

۱۱/۲/۵ وقف کے تحفظ کے لیے ممکنہ حد تک تکافل پر مبنی انشورنس کا استعمال۔

۱۲/۲/۵ وقف کے حسابات تیار کرنا، اور متعلقہ محکموں کو گوشوارے اور رپورٹ فراہم کرنا۔

۳/۵ وہ امور جو متولی کے لیے جائز نہیں ہیں

درج ذیل امور متولی کے لیے جائز نہیں ہیں:

۵/۳/۱ واقف کی شرائط کی خلاف ورزی۔

۵/۳/۲ خود کو یا اپنے زیرِ ولایت اولاد میں سے کسی کو وقف کرایہ پر دینا، خواہ وہ اجرتِ مثل سے زیادہ پر ہو، ہاں اگر عدالت کی اجازت کے ساتھ اس طرح کرایہ پر دے [تو اس کی گنجائش ہے]۔ جن لوگوں کی گواہی متولی کے حق میں قبول نہیں (اصول، فروع، اور زوجین میں سے کوئی بھی) انہیں اجرتِ مثل سے کم پر اجارہ پر دینا، اس میں وہ غبنِ یسیر [معمولی کمی بیشی] معاف نہیں ہوگا جو دوسروں کو اجارہ پر دینے میں معاف ہوتا ہے۔

۵/۳/۳ واقف کی شرط کے بغیر وقف کی پیداوار کو وقف کی آمدنی میں اضافہ کے لیے استعمال کرنا۔

۵/۳/۴ وقف یا اس کے مستحق افراد پر دَین کے بدلے میں وقف کے اثاثوں کو رہن رکھوانا۔

۵/۳/۵ وقف کے اثاثوں کو عاریت پر دینا۔ اگر انہیں عاریت پر دے دیا تو عاریت پر لینے والے پر اجرتِ مثل لازم ہوگی۔

۵/۳/۶ واقف کی شرط، یا قاضی کی اجازت اور ضرورت کے بغیر وقف کے لیے ادھار لینا، اور ادھار لینے میں مندرجہ ذیل امور کی رعایت رکھی جائے گی:

۵/۳/۶/۱ مشروع قرض، یا مؤخر ادائیگی کے ساتھ خریداری، یا کسی بھی شرعاً مباح تمویل کے ذریعہ وقف کی حفاظت اور تعمیر کے لیے وقف کے ذمہ پر ادھار لینا جائز ہے، بشرطیکہ واقف نے اس کی صراحت کی ہو یا ادھار لینے کی ضرورت موجود ہونے کے ساتھ قاضی کی اجازت ہو، اور اس مقدار کی رعایت کے ساتھ کہ وقف کی آمدنی تمویل اور ادائیگی کی ذمہ داری برداشت کر سکتی ہو۔ اور سابقہ شرائط کے پابند ادھار لینے میں وقف کی مصلحت کے لیے متولی کے مال میں سے رقم دینے کا اعتبار نہیں کیا جائے گا جبکہ وقف کی اتنی آمدنی ہو جس میں اس مقصد

کے لیے رجوع کیا جاسکے۔

۵/۳/۶/۲ واقف کی عدمِ صراحت کی صورت میں ادھار لینے کے جواز کی حالتیں:

الف- وقف کی حفاظت اور تعمیر کی حاجت جبکہ اس کے لیے وقف کی آمدنی کافی نہ ہو۔

ب- مالی التزامات ہونے کی صورت میں ان کی ادائیگی کے لیے قرض لینا جبکہ ان کی ادائیگی کے لیے وقف کی آمدنی نہ ہو۔

ج- وقف کی اغراض کے حصول کے لیے وقف کے عملہ کی تنخواہیں دینے سے عاجز ہونا، ایسی حالت میں جبکہ وقف سے فائدہ اٹھانا ہی خطرے میں پڑجائے۔

۵/۳/۶/۳ وقف کی آمدنی کے مستحق افراد پر خرچ کرنے کے لیے ادھار لینا جائز نہیں ہے۔

۵/۴ مساجد کے وقف کی پیداوار سے بچنے والی آمدنی خرچ کرنا

کسی معین مسجد کے وقف کی پیداوار میں اصل یہ ہے کہ اسی کے مصالح میں لگائی جائے، اور اس کے اوقاف کی پیداوار میں سے بچنے والی آمدنی کسی دوسری مسجد پر اس کے فائدہ کے لیے صرف کرنا جائز ہے جو پیداوار کی قلت، یا دیکھ بھال کے اخراجات کی زیادتی یا تعمیرِ نو کی لاگت زیادہ ہونے کی بناء پر محتاج ہو۔

۵/۵ وقف کے انتظام کی عدالتی نگرانی

ولایتِ عامہ کے تقاضہ کی رو سے عدالت کے لیے وقف کی نظامت اور انتظام کی نگرانی، اس کے اثاثوں کی حفاظت اور اس کے وسائل کے اضافہ کی نگرانی، وقف کے احوال کی خبر گیری، متولی یا دیگر لوگوں کے بارے میں شکایات کی جانچ پڑتال، اور متولیوں کے محاسبہ کا اختیار ہے۔

۶-وقف کا اجارہ، اور اس کے ضوابط

۱/۶ وقف کے اجارہ کی مدت میں اصل یہ ہے کہ وہ کسی واضح مصلحت کے بغیر معمول سے زیادہ طویل نہ ہو، اور اجرت کسی منضبط اور معلوم اشاریئے کے ساتھ منسلک کر کے تغیّر پذیر طور پر متعین کی جائے۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر(۹)"اجارہ اور اجارہ منتہیہ بالتملیک" کی شق ۳/۲/۵۔

۲/۶ **اجرتِ مثل کی شرط لگانا**

موقوفہ اثاثوں اور موقوفہ منافع کو اجرتِ مثل سے کم پر اجارہ پر دینا صحیح نہیں ہے، اگر ضرورت کی وجہ سے ایسا ہو جائے صرف ضرورت کی حد تک [گنجائش ہوگی]۔ غبنِ فاحش [غیر معمولی غبن] کے ساتھ مقررہ اجرت کو بھی صحیح سمجھا جائے گا۔ پھر اگر اجرتِ مثل کے ساتھ اجارہ پر لینے والا کوئی ملے تو متولی کو موجودہ اجارہ فسخ کرنے کا حق حاصل ہے، الاّ یہ کہ پہلا کرایہ دار اضافہ کو قبول کرلے۔ اور اگر وقف کے کھاتے میں سے تعمیر اور عمارت کی وجہ سے اجرتِ مثل میں اضافہ ہو جائے تو اجرت میں یہ اضافہ کرایہ دار پر لازم ہوگی، اور اگر یہ کرایہ دار ہی کے کھاتے میں سے ہو تو [اجرتِ مثل میں] اضافہ کرایہ دار پر لازم نہیں ہوگا۔

۳/۶ **وقف کے اجارہ کی بعض جائز صورتیں**

۱/۳/۶ موقوفہ زمین کو کرایہ دار کے پاس اس وقت تک باقی رکھنے کی نیت سے کیا گیا عقدِ اجارہ جب تک وہ حالات کے مطابق بدلتی ہوئی اجرتِ مثل ادا کرتا رہے، اسے "حکر" کہا جاتا ہے، اور "حکر" کے لیے شرط ہے کہ:

۱/۱/۳/۶ وقف کی اتنی آمدنی نہ ہو جس سے اس کی تعمیر کی جاسکے۔

۲/۱/۳/۶ پیشگی کرایہ کے ساتھ کسی معین مدت تک کرایہ پر لینے میں کوئی شخص راغب نہ ہو کہ اس اجرت کو وقف کی تعمیر میں لگایا جاسکے۔

۳/۱/۳/۶ استبدال ممکن نہ ہو۔

۲/۳/۶ حقِ قرار [باقی رہنے کا حق] جو مستاجر کے لیے اس وقت ثابت ہوتا ہے جب

اجارہ پر لیتے وقت تعمیر کے لیے رقم دیکر اجرتِ مثل سے کم اجرت مقرر کی جائے، اسے ''کردار'' کہا جاتا ہے۔ یہ اسی صورت میں جائز ہے جبکہ یہی صورت ممکن ہو، اور تعمیر کے لیے رقم دیکر اجرتِ مثل کے ساتھ اجارہ پر لینے والا کوئی کرایہ دار نہ ملے۔ بعض ممالک میں اسے ''خُلو'' کہا جاتا ہے۔

۷- وقف کے ذرائع آمدنی میں اضافہ اور اس کے اثاثوں کی ترقی کے لیے سرمایہ کاری کے ذرائع کی تطبیق

۷/۱ مندرجہ ذیل حالات میں اس شرط پر وقف کی پیداوار کی سرمایہ کاری جائز ہے کہ یہ مستحق افراد میں اس کی تقسیم پر اثرانداز نہ ہو:

۱- واقف نے اس کے بعض حصہ کی سرمایہ کاری کی صراحت کی ہو۔

۲- مستحق افراد کے انتظار کی مدت کے دوران۔

۳- مستحق افراد کو دینے کے بعد بچنے والی مقدار۔

مذکورہ حالات میں سرمایہ کاری جائز طریقوں کے ذریعہ ہونی چاہیے، مثلاً مضاربت، شرکت، مرابحہ، اجارہ اور سلم؛ بشرطیکہ سرمایہ کاری میں نقصان کے خطرے کم ہوں۔

۷/۲ اراضیِ وقف کی ترقی کے لیے ممکن ہے کہ:

۷/۲/۱ استصناع کے طریقہ کی تطبیق۔ یہ بعض اوقات تعمیر اور منتقلی کے عقود کے طریقہ سے ہوتا ہے، جسے (B.O.T) کہا جاتا ہے۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۱۱) ''استصناع اور متوازی استصناع''، شق ۳/۲/۱۔

۷/۲/۲ مشارکہ متناقصہ کے ذریعہ: اس طور کہ تعمیر کرنے والے ادارہ اور وقف کی مشترک تمویل سے مشترکہ عمارتیں بنائی جائیں، پھر وقف بتدریج ان عمارتوں کی مکمل ملکیت حاصل کرلے۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۱۲) ''شرکت، مشارکہ، اور جدید اقسامِ شرکت''، شق ۵/۸۔

۷/۲/۳ اجارہ موصوفہ فی الذمہ جس میں آخر کار مستاجر کو مالک بنادیا جاتا ہے، کے ذریعہ: بایں طور کہ تمویل فراہم کرنے والا ادارہ پہلے وقف کی زمین کو اجارہ پر لے کر اس پر [وقف کے ساتھ اجارہ موصوفہ فی الذمہ کا طے پانے والے عقد کے مطابق] عمارتیں بنائے، پھر تمویل فراہم کرنے والا ادارہ [ان عمارتوں کے ساتھ] زمین وقف کے حوالے کرے تاکہ عقدِ اجارہ نافذ کیا جائے، جس میں آخر کار وقف کو ان عمارتوں کا بھی مالک بنادیا جائے گا۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۹) ''اجارہ اور اجارہ منتہیہ بالتملیک''، شق (۵/۳)۔

۷/۳ وقف کے شرعی احکام، واقفین کی شرائط اور زمانہ کے تقاضوں کی رعایت کے ساتھ اوقاف کے اضافہ کی ضمانت دینے والے تمام ممکنہ وسائل اپنانا ضروری ہے۔

۷/۴ وقف کی سرمایہ کاری میں خصوصی مہارت رکھنے والے اسلامی مالیاتی اداروں سے تعاون لینا مناسب ہے۔

۸- وقف کے اثاثوں کی حفاظت، اصلاح وترمیم اور تبدیلی

۸/۱ وقف کے اثاثوں کی حفاظت اور اصلاح وترمیم اور اس کے لیے آمدنی کا حصہ علیحدہ رکھنا

۸/۱/۱ وقف کی پیداوار کو مستحقین کے درمیان تقسیم کرنے پر وقف کے اثاثوں کی دیکھ بھال و مرمت، نیز وقف کی پچھلی حالت کی بحالی کی خاطر اس کی کسی منہدم عمارت کی دوبارہ تعمیر کے اخراجات ترجیحاً کیے جائیں گے۔ دیکھ بھال و مرمت میں فنی نظام الاوقات کے مطابق اہمیت کے اعتبار سے کاموں [کی ترجیحات] طے کرلی جائیں۔ وقف کی دیکھ بھال و مرمت اور اس کی کسی منہدم عمارت کی تعمیر کے لیے واقف کی صراحت کی ضرورت نہیں ہے۔

۸/۱/۲ آمدنی میں سے ہر سال دیکھ بھال و مرمت کی ضرورت کے مطابق کچھ مقدار مختص کی جائے گی، چاہے واقف نے اس کی شرط نہ لگائی ہو، اور اس مقدار کو ایسے بے

خطر نفع بخش کاموں میں لگایا جائے جن میں لگائے ہوئے سرمایہ کو نقد کی صورت میں تبدیل کرنا آسان ہو۔ حاصل شدہ نفع کی رقم بھی اس مختص کی ہوئی رقم میں ملا دی جائے گی، اور مستحقین کا اس [مختص کی ہوئی رقم] میں کوئی حق نہیں ہوگا، سوائے اس وقت کہ جب وقف کو اس مختص کی ہوئی رقم کے کسی حصہ کی حاجت نہ رہے۔

۸/۱/۳ کرایہ پر دیے ہوئے وقف کے اثاثوں کی دیکھ بھال و مرمت اور تعمیر کے لیے درکار وسائل پورے نہ ہونے کی حالت میں متولی اس بات کو قبول کر سکتا ہے کہ کرایہ دار ان کاموں کو انجام دے۔ اور کرایہ دار کو وقف کی کرایہ داری جاری رکھنے میں اولویت حاصل ہوگی، یہاں تک کہ کرایہ دار وقف پر ہونے والا اپنا دین وصول کر لے۔

۸/۱/۴ وقف کے اثاثوں کی دیکھ بھال و مرمت کی خاطر تکافل کا استعمال مناسب ہے۔

۸/۲ وقف کی گرتی ہوئی قیمت والے اثاثوں کی جدید اثاثوں میں تبدیلی کے واسطے رقم مختص کرنا مستحق افراد پر تقسیم کے بعد پیداوار میں سے مختلف وقفوں میں اتنی مقدار کو مختص کرنا جائز ہے جو وقف کے گرتی ہوئی قیمت والے اثاثوں کی اقتصادی عمر کے مناسب ہو، تاکہ [اپنی اقتصادی عمر مکمل کرنے کی بنا پر] وقف کے جن اثاثوں کی قیمتیں مکمل طور پر گر گئی ہوں ان کی جگہ جدید اثاثوں کو لایا جا سکے۔

۹-وقف کے اثاثوں کا تبادلہ

۹/۱ وقف میں استبدال: موقوفہ اثاثے کو اس کے وقف کی جہت سے اس طور پر نکالنا کہ اسے فروخت کر کے اس کی جگہ دوسرے اثاثے کی خریداری کرنا، اور یہ وقف کی مصلحت کے حصول کے لیے ہو۔

۹/۲ وقف کا استبدال جائز ہے جبکہ واقف نے اس کی شرط رکھی ہو، یا وقف ویران ہو گیا ہو،

یہاں تک کہ [ویران ہونے کی صورت میں] اگر واقف نے عدمِ استبدال کی شرط رکھی ہو تو بھی اسے بیچ کر اس کے ثمن سے ایسی چیز خریدی جائے گی جسے پہلے وقف کی طرح وقف کیا جائے۔ اور اگر لوگوں سے علاقہ خالی ہونے، یا وقف پر غاصب لوگوں کے خوف، یا وقف سے فائدہ اٹھانے کی صلاحیت میں رکاوٹ ہونے کی وجہ سے اس سے نفع اٹھانا ممکن نہ رہے تو ان صورتوں میں بھی وقف کا استبدال جائز ہے۔

۹/۳ استبدال کے لیے مندرجہ ذیل شرائط ہیں:

۹/۳/۱ موقوف شدہ اثاثہ نفع اٹھانے کی حد سے نکل جائے اور معطّل ہو جائے، یا وقف کی اتنی پیداوار نہ ہو جو اس کی تعمیر کے لیے کافی ہو۔

۹/۳/۲ بیع غبنِ فاحش کے ساتھ نہ ہو۔

۹/۳/۳ اس میں وقف کا فائدہ اور مصلحت متحقق ہو۔

۹/۳/۴ استبدال عدالت کی اجازت سے ہو۔

۹/۳/۵ اگر جائیداد ہو تو اس کے ساتھ جائیداد کا تبادلہ کیا جائے، ہاں اگر تصرّف میں خرد وبرد سے اطمینان ہو تو اس کا نقود سے تبادلہ کیا جاسکتا ہے جنہیں متبادل جائیداد کی خریداری تک عدالت کی نگرانی کے ساتھ محفوظ رکھا جائے گا۔

۱۰- معیار کے اجرا کی تاریخ

یہ معیار ۲۸ جمادی الثانی ۱۴۲۹ھ، مطابق ۲ جولائی ۲۰۰۸ء کو جاری ہوا۔

معیار کی منظوری

مجلسِ شرعی نے ۲۴--۲۸ جمادی الثانی ۱۴۲۹ھ مطابق ۲۸ جون-۲ جولائی ۲۰۰۸ء کو سعودی عرب میں مدینہ منورہ کے ہوٹل دار التقویٰ میں منعقد اپنے اکیسویں اجلاس میں وقف کے معیار کی منظوری دی۔

ضمیمہ (الف)

معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد

جنرل سیکرٹیریٹ نے ۵ ربیع الاول ۱۴۲۷ھ مطابق ۴ اپریل ۲۰۰۶ء کو ایک شرعی مشیر کو وقف کی شرعی مطالعاتی رپورٹ مرتب کرنے کی ذمہ داری سپرد کی۔

شرعی معیارات کی پہلی اور دوسری کمیٹی کے منعقدہ مشترکہ اجلاس میں جو کہ ۸ - ۹ ربیع الاول ۱۴۲۷ھ مطابق ۶-۷ اپریل ۲۰۰۶ء کو مکہ مکرمہ میں منعقد ہوا، کمیٹی نے شرعی مطالعاتی رپورٹ پر بحث و تمحیص کی، اور مشیر سے اس بحث اور ارکان کی آراء کی روشنی میں ضروری ترامیم معیار میں شامل کرنے کے لیے کہا۔

شرعی معیارات کی دوسری کمیٹی کے اجلاس منعقدہ ۱۹ شوال ۱۴۲۷ھ مطابق ۱۰ نومبر ۲۰۰۶ء کو منامہ (بحرین) میں کمیٹی نے معیار کے مسوّدہ پر بحث و تمحیص کی، اور بحث اور ارکان کی آراء کی روشنی میں مشیر سے مسوّدہ میں ضروری ترامیم شامل کرنے کے لیے کہا۔

مجلسِ شرعی نے اپنے سترہویں اجلاس میں جو کہ مکہ مکرمہ میں ۲۶ شوال ۱۴۲۷ھ - یکم ذیقعدہ ۱۴۲۷ھ مطابق ۱۸ - ۲۳ نومبر ۲۰۰۶ء کو منعقد ہوا، شرعی معیارات کی پہلی اور دوسری کمیٹی کی مجوّزہ ترامیم پر بحث کی، اور مناسب ترامیم شامل کیں۔

جنرل سیکریٹریٹ نے ۱۸ صفر ۱۴۲۸ھ مطابق ۸ مارچ ۲۰۰۷ء کی تاریخ پر بحرین میں جلسۂ سماعت منعقد کیا، جس میں مرکزی بینکوں، اداروں اور اکاؤنٹنگ فرمز کے نمائندے، ماہرینِ شریعت، یونیورسٹیوں کے اساتذہ اور دیگر متعلقہ ماہرین شریک ہوئے، جن کی تعداد تیس سے زائد تھی۔ جلسۂ سماعت میں پیش کی گئی آراء کو سنا گیا۔ شرع معیارات کی پہلی اور دوسری کمیٹی کے ارکان نے شرکاء کی طرف سے پیش کیے جانے

والے ملاحظات کا جواب دیا، اور ان پر تبصرہ کیا۔

مجلسِ شرعی نے ۲۶ شعبان - ۱ رمضان ۱۴۲۸ھ مطابق ۸ - ۱۲ ستمبر ۲۰۰۷ء کے دوران مکہ مکرمہ میں منعقدہ اپنے انیسویں اجلاس میں ان ترامیم پر بحث و تمحیص کی جو جلسۂ سماعت کے شرکاء نے پیش کی تھیں اور مناسب ترامیم شامل کرنے کے بعد اسی اجلاس میں معیار کو منظور کیا گیا۔

ضمیمہ (ب)

شرعی احکام کی بنیادیں

وقف کے مستحب کے درجے میں مشروع ہونے کی دلیل کتاب اللہ میں وارد خیر کے کام کرنے، اور نیکی کی جہات میں خرچ کرنے کا حکم ہے۔ اور یہ حدیث بھی اس کی دلیل ہے کہ "جب انسان مرجاتا ہے تو اس کے عمل کا ثواب رک جاتا ہے مگر تین طرح کے اعمال کے ثواب کا سلسلہ جاری رہتا ہے؛ صدقہ جاریہ ... الخ"،[1] صدقۂ جاریہ وقف پر محمول ہے یونکہ متصدَّق علیہ [جس پر وقف کے ذریعے صدقہ کیا گیا] اس کے اعیان کا مالک نہیں ہوتا کہ وہ ختم ہوجائیں۔ اور نبی کریم ﷺ کی ہدایت سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خیبر میں ایک زمین وقف کرنے کی حدیث، اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مثلاً حضرت عثمان اور حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہما کا عمل، اور اس پر اجماع، اور مساجد کے وقف پر اجماع بھی اس مشروعیت کی دلیل ہیں۔

وصیت کردہ وقف کے وجوب کی دلیل وصیت نافذ کرنے کا وجوب، اور اس میں تبدیلی یا اسے معطّل (بیکار) کرنے کا حرام ہونا ہے۔

اہل یا نسل پر وقف کی مشروعیت کی دلیل حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے وقف کی حدیث، اور اس کا در حقیقت ایک کارِ خیر کے لیے وقف ہونا ہے کیونکہ اس کی انتہاء خیر کی جہات میں ہونا واجب ہے۔

کسی غیر معین پر وقف کی صورت میں قبول کی شرط نہ لگانے کی دلیل یہ ہے کہ اس صورت میں قبول کا تصور نہیں ہوسکتا، البتہ اگر وقف کسی معین پر ہو تو اس سے قبول کرنے کا تصور ممکن ہے، اگرچہ یہ قبول ردّ نہ کرنے کی صورت میں ضمنی طور پر ہو۔ اور وقف باقی رہنے اور ردّ کرنے والے کا حق باطل ہونے کا حکم حنفیہ کا مذہب ہے، کیونکہ وقف کو ردّ کرنے والا اسے باطل کرنے کا مالک نہیں، بلکہ وہ صرف خود کو محروم کرنے کا

---

(۱) امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تخریج (۱۶۳۱) کی ہے۔

مالک ہے۔

عرف کے ذریعہ وقف کے ثابت ہونے کی دلیل یہ ہے کہ عرف کی دلالت معتبر ہے، اور یہ کسی شرعی حکم کے متصادم نہیں ہے۔

مؤقت وقف کی مشروعیت کا حکم مالکیہ اور امامیہ کا مذہب، اور حنفیہ میں امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کی ایک روایت ہے۔ اور اس کی بنیاد اس پر ہے کہ ثواب منقطع ہونے والی جہت پر وقف کرنے سے حاصل ہو جائے گا، اور اس سے دو فائدے حاصل ہوتے ہیں؛ ایک اس مدت کے دوران وقف کا فائدہ، اور دوسرا واقف کا فائدہ کیونکہ مستقبل میں وقف سے اس کی حاجت کا امکان ہے۔ اس صورت میں وقف پر ترغیب اور کارِ خیر کے اداروں کی وقتی حاجت پوری کرنے کے پہلو مخفی نہیں ہیں۔

مستقبل کی طرف مضاف وقف کے جواز کی دلیل وصیت پر قیاس ہے۔

واقف میں کامل اہلیت کی شرط اس لیے ہے کہ وقف ایک تبرع ہے، لہٰذا اس کے لیے تبرّع کی اہلیت شرط ہے۔

محجور علیہ [زیرِ پابندی] اور سفیہ [کم عقل] کے وقف کے ممنوع ہونے کی دلیل دائنین، خود کم عقل شخص، اور ان افراد سے ضرر دور کرنا ہے جو اس کے زیرِ کفالت ہیں۔ اور خود پر وقف کرنے کی صورت میں کوئی نقصان نہیں ہے۔ اور مرض الموت میں مبتلا مریض کے وقف کا حکم اس کی وصیت پر قیاس کیا گیا ہے۔

مسجد کے علاوہ دیگر اوقاف سے رجوع کے جواز کی دلیل حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کی حدیث، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث، اور عاریت پر قیاس ہیں۔

موقوف علیہ کے حرام جہت نہ ہونے پر اکتفاء، اور نیکی کی جہت کے شرط نہ ہونے کی دلیل یہ ہے کہ وقف تبرعات میں سے ہے، اور اس میں محض متبرّع علیہ [جس پر تبرع کیا گیا ہے] کی مشروعیت شرط ہے، اور یہی مالکیہ رحمہم اللہ کا مذہب ہے، حنفیہ رحمہم اللہ کا اس میں اختلاف ہے انہوں نے موقوف علیہ میں برّ کی جہت ہونا شرط قرار دیا ہے۔

وقف کے وقت غیر موجود شخص پر وقف کے جواز کی دلیل اولاد پر وقف کی احادیث ہیں خواہ نسل کتنی ہی بڑھتی جائے، اور چونکہ وقف صدقۂ جاریہ ہے، اور اس کا تقاضہ ہے کہ وقف انہیں بھی شامل ہو جن کا

وجود مستقبل میں ہوگا۔

وقف کی شخصیتِ اعتباریہ، اور متولی کی شخصیت اور ذمہ سے الگ مستقل مالی ذمہ داری کی دلیل یہ ہے کہ وقف اپنے لیے اور خود پر حقوق کے ثبوت کی صلاحیت رکھتا ہے، لہٰذا اگر متولی وقف کے لیے دَین لے تو وہ متولی پر دَین نہیں ہوگا، اور اگر وقف سے فائدہ اٹھانے والا اپنے واجبات کی ادائیگی میں تاخیر کرے تو وہ وقف کا مدیون ہوگا متولی کا نہیں، کیونکہ متولی کے لیے اسے دَین سے بری کرنے کا حق حاصل نہیں ہے۔

کسی شخص کی طرف سے تمام اموال کے وقف کو کم کرکے ایک تہائی تک محدود کرنے کی دلیل وصیت پر قیاس ہے تاکہ کسی شخص کے انتقال کے بعد ورثاء کی طرف منتقل ہونے والی چیز (واجب استحقاق) کو باقی رکھا جائے اور مصری قانونِ وقف میں اس کی صراحت ہے۔

منقول کے وقف کا بہر حال صحیح ہونا، اگرچہ اس میں باقی رہنے کی قابلیت نہ ہو، اس کی دلیل عہدِ نبوت اور خلفاءِ راشدین میں لوازمِ مسجد کا وقف ہے۔ اور جمہور فقہاء اسی موقف پر ہیں، اور حنفیہ رحمہم اللہ نے منقولات کے وقف میں عرف ہونے کی شرط لگائی ہے۔

نقود کا وقف صحیح ہونے کی دلیل یہ ہے کہ یہی اصل ہے، اور یہ امام زفر رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد محمد بن عبد اللہ الانصاری رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے، اور علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس قول کو اختیار کیا ہے۔ حصص اور صکوک کا وقف بھی اسی طرح ہے۔

منفعت کا وقف صحیح ہونے کی دلیل یہ ہے کہ وہ مال ہیں، لہٰذا ان پر عام حکم لاگو ہوگا۔ اور منفعت کے مؤقت ہونے کی دلیل وقف کی توقیت کا صحیح ہونا ہے۔

واقف کی شرعاً مقبول شرائط، جن میں دس شرائط بھی داخل ہیں، پر عمل واجب ہونے کی دلیل یہ حدیث مبارک ہے "مسلمان اپنی شرائط کے پابند ہیں"۔ اور واقف کی شرط کے خلافِ شریعت نہ ہونے کی دلیل سابقہ حدیث کے آخر میں وارد یہ استثناء ہے "سوائے ایسی شرط کے جو کسی حرام کو حلال، یا کسی حلال کو حرام کرتی ہو"۔

وقف کا متولی متعیّن کرنے کی دلیل اس حدیث میں ہے "وقف کے متولی پر کوئی حرج نہیں ہے"۔ نیز مصلحت بھی ایسے شخص کے وجود کا تقاضہ کرتی ہے جو وقف کی سرمایہ کاری کرے، اس کی آمدنی کو اکٹھا کرنے،

اور اسے مستحق لوگوں میں خرچ کرنے کے ذریعہ وقف کی نظامت سنبھالے۔

متولی کے واقف کی شرائط کا پابند ہونے کی دلیل یہ ہے کہ وقف تبرع ہے، اور تبرع شرائط کے ساتھ تقیید کو قبول کرتا ہے، اور اس کا شرعی احکام کا پابند ہونا واضح ہے۔

متولی کے خود کو یا اپنی اولاد کو کرایہ پر دینے کی ممانعت انسانی طبیعت کے مطابق اپنے یا اپنی اولاد کے لیے امتیازی سلوک، اور وقف کے لیے سود مند معاملہ اختیار نہ کرنے کا اندیشہ ہے۔

وقف کو عاریت پر دینے کی ممانعت کی دلیل یہ ہے کہ اس میں اس فائدہ کو فوت کرنا ہے جو وقف کی سرمایہ کاری سے مطلوب ہوتا ہے۔

ادھار کا معاملہ کرنے کا وقف کے ساتھ مقید ہونے کی شرعی ضرورت اور ایسی چیز کو موقوف علیہم پر خرچ نہ کرنے کی دلیل یہ ہے کہ دَین لینا محض وقف کو معطل [بیکار] ہونے سے بچانے کے لیے ہے تاکہ ضرر دور ہوسکے، اور پیداوار نہ ہونے کی صورت میں مستحق افراد پر خرچ نہ کرنے میں کوئی ضرر نہیں ہے۔

مختلف اوقاف کی آمدنیوں کو مخلوط کرنے کی دلیل یہ ہے کہ اس میں وقف کو باقی رکھنا ہے، اور یہ تمام اوقاف اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں، لیکن اگر تخصیص کی رعایت نہ کرنا مخصوص کردہ وقف کے ضیاع کا سبب بن رہا ہو تو تخصیص کی رعایت واجب ہے۔

مسجد کے تمام وقف سے فاضل اشیا کو دیگر مساجد میں لگانے کے جواز پر کویت کی "مجلسِ عامہ برائے فتویٰ" کا فتویٰ جاری ہوا ہے۔

متولی حضرات کی عدالتی نگرانی کی دلیل مصلحت کا حصول، اور حِسبہ کے تقاضوں کو پورا کرنا ہے۔ اس کا انتظام سب سے پہلے قاضیِ مصر توبہ بن نمیر نے کیا۔

غبنِ یسیر سے درگذر کرتے ہوئے وقف کے اثاثوں کو اجرتِ مثل پر کرایہ پر دینے کی دلیل طرف داری کی روک تھام اور وقف کی آمدنی کو ضائع کرنے سے بچانا ہے، اور اس پر فقہاء کا اتفاق ہے۔ اگر اجرتِ مثل بڑھ جائے، اور مستاجر قبول نہ کرے تو اجارہ فسخ کرنے کا حق ہونے کی دلیل حنفیہ رحمہم اللہ کا مذہب ہے، اس میں مالکیہ اور شافعیہ رحمہم اللہ کا اختلاف ہے کیونکہ اگر اجارہ معین مدت کے لیے ہو تو ان کے نزدیک فسخ نہیں کیا جاسکتا۔

فقہی تالیفات میں وقف کے اجارہ کے سلسلہ میں مقررہ صورتوں کی دلیل کسی پر ظلم یا کرایہ داروں کا مال ضائع کیے بغیر وقف اور کرایہ داروں سب کے لیے مشترکہ مصلحت کا حصول ہے۔

اداروں کی معرفت سے سرمایہ کاری کے جدید طریقوں کو [وقف کے لیے] استعمال کرنے کی دلیل یہ ہے کہ وہ روایتی طریقوں یعنی زمین کے اجارہ اور زراعت کے معنی میں ہیں، بلکہ یہ زیادہ نفع مند ہیں، اور اعیانِ وقف کے لیے اطمینان اور ضمان ثابت کرتے ہیں۔

اصلاح وترمیم کے لیے احتیاطی مقدار رکھنے کی دلیل یہ ہے کہ یہ نفع دینے کے لیے اعیانِ وقف کی صلاحیت میں دوام پیدا کرتا ہے، اور فقہاء کی بڑی تعداد نے اس کی صراحت کی ہے۔

استبدال کی مشروعیت کی دلیل پیداوار کی زیادتی اور مصالح کے اضافہ کا حصول ہے۔

ضمیمہ (ج)

فرہنگ

وقف

کارِ خیر اور نیکی کے کاموں میں عین کے منافع کا صدقہ کرنے کے ساتھ اس میں تصرف سے روک دینا، جیسا کہ اس سے موقوفہ اموال بھی مراد ہوتے ہیں۔

اہل (نسل) پر وقف

اس میں موقوفہ اموال کی پیداوار یا منافع کسی خاص مدت کے لیے خود واقف، اس کی نسل، مخصوص اشخاص یا کسی متعین جہت کے لیے ہوتے ہیں۔

کارِ خیر کا وقف

اس میں موقوفہ اموال کی پیداوار یا منافع، اشخاص یا جہات کے تعیّن کے بغیر نیکی اور خیر کی وجوہ کے لیے ہوتے ہیں۔ بعض اوقات یہ مطلق ہوتا ہے، خواہ ابدی ہو یا محدود وقتی ہو۔

اعیانِ وقف

وہ اموال جن سے عین کی بقاء کے ساتھ نفع حاصل کیا جاتا ہے، مثلاً زمینیں، جائیداد، باغات، مساجد، آلات اور اسی جیسی دیگر اشیا۔

حکر یا تحکیر

ایسا عقدِ اجارہ جس میں تعمیر کرنے یا درخت وغیرہ لگانے کی خاطر موقوفہ زمین کے اس وقت تک

کرایہ دار کے پاس رکھنے کا قصد ہو جب تک وہ اجرتِ مثل ادا کرتا رہے، یا مدّت متعین کیے بغیر کسی معین غرض کے لیے زمین کو اجارہ پر دیکر آمدنی حاصل کرنا ہے، لہٰذا محتکر بقاء اور قرار کے حق کا مالک ہوگا، اور یہ کسی صحیح عقد کے ذریعہ ہوگا، یا ضمنی طور پر اس طرح ہوگا کہ زمین کو کسی معین مدت کے لیے اجارہ پر دیا جائے، پھر کرایہ دار کو تعمیر یا درخت وغیرہ لگانے کی اجازت دیدی جائے۔

جب مدت پوری ہوجائے، اور کرایہ دار کی رغبت اجرتِ مثل کے ساتھ باقی رہنے میں ہو تو وہ (وقف کا کرایہ دار رہ سکتا ہے) تاکہ اسے ضرر لاحق نہ ہو۔ استبدال ممکن نہ ہونے کی صورت میں یہ اس کا متبادل ہے۔ اور یہ ایسا مالی حق ہے جس میں وراثت جاری ہوتی ہے۔

ارصاد یا تخصیص

کسی عام مصلحت، جیساکہ مدارس، ہسپتالوں، اور کارہائے خیر کے لیے حاکم بیت المال کی مملوکہ زمینوں میں سے کوئی زمین وقف کرے (یعنی مخصوص کردے)، اسے (اصطلاحاً) وقف نہیں کہا جاتا، کیونکہ یہاں واقف اس زمین کا مالک نہیں ہوتا جسے اس نے وقف کیا ہے۔

حقِ قرار [باقی رہنے کا حق]

زراعت کے لیے کرایہ پر لی گئی زمین میں تعمیر یا درخت لگانے کا ترجیحی حق، اور دکانوں اور صنعتوں کی نسبت سے اسی میں سے ایک نوع کو «كدك» کہا جاتا ہے۔

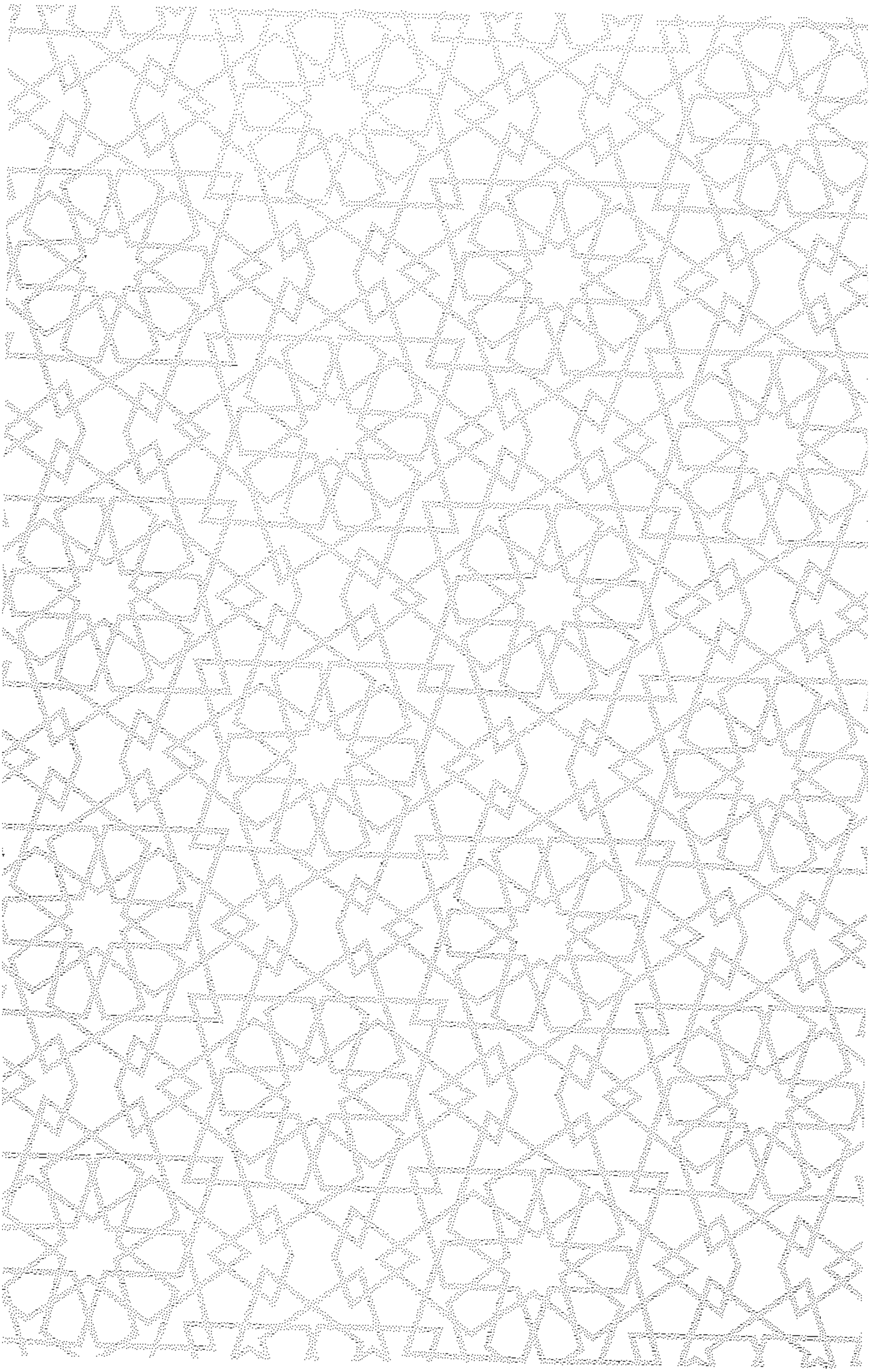

شرعی معیار نمبر (۳۴)

افراد کو اجرت پر رکھنا

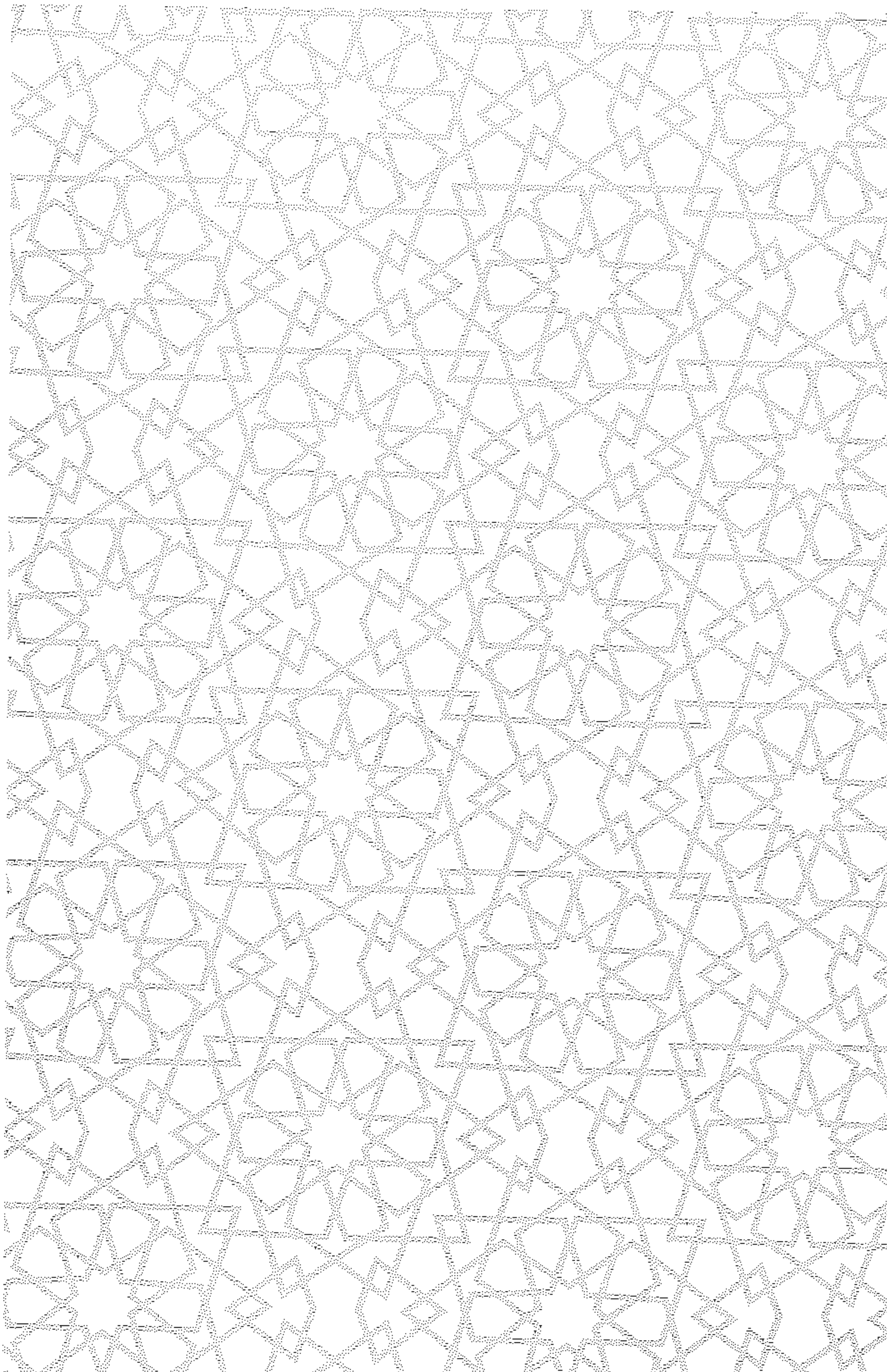

فہرست

دیباچہ ۸۷۰
معیار کا متن ۸۷۱
۱- معیار کا دائرۂ کار ۸۷۱
۲- افراد کو اجرت پر رکھنے کی تعریف ۸۷۱
۳- منفعت (خدمت) کو اجرت پر لینے کا وعدہ کرنا ۸۷۱
۴- افراد کو اجرت پر رکھنے کے عقد کی تکمیل ۸۷۲
۵- اجارہ کا محل [موضوع] ۸۷۴
۶- اجرت یا منفعت کی ادائیگی کی ضمانتیں ۸۷۹
۷- اجیر اور اجرت پر لینے والے کی ذمہ داریاں ۸۷۹
۸- افراد کو اجرت پر رکھنے کے عقد میں ہنگامی صورتِ حال، منسوخی، اختتام اور اس کی تجدید . ۸۸۰
۹- معیار کے اجرا کی تاریخ ۸۸۲
معیار کی منظوری ۸۸۳
ضمیمہ جات
ضمیمہ (الف) معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد ۸۸۴
ضمیمہ (ب) شرعی احکام کی بنیادیں ۸۸۶

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على أشرف المرسلين، سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه أجمعين.

دیباچہ

اس معیار میں افراد کو اجرت پر رکھنے اور اس کی دونوں قسموں کے شرعی احکام بیان کرنا مقصود ہے۔ پہلی قسم میں اجیرِ خاص کی منفعت (خدمت) پر اجارہ کیا جاتا ہے، دوسری قسم میں اجیرِ مشترک کی منفعت پر اجارہ واقع ہوتا ہے، خواہ وہ منفعت متعیّن ہو یا اوصاف کی بنیاد پر اجیر کے ذمہ واجب ہو۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ ضابطے بھی بیان کیے جائیں گے جن کی رعایت کرنا تمام اسلامی مالیاتی اداروں (ادارہ/ادارے)[1] پر ضروری ہے، خواہ وہ ادارہ اجیر ہو یا اجرت پر لینے والا ہو۔

والله الموفّق...

(۱) ”ادارہ/ادارے“ کی اصطلاح یہاں اختصار کی غرض سے اسلامی مالیاتی اداروں کے لیے استعمال کی گئی ہے جن میں اسلامی بینک بھی شامل ہیں۔

معیار کا متن

۱- معیار کا دائرۂ کار

یہ معیار افراد کی منفعت (خدمات اور کام) کے اجارہ پر مشتمل ہے خواہ یہ اجارہ مالیاتی اداروں اور دیگر اداروں کے درمیان ہو، یا مالیاتی اداروں اور افراد کے درمیان ہو، ان میں سے کوئی بھی فریق اجیر ہو یا اجرت پر لینے والا۔ اس معیار میں مضاربہ، سرمایہ کاری کی وکالت، درختوں کی آبپاشی، مزارعت [بٹائی پر کھیتی باڑی]، شجرکاری اور استصناع کے عقود زیر بحث نہیں لائے جائیں گے۔

۲- اشخاص کے اجارہ کی تعریف

ایسا عقد جو کسی حقیقی یا قانونی شخص کی منفعت (خدمت یا کام) پر معلوم اجرت کے عوض واقع ہو، خواہ وہ منفعت متعین ہو یا اوصاف کی بنیاد پر اجیر کے ذمہ واجب ہو، مثلاً تعلیم، صحت، مشاورت فراہم کرنا یا ان جیسی دیگر خدمات۔

۳- منفعت (خدمت) کو اجرت پر لینے کا وعدہ کرنا

۱/۳ شرعاً کسی ایسے عمومی معاہدہ کی ممانعت نہیں ہے جو ادارے اور گاہک کے مابین اجارہ کے متعلقہ امور کو منظم کرے کہ درجِ ذیل شرائط وضوابط کی روشنی میں ہمارے معاملات انجام پائیں گے، ایسی صورت میں ہر معاملے کے لیے علیحدہ علیحدہ عقدِ اجارہ ایک مستقل دستاویز کی صورت میں انجام دیا جانا ضروری ہے جس پر دونوں فریقوں کے دستخط ہوں۔ [اس صورت میں] ایجاب وقبول کے نوٹسوں کا تبادلہ کرلیا جائے اور ان نوٹسوں میں اُن عمومی شرائط کا حوالہ دے دیا جائے جو عمومی معاہدہ میں مذکور ہوئیں۔

۲/۳ ادارے کے لیے جائز ہے کہ وہ اجرت پر لینے کا وعدہ کرنے والے سے کچھ پیشگی رقم کی

ادائیگی کا مطالبہ کرے جسے وہ اپنے پاس رکھے گا۔ یہ رقم وعدہ پورا کرنے میں سنجیدگی اور اس پر مرتب ہونے والی ذمہ داریوں کی ضمانت ہوگی، لیکن اس شرط کے ساتھ کہ وعدہ سے پھر جانے کی صورت میں اس رقم سے صرف اتنی کٹوتی کی جائے جتنا اسے حقیقی نقصان ہوا۔ یہ پیشگی رقم جو سنجیدگی کی ضمانت کے لیے پیش کی گئی تھی وہ یا تو بطور امانت ادارے کے پاس ہوگی جس میں کسی قسم کا تصرف جائز نہیں ہے، یا اسے بطور مضاربہ شرعیہ یا گاہک اور ادارے کے درمیان بین سرمایہ کاری کی وکالت کی بنیاد پر کاروبار میں لگایا جائے گا۔ یا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ گاہک اُس رقم کو پہلے سے کھلوائے گئے اپنے کرنٹ اکاؤنٹ میں ادارے کے لیے بطور ضمانت منجمد کر دے، ایسی صورت میں یہ رقم ادارے کے ضمان میں ہوگی۔ عقد کرتے وقت گاہک کے ساتھ اس بات پر اتفاق کرنا جائز ہے کہ یہ رقم اجارۂ معجلہ کی پیشگی قسطوں کے طور پر ہوگی۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۹) ''اجارہ اور اجارہ منتہیہ بالتملیک''، شق ۲/۳۔

۴- افراد کو اجرت پر رکھنے کے عقد کی تکمیل

۱/۴ افراد کا اجارہ ہر اُس چیز سے منعقد ہو جاتا ہے جو عرف میں اُس پر دلالت کرے، خواہ وہ لفظ ہو یا تحریر ہو یا مواصلات کی جدید صورتوں میں سے کسی ذریعے سے ہو۔

۲/۴ عقد کے دونوں فریقوں (اجیر اور اجرت پر لینے والے) کے لیے اہلیتِ ادا (وکیل بنانے اور بننے کی صلاحیت) کا پایا جانا شرط ہے، دونوں فریقوں کی کامل اہلیت کے بغیر عقدِ اجارہ مکمل نہیں ہوتا۔

۳/۴ اجیرِ خاص وہ ہے جو کسی ایک اجرت پر لینے والے کے لیے اُسی کی نگرانی میں کام کرے، اسے یہ حق حاصل نہیں ہے کہ اجارہ کے اوقات میں کسی دوسرے شخص کے لیے اجرت پر لینے والے کی اجازت کے بغیر کام کرے۔

اجیرِ مشترک وہ ہے جو ایک سے زیادہ فریقوں کے لیے کام کرے، اس قید کے بغیر کہ فلاں

وقت میں فلاں اجرت پر لینے والے کے لیے کام کرے گا کسی اور کے لیے نہیں، بلکہ اسے یہ حق ہے کہ وہ جس کے لیے چاہے کام کرے۔

۴/۴ اجیرِ خاص کے اجارہ میں کام کی مدت اور جو ذمہ داری اسے سونپی گئی ہے اس کی نوعیت سے سے علم کا تعیّن ہو جاتا ہے۔ جہاں تک اجیرِ مشترک کا تعلق ہے تو اُس میں کام، اُس کی نوعیت اور اس کے اوصاف سے علم کا تعیّن ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ اُس میں مدت بھی بیان کی جاسکتی ہے۔ ایسی صورت میں اجیر کے لیے ضروری ہوگا کہ وہ مقررہ وقت میں کام مکمل کرے۔ کام کی مدت ذکر کیے بغیر اگر اجیرِ مشترک کا عقدِ اجارہ انجام پاتا ہے تو وقت کا دارومدار عرف پر ہوگا۔

۵/۴ چیز کے ضیاع کی صورت میں اجیرِ خاص ضامن نہیں ہوگا سوائے اس کے کہ اس نے زیادتی یا کوتاہی کی ہو یا شرائط کی خلاف ورزی کی ہو۔

۶/۴ اگر چیز تلف ہو جاتی ہے تو اجیرِ مشترک مطلقاً ضامن ہوگا، الّا یہ کہ اُس ضیاع کا سبب ایسا عام ہو جس سے بچنا ناممکن ہوتا ہے۔ لیکن یہ حکم سرمایہ کاری کے وکیل پر لاگو نہیں ہوگا جسے مال کو کاروبار میں لگانے اور ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے کی اجازت ہوتی ہے۔ لہٰذا وہ ضامن نہیں ہوگا سوائے زیادتی یا کوتاہی کی صورت میں کیونکہ یہ عقدِ وکالت کا تقاضا ہے، برخلاف اجیرِ مشترک کے کہ جس چیز پر کام کرنے کے لیے اسے اجرت پر لیا گیا ہے کہ اس کی حفاظت کرنا اُس کی ذمہ داری ہے۔

۷/۴ افراد کے اجارہ کا عقد عقدِ لازم ہے۔ جب تک دونوں فریق متفق نہ ہوں تب تک اسے کوئی ایک نہ منسوخ کرنے کا اختیار رکھتا ہے اور نہ ہی اس میں ترمیم کرنے کا۔ ہاں اگر عقد کی شرائط میں سے کسی شرط میں خلل واقع ہو یا غیر متوقع ہنگامی حالات ایسے بن جائیں جن کی بنا پر اسے تکمیل تک پہنچانا ناممکن ہو تو اِن صورتوں میں یکطرفہ طور پر منسوخ کیا جاسکتا ہے۔

۸/۴ اجیرِ خاص کے عقد میں کام شروع کرنے کی مدت متعیّن کرنا ضروری ہے۔ اُس کی ابتداء

تاریخِ عقد سے ہوتی ہے جب تک دونوں فریق مدتِ اجارہ شروع کرنے کے لیے کسی اور مدت کے تعیّن پر اتفاق نہ کرلیں، جو "اجارہ مضافہ" کے نام سے مشہور ہے، یعنی جس میں بوقتِ عقد طے کرلیا جاتا ہے کہ اسے مستقبل میں نافذ کیا جائے گا۔

۹/۴ اگر اجیرِ خاص عقدِ اجارہ میں مقرر کیے جانے والے وقت پر خود کو پیش نہیں کرتا تو وہ بقدرِ تاخیر اجرت کا مستحق نہیں ہوگا، لہٰذا اُس کی تنخواہ سے کٹوتی کی جائے گی۔ ایسی صورت میں اجرت پر لینے والے کو عقد منسوخ کرنے کا حق حاصل ہے۔ البتہ اگر دونوں فریق اُس تاخیر کے بدلے عقد کے مقررہ وقت کے بعد کسی اور متبادل مدت پر متفق ہوجاتے ہیں تو پھر کوئی مضائقہ نہیں۔

۱۰/۴ اجیرِ مشترک سے مدت مقرر کی جاسکتی ہے کہ وہ اتنی دیر میں کام مکمل کرے گا۔ اگر مقررہ وقت میں وہ کام مکمل نہیں کرتا تو اجرت پر لینے والا عقد منسوخ کرسکتا ہے، اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ نئی مدت پر اتفاق کرلیں۔

۱۱/۴ افراد کے اجارہ کی دونوں قسموں میں بوقتِ عقد عربون [بیعانہ] لینے کی شرعاً ممانعت نہیں ہے۔ عقدِ اجارہ کے نفاذ کی صورت میں عربون [بیعانہ] پیشگی اجرت کا حصہ ہوگا، اور اگر عقد نافذ نہیں ہوتا تو بیعانہ اجیر کا ہوگا۔ بہتر یہ ہے کہ عقد نافذ نہ کرنے کی وجہ سے اجیر کو حقیقی جو نقصان ہوا ہے اتنی مقدار کی کٹوتی کرنے کے بعد بقیہ رقم اجرت پر لینے والے کو واپس کر دے۔

۵- اجارہ کا موضوع

اجارہ کا موضوع منفعت (خدمت یا کام) اور اجرت ہے۔

۱/۵ منفعت (خدمت یا عمل) کے احکام

۱/۱/۵ جس شخص کی جس منفعت پر عقد منعقد ہورہا ہے اس کے بارے میں اِس طرح سے جاننا شرط ہے کہ اُس میں کسی قسم کا ابہام نہ ہو۔ نیز اجیر اسے انجام دینے کی

قدرت بھی رکھتا ہو اور وہ شرعاً مباح بھی ہو۔

۲/۱/۵ منفعت کو کام یا مدت سے متعین کیا جا سکتا ہے، اسی طرح اِن دونوں کے ذریعہ تعیّن بھی ہو سکتا ہے۔ اجیر اگر مقررہ مدت میں کام مکمل کرلیتا ہے تو پوری اجرت کا حقدار ہوگا، اور اگر مقررہ مدت میں کچھ کام کرلیتا ہے اور کچھ نہیں تو پھر دو صورتیں ہوں گی۔ ایک یہ کہ اگر اس کے نامکمل کام سے کسی قسم کا فائدہ حاصل نہیں کیا جا سکتا تو اجیر اجرت کا حق دار نہیں ہوگا۔ دوسری صورت یہ کہ نامکمل کام سے فائدہ حاصل کیا جا سکتا ہے لیکن اجرت پر لینے والا مدت بڑھانے پر راضی نہیں ہے تو ایسی حالت میں اجیر اجرتِ مثل کا حقدار ہوگا۔

۳/۱/۵ معین افراد کے اجارہ کے عقد میں اجرت پر لینے والے کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہی منفعت اجیروں کی اجازت کے بغیر کسی اور کو اجرت پر سپرد کر دے، البتہ اگر عقد میں اس قسم کی وضاحت کی گئی ہو یا دونوں فریق رضا مند ہوں تو پھر کوئی مضائقہ نہیں۔ اگر افراد کا اجارہ موصوف فی الذمہ ہو تو پھر اجرت پر لینے والا اوصاف میں اُس جیسی منفعت (متوازی اجارہ) کسی اور کو اجرت پر دے سکتا ہے۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۱۷) "سرمایہ کاری صکوک"، شق ۱۰/۲/۵۔

۴/۱/۵ محلِ منفعت (خدمت) کے مناسب استعمال کے حوالہ سے جن مناسب اور شرعاً جائز شرطوں پر عقدِ اجارہ میں اتفاق ہوا تھا اُن تمام کی پابندی کرنا اجرت پر لینے والے پر لازم ہے۔

۵/۱/۵ جو اجارہ متعیّن منفعت (خدمت) پر واقع ہو اس کے صحیح ہونے کے لیے یہ شرط ہے کہ اجیر (ادارہ) اُس منفعت کا مالک ہو اور اُس میں تصرف بھی کر سکتا ہو۔ یعنی جو اجرت پر لینے والا اُس سے خدمت یا کام کرائے پر لینا چاہ رہا ہے حقیقی یا حکمی طور پر اجیر اسے ادا کرنے کی قدرت رکھتا ہو۔ اجارہ معیّنہ میں ادارے کے لیے منفعت کے مالک بننے اور اُس میں تصرف کی قدرت حاصل کرنے سے پہلے

گاہک سے عقد کرنا جائز نہیں ہے۔

۵/۱/۶ ایسی منفعت (خدمت) جس کے اوصاف اس طرح سے بیان کیے گئے ہوں کہ اس میں کسی قسم کی جہالت نہ ہو جو نزاع کا سبب بنے اُس پر اجارہ کرنا جائز ہے۔ ایسی صورت میں ضروری نہیں ہے کہ اجیر اس منفعت کا مالک ہو بلکہ دونوں فریق اس پر اتفاق کر سکتے ہیں کہ اوصاف کی بنیاد پر طے کردہ خدمت مقررہ وقت پر فراہم کی جائے گی۔ اس میں اس امر کا خیال کرنا ضروری ہے کہ اجیر اتنے وقت میں اس خدمت کا مالک بن سکتا ہو اور اجرت پر لینے والے کو خود یا کسی اور کے ذریعے منفعت پیش کرنے کی قدرت رکھتا ہو۔ اس میں اجرت پیشگی ادا کرنا ضروری نہیں ہے الّا یہ کہ عقد لفظِ سَلَم یا سلف سے انجام پائے۔ اگر اجیر نے اجرت پر لینے والے کو منفعت مطلوبہ اوصاف کے مطابق پیش نہیں کی تو اسے رد کرنے اور اُن اوصاف کے مطابق خدمات کا مطالبہ کرنے کا حق حاصل ہے جن پر اتفاق ہوا تھا۔

۵/۲ اجرت کے احکام

۵/۲/۱ اجرت اس طرح سے معلوم ہونی چاہیے کہ اُس میں اختلاف کا احتمال نہ ہو خواہ وہ نقد رقم ہو، ساز و سامان ہو یا منفعت (خدمت)۔ اجرت ایک مقررہ رقم بھی ہو سکتی ہے یا تبدیل ہونے والی بھی، جس کا طریقۂ کار دونوں فریقوں کو معلوم ہونا چاہیے۔

۵/۲/۲ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مکمل کام کے لیے ایک اجرت مقرر کر دی جائے کہ جب وہ سارا کام انجام دے دے گا تو وہ اُس پوری رقم کا مستحق قرار پائے گا، یا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کام کو مختلف مرحلوں میں تقسیم کر دیا جائے۔ اور ہر مرحلے کی تکمیل پر اجرت میں اس مرحلہ کی قسط اسے سپرد کر دی جائے، اسی طرح یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اجرت اس مدت کی بنیاد پر طے کی جائے جس میں اجیر اجرت پر لینے والے کے

لیے کام کرے گا، مدت مکمل ہونے پر اجرت کا استحقاق ہو۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مدت کو مختلف حصوں میں تقسیم کر دیا جائے، ہر حصے کے مکمل ہونے پر اجیر اجرت میں سے اس مدت کی قسط کا حق دار ٹھہرے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اجرت کو کام اور مدت دونوں کے ساتھ مربوط کر دیا جائے، کہ وہ اجرت کا تب حقدار ہو گا جب اتنی مدت میں پورا کام مکمل کرے گا۔ دیکھیے شق ۹/۲/۵۔

۳/۲/۵ اجرت عقد سے واجب ہوتی ہے۔ منفعت کے حاصل کر لینے یا اس کے حاصل کر لینے کی قدرت سے اجیر مستحق قرار پاتا ہے، جبکہ اجیر خود کو اجرت پر لینے والے کے سپرد کر دے اگرچہ وہ اس کے ذمہ کوئی کام نہ لگائے۔ عقد مکمل ہونے کے بعد اجیر کو اجرت یکمشت یا مختلف قسطوں میں حسبِ اتفاق ادا کی جا سکتی ہے اور اس میں شرعاً کوئی ممانعت نہیں ہے۔

۴/۲/۵ اجیر کی اجرت متغیر بھی ہو سکتی ہے، لیکن پہلے دورانیے کے لیے ضروری ہے کہ متعین رقم کی صورت میں طے ہو۔ اس کے بعد اگلے دورانیوں کے لیے اجرت کو قابلِ اعتماد منضبط اشاریے سے وابستہ کیا جا سکتا ہے کہ مقررہ دورانیہ شروع ہونے سے قبل اجرت اس اشاریے کی روشنی میں یکمشت طے کر لی جائے۔ اس اشاریے کے لیے ضروری ہے کہ دونوں فریقوں کو اس کے بارے میں علم ہو اور اس کے ساتھ اجرت کو مربوط کرنے پر متفق ہوں۔ نیز اس میں اختلاف کا اندیشہ بھی نہ ہو، کیونکہ یہی اشاریہ اگلے دورانیے جن کی اجرت مقرر کرنی ہے ان کے لیے اجرت بنے گا۔ اس کے علاوہ اس اشاریے کی اعلیٰ اور ادنیٰ حد بھی متعیّن کر دی جائے۔

۵/۲/۵ دونوں فریقوں کے اتفاق سے اگلے مرحلوں کی اجرت میں ترمیم کی جا سکتی ہے (یعنی وہ مدت جس میں خدمت کے ذریعے ابھی تک کسی قسم کا فائدہ حاصل نہیں کیا گیا)۔ جہاں تک گزشتہ عرصے کی بات ہے جس میں ابھی تک اجرت کی ادائیگی نہیں

ہوئی وہ اجرت پر لینے والے کے ذمے دَین ہوگئی جس میں اضافہ (ریشیڈولنگ) کی شرط لگانا جائز نہیں ہے۔

۶/۲/۵ اجیر کو جس چیز کی تیاری کی ذمہ داری سونپی گئی ہے اُس کا یا اس کی پیداوار کا متناسب حصہ مثلاً ۱۰ فیصد بطور اجرت مقرر کرنا جائز ہے۔

۷/۲/۵ عقد میں یہ شرط لگانا جائز ہے کہ اگر اجرت پر لینے والا اجرت کی کسی قسط کی ادائیگی میں تاخیر کرتا ہے یا عذرِ معتبر کے بغیر اجرت دینے سے منع کرتا ہے تو اسے معقول عرصے کے لیے ایک نوٹس جاری کیا جائے گا۔ اگر اس کے باوجود اجرت پر لینے والا اجرت ادا نہیں کرتا تو باقی تمام قسطیں فوری واجب الادا ہو جائیں گی۔ ایسی صورت میں تمام مؤجل قسطوں کی ادائیگی مقررہ مدت سے پہلے واجب ہوگی، لیکن اجیر تب تک اُن رقوم کا حتمی طور پر مالک نہیں ہوگا جب تک مطلوبہ کام مقررہ مدت میں مکمل نہیں کر لیتا۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۸) "مرابحہ"، شق ۵/۱۔

۸/۲/۵ یہ شرط لگانا جائز نہیں ہے کہ اگر اجرت پر لینے والا اجرت (جو کہ اس کے ذمے دَین ہو چکی ہے) کی ادائیگی میں تاخیر کرتا ہے تو اسے کچھ اضافی رقوم دینی ہوں گی۔ البتہ ٹال مٹول کرنے والے متاجر سے عقد میں عہد لیا جا سکتا ہے کہ اجرت کی ادائیگی کی تاخیر کی صورت میں وہ اتنی رقم یا اجرت کا اتنا فیصد صدقہ کرے گا، بشرطیکہ یہ رقم ادارے کی مجلسِ شرعی کے علم میں لا کر وجوہِ خیر میں صرف کی جائے۔

۹/۲/۵ مختلف اجرتیں متعین کرنا جائز ہے، کہ اجیر اگر مقررہ وقت میں اپنا کام جلدی مکمل کر لیتا ہے تو اسے اتنی رقم دی جائے گی اور اگر وہ پہلی مدت کے مقابلہ میں زیادہ عرصہ میں کام مکمل کرتا ہے تو پھر وہ اتنی رقم کا حق دار ہوگا جو پہلی رقم سے کم ہوگی۔ اسی طرح اجرت کو دو جگہوں یا دو مختلف قسموں یا دو مختلف مہارتوں کے ساتھ بھی مربوط کیا جا سکتا ہے۔

۶- اجرت یا منفعت کی ادائیگی کی ضمانتیں

۱/۶ اجیر اجرت کے حصول کو یقینی بنانے کے لیے تمام جائز ضمانتیں لے سکتا ہے۔ اسی طرح اجرت پر لینے والے کے لیے بھی جائز ہے کہ وہ اجیر سے تجاوز اور زیادتی، کوتاہی یا شرائط کی خلاف ورزی کی صورت میں عوض کی ادائیگی کے لیے ضمانت لے، مثلاً رہن، کفالہ، حق کا حوالہ اور مقاصہ [set off]۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۵) "ضمانتیں"، شق ۲/۳۔

۲/۶ اجرت پیشگی ادا کرنے کی شرط رکھنا جائز ہے، جیسا کہ بعد میں اور قسطوں میں ادا کرنے کی شرط لگانا بھی جائز ہے۔ اگر پیشگی ادا کی گئی اجرت کی صورت میں اجارہ مقررہ مدت سے پہلے ختم ہو جاتا ہے تو یہ پیشگی اجرت تصفیہ کے تحت ہوگی۔ مقررہ مدت آنے کے باوجود اجیر اگر اجرت کا مطالبہ کرنے میں تاخیر کرتا ہے تو وہ اس کی طرف سے درگزر اور مہلت شمار ہوگی، نہ کہ اجرت پر لینے والے کا حق۔ شق (۲/۲/۵) کی رعایت کرتے ہوئے۔

۷- اجیر اور اجرت پر لینے والے کی ذمہ داریاں

۱/۷ اجیر کی ذمہ داریاں

۱/۱/۷ اجیرِ خاص پر واجب ہے کہ وہ اجرت پر لینے والے کے مفاد میں اپنی منفعت خرچ کرے، مدت کی پابندی کرے اور اُس کی اجازت یا معتبر ذمہ داری کی ادائیگی کے علاوہ اس کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہاں سے غائب ہو۔

اجیرِ مشترک پر واجب ہے کہ وہ حسب اتفاق کام کی تکمیل کرے۔ اگر عقد میں مدت کی شرط رکھی گئی ہو تو اُس کی پابندی کرنا ضروری ہے۔

۲/۱/۷ اگر اجارہ معین کام پر ہو جو اجیر سے کروانا مطلوب ہو تو اصل یہ ہے کہ اجیر خود کام انجام دے۔ البتہ اگر اس کے برعکس عقد میں کوئی وضاحت موجود ہو تو پھر کوئی اور بھی کر سکتا ہے۔ مگر وہ اجارہ جس میں اوصاف کی بنیاد پر اجیر کو ذمہ داری سونپی گئی ہو اُس میں یہ شرط نہیں ہوتی کہ وہ خود کام انجام دے بلکہ اُس میں اُن تمام

اوصاف کی پابندی کرنا ضروری ہوتا ہے جن کا ذکر عقد میں ہوا۔

۷/۱/۳ اشخاص کے اجارہ میں شرطِ جزائی رکھنا جائز ہے کہ اگر اجیر کام (خدمت) مقررہ مدت میں انجام نہیں دے پاتا تو اسے اتنی رقم اجرت پر لینے والے کو دینی ہوگی۔ لیکن یہ رقم مقرر کرنے میں لوگوں کے عرف اور عدل وانصاف کو مدنظر رکھنا ہوگا۔

۷/۲ اجرت پر لینے والے کی ذمہ داریاں

۷/۲/۱ اجرت پر لینے والے کی ذمہ داریاں درج ذیل ہیں:

(الف) اجرت پر لینے والے پر اجرت کی ادائیگی حسب اتفاق لازم ہے خواہ وہ پیشگی ہو یا مؤجل ہو یا قسطوں میں۔ اگر اس قسم کا کوئی اتفاق نہیں پایا جاتا تو کام مکمل کرنے کے بعد مطلوبہ اجرت کی ادائیگی واجب ہوگی، جب کہ اجرت پر لینے والا اُس منفعت سے فائدہ حاصل کرنے کی قدرت رکھتا ہو۔ اور اگر اجیرِ خاص ہے تو مدت ختم ہونے کے بعد اجرت کی ادائیگی واجب ہوگی۔ مقررہ وقت میں مطالبہ کے باوجود اجرت ادا نہ کرنے کی صورت میں اجیر کو کام روک دینے کا حق حاصل ہے اور چاہے تو اجرت پر لینے والے کو منفعت (خدمت) سے فائدہ اٹھانے سے منع بھی کر سکتا ہے۔

(ب) اگر کام ایسا ہے جس میں آلات وغیرہ کی ضرورت ہے تو اجرت پر لینے والے کے لیے اجیر کو وہ سب مہیا کرنا ضروری ہے۔ یا پھر یہ شرط رکھی گئی ہو کہ آلات وغیرہ کا بندوبست اجیر خود کرے گا، تو ایسی صورت میں اس پر لازم ہے کہ وہ خود پر رکھی گئی شرط پورا کرے۔

۸- افراد کے اجارہ کے عقد میں ہنگامی صورتِ حال، منسوخی، اختتام اور اس کی تجدید

۸/۱ اجارہ میں ہنگامی صورتِ حال

۸/۱/۱ اجیرِ خاص یا مشترک کی اگر موت واقع ہوگئی یا اُس میں مکمل طور پر اہلیت ختم ہوگئی،

یا وہ حادثے کا شکار ہو گیا یا بیمار پڑ گیا جس کی وجہ سے ہمیشہ کے لیے یا اتنے طویل عرصے کے لیے کام انجام دینے سے معذور ہو گیا جس میں عام طور پر اجرت پر لینے والا اتنے عرصے کے لیے صبر نہیں کر سکتا، یا اگر اجیر ادارے کی شکل میں تھا اور وہ تحلیل ہو گیا یا دیوالیہ ہو گیا یا اس کی سرگرمیوں کو منجمد کر دیا گیا، اِن تمام حالتوں میں اگر اجارہ حسبِ عقد یا عرف اجیر کی ذات سے متعلق تھا تو وہ فسخ ہو جائے گا۔

۸/۱/۲ اگر اجیر مطلوبہ طریقے سے خدمات انجام دینے سے منع کرتا ہے اور اپنا صحیح متبادل بھی پیش نہیں کرتا جس پر دونوں متفق ہوں تو ایسی صورت میں اجرت پر لینے والے کو عقد فسخ کرنے اور اُس ممانعت کی وجہ سے اسے جو حقیقی نقصان ہوا اُس کا عوض لینے کا حق حاصل ہے۔

۸/۲ اجارہ کی تنسیخ، اختتام یا تجدید

۸/۲/۱ اگر منفعت مکمل طور پر تلف ہو جائے تو عقد فسخ ہو جاتا ہے، اور اگر جزوی طور تلف ہو تو اجرت پر لینے والے کو فسخ کرنے کا حق حاصل ہے۔ وہ منفعت جو اوصاف کی بنیاد پر اجارہ میں پیش کی گئی تھی اس کے ضائع ہونے سے عقد فسخ نہیں ہوتا بلکہ اجیر پر لازم ہے کہ وہ اُس جیسی منفعت پھر سے پیش کرے۔

۸/۲/۲ دونوں فریقوں کی رضامندی سے عقد منسوخ کرنا جائز ہے، غیر متوقع اور ہنگامی حالات کے علاوہ کوئی فریق تنہا اسے فسخ نہیں کر سکتا۔ اگر منفعت (خدمت) میں ایسا نیا عیب پایا جائے جس کی وجہ سے فائدہ حاصل کرنے میں خلل واقع ہو تو ایسی صورت میں اجرت پر لینے والا اجارہ فسخ کر سکتا ہے۔ نیز جس نے اپنے لیے خیارِ شرط رکھا ہو وہ مقررہ مدت میں خیارِ شرط کی وجہ سے بھی فسخ کرنے کا حق رکھتا ہے۔

۸/۲/۳ اجیر یہ شرط رکھ سکتا ہے کہ اگر اجرت پر لینے والے نے اجرت کی ادائیگی نہ کی یا اُس میں تاخیر کی یا مقررہ وقت پر ایک یا کچھ قسطیں ادا نہ کیں تو اسے عقد فسخ کرنے کا

حق حاصل ہوگا۔ یہ "خیارِ نقد" کے نام سے معروف ہے۔

۸/۲/۴ دونوں فریقوں کی رضامندی سے عقدِ اجارہ نافذ العمل ہونے سے قبل ختم کیا جا سکتا ہے۔

۸/۲/۵ مدت کے ختم ہونے سے اجارہ ختم ہو جاتا ہے، لیکن بعض دفعہ ضرر دور کرنے کے لیے کسی عذر کی وجہ سے باقی رہتا ہے۔ ایسی حالت میں اجارہ حسب معمول اسی اجرت پر باقی رہے گا جس پر دونوں کا اتفاق ہو۔ البتہ اگر کسی اجرت پر اتفاق نہیں ہوا تو پھر اجرتِ مثل کے پابند ہوں گے۔

۸/۲/۶ اجارہ کی اگلی مدت کے لیے تجدید کرنا جائز ہے خواہ پہلے والی مدت ختم ہونے سے پہلے ہو یا خود بخود ہو جائے۔ اس کی صورت یہ ہوگی کہ عقد میں وضاحت کر دی جائے کہ نئی مدت شروع ہوتے ہی خود بخود تجدید ہو جائے گی، بشرطیکہ دونوں فریقوں میں سے کوئی دوسرے کو عدمِ تجدید کا نوٹس نہ دے۔

۹- معیار کے اجرا کی تاریخ

یہ معیار ۲۸ جمادی الثانی ۱۴۲۹ھ مطابق ۲ جولائی ۲۰۰۸ء کو جاری ہوا۔

معیار کی منظوری

مجلسِ شرعی کا اکیسواں اجلاس ۲۴-۲۸ جمادی الثانی ۱۴۲۹ھ مطابق ۲۸ جون - ۲ جولائی ۲۰۰۸ء کو دارالتقویٰ ہوٹل، مدینہ منورہ، سعودی عرب میں منعقد ہوا جس میں "افراد کو اجرت پر رکھنا" کے معیار کی منظوری دی گئی۔

ضمیمہ (الف)

معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد

مجلسِ شرعی کا چودھواں اجلاس ۲۱ - ۲۳ ربیع الاول ۱۴۲۶ھ مطابق ۳۰ اپریل - ۲ مئی ۲۰۰۵ء کو منعقد ہوا جس میں شرعی معیار "افراد کو اجرت پر رکھنا" (خدمات کی منفعت) کے اجرا کا فیصلہ کیا گیا۔

جنرل سیکرٹریٹ نے ۲۹ جمادی الاول ۱۴۲۶ھ مطابق ۶ جولائی ۲۰۰۵ء کو شرعی مشیر کی "افراد کو اجرت پر رکھنا" (خدمات کی منفعت) کے بارے میں تحقیقی جائزہ تیار کرنے کی ذمہ داری سونپی۔

شرعی معیارات کی پہلی اور دوسری کمیٹی کا مشترکہ اجلاس ۷ جمادی الاول ۱۴۲۷ھ مطابق ۳ جون ۲۰۰۶ء کو سعودی عرب میں منعقد ہوا جس میں کمیٹی نے تحقیقی جائزہ پر بحث و مباحثہ کرنے کے بعد اس کی منظوری دی اور محقق کو معیار کے منصوبہ کا مسودہ تیار کرنے کی ذمہ داری سونپی۔

شرعی معیارات کی پہلی اور دوسری کمیٹی کا مشترکہ اجلاس بروز جمعرات ۲۱ شعبان ۱۴۲۷ھ مطابق ۱۴ ستمبر ۲۰۰۶ء بحرین میں منعقد ہوا جس میں تیار کردہ تحقیقی جائزے پر بحث و مباحثہ کیا گیا اور پھر شرعی مشیر کو اُس بحث و مباحثہ اور ممبران کی آراء اور تبصرے کی روشنی میں ضروری ترامیم کرنے کی ہدایات جاری کی گئیں۔ اس کے ساتھ ساتھ معیار کے مسودے پر بھی بحث و مباحثہ کیا گیا۔ پھر بحث و مباحثہ کی روشنی میں ضروری ترامیم کرنے کی ہدایات جاری کی گئیں۔

مجلسِ شرعی کا انیسواں اجلاس مکہ مکرمہ میں ۲۶ - ۳۰ شعبان ۱۴۲۸ھ مطابق ۸ - ۱۲ ستمبر ۲۰۰۷ء منعقد ہوا، جس میں رواں معیار پر بحث و مباحثہ کرنے کے بعد جن ترامیم کو مناسب سمجھا انہیں شامل کر لیا گیا۔

مجلسِ شرعی کا بیسواں اجلاس ۴ - ۸ صفر ۱۴۲۹ھ مطابق ۱۱ - ۱۵ فروری ۲۰۰۸ء بحرین میں منعقد ہوا، جس میں اس معیار پر بحث و مباحثہ کرنے کے بعد ضروری ترامیم کی گئیں۔

جنرل سیکرٹریٹ نے بحرین میں ۸ جمادی الثانی ۱۴۲۹ھ مطابق ۱۲ جون ۲۰۰۸ء جلسۂ سماعت کا انعقاد کیا جس میں مرکزی بنکوں، مالیاتی ادارے، اکاؤنٹنگ فرمز، ماہرینِ شریعت، یونیورسٹیوں کے اساتذہ اور ان کے علاوہ اس شعبے سے وابستہ لوگوں نے شرکت کی۔ جو تحفظات جلسۂ سماعت میں سامنے آئے انہیں اہتمام سے سنا گیا، شرعی معیارات کی پہلی اور دوسری کمیٹی کے بعض اراکین نے اُن تحفظات کے جوابات دیے اور پھر اپنے تبصرے بھی پیش کیے۔

مجلسِ شرعی نے اپنے اکیسویں اجلاس میں جو مدینہ منورہ میں ۲۴-۲۸ جمادی الثانی ۱۴۲۹ھ مطابق ۲۸ جون-۲ جولائی ۲۰۰۸ء منعقد ہوا، اس معیار پر بحث وتمحیص کے بعد جن ترامیم کو مناسب سمجھا انہیں شامل کر کے اس معیار کو منظور کر لیا۔

ضمیمہ (ب)

شرعی احکام کی بنیادیں

- افراد کا اجارہ قرآن، حدیث اور اجماع سے ثابت ہے، قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: ﴿فَإِنْ أَرْضَعْنَ لَكُمْ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ﴾[1] (اگر وہ تمہارے بچے کو دودھ پلائیں تو انہیں اُن کا معاوضہ ادا کرو)۔ جہاں تک حدیث شریف کی بات ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: "جن چیزوں پر تم اجرت لیتے ہو ان میں اللہ کی کتاب زیادہ حق دار ہے کہ تم اُس پر اجرت لو"۔[2] اجارہ کے جواز پر بہت سی احادیث وارد ہوئی ہیں یہاں تک کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب صحیح بخاری میں ایک عنوان "کتاب الاجارہ" کے نام سے قائم کیا ہے جو ۲۲ ابواب پر مشتمل ہے۔ اسی طرح امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے کیا ہے۔ بقیہ کتبِ حدیث میں اجارہ کے متعلق احادیث دیگر ابواب کے تحت بیان ہوئیں، اس کے علاوہ اجارہ کے جواز پر صحابہ کرام، تابعین اور ائمہ مجتہدین کے زمانہ سے اجماع چلا آرہا ہے، علامہ کاسانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "جہاں تک اجماع کا تعلق ہے تو اجارہ کے جواز پر اصم[3] کے وجود سے پہلے امت کا اجماع ہو چکا ہے"۔[4]
- کسی ایک فریق کی جانب سے وعدہ کرنے اور اس کی پابندی کرنے کے جواز پر بہت سے دلائل ہیں جو عقود، معاہدوں اور وعدوں کو پورا کرنے پر دلالت کرتے ہیں، اس کے علاوہ بعض فقہاء کا بھی یہ موقف

---

(۱) سورہ الطلاق: ۶/۶۵، دیکھیے، جامع البیان، (تفسیر طبری) تحقیق شیخ محمود شاکر، ط دار ابن حزم ۲۸/۱۸۱۔

(۲) صحیح البخاری مع فتح الباری ۴/۴۵۲-۴۵۳۔

(۳) ابو بکر الاصم (متوفی ۲۰۰ھ) کا شمار معتزلہ کے ائمہ میں ہوتا ہے جو فقہی مسائل میں عقل کو ترجیح دینے میں شہرت رکھتا تھا، ان کے نزدیک اجارہ ایک باطل عقد ہے۔ (مترجم)

(۴) بدائع الصنائع، ط مؤسسۃ التاریخ العربی، بیروت، ۱۴۲۱ھ (۴/۱۶)۔

ہے، اس سلسلے میں مجمع الفقہ الاسلامی سے ایک قرارداد بھی جاری ہو چکی ہے جس کا نمبر ۴۰-۴۱ (۵/۲ اور ۵/۳) ہے، جس میں مرابحہ میں وعدہ کی پابندی ضروری قرار دی گئی ہے، [1] اور یہ قرارداد اجارہ کے وعدے اور اس جیسے دیگر عقود پر بھی منطبق ہوتی ہے۔

- کرائے پر لینے کے وعدہ کرنے والے سے سنجیدگی ثابت کرنے کے لیے پیشگی رقم طلب کرنے کی وجہ حاجت اور مصلحت ہے، اس سلسلے میں البرکہ کی متفقہ مجلسِ شرعی [2] سے فتویٰ جاری ہوا ہے جو اجارہ پر بھی منطبق ہوتا ہے۔
- اجارہ کا عقد ایک عقدِ لازم ہے کیونکہ قرآن و حدیث ہمیں عقود کے پورا کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں: ﴿يَآأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوٓا أَوْفُوا بِالْعُقُودِ﴾ [3] (اے ایمان والو عقود کو پورا کرو)۔ مجموعی طور پر فقہاء بھی اس پر متفق ہیں، [4] کیونکہ عقدِ اجارہ عقودِ تملیک میں سے ہے جس میں دونوں فریق ایک دوسرے کے ساتھ عوض کا تبادلہ کرتے ہیں۔
- اجارہ کی مدت مقرر کرنا اس لیے واجب ہے کہ مدت کا تعین نہ کرنا ایسے غرر کا سبب ہے جس سے منع کیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ ایسی جہالت کا سبب بھی ہے جو نزاع کا سبب ہوتی ہے، حدیث صحیح میں بیعِ غرر سے منع کیا گیا ہے، [5] اور اجارہ حقیقت میں منفعت کی بیع ہے۔
- اجارہ کو مستقبل کی طرف منسوب کرنے کے جواز کی وجہ حضور اکرم ﷺ کا عمل ہے کہ آپ اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بنی الدیل سے ماہر راہبر تین راتوں بعد کے لیے اجرت پر لیا، [6] نیز اس لیے بھی کہ عقدِ اجارہ کا تعلق زمانے سے ہوتا ہے جسے مستقبل کی طرف منسوب کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

---

(۱) مجلہ مجمع الفقہ الاسلامی، شمارہ ۵، جلد ۲، ص ۷۵۴، ۹۶۵۔

(۲) فتوی الہیئۃ الشرعیۃ الموحدۃ للبرکۃ، نمبر ۹/۱۰۔

(۳) سورۃ المائدہ: ۱۔

(۴) فتاویٰ ہندیہ ۴/۴۱۰، شرح کبیر ۴/۲، روضہ ۵/۱۷۳، مغنی مع شرح الکبیر ۶/۲۰۔

(۵) صحیح مسلم ۵/۳، ابوداؤد حدیث نمبر ۳۳۷۶۔

(۶) صحیح بخاری مع فتح الباری، ط سلفیہ ۴/۴۴۳۔

- عربون کے جواز کی دلیل حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فعل ہے کہ آپ نے صحابہ کرام کی موجودگی میں ایسا کیا۔ اسی سے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے جواز کا موقف اپنایا ہے۔ نیز اس سلسلے میں مجمع الفقہ الاسلامی سے ایک قرارداد بھی جاری ہو چکی ہے جس کا نمبر ہے ۷۲ (۸/۳)۔
- منفعت بطریقہ تعیین یا اوصاف معلوم ہونا شرط ہے جس کی وجوہات سابقہ دلائل ہیں جن میں معاوضات کے عقود میں غرر کی ممانعت ہے۔
- ذیلی اجارہ کے جواز کی دلیل یہ ہے کہ کرایہ دار کے منفعت کے مالک بننے کے بعد اُسے اِس ملکیت کو آگے کسی اور کو منتقل کرنے میں کوئی ممانعت نہیں ہے۔
- عقد میں جائز شرائط لگانے کے جواز کی دلیل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول مبارک ہے: "مسلمان پر اپنی شرائط کی پاسداری کرنا ضروری ہے سوائے ان شرائط کے جو حرام کو حلال کریں یا حلال کو حرام کریں"۔ (۱)
- کوئی شخص کسی متعین چیز کو تب تک اجرت پر نہیں دے سکتا جب تک وہ اُس کا مالک نہ بن جائے اور وہ اس کے قبضے میں نہ آجائے، اس کے عدم جواز کی وجہ بیع پر قیاس کرنا ہے کہ جس چیز کا انسان مالک نہ ہو اسے بیچنا منع ہے۔ اس کے علاوہ حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث بھی ممانعت کی دلیل ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو چیز تمہارے پاس نہیں ہے اسے مت بیچو"۔ (۲)
- اوصاف کی بنیاد پر جو منفعت ذمہ میں واجب ہو [اجارہ موصوفہ بالذمہ] اس کے اجارہ کے جواز کی دلیل سَلَم پر قیاس کرنا ہے، کیونکہ وہ نزاع کا سبب نہیں ہوتا۔ شوافع اور حنابلہ کے ایک ایک قول کے مطابق اُس میں پیشگی اجرت ادا کرنا شرط نہیں ہے۔
- اجیر خاص پر تب تک ضمانت نہیں ہے جب تک زیادتی اور تجاوز، کوتاہی یا شرائط کی خلاف ورزی ثابت نہ ہو۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ امانات پر مبنی عقود کا یہ ایک بنیادی اصول ہے، کیونکہ عقد میں اجیر کی

(۱) امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اسے حدیثِ معلّق کے طور پر جزم کے صیغے سے روایت کیا ہے، فتح الباری ۴/۴۵۱، ابو داؤد مع عون المعبود ۹/۵۱۶)۔

(۲) اس حدیث کو اصحاب خمسہ نے روایت کیا ہے۔ ابو داؤد ۳۵۰۳)، نسائی ۲/۲۲۵)، ابن ماجہ ۲۱۸۷)، مسند احمد ۳/۴۲)۔

- آمدنی کے کسی متناسب حصے کو بطور اجرت مقرر کرنے کے جواز کی وجہ یہ ہے کہ وہ تناسب معلوم ہوتا ہے جس سے نزاع کے وقوع کا خدشہ نہیں ہوتا، تو اس میں غرر نہیں ہے۔
- اگر اجرت کی ادائیگی میں تاخیر ہوئی تو بقیہ قسطیں فوری ادا کرنی ہوں گی۔ اس شرط کے جواز کی وجہ دونوں فریقوں کی رضامندی اور کسی ایسی چیز کا نہ پایا جانا ہے جو عقد کے تقاضے اور شریعت کے مخالف ہو، اور آپ ﷺ نے فرمایا: "مسلمان اپنی شرائط کی پاسداری کرتے ہیں"۔ [1] اس سلسلے میں مجمع الفقہ الاسلامی کی قرار داد جاری ہو چکی ہے جس کا نمبر ۶۴ (۲/۷) ہے۔ [2]
- اگر اجرت پر لینے والا اجرت کی ادائیگی میں تاخیر کرتا ہے جو اس کے ذمے ثابت ہو چکی تو اس تاخیر کی وجہ سے اجرت بڑھانے کی شرط لگانا اس لیے جائز نہیں ہے کہ یہ اجرت اس کے ذمہ دَین بن چکی ہے، اور دَین میں اضافہ کرنا سود ہے، اس سلسلے میں مجمع الفقہ الاسلامی کی قرار داد جاری ہو چکی ہے جس کا نمبر ۱۳۳ (۱۴/۷) ہے۔ [3]
- دو مختلف حالتوں میں دو مختلف اجرتیں مقرر کرنے کے جواز کی وجہ یہ ہے کہ یہ صورت غرر اور جہالت کا سبب نہیں بنتی، نیز یہ لوگوں کے ہاں متعارف ہے، اور بہت سے فقہاء نے اس کی اجازت دی ہے۔ [4]
- ادائیگی کی ضمانت طلب کرنے کے جواز کی دلیل یہ ہے فقہ اسلامی میں کفالہ اور توثیقات کے عقود مشروع ہیں، یہ عقد کے تقاضے کے خلاف نہیں ہے بلکہ اسے یقینی بنانے کے لیے ہے، کیونکہ ضمانتیں ادھار کے عقود [عقود المداینات] کے مناسب ہیں۔
- اجارہ معینہ میں اگر منفعت (خدمت) کلی یا جزوی طور پر اس طرح سے ختم ہو جائے کہ اس سے فائدہ حاصل نہ کیا جا سکے تو وہ اجارہ فسخ ہو جاتا ہے، اس کی وجہ یہ ہے عقد کا مطلوبہ نتیجہ حاصل نہیں ہو سکا، اور نہ ہی عقد نے وہ غرض پوری کی جس کی وجہ سے وہ وجود میں آیا تھا، اور اس لیے بھی کہ اجرت منفعت

---

(۱) اس کی تخریج پیچھے گذر چکی۔

(۲) مجلہ مجمع، نمبر ۶، ص ۱۹۳، نیز نمبر ۷، جلد ۲، صفحہ ۹۔

(۳) مجلہ مجمع، نمبر ۱۴، جلد نمبر ۴، صفحہ نمبر ۶۸۷۔

(۴) دیکھیے: فتاویٰ ہندیہ ۴/۴۴۵، مغنی لابن قدامہ ۵/۴۴۲۔

مصلحت ہوتی ہے کہ وہ اسی بنا پر اجرت لے رہا ہوتا ہے، لیکن زیادتی، کوتاہی یا شرائط کی خلاف ورزی کی صورت میں اجیر سے نقصان دہ فعل سرزد ہوا جس کی بنا پر اسے ضمان (عوض) دینا ہوگا۔ کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کسی کو نہ تو ابتداءً نقصان پہنچاؤ اور نہ ہی کسی نقصان کے بدلے میں"۔ [1]

- اجیرِ مشترک کو ضامن ٹھہرانے کی دلیل بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی قول ہے کہ اس کے لیے ایسا ہی درست ہے ورنہ کام نہیں چلے گا، کیونکہ جس چیز کے بنانے کا اسے آرڈر دیا گیا ہے وہ اُس کی آنکھوں سے دور ہے، اور پھر یہ بھی کہ وہ سب لوگوں کے لیے کام کر رہا ہوتا ہے صرف اُس ایک کے لیے نہیں جس کا نقصان ہوا۔ [2]
- منفعت کا مشروع ہونا اس لیے ضروری ہے کہ حرام کام مشروع عقد کا محل نہیں بن سکتا، کیونکہ حرام کام پر اجارہ کرنے کا مطلب گناہ اور ظلم پر مدد کرنا ہے، جبکہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتے ہیں ﴿وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ [3] (گناہ اور ظلم میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو)۔
- آئندہ عرصے کی اجرت میں ترمیم کرنا اس لیے جائز ہے کہ یہ عقد کی اس مدت کے لیے تجدید ہے جس کی اجرت کا اب تک استحقاق نہیں ہوا، تو اسے قرض شمار نہیں کیا جائے گا، لہٰذا یہ قرض کی وہ ریشیڈولنگ نہیں ہے جس کی شرعاً ممانعت ہے۔ لیکن جہاں تک سابقہ عرصے کی اجرت کی بات ہے تو اس میں ادائیگی کی مدت میں اضافہ کے ساتھ اجرت میں اضافہ کرنا سود ہے۔ اس سلسلے میں ندوۃ البرکہ کے اجلاس نمبر ۱۱ میں فتویٰ بھی جاری ہو چکا ہے۔ [4]
- اجرت کو دو حصوں میں تقسیم کرنے کے جواز کی وجہ دونوں فریقوں کی رضامندی اور کسی ایسی چیز کا نہ پایا جانا ہے جو عقد کے تقاضے اور شریعت کے مخالف ہو۔

---

(۱) امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے موطا میں اسے روایت کیا ہے، ۲/۴۶۴، اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مسند میں ۱/۳۱۳، ۵/۳۲۷، ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سنن میں ۲/۷۸۴۔

(۲) بدائع الصنائع ۴/۲۱۰، حاشیہ الدسوقی ۴/۲۳، مغنی المحتاج ۲/۳۵۱، مغنی مع شرح الکبیر ۶/۱۱۵۔

(۳) سورۃ المائدہ: ۲۔

(۴) قرارات وتوصیات ندوۃ البرکہ، نمبر ۱۱/۲۔

کے عوض میں ہوتی ہے، اس سلسلے میں مجمع الفقہ الاسلامی سے قرار داد جاری ہو چکی ہے جس کا نمبر ۱۳ (۳/۱) ہے۔(۱) لیکن اگر وہ عقد ایسا تھا جس میں اوصاف کی بنیاد پر منفعت ذمہ میں واجب تھی تو پھر وہ فسخ نہیں ہوگا، کیونکہ جس چیز پر عقد ہوا تھا وہ اس کے ذمے باقی ہے، لہٰذا اجرت پر لینے والا اجیر سے منفعت پیش کرنے کا مطالبہ کرے گا جس میں مطلوبہ اوصاف پائے جائیں۔

- مقررہ مدت کے ختم ہونے یا دونوں فریقوں کی رضامندی سے اجارہ اختتام کو پہنچتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اجارہ کا عقد زمانے سے متعلق ہوتا ہے، مدت ختم ہونے سے وہ ختم ہو جاتا ہے، نیز یہ عقد طرفین کی رضامندی سے منعقد ہوتا ہے اور اُن دونوں کی رضامندی سے ہی ختم بھی ہو جاتا ہے۔
- عقد کے متن میں اگر یہ وضاحت کر دی گئی ہو کہ اگلے عرصے کے لیے اس کی خود بخود تجدید ہو جائے گی یا نئے عرصے کے لیے اس کی تجدید پر اتفاق کرنے سے عقد کی تجدید ہو جائے گی، اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ شرط عقد کے تقاضوں کے خلاف نہیں ہے، اور آپ ﷺ کی حدیث ہے: ''مسلمان اپنی شرائط کی پاسداری کرتے ہیں''۔(۲)
- اجیر اور اجرت پر لینے والے پر جو حقوق وواجبات مرتب ہوتے ہیں ان کی پابندی کرنا اس لیے ضروری ہے کہ یہ شخصی اجارہ اور دونوں فریقوں کے اتفاق کا تقاضہ ہے کہ اپنی اپنی ذمہ داری پوری کی جائے، مجموعی طور پر یہ دونوں باتیں ایسی ہیں جن پر اجماع ہو چکا ہے۔(۳)
- اجیرِ معین جس کی خدمات ذاتی طور پر مطلوب ہوں اس کی موت یا اس کی اہلیت ختم ہو جانے یا ایسا مرض لاحق ہونے سے جو خدمت کی ادائیگی میں رکاوٹ ہو، ان تمام عارضوں سے اجارہ ختم ہو جاتا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ جس معین چیز پر عقد قائم ہوا تھا وہ اب ختم ہو چکی، لہٰذا اب اجرت اور مطلوبہ منفعت دونوں ختم ہو جائیں گی کیونکہ یہ دونوں ایک دوسرے کا عوض ہیں، نیز لوگوں کا عرف بھی

---

(۱) دیکھیے: مجلہ المجمع، شمارہ نمبر ۲، جلد نمبر ۲، صفحہ نمبر ۵۲۷، نیز شمارہ نمبر ۳ جلد نمبر ۱ صفحہ نمبر ۷۷۔

(۲) اس کی تخریج پیچھے گذر چکی۔

(۳) دیکھیے: بدائع الصنائع ۲۱۰/۴، تبیین الحقائق ۱۴۴/۵، دسوقی علی شرح الکبیر ۲۳/۴، مغنی المحتاج ۳۵۱/۲، مغنی مع شرح الکبیر ۱۱۵/۶۔

اس کی دلیل ہے۔

- جس شخصی اجارہ میں اوصاف کی بنیاد پر منفعت ذمہ میں واجب ہو اُس میں اجیر کی موت سے اجارہ فسخ نہیں ہوتا، کیونکہ اجیر کے ذمہ جو منفعت واجب ہے وہ اس منفعت کا مثل ہے جو حقیقت میں موجود ہے۔
- اجیر خود کو اجرت پر لینے والے کے سپرد کرنے سے اجرت کا حق دار ہو جاتا ہے خواہ اجرت پر لینے والے نے اس سے کسی قسم کا فائدہ حاصل نہ کیا ہو۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اجرت خود کو پیش کرنے کے عوض میں ہوتی ہے جو وہ کر چکا، نیز اجیر کی طرف سے کسی قسم کی کوئی رکاوٹ بھی نہیں ہے۔
- ہنگامی حالت میں اجارہ کے منسوخ ہونے کی وجہ حاجت، تنگی کو ختم کرنا اور عرف ہے، اس سلسلے میں کویت فنانس ہاؤس کی مجلسِ فتوی اور شرعی نگرانی کی جانب سے فتوی جاری ہو چکا ہے۔[1]
- اجیر کی جانب سے یہ شرط لگانا کہ اجرت کی ادائیگی نہ کرنے کی صورت میں وہ عقد فسخ کر سکتا ہے، اس کے جواز کی وجہ یہ ہے کہ یہ ایسی شرط ہے جو عقد کے تقاضہ کے خلاف نہیں ہے، کیونکہ آپ ﷺ نے فرمایا: "مسلمان اپنی شرائط کی پاسداری کرتے ہیں"۔[2]

---

(۱) فتوی نمبر ۲۳۲، ۲۵۲۔

(۲) اس کی تخریج پیچھے گذر چکی۔

شرعی معیار نمبر (۳۵)

زکوٰۃ

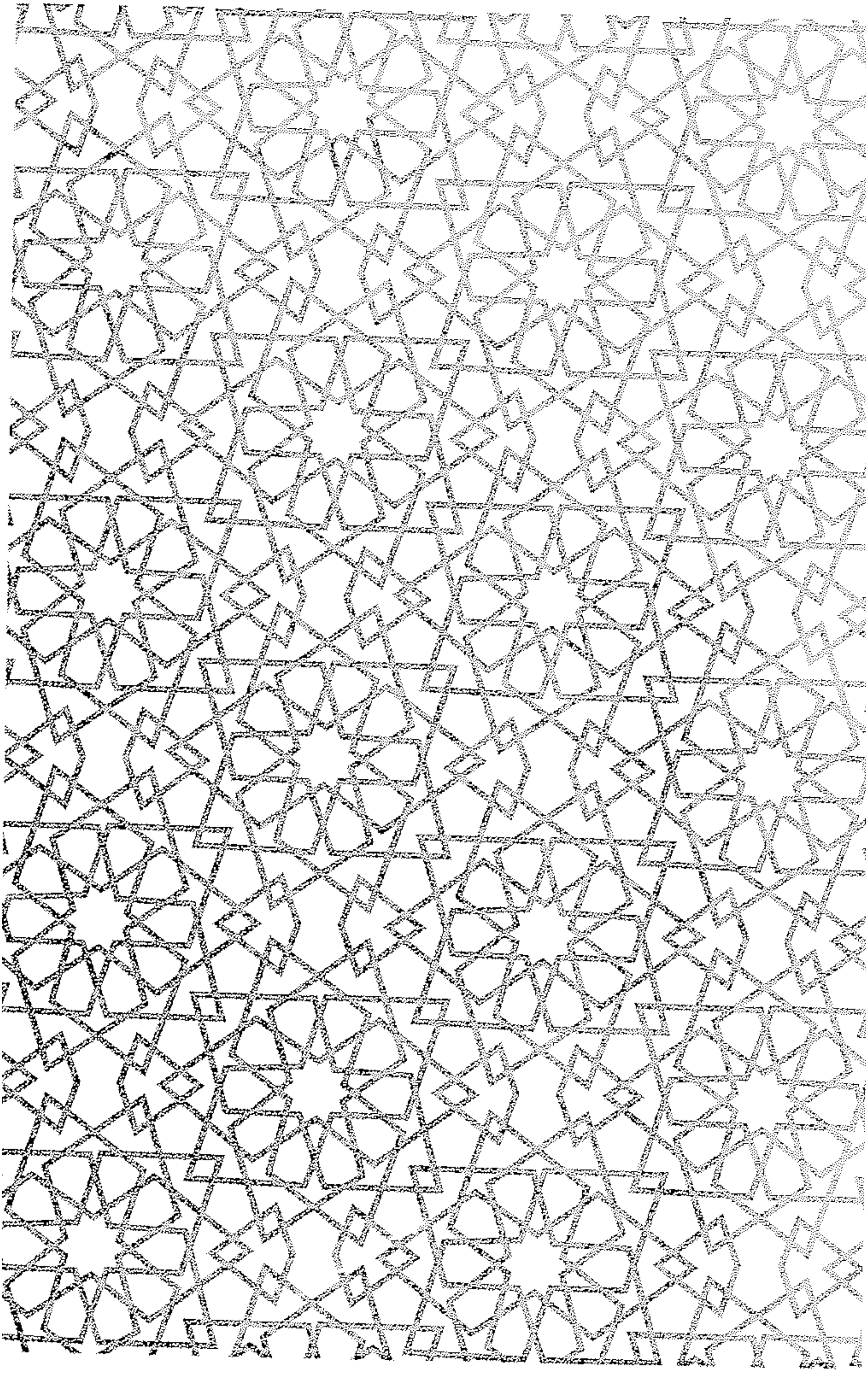

فہرست

دیباچہ ۸۹۶

معیار کا متن ۸۹۷

۱- معیار کا دائرۂ کار ۸۹۷

۲- عملی طریقۂ کار کے احکامات ۸۹۷

۳- عمومی احکام ۹۰۰

۴- جامد اثاثے ۹۰۲

۵- قابلِ زکوٰۃ اثاثے ۹۰۴

۶- مالی ذمہ داریاں (ادارے کے واجب الادا دیون و حقوق) ۹۱۷

۷- متوقع نقصان کے تخمینے [provisions] ۹۲۰

۸- محفوظے [reserves] ۹۲۴

۹- زکوٰۃ کی تقسیم کے آٹھ مصارف ۹۲۶

۱۰- زکوٰۃ کی تقسیم کے شرعی احکام ۹۲۶

۱۱- مویشیوں کے نصاب اور ان کی زکوٰۃ ۹۲۷

۱۲- معیار کے اجرا کی تاریخ ۹۲۹

معیار کی منظوری ۹۳۰

ضمیمہ جات

ضمیمہ (الف) معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد ۹۳۱

ضمیمہ (ب) شرعی احکام کی بنیادیں ۹۳۳

ضمیمہ (ج) فرہنگ ۹۳۴

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على أشرف المرسلين، سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه أجمعين.

دیباچہ

اس معیار کا مقصد اسلامی مالیاتی اداروں (ادارہ/ادارے)[1] کے کل قابلِ زکوٰۃ اثاثوں کا تعیّن وتحدید کرنا ہے۔ اس تحدید کے لیے جن امور کی تفصیل بیان کی جائے گی اُن میں قابلِ زکوٰۃ اثاثوں کی تمام اقسام، ان اثاثوں سے منہا ہونے والی رقوم (یعنی ادارے پر واجب الادا دیون)، متوقع نقصان کے اپنی ماہیت کے اعتبار سے اعداد و شمار، واجب الادا شرحِ زکوٰۃ اور مصارفِ زکوٰۃ شامل ہیں۔

واللہ الموفق...

(۱) ”ادارہ/ادارے“ کی اصطلاح یہاں اختصار کی غرض سے اسلامی مالیاتی اداروں کے لیے استعمال کی گئی ہے جن میں اسلامی بینک بھی شامل ہیں۔

معیار کا متن

۱- معیار کا دائرۂ کار

یہ معیار اسلامی مالیاتی اداروں (بشمول اسلامی انشورنس کمپنیوں) اور اداروں کی ذیلی یا مرکزی کمپنی کے لیے کل قابلِ زکوٰۃ اثاثوں کی بنیادوں کی حد بندی پر مشتمل ہے۔ اس تحدید کا طریقہ یہ اختیار کیا گیا ہے کہ مالی دستاویزات میں مذکور عنوانات کے بارے میں یہ تعیّن کر لیا گیا ہے کہ ان میں سے کون سا عنوان قابلِ زکوٰۃ اثاثوں میں شامل ہوگا اور کون سا شامل نہیں ہوگا۔ نیز واجب الاداء رقوم اور متوقع نقصان کے اعداد وشمار میں سے کون سے امور قابلِ زکوٰۃ اثاثوں سے منہا ہوں گے اور کون سے نہیں ہوں گے۔ اسی طرح یہ معیار واجب الاداء شرحِ زکوٰۃ، زکوٰۃ کی آٹھ مصارف میں تقسیم اور اس تقسیم کے احکامات پر بھی مشتمل ہے۔

۲- عملی طریقۂ کار کے احکامات

۲/۱ کل قابلِ زکوٰۃ رقم کے حساب کے طریقے

کل قابلِ زکوٰۃ رقم کا حساب کرنے کے دو طریقے ہیں: ایک طریقہ خالص اثاثہ جات [net assets] کا ہے اور دوسرا طریقہ خالص سرمایہ کاری [net invested funds] کا ہے۔ اگرچہ دونوں طریقوں میں حساب کی بنیادیں مختلف ہیں، تاہم اگر ان کے اختلافات کی رعایت بھی رکھی جائے تب بھی نتیجہ یکساں ہی نکلتا ہے۔ اس لیے اس معیار میں صرف خالص اثاثہ جات والے طریقہ کو بنیاد بنایا گیا ہے۔

خالص اثاثہ جات والا طریقہ

۲/۱/۱ خالص اثاثہ جات کے طریقہ سے کل قابلِ زکوٰۃ رقم کا حساب درج ذیل طریقے سے لگایا جاتا ہے:

کل قابلِ زکوٰۃ رقم = قابلِ زکوٰۃ اثاثے -(وہ واجب الادا رقم جس کی ادائیگی کاروباری مدت کے دوران تختۂ توازن [بیلنس شیٹ] کی تاریخ میں لازم ہوگئی ہو + تمام مالی واجبات کی وہ اقساط جو اگلے مالیاتی سال میں ادارے پر واجب الادا ہیں + غیر مقیدہ سرمایہ کاری اکاؤنٹس ہولڈرز کے حقوق + ذیلی اداروں میں اقلیتی حاملینِ حصص کے حقوق [minority interest/non controlling interest] + سرکاری حقوق + وقف کے حقوق + خیراتی حقوق + غیر معین مالک کی غیر منافع بخش اداروں کے حقوق)۔

قابلِ زکوٰۃ اثاثہ جات میں شامل ہیں: نقدی اور اس جیسی چیزیں، قابلِ وصول رقوم جس میں وہ قرضے شامل نہیں ہیں جن کی وصولیابی مشکوک ہو (وصولی سے ناامیدی ہو)، اسی طرح اس میں سامانِ تجارت (مثلاً اشیا، مالیاتی دستاویزات، جائیداد) اور تمویلی اثاثے (مضاربہ، مشارکہ، سلم، استصناع وغیرہ) بھی شامل ہیں۔ تمویلی اثاثوں سے منہا ہونے والی چیزوں میں متوقع نقصان کے وہ اعداد وشمار بھی شامل ہیں جن کا منہا کرنا شق ۷ کے مطابق لازم ہے۔ نیز تمویلی اثاثوں سے شق ۷ کے مطابق وہ تخمینے جن کا منہا کیا جانا ضروری ہے، ان کو منہا کیا جائے گا۔ اسی طرح تمویلی اثاثوں سے متعلق جامد اثاثوں کو بھی منہا کیا جائے گا۔

۲/۱/۲ سامانِ تجارت کی قیمت ان کے زکوٰۃ واجب ہونے کے دن کی متوقع نقد قیمت (بازاری قیمتِ فروخت) کے لحاظ سے لگائی جائے گی۔

۳/۱/۲ زراعت اور گلہ بانی میں سامانِ تجارت کے علاوہ دیگر قابلِ زکوٰۃ اثاثہ جات کا حساب لگاتے ہوئے شریعت کی مقررہ شرح اور عمر کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔

۲/۲ ادارے کی طرف سے زکوٰۃ کی براہِ راست ادائیگی

۱/۲/۲ ادارہ یا کمپنی مندرجہ ذیل صورتوں میں زکوٰۃ کی ادائیگی کے پابند ہیں:

(الف) ایسے قانون کا اجرا ہوگیا ہو جو زکوٰۃ نکالنے کو لازم قرار دے۔

(ب) کمپنی کے بنیادی قواعد وضوابط [آرٹیکل آف ایسوسی ایشن] میں زکوٰۃ کی ادائیگی کے التزام کی صراحت ہو۔

(ج) عمومی اجلاس (اے. جی. ایم) میں زکوٰۃ کی ادائیگی کے التزام کے بارے میں قرارداد منظور ہوئی ہو۔

۲/۲/۲ جب ادارہ اپنے بعض یا تمام حاملینِ حصص یا سرمایہ کاری اکاونٹ ہولڈرز کی طرف سے وکالت کو قبول کرے تو ان تمام مؤکلین کی طرف سے فنڈز اس وقت یا پہلے سے دستیاب ہونے چاہئیں تاکہ ان کی طرف سے زکوٰۃ ادا ہو سکے۔

۳/۲/۲ اصل اور ذیلی کمپنیوں میں زکوٰۃ کی ادائیگی میں ربط ہونا چاہیے تاکہ تکرارِ ادائیگی سے بچا جا سکے۔

۴/۲/۲ زکوٰۃ فنڈ کے قیام یا زکوٰۃ اکاؤنٹس کھول دینے کی صورت میں ادارے یا کمپنی کی مجلسِ شرعی کی منظوری ضروری ہے۔ اگر زکوٰۃ کی ادئیگی ادارہ یا کمپنی براہ راست یا کسی مجاز ادارے کے واسطے سے کر رہی ہو تو اس صورت میں خصوصیت کے ساتھ مصارفِ زکوٰۃ کی مجلسِ شرعی سے منظوری لازم ہے۔ نیز اس کی سالانہ رپورٹ مجلسِ شرعی کے سامنے پیش کی جائے۔

۵/۲/۲ شق ۱/۲/۲ میں بیان کردہ صورتوں میں سے کسی ایک صورت کے نہ پائے جانے کی صورت میں زکوٰۃ کی ادائیگی حصہ داروں اور سرمایہ کاری اکاؤنٹ ہولڈرز کی ذمہ داری ہوگی۔ تاہم ادارہ یا کمپنی کی ذمہ داری ہے کہ وہ ان کو ہر شیئر یا سرمایہ کاری اکاؤنٹ میں موجود رقم پر واجب الادا زکوٰۃ کا حساب بیان کرے۔

۳/۲ زکوٰۃ سے متعلقہ مالی تفصیلات

۱/۳/۲ تختۂ توازن [بیلنس شیٹ]

چونکہ زکوٰۃ کا تعلق ملکیتی اثاثوں سے ہوتا ہے، اس لیے ادارے کے لیے زکوٰۃ کے حساب کے سلسلے میں تختۂ توازن [بیلنس شیٹ] میں بیان کردہ مالی تفصیلات

معتبر ہیں جو کہ اثاثوں، واجبات اور متوقع نقصان کے اعداد و شمار پر مشتمل ہوتی ہیں۔

۲/۳/۲ نفع ونقصان کا میزانیہ

حسابِ آمدنی (نفع اور خسارے کا میزان) زکوٰۃ کے حساب کے لیے اگرچہ بنیاد نہیں بن سکتی، تاہم غیر منقولی نفع بخش اثاثہ جات کی آمدن و منافع کی معلومات کے لیے اسی کی طرف رجوع کیا جائے گا۔ وجوبِ زکوٰۃ کے لیے ادارے کا منافع بخش ہونا کوئی ضروری نہیں، اسی طرح ادارے کا نقصان میں ہونا وجوبِ زکوٰۃ سے مانع بھی نہیں، بلکہ زکوٰۃ ہر حال میں واجب ہے سوائے اس کے کہ ادارے پر واجب الادا ذمہ داریاں اس کے اثاثہ جات پر غالب آجائیں۔

۳- عمومی احکام

۱/۳ زکوٰۃ کی شرعی تعریف، اس کا حکم، اور وہ اموال جن پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے

۱/۱/۳ زکوٰۃ مخصوص اموال میں واجب ہونے والا وہ حق ہے جو مخصوص مصارف میں ہی خرچ کیا جاتا ہے۔ جب اس کی شرائط پائی جائیں تو یہ فرضِ عین ہو جاتا ہے۔

۲/۱/۳ زکوٰۃ سونے، چاندی، نقدی، سامانِ تجارت، مویشیوں (اونٹ، گائے اور بھیڑ)، زرعی پیداوار، معدنیات اور خزانوں میں ہوتی ہے۔

۳/۱/۳ آزاد پیشوں سے حاصل ہونے والی مزدوری، تنخواہ، اور آمدن کی وصولیابی کے وقت زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی، بلکہ ان سے سال گزرنے کے وقت باقی بچ جانے والی رقم پر واجب ہوتی ہے۔

۴/۱/۳ غیر تجارتی لیکن نفع بخش جامد اثاثہ جات پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی، مثلاً پیداواری جامد اثاثے [مستغلات یعنی وہ اثاثے جنہیں باقی رکھتے ہوئے ان کے منافع حاصل کیے جائیں] اور کرایہ پر دیے گئے اثاثے۔ ایسے اثاثوں کی حاصل شدہ آمدن سے

سال کے اختتام پر جو رقم باقی رہ گئی ہو محض اس رقم پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔

۳/۱/۵ عوامی اموال میں زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی اور نہ ہی پبلک سیکٹر کے انشورنس فنڈ میں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے۔

۳/۱/۶ خیراتی مد کے وقف شدہ مال پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی۔ البتہ خاندانی وقف کے مستحقین پر اس وقف کی آمدنی سے سال کے اختتام پر باقی رہنے والی رقم کی زکوٰۃ واجب ہے۔

۳/۱/۷ خیراتی وقف شدہ مال کا حکم غیر منافع بخش علمی، خیراتی اور سماجی اداروں پر الگ کردہ عوامی اموال اور املاک [ٹرسٹ فنڈ] پر بھی لاگو ہوتا ہے جب تک کہ وہ کسی کی متعین ملکیت میں نہ ہو، اگرچہ وہ نفع بھی دے رہے ہوں۔

۳/۲ وجوبِ زکوٰۃ کی شرائط

۳/۲/۱ کامل ملکیت

کامل ملکیت ہر اس مال میں متحقق ہوتی ہے جس کے ساتھ کسی اور کا حق متعلق نہ ہو۔ اس میں مالک کو من چاہے تصرف کا اختیار حاصل ہو، اس اثاثے کے منافع و اضافے صرف مالک ہی کو حاصل ہوتے ہوں۔ اگر یہ خصوصیات پائی جائیں تو پھر کوئی فرق نہیں پڑتا کہ وہ اثاثہ ضروریات کے لیے رکھا گیا ہو یا سرمایہ کاری کے لیے مخصوص ہو، جب تک کہ وہ قرضوں کی ادائیگی کے لیے خاص نہ کر لیا جائے۔

۳/۲/۲ نصاب

سونا، چاہے وہ کسی بھی صورت میں ہو، اس کی زکوٰۃ کا نصاب خالص سونے کے ۸۵ گرام، یا اس کے ہم قیمت نقدی نوٹ یا سکے۔ سامانِ تجارت کا نصاب مذکورہ بالا سونے کی قیمت ہے، بعد اس کے کہ سامانِ تجارت کی نقود کے ساتھ تقویم کر دی جائے۔ چاندی کا نصاب ۵۹۵ گرام خالص چاندی ہے۔ تجارتی سامان میں معروف و معتبر نصاب سونے کا ہے۔ مویشیوں کی زکوٰۃ کا نصاب ضمیمہ میں پیش

کیا گیا ہے۔

۳/۲/۳ سال کا گزرنا

نقدی، سامانِ تجارت اور مویشیوں میں قمری سال (۳۵۴ دن) کا گزرنا معتبر ہے۔ اگر نقدی یا سامانِ تجارت کے لیے شمسی سال کا اعتبار کیا جائے تو شرحِ زکوٰۃ ۲.۵۷۷٪ ہوگی[1]۔ زرعی پیداوار میں سال معتبر نہیں بلکہ اس میں فصل کا اعتبار ہوتا ہے، اسی طرح معدنیات اور خزانوں میں ان کے نکلنے کا اعتبار ہے۔

۳/۳ زکوٰۃِ واجبہ کی مقدار

سونے، چاندی، سامانِ تجارت اور نقدی میں شرحِ زکوٰۃ ۲.۵٪ ہے (شق ۳/۲/۳ کی رعایت بھی ضروری ہے) وہ زمین جس کی آب پاشی خرچ کے ساتھ نہ ہوتی ہو یعنی آلات وغیرہ کے ذریعے، اس کی زرعی پیداوار میں یہ نصاب عشر یعنی ۱۰٪ ہے اور جس زمین کی آب پاشی خرچہ کرکے ہوتی ہو اس کے لیے یہ نصاب ۵٪ ہے، جبکہ دونوں طرح سے پانی حاصل کرنے والی زمین کا نصاب ۷.۵٪ ہے۔ مویشیوں کی زکوٰۃ کی شرح ضمیمہ میں پیش کی گئی ہے۔

۴- جامد اثاثے

۱/۴ عملیاتی جامد اثاثے

عملیاتی جامد اثاثوں [operating immovable assets] پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی، مثلاً ادارے کی عمارت اور اس کے آلات۔ نہ ہی ادارے کے معنوی اثاثوں [intangible assets] پر واجب ہوتی ہے جیسے وہ اثاثے جن سے ادارہ نفع کماتا ہے مثلاً حقِ ایجاد، تجارتی علامات، اور کمپیوٹر کے پروگرام۔ اسی طرح زکوٰۃ ان عملیاتی منقولی اثاثوں [operating movable assets] پر بھی واجب نہیں ہوتی جو تجارت

(۱) لیپ کے سال میں یہ شرح ۲.۵۷۷۵ ہو جائے گی۔

کے لیے نہیں ہیں مثلاً پیداواری آلات اور اوزار کے اضافی پرزے، اگرچہ وہ گودام میں رکھے ہوں، بشرطیکہ وہ تجارت کے لیے نہ ہوں۔

۲/۴ آمدنی دینے والے جامد اثاثے

جب تک آمدنی والے جامد اثاثے تجارت کے لیے نہ ہوں، ان اثاثوں پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی، مثلاً نفع بخش اثاثے (کرائے پر دی ہوئی چیزیں)۔ البتہ سال کے آخر تک ان کی آمدنی میں سے بچ جانے والی رقم کو دیگر قابلِ زکوٰۃ اثاثوں کے ساتھ سے ملاکر، مجموعہ کی زکوٰۃ واجب ہے۔

آمدنی والے جامد اثاثے مالی گوشواروں میں درجِ ذیل عنوانات کے تحت نظر آتے ہیں:

۴/۲/۱ (مستغلات) کرایہ پر دیے گئے اثاثے، مثلاً جائیداد اور اسبابِ نقل وحمل: سال کے آخر تک ان کی آمدنی میں سے بچ جانے والی رقم کو دیگر قابلِ زکوٰۃ اثاثوں کی آمدنی سے ملاکر، مجموعہ کی زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔

۴/۲/۲ جائیداد میں سرمایہ کاری: سال کے آخر تک ان کی آمدنی میں سے بچ جانے والی رقم کو دیگر قابلِ زکوٰۃ اثاثوں کی آمدنی سے ملاکر، مجموعہ کی زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔

۴/۲/۳ وہ سرمایہ کاری کے غیر مکمل منصوبے جو تجارت کے لیے نہ ہوں: اگر ایسے منصوبے اپنی تکمیل کے کسی مرحلے میں آمدنی دینے لگیں تو سال کے آخر تک ان کی آمدنی میں سے بچ جانے والی رقم کو دیگر قابلِ زکوٰۃ اثاثوں کی آمدنی سے ملاکر، مجموعہ کی زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔ اگر یہ منصوبے تجارت کے لیے ہوں تو دیکھیے شق ۵/۲/۶/۳۔

۴/۲/۴ حصص کو اپنے پاس محفوظ رکھنے کی غرض سے سرمایہ کاری (اضافہ): اگر کمپنی کے فی حصہ قابلِ زکوٰۃ اثاثوں (نقدی، سامانِ تجارت، ممکن الوصول قرضے) کی شرح جاننا ممکن ہو تو زکوٰۃ اس شرح کے لحاظ سے ادا کی جائے گی ورنہ اندازے سے یہ شرح نکال کر زکوٰۃ اس حساب سے ادا کی جائے گی۔ اگر کمپنی کے پاس قابلِ زکوٰۃ

اثاثے ہی نہ ہوں تو کمپنی کی صافی آمدنی [net income] سال کے اختتام پر بچ جانے والی رقم پر زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔ اضافہ کی غرض سے رکھے گئے حصص کی سرمایہ کاری کی قدر میں کمی کے متوقع نقصان کو قابلِ زکوٰۃ اثاثوں سے منہا نہیں کیا جائے گا۔ تجارت کی غرض سے لیے گئے حصص پر سامانِ تجارت کا حکم، شق ۲/۵ کا اطلاق ہو گا۔

۵/۲/۴ ذیلی کمپنی کے حصص میں سرمایہ کاری: اکاؤنٹنگ کی رو سے ذیلی کمپنی وہ ہوتی ہے جس کے ۵۰٪ حصص [سے زائد] اصل کمپنی کی ملکیت میں ہوں۔ پہلے ذیلی کمپنی کی زکوٰۃ کا علیحدہ حساب کیا جائے گا، پھر اصل کمپنی ذیلی کمپنی میں اپنی ملکیت کے تناسب سے اپنی زکوٰۃ کا حصہ نکالے گی۔ بقیہ زکوٰۃ کا التزام دیگر شرکاء (اقلیتی حقوق) کریں گے۔ یہ حکم اس وقت ہے جب ذیلی کمپنی اپنی زکوٰۃ خود ادا نہ کرے۔[1]

۵- قابلِ زکوٰۃ اثاثے

۱/۵ سیال یا با آسانی سیال ہو جانے والے اثاثے

یہ نقد اثاثوں اور نقدی میں با آسانی تبدیل ہو جانے والے اثاثوں پر مشتمل ہیں۔ یہ اثاثے مالی گوشواروں میں درج ذیل عنوانات کے تحت نظر آتے ہیں:

۵/۱/۱ دستی نقدی: اس مد پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے۔ اگر یہ نقدی بیرونی کرنسی کی صورت میں ہو تو زکوٰۃ واجب ہونے کے دن کی شرحِ زر مبادلہ کے لحاظ سے اس کے برابر مقامی کرنسی میں زکوٰۃ ادا کی جائے گی.

۵/۱/۲ سونے و چاندی کے اثاثے، کسی بھی صورت میں ہوں: ان کی زکوٰۃ یا تو خالص وزن یا ان کی نقدی قیمت کے حساب سے لگائی جائے گی۔

۵/۱/۳ بینک میں موجود رقوم: یہ مالی تفصیلات کے درجِ ذیل عنوانات پر مشتمل ہے:

(۱) شرعی حساب سے بعینہ یہی حکم نافذ ہو گا جب مرکزی کمپنی ذیلی کمپنی کے ۵۰٪ سے کم حصص کی ملکیت رکھتی ہو۔

۵/۱/۳/۱ کرنٹ اکاؤنٹ

دوسرے اداروں کے پاس رکھے گئے اپنے کرنٹ اکاؤنٹس کی زکوٰۃ ادا کرنا واجب ہے کیونکہ یہ ایسا قرض ہے جو ضرور واپس کیا جائے گا۔ اس میں مرکزی بینک کے پاس رکھے گئے کرنٹ اکاؤنٹس اور دوسرے بینکوں کے پاس رکھے گئے کرنٹ اکاؤنٹس دونوں شامل ہیں۔ اگر ادارہ ان کرنٹ اکاؤنٹس سے کوئی منافع حاصل کرے، اگرچہ وہ حرام ہے، تو ادارہ اصل سرمایہ کی زکوٰۃ ادا کرے اور تمام نفع خیرات کردے۔ ادارے اور بینک جن کے پاس اس طرح کے کرنٹ اکاؤنٹس رکھوائے جاتے ہیں وہ ان کے ذمہ قرض ہیں۔ دیکھیے شق ۱/۳/۶۔

۵/۱/۳/۲ سیونگ اکاؤنٹ

(الف) ان اکاؤنٹس کے مالکان پر اصل سرمایہ اور اس پر ملنے والا نفع دونوں پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے، خواہ یہ اکاؤنٹس مختصر مدتی ہوں یا طویل مدتی ہوں، چاہے ان سے نکالی جانے والی رقم پر مالکِ اکاؤنٹ یا بینک کی طرف سے کوئی پابندی لگی ہوئی ہو۔ اگر ان اکاؤنٹس کی شرعی طریقہ سے سرمایہ کاری کی گئی ہے تو ان سرمایہ کاری اثاثوں میں ان کے تناسب کا اعتبار ہوگا، سرمایہ کاری کی رقم میں ان کے تناسب کا اعتبار نہیں ہوگا۔ اس لیے سرمایہ کاری کی رقم کی نمائندگی کرنے والے اثاثوں کی حیثیت پر توجہ دینی چاہیے۔

وہ ادارے جہاں سیونگ اکاؤنٹس سے سرمایہ کاری کی گئی ہے، تو ان کے لیے اس اکاؤنٹ کی حیثیت امانت کی ہے نہ کہ قرض کی۔ اس لیے یہ ادارے اپنے نقد اثاثوں کے ساتھ ساتھ ان اکاؤنٹس سے حاصل ہونے والے صرف نفع یا کمیشن کی بھی زکوٰۃ دیں گے۔

(ب) اگر سیونگ اکاؤنٹ ناجائز نفع کمائیں تو ادارہ اصل سرمایہ سے زکوٰۃ ادا کرے اور تمام سودی نفع خیرات کردے۔ البتہ وہ بینک جن کے پاس اس طرح کے سودی

سیونگ اکاؤنٹس رکھوائے گئے ہیں تو اکاؤنٹ کا اصل سرمایہ (نفع کے علاوہ) ان کے ذمہ قرض ہیں، دیکھیے شق ۲/۳/۶۔

۵/۱/۴ تمسکات، صکوک، اور فنڈز

۵/۱/۴/۱ تمسکات اور ٹریژری بل (جو قرضوں کی نمائندگی کرتے ہیں اور ممنوع نفع پر مشتمل ہوتے ہیں): بانڈ کی اصل رقم پر زکوٰۃ واجب ہوگی اور اور تمام سودی نفع خیرات کر دیا جائے گا۔ تمسک کے جاری کنندہ بینک کے معاملے میں ان تمسکات اور ٹریژری بلوں کی اصل قیمت اس بینک کے ذمہ قرض ہیں۔ (شق ۲/۳/۶)

۵/۱/۴/۲ سرمایہ کاری صکوک اور ان کی مختلف اقسام کے حاملین ان صکوک کے بنیادی اثاثوں کے حساب سے اور اس معیار کے مطابق زکوٰۃ دیں گے۔ وہ ادارے جو ان اثاثوں کا انتظام کرتے ہیں یا ان سرمایہ کارانہ صکوک کو محفوظ رکھتے ہیں، ان کے لیے صکوک کی حیثیت امانت کی ہے نہ کہ قرض کی، اس لیے یہ ادارے اپنے نقدی اثاثوں کے ساتھ ساتھ ان صکوک سے حاصل ہونے والے صرف نفع یا کمیشن کی زکوٰۃ دیں گے۔

۵/۱/۴/۳ سرمایہ کاری فنڈز اور ان کی مختلف اقسام: زکوٰۃ ان کے بنیادی اثاثوں کے حساب سے اور اس معیار کے مطابق زکوٰۃ دی جائے گی۔

۵/۱/۵ معاملہ کی تاکید کے لیے رکھی جانے والی رقم

۵/۱/۵/۱ ہامشِ جدّیہ [زرِ ضمانت] : اس سے مراد وہ پیشگی رقم ہے جو لازم وعدہ کو مضبوط کرنے اور معاملہ سے پھر جانے کے نقصان کو پورا کرنے لیے دی جاتی ہے: اس کی زکوٰۃ اس کے دینے والے گاہک ہی کے ذمہ ہے۔ اگر اسے کرنٹ اکاؤنٹ میں رکھا گیا ہے تو اس پر شق ۵/۷/۳/۱ کے احکام لاگو ہوں گے اور اگر اسے سیونگ اکاؤنٹ میں رکھا گیا ہے تو اس پر شق ۵/۱/۳/۲ کے احکام جاری ہوگے۔

۵/۱/۵/۲ نیلامی میں داخلے کے لیے ابتدائی ضمانت اور بولی کے نفاذ کی ضمانت: یہ

رقم وصول کرنے والے ادارے کے قابلِ زکوٰۃ اثاثوں سے منہا کی جائے گی، جبکہ اس رقم کا مالک اپنے دیگر اثاثوں کے ساتھ اس کی زکوٰۃ سالانہ ادا کرے گا، بشرطیکہ اسے اس رقم کو واپس ہونے سے پہلے مکرر سرمایہ کاری کی قدرت نہ دے دی گئی ہو۔ اگر واپسی سے پہلے متعدد سال گزر چکے ہوں تو صرف ایک سال کی زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔ اگر یہ رقم سیونگ اکاؤنٹ میں رکھی ہو تو شق ۵/۱/۳/۲ کے احکام جاری ہوں گے۔

۵/۱/۵/۳ مخصوص خدمات مثلاً ٹیلیفون، بجلی کی سہولیات، کے حصول کے لیے افراد یا اداروں پر لاگو نقد ضمانت یا کرایہ شدہ دکان و آلات کے لیے ادا شدہ ضمانت: اس رقم کا مالک اس رقم کی واپسی پر ایک سال کی زکوٰۃ ادا کرے گا۔ اگر وہ اس رقم کو واپس ملنے سے پہلے مکرر سرمایہ کاری کر چکا ہو تو شق ۵/۱/۵/۲ کے مطابق زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔

۵/۱/۵/۴ عربون: یہ خریدار کے قابلِ زکوٰۃ اثاثوں سے منہا کیا جائے گا جبکہ فروخت کنندہ اس کو اپنے قابلِ زکوٰۃ اثاثوں سے منہا نہیں کرے گا بلکہ اس کی زکوٰۃ ادا کرنا اس پر واجب ہے کیونکہ وہی اس کا مالک ہے، چاہے خریدار اس معاملہ کو فسخ کرے یا جاری رکھے۔

۲/۵ تجارتی جاری اثاثے (سامانِ تجارت)

۵/۲/۱ سامانِ تجارت میں ہر وہ چیز شامل ہے جو تجارت کے مقصد کے لیے ہو، چاہے زمین ہو یا منقولی ہو، چاہے وہ بحالتِ موجودہ فروخت کی جا سکتی ہو یا کچھ مزید بنوائی کے بعد، چاہے وہ بعوض حاصل کی گئی ہو یا بلا عوض۔ وجوبِ زکوٰۃ کے لیے ان چیزوں کا خریدنا ضروری نہیں بلکہ ان کو بیچنے کی نیت کر لینا ہی کافی ہے۔

۵/۲/۲ سامانِ تجارت کی قیمت ان کے مقام اور ان کے بیچے جانے کے طریقے (یکمشت یا قسطوں پر، جیسے بھی بیچی جاتی ہو، اگر دونوں طریقوں سے بیچی جاتی ہو تو اکثر

معاملات کا اعتبار ہو گا) کے اعتبار سے بازار کی قیمتِ فروخت لگائی جائے گی۔ ان اشیا کی قیمت کا تعیّن لاگت اور بازاری قیمت میں سے اقل [کم تر] کے اعتبار سے نہیں لگائی جائے گی۔ البتہ اگر قیمت کے دیگر طریقے استعمال کرنا مشکل ہو تب سامان کی قیمت لاگت کے لحاظ سے طے کی جاسکتی ہے۔ زکوٰۃ واجب ہونے اور ادا کرنے کے درمیانی عرصے میں اگر قیمتوں میں تغیر آچکا ہو تو وجوبِ زکوٰۃ کے دن کا اعتبار کیا جائے گا۔

۵/۲/۳ اگر سامانِ تجارت پر کسی دوسرے سبب سے بھی زکوٰۃ واجب ہو رہی ہو (مثلاً سامانِ تجارت مویشی یا زرعی پیداوار ہو) تو اس پر صرف سامانِ تجارت کے لحاظ سے ہی زکوٰۃ واجب ہو گی۔

۵/۲/۴ اصل تو یہ ہے کہ سامانِ تجارت کی زکوٰۃ نقدی کی صورت میں ہی ادا کی جائے لیکن کساد بازاری میں سامانِ تجارت ہی کو زکوٰۃ میں دینا بھی جائز ہے بشرطیکہ مستحقینِ زکوٰۃ کی مصلحت بھی فوت نہ ہو رہی ہو۔

۵/۲/۵ خرید و فروخت کے لیے متعیّن سامان کی زکوٰۃ خریدار پر خریداری کے بعد ہی واجب ہو جاتی ہے، اگرچہ اس نے قبضہ بھی حاصل نہ کیا ہو۔

۵/۲/۶ مالی گوشواروں میں بیان کردہ جاری تجارتی اثاثوں کی تطبیقات

۵/۲/۶/۱ تجارتی سامان کا ذخیرہ، خام مال کی تمام اقسام، برائے فروخت سامان بحالتِ موجودہ یا دیگر عناصر کے اضافے کے ساتھ تیاری کے بعد: ان سب کی زکوٰۃ بازاری قیمتِ فروخت کے لحاظ سے ادا کی جائے گی۔

اگر سامانِ تجارت عیب دار ہو: ان کی زکوٰۃ ان کے بیچے جانے کے طریقے (یکمشت یا قسطوں پر، جیسے بھی بیچی جاتی ہو، اگر دونوں طریقوں سے بیچی جاتی ہو تو اکثر معاملات کا اعتبار ہو گا) کے اعتبار سے قیمت لگا کر دی جائے گی۔ اگر یہ سامان سست روی سے فروخت ہوتا ہو تو ان کی موجودہ حالت کے لحاظ سے بازاری قیمت

کے حساب سے زکوٰۃ دی جائے گی۔ اگر اس طرح کے سامان کے لیے کوئی خصوصی مد مقرر کی جائے تو اسے قابلِ زکوٰۃ اثاثوں سے منہا نہیں کیا جائے گا۔

۵/۲/۶/۲ تیاری کے مرحلے میں سامان: اس کے زکوٰۃ واجب ہونے کے دن کی بازاری قیمت کے لحاظ سے زکوٰۃ دی جائے گی۔ اگر بازاری قیمت کا تعیّن کرنا مشکل ہو تو اس کی لاگت کے لحاظ سے زکوٰۃ دی جائے گی۔

۵/۲/۶/۳ زیرِ تعمیر کام: اس کے زکوٰۃ واجب ہونے کے دن کی حالت اور اس دن کی بازاری قیمت کے لحاظ سے زکوٰۃ دی جائے گی۔

۵/۲/۶/۴ صنعتی آلات (اضافی پرزے) جو پیداواری مشینری میں استعمال ہوتے ہیں: یہ قابلِ زکوٰۃ اثاثوں میں شامل نہیں ہیں۔

۵/۲/۶/۵ [تجارتی] سامان جو راستے میں ہے [stock in transit]: اپنی موجودہ جگہ کے لحاظ سے اس کی بازاری قیمت کی زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔

۵/۲/۶/۶ وہ سامان جو دوسروں کے پاس (بحیثیتِ وکیل) فروخت کرنے کی غرض سے رکھوایا گیا ہو: اپنی موجودہ جگہ کے لحاظ سے اس کی بازاری قیمت کی زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔

۵/۲/۶/۷ ادارے کے فراہم کردہ لیٹر آف کریڈٹ [ایل سی] کے ذریعے درآمد شدہ سامان جس میں ایل سی کھولنے کا خرچ اور واسطہ بننے والے بینک کی طرف سے روکی گئی رقم بھی شامل ہے: اس روکی گئی رقم پر تو زکوٰۃ ادا کی جائے گی لیکن ایل سی کھولنے کے اخراجات کی ادا نہیں کی جائے گی۔ جب سامان کی ملکیت حاصل ہو جائے تب ان کی بازاری قیمت کے لحاظ سے زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔

۵/۲/۶/۸ ادارے کے منافع کے لیے ایل سی کے ذریعے برآمد کی غرض سے رکھا گیا سامان: ایل سی کے لیے روکی گئی رقم کی نہ تو زکوٰۃ ادا کی جائے گی نہ ہی اس کو قابلِ زکوٰۃ اثاثوں سے منہا کیا جائے گا کیونکہ ابھی تک اس کی ملکیت حاصل نہیں

ہوتی ہے۔ البتہ ادارے کے تیار سامان یا تیاری کے مرحلے سے گزرنے والے سامان کی زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔

۵/۲/۷ تجارتی مقاصد کے معنوی اثاثوں پر سامانِ تجارت کی زکوٰۃ واجب ہوتی ہے جیسے سندِ حقِ ایجاد، ٹریڈ مارک، اور کمپیوٹر سافٹ ویئر۔

۵/۲/۸ سال کے اختتام پر بچ جانے والا وہ خام مال [raw material] جو عموماً تجارتی مقصد کے لیے تیار کیے جانے والی مصنوعات کی تیاری میں استعمال ہوتا ہے اور اپنی اصلی حالت میں ہی مصنوعات کے ساتھ لگا رہتا ہے: اس کی زکوٰۃ اس کی تیاری کے مرحلے میں داخل ہونے سے پہلے کی بازاری قیمت کے لحاظ سے ادا کی جائے گی۔ البتہ وہ خام مال جو مصنوعات کی تیاری میں استعمال نہیں ہوتا اور نہ ہی اپنی اصلی حالت میں مصنوعات کے ساتھ لگا رہتا ہے، اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی ہے، جیسے ایندھن اور صفائی کے آلات۔

۵/۲/۹ تجارتی مقصد کے لیے تیار مصنوعات اور تیاری کے مرحلے میں موجود مالِ تجارت کی زکوٰۃ سامانِ تجارت کی زکوٰۃ کی شرح سے اس کی موجودہ حالت کی بازاری قیمت کے لحاظ سے لگائی جائے گی۔

۵/۲/۱۰ پیکنگ کے لیے رکھے گئے سامان پر اگر تجارت مقصود نہ ہو تو اس کی قیمت نہیں لگائی جائے گی۔ لیکن اگر ان کی وجہ سے سامان کی قیمت میں اضافہ ہوتا ہو تو اس صورت میں ان کی بھی قیمت لگائی جائے گی۔

۵/۳ ادارے اور کمپنی کے قابلِ وصول دیون

۵/۳/۱ اگر ادارے کے دیے ہوئے قرض نقدی کی شکل میں ہوں تو جب تک ان کی وصولی ممکن ہو ادارہ ان کی ہر سال زکوٰۃ ادا کرے گا، چاہے وہ قرضہ مدتی ہو یا فوری ہو۔ البتہ ڈوبے ہوئے قرض (جن کی وصولی کی امید ختم ہو گئی ہو) یا جن کی وصولی مشکوک ہو گئی ہے ان کی زکوٰۃ ادارہ ادا نہیں کرے گا، جب وہ موصول ہو جائیں تو

صرف اس سال کی زکوٰۃ شق ۲/۶ کے مطابق ادا کی جائے گی۔

۲/۳/۵ ادارہ اپنے مدتی قرضوں کی مکمل یا جزوی وصولیابی تک زکوٰۃ کی ادائیگی مؤخر کر سکتا ہے۔ تاہم وصولی کے بعد پوری مدت کی زکوٰۃ ادا کرنا ضروری ہوگا۔ اگر کوئی قرض جزوی طور پر مشکوک ہو اور مشکوک قرضوں کے لیے کوئی مد مقرر کی گئی ہو، اس صورت میں اگر اس قرض کی کل مقدار قابلِ زکوٰۃ اثاثوں میں ابتداءً شامل کر دی گئی تھی تو اس قرض کا مشکوک حصہ ان سے منہا کیا جا سکتا ہے۔

۳/۳/۵ اگر ادارے کے دیے ہوئے ادھار یا دوسرے کے ذمہ قرض میں قرض کے لین دین یا ان میں ترمیم کی وجہ سے سودی منافع بھی شامل ہو گئے تو ادارہ صرف اصل رقم کی زکوٰۃ ادا کرے گا۔ سودی منافع مکمل طور پر خیراتی مصارف میں خرچ کر دینا لازم ہے کیونکہ یہ حقیقت معلوم ہونی چاہیے کہ قرض یا امانت پر منفعت حاصل کرنا یا قابلِ وصولی رسیدوں پر بٹہ لگانا [discounting] یقینی حرام ہے اور ایسا معاملہ کرنا بھی حرام ہے۔

۴/۳/۵ مالی گوشواروں میں بیان کردہ قابلِ وصول دیون کی تطبیقات

۱/۴/۳/۵ مدیونین: کوئی سامان یا خدمت ادھار پر فروخت کرنے سے پیدا ہونے والے ادارے کے لیے واجب الوصول دیون کی زکوٰۃ درجِ بالا شقوں کی رعایت رکھتے ہوئے ادا کی جائے گی۔

۲/۴/۳/۵ قرض، اوور ڈرافٹ، ادھار بانڈز بشمول کٹوتی شدہ بانڈ (صفر کوپن) اور منظور بلز (کٹوتی شدہ بلز): ان بانڈز کی خریداری کے لیے ادا شدہ اصل قیمت کی زکوٰۃ دی جائے گی۔ البتہ سودی فوائد جو کہ حرام ہیں، ان پر شق ۳/۳/۵ کے احکام نافذ ہوں گے۔

۳/۴/۳/۵ دستاویزِ وصولی، (ہنڈی اور وعدہ نامے) ادھار کی اصل رقم (دستاویز کی رقم) کی زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔ اگر یہ دستاویز ادھار پر فروخت شدہ سامان سے

متعلق ہو تو اس کی قیمت میں اضافے کو بھی شامل کر لیا جائے گا۔ اگر دستاویز میں سودی فوائد کی وصولی شامل ہو تو اس میں شق ۵/۳/۳ کی بھی رعایت رکھنا لازم ہے۔ مذکورہ حکم میں تمام دستاویزاتِ وصولی شامل ہیں، چاہے جس ادھار کی یہ دستاویز نمائندگی کر رہے ہیں وہ فوری ہو یا مدتی ہو، جب تک کہ اس کی وصولی مشکل نہ ہو جائے۔ اس سلسلے میں شق ۵/۳/۲ دیکھ لی جائے۔

۵/۳/۴/۴ عقود سے بچے ہوئے [محفوظ کردہ] اموال: ادارے کے وعدوں کی پاسداری کے لیے بطورِ ضمانت گاہک کے پاس رکھی ہوئی اس رقم پر اگر ادارہ سرمایہ کاری کرنے سے قاصر ہو تو ادارہ اس کی زکوٰۃ ادا نہیں کرے گا۔ البتہ اس رقم کی وصولی کے بعد صرف اس سال کی زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔

۵/۳/۴/۵ حتمی [غیر معلق] عقود کی پیشگی ادائیگیاں: یہ رقم چونکہ اب اداروں کی ملکیت میں نہیں رہیں، اس لیے ان کی زکوٰۃ ادا نہیں کی جائے گی۔

۵/۳/۴/۶ پیشگی ادا کردہ اخراجات: یہ اگلے مالیاتی سالوں میں ہونے والے اخراجات کے لیے رقوم ہوتی ہیں۔ یہ رقم چونکہ اب اداروں کی ملکیت میں نہیں رہیں، اس لیے ان کی زکوٰۃ ادا نہیں کی جائے گی۔

۵/۳/۴/۷ قابلِ وصول آمدنی: اس سے مراد موجودہ سال کی آمدنی کا وہ حصہ ہے جو ابھی تک وصول نہیں ہوا۔ اس پر شق ۵/۳/۱ میں بیان کردہ ادھار کی زکوٰۃ کا حکم جاری ہوگا۔

۵/۳/۴/۸ قانونی امانات [ڈپازٹ]: اس سے مراد وہ رقم ہے جو متعلقہ حکام کی درخواست پر بینک میں رکھی گئی ہے تاکہ ادارے کو لائسنس مل سکے۔ اس رقم میں ادارہ متعلقہ حکام کی اجازت کے بغیر کوئی تصرف کر سکتا ہے نہ ہی انہیں نکال سکتا ہے: اگر ادارہ اس روکی ہوئی رقوم کی سرمایہ کاری نہیں کر سکے تو اس کی وصولی کے بعد صرف اسی سال کی زکوٰۃ ادا کرے گا۔ اگر اس پر کوئی فوائد ملے تو وہ حرام

ہوں گے اور اس پر شق ۵/۳/۳ کے احکام جاری ہوگے۔

۵/۳/۴/۹ مرابحہ کا ادھار: یہ وہ رقم ہے جو خریداروں پر لازم ہیں۔ بشمول منافع پوری قیمت پر شق ۵/۳/۱ کے مطابق زکوٰۃ واجب ہوگی۔

۵/۳/۴/۱۰ عقدِ سلم کے تحت خریدا گیا وہ سامان جس پر ابھی تک قبضہ نہیں ہوا۔ ادارہ سلم کے سرمایہ کی زکوٰۃ ادا کرے گا اگر یہ سامان تجارت کے لیے خریدا گیا ہے۔ اگر یہ سامان استعمال یا آمدنی کے حصول کی غرض سے خریدا گیا ہے تو شق ۴/۱۱ اور ۴/۲ کے احکام جاری ہوگے۔ رہا وہ سلم کا سرمایہ جو فروخت کنندہ نے فروخت شدہ سامان کے عوض وصول کیا ہے اس پر فروخت کنندہ نقد رقم کے ضمن میں زکوٰۃ ادا کرے گا۔

۵/۳/۴/۱۱ ادارے کے فروخت شدہ استصناع کے سامان کا ادھار: اس سے مراد استصناع کے سامان کی ادائیگی کی تاریخ کے لحاظ سے ادارے کے لیے بقیہ ماندہ رقم ہے۔ یہ رقم قابلِ زکوٰۃ اثاثوں میں شامل ہے اور اس کی زکوٰۃ قابلِ تجارت اثاثوں کے ضمن میں نقدی کی حیثیت میں ادا کی جائے گی۔

۵/۳/۴/۱۲ ادارے کے خریدے ہوئے استصناع کے سامان کا ادھار: اگر یہ سامان تجارت کے لیے خریدا گیا ہے تو اس سامان کی لاگت کو قابلِ زکوٰۃ اثاثوں میں شامل کرکے شق ۵/۳/۱ کے مطابق زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔ سامان کی لاگت سے مراد وہ قیمت ہے جس کا ادارے نے فروخت کنندہ کو دینے کا التزام کیا ہے۔

۵/۳/۴/۱۳ تجارت کی غرض سے حصص میں سرمایہ کاری: اس کی زکوٰۃ سامانِ تجارت کی حیثیت سے بازاری قیمت کے مطابق ادا کی جائے گی۔ اگر اس کا کوئی بازار نہ ہو تو اس کی ماہرین سے قیمت لگوائی جائے گی۔

۵/۳/۵ انشورنس فنڈ کا ادھار

انشورنس کے معیار میں بیان کردہ تفصیلات کے مطابق، شراکت داروں کی

اعانات ایک مستقل فنڈ[participants' takaful fund]قائم کرتی ہیں جس کے لیے علیحدہ مالی ذمہ داریاں ہوتی ہیں۔ شراکت دار بلا عوض قسطیں جمع کراتے ہیں اور انشورنس فنڈ بچ جانے والی رقم شراکت داروں کو لوٹانے کا پابند نہیں ہوتا۔ دیکھیے: شرعی معیار نمبر ۲۶ کی شق ۲/۵ اور ۵/۵۔ اس تناظر میں، انشورنس فنڈ کے ادھار پر کوئی زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی۔

۴/۵ زرعی پیداوار اور پھلوں کی زکوٰۃ

۱/۴/۵ زرعی پیداوار اور پھلوں کے لیے نصاب ۵ وسق ہے جو ۶۵۳ کلوگرام کے برابر ہے۔ اس میں سال گزرنے کے بجائے کٹائی کا اعتبار ہے۔ غیر بارانی زمین کی زرعی پیداوار میں یہ نصاب عشر یعنی ۱۰٪ ہے اور آبپاشی والی زمین کے لیے یہ نصاب ۵٪ ہے، جبکہ دونوں طرح سے پانی حاصل کرنے والی زمین کا نصاب ۷.۵٪ ہے۔

۲/۴/۵ نصاب کے حساب میں ایک ہی قسم کی پیداوار کی مختلف انواع کو جمع کیا جائے گا، جیسے ایک پھل یا فصل کی مختلف انواع۔ مختلف قسم کے پھلوں یا اجناس کو ایک ساتھ جمع نہیں کیا جائے گا، بلکہ ہر قسم کے پھل یا زرعی پیداوار کے نصاب کا علیحدہ حساب کیا جائے گا۔ ایک ہی کمپنی یا ادارے کی مملوکہ زرعی پیداوار یا پھلوں کے مختلف علاقوں میں ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

۳/۴/۵ اندازے کے طریقے (ماہرین کے اندازہ) کو اختیار کیا جاسکتا ہے جبکہ زرعی پیداوار اور پھل بالکل پک چکے ہوں۔ ایک چوتھائی یا ایک تہائی مالکِ پیداوار کے لیے چھوڑا جائے گا اور بقیہ کی زکوٰۃ خشک ہونے کے بعد اندازے سے ادا کی جائے گی۔ زکوٰۃ میں ان کی قیمت بھی ادا کی جاسکتی ہے۔

۴/۴/۵ زرعی پیداوار سے متعلق زیرِ تعمیر کام [work-in-process] قابلِ زکوٰۃ اثاثوں میں شامل نہیں ہے۔

۵/۴/۵ زرعی ضروریات مثلاً کھاد اور کیڑے مار ادویات، قابلِ زکوٰۃ اثاثوں میں شامل نہیں ہیں، تاہم انہیں زکوٰۃ سے منہا بھی نہیں کیا جائے گا، سوائے اس کے کہ انہیں ادھار خریدا گیا ہو۔

۶/۴/۵ پیکنگ کرنے کا سامان قابلِ زکوٰۃ اثاثوں میں شامل نہیں ہے۔

۷/۴/۵ آبپاشی، زمین کی اصلاح، نہری راستے اور مٹی کے کاموں پر آنے والے اخراجات قابلِ زکوٰۃ اثاثوں سے منہا نہیں کیے جائیں گے۔

۸/۴/۵ مستحقین تک پہنچانے کے اخراجات قابلِ زکوٰۃ اثاثوں سے منہا کیے جائیں گے۔

۹/۴/۵ بٹائی پر لی ہوئی زمین کی پیداوار کی زکوٰۃ بٹائی پر لینے والا ادا کرے گا۔ مزارعت اور مساقات کی صورت میں دونوں فریق اپنے اپنے حصہ کے تناسب سے زکوٰۃ ادا کریں گے۔

۱۰/۴/۵ زرعی امداد اور رعایات: شق ۱/۳/۵ کی رعایت رکھتے ہوئے نقد امداد [subsidy] کل قابلِ زکوٰۃ اثاثوں میں بطورِ سیال اثاثے کے شامل کی جائے گی، جبکہ مفت زمین اور آلات شامل نہیں کیے جائیں گے۔

۵/۵ معدنیات کی زکوٰۃ

۱/۵/۵ معدنیات زمین و سمندر سے نکلنے والی ہر چیز پر مشتمل ہیں، چاہے وہ سیال ہو یا جامد ہو یا گیس ہو.

۲/۵/۵ معدنیات کا نصاب ۸۵ گرام سونے کی قیمت کے برابر ہے۔ نصاب کا اعتبار مسلسل نکلنے والی معدنیات پر کیا جائے گا۔ اگر نکالنے کے مرحلے میں عرف کے خلاف غیر معمولی انقطاع ہو جائے تو از سرِ نو نصاب کا اعتبار کیا جائے گا۔ معدنیات میں زکوٰۃ کی شرح ۲.۵٪ ہی ہے۔ اگر یہ معدنیات سرکاری ملکیت میں ہوں تو ان پر کوئی زکوٰۃ واجب نہیں ہے، اگر غیر سرکاری زمین سے معدنیات نکلی ہیں تو اس زمین کا مالک ان معدنیات کا بھی مالک ہے اور وہ ہی ان کی زکوٰۃ ادا کرے

گا(دیکھیے شرعی معیار نمبر (۲۲) "عقودِ امتیاز"، شق ۵/۴)۔

۵/۵/۳ سمندر سے تجارت کی غرض سے نکالی گئی موتی، مونگا اور مچھلی کی زکوٰۃ سامانِ تجارت کے اعتبار سے دی جائے گی۔

۶/۵ مویشیوں کی زکوٰۃ

مویشیوں (اونٹ، گائے، بھیڑ، بکری) کا نصاب اور ان کی زکوٰۃ کی شرح اس معیار کے آخر میں بیان کردی گئی ہے۔ یہ نصاب ان مویشیوں کے لیے ہے جو دودھ یا افزائشِ نسل کے لیے پالے گئے ہوں اور وہ سال کا اکثر حصہ عمومی چراگاہوں سے خود چرتے رہے ہوں۔ اگر مویشی تجارت کی غرض سے رکھے گئے ہوں تو ان کی زکوٰۃ سامانِ تجارت کے لحاظ سے ادا کی جائے گی۔

۵/۶/۱ ایک ہی ملکیت کے مویشی اگر مختلف جگہوں پر بھی ہوں تب بھی زکوٰۃ پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اس میں خلطہ (مشترکہ ملکیت) کا اعتبار ہے۔ لہٰذا متعدد افراد کے ملکیتی مویشی ایک ہی ملکیت کے مویشی شمار ہوں گے اگر ان سب کو دی جانے والی سہولیات یکساں ہوں۔

۵/۶/۲ تجارت کے لیے رکھے گئے مویشیوں کی زکوٰۃ سامانِ تجارت کی شرح سے ادا کی جائے گی۔ مویشیوں کی قیمت بازاری نرخ کے لحاظ سے نکالی جائے گی۔

۵/۶/۳ محنت کش مویشی، یعنی وہ مویشی جو زمین کو جوتنے، پانی کی نکاسی اور نقل وحمل کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں، وہ قابلِ زکوٰۃ اثاثوں میں شامل نہیں۔

۵/۶/۴ اونٹ، گائے، بھیڑ کے علاوہ جانوروں پر کوئی زکوٰۃ نہیں ہے، سوائے اس کے کہ وہ تجارت کے لیے ہوں۔ اگر وہ صرف پیداوار کے لیے ہوں، تجارت کے لیے نہ ہوں، تو یہ قابلِ زکوٰۃ اثاثہ نہیں ہیں۔

۵/۶/۵ مویشیوں سے حاصل ہونے والی پیداوار، جیسے دودھ، اون، وغیرہ اگر تجارت کے لیے ہو تو ان کی زکوٰۃ سامانِ تجارت کی شرح سے ادا کی جائے گی۔

۵/۶/۶ گھوڑے، خچر، گدھے اور وہ تمام جانور جو محنت کشی یا زینت کے لیے رکھے جاتے ہیں، ان پر کوئی زکوٰۃ نہیں ہے، الّا یہ کہ وہ تجارت کی غرض سے ہوں۔

۵/۶/۷ پیداوار کی غرض سے رکھی گئی مرغیوں پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ ان کے ساتھ آمدنی دینے والے اثاثوں جیسا معاملہ کیا جائے۔ دیکھیے شق ۲/۴۔

۵/۶/۸ مرغی کا گوشت، انڈے، دودھ، مویشیوں کے ریوڑ کی زکوٰۃ سامانِ تجارت کی طرح نکالی جائے گی اگر وہ تجارت کی غرض سے ہوں۔

۶- مالی ذمہ داریاں (ادارے کے واجب الادا دیون و حقوق)

۶/۱ مالی ذمہ داریوں [liabilities] کی تقسیم

مالی گوشواروں کے کھاتے میں مالی ذمہ داریوں کے زیرِ عنوان ایسی متعدّد مدیں بھی ہوتی ہیں جو شرعاً ادارے کے ذمہ قرض شمار نہیں ہوتیں، مثلاً کمپنی کا سرمایہ کمپنی پر ادھار نہیں ہوتا، اسی طرح پسِ انداز کردہ رقوم / محفوظے [reserves] اور منافع بھی ادارے پر ادھار نہیں ہوتے۔ مالی ذمہ داریوں کے زیرِ عنوان تمام ادھار دو قسموں کے ہوتے ہیں:

۶/۱/۱ طویل مدتی مالی ذمہ داریاں: یہ سال سے زائد مدت میں واجب الادا ہوتی ہیں۔ اس طرح کے ادھار اکثر جامد اثاثوں اور دیگر طویل مدتی ادھار خریداریوں سے پیدا ہوتے ہیں۔

۶/۱/۲ قصیر مدتی مالی ذمہ داریاں: یہ وہ ادھار ہیں جو دورانِ سال بھی واجب الادا ہو جاتے ہیں۔

۶/۲ ادارے کے ذمہ دیون

۶/۱/۱ اگر یہ دَین قابلِ زکوٰۃ سیال اثاثوں کی تجارتی غرض سے کی گئی خریداری سے پیدا ہوا ہے تو یہ مالِ زکوٰۃ سے منہا کیا جائے گا۔

۶/۱/۲ اگر یہ ادھار ناقابلِ زکوٰۃ جامد اثاثوں کی خریداری سے پیدا ہوا ہے تو یہ مالِ زکوٰۃ

سے منہا نہیں کیا جائے گا۔

۶/۱/۳ اگر قابلِ زکوٰۃ اثاثے کی خریداری سے پیدا ہونے والے دیون کو معلوم کرنا مشکل ہو تو اس صورت میں تمام اثاثوں میں قابلِ زکوٰۃ اثاثوں کی نسبت سے اس دَین کو معلوم کیا جاسکتا ہے، جس کو مالِ زکوٰۃ سے منہا کیا جائے گا۔ مثلاً اگر کل اثاثوں میں ۴۰٪ قابلِ زکوٰۃ اثاثے ہوں تو ۴۰٪ دیون ہی مالِ زکوٰۃ سے منہا کیے جائیں گے۔

۶/۱/۴ اگر یہ دَین کسی غیر شرعی عمل کی وجہ سے ذمہ میں آیا ہو جیسے سودی قرض لیا گیا، تو اس صورت میں غیر اداشدہ سود قابلِ زکوٰۃ اثاثوں سے منہا نہیں کیا جائے گا کیونکہ حرام ذمہ داریاں شریعت کی نگاہ میں معتبر دَین ہی نہیں اور نہ ہی وہ ذمہ داری شمار کی جاتی ہے۔

۶/۳ مالی تفصیلات میں بیان کردہ فوری مالی ذمہ داریوں کی تطبیقات

۶/۳/۱ کرنٹ اکاؤنٹس: جس ادارے کے کرنٹ اکاؤنٹ میں یہ رقم رکھوائی گئی ہے اس کے قابلِ زکوٰۃ اثاثوں سے اس کھاتے کی بقیہ رقم منہا کی جائے۔ اسی طرح جس ادارے کے سرمایہ کاری اکاؤنٹ میں سرمایہ کاری کی غرض سے رقم رکھوائی گئی ہے، اس کے قابلِ زکوٰۃ اثاثوں سے اس اکاؤنٹ کا اصل سرمایہ اور ان کا منافع دونوں منہا کیے جائیں گے۔ تاہم مضارب کا حصہ اور وکالہ فیس منہا نہیں کی جائے گی۔

۶/۳/۲ دائنین: اس شق سے مراد وہ رقم ہے جو اس سال قرض دہندگان کو دینا ادارے کے ذمہ ہے۔ اس طرح کے دیون اکثر سامان، آلات، خدمات کے حصول سے پیدا ہوتے ہیں اور قابلِ زکوٰۃ اثاثوں سے منہا کیے جائیں گے۔

۶/۳/۳ عقدِ سلم میں فروخت شدہ سامان کے دائنین: ان سے مراد وہ خریدار ہیں جنہوں نے ادارے سے عقدِ سلم میں سامان خریدا لیکن ابھی تک انہیں قبضہ نہیں ملا ہے۔

یہ سامان ادارے کے ذمہ ادھار ہیں کیونکہ یہ ابھی تک ارسال نہیں کیے گئے ہیں اس لیے سلم کا اصل سرمایہ قابلِ زکوٰۃ اثاثوں سے منہا کیا جائے گا

۶/۳/۴ عقدِ استصناع میں فروخت شدہ سامان کے دائنین: یہ سامان ادارے کے ذمہ دَین ہے کیونکہ ادارے نے ان کے بنانے کا ذمہ لیا لیکن ابھی تک تیار نہیں کیا، اس پر شق ۶/۳/۶ کے احکام جاری ہوں گے۔

۶/۳/۵ عقدِ استصناع میں خریدے گئے سامان کے دائنین: اس سے مراد ادارے کے ذمہ وہ دَین ہے جو اس خریداری کے وقت پیدا ہوگا۔ اس شق کی بھی بقیہ رقم کو قابلِ زکوٰۃ اثاثوں سے منہا کیا جائے گا۔

۶/۳/۶ ادائیگی کے کاغذات: اس میں سامان اور خدمات ادھار پر درآمد کنندہ کو جاری کردہ بلز اور تمسکِ آمر [promissory note] یا غیر سودی ادھار لینے کے لیے جاری کردہ بلز اور آمر کے بانڈز شامل ہیں۔ جبکہ یہ قرض اگلے سال واجب الادا ہوتا ہو تو یہ اثاثے قابلِ زکوٰۃ اثاثوں سے منہا کیے جائیں گے۔

۶/۳/۷ مختصر مدتی قرضے اور اوور ڈرافٹ اکاؤنٹ پر شق ۵/۳/۴/۲ کے احکامات جاری ہوں گے۔

۶/۳/۸ واجب الادا اخراجات: ان سے مراد وہ اخراجات ہیں جو حالیہ سال سے متعلق ہیں اور ان کی ادائیگی اگلے سال میں کی جائے گی۔ یہ اثاثے قابلِ زکوٰۃ اثاثوں سے منہا کیے جائیں گے۔

۶/۳/۹ پیشگی آمدنی: اگر یہ آمدنی کسی ایسی خدمت کے عوض میں ہے جو ابھی تک فراہم ہی نہیں کی گئی ہے تو اس خدمت کے عوض آمدنی پر کوئی زکوٰۃ نہیں ہے کیونکہ یہ آمدنی کی ملکیت یقینی نہیں، اس لیے کہ اجارے کا معاہدہ کسی بھی عذر یا پیش آمدہ تبدیلیوں کی وجہ سے ختم کیا جاسکتا ہے۔ لہٰذا غیر فراہم کردہ خدمات کے عوض آمدنی قابلِ زکوٰۃ اثاثوں سے منہا کی جائے گی۔

رہی وہ پیشگی آمدنی جو کسی زبانی یا تحریری عقدِ معاوضہ کی تعمیل کے عوض ملی ہے، وہ تو ادارے کی ملکیت میں شامل ہوگئی ہے، چنانچہ اس کی زکوۃ لازم ہے، چاہے اس میں ذکر کردہ سامان ابھی تک فراہم بھی نہ کیا گیا ہو۔ لہٰذا یہ آمدنی قابلِ زکوۃ اثاثوں سے منہا نہیں کی جائے گی۔

۶/۳/۱۰ واجب الادا ٹیکس: حالیہ مدت سے متعلق ٹیکس، جن کی ادائیگی اگلے سال کے دوران کرنی ہے، ان کو قابلِ زکوۃ اثاثوں سے منہا کیا جائے گا۔

۶/۳/۱۱ گاہک کی فراہم کردہ زرِ ضمانت جو اس نے اپنی پابندیوں اور میعادی اخراجات کے تصفیہ کی ضمانت کے طور پر دی ہے، یہ قابلِ زکوۃ اثاثوں سے منہا کی جائے گی۔۔

۶/۳/۱۲ اقلیتی حقوق[minority interest]: اس سے مراد ذیلی کمپنی میں دوسرے شرکاء کی حصہ داری ہے اور یہ مجموعی مالی حسابات [consolidated accounts] میں لکھی بھی جاتی ہے۔ اس پر شق ۴/۲/۵ کے احکامات جاری ہوں گے۔

۷- متوقع نقصان کے تخمینے [provisions][1]

۷/۲ متوقع نقصان کے تخمینے کی تعریف

متوقع نقصان کے تخمینے سے مراد وہ رقم ہے جو آمدن سے سال کے آخر میں الگ کر لی جاتی ہے تاکہ اثاثوں کی ممکنہ کمی کو پورا کیا جا سکے یا غلط اندازوں اور ان دیکھی پابندیوں سے نمٹا جا سکے۔ یہ تخمینے چونکہ ممکنہ نقصانات اور غیر متعین پابندیوں کے لیے ہوتی ہیں اس لیے دیون کی تحصیل اور التزام کی پاسداری کے بعد، یا اگر یہ تخمینے مقدارِ واجب سے زائد ہوں، تو مکمل یا جزوی طور یہ تخمینے نفع و نقصان کھاتے [profit and loss account] میں واپس لوٹا دیے جاتے ہیں۔

(۱) اس کی بعض صورتوں کو پہلے بھی ذکر کرنے کی ضرورت پیش آئی ہے۔ اس کے لیے ۵/۳/۲ اور ۵/۳/۳ دیکھیں۔

۲/۷ متوقع نقصان کے تخمینوں کی تقسیم

متوقع نقصان کے تخمینوں میں درج ذیل امور کی رعایت رکھنا ضروری ہے:

۱/۲/۷ جامد اثاثوں سے متعلق تخمینے: چونکہ جامد اثاثے قابلِ زکوٰۃ اثاثوں میں شامل نہیں، اس لیے یہ مدات قابلِ زکوٰۃ اثاثوں سے منہا نہیں کی جائیں گی۔

۲/۲/۷ جاری اثاثوں سے متعلق تخمینے: چونکہ جاری اثاثوں کی قیمت بازاری نرخ کے لحاظ سے لگائی جاتی ہے، اس لیے جاری اثاثوں سے متعلقہ تخمینوں کو قابلِ زکوٰۃ اثاثوں سے منہا نہیں کیا جائے گا۔ اگر کسی وجہ سے جاری اثاثوں کی قیمت اصل کاروباری سرمایہ کی بنیاد پر لگائی گئی، جو کہ عموماً قدرِ مبادلہ سے زیادہ ہی ہوتی ہے، تو اس صورت میں اس مد کے لحاظ سے بازاری قیمت اور اصل کاروباری سرمایہ کی قیمت کے فرق کو قابلِ زکوٰۃ اثاثوں سے منہا کیا جائے گا۔

۳/۲/۷ مالی ذمہ داریوں سے متعلقہ تخمینے: ان تخمینوں کا مقصد غلط اندازوں اور ان دیکھی پابندیوں کو پورا کرنا ہے، مثلاً: ملازمت کی اختتامی سہولیات، ملازمین کی چھٹیاں، محصولات اور ہرجانہ کے لیے تخمینے۔ ان سب تخمینوں کا اندازہ مناسب طور پر لگانا چاہیے تاکہ خفیہ محفوظے [reserve] کا ذریعہ نہ بن جائیں۔ جب بھی ان کے تخمینہ میں مبالغہ کا عنصر نظر آئے تو زیادتی کو ضرور ختم کر دینا ضروری ہے۔

۴/۲/۷ جن صورتوں میں تخمینوں کو اثاثوں سے منہا کرنا جائز ہے، وہاں ان کے سودی منافع، اگر ہوں تو بھی، منہا نہیں کیے جائیں گے۔ اثاثوں سے تو صرف شریعت کے منظور شدہ ذمہ داریوں و پابندیوں کو ہی منہا کیا جائے گا۔ یہ بات بھی معلوم ہونی چاہیے کہ سودی قرض یا ڈپازٹ رکھوانا قطعی طور پر حرام ہے۔ شق ۳/۲/۶ دیکھی جائے۔

۷/۳ متوقع نقصان کے تخمینوں کی تطبیقات اور یہ تفصیل کہ کون سے تخمینے قابلِ زکوٰۃ اثاثوں سے منہا کیے جائیں گے اور کون سے نہیں

۷/۳/۱ قبل از عمل اخراجات کی تلافی کے تخمینے: یہ عمل سے قبل اخراجات کی تلافی کے لیے مجموعی رقم ہوتی ہے۔ یہ تخمینے قابلِ زکوٰۃ اثاثوں سے منہا نہیں کیے جائیں گے۔

۷/۳/۲ اضافہ کی غرض سے خریدے گئے حصص میں سرمایہ کاری کی کمی کے تخمینے: یہ تخمینے مالیاتی بازار یا اصل کاروباری سرمایہ کاری کی قیمت میں اصل لاگت سے کمی کے لیے ہے، جبکہ لاگت یا بازاری قیمت میں سے جو کم ہو، اس کے اعتبار سے قیمت لگائی جا رہی ہو۔ یہ مد قابلِ زکوٰۃ اثاثوں سے منہا نہیں کیے جائیں گے۔

۷/۳/۳ ضائع یا تلف ہوجانے والے سامان اور سست رفتاری کے شکار سامانِ تجارت کے تخمینے: سست سامان کی مد اس سامان کے میعاد پوری ہوجانے یا متروک ہوجانے یا بازار کی سست رفتاری کی وجہ سے اس کی قیمت میں کمی ہوجانے کے لیے ہے۔ یہ تخمینے قابلِ زکوٰۃ اثاثوں سے منہا نہیں کیے جائیں گے۔

۷/۳/۴ مالیاتی دستاویزات یا سامان کی قیمتوں میں ممکنہ کمی کی تلافی کے تخمینے: یہ تخمینے ان چیزوں میں حقیقی کمی کو دور کرنے کے لیے ہوتے ہیں اور یہ قابلِ زکوٰۃ اثاثوں سے منہا نہیں کیے جائیں گے۔

۷/۳/۵ چھٹیوں کے لیے تخمینے: یہ آمدن سے کٹوتی ہے جو ملازمین کی حقداری چھٹیوں کے عوض دینے کی ادارے کی ذمہ داری پورا کرنے لیے کی جاتی ہے۔ یہ تخمینے قابلِ زکوٰۃ اثاثوں سے منہا نہیں کیے جائیں گے۔

۷/۳/۶ ملازمت کی اختتامی اور ریٹائرمنٹ سہولیات اور پنشن کے تخمینے: اس سے مراد وہ رقم ہے جو آمدنی سے کاٹی جاتی ہے تاکہ مذکورہ ذمہ داریاں پوری کی جاسکیں۔ یہ تخمینے قابلِ زکوٰۃ اثاثوں سے منہا نہیں کیے جائیں گے کیونکہ یہ تخمینے خرچ کرنے کے لیے

قائم کی گئی ہیں لیکن ابھی تک خرچ نہیں کیے گئے ہیں۔ یہ صرف اسی صورت میں منہا کی جاسکتی ہیں جبکہ یہ عملاً خرچ کی جاچکی ہوں یا موجودہ سال میں ان کی ادائیگی واجب ہوچکی ہو، اگرچہ ادائیگی نہ ہوئی ہو۔

۷/۳/۷ تخمینے برائے ہرجانہ: اس سے مراد آمدنی سے کاٹی گئی وہ رقم ہے جو ابتدائی عدالتی فیصلے (قابلِ نظرِ ثانی) کے نتیجے میں کسی خاص فریق کو بطور ہرجانہ دیے جانے کی پابندی پورا کرنے کے لیے رکھی جاتی ہے۔ یہ تخمینے عدالتی فیصلوں میں لکھی گئی رقوم کے حساب سے اندازاً طے کیے جاتے ہیں، اس لیے یہ قابلِ زکوٰۃ اثاثوں سے اس وقت تک منہا نہیں کی جاسکتی جب تک اس کی ادائیگی آخری عدالتی فیصلے کے مطابق لازم نہ ہوجائے۔

۷/۳/۸ تخمینے برائے دیکھ بھال: یہ تخمینے خرچ کرنے کے لیے قائم کیے گئے ہیں لیکن ابھی تک خرچ نہیں کی گئی ہیں۔ یہ تخمینے قابلِ زکوٰۃ اثاثوں سے منہا نہیں کیے جائیں گے۔

۷/۳/۹ تخمینے برائے جامد اثاثہ جات کا انشورنس: اس سے مراد ادارے کی آمدنی سے کاٹی جانے والی وہ رقم ہے جو انشورنس کمپنی کو بطورِ قسط عنقریب دی جائے گی۔ یہ تخمینے اثاثوں کے حساب سے طے کیے جاتے ہیں۔ یہ تخمینے قابلِ زکوٰۃ اثاثوں سے منہا نہیں کیے جائیں گے کیونکہ یہ خرچ کرنے کے لیے قائم کیے گئے ہیں لیکن ابھی تک ادارے کی ملکیت میں ہیں۔

۷/۳/۱۰ کرنسی کی قدر میں کمی کے تخمینے: یہ کمپنی کی آمدن سے کاٹی گئی وہ رقم ہے جو کمپنی کے مالی گوشواروں میں لکھی کرنسی کی قدر کے مقابلے میں غیر ملکی کرنسی کی قدر میں کمی کا حساب رکھنے کے لیے ہوتی ہے۔ یہ دونوں قیمتوں (قیمتِ خرید اور بازاری قیمت) کے فرق کے حساب سے طے کی جاتی ہے۔ یہ تخمینے قابلِ زکوٰۃ اثاثوں سے منہا نہیں کیے جائیں گے کیونکہ قابلِ زکوٰۃ اثاثوں کی قدر کے تعین کے وقت قیمتِ

مبادلہ کا اعتبار ہوتا ہے۔

۱۱/۳/۷ محصولات کے تخمینے: اس سے مراد موجودہ سال کے غیر ادا شدہ محصولات کی ادائیگی کے لیے کمپنی کی آمدن سے اندازے سے کاٹی گئی رقم ہے۔ اس تخمینے کا اندازہ سابقہ سال کے محصولات کی مقدار اور اس موجودہ سال میں کمپنی کے معاملات کے حجم کے حساب سے کیا جاتا ہے۔ یہ تخمینے قابلِ زکوٰۃ اثاثوں سے منہا نہیں کیے جائیں گے۔

۸- محفوظے [reserves]

۱/۸ محفوظے کی تعریف

محفوظے نفع سے کاٹی گئی وہ رقم ہے جو قانونی پابندی کی وجہ سے (قانونی محفوظے) یا ادارے کے قواعد وضوابط کی دستاویز کی وجہ سے یا ادارے کی مجلسِ شرعی کے فیصلے کی وجہ سے (اختیاری محفوظے) کاٹی جاتی ہے۔ یہ محفوظے متعدد اغراض میں سرمایہ فراہم کرتے ہیں، مثلاً مستقبل میں توسیع، ممکنہ نقصان کا سامنا کرنا، جن سالوں میں حقیقی نفع نہ ہو ان میں نفع تقسیم کرنا اور جب ان محفوظوں کی ضرورت نہ رہے تو انہیں تقسیم کرنا۔

۲/۸ محفوظوں کی حیثیت اور ان کا شرعی حکم

۱/۲/۸ اختیاری و قانونی دونوں طرح کے محفوظے قابلِ زکوٰۃ اثاثوں سے منہا نہیں کیے جائیں گے کیونکہ یہ شرعی نقطہ نظر سے ادارے کے ذمہ ادھار وقرض میں شامل نہیں ہیں، اگرچہ ان کو مالی ذمہ داریوں کے ضمن میں لکھا جاتا ہے۔ یہ محفوظے چونکہ ادارے کی ملکیت میں ہوتے ہیں، لہٰذا جبکہ خالص اثاثوں والا طریقہ لاگو کیا گیا ہو تو دیگر اموالِ زکوٰۃ کے ساتھ ساتھ ان کی بھی زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔

۲/۲/۸ اس حقیقت کے باوجود کہ سرمایہ کھاتہ [capital account] اور اضافی اجرا ادارے کے لیے سرمایہ کی فراہمی کا ذریعے بنتے ہیں، تاہم یہ ادھار وقرض نہیں

ہیں، لہٰذا انہیں قابلِ زکوٰۃ اثاثوں سے منہا نہیں کیا جائے گا۔

۳/۸ محفوظوں کی تطبیقات

۱/۳/۸ قدر وقیمت کی از سرِ نو قیمت لگانے والے محفوظے (راس المال کے محفوظے): یہ جامد اثاثوں کی موجودہ بازاری قیمت کے لحاظ سے از سرِ نو قیمت لگانے سے حاصل ہوتے ہیں۔ چونکہ جامد اثاثوں کی زکوٰۃ ادا نہیں کی جاتی ہے لہٰذا یہ محفوظے قابلِ زکوٰۃ اثاثوں سے منہا نہیں کیا جائیں گے۔

۲/۳/۸ آمدن محفوظے: اس سے مراد قابلِ تقسیم نفع کا وہ حصہ ہے جو انتظامی فیصلے کی وجہ سے مستقبل کی ضروریات پورا کرنے کی غرض سے روک لیا جاتا ہے۔ یہ ادارے پر قرض نہیں ہے لہٰذا یہ محفوظے قابلِ زکوٰۃ اثاثوں سے منہا نہیں کیے جائیں گے۔

۳/۳/۸ حصص (ادارے کے خزانہ کے حصص)[treasury shares] کی خریداری سے حاصل ہونے والے منافع کے محفوظے: یہ محفوظے اس وقت حاصل ہوتے ہیں جب ادارہ اپنے ہی حصص خریدتا اور بیچتا ہے۔ چونکہ یہ منافع کا حصہ ہوتے ہیں لہٰذا یہ محفوظے قابلِ زکوٰۃ اثاثوں سے منہا نہیں کیے جائیں گے۔

۴/۳/۸ قابلِ تقسیم منافع کے محفوظے: اس سے مراد وہ نفع ہے جسے بورڈ آف ڈائریکٹرز نے اعلان تو کر دیا لیکن اس کی تقسیم کا ابھی تک فیصلہ نہیں ہوا۔ یہ محفوظے قابلِ زکوٰۃ اثاثوں سے منہا نہیں کیے جائیں گے۔

۵/۳/۸ روکے ہوئے نفع کے محفوظے: یہ محفوظے اس نفع پر مشتمل ہوتے ہیں جو اگلے سال کی طرف منتقل کر دیا گیا ہے۔ یہ آمدن محفوظوں کا ایک حصہ بن جاتے ہیں اور یہ محفوظے بھی قابلِ زکوٰۃ اثاثوں سے منہا نہیں کیا جائیں گے۔

۹- زکوٰۃ کی تقسیم کے آٹھ مصارف

زکوٰۃ کے آٹھ مصارف وہ آٹھ قسم کے لوگ ہیں جنہیں قرآن کریم کی درجِ ذیل آیت میں ذکر کیا گیا ہے: ﴿إِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَ الْمَسٰكِيْنِ وَ الْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَ الْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَ فِي الرِّقَابِ وَ الْغٰرِمِيْنَ وَ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ وَ ابْنِ السَّبِيْلِ فَرِيْضَةً مِّنَ اللهِ ؕ وَ اللهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ﴾[1] (صدقات تو دراصل حق ہے فقیروں کا، مسکینوں کا، اور ان اہلکاروں کا جو صدقات کی وصولی پر مقرر ہوتے ہیں، اور ان کا جن کی دلداری مقصود ہے۔ نیز انہیں غلاموں کو آزاد کرنے میں، اور قرض داروں کے قرض ادا کرنے میں، اور اللہ کے راستے میں، اور مسافروں کی مدد میں خرچ کیا جائے۔ یہ ایک فریضہ ہے اللہ کی طرف سے۔ اور اللہ علم کا مالک ہے اور حکمت کا بھی مالک)۔ ادارے کی مجلسِ شرعی ان تمام آٹھ مصارف کا تعیّن اور تطبیق اپنی صوابدید پر کر سکتی ہے۔

۱۰- زکوٰۃ کی تقسیم کے شرعی احکام

۱/۱۰ زکوٰۃ کی ادائیگی کے لیے دائن (ادارے) کا اپنے مقروض کو صرف بری کرنا کافی نہیں ہے۔ تاہم اس کا مطلب یہ بھی نہیں کہ مقروض اپنے دائنین سے زکوٰۃ وصول کر کے اپنی واجب الادا ذمہ داریوں کو ادا نہیں کر سکتا، بس شرط یہ ہے کہ زکوٰۃ سے قرض کی ادائیگی باہمی اتفاق اور کسی شرط کی وجہ سے نہ ہو۔

۲/۱۰ اصل تو یہ ہے کہ زکوٰۃ واجب ہوتے ہی ادا کر دی جائے، تاہم اس میں ایک سال تک کسی عذر کی وجہ سے تاخیر کی جا سکتی ہے، مثلاً سرمایہ کی عدم دستیابی، سرمایہ کی تقسیم کسی زمانی اوقاتِ کار سے منسلک ہو، یا کوئی اور واضح مصلحت ہو۔

۳/۱۰ ادارے کی ذمہ داری ہے کہ وہ زکوٰۃ کے لیے خصوصی مد یا کھاتہ قائم کرے۔

۴/۱۰ اصل تو یہی ہے کہ زکوٰۃ ان ہی آٹھ مصارف میں تقسیم کی جائے، تاہم ضرورت کے موقع زکوٰۃ ایسے سرمایہ کاری منصوبوں میں لگائی جا سکتی ہے جو اپنے اختتام پر مستحقینِ زکوٰۃ کی

---

(۱) سورۃ التوبۃ:۶۰۔

ملکیت میں آجائیں یا وہ زکوٰۃ کے جمع و خرچ کرنے میں مجلسِ شرعی کے زیرِ نگرانی ہوں۔ نیز منصوبوں میں زکوٰۃ فنڈز کی سرمایہ کاری مستحقین کی فوری ضروریات پورا کرنے اور نقصانات سے بچاؤ کی مکمل ضمانت کے بعد کی جائے۔

۵/۱۰ زکوٰۃ لمبی مدت گزر جانے سے بھی ساقط نہیں ہوجاتی۔

۶/۱۰ زکوٰۃ واجب ہونے سے پہلے بھی ادا کی جاسکتی ہے، اس پیشگی ادائیگی کی شرائط ہیں جن کی تفصیلات کے لیے ادارے کی مجلسِ شرعی سے رجوع کیا جائے۔

۷/۱۰ زکوٰۃ میں قیمت بھی دی جاسکتی ہے۔

۸/۱۰ زکوٰۃ مذکورہ تمام آٹھ مصارف میں تقسیم کرنا ضروری نہیں، بلکہ بعض مصارف تک بھی محدود رکھی جاسکتی ہے۔

۹/۱۰ ادارے کی مجلسِ شرعی کی منظور کردہ کسی بھی مصلحت کی وجہ سے زکوٰۃ دینے والے کے شہر کے علاوہ دوسرے علاقے میں بھی زکوٰۃ تقسیم کی جاسکتی ہے۔

۱۱- مویشیوں کے نصاب اور ان کی زکوٰۃ

شق ۱/۱۱، ۲/۱۱ اور ۳/۱۱ میں نقشے دیکھے جاسکتے ہیں۔

۱/۱۱ اونٹوں کی زکوٰۃ کا نصاب اور ان کی شرحِ زکوٰۃ

ابتداء	انتہا	واجب مقدارِ زکوٰۃ
۱	۴	کچھ بھی نہیں
۵	۹	ایک بکری
۱۰	۱۴	۲ بکریاں
۱۵	۱۹	۳ بکریاں
۲۰	۲۴	۴ بکریاں
۲۵	۳۵	بنت مخاض (ایک سالہ اونٹنی)
۳۶	۴۵	بنت لبون (دو سالہ اونٹنی)
۴۶	۶۰	حقہ (۳ سالہ اونٹنی)

۶۱	۷۵	جذعۃ (۴ سالہ اونٹنی)
۷۶	۹۰	۲ بنت لبون
۹۱	۱۲۰	۲ حقہ
۱۲۱	۱۲۹	۳ بنت لبون
۱۳۰	۱۳۹	۱ حقہ اور ۲ بنت لبون
۱۴۰	۱۴۹	۲ حقہ اور ۱ بنت لبون
۱۵۰	۱۵۹	۳ حقہ
۱۶۰	۱۶۹	۴ بنت لبون
۱۷۰	۱۷۹	۱ حقہ اور ۳ بنت لبون
۱۸۰	۱۸۹	۲ حقہ اور ۲ بنت لبون
۱۹۰	۱۹۹	۳ حقہ اور ۱ بنت لبون
۲۰۰	۲۰۹	۴ حقہ یا ۵ بنت لبون
۲۱۰	۲۱۹	۱ حقہ اور ۴ بنت لبون
۲۲۰	۲۲۹	۲ حقہ اور ۳ بنت لبون
۲۳۰	۲۳۹	۳ حقہ اور ۲ بنت لبون
۲۴۰	۲۴۹	۴ حقہ اور ۱ بنت لبون
اس سے زائد پر ہر ۵۰ عدد پر ایک حقہ اور ہر ۴۰ عدد پر ایک بنت لبون واجب ہے		

۲/۱۱ گائے کی زکوٰۃ کا نصاب اور ان کی شرح زکوٰۃ

ابتداء	انتہا	واجب مقدار زکوٰۃ
۱	۲۹	کچھ بھی نہیں
۳۰	۳۹	تبیع یا تبیعہ (ایک سالہ گائے)
۴۰	۵۹	مُسنّہ (دو سالہ گائے)
۶۰	۶۹	۲ تبیع یا ۲ تبیعہ
۷۰	۷۹	۱ مُسنّہ اور ۱ تبیع یا تبیعہ
۸۰	۸۹	۲ مُسنّہ

۹۰	۹۹	۳تبیع
۱۰۰	۱۰۹	مُسِنّہ ، ۲تبیع یا ۲تبیعہ
۱۱۰	۱۱۹	۲مُسِنّہ اور اتبیع یا تبیعہ
۱۲۰	۱۲۹	۳مُسِنّہ یا ۴تبیع
اس سے زائد پر ہر ۳۰عدد پر ایک تبیع یا تبیعہ اور ہر ۴۰ عدد پر ایک مسِنّہ واجب ہے		

۳/۱۱ بھیڑ بکری کی زکوٰۃ کا نصاب اور ان کی شرحِ زکوٰۃ

ابتداء	انتہا	واجب مقدارِ زکوٰۃ
۱	۳۹	کچھ بھی نہیں
۴۰	۱۲۰	۱بکری
۱۲۱	۲۰۰	۲بکریاں
۲۰۱	۳۹۹	۳بکریاں
۴۰۰	۴۹۹	۴بکریاں
اس سے زائد پر ہر ۱۰۰عدد پر ایک بکری واجب ہے		

۱۲- معیار کے اجرا کی تاریخ

یہ معیار ۳۰ذیقعدہ ۱۴۲۹ھ مطابق ۲۸ نومبر ۲۰۰۸ء کو جاری کیا گیا۔

معیار کی منظوری

شرعی معیار برائے زکوٰۃ کو مجلسِ شرعی نے اپنے بائیسویں اجلاس منعقدہ بحرین بتاریخ ۲۸-۳۰ ذیقعدہ ۱۴۲۹ھ، مطابق ۲۶-۲۸ نومبر ۲۰۰۸ء کو منظور کیا۔

ضمیمہ (الف)

معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد

۲۶ - ۳۰ شعبان ۱۴۲۵ھ مطابق ۱۰ - ۱۵ اکتوبر ۲۰۰۴ء کے مکہ مکرمہ میں منعقدہ اپنے تیرہویں اجلاس میں مجلسِ شرعی نے زکوٰۃ پر شرعی معیار کے اجرا کی منظوری دی۔

یکم رمضان ۱۴۲۵ھ مطابق ۱۶ اکتوبر ۲۰۰۴ء کو جنرل سیکرٹریٹ نے زکوٰۃ کی شرعی مطالعاتی رپورٹ تیار کرنے کے لیے شرعی مشیر کی تقرری کی منظوری دی۔

شرعی معیارات کی پہلی اور دوسری کمیٹیوں کی مشترکہ کمیٹی نے اپنے اجلاس منعقدہ بروز جمعرات بتاریخ ۸ ربیع الاول ۱۴۲۷ھ مطابق ۱۶ اپریل ۲۰۰۶ء مکہ مکرمہ میں اس شرعی مطالعاتی رپورٹ پر بحث کی اور شرعی مشیر سے اس بحث و تمحیص اور ممبران کے آراء کی روشنی میں ترمیم کرنے کی ہدایت دی۔

مجلسِ شرعی نے اپنے اجلاس نمبر ۱۸ منعقدہ مکہ مکرمہ بتاریخ ۲۶ شوال - یکم ذیقعدہ ۱۴۲۸ھ مطابق ۱۸ - ۲۳ نومبر ۲۰۰۶ھ میں شرعی معیارات کی دونوں کمیٹیوں کی مشترکہ کمیٹی کی ترامیم پر بحث کی اور جن ترامیم کو مناسب سمجھا انہیں اس میں شامل کیا۔

مورخہ ۱۸ صفر ۱۴۲۸ھ مطابق ۸ مارچ ۲۰۰۷ء بحرین میں جنرل سیکرٹریٹ نے جلسۂ سماعت منعقد کیا جس میں مرکزی بینک، اداروں، اکاؤنٹنگ فرمز، ماہرینِ شریعت، یونیورسٹی کے اساتذہ و دیگر دلچسپی رکھنے والے افراد پر مشتمل تیس سے زائد افراد نے شرکت کی۔ جلسہ میں پیش کی گئیں تمام آراء کو سنا گیا اور شرعی معیارات کی پہلی اور دوسری کمیٹی کے نمائندوں نے تمام سوالات کے جواب دیے اور ان پر اپنے تاثرات بھی لکھے۔

مورخہ ۱۲ - ۱۸ جمادی الثانی ۱۴۲۸ھ مطابق ۲۷ جون - یکم جولائی ۲۰۰۷ء مدینہ منورہ میں منعقدہ

اٹھارویں اجلاس میں مجلسِ شرعی نے ان ترامیم پر بحث کی جنہیں جلسۂ سماعت کمیٹی نے تیار کیا تھا اور ان میں جنہیں مناسب سمجھا شامل کیا۔

مورخہ ۴ - ۸ صفر ۱۴۲۹ھ مطابق ۱۵ - ۱۱ فروری ۲۰۰۸ء کو مجلسِ شرعی کا بیسواں اجلاس بحرین میں منعقد ہوا جس میں مجلس نے شرعی معیارات کی دونوں کمیٹیوں کی مشترکہ کمیٹی کی ترامیم پر بحث کی اور جن ترامیم کو مناسب سمجھا انہیں اس میں شامل کیا۔

مورخہ ۲۸ - ۳۰ ذیقعدہ ۱۴۲۹ھ مطابق ۲۶ - ۲۸ نومبر ۲۰۰۸ء کو مجلسِ شرعی نے اپنے بائیسویں اجلاس بمقام بحرین میں مناسب ترامیم پر نظرِ ثانی کی اور اس معیار کو منظور کیا۔

ضمیمہ (ب)

شرعی احکام کی بنیادیں

- سلم کے ذریعے خریدے گئے سامانِ تجارت کی وجہ سے پیدا ہونے والے کسی دَین کا تصور محال ہے کیونکہ سلم میں راس المال [قیمت] پیشگی ہی ادا کر دیا جاتا ہے۔ لہٰذا سلم میں خریدار کو اس راس المال کی زکوۃ دینی لازم ہے جو اس نے وصول کر لیا ہے۔
- احکام کے باقی دلائل مختصر طور پر شقوں میں دیے گئے ہیں۔ یہ بات مد نظر رہے کہ زکوۃ کے اکثر احکام متفقہ ہیں اور مجمع الفقہ الاسلامی کی طرف سے زکوۃ کے متعلق جو قرارداد منظور کی گئی ہے ان کا مکمل التزام کیا گیا ہے۔

ضمیمہ (ج)

فرہنگ

خالص اثاثہ جات والا طریقہ [net assets method]

ادا شدہ سرمایہ + محفوظے + وہ مدات جنہیں اثاثوں سے منہا نہیں کیا گیا + روکا ہوا منافع + خالص آمدن + موجودہ مالیاتی سال کی تاریخ کے لحاظ سے اس موجودہ سال میں ادا نہ ہونے والی مالی ذمہ داریاں + آنے والے مالیاتی سال کی کل اقساط + خالص جامد اثاثے اور وہ اضافی سرمایہ کاری جو تجارتی غرض سے نہیں ہیں، جیسے کرایہ کے لیے جائیداد + آگے منتقل کیے گئے نقصانات۔

(۱) آسانی کی غرض سے اکثر اصطلاحات معیار کے متن میں بیان کردہ قواعد کے تحت ہی بیان کردی گئی ہیں۔

شرعی معیار نمبر (۳۶)

مالی التزامات پر غیر متوقع حالات کا اثر

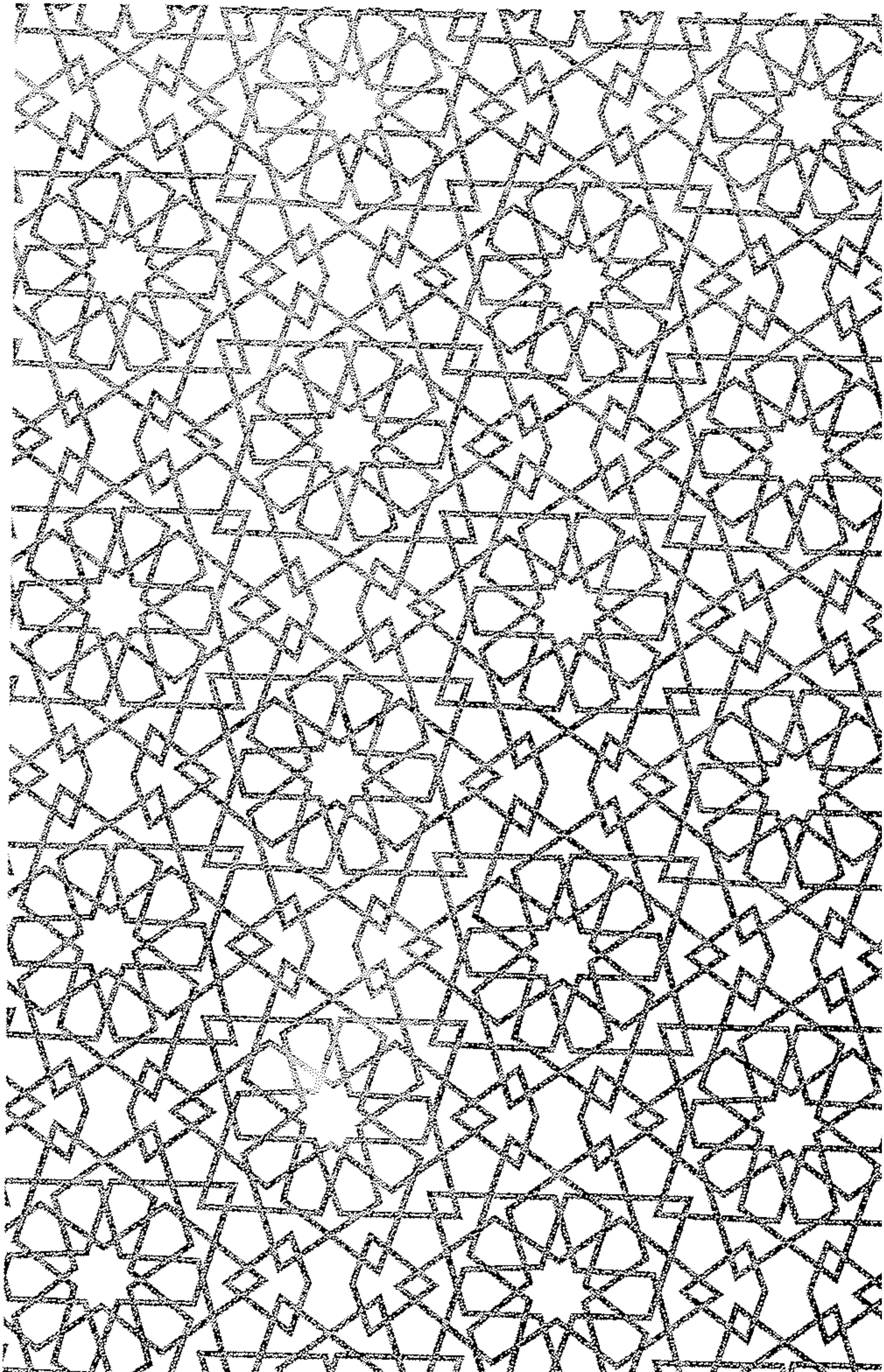

فہرست

دیباچہ ۹۳۸
معیار کا متن ۹۳۹
۱- معیار کا دائرۂ کار ۹۳۹
۲- التزامات پر واقع ہونے والے عوارض [غیر متوقع حالات] کی تعریف ۹۳۹
۳- عوارض کی اقسام ۹۴۰
۴- التزامات میں تبدیلی کا سبب بننے والے عوارض [غیر متوقع حالات] ۹۴۰
۵- التزامات کو کسی خارجی سبب کے باعث ختم کرنے والے عوارض [غیر متوقع حالات] ۹۴۰
۶- معیار کے اجرا کی تاریخ ۹۴۲
معیار کی منظوری ۹۴۳
ضمیمہ جات
ضمیمہ (الف) معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد ۹۴۴
ضمیمہ (ب) شرعی احکام کی بنیادیں ۹۴۶
ضمیمہ (ج) فرہنگ ۹۴۸

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على أشرف المرسلين، سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه أجمعين.

دیباچہ

اس معیار کا مقصد ایسے عوارض [غیر متوقع حالات] کو بیان کرنا ہے، جو کسی التزام پر اچانک واقع ہو کر اس کے اثرات میں ایسی تبدیلی واقع کرتے ہیں کہ ان عوارض [غیر متوقع حالات] کے واقع نہ ہونے کی صورت میں وہ تبدیلی پیدا نہ ہوتی۔

والله الموفق...

معیار کا متن

۱- معیار کا دائرۂ کار

یہ معیار اچانک واقع ہونے والے ان عوارض [غیر متوقع حالات] اور ان کے اثرات کے بیان پر مشتمل ہے جو اسلامی مالیاتی اداروں (ادارہ/ادارے)[1] کے زیرِ استعمال، اسلامی تمویل اور سرمایہ کاری کی عملی صورتوں میں واقع ہوتے ہیں۔ یہ معیار ارادے کے عیوب کو شامل نہیں، اسی طرح عاقدین کے اتفاق سے جو تصرفات پیش آتے ہیں انہیں بھی شامل نہیں۔

۲- التزامات پر واقع ہونے والے عوارض [غیر متوقع حالات] کی تعریف

التزامات[2] [liabilities/obligations] پر واقع ہونے والے عوارض سے مراد وہ امور ہیں جو تصرفات یا تصرفات کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے التزامات کے درست انعقاد کے بعد ان پر اچانک واقع ہو کر ان کو متاثر کر دیتے ہیں۔

یہ عوارض ان عیوبِ ارادہ سے مختلف ہیں جو معاملہ کے انعقاد کے ساتھ مُلحَق ہوتے ہیں، اگرچہ ان کے اثرات بعد میں ظاہر ہوں۔ اسی طرح یہ التزامات کے اس خاتمے سے بھی مختلف ہیں، جو دونوں فریقوں کی باہمی رضامندی یا کسی ایک فریق کے ارادے سے ہو، بشرطیکہ اس فریق کو عقد کی نوعیت یا عقد میں شرط لگانے کی وجہ سے التزام کے خاتمے کا اختیار ہو۔

---

(۱) ''ادارہ/ادارے'' کی اصطلاح یہاں اختصار کی غرض سے اسلامی مالیاتی اداروں کے لیے استعمال کی گئی ہے جن میں اسلامی بینک بھی شامل ہیں۔

(۲) اس معیار میں ''التزامات'' سے ''مالی التزامات/financial obligations'' مراد ہیں۔ (مترجم)

۳- عوارض کی اقسام

اثرات کے لحاظ سے عوارض کی دو قسمیں ہیں۔

ایسے عوارض جو التزامات میں تبدیلی کا سبب بنیں، اور ایسے عوارض جو کسی خارجی سبب کی وجہ سے التزام کے خاتمے کا سبب بنیں۔

۴- التزامات میں تبدیلی کا سبب بننے والے عوارض

ایسے عوارض جن کا اثر التزام کو مکمل ختم کرنے کی بجائے اس میں تبدیلی واقع کرنے تک محدود رہتا ہے۔ ان کی جملہ مثالوں میں سے کچھ مثالیں یہ ہیں:

۴/۱ عقد کے نفاذ کے بعد کسٹم ڈیوٹی یا ٹیکس کا واجب ہونا، یہ صورت اس فریق کے التزام کو متاثر کرتی ہے جس نے قانون یا طے شدہ شرائط کے مطابق اس ٹیکس کو ادا کرنا ہے۔

۴/۲ ٹھیکیداری کے معاملہ میں استعمال ہونے والی اشیا کی قیمتوں میں ایسی تبدیلی کا واقع ہونا جو ٹھیکیدار کو بڑے نقصان سے دوچار کر دے۔ ایسی صورت میں اس کا حقیقی نقصان باہمی رضامندی، ثالثی یا عدالت کے ذریعے دور کیا جاسکتا ہے۔

۴/۳ ان اشیا کی درآمد میں رکاوٹ کا پیدا ہوجانا، جن اشیا کو مرابحہ یا اجارہ کے تحت حوالے کرنا تھا۔ ایسی صورت میں ادارے یا گاہک کو ہونے والے حقیقی نقصان کو صلح، ثالثی یا عدالت کے ذریعے دور کیا جاسکتا ہے۔

۴/۴ قانون میں ایسی تبدیلی جو دونوں فریقوں میں سے کسی ایک پر مالی ذمہ داریوں کی زیادتی کا سبب بنے۔ ایسی صورت میں اضافی ذمہ داریاں برداشت کرنے والے فریق کا انتخاب قانون یا معاملہ میں طے شدہ شرائط کے مطابق کیا جائے گا۔

۵- التزامات کو کسی خارجی سبب کے باعث ختم کرنے والے عوارض

یہ وہ عوارض ہیں جو دونوں فریقوں کے عمل دخل کے بغیر التزام کو ختم کر دیتے ہیں۔ ایسی صورت میں اس کے اثرات اس فریق پر ظاہر ہوتے ہیں جس کی ذمہ داری التزام کی عدم موجودگی میں تھی، مثلاً مالک اپنی

مملوکہ چیز کے اثرات کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ اس کی جملہ مثالوں میں سے کچھ مثالیں یہ ہیں:

۱/۵ جب التزام پر عمل ناممکن یا بے فائدہ ہو

جب التزام پر عمل کرنا ناممکن ہو جائے یا اس پر عمل کا فائدہ باقی نہ رہے، مثلاً: کسی مجلس کے لیے درکار لازمی سامان کی فراہمی، جب ایسے سامان کی درآمد سے قبل اس مجلس کا مقرر وقت ختم ہو جائے تو ایسی صورت میں یہ التزام درج ذیل شرائط کے ساتھ کالعدم شمار ہوگا:

۱/۱/۵ التزام کو پورا کرنے کی کوئی صورت نہ ہو اور اس پر عمل کرنا ناممکن ہو۔

۲/۱/۵ التزام پر عمل نہ ہونے کی وجہ شخصی نہ ہو، بلکہ معروضی ہو۔

۳/۱/۵ التزام پر عمل کرنے والے فریق کے علاوہ کوئی تیسرا فریق التزام پر عمل نہ کرنے کی وجہ بن جائے۔

۲/۵ محلِ التزام کا مکمل یا جزوی طور پر ہلاک ہو جانا

اگر ملتزَم لہ [جس شخص کے لیے التزام کیا گیا ہے] کے حوالے کرنے سے پہلے محلِ التزام [جس چیز کا التزام کیا گیا ہے] ہلاک ہو جائے تو اس کی ہلاکت کی ذمہ داری ملتزِم [جس شخص نے التزام کیا ہے] پر ہوگی، اور جب محلِ التزام مکمل طور پر ملتزم لہ کے عمل کی وجہ سے ہلاک ہو جائے تو اس کی ذمہ داری ملتزَم لہ پر ہوگی اور جب محلِ التزام حقیقی یا حکمی قبضہ سے پہلے ملتزِم کے عمل یا کسی قدرتی آفت کی وجہ سے جزوی طور پر ہلاک ہو جائے تو ملتزم لہ کو خیار حاصل ہوگا۔

۳/۵ محل التزام میں کسی اور کا حق ظاہر ہو جائے

جب محلِ التزام میں کسی کا حق ثابت ہو جائے، یعنی یہ ظاہر ہو کہ التزام کرنے والے کے علاوہ کوئی اور شخص اس کا مالک ہے تو ایسی صورت میں محلِ التزام کے مستحق کو معاوضہ دینا ضروری ہوگا۔ جب محل التزام کے بعض حصہ میں کسی کا حق ثابت ہو جائے تو اس بعض حصہ میں التزام ختم ہو جائے گا اور جس کے لیے یہ التزام کیا گیا ہو اس کو یہ اختیار ہوگا کہ چاہے تو بقیہ حصہ کو اس کے بقدر معاوضہ کے بدلے لے لے اور اگر چاہے تو معاملہ کو سودا

تقسیم ہونے کی بنیاد پر ختم کردے۔

۴/۵ کسی عذر کی وجہ سے التزام کا ختم ہو جانا

جب اجارہ کے معاملہ میں کوئی ناگہانی عذر واقع ہو جائے اور اس کی وجہ سے غیر معمولی نقصان کا اندیشہ ہو تو ایسی صورت میں نقصان کا شکار ہونے والے فریق کو معاملہ ختم کرنے کا حق ملتا ہے۔ اسی طرح اگر کسی فریق کو کوئی واضح عذر درپیش ہو تو وہ بھی یکطرفہ طور پر اجارہ کو ختم کر سکتا ہے اور اگر عذر واضح نہ ہو تو دونوں فریق باہمی رضامندی سے معاملہ ختم کر سکتے ہیں۔ اگر عذر میں اختلاف ہو تو عدالت سے رجوع کیا جا سکتا ہے۔ (دیکھیے شرعی معیار نمبر (۹) "اجارہ اور اجارہ منتہیہ بالتملیک"، اور شرعی معیار نمبر (۳۴) "افراد کو اجرت پر رکھنا")۔

۵/۵ قدرتی آفات

حوادث سے مراد انسانی جنایت کے علاوہ، ہر وہ حادثہ ہے جس سے بچاؤ ممکن نہ ہو، اگرچہ اس کے وقوع کا علم بھی ہو۔ بنیادی طور پر اس کا اثر پھلوں اور کھیتی کی خرید و فروخت میں ظاہر ہوتا ہے کہ اس قسم کے حادثات کی صورت میں قیمت میں نقصان کے بقدر کمی کر دی جاتی ہے۔ اسی کی ایک مثال اجارہ منتہیہ بالتملیک میں بھی ہے کہ جب تملیک کرایہ دار کے عمل کے علاوہ کسی اور وجہ سے نہ ہو پائے تو اجارہ کی اجرت میں سے معروف اجرت سے زائد رقم کی کمی کر دی جاتی ہے۔ (دیکھیے شرعی معیار نمبر (۹) "اجارہ اور اجارہ منتہیہ بالتملیک"، شق (۸/۸)۔

۶- معیار کے اجرا کی تاریخ

۱۷ ربیع الاول ۱۴۳۰ھ مطابق ۱۵ مارچ ۲۰۰۹ء۔

معیار کی منظوری

مجلسِ شرعی نے مورخہ ۱۵ ربیع الاول بروز جمعرات - ۱۷ ربیع الاول بروز ہفتہ ۱۴۳۰ھ مطابق ۱۲-۱۵ مارچ ۲۰۰۹ء کو بحرین میں منعقد ہونے والے اپنے تیئسویں اجلاس میں شرعی معیار "مالی التزامات پر غیر متوقع حالات کا اثر" کو منظور کیا۔

ضمیمہ (الف)

معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد

مجلسِ شرعی نے مورخہ ۲۱ - ۲۳ ربیع الاول ۱۴۲۶ھ مطابق ۳۰ اپریل - ۲ مئی ۲۰۰۵ء کو دبئی (متحدہ عرب امارات) میں منعقد کیے گئے اپنے چودھویں اجلاس میں "مالی التزامات پر غیر متوقع حالات کا اثر" سے متعلق شرعی معیار جاری کرنے کا فیصلہ کیا۔

مؤرخہ ۲۹ جمادی الاول ۱۴۲۶ھ مطابق ۶ جولائی ۲۰۰۵ء کو شرعی معیارات کی کمیٹی نے "مالی التزامات پر غیر متوقع حالات کا اثر" سے متعلق معیار کا مسودہ تیار کرنے کے لیے ایک شرعی مشیر کے تقرر کا فیصلہ کیا۔

مورخہ ۸ - ۹ ربیع الاول ۱۴۲۷ھ مطابق ۶ - ۷ اپریل ۲۰۰۶ء کو مکہ مکرمہ میں شرعی معیارات کی پہلی اور دوسری کمیٹی کا ایک مشترکہ اجلاس منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں مشترکہ کمیٹی نے معیار کے ابتدائی مسودے پر بحث وتمحیص کی اور مشیر سے مطالبہ کیا کہ اس سے پہلے ہونے والے مباحثوں اور اراکین کے تبصروں کی روشنی میں معیار میں ضروری ترامیم شامل کریں۔

شرعی معیارات کی پہلی اور دوسری کمیٹی نے مورخہ ۲۱ شعبان ۱۴۲۶ھ مطابق ۱۴ ستمبر ۲۰۰۶ء کو بحرین میں اپنے ایک اجلاس میں معیار کے ابتدائی مسودے پر دوبارہ بحث وتمحیص کی اور مشیر سے کہا کہ اس سے پہلے ہونے والے مباحث اور اراکین کے تبصروں کی روشنی میں معیار میں ضروری ترامیم شامل کریں۔

مجلسِ شرعی نے مورخہ ۴ - ۸ صفر المظفر ۱۴۲۹ھ مطابق ۱۱ - ۱۵ فروری ۲۰۰۸ء کو بحرین میں منعقد کیے گئے اپنے بیسویں اجلاس میں شرعی معیارات کی پہلی اور دوسری کمیٹی کے اراکین کی طرف سے پیش کردہ ترامیم پر بحث کی اور مناسب ترامیم کو معیار میں شامل کیا۔

مورخہ ۲۴ صفر ۱۴۳۰ھ مطابق ۱۹ فروری ۲۰۰۹ء کو بحرین میں جلسۂ سماعت منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں تیس سے زائد افراد شریک ہوئے۔ ان حضرات میں مرکزی بنکوں، مالیاتی اداروں، اکاؤنٹنگ فرمز کے نمائندے، ماہرینِ شریعت، یونیورسٹیوں کے اساتذہ اور اس میدان میں دلچسپی رکھنے والے دیگر افراد شامل تھے۔ جلسۂ سماعت میں پیش کیے گئے ملاحظات کو سنا گیا اور شرعی معیارات کی پہلی اور دوسری کمیٹی نے ان ملاحظات کے جوابات دیے۔

مجلسِ شرعی نے مورخہ ۱۵ ربیع الاول بروز جمعرات - ۱۷ ربیع الاول بروز ہفتہ ۱۴۳۰ھ مطابق ۱۲ - ۱۵ مارچ ۲۰۰۹ء کو بحرین میں منعقد ہونے والے اپنے تیئیسویں اجلاس میں جلسۂ سماعت کے شرکاء کی جانب سے پیش کی گئی ترامیم پر بحث وتمحیص کی، اس میں مناسب ترامیم شامل کیں اور اسی اجلاس میں معیار کو منظور کرلیا۔

ضمیمہ (ب)

شرعی احکام کی بنیادیں

- بعض حالات کے اچانک پیش آجانے کی وجہ سے التزام کے اثرات میں تبدیلی کی بنیاد یہ ہے کہ ایک مسلمان کے تصرف کو حتی الامکان صحیح کرنے کی کوشش کی جاتی ہے اورالتزامات کو منسوخ کرنے کے لیے جلدی نہیں کی جاتی۔ یہ مختلف فقہی مذاہب میں ایک مسلمہ قاعدہ ہےاور جن خارجی حالات میں التزام کے دونوں فریقوں کا کوئی عمل دخل نہیں ہوتا وہاں یہ مزید مضبوط ہوجاتا ہے۔
- کسی التزام کو نافذ کرنے کے امکانات کے معدوم ہونے کی صورت میں اس التزام کے اثرات کے ختم ہوجانے کی بنیاد یہ ہے کہ ایسے حالات میں اس کو نافذ کرنا ایک بے فائدہ کام ہوگا اور شریعت میں کسی بے فائدہ کام کی کوئی جگہ نہیں ہے، جیساکہ امام شاطبی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے ذکر کیا ہے۔
- جس چیز کا التزام کیا گیا ہواس کے کسی دوسرے شخص کے مملوک ثابت ہوجانے کی صورت میں التزام کے باطل ہونے کی بنیاد یہ ہے کہ غاصبانہ قبضہ وغیرہ کا کوئی احترام [شرعی حیثیت] نہیں ہوتا۔ حدیث شریف میں ہے:"جو شخص کسی چیز پر غاصبانہ قبضہ کرے اس پر اس کی ادائیگی لازم رہتی ہے یہاں تک کہ وہ اسے واپس مالک کے سپرد کردے"۔ (1)
- قدرتی آفات کے قابلِ اعتبار ہونے کی بنیاد پھلوں پر آنے والی قدرتی آفات والی حدیث ہے:" حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی سالوں کے لیے پھلوں کی خرید وفروخت کو منع فرمایااور قدرتی آفات کی وجہ سے پھلوں کی

---

(1) امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو اپنی مسند میں نقل کیا ہے، اصحاب سنن اربعہ رحمہم اللہ نے بھی اپنی اپنی سنن میں اس کو ذکر کیا ہے اورامام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ کے طریق سے اسے اپنی مستدرک میں نقل کیا ہے۔ الفتح الکبیر ۲/۲۳۲۔

قیمت میں کمی کی اجازت دی"۔ [1] اسی حدیث پر ہر اس چیز کو قیاس کیا جائے گا جو کسی ایسے سبب سے ضائع ہو جائے جس میں اس کے مستحق کا کوئی عمل دخل نہ ہو۔

(۱) حدیث وضع الجوائح، امام مسلم، امام ابو داؤد اور امام نسائی رحمہم اللہ نے اپنی اپنی کتابوں میں اس حدیث کو نقل کیا ہے۔ جمع الزوائد ۱/۳۰۷۔

ضمیمہ (ج)

فرہنگ

عوارضِ اہلیت

اس سے مراد وہ ذاتی صفات ہیں جو کسی شخص کی اہلیت پر اچانک واقع ہوتی ہیں، چنانچہ اس کے تصرفات صحیح طور پر واقع نہیں ہوتے۔

عیوبِ ارادہ

اس سے مراد وہ پوشیدہ امور ہیں جو عقد کے ساتھ ابتداء ہی سے ملے ہوئے ہوتے ہیں اور ان کے ظاہر ہونے پر حقوق وواجبات میں تبدیلی واقع ہوتی ہے۔

ناگہانی آفات

اس سے مراد وہ آفات ہیں جو آندھی وغیرہ کی وجہ سے پھلوں کو پیش آتی ہیں اور تمام پھلوں کو یا بعض پھلوں کو ضائع کر دیتی ہیں۔

اچانک پیش آنے والے حالات

اس سے مراد وہ خلافِ معمول واقعات ہیں جن کی وجہ سے بعض ایسے اقدامات اٹھانے کی اجازت ہو جاتی ہے جو عام حالات میں جائز نہیں ہوتے، مثلاً: جنگی حالات یا اندرونی بدامنی یا طبعی آفات وغیرہ۔[1]

(۱) معجم مصطلحات الشریعۃ والقانون، د عبدالواحد کرم ۲۷۶۔

قدرتی حادثات

ان سے وہ حادثات مراد ہیں جن میں کسی شخص کا اختیار یا عمل دخل نہیں ہوتا یا وہ حادثات جو آدمی کے اختیار کے بغیر قدرت کی طرف سے پیش آتے ہیں اور اللہ تعالی کی طرف منسوب کیے جاتے ہیں، کیونکہ وہ انسان کی قدرت سے خارج ہوتے ہیں، مثلاً: پاگل پن، بھول چوک اور بے ہوشی وغیرہ۔[۱]

استحقاق

استحقاق سے مراد فروخت کی گئی چیز کے بارے میں یہ انکشاف ہو کہ اس میں کسی غیر شخص کا حق ثابت ہے اور یہ حق کلی (پورے مال) بھی ہو سکتا ہو اور مکمل چیز کی فروخت کی صورت میں جزوی (ایک غیر منقسم حصہ) بھی۔[۲]

یا جس حق کا کسی شخص نے کسی دوسرے آدمی کے لیے التزام کیا ہوتا ہے اس میں کلی یا جزوی طور پر کسی غیر کا حق ثابت ہو جانا۔[۳]

(۱)　معجم مصطلحات اصول الفقہ، دقطب مصطفی سانو ۳۰۵۔

(۲)　معجم مصطلحات الشریعۃ والقانون (عقود میں خیار اور اس کے اثرات ۴۷۸)۔

(۳)　معجم مصطلحات الشریعۃ والقانون ۳۷۔

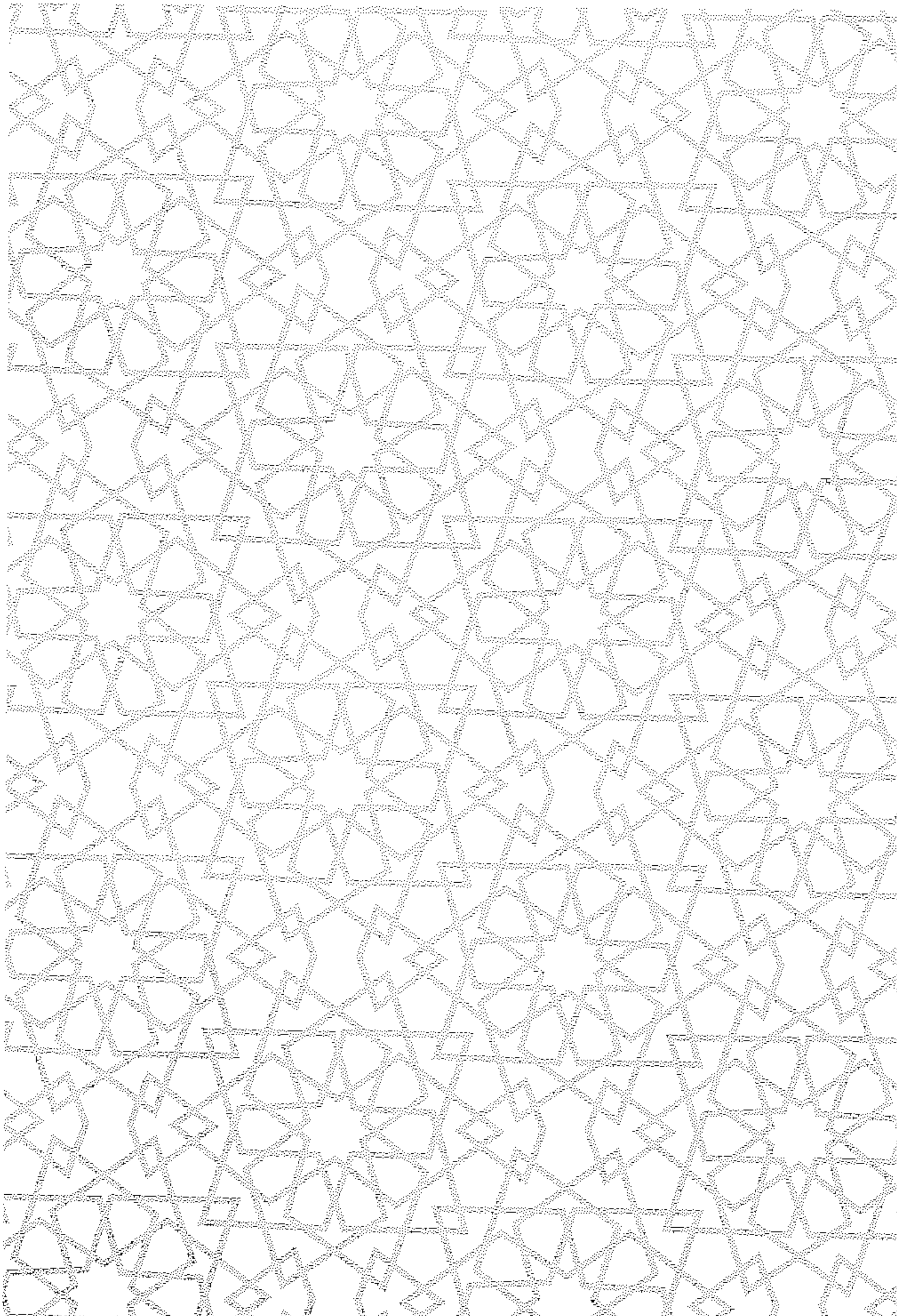

شرعی معیار نمبر (۳۷)

کریڈٹ ایگریمنٹ

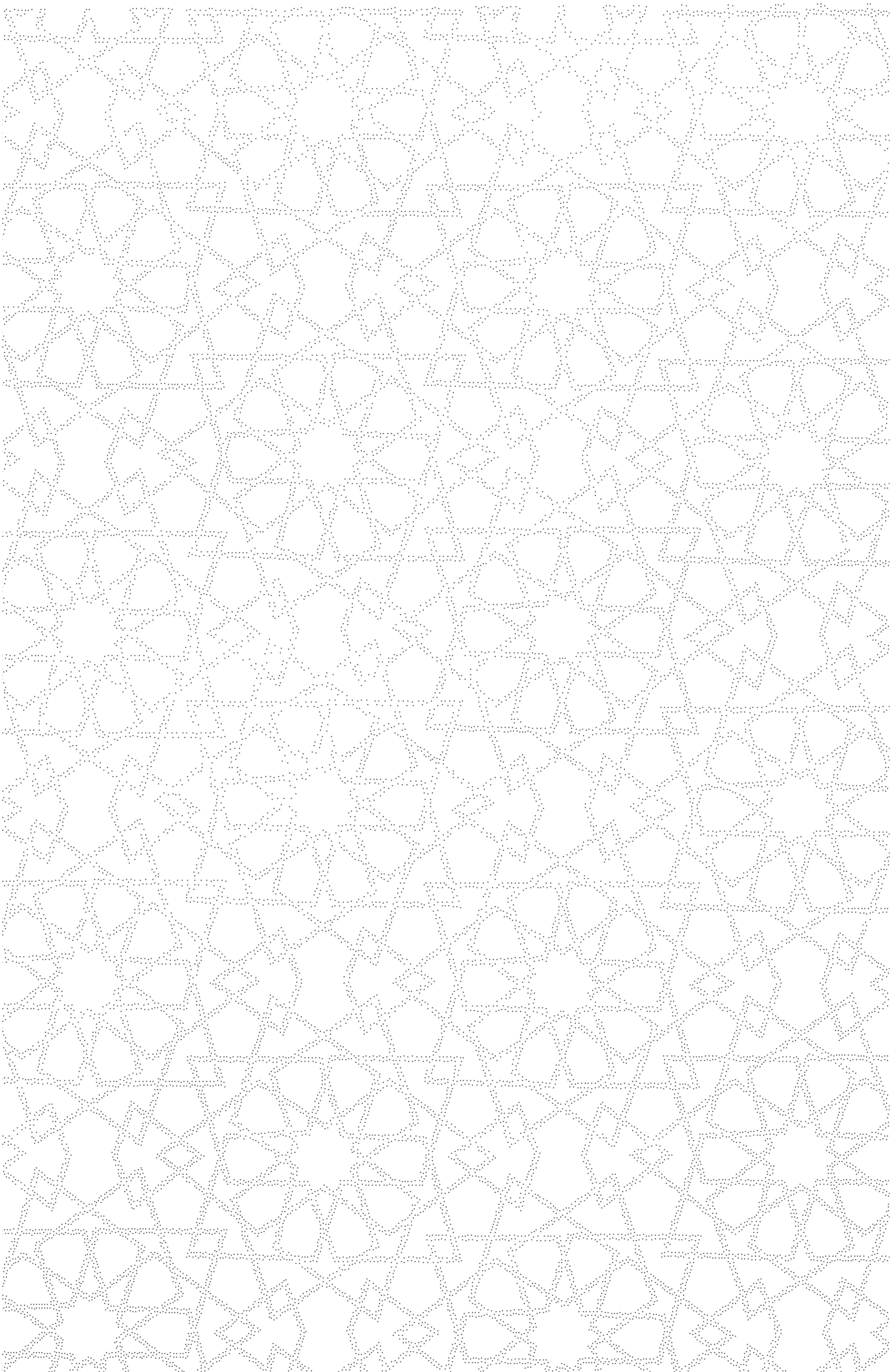

فہرست

دیباچہ ۹۵۴

معیار کا متن ۹۵۵

۱- معیار کا دائرۂ کار ۹۵۵

۲- کریڈٹ سہولیات کی تعریف ۹۵۵

۳- کریڈٹ سہولیات کی اقسام ۹۵۷

۴- کریڈٹ کی سہولت فراہم کرنے کی شرعی حیثیت ۹۶۱

۵- کریڈٹ کی سہولت کے شرعی احکام ۹۶۱

۶- کریڈٹ کی سہولت فراہم کرنے کے لیے ضمانتیں لینا ۹۶۵

۷- معیار کے اجرا کی تاریخ ۹۶۵

معیار کی منظوری ۹۶۶

ضمیمہ جات

ضمیمہ (الف) معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد ۹۶۷

ضمیمہ (ب) شرعی احکام کی بنیادیں ۹۶۹

ضمیمہ (ج) فرہنگ ۹۷۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على أشرف المرسلين، سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه أجمعين.

دیباچہ

اس معیار کا مقصد کریڈٹ سہولیات کی مختلف اقسام، ان کے اہم ترین استعمالات اور ان کے نتیجے میں حاصل ہونے والے معاوضات اور منافع کے احکام کو بیان کرنا ہے۔ نیز یہ معیار کریڈٹ سہولیات سے متعلق ان شرعی اصولوں پر بھی مشتمل ہے جن کو ملحوظ رکھنا اسلامی مالیاتی اداروں (ادارہ/ادارے) [1] میں ضروری ہے۔

واللہ الموفق...

(۱) "ادارہ/ادارے" کی اصطلاح یہاں اختصار کی غرض سے اسلامی مالیاتی اداروں کے لیے استعمال کی گئی ہے جن میں اسلامی بینک بھی شامل ہیں۔

معیار کا متن

۱- معیار کا دائرۂ کار

یہ معیار کریڈٹ سہولیات[1] اور اس کے نتیجے میں حاصل ہونے والے معاوضات اور منافع سے متعلق احکام کو بیان کرتا ہے، خواہ کریڈٹ کی سہولت ادارے اور اس کے گاہک کے درمیان ہونے والے معاملات میں استعمال کی گئی ہو، یا دو مختلف بینکوں کے درمیان یہ سہولت استعمال کی گئی ہو۔

۲- کریڈٹ سہولیات کی تعریف

۱/۲ کریڈٹ کا اطلاق دو فریقوں کے درمیان طے پانے والے ایسے مالی معاملے پر ہوتا ہے جس میں ایک فریق کے ذمہ دوسرے فریق کی کوئی ادائیگی لازم ہو جاتی ہے، خواہ یہ ادائیگی ادھار کی صورت میں معاملہ کی ابتداء میں ہی لازم ہو جائے، اسکو "فوری ادھار" کہتے ہیں، قرض اور روایتی مالیاتی اداروں میں ہنڈی کو بٹہ لگانا وغیرہ یہ سب اسی کی مثالیں ہیں، یا معاملہ ہو جانے کے بعد ادھار کا احتمال ہو جسے "بعد میں پیش آنے والا ادھار" کہتے ہیں، جیساکہ ادارے کی ضمانتیں، لیٹر آف گارنٹی، لیٹر آف کریڈٹ، ڈاکومنٹری کریڈٹ اور دیگر ایسی دستاویزات میں ہوتا ہے۔ "کریڈٹ سہولیات" کی اصطلاح ادھار کی ان دونوں اقسام کے لیے استعمال کی جاتی ہے، ضمان اور کریڈٹ سہولیات کا مفہوم تمویل سے وسیع ہے کیونکہ اس کا تعلق بدلین میں سے کسی ایک کی حقیقی تاخیر سے ہوتا ہے۔

۲/۲ اس معیار کی رو سے کریڈٹ سہولیات کو درج ذیل اقسام میں تقسیم کیا جا سکتا ہے

۱/۲/۲ نقد کی سہولیات: اس کے تحت وہ معاملات آتے ہیں جن میں ادارے معاملات

(۱) اس سے مراد ساکھ کی بنیاد پر انجام پانے والی تمویلی سہولیات ہیں۔ (مترجم)

کی انجام دہی کے لیے سرمایہ فراہم کرتا ہے، چاہے وہ ادائیگی نقد کی صورت میں ہو جیسا کہ قرضہ حسنہ یا مشارکہ اور مضاربہ میں ہوتا ہے، اور یہ بات تو معلوم ہی ہے کہ مشارکہ اور مضاربہ میں گاہک کے ذمہ صرف کوتاہی اور لاپرواہی کی صورت میں ہی ضمان واجب ہوتا ہے۔ اسی طرح خواہ یہ ادائیگی [نقد کرنسی کے علاوہ دیگر] اثاثوں (مثلاً اشیا یا منافع) کی صورت میں ہو، جیسا کہ "خریدار کی درخواست پر کیا گیا مرابحہ" اور تمویلی اجارہ [فائنانس لیز] میں ہوتا ہے۔

۲/۲/۲ آئندہ پیش آنے والے ادھار کی سہولیات: یہ سہولت ان معاملات کو شامل ہوتی ہے جو ادارے کو التزامی طور پر بعد میں سرانجام دینا پڑتے ہیں، جیسا کہ ضمانت یا لیٹر آف کریڈٹ وغیرہ۔

۳/۲ وہ نقد معاملات کہ جن میں بدلین کی فوری حوالگی ضروری ہوتی ہے، ادھار کی سہولیات کے تحت نہیں آتے۔

۴/۲ کریڈٹ کی سہولت فراہم کرنے کا فیصلہ

اس سے مراد کسی ادارے کی جانب سے کسی مخصوص گاہک کے ساتھ ادھار کا معاملہ کرنے پر راضی ہوجانا ہے، منظور شدہ کریڈٹ کی سہولت ایک مخصوص مالی حد تک دی جاتی ہے، جسے ایک طے شدہ مدت کے اندر ہی استعمال کیا جاسکتا ہے اور ایک مخصوص مدت تک اس کی ادائیگی کرنی ہوتی ہے۔ نیز کریڈٹ کی سہولت فراہم کرنے کے لیے ضمانات، ادائیگی کا طریقۂ کار اور انتظامی حوالے سے مخصوص شرائط طے کی جاتی ہیں۔ اس سہولت کی فراہمی کا فیصلہ بینک کی جانب سے گاہک کو لکھی گئی ایک تحریر کی صورت میں کیا جاتا ہے، جس میں یہ صراحت ہوتی ہے کہ جب تک عملاً معاملات شروع نہیں کیے جائیں گے تب تک ادارے پر کسی قسم کی پابندی نہیں ہوگی۔ بینکاری کی بعض تطبیقات کی توثیق کریڈٹ کی سہولت کے ذریعے بھی انجام دی جاتی ہیں۔ نیز ایسا ہی طریقۂ کار منظور شدہ کریڈٹ کی سہولت کی توسیع اور تجدید کے لیے بھی کیا جاتا ہے۔

۵/۲ کریڈٹ کی سہولیات کا استعمال

اس کا مطلب یہ ہے کہ جب گاہک سہولت کے عملی استعمال کے آغاز کا ارادہ کرتا ہے تو وہ ادارے کے پاس لیٹر آف گارنٹی یا لیٹر آف کریڈٹ کے حصول کی درخواست جمع کرواتا ہے یا ادارے کے ذریعے کوئی سامان یا اثاثہ خریدنے کا التزام کرتا ہے، یا اپنی طلب کا اظہار، یا خریداری کا وعدہ کرتا ہے، یا گاہک ادارے کے ذریعے اس چیز کو کرایہ پر لینے کی آمادگی ظاہر کرتا ہے۔

۳- کریڈٹ سہولیات کی اقسام

۱/۳ اداروں میں استعمال ہونے والے کریڈٹ کی اقسام

۱/۱/۳ قرضہ جات

قرض سے مراد گاہک اور روایتی مالیاتی اداروں کے باہمی رضامندی سے طے شدہ متعین تاریخ پر واجب الادا ادھار کی رقم واپس کرنے کا معاملہ ہے۔ چاہے ادارے نے گاہک کو یہ سہولت بلا واسطہ دی ہو یا دیگر روایتی مالیاتی ادارے کے ساتھ مل کر دی ہو یا گاہک کی جانب سے جاری کردہ بانڈز لے کر دی ہو۔

۲/۱/۳ اوور ڈرافٹ

یہ ایک ایسی سہولت ہے، جس میں روایتی مالیاتی ادارے گاہک کو یہ اجازت دیتے ہیں کہ وہ اپنے زیر استعمال اکاونٹ سے ضرورت پڑنے پر ایک متعین مدت کے دوران مخصوص حد تک رقم نکال سکتا ہے۔

۳/۱/۳ بٹہ لگائی ہوئی دستاویزات

اس سے مراد روایتی مالیاتی اداروں کے پاس موجود وہ رسیدیں ہیں، جن کو بٹہ [discount] لگایا جاتا ہے مثلاً ہنڈیاں اور وعدے کی رسیدیں وغیرہ۔

۳/۱/۴ جاری کردہ کریڈٹ کارڈ

اس کا اطلاق اُن مروجہ سہولیات پر ہوتا ہے، جن کے استعمال کے نتیجے میں ہر گاہک پر دَین لازم ہوجاتا ہے، جسے شرائط کے ساتھ سود سمیت قسطوں میں ادا کیا جاتا ہے۔

۳/۱/۵ ڈاکومنٹری کریڈٹ

یہ روایتی مالیاتی اداروں کی جانب سے گاہکوں کی مفاد کی خاطر دی جانے والی ایسی سہولت ہے، جس میں ادارے یہ التزام کرتے ہیں کہ وہ اپنے گاہکوں کے اکاؤنٹ سے حاملِ دستاویز کو ادائیگی کرے گا، چاہے وہ ادائیگی دستاویز کی اطلاع ہوجانے کے فوری بعد لازم ہو، یا اس کے بعد کی کسی متعین تاریخ پر لازم ہو۔

۳/۱/۶ بینک کی منظوریاں

یہ روایتی بینک کی جانب سے گاہکوں کو دی جانے والی وہ سہولت ہے، جس میں بینک گاہک یا اپنے مفاد کے لیے استفادہ کرنے والے افراد کو مقررہ تاریخ پر منظور شدہ دستاویز کی قیمت ادا کرنے کا التزام کرتا ہے۔

۳/۱/۷ بینک کی ضمانتیں

روایتی بینک اپنے گاہکوں کو یہ سہولت فراہم کرتے ہیں، اس میں بینک گاہک کے مطالبے پر فریقِ ثالث کو ضمانت میں ذکر کردہ رقم کی ایک متعیّن مدت میں ادائیگی کا التزام کرتا ہے۔

۳/۱/۸ غیر ملکی کرنسی کے تبادلے کے معاملات

یہ روایتی بینکوں کی جانب سے ایک سہولت ہے، جو بینک مخصوص گاہکوں کو غیر ملکی کرنسی کی ادھار خرید و فروخت کے لیے فراہم کرتا ہے۔

۳/۲ بینکوں میں استعمال ہونے والے کریڈٹ کی سہولیات کی شرعی صورتیں

۳/۲/۱ مرابحہ اور مساومہ: یہ دونوں خرید و فروخت کی اقسام ہیں، جنہیں بینکوں میں گاہکوں

کی ضروریات پوری کرنے کی خاطر ان کو مالیات کی فراہمی کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ گاہکوں کو منقولی اور غیر منقولی اثاثوں کے حصول کے لیے اسلامی بینک ان دونوں اقسام کا سہارا لیتے ہیں۔ مساومہ کے برعکس مرابحہ میں بینک کی جانب سے اثاثے پر ہونے والے اخراجات کو بیان کرنا ضروری ہوتا ہے۔ (دیکھیے شرعی معیار نمبر (۸) "مرابحہ")۔

۲/۲/۳ مضاربہ

مضاربہ ایک ایسا طریقۂ تمویل ہے جسے مالیاتی بینک مختلف قسم کی معاشی سرگرمیوں کی تمویل کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ اس کے تحت سرمایہ فراہم کرنے والا (ربّ المال) مال کے ذریعے دوسرے فریق (مضارب) کے عمل میں شریک ہوجاتا ہے۔ لہٰذا کاروبار کی ذمہ داری بینک پر ہوتی ہے اور حاصل شدہ نفع کی تقسیم معاملہ کی ابتداء میں طے شدہ نسبت کے مطابق ہوتی ہے، اور نقصان کی صورت میں جب تک مضارب کی جانب سے زیادتی یا کوتاہی ثابت نہ ہوجائے نقصان کی تمام ذمہ داری ربّ المال کی ہوتی ہے۔ (دیکھیے شرعی معیار نمبر (۲۱) "تجارتی دستاویزات: حصص اور بانڈز")۔

۳/۲/۳ مشارکۂ دائمہ اور مشارکہ متناقصہ

مشارکہ ایک ایسا طریقۂ تمویل ہے، جس میں ادارہ گاہک کے کسی کاروباری منصوبے یا مخصوص سرگرمی کے لیے درکار سرمایہ میں بطورِ حصہ دار شرکت کرتا ہے۔ اس صورت میں دونوں فریق عقد میں طے شدہ تناسب کے حساب سے نفع اور نقصان دونوں میں شریک ہوتے ہیں۔

۴/۲/۳ عمومی اور تمویلی اجارہ

یہ ایک ایسا طریقۂ تمویل ہے جسے گاہکوں کی منافع اور اثاثوں کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ اس طریقہ کے تحت بینک ایک اثاثہ خریدتا

ہے اور گاہک کو ایک مخصوص عرصہ کے لیے کرایہ پر دے دیتا ہے اس کے عوض گاہک سے معاہدہ میں طے شدہ مقدار کے مطابق قسطوں میں رقم لیتا ہے۔ (دیکھیے شرعی معیار نمبر (۹) "اجارہ اور اجارہ منتہیہ بالتملیک")۔

۳/۲/۵ استصناع

استصناع ایک ایسا طریقۂ تمویل ہے جس کے ذریعے بینک گاہک کی طرف سے بیان کردہ خصوصیات کے حامل سامان یا اشیا کی تیاری یا عمارتوں اور دیگر بڑے اثاثوں کی تعمیر کا التزام کرتا ہے، اس طور پر کہ بینک کو یہ حق حاصل ہوتا ہے کہ وہ مطلوبہ شے کی تیاری کے لیے کسی اور فریق کے ساتھ متوازی استصناع کا معاملہ کرے،

۳/۲/۶ سلم

یہ ایسا طریقۂ تمویل ہے جسے بینک کھیتی باڑی کرنے والے، پھل اور سبزیوں کا کام کرنے والے اور تاجروں کو مالیات فراہم کرنے کے لیے استعمال کرتا ہے، جنہیں ان کاموں پر خرچ کرنے اور اپنی ذاتی ضروریات کے لیے رقم کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس مقصد کے لیے بینک کو کسی دوسرے فریق کے ساتھ متوازی سلم کا معاملہ کرنے کا اختیار ہوتا ہے۔

۳/۲/۷ تمویل کے دیگر طریقے

گاہکوں کو مالیات کی فراہمی کے لیے ماقبل میں بیان کردہ طریقوں کے علاوہ دیگر طریقے بھی استعمال کیے جاتے ہیں، مثلاً قرضِ حسن، گاہکوں کو اکاؤنٹ سے زائد رقم نکالنے کی اجازت دینا [اوور ڈرافٹ]، لیٹر آف گارنٹی اور لیٹر آف کریڈٹ وغیرہ۔

۴-کریڈٹ کی سہولت فراہم کرنے کی شرعی حیثیت

کریڈٹ کی سہولت فراہم کرنے کا فیصلہ اور اس کی فراہمی کا معاہدہ باہمی رضامندی سے طے ہونے والا معاملہ ہے اور دونوں فریقوں کے مابین معاملہ کرنے کا غیر لازم وعدہ ہے، البتہ جب عملاً کریڈٹ کی سہولت کا استعمال ہو تو اس کی شرعی حیثیت کا انحصار اس معاہدے پر ہے جس کے تحت یہ سہولت حاصل کی جارہی ہے۔

۵-کریڈٹ کی سہولت کے شرعی احکام

۱/۵ شق ۱/۳ میں مذکور روایتی بینکوں کی جانب سے دی جانے والی ادھار کی تمام صورتوں کا استعمال ناجائز ہے، جبکہ وہ صورتیں سود پر مشتمل ہوں یا سودی قرض کا ذریعہ ہوں، جیساکہ ضمانتوں اور کھلے کریڈٹ [uncovered credit] میں ہوتا ہے، یا وہ صورتیں صرف کے معاملہ میں بدلین میں سے کسی ایک یا دونوں کی تاخیر کا سبب بنتی ہوں، جیساکہ مختلف کرنسیوں کے تبادلہ میں ہوتا ہے۔ (دیکھیے شرعی معیار نمبر(۱۴) "لیٹر آف کریڈٹ"، شرعی معیار نمبر (۲) "ڈیبٹ کارڈ اور کریڈٹ کارڈ" اور شرعی معیار نمبر (۱) "کرنسی کی تجارت")۔

۲/۵ گاہک کے منظور شدہ کریڈٹ کی سہولت کا مطالبہ کرنے کے باوجود کریڈٹ کی سہولت فراہم نہ کرنے کی صورت میں بینک گاہک کو کوئی معاوضہ دینے کا پابند نہ ہوگا، جیساکہ گاہک کو بھی طے شدہ وقت کے دوران منظور شدہ کریڈٹ کی سہولت سے فائدہ اٹھانے یا نہ اُٹھانے کا اختیار حاصل ہوتا ہے۔ جب گاہک منظور شدہ کریڈٹ کی سہولت سے فائدہ نہ اُٹھائے تو اس پر بھی بینک کو معاوضہ دینا لازم نہیں۔

۳/۵ کریڈٹ کی سہولت پر منافع اور اجرتیں

۱/۳/۵ پہلی قسم: وہ منافع اور اجرتیں، جو تمویل کے معاملہ شروع کرنے سے پہلے وجود میں آتے ہیں۔

۵/۳/۱/۱ کریڈٹ اسٹڈی کی اجرت

بینک کے لیے یہ جائز ہے کہ وہ گاہک سے اس کی کریڈٹ اسٹڈی [مالی ساکھ کا مطالعہ] کے عوض اجرت کا مطالبہ کرے، چاہے کریڈٹ اسٹڈی کی تیاری بینک خود کرے یا کسی اور سے کروائے۔ اس کا مقصد گاہک کی مالی حیثیت اور اس کے متعلق طے شدہ مدت کے اندر وعدہ پورا کرنے کی صلاحیت کے بارے میں معلومات حاصل کرنا ہے۔ یہ اجرت اس وقت تک جائز ہے جب تک کہ گاہک کو اس اسٹڈی فائدہ ہوتا ہو، قطع نظر اس کے کہ اسے یہ کریڈٹ کی سہولت فراہم کی جائے گی یا نہیں۔ یہ رپورٹ گاہک کی ملکیت ہوتی ہے جسے گاہک بینک سے حاصل کر سکتا ہے۔

۵/۳/۱/۲ کریڈٹ کی سہولت فراہم کرنے کی اجرت

اس سے مراد وہ رقم ہے جو بینک کریڈٹ کی سہولت فراہم کرنے کی تخصیص اور تحدید کے عوض وصول کرتا ہے، چاہے دونوں فریق معاملہ میں داخل ہوں یا نہ ہوں۔ بینک کے لیے یہ رقم لینا جائز نہیں، کیونکہ محض اُدھار دینے کے لیے راضی ہونا کوئی ایسا معاملہ نہیں کہ جس کے عوض رقم لی جائے۔ (دیکھیے شرعی معیار نمبر (۸) "مرابحہ"، شق ۲/۴/۲)۔

۵/۳/۱/۳ کریڈٹ کی سہولت کی مدت بڑھانے یا از سرِ نو معاملہ کرنے پر اجرت لینا

اس کا حکم بھی وہی ہے جو ماقبل میں کریڈٹ کی سہولت فراہم کرنے پر اجرت لینے کا تھا۔ (دیکھیے شق ۵/۳/۱/۲ اور شرعی معیار نمبر (۸) "مرابحہ")۔

۵/۳/۱/۴ معاملہ کے متعلقہ نمونے اور معاہدات کی تیاری کے اخراجات

۵/۳/۱/۴/۱ گاہک اور بینک کے مابین معاہدے کی تیاری پر ہونے والے اخراجات دونوں فریقوں کے ذمہ ہوتے ہیں جب تک کہ دونوں ان اخراجات کو کسی ایک کے ذمہ ڈالنے پر باہم راضی نہ ہو جائیں۔

بشرطیکہ یہ اخراجات انصاف پر مبنی ہوں، یعنی عمل کے بقدر لیے جائیں، ایسا نہ ہو کہ اس کے ضمن میں کریڈٹ کی سہولت فراہم کرنے کا معاہدہ کرنے یا اسے فراہم کرنے کی فیس وصول کی جارہی ہو۔

۵/۳/۱/۴/۲ جب مرابحہ (یا دوسرے طریقہ ہائے تمویل) کا معاملہ اجتماعی تمویل[syndicated financing] کے ذریعے انجام پائے تو انتظامی اُمور سنبھالنے والا بینک انتظام سنبھالنے کی اجرت کا مطالبہ کر سکتا ہے، جس کی ادائیگی تمام شرکاء پر لازم ہوگی۔ (دیکھیے شرعی معیار نمبر (۸) "مرابحہ"، شق ۲/۴/۳ اور ۲/۴/۴)

۵/۳/۱/۵ منصوبے کی فیزیبلٹی اسٹڈی کے اخراجات

فیزیبلٹی اسٹڈی [کسی منصوبے کے بار آور ہونے کا جائزہ] جب گاہک کے مفاد میں ہو یا اس کے مطالبہ پر ہو اور اِس کا عوض معاملہ کی ابتداء میں ہی طے کر دیا جائے تو بینک کے لیے منصوبے کی فیزیبلٹی اسٹڈی پر ہونے والے اخراجات وصول کرنا جائز ہے۔ (دیکھیے شرعی معیار نمبر (۸) "مرابحہ"، شق ۲/۴/۵)

۵/۳/۱/۶ ہامش جدیہ

ہامش جدیہ [زرِ ضمانت] لینا جائز ہے۔ اس سے مراد مرابحہ میں خریداری کا وعدہ کرنے والے گاہک سے اس کی سنجیدگی کی ضمانت کے طور پر لی جانے والی رقم ہے۔ اگر گاہک مرابحہ کا معاملہ کرنے کے وعدہ سے مکر جائے تو اس رقم سے حقیقی نقصان کی تلافی کی جاتی ہے۔ (دیکھیے شرعی معیار نمبر (۵) "ضمانتیں"، شق ۷/۸/۲)

۵/۳/۲ دوسری قسم: وہ اجرتیں اور منافع جو تمویل کا معاملہ شروع کرتے وقت وجود میں آتے ہیں۔

۵/۳/۲/۱ کریڈٹ سہولیات کا وعدہ کرنے کی اجرت:

بینک کے لیے کریڈٹ سہولیات کا وعدہ کرنے کی اجرت لینا جائز نہیں ہے، کیونکہ اس کا تعلق ان مروّجہ سہولیات سے ، جن کی بنیاد سودی قرضوں پر ہے، چاہے وہ قرضے نقد ہوں یا اکاؤنٹ سے زائد رقم نکالنے کی اجازت دینے کی صورت [اوور ڈرافٹ] میں ہوں۔ اگرچہ گاہک اس سہولت سے فائدہ نہ اٹھائے، تب بھی (سودی بینکوں میں) اس سے یہ فیس ہر حال میں وصول کی جاتی ہے۔ اس فیس کو قرض، جاری قرض یا تمویل کی فیس بھی کہا جاتا ہے۔ (دیکھیے شرعی معیار نمبر (۸) "مرابحہ")

۵/۳/۲/۲ عربون [بیعانہ]

عربون لینا جائز ہے، اس سے مراد خرید وفروخت یا اجارہ کے معاملہ میں طے کی جانے والی قیمت کا ایک حصہ ہے، جسے پیشگی ادا کیا جاتا ہے، اور جب خریدار یا کرایہ دار معاہدے کو ختم کرنے کا حق استعمال کرے تو یہ رقم فروخت کنندہ یا کرایہ پر دینے والے کی ملکیت ہوتی ہے۔ (دیکھیے شرعی معیار نمبر (۵) "ضمانتیں"، شق ۷/۸/۳)

۵/۳/۲/۳ ضمانت کی فیس

بینک کے لیے لیٹر آف کریڈٹ، لیٹر آف گارنٹی، بینک کی ضمانات یا دیگر کسی بھی قسم کی ذمہ داری کے عوض فیس لینا جائز نہیں ہے۔ تاہم جس فیس کا تعلق حقیقی اخراجات سے ہو، وہ لی جا سکتی ہے۔ البتہ لیٹر آف کریڈٹ میں وکالت کے ساتھ خاص فیس لینا جائز ہے۔ (دیکھیے شرعی معیار نمبر (۵) "ضمانتیں"، شق ۷، اور شرعی معیار نمبر (۱۴) "لیٹر آف کریڈٹ"، شق ۳/۳)

۵/۳/۲/۴ ادھار کی مدت بڑھانے [re-scheduling] کی فیس

۵/۳/۲/۴/۱ بینک کے لیے کریڈٹ کی کسی بھی قسم میں ادائیگی کی تاریخ میں

اضافے کے عوض رقم لینا درست نہیں ہے۔ گاہک کو صرف مدت میں توسیع پر ہونے والے حقیقی اخراجات کی ادائیگی کا پابند بنایا جا سکتا ہے۔ (دیکھیے شرعی معیار نمبر (۸) "مرابحہ"، شق ۵/۷، شرعی معیار نمبر (۳) "ٹال مٹول کرنے والا مدیون (قرضدار)"، اور شرعی معیار نمبر (۱۴) "لیٹر آف کریڈٹ"، شق ۳/۳/۱)

۵/۳/۲/۴/۲ معاملات طے ہو جانے کے بعد اس کی مدت میں اضافہ کے ذریعے کریڈٹ کی سہولت کی تجدید یا اس کی مدت میں توسیع کرنا جائز نہیں، بلکہ اس غرض کے لیے نیا معاملہ کرنا ہو گا۔

۶- کریڈٹ کی سہولت فراہم کرنے کے لیے ضمانتیں لینا

بینک کے لیے جائز ہے کہ وہ کریڈٹ کی سہولت حاصل کرنے والے گاہک سے ایسی ضمانتیں لینے کا التزام کرے جو ادھار کی ادائیگی کو یقینی بنائے۔ (دیکھیے شرعی معیار نمبر (۱۴) "لیٹر آف کریڈٹ"، شق ۳/۴/۱، اور شرعی معیار نمبر (۵) "ضمانتیں"، شق ۴/۱/۱)

۷- معیار کے اجرا کی تاریخ

یہ معیار ۱۷ ربیع الاول ۱۴۳۰ھ مطابق ۱۵ مارچ ۲۰۰۹ء کو جاری کیا گیا۔

معیار کی منظوری

۱۵-۱۷ ربیع الاول ۱۴۳۰ھ مطابق ۱۲-۱۵ مارچ ۲۰۰۹ء جمعرات تا ہفتہ کو بحرین میں ہونے والے تیئسویں اجلاس میں مجلسِ شرعی نے "کریڈٹ ایگریمنٹ" کے شرعی معیار کی منظوری دی۔

ضمیمہ (الف)

معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد

۲۱ - ۲۳ ربیع الاول ۱۴۲۶ھ مطابق ۳۰ اپریل - ۲ مئی ۲۰۰۵ء کو دبئی میں ہونے والے چودھویں اجلاس میں مجلسِ شرعی نے "کریڈٹ ایگریمنٹ" پر شرعی معیار جاری کرنے کا فیصلہ کیا۔

۲۴ جمادی الاول ۱۴۲۷ھ مطابق ۲۰ جون ۲۰۰۶ء کو جنرل سیکرٹریٹ نے کریڈٹ ایگریمنٹ کے منصوبے کا مسوّدہ تیار کرنے کے لیے ایک مشیر کے تقرر کا فیصلہ کیا۔

۱۹ شوال ۱۴۲۷ھ مطابق ۱۰ نومبر ۲۰۰۶ء کو بحرین میں ہونے والے اجلاس میں شرعی معیارات کی پہلی اور دوسری کمیٹی نے ایک مشترکہ اجلاس میں اس مسوّدہ پر مباحثہ کیا اور مشیر کو اس اجلاس میں ہونے والی تفصیلی گفتگو اور ارکان مجلس کی طرف سے پیش کی جانے والی آراء کے مطابق مسوّدے میں ضروری ترامیم کرنے کی ہدایات دیں۔

نظرِ ثانی شدہ مسودہ پر ۱۵ جمادی الاول ۱۴۲۸ھ مطابق ۳۱ مئی ۲۰۰۷ء بحرین میں ہونے والے اجلاس میں شرعی معیارات کی پہلی اور دوسری کمیٹی نے ایک مشترکہ اجلاس میں مذکورہ موضوع پر بحث کی اور مشیر کو ازسرِ نو مسوّدے میں ضروری ترامیم کرکے اس کو مرتب کرنے کی ہدایات دیں۔

۲۱ جمادی الاول ۱۴۲۸ھ مطابق ۷ جون ۲۰۰۷ء کو کویت میں ہونے والے اجلاس میں شرعی معیارات کی پہلی اور دوسری کمیٹی نے ایک بار پھر اس مسودہ پر بحث کی اور ارکان مجلس کی تجاویز اور آراء کی روشنی میں مسودے میں ضروری ترامیم شامل کیں۔

۲۶ - ۲۹ شعبان ۱۴۲۸ھ مطابق ۸ - ۱۲ ستمبر ۲۰۰۷ء کو مکہ مکرمہ میں ہونے والے انیسویں اجلاس میں مجلسِ شرعی نے مشیر کی جانب سے کی گئی ترامیم پر بحث کی اور چند مناسب اور ضروری ترامیم کا اضافہ کیا۔

۴-۸صفر ۱۴۲۹ھ مطابق ۱۱-۱۵فروری ۲۰۰۸ء کوبحرین میں ہونے والے بیسویں اجلاس میں مجلسِ شرعی نے شرعی معیارات کی پہلی اور دوسری کمیٹی کے اجلاس کے نتیجے میں سامنے آنے والی مجوزہ ترامیم پر بحث کی اور مزید ضروری ترامیم کیں۔

جنرل سیکرٹریٹ نے ۲۴صفر ۱۴۳۰ھ مطابق ۱۹فروری ۲۰۰۹ء کوبحرین میں جلسۂ سماعت منعقد کیا، جس میں مرکزی بنکوں، مالیاتی اداروں اکاؤنٹنگ فرمز کی نمائندگی کرنے والے تیس سے زائد شرکاء نے شرکت کی، ان شرکاء میں ماہرینِ شریعت، یونیورسٹیوں کے اساتذہ اور اس میدان میں دلچسپی رکھنے والے دیگر افراد بھی شامل تھے۔ اس اجلاس میں شرکاء کی جانب سے کئی سوال اٹھائے گئے، جن کے جوابات شرعی معیارات کی پہلی اور دوسری کمیٹی نے دیے۔

۱۵-۱۷ربیع الاول ۱۴۳۰ھ مطابق ۱۲-۱۵مارچ ۲۰۰۹ء کوبحرین میں ہونے والے تئیسویں اجلاس میں مجلسِ شرعی نے جلسۂ سماعت کے نتیجے میں ہونے والی ترامیم کا تجزیہ کیا، اور کچھ مناسب اور ضروری ترامیم کا اضافہ کرکے معیار کی منظوری دے دی۔

ضمیمہ (ب)

شرعی احکام کی بنیادیں

کریڈٹ اسٹڈی کی تیاری کے لیے فیس وصول کرنے کی شرعی دلیل

- کریڈٹ اسٹڈی سے مراد گاہک کی مالی حیثیت اور امانت داری جانچنے کے لیے ایک تفصیلی رپورٹ کی تیاری ہے جس کے ذریعے گاہک کی مالی حیثیت اور اس کی وعدہ پورا کرنے/وقت پر ادائیگی کرنے کی صلاحیت کے بارے میں معلومات حاصل کی جاتی ہیں۔ تمویل کے معاملہ سے قطع نظر بھی یہ کام شرعی اعتبار سے قابلِ معاوضہ ہے۔ بلکہ بینک کو یہ اختیار بھی حاصل ہے کہ وہ گاہک کو اس بات کا پابند کرے کہ وہ یہ رپورٹ کسی فریقِ ثالث سے تیار کروائے۔ چونکہ اس رپورٹ کا فائدہ صرف تمویل کرنے والے بینک کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ اس کا فائدہ بینک اور گاہک دونوں کے درمیان مشترک ہے، مزید یہ کہ اس رپورٹ کی تیاری ایک ایسی خدمت ہے جو کسی بھی مالی معاملہ سے ہٹ کر آزادانہ طور پر کی جاسکتی ہے، لہٰذا یہ ضروری نہیں کہ اس کی فیس حقیقی اخراجات کی بنیاد پر طے کی جائے۔ یہی وجہ ہے کہ کریڈٹ اسٹڈی کی فیس کو اس خدمت کا عوض سمجھا جاتا ہے، جو کریڈٹ اسٹڈی کی تیاری میں، نتائج سے قطع نظر آزادانہ طور پر کی گئی ہے۔
- اس حوالے سے اجارہ اور تمویل کے لیے قائم "اعیان کمپنی" کی مجلسِ شرعی نے ایک فتویٰ (فتویٰ نمبر ۱۸۹) جاری کیا ہے، اور چند شرائط کے ساتھ یہ فیس لینے کو جائز کہا گیا ہے۔ فتویٰ کی عبارت درج ذیل ہے "اعیان کمپنی کے لیے جائز ہے کہ وہ اپنے ان گاہکوں سے معاملہ کرے، جو کمپنی کے ساتھ مضاربہ، مشارکہ یا کسی اور شرعی طریقے سے کوئی تمویلی یا سرمایہ کاری کا معاہدہ کرنا چاہیں اور اعیان کمپنی کو ان معاملات کے سلسلے میں گاہکوں کی مالی اور قانونی حیثیت کی جانچ پڑتال کے لیے کسی مطالعہ کی

ضرورت ہو تو کمپنی کے لیے جائز ہے کہ وہ گاہکوں کے ساتھ خاص معاہدات کرے جن کے نتیجے میں کمپنی کسی مالی عوض کے بدلے گاہک کی مالی اور قانونی حیثیت جانچنے کے لیے رپورٹ تیار کرے۔ یہ خاص معاہدات ان تمویلی اور کاروباری معاملات سے بالکل الگ تھلگ ہوں گے، جو دونوں فریقوں نے آزادانہ کیے تھے اور ان کا اس رپورٹ سے کوئی قانونی تعلق نہیں ہوگا، اور یہ تیار شدہ رپورٹ گاہک کی ملکیت ہوگی۔ کمپنی اجرت کی وصولی کے بعد گاہک کو اس رپورٹ پر قبضہ سے نہیں روک سکتی، اور یہ ضروری ہے کہ کمپنی وہ رپورٹ گاہک کے حوالے کرے تاکہ وہ اس رپورٹ کی بنیاد پر اعیان یا کسی اور کمپنی کے ساتھ معاملات کر سکے"۔

ضمیمہ (ج)

فرہنگ

تمویل

تمویل کی ضرورت صرف اسی معاملے میں پیش آتی ہے جس میں بدلین میں سے کسی ایک بدل کی ادائیگی تاخیر سے کی جاتی ہے، مثلاً قرض، ہنڈی کو بٹہ لگانا، ادھار، مرابحہ، سلم اور استصناع وغیرہ۔ لیکن ضمانات، لیٹر آف گارنٹی، لیٹر آف ڈاکومنٹری کریڈٹ اور بینک کی قبولیات میں تمویل کا ہمیشہ پایا جانا ضروری نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ تمویل کی اصطلاح کریڈٹ کی اصطلاح کی نسبت زیادہ خاص ہے، لہٰذا یہ کہا جاسکتا ہے کہ ہر تمویل کریڈٹ ہوتی ہے، لیکن ہر کریڈٹ تمویل نہیں ہوتا۔

جاری ادھار [running finance]

یہ گاہکوں کو ادھار فراہم کرنے کا مروّجہ طریقہ ہے، اس میں گاہک (مقروض) کو ایک اکاؤنٹ سے مخصوص حد تک رقم نکالنے کی اجازت دی جاتی ہے، یہ اکاؤنٹ اسی (جاری ادھار کی) غرض سے کھولے جاتے ہیں۔ یہ ایک مقررہ مدت میں مخصوص رقم کا ادھار ہوتا ہے، جس کی ادائیگی /واپسی کے لیے ایک تاریخ بھی متعیّن کی جاتی ہے۔ ایسی رقوم میں عموماً درج ذیل شرائط طے کی جاتی ہیں۔

- جتنی رقم گاہک حقیقتاً نکالے گا، اسی پر گاہک کو سود ادا کرنا ہوگا۔
- قرض کی مجموعی رقم کا ایک مخصوص فیصدی حصہ گاہک کو ادھار کا وعدہ کرنے کی فیس کے طور پر ادا کرنا ہوگا، یہ فیس سود کے علاوہ ہوتی ہے اور سودی فائدہ میں شمار کی جاتی ہے۔

جاری ادھار اور عام قرضے میں فرق یہ ہے کہ عام قرضے میں سود معاملہ کی مدت کے اختتام پر ادا کیا جاتا ہے، جبکہ رواں ادھار میں سود کی وصولی اس رقم کی بنیاد پر کی جاتی ہے جو گاہک نے حقیقت میں استعمال

کی ہے۔

کریڈٹ کی سہولت فراہم کرنے کی حدود

اس سے مراد کریڈٹ کی سہولت کی وہ مقدار ہے جسے بینک نے منظور کیا ہوتا ہے، اس مقدار کی تحدید مخصوص تمویلی معاملات (مثلاً مرابحہ، اجارہ، لیٹر آف گارنٹی، لیٹر آف کریڈٹ وغیرہ) کے ذریعے کی جاتی ہے۔ ان میں سے ہر معاملہ اس مخصوص مالی حیثیت کی نشاندہی کرتا ہے، جس کی بنیاد پر بینک کسی گاہک کے ساتھ تمویل کا معاملہ کرے گا۔

کریڈٹ پالیسی

کریڈٹ پالیسی سے مراد وہ احتیاطی تدابیر ہیں جو بینک اپنی مجلسِ شرعی کے احکام وتجاویز، اصول وضوابط اور متعلقہ میدان [بینکوں] میں رائج عرف کی روشنی میں اپنے فنڈز کو محفوظ رکھنے کے لیے اختیار کرتا ہے۔

کریڈٹ اسٹڈی

کریڈٹ اسٹڈی وہ عمل ہے جس کے ذریعے بینک اپنے گاہک کی مالی حیثیت اور اس کی طے شدہ مدت کے اندر وعدہ پورا کرنے کی صلاحیت کے بارے میں معلومات حاصل کرتا ہے۔ اس کے تحت تمویل کی قسم، حجم اور نقدی کا تمویلی عمل کے ساتھ تجزیہ بھی کیا جاتا ہے، اور گاہک کی عمومی اہلیت کے ساتھ اس کا موازنہ کیا جاتا ہے۔ مزید یہ کہ کریڈٹ اسٹڈی کے ذریعے ان ضمانات کا بھی علم ہوتا ہے جو مختلف معاملات میں گاہک سے طلب کی جاتی ہیں، چاہے وہ ضمانات گاہک کو دیے گئے قرضے اور اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والی ذمہ داریوں سے متعلق ہوں یا گاہک کی کوتاہی اور غفلت سے متعلق ہوں، ان ضمانات کا تعین تمویلی معاملہ کے مطابق کیا جاتا ہے۔ اس سٹڈی کے نتیجہ میں یہ فیصلہ ہوتا ہے کہ گاہک کو مخصوص شرائط کے ساتھ ادھار دیا جائے یا مخصوص وجوہات کی بناء پر اس کی درخواست کو رد کردی جائے۔

کریڈٹ اسٹڈی میں گاہک کی مالی حیثیت، نقد کا بہاؤ [cash flow] اور اخراجات کو دیکھا جاتا ہے۔ اس میں دیگر پہلوؤں پر بھی غور کیا جاتا ہے، مثلاً بینک کے اس گاہک کے ساتھ ماضی کے تجربات،

گاہک کے سابقہ تاثرات (یعنی اس کی اچھی یا بری شہرت) اور گاہک کی مشکل حالات سے نمٹنے کی صلاحیت وغیرہ۔

سہولیات فراہم کرنے کی یادداشت

یہ معاہدہ درخواست دہندہ گاہک اور بینک کے مابین دستخط کیا جاتا ہے، جب بینک متعلقہ ادھار کی سہولت کی منظوری دیدے۔ اس معاہدہ میں ادھار کی قسم اور مقدار کے بارے میں حدود کی نشاندہی کی جاتی ہے، اور ضمانتوں اور نفع کی حد کا تعین اور اسلامی معاملات مشارکہ وغیرہ کی صورت میں نفع میں شرکت کے تناسب کا تعین بھی کیا جاتا ہے۔ عملی طور پر معاملہ شروع کرنے سے پہلے یہ معاہدات گاہک کے لیے لازمی نہیں سمجھے جاتے۔

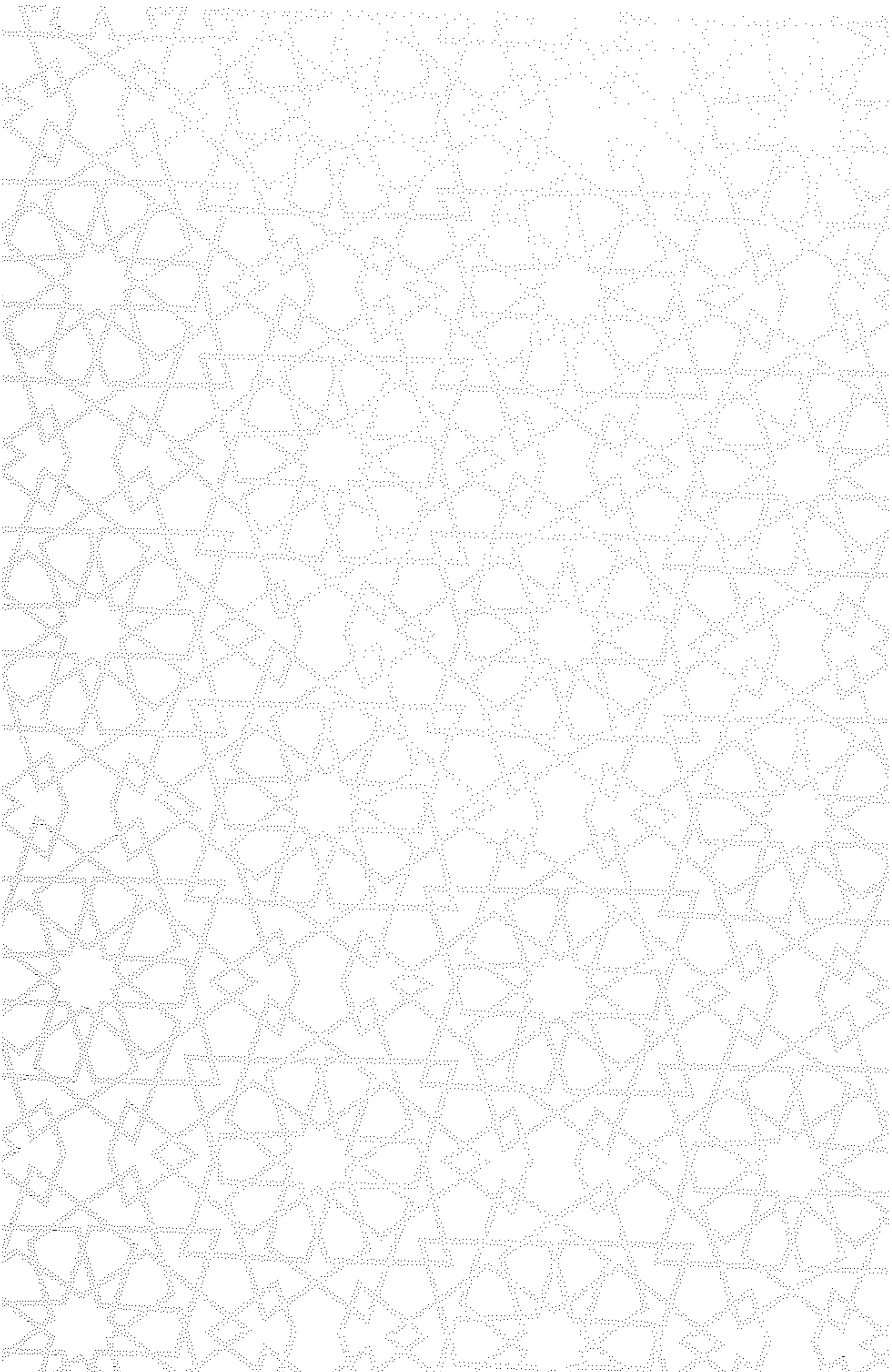

شرعی معیار نمبر (۳۸)

آن لائن مالی معاملات

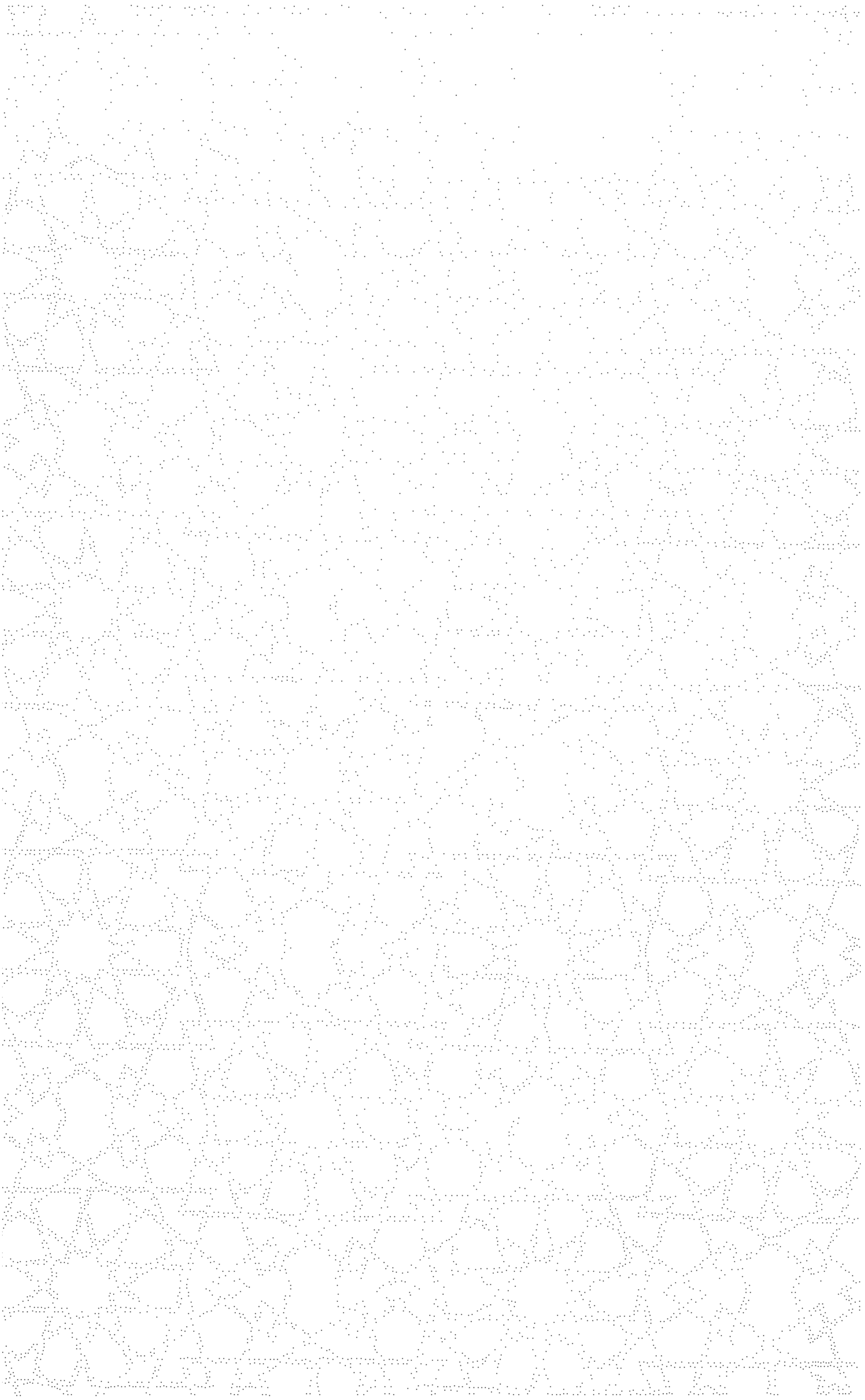

فہرست

دیباچہ.. ۹۷۸
معیار کا متن ۹۷۹
۱-معیار کا دائرۂ کار ۹۷۹
۲-انٹرنیٹ پر تجارتی ویب سائٹس کا اجرا اور ان کے ذریعے مالی معاملات کا نفاذ............ ۹۷۹
۳-آن لائن رسائی کی سہولت مہیا کرنا ۹۷۹
۴-آن لائن انجام دیے جانے والے مالی معاملات میں مجلسِ عقد کی حقیقت ۹۸۰
۵-آن لائن انجام دیے جانے والے مالی عقود میں ایجاب وقبول کی تعبیر ۹۸۱
۶-آن لائن عقد کے انعقاد کا وقت ۹۸۲
۷-آن لائن انجام دیے جانے والے مالی عقود میں قبضہ............................ ۹۸۳
۸-آن لائن انجام دیے جانے والے مالی عقود کی حفاظت ۹۸۳
۹-معیار کے اجرا کی تاریخ ۹۸۷
معیار کی منظوری ۹۸۸
ضمیمہ جات
ضمیمہ (الف) معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد ۹۸۹
ضمیمہ (ب) شرعی احکام کی بنیادیں.. ۹۹۱
ضمیمہ (ج) فرہنگ ۹۹۶

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على أشرف المرسلين، سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه أجمعين.

دیباچہ

اس معیار کا مقصد ان مالی معاملات اور عقود کے شرعی احکامات کو بیان کرنا ہے جن کا نفاذ آن لائن ہوتا ہے۔ نیز یہ بھی بیان کرنا مقصود ہے کہ اس طرح کے معاملات اور عقود میں اداروں (ادارہ/ادارے)[1] کے لیے کن کن باتوں کی رعایت رکھنا ضروری ہے۔

واللہ الموفّق...

(۱) "ادارہ/ادارے" کی اصطلاح یہاں اختصار کی غرض سے اسلامی مالیاتی اداروں کے لیے استعمال کی گئی ہے جن میں اسلامی بینک بھی شامل ہیں۔

معیار کا متن

۱- معیار کا دائرۂ کار

یہ معیار آن لائن نیٹ ورک کے ذریعے انجام دیے جانے والے مالی عقود کے احکامات پر مشتمل ہے، چاہے ان کا تعلق انٹرنیٹ پر تجارتی ویب سائٹس کھولنے سے ہو، یا اس کے ذریعے رابطے کی خدمات مہیا کرنے سے ہو۔ نیز یہ معیار آن لائن عقود کی انجام دہی کی شرعی حیثیت، اس کے ذریعے سے عقد کے انعقاد کی مدت کے تعیّن، آن لائن عقود کی انجام دہی کی صورت میں قبضے کے احکامات اور آن لائن انجام دیے جانے والے معاملات کی حفاظت کے احکامات پر بھی مشتمل ہے۔

۲- انٹرنیٹ پر تجارتی ویب سائٹس کا اجرا اور ان کے ذریعے مالی معاملات کا نفاذ

۱/۲ انٹرنیٹ پر تجارتی ویب سائٹس کا اجراء اس شرط کے ساتھ جائز ہے کہ ویب سائٹس شرعًا حرام امور سے پاک ہو، جیسے حرام اشیا، حرام خدمات یا حرام ذرائع کو فروغ دینا، یا حرام وسائل اور طریقوں کی مدد سے ایسی اشیا، خدمات یا ذرائع کو فروغ دینا جو بذاتِ خود مباح ہیں۔

۲/۲ انٹرنیٹ کے ذریعے مالی عقود کا نفاذ جائز ہے اور ادارے اپنے گاہکوں کے ساتھ جو عقود آن لائن انجام دیتے ہیں، وہ عقود شریعتِ اسلامیہ کے بیان کردہ مالی معاملات کے عام قواعد کے تحت ہوں گے۔ مثلاً اکاؤنٹ کھلوانا، حوالوں کا اجراء، یا تجارتی عقود، اور ان جیسے دیگر معاملات۔

۳- آن لائن رسائی کی سہولت مہیا کرنا

۱/۳ ادارے کے لیے جائز ہے کہ وہ خدمات حاصل کرنے والوں کے لیے مشترکہ اجرت کے عقود [subscribtion contracts] یا ان جیسے دیگر عقود جو معیّن اجرت پر مبنی

ہیں، کے ذریعے آن لائن رسائی کی سہولت مہیا کرے۔

۲/۳ ادارے کی طرف سے آن لائن رسائی کی خدمت کی فراہمی کی شرعی حیثیت یہ ہے کہ یہ ادارے اور اِس خدمت سے مستفید ہونے والے کے درمیان ''اجارہ مشترکہ'' ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ معاملہ بالعموم توعقدِ اجارہ کے احکام و شرائط کا پابند ہوگا،اور بالخصوص اجیرِ مشترک کے ساتھ اجارے کے احکام وشرائط کے تابع ہوگا۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۳۴) ''افراد کو اجرت پر رکھنا'' اور شرعی معیار نمبر (۹) ''اجارہ اور اجارہ منتہیہ بالتملیک''۔

۳/۳ وہ ادارہ جو مذکورہ خدمت پیش کر رہا ہے اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ پیشگی طور پر تمام احتیاطی تدابیر اور ممکنہ اقدام اس بات کی روک تھام کے لیے کرے کہ جن لوگوں کو یہ خدمت مہیا کی جارہی ہے وہ اس کا ناجائز استعمال نہ کریں۔

۴-آن لائن انجام دیے جانے والے مالی معاملات میں مجلسِ عقد کی حقیقت

۱/۴ دونوں فریقوں کے آن لائن صرف سمعی یا سمعی وبصری بات چیت (audio visual) کے ذریعے عقد کرنے کے وہی احکامات ہیں جو دو حاضر لوگوں کے عقد کرنے کے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس میں دو حاضر لوگوں کے عقد کرنے کے تمام احکامات جاری ہوں گے، مثلاً مجلس کا ایک ہونا، کسی ایسی بات کا صادر نہ ہونا جو دونوں فریقوں میں سے کسی ایک کی جانب سے عقد سے اعراض کی دلیل بن سکے، عرف کے مطابق ایجاب وقبول کا پے در پے ہونا اور اسی طرح کے دیگر احکامات۔

۱/۱/۴ مذکورہ صورت میں مجلسِ عقد درحقیقت دونوں فریقوں کے درمیان رابطے کا وہ دورانیہ ہوگا جس میں ان کے مابین عقد کے سلسلے میں گفتگو جاری رہے۔ چنانچہ اگر بات چیت مکمل ہوگئی، یا رابطہ منقطع ہوگیا، یا متعاقدین نے عقد کے علاوہ کسی اور غیر متعلقہ موضوع پر گفتگو شروع کردی تو مجلس ختم سمجھی جائے گی، الّا یہ کہ انقطاع ایسا ہو جس کو عرفاً بہت معمولی سمجھا جاتا ہو۔

۲/۴ تحریری گفتگو، ای میل، آن لائن یا ویب سائٹ کے ذریعے عقد کرنے کے وہی احکامات ہوں گے جو دو غیر حاضر لوگوں کے عقد کرنے کے ہوتے ہیں، مثلاً خط و کتابت کے ذریعے عقد کرنا۔

۱/۲/۴ مذکورہ صورت میں مجلسِ عقد کا آغاز اس وقت سے ہوگا جس وقت ایجاب کے مخاطب شخص تک ایجاب پہنچ جائے گا، اور دوسری طرف سے قبول کیے جانے پر مجلس ختم ہوجائے گی۔ جیسا کہ اس صورت میں مجلسِ عقد ختم ہوجاتی ہے جب ایجاب کرنے والا دوسرے فریق کے قبول سے قبل اپنے ایجاب سے رجوع کرلے۔

۲/۲/۴ اگر ایجاب کرنے والا ایجاب کے برقرار رہنے کے لیے کوئی خاص مدت متعین کردے تو ایجاب اس خاص مدت کے اختتام تک برقرار رہے گا اور اس مدت کے درمیانی عرصے میں ایجاب کرنے والے کو اپنے ایجاب سے رجوع کا حق نہیں ہوگا۔

۳/۴ آن لائن نیلامی کے ذریعے عقد کرنے کی صورت میں جو شخص اشیا کی زیادہ قیمت کی بولی لگائے گا اسے مجلسِ عقد ختم ہونے سے پہلے اپنے ایجاب سے رجوع کا حق نہ ہوگا۔ اسی طرح اگر بیچنے والا ایک خاص مدت تک ایجاب کے برقرار رہنے کی شرط لگادے، یا عرف مجلس ختم ہونے کے بعد بھی خاص مدت تک ایجاب کے برقرار رہنے کا تقاضا کرتا ہو، تو اس صورت میں بھی مجلس ختم ہوجانے کے باوجود اسے اپنے ایجاب سے رجوع کا حق نہیں ہوگا۔

۵- آن لائن انجام دیے جانے والے مالی عقود میں ایجاب وقبول کی تعبیر

۱/۵ آن لائن انجام دیے جانے والے عقود میں ایجاب وقبول ہر ایسی تعبیر سے مکمل ہوسکتے ہیں جو دونوں فریقوں کی عقد پر رضامندی کو ظاہر کرے۔

۲/۵ اگر آن لائن ویب سائٹ کے ذریعے یا بذریعہ ای میل کوئی پیغام ایسا بھیجا جائے جو عقد کے تمام حقوق والتزامات پر مشتمل ہو، اور جس کا تعلق اس عقد کے ساتھ ہو جسے منعقد کرنا مقصود ہو، اور دوسری جانب سے قبول کیے جانے کی صورت میں پیغام بھیجنے والے کو عقد ختم کرنے کا حق بھی نہ ہو، تو اس قسم کا پیغام ایجاب شمار کیا جائے گا۔

۳/۵ اگر آن لائن ویب سائٹ کے ذریعے یا بذریعہ ای میل کوئی پیغام ایسا بھیجا جائے جس کا تعلق اس طے شدہ عقد کے ساتھ ہو جس کا نفاذ ہونا ہے، لیکن اس میں تمام حقوق اور ذمہ داریوں کا ذکر نہ ہو، یا اس کے بھیجنے والے یا ویب سائٹ پر شائع کرنے والے نے اپنے لیے عقد کو ختم کرنے کا اختیار رکھا ہو اگرچہ دوسری طرف سے قبول بھی کر لیا جائے، تو اس پیغام کی حیثیت یا تو اعلان کی ہوگی یا عقد کے دعوت نامے کی ہوگی، ایجاب بہر حال یہ نہیں سمجھا جائے گا۔ چنانچہ نئے سرے سے ایجاب وقبول کی ضرورت ہوگی۔

۴/۵ آن لائن موجود ویب سائٹ پر عقد کے نفاذ کے وقت قبولیت کے "آئی کون" (Icon) پر کلِک کرنا شرعاً معتبر قبول سمجھا جائے گا، بشرطیکہ ویب سائٹ کے نظام میں قبول کی تاکید شرط نہ ہو۔ چنانچہ اگر تصدیق شرط ہو اور کا کوئی بھی طریقہ ویب سائٹ کی طرف سے متعین کیا گیا ہو، تو اس صورت میں اس طریقہ تصدیق پر عمل کیے بغیر قبول کرنا معتبر نہ ہوگا۔

۱/۴/۵ وہ ادارہ جو اپنی آن لائن ویب سائٹ پر خدمات مہیا کر رہا ہے اس کے لیے بہتر یہ ہے کہ وہ ویب سائٹ کا نظام ایسا بنائے جس میں قبول کی تصدیق کے اقدامات بھی شامل ہوں، اس احتیاط کی وجہ یہ ہے کہ معاملات کرنے والوں کی طرف سے بعض اوقات غلطی بھی ہو جاتی ہے۔

٦- آن لائن عقد کے انعقاد کا وقت

خواہ عقد کا کوئی بھی طریقہ ہو، آن لائن عقد کا انعقاد دوسری جانب سے قبول کیے جانے پر ہو جائے

گا، چاہے ایجاب کرنے والے کو قبول کرنے کا علم ہو یا نہ ہو۔

۷- آن لائن انجام دیے جانے والے مالی عقود میں قبضہ

۱/۷ آن لائن انجام دیے جانے والے عقود میں ان تمام طریقوں سے شرعاً قبضہ متحقق ہو جائے گا جو طریقے ان عقود میں قبضہ حقیقی یا حکمی کے سلسلے میں معروف ہوں۔ (دیکھیے شرعی معیار نمبر (۱۸) "قبضہ"، شق ۳ اور ۵)

۲/۷ اگر عقد کمپیوٹر سوفٹ وئیر (computer software) پر ہوا ہے تو عقد ہو جانے کے بعد خریدار کی جانب سے سوفٹ وئیر، معلومات [data] یا اس جیسی کوئی اور چیز ویب سائٹ سے اپنے ذاتی کمپیوٹر میں ڈاؤن لوڈ کرنے سے شرعاً قبضہ متحقق ہو جائے گا۔

۳/۷ کرنسی اور سونا چاندی کی خرید و فروخت میں یا ایسے عقد میں جس میں قبضہ ضروری ہو، دونوں عوضوں پر مجلسِ عقد ہی میں قبضے کا فوری طور پر ہونا ضروری ہے، خواہ قبضہ حقیقتاً ہو یا حکماً۔

۸- آن لائن انجام دیے جانے والے مالی عقود کی حفاظت

۱/۸ تجارتی ویب سائٹس اور معاملات کرنے والوں کے معلومات [data] کی کسی جرم و زیادتی سے حفاظت۔

۱/۱/۸ تجارتی ویب سائٹس ان کے مالکان کی ذاتی مِلک (private property) شمار ہوتی ہیں، اور ان پر کسی قسم کی در اندازی [hacking] سے تاوان بھی آسکتا ہے۔

۲/۱/۸ ادارے کے لیے ضروری ہے کہ وہ آن لائن موجود اپنی ویب سائٹس کو کسی بھی قسم کی دراندازی سے بچانے کے لیے حفاظت کے طریقے اختیار کرے تاکہ خود ادارے اور اس کے ساتھ معاملات کرنے والوں کے حقوق محفوظ رہیں۔

۳/۱/۸ معاملات کرنے والوں کے آن لائن موجود معلومات کے ساتھ کسی بھی قسم کی

دراندازی کرنا حرام ہے، نیز اسی طرح ان کی معلومات کو کسی دوسرے کے ہاتھ فروخت کرنا یا کسی دوسرے کو بغیر ان کے مالکان کی صریح اجازت کے منتقل کردینا بھی حرام ہے۔

۸/۱/۴ تجارتی ویب سائٹس کے ساتھ دراندازی کے ارتکاب اور معلومات کی چوری کی تحقیق کے لیے عُرف اور قوانین کی طرف رجوع کیا جائے گا، بشرطیکہ وہ قوانین شریعتِ اسلامیہ کے احکامات اور بنیادی اصولوں کے خلاف نہ ہوں۔

۸/۱/۵ دراندازی کی صورت میں واجب ہونے والے عوض میں براہ راست مالی نقصان [direct financial loss] بھی شامل ہے اور وہ نقصان بھی جو عملاً آمدنی میں ہوا ہو۔ نیز عوض مقرر کرنے کے لیے بوقتِ ضرورت ماہرین کی بھی مدد لی جاسکتی ہے۔

۸/۱/۶ عوض کا حقدار بننے کے لیے ضروری ہے کہ اس کا مطالبہ کیا جائے۔ تاہم جُرم کا علم ہوجانے کے بعد مطالبہ کرنے کے لیے کسی مدّت کی قید نہیں۔ ہاں قانونی تقاضوں کی رعایت ضروری ہے، بشرطیکہ وہ قوانین شریعتِ اسلامیہ کے احکامات اور بنیادی اصولوں کے خلاف نہ ہوں۔

۸/۱/۷ آن لائن موجود محفوظ ویب سائٹ سے خفیہ معلومات یا کرنسی کی چوری کی صورت میں ضمان اس شخص پر ہوگا جس نے یہ فعل کیا ہے۔ اگر کسی شرعی وجہ کی بنیاد پر اس شخص کو ضامن بنانا مشکل ہو جس نے یہ کام کیا ہے، تو اس صورت میں ضامن وہ شخص ہوگا جو اس کام کا سبب بنا ہے۔ جب تک ویب سائٹ کے مالک نے ویب سائٹ کی حفاظت کے لیے اقدامات کیے رکھے، تب تک اسے جرم کا سبب قرار دینا معتبر نہ ہوگا، الّا یہ کہ ویب سائٹ کا مالک خود ہی اپنے اوپر ضمان کو ہر حال میں لازم کرلے۔

۲/۸ معاملات کرنے والوں کی شناخت کی توثیق

۱/۲/۸ ادارے کے لیے ضروری ہے کہ وہ ان لوگوں کی شناخت کی توثیق کے لیے تمام احتیاطی تدابیر اور ممکنہ اقدامات کرے جو اس ادارے کے ساتھ آن لائن معاملات انجام دے رہے ہیں، نیز صحیح طور پر عقد کی انجام دہی اور اس کے نفاذ کے لیے ان کی اہلیت کی بھی تحقیق کرے، تاکہ ادارے کے اموال محفوظ رہیں۔

۲/۲/۸ دونوں فریقوں کی شناخت کی توثیق کے لیے الیکٹرانک دستخط کے طریقے پر اعتماد کرنا شرعاً صحیح ہے، بشرطیکہ توثیق کے طریقوں میں یہ طریقہ قانوناً بھی قابلِ اعتماد سمجھا جاتا ہو۔

۳/۲/۸ اگر دونوں فریقوں کی خصوصیات یا ذاتی شخصیت کے حوالے سے کسی قسم کی جعل سازی، دھوکہ دہی، یا غلطی ثابت ہوجاتی ہے تو عقد کرنے والے دوسرے فریق کو عقد ختم کرنے کا حق حاصل ہوگا۔

۴/۲/۸ جعل سازی، دھوکہ دہی اور غلطی کو ثابت کرنے کے لیے جرم ثابت کرنے کے عام قواعد کی طرف رجوع کیا جائے گا۔

۳/۸ عقودِ اذعان سے معاملہ کرنے والوں کی حفاظت

۱/۳/۸ اس کو بھی نظر میں رکھنا ضروری ہے کہ آن لائن جو عقود بذریعہ ویب سائٹس ہوتے ہیں ان میں ایجاب اکثر تمام لوگوں کے لیے ہوتا ہے، اور اپنی تفصیلات میں یہ انفرادی حیثیت کا حامل ہوتا ہے۔ نیز عقد کی شرائط کے تعیّن کا اختیار صرف ایجاب کرنے والے کو ہوتا ہے، دوسرے فریق کو ان میں ترمیم وغیرہ کا حق نہیں ہوتا۔ اس طرح کے عقود کو عقودِ اذعان میں شمار کیا جاتا ہے اگر یہ ایسے سامان یا منفعت سے متعلق ہوں جن کی ضرورت تمام لوگوں کو ہو اور وہ اس سے مستغنی نہ ہوں، اور ایجاب کرنے والا ان کی ذخیرہ اندوزی کرے، چاہے وہ ذخیرہ اندوزی قانونی ہو یا حقیقی، یا اس کی ایسی اجارہ داری قائم ہوجائے جس کی وجہ سے

مقابلے کی فضا محدود دائرے میں ہو۔

۸/۳/۲ آن لائن انجام دیے جانے والے عقودِ اذعان قابلِ عمل بنانے سے پہلے ریاستی کنٹرول میں دینا شرعاً ضروری ہے۔ یہ سب معاملہ کرنے والے افراد کی حفاظت کے لیے ہے تاکہ ان عقود میں جو چیزیں معتدل ہیں ان کو برقرار رکھا جاسکے اور ان میں جو چیزیں عقودِ اذعان کرنے والے کے ساتھ ناانصافی پر مبنی ہیں ان کو ختم کیا جاسکے۔

۸/۳/۳ آن لائن انجام دیے جانے والے عقدِ اذعان میں اگر قیمت مناسب ہو، اور وہ عقد ایسی شرائط پر بھی مشتمل نہ ہو جو عقدِ اذعان کرنے والے کے ساتھ نہ انصافی پر مبنی ہوں، تو ایسا عقدِ اذعان شرعاً درست ہے اور جانبین پر لازم بھی۔

۸/۳/۴ آن لائن انجام دیے جانے والے عقدِ اذعان میں قیمت غیر مناسب ہو (یعنی عمومی قیمت سے بہت زیادہ فرق ہو) یا عقد کی شرائط، عقدِ اذعان کرنے والے کے حق میں ناانصافی پر مبنی ہوں تو اس کو پورا حق ہے کہ وہ عقد کو ختم کرنے کے لیے یا شرائط میں ایسی ترامیم کے لیے عدالت کی طرف رجوع کرے جو اس نقصان سے بچائیں۔

۸/۴ اگر آن لائن عقد اس طرح ہوا کہ جس چیز پر عقد ہو رہا تھا اس کی خصوصیات بیان کردی گئی ہیں، یا خریدنے والے نے پہلے سے اس کو یا اس شے کے نمونے دیکھ رکھے تھے، لیکن حوالگی کے وقت بیان شدہ خصوصیات سے مختلف نکلا، یا پہلے جس حالت میں دیکھا تھا وہ حالت اب بدل چکی تھی، یا نمونے کے مطابق نہ نکلا، تو جو شخص مالک بننے جا رہا تھا اس کو اس صفت کے موجود نہ ہونے کی وجہ سے جو اس اثاثے میں مقصود تھی، خیارِ وصف ملے گا۔ چنانچہ اس کو یہ حق ہوگا کہ وہ یا تو عقد ختم کردے، یا اسی طرح عقد کرلے، یا کسی دوسرے عقد کرنے والے کے ساتھ نقصان پورا کرنے پر اتفاق کرلے۔

۹- معیار کے اجرا کی تاریخ

۱۷ ربیع الاوّل ۱۴۳۰ھ مطابق ۱۴ مارچ ۲۰۰۹ء۔

معیار کی منظوری

۱۵-۱۷ ربیع الاوّل ۱۴۳۰ھ مطابق ۱۲-۱۴ مارچ، ۲۰۰۹ء کو مجلسِ شرعی نے بحرین میں منعقد ہونے والے اپنے تیئیسویں اجلاس میں شرعی معیار " آن لائن مالی معاملات " کی منظوری دی۔

ضمیمہ (الف)

معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد

مجلسِ شرعی نے ۷-۱۲ جمادی الاول ۱۴۲۷ھ مطابق ۳-۸ جون ۲۰۰۶ء کو مدینہ منورہ میں منعقد اپنے سولہویں (۱۶) اجلاس میں آن لائن مالی معاملات کے شرعی معیار کے اجرا کا فیصلہ کیا۔ اور ۱۲ رجب ۱۴۲۷ھ مطابق ۱۶ اگست ۲۰۰۶ء کو جنرل سیکرٹریٹ آن لائن مالی معاملات کے معیار کی مطالعاتی رپورٹ کے لیے شرعی مشیر کی تقرری کا فیصلہ کیا۔

شرعی معیارات کی پہلی اور دوسری کمیٹی کے اجلاس میں، جو کہ ۱۸ صفر ۱۴۲۸ھ مطابق ۸ مارچ ۲۰۰۷ء کو بحرین میں منعقد ہوا، کمیٹی نے مطالعاتی رپورٹ پر بحث وتمحیص کی، اور مشیر کو اس بات کا پابند کیا کہ اس بحث وتمحیص اور ممبران کے غور وفکر کی روشنی میں ضروری تبدیلیاں کی جائیں۔

شرعی معیارات کی پہلی اور دوسری کمیٹی کے اجلاس میں جو کہ ۲۴ ربیع الثانی ۱۴۲۸ھ مطابق ۱۱ مئی ۲۰۰۷ء کو بحرین میں منعقد ہوا، کمیٹی نے معیار کے ابتدائی مسودے پر بحث وتمحیص کی اور مشیر کو اس بات کا پابند کیا کہ اس بحث وتمحیص اور ممبران کے غور وفکر کی روشنی میں ضروری تبدیلیوں کو اس میں شامل کیا جائے۔

مجلسِ شرعی نے مکہ مکرمہ میں منعقدہ ۲۶-۳۰ شعبان ۱۴۲۸ھ مطابق ۸-۱۲ ستمبر ۲۰۰۷ء اپنے انیسویں اجلاس میں، شرعی معیارات کی پہلی اور دوسری کمیٹی کی جانب سے پیش کی گئیں تبدیلیوں کا جائزہ لیا، اوراس میں مناسب تبدیلیاں کیں۔

شرعی معیارات کی پہلی اور دوسری کمیٹی نے جو ترامیم کی تھیں، ۴-۸ صفر ۱۴۲۹ھ مطابق ۱۱-۱۵ فروری ۲۰۰۸ء کو مجلسِ شرعی نے بحرین میں منعقد اپنے بیسویں اجلاس میں ان ترامیم کا جائزہ لیا اور جن

تبدیلیوں کو مناسب سمجھا شامل کردیا۔

۲۴ صفر ۱۴۳۰ھ مطابق ۱۹ فروری ۲۰۰۹ء کو بحرین میں جلسۂ سماعت کا انعقاد کیا گیا۔ اس اجلاس میں تقریباً تیس سے زائد مرکزی بینکوں، مالیاتی اداروں، اکاؤنٹنگ فرمز کے نمائندوں، ماہرینِ شریعت، یونیورسٹیوں سے تعلق رکھنے والے اساتذہ اور اس موضوع سے دلچسپی رکھنے والے حضرات نے شرکت کی۔ جلسہ میں پیش کیے گئے نکات کی سماعت کی گئی، شرعی معیارات کی پہلی اور دوسری کمیٹی کے ممبران نے نکات اور اس پر کیے گئے اضافوں پر اپنا جواب پیش کیا۔

مجلسِ شرعی نے جمعرات سے ہفتے کے دن تک یعنی ۱۵-۱۷ ربیع الاول ۱۴۳۰ھ مطابق ۱۲- ۱۴ مارچ کو بحرین میں منعقد اپنے اجلاس نمبر ۲۳ میں جلسۂ سماعت میں شرکاء کی جانب سے پیش کیے گئے نکات کا جائزہ لیا اور مناسب ترامیم کے بعد اس معیار کی منظوری دے دی۔

ضمیمہ (ب)

شرعی احکام کی بنیادیں

- انٹرنیٹ پر تجارتی ویب سائٹس کا اجرا جائز ہے بشرطیکہ وہ حرام امور سے پاک ہو۔ اس بات کا جواز یہ ہے کہ تمام معاملات اصولی طور پر مباح ہیں اِلّا یہ کہ ان میں شرعاً کوئی خرابی پائی جائے، اور پھر یہ کہ آج کل لوگوں کے بہت سے مصالح اس طرح کی ویب سائٹس کے اجرا سے وابستہ ہیں اور شریعت ہمیشہ لوگوں کی مصلحت کی رعایت رکھتی ہے۔
- آن لائن مالی معاملات انجام دینے کا جواز اس بنیاد پر ہے کہ اس میں شرعاً کوئی خرابی نہیں۔ نیز آن لائن جو عقود کیے جاتے ہیں وہ روایتی عقود کے طریقوں سے مختلف نہیں ہوتے۔ فرق صرف ان کے انعقاد کے طریقوں میں ہوتا ہے۔ حاصل یہ کہ جب عقود میں اصل اباحت ہے، بشرطیکہ وہ شریعتِ اسلامیہ میں معاملات کے قواعد سے متصادم نہ ہوں، تو جب تک یہ طور طریقے عقد کرنے کے شریعت کے تقاضوں کو یقینی بناتے رہیں گے تب تک ان میں بھی اباحت کا یہی اصول جاری رہے گا۔
- دونوں فریقوں کے انٹرنیٹ پر صرف آڈیو یا آڈیو ویڈیو رابطے کے ذریعے عقد کرنے کی شرعی تکییف یہ ہے کہ یہ ایسا ہی ہے جیسے دو حاضر لوگوں کا عقد کرنا۔ اس کی بنیاد یہ ہے کہ اس صورت میں دونوں عقد کرنے والے زمانے کے اعتبار سے ایک ساتھ حاضر ہیں، اگرچہ جگہ کے اعتبار سے دونوں ایک دوسرے کے پاس نہیں بلکہ غائب ہیں۔ نیز وقت کے اعتبار سے ایک ہی زمانے میں رہتے ہوئے ان دونوں کے درمیان ایجاب و قبول ہو رہا ہے، اور اتحادِ مجلس میں جو "اتحاد" معتبر ہے، وہ زمانے کے حساب سے اتحاد[1] ہے۔ مجمع الفقہ الاسلامی نے جدید آلات کے ذریعے عقود کے اجرا پر جو قرارداد

---

(۱)　دیکھیے فتح القدیر ۳/ ۱۹۰-۱۹۲، حاشیہ الدسوقی علی الشرح الکبیر ۳/ ۵، مغنی المحتاج ۲/ ۵، المغنی ۳/ ۴۸۱، المدخل الفقہی العام، ۱/ ۳۴۸۔

جاری کی تھی وہ بھی اس بات کی تائید کرتی ہے۔ چنانچہ قرارداد کے الفاظ ہیں کہ "اگر دونوں فریق کے درمیان ایک ہی وقت میں عقد ہوا، اگرچہ دونوں فریق خود ایک دوسرے سے دور دو الگ الگ جگہوں پر تھے، جیسا کہ ٹیلیفون اور وائرلیس آلات کے ذریعے عقد کرنے کی صورت میں ہوتا ہے، تو یہ ایک ایسے باہمی عقد کی طرح سمجھا جائے گا جیسے دو حاضر لوگوں کے درمیان ہوا"۔[1] ٹیلیفون اور آن لائن آڈیو بات چیت [audio chat] میں کوئی فرق نہیں۔

- تحریری گفتگو، ای میل یا آن لائن ویب سائٹ کے ذریعے عقد کرنے کی جو شرعی تکییف کی گئی ہے کہ یہ دو غیر حاضر لوگوں کے عقد کرنے کی طرح ہے، تو اس کی بنیاد یہ ہے کہ اس صورت میں دونوں عقد کرنے والے زمانے کے اعتبار سے ایک ساتھ حاضر نہیں ہوتے، کیونکہ وقت کے اعتبار سے ایک ہی زمانے میں رہتے ہوئے ان دونوں کے درمیان ایجاب و قبول نہیں ہوتا۔ چنانچہ اس سلسلے میں اسلامی اقتصاد پر منعقد "البرکہ" کے سیمینار کی قرارداد میں واضح طور پر یہ بات موجود ہے کہ "آن لائن جب کوئی عقد دو ایسے لوگوں کے درمیان ہو جو ایک ہی جگہ پر موجود نہ ہوں، اور وہ دونوں ایک دوسرے کی آواز بھی نہ سن رہے ہوں، تو اس طریقے سے عقد کرنا درحقیقت دو غائب لوگوں کے عقد کرنے کی طرح ہے۔ چنانچہ اس کا وہی حکم ہوگا جو خط و کتابت کے ذریعے عقد کرنے کا ہے"۔[2]
- ایجاب کرنے والے نے جو مدت ایجاب کے برقرار رہنے کے لیے متعین کی تھی اس مدت کے اختتام سے قبل اسے اپنے ایجاب سے رجوع کرنا جائز نہیں۔ اس بات کی بنیاد مالکیہ کا وہ قول ہے کہ ایجاب کو اگر کسی وقت کے ساتھ مقید کر دیا جائے تو جب تک وقت باقی رہے گا ایجاب بھی باقی رہے گا۔ حطاب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کی طرف اشارہ کیا ہے اور ذکر کیا ہے کہ اس کے قائل ابوبکر ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ ہیں جو کہ اپنی تحقیق میں معروف ہیں۔[3] نیز اس سلسلے میں مجمع الفقہ الاسلامی کی قرارداد میں واضح طور پر

(۱) قرارداد نمبر ۵۲ (۶/۳)۔

(۲) اسلامی اقتصاد پر مکہ مکرمہ میں ۶-۷ رمضان ۱۴۲۰ء مطابق ۲-۳ دسمبر ۲۰۰۰ء کو منعقد البرکہ کا انیسواں سیمینار۔

(۳) دیکھیے مواہب الجلیل للحطاب ۴-۲۴۱۔ بہت سے سول قوانین نے اس کو اپنایا ہے اور اسے "ایجاب مؤقت" کا نام دیا ہے۔ دیکھیے "اردن" کے سول قانون کا آرٹیکل نمبر ۹۸ اور "سیریا" کے سول قانون کا آرٹیکل نمبر ۹۳۔

موجود ہے کہ "اگر پیشکش کرنے والا ان وسائل کے ذریعے ایسا ایجاب کرے جس کی کوئی خاص مدت ہو، تو اس مدت کے دوران لازمی طور پر اسے اپنے ایجاب پر قائم رہنا ضروری ہے، اور اسے ایجاب سے رجوع کا حق نہ ہوگا[1]"۔

- اگر آن لائن ویب سائٹ کے ذریعے یا بذریعہ ای میل کوئی پیغام ایسا بھیجا جائے جس کا تعلق طے شدہ عقد کے ساتھ ہو اور اس کا نفاذ ہونا ہو، لیکن اس میں تمام حقوق اور بنیادی التزامات کا ذکر نہ ہو، یا اس کے بھیجنے والے نے اپنے لیے عقد کو ختم کرنے کا حق شرط رکھا ہو، اگرچہ دوسری طرف سے قبول بھی کر لیا جائے، تو اس کو معتبر ایجاب نہ ماننے کی وجہ یہ ہے کہ شرعاً ایجاب کی شرط یہ ہے کہ وہ مکمل اور شرط سے خالی ہو نیز اس میں کسی اور بات کا احتمال نہ ہو۔[2]
- آن لائن عقد کا انعقاد، چاہے عقد کسی بھی طریقے سے ہو، دوسری طرف سے قبول کیے جانے کے وقت ہو جانا، خواہ ایجاب کرنے والے کو علم ہو یا نہ ہو، اس کی بنیاد فقہاء کا وہ قول ہے کہ عقد نام ہے دو ارادوں کی موافقت کا۔ چنانچہ جب قبول کرنے والے نے ایجاب پر اپنی رضامندی کا اعلان کر دیا تو دونوں کے ارادوں میں موافقت ہوگئی اور عقد مکمل ہوگیا۔ اس سلسلے میں مجمع الفقہ الاسلامی کی قرارداد بھی جاری ہو چکی ہے جس میں واضح طور پر موجود ہے کہ "جب دو ایسے غائب لوگوں کے درمیان عقد مکمل ہوگیا جو ایک جگہ پر موجود نہیں اور وہ ایک دوسرے کو نہ ہی سن سکتے ہیں اور نہ ہی دیکھ سکتے ہیں، اور ان کے درمیان رابطہ خط و کتابت یا سفارت (پیغام رساں) کے ذریعے ہوا تھا، اس میں ٹیلیکس (telex)، فیکس، اور کمپیوٹر اسکرین کے ذریعے رابطہ بھی شامل ہے، تو اس صورت میں مخاطب فریق کو ایجاب موصول ہو جانے کے بعد اس کے قبول کرتے ہی عقد کا انعقاد ہو جائے گا"۔[3]
- عقد ہو جانے کے بعد خریدار کی جانب سے سوفٹ ویئر، معلومات [data] یا اس جیسی کوئی اور چیز ویب

---

(۱) قرارداد نمبر ۵۲ (۶/۳)۔

(۲) دیکھیے فتح القدیر ۳/۱۹۰-۱۹۲، فتح القدیر ۳/۱۹۰-۱۹۲، حاشیہ الدسوقی علی الشرح الکبیر ۳/۵، مغنی المحتاج ۲/۵، المغنی ۳/۴۸۱۔

(۳) قرارداد نمبر ۵۲ (۶/۳)۔

سائٹ سے اپنے ذاتی کمپیوٹر میں ڈاؤن لوڈ کرنے سے شرعاً قبضہ متحقق ہوجانے کی بنیاد یہ ہے کہ اعتباری اور حکمی طور پر قبضہ تب متحقق ہوجاتا ہے جب تخلیہ اور تصرف پر قدرت دے دی جائے۔ دراصل اشیا پر قبضہ ان کی نوعیت کے اعتبار سے اور ان اشیا پر قبضے کے سلسلے میں عرف کے اختلاف کی وجہ سے مختلف طریقوں سے ہوتا ہے۔ قبضہ اور اس کی مختلف شکلوں، خصوصاً اس صورت کے بارے میں مجمع الفقہ الاسلامی کی قرارداد کا اجرا بھی ہوچکا ہے۔[1]

- آن لائن موجود ویب سائٹس کے ساتھ دراندازی یا معلومات [data] کی چوری کے حرام ہونے کی وجہ دراندازی کی تمام صورتوں کی ممانعت ہے، جو اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے ثابت ہے کہ ﴿وَلَا تَعْتَدُوا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ﴾[2] "اور زیادتی نہ کرو، یقین جانو کہ اللہ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا"۔
- اور جیسا کہ ویب سائٹس ان کے مالکان کی ذاتی ملکیت شمار کی جاتی ہیں اور مالی طور پر ان کی قدر و قیمت بھی ہے۔ چنانچہ ان میں دراندازی کرنا درحقیقت ان کے مالکان کو ضرر پہنچانا ہے۔ نیز مجمع الفقہ الاسلامی کی قرارداد کا اجرا بھی ہوچکا ہے جو کہ تجارتی نام، تجارتی پتے، ٹریڈ مارک اور ان جیسے دیگر حقوق میں دراندازی کی حرمت پر بھی مشتمل ہے۔[3]
- دونوں فریقوں کی آن لائن شناخت کی تصدیق کے لیے الیکٹرانک دستخط پر اعتماد کرنے کا جواز، بشرطیکہ شناخت کی تصدیق کا وہ طریقہ قانونی اعتبار سے بھی قابلِ اعتماد ہو، اس بنیاد پر ہے کہ اس سے آن لائن دونوں فریقوں کی شناخت کے سلسلے میں وہ ضرر دور ہوجاتا ہے جو جعلسازی کی وجہ سے لاحق ہو۔ اور پھر یہ کہ اس میں شرعاً کوئی خرابی بھی نہیں، بلکہ شریعتِ اسلامیہ تو مال کی حفاظت کے لیے تکنیکی ذرائع سے کام لینے کی حوصلہ افزائی کرتی ہے، کیونکہ مال کی حفاظت شریعت کے پانچ مقاصد میں سے ایک اہم مقصد ہے۔

---

(۱) قرارداد ۵۳(۶/۴)۔

(۲) سورۃ البقرۃ: ۱۹۰۔

(۳) قرارداد ۵ دورہ خامسہ ۱۴۰۸ھ – ۱۹۸۸ء۔

- اگر متعاقدین میں سے کسی کی خصوصیات یا ذاتی شخصیت کے حوالے سے کسی قسم کی جعل سازی، دھوکہ دہی، یا غلطی ثابت ہو جاتی ہے، تو عقد کرنے والے دوسرے شخص کے لیے عقد ختم کرنے کے حق کے ثبوت کی دلیل یہ ہے کہ یہ ایسے عیوب ہیں جو عقد کرنے والے شخص کی عقد کے لیے رضامندی پر اثر انداز ہونے میں معتبر شمار کیے جاتے ہیں، اور شرعاً عقود کی بنیاد ہی رضامندی پر ہوتی ہے۔ اس پر تمام فقہاء کی صراحت موجود ہے[1]۔
- آن لائن انجام دیے جانے والے عقودِ اذعان، یعنی ان عقود میں انفرادی حیثیت کا حامل ایجاب تمام لوگوں کے لیے ہوتا ہے، البتہ ایجاب کرنے والا عقد کی شرائط کے تعیّن میں اکیلا ہوتا ہے، اور یہ عقود ایسے منافع اور سامان سے متعلق ہوتے ہیں جن کی ضرورت تمام لوگوں کو ہوتی ہے۔ اور ایجاب کرنے والا ان کی ذخیرہ اندوزی کرتا ہے، تو ایسے عقود پر ریاستی نگرانی کو لازمی قرار دینے کی بنیاد وہ نصوص ہیں جو ہمیں ضرر دور کرنے اور عدل کرنے کا حکم دیتی ہیں۔
- اگر عقد کی بنیاد محلِ عقد سامان کا کوئی وصف تھا، یا پہلے سے حاصل شدہ رؤیت بنیاد تھی، یا نمونے کی بنیاد پر عقد ہوا تھا لیکن اس سامان کا وہ وصف مختلف نکلا، یا پہلے جس حالت میں دیکھا تھا وہ حالت اب تبدیل ہو چکی تھی، یا نمونے کے مطابق نہ نکلا، تو مذکورہ صورت میں اس صفت کے موجود نہ ہونے کی وجہ سے جو اس شے میں مرغوب تھی، خیارِ وصف ملنے کی بنیاد دونوں فریق اور ان کے حقوق کی حفاظت ہے۔ جمہور فقہاء نے اس کی صراحت کی ہے[2]۔

---

(۱) دیکھیے موسوعہ فقہیہ کویتیہ، مصطلح رضا، جلد ۲۲۔

(۲) دیکھیے حاشیہ ابن عابدین ۴/۶۹، جواہر الاکلیل ۲/۹، مغنی المحتاج ۲/۱۸، المہذب ۱/۲۷۔

ضمیمہ (ج)

فرہنگ

۱- انٹرنیٹ

ملکی حدود کا اعتبار کیے بغیر کمپیوٹر نیٹ ورکس [computer networks] کے درمیان رابطے کا ذریعہ یا آلہ۔

۲- انٹرنیٹ ویب سائٹ

صفحات کی شکل میں معلومات کا ذخیرہ، اور ہر صفحہ ایسی معین معلومات پر مشتمل ہوتا ہے جن کو صفحات ڈیزائن کرنے والے نے خاص رموز کی مدد سے ڈیزائن کیا ہوتا ہے۔ ان صفحات کی براؤزنگ [Browsing] کے لیے انٹرنیٹ براؤزنگ سوفٹوئیر [Internet Brwosing Software] درکار ہوتا ہے، جو رموز کو حل کرتا ہے اور لکھے ہوئے صفحات دکھانے کے لیے احکامات جاری کرتا ہے۔

۳- انٹرنیٹ پر رابطے کی خدمت مہیا کرنے والا (ISP)

یہ وہ ادارہ ہوتا ہے جو خدمات حاصل کرنے والوں کو اشتراکی عقود (subscribtion contracts) یا اس جیسے دیگر عقود جو معین اجرت کی طرح ہیں، ان کی بنیاد پر انٹرنیٹ لائنوں تک داخلے کی سہولت [internet access] فراہم کرتا ہے۔

۴- الیکٹرانک دستخط

یہ وہ معلومات [data] ہیں جو حروف، نمبروں، رموز، اشارات یا ان جیسی صورتیں دھار لیتی ہیں، اور الیکٹرانک، ڈیجیٹل یا فونِک [phonic] یا ان جیسے دیگر وسائل کی شکل وصورت میں معلوماتی پیغام کے

ساتھ منسلک، مرتبط یا اس پر مزید اضافہ ہوتا ہے۔ اس الیکٹرانک دستخط کا خاص انداز ہوتا ہے جو دستخط کرنے والے کی شخصی شناخت کی تحدید کرتا ہے اور اس کو دوسروں سے ممتاز بناتا ہے، تاکہ اس کے دستخط اور پیغام کے مضمون کی توثیق وموافقت ہوسکے۔

۵- الیکٹرانک پیغام

یہ وہ معلومات [data] ہیں جن کا نشر و تبادلہ الیکٹرانک رابطے کے ذرائع سے ہوتا ہے، جیسے انٹرنیٹ، ٹیلکس [telex]، فیکس یا ان جیسے دیگر الیکٹرانک رابطے کے ذرائع۔

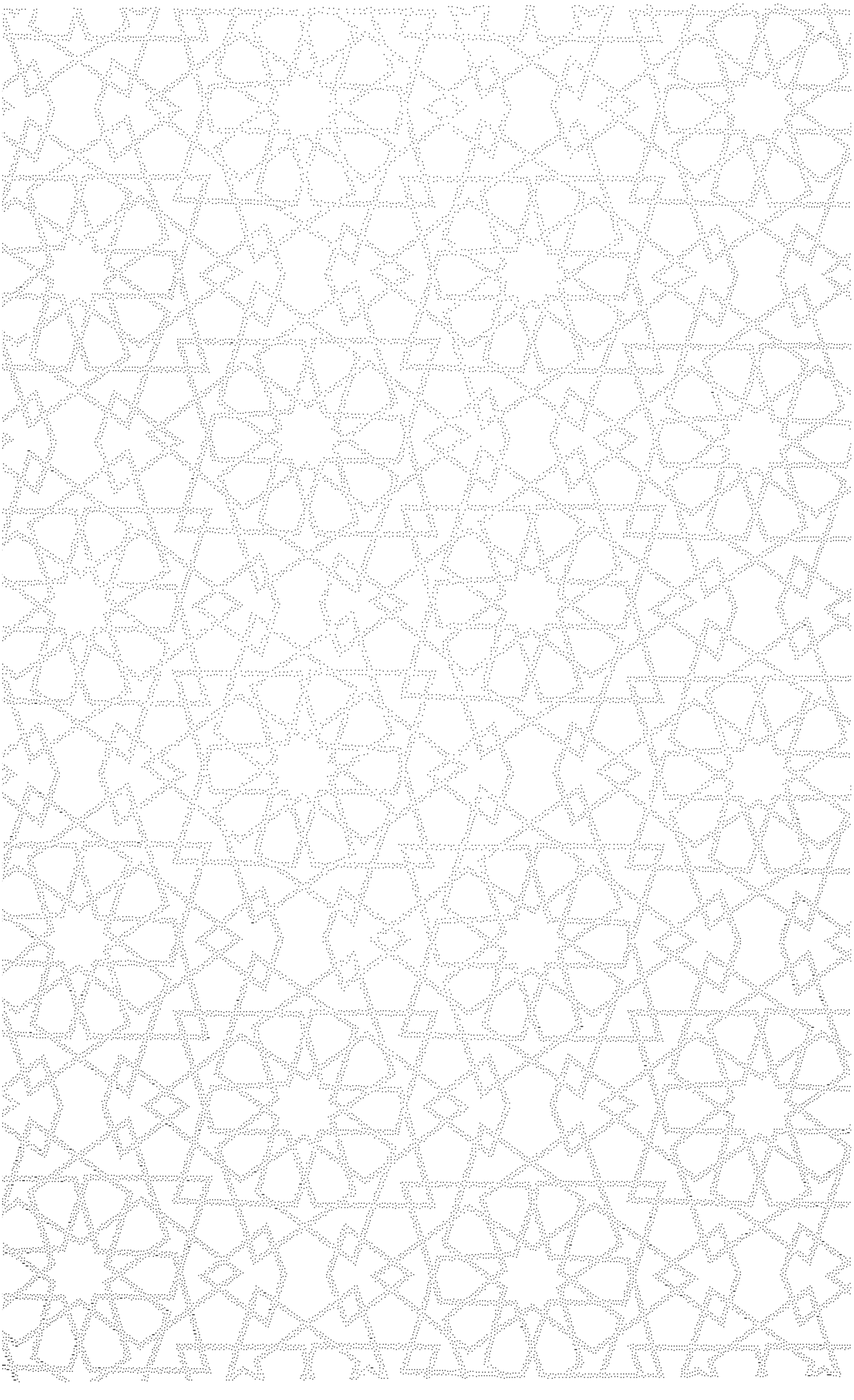

شرعی معیار نمبر (۳۹)

رہن اور اس کی جدید تطبیقات

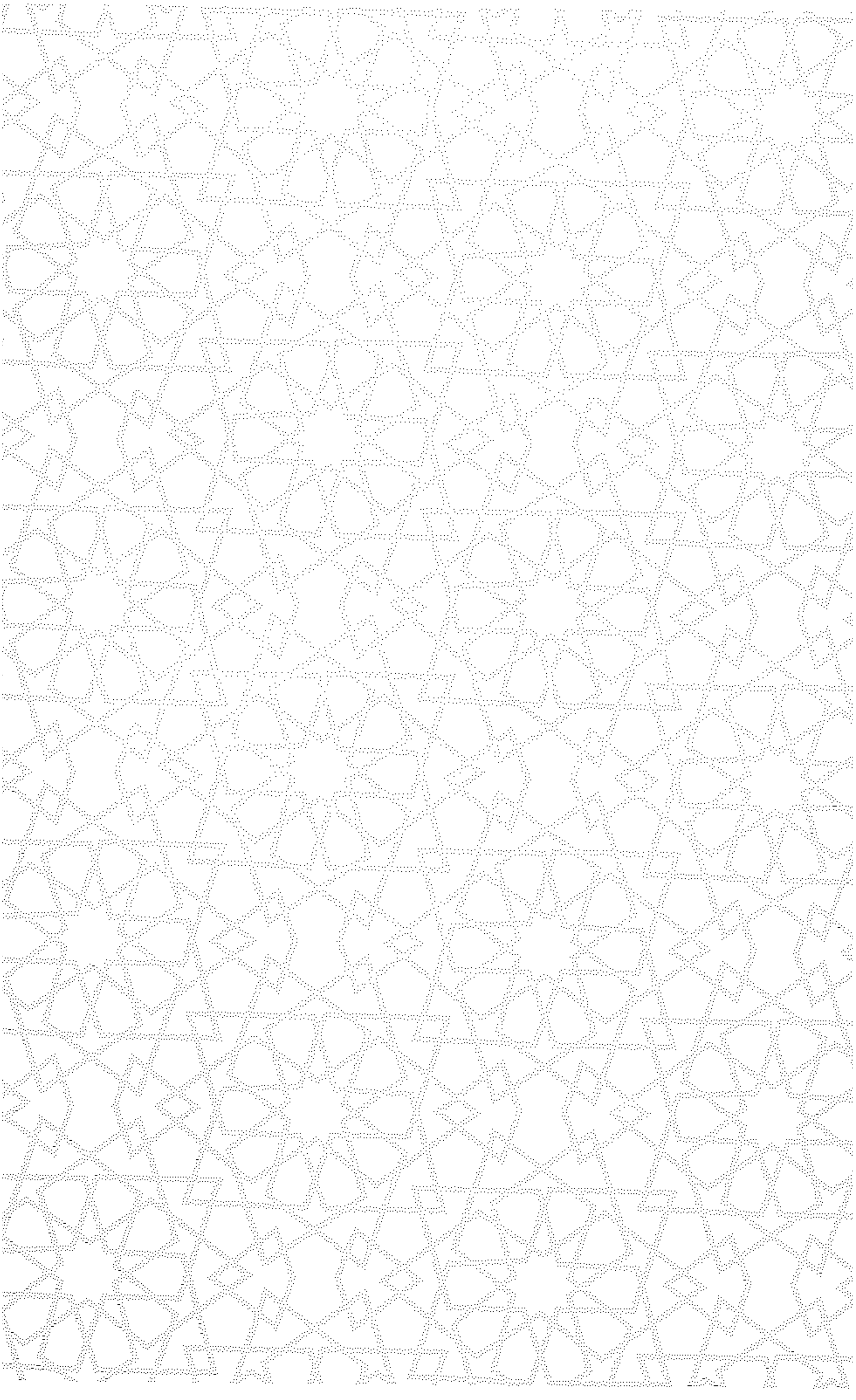

فہرست

دیباچہ ۱۰۰۲

معیار کا متن ۱۰۰۳

۱-معیار کا دائرۂ کار ۱۰۰۳

۲-رہن کی تعریف ۱۰۰۳

۳-رہن کے احکامات ۱۰۰۳

۴-مالیاتی دستاویزات اور صکوک کا رہن ۱۰۰۹

۵-کرنٹ اکاؤنٹ اور کیش مارجن کا رہن ۱۰۱۰

۶-سرمایہ کاری یونٹس اور سیونگ اکاؤنٹس کا رہن ۱۰۱۰

۷-مستقبل میں ملکیت میں آنے والے اثاثے کا رہن ۱۰۱۰

۸-مالِ مرہون کا انشورنس ۱۰۱۰

۹-مالِ مرہون کی زکوۃ ۱۰۱۱

۱۰-معیار کے اجرا کی تاریخ ۱۰۱۱

معیار کی منظوری ۱۰۱۲

ضمیمہ جات

ضمیمہ (الف) معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد ۱۰۱۳

ضمیمہ (ب) شرعی احکامات کی بنیادیں ۱۰۱۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على أشرف المرسلين، سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه أجمعين.

دیباچہ

اس معیار کا مقصد رہن کے احکام اور اسلامی مالیاتی اداروں (ادارہ/ادارے)[1] میں اس کی جدید تطبیقات کو بیان کرنا ہے۔

واللہ الموفّق...

(۱) "ادارہ/ادارے" کی اصطلاح یہاں اختصار کی غرض سے اسلامی مالیاتی اداروں کے لیے استعمال کی گئی ہے، جن میں اسلامی بینک بھی شامل ہیں۔

معیار کا متن

۱- معیار کا دائرۂ کار

یہ معیار اُس رہن پر مشتمل ہے، جس کا ادارہ اپنے گاہکوں کے ذمہ واجب دیون اور ذمہ داریوں کی توثیق کے لیے مطالبہ کرتا ہے، گاہک چاہے افراد ہوں یا دیگر ادارے۔ اسی طرح اس معیار میں وہ رہن بھی شامل ہے جسے ادارہ دوسرے فریق کو اپنے ذمے عائد دیون والتزامات کی توثیق کے لیے پیش کرتا ہے۔ نیز وہ رہن بھی اس معیار میں شامل ہیں جنہیں دیگر جہات کے مفاد میں ادارہ بحیثیت ثالث یا بطورِ وکیل محفوظ رکھتا ہے۔

۲- رہن کی تعریف

رہن: کسی مالی اثاثے [عین مالیہ] یا اس جیسی چیز کو کسی دَین کی توثیق کے لیے رکھنا تاکہ اگر دَین کی وصولی ممکن نہ رہے تو اس شے سے یا اس کی قیمت سے دَین وصول کیا جاسکے۔

۳- رہن کے احکامات

۱/۳ رہن کا جواز قرآن، سنت اور اِجماع سے ثابت ہے۔

۱/۱/۳ عقدِ رہن راہن [رہن رکھوانے والے] کے حق میں محض عقد ہی سے لازم ہوجاتا ہے اور راہن اسے یکطرفہ طور پر فسخ یا ختم نہیں سکتا۔ تاہم مرتہن [جس کے پاس رہن رکھوایا جائے] کے لیے اسے یکطرفہ طور پر فسخ کرنا جائز ہے۔

۲/۱/۳ رہن کا قبضہ انہی طریقوں سے حاصل ہوجاتا ہے جن طریقوں سے خریدی ہوئی چیز کا قبضہ حاصل ہوتا ہے۔ لہٰذا کبھی تو ہاتھ میں لے کر حقیقی قبضہ حاصل کیا جاتا ہے جسے "رہنِ حیازی" کہتے ہیں۔ اور کبھی رجسٹریشن اور کاغذات کے ذریعے

حکمی قبضہ حاصل کیا جاتا ہے جسے "رہن تامینی" یا "رہنِ رسمی" کہتے ہیں۔ اس پر بھی رہن کے احکامات لاگو ہوتے ہیں۔

۳/۱/۳ مرتہن کے لیے جائز ہے کہ وہ کسی کو رہن کے قبضہ کے لیے وکیل بنائے۔ یہ وکیل قبضہ اور دیگر تمام احکامات میں مرتہن کے قائم مقام ہوگا۔ یہ بھی جائز ہے کہ اسے کسی متفقہ تیسرے فریق کے قبضہ میں دے دیا جائے جسے ثالث [عدل] کہتے ہیں۔ اس صورت میں کسی ایک فریق کے لیے اس رہن کو اس متفقہ فریق سے لے کر غیر متفقہ فریق کو دینا جائز نہیں ہوگا۔

۴/۱/۳ مرتہن کے لیے جائز ہے کہ وہ راہن پر یہ شرط عائد کردے کہ وہ دَین کی عدم وصولیابی کی صورت میں مرتہن یا اس کے وکیل یا تیسرے متفقہ فریق کو عدالت سے رجوع کیے بغیر رہن فروخت کرنے اور اس کی قیمت سے دَین وصول کرنے کا وکیل بناتا ہے۔ راہن اِس وکالت سے رجوع کا حقدار بھی نہیں ہوگا۔

۵/۱/۳ رہن پر راہن یا مرتہن کی وفات سے کوئی اثر نہیں پڑتا۔ مرنے والے فریق کے ورثا اس کے قائم مقام بن جائیں گے۔

۶/۱/۳ مالِ مرہون کے ضائع ہونے سے رہن ختم ہوجاتا ہے، الا یہ کہ اس کے ضائع ہوتے ہی اس کا عوض حاصل ہوجائے جیسے اگر رہن کا تکافل کروایا ہوا ہو۔ اس صورت میں یہ عوض اس رہن کی جگہ لے لے گا۔ اسی طرح رہن مرتہن کے فسخ کرنے، دَین وصول کرکے یا معاف کرکے راہن کو بری قرار دینے، مرتہن کے رہن میں اپنے حق سے دستبردار ہونے، یا مرتہن کی اجازت سے کیے گئے ہر اس عمل سے ختم ہوجاتا ہے جو رہن کی ملکیت ختم کردے جیسے فروخت، ہبہ یا وصیت، بشرطیکہ نئے مالک نے اسے بطورِ رہن برقرار رکھنے کو قبول نہ کیا ہو۔ (دیکھیے شق ۶/۲/۳)

۷/۱/۳ مرتہن کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنے دَین کے کسی بھی حصہ کے عوض مکمل رہن

کو روکے رکھے الا یہ کہ وہ اسے جزوی طور پر چھوڑنے پر راضی ہوجائے۔ تاہم اسے یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ دَین کی وصولی کے بعد کسی ایسے دوسرے دَین کے بدلے میں مالِ مرہون کو روکے رکھے جس کے عوض وہ رہن نہیں رکھا گیا تھا الا یہ کہ راہن و مرتہن دونوں نے اس پر اتفاق کیا ہو کہ رہن ایک مقررہ مدت کے تمام دیون کے عوض میں رکھا جائے گا۔

۲/۳ مرہون [رہن میں رکھی گئی چیز] کے احکام

۳/۲/۱ مرہون کے لیے ضروری ہے کہ وہ مال ہو، متقوّم [جس کی قیمت لگائی جاسکتی ہو] ہو، اشارہ یا نام لینے کے ذریعہ یا صفات بیان کرکے اس کا تعیّن کردیا گیا ہو اور اس پر قبضہ دینا بھی ممکن ہو۔

۳/۲/۲ اصل تو یہ ہے کہ مالِ مرہون کوئی اثاثہ ہو۔ تاہم یہ بھی جائز ہے کہ وہ کوئی دَین یا نقدی یا مالِ مثلی یا استعمال سے ختم ہوجانے والی چیز ہو۔ اسی طرح جلدی خراب ہوجانے والی چیز کو بھی رہن بنایا جاسکتا ہے [جس صورت میں] اسے فروخت کیا جائے گا اور اس کی قیمت کو بطورِ رہن رکھ لیا جائے گا۔ نیز کسی غیر منقسم مگر معلوم حصہ کو رہن میں رکھا جاسکتا ہے جسے فروخت کرنا ممکن ہو۔

۳/۲/۳ یہ جائز ہے کہ ایک چیز ایک سے زائد مرتہن کے پاس رہن رکھی جائے۔ اس صورت میں اگر تمام رہن ایک ہی درجے کے ہوں تو تمام فریقوں کی رضامندی حاصل کرنا ضروری ہے، اور مالِ مرہون ان تمام فریق کے درمیان ان کے دیون کے تناسب سے مشترک ہوگا۔ اور اگر مالِ مرہون کی اس طرح درجہ بندی کی گئی ہو کہ دوسرے مرتہن کے لیے پہلے مرتہن کے دَین کی وصولی سے پہلے اپنا دَین وصول کرنا ممکن نہ ہو، تو اس صورت میں دوسرے درجے کے مرتہن کی رضامندی حاصل کرنا ضروری ہے۔

۳/۲/۴ مالِ مرہون مرتہن یا ثالث [عدل] یا وکیل کے پاس بطورِ امانت ہوتا ہے۔ یہ

رہن کی مکمل مدت میں راہن ہی کی ملکیت میں رہتا ہے۔ لہٰذا اگر یہ مرتہن یا ثالث کی کسی کوتاہی یا زیادتی کے بغیر ضائع ہوجائے تو ان پر کوئی ضمان نہیں ہوگا اور اس ضیاع کے بدلے میں دَین کا کوئی حصہ بھی ساقط نہیں ہوگا۔ لیکن اگر یہ ضیاع ان کی کسی زیادتی یا کوتاہی سے ہوئی تو وہ اس ضیاع کے وقت کی قیمت کے ضامن ہوں گے، تاہم دَین اپنی جگہ باقی رہے گا۔ دونوں فریقوں کو یہ اختیار ہے کہ وہ ضائع شدہ مالِ مرہون کی قیمت اور دَین کے درمیان تصفیہ کرلیں۔ اگر مالِ مرہون راہن ہی کے پاس ضائع ہوجائے تو اس کا بدل پیش کرنا اس کے ذمے ہے الّا یہ کہ مرتہن رہن سے دستبردار ہوجائے۔

۵/۲/۳ راہن کے لیے جائز ہے کہ وہ مرتہن کے پاس رکھے ہوئے اپنے مملوکہ مال کو رہن بنادے، چاہے وہ چیز امانت ہو جیسے ودیعت یا عاریت کے طور پر رکھی ہوئی چیز یا سیونگ اکاؤنٹ، یا وہ چیز مضمون [ضمانت میں] ہو جیسے کرنٹ اکاؤنٹ، عقدِ فاسد کی بنیاد پر قبضہ میں رکھی گئی چیز۔ اس دوسری صورت میں مرتہن کا 'قبضۂ ضمان' قبضۂ امانت میں تبدیل ہوجائے گا۔

۶/۲/۳ یہ جائز ہے کہ راہن کوئی چیز عاریت پر لے تاکہ اسے رہن میں دے دے [عاریت پر لیا گیا رہن] اور یہ بھی جائز ہے کہ وہ کوئی مال کرایہ پر لے کر اسے رہن رکھوائے [کرایہ پر لیا گیا رہن]، ان دونوں صورتوں میں اس چیز کے مالک کی اجازت بہرحال ضروری ہے۔ اگر دَین کی وصولی کا وقت آجائے اور یہی مالِ مرہون فروخت کرکے دَین وصول کیا جائے تو عاریت یا کرایہ پر دینے والا راہن سے اس چیز کے مثلی ہونے کی صورت میں مثل لے گا ورنہ قیمت وصول کرے گا۔ اور اگر مالِ مرہون بغیر کسی کوتاہی یا زیادتی کے ہلاک ہوجائے تو صرف عاریت پر لینے والا ضامن ہوگا، کرایہ دار ضامن نہیں ہوگا۔

۷/۲/۳ فروخت کنندہ کے لیے جائز ہے کہ وہ خرید و فروخت کے عقد میں خریدار پر یہ

شرط عائد کردے کہ وہ فروخت شدہ چیز ہی کو حقیقی یا حکمی قبضہ حاصل کرکے ادھار قیمت کے بدلے رہن رکھوادے۔

۳/۲/۸ مالِ مرہون کا اضافہ اور اس کی آمدنی اصل مالِ مرہون کی طرح رہن ہی ہوگی، چاہے یہ اضافہ متصل ہو یا الگ سے ہو الّا یہ کہ دونوں فریق اس کے برعکس کسی صورت پر اتفاق کرلیں۔

۳/۲/۹ راہن کے لیے مرتہن کی اجازت سے مالِ مرہون سے فائدہ اُٹھانا جائز ہے، تاہم مرتہن کے لیے مالِ مرہون سے بلاعوض فائدہ اٹھانا کسی صورت جائز نہیں ہے، چاہے راہن اجازت دے یا نہ دے۔ اگر راہن اجازت دیدے تب اُجرتِ مثل کے عوض فائدہ اٹھاسکتا ہے۔

۳/۲/۱۰ مالِ مرہون کی درستگی اور اسے خرابی سے بچانے کی غرض سے ہونے والے تمام ضروری وحقیقی اخراجات راہن ہی برداشت کرے گا۔ اگر مرتہن نے یہ اخراجات راہن کی اجازت یا بغیر اجازت کردیے تو وہ راہن سے مطالبہ کرسکتا ہے یا ان اخراجات کے بقدر مالِ مرہون سے فوائد حاصل کرسکتا ہے۔ مالِ مرہون کی حفاظت، اس کی توثیق اور فروخت سے متعلق تمام اخراجات کی ذمے داری مرتہن کی ہے، البتہ شرط لگاکر راہن کو اس کا ذمہ دار بنایا جاسکتا ہے۔

۳/۲/۱۱ شق ۵ کی رعایت رکھتے ہوئے، دَین کو رہن رکھنا جائز ہے، چاہے یہ دَین مرتہن کے ذمے ہو یا کسی تیسرے کے ذمے ہو۔

۳/۲/۱۲ مرہونہ دَین کا قبضہ اس کے کاغذات پر قبضہ سے حاصل ہوجائے گا یا اس کو رہن رکھواتے وقت گواہ بنالیے جائیں۔ اس مرہونہ دَین پر رہن کے احکامات لاگو ہوں گے اور مرتہن اس دَین کا دوسروں سے زیادہ حق دار بن جائے گا۔

۳/۳ جس دَین کے عوض رہن رکھا گیا ہے، اس کے احکامات

۳/۳/۱ یہ ضروری ہے کہ جس دَین کے بدلے رہن رکھوایا گیا ہے وہ جائز دَین ہو، جیسے

خریداری کی قیمت، کسی چیز کو ضائع کرنے کا تاوان، یا عقدِ سلم کا سامان، یا آرڈر پر تیار کروایا گیا سامان، یا ذمے میں لاگو کوئی نفع ہو۔ رہن کے درست ہونے لیے یہ شرط نہیں کہ دَین ذمہ میں ثابت ہوچکا ہو، بلکہ رہن تو اس عقد سے پہلے بھی درست ہوجاتا ہے جس کے ذریعے یا جس کے ساتھ ذمہ میں دَین ثابت ہوگا۔ یہ جائز نہیں کہ جس دَین کے بدلے رہن رکھا گیا ہے وہ ناجائز دَین ہو، جیسے سودی قرض، یا وہ سرے سے دَین ہی نہ ہو، جیسے متعین قیمت، کسی متعین اثاثے کی منفعت، فروخت کنندہ کے ہاتھ میں موجود فوری قیمت کے بدلے میں متعین فروخت شدہ اثاثہ جات۔

۲/۳/۳ عقدِ امانت میں رہن کی شرط رکھنا جائز نہیں ہے، جیسے وکالت، ودیعت، مشارکہ، مضاربت، کرایہ دار کے قبضہ میں موجود اثاثہ جات۔ تاہم اگر یہ رہن صرف زیادتی یا کوتاہی یا شرائط کی خلاف ورزی سے ہونے والے نقصانات کے ازالے کے لیے ہو تو جائز ہے۔ (دیکھیے شرعی معیار نمبر (۵) "ضمانتیں"، شق ۱/۲/۲)

۴/۳ مالِ مرہون پر نفاذ

۱/۴/۳ شق ۴/۱/۳ کی رعایت رکھتے ہوئے، مرتہن کا یہ حق ہے کہ مقررہ تاریخ تک دَین کی عدم ادائیگی کی صورت میں مالِ مرہون کی فروخت کا مطالبہ کرے، اس کی قیمت سے اپنا دَین وصول کرے، جو بچ جائے وہ راہن کو واپس کردے، یہی عقدِ رہن کا تقاضا ہے۔ اگر قیمت دَین سے کم ہو تو بقیہ رقم کی حیثیت عام دَین کی ہوگی اور اسے راہن سے وصول کیا جائے گا۔

۲/۴/۳ مرتہن کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ اپنے دَین کے بدلے مالِ مرہون کے مالک بننے کی شرط لگادے۔ البتہ اس میں کوئی حرج نہیں کہ وہ اسے راہن سے بازاری قیمت پر خرید لے اور اپنے دَین کے بقدر اس قیمت سے وصول کرلے۔

۳/۴/۳ اگر راہن دیوالیہ ہوجائے تو مرتہن کو دیگر قرض خواہوں پر اس رہن سے اپنا

دین وصول کرنے کے سلسلے میں فوقیت حاصل ہوگی۔ اگر رہن دَین کی وصولی کے لیے کافی نہ ہو تو باقی ماندہ دَین کی وصولیابی میں مرتہن دیگر قرض خواہوں کے درجے میں ہوگا۔

۴- مالیاتی دستاویزات اور صکوک کا رہن

۴/۱ جن مالیاتی دستاویزات اور صکوک کا جاری کرنا اور ان میں معاملہ کرنا شرعاً جائز ہے ان کو رہن رکھوانا بھی جائز ہے، مثلاً اسلامی صکوک، اسلامی مالیاتی اداروں کے حصص۔ اسی میں ان کمپنیوں کے حصص بھی شامل ہیں جن کا بنیادی کاروبار حلال ہے (دیکھیے معیار نمبر (۲۱) "مالیاتی دستاویزات - حصص اور بانڈز"، شق ۴/۳)

۴/۲ منفعت کے صکوک کو رہن بنایا جاسکتا ہے۔ یہ متعین آثاثوں یا اوصاف کی بنیاد پر ذمہ میں واجب اثاثوں کے منافع کے غیر منقسم حصوں کی نمائندگی کرتے ہیں۔ اس معاملے میں شرعی معیار نمبر (۱۷) "سرمایہ کاری صکوک"، شق ۵/۱/۵/۲ کی رعایت رکھی جائے۔

۴/۳ جن مالیاتی دستاویزات اور صکوک کا جاری کرنا اور ان میں معاملہ کرنا شرعاً ناجائز ہے ان کو رہن رکھوانا بھی ناجائز ہے، مثلاً سودی بانڈز، ترجیحی حصص [preference shares]، حصصِ تمتع [enjoyment shares]۔ (دیکھیے شرعی معیار نمبر (۲۱) "مالیاتی دستاویزات، حصص اور بانڈز"، شق ۲/۶ اور شق ۲/۷)۔ انہی میں روایتی سرمایہ کاری سرٹیفکیٹس، روایتی سرمایہ کاری ڈیپازٹس سرٹیفکیٹس، ان کمپنیوں کے حصص جن کا بنیادی مقصد حرام کاروبار ہے، مثلاً شراب سازی، خنزیر کی تجارت یا سودی کاروبار۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۲۱) "مالیاتی دستاویزات - حصص اور بانڈز"، شق ۲/۱، اور شرعی معیار نمبر (۱۴) "لیٹر آف کریڈٹ"، شق ۳/۴/۱ اور ۳/۴/۲)۔ انہی کے حکم میں روایتی مالیاتی اداروں کے حصص اور روایتی سرمایہ کاری کمپنیوں، روایتی انشورنس کمپنیوں کے حصص اور ان کمپنیوں کے حصص جن کا اصل کاروبار حلال ہے لیکن ان کے معاملات پر سود اور دیگر ناجائز عناصر غالب ہیں۔

۵- کرنٹ اکاؤنٹ اور کیش مارجن کا رہن

جس ادارے میں کرنٹ اکاؤنٹ کھولا گیا ہے، اسی کے مفاد میں کرنٹ اکاؤنٹ کو رہن بنانے کی صورت میں ادارے پر لازم ہے کہ وہ اس اکاؤنٹ کی رقم کو ادارے کی مصلحت میں استعمال نہ کرے، سوائے اس کے کہ دونوں فریق اسے سیونگ اکاؤنٹ بناکر اس کا حکم قرض سے مضاربت کی طرف منتقل کرنے پر راضی ہوجائیں تاکہ ادارے [مرتہن] کو اس سے فائدہ اٹھانے سے بچایا جاسکے۔ اس صورت میں اکاؤنٹ ہولڈر کو ربّ المال کے لحاظ سے نفع ملے گا اور ادارہ مضارب والا نفع کمائے گا۔

٦- سرمایہ کاری یونٹس اور سیونگ اکاؤنٹس کا رہن

١/٦ ادارے کے لیے جائز ہے کہ وہ اسلامی سرمایہ کاری فنڈز میں موجود سرمایہ کاری یونٹس کو رہن بنائے۔ اس صورت میں اس کو یہ حق حاصل ہوگا کہ وہ گاہک کو رقم واپس لینے یا رقم نکالنے سے بالکلیہ یا صرف دَین کے بقدر روک دے۔ دوسری صورت زیادہ بہتر ہے۔

٢/٦ سرمایہ کاری یونٹس اور سیونگ اکاؤنٹس کے منافع اور ان میں اضافہ اصل سرمایہ کی طرح رہن ہی ہوگا۔ یہی حکم اس صورت کا بھی ہے جب گاہک کا ادارے یا فنڈ سے تعلق مضاربت یا وکالت کا ہو۔ سوائے اس کے کہ اس کے خلاف پر اتفاق کرلیا گیا ہو۔

۷- مستقبل میں ملکیت میں آنے والے اَثاثے کا رہن

مستقبل میں ملکیت میں آنے والی آمدنی کو رہن بنایا جاسکتا ہے اگر اصل اَثاثہ (جس سے آمدنی ہونی ہے) متعین ہو، چاہے وہ آمدنی اپنے اصل اثاثے کے ضمن میں رہن بنائی جائے یا مستقل طور پر بنائی جائے۔

۸- مالِ مرہون کا انشورنس

مرتہن کے لیے جائز ہے کہ دَین معاملہ کرتے وقت راہن سے مرتہن کے حق میں مالِ مرہون کی ممکنہ حد تک اسلامی انشورنس کا مطالبہ کرے، اگر راہن نے قبول کرلیا تو مالِ مرہون کے ضائع ہوجانے کی صورت میں انشورنس پالیسی مرہونہ چیز کا عوض بن جائے گا۔ اگر انشورنس پالیسی نقدی کی صورت میں ملے تو

وہ بھی رہن ہوگی اور اس کے راہن کے منجمد سیونگ اکاؤنٹ میں حاصل ہونے والے فوائد بھی رہن ہوں گے۔ (دیکھیے شرعی معیار نمبر (۵) "ضمانتیں"، شق ۸/۴)۔

۹- مالِ مرہون کی زکوٰۃ

۱/۹ اگر مالِ مرہون ان اثاثوں میں سے ہو جن کے اصل اثاثے اور اس کی آمدنی پر یا صرف آمدنی پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے تو اس کی زکوٰۃ اس کے مالک پر واجب ہے۔ مالک کا مالِ مرہون میں تصرّف کرنے پر قادر نہ ہونا زکوٰۃ واجب ہونے میں رکاوٹ نہیں ہے۔

۲/۹ زکوٰۃ تمام نقدی مالِ مرہونہ پر واجب ہوتی ہے جیسے کرنٹ اکاؤنٹ، کیش مارجن، سرمایہ کاری فنڈز کے یونٹس، منجمد سیونگ اکاؤنٹس، صکوک، سلم واِستصناع کے دیون۔ ان سب پر زکوٰۃ ان قواعد کی روشنی میں واجب ہوگی جو شرعی معیار نمبر (۳۵) "زکوٰۃ"، شق ۱/۵، ۲/۵ اور ۳/۵ میں مذکور ہیں۔

۱۰- معیار کے اجرا کی تاریخ

۱۷ربیع الاوّل ۱۴۳۰ھ مطابق ۱۵ مارچ ۲۰۰۹ء۔

معیار کی منظوری

مجلسِ شرعی نے اپنے تیئسویں اجلاس منعقدہ بحرین مورخہ جمعرات - ہفتہ بتاریخ ۱۵-۱۷ ربیع الاول ۱۴۳۰ھ مطابق ۱۲-۱۵ مارچ ۲۰۰۹ء میں رہن اور اس کی جدید تطبیقات کے معیار کو منظور کیا۔

ضمیمہ (الف)

معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد

۷-۱۲ جمادی الاول ۱۴۲۷ھ مطابق ۳-۸ جون ۲۰۰۶ء کے مدینہ منورہ میں منعقدہ اپنے سولہویں اجلاس میں مجلسِ شرعی نے رہن اور اس کی جدید تطبیقات پر شرعی معیار کے اجرا کی منظوری دی۔

۱۲ رجب ۱۴۲۶ھ مطابق ۱۶ اگست ۲۰۰۵ء کو سیکریٹری جنرل نے رہن اور اس کی جدید تطبیقات کی شرعی مطالعاتی رپورٹ تیار کرنے کے لیے شرعی مشیر کی تقرری کی منظوری دی۔

شرعی معیارات کی پہلی اور دوسری کمیٹی نے اجلاس منعقدہ بتاریخ ۲۴ ربیع الثانی ۱۴۲۸ھ مطابق ۱۱ مئی ۲۰۰۷ء بحرین میں اس شرعی مطالعاتی رپورٹ پر بحث کی اور شرعی مشیر سے اس بحث وتمحیص اور ممبران کے آراء کی روشنی میں ترمیم کرنے کی ہدایت دی۔

شرعی معیارات کی پہلی اور دوسری کمیٹی نے اجلاس منعقدہ بتاریخ ۲۱ جمادی الاول ۱۴۲۸ھ مطابق ۷ جون ۲۰۰۷ء کویت میں اس شرعی مطالعاتی رپورٹ پر بحث کی اور شرعی مشیر سے اس بحث وتمحیص اور ممبران کے آراء کی روشنی میں ترمیم کرنے کی ہدایت دی۔

مجلسِ شرعی نے اپنے بائیسویں اجلاس منعقدہ بمقام بحرین بتاریخ ۲۸-۳۰ ذوالقعدہ ۱۴۳۰ھ مطابق ۲۶-۲۸ نومبر ۲۰۰۸ھ میں شرعی معیارات کی پہلی اور دوسری کمیٹی کی ترامیم پر بحث کی اور جن ترامیم کو مناسب سمجھا انہیں اس میں شامل کیا۔

مورخہ ۲۴ صفر ۱۴۳۰ھ مطابق ۱۹ فروری ۲۰۰۹ء بحرین میں جنرل سیکریٹریٹ نے جلسۂ سماعت منعقد کیا جس میں مرکزی بینک، اداروں، اکاؤنٹنگ فرمز، ماہرین شریعت، یونیورسٹی کے اساتذہ ودیگر دلچسپی رکھنے والے افراد پر مشتمل تیس سے زائد افراد نے شرکت کی۔ جلسہ میں پیش کی گئیں تمام آراء کو سنا گیا اور شرعی

معیارات کی پہلی اور دوسری کمیٹی کے نمائندوں نے سوالات کے جواب دیے اور ان پر اپنے تاثرات بھی لکھے۔

مورخہ ۱۵-۱۷ ربیع الاول ۱۴۳۰ھ مطابق ۱۲-۱۵ مارچ ۲۰۰۹ء بحرین میں منعقدہ تیئسویں اجلاس میں مجلسِ شرعی نے ان ترامیم پر بحث کی جنہیں جلسۂ سماعت کے شرکاء نے پیش کیا تھا اور ان میں جنہیں مناسب سمجھا شامل کیا اور اس معیار کو منظور کیا۔

ضمیمہ (ب)

شرعی احکامات کی بنیادیں

رہن کا حکم (شق ۳/۱)

۱- سفر میں رہن اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی وجہ سے جائز ہے: ﴿وَاِنْ كُنْتُمْ عَلٰى سَفَرٍ وَّلَمْ تَجِدُوْا كَاتِبًا فَرِهٰنٌ مَّقْبُوْضَةٌ﴾[1] (اگر تم سفر میں اور کسی لکھنے والے کو نہ پاؤ تو رہن رکھ لو جس پر قبضہ بھی ہو)۔ اور اقامت کی حالت میں بھی جائز ہے کیونکہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یہودی کے پاس زرہ رہن رکھوائی اور اپنے گھر والوں کے لیے جَو خریدی۔ علامہ ابن منذر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم سوائے امام مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کے کسی کو نہیں جانتے جنہوں نے اس آیت کی بنیاد پر حالتِ اقامت میں رہن رکھنے کی مخالفت کی ہو۔ لیکن اس آیت میں سفر کا ذکر تو غالب عادت کی وجہ سے ہے کیونکہ عموماً سفر میں لکھنے والے نہیں ملا کرتے تھے۔ اسی وجہ سے رہن کے جواز کے لیے کاتب کا نہ ہونا کوئی شرط نہیں ہے اور اس میں کسی کا بھی اختلاف بھی نہیں ہے۔ نیز رہن رکھنے کا جو حکم اس آیت میں دیا گیا ہے وہ بطورِ شفقت کے ہے، کوئی وجوبی حکم نہیں ہے، اس پر دلیل آیت کا اگلا حصہ ہے: ﴿فَاِنْ اَمِنَ بَعْضُكُمْ بَعْضًا﴾[2] (اگر تم ایک دوسرے پر امانت رکھواؤ تو... الخ)۔

۲- حنابلہ،[3] حنفیہ[1] اور شوافع رحمہم اللہ کے نزدیک خرید و فروخت کے عقد میں رہن کی شرط رکھنا

---

(۱) سورۃ البقرۃ: ۲۸۳۔

(۲) محمد بن عبد الوہاب، مختصر الانصاف والشرح الکبیر، دار النشر: مطبع ریاض۔ ریاض، طبع اول، تحقیق: عبد العزیز بن زید الرومی، د۔ محمد بلتاجی، د۔ سید حجاب، (۵۰۶/۱)، ڈیجیٹل نسخہ، برنامج الجامع الکبیر۔

(۳) علاء الدین المرداوی، الانصاف۔ سابقہ مرجع، ۲۰۶/۱۱-۲۰۷۔

درست اور لازم ہوجانے والی شرط ہے۔اور حنابلہ کے نزدیک یہ ان شرائط میں شامل ہے جن سے عقد کی مصلحت وابستہ ہوتی ہے[۲] یا وہ شرائط جو حنفیہ کے نزدیک عقد کے مناسب اور موافق ہوتی ہیں کیونکہ رہن عقد کو مضبوط کرتا ہے۔[۳] حنفیہ کے قول کی وضاحت یوں بھی کی گئی ہے:"رہن اور قیمت کی کفالت دین کی مضبوطی کے لیے ہوتے ہیں لہذا یہ قیمت کی بہتر کوالٹی کی شرط لگانے کے مترادف ہے،اس لیے رہن کی شرط عقد کے معنوی تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے ہی ہے۔"[۴]
اور یہ ان شرائط میں سے ہے جن کی ضرورت ہر اس معاملہ میں ہوتی ہے جس میں کوئی فریق اس شرط کے بغیر راضی نہ ہورہا ہو۔اگر اس طرح کی شرط پوری نہیں کی جائے تو دوسرے فریق کو خیار حاصل ہوگا۔فقہاء نے خیارات کے ضمن میں بیان کیا ہے:"کسی صحیح شرط کے پورا نہ کرنے پر خیار حاصل ہوتا ہے،مثلاً رہن کی شرط،ذمے میں آنے والے عوض کی کفالت"۔[۵]

۳- مالِ مرہون ثالث [عدل] کے قبضہ میں دینا جائز ہے، شوافع اس کی یہ دلیل بیان کرتے ہیں:" کیونکہ یہ تو دونوں فریقوں کا حق تھا تو جس پر وہ دونوں راضی ہوگئے وہ بھی جائز ہے"۔[۶]

۴- فروخت کنندہ کا قیمت کی وصولیابی تک فروخت شدہ چیز کو روکے رکھنے کی شرط حنابلہ کے نزدیک درست اور لازمی شرط ہے، یہ ان کے نزدیک ان شرطوں میں داخل ہے جو عقد کے تقاضے اور اس کی مصلحت میں تو داخل نہیں ہیں لیکن اس کے تقاضے کے خلاف بھی نہیں ہوتیں، اور ان میں فروخت کنندہ یا خریدار کا فائدہ ہوتا ہے۔[۷]

(۱) علاء الدین سمرقندی، تحفۃ الفقہاء۔ سابقہ مرجع،۲/۰ے۔

(۲) وزارۃ الاوقاف کویت، موسوعہ فقہیہ کویتیہ، حرفِ با، بیع، بیع وشرط، شق:۲۸۔

(۳) مصطفی احمد زرقا، المدخل الفقہی العام، ط ۱۹۶۸،(۱/۴۷۷-۴۷۸)۔

(۴) علاء الدین سمرقندی، تحفۃ الفقہاء۔ سابقہ مرجع،۲/۰ے۔

(۵) محمد حجاز، فتح العلام بشرح مرشد الانام فی الفقہ علی مذہب السادۃ الشافعیہ، دار ابن حزم، بیروت ط۱، ۱۴۱۸،۵، ۱۹/۱۔

(۶) ابراہیم بن علی بن یوسف شیرازی اب اسحاق، المہذب فی فقہ الامام الشافعی، دار النشر، دار الفکر بیروت ۱/۳۱۰، ڈیجیٹل نسخہ، الجامع الکبیر۔

(۷) وزارۃ الاوقافِ کویت، موسوعہ فقہیہ کویتیہ، حرفِ با، بیع، بیع وشرط، شق:۲۸۔

۵- فروخت کنندہ کا فروخت شدہ چیز کی ملکیت کو ادھار قیمت کی مقررہ مدت میں وصولیابی تک اپنے پاس روکنے کی شرط لگانا جائز نہیں ہے[1] کیونکہ اسی نے اپنا حق مدت کے حوالہ سے ساقط کیا ہے لہٰذا وہ دوسرے کا حق نہیں روک سکتا[2]، یہی حنابلہ کا مختار مذہب ہے۔[3]

مالِ مرہون کے احکامات (شق ۳/۲)

٦- مالِ مرہون میں ضروری ہے کہ وہ مال ہو اور متقوّم ہو، کیونکہ رہن سے مقصود اس کو فروخت کرکے دَین رقم کو وصول کرنا ہے، جبکہ غیر متقوّم چیز کی فروخت جائز ہی نہیں ہے۔ اس شرط کا سبب حنفیہ کے نزدیک یہ ہے: "رہن تو دَین کی ادائیگی اور وصولی ہے، اور مسلمان کے لیے دَین شراب، خنزیر سے ادا کرنا جائز نہیں ہے، اسی طرح مسلمان مرتہن کے لیے ان چیزوں سے دَین وصول کرنا جائز نہیں ہے"۔[4] حنابلہ کا مؤقف الانصاف میں یوں لکھا گیا ہے: "ہر اس چیز کو رہن رکھنا جائز ہے جسے کبھی بھی بیچنا جائز ہو"۔[5]

۷- یہ جائز ہے کہ مرہون دَین[6] ہو یا نقد[7] ہو ....

(۱) وزارۃ الاوقاف کویت، موسوعہ فقہیہ کویتیہ، حرفِ با، بیع، مبیع وثمن کے مشترکہ احکام، شق ٦۰/د۔

(۲) علاء الدین سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ، تحفۃ الفقہاء۔ سابقہ مرجع، ۲/۵٦۔

(۳) علاء الدین (المرداوی) رحمۃ اللہ، الانصاف۔ سابقہ مرجع، ۱۱/۴۹۱۔

(۴) علاء الدین سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ، تحفۃ الفقہاء۔ سابقہ مرجع، ۳/۵۴-۵۳۔

(۵) محمد بن عبد الوہاب رحمۃ اللہ علیہ، مختصر الانصاف والشرح الکبیر، دار النشر: مطبع ریاض۔ ریاض، طبع اول، تحقیق: عبد العزیز بن زید الرومی، د: محمد بلتاجی، د۔ سید حجاب، ۱/۵۱۱۔

(٦) اس کی تعریف الانصاف میں یوں کی گئی ہے: "کسی دَین کو عین کے ساتھ اس طرح مضبوط کرنا کہ عدمِ وصولی کی صورت میں اس کی قیمت سے اسے وصول کرنا ممکن ہو۔ علامہ زرکشی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں: دَین کی کسی عین یا ایک قول کے مطابق دَین سے مضبوطی"۔ علاء الدین المرداوی، الانصاف (مطبوع مع المقنع والشرح الکبیر والانصاف)، ہجر للطباعۃ، ط۱، ۱۹۹۵، (۱۲/۳۵۹)۔

(۷) شوافع کی ایک عبارت یوں ہے: "کسی نقد کو عاریت پر لے کر رہن رکھنا جائز ہے، پھر دَین کی ادائیگی کی تاریخ پر، اگر اس کے مالک نے اُدھار ادا کر دیا تو ظاہر ہے، اور اگر ادا نہیں کیا تو اگر وہ دراہم اس اُدھار کی جنس سے نہ ہوئے تو ان سے اس کی جنس کی چیز خرید لی جائے گی اور اگر وہ اسی کی جنس سے ہوئے تو وہ اسے اُدھار کے عوض رکھ لے گا"۔

یا غیر منقسم حصہ ہو[1]، یا عاریت پر لیا گیا ہو یا کرایہ پر لیا گیا ہو۔[2]

= محمد الحجاز، فتح العلام، سابقہ حوالہ، ۲۷/۵۔ حنبلی فقہاء نے مالِ مرہون کی فروخت اور اس کی قیمت کو رہن بنانے کے مسئلہ پر متعدد جگہوں پر بحث کی ہے، جس سے زیرِ نظر مسئلہ کا جواز بھی معلوم ہوتا ہے، چنانچہ وہ لکھتے ہیں:" جلد خراب ہونے والی چیزوں کو کسی فوری یا مؤخر اُدھار کے بدلے رہن بنانا جائز ہے، اسے فروخت کیا جائے اور اس کی قیمت کو رھن بنالیا جائے "شمس الدین، ابن قدامہ، الشرح الکبیر، سابقہ حوالہ، ۳۶۸/۱۲۔ مالکی فقہاء کے مطابق: " درہم، دینار، سکوں اور جن چیزوں کی خرید وفروخت کا عرف نہیں ہے جیسے کھانا، سالن، یا وہ چیزیں جن کی پیائش یا وزن کیا جاتا ہے، ان کو رہن بنانا جائز نہیں ہے، اِلّا یہ کہ ان پر مہر لگادی جائے تاکہ مرتہن ان سے نفع اٹھاکر ان کی مثل واپس نہ کرسکے۔"ابو عبد اللہ محمد بن محمد المغربی، مواہب الجلیل لشرح مختصر خلیل، دار الفکر، ط۵، ۱۹۷۸، ۵/۲۔

(۱) شافعی علماء نے ہر اس چیز کو رہن رکھنے کی اجازت دی ہے جسے فروخت کرنا جائز ہے،" چاہے وہ غیر منقسم حصّہ ہو جو فروخت کیا جاسکتا ہو"۔ محمد الحجاز، فتح العلام، سابقہ حوالہ، ۲۵/۵۔ حنفی فقہاء نے "غیر منقسم حصہ رہن رکھنے کی اجازت نہیں دی ہے، کیونکہ اسے سپرد کرنا ممکن نہیں ہوتا۔"علاء الدین سمرقندی، تحفۃ الفقہاء۔ سابقہ مرجع، ۵۴/۳۔ شرح کبیر میں ہے:" غیر منقسم حصّہ کو رہن رکھنا جائز ہے، اور یہی ابن ابی لیلی، نخعی، مالک، اوزاعی، عنبری، شافعی، ابو ثور رحمہم اللہ کا مذہب ہے۔ اَصحابِ رائے کہتے ہیں:" غیر منقسم حصّہ کا رہن جائز نہیں ہے اِلا یہ کہ اسے اس کے شریک کے پاس رہن رکھوایا جائے یا دو شریک کسی تیسرے کے پاس رکھوائیں یا ایک آدمی اپنا گھر دو آدمیوں کو رہن رکھوائے اور وہ دونوں ایک ساتھ قبضہ حاصل کریں۔ شمس الدین، ابنِ قدامہ، الشرح الکبیر، سابقہ حوالہ، ۳۶۹/۱۲۔

(۲) "علامہ ابن المنذر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جن سے ہم نے علم محفوظ کیا ہے ان تمام کی متفقہ رائے ہے کہ اگر کسی نے کوئی چیز اُدھار اس لیے لی تاکہ وہ کسی سے معلوم دینار اُدھار لے کر اس کے پاس ایک مقررہ مدت تک یہ رہن رکھوائے تو یہ جائز ہے۔ اور اگر اس نے یہ شرط لگائی لیکن اس کی مخالفت کرکے کوئی دوسری چیز رہن رکھوادی تو یہ ناجائز ہے، علامہ ابن المنذر رحمہ اللہ نے اس پر بھی اجماع نقل کیا ہے۔ اگر اس نے زیادہ دَین کے عوض رہن رکھوایا تو اس کا امکان ہے کہ پورا رہن باطل ہوجائے، جیسا کہ امام شافعی رحمہ اللہ کی رائے ہے، یا جتنی اجازت ہے اس قدر صحیح رہے اور اضافی مقدار کے بقدر باطل ہوجائے، جیساکہ تفریقِ صفقہ میں ہوتا ہے۔ علامہ قاضی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اگر اجازت غیر مشروط تھی تو یہ درست ہے اور اس کے لیے جائز ہے کہ جتنی مقدار کے بدلے رہن رکھوائے۔ یہی امام شافعی رحمہ اللہ کا ایک قول ہے، دوسرا قول یہ ہے کہ یہ جائز نہیں جب تک کہ وہ اس کی مقدار، معیار، فوری ہونا یا مؤخر ہونا واضح نہ کردے۔ اگر وہ ضائع ہوجائے تو راہن کے ضامن ہونے کو واضح الفاظ میں بیان کیا ہے، کیونکہ عاریت کا ضمان دیا جاتا ہے۔ اگر عاریت پر دینے والا راہن کی اجازت کے بغیر ہی رہن واپس لے لے لیکن وہ اسے واپس دینے کا پابند ہو تو کیا اس کی طرف رجوع کیا جائے؟ اس پر دو موقف ہیں اس بنیاد پر کہ اگر وہ اُدھار ادا کردے بغیر اس کی اجازت کے۔ "شمس الدین، ابنِ قدامہ، الشرح الکبیر، (۱۴۸/۵) ڈیجیٹل نسخہ، برنامج الجامع الکبیر۔ =

۸- رہن مرتہن کے پاس بحیثیتِ امانت ہوتا ہے، راہن ہی کی ملکیت میں رہتا ہے۔ رہن کے اخراجات، پہننے، کھانے، حفاظت، محافظ، پانی پلانے، برابر کرنے، حصے توڑنے اور خشک کرنے کے تمام اخراجات راہن ہی برداشت کرے گا، اس لیے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "رہن تو اسی کا ہے جس نے یہ رکھوایا ہے، وہی اس کے فائدے حاصل کرے گا اور خرچے بھی اٹھائے گا"۔ اور یہ اسی کے خرچے ہیں، نیز یہ اس کا مالک ہے تو اس کے خرچے بھی اسی کے ذمے ہونے چاہئیں، جیسے وہ اپنے قبضے میں موجود چیزوں کے خرچے اٹھاتا ہے"۔[۱] حنفی فقہا لکھتے ہیں: رہن کے خرچہ کی دو صورتیں ہیں: ہر وہ خرچہ اور ذمے داری جو رہن کی مصلحت اور اس کی بقا کے لیے ہو وہ راہن کے ذمے ہے اور جو خرچہ اس کی حفاظت اور مرتہن کو لوٹانے یا اس کے کسی حصہ کو لوٹانے میں پیش آئے جو حادثہ کی وجہ سے ضائع ہو گیا ہو تو وہ مرتہن کے ذمے ہے۔ جو خرچہ راہن کے ذمے تھا اور مرتہن نے بغیر عدالتی حکم کے وہ خرچہ کر لیا تو وہ محض احسان ہے، اور اگر عدالتی حکم سے کیا ہے تو وہ راہن سے واپس لے گا، اسی طرح جو خرچہ مرتہن کے ذمے تھا اور راہن نے اس کے حکم کے بغیر کر دیا وہ بھی محض احسان ہے۔[۲]

۹- مرتہن کا رہن سے بلا عوضِ مثل کے فائدہ اٹھانے کی ممانعت کی وجہ سود سے بچنا ہے۔

جس دَین کے عوض رہن لیا گیا ہے، اس کے احکام (شق ۳،۳)

۱۰- حق کے ثابت ہونے سے پہلے، اس کے ساتھ یا اس کے بعد، رہن لینا جائز ہے۔ حنابلہ کی اس عبارت سے تائید ہوتی ہے " رہن کی تین حالتوں میں سے ایک صورت ضرور ہوگی۔ پہلی:

= الانصاف میں ہے: "جائز ہے کہ کوئی چیز کرایہ پر لے کر رہن رکھوادی جائے اور یہ بھی جائز ہے کہ عاریت پر لی گئی چیز رہن رکھوائی جائی، تاہم دونوں صورتوں میں مالک کی اجازت ضروری ہے"۔ علاء الدین المرداوی، الانصاف۔ سابقہ مرجع، ۱۴۸/۵، ڈیجیٹل نسخہ، برنامج الجامع الکبیر۔

(۱) عبد اللہ بن قدامہ المقدسی ابو محمد، الکافی فی فقہ الامام المبجل احمد بن حنبل۔ دار النشر: المکتب الاسلامی بیروت ۱۴۶/۲، ڈیجیٹل نسخہ، برنامج الجامع الکبیر۔

(۲) علاء الدین سمرقندی، تحفۃ الفقہا، احیاء التراث الاسلامی، حکومتِ قطر، ۵۹/۳-۶۱۔

رہن حق ثابت کے بعد ہو، یہ تو بالاجماع جائز ہے کیونکہ دَین ثابت ہو چکا ہے اور وہ مضبوطی کا تقاضا کرتا ہے۔ دوسری: رہن اسی عقد کے ساتھ رکھا جائے جو دَین کو واجب کر رہا ہے، اس کی مثال میں اس طرح کہے ہے: میں نے تمہیں اپنا یہ کپڑا دس درہم کے عوض ایک مہینہ کے ادھار پر بیچ دیا اور تم مجھے اپنا غلام سعد رہن رکھوا دینا، اس کے جواب میں فریقِ ثانی کہے: میں نے قبول کیا، تو یہ معاملہ بھی امام مالک، شافعی اور اصحابِ رائے رحمۃ اللہ علیہم کے نزدیک جائز ہے، کیونکہ اس کے ثابت ہونے کا حاجت تقاضہ کرتی ہے۔ تیسری: حق ثابت ہونے سے پہلے رہن رکھوانے، اس کی مثال یہ ہے کہ اس طرح کہے ہے: میں تمہیں اپنا غلام ان دس دراہم کے بدلے رہن رکھواتا ہوں جو تم مجھے بعد میں قرض دو گے، تو ظاہرِ مذہب میں تو یہ جائز نہیں ہوگا، یہی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے، جبکہ ابو الخطاب رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ جائز ہے، اور یہی مذہب امام مالک اور ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہم کا ہے، کیونکہ یہ کسی حق کو مضبوط کرنا ہے لہٰذا اس کے واجب ہونے سے پہلے بھی اس کا عقد کرنا جائز ہے جیسے ضمان، یا اس کا انعقاد ایسی چیز پر موقوف کر کے کرنا جائز ہے جو مستقبل میں پیدا ہوگی جیسے ضمان بالدّرک۔ [1]

۱۱- مالِ مرہون پر نفاذ (شق ۴/۳)

رہن کو ضبط کرنا: حدیث میں ہے: "رہن کو اس کے مالک سے ضبط نہیں کیا جا سکتا، رہن کے فوائد اور ذمے داریاں دونوں صرف اس کے مالک کے لیے ہیں"۔ اس کے معنی ہیں: "اگر رہن کا مالک فکِ رہن نہ کرا سکے تو مرتہن اس کا مستحق نہیں بن جائے گا، ایسا تو جاہلیت میں ہوتا تھا کہ اگر راہن وقتِ مقررہ پر اپنے دَین کو ادا نہیں کر پاتا تھا تو مرتہن رہن کا مالک بن جاتا تھا"۔ [2]

(۱) موفق الدین ابنِ قدامہ، المغنی، سابقہ مرجع، ۶/۴۴۴-۴۴۵۔ ضمان الدرک: کوئی شخص خریدار کو اس کی ادا کردہ قیمت کی ضمانت دے اگر وہ سامان فروخت کنندہ کے علاوہ کسی اور کا نکلے۔ محمد حجاز، فتح العلام، سابقہ مرجع، ۵/۴۴۔

(۲) محمد حجاز، فتح العلام، سابقہ مرجع، ۵/۴۵۔

رہن کی جدید تطبیقات (شق ۴، ۵ اور ۶)

۱۲- اثاثوں کی ملکیت کی نمائندگی کرنے والے کاغذات پر قبضہ رہن شمار کیا جاتا ہے، کیونکہ کاغذات کا قبضہ اس کے نمائندہ اثاثوں کا قبضہ سمجھا جاتا ہے۔ ان کاغذات کا حامل ان کے نمائندہ اثاثوں پر اصل مالک کی طرح تصرف کرنے کا مجاز بن جاتا ہے۔

۱۳- حصص کے رہن کے جائز ہونے کی شرعی دلیل یہ ہے کہ حصص متقوّمہ اثاثوں کے غیر منقسم حصّہ کی نمائندگی کرتے ہیں (نقود اثاثے، منافع، حقوق اور دیون۔ شرعی معیار نمبر (۲۱) "مالیاتی دستاویزات"، شق ۱/۳) بعض فقہا کے نزدیک غیر منقسم حصہ کو رہن بنانا بھی جائز ہے، جیسا کہ شرعی دلائل کی شق ۷ میں بیان ہو چکا ہے۔

۱۴- صکوک کو رہن بنانا اس لیے جائز ہے کہ یہ حصص کی طرح متقوّمہ اثاثوں کے غیر منقسم حصہ کی نمائندگی کرتے ہیں (نقود، اثاثے، منافع، حقوق اور دیون) لیکن صکوک کبھی تو ان موجودات میں سے کسی ایک کا غیر منقسم حصہ ہوتا ہے تو کبھی نقدی یا اثاثہ یا نفع یا دَین کا غیر منقسم حصہ ہوتا ہے (دیکھیے شرعی معیار نمبر (۱۷) "سرمایہ کاری صکوک")۔ غیر منقسم حصہ، نقدی، عین، اور دَین کے رہن کے جواز کے بارے میں فقہا کا قول پہلے بیان ہو چکا ہے۔ اس حقیقت کے باوجود کہ شرعی وفقہی ذخیرے میں منافع کے رہن بنانے کے جائز یا ناجائز ہونے کے بارے میں کوئی واضح حکم موجود نہیں، پھر بھی بظاہر متقوّم منافع کے جواز میں کوئی شرعی رکاوٹ نظر نہیں آتی کیونکہ اس سے سے رہن بنانے کی حکمت اور غرض وغایت حاصل ہو رہی ہے، یعنی "حقوق کی حفاظت اور دیون کی مضبوطی، تاکہ رہن کو فروخت کیا جائے اور استحقاق کے وقت وصولی کر لی جائے"۔ یہ حکمت موجودہ اور موصوفہ فی الذّمہ اثاثوں کے منافع کے صکوک میں بھی پائی جاتی ہے (دیکھیے شرعی نمبر (۱۷) "سرمایہ کاری صکوک"، شق ۲/۵/۱/۵)

۱۵- کرنٹ اکاؤنٹ اور اس کے ہم حکم چیزوں میں نقدی کو بطورِ رہن منجمد کرنے کی شرعی دلیل یہ ہے

کہ یہ پہلے سے مرتہن کے ضمان یا قبضہ میں آئی ہوئی چیز کا رہن ہے جو کہ جائز ہے۔[1]

(1) اور کرنٹ اکاؤنٹ پر ادارے کا قبضہ ضمان سے امانت میں بدل جائے گا، امام شافعی کے سوا جمہور علماء رحمہم اللہ کے نزدیک، صرف امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک وہ ضمان ہی کے طور پر رہے گا۔ اس صورت میں رہن محض عقد سے ہی لازم ہوجاتا ہے جیسا کہ امام احمد رحمہ اللہ کی تحریر سے ظاہر ہوتا ہے۔ مرتہن کے قبضہ میں موجود چیز کو رہن بنانے کے بارے میں حنابلہ کہتے ہیں: اگر ایسے مال کو رہن بنایا جو پہلے سے مرتہن کے قبضہ میں ہو، چاہے بطورِ عاریت یا ہو ودیت یا غصب کے طور پر ہو یا اس جیسے کسی اور طریقے سے ہو، تو رہن صحیح ہوجائے گا، اس لیے کہ وہ اس کا مالک ہے اور اس کا قبضہ دے سکتا ہے، اسی لیے اس کا رہن اسی طرح درست ہے جس طرح کہ اگر وہ اس کے اپنے قبضہ میں ہوتا۔ امام احمد رحمہ اللہ کے کلام سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے کہ عقد ہوتے ہی رہن لازم ہوجائے گا، کسی اضافی عمل کی ضرورت نہیں ہوگی، صرف حکم ہی بدل جائے گا۔ علامہ قاضی، اس کے رفقا اور امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں؛"اس صورت میں وہ رہن نہیں بنے گا حتی کہ اتنی مدت گذر جائے جس میں اس کا قبضہ ممکن ہو"۔ شمس الدین ابنِ قدامہ، الشرح الکبیر، سابقہ حوالہ، ۴۰۶/۱۲۔ الانصاف میں اس مسئلہ میں عقد فاسد کے ذریعے قبضہ میں آنے والے اثاثے کا بھی ذکر کیا ہے۔ علاء الدین المرداوی، الانصاف ۱۵۳/۵، ڈیجیٹل نسخہ، برنامج الجامع الکبیر۔ اس مسئلہ میں مرتہن کے قبضہ کے بارے میں مختصر الانصاف اور شرح کبیر میں اہم تفصیل بیان کی گئی ہے:" اگر مرتہن کے ضمان میں موجود کوئی چیز رہن رکھوائی، جیسے غصب شدہ یا عاریت پر لی گئی چیز، تو یہ جائز ہوگا اور ضمان ختم ہوجائے گا، یہی امام مالک، ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی رائے ہے۔ اور امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ضمان ساقط نہیں ہوگا اور رہن کا حکم ثابت ہوجائے گا کیونکہ دونوں کے درمیان کوئی تضاد نہیں ہے، کیونکہ رہن میں بھی زیادتی کی صورت میں ضمان ہوتا ہے۔ ہماری دلیل یہ ہے کہ اسے بطورِ رہن رکھنے کی اجازت دی گئی ہے جس میں اس سے کوئی نئی زیادتی نہیں ہوئی ہے۔ اور رہا امام شافعی کا یہ کہنا کہ دونوں میں کوئی تضاد نہیں ہے، یہ درست نہیں ہے کیونکہ غاصب اور عاریت پر لینے والے کا قبضہ ضمان کا ہوتا ہے اور مرتہن کا قبضہ امانت کا ہوتا ہے، اور ان دونوں میں تضاد ہے، دوسری وجہ یہ ہے کہ ضمان کا سبب پہلے تھا، اب ختم ہوگیا تو ضمان بھی ختم ہوجانا چاہیے، زیادتی کی صورت میں مرتہن کے ضامن ہونے کی وجہ زیادتی ہے، نہ کہ اس کا غاصب، عاریت پر لینے والا ہونا ہے، یہاں سبب ختم ہوچکا ہے"۔ محمد بن عبد الوہاب، مختصر الانصاف والشرح الکبیر، ۵۰۸/۱، ڈیجیٹل نسخہ، برنامج الجامع الکبیر۔ شوافع محمد حجاز، فتح العلام، سابقہ مرجع، ۲۹/۵، نے اس مسئلہ کو ان الفاظ میں ذکر کیا ہے:"مالِ مرہون مرتہن کے پاس امانت ہوتی ہے سوائے آٹھ صورتوں میں:

۱۔ غصب شدہ چیز غاصب کے پاس ہی رہن بنادی جائے۔

۲۔ مالِ مرہون غصب کرلیا جائے۔

۳۔ عاریت پر لی ہوئی چیز کو رہن بنادیا جائے۔

۱۶- سیونگ اکاؤنٹ اور سرمایہ کاری یونٹس کو بطورِ رہن منجمد کرنے کی شرعی دلیل یہ ہے کہ یہ ایک طرح سے غیر منقسم حصہ کا رہن رکھنے کی طرح ہے، جس کو پہلے جائز قرار دیا جاچکا ہے۔ نیز یہ نقدی، دیون، اثاثوں کو رہن رکھنے کے بھی طرح ہے، کہ یہ اکاؤنٹس اور یونٹس یا تو نقدی یا اثاثے یا دیون ہوں گے یا ان سب یا اکثر کا مجموعہ ہوں گے، پہلے ان میں سے ہر ایک کا جواز بیان ہو چکا ہے۔ نیز یہ اس رہن میں سے ہے جس میں تھوڑا غرر ہوتا ہے اور اتنی لاعلمی درگزر کی جاتی ہے، کیونکہ ان اکاؤنٹس اور یونٹس کی پشت پر حقیقی نفع بخش اثاثوں کی نوعیت بدلتی رہتی ہے۔ پہلے گزر چکا ہے کہ مالکی فقہاء کے نزدیک یہ جائز ہے کیونکہ "مرتہن کو یہ حق ہے کہ وہ اپنے مال کو بغیر وثیقہ کے دے دے تو اس کے لیے اس کی بھی اجازت ہونی چاہیے کہ وہ غرر والی چیز لے لے، کیونکہ یہ تو کسی

= ۴- بھاؤ تاؤ کے طور پر قبضہ میں لی گئی چیز کو رہن بنادیا جائے۔
۵- فاسد بیع کے ذریعے قبضہ میں آئی ہوئی چیز کو رہن بنادیا جائے۔
۶- پہلے ہونے والی خرید و فروخت کو ختم کرکے پھر اس کے قبضہ سے پہلے رہن بنادے، یعنی فروخت کنندہ کا فروخت شدہ چیز پر قبضہ۔
۷- یا شوہر بیوی سے کسی عوض پر خلع کرے پھر اسے بطورِ رہن رکھوادے قبضہ سے پہلے۔

ان تمام صورتوں میں ضمان آنے کی وجہ ضمان کے سبب کا پایا جانا ہے، ان تمام صورتوں میں ضمان کا سبب بھی ہے اور ضمان کے ہونے کا سبب نہیں بھی ہے، پہلے کو دوسرے پر ترجیح دی جائے گی، برخلاف اس صورت کہ جہاں ضمان کے نہ ہونے کا سبب ہو تو اس صورت میں اس ممانعت کو ترجیح دی جائے گی جیسا کہ امانت میں ہوتا ہے کہ یہ غاصب کو ضمان سے آزاد کرادیتی ہے کیونکہ یہ محض امانت ہے۔ "مرتہن کے ذمے رہنِ مضمون کے بارے میں ایک عبارت یوں بھی ہے: جب مرتہن کے پاس پہلے سے مضمون چیز کو رہن بنایا جائے جیسے غصب شدہ یا عاریت پر لی گئی چیز۔۔۔ تو یہ جائز ہے اور ضمان ختم ہو جائے گا۔ یہی امام مالک اور ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی رائے ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ضمان ختم نہیں ہوگا، رہن کا حکم ثابت ہو جائے گا، جو حکم پہلے سے ثابت تھا وہی اپنے حال پر باقی رہے گا، کیونکہ ان دونوں میں کوئی تضاد نہیں، اس کی دلیل یہ ہے کہ اگر وہ رہن پر زیادتی کرے تو وہ ضامن ہوتا ہے، اور رہن اپنی حالت میں ہی رہتا ہے، تو اسی طرح رہن کی ابتدا بھی ہے کیونکہ وہ رہن کی ایک حالت ہے۔ (شمس الدین ابن قدامہ، الشرح الکبیر، سابقہ حوالہ، ۱۲/۴۰۷)۔ اس کے بعد مصنف نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی اس دلیل کا جواب دیا ہے کہ ان دونوں میں تضاد ہے، کیونکہ غاصب کا قبضہ ضمان کا ہوتا ہے اور مرتہن کا قبضہ امانت کا ہوتا ہے۔ دیکھیے موسوعہ فقہیہ کویتیہ، مصطلح الرھن، شق ۹۔

درجے میں کوئی چیز تو ہے اور کچھ نہ ہونے سے تو بہتر ہے۔[1] اور یہ کسی وقت بعد میں معلوم بھی ہو سکتی ہے۔

دیون کے رہن کی جدید تطبیقات

۱۷- یہ جائز ہے کہ گاہک کے دوسرے پر دَین کے ضمان کے بدلے گاہک کو لیٹر آف کریڈٹ [LC] جاری کی جائے جس کی توثیق لیٹر آف کریڈٹ، گارنٹی، رسید، مالیاتی دستاویز، تمسکات، یا اسلامی صکوک کے ذریعہ کی گئی ہو، کیونکہ شرعی دلائل کی شق ۸ میں پہلے گزر چکا کہ رہن کا دَین ہونا جائز ہے۔

۱۸- کسی دوسرے لیٹر آف کریڈٹ کے بدلے گاہک کو لیٹر آف کریڈٹ جاری کرنا جائز ہے [بیک ٹو بیک ایل سی، ٹرانسفرایبل ایل سی] کیونکہ ایل سی بینک کے ذمہ مستفید [بینیفشری] کا قرض پیدا کر دیتی ہے لہٰذا یہ بھی جائز ہے کہ یہ دَین کسی نئی ایل سی کے لیے رہن بن جائے۔

رہن کا انشورنس

۱۹- رہن کا اسلامی انشورنس جائز ہے، کیونکہ اگر یہ اثاثہ ضائع ہو جائے تو عوض میں آنے والی رقم رہن کی حکمت کو جاری رکھنے میں مددگار ہے، جو کہ حقوق کا تحفظ، دین کی مضبوطی اور دَین کا لین دین ہے۔

---

(۱) دیکھیے موسوعہ فقہیہ کویتیہ، مصطلح الرہن، شق ۹۔

شرعی معیار نمبر (۴۰)

مضاربت پر مبنی
سرمایہ کاری اکاؤنٹس میں نفع کی تقسیم

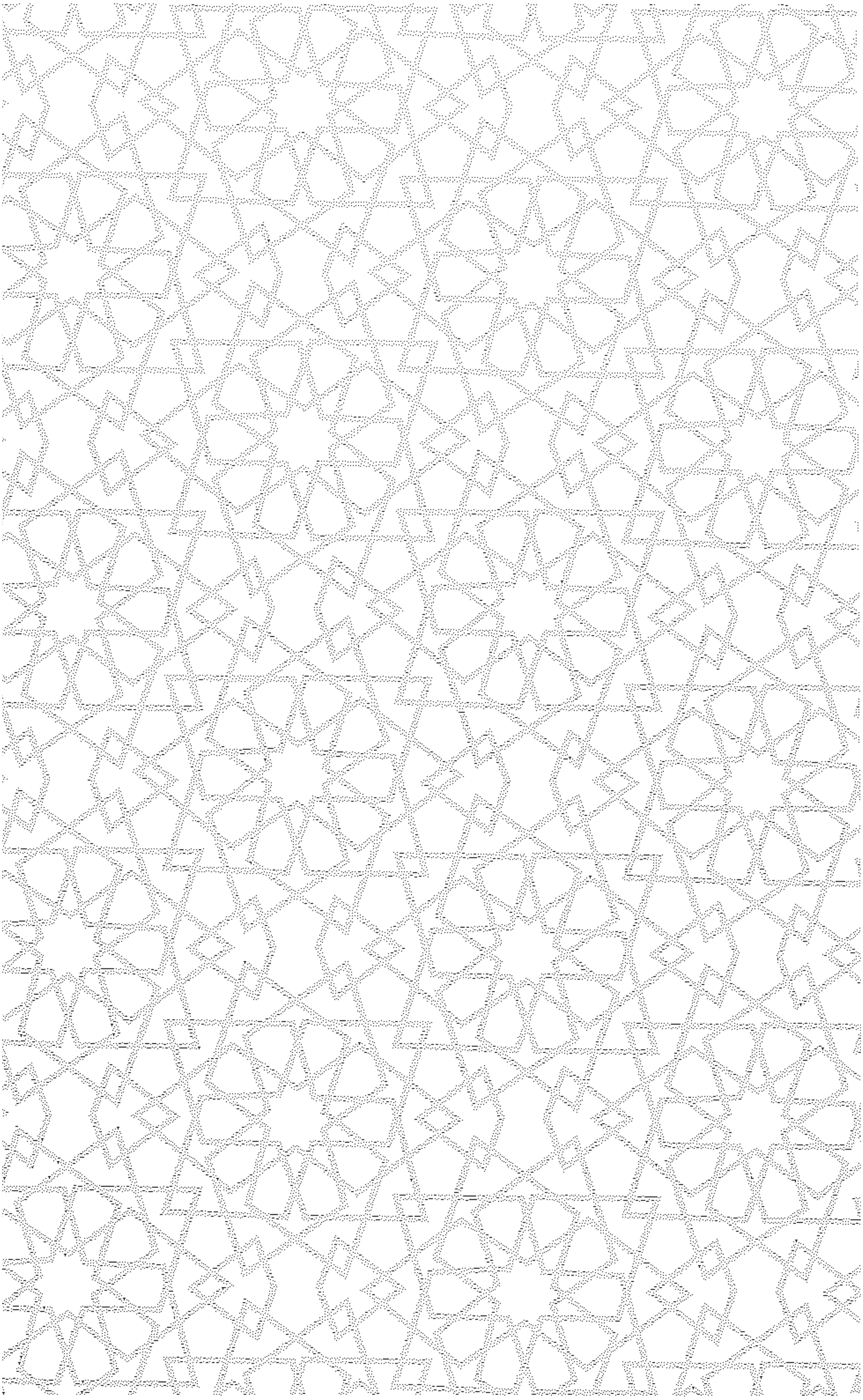

فہرست

دیباچہ ۱۰۲۸

معیار کا متن ۱۰۲۹

۱- معیار کا دائرۂ کار ۱۰۲۹

۲- سرمایہ کاری اکاؤنٹس [سرمایہ کاری بچت کھاتے] ۱۰۲۹

۳- نفع کا حصول ۱۰۳۴

۴- نفع کا استحقاق ۱۰۳۶

۵- نفع کی تقسیم ۱۰۳۹

۶- سرمایہ کاری اکاؤنٹس کے دیگر احکام ۱۰۴۱

۷- معیار کے اجرا کی تاریخ ۱۰۴۱

معیار کی منظوری ۱۰۴۲

ضمیمہ جات

ضمیمہ (الف) معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد ۱۰۴۳

ضمیمہ (ب) شرعی احکام کی بنیادیں ۱۰۴۵

ضمیمہ (ج) فرہنگ ۱۰۵۰

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على أشرف المرسلين، سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه أجمعين.

دیباچہ

اس معیار کا مقصد اسلامی مالیاتی اداروں (ادارہ/ادارے)[1] میں بینکوں کے سرمایہ کاری اکاؤنٹس کے نفع کی تقسیم کے احکام وضوابط اور ان امور کو بیان کرنا ہے جن پر نفع کی تقسیم موقوف ہوتی ہے، یعنی نفع کے تحقق کی بنیادیں اور اس کے استحقاق کی شرائط۔

والله الموفّق...

(۱) "ادارہ/ادارے" کی اصطلاح یہاں اختصار کی غرض سے اسلامی مالیاتی اداروں کے لیے استعمال کی گئی ہے جن میں اسلامی بینک بھی شامل ہیں۔

معیار کا متن

۱- معیار کا دائرۂ کار

یہ معیار جن امور پر مشتمل ہے ان میں وہ سرمایہ کاری اکاؤنٹس جن کا انتظام عقدِ مضاربت کی بنیاد پر ہوتا ہے، نفع کے تحقق کے اصول اور اس کے استحقاق کی شرائط، ادارے اور سرمایہ کاری اکاؤنٹس ہولڈرز کے درمیان مضارب اور ارباب الاموال کی حیثیت سے نفع کی تقسیم اور وہ امور جن پر منافع کا تحقق موقوف ہوتا ہے، مثلاً: ان اخراجات کا تعین جو سرمایہ کاری اکاؤنٹس پر عائد کیے جاتے ہیں اور تخمینی متوقع نقصان اور محفوظے [reserves] جو منافع سے منہا کیے جاتے ہیں، شامل ہیں۔

اس معیار میں ان اکاؤنٹس کا بیان شامل نہیں جو وکالت برائے سرمایہ کاری کی بنیاد پر منظم کیے جاتے ہیں، کیونکہ ان کے لیے ایک مستقل معیار موجود ہے۔

۲- سرمایہ کاری اکاؤنٹس (سرمایہ کاری بچت کھاتے)

۲/۱　سرمایہ کاری اکاؤنٹس

یہ وہ رقوم ہیں جو ادارہ سرمایہ کاروں سے مضاربتِ مشترکہ کی بنیاد پر وصول کرتا ہے اور ان رقوم کے مالکان ادارے کو یہ ذمہ داری سونپتے ہیں کہ وہ ان رقوم کو مضاربت کی بنیاد پر کاروبار میں لگائے۔ سرمایہ کاری اکاؤنٹس کی دو قسمیں ہیں: ایک وہ جو مضاربتِ مطلقہ [غیر مقیّدہ] کی بنیاد پر منظم ہوتے ہیں۔ ایسے اکاؤنٹس میں مضارب کو یہ اختیار دیا جاتا ہے کہ وہ مضاربت کی رقوم کو جس کاروبار میں مناسب سمجھے لگا دے۔ دوسرے وہ جو مضاربتِ مقیّدہ کی بنیاد پر منظم ہوتے ہیں۔ ایسے اکاؤنٹس میں مضارب کو اس بات کا پابند کیا جاتا ہے کہ وہ مضاربہ کی رقوم کو ایک مخصوص کاروبار یا مخصوص انداز میں کاروبار میں

لگائے۔ ایسے کاروبار کا تعیّن ربّ المال کرتا ہے۔ ان اکاؤنٹ ہولڈرز اور ادارے کے درمیان مضارب اور رب المال کا تعلق ہوتا ہے، اور اس صورت میں مضارب ایک اور ارباب الاموال متعدد ہوتے ہیں۔

۲/۱/۱ غیر مقیّد سرمایہ کاری اکاؤنٹس

یہ وہ رقوم ہیں جو ادارے سرمایہ کاروں سے وصول کرتا ہے اور ان رقوم کے مالکان ادارے کو کسی متعیّن کاروباری منصوبے یا پروگرام کا تعیّن کیے بغیر مطلق مضاربت کی بنیاد پر یہ ذمہ داری سونپتے ہیں کہ وہ ان رقوم کو کاروبار میں لگائے۔ اگر کاروبار میں نفع ہو تو اکاؤنٹ ہولڈرز اور ادارہ اس نفع میں اس تناسب کے مطابق شریک ہوں گے جو عقدِ مضاربت میں یا اکاؤنٹ کھولنے کی درخواست میں طے کیا گیا ہو اور اس پر ادارے کی منظوری لے لی گئی ہو۔ اکاؤنٹ ہولڈرز جملہ نقصان راس المال میں اپنے حصوں کے تناسب سے برداشت کریں گے، البتہ جو نقصان ادارے کی غلطی، کوتاہی یا شرائط کی خلاف ورزی کی وجہ سے واقع ہوا ہو تو اسے ادارہ ہی برداشت کرے گا۔

۲/۱/۲ مقیّد سرمایہ کاری اکاؤنٹس

یہ وہ رقوم ہیں جن کے مالکان کسی مخصوص کاروباری منصوبے یا پروگرام کے ساتھ مقیّد مضاربہ کی بنیاد پر ادارہ کے سپرد کرتے ہیں۔[1] اگر کاروبار میں نفع ہو تو اکاؤنٹ ہولڈرز اور ادارے اس نفع میں اس تناسب کے مطابق شریک ہوں گے جو عقدِ مضاربت میں یا اکاؤنٹ کھولنے کی درخواست میں طے کیا گیا ہو اور اس پر ادارے کی منظوری لے لی گئی ہو۔ ہر اکاؤنٹ ہولڈر سرمایہ [capital] میں اپنے حصے کے تناسب سے نقصان برداشت کرے گا، البتہ جو نقصان ادارے کی

(۱) مقیّد سیونگ اکاؤنٹس کو "وکالت برائے سرمایہ کاری" کی بنیاد پر بھی منظم کیا جاسکتا ہے۔ [تاہم اس کے اصول وضوابط مختلف ہوں گے۔]

غلطی، کوتاہی یا شرائط کی خلاف ورزی کی وجہ سے واقع ہوا ہو تو اسے ادارہ ہی برداشت کرے گا۔

۳/۱/۲ سرمایہ کاری کے مواقع میں مساوات

اصل تو یہ ہے کہ مالکانِ حصص کے فنڈز اور مضاربہ مشترکہ کے سرمایہ کاری اکاؤنٹ ہولڈرز کے فنڈز کے درمیان سرمایہ کاری کے مواقع میں مساوات ہو۔ اس کے علاوہ طریقۂ کار کی صورت میں ادارے پر لازم ہوگا کہ اس طریقۂ کار پر عمل درآمد سے پہلے اس معاملے کو واضح کرے، نیز متعلقہ انتظامی قواعد وضوابط اور اکاؤنٹس کی شرائط کی بھی رعایت رکھے۔

۲/۲ سرمایہ کاری اور کرنٹ اکاؤنٹس اور جو کرنٹ اکاؤنٹس کے حکم میں ہو، کے درمیان فرق [1]

۱/۲/۲ کرنٹ اکاؤنٹ (مطالبہ پر ادا کی جانے والی امانت) وہ رقوم ہیں جو ادارہ اپنے ان گاہکوں سے لیتا ہے جو سرمایہ کاری میں دلچسپی نہیں رکھتے۔ ایسی رقوم ادارے کے ذمہ میں قرض ہوتی ہیں اور ادارہ گاہک کے مطالبہ کے وقت بغیر کسی اضافی رقم کے ان رقوم کی ادائیگی کی ضمانت دیتا ہے۔ ادارہ کو یہ حق حاصل ہوتا ہے کہ ان رقوم کو استعمال کرے اور اپنی ذمہ داری پر اپنے فائدے کے لیے ان رقوم کو سرمایہ کاری میں لگائے۔ بہتر ہے کہ اکاؤنٹ کھولنے کی درخواست میں اس بات کی تصریح کر دی جائے۔ رہی بات سرمایہ کاری اکاؤنٹس کی تو ان کی حیثیت امانت کی ہے اور ادارہ ان کا ضامن نہیں ہوتا، البتہ غفلت یا کوتاہی یا متعلقہ شرائط کی خلاف ورزی کی صورت میں ادارہ ضامن ہوتا ہے۔

۲/۲/۲ ادارہ کرنٹ اکاؤنٹ والوں کو ان کی پوری رقوم واپس لوٹانے کی ضمانت دیتا ہے۔ ادارہ کا اصل رقم کے علاوہ کسی متعین یا متغیر شرح سے کسی بھی اضافی رقم کی ضمانت

(۱) کرنٹ اکاؤنٹ کے بقیہ احکام، مثلاً: ان کی اجرت کا مطالبہ کرنا یا ان میں انعامات کی تقسیم وغیرہ کو شرعی معیار نمبر (۱۹) "قرض" میں ملاحظہ فرمائیں۔

دینا ہرگز جائز نہیں، کیونکہ یہ نفع سود ہے۔ رہے سرمایہ کاری اکاؤنٹس تو ادارہ ان میں سے کسی چیز کا ضامن نہیں ہوتا۔ صرف سرمایہ کاری کے نتیجے میں ہونے والا نفع اکاؤنٹ ہولڈرز کے درمیان طے شدہ تناسب کے مطابق تقسیم کیا جاتا ہے۔

۲/۲/۳ وہ سرمایہ کاری اکاؤنٹس جن میں اکاؤنٹ ہولڈرز کے لیے سرمایہ کاری کی اجازت نہیں دی گئی ہوتی ان پر کرنٹ اکاؤنٹس کے احکام جاری ہوتے ہیں۔ رہی بات ان سرمایہ کاری اکاؤنٹس کی جن میں اکاؤنٹ ہولڈر کے لیے سرمایہ کاری کی اجازت دی گئی ہوتی ہے سو ان پر سرمایہ کاری اکاؤنٹس کے احکام ہی جاری ہوتے ہیں۔

۲/۲/۴ ادارے کے لیے جائز ہے کہ وہ سرمایہ کاری اکاؤنٹس کھولنے کی خدمت کے بدلے میں ایک یکمشت مقدار کی اجرت (کمیشن) کا مطالبہ کرے۔ بہتر یہ ہے کہ ایسی اجرت متوسط حقیقی خرچہ سے زیادہ نہ ہو اور اکاؤنٹ کھولتے وقت صرف ایک مرتبہ ہو۔

۲/۲/۵ ادارہ کے خزانے میں کاغذی نوٹ یا سکے امانت کے طور پر رکھوانے کی صورت میں ادارے کے لیے جائز ہے کہ وہ ان نوٹوں کی نقل وحمل، ان کو محفوظ کرنے اور انہیں گننے کی مشقت کے بدلے میں اجرت کا مطالبہ کرے۔ تاہم یہ اس کرنسی پر جو ادارے کے اکاؤنٹ میں منتقل کی جاتی ہے، لاگو نہ ہوگا۔

۲/۲/۶ اکاؤنٹس کے درمیان کرنسی کے انتقال میں قبضۂ حکمی کافی ہوتا ہے، چاہے ایک ہی کرنسی ہو یا مختلف کرنسیاں ہوں، اور یہ صَرف اور حوالہ کے ایک ہی معاملے میں جمع ہونے کی وجہ سے ہے۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۱) "کرنسی کی تجارت"۔

۲/۲/۷ وہ رقوم جن کے متعلقہ مالکان کے نئے پتے معلوم نہیں ہوتے وہ ایک مخصوص مدت کے لیے معطل اکاؤنٹ میں پڑی رہتی ہیں، پھر ادارہ ان رقوم کو خیراتی اکاؤنٹ میں ڈال دیتا ہے۔ جب کبھی ان کے پتے معلوم ہوجائیں اور ان سے

رابطہ ممکن ہوجائے اور وہ ان رقوم کو خیراتی کاموں میں استعمال کرنے کی اجازت نہ دیں تو انہیں خیراتی اکاؤنٹ سے ہی رقم واپس کی جائے گی۔ اکاؤنٹ کی شرائط میں اس بات کی صراحت مناسب ہوگی کہ اکاؤنٹ ہولڈرز کے نئے پتوں کے معلوم نہ ہونے کی وجہ سے جو رقوم ان تک پہنچانا ممکن نہ رہے، ان رقوم سے اکاؤنٹ ہولڈر خیراتی اکاؤنٹ کے حق میں دستبردار ہوتے ہیں، اور یہ ایک طے شدہ مدت گذر جانے کے بعد ہو۔

۸/۲/۲ اصل یہ ہے کہ اکاؤنٹس کی شرائط یا نفع کے تناسب میں تبدیلی کی صورت میں باہمی خط کتابت کے ذریعے اکاؤنٹ ہولڈرز کو اطلاع دی جائے، البتہ اس عمل کی مشقت اور اخراجات کی وجہ سے صرف اطلاع دے دینا یا بینک کی ویب سائٹ پر نئے اشتہارات جاری کردینا یا ایک ایسی مدت کی تعیین کے ساتھ اعلان کردینا کافی ہوگا کہ اگر اس مدت کے دوران وہ لوگ کوئی اعتراض نہ کریں تو انہیں اس تبدیلی پر رضامند تصور کیا جائے۔ تبدیلی کا اثر اگلے دورانیے تک بھی منتقل ہوگا اور اس اقدام کو اکاؤنٹس کی شرائط میں بھی ذکر کیا جائے گا۔

۹/۲/۲ اس میں کوئی ممانعت نہیں کہ بینک کی دستاویزات اور مالیاتی گوشواروں کے حجت ہونے کی صراحت کردی جائے، الّا یہ کہ اکاؤنٹ ہولڈران میں کوئی غلطی ثابت کردے۔ باہمی تنازع ہوجانے کی صورت میں ماہرین یا ثالثی یا عدالت کی طرف رجوع کیا جاسکتا ہے۔

۱۰/۲/۲ اکاؤنٹ ہولڈر کی طرف سے ادارہ کے خلاف غلطی یا کوتاہی یا شرائط کی خلاف ورزی کے دعویٰ کی صورت میں اس الزام کو ثابت کرنے کے اخراجات اکاؤنٹ ہولڈر کے ذمہ ہوں گے۔

۴- نفع کا حصول

۱/۴ قابلِ تقسیم نفع کے حصول کے لیے درج ذیل شرائط ہیں:

۱/۱/۴ اصل سرمایہ کے تحفظ کے بعد ہی نفع حاصل ہوسکتا ہے۔ جو رقم اس طرح یقینی نفع سے پہلے تقسیم کی جائے وہ حقیقی نفع نہ ہوگی، وہ تو صرف تحت الحساب [on account] رقم ہوگی۔ دیکھیے شق ۳/۵۔ سرمایہ کاری کی مدت کے اختتام پر جس نفع کی سرمایہ کاری کی اجازت دے دی جائے، اسے اگلی مدت کے دوران اصل سرمایہ کا حصہ تصور کیا جائے گا۔

۲/۱/۴ حقیقی اور حکمی تحلیل

سرمایہ کاری اکاؤنٹس میں درج ذیل اقدامات کے بعد ہی نفع حاصل ہوسکتا ہے:

۱/۲/۱/۴ مضاربہ کے اثاثوں کی تحلیل چاہے حقیقی ہو، وہ اس طرح کہ مضاربہ کے تمام اثاثوں کو نقدی میں منتقل کیا جائے اور تمام دیون کو جمع کیا جائے۔ یا چاہے حکمی ہو، وہ اس طرح کہ ماہرین سے نقدی کے علاوہ دیگر اثاثوں کی قیمت لگوائی جائے اور دَین کے قابلِ وصول ہونے کی حیثیت سے اس کی قیمت لگوائی جائے اور جن دیون کی وصولیابی مشکوک ہو ان کے متوقع نقصان کا تخمینہ لگایا جائے۔ رہی نقدی تو وہ مقدار سے معلوم ہوتی ہے۔

۲/۲/۱/۴ مندرجہ ذیل اخراجات کا احاطہ:

(الف) وہ اخراجات جو سرمایہ کاری اکاؤنٹس کی رقوم کے استعمال کے ساتھ خاص ہوتے ہیں، وہ اس طرح کہ ہر کارروائی کو انجام دینے کے لیے جو لازمی اور براہ راست اخراجات ہوں وہ وصول کیے جائیں۔

(ب) مشترکہ اخراجات میں سے وہ اخراجات جو سرمایہ کاری اکاؤنٹس کی رقوم کے استعمال کے ساتھ مخصوص ہوتے ہیں، نہ کہ ادارہ کی کسی ذاتی سرگرمی کے اخراجات۔

سرمایہ کاری اکاؤنٹس ان کاموں کے اخراجات برداشت نہیں کریں گے جن کی انجام دہی مضارب پر لازم ہوتی ہے، اور وہ یہ ہیں: سرمایہ کاری کے محکموں [departments] اور ان کے فیصلوں کی منظوری کے اخراجات اور متابعت [follow up] اور اکاؤنٹنگ کے محکموں کے اخراجات۔ یہ بھی جائز ہے کہ اخراجات کی ایک حد مقرر کردی جائے کہ اس سے زائد اخراجات کو مضارب برداشت کرے گا۔

۳/۲/۱/۳ قابلِ تقسیم نفع کے حصول کے لیے سرمایہ کاری کی آمدنی میں سے سرمایہ کاری سے متعلق متوقع نقصان کے تخمینے [provisions] اور احتیاطی رقوم [reserves] کی کٹوتی، مثلاً: قرضوں کے اس حصے کے متوقع نقصان کا تخمینہ [provision] جس کا حصول مشکوک ہو اور وہ محفوظے [reserves] جو منافع کو اعتدال میں رکھنے کے لیے ہو [profit equalisation reserves]، اور یہ دونوں اجمالی نفع [gross profit] میں سے کاٹے جائیں گے۔ رہی بات سرمایہ کاری کے خطرات کے لیے مخصوص فنڈ [Investment risk reserves / IRR] کی تو وہ مضارب کا حصہ الگ کرنے کے بعد کاٹا جائے گا۔

۲/۳ نفع کے حصول کے لیے درج ذیل امور کو ملحوظ رکھا جائے گا

۱/۲/۳ جب مضاربہ کی کسی ایک سرگرمی میں نقصان واقع ہوجائے تو اسے [مضاربہ کی] دیگر سرگرمیوں کے منافع سے پورا کیا جائے گا اور اگر ایسا خسارہ کل منافع سے زائد ہو تو اسے اصل سرمایہ سے پورا کیا جائے گا۔ تمام نتائج کا اعتبار ادارہ کی طرف سے طے کردہ مالیاتی مدت کے اختتام پر ہونے والی تحلیل کے وقت ہوگا۔ ایک مدت کے نقصان کی تلافی دوسری مدت کے نفع سے نہیں کی جائے گی، البتہ محفوظوں میں سے کی جانے والی تلافی اس سے مستثنیٰ ہے۔

۳/۲/۲ چونکہ مسلسل مطلق مضاربۂ مشترکہ پر مبنی جاری رہنے والے سرمایہ کاری اکاؤنٹس کی یہ خصوصیت ہے کہ اکاؤنٹس میں رقوم جمع کروانے کی ابتداء اور انتہا کے وقت پر اتفاق نہیں ہوتا، اس لیے جو کاروباری سرگرمیاں مؤجل ہوتی ہیں اور آنے والے کئی ادوار پر مشتمل ہوتی ہیں ان کا نفع ہر مدت کے تناسب سے ان سرگرمیوں کی تمام مدت پر تقسیم کیا جاتا ہے۔

۴- نفع کا استحقاق

۱/۴ نفع کے متعلق یہ شرط ہے کہ اس کی تقسیم کا طریقۂ کار اس قدر معلوم ہو کہ ابہام یا نزاع کا اندیشہ باقی نہ رہے اور یہ کہ نفع کی تقسیم نفع کے تناسب کی بنیاد پر ہونی چاہیے۔ یہ جائز نہیں کہ دونوں فریقوں میں سے کسی ایک کے لیے ایک لگی بندھی رقم یا سرمایہ کا کچھ فیصدی حصہ طے کیا جائے یا کسی ایسے طریقے سے نفع طے کیا جائے جس سے نفع میں دونوں فریقوں کا اشتراک ختم ہو سکتا ہو۔

۲/۴ دونوں فریقوں کے درمیان نفع کے تناسب کے تعیّن کو عقد طے کرنے کے بعد تک مؤخر کرنا جائز نہیں۔ جب دونوں فریق نفع کے تناسب کے متعلق خاموش رہیں تو اگر ان کے ہاں کوئی ایسا عرف ہو کہ نفع کی تقسیم میں اس کی طرف رجوع کیا جاتا ہو تو اسی عرف پر اعتماد لازم گا، مثلاً یہ عرف ہو کہ دونوں فریقوں کے درمیان نفع نصف نصف کے اعتبار سے تقسیم کیا جاتا ہو۔ اگر ان کے ہاں ایسا کوئی عرف نہ ہو تو مضاربت فاسد ہو جائے گی اور مضارب اپنے کام کی اتنی اجرت لے گا جتنی عام طور پر اس طرح کے کام کی ملتی ہو اور تمام نفع رب المال کا ہوگا۔

۳/۴ ادارہ کے لیے جائز ہے کہ وہ اپنے اور سرمایہ کاری اکاؤنٹ والوں کے مختلف طبقات کے درمیان نفع کے مختلف تناسب طے کرے، اسی طرح یہ بھی جائز ہے کہ ادارہ اور تمام سرمایہ کاری اکاؤنٹ والوں کے درمیان نفع کا تناسب ایک ہی ہو۔

سرمایہ کاری اکاؤنٹ والوں کے درمیان نفع کا تناسب یکساں رکھنا جائز ہے۔ اسی طرح یہ بھی جائز ہے کہ ان کے درمیان نفع کا تناسب مخصوص اوزان [weightages] کی بنیاد پر طے ہونے کی وجہ سے مختلف ہو۔

۴/۴ اگر کوئی ایک فریق اپنے لیے ایک یکمشت رقم کی شرط لگائے تو مضاربت فاسد ہو جائے گی۔ البتہ یہ ممانعت اس صورت میں نہیں ہوگی جب دونوں فریق اس بات پر اتفاق کریں کہ اگر نفع ایک خاص حد یا اشاریہ سے بڑھ گیا تو کوئی ایک فریق اس حد یا اشاریہ سے اوپر والی رقم کا تنہا مستحق ہوگا، پس اس صورت میں اگر نفع اس حد یا اشاریہ کے برابر یا اس سے کم ہوا تو وہ اسی تناسب سے تقسیم کیا جائے گا جس پر دونوں فریقوں نے اتفاق کیا تھا۔

۵/۴ مضاربہ کے دونوں فریقوں میں سے کسی ایک فریق کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ سرمایہ کے ایک جزو یا اس کی ایک خاص قسم یا جن اثاثوں میں سرمایہ منتقل ہونے والا ہو ان میں سے بعض اثاثوں کے نفع کو اپنے لیے مختص کر لے۔ اسی طرح یہ بھی جائز نہیں کہ ایک فریق کے لیے کسی ایک مالیاتی مدت کا نفع اور دوسرے فریق کے لیے کسی دوسری مالیاتی مدت کا نفع طے ہو یا یہ کہ ایک سودے کا نفع کسی ایک فریق اور دوسرے سودے کا نفع کسی دوسرے فریق کے لیے مختص ہو۔

۶/۴ نفع کی تقسیم کے کسی بھی طریقہ کار پر اتفاق کر لینا جائز ہے، خواہ تمام مدت کے لیے ایک ہی طریقہ ہو، یا مخصوص مدتوں کے لیے مختلف طریقہ کار ہوں جو ہر مدت کے اختتام پر مضاربہ کی تحلیل کے بعد بروئے کار لائے جائیں۔

۷/۴ جب مضارب مضاربہ کے سرمایہ کے ساتھ اپنا سرمایہ بھی ملا دے تو وہ اپنے مال کی حد تک شریک اور دوسرے مال میں مضارب بن جائے گا اور حاصل شدہ نفع کو دو مالوں پر تقسیم کیا جائے گا، چنانچہ مضارب اپنے عمل اور مال دونوں کا نفع وصول کرے گا۔ نفع میں مضارب کے حصہ پر وہی احکام لاگو ہوں گے جو سرمایہ کاری اکاؤنٹ والے دیگر حضرات کے نفع پر لاگو ہوتے ہیں۔ دیکھیے شق ۴/۳۔

۸/۴ اصول تو یہ ہے کہ نفع ادارے اور اکاؤنٹ ہولڈر کے لیے ہی مختص ہو، تاہم اس بات پر اتفاق کرنا بھی جائز ہے کہ نفع کا ایک حصہ کسی تیسرے فریق کے لیے مخصوص ہوگا۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۱۳) "مضاربہ"، شق ۸۔

۹/۴ اکاؤنٹ ہولڈرز میں سے کسی کا اپنی تمام یا بعض رقم کے ساتھ مضاربہ سے نکلنا جائز ہے اور اس کا یہ عمل مضاربہ کے اثاثوں میں موجود اس کے حصہ پر تصفیہ شمار ہوگا۔ اس کا یہ عمل اکاؤنٹ میں رکھی گئی کل یا بعض رقم نکلوانا شمار نہیں ہوگا۔ اگر ادارہ مضاربہ سے نکلنے والے سرمایہ کار کی رقم کی تحدید اس طرح کرے کہ وہ کچھ نفع حاصل نہ کر سکے یا اس سے کم نفع حاصل کرے جتنے نفع کا مضاربہ کے قائم رہنے کی صورت میں مستحق ہوتا تو یہ جائز ہے، اور اسے نفع سے محرومی شمار نہیں کیا جائے گا، بلکہ رسد وطلب کی بنیاد پر [اپنے حصہ کی قیمت لے کر] مضاربہ سے نکلنے کی صورت ہوگی۔

۱۰/۴ سرمایہ کاری اکاؤنٹس میں جمع رقوم میں سے نقد سرمایہ [liquidity] کی فراہمی کے مقصد کے لیے روکی گئی فیصدی رقوم (جس کی صراحت کبھی ان اکاؤنٹس کی شرائط میں کر دی جاتی ہے) کا حکم درج ذیل طریقے سے بدلتا رہتا ہے:

۱/۱۰/۴ یا تو ایسا ہوگا کہ ان رقوم کو مرکزی بینک کے اکاؤنٹس میں رکھوانے یا سرمایہ کاری اکاؤنٹس سے رقوم کے نکالنے کے مطالبہ کو پورا کرنے کے لیے بینک کے خزانہ [treasury] میں رکھوانے کی وجہ سے بینک ان رقوم کو سرمایہ کاری میں نہیں لگائے گا۔ ایسی صورت میں اس رقم پر کوئی آمدن نہیں ہوتی جس کا حکم بیان کرنے کی ضرورت ہو۔

۲/۱۰/۴ یا ایسا ہوگا کہ بینک نے اس رقم کو مختصر مدت کے لیے یا سرمایہ کاری اکاؤنٹس سے رقوم کے نکالنے کے مطالبہ کو پورا کرنے کے لیے کاروبار میں لگایا ہوگا - اگرچہ سرمایہ کاری اکاؤنٹس کی شرائط میں بینک کی طرف سے کبھی اس بات کی تصریح بھی ہوتی ہے کہ ایسی رقم نقد سرمایہ [liquidity] کے مقاصد کے لیے مختص ہوگی-

اس صورت کا حکم یہ ہے کہ بینک کا اپنے پاس روکی گئی اس رقم کو کاروبار میں لگانا جائز ہے اور اسے اکاؤنٹ ہولڈرز کی باقاعدہ رضامندی حاصل کرنے کی ضرورت نہیں، کیونکہ بینک کو ہر اس عمل کی اجازت ہوتی ہے جو مضاربہ مشترکہ کے عقد کے طرفین کے فائدہ کو یقینی بنائے۔ پھر جب اس سرمایہ کاری سے کچھ آمدنی حاصل ہو تو اسے سرمایہ کاری پول [pool] میں ڈال دیا جائے گا اور اس اکاؤنٹ کے نفع کی تقسیم کے لیے طے شدہ فیصد کے مطابق اکاؤنٹ ہولڈر بحیثیت رب المال اور بینک بحیثیت مضارب دونوں، رب المال اور مضارب ہونے کی حیثیت سے اس نفع کے مستحق ہوں گے۔ اگر بینک کی غلطی یا غفلت کے بغیر کچھ نقصان ہو جائے تو اکاؤنٹ ہولڈرز رب المال ہونے کی حیثیت سے اس نقصان کو برداشت کریں گے۔

۵- نفع کی تقسیم

۱/۵ نفع کی تقسیم میں "پوائنٹس کا طریقہ" کا اطلاق

شق ۳/۴ اور ۴/۴ کی رعایت رکھتے ہوئے عام سرمایہ کاری اکاؤنٹس کے شرکاء کے درمیان نفع کی تقسیم کے لیے "پوائنٹس کا طریقہ" استعمال کیا جاتا ہے۔ اس طریقۂ کار میں ہر سرمایہ کار کی کل رقم اور اس رقم کے کاروبار میں برقرار رہنے کی مدت (نقدی کی اکائی x مدت کی اکائی) کو بنیاد بنایا جاتا ہے، چنانچہ رقم کی مقدار اور اکاؤنٹ میں اس رقم کے برقرار رہنے کی مدت کی بنیاد پر ہر اکاؤنٹ کو کچھ پوائنٹس دیے جاتے ہیں، اگرچہ اس مدت کے دوران اکاؤنٹ میں رقم رکھوانے اور نکالنے کا سلسلہ جاری رہے یا رقم کی مقدار کم و بیش ہوتی رہے۔ اکاؤنٹ ہولڈرز کو ہر اس دستبرداری پر ضمناً متفق تصور کیا جاتا ہے جس تک رسائی مشکل ہو۔ دیکھیے شق ۴/۵۔

۲/۵ شرعی لحاظ سے اس میں کوئی ممانعت نہیں کہ نفع کی ایک متوقع شرح طے کی جائے۔ البتہ

اگر متوقع نفع حاصل نہ ہوتو اس طے شدہ شرح کو لازم نہیں سمجھا جائے گا، اگرچہ نفع کی یہ متوقع شرح امکانی مطالعہ [feasibility study] پر مبنی ہو۔ متوقع نفع کی بنیاد پر منافع کی حتمی تقسیم جائز نہیں، بلکہ حقیقی یا حکمی تحلیل کے بعد حاصل شدہ نفع کے مطابق نفع کی تقسیم لازم ہے۔

۳/۵ حقیقی یا حکمی تحلیل سے قبل رقوم کی پیشگی تقسیم بھی جائز ہے، البتہ اس کے لیے یہ شرط ہے کہ حقیقی یا حکمی تحلیل کے بعد پیشگی رقم کے کم ہونے کی صورت میں اضافی رقم کے التزام یا پیشگی رقم کے زائد ہونے کی صورت میں حقیقی نفع سے زائد رقم کی واپسی کا اہتمام کیا جائے۔

۴/۵ مضاربۂ مشترکہ کی بنیاد پر قائم سرمایہ کاری اکاؤنٹس، جن میں اکاؤنٹ ہولڈرز آتے جاتے رہتے ہیں، ان میں اکاؤنٹ ہولڈرز کی رضامندی کے ایک معاہدے کی تصریح ہونی چاہیے، جس کا تقاضا یہ ہو کہ مضاربہ سے نکلنے والا شخص جو نفع ابھی تک تقسیم نہ ہوا ہو یا ابھی تک ظاہر نہ ہوا ہو اس کو دیگر سرمایہ کاری اکاؤنٹ ہولڈرز کے لیے چھوڑ دے گا اور وہ حضرات اس شخص کو ہر اس خسارے سے بری کردیں گے جو ابھی تک سامنے نہ آیا ہو۔ اسی طرح وہ شخص سرمایہ کاری کے خطرات سے نمٹنے اور متوقع نفع کی ادائیگی کے لیے مختص احتیاطی رقوم [reserves] اور شرحِ نفع اور قابلِ وصول قرضوں کے متوقع نقصان کے تخمینوں کو دیگر سرمایہ کاروں کے لیے چھوڑ دے گا۔ اسی طرح اس بات کی بھی تصریح ہونی چاہیے کہ سرمایہ کاری پول کی تحلیل کے وقت باقی بچی ہوئی مخصوص احتیاطی رقوم کو خیراتی کاموں میں خرچ کیا جائے گا۔

۵/۵ بینکوں پر لازم ہے کہ وہ مضاربہ کی تحلیل کریں اور حاصل شدہ نفع کو عقدِ مضاربت کی شرائط کے مطابق مضارب اور سرمایہ کاری اکاؤنٹس ہولڈرز کے درمیان تقسیم کریں۔

۶/۵ تحلیل اور نفع ونقصان کے حساب کے بعد جب حاملینِ حصص مضارب ہونے کی حیثیت سے اپنے منافع کو دیگر سرمایہ کاری اکاؤنٹ ہولڈرز کے لیے چھوڑدیں تو اس وقت ادارہ پر لازم ہوگا کہ اس معاملے کو واضح طور پر بیان کردے۔

۶- سرمایہ کاری اکاؤنٹس کے دیگر احکام

جن احکام کی وضاحت اس معیار میں نہیں ہوئی انہیں شرعی معیار نمبر (۱۳) "مضاربہ" میں ملاحظہ فرمائیں۔

۷- معیار کے اجرا کی تاریخ

یہ معیار ۲۶ جمادی الثانی ۱۴۳۰ھ مطابق ۱۹ جون ۲۰۰۹ء کو جاری کیا گیا۔

معیار کی منظوری

مجلسِ شرعی نے مضاربہ پر مبنی سرمایہ کاری اکاؤنٹس میں نفع کی تقسیم کے معیار کی ۲۵-۲۶ جمادی الثانی ۱۴۳۰ھ مطابق ۱۸-۱۹ جون ۲۰۰۹ء کو مدینہ منورہ میں منعقد ہونے والے اپنے چوبیسویں اجلاس میں منظوری دی۔

ضمیمہ (الف)

معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد

مورخہ ۲-۷ ربیع الاول ۱۴۲۴ھ مطابق ۳-۸ مئی ۲۰۰۳ء کو مدینہ منورّہ میں مجلسِ شرعی کا دسواں اجلاس منعقد ہوا۔ مجلسِ شرعی نے اس اجلاس میں بینکوں کے ڈپازٹس اور نفع کی تقسیم سے متعلق شرعی معیار جاری کرنے کا فیصلہ کیا۔

مؤرخہ ۷ ذوالحجہ ۱۴۲۴ھ مطابق ۲۹ جنوری ۲۰۰۴ء کو شرعی معیارات کی پہلی کمیٹی نے بینکوں کے ڈپازٹس اور نفع کی تقسیم سے متعلق معیار کا مسودہ تیار کرنے کے لیے ایک شرعی مشیر کے تقرر کا فیصلہ کیا۔

مورخہ ۸-۹ جمادی الاول ۱۴۲۶ھ مطابق ۱۵-۱۶ جون ۲۰۰۵ء کو بحرین میں شرعی معیارات کی پہلی کمیٹی کا اجلاس منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں کمیٹی نے معیار کے ابتدائی مسودے پر بحث و تمحیص کی اور معیار میں ضروری ترامیم شامل کریں۔

مورخہ ۸-۹ شعبان ۱۴۲۶ھ مطابق ۸-۹ ستمبر ۲۰۰۵ء کو بحرین میں شرعی معیارات کی پہلی کمیٹی کا سترہواں اجلاس منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں کمیٹی نے معیار کے ابتدائی مسودے پر دوبارہ بحث و تمحیص کی اور معیار میں ضروری ترامیم شامل کیں۔

مورخہ ۲۲ شعبان ۱۴۲۶ھ مطابق ۳۰ ستمبر ۲۰۰۵ء کو مکہ مکرمہ میں مجلسِ شرعی کا پندرہواں اجلاس منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں مجلسِ شرعی نے معیار کے مسودے پر بحث و تمحیص کی اور اس سے پہلے ہونے والے مباحثوں اور اراکین کے تبصروں کی روشنی میں اس معیار کے مسودے کو شرعی معیارات کی پہلی کمیٹی کے پاس نظر ثانی کے لیے بھیجنے کا فیصلہ کیا۔

یکم صفر ۱۴۲۷ھ مطابق یکم مارچ ۲۰۰۶ء کو بحرین میں شرعی معیارات کی پہلی اور دوسری کمیٹی کے

ارکان کا مشترکہ اجلاس منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں کمیٹی نے معیار کے مسودے پر بحث کی اور اس سے پہلے ہونے والے مباحثوں اور ارکین کے تبصروں کی روشنی میں اس میں ضروری ترامیم شامل کیں۔

مورخہ ۲۶ شوال - یکم ذیقعدہ ۱۴۲۷ھ مطابق ۱۸ نومبر ۲۰۰۶ء کو مکہ مکرمہ میں مجلسِ شرعی کا سترہواں اجلاس منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں مجلسِ شرعی نے شرعی معیارات کی پہلی اور دوسری کمیٹی کے اراکین کی طرف سے پیش کردہ ترامیم پر بحث کی اور مناسب ترامیم کو معیار میں شامل کیا۔

مجلسِ شرعی نے مورخہ ۲۸ - ۳۰ ذیقعدہ ۱۴۳۰ھ مطابق ۲۶ - ۲۸ نومبر ۲۰۰۸ء کو بحرین میں اپنے بائیسویں اجلاس میں معیار پر بحث کی اور مناسب ترامیم کو معیار میں شامل کیا۔

مورخہ ٦ ربیع الثانی ۱۴۳۰ھ مطابق ۲ اپریل ۲۰۰۹ء کو بحرین میں میں جلسۂ سماعت منعقد ہوا۔ اس میں تیس سے زائد افراد شریک ہوئے۔ ان حضرات میں مرکزی بنکوں، مالیاتی اداروں، اکاؤنٹنگ فرمز کے نمائندے، ماہرینِ شریعت، یونیورسٹیوں کے اساتذہ اور اس میدان میں دلچسپی رکھنے والے دیگر افراد شامل تھے۔ اس اجلاس میں دورانِ جلسہ پیش کی گئی آراء کو سنا گیا۔

مجلسِ شرعی نے مورخہ ۱۵ - ۱۷ ربیع الاول ۱۴۳۰ھ مطابق ۱۲ - ۱۵ مارچ ۲۰۰۹ء کو بحرین میں اپنے تئیسویں اجلاس میں معیار کے مسودے پر بحث کی اور مناسب ترامیم کو معیار میں شامل کیا۔

مجلسِ شرعی نے مورخہ ۲۵-۲۶ جمادی الثانی ۱۴۳۰ھ مطابق ۱۸-۱۹ جون ۲۰۰۹ء کو اپنے چوبیسویں اجلاس میں معیار کے مسودے پر بحث کی، اس میں مناسب ترامیم شامل کیں اور اسی اجلاس میں معیار کو منظور کرلیا۔

ضمیمہ (ب)

شرعی احکام کی بنیادیں

- کرنٹ اکاؤنٹ کے قرض ہونے کی بنیاد یہ ہے کہ یہ بینک کے ذمہ میں ہوتے ہیں اور مطالبہ کے وقت ان کی واپسی لازم ہوتی ہے، اس کے متعلق مجمع الفقہ الاسلامی کی قرارداد نمبر ۸۶ (۹/۳) جاری ہو چکی ہے، قرارداد کے الفاظ یوں ہیں: "عند الطلب امانتیں (کرنٹ اکاؤنٹس)، چاہے اسلامی بینکوں کے پاس ہوں یا سودی بینکوں کے پاس، یہ فقہی لحاظ سے قرض ہی ہیں، کیونکہ ان امانتوں کو لینے والے بینک کا قبضہ، قبضۂ ضمان ہوتا ہے اور شرعی لحاظ سے اس کی واپسی لازم ہوتی ہے، باقی بینک کے مالدار ہونے سے قرض کے حکم پر کوئی اثر نہیں پڑتا"۔

نفع کے احکام اور اس کی شرائط

- نفع کے معلوم ہونے کے وجوب کی بنیاد یہ ہے کہ نفع ہی تو معقود علیہ ہے اور معقود علیہ کی جہالت عقد میں فساد کا باعث بنتی ہے۔
- کسی ایک فریق کے لیے ایک یکمشت رقم یا راس المال کا ایک فیصدی حصہ طے کرنے کے ناجائز ہونے کی بنیاد یہ ہے کہ مضاربت دراصل شرکت کی ایک قسم ہے، جو نفع میں حصہ داری کی بنیاد پر قائم ہوتی ہے، جبکہ یہ شرط نفع میں اشتراک کو ختم کرنے کی باعث بنتی ہے، کیونکہ ممکن ہے کہ نفع کی صرف اتنی ہی مقدار حاصل ہو چنانچہ اس صورت میں تمام نفع صرف ایک فریق کا ہو جائے گا اور نفع میں شرکت قائم نہیں رہ سکے گی۔
- نفع کی تقسیم میں پوائنٹس کے طریقۂ کار کو جاری کرنے کی بنیاد یہ ہے کہ ایک ہی سرمایہ کاری پول میں تمام شرکاء کے اموال اس لیے شامل کیے جاتے ہیں تاکہ وہ اپنی رقوم کی مقدار اور اکاؤنٹ میں ان کے باقی

رہنے کی مدت کے حساب سے نفع حاصل کریں، چنانچہ رقوم کی مقدار اور مدت دونوں کے پیشِ نظر (پوائنٹس کے طریقہ کے مطابق) ایک متناسب حصہ کا استحقاق یہ سرمایہ کاری سے حاصل ہونے والا نفع اکاؤنٹ ہولڈرز تک پہنچانے کا سب سے منصفانہ طریقہ ہے۔ تاہم اس بنیاد پر سرمایہ کاری میں شامل ہونے کے لیے لازمی ہے کہ اکاؤنٹ ہولڈرز کو ہر اس دستبرداری پر متفق تصور کیا جائے جس تک اس طریقۂ کار کے مطابق رسائی مشکل ہو۔ علاوہ ازیں فقہ کا ایک مسلمہ اصول ہے کہ مشارکات میں بعض ایسے امور سے درگزر کیا جاتا ہے جن سے معاوضات میں درگزر نہیں کیا جاتا، اور یہ کہ حصص کی برابری کی بنیاد پر تقسیم دراصل درطرفہ چشم پوشی کی بنیاد پر قائم تقسیم کا ایک طریقۂ کار ہے۔

- معیار میں بیان کردہ طریقۂ کار کے مطابق مضاربہ کے اخراجات کو برداشت کرنے کی بنیاد یہ ہے کہ اس کی ذمہ داری مضارب پر عائد ہوتی ہے، کیونکہ کام سرانجام دینا اس کی ذمہ داری ہے اور مال کو مکمل کرنے کے تمام اسباب وسائل بھی اسی کے پاس ہیں، یہ اس کے سرمایہ کاری کے فیصلوں سے بھی متعلق ہے اور ندوۃ البرکہ کی مجلس (۱/۴) میں بھی اس کا ذکر ہے۔
- قرض پر اضافہ جو قرض خواہ اپنے اصل سرمایہ سے اضافی رقم کی صورت میں وصول کرتا ہے، اس کے حرام ہونے کی بنیاد یہ ہے کہ وہ سود اور حرام ہے اور اس کے متعلق مجمع الفقہ الاسلامی کی قرارداد نمبر (۲/۱۰) جاری ہو چکی ہے، قرارداد کا متن اس طرح ہے: "یہ کہ دَین کی ادائیگی کی تاریخ آچکی ہو اور مقروض اس ادائیگی سے عاجز ہو اور اضافی رقم یا نفع ادائیگی کی تاخیر کے مقابلے میں ہو، اسی طرح عقد کے شروع ہی میں اضافی رقم یا قرض پر نفع طے ہو، یہ دونوں صورتیں سود ہیں اور شرعاً حرام ہیں"۔
- مضاربہ کے دونوں فریقوں کے لیے نفع کے شرح کا تعیّن کو نفع کے حصول کے بعد تک مؤخر کرنے کے ناجائز ہونے کی بنیاد یہ ہے کہ ایسی جہالت جھگڑے کا باعث بنتی ہے، باقی جہاں تک نفع کی تقسیم کے وقت نفع کی شرح کو تبدیل کرنے یا اپنے حصے میں سے کچھ دوسرے فریق کے لیے چھوڑنے کے لیے دونوں فریقوں کی باہمی معاہدے کی بات ہے تو یہ شرکاء کا حق ہے، ان سے تجاوز نہیں کرتا، چنانچہ ان کے لیے ایسا کرنا جائز ہے۔
- اخراجات، متوقع نقصان کے تخمینے [provisions] اور محفوظے [reserves] الگ کرنے سے

قبل شرکاء کے درمیان نفع کی حتمی تقسیم کے ناجائز ہونے کی بنیاد یہ ہے کہ نفع اصل سرمایہ کو محفوظ کرنے کے بعد ہی حاصل ہوتا ہے۔

- حکمی تخلیل اور راس المال کی یقینی حفاظت کی اساس پر نفع کی تقسیم کی بنیاد یہ ہے کہ شرعی لحاظ سے کئی امور میں قیمت لگانے کے عمل کا جواز ثابت ہے،(۱) زکوٰۃ اور چوری بھی انہی امور میں سے ہیں۔ اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے: "جو شخص مشترکہ غلام میں سے اپنا حصہ آزاد کردے تو غلام کے پاس اگر اپنا مال ہو تو پھر اس کے مال سے باقی قیمت ادا کرکے اسے آزاد کردیا جائے گا، اگر اس کے پاس مال نہ ہو تو انصاف کے ساتھ غلام کی قیمت لگائی جائے گی"۔(۲)
- مضاربہ میں نفع کا تصور اصل راس المال کی حفاظت کے بعد ہی ہوتا ہے، اس کی بنیاد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک روایت ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "نمازی کی مثال تاجر کی سی ہے کہ اس کو تب تک نفع حاصل نہیں ہوسکتا جب تک اصل سرمایہ حاصل نہ ہوجائے، اسی طرح نمازی جب تک فرض نماز ادا نہ کرلے اس کی نفل نماز قبول نہیں کی جاتی"۔(۳) یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ راس المال کی وصولی سے قبل نفع کی تقسیم درست نہیں۔ مزید یہ کہ نفع اضافی چیز کو کہتے ہیں اور کسی چیز پر اضافہ اس چیز کے اصل کی حفاظت کے بعد ہی ممکن ہوتا ہے۔
- نفع کی تقسیم کی شرح سے متعلق خاموشی اور دونوں فریقوں کے درمیان نصف نصف کی بنیاد پر نفع کی تقسیم کے عرف کے نہ ہونے کی صورت میں مضاربہ کے فاسد ہونے کی بنیاد یہ ہے کہ نفع ہی معقود علیہ ہوتا ہے اور معقود علیہ کی جہالت عقد میں فساد کا باعث بنتی ہے۔
- نفع کی شرح کے راس المال کی شرح کے برابر ہونے یا اس سے مختلف ہونے کے جواز کی بنیاد یہ ہے کہ

---

(۱) مورخہ ۲۱-۲۶ شوال ۱۴۲۲ھ کو مکہ مکرمہ میں منعقد ہونے والے رابطہ عالم اسلامی کے سولہویں اجلاس کی قرارداد نمبر ۴، مجمع الفقہ الاسلامی کی قرارداد نمبر ۳۰ (۴/۵) اور البرکہ کے آٹھویں سیمینار کا فتویٰ نمبر ۲/۸، فتاویٰ البرکہ، صفحہ نمبر ۱۳۴ ملاحظہ فرمائیں۔

(۲) امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح مسلم ۲/۱۱۴۰ میں اس حدیث کو نقل فرمایا ہے۔

(۳) امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو السنن الکبری میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل کرنے کے بعد فرمایا کہ اس میں ایک ضعیف راوی ہیں۔ موسوعہ فقہیہ کویتیہ ۳۸/۴۷۔

نفع کا استحقاق یا مال کی وجہ سے ہوتا ہے یا عمل کی وجہ سے ہوتا ہے یا ذمہ داری قبول کرنے کی وجہ سے ہوتا ہے، پس جب ان تین اسباب میں سے کوئی بھی ایک سبب موجود ہو تو شرکاء کی باہمی رضامندی سے نفع کی کسی بھی شرح پر اتفاق کر لینے میں کوئی ممانعت نہیں رہتی۔ یہ فقہاءِ احناف وحنابلہ رحمۃ اللہ علیہم کا مذہب ہے۔[1]

- کسی ایک فریق کے نقصان برداشت کرنے یا ملکیت کے حصوں سے مختلف شرح سے نقصان برداشت کرنے کے معاہدے کے ناجائز ہونے کی بنیاد حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ایک روایت ہے، جس میں آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "نفع کی شرح وہی ہوگی جسے شرکاء باہمی رضامندی سے طے کر لیں، البتہ خسارہ راس المال کے بقدر ہی ہوگا"۔[2] اور دوسری وجہ یہ ہے کہ کسی ایک فریق کے حصے کا خسارہ دوسرے فریق کے کھاتے میں ڈالنا ایک باطل شرط ہے، کیونکہ یہ ایک طرح کا ظلم اور دوسروں کا مال ناحق کھانا ہے۔
- یہ معاہدہ کرنا کہ منافع جب ایک مخصوص شرح سے بڑھ جائے تو شرکاء میں سے کوئی ایک فرد اس مخصوص شرح سے زائد تمام نفع کا حقدار ہوگا، اس کے جواز کی بنیاد یہ ہے کہ یہ ایک جائز شرط ہے، جبکہ اسے واضح طور پر بیان کر دیا جائے۔
- مضارب کے لیے ایک مال اور رب المال کے لیے دوسرے مال کا نفع طے کرنے کے ناجائز ہونے کی بنیاد یہ ہے کہ اس شرط کی وجہ سے نفع میں حصہ داری ختم ہو جاتی ہے اور یہ کسی ایک فریق کے لیے غبن کا باعث بنتا ہے۔
- دونوں فریقوں کے درمیان نفع کی تقسیم کی شرح کو کسی بھی وقت تبدیل کرنے کے معاہدے کے جواز کی بنیاد یہ ہے کہ نفع ان دونوں کا حق ہے اور کے دائرۂ اختیار کے باہر نہیں ہوتا، اور مذکورہ طریقے کے مطابق معاہدہ کرنا کسی ناجائز کام، مثلاً نفع میں حصہ داری کا خاتمہ وغیرہ، کا باعث نہیں بنتا، بلکہ نفع ان

(۱) الهدایہ شرح البدایۃ از علامہ مرغینانی رحمۃ اللہ علیہ، جلد:۳، صفحہ: ۷ و ۸، طبع: المکتبۃ الاسلامیۃ۔ بدائع الصنائع، از علامہ کاسانی رحمۃ اللہ علیہ، جلد:۶، صفحہ: ۶۲ و ۶۳۔ المبدع، از ابن مفلح رحمۃ اللہ علیہ، جلد: ۵، صفحہ:۴، طبع: المکتب الاسلامی، بیروت، ۱۴۰۰ھ۔

(۲) ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو اپنی مصنف ۴/۲۶۸، طبع: مکتبۃ الرشد، ریاض، میں نقل کیا ہے۔

کے درمیان بہرحال مشترک رہتا ہے۔[1]

- نفع کی تقسیم کے لیے خواہ تمام مدت کے لیے ایک ہی شرح ہو یا مختلف مدتوں کے لیے مختلف شرحیں ہوں، ان میں سے ہر طریقے کے معاہدے کے جواز کی بنیاد یہ ہے کہ یہ نفع کی تقسیم کا ایک قابلِ اعتبار طریقہ ہے، کیونکہ اس میں دونوں فریقوں کی رضامندی پائی جاتی ہے، البتہ یہ شرط ہے کہ اس معاہدے میں کسی مسلّم شرعی ضابطے کی خلاف ورزی نہ ہو، یعنی نفع میں تمام شرکاء کی حصہ داری کو ختم کرنے والی کوئی بات نہ ہو۔
- حکمی تحلیل کے متعلق مجمع الفقہ الاسلامی جدہ، مکہ مکرمہ کی ایک قرارداد جاری ہو چکی ہے۔[2]

---

(۱) البرکہ کے گیارہویں اجلاس کا فتویٰ نمبر ۸ اور چوتھے اجلاس کا فتویٰ نمبر ۵ ملاحظہ فرمائیں۔ فیصل اسلامی بینک، سوڈان کی مجلسِ شرعی کے فتاوی، صفحہ نمبر ۱۰۷ سے بھی اس بات کی تائید ہوتی ہے۔ مرکز الاقتصاد الاسلامی کے شرعی فتاوی، صفحہ ۵۳ میں بھی یہ بات مذکور ہے۔

(۲) رابطہ عالم اسلامی کے ذیلی ادارے مجمع الفقہ الاسلامی کے زیر اہتمام مکہ مکرمہ میں منعقد ہونے والے سولہویں دور کی قرارداد نمبر ۴۔ البرکہ کے آٹھویں سیمینار کے فتویٰ نمبر ۲ میں بھی یہی رائے اختیار کی گئی ہے۔

ضمیمہ (ج)

فرہنگ

ڈپازٹ (ودیعت/امانت)

اس سے مراد وہ مال ہے جو کسی شخص کے پاس حفاظت کی غرض سے رکھا جاتا ہے۔

بینکاری ڈپازٹ

اس سے مراد وہ اموال ہیں جو افراد یا ادارے بینک کے پاس اس شرط پر رکھوانا چاہتے ہیں کہ مطالبہ یا متفقہ شرائط کے وقت بینک یہی اموال یا ان کے مساوی رقم ان افراد یا (ان کی طرف سے) متعین افراد کو واپس کرنے کے پابند ہوں گے۔

عند الطلب ڈپازٹ (کرنٹ ڈپازٹ)

کرنٹ ڈپازٹ سے مراد وہ ڈپازٹ ہے جس کے لیے کرنٹ اکاؤنٹ کھولا جاتا ہے۔ کرنٹ اکاؤنٹ کی تعریف یوں کی جاسکتی ہے: "ایسی رقوم جو لوگ بینک کے پاس اس ارادے سے رکھواتے ہیں کہ وہ بینک کے پاس موجود رہیں اور ضرورت کے وقت بغیر کسی پیشگی اطلاع کے واپس نکلوائی جاسکیں"۔

بچت کھاتہ (سیونگ اکاؤنٹ)

اس سے مراد وہ نقد اور چھوٹی چھوٹی امانتیں ہیں جنہیں لوگ اپنی آمدنی سے بچا کر سیونگ اکاؤنٹ کھولنے کے لیے بینک کے سپرد کرتے ہیں، ان لوگوں کو اپنی کل رقم یا اس کا کچھ حصہ کسی بھی وقت نکلوانے کا حق حاصل ہوتا ہے۔

اسلامی ری انشورنس

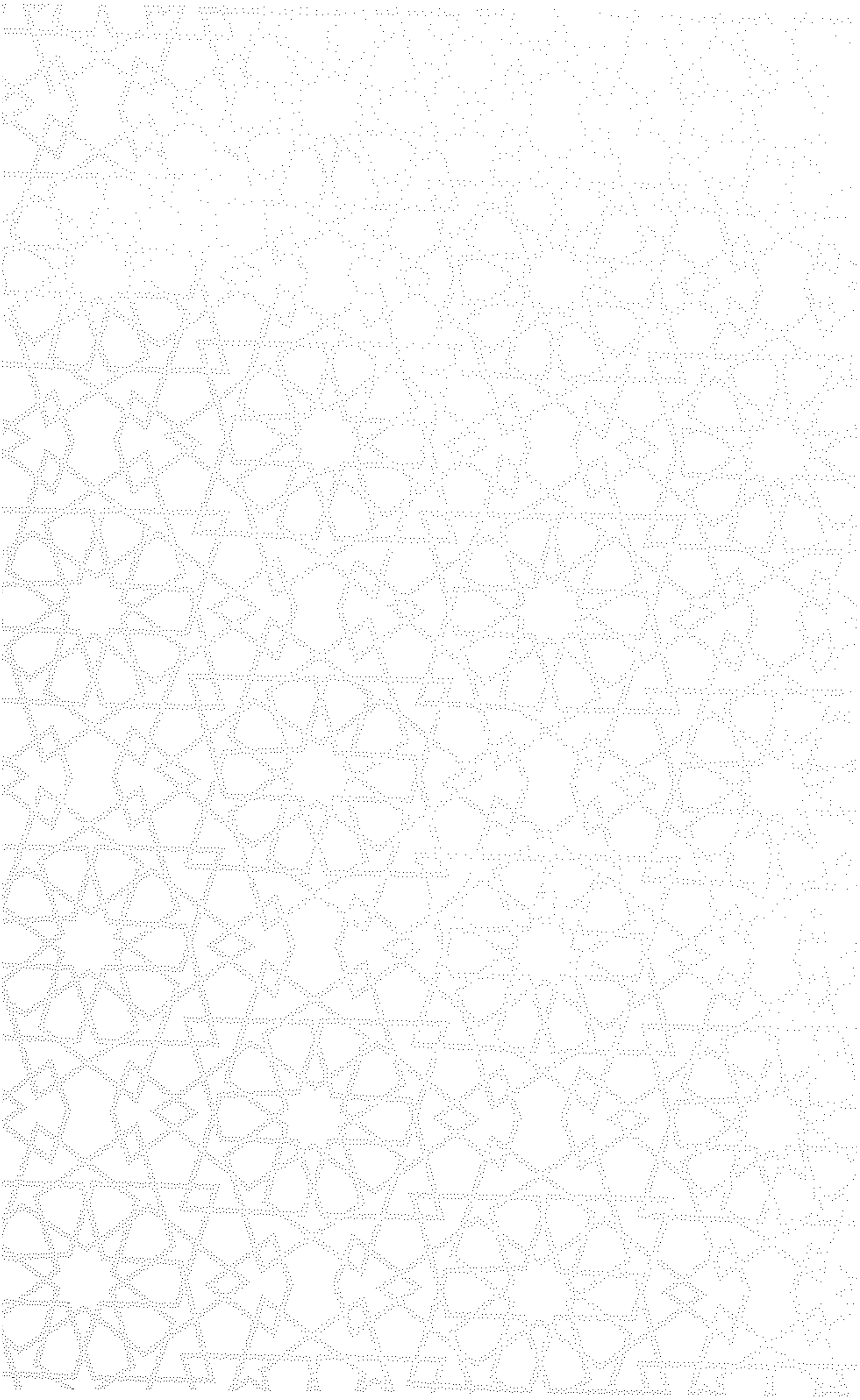

فہرست

دیباچہ ۱۰۵۴

معیار کا متن ۱۰۵۵

۱- معیار کا دائرۂ کار ۱۰۵۵

۲- ری انشورنس کی تعریف ۱۰۵۵

۳- ری انشورنس کا شرعی حکم ۱۰۵۶

۴- ری انشورنس کے اہم طریقے ۱۰۵۶

۵- ری انشورنس کے مطالبہ کی اہم صورتیں ۱۰۵۶

۶- اسلامی انشورنس کمپنی کے لیے مروجہ انشورنس کمپنیوں سے ری انشورنس کروانے کے شرعی ضابطے ۱۰۵۷

۷- مرّوجہ ری انشورنس کمپنیوں سے اسلامی انشورنس کمپنیوں کو ملنے والے عوض اور پیشگی رقم کی شرعی حیثیت ۱۰۵۸

۸- اسلامی ری انشورنس کمپنی کے لیے اسلامی ری انشورنس کروانے کے شرعی ضابطے ۱۰۵۹

۹- اسلامی ری انشورنس کمپنیوں سے ملنے والے مالی منافع جات ۱۰۵۹

۱۰- معیار کے اجرا کی تاریخ ۱۰۶۰

معیار کی منظوری ۱۰۶۱

ضمیمہ جات

ضمیمہ (الف) معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد ۱۰۶۲

ضمیمہ (ب) شرعی احکام کی بنیادیں ۱۰۶۴

ضمیمہ (ج) فرہنگ ۱۰۷۳

ضمیمہ (د) اسلامی انشورنس کمپنی اردن کا جاری کردہ ری انشورنس کے معاہدے کا ایک نمونہ .. ۱۰۷۶

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على أشرف المرسلين، سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه أجمعين.

دیباچہ

اس معیار کا مقصد اسلامی ری انشورنس اور اس سلسلے میں مروّجہ انشورنس کمپنیوں کے ساتھ شرکت سے متعلق شرعی قواعد اور احکام کو بیان کرنا ہے، نیز اس معیار کے تحت ان اصول وضوابط کو بھی بیان کیا جائے گا، جن کو ملحوظ رکھنا اسلامی ری انشورنس، انشورنس کمپنیوں اور دیگر اسلامی مالیاتی اداروں (ادارہ/ ادارے)[1] کے لیے ضروری ہے۔ جن کی بنیاد پر خطرات کو منتقل کیا جاتا ہے اور انشورنس کی صلاحیت میں اضافہ کیا جاتا ہے۔

واللہ الموفّق...

(۱) ''ادارہ/ادارے'' کی اصطلاح یہاں اختصار کی غرض سے اسلامی مالیاتی اداروں کے لیے استعمال کی گئی ہے جن میں اسلامی بینک بھی شامل ہیں۔

معیار کا متن

۱- معیار کا دائرۂ کار

یہ معیار اسلامی ری انشورنس [اسلامی ری تکافل] اور اس کے مروّجہ انشورنس یا ری انشورنس کمپنیوں کے ساتھ اشتراک پر مشتمل ہے۔ اسلامی انشورنس اس معیار کے تحت نہیں آتا، کیونکہ اس کے لیے الگ معیار موجود ہے۔

۲- ری انشورنس کی تعریف

۱/۲ اسلامی ری انشورنس

اسلامی ری انشورنس سے مراد انشورنس کمپنیوں کا اپنے زیر انتظام فنڈ کو ممکنہ طور پر لاحق ہونے والے نقصانات کی تلافی کے لیے کچھ رقم دینے پر اتفاق کرنا ہے۔ اس غرض کے لیے انشورنس ہولڈرز کے باہمی تعاون کی بنیاد پر دیے گئے عطیات کا ایک حصہ دیا جاتا ہے اور اس سے ری انشورنس فنڈ قائم کیا جاتا ہے جس کو شخصِ معنوی کی حیثیت حاصل ہوتی ہے اور اس کی مستقل ذمہ داریاں ہوتی ہیں اور اسی سے انشورنس شدہ خطرات سے ایک حد تک حفاظت کی جاتی ہے۔

۲/۲ مذکورہ بالا ری انشورنس کو مروجہ ری انشورنس کمپنیوں کی سہولیات کے اسلامی متبادل کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ مروجہ ری انشورنس کمپنیوں کی بنیاد التزام بالتبرع [عطیات کے التزام] کی بجائے ری انشورنس کے منافع اور معاوضے پر ہے۔

۳-ری انشورنس کا شرعی حکم

۱/۳ اسلامی ری انشورنس کا شرعی حکم

۱/۱/۳ اسلامی ری انشورنس کمپنیوں کے ذریعے ری انشورنس کروانا جائز ہے۔

۲/۳ مروّجہ ری انشورنس کمپنیوں کے ذریعے اسلامی ری انشورنس کروانے کا شرعی حکم

اسلامی انشورنس کمپنیوں کے لیے مروّجہ ری انشورنس کمپنیوں کے ذریعے ری انشورنس کروانا جائز نہیں ہے، الّا یہ کہ ایسا کرنا اس قدر عوامی ضرورت بن جائے کہ اسے شرعاً معتبر ضرورت کا درجہ دیا جاسکے۔

۴-ری انشورنس کے اہم طریقے

ری انشورنس کرنے والی کمپنی کے التزام کے دائرہ کار کو دیکھتے ہوئے ری انشورنس دو طریقوں سے کی جاسکتی ہے۔

۱/۴ انفرادی ری انشورنس

اس صورت میں انشورنس کمپنی انفرادی خطرے اور اس کے ساتھ متعلقہ تمام تفصیلات ری انشورنس کمپنی کو پیش کرتی ہے، تاکہ ری انشورنس کمپنی ان تفصیلات کا مطالعہ کر کے اسے قبول یا رد کرنے کا فیصلہ کر سکے۔ قبول کرنے کی صورت میں ری انشورنس کمپنی اس خطرے کی تلافی کی پابند ہوجاتی ہے۔

۲/۴ مجموعی ری انشورنس (ری انشورنس کا معاہدہ)

اس صورت میں ری انشورنس کمپنی، انشورنس کمپنی کے ساتھ کیے گئے معاہدے کے تحت آنے والے تمام خطرات کی تلافی کرنے کی پابند ہوتی ہے۔

۵-ری انشورنس کے مطالبہ کی اہم صورتیں

۱/۵ خطرے میں شرکت کے ذریعے ری انشورنس کرنا: اس صورت میں انشورنس کمپنی اپنی جاری کردہ انشورنس پالیسیوں کے مخصوص تناسب (مثلاً آدھا یا چوتھائی) سے ان کی ری

انشورنس کرواتی ہے، چاہے اس ری انشورنس سے حاصل ہونے والی تلافی اس انشورنس کمپنی کی قدرت میں ہو یا اس سے زائد ہو۔

۲/۵ اپنی قدرت سے زائد خطرات کی ری انشورنس: اس صورت میں انشورنس کمپنی ان انشورنس پالیسیوں کا ذمہ اپنے سر لیتی ہے، جن کے نقصانات کی تلافی وہ آسانی سے برداشت کر سکتی ہے اور مالی اعتبار سے ناقابلِ برداشت نقصانات والی انشورنس پالیسیوں کے لیے ری انشورنس کرواتی ہے۔

۳/۵ مخصوص حد سے زائد خطرات کی ری انشورنس: اس صورت میں ری انشورنس کمپنی ایک طے شدہ مخصوص حد سے زائد ہو جانے والے نقصانات کی تلافی کا التزام کرتی ہے۔ ری انشورنس کی یہ قسم اکثر بڑی رقوم کے معاملات میں استعمال ہوتی ہے، مثلاً انشورنس کمپنی ابتدائی بیس ہزار تک کے ایک نقصان کا معاوضہ دیتی ہے، اس سے زائد نقصان کا معاوضہ ری انشورنس کمپنی کے ذمہ ہوتا ہے۔

۶- اسلامی انشورنس کمپنی کے لیے مروّجہ ری انشورنس کمپنیوں سے ری انشورنس کروانے کے شرعی ضابطے

مروّجہ انشورنس کمپنیوں سے ری انشورنس کروانے کی صورت میں اسلامی انشورنس کمپنیوں کے لیے درج ذیل ضابطوں کی پابندی ضروری ہے:

۱/۶ اسلامی انشورنس کمپنیوں کو ممکنہ حد تک اسلامی ری انشورنس کمپنی سے ہی ری انشورنس کروانی چاہیے۔

۲/۶ اسلامی انشورنس کمپنی پیش آمدہ خطرات کے لیے اپنے پاس ایسی کوئی احتیاطی رقم نہیں رکھے گی، جس پر مروّجہ ری انشورنس کمپنی کی ملکیت ہو اور اس پر سود ادا کرنا ضروری ہو، تاہم اسلامی انشورنس کمپنی اور مروّجہ ری انشورنس کمپنی کے مابین ایسا معاہدہ کیا جا سکتا ہے، جس کی رو سے مروّجہ ری انشورنس کمپنی کو ادا کی جانے والی رقوم کا ایک مخصوص حصہ

اسلامی انشورنس کمپنی اپنے پاس رکھے۔ اسلامی انشورنس کمپنی مضاربت یا سرمایہ کاری وکالت کے ذریعے اس رقم کی سرمایہ کاری کر سکتی ہے، اس صورت میں اسلامی انشورنس کمپنی کی حیثیت مضارب یا سرمایہ کاری وکیل کی ہوگی اور مروّجہ ری انشورنس کمپنی کی حیثیت ربّ المال کی ہوگی۔ جب طے شدہ تناسب سے نفع تقسیم کیا جائے گا تو مروّجہ ری انشورنس کمپنی کا حصہ اس اکاؤنٹ میں ڈال دیا جائے گا جو اس نے اسلامی انشورنس کمپنی کے ساتھ کھول رکھا ہے، جبکہ ایک آزاد فریق کی حیثیت سے سرمایہ کاری کے نتیجے میں اسلامی انشورنس کمپنی کے حصے میں آنے والا نفع اس کے شرکاء کے اکاؤنٹ میں چلا جائے گا۔

۳/۶ اسلامی انشورنس کمپنیوں کے مروّجہ ری انشورنس کمپنی کے ساتھ کیے جانے والے معاہدات کی مدّت حقیقی ضرورت سے زائد نہ ہو۔

۴/۶ مروّجہ ری انشورنس کمپنی سے معاہدہ کرنے سے پہلے اسلامی انشورنس کمپنی کے لیے اپنے مجلسِ شرعی سے منظوری لینا ضروری ہے۔

۵/۶ اسلامی انشورنس کمپنی اور مروّجہ ری انشورنس کمپنی کے مابین ہونے والا معاہدہ ممکنہ حد تک کم مقدار میں ہونا چاہیے اور اس کی نگرانی کرنا مجلسِ شرعی کی ذمہ داری ہے۔

۷- مروّجہ ری انشورنس کمپنیوں سے اسلامی انشورنس کمپنیوں کو ملنے والے عوض اور پیشگی کمیشن کی شرعی حیثیت

۱/۷ اسلامی انشورنس کمپنیوں کے لیے مروّجہ انشورنس کمپنی کی جانب سے دی جانے والی انشورنس کی رقوم لینے میں کوئی حرج نہیں۔

۲/۷ اسلامی انشورنس کمپنی کے لیے مروّجہ ری انشورنس کمپنی سے کمیشن لینا جائز نہیں ہے، تاہم اسلامی انشورنس کمپنی ان رقوم میں رعایت حاصل کر سکتی ہے جو اس نے مروّجہ ری انشورنس کمپنی کو ادا کرنی ہیں۔

۳/۷ اسلامی انشورنس کمپنی کے لیے مروّجہ ری انشورنس کمپنی کے زائد منافع [underwriting

[surplus] میں حصہ لینا جائز نہیں۔ البتہ اسلامی انشورنس کمپنی ان رقوم میں رعایت حاصل کر سکتی ہے، جو اس نے مروّجہ ری انشورنس کمپنی کو ادا کرنی ہیں۔

۸- اسلامی ری انشورنس کمپنی کے لیے اسلامی ری انشورنس کرانے کے شرعی ضابطے

۸/۱ اپنے تمام معاملات میں شریعتِ اسلامی کے احکام کی پابندی کرنا اور ان امور کی روشنی میں معاملات کرنا، جو امور اسلامی انشورنس پر مشتمل شرعی معیار نمبر ۲۶ میں بیان کیے گئے ہیں۔ اس بات کی رعایت رکھتے ہوئے کہ ری انشورنس میں شرکاء افراد نہیں بلکہ انشورنس کمپنیاں ہوتی ہیں۔

۸/۲ ایک ایسی مجلسِ شرعی کا قیام ضروری ہے، جو اسلامی ری انشورنس کے عمل کی نگرانی کرے، اس کے معاملات اور دستاویزات کی تصدیق کا کام کرے، اس کی درخواستوں پر نظرِ ثانی کرے اور شرعی اعتبار سے کمپنی کی کارکردگی کے بارے میں رپورٹ بنائے۔

۸/۳ اسلامی ری انشورنس کمپنی کے لیے مروّجہ انشورنس کمپنی کو ری انشورنس کی سہولت دینا درج ذیل شرائط کے ساتھ جائز ہے۔

۸/۳/۱ دونوں فریقوں کے مابین ہونے والا بنیادی معاہدہ اسلامی ری انشورنس کا ہو۔

۸/۳/۲ باہم کوئی بھی رابطہ نہ ہو۔

۸/۳/۳ ری انشورنس کے تحت آنے والی اشیا میں کوئی بھی شے شرعاً ممنوع نہ ہو۔

۹- اسلامی ری انشورنس کمپنیوں سے ملنے والے مالی منافع جات

وہ تمام مالی منافع جات، جو اسلامی انشورنس کمپنیاں، اسلامک ری انشورنس کمپنیوں سے حاصل کرتی ہیں، ان کو شرعاً حلال شمار کیا گیا ہے اور انہیں پالیسی ہولڈر (ری انشورنس کے معاملہ میں انشورنس کمپنیاں پالیسی ہولڈر ہوتی ہیں) کے منافع کا حصہ بنا کر ان کے اکاؤنٹ میں ڈالا جاتا ہے۔

۱۰- معیار کے اجرا کی تاریخ

یہ معیار ۲ ذیقعدہ ۱۴۳۰ھ مطابق ۲۲ اکتوبر ۲۰۰۹ء کو جاری کیا گیا۔

معیار کی منظوری

مجلسِ شرعی نے ۲ - ۴ ذیقعدہ ۱۴۳۰ھ مطابق ۲۱ - ۲۳ اکتوبر ۲۰۰۹ء کو منعقد ہونے والے اپنے پچیسویں اجلاس میں اسلامک ری انشورنس کے شرعی معیار کی منظوری دی۔

ضمیمہ (الف)

معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد

۷-۱۲ جمادی الاول ۱۴۲۷ھ مطابق ۳ - ۸ جون ۲۰۰۶ء کو مدینہ منورہ میں ہونے والے سولہویں اجلاس میں مجلسِ شرعی نے اسلامی ری انشورنس پر معیار کو جاری کرنے کا فیصلہ کیا۔

۱۲ رجب ۱۴۲۷ھ مطابق ۶ اگست کو جنرل سیکرٹریٹ نے اسلامی ری انشورنس اور اس کے مروّجہ کمپنیوں کے ساتھ اشتراک کے منصوبے پر مطالعاتی تحقیق کے لیے ایک شرعی مشیر کے تقرر کا فیصلہ کیا۔

۱۸ صفر ۱۴۲۸ھ مطابق ۸ مارچ ۲۰۰۷ء کو بحرین میں منعقد ہونے والی شرعی معیارات کی پہلی اور دوسری کمیٹی نے تحقیق پر بحث کی، اس کی منظوری دی اور شرعی مشیر کو معیار کے مسوّدہ کی تیاری کا کہا۔

۱۵ جمادی الاول ۱۴۲۸ھ مطابق ۳۱ مئی ۲۰۰۷ء کو منامہ بحرین میں منعقد ہونے والے اجلاس میں شرعی معیارات کی پہلی اور دوسری کمیٹی نے ایک بار پھر معیار کے مسوّدہ پر بحث کی اور مجلس کے تبصروں اور مشاہدات کی روشنی میں ضروری ترامیم کیں۔

۲۶ - ۳۰ شعبان ۱۴۲۸ھ مطابق ۸ - ۱۲ ستمبر ۲۰۰۷ء کو مکہ مکرمہ میں منعقد ہونے والے انیسویں اجلاس میں مجلسِ شرعی نے مسودہ پر بحث کی اور اس میں ضروری ترامیم کیں۔

سیکرٹریٹ جنرل نے ۸ جمادی الاولی ۱۴۲۹ھ مطابق ۱۲ جون ۲۰۰۸ء کو بحرین میں جلسۂ سماعت منعقد کیا جس میں مرکزی بنکوں، مالیاتی اداروں اور اکاؤنٹنگ فرمز کی نمائندگی کرنے والے تیس سے زائد شرکاء نے شرکت کی، ان شرکاء میں ماہرینِ شریعت، یونیورسٹیوں کے اساتذہ اور اس میدان میں دلچسپی رکھنے والے دیگر افراد بھی شامل تھے۔ شرعی معیارات کی پہلی اور دوسری کمیٹی نے جلسۂ سماعت میں ہونے والے تبصروں اور سوالات کا جواب دیا۔

۲-۴ ذیقعدہ ۱۴۳۰ھ مطابق ۲۱-۲۳ اکتوبر ۲۰۰۹ء کو منعقد ہونے والے پچیسویں اجلاس میں مجلسِ شرعی نے معیار کے مسودہ پر بحث کی، اس میں ضروری ترامیم کا اضافہ کیا اور معیار کی منظوری دے دی۔

ضمیمہ (ب)

شرعی احکام کی بنیادیں

- تجارتی ری انشورنس کی حرمت کی دلیل یہ ہے کہ مروّجہ ری انشورنس کی بنیاد تجارتی انشورنس پر ہے اور تجارتی انشورنس ممنوعِ شرعی غرر کو شامل ہے، جیسا کہ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر محدثین نے حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت[1] کی ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غرر والی خرید و فروخت سے منع فرمایا ہے۔
- غرر کی تفسیر میں فقہاء کے کئی اقوال ہیں، جن کا خلاصہ یہ ہے کہ غرر سے مراد وہ ہے جس کا نتیجہ نامعلوم ہو۔[2]
- موجودہ زمانے کے بعض فقہاء نے غرر کو شرط اور جوّا کے مشابہ قرار دیا ہے۔[3]
- غرر کی حرمت پر کئی فقہی مجالس نے قراردادیں پیش کی ہیں۔ ان میں سے ۱۳۹۸ھ میں منعقد ہونے والے مجمع فقہی اسلامی کی قرارداد ہے، جس میں ۴ ربیع الثانی ۱۳۹۷ھ کو ریاض میں منعقد ہونے والے اجلاس نمبر ۱۰ میں کئی بڑے علماء کی جانب سے اٹھائے گئے مسئلہ یعنی انشورنس کے بارے میں قرارداد پیش کی۔ ایک تیسری قرارداد، قرارداد نمبر (۲/۹) ۹ اس مسئلہ پر مجمع الفقہ الاسلامی کی جانب سے پیش

(۱) صحیح مسلم، کتاب البیوع ۳/۱۱۵۳، سنن ابی داؤد ۲/۲۲۸ حدیث نمبر ۳۳۶۷، نسائی ۲/۲۱۷، ابن ماجہ ۲/۷۳۹، الترمذی ۲/۵۳۲، الدارمی ۲/۱۶۷، الموطا ۲/۶۶۴، احمد ۱/۳۰۲، ۲/۳۶۷، ۴۳۹، بیہقی ۵/۲۲۶، مصنف ابن ابی شیبہ ۸/۱۹۴ القسم الثانی۔

(۲) دیکھیے فتح القدیر کی شرح العنایہ ۵/۱۹۲، تبیین الحقائق ۴/۴۶، التاج والاکلیل ۴۴/۳۶۲، فتح العزیز بہامش المجموع ۸/۱۲۷، مطالب اولی النہی ۳/۲۵ قواعد نورانیہ ص ۱۱۶، بطریۃ العقد ص ۲۲۴، الصدیق الضریر کی کتاب القیم عن الغرر و اثرہ فی العقود ص ۵۴۔

(۳) دیکھیے حسین حامد کی کتاب الغرر ص ۷۲۔

کی گئی۔

- تعاونی اور اجتماعی ری انشورنس کے جواز کی دلیل یہ ہے کہ یہ معاوضہ کی بنیاد پر منعقد نہیں ہوتا، بلکہ باہمی تعاون کی بنیاد پر قائم ہوتا ہے اور یہ بات فقہاء کے ہاں واضح ہے کہ باہمی تعاون کے معاملات میں غرر غیر موثر ہوتا ہے۔ اس کے جواز پر کئی ایسی آیات اور احادیث ہیں جو باہمی تعاون کا حکم دیتی ہیں۔
- اس کے جواز پر جامعہ ازہر کے ذیلی ادارے مجمع بحوث اسلامی کی جانب سے کئی قراردادیں پیش کی گئی ہیں، اسی طرح رابطہ عالم اسلامی کے تحت ادارے مجمع فقہ اسلامی نے بھی قرارداد پیش کی، جس کا تذکرہ گزشتہ عبارت میں کیا گیا ہے۔ بین الاقوامی مجمع فقہ اسلامی ۹(۲/۹) کی قرارداد بھی اس میں شامل ہے جس میں کہا گیا ہے کہ "یہ وہ معاہدہ ہے، جو معاملات کے اسلامی اصولوں کے مطابق ہے اور یہ تعاونی انشورنس عطیہ اور تعاون کی بنیاد پر قائم ہے"۔ چنانچہ اس کے جواز پر موجودہ زمانے کے فقہاء میں سے کسی کا اختلاف نہیں ہے۔[1]
- تکافلی ری انشورنس کے جواز اور تجارتی انشورنس کی حرمت کے مذکورہ بالا اور دیگر اسباب کی بنیادی وجہ ان دونوں میں پائے جانے والے درج ذیل بنیادی فروق ہیں:
  - مروجہ ری انشورنس عقدِ معاوضہ ہے، جس میں محض نفع کمانا مقصود ہوتا ہے، لہٰذا اس پر مالی معاوضات والے احکام جاری ہوں گے جن میں غرر موثر ہوتا ہے، جبکہ تکافلی ری انشورنس عطیہ اور تعاون کی بنیاد پر قائم ہوتاہے، لہٰذا اس میں اگر غرر پایا بھی جائے تو وہ موثر نہیں ہوتا۔
  - اسلامی ری انشورنس میں کمپنی ری انشورنس فنڈ کی وکیل ہوتی ہے، جبکہ تجارتی ری انشورنس میں کمپنی اصیل ہوتی ہے اور اپنے نام سے معاملات کرتی ہے۔
  - تجارتی ری انشورنس کمپنی ری انشورنس کا معاوضہ دینے کا التزام کرنے کے عوض شرکاء یعنی انشورنس کمپنیوں کی رقوم کی مالک بن جاتی ہے، جبکہ اسلامی ری انشورنس میں کمپنی عطیات کی مالک نہیں بنتی بلکہ تمام عطیات انشورنس فنڈ کی ملکیت ہوتے ہیں۔

---

(۱) الراجحی بینکنگ اور سرمایہ کاری کمپنی کے شرعی مشاورتی بورڈ کا فتویٰ نمبر ۴۰۔

- اسلامک ری انشورنس میں عطیات اور ان کے منافع اخراجات اور معاوضات کی ادائیگی کے بعد پالیسی ہولڈرز کے اکاؤنٹ کی ملکیت میں ہوتے ہیں اور ان پر ہی اس کے اضافے تقسیم کیے جاتے ہیں، جبکہ تجارتی انشورنس میں اس کا تصور نہیں ہے، کیونکہ وہاں معاہدہ اور قبضہ ہوتے ہی انشورنس ہولڈرز کی رقوم کمپنی کی ملکیت میں چلی جاتی ہیں اور ان کو کمپنی کے نفع میں شمار کیا جاتا ہے۔
- اسلامی انشورنس میں انشورنس کے اثاثوں کی سرمایہ کاری سے حاصل ہونے والی رقوم مضاربت کے حصص کی کٹوتی کے بعد انشورنس ہولڈرز کے اکاؤنٹ میں جمع ہوتی ہیں، جبکہ تجارتی ری انشورنس میں یہ رقوم کمپنی کی ملکیت ہوتی ہیں۔
- اسلامی ری انشورنس کا بنیادی مقصد نفع کمانا نہیں ہوتا، بلکہ معاشرے کے افراد میں تعاون پیدا کرنا ہوتا ہے، جبکہ تجارتی انشورنس کا بنیادی مقصد ہی نفع کمانا ہوتا ہے۔
- اسلامی ری انشورنس میں کمپنی کا نفع وہ ہوتا ہے جو وہ اپنے اموال کی سرمایہ کاری سے کماتی ہے یا جو اسے مضاربت میں مضارب کی حیثیت سے ملتا ہے، کیونکہ اس کی حیثیت مضارب کی ہوتی ہے اور ری انشورنس اکاؤنٹ ربّ المال ہوتا ہے۔
- اسلامی انشورنس میں حصہ دار [participants] اور انشورنس ہولڈر حقیقت میں ایک ہی شخص ہوتا ہے، اگرچہ اعتباری لحاظ سے اسے مختلف کہا جائے، جبکہ تجارتی ری انشورنس میں یہ دونوں یکسر مختلف ہوتے ہیں۔
- اسلامی ری انشورنس میں کمپنی شریعتِ اسلامیہ کے اصولوں اور نگران مجلسِ شرعی کے فتاوی جات کی پابند ہوتی ہے، جبکہ تجارتی ری انشورنس میں شرعی احکام کی پابندی نہیں ہوتی۔
- تکافلی انشورنس کے فنڈ سے لے کر مختص کی گئی رقوم جو کہ کمپنی کے خاتمے تک باقی رہتی ہیں، ان کو خیراتی کاموں میں خرچ کیا جاتا ہے اور شرکاء کو نہیں دیا جاتا، جبکہ تجارتی ری انشورنس میں ایسی رقوم کمپنی کے شرکاء کو ملتی ہیں۔
- اسلامی انشورنس ایسا عقد تبرّع ہے جو دونوں فریقوں پر لازم ہوتا ہے، اس کی دلیل یہ ہے کہ یہ شرعی

اعتبار سے 'نہد' یا تبرع کے التزام کی طرح ہے۔ جیسا کہ پہلے گذر چکا کہ رابطہ عالم اسلامی کے تحت ادارے مجمع الفقہ الاسلامی اور بین الاقوامی مجمع فقہ اسلامی نے اس کے تبرّع ہونے پر قراردادیں پیش کی ہیں۔ اس کے لازم ہونے کی دلیل یہ ہے کہ امام مالک ﷫ کے ہاں تبرع کا التزام کرنے سے وہ لازم ہو جاتا ہے اور امام مالک کے ہاں مطلقاً تمام اشیا میں ہبہ کی گئی شے پر قبضہ سے پہلے بھی اس کی ملکیت حاصل ہو جاتی ہے اور حنابلہ کے ہاں مکیلی اور موزونی اشیا[1] کے علاوہ میں ہبہ کی گئی شے پر قبضہ سے پہلے ملکیت حاصل ہو جاتی ہے۔ یہی بات حضرت علی اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے بھی مروی ہے۔ ابن رشد الحفید کہتے ہیں کہ "قبضہ کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے۔ امام مالک کہتے ہیں کہ ہبہ کا معاملہ محض قبول کرنے سے منعقد ہو جاتا ہے اور قبضہ کے لیے مجبور کیا جائے گا، جیسے فروخت کے معاملات میں کیا جاتا ہے"۔[2]

- حضرت علی اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ "ہبہ جب معلوم ہو تو جائز ہے، چاہے اس پر قبضہ کیا گیا ہو یا نہ کیا گیا ہو" اور حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہم سے یہ اقوال مروی ہیں کہ ہبہ صرف قبضہ سے لازم ہوتا ہے۔[3] چنانچہ امام مالک ﷫ نے صحابہ کے ان اقوال کو باہم یوں ملایا کہ حضرت علی اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما کے اقوال کو معاملہ کے لازم ہونے پر محمول کیا اور حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کے اقوال کو اس بات کی دلیل بنایا کہ معاملہ کی تکمیل کے لیے قبضہ ضروری ہے، نیز حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول غلط رخ کو ختم کرنے کے لیے کیا گیا ہے۔[4]
- اس پر رسول اللہ ﷺ کی یہ حدیث بھی دلالت کرتی ہے کہ فرمایا، "جو ہبہ دے کر واپس کرے وہ ایسا

(۱) دیکھیے بدایۃ المجتہد ۲/۳۴۴ا۵ المغنی ابن قدامہ ۶۴۹/۵ اور دیکھیے بدائع الصنائع ۸/۳۶۹۰ اور الغایۃ القصویٰ ۲/۶۵۵۔
(۲) دیکھیے بدایۃ المجتہد ۲/۵۳۴۔
(۳) دیکھیے الموطا ۲ / ۴۶۸، نصب الرایہ ۴ / ۱۲۲۔
(۴) دیکھیے بدایۃ المجتہد ۲/۵۳۴۔

ہے گویا کوئی کتا قے کرکے چاٹ لے"۔[1]

- ر۔ انشورنس کمپنی کے ضامن نہ ہونے کی دلیل یہ ہے کہ کمپنی کی حیثیت وکیل کی ہے اور اس بات پر فقہاء کا اجماع ہے کہ وکیل ضامن نہیں ہوتا جب تک اس کی جانب سے کوتاہی، ظلم یا طے شدہ شرائط کی خلاف ورزی نہ پائی جائے۔
- انشورنس کے بنیادی نظام کی تیاری میں نو(۹) اصولوں کو ذکر کرنا اس لیے ضروری ہے تاکہ معاملہ میں تبرع کا عنصر قوی طور پر پیدا کیا جائے اور اسے کمپنی کا بنیادی عنصر بنایا جاسکے تاکہ یہ انشورنس شرعاً جائز تعاونی انشورنس بن سکے، کیونکہ اس کے بغیر یہ ایسا انشورنس ہوگا، جو تبرع کے بجائے معاوضہ کی بنیاد پر قائم ہوگا اور اس میں غرر موثر ہوگا۔ جیسا کہ پہلے گذر چکا کہ یہ بنیادی شقیں تعاونی اور تجارتی انشورنس میں فرق کرتی ہیں۔ ان فروق کی وضاحت میں کئی فتاویٰ جات جاری کیے گئے ہیں، جن میں اسلامی معاشیات پر ہونے والی البرکہ گروپ کے اجلاس نمبر ۱۲ میں جاری کیا جانے والا فتویٰ نمبر (۱۱/۱۲)، الراجحی کمپنی کے نگران مجلسِ شرعی کی جانب سے جاری کیا جانے والا فتویٰ نمبر (۳۴۲)، فیصل بینک کے مجلسِ شرعی کی جانب سے جاری کردہ فتاویٰ جات اور اُردن کی اسلامی انشورنس کمپنی کی جانب سے جاری کیے گئے فتاویٰ شامل ہیں[2]۔
- معاملہ کے ارکان اور شرائط کی شرعی بنیاد دراصل اس معاملہ کی نوعیت ہے جو انشورنس کے معاملہ کے ضمن میں فقہی لحاظ سے دونوں فریقوں پر لازم ہوا ہے۔
- انشورنس کی سہولت دینے والا اور انشورنس ہولڈر کے لیے اپنی ذمہ داریاں پوری کرنا ضروری ہے، اس کی دلیل یہ ہے کہ ایسا کرنا معاملے کے ابتداءً اور انتہاءً لازم ہونے کا تقاضا ہے، اور اس میں طے شدہ شرائط کی پابندی کا لازم ہونا ضروری ہے، جبکہ وہ شرائط قران وسنت کے خلاف نہ ہوں۔ اس پر کئی آیات اور احادیث دلالت کرتی ہیں کہ معاملات اور شرائط کی پابندی لازم ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد

(۱) دیکھیے صحیح بخاری ۵/ ۱۹۰، صحیح مسلم ۱۶۲۲۔

(۲) دیکھیے فتاویٰ التامین ط۔ دلۃ البرکہ گروپ ڈاکٹر عبدالستار ابو غدۃ اور ڈاکٹر عزالدین محمد خوجہ ص ۹۹-۱۰۷۔

ہے کہ "اے ایمان والو اپنے معاملات کی پاسداری کرو"[۱]۔ اور نبی ﷺ کا فرمان ہے کہ "مسلمان اپنی شرائط کے پابند ہیں"۔[۲]

- ری انشورنس کمپنی اور انشورنس اکاؤنٹ کے مابین انتظامی تعلق، چاہے کمپنی اجرت لے کر انتظام چلائے یا بغیر اجرت کے، اس کی بنیاد یہ ہے کہ یہ وکالت کا معاملہ ہے اور اس پر اجماع ہے کہ وکالت اجرت لے کر یا بغیر اجرت کے کی جاسکتی ہے۔ اس موضوع پر جاری کردہ فتاوٰی جات میں اسلامی معاشیات پر ہونے والی البرکہ گروپ کے اجلاس نمبر ۱۲ میں جاری کیا جانے والا فتویٰ نمبر (۱۱/۱۲)، مکہ مکرمہ کی رابطہ عالم اسلامی کے ذیلی ادارے مجمع الفقہ الاسلامی کا فتویٰ نمبر ۱۹۶۱ اور سعودی عرب کے بڑے علماء کی مجلس کا جاری کردہ فتویٰ نمبر ۵۱ شامل ہے۔
- کمپنی انشورنس فنڈ کے اموال کو کاروبار میں لگا سکتی ہے، اس کی دلیل یہ ہے کہ یہ مضاربت کا معاملہ ہے جس کے جواز پر فقہاء کا اجماع ہے، لہٰذا نفع میں دونوں فریقوں کے حصوں کا تناسب طے کرنا ضروری ہوگا اور انشورنس فنڈ نفع میں اپنے حصے کا حقدار ہوگا، جیساکہ فیصل بینک کے مجلسِ شرعی نے اس بارے میں فتویٰ جاری کیا ہے،[۳] نیز البرکہ گروپ کے اجلاس نمبر ۱۲ میں جاری کیا جانے والا فتویٰ نمبر (۱۱/۱۲) اور مضاربت کے موضوع پر معیار نمبر ۱۳ بھی اس میں شامل ہیں۔
- عمومی صورت میں شرائط کی پابندی ضروری ہے، بشمول اس شرط کے کہ کمپنی انشورنس اکاؤنٹ کو قرضِ حسن دے گی، شرائط کی پابندی کے ضروری ہونے کی دلیل یہ ہے کہ یہ ایسے وعدہ کی پابندی ہے جو دونوں فریقوں میں سے ایک کے لیے لازم ہوتا ہے اور یہ بعض معتبر فقہاء کی رائے ہے، جو کہ قرآن و سنت اور صحابہ کے اقوال پر مبنی ہے، جیساکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ "اپنے معاملات کی پاسداری کرو" کہ یہاں ہر وہ التزام مراد ہے جس کی پابندی کا وعدہ کسی شخص کی جانب سے کیا گیا ہو اور وعدوں، معاملات

---

(۱)　﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوْفُوا بِالْعُقُودِ﴾ سورۃ المائدۃ:۱۔

(۲)　امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کو یقین کے الفاظ کے ساتھ تعلیقاً نقل کیا ہے، فتح الباری ۴/۴۵۱، الترمذی مع تحفۃ الاحوذی ۴/۵۸۴ میں اسے حدیث حسن صحیح کہا ہے۔

(۳)　دیکھیے چاروں فقہ کی کتابوں میں کتاب المضاربہ، موسوعہ فقہیہ کویتیہ، مصطلح المضاربہ۔

اور عہد کی پابندی کے واجب ہونے پر کئی احادیث دلالت کرتی ہیں،[1] نیز اس حوالے سے کئی مجالس فقہیہ اور مجلسِ شرعی نے قراردادیں پیش کی ہیں جن میں مجمع فقہی اسلامی[2] کی قرارداد نمبر ۴۰/۴۱ (۲-۵/۳) اور اردن کی اسلامی انشورنس کمپنی کا فتویٰ شامل ہے۔[3]

- شواہد پیش کرنے کی ذمہ داری انشورنس ہولڈر پر ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ شریعت کے عمومی قواعد کی رو سے گواہ پیش کرنا مدعی کی ذمہ داری ہے، اس پر قرآن و سنت کے کئی دلائل اور اہلِ علم کے اقوال دلالت کرتے ہیں۔ اس کے حق میں البرکہ گروپ کے متحدہ مجلسِ شرعی نے بھی فتویٰ نمبر (۶/۱۴) جاری کیا ہے۔
- اسلامی انشورنس کی دونوں اقسام کے جواز کے دلائل وہی ہیں جو ابھی تک ذکر کیے گئے اور اس کے حق میں کئی فتاویٰ بھی جاری کیے گئے ہیں، جن میں البرکہ گروپ کے اجلاس نمبر ۲ میں جاری کردہ فتویٰ نمبر (۹/۲) اور مجلس نمبر ۱۰ میں جاری کیا گیا فتویٰ نمبر (۵/۳/۱۰) شامل ہے، اسی طرح بینک دبئ اسلامی، فیصل اسلامی، کویت فائنانس ہاؤس اسلامی بینک قطر اور اسلامی انشورنس کمپنی کے فتاویٰ بھی شامل ہیں۔[4]
- اسلامی انشورنس سے متعلقہ خاص احکامات کی دلیل شریعتِ اسلامیہ ے وہ عمومی اصول ہیں جو شریعت نے تمام معاملات میں ضروری قرار دیے ہیں، مثلاً دھوکہ اور خیانت سے گریز، معاہدے میں طے شدہ وقت کی پابندی وغیرہ۔ معاوضہ سے متعلقہ شرعی احکام کے حوالے سے بھی رابطہ عالم اسلامی کے ذیلی ادارے مجمع فقہی اسلامی، بڑے علماء کی مجالس، اسلامی بینکوں کے مجلسِ شرعی اور اسلامی انشورنس کمپنیوں نے فتاویٰ جاری کیے ہیں۔[5]

---

(۱) دیکھیے مبداء الرضافی العقود ۲/۱۱۶۱۔

(۲) دیکھیے مجلہ المجمع اجراء نمبر ۵۲/۷۵۴-۹۶۵

(۳) فتاوی التامین ص ۱۰۶۔

(۴) فتاوی التامین ص ۱۹۳-۲۰۶

(۵) گذشتہ حوالہ۔

- کمپنی کے دائرہ کار کو بنیادی نظام کی دستاویزات اور معاہدے کی دستاویزات واضح کرتی ہیں، اس کی مشروعیت کی دلیل معاملات کے عمومی بنیادی اصول وضوابط، انشورنس کا رائج نظام اور مجلسِ شرعی کی جانب سے جاری کردہ چند فتاویٰ جات ہیں۔ (۱)
- کمپنی اور انشورنس ہولڈرز کے مابین انتظامی تعلق کی بنیاد کمپنی کے بنیادی نظام کی دستاویز ہے، جس میں یہ درج ہوتا ہے کہ کمپنی کا انشورنس ہولڈرز سے وکالت کا تعلق ہوگا، چاہے اجرت کے عوض یا بلا اجرت اور انشورنس کے اثاثوں کی سرمایہ کاری کے لیے مضارب کا تعلق ہوگا۔
- معاوضہ کی دلیل عمومی قواعد ہیں، مثلاً "نہ نقصان کیا جائے اور نہ ہی نقصان برداشت کیا جائے"۔ (۲) اسی طرح فقہ اسلامی کے وہ عمومی قواعد، جن کا تقاضا یہ ہے کہ عملی نقصان کا غیر جانبداری سے عوض دیا جائے، نیز تعاونی معاملہ جو تبرع کی بنیاد پر قائم ہو اس کی طبیعت بھی معاوضہ کا تقاضا کرتی ہے۔ اسلامی معاشیات پر ہونے والی البرکہ گروپ کے اجلاس نمبر ۱۰ میں جاری کیا جانے والا فتویٰ نمبر ۳، اسلامی بینکوں کے مجلسِ شرعی اور اسلامی انشورنس کمپنیوں کے جاری کردہ فتاویٰ اسی کے حق میں ہیں۔ (۳)
- انشورنس کے زوائد [underwriting surplus] پر دلیل یہ ہے کہ ایسا کرنا تعاون کی بنیاد پر قائم معاملہ کی طبیعت کا تقاضا ہے، نیز صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم کا عملِ مناہدہ بھی اس کی دلیل ہے، جیسا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے۔ (۴)

(۱) گذشتہ حوالہ۔

(۲) یہ حدیث ہے جسے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب موطا ص: ۴۶۴ میں کتاب الاقضیہ کے تحت روایت کیا ہے۔ مسند احمد ۱/ ۳۱۳، ۵/ ۳۲۷ حاشیہ ابن ماجہ ۲/ ۷۸۴۔

(۳) فتاوی التامین ص ۱۵۳۔

(۴) امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں باب الشرکۃ فی الطعام والنہد والعروض ۵/ ۱۲۸ میں فرمایا ہے کہ مسلمان نہد میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے تھے کہ بعض ایک کھالے اور بعض دوسرا پھر اس پر احادیث نقل کیں۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فتح الباری ۵/ ۱۲۹ فرماتے ہیں کہ 'النہد'، نون کے زبر اور زیر دونوں طرح پڑھا جاتا ہے، اس سے مراد یہ ہے کہ لوگ اپنا زادِ راہ برابر برابر جمع کرتے تھے، لیکن خرچ کرنے میں بعض لوگ دوسروں سے زیادہ کھاتے تھے، پھر جو آخر میں بچ جاتا تھا اسے واپس تمام پر تقسیم کر دیا جاتا تھا یا اگلے سفر کے لیے رکھ دیا جاتا تھا، یہ بالکل وہی صورت ہے جو انشورنس کے زوائد کے ساتھ معاملہ کیا جاتا ہے۔

- معاملہ کے خاتمے کی دلیل یہ ہے کہ انشورنس کا معاملہ طے شدہ وقت کے ساتھ خاص ہوتا ہے اور طے شدہ وقت گزرنے کے ساتھ معاملہ ختم ہو جاتا ہے، جیسا کہ اجارہ میں ہوتا ہے، اسی طرح جب انشورنس شدہ شے ہلاک ہوجائے تب بھی معاملہ ختم ہوجاتا ہے، کیونکہ اس صورت میں معاملہ کا محل باقی نہیں رہتا۔
- اسلامی انشورنس کمپنی کے لیے مروجہ ری انشورنس کمپنیوں کے ساتھ ری انشورنس کا معاملہ جائز ہونے کی دلیل یہ ہے کہ اسلامی ری انشورنس کمپنیوں کی کمی اور شرعی حاجت کے درجے تک پہنچ جانے والی عوامی ضرورت کی بنیاد پر یہ معاملہ ایک عملی ضرورت بن گیا ہے اور ضرورت اور عوامی حاجت کا اعتبار کتاب و سنت کے کئی دلائل سے ثابت ہے، اس کے ساتھ ساتھ سوڈان کے فیصل اسلامی بینک نے اس کے حق میں فتاویٰ (۵،۳) بھی جاری کیے ہیں۔

ضمیمہ (ج)

فرہنگ

ری انشورنس

یہ ایک ایسا معاملہ جس میں انشورنس کمپنی اپنے انشورنس معاہدات کے تحت آنے والے خطرات کا کچھ حصہ ری انشورنس کمپنی کو منتقل کرتی ہے۔ اس کے تحت انشورنس کمپنی اپنے شرکاء سے حاصل کردہ رقوم کا کچھ حصہ ری انشورنس کمپنی کو دیتی ہے تاکہ ری انشورنس کمپنی ان خطرات کی تلافی کا التزام کرے جو دونوں کے مابین معاہدے میں طے ہوئے ہیں۔ اسلامی ری انشورنس عام ری انشورنس سے اس لحاظ سے مختلف ہے کہ اسلامی ری انشورنس کی بنیاد تعاونی انشورنس پر ہے، جس کا ذکر اسلامی انشورنس پر مشتمل شرعی معیار نمبر ۲۶ میں ہوا ہے۔

خاص ضرورت

اس سے مراد وہ ضرورت ہے جس کا تعلق لوگوں کے مخصوص گروہ سے ہو یا ایک مخصوص پیشہ سے تعلق رکھنے والے افراد سے ہو، مثلاً تجارتی اور صنعتی میدان سے تعلق رکھنے والے ملازمین کے لیے انشورنس ضرورت۔

عام ضرورت

ایسی ضرورت جس کا تعلق لوگوں کے کسی خاص گروہ یا کسی خاص ملک سے نہ ہو، بلکہ اس کا تعلق تمام انسانوں سے ہو، مثلاً استصناع کی ضرورت۔

ری انشورنس کا کمیشن

عطیات کا وہ فیصدی حصہ جو ری انشورنس کمپنی کو ادا کیا جاتا ہے، اسلامی ری انشورنس کمپنی کو ری

انشورنس کے معاملات میں کی جانے والی محنت کے عوض یہ رقم ادا کی جاتی ہے۔

ری انشورنس کے منافع کا کمیشن

ری انشورنس کے معاہدہ میں اخراجات سے زائد ہونے والی کمائی کا وہ مخصوص فیصدی حصہ، جو اسلامی انشورنس کمپنی کو انشورنس کے معاملات میں عموماً اور ری انشورنس کے خطرات میں خصوصاً بہترین کارکردگی کا مظاہرہ کرنے پر بطورِ انعام [بونس] دیا جاتا ہے۔

اشتراکی ری انشورنس [risk sharing]

اس سے مراد اسلامی اور مروّجہ انشورنس کمپنی کے مابین انشورنس شدہ خطرہ تقسیم کرنے کا معاملہ کرنے کا عمل ہے، اس کی وجہ یا تو ایسے خطرات کے لیے انشورنس کی صلاحیت میں کمی کا ہونا ہے یا پھر یہ اشتراک متعلقہ خطرہ کے حجم کی وجہ سے انتظامی ضرورت بن جاتا ہے کیونکہ ان کی قیمت انشورنس ہولڈرز کے عددی مناسبت سے متعیّنہ رقم سے بڑھ گئی ہے۔

مروّجہ ری انشورنس کمپنی کی جانب سے اسلامی انشورنس کمپنی کے لیے مالی منافع جات

اسلامی انشورنس کمپنی اور مروّجہ انشورنس کمپنی کے مابین ہونے والے معاہدات کے نتیجے میں اسلامی انشورنس کمپنی کو درج ذیل منافع ملتے ہیں:

نقصانات کا معاوضہ

مروّجہ ری انشورنس کمپنیاں ایک مخصوص تناسب سے انشورنس شدہ نقصان کی تلافی کرتی ہیں، بشرطیکہ واقع ہونے والے نقصان کا تناسب شرکاء کی رقوم کے اس فیصدی تناسب کے تحت آئے جس کی وصولی ری انشورنس کمپنی کرتی ہے۔

ری انشورنس کا کمیشن

یہ ری انشورنس کمپنی کے لیے واجب الاداء عطیات کا وہ فیصدی تناسب ہے، جو اسلامی انشورنس

کمپنی کو ری انشورنس کے معاملات میں محنت کے عوض دیا جاتا ہے۔

ری انشورنس کے منافع کا کمیشن

ری انشورنس کے معاہدہ میں اخراجات سے زائد ہونے والی کمائی کا وہ مخصوص فیصدی حصہ، جو اسلامی انشورنس کمپنی کو انشورنس کے معاملات میں عموماً اور ری انشورنس کے خطرات میں خصوصاً بہترین کارکردگی کا مظاہرہ کرنے اور گاہکوں کو بہترین خدمات فراہم کرنے پر بطورِ انعام دیا جاتا ہے۔

یہ رقم ری انشورنس کمپنی کے منافع سے ایسے فیصدی تناسب سے انشورنس کمپنی کو دی جاتی ہے، جیساکہ دونوں کے مابین معاہدہ میں طے ہوتا ہے۔

ری انشورنس کمپنی اور انشورنس کمپنی کے مابین ہونے والے معاہدے کے نتیجے میں جب ری انشورنس کمپنی نفع کماتی ہے تو وہ اس نفع کا ایک حصہ طے شدہ تناسب سے انشورنس کمپنی کو دیتی ہے۔

ضمیمہ (د)

اردن میں اسلامی انشورنس کمپنی کا جاری کردہ ری انشورنس کے معاہدے کا ایک نمونہ

۱- انشورنس کمپنی اپنے خطرات ایک حصہ ری انشورنس کمپنی کو منتقل کرنے کی غرض سے ری انشورنس کمپنی کے ساتھ سالانہ معاہدات طے کرتی ہے۔

۲- انشورنس کمپنی پہلے ری انشورنس کمپنی کو خطرات کا طے شدہ حصہ منتقل کرے گی، ری انشورنس کمپنی ان خطرات کو قبول کرے گی۔ ری انشورنس معاہدہ کی شرائط کے مطابق ری انشورنس کمپنی کا قبول اس وقت سے نافذ العمل سمجھا جائے گا، جس وقت انشورنس ہولڈرز نے انشورنس کمپنی سے انشورنس کا معاملہ کیا تھا۔

۳- ری انشورنس کمپنی کی جانب سے دعویٰ کی رقوم سے ایک مخصوص حصہ کی ادائیگی اور معاہدہ میں طے شدہ معاملات کے کمیشن کی ادائیگی کے عوض، انشورنس کمپنی ری انشورنس کمپنی کو رقم کی ادائیگی کا التزام کرتی ہے۔

۴- انشورنس کمپنی آگ، عمومی حادثات، سمندری انشورنس اور صحت کے انشورنس میں ری انشورنس کی رقم کا ایک مخصوص یعنی ۴۰ فیصد حصہ، ری انشورنس کمپنی کے التزامات کی ضمانت کے طور پر اپنے پاس رکھے گی اور ایک سال بعد معاہدہ کے مطابق یہ رقوم ادا کر دے گی۔ اس عرصے کے دوران اسلامی بینک اردن میں شرعی اعتبار سے منظور شدہ طریقوں کے مطابق، ان رقوم کی سرمایہ کاری کی جائے گی اور ری انشورنس کمپنی کو اس کے نفع کا طے شدہ حصہ دیا جائے گا۔

۵- ری انشورنس کمپنی کو دیا جانے والا یہ نفع اس کے اکاؤنٹ میں جائے گا اور اسے اس کمیشن کے عوض

منہا بھی کیا جاسکتا ہے جو ری انشورنس سے وصول کیا جاتا ہے، کیونکہ یہ رقم ری انشورنس کے معاملات پر ہونے والے اخراجات کا حصہ ہے۔

۶- ری انشورنس کمپنی، انشورنس کمپنی کو کمیشن ادا کرے گی، یہ کمیشن ری انشورنس کے عطیات کے طے شدہ تناسب کی صورت میں ہوگا۔ یہ حقیقی معنی میں کمیشن نہیں ہے، بلکہ یہ ری انشورنس کمپنی کی جانب سے انشورنس کمپنی کے ساتھ ان اخراجات میں شرکت ہے، جو انشورنس کمپنی ری انشورنس کے خطرات میں اخراجات کرتی ہے۔

۷- یہ کمیشن تعاونی انشورنس فنڈ میں جاکر انشورنس ہولڈرز کو دیے جانے والے نفع کا حصہ بن جائے گا۔

۸- عام طور پر ری انشورنس کے معاہدہ میں یہ صراحت کی جاتی ہے کہ معاہدے کے مطابق ری انشورنس کمپنی کو حاصل ہونے والے منافع کے مخصوص فیصدی تناسب پر انشورنس کمپنی کا حق ہوگا۔

۹- ری انشورنس کے منافع کے کمیشن کا حساب معاہدے کی مدت کے اختتام پر کیا جائے گا اور اسے انشورنس ہولڈرز کے نفع کا حصہ بنا کر ان کے اکاؤنٹ میں ڈال دیا جائے گا۔

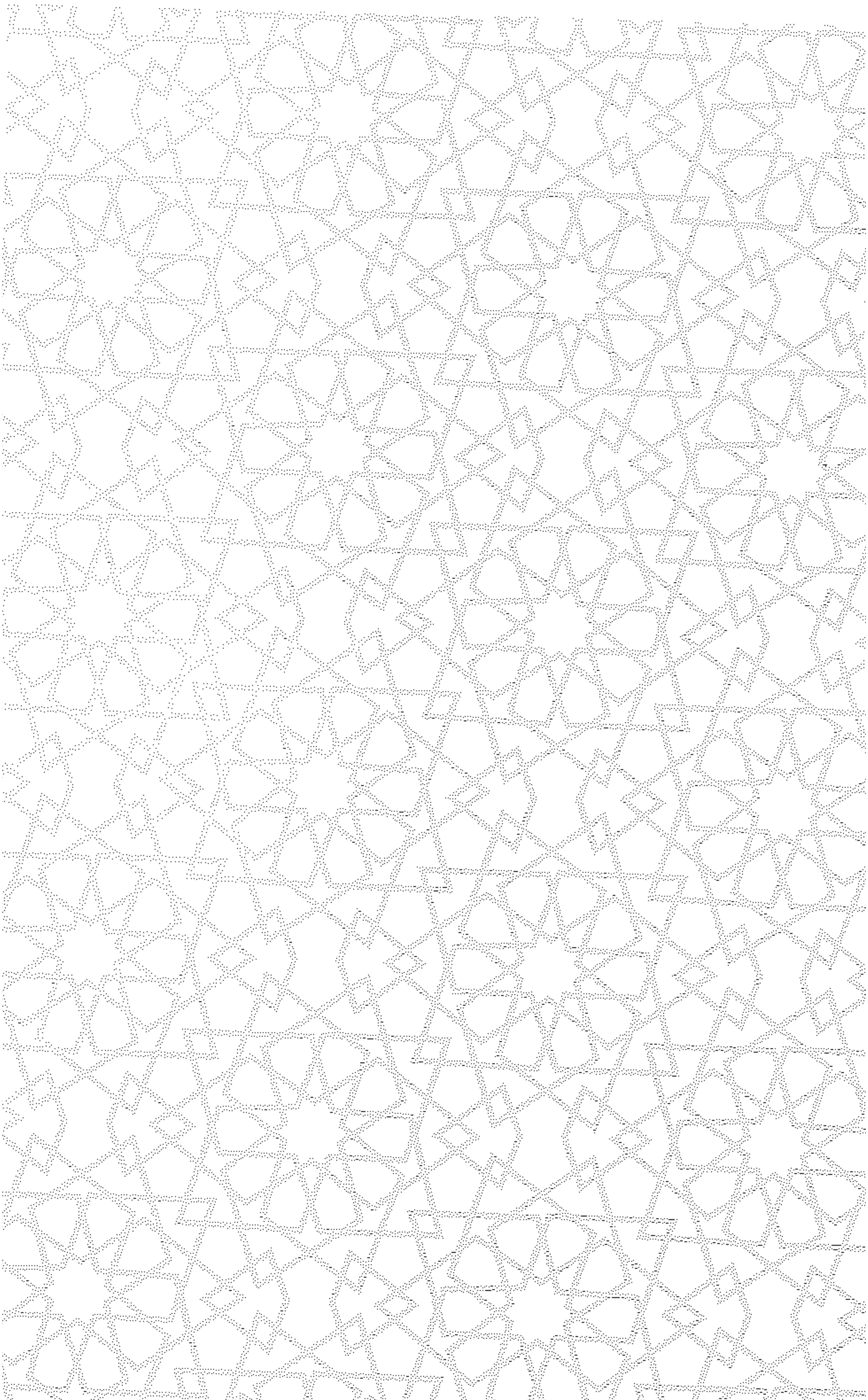

شرعی معیار نمبر (۴۲)

مالی حقوق اور ان میں تصرّف

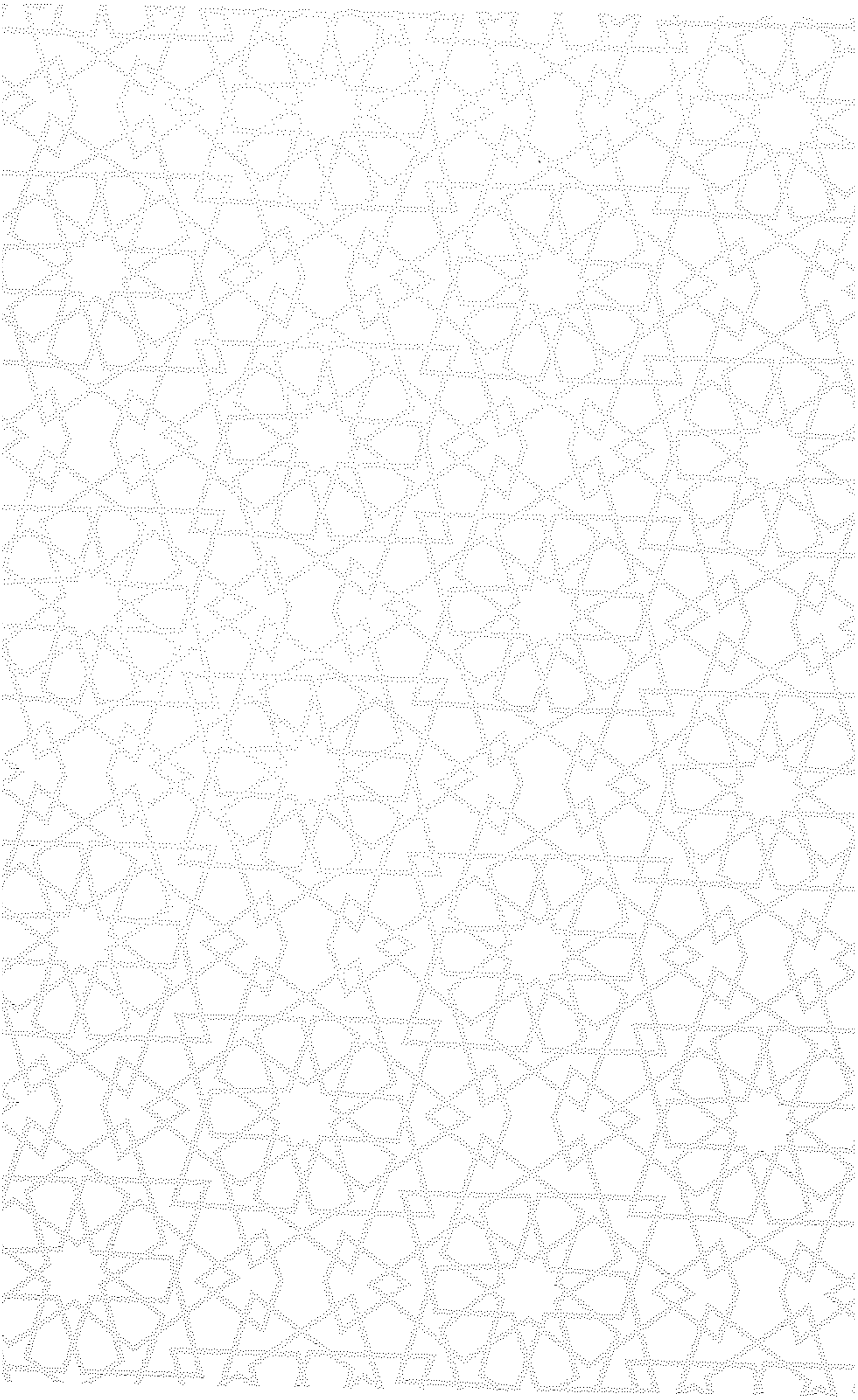

فہرست

دیباچہ ۱۰۸۲

معیار کا متن ۱۰۸۳

۱- معیار کا دائرۂ کار ۱۰۸۳

۲- مالی حقوق کی تعریف ۱۰۸۳

۳- مالی حقوق کی انواع ۱۰۸۳

۴- حقوقِ ملکیت سے متفرع ہونے والے حقوق ۱۰۸۵

۵- حقوقِ ارتفاق [سہولیات کے حقوق] ۱۰۸۵

۶- پڑوس کے مالی حقوق ۱۰۸۶

۷- حقِ شفعہ ۱۰۸۶

۸- حقِ خُلو ۱۰۸۷

۹- حقِ تحجیر ۱۰۸۹

۱۰- حقوق کا معاوضہ ۱۰۸۹

۱۱- حقوق میں تصرف کی کیفیت ۱۰۸۹

۱۲- حقوق کی حفاظت ۱۰۹۰

۱۳- مالی حقوق کی بعض جدید تطبیقات ۱۰۹۱

۱۴- معیار کے اجرا کی تاریخ ۱۰۹۲

معیار کی منظوری ۱۰۹۳

ضمیمہ جات

ضمیمہ (الف) معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد ۱۰۹۴

ضمیمہ (ب) شرعی احکام کی بنیادیں ۱۰۹۶

ضمیمہ (ج) فرہنگ ۱۱۰۰

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على أشرف المرسلين، سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه أجمعين.

دیباچہ

اس معیار کا مقصد مالی حقوق کے احکام، ان میں تصرّف کی کیفیت، اور ان کی حفاظت کے طریقے بیان کرنا ہے۔ اسی طرح اسلامی مالیاتی اداروں (ادارہ/ادارے)[1] کے معاملات میں استعمال کیے جانے والے بعض حقوق کا بیان بھی اس معیار کا مقصد ہے۔

واللہ الموفّق...

(۱) "ادارہ/ادارے" کی اصطلاح یہاں اختصار کی غرض سے اسلامی مالیاتی اداروں کے لیے استعمال کی گئی ہے جن میں اسلامی بینک بھی شامل ہیں۔

معیار کا متن

۱- معیار کا دائرۂ کار

یہ معیار مالی حقوق، ان کی انواع، احکام، شرائط، ضوابط، ان میں تصرّف کی کیفیت اور ان کی حفاظت کے طریقوں کے بیان کو شامل ہے، جیساکہ یہ معیار اداروں کے معاملات میں استعمال کیے جانے والے اہم حقوق کے بیان کو بھی شامل ہے۔

اور یہ معیار غیر مالی حقوق اور خیارات سے پیدا ہونے والے حقوق (مثلاً: خیارِ شرط، خیارِ نقد وغیرہ)، اور وقف سے متعلقہ حقوق کو شامل نہیں ہے، کیونکہ ان کے لیے الگ معیارات موجود ہیں۔

۲- مالی حقوق کی تعریف

مالی حق کسی شخص (حقیقی یا قانونی) کی ایسی خصوصیت ہے جس کے ذریعہ شریعت نے کوئی اختیار یا ذمّہ داری مقرر کی ہو، اور وہ معاوضہ کا محلّ بن سکے۔

۳- مالی حقوق کی انواع

مالی حقوق کی تین انواع ہیں:

۱/۳ شخصی حقوق: یہ ایسے ذمہ پر وارد حقوق ہیں جن کا محلّ کسی معین شخص پر التزام ہوتا ہے، مثلاً: مدیون کے ذمہ کے ساتھ متعلقہ دیون۔

۲/۳ حقوقِ عینیہ: یہ وہ حقوق ہیں جن کا محلّ کسی معین چیز کی ذات ہوتی ہے، بایں طور کہ صاحبِ حق کو اس چیز پر کسی دوسرے شخص کی مداخلت کے بغیر براہِ راست قدرت حاصل ہوتی ہے، خواہ وہ اصلی عینی حقوق ہوں یا تابع عینی حقوق۔

۳/۲/۱ اصلی عینی حقوق مثلاً: ملکیتِ تامّہ کا حق، یہ حقوق بذات خود مستقل طور پر اس

حیثیت سے پائے جاتے ہیں کہ وہ اپنے وجود میں کسی ایسے حق پر مبنی نہیں ہوتے جس کے وہ تابع ہوں۔ اور اصلی عینی حق کی مثال حقِ ملکیت ہے۔

۳/۲/۲ تابع عینی حقوق: یہ ایسے عینی حقوق ہیں جو بذاتِ خود مقصود نہیں ہوتے، بلکہ محض شخصی حقوق کی ادائیگی کے ضمان کے لیے ہوتے ہیں۔ اور تابع حق کی مثال رہن کا حق ہے۔

۳/۲/۳ عینی حق اور شخصی حق میں فرق اس طرح ظاہر ہوتا ہے کہ عینی حق والا شخص معتبر وسائل کے ساتھ عین میں اپنا حق براہِ راست استعمال کر سکتا ہے، جبکہ شخصی حق والے شخص کے لیے معین چیز میں اپنے حق کا استعمال ممکن نہیں ہے۔

۳/۳ معنوی حقوق

۳/۳/۱ معنوی حقوق ایسے مالی حقوق ہیں جو غیر محسوس اشیا پر وارد ہوتے ہیں، اور ان اشیا سے جو کچھ حاصل ہوتا ہے اسے صاحبِ حق کے لیے مخصوص کرتے ہیں۔

۳/۳/۲ معنوی حقوق کی انواع: معنوی حقوق کی متعدد انواع ہیں، جن میں سے تجارتی نام، تجارتی علامت، تجارتی اجازت نامہ (لائسنس)، فکری، فنی، صنعتی ملکیت، اور ایجاد کے حقوق ہیں۔

۳/۳/۳ معنوی حقوق کے احکام

۳/۳/۳/۱ تجارتی نام، تجارتی عنوان، تجارتی علامت، تالیف، اختراع، ایجاد، یہ اپنے اصحاب کے ساتھ مخصوص ایسے حقوق ہیں کہ لوگوں کے ان کی مالیت کا اعتبار کرنے کی وجہ سے جدید عرف میں اُن کی معتبر مالی قیمت بن گئی ہے۔ یہ حقوق شرعاً محفوظ ہیں اور ان کا اعتبار کیا جاتا ہے، لہٰذا ان پر دراندازی کرنا جائز نہیں ہے۔

۳/۳/۳/۲ مالی حقوق ہونے کے اعتبار سے معنوی حقوق میں تصرّف، اور مالی عوض کے بدلہ میں انہیں منتقل کرنا جائز ہے بشرطیکہ غرر، التباس اور دھوکہ نہ ہو۔

۴/۳/۳/۳ تجارتی اجازت نامہ [لائسنس]: تجارتی اجازت نامہ [لائسنس] ایسا حق ہوتا ہے جو حکومت بعض تاجروں کو محدود سرگرمیوں میں کام کرنے کے لیے دیتی ہے۔ حاملِ اجازت نامہ کے لیے اس اجازت نامہ میں مال کے عوض یا اس کے بغیر تصرف کرنا جائز ہے، الّا یہ کہ قانون اس تصرف سے واضح طور پر منع کرتا ہو۔

۴/۳ مالی حقوق کا حصول ہر ایسے سبب سے ہوتا ہے جو شرعاً کسی حق کے حصول کا سبب ہو، مثلاً: عقود، شرائط، میراث، قضاء اور سبقت۔

۴- حقوقِ ملکیت سے متفرّع ہونے والے حقوق

۱/۴ طبعی چیز اور منفعت کے حقِ ملکیت سے مکمل تصرّف کا حق حاصل ہوتا ہے، سوائے ان تصرفات کے جن کی شریعت نے ممانعت کی ہے، خواہ یہ کامل تصرف کا حق کسی عوض کے ساتھ یا بلا عوض مکمل منتقلی کی صورت میں ہو، یا فقط منفعت کی منتقلی کی صورت میں ہو۔

۲/۴ منفعت کی ملکیت پر اس چیز سے فائدہ اٹھانے کی قدرت حاصل ہوتی ہے (خواہ خود منفعت سے فائدہ اٹھائے یا کسی اور کے ذریعہ سے اٹھائے) بشرطیکہ اس عین کے مالک کی شرائط کی پابندی کی جائے، نیز جس عین [طبعی چیز] سے فائدہ اٹھایا جارہا ہو تعدی یا [اس کی حفاظت وغیرہ میں] کوتاہی یا شرائط کی خلاف ورزی پائی جانے کی صورت میں اس کا ضمان بھی برداشت کیا جائے۔

۳/۴ انتفاع کے حق سے فقط شخصی استعمال کا حق حاصل ہوتا ہے، اس کے علاوہ نہیں۔

۵- حقوقِ ارتفاق [سہولیات کے حقوق]

۱/۵ ارتفاقِ خاص [مخصوص سہولیات] کا حق زمین کے لیے کسی دوسری زمین پر مقرر حق ہے، مثلاً: پانی سے سیراب کرنے کا حق، پانی کی گذر گاہ کا حق، پانی کی نکاسی کے راستے کا حق، اور گذرنے کا حق۔

۲/۵ ارتفاقِ عام [عمومی سہولیات] کا حق ریاست یا اس جیسے کسی ادارہ کی عمومی سہولیات سے فائدہ اٹھانا ہے۔

۱/۲/۵ ارتفاقِ عام [عام سہولیات] میں شخص کا حق فقط شخصی انتفاع تک محدود ہوتا ہے۔

۶- پڑوس کے مالی حقوق

۱/۶ (بالائی اور زیریں) منزلوں کی ملکیت پر قائم پڑوس کے حق پر ایسے آثار مرتب ہوتے ہیں جو واضح طور پر یا غالب گمان کے مطابق دوسروں کو نقصان پہنچانے والے ہر تصرّف کی ممانعت کی صورت میں سامنے آتے ہیں۔

۲/۶ وہ زمین جس پر منزلیں بنی ہوں، اس زمین کی ملکیت میں منزلوں کے مالکان کی شرکت پر مندرجہ ذیل امور مرتب ہوتے ہیں:

۱/۲/۶ نیچے کی منزل کے مالک کی طرف سے کسی وجہ سے منزل منہدم ہوجائے تو اسے تعمیر پر مجبور کیا جائے گا تاکہ اس سے اوپر والی منزل کو ضرر نہ ہو۔

۲/۲/۶ اگر نیچے کی منزل والا انہدام کا سبب نہ بنا ہو تو ایسی صورت میں ایسا فیصلہ کیا جائے گا جو دونوں فریقوں کی مصلحت کا لحاظ رکھتے ہوئے ان دونوں اور دیگر لوگوں سے ضرر کو دور کرے۔

۳/۲/۶ مشترک سہولیات اور خدمات سے انتفاع۔

۷- حقِ شفعہ

۱/۷ شفعہ کی تعریف: شفعہ بیچی گئی زمین کا اس کے خریدار سے اس قیمت کے عوض جبری طور پر مالک بننے کا حق ہے جس پر وہ فروخت ہوئی۔ شفعہ زمین کی ملکیت میں شریک کے لیے پڑوسی کے لیے ثابت ہوتا ہے۔

۱/۲/۷ جس مال میں شفعہ کا دعویٰ کیا جا رہا ہے وہ کوئی زمین ہو، اس میں یہ شرط ہے کہ وہ اپنے تابع منقولی اشیا کے ساتھ کوئی زمین ہو۔

۷/۲/۲ پڑوسی کے لیے شفعہ کے ثبوت میں شرط ہے کہ دونوں زمینیں تمام حقوقِ ارتفاق [سہولیات کے حقوق] یا ان میں سے بعض میں شریک ہوں۔

۷/۲ شفعہ کے احکام

۷/۲/۱ اگر حالات ایک جیسے ہوں تو شفیع [شفعہ کا دعویٰ کرنے والا] حقوق میں خریدار کی جگہ لے گا، مثلاً: قیمت کا مؤجل ہونا۔ اور شفیع پر وہ تمام واجبات لازم ہوں گے جو خریدار پر لازم ہیں، مثلاً: ملکیت منتقل کرنے میں معمول کے مطابق ہونے والے اخراجات ادا کرنا۔

۷/۲/۲ اگر متعدد شفیع ہوں تو ان میں سے ہر ایک کو غیر منقسم ملکیت میں اس کے حصہ کے بقدر شفعہ کے مطالبہ کا حق ہوگا۔

۷/۲/۳ شفیع کی موت کی وجہ سے شفعہ کے ذریعہ لینے کا حق ساقط نہیں ہوتا، بلکہ وہ اس کے وارثوں کی طرف منتقل ہوجاتا ہے۔

۷/۲/۴ علم ہوتے ہی فوراً عرف یا قوانین کے تقاضوں کے مطابق شفعہ کا مطالبہ کرنا ضروری ہے، اگر علم ہوا اور مطالبہ نہیں کیا تو اس کا حقِ شفعہ ساقط ہوجائے گا۔

۷/۲/۵ شفیع کے لیے جائز ہے کہ شفعہ کے ذریعہ لینے سے پہلے مشفوعہ چیز پر وارد ہونے والے تمام تصرفات کو ختم کردے، اگرچہ یہ کئی ہاتھوں میں منتقل ہوگئی ہو۔

۷/۲/۶ کسی ایسے عقد سے ملکیت منتقل ہونے سے شفعہ ثابت نہیں ہوتا جو بیع، یا کسی ایسے عقد کے علاوہ ہو جو بیع کے حکم میں ہو، لہٰذا میراث، وصیت یا بلا عوض ہبہ کے اسباب سے ملکیت منتقل ہونے سے شفعہ ثابت نہیں ہوتا۔

۸- حقِ خُلو [پگڑی]

"خلو" ایسا حق ہے جو زمین یا تجارتی جگہ میں کرایہ دار کے باقی رہنے کے حق پر مبنی ہے۔

اس کی متعدد صورتیں ہیں:

۱/۸ اگر مالک اور کرایہ دار اس بات پر متفق ہوجائیں کہ کرایہ دار مالک کو دورانیے کی اجرت سے زائد ایک معین رقم یکمشت ادا کرے گا تو اس معین رقم کی ادائیگی میں شرعاً کوئی مانع نہیں ہے بشرطیکہ اسے متفقہ مدت کے کرایہ کا حصہ شمار کیا جائے، اور فسخ کی حالت میں رقم کی اس مقدار پر اجرت کے احکام منطبق ہوں گے۔

۲/۸ اگر کرایہ داری کی مدت کے دوران مالک اور کرایہ دار کا اس بات پر اتفاق ہوجائے کہ مالک کرایہ دار کو اس امر کے عوض رقم ادا کرے کہ وہ [کرایہ دار] اجارہ کی بقیہ مدت میں عقد کے ذریعہ ثابت شدہ منفعت کی ملکیت کے حق سے دست بردار ہوجائے تو یہ "بدلِ خلو" [خالی کرنے کا عوض] اس اعتبار سے شرعاً جائز ہے کہ یہ رقم اس منفعت میں کرایہ دار کے حق سے اس کی رضامندی کے ساتھ دستبرداری کا عوض ہے جو اس نے مالک کو فروخت کی ہے۔ تاہم اگر کرایہ داری کی مدت گذر چکی ہو، اور صراحتاً یا خود بخود تجدید کا فائدہ دینے والے الفاظ کے ذریعہ ضمناً عقد کی تجدید نہ ہوئی ہو تو بدلِ خلوّ جائز نہیں ہے، اور مستاجر کا حق ختم ہوجانے کے بعد مالک اپنی ملکیت کا زیادہ حقدار ہے۔

۳/۸ اگر پہلے کرایہ دار اور نئے کرایہ دار کے مابین کرایہ داری کی مدت کے دوران دورانئے کی اجرت سے زائد کسی رقم کے عوض عقد کی بقیہ مدت سے دستبرداری پر اتفاق ہوجائے تو یہ "بدلِ خلوّ" شرعاً جائز ہے، اور یہ مالک اور پہلے کرایہ دار کے مابین طے شدہ عقد کے تقاضوں کی رعایت کے ساتھ اور شرعی احکام کے موافق نافذ العمل قوانین کے تقاضوں کی رعایت کے ساتھ ہوگا۔ مزید برآں طویل مدت کی کرایہ داریوں میں، عقدِ اجارہ کی صراحت کے خلاف اگرچہ قوانین اجازت دیتے ہوں، کرایہ دار کے لیے کسی دوسرے کرایہ دار کو کوئی چیز کرایہ پر دینا، اور "بدلِ خلو" لینا جائز نہیں ہے۔ الّا یہ کہ مالک کی رضامندی ہو۔ تاہم اگر پہلے کرایہ دار اور نئے کرایہ دار کے مابین مدت گذرنے کے بعد دستبرداری پر اتفاق ہوا ہو تو "بدلِ خلو" جائز نہیں ہے، کیونکہ عین کی منفعت میں پہلے کرایہ دار کا حق ختم ہوچکا ہے۔

۹- حقِ تحجیر

۱/۹ تحجیر کسی غیر آباد زمین [ارضِ موات] پر حکومت کی اجازت کے ساتھ قبضہ، اور اسے معروف علامات کے ساتھ نشان زدہ کرنا ہے۔

۲/۹ تحجیر مخصوص کرنے اور دوسروں سے زیادہ حقدار ہونے کا فائدہ دیتی ہے، اور یہ مالک بننے کا فائدہ نہیں دیتی۔

۳/۹ تحجیر کرنے والے کے لیے اپنی سبقت کے حق سے مال کے عوض صلح کے طور پر دستبرداری جائز ہے، لیکن اس کے لیے تحجیر کی ہوئی زمین کو بیچنا جائز نہیں ہے کیونکہ وہ اس کا مالک نہیں ہے۔

۴/۹ تین سال تک، یا قوانین کے مطابق کسی مدت تک زمین کو استعمال نہ کرنے کی وجہ سے حقِ تحجیر ساقط ہو جاتا ہے۔

۱۰- حقوق کا معاوضہ

۱/۱۰ بیع کے ذریعہ یا کسی اور ذریعہ سے خیارات [options] کا عوض لینا جائز نہیں ہے۔

۲/۱۰ ان حقوق کا عوض لینا جائز نہیں ہے جو نقصان دور کرنے کے لیے مقرر کیے گئے ہیں، مثلاً: حقِ شفعہ۔

۳/۱۰ بیع اور اس جیسے دیگر عقود کے ذریعہ حقوقِ ارتفاق [سہولیات] کا عوض لینا جائز ہے۔

۴/۱۰ حقِ انتفاع، حقِ اختصاص، اور حقِ سبقت کی بیع جائز ہے۔

۱۱- حقوق میں تصرّف کی کیفیت

۱/۱۱ تمام مالی حقوق میں اصل یہ ہے کہ وہ تصرف کو قبول کرتے ہیں۔ شریعتِ اسلامیہ کے احکام اور مبادی، بالخصوص ذیل میں وارد احکام و مبادی کی رعایت کرتے ہوئے کوئی صاحبِ حق اپنے حق میں ہر طرح تصرّف کر سکتا ہے۔

۱/۱/۱۱ [دوسرے پر] ظلم کر کے حق استعمال نہ کرنا۔

۲/۱/۱۱ مصلحتِ عامّہ کو مقدّم کرنا جبکہ اس کے ساتھ خاص ملکیت کے حق کو استعمال کرنے کا تعارض ہو جائے۔

۲/۱۱ اس معیار میں مذکور تفصیلات کی رعایت کرتے ہوئے عقودِ معاوضات کی اقسام، تبرّعات، اسقاطات،[۱] مشارکات اور حق کا حوالہ شامل ہیں۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۷) "حوالہ"۔

۱۲- حقوق کی حفاظت

۱/۱۲ حقوق پر ہونے والی کسی بھی دراندازی سے ان کی حفاظت کی جائے گی۔

۲/۱۲ مالی حقوق کی حفاظت کے بعض طریقے

ضمانتوں کے بارے میں شرعی معیار نمبر (۵) میں ذکر کردہ طریقو کے علاوہ مالی حقوق کی حفاظت کے طریقوں میں سے یہ بھی ہیں:

۱/۲/۱۲ مدّت گذرنے سے حق کا ساقط نہ ہونا، لیکن معینہ مدّتوں کا گذرنا بعض اوقات دعویٰ کی سماعت سے مانع ہو سکتا ہے۔

۲/۲/۱۲ حقِ حبس: یہ مدیون کے اس مال پر دائن کا ثابت شدہ حق ہے جو دائن کے قبضہ میں ہو، یہاں تک کہ وہ مال کے مالک مدیون سے اپنا وہ دَین وصول کرلے جس کی میعاد پوری ہو چکی ہو۔ اس کی متعدّد انواع ہیں، ان میں سے بعض یہ ہیں:

(الف) مبیع روکنے میں بیچنے والے کا حق یہاں تک کہ وہ فوری قابلِ وصول قیمت وصول کرلے۔

(ب) صانع اور اجیر کا اس چیز کو روکنے کا حق جس میں انہوں نے کام کیا ہے یہاں تک کہ وہ فوری قابلِ وصول قیمت وصول کرلیں۔

---

(۱) اسقاطات کے مراد وہ عقود جن میں کسی کے ذمہ سے کوئی امر ہٹالیا جاتا ہے، مثلاً قرض سے بَری کرنا اور طلاق وغیرہ۔ (مترجم)

(ج) کرایہ پر دینے والے کا کرایہ پر دی ہوئی چیز میں موجود کرایہ دار کے سامان کو روکنے کا حق یہاں تک کہ وہ فوری قابلِ وصول اجرت جس کی میعاد آچکی ہے، وصول کرلے، کیونکہ کرایہ دار کا چیز پر قبضہ ہے، اور چیز نے سامان کو گھیرا ہوا ہے۔

(د) منتقل کرنے والے کا اس سامان کو روکنے کا حق جو اس نے منتقل کیا ہے یہاں تک کہ وہ منتقلی کی فوری قابلِ وصول اجرت وصول کرلے۔

(ہ) جس کے پاس اجرت پر ودیعت رکھوائی گئی ہو، اس کا ودیعت روکنے کا حق یہاں تک کہ وہ فوری قابلِ وصول اجرت وصول کرلے۔

(و) وکیل کا مؤکل کے مال کو روکنے کا حق یہاں تک کہ وہ وکالت کی فوری قابلِ وصول اجرت وصول کرلے۔

۱۲/۲/۳ اگر خریدار دیوالیہ ہوجائے، اور بیچنے والا مبیع کو بعینہ پالے تو وہ اس کا زیادہ حقدار ہے (واپس لینے کا حق)۔ (دیکھیے شرعی معیار نمبر (۴۳) "افلاس"۔

۱۳- مالی حقوق کی بعض جدید تطبیقات

۱/۱۳ کمپنیوں کے ضوابط میں کمپنیوں کا سرمایہ بڑھانے کی صورت میں حصص لینے کے ترجیحی حق کی صراحت کرنا جائز ہے۔ لہٰذا کمپنی کے سرمایہ بڑھانے کے فیصلہ کے بعد ہر شریک کو اس شخص کی بنسبت حصص لینے کا ترجیحی حق ہوگا جو شریک نہ ہو۔ اور حصص لینے کا یہ ترجیحی حق بڑھانے کے فیصلہ سے پہلے شریک [شیئر ہولڈر] کے کمپنی کے سرمایہ میں شرکت کے تناسب کے مطابق ہوگا۔

۲/۱۳ قوانین اور کمپنیوں کی جنرل آمبلیوں کے مقررہ ضابطوں کی رعایت کے ساتھ حصص لینے کے ترجیحی حق سے کسی عوض کے بغیر دوسرے شخص کے حق میں دستبرداری اختیار کی جاسکتی ہے۔

۱۴- معیار کے اجرا کی تاریخ

یہ معیار ۴ ذیقعدہ ۱۴۳۰ھ مطابق ۲۳ اکتوبر ۲۰۰۹ء کو جاری ہوا۔

معیار کی منظوری

مجلسِ شرعی نے اپنے پچیسویں (۲۵) اجلاس میں "مالی حقوق اور ان میں تصرّف" کے معیارِ شرعی کو منظور کیا۔ یہ اجلاس ۲-۴ ذیقعدہ ۱۴۳۰ھ مطابق ۲۱-۲۳ اکتوبر ۲۰۰۹ء کو منعقد ہوا۔

ضمیمہ (الف)

معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد

جنرل سیکریٹریٹ نے ۱۳ شوال ۱۴۲۵ھ مطابق ۲۵ نومبر ۲۰۰۴ء شرعی مشیر کو "مالی حقوق اور ان میں تصرّف" کے بارے میں شرعی تحقیق کی تیاری کے لیے مقرر کیا۔

شرعی معیارات کی کمیٹی کے اجلاس میں جو کہ ۴ شعبان ۱۴۲۶ھ مطابق ۸ ستمبر ۲۰۰۵ء کو منعقد ہوا، کمیٹی نے معیار "مالی حقوق اور ان میں تصرّف" کے مسوّدہ پر بحث کی، اور اس میں ضروری ترامیم کیں۔

معیار کا ترمیم شدہ مسوّدہ مجلسِ شرعی کے سولھویں اجلاس میں پیش کیا گیا جو کہ سعودی عرب کے شہر مدینہ منورہ میں ۷ - ۱۲ جمادی الاول ۱۴۲۷ھ مطابق ۳ - ۹ جون ۲۰۰۶ء کو منعقد ہوا، اور یہ ظاہر ہوا کہ موضوع پر شرعی اعتبار سے مزید تحقیق کی ضرورت ہے۔

جنرل سیکریٹریٹ نے ۱۴ جمادی الثانی ۱۴۳۰ھ مطابق ۷ جون ۲۰۰۹ء پر شرعی مشیر کو "مالی حقوق اور ان میں تصرّف" کے بارے میں تحقیق کی تیاری کے لیے مقرر کیا۔

جنرل سیکریٹریٹ نے جلسۂ سماعت منعقد کیا، جلسۂ سماعت میں پیش کیے جانے والے ملاحظات کو سنا گیا۔ مجلسِ شرعی کے بعض ارکان نے ان ملاحظات کا جواب دیا اور ان پر تبصرہ کیا۔

۲-۴ ذیقعدہ ۱۴۳۰ھ مطابق ۲۱-۲۳ اکتوبر ۲۰۰۹ء کے دوران بحرین میں منعقدہ پچیسویں اجلاس میں مجلس شرعی نے "مالی حقوق اور ان میں تصرف" کے معیار پر بحث مباحثہ کیا، اور ضروری ترامیم کیں، اور معیار پر اعتماد کیا گیا۔

شرعی معیارات کی ڈرافٹنگ کمیٹی نے متحدہ عرب امارات میں ۷ شعبان ۱۴۳۶ھ مطابق ۲۵ مئی ۲۰۱۵ء کو منعقدہ اجلاس میں اس معیار کا جائزہ لیا، اور تبادلۂ خیال اور بحث مباحثہ کے بعد کمیٹی نے مضمون

وعبارت سے متعلق مناسب ترامیم کیں، اور معیار پر اس کی حالیہ ترمیم شدہ شکل میں منظور کیا گیا۔

ضمیمہ (ب)

شرعی احکام کی بنیادیں

- مالی حقوق کے ثبوت کی دلیل بنیادی طور پر کتاب، سنت، اجماع اور قیاس کے حقِ ملکیت پر دلالت کرنے والے معتبر دلائل ہیں۔
- معنوی حقوق کے احکام کے ثبوت کی دلیل مجمع الفقہ الاسلامی کی قرارداد نمبر ۴۳(۵/۵) ہے جو معنوی حقوق کے ثبوت اور ان احکام پر دلالت کرنے والے معتبر دلائل پر مبنی ہے جو اس قرارداد کی بنیاد ہیں۔
- عینی حقوق اور شخصی حقوق میں فرق کی دلیل معاصر فقہاء کی ذکر کردہ یہ دلیل ہے کہ فقہ اسلامی نے ان دونوں حقوق کے درمیان ان تمام مسائل میں امتیاز کیا ہے جو اس فرق کا تقاضہ کرتے ہیں۔[۱]
- حقوق کو ثابت کرنے والے قاعدہ کی دلیل، خواہ وہ مادّی حقوق ہوں یا معنوی حقوق، رسول اللہ ﷺ کی یہ حدیثِ مبارک ہے: ”لا ضرر ولا ضرار“۔[۲]
- شریک اور پڑوسی کے لیے حقِ شفعہ کی دلیل سنتِ نبویہ ہے، صحیح بخاری میں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: ”رسول اللہ ﷺ نے ہر غیر تقسیم شدہ (بیچی گئی زمین) میں شفعہ کا فیصلہ فرمایا“۔[۳] مؤطا میں حضرت ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن سے روایت ہے کہ ”رسول اللہ ﷺ نے اس زمین میں شفعہ کا فیصلہ فرمایا جو شرکاء میں تقسیم نہ ہوئی ہو، جب حدود واقع ہو جائیں اور

(۱) دیکھیں: شیخ مصطفی الزرقاء: المدخل الی نظریۃ الالتزام ۲/ ۳۴۔

(۲) اس حدیث کو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے مؤطا میں ص: ۴۶۴، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ ۱/ ۳۱۳، اور ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ (۲/ ۷۸۴) نے روایت کیا ہے۔

(۳) صحیح بخاری، حدیث نمبر ۲۲۵۷۔

راستے الگ ہو جائیں تو شفعہ نہیں ہے"۔ (۱) صحیح مسلم کے الفاظ ہیں: "رسول اللہ ﷺ نے ہر غیر تقسیم شدہ شرکت میں شفعہ کا فیصلہ فرمایا، خواہ وہ زمین ہو یا باغ، اس کے لیے اپنے شریک کو بتائے بغیر بیچنا جائز نہیں ہے، اگر شریک چاہے تو اسے لے، اور اگر وہ چاہے تو چھوڑ دے، اگر اس نے بتائے بغیر بیچ دیا تو شریک اس کا زیادہ حقدار ہے"۔ (۲) اور یہ روایت ہے کہ: "گھر کا پڑوسی گھر کا زیادہ حقدار ہے"۔ (۳) آخری حدیث کو ملکیت میں شریک یا سہولیات میں مشترک پڑوسی پر محمول کر کے دونوں احادیث کو جمع کیا جائے گا۔

- حقِ شرب [پانی سے سیرابی کے حق] کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے ﴿هٰذِهٖ نَاقَةٌ لَّهَا شِرْبٌ وَّلَكُمْ شِرْبُ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ﴾ (۴) (یہ اونٹنی ہے۔ پانی پینے کے لیے ایک باری اس کی ہوگی، اور ایک معین دن میں ایک باری تمہاری)۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَنَبِّئْهُمْ اَنَّ الْمَآءَ قِسْمَةٌ بَيْنَهُمْ كُلُّ شِرْبٍ مُّحْتَضَرٌ﴾ (۵) (اور ان کو بتادو کہ (کنویں کا) پانی اُن کے درمیان تقسیم کر دیا گیا ہے۔ ہر پانی کا حقدار اپنی باری میں حاضر ہوگا)۔ جبکہ شرعاً اس کا معنی زمین، درخت یا کھیتی کی سیرابی کا فائدہ اٹھانے کی باری ہے۔ اور کھیتی اور درخت کی سیرابی کے ساتھ مخصوص حقِ شرب کے مقابلہ میں حقِ شَفَہ ہے جو کہ انسان اور حیوان کے پینے اور وضو، غسل اور اس جیسے کاموں کے لیے پانی کی منفعت کے ساتھ خاص ہے (۶)۔ اور شریعتِ اسلامیہ میں پانی کا ایک خاص نظام ہے، رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کی وجہ سے: "لوگ تین چیزوں میں شریک ہیں: پانی، گھاس اور آگ"۔ (۷)
- تحجیر اور حقِ سبقت کی دلیل سنت میں وارد ہوئی ہے، علامہ ابن قدامہ رحمہ اللہ نے فرمایا: (جس نے کسی

(۱) مؤطا، حدیث نمبر ۱۴۲۰۔
(۲) اس حدیث کو احمد رحمہ اللہ ۲۰۰۸۸، ابوداؤد رحمہ اللہ ۳۵۱۷، اور ترمذی رحمہ اللہ (۱۳۶۸) نے روایت کیا ہے۔
(۳) صحیح بخاری، مع فتح الباری: ۱۲/ ۳۴۵۔
(۴) سورۃ الشعراء: ۱۵۵۔
(۵) سورۃ القمر: ۲۸۔
(۶) بدائع الصنائع: ۶/ ۱۸۸ - ۱۹۲۔
(۷) مسند احمد: ۵/ ۳۶۴۔

ارضِ موات کی تحجیر کی، اور اسے آباد کرنا شروع کیا اور اسے پورا آباد نہیں کیا تو وہ اس کا زیادہ حقدار ہے، نبی کریم ﷺ کے اس ارشاد مبارک کی وجہ سے کہ: "جس نے کسی ایسی چیز کی طرف سبقت کی جس کی طرف کسی مسلمان نے سبقت نہ کی ہو تو وہ اس کا زیادہ حقدار ہے"[1]۔ اگر اس نے اپنا یہ حق کسی شخص کی طرف منتقل کردیا تو وہ دوسرا شخص اس کا زیادہ حقدار ہے، کیونکہ صاحبِ حق نے اسے ترجیح دی ہے، اور اس کا انتقال ہوگیا تو یہ حق اس کے ورثاء کی طرف منتقل ہوجائے گا، رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کی وجہ سے: "جس نے کوئی مال یا حق چھوڑا تو وہ اس کے ورثاء کے لیے ہے"۔ اور اگر اس نے اسے فروخت کیا تو یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ وہ اس کا مالک نہیں ہے، لہٰذا حقِ شفعہ کی طرح اس کی بیع صحیح نہیں ہے، اور اس کی بیع کے جواز کا احتمال ہے کیونکہ وہ اس کا زیادہ حقدار بن گیا ہے)[2]۔ علامہ مرداوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: (جس نے کسی موات کی تحجیر کی جس کا وہ مالک نہیں ہے، وہ اس کا زیادہ حقدار ہے، اس کے بعد اس کا وارث اور جس کی طرف وہ منتقل کرے اس میں کوئی نزاع نہیں ہے، اور اسے بیچنے کا اختیار نہیں ہے، اور یہی مذہب ہے۔ اور کہا گیا ہے کہ اس کی بیع جائز ہے، یہ ابو الخطاب کا احتمال ہے، اور المحرّر، الرعایتین، اور الحاوی الصغیر میں اسے مطلق رکھا ہے)[3]۔

- حق کے بے جا استعمال کے عدمِ جواز کی دلیل قرآن اور سنت ہیں؛ لہٰذا قرآن کریم میں عدل وانصاف اور ظلم نہ کرنے کے وجوب پر دلالت کرنے والی بہت سی آیات ہیں، اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے ﴿خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ﴾[4] ((اے پیغمبر!) درگذر کا رویہ اپناؤ، اور (لوگوں کو) نیکی کا حکم دو، اور جاہلوں کی طرف دھیان نہ دو)۔ جبکہ سنت میں ہم یہ حدیث پاتے ہیں: (اللہ تعالیٰ نرم خو شخص پر رحم فرمائے جب وہ بیچتا ہے، جب وہ خریدتا ہے اور جب وہ تقاضہ کرتا ہے)۔

(۱) ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سنن میں اس کی تخریج کی ہے۔

(۲) الکافی لابن قدامہ: ۲/ ۳۹۴۔

(۳) الانصاف، مرداوی: ۶/ ۳۷۳، ۳۷۴۔

(۴) سورۃ الاعراف: ۱۹۹۔

- عقدِ بیع میں ملکیت محفوظ رکھنے کی شرط کے عدمِ جواز کی دلیل یہ ہے کہ ملکیت منتقل ہونا عقدِ بیع کا اثر ہے، لہٰذا اس کا عقدِ بیع پر مرتب نہ ہونا جائز نہیں ہے، اور مجمع الفقہ الاسلامی جدہ کی قرارداد نمبر ۵۱ (۶/۲) نے اسے مؤکد کیا ہے۔ اور اس کی عبارت یہ ہے: (بیع کے بعد بیچنے والے کے لیے مبیع کی ملکیت محفوظ رکھنے کا حق نہیں ہے، لیکن بیچنے والے کے لیے مؤجل اقساط کی وصولی میں اپنے حق کے ضمان کے لیے خریدار پر یہ شرط لگانا جائز ہے کہ وہ مبیع کو بیچنے والے کے پاس رہن رکھوادے)۔
- حقِ حبس کی دلیل قرآن اور سنت ہیں۔ کتاب اللہ میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان: ﴿وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا عُوقِبْتُمْ بِهِ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِلصَّابِرِينَ﴾[1] (اور اگر تم لوگ (کسی کے ظلم کا) بدلہ لو تو اتنا ہی بدلہ لو جتنی زیادتی تمہارے ساتھ کی گئی تھی۔ اور اگر صبر ہی کرلو تو یقیناً یہ صبر کرنے والوں کے حق میں بہت بہتر ہے)۔ آیتِ کریمہ 'مثل' یعنی برابری کے ساتھ معاملہ کرنے کے جواز پر دلالت کرتی ہے، اور اس بناء پر انسان کو مال روکنے کا حق ہے یہاں تک کہ وہ دوسروں کے پاس موجود اپنے حقوق حاصل کرلے۔ اور سنت کی دلیل نبی کریم ﷺ سے مروی یہ روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: (تم میں سے بہترین وہ لوگ ہیں جو حق کی ادائیگی میں زیادہ اچھے ہیں)[2]۔
- حقِ خیارات کا عوض لینے کے عدمِ جواز کی دلیل مجمع الفقہ الاسلامی کی قرارداد نمبر ۶۳ (۷/۱) ہے جو معتبر دلائل پر مبنی ہے۔
- معیار کے شق (۱۰) میں مذکور حقوقِ مجرّدہ کی بیع کے عدمِ جواز کی دلیل ان اشیا میں مالیت کا متحقق نہ ہونا، اور اس کے ساتھ غرر اور جہالت کا وجود ہے۔

(۱) سورۃ النحل: ۱۲۶۔

(۲) اس کی تخریج امام نسائی رحمہ اللہ نے اپنی سنن میں کی ہے، علامہ سیوطی رحمہ اللہ کی شرح کے ساتھ ص: ۳۱۸۔

ضمیمہ (ج)

فرہنگ

حقِ ارتفاق

حقِ ارتفاق زمین پر کسی دوسری زمین کی منفعت کے لیے مقرر حق ہے۔

حقِ شِرب

شِرب (شین کے زیر کے ساتھ) کا معنی لغت میں "پانی کا حصہ" ہے، جبکہ شرعاً اس کا معنی زمین، درخت یا کھیتی کو سیراب کرنے کے انتفاع کی باری ہے۔

پانی کی گذرگاہ کا حق

یہ پانی کی گذرگاہ سے دُور والی زمین کے مالک کا اپنی زمین سیراب کرنے کے لیے اپنے پڑوسی کی زمین میں سے پانی گذارنے کا حق ہے۔

پانی بہانے کے راستے کا حق

یہ کسی شخص کی ملکیت میں زائد پانی کو دوسرے کی ملکیت میں سے بہانے کا حق ہے۔ پانی بہانے کا راستہ، پانی کی گذرگاہ سے اس معنی میں مختلف ہے کہ پانی بہانے کا راستہ پانی لانے کے لیے ہے، جبکہ پانی کی گذرگاہ زمین سے غیر مفید پانی دُور کرنے کے لیے ہے۔

گذرنے کا حق

یہ اندرونی زمین (جسے دوسروں کی زمینوں نے گھیرا ہوا ہو) والے شخص کا ایسے راستے سے اپنی زمین

تک پہنچنے کا حق ہے جس میں وہ چل سکے، خواہ راستہ عام ہو جو کسی کا مملوک نہ ہو، یا خاص ہو جو کسی کا مملوک ہو۔

بلندی کا حق

بلندی کا حق کسی شخص کا یہ حق ہے کہ وہ اپنی تعمیر دوسرے کی تعمیر کے اوپر کر سکے، اس طرح کہ وہ عملی طور پر اسے اس کے اُوپر بنائے، جیسا کہ ایسے بنے ہوئے گھر میں ہوتا ہے جس میں ایک منزل زیریں ہو اور دوسری بالائی، اور ہر منزل اس معنی میں کسی شخص کی مملوک ہو کہ زیریں منزل ایک مالک کی ہو اور بالائی منزل دوسرے مالک کی ہو۔

شفعہ

فقہاء کے عرف میں شفعہ ایک شریک کے دوسرے شریک کی فروخت کردہ زمین کو اس قیمت کے عوض لینے کا حق ہے جس پر اس نے فروخت کیا ہے۔

معنوی حقوق

معنوی حق کسی شخص کی ایسی چیز پر قدرت واختیار ہے جو معنوی اور غیر مادی ہو جیسا کہ افکار اور اختراعات۔ اور مجمع الفقہ الاسلامی جدہ کی قرارداد نمبر ۴۳ (۵/۵) معنوی حقوق کے موضوع پر جاری ہو چکی ہے جو کہ تجارتی نام، تجارتی عنوان، تجارتی علامت، تالیف اور ایجاد ہیں۔ انہیں اصحابِ حقوق کے ساتھ خاص حق شمار کیا گیا ہے، اور ان کی معتبر مالی قیمت ہے، نتیجتاً شرعی لحاظ سے ان حقوق کا اعتبار کیا جاتا ہے، اور ان پر دراندازی اور زیادتی جائز نہیں ہے۔

انتفاع کے حقوق

فقہی مفہوم کے مطابق حقِ انتفاع کسی شخص کا دوسرے کی مملوکہ عین پر ایسا محدود وقتی حق ہے جو اسے نفع حاصل کرنے کی مدت کے دوران اس عین کے استعمال، اس سے پیداوار کے حصول اور اس کی منفعت میں تصرّف کا حق دیتا ہے، چیز کی ذات میں نہیں۔ جمہور فقہاء شافعیہ، مالکیہ اور حنابلہ ملکِ منفعت اور ملکِ انتفاع کے مابین امتیاز کرتے ہیں، لہٰذا تملیکِ انتفاع سے نفع کا حقدار کا خود براہِ راست نفع اٹھانا مراد ہوتا

ہے۔ جبکہ تملیکِ منفعت اس سے زیادہ عام اور زیادہ شامل ہے، اس سے وہ خود براہِ راست نفع حاصل کرتا ہے، اور دوسرے کو بھی کسی عوض کے ساتھ جیساکہ اجارہ یا بلا عوض جیساکہ بطورِ عاریت انتفاع پر قدرت دے سکتا ہے۔

حق الحکر

حِکر طویل مدتی اجارہ پر دی گئی موقوفہ زمین پر مرتب ایسا حق ہے جس میں حقِ حکر لینے والا [مستحکر] وقف کو زمین کی قیمت کے قریب پیشگی رقم ادا کرتا ہے جو اس کی تعمیر یا اس کی عمارتوں کی اصلاح و مرمّت میں استعمال کی جاتی ہے، اور ایک معمولی رقم بھی مقرر کی جاتی ہے جو وقف کی جہت کے لیے حقِ حکر لینے والا [مستحکر] سے یا اس شخص سے سالانہ وصول کی جاتی ہے جس کی طرف حکر کا حق منتقل ہوتا ہو۔

کمپنی کا سرمایہ بڑھانے کی صورت میں حصص لینے کے لیے ترجیحی حق

یہ اس بات کی صراحت ہے کہ کمپنی کا سرمایہ بڑھانے کی صورت میں قدیم حصص مالکان کو نقد قیمتِ اسمیہ پر حصص لینے کا ترجیحی حق حاصل ہوگا۔

گھر یا دکان میں حقِ خُلو

اس سے مراد گھر یا دکان میں باقی رہنے کا حق ہے۔

تجارتی اجازت نامہ [لائسنس]

یہ ایسا حق ہے جو حکومت بعض تاجروں کو معین سرگرمیوں میں کام کرنے کے لیے دیتی ہے۔

حقِ تحجیر

یہ کسی زمین کا قبضہ لینا اور اسے علامات یا دیوار کے ساتھ نشان زد کرنا ہے۔ تحجیر، اختصاص اور دوسروں سے زیادہ حقدار ہونے کا فائدہ دیتی ہے، یعنی جس شخص نے کسی زمین کی تحجیر کی تو وہ اسے آباد کرنے کا زیادہ حقدار ہے، لیکن مالک بننے کا فائدہ نہیں دیتی۔

تصرّف

تصرّف ایسی صلاحیت ہے جسے شریعت یا عرف یا قانون نے صاحبِ حقوق کے اپنے حقوق میں استعمال کے لیے رکھا ہے۔ اور یہ تصرّف کسی عوض کے ساتھ جیسا کہ عام بیع اور اجناس کی باہم بیع [مقایضہ] یا بلا عوض جیسا کہ ہبہ، وصیت یا اسقاط کے ذریعہ، اپنا حق دوسرے کی طرف منتقل کرنے کے ذریعہ ہوتا ہے۔

حق کا بے جا استعمال

یہ حق کا ایسا استعمال ہے جس کی وجہ سے عام طور پر دوسرے کو خلافِ معمول زیادہ نقصان ہوتا ہے۔

تقادم

یہ زمانہ گذرنے سے حق کا سقوط ہے، اور شریعت میں حقوق زمانہ گذرنے سے ساقط نہیں ہوتے۔

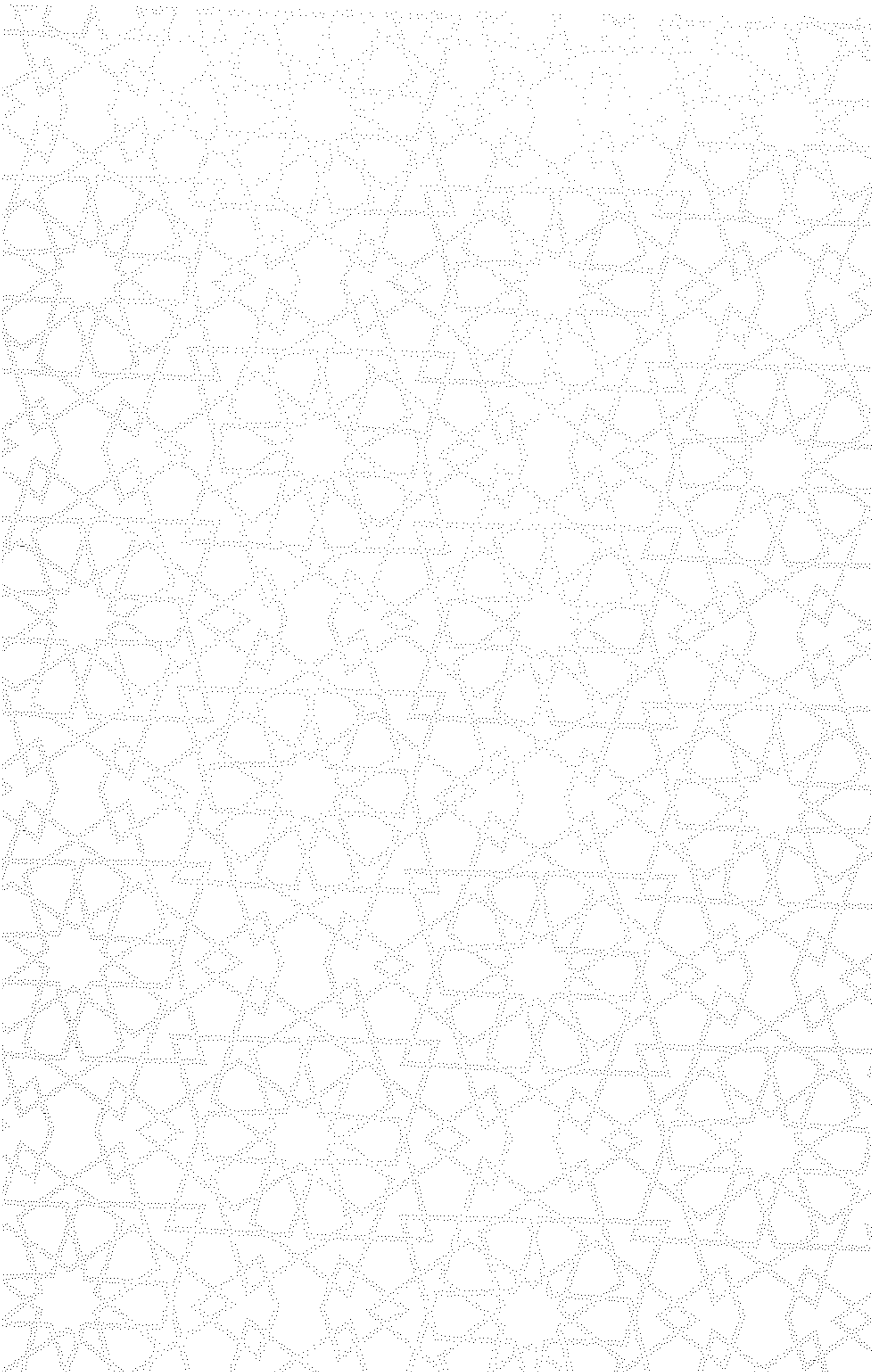

دیوالیہ ہونا

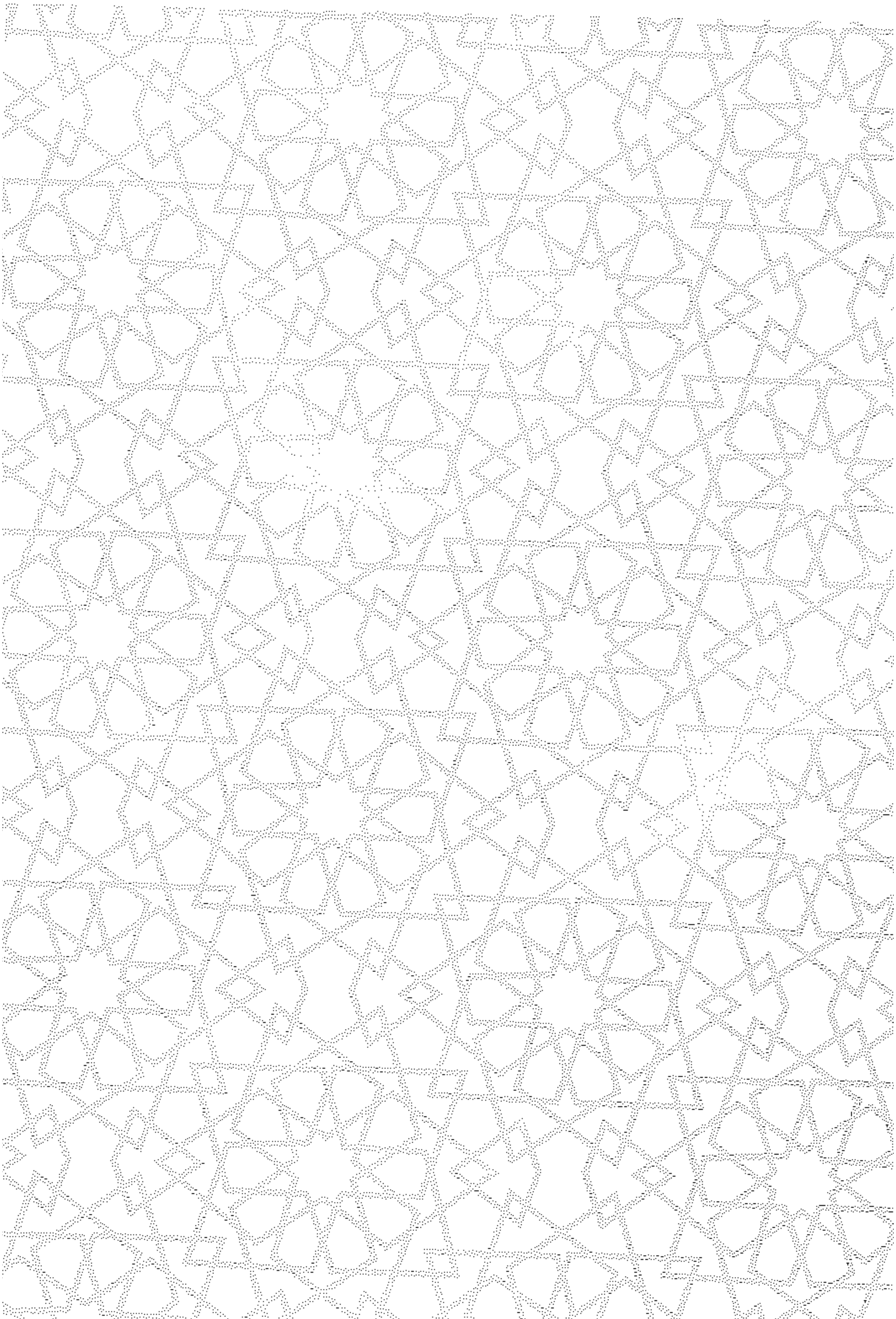

فہرست

دیباچہ ۱۱۰۸

معیار کا متن ۱۱۰۹

۲- دیوالیہ ہونے اور دیوالیہ قرار دیے جانے کی تعریف ۱۱۰۹

۳- دیوالیہ ہونے کا شرعی حکم ۱۱۰۹

۴- دیوالیہ ہونے کے مراحل ۱۱۱۰

۵- دیوالیہ قرار دیے جانے کے اثرات ۱۱۱۲

۶- مدیون کے دیوالیہ ہونے کی صورت میں فروخت کی گئی چیز کو واپس لینے کا حق ۱۱۱۴

۷- دیوالیہ کے اثاثہ جات میں سے کس چیز کو فروخت کر دیا جائے اور کون سی چیز اس کے پاس رہنے دی جائے ۱۱۱۴

۸- دیوالیہ کے مال و متاع کی دائنین میں تقسیم ۱۱۱۵

۹- خصوصی طور پر اداروں سے متعلق عملی صورتیں ۱۱۱۶

۱۰- دیوالیہ سے حکم امتناعی اٹھانا ۱۱۱۷

۱۱- معیار کے اجرا کی تاریخ ۱۱۱۸

معیار کی منظوری ۱۱۱۹

ضمیمہ جات

ضمیمہ (الف) معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد ۱۱۲۰

ضمیمہ (ب) شرعی احکام کی بنیادیں ۱۱۲۲

ضمیمہ (ج) فرہنگ ۱۱۲۶

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على أشرف المرسلين، سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه أجمعين.

دیباچہ

اس معیار میں دیوالیہ ہونے اور اُس سے قبل پیش آنے والے حالات کے احکام بیان کرنا مقصود ہے خواہ اُس سے دوچار ہونے والے ادارے ہوں یا کمپنیاں یا ایسے افراد جن کے ساتھ اداروں[1] کا لین دین ہو، خواہ وہ شخص تاجر ہو یا غیر تاجر۔

والله الموفق...

(۱) "ادارہ/ادارے" کی اصطلاح یہاں اختصار کی غرض سے اسلامی مالیاتی اداروں کے لیے استعمال کی گئی ہے جن میں اسلامی بینک بھی شامل ہیں۔

معیار کا متن

۱- معیار کا دائرۂ کار

یہ معیار اُن شرعی احکام کا احاطہ کرتا ہے جو دیوالیہ ہونے سے متعلق ہیں، جس میں دیوالیہ ہونے کے نتائج اور اس کے نتیجے میں اداروں یا ان کے گاہکوں پر مرتب ہونے والے اثرات شامل ہیں، خواہ وہ گاہک اداروں کی صورت میں ہوں یا افراد کی صورت میں، خواہ وہ تاجر ہوں یا غیر تاجر۔ نیز اس معیار میں کسی ادارے پر دیوالیہ ہونے کا حکم لگانے اور اس کے اثرات کے متعلق شرعی احکام بھی بیان ہوں گے، خصوصاً دیوالیہ ہونے والے ادارے کے ساز و سامان کی فروخت اور پھر ان رقوم کی دائنین میں تقسیم اور اس امر کی وضاحت کہ دیوالیہ پن کن امور سے ختم ہوتا ہے۔

یہ معیار تنگدستی [اِعسار، فقہی اعتبار سے] اور سرمایہ [liquidity] کی کمی کو شامل نہیں ہے اور نہ ہی کسی کے حق ادا کرنے میں اس طرح کی ٹال مٹول کو شامل ہے جس میں دیوالیہ ہونے کا حکم نہیں لگایا جاتا۔

۲- دیوالیہ ہونے اور دیوالیہ قرار دیے جانے کی تعریف

دیوالیہ ہونا [اِفلاس، insolvency]: جب فوری ادا کیے جانے والے دَین مدیون [debtor] کے مال سے تجاوز کر جائیں تو اسے دیوالیہ پن کہا جاتا ہے۔

دیوالیہ قرار دیا جانا [تفلیس]: قاضی کا مدیون کو دیوالیہ قرار دینے کا فیصلہ صادر کرنا جس میں اسے اپنے مال میں تصرف کرنے سے منع کیا جائے۔

۳- دیوالیہ ہونے کا شرعی حکم

۱/۳ جس شخص کا دَین اس کے مال سے زیادہ ہو اس پر دیانتاً لازم ہے کہ وہ خود کو ہر ایسے تصرف سے روک دے جو دائنین کے لیے نقصان دہ ہو اگرچہ اس کے بارے میں دیوالیہ ہونے کا

حکم صادر نہ ہوا ہو۔

۲/۳ متعلقہ اداروں کی یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ جس شخص کا دَین اس کے مال سے تجاوز کر جائے اس کے دیوالیہ ہونے کا اعلان کریں اور دائنین کے مطالبہ پر اس کے اپنے مال میں تصرف کرنے پر پابندی لگائیں جس میں شق ۳/۴ میں ذکر کردہ شرائط کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔

۳/۳ جب کسی مدیون کو دیوالیہ قرار دیا جائے تو سرکاری طریقے کے مطابق اس فیصلہ کی توثیق اور اس پر گواہ بنانا ضروری ہیں۔

۴- دیوالیہ ہونے کے مراحل

۱/۴ پہلا مرحلہ: دائنین کا مدیون سے اپنے اپنے دیون کے تناسب (قسمة الغرماء) سے رقوم کی ادائیگی کا مطالبہ کرنا اور متعلقہ اداروں کی مدد سے اسے کسی کو مال عطیہ کرنے، ادھار دینے اور کسی کو نوازنے کے لیے حقیقی قیمت سے زیادہ پر کسی چیز کے خریدنے یا اس سے کم پر بیچنے سے منع کرنا۔

۲/۴ دوسرا مرحلہ: اگر مدیون دائنین کو ان کے دیون کی ادائیگی سے منع کرتا ہے تو انہیں یہ حق حاصل ہے کہ وہ اسے دیوالیہ قرار دینے کے لیے عدالت سے رجوع کریں۔ نیز وہ متعلقہ سرکاری اداروں سے مندرجہ ذیل امور کی کارروائی کے لیے مدد طلب کر سکتے ہیں:

۱/۲/۴ تبرّعات کرنے سے روکنا۔

۲/۲/۴ کسی کو قرض دینے سے روکنا۔

۳/۲/۴ خرید و فروخت میں کسی کے ساتھ رعایت سے روکنا۔

۴/۲/۴ کسی ایسے شخص کے لیے مالی اقرار کرنے سے روکنا جس کی بنا پر اسے مورد الزام ٹھہرایا جا سکتا ہو، اس سے مراد چوتھے درجہ تک کی رشتے داری ہے، یہ اس حالت میں ہے جب کوئی فرد مدیون ہو اور اگر وہ مدیون ادارہ کی صورت میں ہو تو جو رشتے داری کے حکم میں ہو اُس کے لیے اقرار کرنے سے روکنا، مثلاً وہ تمام ادارے اور کمپنیاں جو

ایک ہی گروپ کے تحت ہیں وہ رشتے داری کے حکم میں ہیں یا وہ ادارہ جو مدیون اداراے کے تابع ہے۔

۴/۲/۵ جس دَین کی ادائیگی کا وقت ابھی باقی ہے اس کے چکانے سے روکنا۔

۴/۲/۶ صرف بعض دائنین کا دَین اتارنے یا ان کے ساتھ خرید و فروخت میں رعایت کرنے سے روکنا۔

۴/۲/۷ جو سفر دائنین کے لیے نقصان دہ ہو اس سے روکنا۔ ہاں اگر کوئی شخصی ضمانت لے کہ بوقتِ ضرورت وہ اسے پیش کرنے کا ذمہ دار ہوگا یا بعض دیگر حضرات اس کی کفالت لیں تو پھر سفر میں کوئی ممانعت نہیں۔

۴/۳ مدیون کو دیوالیہ قرار دینے کی شرائط درجِ ذیل ہیں

۴/۳/۱ فوری ادا کیے جانے والے دیون سے مدیون کا مال کم پڑ جانے کی وجہ سے دائنین کا اسے دیوالیہ قرار دینے کی درخوست دائر کرنا، جس میں شق ۵/۶ کی رعایت کرنا ضروری ہے۔

۴/۳/۲ یا خود مدیون کی جانب سے اسے دیوالیہ قرار دینے کی درخواست دائر کرنا۔ ہاں اگر متعلقہ عدالت یہ سمجھتی ہے کہ اس طرح کی کارروائی دائنین کو دھوکہ دینے کے لیے کی جارہی ہے تو پھر اسے مذکورہ عمل سے روکا جاسکتا ہے۔

۴/۴ دائنین کی یہ ذمہ داری نہیں ہے کہ وہ ثابت کریں کہ صرف ہم ہی دائن ہیں اُن کے علاوہ کوئی اور نہیں ہے۔ اگر اُن کے درمیان دَین تقسیم کرنے سے قبل کوئی اور دائن سامنے آجاتا ہے تو وہ بھی اُن کے ساتھ شریک ہوجائے گا اور اگر تقسیم کرنے کے بعد سامنے آتا ہے تو شق (۸) میں بیان کردہ حکم کو دیکھا جائے جس میں قانونی کارروائی کی رعایت کرنا ضروری ہے جو شریعت اسلامیہ کے احکام اور اس کے بنیادی اصولوں سے متصادم نہ ہو۔

۴/۵ صرف عدالت ہی کے ذریعے کسی کو دیوالیہ قرار دیا جاسکتا ہے۔

۵- دیوالیہ قرار دیے جانے کے اثرات

مدیون کو دیوالیہ قرار دیے جانے کے مندرجہ ذیل اثرات ہیں:

۱/۵ مدیون کو دیوالیہ قرار دیے جانے اور اس کے اثاثہ جات پر حکمِ امتناعی جاری کرنے کے بعد اگر وہ کسی کے لیے دَین وغیرہ کا اقرار کرتا ہے تو اس کا اقرار قابلِ قبول نہیں ہوگا، خواہ وہ دَین جس کا اقرار کیا گیا دیوالیہ ہونے سے پہلے کا ہو یا بعد کا۔ البتہ اگر دائن اس بات کی تصدیق کردیں کہ اس کا دَین دیوالیہ ہونے کے اعلان سے پہلے کا ہے، تو پھر وہ اقرار قابلِ قبول ہوگا۔

۲/۵ حکمِ امتناعی کے وقت مدیون کے جتنے اثاثہ جات ہیں اُن تمام سے دائنین کے قرض کا تعلق ہوگا، نیز وہ مال ومتاع بھی اس میں شامل ہوگا جو معاملات کے بغیر اُس کی ملکیت میں آیا، مثلاً تحائف وغیرہ۔ یہ سارا مال اُس کی ملکیت میں رہے گا یہاں تک کہ دائنین کے درمیان تقسیم کرنے کے لیے اسے بیچ نہیں دیا جاتا۔

۳/۵ اعلان کے بعد مدیون کا کسی قسم کا مالی تصرف نافذ نہیں ہوگا، مثلاً خرید وفروخت، ہبہ اور وقف۔ البتہ ایسے تصرفات جو سابقہ معاملات کے متعلق ہیں وہ اس سے مستثنیٰ ہیں، مثلاً عیب کی وجہ سے یا خیارِ شرط کی وجہ سودا منسوخ کرنا۔ عدمِ نفاذ کا مذکورہ حکم اس مشتبہ عرصے کا بھی احاطہ کرتا ہے جو دیوالیہ قرار دیے جانے سے قبل کا کچھ وقت ہوتا ہے جیسا کہ متعلقہ ادارے اس کا تعیّن کردیں۔

۴/۵ دیوالیہ قرار دیے جانے کے بعد تمام نئے معاملات مدیون کے ذمہ ہوں گے، یعنی وہ تمام معاملات جو خرید وفروخت یا اقرار یا ضمان کے نتیجے میں اس پر واجب الادا ہوئے۔ لیکن نئے معاملات کا تعلق اُس مال سے نہیں ہوگا جس میں وہ دیوالیہ ہوا اور جسے تقسیم کیا جانا ہو، بلکہ پابندی اٹھائے جانے کے بعد اُس سے مطالبہ کیا جائے گا۔ لہٰذا ان میں سے کوئی بھی یہ مطالبہ نہیں کرسکتا کہ مجھے بھی اپنے حقوق کے حصول میں دائنین کے ساتھ شامل کیا جائے۔

۱/۵/۵ جن دائنین کے دَین مؤجل ہیں، ان کی مدت ابھی باقی ہے وہ بھی دیوالیہ کے مال کی تقسیم میں ویسے ہی حقدار ہیں جیسے دیگر دائن ہیں جن کے دَین کی مدت آچکی، البتہ یہ حضرات مدیون کو دیوالیہ قرار دینے کا مطالبہ نہیں کر سکتے۔

۲/۵/۵ اگر کرایہ دار مدتِ اجارہ کے دوران دیوالیہ قرار پاتا ہے تو کرایہ پر دینے والا کرایہ کے مطالبہ میں بقیہ تمام دائنین کے ساتھ برابر کا شریک ہوگا۔ یہ اُس عرصہ کے کرایہ کی بات ہے جس میں منفعت حاصل ہو چکی۔ جہاں تک آئندہ عرصہ کی بات ہے اگر وہ چاہے تو عقدِ اجارہ کو یہیں پر منسوخ کر دے اور اگر چاہے تو اسے باقی رکھے اور اُس مدت کے کرایہ کے مطالبہ کے لیے دیگر دائنین کے ساتھ شامل رہے جس میں مدیون کو دیوالیہ قرار دیا جا چکا، اور اس دوران منفعت کے حصول میں کرایہ دار کو کسی قسم کی رکاوٹ نہیں ہونی چاہیے۔ لیکن اگر قاضی یہ سمجھتا ہے کہ دائنین کی بھلائی اجارے کو جاری رکھنے میں ہے تو اس صورت میں کرایہ پر دینے والے مالک کو پوری اجرت دی جائے گی۔

۶/۵ جن لوگوں کے دیون کی ادائیگی کی مدت ابھی باقی تھی مگر مدیون کے دیوالیہ ہونے کی وجہ سے وہ اپنے دَین کے مطالبے میں اُن دائنین کے ساتھ شریک ہو گئے جن کے دیون کی مدت آچکی، اُن کے ساتھ مؤجل دیون کی کمی پر صلح کرنا جائز ہے جب دیگر دائنین اس پر رضامند ہوں۔ اگر مدیون کی طرف سے کسی نے کفالت لی تھی تو دَین کی کمی پر صلح کی صورت میں وہ کفیل اُس رقم کے ادا کرنے کا پابند ہوگا جس پر صلح ہوئی ہے، نہ اُس رقم کا جس کی اُس نے ضمانت لی تھی۔

۷/۵ اگر دیوالیہ نے کسی سے دَین وصول کرنا ہے اور اُس کی مقررہ مدت ابھی باقی ہے تو وہ تب تک واجب الاداء نہیں ہوگا جب تک مدت آ نہیں جاتی، اور اگر اُس کی مدت اعلان سے قبل آچکی ہے تو وہ مدیون کے دیگر اثاثہ جات میں شامل ہوگا جنہیں دائنین پر تقسیم کیا جاتا ہے۔

۸/۵ دیوالیہ کے اثاثہ جات جب دائنین میں تقسیم کر دیے جائیں تو وہ اپنے دیون کی بقیہ رقوم

کے مطالبہ کا قضاء کا اختیار نہیں رکھتے، لیکن دیانتاً مدیون پر واجب ہے کہ وہ اپنے تمام دَین چکائے۔

۶- مدیون کے دیوالیہ ہونے کی صورت میں فروخت کی گئی چیز کو واپس لینے کا حق (حقِ استرداء)

فروخت کنندہ نے اگر دیوالیہ ہونے والے مدیون کو کچھ فروخت کیا اور مبیع کی قیمت میں سے ابھی تک کچھ نہیں لیا تو اسے مبیع واپس لینے کا اختیار حاصل ہے (دیوالیہ قرار پانے والے شخص کے پاس اگر بعینہ مبیع موجود ہے تو بیچنے والے کو یہ حق حاصل ہوتا ہے کہ وہ بعینہ مبیع واپس لے یا دیگر دائنین کے ساتھ اثاثوں کی تقسیم میں شامل ہو، اسے 'حقِ استرداء' کہتے ہیں)۔

۷- دیوالیہ کے اثاثہ جات میں سے کس چیز کو فروخت کر دیا جائے اور کون سی چیز اس کے پاس رہنے دی جائے

۷/۱ متعلقہ ادارے دیوالیہ ہونے والے شخص کا پورا مال و متاع فروخت کر دیں گے، ماسوا ان چند چیزوں کے جن کا ذکر عنقریب آئے گا، خواہ وہ کرنسی کی شکل میں ہو جو دیوالیہ کی کرنسی سے مختلف ہو یا وہ مثلی چیزیں ہوں یا کسی کمپنی کے حصص ہوں، یا تجارتی ساز و سامان یا عام سامان ہو، یا وہ جائیداد کی صورت میں ہو، البتہ اسے فروخت کرنے کے لیے مناسب وقت دیا جانا چاہیے۔ فروخت کرنے میں مذکورہ ترتیب کی رعایت ضروری ہے، نیز زیادہ قیمت کے حصول کی پوری کوشش کیجائے، اور اگر نیلامی کی گئی ہو تو یہ یقین کر لیا جائے کہ اس سے زیادہ قیمت کا حصول ناممکن ہے۔ اگر پہلی دفعہ کی نیلامی مبیع کی اصلی قیمت سے کم ہو تو نیلامی کو پھر سے دہرایا جائے تاکہ مطلوبہ قیمت حاصل ہو سکے، اگر دوسری دفعہ کی نیلامی بھی مبیع کی اصلی قیمت سے کم ہو تو تیسری دفعہ کی نیلامی میں بیچ دیا جائے خواہ قیمت کچھ بھی ہو۔ اگر ممکن ہو تو بہتر یہ ہے کہ عقد میں مناسب مدت کے لیے خیارِ شرط رکھ دیا جائے تاکہ اُس عرصے میں مبیع واپس لینے یا نافذ کرنے کا اختیار حاصل ہو جائے۔

۲/۷ دیوالیہ شخص کے مال میں سے مندرجہ ذیل چیزیں مستثنیٰ ہیں کہ انہیں فروخت نہیں کیا جائے گا: اگر وہ کاریگر ہے تو اس کی صنعت کے آلات۔ اگر وہ تاجر ہے تو وہ ساز وسامان جس کی تجارت جاری رکھنے کے لیے ضرورت پڑتی ہے۔ مناسب رہائش، اگر اس کی رہائش مناسب سے زیادہ بہتر ہے تو اسے فروخت کر کے مناسب رہائش کا انتظام کیا جائے۔ اس کے علاوہ اس کے اور جو اس کے اہل وعیال ہیں ان کے ضروری اخراجات بھی مستثنیٰ ہیں یہاں تک کہ اُس کا دیوالیہ پن ختم ہو جائے اور اس کے مال سے حکم امتناعی اٹھالیا جائے۔

اگر دیوالیہ فرد نہیں بلکہ ادارہ ہو تو اسی طرح کی ضروری اشیا اُس سے بھی مستثنیٰ ہوں گی۔

۳/۷ اگر دیوالیہ قرار دیے جانے والے شخص کا پورا مال ومتاع دیون سے کم پڑ جائے تو اسے کما کر یا کسی سے ادھار لے کر قرض چکانا ضروری نہیں ہے۔

۸- دیوالیہ کے مال ومتاع کی دائنین میں تقسیم

۱/۸ بہتر یہ ہے کہ دیوالیہ ہونے والے شخص کے مال کی تقسیم میں جلدی کی جائے۔ ہاں بہت زیادہ جلدی بھی نہ کی جائے کہ جس کی وجہ سے اسے نقصان ہو اور نہ ہی تمام مال کی بیع مکمل ہونے تک تقسیم کو مؤخر کرنا لازم ہے۔ بلکہ جیسے جیسے مال ہاتھ میں آتا رہے اسے تدریجاً تقسیم کرتے جائیں۔ اگر تمام دائنین مذکورہ طریقۂ کار پر متفق ہو جائیں تو ایسا کرنا واجب ہو گا، البتہ اُس میں دیوالیہ قرار دیے جانے کی قانونی کارروائی کا خیال رکھنا ضروری ہے جو شریعت اسلامیہ کے احکام اور اس کے بنیادی اصولوں سے متصادم نہ ہو۔

۲/۸ قاضی تقسیم کی ابتدا اُس مال سے کرے گا جو دَین کی جنس سے ہو۔

۳/۸ تقسیم میں مندرجہ ذیل امور کی رعایت ضروری ہے:

۱/۳/۸ سب سے پہلے فروخت کرنے والے اور تقسیم کی کارروائی انجام دینے والوں کی اجرت ادا کی جائے، یہ وہ لوگ ہیں جنہیں دیوالیہ ہونے والے مدیون کے ساز وسامان بیچنے کی ذمہ داری سونپی جاتی ہے جن میں سے اُس کمیٹی کا منتظم اور اس

کے معاونین شامل ہیں۔

۸/۳/۲ پھر اُن کو ترجیح دی جائے جن کے دیون کے بدلے کچھ رہن رکھوایا گیا تھا، اس سلسلے میں رہن کے احکام کو ملحوظ رکھا جائے۔

۸/۳/۳ دیوالیہ ہونے والے شخص کی جو چیز اجیر مشترک (کاریگر) اور گاڑی کرایہ پر دینے والے کے ہاتھ میں ہو وہ اسے تب تک اپنے پاس رکھ سکتے ہیں جب تک مال کی تقسیم میں انہیں اُن کی مکمل اجرت موصول نہیں ہو جاتی، اُس کی وصولی کے بعد مذکورہ چیز کو تقسیم میں شامل کر لیا جائے گا۔

۸/۳/۴ دیوالیہ ہونے والے شخص کے مال و متاع میں جو دائن بعینہ اپنا مال پائے وہ اُسے لینے کا دوسروں سے زیادہ حق دار ہے، مثلاً امانتیں، سرمایہ کاری فنڈ، مضاربہ یا وکالہ کا سرمایہ اور دیوالیہ شخص کے علاوہ کسی اور شخص کا ایسے مشارکہ میں حصہ جسے چلانے والی کمپنی دیوالیہ قرار دی جا چکی ہو، اور اگر وہ حصہ دار شریک خود بھی دیوالیہ ہو چکا تو ایسی صورت میں دیوالیہ ہونے کی وجہ سے اس کا حق اس میں ہو گا۔

۸/۳/۵ دیوالیہ شخص کا جو باقی ماندہ مال ہے اسے تمام دائنین میں اُن کے دیون کے تناسب سے تقسیم کر دیا جائے۔

۸/۴ مال تقسیم ہونے کے بعد اگر کوئی اور دَین مدیون پر ظاہر ہوا تو وہ تمام دائنین سے اپنے دَین کا متناسب حصہ ادا کرنے کا مطالبہ کر سکتا ہے خواہ وہ رضامندی سے دیں یا عدالت کے ذریعے۔

۹۔ خصوصی طور پر اداروں سے متعلق عملی صورتیں

۹/۱ دیوالیہ قرار دیے جانے والے ادارے کی مندرجہ ذیل اشیا تقسیم میں شامل ہوں گی:

۹/۱/۱ ادارہ کا کرنٹ اکاؤنٹ، کیونکہ یہ ادارے پر دَین ہے اور یہ اسی تک محدود رہے گا، سرمایہ کاری کرنے والوں پر ادھار چکانے کی ذمہ داری عائد نہیں ہو گی۔

۹/۱/۲ ادارہ پر واجب الاداء تمام دیون۔

۲/۹ تقسیم کیے جانے والے مال و متاع میں سرمایہ کاری کے ایسے فنڈز شامل نہیں ہوں گے جو آمدن اور خرچ کے اعتبار سے ادارے سے بالکل الگ ہوں، مثلاً مقید [restricted] سرمایہ کاری اکاؤنٹ، مختلف فنڈز اور صکوک کے اثاثہ جات۔ بشرطیکہ ادارہ اُن کا کلی یا جزوی طور پر مالک نہ ہو بلکہ اُس کی ذمہ داری بطورِ وکالہ اجرت پر یا بطورِ مضاربہ ان کا انتظام چلانے تک محدود ہو۔

۳/۹ دیوالیہ ہونے کی وجہ سے تقسیم کیے جانے والے مال و متاع میں کسی اور کے اثاثہ جات شامل نہیں ہوں گے جو ادارے کے پاس حفاظت کی غرض سے امانتاً رکھوائے گئے ہوں، مثلاً اس کے پاس رکھوائی گئی مالیاتی دستاویزات اور لاکرز میں موجود اشیاء۔

۱۰- دیوالیہ سے حکمِ امتناعی اٹھانا

۱/۱۰ دیوالیہ سے حاصل ہونے والا مال و متاع جب دائنین میں تقسیم ہو جائے گا تو عدالتی فیصلے کے ذریعے حکمِ امتناعی اٹھ جائے گا جس کی تشہیر عرف و عادات اور وہاں کے قوانین کے مطابق ہونی چاہیے۔

۲/۱۰ حکمِ امتناعی اٹھانے کے بعد اگر دیوالیہ کے پاس ایسا مال و متاع ظاہر ہوا جو تصرف کے بغیر حاصل ہوا ہو، مثلاً تحائف تو اُس پر پھر سے حکمِ امتناعی لگا دیا جائے گا تاکہ اُن پرانے دیون کو چکایا جا سکے جو دیوالیہ ہونے کے اعلان سے پہلے کے ہیں۔ اگر مروجہ قوانین میں کچھ دورانیہ مقرر کیا گیا ہو کہ دوسری دفعہ مدیون کو اتنے عرصے سے پہلے دیوالیہ قرار نہیں دیا جا سکتا تو ایسی صورت میں دیانتاً اُس پر دیون کی ادائیگی واجب رہے گی۔

۳/۱۰ حکمِ امتناعی اٹھ جانے کے بعد اگر دیوالیہ نے پھر سے دَین ذمہ میں لے لیا اور جدید تصرفات کے ذریعے مال کمایا، اور دیوالیہ ہونے کی وجہ سے پھر سے اُس پر حکمِ امتناعی لوٹ آیا، تو جدید مال کی تقسیم میں نئے دائنین کے ساتھ پرانے دائنین میں سے کوئی شریک نہیں ہوگا۔ اگر یہ مال تصرف کے بغیر حاصل ہوا مثلاً تحائف وغیرہ کے ذریعے تو اب اس تقسیم میں

دیانتاً[1] پرانے دائنین بھی شریک ہوں گے۔

-معیار کے اجرا کی تاریخ

یہ معیار ۱۴ جمادی الثانی ۱۴۳۱ھ مطابق ۲۸ مئی ۲۰۱۰ء کو جاری ہوا۔

(۱) یعنی قضاءً پرانے دائنین اس مال پر دعویٰ نہیں کر سکیں گے۔ البتہ مدیون کی ذاتی مذہبی ذمہ داری ہوگی کہ وہ پرانے دائنین کا دین اس مال میں سے ادا کرے۔ (مترجم)

معیار کی منظوری

مجلسِ شرعی کا ستائیسواں اجلاس ۱۲-۱۴ جمادی الثانی ۱۴۳۱ھ مطابق ۲۶-۲۸ مئی ۲۰۱۰ء بحرین میں منعقد ہوا جس میں ”دیوالیہ ہونا“ کے معیار کی منظوری دی گئی۔

ضمیمہ (الف)

معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد

جنرل سیکرٹریٹ نے ۱۴ جمادی الثانی ۱۴۳۰ھ مطابق ۷ جون ۲۰۰۹ء شرعی مشیر کو دیوالیہ ہونے کے بارے میں تحقیقی جائزہ تیار کرنے کی ذمے داری سونپنے کا فیصلہ کیا۔

۲۰ شوال ۱۴۳۰ھ مطابق ۹ اکتوبر ۲۰۰۹ء کو شرعی معیارات کی کمیٹی کا اجلاس دبئی (متحدہ عرب امارات) میں منعقد ہوا جس میں "دیوالیہ ہونا" کے معیار کے مسودہ پر بحث وتمحیص کی گئی اور جو ترامیم کمیٹی نے ضروری سمجھیں انہیں شامل کرلیا گیا۔

اِس معیار کا ترمیم شدہ مسودہ مجلسِ شرعی کے پچیسویں اجلاس میں پیش کیا گیا جو ۲-۴ ذیقعدہ ۱۴۳۰ھ مطابق ۲۱-۲۳ اکتوبر ۲۰۰۹ء بحرین میں منعقد ہوا، مجلس نے جہاں جہاں مناسب سمجھا اس میں ترامیم کیں۔

جنرل سیکرٹریٹ نے ۷ صفر ۱۴۳۱ھ مطابق ۱۱ فروری ۲۰۱۰ء کو بحرین میں جلسۂ سماعت کا انعقاد کیا جس میں مجلسِ شرعی کے ایک ممبر نے دورانِ جلسہ سامنے آنے والے تمام ملاحظات کو بغور سننے کے بعد اُن کے جوابات دیے اور پھر اُن پر تبصرہ پیش کیا۔

مجلسِ شرعی کا چھبیسواں اجلاس ۲۴-۲۶ ربیع الاول ۱۴۳۱ھ مطابق ۱۰-۱۲ مارچ ۲۰۱۰ء بحرین میں منعقد ہوا، جس میں جلسۂ سماعت میں حاضرین کی طرف سے پیش کی گئی ترامیم کی تجاویز پر بحث وتمحیص ہوئی، اور جہاں جہاں مجلس نے مناسب سمجھا اس میں ترامیم کیں۔

مجلسِ شرعی کا ستائیسواں اجلاس ۱۲-۱۴ جمادی الثانی ۱۴۳۱ھ مطابق ۲۶-۲۸ مئی ۲۰۱۰ء بحرین میں منعقد ہوا جس میں معیار کے مسودے پر غور وخوض کرنے کے بعد مجلس نے جہاں جہاں مناسب سمجھا اس میں ترامیم کیں اور پھر اس معیار کو منظور کرلیا گیا۔

شرعی معیارات کی نظرِ ثانی کمیٹی نے ۷ شعبان ۱۴۳۶ھ مطابق ۲۵ مئی ۲۰۱۵ء بحرین میں ہونے والے اجلاس میں اِس معیار پر نظرِ ثانی کی، بحث وتمحیص کے بعد جہاں جہاں عبارت کی تبدیلی مناسب سمجھی وہاں ترامیم کیں اور پھر ترمیم شدہ معیار کو حالیہ شکل میں منظور کرلیا۔

ضمیمہ (ب)

شرعی احکام کی بنیادیں

- جس شخص کے دیون اس کے مال سے تجاوز کر جائیں اُسے اس کے مال میں اِس طرح کے تصرف سے روکنا واجب ہے جو دائنین کے لیے نقصان دہ ہو۔ اس کی دلیل حدیث شریف ہے کہ "جو لوگوں کا مال اس لیے لیتا ہے کہ اسے واپس لوٹا دے اللہ تعالیٰ اُس کی طرف سے ادا فرما دیتا ہے، اور جو اس لیے لیتا ہے کہ اسے ضائع کر دے اللہ تعالیٰ اُس کا مال ضائع فرما دیتا ہے"۔
- جس شخص کے دین اس کے مال سے زیادہ ہو جائیں اُسے دیوالیہ قرار دینے اور اس کے مال میں حکم امتناعی کے اعلان کی دلیل آپ ﷺ کا فعل ہے کہ آپ نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ پر اُن کے مال کے حوالہ سے پابندی لگا دی، اور اُن کا مال فروخت کر کے دائنین میں تقسیم کر دیا۔[1] جمہور فقہاء کا یہی مذہب ہے جن میں امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ بھی ہیں، احناف کے نزدیک مفتی بہ یہی قول ہے، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول اس کے برعکس ہے۔
- تین مرحلوں میں تقسیم کرنا مالکیہ کا مذہب ہے اور اسی پر مروجہ قوانین ہیں۔ دیوالیہ پن میں رائج قوانین کی طرف رجوع اور عدالتی فیصلے کا جاری ہونا ضروری ہے۔
- دیوالیہ قرار دینے کا مطالبہ دائن کر سکتے ہیں جن کے دیون کی ادائیگی کی مقررہ مدت آچکی، اس کی وجہ یہ ہے کہ جن کے دیون کی مدت ابھی باقی ہے انہیں وقت سے پہلے مطالبہ کرنے کا حق نہیں ہوتا، یہاں تک کہ اگر مدیون سے اس قسم کے دین کی ادائیگی کا مطالبہ کیا گیا تب بھی اسے ادا کرنا ضروری نہیں ہے

(1) امام بیہقی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب سنن کبریٰ میں سند متصل اور مرسل سے روایت کیا، صحیح یہ ہے کہ یہ سند مرسل ہے: 6/48 (دیکھیے: تلخیص الحبیر 3/37، جیسا کہ موسوعہ فقہیہ کویتیہ میں آیا ہے 5/301)۔

کیونکہ ادھار کا قیمت میں حصہ ہوتا ہے۔

- مدیون کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ خود کو دیوالیہ قرار دینے کا مطالبہ کرے۔ شوافع کا یہی مذہب ہے۔ کیونکہ اُس کی مالی حالت کے مستحکم ہونے میں اُس کی اپنی مصلحت ہے، دوسروں کو دھوکہ دینے کے لیے خود کو دیوالیہ قرار دلانا قاضی کے مطمئن نہ ہونے کی وجہ سے اس سے مستثنیٰ ہے۔
- دیوالیہ قرار دینے کے لیے عدالتی حکم کے ضروری ہونے کی وجہ آپ ﷺ کا فعل ہے جو حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے، کیونکہ کسی کو دیوالیہ قرار دینے کے لیے غور وفکر اور اجتہاد کی ضرورت ہوتی ہے جو قضا کا منصب ہے۔
- اگر دیوالیہ شخص کسی کے لیے مال کا اقرار کرتا ہے تو وہ دائنین کی تصدیق سے مشروط ہے نیز ملکیت کے منتقل ہونے کے بارے میں اُس کا کوئی تصرف نافذ نہیں ہوگا۔ اِس کی وجہ یہ ہے کہ اس کے اس قسم کے اقدامات سے دائنین کو کسی قسم کا نقصان نہ ہو، کیونکہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ (نہ تو کسی کو نقصان پہنچاؤ اور نہ ہی کسی سے نقصان اٹھاؤ)۔
- تمام نئے تصرفات دیوالیہ کے ذمے قائم رہنے کی وجہ یہ ہے کہ دائنین کا تعلق مدیون کے اُس مال سے ہے جو دیوالیہ قرار دیتے وقت اس کے پاس موجود ہے۔ اِس قسم کے جدید تصرفات کے مدیون کے ذمہ سے متعلق ہونے میں کوئی نقصان نہیں ہے کیونکہ مدیون کا ذمہ التزام کی صلاحیت رکھتا ہے۔

دیوالیہ کے پاس اگر بعینہ مبیع موجود ہے تو دائن کو واپس لوٹانے اور نہ لوٹانے کے حق کے بارے میں فقہاء کے دو موقف ہیں۔ پہلا موقف یہ ہے کہ دیوالیہ کے پاس اگر بعینہ مبیع موجود ہے تو دائن کو اُسے واپس لینے کا حق حاصل ہے، یہ مالکیہ، شوافع، حنابلہ اور سلف رحمہم اللہ میں سے بعض کا مذہب ہے، اور زیادہ تر مروجہ قوانین اسی پر ہیں۔ اِس کی دلیل وہ حدیث ہے جسے امام بخاری رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے[1]: اگر دیوالیہ خریدار کے پاس بعینہ مبیع موجود ہے تو بیچنے والے کو اس کے واپس لینے کا حق حاصل ہے، اور اگر وہ چاہے تو واپس لے اور اگر چاہے تو دیوالیہ کے پاس رہنے دے اور دائنین کے ساتھ مال و متاع کی قیمت کی تقسیم میں شامل ہو جائے، لیکن اس کی مندرجہ ذیل شرائط ہیں:

(۱) فتح الباری ۵: ۲۲، صحیح مسلم ۳: ۱۱۹۳۔

(الف) مبیع کے واپس لینے کے وقت دیوالیہ شخص زندہ ہو، اگر دیوالیہ ادارہ یا کمپنی کی شکل میں ہے تو وہ اُس وقت اپنا کام انجام دے رہا ہو۔

(ب) مبیع کا پورے کا پورا معاوضہ دیوالیہ شخص کو ادا کرنا باقی ہو۔ اگر دیوالیہ شخص نے اُس میں سے کچھ ادا کر دیا تو اب اسے اختیار ہو گا۔

(ج) فروخت کی گئی چیز پوری کی پوری دیوالیہ شخص کی ملکیت میں ہو۔ اگر وہ ساری یا اُس میں سے کچھ ضائع ہو گئی یا بیع یا ہبہ یا وقف کی وجہ سے وہ اُس کی ملکیت سے نکل گئی تو بقیہ چیز کو واپس لینے کا حق ختم ہو جائے گا۔ ہاں اگر فروخت کی گئی چیز مختلف حصوں پر مشتمل ہے اور اُن حصوں کا سودا علیحدہ علیحدہ انجام پایا تو پھر بقیہ حصے واپس لینے کا اختیار رکھتا ہے۔

(د) فروخت کی گئی چیز اپنی اصلی حالت پر ہو کہ وہ کسی دوسری چیز میں اس طرح سے خلط نہ ہو گئی ہو جس کی وجہ سے اسے الگ کرنا مشکل ہو، نہ ہی اس کے اس طرح سے اوصاف تبدیل ہوئے ہوں جس کی وجہ سے اس کا نام تبدیل ہو گیا ہو یا اس کی قیمت کم ہو گئی ہو۔

(ہ) اُس چیز سے کسی اور کا حق متعلق نہ ہو، مثلاً دیوالیہ نے اسے رہن رکھوادیا ہو۔ البتہ جس کے پاس رہن رکھوائی گئی اگر وہ اپنا حق اُس سے ساقط کر کے تعلق ختم کر دے تو پھر واپس لی جاسکتی ہے۔

یاد رہے کہ فروخت کی گئی چیز کو واپس لینے کا مطلب ہے بیع کو فسخ کرنا، وہ اس کے لیے فسخ کا لفظ ادا کرے یا اس کا متبادل لفظ کہے۔ فسخ فوراً ہو سکتا ہے، اس کے لیے نہ کسی قاضی کے فیصلے کی ضرورت ہے اور نہ ہی متعلقہ سرکاری ادارے کی اور نہ ہی کسی ایسی طاقت کی جو اسے واپس دلانے کی قدرت رکھتی ہو۔ اگر فروخت کردہ چیز کی مقدار یا اُس کی قیمت یا وصف کم ہو گئی یا اُس میں کچھ اس طرح کا اضافہ ہو گیا جسے الگ نہیں کیا جاسکتا مثلاً جانور کا فربہ ہونا تو مذکورہ صورتوں میں اسے اسی چیز کے صرف واپس لینے کا اختیار ہو گا اس کے علاوہ نہیں۔ اگر اُس میں کسی ایسی چیز کا اضافہ ہوا جسے الگ کر جاسکتا ہے تو وہ اضافہ دیوالیہ شخص کا ہو گا۔

دیوالیہ شخص کا زمین میں عمارت بنا دینا یا درخت لگا دینا اُس کی واپسی میں رکاوٹ نہیں ہے۔ دائن کو

اختیار ہوگا کہ وہ دیوالیہ کو عمارت گرانے یا درخت اکھاڑنے کا حکم دے اور اُس کارروائی کے نتیجہ میں جو نقصان ہوگا اُس کی ذمہ داری اسی پر عائد ہوگی، اور اگر وہ چاہے تو زمین عمارت یا درخت سمیت واپس لے اور اُن کی قیمت دیوالیہ شخص کو ادا کرے۔ جہاں تک کھیتی باڑی والی زمین کے واپس لینے کی بات ہے تو کھیتی زمین پر بغیر کسی عوض کے تب تک قائم رہے گی جب تک اُس کی کٹائی نہیں ہو جاتی۔

جو فقہاء فروخت شدہ چیز کو واپس لینے کے حق میں نہیں ہیں اُن کی دلیل یہ ہے کہ بخاری اور مسلم کی حدیث اصول کے تقاضوں کے خلاف ہے، وہ یہ ہے کہ فروخت شدہ چیز اب دیوالیہ شخص کی ذمہ داری میں ہے جس سے دائنین کا حق متعلق ہے۔ نیز وہ اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں کہ: ("اگر کوئی شخص مر جائے یا دیوالیہ ہو جائے اور بعض دائنین بعینہ اپنا مال پالیں تو وہ دیگر دائنین کے ساتھ مال کی تقسیم میں برابر کے شریک ہوں گے"۔)[1]

- دیوالیہ شخص کے پاس لوگوں کی جتنی امانتیں جمع ہیں وہ دیوالیہ شخص کے اُس مال میں شامل نہیں ہوں گی جسے دائنین پر تقسیم کیا جاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ دیوالیہ شخص کا مال نہیں ہے جبکہ حکم امتناعی صرف اس کے اپنے مال پر ہے نہ کہ امانتاً رکھوائے گئے اموال پر۔
- حکم امتناعی اٹھانے کے لیے عدالتی فیصلے کا جاری ہونا اِس لیے شرط ہے کہ اس میں غور و فکر اور اجتہاد کی ضرورت ہوتی ہے جو کہ قضاء کا کام ہے جیسا کہ کسی کو دیوالیہ قرار دینے میں بیان ہوا۔

(۱) دار قطنی رحمہ اللہ نے اسے بطور مرسل روایت کیا ہے، اور جو فقہاء فروخت شدہ چیز کو واپس لوٹانے کے حق کے خلاف ہیں وہ حدیث مرسل کو حجت مانتے ہیں، اور وہ حنفی اور بعض سلف صالحین ہیں۔ دیکھیے: موسوعہ فقہیہ ۵/۳۱۱، نیز اس میں اُن فقہاء کے دلائل بھی دیکھے جاسکتے ہیں جو واپس لینے کا حق دیتے ہیں، واپس لینے کے حق کے بارے میں مزید تفصیل اور احکام بھی اس میں ملاحظہ کیے جاسکتے ہیں۔

ضمیمہ (ج)

فرہنگ

سار [تنگدستی]

جو مالی حقوق کسی شخص پر عائد ہو رہے ہوں انہیں فوری طور پر ادا کرنے کی قدرت نہ ہونا۔

نصان سے بچاؤ یا حفظِ ما تقدم یا احتیاطی تدابیر کی غرض سے پابندی عائد کرنا

یہ پابندی کی فوری اور آسان سی قسم ہے جس کا مقصد مدیون کا مال عدالت کے زیر نگرانی لانا ہوتا ہے تاکہ دائن کسی ایسے خطرے سے دوچار نہ ہو جس کی وجہ سے اس کا دین ڈوب جائے۔[1]

(۱) معجم مصطلحات الشریعۃ والقانون، ڈاکٹر عبد الواحد کرم ۱۵۶۔

شرعی معیار نمبر (۴۴)

سیّال سرمایہ [liquidity]
حصول اور استعمال

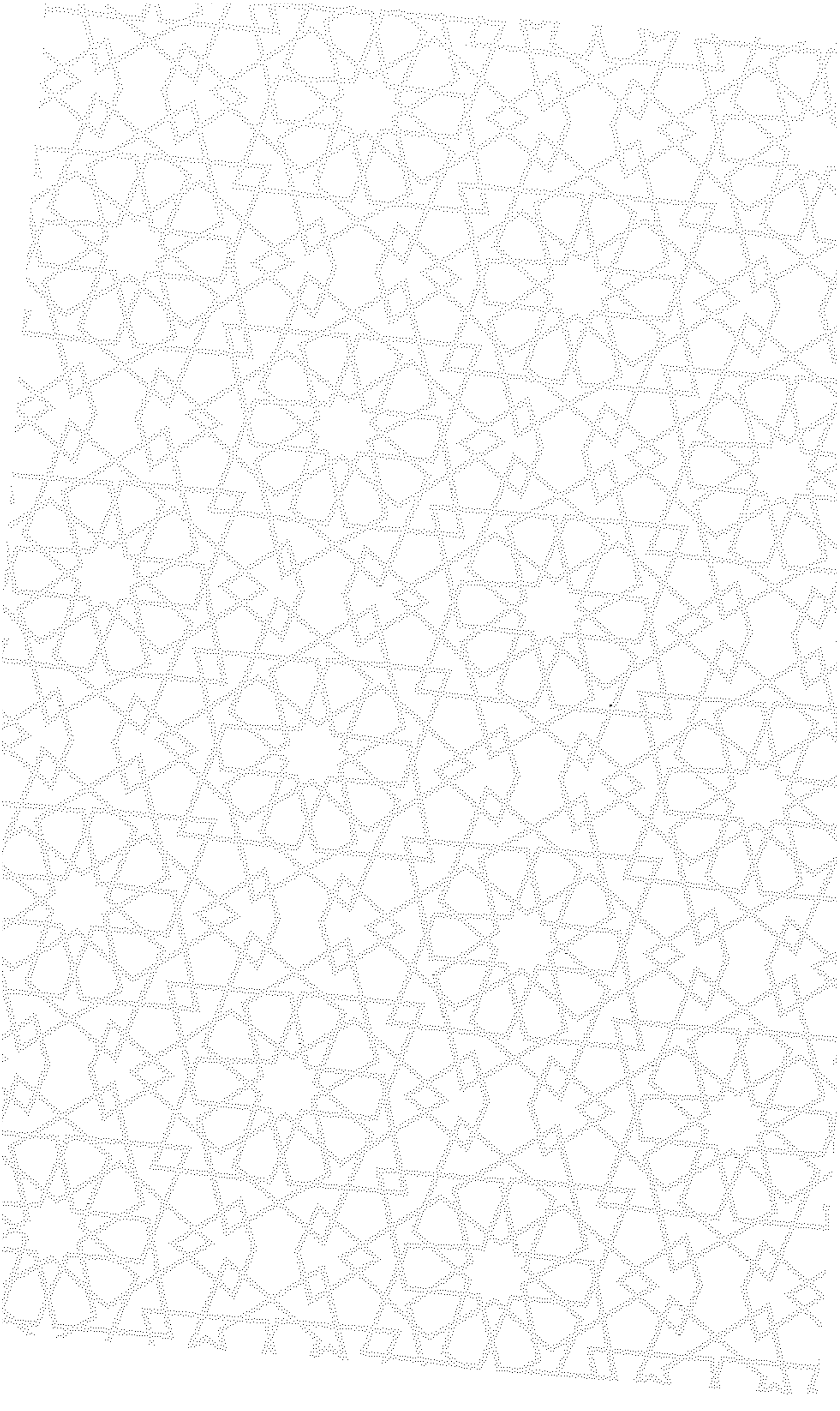

فہرست

دیباچہ ۱۱۳۰

معیار کا متن ۱۱۳۱

۱- معیار کا دائرۂ کار ۱۱۳۱

۲- سیال سرمایہ [liquidity] کی تعریف اور اس کا انتظام ۱۱۳۱

۳- مالیاتی اداروں میں سرمایہ کی ضرورت کی صورتیں ۱۱۳۱

۴- سرمایہ کا حصول اور اس کا استعمال ۱۱۳۲

۵- سرمایہ کے استعمال میں شرعی طریقوں کی پابندی ضروری ہے ۱۱۳۴

۶- معیار کے اجرا کی تاریخ ۱۱۳۵

معیار کی منظوری ۱۱۳۶

ضمیمہ جات

ضمیمہ (الف) معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد ۱۱۳۷

ضمیمہ (ب) شرعی احکام کی بنیادیں ۱۱۳۸

ضمیمہ (ج) فرہنگ ۱۱۳۹

بسم الله الرحمن الرحيم

مد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على أشرف المرسلين،
ينا محمد، وعلى آله وصحبه أجمعين.

دیباچہ

اس معیار کا مقصد سیال سرمایہ کی تعریف، اس کے حصول اور استعمال کے طریقوں اور اسلامی
اداروں[1] میں اس کی تطبیقات کو بیان کرنا ہے۔

والله الموفق...

(1) "ادارہ/ادارے" کی اصطلاح یہاں اختصار کی غرض سے اسلامی مالیاتی اداروں کے لیے استعمال کی گئی ہے جم
اسلامی بینک بھی شامل ہیں۔

معیار کا متن

۱- معیار کا دائرۂ کار

یہ معیار سیال سرمایہ [liquidity] کے مقصد، اس کے حصول اور استعمال کے جائز طریقوں کے بیان پر مشتمل ہے۔

۲- سیال سرمایہ [liquidity] کی تعریف اور اس کا انتظام

۲/۱ سیال سرمایہ سے مراد نقدی اور وہ تمام چیزیں ہیں جن کو نقد میں تبدیل کرنا آسان ہو۔

۲/۲ سیال سرمایہ کے انتظام سے مراد مختصر وقت میں اور بہترین نرخ پر سرمایہ کا حصول اور موثر طور پر اس کی سرمایہ کاری اور استعمال ہے۔ سیال سرمایہ کی فراہمی کی صلاحیت مختلف صورتوں میں مختلف انداز سے ہوتی ہے، مثلاً مالیاتی اداروں میں نقد رقم نکالنے کے مطالبات پورا کرنے کی قدرت موجود ہونا، مالیاتی منڈیوں میں مختصر وقت میں مالیاتی دستاویزات [فائنانشل چیز ز] کی نقد میں تبدیلی عملی طور پر ممکن ہونا، صکوک اور سرمایہ کاری فنڈز میں واپسی کی قابلیت ہونا یا ان میں شریک ہونے کی خواہش کو پورا کرنا وغیرہ۔

۳- مالیاتی اداروں میں سیال سرمایہ کی ضرورت کی صورتیں

مالیاتی اداروں کو کئی مواقع پر سیال سرمایہ کی ضرورت ہوتی ہے، ان میں سے چند کچھ درج ذیل ہیں:

۳/۱ منافع کی تقسیم کے لیے، کیونکہ یہ نقد سرمایہ کی موجودگی پر موقوف ہوتا ہے۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۴۰) "مضاربہ کی بنیاد پر سرمایہ کاری اکاؤنٹس میں نفع کی تقسیم"۔

۳/۲ ادارہ کے اثاثہ جات کو فروخت کر کے نقد میں تبدیل کرنے کی صورت میں، تاکہ ادارہ پر

لازم ادائیگیوں کو پورا کیا جاسکے، یا سرمایہ کاری کے مقصد سے بنائے گئے ں سد پ فولیو] کی یا ادارہ کی اپنی تحلیل کے وقت پیش آنے والی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے، اسی طرح ادارہ کی سرگرمیوں میں وسعت لانے، قانونی طور پر لازم سرمایہ کی حد کو پورا کرنے یا کریڈٹ ریٹنگ کو بہتر کرنے کے لیے۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۴۳) "دیوالیہ ہونا"۔

ا سرمایہ کا حصول اور اس کا استعمال

۱/۴ سودی قرض کی بنیاد پر سیال سرمایہ کا حصول اور اور اس کا سود پر مشتمل استعمال شرعا حرام ہے، چاہے ایسا براہِ راست کیا جائے یا اوور ڈرافٹس کے ذریعہ یا ایسی سہولیات کے ذریعہ جو سود یا کمیشن پر مبنی ہوں۔ نگران اداروں کی طرف سے مالیاتی اداروں کو دیے جانے والے سیال سرمایہ کی فراہمی شرعا جائز طریقوں کے مطابق ہونا ضروری ہے، جیسے مضاربہ، وکالت برائے سرمایہ کاری۔

۲/۴ سیال سرمایہ کے حصول کے جائز طریقے

۱/۲/۴ سلم

جس کی صورت یہ ہوگی کہ ادارہ سلم کے تحت کوئی مبیع فروخت کرے اور اس کی قیمت حاصل کرلے، اس کے بعد سامان کی ادائیگی کا وقت آنے پر لازم شدہ سامان بازار سے خرید کر ادائیگی کردے۔ اس بات کی اجازت ہے کہ قیمت خرید اور قیمت فروخت کے درمیان پائے جانے والے ممکنہ اتار چڑھاؤ سے حفاظت کے لیے فروخت سے متعلق وعدے حاصل کرلیا جائے۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۱۰) "سلم اور متوازی سلم"۔

۲/۲/۴ استصناع

اس کی صورت یہ ہوگی کہ ادارہ بحیثیتِ صانع قیمت کی پیشگی ادائیگی کی شر ساتھ استصناع کا معاملہ کرے (اگرچہ قیمت کا پیشگی ادا کرنا استصناع میر

نہیں) اور ایک متوازی استصناع کا معاملہ مبیع کی خریداری کے لیے کرلے جس کی قیمت فوری طور پر واجب الاداء نہ ہو یا قسطوں میں ادائیگی ہو۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۱۱) "استصناع اور متوازی استصناع"۔

۴/۲/۳ اثاثوں کی فروخت اور ان کو کرایہ پر لینا

اس کی صورت یہ ہوگی کہ ادارہ کے کچھ اثاثہ جات نقد قیمت پر فروخت کردیے جائیں، پھر اگر ادارہ کو ان کے استعمال کی ضرورت ہو تو ان کو کرایہ پر حاصل کرلیا جائے جس کی ادائیگی قسطوں میں کی جائے۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۹) "اجارہ اور اجارہ منتہیہ بالتملیک"، شق ۸/۵۔

۴/۲/۴ ادارہ کی سرگرمیوں میں وسعت لانے کے لیے عملی سرمایہ [working capital] کی فراہمی

اس کا طریقۂ کار یہ ہے کہ ادارہ درکار عملی سرمایہ کی فراہمی کے لیے سرمایہ کاروں کو مضاربت یا شرکت کی بنیاد پر متعینہ مدت کے لیے سرمایہ کاری کی پیشکش کرے۔ مدت کی تجدید عملی سرمایہ کی ضرورت اور شرکت و مضاربت کی تحلیل پر قدرت کو سامنے رکھ کر کی جاسکتی ہے۔ یہ اس طرح ہوگا کہ شرکاء اپنے مال کے ساتھ شرکت یا مضاربت میں حصہ لیں اور ادارہ اپنے جاری اثاثوں [current assets] کی قیمت لگوا کر ان اثاثوں کے ذریعہ شریک ہو تاکہ ان اثاثوں کی قیمت ادارہ کی طرف سے شرکت یا مضاربت کے سرمایہ کا حصہ ہو۔ شرکت میں جامد اثاثوں [fixed assets] کو شامل نہ کیا جائے بلکہ یہ عاریتاً فراہم کردی جائیں یا اجارہ پر فراہم کی جائیں اور اجرت کو مضاربت یا شرکت کے اخراجات میں شمار کیا جائے۔

۴/۲/۵ ادارہ کی سرگرمیوں کی وسعت کے لیے سرمایہ کاری صکوک کا اجرا

اس کا طریقۂ کار یہ ہے سرمایہ کاروں سے سرمایہ کے حصول کے لیے اور ادارہ

کے مطلوبہ منصوبے پورے کرنے کے لیے سرمایہ کاری صکوک سے معیار میں بیان کردہ اقسام کے سرمایہ کاری صکوک جاری کیے جائیں، یا صکوک جاری کرکے ادارہ کے بعض اثاثے حاملین کو فروخت کر دیے جائیں اور ادارہ ان اثاثوں کے انتظام کا ذمہ دار ہو اور ان اثاثوں کو بازاری قیمت پر یا وقت خریدتے پانے والی قیمت پر خریدنے کا وعدہ کر لے۔ جن اثاثوں کی صکوک نمائندگی کر رہے ہیں اگر ادارہ نے فقط کرایہ پر وہ اثاثے حاصل کیے ہوں ان کا انتظام ادارہ کے پاس نہ ہو تو ادارہ ان اثاثوں کی ظاہری قیمت [face value] پر خریدنے کا بھی وعدہ کر سکتا ہے۔

۶/۲/۴ تورّق

اس کے لیے ان قواعد کی پابندی ضروری ہے جو تورّق سے متعلق شرعی معیار (۳۰) میں بیان ہوئے۔

۷/۲/۴ غیر سودی قرضہ

اس کی ایک صورت وہ ہے جو تکافل سے متعلق شرعی معیار نمبر ۲۶ کی شق ۸/۱۰ میں بیان ہوئی یعنی انشورنس کمپنی کا انشورنس فنڈ کو قرض دینا۔

۵- سیال سرمایہ کے استعمال میں شرعی طریقوں کی پابندی ضروری ہے، جن میں سے چند یہ ہیں

۱/۵ کسی چیز کو نقد خرید کر اس کو بطور بیع مساومہ ادھار فروخت کر دینا، یا بطور بیع مرابحہ کے فروخت کرنا چاہے نقد ہو یا ادھار۔

۲/۵ کسی چیز پر اجارہ یا اجارہ منتہیہ بالتملیک کرنا، یا خدمات کی فراہمی کا اجارہ کرنا، یا اشیا یا خدمات کے لیے اجارہ موصوفہ فی الذمہ کرنا۔ (۱)

(۱) اجارہ موصوفہ فی الذمہ اجارہ کی ایک خاص قسم ہے جس میں کسی متعین چیز یا کسی متعین شخص کی خدمات کا اجارہ

۳/۵ سلم کی بنیاد پر کوئی چیز خریدنا پھر حقیقی یا حکمی قبضہ کرکے خود فروخت کرنا، یا فروخت کنندہ کو الگ معاہدہ کے ذریعہ اس کے اپنے صارفین کو فروخت کا وکیل بنانا۔

۴/۵ استصناع اور متوازی استصناع: یعنی ادارہ کا استصناع کے ذریعہ نقد کوئی سامان خرید کر اس کو استصناع کی بنیاد پر ادھار پر فروخت کرنا بشرطیکہ دونوں معاہدات میں کوئی تعلق نہ ہو، یا صانع کو الگ معاہدہ کے ذریعہ اپنے صارفین کو تیار شدہ سامان کی فروخت کا وکیل بنانا۔

۵/۵ شرکت اور مضاربت: اس طور پر کہ ادارہ رب المال ہو۔

۶/۵ وکالت برائے سرمایہ کاری: یعنی ادارہ دوسرے ادارے کو یا اپنے ساتھ معاملہ کرنے والوں کو سرمایہ کاری کا وکیل بنائے۔

۷/۵ ایسے حصص، سرمایہ کاری صکوک یا سرمایہ کاری فنڈز کے یونٹ خریدنا جو شرعی اصولوں کے مطابق ہوں۔

۸/۵ شرعی اصولوں کے مطابق بین الاقوامی اجناس کی منڈیوں میں تجارت کرنا۔

۹/۵ شرعی اصولوں کے مطابق کرنسی کی تجارت کرنا۔

۶- معیار کے اجرا کی تاریخ

یہ معیار ۱۴ جمادی الثانی ۱۴۳۱ھ مطابق ۲۸ مئی ۲۰۱۰ء کو جاری ہوا۔

ہوتا بلکہ اس چیز یا خدمت کا معیار متعین کیا جاتا ہے اس معیار اور اوصاف پر جو خدمت یا چیز پوری اترتی ہو وہ اجارہ کے طور پر فراہم کی جا سکتی ہے۔ مترجم

معیار کی منظوری

ں شرعی نے ۱۲ - ۱۴ جمادی الثانی ۱۴۳۱ھ مطابق ۲۶ - ۲۸ مئی ۲۰۱۰ء بحرین میں منعقد ہونے
ستائیسویں اجلاس میں شرعی معیار "سیال سرمایہ - حصول اور استعمال" کو منظور کیا۔

ضمیمہ (الف)

معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روداد

مؤرخہ ۲۴ ذیقعدہ ۱۴۲۸ھ مطابق ۳ دسمبر ۲۰۰۷ء کو ادارے کی انتظامیہ نے شرعی مشیر کو سیال سرمایہ کے انتظام سے متعلق معیار کا مسودہ تیار کرنے کی ذمہ داری دینے کا فیصلہ کیا۔

اور مجلسِ شرعی کے مؤرخہ ۲-۴ ذی قعدۃ ۱۴۳۰ھ مطابق ۲۱-۲۳ اکتوبر ۲۰۰۹ء کو بحرین میں منعقدہ پچیسویں اجلاس میں مجلس نے اس مسودہ پر بحث کے بعد ضروری ترامیم شامل کیں۔

انتظامیہ نے مؤرخہ ۲۷ صفر ۱۴۳۱ھ مطابق ۱۱ فروری ۲۰۱۰ء کو بحرین میں جلسۂ سماعت منعقد کیا اور اس دوران ان آراء کو سنا گیا جو جلسہ کے دوران سامنے آئیں، اور مجلسِ شرعی کے ایک رکن نے ان آراء کا جواب دیا۔

مجلسِ شرعی نے مؤرخہ ۲۴-۲۶ ربیع الاول ۱۴۳۱ھ مطابق ۱۰-۱۲ مارچ ۲۰۱۰ء کو بحرین میں اپنے چھبیسویں اجلاس کے دوران جلسۂ سماعت کے شرکاء کی طرف سے موصول ہونے والی آراء کو ملاحظہ کیا اور مناسب ترامیم کو شامل کیا۔

مجلسِ شرعی نے مؤرخہ ۱۲-۱۴ جمادی الثانی ۱۴۳۱ھ مطابق ۲۶-۲۸ مئی ۲۰۱۰ء کو بحرین میں منعقد ہونے والے اپنے ستائیسویں اجلاس میں اس پر بحث وتمحیص کے بعد مناسب ترامیم کو شامل کیا اور معیار کو منظور کیا۔

شرعی معیارات کی نظرِ ثانی کمیٹی نے مؤرخہ ۷ شعبان ۱۴۳۶ھ مطابق ۲۵ مئی ۲۰۱۵ء کو متحدہ عرب امارات میں منعقدہ اجلاس میں اس پر نظرِ ثانی کی اور بحث وتمحیص کے بعد مناسب ترامیم کو باقی رکھ کر موجودہ حالت میں معیار کو منظور کیا۔

ضمیمہ (ب)

شرعی احکام کی بنیادیں

- سیال سرمایہ کی تعریف نقدی اور نقدی میں تبدیل ہوجانے والی اشیا سے کی گئی ہے، اس کی بنیاد یہ ہے کہ روایتی اصطلاح کے مطابق سیال سرمایہ کے لیے تحلیل [liquidation] کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ تحلیل حقیقتاً اور حکماً دونوں طرح سے ہوتی ہے۔ حقیقتاً تو اثاثہ کو فروخت کرکے نقد میں تبدیل کرنے سے اور حکماً اس اثاثہ کی قیمت کا اندازہ لگا کر تاکہ حاصل ہونے والے متوقع سرمایہ کا اندازہ لگایا جاسکے۔
- منافع کی تقسیم سیال سرمایہ کے دستیابی پر موقوف ہونے کی بنیاد یہ ہے کہ نفع سرمایہ کو محفوظ کرنے کے بعد حاصل ہوتا ہے اور یہ اسی وقت ممکن ہوگا جبکہ اثاثوں کو نقد سرمایہ میں تبدیل کیا جائے۔
- سودی قرض کی صورت میں سیال سرمایہ کا حصول اس لیے ممنوع ہے کہ سود کسی بھی صورت میں ہو بہرحال ممنوع ہے۔ اور نگران اداروں کے لیے مالیاتی اداروں کو سیال سرمایہ فراہم کرتے وقت بدرجہ اولیٰ شریعت کی رعایت رکھنا لازم ہے، کیونکہ انہی کی جانب سے مالیاتی ادارے شریعت کے مطابق کام کرنے کی اجازت اور شریعت کے مخالف طریقِ کار کی ممانعت ہوتی ہے۔
- سیال سرمایہ کے حصول کے لیے جو طریقے ذکر ہوئے ان کی شرعی بنیادیں ان سے متعلق شرعی معیاروں میں موجود ہیں۔
- سیال سرمایہ کے استعمال کی شرعی صورتوں کی شرعی بنیادیں بھی ان سے متعلق معیاروں میں مذکور ہیں۔

ضمیمہ (ج)

فرہنگ

سیال سرمایہ کا تنوع

اس سے مراد سیال سرمایہ کے استعمال کے طریقوں میں تنوع کا پایا جانا ہے، مثلاً کم، درمیانی اور طویل مدت کے صکوک خریدنا، تاکہ سرمایہ کاری کو منافع پر اثر انداز ہونے والے اتار چڑھاؤ سے محفوظ کیا جاسکے۔

سیال سرمایہ کی ترجیح

اس سے مراد نقد سرمایہ کو اس کے استعمال کے بجائے محفوظ کرنا ہے، تاکہ موجودہ خریداری کی ضروریات کے لیے مالیات کی فراہمی ممکن ہوسکے، یا جن مالیاتی مصنوعات (سیکیوریٹیز) کی قیمت کم ہونے کا امکان ہے ان میں سرمایہ کاری کی جاسکے، یا موجودہ مالی مطالبات کو پورا کیا جاسکے۔

سیال سرمایہ کا توازن

سیال سرمایہ کے حصول اور اس کے استعمال کی ضرورتوں کے درمیان توازن کا نام ہے۔

اضافی سیال سرمایہ

ادارہ کی ضرورت سے زائد سیال سرمایہ کا ادارہ کے پاس موجود ہونا۔

سیال سرمایہ کی کمی/خسارہ

مالیاتی تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے سیال سرمایہ کی ضرورت ہونا۔

عمدہ سیال سرمایہ

اس کی دو بنیادیں ہیں: اچھی قیمت اور کم وقت میں حصول۔

سیال سرمایہ کا رسک

اس سے مراد سیال سرمایہ کے حصول کے لیے اثاثہ یا مالیاتی دستاویزات کی نقصان کے ساتھ فروخت کی صورت میں پیش آنے والی مشکل کا سامنا کرنا ہے۔

شرعی معیار نمبر (۴۵)

اصل سرمائے اور سرمایہ کاریوں کی حفاظت

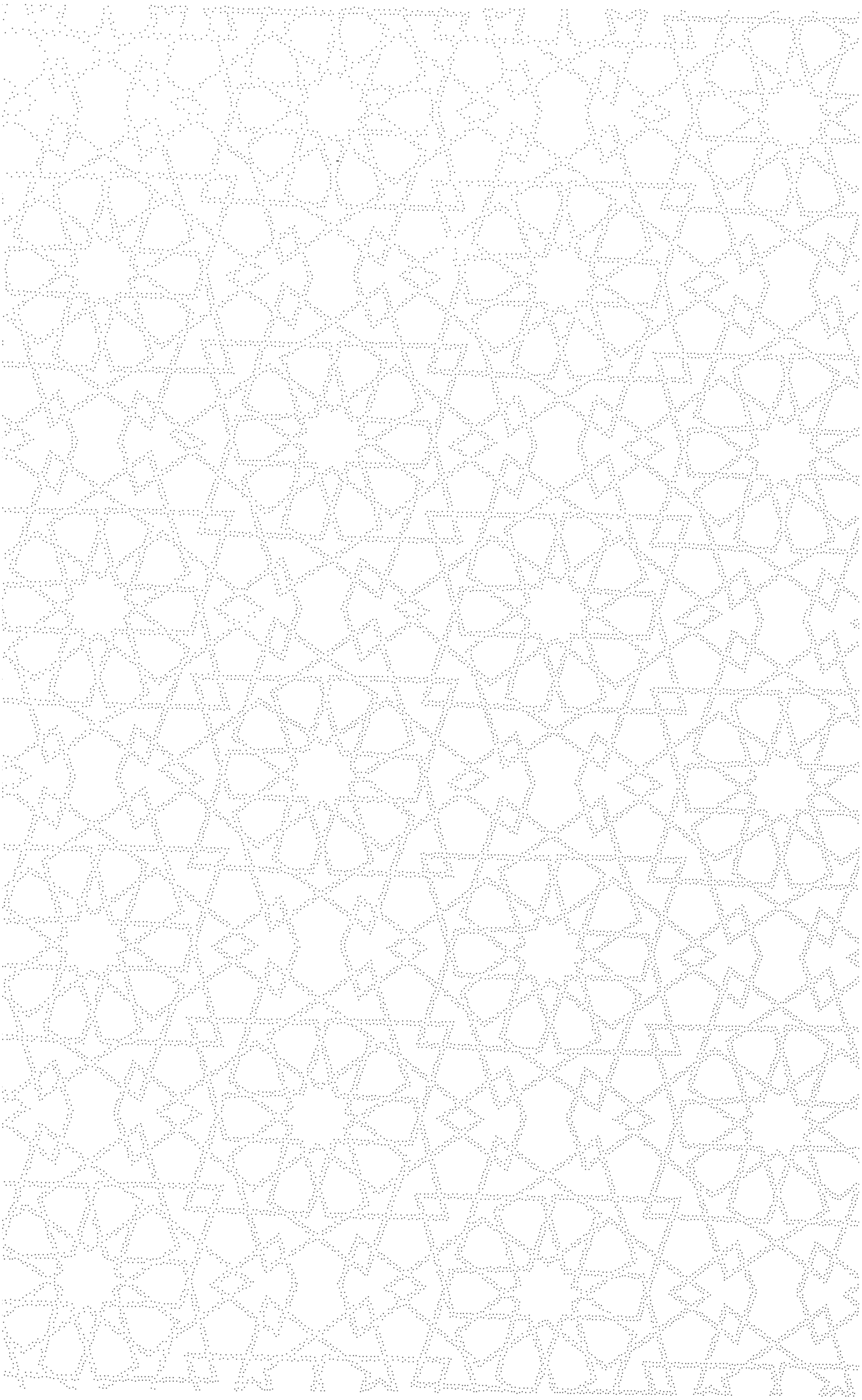

فہرست

دیباچہ ۱۱۴۴

معیار کا متن ۱۱۴۵

۱- معیار کا دائرۂ کار ۱۱۴۵

۲- اصل سرمائے اور سرمایہ کاری کی حفاظت کی تعریف، اور حفاظت اور ضمان میں فرق ۱۱۴۵

۳- شرعی حکم ۱۱۴۵

۴- اصل سرمائے کی حفاظت کے مشروع طریقے ۱۱۴۷

۵- اصل سرمائے کی حفاظت کے شرعاً حرام طریقے ۱۱۵۰

۶- معیار کے اجرا کی تاریخ ۱۱۵۰

معیار کی منظوری ۱۱۵۱

ضمیمہ جات

ضمیمہ (الف) معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد ۱۱۵۲

ضمیمہ (ب) شرعی احکام کی بنیادیں ۱۱۵۳

ضمیمہ (ج) فرہنگ ۱۱۵۸

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على أشرف المرسلين، سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه أجمعين.

دیباچہ

اس معیار کا مقصد اصل سرمایہ (راس المال) اور اسلامی مالیاتی اداروں (ادارہ/ادارے)[1] میں سرمایہ کاریوں کی حفاظت کے اہم طریقوں، ان میں سے شرعاً جائز اور ناجائز طریقوں، اور اس کے ساتھ ان کے شرعی ضوابط کا بیان ہے۔

واللہ الموفّق...

(۱) "ادارہ/ادارے" کی اصطلاح یہاں اختصار کی غرض سے اسلامی مالیاتی اداروں کے لیے استعمال کی گئی ہے جن میں اسلامی بینک بھی شامل ہیں۔

معیار کا متن

۱- معیار کا دائرۂ کار

یہ معیار ان طریقوں اور وسائل پر مشتمل ہے جو اصل سرمائے اور سرمایہ کاریوں کے نقصان اور ضائع ہونے سے حفاظت کے لیے وضع کیے گئے ہیں۔

۲- اصل سرمائے اور سرمایہ کاری کی حفاظت کی تعریف، اور حفاظت اور ضمان میں فرق

اصل سرمائے، اسی طرح سرمایہ کاریوں کی حفاظت کا مطلب انہیں خسارہ، نقصان یا تلف سے بچانے کے لیے دستیاب وسائل کا استعمال کرنا ہے۔ یہ سرمایہ کاری میں لگائے گئے اصل مال کے ضمان سے اس حیثیت سے وسیع تر ہے کہ ضمان اصل سرمائے کو لاحق ہونے والے خسارہ یا نقصان یا تلف کو کسی معین فریق کی طرف سے برداشت کرنے کا التزام ہے، جبکہ حفاظت (حمایہ) اصل سرمائے کا بچاؤ ہے۔

۳- شرعی حکم

۳/۱ مباح طریقوں سے اصل سرمائے کی حفاظت شرعاً مطلوب ہے، اور یہ شریعت میں "حفظِ مال" کے مقصد کے تحت داخل ہے۔

۳/۲ سرمایہ کاری کا منتظم، خواہ وہ مضارب ہو، سرمایہ کاری کا وکیل ہو، یا منتظم شریک ہو، مال کے امین ہونے کی حیثیت سے اس پر واجب ہے کہ وہ مال کے خسارہ، نقصان یا تلف سے بچاؤ کے اہتمام کی پوری کوشش کرے۔ اور اگر اس نے حفاظت کے لیے معمول کے مطابق وسائل اختیار نہیں کیے تو وہ کوتاہی کرنے والا شمار ہوگا، اور شق ۴/۱ اور شق ۷/۱ کی رعایت کے ساتھ اس پر ضمان واجب ہوگا۔

۳/۳ سرمایہ کاری کو درپیش خطرات سے حفاظت کی غرض سے جائز طریقے اور اقدامات اختیار کرنا جائز ہے، خواہ یہ خطرات سرمایہ کاری کے اصل سرمائے کے تلف سے متعلق ہوں یا اس کی قیمت میں نقصان، یا افراطِ زر، یا تبادلہ کے نرخ میں اتار چڑھاؤ، یا اس کے علاوہ کسی چیز کے ساتھ متعلق ہوں۔

۴/۳ سرمایہ کاری کے منتظم کا مال پر قبضہ، قبضۂ امانت ہے۔ اور وہ اپنی طرف سے زیادتی، کوتاہی، یا شرائط کی خلاف ورزی کے بغیر اصل سرمائے کا ضامن نہیں ہوگا۔

۵/۳ مال کے اضافہ کے لیے منتظم کی کوشش کا سرمایہ کاری کی طبیعت کے مناسب ہونا ضروری ہے، اور یہ بھی ضروری ہے کہ منتظم ان اسباب کو اختیار کرے جن کے ذریعہ عام طور پر مال کی مناسب حفاظت یقینی ہوجاتی ہے، ورنہ وہ کوتاہی کرنے والا شمار ہوگا۔

۶/۳ سرمایہ کاری کے عقد میں منتظم پر بہر صورت مال کا ضامن ہونے کی شرط لگانا جائز نہیں ہے، یعنی پھر وہ اپنی طرف سے کسی زیادتی، کوتاہی یا شرائط کی خلاف ورزی کے بغیر بھی ضامن ہوگا۔

۷/۳ اگر تجارتی خسارہ مضارب کی طرف سے زیادتی یا اس کی کوتاہی یا شرائط کی خلاف ورزی کے باعث ہوا ہو تو رب المال کو مضارب سے اصل سرمائے کے ضمان کا مطالبہ کرنے کا حق حاصل ہے، اور اسے ضائع ہونے والے نفع کا مطالبہ کرنے کا حق نہیں ہے۔ اگر سرمایہ کاری سے حقیقی یا حکمی تحلیل [liquidation] کے بعد نفع ہوا ہو، اور اسے سرمایہ کاری میں لگائے گئے اصل سرمائے کے ساتھ ملا دیا گیا، پھر مضارب کی طرف سے زیادتی یا کوتاہی یا شرائط کی خلاف ورزی کی وجہ سے خسارہ ہوا ہو تو وہ اصل سرمائے کا حصہ ہونے کے اعتبار سے اس نفع کا بھی ضامن ہوگا۔ تاہم اگر خسارہ اصل سرمائے کے کلی یا جزوی طور پر ضائع ہونے کی صورت میں مضارب کی طرف سے زیادتی یا کوتاہی کے سبب سے ہوا ہو تو مضارب اس کی ضائع ہونے کے وقت کی قیمت کا ضامن ہوگا۔

۴- اصل سرمائے کی حفاظت کے جائز طریقے

۱/۴ اصل سرمائے اور سرمایہ کاری کی حفاظت کے طریقوں اور اقدامات کی درج ذیل شرائط ہیں:

۱/۱/۴ اصل سرمائے میں ہر شریک کے حصہ کے تناسب سے خطرات اور خسارے برداشت کرنے میں شرکاء کے مابین برابری یقینی ہو۔

۲/۱/۴ اس کی غرض سرمایہ کاری کے منتظم کو اس کی طرف سے زیادتی یا کوتاہی یا شرائط کی خلاف ورزی کی حالت کے علاوہ ضامن بنانا نہ ہو۔

۳/۱/۴ جو طریقہ اختیار کیا جائے وہ کوئی ناجائز عقد نہ ہو، اور نہ ہی کسی ناجائز امر کا ذریعہ ہو۔

۲/۴ اصل سرمائے کی حفاظت کے جائز طریقوں میں سے بعض یہ ہیں:

۱/۲/۴ اصل سرمائے کی حفاظت، زیادتی، ٹال مٹول، ضائع ہونے یا دیوالیہ ہونے کے خطرات سے بچاؤ کے لیے سرمایہ کاری کا تکافل کروانا، چاہے تکافل کا عقد سرمایہ کار خود انجام دیں یا ان کی طرف سے وکیل کی حیثیت سے سرمایہ کاری کا منتظم یہ عقد انجام دے۔

۲/۲/۴ وہ صکوک جن میں اثاثے کرائے پر دیے ہوئے ہیں ان میں ضائع ہونے اور بڑی دیکھ بھال کے خطرات کے تحفظ کے لیے تکافل کروانا۔

۳/۲/۴ تکافل کے اداروں کا برآمدات اور سرمایہ کاریوں کے ضمان کی ذمہ داری لینا۔

۴/۲/۴ کسی تیسرے فریق کی طرف سے بلا عوض اصل سرمائے کا خسارہ برداشت کرنے کی ذمہ داری لینا، جسے مصلحت عامہ حاصل ہو، مثلاً: ریاست، یا وہ مصلحت حاصل ہو جو مصلحت عامہ کے حکم میں ہو، جیسا کہ ولی اور وصی، ان کا یہ ذمہ داری لینا جائز ہے بشرطیکہ انہیں سرمایہ کاری کے منتظم سے رجوع [recourse] کا حق حاصل نہ ہو۔ اسی قبیل سے حکومت کا سرمایہ کاری کے منصوبوں کی ذمہ داری

لینا ہے۔ اور اس التزام کی صحت کے لیے یہ شرط ہے کہ تیسرا فریق انتظامی اعتبار سے سرمایہ کاری کے منتظم سے بالکل الگ اور جدا ہو، اور اس کے اور منتظم کے مابین بلاواسطہ یا بالواسطہ نصف سے زائد کی نسبت سے ملکیت کا تعلق نہ ہو۔

۴/۲/۵ منتظم کی زیادتی یا کوتاہی سے ہونے والے اصل سرمائے کے خسارہ کا ضمان [برداشت کرنے] کا تیسرے فریق کا التزام، جبکہ ضمان کے مقابلہ میں کوئی عوض نہ لیا جائے، اگرچہ منتظم سے رجوع کا حق حاصل ہو۔

۴/۲/۶ اصل سرمائے کی حفاظت کے لیے محفوظے [reserve] قائم کرنا بشرطیکہ ان محفوظوں کی کٹوتی سرمایہ کاروں کے حقوق میں سے ہو، مضارب کی حیثیت سے منتظم کو ملنے والے نفع میں سے نہ ہو۔

۴/۲/۷ سرمایہ کاری کے اثاثوں کو اس طرح متنوع بنانا جو مناسب نفع کا ذریعہ ہو اور خطرات بھی کم کردے، اور ان میں سے بعض یہ ہیں:

(الف) حقیقی اثاثے (مثلاً: زمینیں، اجناس، اور اسی طرح کے دیگر اثاثے) اور مالی اثاثے (مثلاً: حصص، صکوک، اور اسی طرح کے دیگر اثاثے) جمع کرنا، یا ایسے اثاثے جمع کرنا جن کی قیمت دو مختلف کرنسیوں میں لگتی ہو۔

(ب) مرابحہ اور مشارکہ کے عقود کا استعمال؛ اس طرح کہ اصل سرمائے کو دو حصوں میں تقسیم کیا جائے: پہلے حصہ سے مضبوط مالی حیثیت رکھنے والی جہات اور اداروں کے ساتھ مرابحہ کیا جائے جس سے حاصل ہونے والے نفع اور اصل رقم سے اصل سرمائے کی حفاظت ہوجائے، اور باقی کی سرمایہ کاری عقودِ مشارکہ میں کی جائے گی۔

(ج) اجارہ اور مشارکہ کے عقود کا استعمال؛ اس طرح کہ اصل سرمائے کو دو حصوں میں تقسیم کیا جائے: پہلے حصہ سے مضبوط مالی حیثیت رکھنے والی جہات اور اداروں کے ساتھ اجارہ اتنی اجرت پر کیا جائے کہ اجرت سے اور کرایہ پر دی ہوئی چیز کی

قیمت سے اصل سرمائے کی حفاظت ہوجائے، اور باقی کی سرمایہ کاری عقودِ مشارکہ میں کی جائے۔

(د) مرابحہ اور بیع عربون [بیعانہ] کے عقود کا استعمال: اس طرح کہ اصل سرمائے کو دو حصوں میں تقسیم کیا جائے: پہلے حصہ سے مضبوط مالی حیثیت رکھنے والی جہات اور اداروں کے ساتھ عقودِ مرابحہ نفع کی اتنی شرح پر کیا جائے کہ اس سے اور اصل مال سے اصل سرمائے کی حفاظت ہوجائے؛ اور باقی سرمایہ کاری کی رقم کو کسی اثاثے کی کی خریداری کا عربون بنایا جائے۔ اگر اثاثے کی قیمت میں اضافہ ہوگیا تو خریداری کا عقد کرلیا جائے گا، سرمایہ کاری کا منتظم اثاثہ خرید لے گا، اور اگر اثاثہ کی قیمت کم ہوگئی تو عقد نہیں کیا جائے گا، اور خسارہ عربون کی مقدار کے ضائع ہونے تک محدود ہوگا، اور اصل سرمایہ مرابحہ کے عقد کے ذریعہ محفوظ رہے گا۔ اور اس طریقہ میں بیع عربون کے شرعی ضوابط کی رعایت واجب ہے، جن میں سے عقد کی تکمیل سے لیکر تصفیہ کے وقت تک عربون کے طور پر رکھی گئی رقم یا اثاثے کو محفوظ رکھنا اور عربون کی خرید وفروخت نہ کرنا شامل ہیں۔

۴/۲/۸ دیون کی وصولی کو قابلِ اعتماد بنانے کے لیے مرابحہ، سلم اور استصناع میں مختلف رہن اور ضمانتیں لینا۔

۴/۲/۹ خیار [خیارِ نقد] کی شرط کے ساتھ بیع۔

۴/۳ اصل سرمائے کی خطرات سے حفاظت کے لیے سرمایہ کاروں کے اتفاق سے دیگر جائز طریقے اور اقدامات اختیار کیے جاسکتے ہیں؛ خواہ یہ خطرات سرمایہ کاری میں لگائے گئے اصل سرمائے کے تلف سے متعلق ہوں، یا اس کی قیمت میں نقصان، یا افراطِ زر، یا تبادلہ کے نرخوں کے اتار چڑھاؤ، یا ان کے علاوہ کسی اور چیز سے متعلق ہو۔

۴/۴ اگر سرمایہ کار نے اصل سرمائے کی حفاظت کے لیے منتظم پر جائز طریقے اختیار کرنے کی شرط لگائی ہو تو اس کے لیے انہیں اختیار کرنا ضروری ہے، اور اگر اس نے ایسا نہیں کیا تو وہ

شق ۴/۴ کی رعایت کے ساتھ اصل سرمائے کا ضامن ہوگا۔

۵- اصل سرمائے کی حفاظت کے شرعاً حرام طریقے

اصل سرمائے کی حفاظت ایسے وسائل کے ذریعہ جائز نہیں ہے جو ناجائز ہوں یا ان پر کوئی شرعی خرابی مرتب ہوتی ہو، ان میں سے بعض یہ ہیں:

۱/۵ منتظم پر اصل سرمائے کے ضمان کی شرط لگانا۔

۲/۵ کسی تیسرے فریق کی طرف سے سرمایہ کاری کے منتظم کے لیے بہر صورت، یعنی اس کی طرف سے کسی زیادتی یا کوتاہی کی قید کے بغیر، نقصان برداشت کرنے کا التزام جبکہ اسے منتظم سے رجوع کا حق بھی حاصل ہو۔

۳/۵ سرمایہ کاری کے منتظم کا التزام یا اس پر لازم کرنا کہ وہ ان اثاثوں کو جن میں سرمایہ کاری کی گئی ہے قیمتِ اسمیہ یا ابتدا میں طے شدہ قیمت پر خریدے گا۔

۴/۵ کسی تیسرے فریق کا اصل سرمائے کے ضمان کا التزام جبکہ اس کے عوض وہ اجرت لے رہا ہو اور یہ تجارتی انشورنس کی ایک شکل ہے۔

۵/۵ احاطہ بندی [hedging] کے مروجہ عقود کے ذریعہ اصل سرمائے کی حفاظت، مثلاً: خیارات (options)، مستقبلیات (futures)، اور مؤجل تبادلے (swaps)۔

۶- معیار کے اجرا کی تاریخ

یہ معیار ۲۴ ذیقعدہ ۱۴۳۱ھ مطابق ۳۰ نومبر ۲۰۱۰ء کو جاری ہوا۔

معیار کی منظوری

مجلسِ شرعی نے ۲۲ - ۲۴ ذیقعدہ ۱۴۳۱ھ مطابق ۲۸ - ۳۰ نومبر ۲۰۱۰ء کو بحرین میں منعقد ہونے والے اپنے اٹھائیسویں اجلاس میں شرعی معیار "اصل سرمائے اور سرمایہ کاریوں کی حفاظت" کو منظور کیا۔

ضمیمہ (الف)

معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد

جنرل سیکرٹریٹ نے بتاریخ ۲۴ ذیقعدہ ۱۴۲۸ھ مطابق ۲۰ دسمبر ۲۰۰۷ء شرعی مشیر کو "اصل سرمائے اور سرمایہ کاریوں کی حفاظت" کے بارے میں شرعی تحقیق کی تیاری کے لیے مقرر کیا۔

شرعی معیارات کی کمیٹی کے اجلاس میں جو کہ ۱۳ صفر ۱۴۳۰ھ مطابق ۹ فروری ۲۰۰۹ء کو کویت میں منعقد ہوا، کمیٹی نے معیار "اصل سرمائے کی حفاظت" کے منصوبہ کے مسودہ پر بحث کی، اور اس میں ضروری ترامیم کیں۔

معیار کا ترمیم شدہ مسوّدہ مجلسِ شرعی کے چوبیسویں (۲۴) اجلاس میں پیش کیا گیا جو کہ مدینہ منورہ، سعودی عرب میں ۲۵ - ۲۷ جمادی الثانی ۱۴۳۰ھ مطابق ۱۸ - ۲۰ جون ۲۰۰۹ء کو منعقد ہوا، مجلسِ شرعی نے اس میں جو ترامیم مناسب سمجھیں کیں۔

جنرل سیکرٹریٹ نے بحرین میں ۲۷ صفر ۱۴۳۱ھ مطابق ۱۱ جنوری ۲۰۱۰ء جلسۂ عوامی سماعت منعقد کیا، جس میں پیش کی گئی آراء کو سنا گیا، مجلسِ شرعی کے ایک رکن نے ان آراء کا جواب دیا، اور ان پر تبصرہ کیا۔

مجلسِ شرعی نے ۲۴ - ۲۶ ربیع الاول ۱۴۳۱ھ مطابق ۱۰ - ۱۲ مارچ ۲۰۱۰ء کے دوران بحرین میں منعقدہ اپنے پچیسویں اجلاس میں جلسۂ سماعت کے شرکاء کی طرف سے مجوزہ ترامیم پر بحث کی، اور جن ترامیم کو مناسب سمجھا انہیں شامل کیا۔

شرعی معیارات کی کمیٹی نے مدینہ میں ۳۰ شعبان ۱۴۳۶ھ مطابق ۱۷ جون ۲۰۱۵ء کو منعقدہ اجلاس میں اس معیار کا جائزہ لیا، اور تبادلۂ خیال اور سوچ بچار کے بعد معیار کے بنیادی ڈھانچے سے متعلق مناسب ترامیم کیں، اور معیار پر اس کی حالیہ ترمیم شدہ شکل میں منظور کر لیا گیا۔

ضمیمہ (ب)

شرعی احکام کی بنیادیں

- اصل سرمائے کی حفاظت کے شرعاً مطلوب ہونے کی دلیل شارع کا گواہ بنانے، لکھنے، اور رہن کے ذریعہ دیون کو قابلِ حفاظت بنانے وغیرہ کا حکم ہے۔ اور مال کی حفاظت ان ضروری مقاصد میں سے ایک ہے جن کی رعایت اور حفاظت کا شریعت نے لحاظ رکھا ہے۔
- مال کی حفاظت کے لیے منتظم کے مکمل اہتمام کے وجوب کی دلیل یہ ہے کہ مال پر اس کا قبضہ قبضۂ امانت ہے، جس کا ایک تقاضہ یہ ہے کہ مال میں اسکا تصرّف ربّ المال کی مصلحت کے ساتھ مشروط ہو، کیونکہ وہ اس تصرف میں رب المال کا نائب ہے، لہٰذا مال کے اضافہ میں عرف کے مطابق احتیاط کے اسباب اختیار کرے گا۔
- سرمایہ کاری کی حفاظت کے لیے مشروع طریقے اختیار کرنے کی دلیل یہ ہے کہ عقود میں اصل جواز ہے، اور اس لیے کہ یہ طریقے مال کی حفاظت کے سلسلہ میں شارع کے مقصود کو ثابت کرتے ہیں۔
- سرمایہ کاری کے منتظم کو مال کے نقصان کا ضامن قرار نہ دینے کی دلیل فقہاء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ عامل تعدی اور کوتاہی کی صورتوں کے علاوہ ضامن نہیں ہوتا[1]؛ کیونکہ اس نے مالک کی اجازت سے مال لیا ہے، اور اس میں سرمایہ دار کے لیے تصرّف کر رہا ہے، لہٰذا وہ قبضہ اور تصرّف میں سرمایہ دار کا نائب ہے، یہ اس بات کا تقاضہ کرتا ہے کہ اس کے ہاتھ میں مال کی ہلاکت اور نقصان اسی حکم میں ہو جس طرح مالک کے ہاتھ میں ہوتی ہے؛ کیونکہ اس نے اس کی اجازت سے اس پر قبضہ کیا ہے، اور

(۱) البحر الرائق: ۶/ ۳۱۳، بہجۃ شرح تحفہ ۲/ ۲۱۷، میارۃ علی العاصمیہ ۲/ ۱۳۱، المغنی ۷/ ۷۶۔

اس لیے کہ اصل منتظم کا ذمہ ضمان سے بری ہونا ہے، اور جس کا معاملہ اس طرح ہو اسے شارع کے حکم کے علاوہ ضامن قرار نہیں دیا جاسکتا۔

- منتظم پر مال کا ضمان برداشت کرنے کی شرط کے مطلقاً عدمِ جواز کی دلیل یہ ہے کہ یہ شرط مضاربت، مشارکت اور وکالت کے عقود کو ان کے بنیادی مقصد سے خالی کردے گی، اور انہیں ایسے قرض میں تبدیل کردے گی جس کا ضمان منتظم کے ذمہ میں آتا ہو، اور اس لیے کہ یہ عقود امانت پر مبنی ہیں، اور یہ شرط امانت کے تقاضہ کے خلاف ہے، لہٰذا اس کے فساد کا حکم لگایا جائے گا۔ علامہ ابن قدامہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "تیسری قسم - یعنی شرائطِ فاسدہ میں سے - ایسی شرط لگانا جو عقد کی مصلحت یا اس کے مقتضیٰ میں سے نہ ہو، مثلاً: مضارب پر مال کے ضمان یا نقصان کے کسی حصہ کی شرط لگانا"۔[1] فقہاء کے درمیان اس شرط کے فساد کے بارے میں کوئی اختلاف نہیں ہے[2]۔
- تعدی یا کوتاہی کی صورت میں فوت شدہ نفع کا ضمان لازم نہ ہونے کی دلیل یہ ہے کہ یہ ایسا معدوم مال ہے جو متحقق نہیں ہوا۔ البتہ حقیقی یا حکمی تحلیل کے بعد محقق نفع کو اصل سرمائے کے حکم میں مانا جائے گا۔

اصل سرمائے کی حفاظت کے مشروع وسائل

- نقصان برداشت کرنے میں شرکاء کے درمیان مساوات کی شرط کی دلیل یہ ہے کہ شرکت شرکاء کے درمیان برابری پر مبنی ہے، اور بعض شرکاء کے دوسرے بعض سے زیادہ نقصان برداشت کرنے کی شرط عقدِ شرکت کے مقتضیٰ کے خلاف ہے، اور وہ مقدار جس کا ایک شریک نقصان برداشت کررہا ہے اس کے ذمہ میں مضمون ہوجائے گی تو دوسرے شریک کو اس مقدار میں نفع ہوگا جس کا اس نے ضمان برداشت نہیں کیا، اور اس میں فقہاء کا کوئی اختلاف نہیں ہے کہ عقدِ مشارکہ میں نقصان اصل سرمائے کے حساب سے ہوتا ہے۔[3]
- سرمایہ کاری کے کسی بھی نوع کے خطرات کے مقابلہ میں تکافل کی بنیاد پر انشورنس کے ذریعہ اصل

(۱) المغنی ۵/۴۱۔

(۲) المبسوط:۱۵/ ۸۴؛ البہجۃ شرح التحفہ: ۲/ ۲۱۷؛ الحاوي الکبیر: ۹/ ۱۱۳؛ المغني: ۷/ ۱۷۹۔

(۳) بدائع الصنائع: ۷/ ۵۱۷؛ حاشیہ الدسوقی: ۳/ ۳۵۳؛ تحفۃ المحتاج: ۵/ ۲۹۲؛ الفروع: ۴/ ۴۰۳۔

سرمائے کی حفاظت کے جواز کی دلیل یہ ہے کہ تکافل کی بنیاد پر انشورنس شرکاء کے مابین تبرّع کا التزام ہے، اور یہ عقدِ معاوضہ نہیں ہے۔ اور اس کی غرض شرکاء کے مابین تعاون ہے، لہٰذا اس میں وہ شرعی خرابیاں نہیں پائی جاتیں جو تجارتی انشورنس میں پائی جاتی ہیں۔

- منتظم پر رجوع کے حق کے بغیر کسی تیسرے فریق کی طرف سے نقصان برداشت کرنے کے التزام کے جواز کی دلیل یہ ہے کہ شرعاً اس التزام کی تخریج التزام بالتبرّع کی بنیاد پر کی جائے گی۔ یہ شرعاً جائز ہے، جبکہ التزام کرنے والا منتظم سے الگ حیثیت کا حامل ہو، تاکہ اس التزام کا نتیجہ منتظم کو ضامن بنانے کی صورت میں نہ نکلے۔
- محفوظے [reserves] کی کٹوتی کے جواز کی دلیل یہ ہے کہ یہ تمام فریقوں کی رضامندی سے سرمایہ کاروں کے لیے سرمایہ کاری کے مالی مرکز کی تقویت کی مصلحت ثابت کرتی ہے۔ اور یہ کٹوتی منتظم کے حصہ سے نہیں ہوگی، کیونکہ خسارہ کا ضمان ارباب الاموال پر ہے، منتظم پر نہیں ہے۔
- سرمایہ کاری کے اثاثوں میں تنوع پیدا کرنے کے جواز کی دلیل یہ ہے کہ یہ تنوع سرمایہ کاروں کی مصلحت کو ثابت کرتا ہے، اور یہ ایک عقد میں مختلف عقود کو جمع کرنے کی قبیل سے نہیں ہے، کیونکہ ہر عقد دوسرے سے الگ مستقل طور پر انجام پاتا ہے، اس طرح کہ منتظم اصل سرمائے کو بعض اجزاء میں تقسیم کرتا ہے اور ہر جزء کی سرمایہ کاری مستقل طور پر الگ عقد یا سرمایہ کاری کے الگ اصول کے تحت کرتا ہے جو اصل سرمائے کے دوسرے جز کی سرمایہ کاری سے مختلف ہوتا ہے، اور اس کی غرض خطرات کو کم کرنا اور آمدنی میں تنوع پیدا کرنا ہے۔ ان عقود کے ضوابط کے سلسلہ میں ان کے شرعی معیارات دیکھ لیے جائیں۔
- مؤجل عقود میں رہون اور ضمانات لینے کے جواز کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: ﴿وَإِنْ كُنْتُمْ عَلَىٰ سَفَرٍ وَلَمْ تَجِدُوا كَاتِبًا فَرِهَانٌ مَقْبُوضَةٌ﴾ [1] (اور اگر تم سفر پر ہو اور تمہیں کوئی لکھنے والا نہ ملے تو (ادائیگی کی ضمانت کے طور پر) رہن قبضے میں رکھ لیے جائیں)۔ اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان:

(۱)　سورۃ البقرۃ: ۲۸۳۔

﴿وَلِمَنْ جَاءَ بِهٖ حِمْلُ بَعِیْرٍ وَّاَنَا بِهٖ زَعِیْمٌ﴾[1] (اور جو شخص اُسے لاکر دے گا، اُس کو ایک اُونٹ کا بوجھ (انعام میں) ملے گا، اور میں اس (انعام کے دِلوانے) کی ذمہ داری لیتا ہوں)۔ ربّ المال کی عائد کردہ مشروع شرائط کی خلاف ورزی کی حالت میں منتظم کو ضامن قرار دینے کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: ﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ﴾[2] (اے ایمان والو! معاہدوں کو پورا کرو)۔ اور معاہدہ پورا کرنے میں اس کے ساتھ کی شرائط کو پورا کرنا بھی ہے۔ اور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا یہ ارشاد: «المسلمون علی شروطهم»[3] (مسلمان اپنی شرائط کے پابند ہیں)۔ اور ان کی خلاف ورزی منتظم کی ایک طرح کی تعدی شمار کی جائے گی، لہٰذا اس پر مرتب ہونے والا ضمان منتظم پر واجب ہوگا۔

اصل سرمائے کی حفاظت کے شرعاً حرام وسائل

- منتظم پر رجوع کے حق کے ساتھ کسی تیسرے فریق کی طرف سے سرمایہ کاری کے منتظم کے لیے مطلقاً۔ یعنی تعدی یا کوتاہی کی قید کے بغیر۔ نقصان برداشت کرنے کے التزام کی حرمت کی دلیل یہ ہے کہ اس شرط کا نتیجہ منتظم کو ضامن قرار دینا ہے جو کہ شرعاً حرام ہے۔
- جن اثاثوں کی سرمایہ کاری کی گئی ہو، قیمتِ اسمیہ یا ابتداء میں طے شدہ قیمت پر منتظم کے ان کی خریداری کے التزام کی حرمت کی دلیل یہ ہے کہ اس شرط کا نتیجہ منتظم کے التزام کی صورت میں نکلتا ہے کہ وہ ان اثاثوں کی قیمت میں نقصان یا کمی کو برداشت کرے گا، اور یہ شرعاً حرام شرط ہے، اس کی

---

(۱) سورۃ یوسف: ۷۲۔

(۲) سورۃ المائدۃ: ۱۔

(۳) امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ کی حدیث سے (۱۳۷۲) کتاب الاحکام، باب ما ذکر عن رسول اللہ ﷺ فی الصلح میں اس کی تخریج کی ہے۔ اور ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث نمبر ۳۱۲۰ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کتاب الاقضیہ، باب فی الصلح میں اس کی تخریج کی ہے۔ اور دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے «ما وافق الحق» کی زیادتی کے ساتھ ۳/۲۔ اور یہ اپنے مجموعی طرق کے لحاظ سے صحیح حدیث ہے۔ تغلیق التعلیق: ۲۸۰/۳، فتح الباری: ۴۵۱/۴۔

وجہ گذر چکی ہے۔

- کسی تیسرے فریق کے التزامِ ضمان کی حرمت کی دلیل جس کے مقابلہ میں وہ اجرت وصول کرے گا، اس کا غررِ فاحش پر مشتمل ہونا ہے کیونکہ عقد کے وقت خسارہ کی مقدار مجہول ہے، اور اس لیے کہ یہ ضمان پر اجرت لینے کی قبیل میں سے ہے۔
- خیارات (options)، مستقبلیات (futures) اور مؤقت تبادلوں (swaps) کی بیوع کے عدمِ جواز کی دلیل کے سلسلہ میں معیارِ شرعی نمبر (۲۰) دیکھ لیا جائے۔

ضمیمہ (ج)

فرہنگ

منتظم کی طرف سے زیادتی

ضمان واجب کرنے والی زیادتی یہ ہے کہ وہ کوئی ایسا کام کرے جس کے کرنے کا شریعت، عقد یا عرف کے تقاضوں کے مطابق اسے اختیار نہیں ہے۔

منتظم کی کوتاہی

ضمان واجب کرنے والی کوتاہی یہ ہے کہ وہ کسی ایسے کام کو چھوڑ دے جس کا کرنا شریعت، عقد یا عرف کے تقاضوں کے مطابق اس پر واجب ہے۔

شرعی معیار نمبر (۴۶)

وکالت برائے سرمایہ کاری

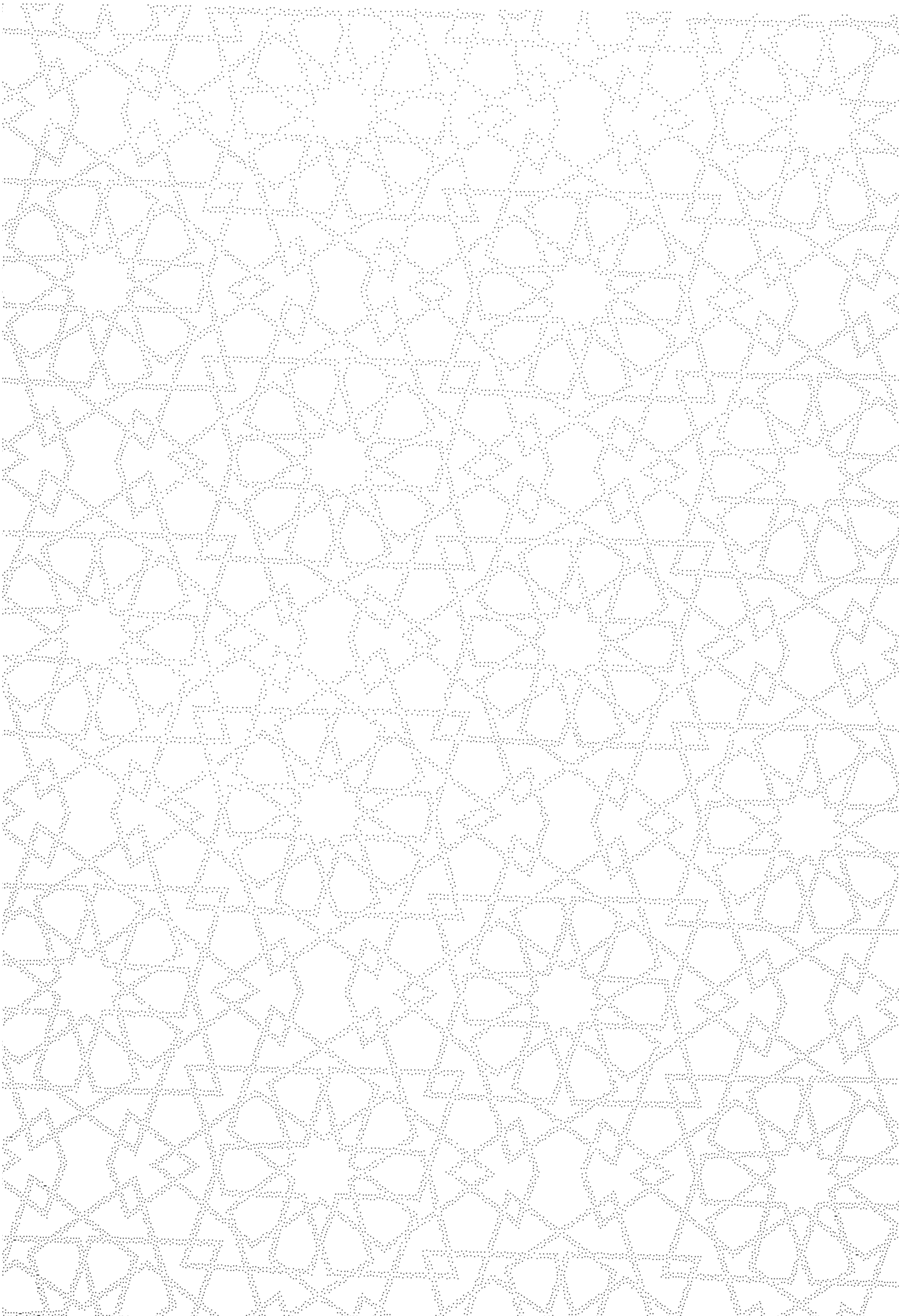

فہرست

دیباچہ ۱۱۶۲
معیار کا متن ۱۱۶۳
۱-معیار کا دائرۂ کار ۱۱۶۳
۲-وکالت برائے سرمایہ کاری کی تعریف اور اس کی مشروعیت ۱۱۶۳
۳-وکالت برائے سرمایہ کاری کے ارکان اور اس کی اہم اقسام ۱۱۶۳
۴-وکالت برائے سرمایہ کاری کی نوعیت ۱۱۶۴
۵-وکالت کی اجرت ۱۱۶۴
۶-سرمایہ کاری کا مبلغ، اس کی مدت اور اس کے منافع ۱۱۶۵
۷-سرمایہ کاری کے وکیل کا ضمان ۱۱۶۶
۸-عقد کے حکم اور اس کے حقوق کا تعلق ۱۱۶۶
۹-جس معاملے میں وکیل بنایا گیا ہے، اس میں سرمایہ کاری کے وکیل کا کسی دوسرے کو وکیل بنانا ۱۱۶۷
۱۰-وکالت برائے سرمایہ کاری کو مقید کرنا ۱۱۶۷
۱۱-وکالت برائے سرمایہ کاری کے احکام ۱۱۶۸
۱۲-وکالت برائے سرمایہ کاری کی جدید تطبیقات ۱۱۶۸
۱۳-معیار کے اجرا کی تاریخ ۱۱۷۰
معیار کی منظوری ۱۱۷۱
ضمیمہ جات
ضمیمہ (الف) معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد ۱۱۷۲
ضمیمہ (ب) شرعی احکام کی بنیادیں ۱۱۷۴

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على أشرف المرسلين، سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه أجمعين.

دیباچہ

اس معیار کا مقصد وکالت برائے سرمایہ کاری کے اسلامی مالیاتی اداروں (ادارہ/ادارے)[1] سے متعلق احکام، اس کے درست ہونے کی شرائط، اس کے احوال، اثرات اور جدید تطبیقات کو بیان کرنا ہے۔

واللہ الموفّق...

(١) ''ادارہ/ادارے'' کی اصطلاح یہاں اختصار کی غرض سے اسلامی مالیاتی اداروں کے لیے استعمال کی گئی ہے جن میں اسلامی بینک بھی شامل ہیں۔

معیار کا متن

۱- معیار کا دائرۂ کار

یہ معیار وکالت برائے سرمایہ کاری کے مختلف دائرہ ہائے کار، مؤکل اور وکیل کی اہلیت اور ذمہ داریوں پر مشتمل ہے۔ یہ معیار عمومی معاملات کے وکیل یا غیر مجاز وکیل (فضولی) پر مشتمل نہیں کیونکہ ان کے لیے علیحدہ شرعی معیار (۲۳) "وکالت اور فضولی کا تصرف" موجود ہے۔

۲- وکالت برائے سرمایہ کاری کی تعریف اور اس کی مشروعیت

۲/۱ وکالت برائے سرمایہ کاری سے مراد کسی شخص کا دوسرے شخص کو اپنے مال کے اضافہ کے لیے بامعاوضہ یا بلا معاوضہ اپنا نائب یا وکیل بنانا ہے۔

۲/۲ وکالت برائے سرمایہ کاری شرعی قواعد کی پابندی کے ساتھ جائز ہے۔

۳- وکالت برائے سرمایہ کاری کے ارکان اور اس کی اہم اقسام

۳/۱ وکالت برائے سرمایہ کاری کے ارکان: ایجاب و قبول، موضوعِ وکالت اور دونوں فریق [وکیل و مؤکل]۔ ان ارکانِ وکالت کی شرائط کی تفصیلات شرعی معیار نمبر (۲۳) "وکالت اور فضولی کا تصرف" میں دیکھی جاسکتی ہیں۔

۳/۲ وکالت کو معلق کرنا اور اسے مستقبل کی طرف منسوب کرنا اور جائز شرائط کے ساتھ اسے مشروط کرنا جائز ہے۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۲۳) "وکالت اور فضولی کا تصرف"۔

۳/۳ وکالت برائے سرمایہ کاری کو کسی خاص سرمایہ کاری یا کسی متعیّن جگہ یا دیگر قیودات کے ساتھ خاص کرنا جائز ہے۔ یہ بھی جائز ہے کہ وکالت برائے سرمایہ کاری میں تو کوئی قید نہ لگائی جائے لیکن یہ عرف اور مؤکل کی مصلحت کے ساتھ مقیّد ہو۔

۴/۳ جب وکالت مقید ہو تو کسی ایک فریق کے لیے جائز نہیں کہ وہ وکالت کی قیود کو یکطرفہ طور پر تبدیل کردے۔ وکالت کی اقسام کے بارے میں معیارِ شرعی نمبر ۲۳ دیکھا جاسکتا ہے۔

۴- وکالت برائے سرمایہ کاری کی نوعیت

۱/۴ وکالت برائے سرمایہ کاری اداروں کی تطبیقات میں ایک عقدِ لازم کے طور پر ہوتی ہے، چاہے وہ اجرت کے ساتھ ہو یا بلا اجرت ہو، کیونکہ اس میں دونوں فریق مقررہ مدت تک وکالت ختم نہ کرنے پر متفق ہوتے ہیں۔

۲/۴ معاہدے میں یہ شرط باہمی اتفاق سے طے کی جاسکتی ہے کہ خصوصی حالات میں کوئی ایک فریق یکطرفہ طور پر بھی وکالت ختم کرسکے گا۔

۳/۴ وکالت کی مدت مکمل ہوجانے کا اثر صرف اتنا ہوتا ہے کہ وکیل کسی نئی سرمایہ کاری میں داخل نہیں ہوسکے گا، سابقہ معاملات کے اثرات کو ختم کرنا ضروری نہیں ہے۔

۵- وکالت کی اجرت

۱/۵ اگر وکالت کی اجرت ہو تو اسے اس طرح طے کیا جائے کہ وہ دونوں فریقوں کو معلوم ہو، چاہے وہ کوئی مقررہ رقم ہو یا سرمایہ کاری کی رقم کا کوئی تناسب ہو۔ اس اجرت کو کسی ایسے اشاریے سے مربوط کرنا بھی جائز ہے جو دونوں فریقوں کو معلوم ہو اور سرمایہ کاری کے ہر دورانیہ سے پہلے اس کی طرف رجوع کیا جائے۔ شرط یہ ہے کہ سرمایہ کاری کے پہلے دورانیہ کی اجرت تو طے شدہ ہو اور اس اشاریہ کی اعلیٰ اور ادنیٰ حدود مقرر کردی جائیں۔

۲/۵ اگر اجرت طے نہ کی جائے اور وکیل ایسا ہو کہ وہ اجرت کے بغیر کام نہیں کرتا ہو، جیسے ادارے، تو اس صورت میں اجرتِ مثل کو معیار بنایا جائے گا۔ اسی طرح اگر وکیل کام شروع کرکے مؤکل کے لیے قابلِ نفع [مرحلہ] حاصل کرنے کے بعد کام مکمل نہ کرے تب بھی اجرتِ مثل ہی کو دیکھا جائے گا۔

۳/۵ مؤکل پر واجب ہے کہ وہ وکیل کو مقررہ وقت پر طے شدہ طریقے کے مطابق اجرت ادا

کرے۔

۴/۵ یہ جائز ہے کہ وکالت برائے سرمایہ کاری میں وکیل کے لیے اجرت کے ساتھ متوقع نفع سے بڑھ کر حاصل ہونے والی رقم کو مکمل یا جزوی طور پر طے کردی جائے تاکہ اس کی حسنِ کارکردگی کے صلے میں حوصلہ افزائی کی جاسکے۔

۶- سرمایہ کاری کی مقدار، مدت اور منافع

۱/۶ سرمایہ کاری کی مقدار اور اس کی مدت کو طے کیا جائے، چاہے یہ سرمایہ یکمشت دیا جائے یا قسطوں میں ادا کیا جائے۔

۲/۶ سرمایہ کاری سے متعلق تمام اخراجات مؤکل کی ذمہ داری ہیں، مثلاً نقل وحمل، حفاظت، محصولات، دیکھ بھال اور انشورنس۔ وکیل کو ان اخراجات کا پابند بنانا یا ان کی ادائیگی کو سرمایہ کاری کے نتائج تک مؤخر کرنا یا ان نتائج سے مربوط کرنا جائز نہیں ہے۔ وکیل اگر شخص معنوی ہو تو اپنے ملازمین اور آلات کے تمام اخراجات برداشت کرے گا۔

۳/۶ وکیل کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ سرمایہ کاری کی رقم کے موصول ہونے سے پہلے ہی مؤکل کی اجازت سے سرمایہ کاری شروع کردے، اس کی صورتیں درجِ ذیل ہیں:

۱/۳/۶ ادھار خریداری کرکے مؤکل کے ذمہ ادھار کرلے۔

۲/۳/۶ وکیل اپنے ہی مال سے خریداری کے لیے قرض دے دے۔

۴/۶ اگر وکیل اپنے مال سے سرمایہ کاری کی غرض سے خریداری کے لیے ادھار دے تو یہ قرضِ حسن شمار ہوگا اور قرض دہندہ [وکیل] کے لیے اس قرض کی بنیاد پر کوئی نفع حاصل کرنا جائز نہیں ہے۔ وہ اپنے عمل کے عوض قرض کی رعایت کے بغیر انعام کا مستحق ہے۔

۵/۶ حاصل ہونے والا کل نفع مؤکل ہی کا ہوگا، سوائے اس کے کہ نفع کی کوئی متوقع مقدار طے کردی گئی ہو اور اس سے زائد مقدار کا وکیل بطور انعام مکمل یا جزوی طور پر مستحق ہو، اور یہ متعین اجرت کے علاوہ ہو۔

۶/۶ مؤکل کی اجازت سے وکیل کے لیے جائز ہے کہ وہ نفع کا ایک حصہ الگ کردے تاکہ نفع کو یکساں رکھنے کے لیے محفوظہ (reserve) مخصوص کیا جاسکے جوکہ مؤکل کی مصلحت ہی کے لیے ہو۔

۶/۷ تصفیہ کے وقت محفوظہ(reserve) کے اثاثے مؤکل کو واپس ملیں گے، تاہم جس دورانیہ میں محفوظہ علیحدہ کیا جاتا رہا، اس دورانیہ کے لیے وکیل کی طے شدہ اجرت اور انعام پر کوئی اثر نہیں پڑنا چاہیے۔

۷-سرمایہ کاری کے وکیل کا ضمان

۷/۱ سرمایہ کاری کے وکیل کا قبضہ بطورِ امانت ہوتا ہے، لہٰذا وہ کسی زیادتی یا کوتاہی یا وکالت کی شرائط وقیودات کی خلاف ورزی کے بغیر ضامن نہیں ہوگا۔ تاہم یہ خلاف ورزی اگر مؤکل کے بہتر مفاد میں کی گئی ہو تو اس میں بھی ضمان نہیں آئے گا، مثلاً طے شدہ قیمتِ فروخت سے زائد قیمت پر بیچنا۔ درجِ بالا ضمان آنے کی صورتوں میں بھی نقصان ہونے پر ضمان صرف اصل لگے ہوئے سرمایہ ہی تک محدود رہے گا، وکیل متوقع نفع کا ضامن نہیں ہوگا، چاہے مال کو اُسی وقت سرمایہ کاری میں لگایا گیا ہو یا کچھ تاخیر سے لگایا گیا ہو یا اس مال کو سرے سے سرمایہ کاری میں لگایا ہی نہ ہو۔

۷/۲ مؤکل کے بہتر مفاد میں خلاف ورزی کی گئی ہو تو اس کی وجہ سے حاصل ہونے والا نفع یا قیمت میں اضافہ مؤکل ہی کا ہوگا، بشرطیکہ وکیل کے لیے اگر انعام [incentive] طے کیا گیا ہو تو اس [خلاف ورزی] کی وجہ سے اُس [انعام] میں کمی نہیں کی جائے گی۔

۸-عقد کے حکم اور اس کے حقوق کا تعلق

عقد کا حکم (یعنی اس کے نتائج، جیسے ملکیت کا منتقل ہونا اور عوض کا حق حاصل ہونا) مؤکل سے متعلق ہوتا ہے۔ البتہ جہاں تک عقد کے حقوق کا تعلق ہے، جیسے عوض کا مطالبہ کرنا، یا اس پر قبضہ کرنا تو وہ وکیل سے متعلق ہیں۔

۹- جس معاملے میں وکیل بنایا گیا ہے، اس میں سرمایہ کاری کے وکیل کا کسی دوسرے کو وکیل بنانا

۱/۹ سرمایہ کاری وکیل کے لیے جائز نہیں کہ سرمایہ کاری کے اصل معاملے میں کسی دوسرے کو وکیل بنائے، سوائے ان معاملات کے جو اس کے عمل سے باہر ہوں یا اس کے یا اس کے ملازمین کے لیے سخت دشوار ہوں یا مؤکل نے اس کو وکیل بنانے کی اجازت دی ہو۔

۲/۹ وکیل کا وکیل (جسے مؤکل کی اجازت سے وکیل نے وکیل بنایا ہو) خود وکیل کے معزول کرنے سے معزول نہیں ہوتا لیکن موکل کے معزول کرنے سے وہ معزول ہو جائے گا۔ البتہ اگر مؤکل نے وکیل سے یوں کہا ہو کہ اپنی نیابت کے لیے کسی اور کو وکیل بنالو یا اسے وکیل بنانے کی عام اجازت دی ہو تو وکیل بھی اپنے بنائے ہوئے وکیل کو معزول کر سکتا ہے۔

۱۰- وکالت برائے سرمایہ کاری کو مقیّد [restrict] کرنا

۱/۱۰ اگر وکالت برائے سرمایہ کاری میں یہ شرط لگادی جائے کہ وکیل ہر مرتبہ سرمایہ کاری کرنے سے پہلے مؤکل سے اجازت لے گا تو اس شرط کی رعایت رکھنا ضروری ہے۔ اگر اس نے اس کے خلاف کیا اور نقصان ہو گیا تو وکیل کو یہ نقصان برداشت کرنا ہو گا۔

۲/۱۰ اگر وکالت برائے سرمایہ کاری کو ایسی سرمایہ کاری کے ساتھ مقیّد کر دیا گیا ہو جس کا نفع ایک متعین شرح سے کم نہیں ہوتی، اور وکیل کو اتنا نفع دینے والے سرمایہ کاری کے مواقع نہیں مل رہے ہوں تو اس پر لازم ہے کہ وہ مؤکل سے رجوع کرے۔ اگر اس نے مقررہ شرحِ نفع سے کم نفع والے مواقع میں سرمایہ کاری کر دی اور مقررہ شرحِ نفع سے کم نفع ہوا تو وکیل اس حاصل شدہ نفع اور نفعِ مثل [یعنی بازار کے عرف میں اس قدر سرمایہ کاری پر جو نفع حاصل ہوتا ہے] کے فرق کو پورا کرنے کا ضامن ہوگا، لیکن وہ مقررہ شرحِ نفع کا ضامن نہیں ہوگا جس سے سرمایہ کاری کو مقیّد کیا گیا۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۲۳) "وکالت اور فضولی کا تصرف"، شق ۲/۳/۶۔

۱۱- وکالت برائے سرمایہ کاری کے احکام

اگر وکالت برائے سرمایہ کاری میں وکیل سرمایہ کو اپنے مال یا اپنے زیرِ انتظام اموال کے ساتھ ملا دے، تو وہ اس مخلوط مال سے خریدے ہوئے اثاثہ جات میں سے کوئی اثاثہ اس وقت تک اپنے لیے نہیں خرید سکتا ہے جب تک کہ وکالت برائے سرمایہ کاری کے اموال سے وکیل کی طرف ملکیت اور ضمان کی منتقلی ثابت کرنے والے نوٹسوں کا تبادلہ نہ ہو، اور ایسا کرنا سرمایہ کاری کے اکاؤنٹس میں دشوار ہے۔ دیکھیے شق ۲/۱/۷ اور شق ۳/۱/۷، اسی طرح دیکھیے شرعی معیار نمبر (۲۳) "وکالت اور فضولی کا تصرف"۔

۱۲- وکالت برائے سرمایہ کاری کی جدید تطبیقات

۱/۱۲ غیر مقید وکالت کے اموال کو مالِ مضاربت یا وکیل کے مال کے ساتھ ملا دینا

وکالت برائے سرمایہ کاری کی رقم کو مالِ مضاربت (سرمایہ کاری کے اکاؤنٹس) سے ملا کر سرمایہ کاری کرنے میں کوئی ممانعت نہیں ہے۔ اس رقم کے ساتھ ایسا معاملہ کیا جائے گا جیسے کسی رب المال نے [مزید] رقم دی ہو، یا مالکان حصص اُن حسابات سے مخلوط (اپنا) سرمایہ پیش کریں۔ (وکالت برائے سرمایہ کاری فنڈ) کو حساب النمر (daily weighted average) کے حساب سے نفع کا استحقاق ہوگا، جیسا کہ فنڈ کے علاوہ اموالِ مضاربت اور مالکان حصص کی طرف سے ملائے ہوئے اموال (حساب النمر سے نفع کا استحقاق رکھتے ہیں)۔ وعاءِ مضاربت سے حاصل ہونے والا وکالت کے اموال کا تمام نفع مؤکلین کا ہوگا اور وکیل اپنی اجرت اور انعام (incentive) کا حقدار ہوگا اگر طے ہو، اور مالِ مضاربت کے اکاؤنٹس کی سرمایہ کاری کرنے پر وکیل کو ان اکاؤنٹس کا نفع نہیں ملے گا۔

۲/۱۲ زیرِ استعمال سرمایہ [working capital] کی تمویل کے لیے وکالت برائے سرمایہ کاری[1]

وکالت برائے سرمایہ کاری اوور ڈرافٹ کا متبادل بن سکتی ہے، اس کی صورت یوں ہے کہ

---

(۱) یہ اوور ڈرافٹ کا متبادل ہے، اور اس کی تطبیق میں باریک حسابات کی پابندی ضروری ہے۔

ادارے سے گاہک جو رقم نکالے، اسے ادارہ کی طرف سے گاہک کے سرمایہ [working capital] کی تمویل میں حصہ ڈالنا اعتبار کیا جائے اور یہ رقم [ادارے کا]عملیاتی سرمایہ میں ایک غیر منقسم و غیر معین حصہ بن جائے۔ گاہک کے لیے جائز ہے کہ وہ نکالی گئی رقم سے اپنے معاملات سے پیدا ہونے والی مالی ذمہ داریوں اور ملازمین کی تنخواہوں کو ادا کرے۔ گاہک اپنے عمل کی اجرت اور اپنے مال کے نفع کا حق دار ہو گا۔ دونوں فریق [ادارے کا گاہک کو] وکیل بنانے کے بعد سے ہونے والے نقصان کو سرمایہ کاری میں اپنے اپنے حصے کے بقدر برداشت کریں گے۔ اگر گاہک کے سودی قرض یا کھاتے ہوں تو ادارے [کے لیے ضروری ہے کہ وہ] شرط لگادے کہ گاہک ہی ان کا تنہا ذمہ دار ہے۔

جب سرمایہ کاری کی ضرورت پوری ہوجائے تو دونوں فریق اس تعلق کو تقسیم کی بنیاد پر ختم کرسکتے ہیں یا وہ دونوں اس وقت اس پر اتفاق کرلیں کہ ایک فریق دوسرے فریق کا حصہ خرید لے۔

۱۲/۳ اداروں کا روایتی بینکوں کو سرمایہ کاری کا وکیل بنانا یا اس کے برعکس معاملہ کرنا

۱۲/۳/۱ ادارے کے لیے جائز ہے کہ وہ روایتی بینک کو سرمایہ کاری کے لیے وکیل بنائے بشرطیکہ وہ صرف ایسے شرعی عقود کو استعمال کریں جن پر اداروں کے مجالسِ شرعی نے اعتماد کیا ہو، اور روایتی بینک کی سرگرمیوں میں سرمایہ کاری اور تمویل کے شرعی طریقے بھی ہوں جن کی نگرانی اور شریعہ آڈٹ کیا جائے اور اس کے علاوہ اس کے علاوہ نگراں اداروں کے ساتھ کوئی تضادات بھی نہ ہوں۔

۱۲/۳/۲ اداروں کے لیے جائز ہے کہ وہ روایتی بینک کے سرمایہ کو اپنے مجالسِ شرعی سے منظور شدہ معاملات میں وکالت برائے سرمایہ کاری کے لیے قبول کرے بشرطیکہ وہ عقد ہر ممنوع شرط اور قید سے خالی ہو۔

۴/۱۲ قابلِ وصول رقم کے حصول سے پہلے وکالت برائے سرمایہ کاری کی مدت کا مکمل ہوجانا

واجب الوصول رقموں کے حصول سے پہلے اگر وکالت کی مدت پوری ہوجائے اور وکالت کی تجدید پر اتفاق بھی نہ ہوسکے تو واجب الوصول رقموں کی وصولیابی اور مدیونین یا ان لوگوں کے ٹال مٹول کرنے کی صورت میں جن کے ساتھ سرمایہ کاری کی گئی ہے، ان کے خلاف مناسب اقدامات کرنا وکیل کی ذمہ داری ہے۔ اس صورت میں وکیل اس وصولیابی پر کسی اجرت کا حق دار نہیں، الّا یہ کہ اس کے خلاف طے ہوجائے۔ وکیل کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ وصول ہونے والے فنڈز کو ذاتی استعمال میں لائے یا دوبارہ سرمایہ کاری میں لگائے۔ اسی طرح وکیل پر یہ بھی واجب نہیں کہ وصولیابی سے پہلے اپنے مال سے یا قرض لے کر یا تورُّق سے سرمایہ حاصل کر کے مؤکل کو اس کی واجب الوصول رقمیں ادا کرے۔

۵/۱۲ اگر وکالت باہمی اتفاق سے ختم کردی جائے یا کوئی فریق وکالت کو ختم کرنے کا اپنا حق استعمال کرے یا واجب الادا رقموں کی قبل از وقت ادائیگی کرنی پڑ جائے تو سرمایہ کاری کے دورانیہ کے تناسب سے وکیل کے انعام [incentive] میں اسی کے بقدر کمی کرنے میں کوئی ممانعت نہیں۔

۱۳- معیار کے اجرا کی تاریخ

۲۶ جمادی الثانی ۱۴۳۲ھ مطابق ۲۹ مئی ۲۰۱۱ء۔

معیار کی منظوری

مجلسِ شرعی نے ۲۴-۲۶ جمادی الثانی ۱۴۳۲ھ مطابق ۲۷-۲۹ مئی ۲۰۱۱ء کو اپنے تیسویں اجلاس منعقدہ بحرین میں شرعی معیار "وکالت برائے سرمایہ کاری" کو منظور کیا۔

ضمیمہ (الف)

معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد

۲۳ محرم ۱۴۳۰ھ مطابق ۲۰ جنوری ۲۰۰۹ء کو جنرل سیکرٹریٹ نے وکالت برائے سرمایہ کاری کی شرعی مطالعاتی رپورٹ تیار کرنے کے لیے شرعی مشیر کو مقرر کیا۔

شرعی معیارات کی کمیٹی نے اپنے اجلاس منعقدہ ۶ ربیع الاول ۱۴۳۱ھ مطابق ۲۰ فروری ۲۰۱۰ء کو بحرین میں میں اس شرعی مطالعاتی رپورٹ پر بحث کی اور ضروری ترامیم کا اضافہ کیا۔

ترمیم شدہ شرعی مطالعاتی رپورٹ مجلسِ شرعی کے سامنے اس کے اٹھائیسویں اجلاس میں پیش کی گئی جو بحرین میں ۱۴ - ۱۶ ذیقعدہ ۱۴۳۱ھ مطابق ۲۰ - ۲۲ اکتوبر ۲۰۱۰ء میں منعقد ہوا۔ مجلس نے جن تبدیلیوں کو مناسب سمجھا انہیں شامل کر دیا۔

ترمیم شدہ شرعی مطالعاتی رپورٹ مجلسِ شرعی کے سامنے اس کے انتیسویں اجلاس میں پیش کی گئی جو مکہ مکرمہ میں ۲۸ - ۳۰ ربیع الاول ۱۴۳۲ھ مطابق ۳ - ۵ مارچ ۲۰۱۱ء میں منعقد ہوا۔ مجلس نے جن تبدیلیوں کو مناسب سمجھا انہیں شامل کر دیا۔

مؤرخہ ۲۵ جمادی الثانی ۱۴۳۲ھ مطابق ۲۸ مئی ۲۰۱۱ء بحرین میں جنرل سیکرٹریٹ نے جلسۂ سماعت منعقد کیا۔ جلسہ میں پیش کی گئیں تمام آراء کو سنا گیا اور شرعی معیارات کی کمیٹی کے نمائندوں نے تمام سوالات کے جواب دیے اور ان پر اپنے تاثرات بھی لکھے۔

مجلسِ شرعی نے اپنے تیسویں اجلاس منعقدہ بحرین بتاریخ ۲۴ - ۲۶ جمادی الثانی ۱۴۳۲ھ مطابق ۲۸ - ۲۹ مئی ۲۰۱۱ء میں جلسۂ سماعت کے شرکاء کی ترامیم پر بحث کی اور جن ترامیم کو مناسب سمجھا انہیں اس میں شامل کیا اور معیار کو منظور کیا۔

شرعی معیارات کی نظرِ ثانی کمیٹی نے مدینہ منورہ میں منعقدہ اپنے اجلاس بتاریخ ۳۰ شعبان ۱۴۳۶ھ مطابق ۱۷ جون ۲۰۱۵ء معیار کا جائزہ لیا، بحث و تمحیص کے بعد مجلس نے نظرِ ثانی سے متعلق بعض ترامیم کو مناسب سمجھ کر شامل کرلیا اور معیار کی ترمیم شدہ موجودہ صورت میں منظور کرلیا۔

ضمیمہ (ب)

شرعی احکام کی بنیادیں

- وکالت برائے سرمایہ کاری اور سادہ وکالت کے درمیان فرق کی دلیل یہ ہے 'وکالت برائے سرمایہ کاری' مال میں اضافہ کے لیے ہوتی ہے اور یہ مضاربہ اور مشارکہ کی طرح ہے، بس اتنا فرق ہے کہ وکالت برائے سرمایہ کاری اجارہ کے مشابہ ہے جبکہ مضاربہ اور مشارکہ شرکت کے قبیل سے ہیں۔ سادہ وکالت تو محدود اعمال کی وکالت ہوتی ہے، مثلاً ادائیگی کرنا، وصولی کرنا۔ حتیٰ کہ اگر خرید و فروخت کی بھی وکالت ہو، جیسا کہ گاہک کو مرابحہ میں وکیل بنایا جاتا ہے، تب بھی اس کا مقصد ادارے کے مفاد میں ملکیت حاصل کرنا ہوتا ہے نہ کہ سرمایہ کاری کرنا۔
- وکالت برائے سرمایہ کاری کے جواز کی دلیل وہ حدیث ہے جس میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''یتیم کے مال کو تجارت میں لگاؤ، کہیں زکوٰۃ اس کھا ہی نہ جائے''۔[1] اس کے علاوہ متعدّد آیات روزی کو تلاش کرنے اور اس سلسلے میں کوشش اور کمانے کی ترغیب دیتی ہیں۔
- وکالت برائے سرمایہ کاری کے لازم ہونے کی دلیل یہ ہے کہ یہ محدود مدت کے ساتھ طے ہوتی ہے، یعنی دونوں فریق اس بات کا معاہدہ کرتے ہیں کہ اس معاملہ کو یک طرفہ طور پر ختم نہیں کیا جاسکے گا سوائے ان مخصوص حالات کے جنہیں بطورِ شرط لکھ دیا گیا ہے۔
- متوقع نفع سے زائد نفع کو سرمایہ کاری کے وکیل کے لیے خاص کرنے کے جواز کی دلیل یہ ہے کہ یہ مشروط ہدیہ اور ایک ترغیبی انعام ہے۔
- اگر وکالت کو کسی خاص شرحِ نفع کے ساتھ مشروط کر دیا جائے اور وکیل اس شرط کی خلاف ورزی کرے

(۱) اس حدیث کو امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے معجم اوسط میں روایت کیا ہے، امام عراقی نے اسے صحیح حدیث اور امام ابنِ حجر رحمۃ اللہ علیہما نے اسے حدیثِ حسن قرار دیا ہے۔ فیض القدیر ۱/۱۰۸)۔ مؤطا امام مالک میں اسے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تک موقوف بتایا گیا ہے۔

اور اس سے کم شرحِ نفع والی سرمایہ کاری کرے تو وکیل اس فرق کا ضامن ہوگا جو حاصل شدہ نفع اور نفعِ مثل و مشروط نفع میں سے کم نفع کے درمیان ہو۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وکیل نے شرط کی خلاف ورزی کی ہے۔ وکیل سرمایہ کاری میں مشروط شرحِ نفع کا ضامن نہیں ہوگا اگر وہ نفعِ مثل سے زائد ہو، کیونکہ یہ لوگوں کا مال ناحق کھانے کے مترادف ہے۔ دیکھے المغنی ۵/۱۳۵۔

- مالِ وکالت کو مضاربہ فنڈ میں لگانے کے جواز کی وجہ یہ ہے کہ وکالت برائے سرمایہ کاری کے عموم میں یہ معاملہ بھی شامل ہو سکتا ہے۔
- مالِ وکالت کو مضاربہ فنڈ میں لگانے کی صورت میں وکیل کو مضاربت کے نفع کے بجائے صرف وکالت کی اجرت ملنے کی دلیل یہ ہے کہ وکیل اور مؤکل کے درمیان معاہدہ وکالت ہی کا ہوا تھا، مضاربت کا نہیں ہوا تھا۔ اگر وکیل نے وکالت کی بنیاد پر مضاربہ فنڈ میں سرمایہ کاری کی ہے تب بھی مؤکل کو حاصل ہونے والا نفع اس فنڈ سے ہی حاصل ہوا ہے، وکیل سے بحیثیتِ وکیل سے نفع حاصل نہیں ہوا ہے۔

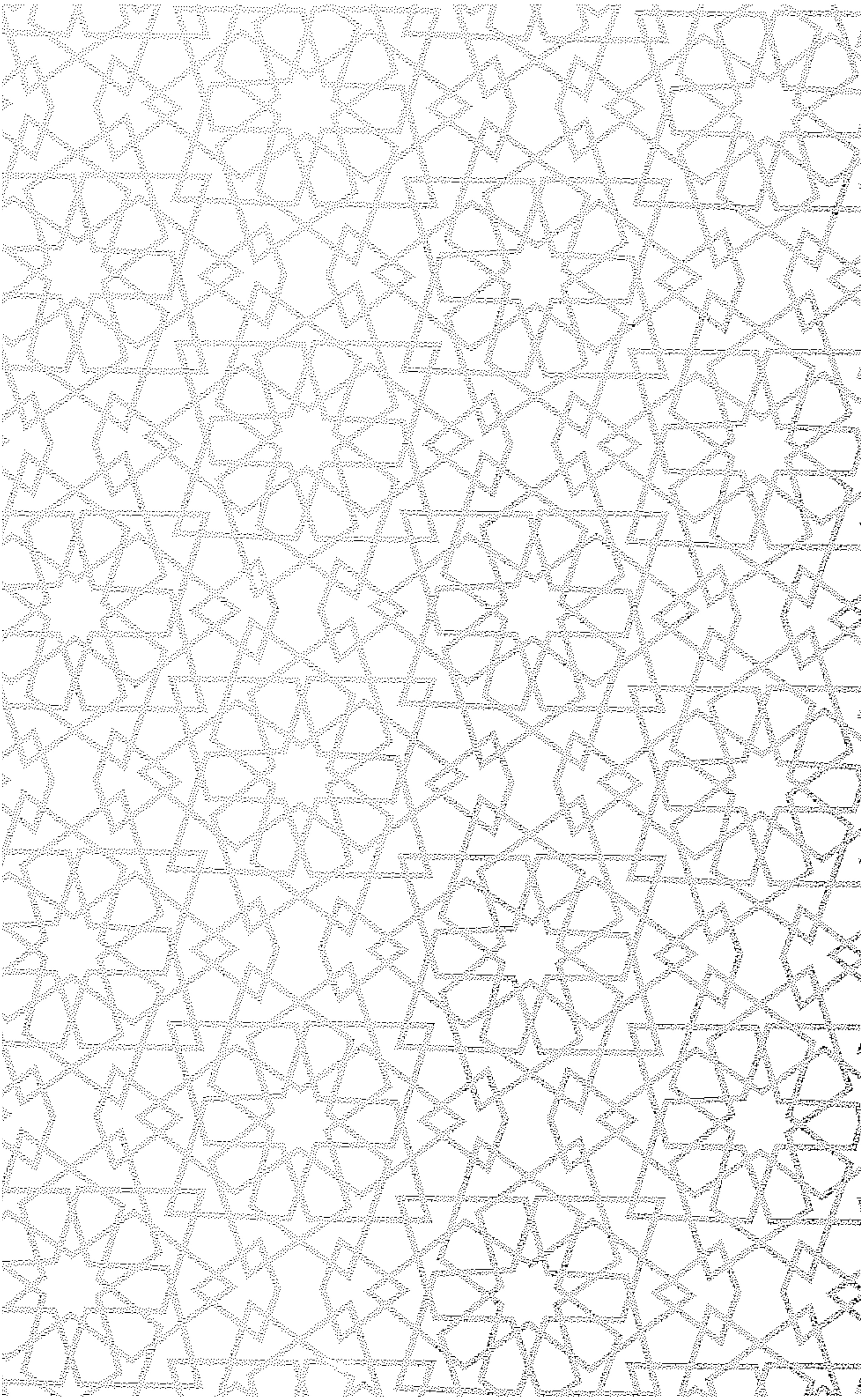

شرعی معیار نمبر (۴۷)

مالیاتی معاملات میں نفع کے تعیّن کے اصول

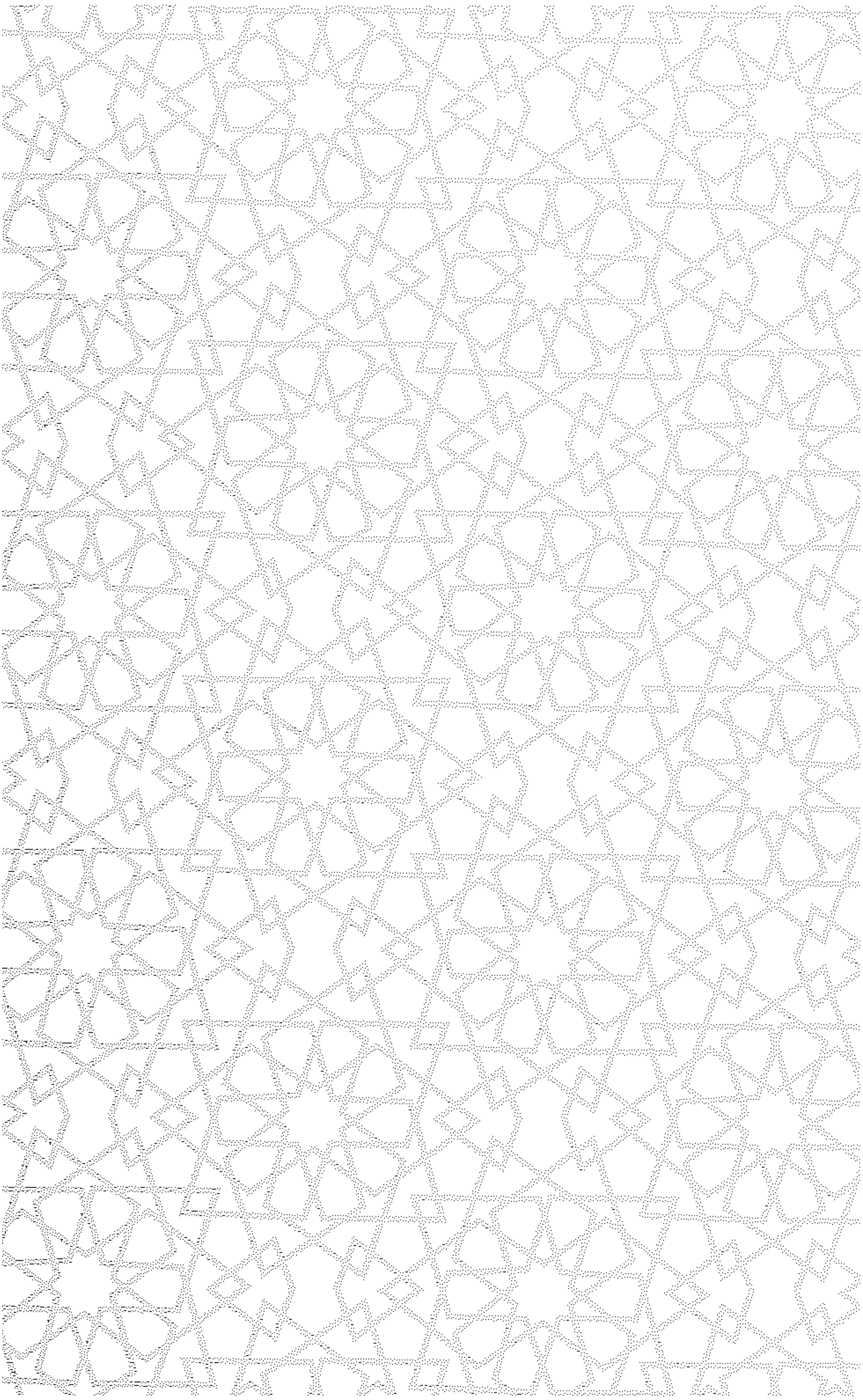

فہرست

دیباچہ ۱۱۸۰

معیار کا متن ۱۱۸۱

۱- معیار کا دائرۂ کار ۱۱۸۱

۲- جائز اور ناجائز نفع ۱۱۸۱

۳- معاملات میں نفع کے تناسب کی حد بندی ۱۱۸۱

۴- فوری قیمت کے مقابلہ میں ادھار قیمت میں نفع کا زیادہ ہونا ۱۱۸۲

۵- نفع کا تعین رقم یا تناسب کی صورت میں کرنا ۱۱۸۲

۶- مضاربت کی بنیاد پر ہونے والے مالیاتی معاملات میں نفع کی تقسیم کے لیے متعدد شرح یا تناسب طے کرنا ۱۱۸۲

۷- ادھار معاملات میں نفع کی تقسیم ۱۱۸۳

۱۲- معیار کے اجرا کی تاریخ ۱۱۸۴

معیار کی منظوری ۱۱۸۵

ضمیمہ جات

ضمیمہ (الف) معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد ۱۱۸۶

ضمیمہ (ب) شرعی احکام کی بنیادیں ۱۱۸۷

ضمیمہ (ج) فرہنگ ۱۱۸۸

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على أشرف المرسلين، سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه أجمعين.

دیباچہ

اس معیار کا مقصد اسلامی مالیاتی اداروں [1] میں ہونے والے معاملات میں نفع کے حساب اور اس کو تقسیم کرنے کے طریقِ کار کو بیان کرنا ہے۔

واللہ الموفّق...

(۱) "ادارہ/ادارے" کی اصطلاح یہاں اختصار کی غرض سے اسلامی مالیاتی اداروں کے لیے استعمال کی گئی ہے۔

معیار کا متن

۱- معیار کا دائرۂ کار

یہ معیار نفع، اس کے جواز، احکامات، اس کے حساب اور تقسیم کی حد بندی اور اسلامی مالیاتی اداروں میں ہونے والے تمویل اور سرمایہ کاری کے معاملات میں نفع کے استحقاق کے بیان پر مشتمل ہے۔ اس معیار میں سرمایہ کاری کھاتوں میں نفع کی تقسیم کو بیان نہیں کیا گیا ہے کیونکہ اس کا الگ مخصوص معیار ہے۔

۲- جائز اور ناجائز نفع

۱/۲ جائز نفع وہ ہے جو کسی جائز سرگرمی کے نتیجہ میں حاصل ہو، جیسے وہ خرید و فروخت، کرایہ داری اور شرکت جو شرعی اصولوں کے مطابق ہو۔

۲/۲ ناجائز نفع وہ ہے جو کسی حرام سرگرمی کے نتیجہ میں حاصل ہو، جیسے سود، حرام اشیا کی تجارت یا باطل عقود۔

۳- معاملات میں نفع کے تناسب کی حد بندی

۱/۳ نفع کی کوئی ایسی انتہائی حد متعین نہیں ہے کہ جس سے تجاوز کرنا حرام ہو، بشرطیکہ معاملہ باہمی رضامندی سے ہو اور نرمی، قناعت اور درگذر پر مبنی ہو۔

۲/۳ اصل تو یہ ہے کہ مجاز اداروں [ریگولیٹرز] کی طرف سے نفع کی حد بندی جائز نہیں ہے، جب تک کہ ذخیرہ اندوزی یا مخصوص حالات کا تقاضہ یا کوئی واضح مصلحت نہ ہو، چنانچہ ان صورتوں میں نفع کی مقدار کا تعیّن کرنا درست ہے بشرطیکہ حق تلفی نہ ہو۔

۴-فوری قیمت کے مقابلہ میں ادھار قیمت میں نفع کا زیادہ ہونا

ادھار معاملات میں نقد کے معاملات سے زیادہ نفع رکھنا درست ہے، بشرطیکہ اس کو قیمت میں ہی شامل کر کے لیا جائے اور ادائیگی کی مقررہ تاریخ سے تاخیر کی صورت میں دَین میں کوئی زیادتی نہ کی جائے۔

۵-نفع کا تعیّن رقم یا تناسب کی صورت میں کرنا

۵/۱ مرابحہ میں اخراجات یا اس کے فیصدی تناسب سے متعیّن رقم کی صورت میں نفع کا تعیّن درست ہے۔

۵/۲ وعدہ یا عقد کی انجام دہی کے وقت نفع کی حد بندی کے لیے کسی ایسے اشاریے کو استعمال کرنا جس پر دونوں فریق رضامند ہوں، درست ہے۔ البتہ ہر صورت میں پوری قیمت، اس کی قسطوں کی ادائیگی کا وقت اور ان کی مقدار متعیّن ہونی چاہیے جو اشاریے کے تبدیل ہونے سے تبدیل نہ ہو۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۸) "مرابحہ"، شق ۴/۶۔

۶- مضاربت کی بنیاد پر ہونے والے مالیاتی معاملات میں نفع کی تقسیم کے لیے متعدّد شرح یا تناسب طے کرنا

۶/۱ مضاربت کی بنیاد پر ہونے والے مالیاتی معاملات میں نفع کی تقسیم کے لیے متعدّد شرح یا تناسب طے کرنا جو مضاربت کی مدت کے لحاظ سے ہو، یا کسی ایک فریق کا نفع سرمایہ کی ایک متعیّن حد تک پہنچ جانے کے لحاظ سے ہو، ممنوع نہیں ہے، بشرطیکہ نفع میں شرکت ختم نہ ہو۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۱۳) "مضاربہ"، شق ۵/۸۔

۶/۲ رب المال کا مضارب کو اس بات کا پابند بنانا ممنوع نہیں کہ وہ صرف ایسے مواقع میں سرمایہ کاری کرے جن میں ایک متعیّن تناسب سے نفع متوقع ہو۔ البتہ مضارب کو سرمایہ، نفع یا ان دونوں کا ضامن نہیں بنایا جاسکتا۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۴۶) "وکالت برائے سرمایہ کاری"۔

۷-ادھار معاملات میں نفع کی تقسیم

۷/۱ ادھار معاملات میں نفع کی تقسیم کے لیے نگران اداروں کی جانب سے متعیّن کردہ اکاؤنٹنگ کے معروف طریقوں کی پابندی کرنا شرعاً ممنوع نہیں ہے بشرطیکہ یہ شرعی احکام کے خلاف نہ ہوں۔ اس کے ساتھ ساتھ ایوفی [AAOIFI] کی جانب سے جاری ہونے والے معیارات کی بھی ہر ممکن حد تک پابندی کی جائے۔

۷/۲ اسلامی مالیاتی اداروں پر اپنے مالی گوشوارے بناتے وقت ایسے تمام امور سے بچنا ضروری ہے جن سے نفع کے حساب کتاب یا تقسیم میں دھوکہ دہی یا غیر شفافیت کا اندیشہ ہو۔

۸- ادارہ پر لازم ہے کہ اپنے صارفین کو نفع کے حساب کتاب کا طریقہ واضح طور پر بتائے۔ نیز اپنے صارفین کو اس کے اصولوں کے بارے میں پوچھ گچھ کا موقع فراہم کرے۔ اسی طرح ادارہ پر یہ بھی لازم ہے کہ جب اشتہاری مہم اور مارکیٹنگ بروشرز میں نفع کا ذکر کرے تو اس کا طریقِ کار بھی غیر مبہم انداز میں واضح کرے۔ البتہ معاہدات میں اجمالی طور پر قیمت کا ذکر، یا اخراجات اور اس کے تناسب سے یا متعیّن رقم کی صورت میں نفع کا ذکر بھی کافی ہے۔ اور جب نفع کے تناسب کو وقت کے دورانیہ کے ساتھ ذکر کیا جائے تو دَین کو وقت کے دورانیہ اور نفع کی زیادتی کے ساتھ از سرِ نو ترتیب دینا [re-scheduling] درست نہیں۔

۹- ادارہ کا سرمایہ کی فراہمی کے دورانیہ کی بنیاد پر نفع کا حساب کرنے کے لیے کوئی متعارف طریقہ اختیار کرنے کی ممانعت نہیں ہے۔ مثال کے طور پر حساب کا ایسا طریقہ جس میں مکمل دورانیہ کا نفع سالانہ کل سرمایہ کے تناسب سے متعیّن کیا جائے، یا حساب کا ایسا طریقہ جس میں نفع کا تعیّن صارف کے ذمہ میں باقی ماندہ رقم کے تناسب سے قسطوں کی ترتیب کے حساب سے طے کیا جائے، بشرطیکہ شفافیت اور مکمل وضاحت کی پابندی کی جائے اور اجمالی قیمت کو رقم کی صورت میں بیان کر دیا جائے۔

۱۰- اگر خریدار اپنے واجبات جلد ادا کر دے تو ادارہ کے لیے اس بات کی اجازت ہے کہ وہ قیمت کا کچھ حصہ معاف کر دے جبکہ معاہدہ میں باہمی رضامندی سے یہ شرط نہ رکھی جائے اور متعلقہ نگران

اداروں کی ہدایات کی پابندی کی جائے۔

۱۱- داخلی حسابات [internal records] میں نفع کے اندراج کے طریقِ کار کا ادارے اور گاہک کے معاہداتی تعلق پر کوئی اثر مرتب نہیں ہوتا، مثلاً نفع کے حساب کو خرچ کے حساب سے الگ رکھنا یا شروع کی اقساط کو نفع سے متعلق رکھنا۔ اداروں پر لازم ہے کہ وہ اپنے نظام اور کمپیوٹر سافٹویئرز کو اس نہج پر ترتیب دیں کہ وہ شرعی معیارات اور احکام کے مطابق ہوں۔

۱۲- معیار کے اجرا کی تاریخ

۲۶ جمادی الثانی ۱۴۳۲ھ مطابق ۲۹ مئی ۲۰۱۱ء۔

معیار کی منظوری

مجلسِ شرعی نے ۲۴-۲۶ جمادی الثانی ۱۴۳۲ھ مطابق ۲۷ - ۲۹ مئی ۲۰۱۱ء کو بحرین میں منعقدہ اپنے تیسویں اجلاس میں شرعی معیار "معاملات میں نفع کا حساب کرنے کے اصول" کو منظور کیا۔

ضمیمہ (الف)

معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد

جنرل سیکرٹریٹ نے مؤرخہ ۱۴ ربیع الثانی ۱۴۲۹ھ مطابق ۲۰ اپریل ۲۰۰۸ء کو شرعی مشیر کو معاملات میں نفع کے حساب سے متعلق شرعی رپورٹ تیار کرنے کی ذمہ داری سونپی۔

شرعی معیارات کی کمیٹی نے مؤرخہ ۲۴ رمضان ۱۴۳۱ھ مطابق ۲۸ جنوری ۲۰۱۰ء کو کویت میں منعقد ہونے والے اجلاس میں معاملات میں نفع کے حساب سے متعلق شرعی معیار کے مسودہ پر مباحثہ کیا اور اس میں ضروری ترامیم کو شامل کیا۔

یہ ترمیم شدہ مسودہ ۱۲ - ۱۴ ذیقعدہ ۱۴۳۱ھ مطابق ۲۰ - ۲۲ اکتوبر ۲۰۱۰ء کو بحرین میں منعقد ہونے والے اٹھائیسویں اجلاس میں مجلسِ شرعی کے سامنے پیش کیا گیا اور اس میں مناسب ترامیم شامل کی گئیں۔

جنرل سیکرٹریٹ نے مؤرخہ ۲۵ جمادی الثانی ۱۴۳۲ھ مطابق ۲۸ مئی ۲۰۱۱ء کو بحرین میں جلسۂ سماعت منعقد کیا، جس میں جلسہ کے دوران موصول ہونے والے تبصروں کو سنا گیا اور مجلسِ شرعی کے ایک رکن نے مختلف سوالات کے جوابات دیے۔

مجلسِ شرعی نے مؤرخہ ۲۴ - ۲۶ جمادی الثانی ۱۴۳۲ھ مطابق ۲۷ - ۲۹ مئی ۲۰۱۱ء کو بحرین میں منعقدہ اپنے تیسویں اجلاس میں اس معیار کو منظور کیا۔

شرعی معیارات کی نظر ثانی کمیٹی نے مؤرخہ ۳۰ شعبان ۱۴۳۶ھ مطابق ۱۷ جون ۲۰۱۵ء کو مدینہ منورہ میں منعقدہ اجلاس میں اس معیار پر نظر ثانی کی، اور مباحثہ کے بعد کمیٹی نے مناسب ترامیم کو باقی رکھ کر موجودہ ترمیم شدہ حالت میں اس معیار کو منظور کیا۔

ضمیمہ (ب)

شرعی احکام کی بنیادیں

- نفع کی کوئی انتہائی حد مقرر نہ کرنے کی شرعی بنیاد یہ ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ﴾[1] (مگر یہ کہ تجارت ہو تمہاری آپس کی رضامندی سے) کے منافی ہے۔ اور اس حکم کو مجمع الفقہ الاسلامی کی قرارداد نمبر ۴۶ (۵/۸) سے بھی توثیق حاصل ہے، جس کے مطابق "نفع کی کوئی ایسی حد نہیں ہے کہ جس کا تاجر کو پابند کیا جا سکے"۔
- ادھار قیمت کی صورت میں نفع زیادہ کرنے کے جواز کی بنیاد اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ﴿وَ اَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَ حَرَّمَ الرِّبٰوا﴾[2] (اور اللہ تعالیٰ نے خرید و فروخت کو حلال کیا، اور سود کو حرام قرار دیا)۔ جمہور مفسرین کے نزدیک اس سے مراد ادھار بیع ہے تاکہ اس کا تقابل سود سے کرنا درست ہو سکے جس میں اضافے کا عنصر پایا جاتا ہے۔ ادھار خرید و فروخت سے متعلق اکاؤنٹنگ کا معیار نمبر ۲۰ جاری ہو چکا ہے۔
- مضاربت میں نفع کے لیے اشاریہ [انڈیکس] مقرر کرنے کے جواز کی بنیاد یہ ہے کہ اس سے نفع میں شرکت ختم نہیں ہوتی۔

(۱) سورۃ النساء: ۲۹۔

(۲) سورۃ البقرۃ: ۲۷۵۔

ضمیمہ (ج)

فرہنگ

نفع

وہ اضافہ جو سرمایہ یا اخراجات کو نکالنے کے بعد حاصل ہو۔

نفع کی تعریف اور اس کے حساب کا طریقہ

یہاں نفع سے مراد سرمایہ یا اخراجات پر ہونے والا وہ اضافہ ہے جو سرمایہ کاری کرنے یا مالیات کے حصول کے نتیجہ میں حاصل ہوتا ہے، اور نفع کے حساب سے مراد ادارہ کے معاملات میں اس کی حد بندی کا طریقِ کار ہے۔

یہ بھی ملحوظ رہے کہ موجودہ دور کی اصطلاح کے لحاظ سے درجِ ذیل مفاہیم بھی نفع میں داخل ہیں۔

اضافہ: وہ اضافہ جو قابل تجارت اثاثوں کی قیمت میں بغیر خرید وفروخت کے ہو۔

فائدہ: جامد اثاثوں کی قیمت میں ہونے والا اضافہ۔

حاصل: سرمایہ کاری کا نفع۔

آمدنی: متعین دورانیہ کا نفع۔

بھروسے پر مبنی خیارات

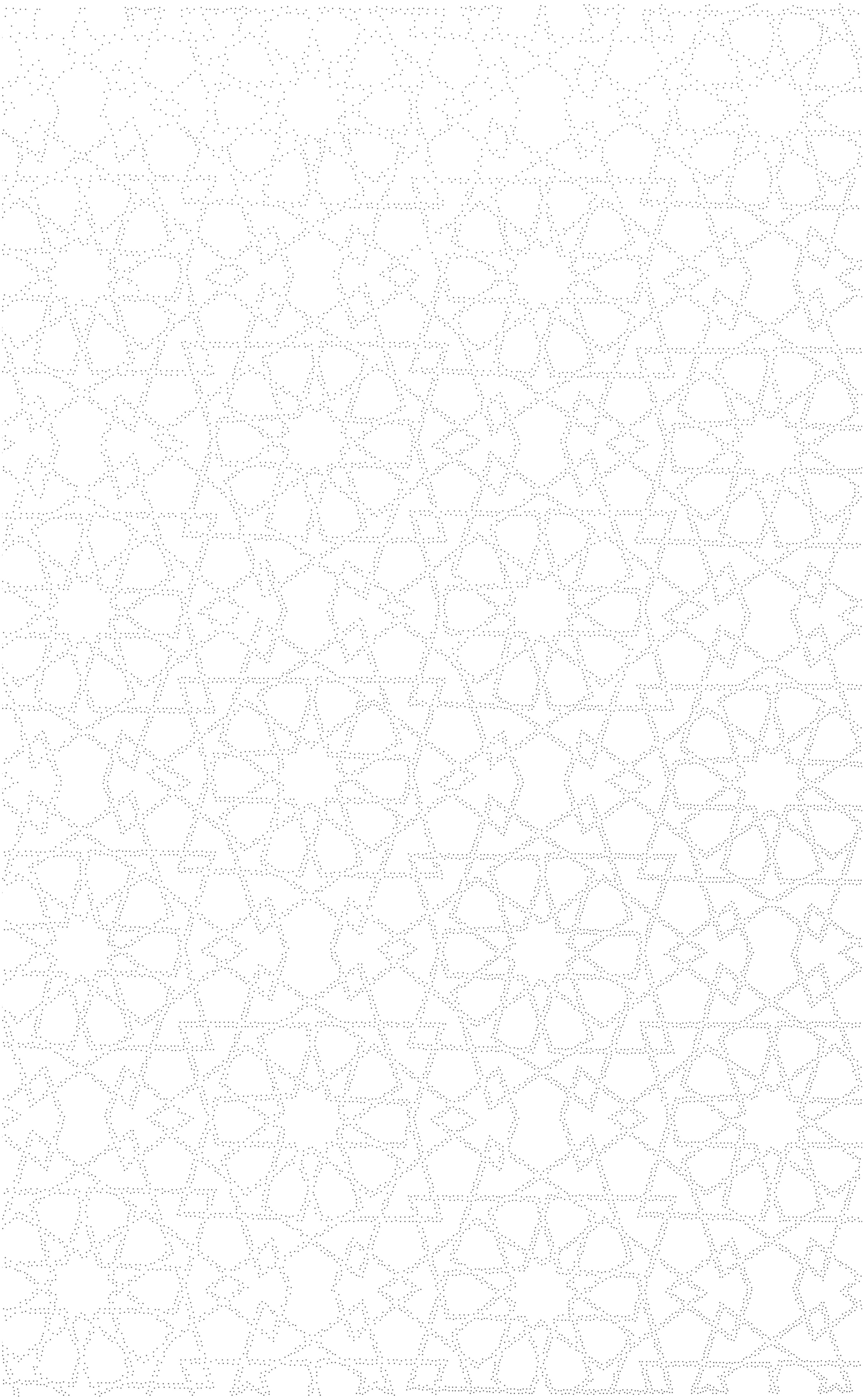

فہرست

دیباچہ ۱۱۹۲

معیار کا متن ۱۱۹۳

۱- معیار کا دائرۂ کار ۱۱۹۳

۲- دھوکے کی وجہ سے حاصل ہونے والا خیار ۱۱۹۳

۳- خیارِ تدلیس ۱۱۹۵

۴- خیارِ غبن ۱۱۹۶

۵- معیار کے اجرا کی تاریخ ۱۱۹۸

معیار کی منظوری ۱۱۹۹

ضمیمہ جات

ضمیمہ (الف) معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد ۱۲۰۰

ضمیمہ (ب) شرعی احکام کی بنیادیں ۱۲۰۱

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على أشرف المرسلين، سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه أجمعين.

دیباچہ

اس معیار میں ان خیارات کے احکام بیان کرنا مقصود ہے جو بغیر شرط لگائے ثابت ہوتے ہیں کیونکہ ان میں بیچنے والے کے قول یا فعل کے ذریعہ دھوکہ دینے کی وجہ سے یا غَبْن [بازاری قیمت سے زیادہ مہنگا فروخت کرنا] کی وجہ سے خریدار کو بیع فسخ کرنے کا حق حاصل ہوتا ہے، نیز اداروں (۱) میں ان کی عملی شکل بھی بیان کی جائے گی۔

واللہ الموفّق...

(۱) "ادارہ/ادارے" کی اصطلاح یہاں اختصار کی غرض سے اسلامی مالیاتی اداروں کے لیے استعمال کی گئی ہے۔

معیار کا متن

۱- معیار کا دائرۂ کار

یہ معیار ان اختیارات کے شرعی احکام پر مشتمل ہے جو زبانی دھوکا دینے یا عملی طور پر عیب چھپانے یا بعض خاص حالتوں میں غبن کی وجہ سے خریدار کے لیے بغیر شرط کے ثابت ہوتے ہیں۔

یہ معیار سودا پکا کرنے کے لیے سوچ وبچار [خیارات التروّی] اور مبیع کے صحیح سلامت ہونے [خیارات السلامة] کے خیارات پر مشتمل نہیں ہے کیونکہ ان دونوں کے لیے علیحدہ علیحدہ معیار بنائے گئے ہیں۔

۲- دھوکے کی وجہ سے حاصل ہونے والا خیار

۱/۲ دھوکے کی وجہ سے حاصل ہونے والے خیار کی تعریف

زبانی دھوکے کا خیار: ایسا خیار جس میں خریدار کو اس صورت میں عقد فسخ کرنے کا حق حاصل ہوتا ہے جب بیچنے والا یا کوئی اور اس کے ساتھ مل کر مبیع کے ایسے اوصاف بیان کریں جو اس میں نہیں ہیں تاکہ مثلی قیمت سے زیادہ رقم حاصل کی جاسکے۔

۲/۲ دھوکے کی صورتیں

۱/۲/۲ مرابحہ یا تولیہ [بغیر نفع ونقصان کے فروخت کرنا] یا حطیطہ [نقصان پر فروخت کرنا] کی بیع میں اصل قیمت یا اخراجات حقیقت کے برعکس بتانا۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۸) ''مرابحہ''۔

۲/۲/۲ جس شخص کو بیچنے والے نے مقرر کیا ہو اس کا نیلامی کے وقت نیلامی میں پیش کی گئی چیز کی قیمت میں خریدنے کی غرض کی بجائے دوسروں کو دھوکہ دینے کی غرض

سے اضافہ کرنا، جسے فقہی اصطلاح میں مُناجشة یا نَجْش کہتے ہیں۔

۳/۲/۲ حقیقت کے برعکس خریدار کو یہ باور کرانے کی کوشش کرنا کہ یہ چیز اُس کی ضرورت کے عین مطابق ہے، یا دعویٰ کرنا کہ یہ چیز بازار میں ختم ہو چکی ہے۔

۴/۲/۲ کمپنی کے منافع کے حوالہ سے غلط نتائج کا اعلان کرنا تاکہ لوگوں کو دھوکہ دے کر اُس کمپنی کے حصص خریدنے کی طرف راغب کیا جا سکے۔

۳/۲ اس خیار کے نتیجے میں مرتب ہونے والے احکام

۱/۳/۲ خریدار کو زبانی دھوکے میں یہ اختیار ہوگا کہ وہ بیع کو فسخ کردے۔

۲/۳/۲ اس حق کی وجہ سے خریدار مبیع کو اتنی مدت میں واپس کرے جتنی مدت لوگوں کے عرف و عادات میں بیع کو فسخ کرنے کے لیے دی جاتی ہے۔

۴/۲ اس خیار کے ساقط ہونے کے اسباب

۱/۴/۲ خریدار کو زبانی دھوکے کی وجہ سے حاصل ہونے والا خیار مبیع کے ضائع ہونے یا دھوکہ ظاہر ہونے سے قبل استعمال کرلینے یا واپس کرنے میں کسی رکاوٹ کے پیش آنے یا واپس کرنے کی قدرت کے باوجود واپس نہ کرنے سے ساقط ہو جاتا ہے۔

۲/۴/۲ اس خیار کے ساقط ہونے سے مبیع کی پوری قیمت ادا کرنا ضروری ہے، خریدار عوض کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔

۳/۴/۲ مبیع کی واپسی پر آنے والے اخراجات بیچنے والے پر عائد ہوں گے کہ جہاں چیز فروخت کی گئی تھی وہیں پر لانے کا وہ بندوبست کرے۔

۵/۲ خیار کا کسی دوسرے کو منتقل ہونا

زبانی دھوکے کی وجہ سے حاصل ہونے والا خیار خریدار کی موت سے اس کے ورثاء میں منتقل نہیں ہوتا۔

۳- خیارِ تدلیس

۱/۳ خیارِ تدلیس کی تعریف

یہ ایسا خیار ہے جس میں خریدار کو اس وقت بیع فسخ کرنے کا حق حاصل ہوتا ہے، جب یہ پتہ چلے کہ بیچنے والے نے یا بیچنے والے کے ساتھ مل کر کسی اور نے مبیع غیر حقیقی شکل وصورت میں پیش کی تاکہ خریدار اُس کو اعلیٰ معیار کی سمجھ کر خرید لے۔

۲/۳ اس خیار کی شرائط

۳/۲/۱ بیچنے والے نے خود یا اس کے حکم سے کسی اور نے مبیع کو غیر حقیقی شکل وصورت میں پیش کیا ہو۔ اگر کسی ایسے سبب کی وجہ سے یہ ہوا ہو جس میں بیچنے والے کا کوئی عمل دخل نہیں ہے یا کسی عارضی سبب کے پیش آجانے کی وجہ سے ایسا ہوا ہو تو ایسی صورت میں خریدار کو اس خیار کا حق حاصل نہیں ہوگا۔

۳/۲/۲ خریدار کا تدلیس کے عمل سے بے خبر ہونا۔

۳/۲/۳ تدلیس کا باقی رہنا، اگر بیچنے والے نے حقیقی صورتِ حال کو چھپایا مگر بیع کے فسخ کرنے سے قبل مبیع صحیح سلامت ہوگئی تو خریدار کے لیے اب خیار نہیں ہوگا۔

۳/۳ خیارِ تدلیس کی چند عملی صورتیں

۳/۳/۱ مصنوعات کو بازار میں عام کرنے کے لیے جعلی برانڈ کی علامات لگا کر بیچنا۔

۳/۳/۲ لوگوں کو دھوکہ دینے کے لیے پرانی گاڑیوں کو رنگ کرنا کہ یہ خیال ہو کہ یہ نئی گاڑی ہے۔

۳/۳/۳ مبیع کو تیل یا کوئی اور مواد لگا کر غیر حقیقی صورت میں پیش کرنا۔

۴/۳ خیارِ تدلیس کے ثابت ہوجانے کے بعد کے احکام

۳/۴/۱ تدلیس کی وجہ سے خریدار کو مبیع اپنے پاس رکھنے یا واپس کرنے کا حق حاصل ہے۔

۳/۴/۲ اُس مدت کے اندر لوٹانا ضروری ہے جس میں لوگوں کے عرف وعادات میں مبیع کو واپس کیا جاتا ہے۔

۳/۴/۳ خریدار مبیع کو اپنے پاس رکھنے کی صورت میں کسی قسم کے عوض کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔

۵/۳ وہ امور جن کی وجہ سے خیارِ تدلیس ساقط ہوجاتا ہے

خریدار کا تدلیس کا علم ہوجانے کے باوجود مبیع میں تصرف کرنا یا واپس لوٹانے کی قدرت ہونے کے باوجود نہ لوٹانا یا مبیع کا ہلاک ہوجانا یا اسے استعمال کرلینا۔

۶/۳ اس خیار کا کسی دوسرے کو منتقل ہونا

خیارِ تدلیس خریدار کی موت سے اس کے ورثاء میں منتقل نہیں ہوتا۔

۴- خیارِ غبن

۱/۴ خیارِ غبن کی تعریف

خیارِ غبن خریدار کا وہ حق ہے جس میں اسے بیع کو منسوخ کرنے یا باقی رکھنے کا اس کا اختیار ہوتا ہے، جب یہ پتا چلے کہ مبیع کی قیمت اکثر تجربہ کار لوگوں کی لگائی گئی قیمت کے اعتبار سے زیادہ وصول کی گئی ہے۔ جو غبن خرید وفروخت میں اثر انداز ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ کہ اُس زمانے اور جگہ کے تجربہ کار لوگوں کی لگائی گئی قیمت کے اعتبار سے اسے بہت زیادہ [فاحش] سمجھا جاتا ہو۔

۲/۴ خیارِ غبن کی شرط

بوقتِ عقد خریدار کا غبن سے بے خبر ہونا۔

۳/۴ غبن کی صورتیں

۱/۳/۴ مسترسل [بھروسہ کرنے والے] کی بیع: یہ وہ شخص ہے جو بیچنے والے پر بھروسہ کرتے ہوئے بھاؤ تاؤ چھوڑ دیتا ہے کہ وہ اس سے غبن نہیں کرے گا۔

۲/۳/۴ ایجنٹوں اور تاجروں کا مل کر مارکیٹ کا نرخ بڑھا دینا یا مثلی قیمت سے زیادہ پر فروخت کرنا۔

۴/۳/۳ برآمد کرنے والوں کی قیمتوں کے حوالہ سے لاعلمی سے غلط فائدہ اٹھاکر زبانی دھوکہ دے کر بازاری قیمت سے کم پر خریدنا کہ یہی بازاری قیمت ہے۔

۴/۳/۴ بیچنے والوں اور مارکیٹ والوں کے درمیان واسطہ بننا تاکہ وہ اسے رائج نرخ سے زیادہ پر بازار میں بیچیں۔

۴/۴ خیارِ غَبن کے ثابت ہوجانے کے بعد کے احکام

۴/۴/۱ غَبن کے شکار ہونے والے خریدار کو بغیر کسی اضافی عوض کے یہ اختیار حاصل ہے کہ چاہے تو وہ بیع کو فسخ کرے اور چاہے تو اسے برقرار رکھے۔

۴/۴/۲ غَبن کا شکار ہونے والا شخص اگر بیع کو برقرار رکھنے کا فیصلہ کرتا ہے تو کسی معاوضے کا مطالبہ نہیں کر سکتا، البتہ بیچنے والے اور خریدار دونوں اپنی رضامندی سے مبیع واپس کرنے کے بجائے بقدرِ نقصان کسی معاوضے پر اتفاق کرنا چاہیں تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

۴/۵ مندرجہ ذیل حالات میں خیارِ غَبن ساقط ہوجاتا ہے:

۴/۵/۱ مبیع کے ہلاک ہونے یا اس کے استعمال کرلینے یا تبدیل ہونے یا عیب دار ہوجانے سے خیارِ غبن ساقط ہوجاتا ہے۔ مبیع کے ساتھ کسی اور کا حق متعلق ہونا استعمال کرنے کے حکم میں ہے۔

۴/۵/۲ غبن کا علم ہونے کے بعد اتنے عرصے تک خاموش رہنا جس میں عموماً واپس کرنا ممکن ہو۔

۴/۵/۳ غبن کا شکار ہونے والے شخص کا غبن کا علم ہونے کے باوجود مبیع میں اس طرح کا تصرف کرنا جس طرح مالک اپنی چیز میں تصرف کرتا ہے۔

۴/۶ خیارِ غبن کا کسی دوسرے کو منتقل ہونا

خیارِ غبن خریدار کی موت سے اس کے ورثاء میں منتقل نہیں ہوتا۔

۵- معیار کے اجرا کی تاریخ

یہ معیار ۲۶ جمادی الثانی ۱۴۳۲ھ مطابق ۲۹ مئی ۲۰۱۱ء کو جاری ہوا۔

معیار کی منظوری

مجلسِ شرعی نے ۲۴-۲۶ جمادی الثانی ۱۴۳۲ھ مطابق ۲۷-۲۹ مئی ۲۰۱۱ء بحرین میں منعقد ہونے اپنے تیسویں اجلاس میں شرعی معیار "بھروسے پر مبنی خیارات" کو منظور کیا۔

ضمیمہ (الف)

معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد

جنرل سیکرٹریٹ نے ۱۸ جمادی الثانی ۱۴۳۱ھ مطابق ۲ مئی ۲۰۱۰ء شرعی مشیر کو بھروسے پر مبنی خیارات کے بارے میں تحقیقی جائزہ تیار کرنے کی ذمے داری سونپنے کا فیصلہ کیا۔

۲۴ رمضان المبارک ۱۴۳۱ھ مطابق ۳ ستمبر ۲۰۱۰ء کو شرعی معیارات کی کمیٹی کا اجلاس دبئی (متحدہ عرب امارات) میں منعقد ہوا جس میں بھروسے پر مبنی خیارات کے معیار کے مسودہ پر بحث و مباحثہ کیا گیا اور جو ترامیم انہوں نے مناسب سمجھیں انہیں شامل کر لیا گیا۔

اس معیار کا ترامیم شدہ مسودہ مجلسِ شرعی کے انتیسویں اجلاس میں پیش کیا گیا جو ۲۸-۳۰ ربیع الاول ۱۴۳۲ھ مطابق ۳-۵ مارچ ۲۰۱۱ء بحرین میں منعقد ہوا۔ مجلس نے جہاں جہاں مناسب سمجھا اس میں ترامیم کیں۔

جنرل سیکرٹریٹ نے بحرین میں ۲۵ جمادی الثانی ۱۴۳۲ھ مطابق ۲۸ مئی ۲۰۱۱ء جلسۂ سماعت کا انعقاد کیا جس میں مرکزی بنکوں، مالیاتی ادارے، اکاونٹنگ فرمز، ماہرینِ شریعت، یونیورسٹیوں کے اساتذہ اور ان کے علاوہ اس شعبے سے وابستہ لوگوں کے کئی نمائندگان نے بھی شرکت کی، جو جو تحفظات جلسۂ سماعت میں سامنے آئے انہیں اہتمام سے سنا گیا۔ شرعی معیارات کی کمیٹی کے بعض اراکین نے اُن تحفظات کے جوابات دیے اور تبصرہ پیش کرنے کے بعد اُن میں سے بعض اہم امور کو شامل کرنے کا فیصلہ کیا۔

مجلسِ شرعی کا تیسواں اجلاس ۲۴-۲۶ جمادی الثانی ۱۴۳۲ھ مطابق ۲۷-۲۹ مئی ۲۰۱۱ء بحرین میں منعقد ہوا جس میں معیار کی منظوری دی گئی۔

شرعی معیارات کی نظرِ ثانی کمیٹی نے ۷ شعبان ۱۴۳۶ھ مطابق ۲۵ مئی ۲۰۱۵ء متحدہ عرب امارات میں ہونے والے اجلاس میں اس معیار پر نظرِ ثانی کی، بحث و تمحیص کے بعد جہاں جہاں عبارت کی تبدیلی مناسب سمجھی وہاں ترامیم کیں اور پھر ترامیم شدہ معیار کو موجودہ شکل میں منظور کر لیا۔

ضمیمہ (ب)

شرعی احکام کی بنیادیں

- بھروسے پر مبنی خیارات حکمی (جو شرعاً ثابت ہیں) اور اختیاری (جو شرط لگانے سے ثابت ہوتے ہیں) خیارات کی ایک قسم ہیں، ان کے جواز کی دلیل یہ ہے کہ بیع میں اصل اس کا بے عیب ہونا ہے۔ اگر زبانی دھوکے یا عملی تدلیس یا غبنِ فاحش کی وجہ سے اصل کے خلاف کچھ ظاہر ہوا تو خریدار کو بیع منسوخ کرنے کا حق حاصل ہوگا۔
- دھوکے کی وجہ سے منسوخی کا حق دینے کی وجہ یہ ہے کہ اِس طرح کے عمل سے دونوں فریقوں کی رضامندی مفقود ہوجاتی ہے جو جائز عقودِ تجارت میں شرط ہے، کیونکہ اگر خریدار کو دھوکہ نہ دیا جاتا تو وہ خریدنے پر آمادہ نہ ہوتا۔ نیز تدلیس کی وجہ سے فسخ کا حق حاصل ہونے کی بھی یہی دلیل ہے۔
- مسترسل [بیچنے والے پر اعتماد کرنے کے] کی بیع کو غبنِ فاحش میں شمار کرنے کی وجہ حدیثِ مبارک ہے کہ "مسترسل کے ساتھ غبن کرنا حرام ہے"، اسے امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ "مسترسل کے ساتھ غبن کرنا سود ہے"، اسے امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔
- مبیع میں تدلیس یا زبانی دھوکہ کا علم ہونے کے بعد، خریدار کا اُس میں تصرف کرنا منسوخی کے حق کو ساقط کردیتا ہے کیونکہ یہ حق کے اسقاط پر دلالۃً رضامندی ہے جو صریح رضامندی کے حکم میں داخل ہے، گویا کہ اس نے قول کے ذریعہ خیار ساقط کردیا۔

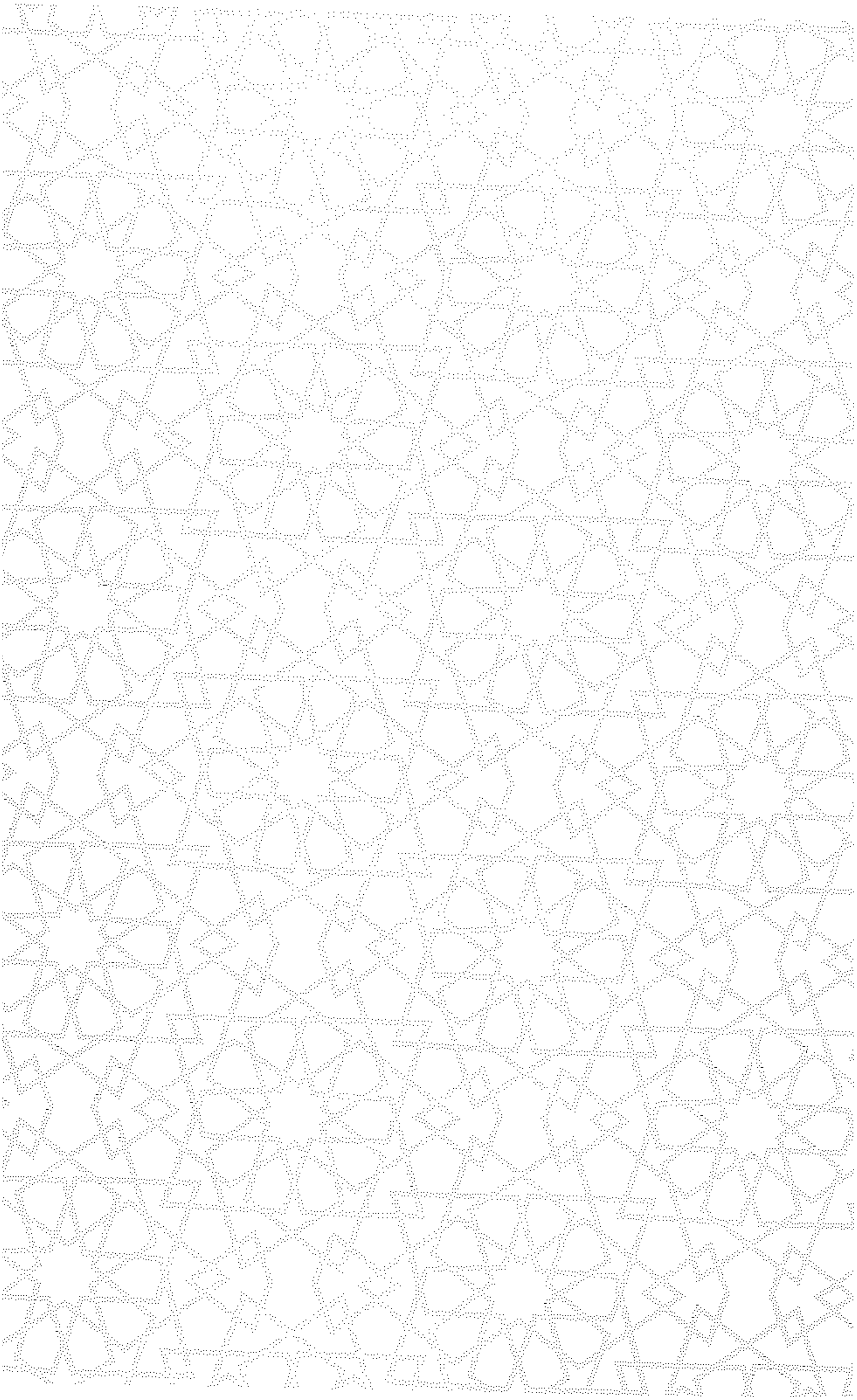

شرعی معیار نمبر (۴۹)

وعدہ اور دوطرفہ وعدہ

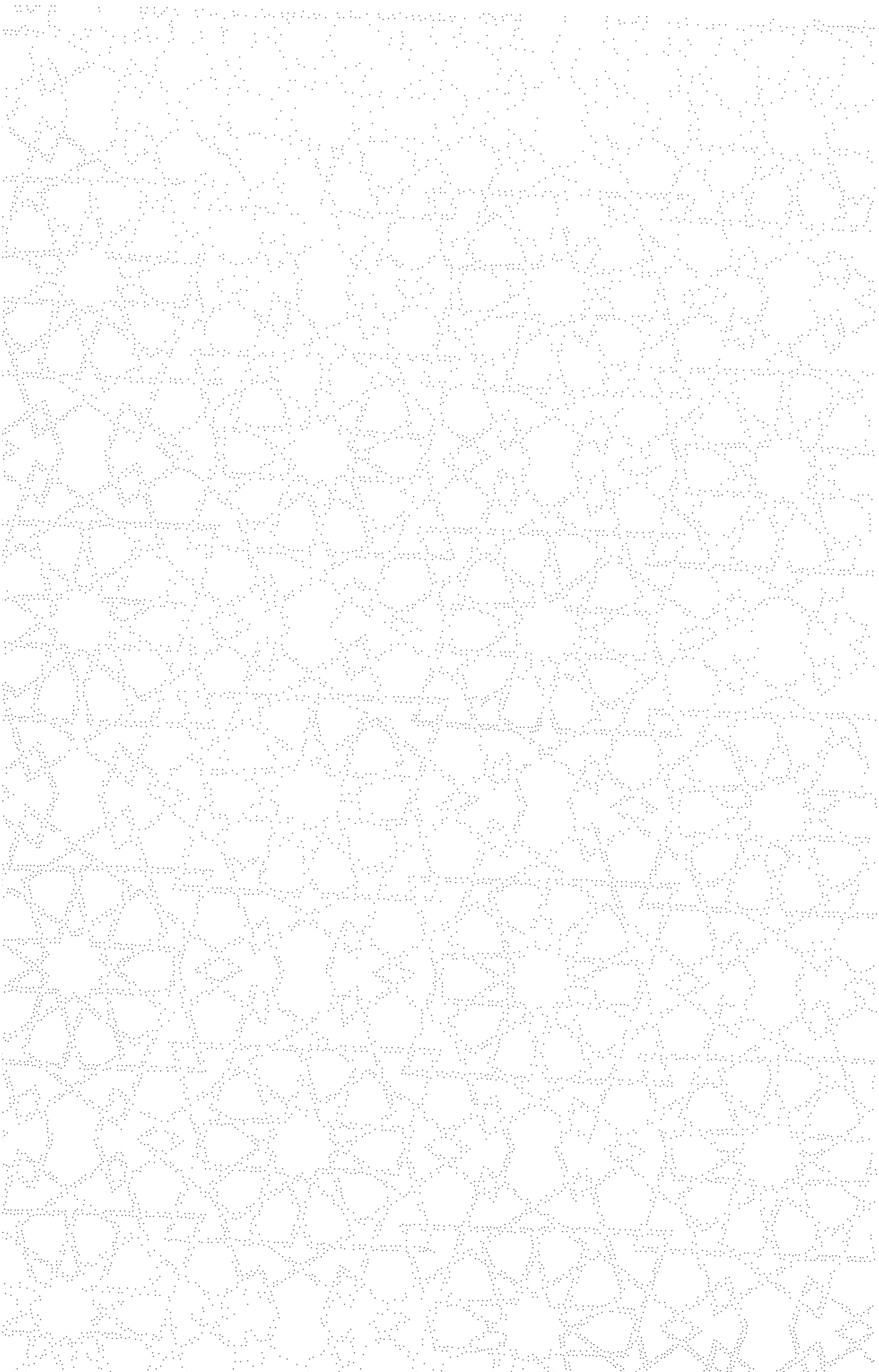

فہرست

دیباچہ ۱۲۰۶
معیار کا متن ۱۲۰۷
۱- معیار کا دائرۂ کار ۱۲۰۷
۲- وعدہ اور دو طرفہ وعدہ کی تعریف ۱۲۰۷
۳- وعدہ کی اقسام اور ان کے عمومی احکام ۱۲۰۷
۴- دو طرفہ وعدہ کی اقسام اور ان کے عمومی احکام ۱۲۱۰
۵- وعدہ اور دو طرفہ وعدہ کی جائز تطبیقات ۱۲۱۲
۶- شرعی لحاظ سے ممنوع تطبیقات ۱۲۱۲
۷- معیار کے اجرا کی تاریخ ۱۲۱۲
معیار کی منظوری ۱۲۱۳
ضمیمہ جات
ضمیمہ (الف) معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روداد ۱۲۱۴
ضمیمہ (ب) شرعی احکام کی بنیادیں ۱۲۱۶
ضمیمہ (ج) فرہنگ ۱۲۱۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على أشرف المرسلين، سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه أجمعين.

دیباچہ

اس معیار کا مقصد وعدہ اور دو طرفہ وعدہ کی حقیقت، کسی چیز کو لازم کرنے کی قوت کے لحاظ سے ان دونوں کی اقسام، ان اقسام میں سے ہر قسم سے متعلق شرعی احکام اور اسلامی مالیاتی اداروں (ادارہ/ادارے)[1] کے معاملات میں ان دونوں کی جدید تطبیقات کو بیان کرنا ہے۔

واللہ الموفق...

---

(۱) "ادارہ/ادارے" کی اصطلاح یہاں اختصار کی غرض سے اسلامی مالیاتی اداروں کے لیے استعمال کی گئی ہے جن میں اسلامی بینک بھی شامل ہیں۔

معیار کا متن

۱- معیار کا دائرۂ کار

یہ معیار جن امور پر مشتمل ہے ان میں وہ وعدہ جو ایک شخص کی طرف سے یکطرفہ طور پر یا دو لوگوں کی طرف سے کسی عقد یا تصرف کو انجام دینے کے لیے دوطرفہ وعدہ کیا جاتا ہے، نیز یہ کہ وعدہ کب لازم ہوتا ہے اور کب غیر لازم عمل ہوتا ہے، وعدہ اور دوطرفہ وعدہ کے احکام اور فقہی تطبیقات اور اسلامی مالیاتی اداروں کے معاملات میں وعدہ اور دوطرفہ وعدہ کی جدید اور اہم ترین تطبیقات، شامل ہیں۔

۲- وعدہ اور دوطرفہ وعدہ کی تعریف

۱/۲ وہ وعدہ جو اس معیار کا مقصود ہے: ایک آدمی کا کسی دوسرے آدمی کو مستقبل میں اس کے فائدے کے لیے کسی کام کے کرنے کے پختہ ارادے کی خبر دینا۔ اس دوسرے آدمی کو اس وعدہ سے استفادہ کرنے کا اختیار حاصل ہوتا ہے۔ اس وعدہ کی خبر دینے والا "واعد"، اس کا مخاطب "موعود لہ" (یعنی وعدہ سے فائدہ اٹھانے والا) اور جس کام کا وعدہ کیا جائے وہ "موعود بہ" کہلاتا ہے۔

۲/۲ وہ دوطرفہ وعدہ جو اس معیار کا مقصود ہے: ایک دوسرے کے مد مقابل دوطرفہ طور پر کیے جانے والے ایسے دو وعدے جو مستقبل میں ایک ہی جگہ اور ایک ہی وقت میں ان میں سے ہر ایک کی طرف سے کسی کام کو سرانجام دینے کے لیے کیے جاتے ہیں۔

۳- وعدہ کی اقسام اور ان کے عمومی احکام

۱/۳ شرعی لحاظ سے کسی حرام کام کا وعدہ کرنا جائز نہیں اور ایسے وعدہ کو پورا کرنا حرام ہے اور ایسا وعدہ کرنے والے پر اپنے وعدہ کی خلاف ورزی واجب ہے۔ اسی قسم کا ایک وعدہ وہ ہے

جس کا مقصد سودی لین دین کے لیے کسی حیلے کا سہارا لینا ہوتا ہے۔

۲/۳ قرض کے لین دین کے عقد میں ہر وہ وعدہ جو قرض کی ادائیگی کے علاوہ قرض دینے والے کے لیے کسی بھی نفع کا سبب بنے وہ شرعاً ممنوع ہے، اگرچہ ایسا وعدہ قرض کے عقد سے بالکل جدا ہو۔

۳/۳ خریدار یا فروخت کنندہ کی طرف سے ہر ایسا وعدہ جس کا نتیجہ "عینہ" ہو وہ شرعاً حرام ہے، خواہ ایسا وعدہ خرید و فروخت کے عقد میں ہو، اس سے پہلے ہو یا اس کے بعد ہو، مثلاً یہ کہ ایک آدمی ادھار قیمت کے عوض کوئی چیز خریدے اور جس سے وہ چیز خریدی، اسی شخص سے اس چیز کو قیمتِ خرید سے کم قیمت پر فروخت کرنے کا وعدہ کرے، یا یہ کہ ادھار قیمت کے عوض کوئی چیز فروخت کرے اور جس شخص کو یہ چیز فروخت کی ہو، اسی شخص سے نقد رقم کے عوض قیمتِ خرید سے کم قیمت پر واپس خریدنے کا وعدہ کرے۔ یہی حکم ہوگا اگر آپس کے اتفاق سے وہ اس چیز کو کسی تیسرے آدمی کے ہاتھ فروخت کرے، تاکہ وہ تیسرا آدمی اس چیز کو واپس پہلے فروخت کنندہ کے ہاتھ فروخت کرے۔

۴/۳ شرعی لحاظ سے کسی جائز کام یا مالی تصرف کے وعدہ کو پورا کرنا دیانتاً لازم ہے۔ اور کسی عذر کے بغیر ایسے وعدہ کی خلاف ورزی کرنا گناہ ہے، لیکن قانونی لحاظ سے ایسے وعدہ کی پاسداری لازم نہیں۔ البتہ اگر ایسے وعدے پر عمل درآمد نہ کرنے کی وجہ سے موعود لہ [جس سے وعدہ کیا گیا ہو] کو کوئی نقصان پہنچے تو اس صورت میں وعدہ کرنے والے پر اس نقصان کی تلافی کرنا قانونی لحاظ سے لازم ہوگا، مثلاً: وعدہ کرنے والا تاجر سے کہتا ہے کہ آپ یہ سامان اپنے لیے خریدیں اور میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ بعد میں یہ سامان آپ سے خرید لوں گا۔ چنانچہ تاجر اس وعدہ پر اعتماد کرتے ہوئے وہ سامان خرید لیتا ہے، اور وعدہ کرنے والا اپنا وعدہ پورا نہیں کرتا۔ اب اس وعدہ کرنے والے پر قانونی لحاظ سے لازم ہوگا کہ وہ موعود لہ [جس سے وعدہ کیا گیا ہو] تاجر کو پیش آنے والے حقیقی نقصان کی تلافی کرے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر تاجر اس سامان کو بازار میں اتنی قیمت پر فروخت نہیں کر سکا جس

سے اس کی لاگت پوری ہوسکے تو خریداری کا وعدہ کرنے والا شخص اس چیز کی خریداری پر آنے والی لاگت اور جس قیمت پر تاجر نے وہ چیز فروخت کی ہے ان دونوں کے درمیان فرق کو برداشت کرے گا۔ حقیقی نقصان میں متوقع نفع [opportunity cost] شامل نہیں ہوگا۔

۵/۳ اگر وعدہ قانونی لحاظ سے لازم ہو، جیساکہ شق ۴/۳ میں ذکر کی گئی صورت میں ہے، تو وہ صرف وعدہ کرنے والے پر لازم ہوتا ہے، موعودلہ [جس سے وعدہ کیا گیا ہو] پر لازم نہیں ہوتا۔ چنانچہ اسے اختیار ہوتا ہے کہ وعدہ کرنے والے سے وعدہ کی پاسداری کا مطالبہ کرے یا اسے چھوڑ دے۔

۶/۳ تبرعات (مثلاً ہبہ یا عاریت) کے وعدہ کو پورا کرنا دیانتاً لازم ہوتا ہے۔ البتہ کوئی عذر ہو تو لازم نہیں۔ ایسا وعدہ پورا کرنا قانونی لحاظ سے لازم نہیں ہوتا، البتہ اگر ایسے وعدہ کو کسی ایسے کام کے ساتھ معلق کیا گیا ہو جسے موعودلہ اس وعدہ کی بنیاد پر سرانجام دے اور اس کام کے کرنے میں خرچہ بھی آتا ہو تو اس صورت میں ایسے وعدہ کی پاسداری قانونی لحاظ سے بھی لازم ہوگی، مثلاً وعدہ کرنے والا یوں کہے: "اگر آپ نے مجھ سے یہ سامان خریدا تو میں آپ کو ایک دوسرا متعین سامان ہبہ کروں گا" تو اس وعدہ کو پورا کرنا دیانتاً اور قانوناً دونوں لحاظ سے لازم ہوگا۔

۷/۳ مستقبل میں کسی عقدِ معاوضہ کو سرانجام دینے کا وعدہ کرنا جائز ہے، اس طرح سے کہ موعودلہ ایک دوسرے عقدِ معاوضہ کو سرانجام دینے کے لیے ایک دوسرا وعدہ کرتا ہے، جس کا موضوعِ عقد پہلے وعدہ کے موضوعِ عقد سے مختلف ہو۔ مثلاً وعدہ کرنے والا یوں کہے کہ "میں آپ کو یہ چیز فروخت کرنے کا وعدہ کرتا ہوں" اور دوسرا شخص جواب میں کہے "میں آپ کو ایک متعین چیز کرایہ پر دینے کا وعدہ کرتا ہوں"، تو اس صورت میں جب تک وعدہ کرنے والا شخص دوسرے آدمی کو کسی ذمہ داری میں نہ ڈالے تب تک ان دونوں وعدوں میں سے کسی وعدہ کو قانونی لحاظ سے لازم نہیں سمجھا جائے گا۔ (دیکھیے شق ۴/۳)

۳/۷ اگر مستقبل میں کسی عقد کے کرنے کا وعدہ ہو تو وقت آنے پر مطلوبہ عقد خود بخود مکمل نہیں ہو جاتا، بلکہ وقت آنے پر باقاعدہ ایجاب اور قبول کے ذریعے اس عقد کو سرانجام دینا لازم ہوتا ہے۔ وعدہ کے لازم ہونے کی صورت میں اگر ایجاب موعودلہ کی طرف سے ہو تو وعدہ کرنے والے پر اس ایجاب کو قبول کرنا دیانت اور قانون دونوں لحاظ سے لازم ہوتا ہے اور اگر ایجاب وعدہ کرنے والے کی طرف سے ہو تو موعودلہ کو اختیار ہوتا ہے کہ چاہے تو اسے قبول کرے اور چاہے تو قبول کرنے سے انکار کردے۔

۴- دوطرفہ وعدہ کی اقسام اور ان کے عمومی احکام

۴/۱ کسی ناجائز کام کا دوطرفہ وعدہ شرعی لحاظ سے حرام ہے۔ اسی قسم کا ایک دوطرفہ وعدہ وہ ہے جو ایک یا دو ایسے عقود کے لیے کیا جاتا جن کا مقصد سودی لین دین کے لیے کسی حیلے کا سہارا لینا ہوتا ہے، مثلاً: عینہ کا معاملہ کرنے کے لیے دوطرفہ وعدہ کرنا، خرید و فروخت اور قرض کے لیے دوطرفہ وعدہ کرنا، چنانچہ یہ شرعاً حرام ہے۔

۴/۲ کسی جائز مگر غیر لازم کام کو سرانجام دینے کے لیے کیے گئے دوطرفہ وعدہ کو پورا کرنا دونوں فریقوں پر دیانتاً لازم ہے، تاہم یہ قانونی لحاظ سے لازم نہیں۔ البتہ جن حالات میں دوطرفہ اور واجب العمل وعدہ کے بغیر حقیقی تجارتی معاملات کو انجام دینا ممکن نہ ہو وہاں ایسے وعدہ کو پورا کرنا قانونی لحاظ سے بھی ضروری ہوگا، چاہے ایسا کسی قانونی تقاضے کی وجہ سے ہو یا عمومی تجارتی رواج کی وجہ سے ہو، صرف تمویل کی غرض سے نہ ہو، مثلاً:

۴/۲/۱ لیٹر آف کریڈٹ [ایل سی] کے ذریعے کی جانے والی بین الاقوامی تجارت میں دوطرفہ وعدہ۔

۴/۲/۲ اشیا کی فراہمی کے معاہدوں [سپلائی کنٹریکٹ] میں دوطرفہ وعدہ۔

۴/۳ شق ۴/۲ میں بیان کی گئی صورتیں، جن دوطرفہ وعدوں کی پاسداری دونوں فریقوں پر لازم ہوتی ہے، وہاں دوطرفہ وعدہ مستقبل کی طرف منسوب ایک عقد نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ

مخصوص وقت کے آپہنچنے پر جس عقد کا وعدہ کیا گیا ہے وہ خود بخود نہیں ہوجاتا، بلکہ وقت آنے پر باقاعدہ ایجاب اور قبول کے ذریعے اس عقد کو سرانجام دینا لازم ہوتا ہے۔ چونکہ دوطرفہ وعدہ دونوں فریقوں پر لازم ہوتا ہے، اس لیے جو فریق بھی ایجاب کرے، دوسرے فریق پر اس ایجاب کو قبول کرنا دیانتاً اور قانوناً دونوں لحاظ سے لازم ہوجاتا ہے۔ چنانچہ اگر دوسرا فریق قبول نہ کرے تو اس پر حقیقی نقصان کو برداشت کرنا قانونی لحاظ سے لازم ہوجاتا ہے۔ جس قیمت پر دوطرفہ وعدہ کیا گیا ہو اور جس قیمت پر تیسرے فریق کے ساتھ عقد سرانجام دیا گیا ہو، ان کا درمیانی فرق حقیقی نقصان شمار ہوگا (متوقع نفع کو حقیقی نقصان میں شمار نہیں کیا جائے گا)۔

۴/۴ مستقبل کے معاملات کے لیے دونوں فریقوں کا ایک عمومی مفاہمت کی یادداشت اور اس کے ضوابط اور شرائط پر اتفاق کرلینا جائز ہے، وہ اس طرح کہ دونوں فریقوں میں سے ہر ایک کے پاس معاملات کے کرنے اور نہ کرنے کا اختیار ہو۔ البتہ اگر وہ دونوں اپنی مرضی سے کسی معاملے میں داخل ہوگئے تو مجموعی مفاہمت کی یادداشت میں طے شدہ شرائط وضوابط لاگو ہوں گے۔ یہ معاہدہ دوطرفہ وعدہ ہوگا، لیکن کسی بھی فریق کے لیے معاملے میں داخل ہونا لازم نہیں ہوگا، مثلاً ادارہ اپنے کسی گاہک کے ساتھ مرابحہ کے معاملات کے لیے عمومی مفاہمت کی یادداشت پر اتفاق کرلے جس میں اس معاملہ کے طریقۂ کار اور اس کی شرائط وضوابط کی وضاحت کی گئی ہو۔ اس معاہدہ کے نتیجے میں کوئی عقد وجود میں نہیں آتا، اور صرف اس معاہدے پر دستخط کرنے سے گاہک مرابحہ کے عقد میں داخل نہیں ہوجاتا، بلکہ دونوں فریقوں کے پاس اس عقد میں داخل ہونے کا اختیار ہوتا ہے۔ جب ایجاب وقبول کے تبادلے سے دونوں فریق مرابحہ کے عقد میں داخل ہوجائیں تو یہ عقد مجموعی مفاہمت کی یادداشت میں طے شدہ تمام شرائط وضوابط کا پابند ہوگا اور ان شرائط وضوابط کو یوں سمجھا جائے گا گویا کہ ہر عقد میں ان کو صراحت کے ساتھ دہرایا گیا ہے۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۳۷) "کریڈٹ ایگریمنٹ"۔

۵- وعدہ اور دوطرفہ وعدہ کی جائز تطبیقات

۱/۵ اداروں میں رائج مرابحہ میں درخواست گزار کی طرف سے خریداری کا وعدہ واجب العمل ہوتا ہے، جیساکہ اس معیار کی شق ۳/۴ میں مذکور ہے۔ (دیکھیے شرعی معیار نمبر (۸)، "مرابحہ")

۲/۵ اجارہ منتہیہ بالتملیک میں تمام کرائے کی اقساط کی ادائیگی کی صورت میں کرایہ پر دینے والے ادارے کی طرف سے کرایہ پر دی ہوئی چیز کرایہ دار کو عطیہ کرنے کا وعدہ، واجب العمل وعدہ ہے، جیساکہ اس معیار کی شق ۳/۶ میں مذکور ہے۔ (دیکھیے شرعی معیار نمبر (۹)، "اجارہ اور اجارہ منتہیہ بالتملیک")

۳/۵ شرکتِ متناقصہ میں ادارے کی طرف سے یہ وعدہ کہ وہ اپنا حصہ شریک کو کرایہ پر دے گا، قانونی لحاظ سے واجب العمل وعدہ ہے۔ اسی طرح گاہک کی طرف سے یہ وعدہ کہ وہ مختلف مراحل میں ادارہ کے حصے کے یونٹس کو خریدے گا، قانونی لحاظ سے ایک واجب العمل وعدہ ہے، جیساکہ شق ۳/۵ میں مذکور ہے۔ "دیکھیے شرکت سے متعلق شرعی معیار نمبر (۱۲) "شرکت (مشارکہ) اور جدید اقسامِ شرکت"، شق ۵)۔

۶- شرعی لحاظ سے ممنوع تطبیقات

شرعی لحاظ سے کسی ممنوع معاملے کو حیلے کے ذریعے عمل میں لانے کے لیے دوطرفہ اور پے در پے وعدوں، مثلاً: مالیاتی مشتقات [derivatives] کا اجرا ناجائز ہے، جیساکہ اس معیار کی شق (۱/۳) اور شق (۷/۳) میں مذکور ہے۔ (دیکھیے شرعی معیار نمبر (۲۰)، "منظم منڈیوں میں اجناس کی تجارت"، شق ۵)

۷- معیار کے اجرا کی تاریخ

یہ معیار ۲۱ صفر المظفر ۱۴۳۴ھ مطابق ۴ جنوری ۲۰۱۳ء کو جاری کیا گیا۔

معیار کی منظوری

مجلسِ شرعی نے ۲۰-۲۱ صفر ۱۴۳۴ھ مطابق ۳-۴ جنوری ۲۰۱۳ء بحرین میں منعقد ہونے والے اپنے چونتیسویں اجلاس میں شرعی معیار "وعدہ اور دوطرفہ وعدہ" کو منظور کیا۔

ضمیمہ (الف)

معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد

مورخہ ۱۴ جمادی الثانی ۱۴۳۰ھ مطابق ۷ جون ۲۰۰۹ء کو جنرل سیکرٹریٹ نے وعدہ اور دو طرفہ وعدہ کے متعلق شرعی تحقیق کی تیاری کے لیے شرعی مشیر کی تقرری کا فیصلہ کیا۔

شرعی معیارات کی کمیٹی نے ۷ ربیع الاول ۱۴۳۱ھ مطابق ۲۲ فروری ۲۰۱۰ء کو اپنے اجلاس میں اس تحقیق پر بحث وتمحیص کی، اسے منظور کیا اور شرعی مشیر کو معیار کے مسودے کی تیاری کی ذمہ داری دی۔

شرعی معیارات کی کمیٹی نے مورخہ ۱۹ رمضان المبارک ۱۴۳۱ھ مطابق ۲۹ اگست ۲۰۱۰ء کو اپنے اجلاس میں معیار کے مسودے پر بحث وتمحیص کی اور اس سے پہلے ہونے والے مباحثوں اور اراکین کے تبصروں کی روشنی میں ضروری ترامیم کو معیار میں شامل کیا۔

مجلسِ شرعی نے مورخہ ۲۸-۳۰ ربیع الاول ۱۴۳۲ھ مطابق ۳-۵ مارچ ۲۰۱۱ء کو مکہ مکرمہ میں منعقد ہونے والے اپنے انتیسویں اجلاس میں معیار کے مسودے پر بحث وتمحیص کی اور مجلسِ شرعی کے سربراہ سے ترمیم کی درخواست کی۔

مجلسِ شرعی نے مورخہ ۲۲-۲۴ ذیقعدہ، ۱۴۳۲ھ مطابق ۲۰-۲۲ اکتوبر ۲۰۱۱ء کو بحرین میں منعقد ہونے والے اپنے اکتیسویں اجلاس میں معیار کے مسودے کو حتمی شکل دی اور مناسب ترامیم کو معیار میں شامل کیا۔

مجلسِ شرعی نے مورخہ ۸-۹ ربیع الثانی، ۱۴۳۳ھ مطابق ۱-۲ مارچ ۲۰۱۲ء کو مدینہ منوّرہ میں منعقد ہونے والے اپنے بتیسویں اجلاس میں معیار کے مسودے کو حتمی شکل دی اور مناسب ترامیم کو معیار میں شامل کیا۔

جنرل سیکرٹریٹ نے مورخہ ۱۶ جمادی الثانی ۱۴۳۳ھ مطابق ۷ مئی ۲۰۱۲ء کو بحرین میں جلسۂ سماعت کے لیے اجلاس منعقد کیا۔ اس اجلاس میں متعدد افراد شریک ہوئے۔ ان حضرات میں مرکزی بنکوں، مالیاتی اداروں، اکاؤنٹنگ فرمز کے نمائندے، ماہرینِ شریعت، یونیورسٹیوں کے اساتذہ اور اس میدان میں دلچسپی رکھنے والے دیگر افراد شامل تھے۔ اس اجلاس میں دورانِ جلسہ پیش کیے گئے ملاحظات کو سنا گیا اور مجلسِ شرعی اور شریعہ کمیٹیوں کے ارکان نے ان ملاحظات اور تبصروں کے جوابات دیے۔

مجلسِ شرعی نے مورخہ ۱۹-۲۱ شوال المکرم ۱۴۳۳ھ مطابق ۶-۸ نومبر ۲۰۱۲ء کو مکہ مکرمہ میں منعقد ہونے والے اپنے تینتیسویں اجلاس میں ان ترامیم پر بحث وتمحیص کی جنہیں شرکاء نے جلسۂ سماعت کے دوران تجویز کیا تھا اور مجلس نے مناسب ترامیم کو منظور کرلیا۔

مجلسِ شرعی نے مورخہ ۲۰-۲۱ صفر المظفر ۱۴۳۴ھ مطابق ۳-۴ جنوری ۲۰۱۳ء کو اپنے چونتیسویں اجلاس میں معیار کے مسودے پر بحث کی، اس میں مناسب ترامیم شامل کیں اور اسی اجلاس میں معیار کو منظور کرلیا۔

ضمیمہ (ب)

شرعی احکام کی بنیادیں

مجمع الفقہ الاسلامی کی قرارداد میں ہے:

”جن حالات میں بیچنے والے کے لیے ملکیت میں مبیع کے موجود نہ ہونے کی وجہ سے خرید وفروخت کے عقد کو انجام دینا ممکن نہ ہو، جبکہ قانون کی وجہ سے یا عالمی تجارتی رواج کی وجہ سے دونوں فریقوں میں سے ہر فریق کو مستقبل میں عقد انجام دینے کا پابند کرنے کے لیے عمومی حاجت بھی پائی جاتی ہو، جیسا کہ اشیا کی درآمدات کے لیے لیٹر آف کریڈٹ کھلوانے میں ہوتا ہے، تو اس صورت میں دوطرفہ وعدہ کو دونوں فریقوں کے لیے لازم قرار دینا جائز ہے، خواہ ایسا حکومت کی طرف سے قانون سازی کے ذریعے ہو یا دوطرفہ وعدہ کو دونوں فریقوں کے لیے لازم کرنے کے لیے دونوں فریقوں کی طرف سے کسی معاہدہ پر اتفاق کر لینے کے ذریعے ہو“۔ (عقود میں دوطرفہ وعدوں اور باہمی اتفاق سے متعلق قرار داد نمبر ۱۵۷ (۶/۱۷)) (مجلہ مجمع الفقہ الاسلامی، عدد: ۱۷، جلد: ۳، صفحہ: ۶۸۱)۔

ضمیمہ (ج)

فرہنگ

عمومی مفاہمت کی یادداشت

یہ معاملات میں داخل ہونے کے لیے ایک غیرلازم معاہدہ ہے، جو مفاہمت اور دوطرفہ وعدہ کے قبیل سے ہے۔

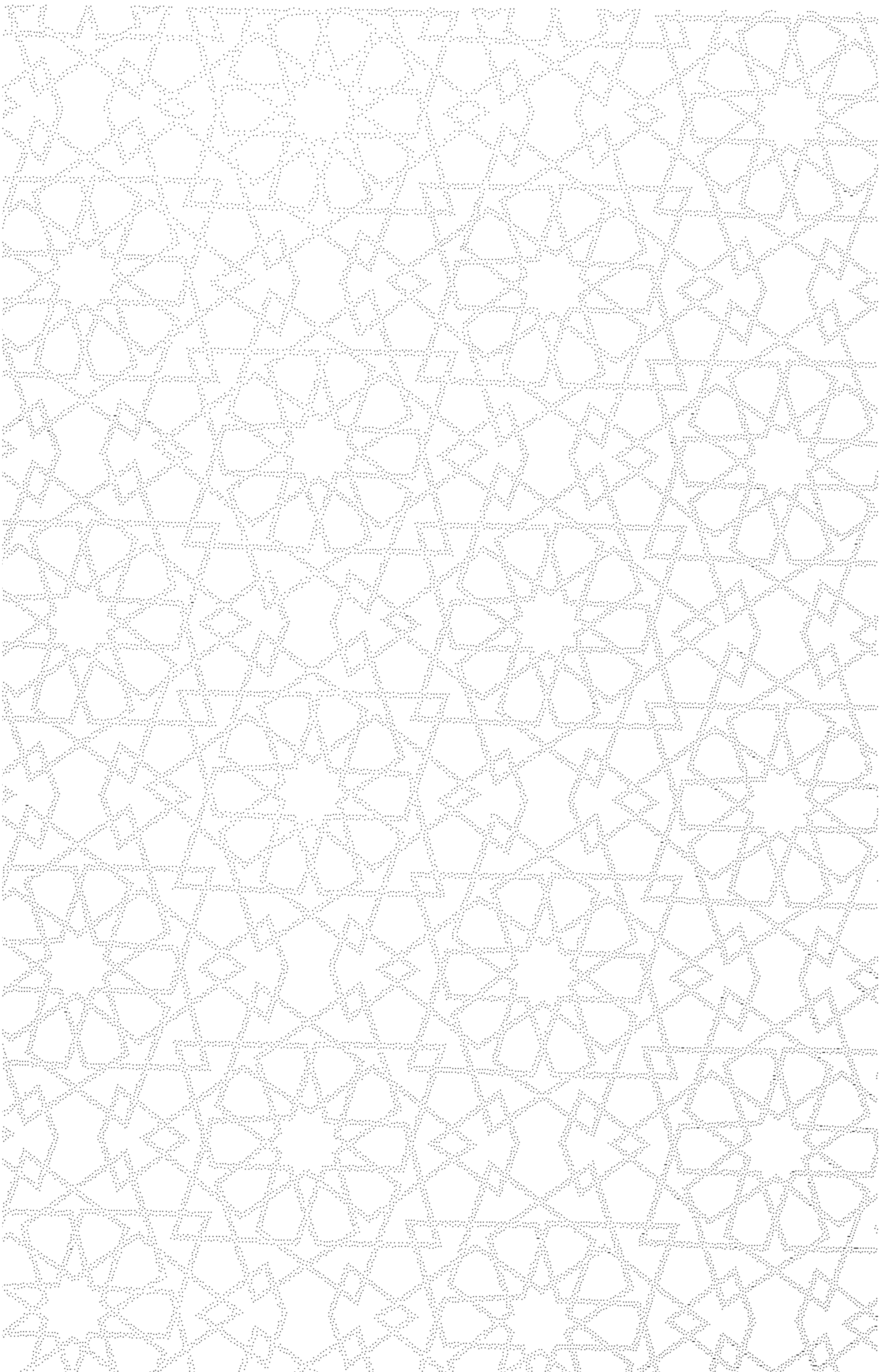

شرعی معیار نمبر (۵۰)

درختوں کی آبپاشی

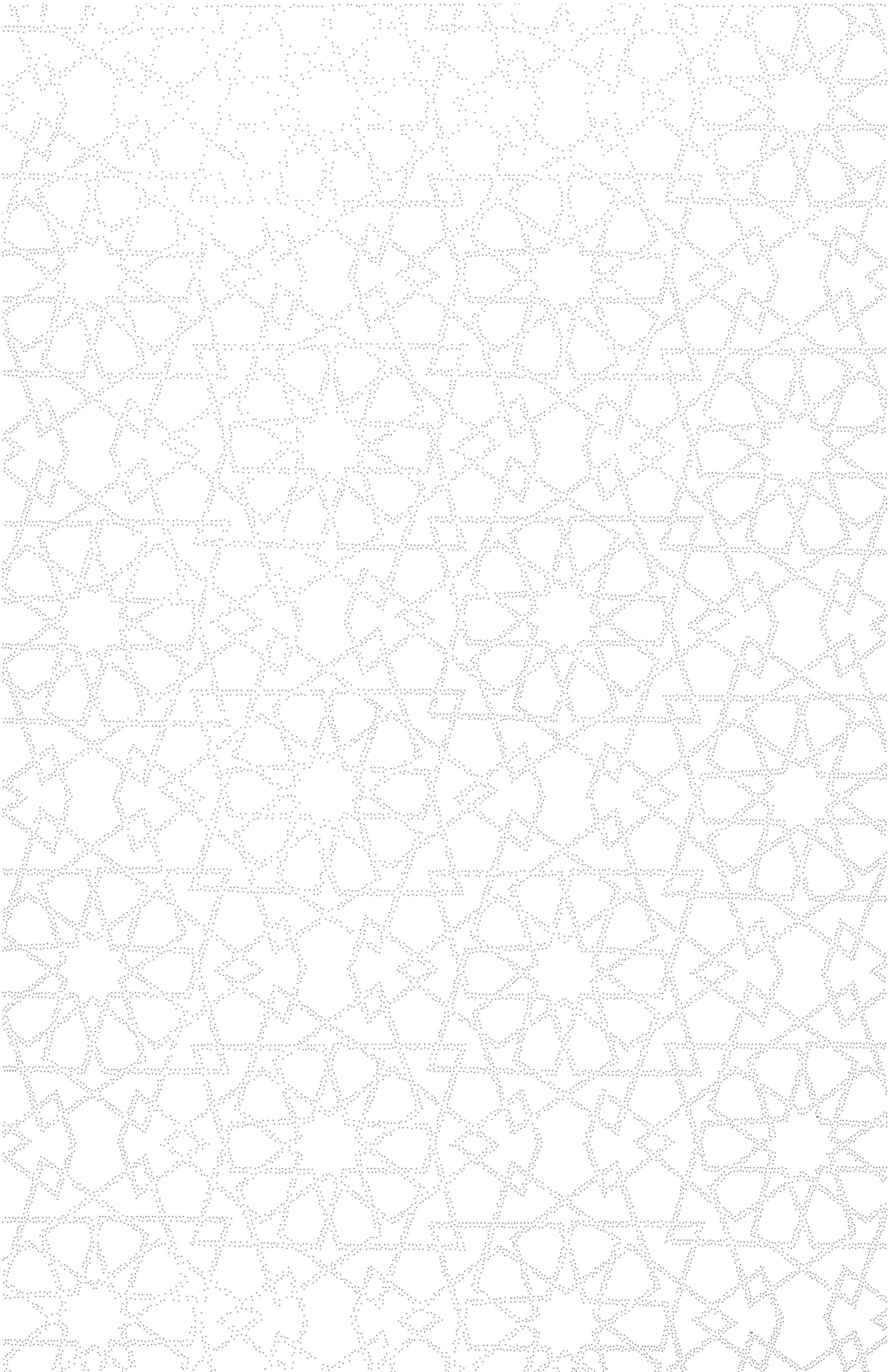

فہرست

دیباچہ ۱۲۲۲

معیار کا متن ۱۲۲۳

۱- معیار کا دائرۂ کار ۱۲۲۳

۲- درختوں کی آب پاشی (مساقات) کی تعریف ۱۲۲۳

۳- عقد کا حکم اور مشروعیت ۱۲۲۳

۴- درختوں کی آب پاشی کے ارکان ۱۲۲۳

۵- درختوں کی آب پاشی کے صحیح ہونے کی شرائط ۱۲۲۴

۶- درختوں کی دیکھ بھال کرنے والے کی ذمہ داریاں ۱۲۲۴

۷- درختوں کے مالک کی ذمہ داریاں ۱۲۲۵

۸- درختوں کے مالک اور دیکھ بھال کرنے والے کی مشترکہ ذمہ داریاں ۱۲۲۵

۹- پیداوار کی تقسیم ۱۲۲۶

۱۰- آب پاشی کی ہنگامی صورتِ حال ۱۲۲۷

۱۱- جب یہ معلوم ہو کہ درختوں کا مالک کوئی اور ہے یا غصب شدہ ہیں ۱۲۲۷

۱۲- آب پاشی کے عقد کا اختتام ۱۲۲۷

۱۳- آب پاشی کے عقد کا منسوخ ہونا ۱۲۲۸

۱۴- درختوں کی آب پاشی کی زکوٰۃ ۱۲۲۹

۱۵- مالیاتی اداروں میں درختوں کی آبپاشی کی تطبیقات ۱۲۲۹

۱۶- معیار کے اجرا کی تاریخ ۱۲۲۹

معیار کی منظوری ۱۲۳۰

ضمیمہ جات

ضمیمہ (الف) معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد ۱۲۳۱

ضمیمہ (ب) شرعی احکام کی بنیادیں ۱۲۳۳

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على أشرف المرسلين، سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه أجمعين.

دیباچہ

اس معیار میں درختوں کی آب پاشی کے احکام اور اس کے شرعی ضابطے بیان کرنا مقصود ہے۔ ساتھ ہی ساتھ یہ بھی بتایا جائے گا کہ ان قواعد وضوابط کی تطبیق اسلامی مالیاتی اداروں[1] میں کیسے کی جاسکتی ہے۔

والله الموفّق...

(۱) "ادارہ/ادارے" کی اصطلاح یہاں اختصار کی غرض سے اسلامی مالیاتی اداروں کے لیے استعمال کی گئی ہے جن میں اسلامی بینک بھی شامل ہیں۔

معیار کا متن

۱- معیار کا دائرۂ کار

یہ معیار درختوں کی آب پاشی [مساقات] کے احکام اور اس کے شرعی ضابطے اور اُن کی اسلامی مالیاتی اداروں میں تطبیقات پر مشتمل ہے، البتہ کھیتی باڑی کی دیگر اقسام اس میں شامل نہیں ہیں کیونکہ ان کے لیے علیٰحدہ معیار موجود ہیں۔

۲- درختوں کی آب پاشی (مساقات) کی تعریف

یہ ایسا عقد ہے جو بعینہ درختوں یا اُس کی منفعت کے مالک اور اُس میں کام کرنے والے (عامل) کے درمیان انجام پاتا ہے اس شرط پر کہ پیداوار عقد کے وقت طے کردہ تناسب کے مطابق دونوں کے درمیان تقسیم ہوگی۔

۳- عقد کا حکم اور مشروعیت

درختوں کی آب پاشی کا عقد جائز ہے جو کام شروع کرنے یا دونوں فریقوں کے اُس کی مدت سے قبل منسوخ نہ کرنے کے عہد سے لازم ہو جاتا ہے۔

۴- درختوں کی آب پاشی کے ارکان

۱/۴ صراحتًا ایجاب وقبول پایا جائے یا کوئی ایسا مُعتبر قول وفعل صادر ہو جو ایجاب وقبول پر دلالت کرے۔

۲/۴ دونوں فریقوں میں کامل اہلیت ہو۔

۳/۴ درخت متعین ہوں اور اُن سے پیداوار کا حصول ممکن ہو، نیز انہیں آب پاشی اور دیکھ بھال

کی ضرورت بھی ہو۔

۵- درختوں کی آب پاشی کے صحیح ہونے کی شرائط

۱/۵ ہر فریق کے لیے عقد میں پیداوار کا تناسب متعین کر دیا جائے۔

۲/۵ ذمہ داری اُس کام تک محدود ہو جو درختوں اور پھلوں کے فائدہ میں ہو۔ درختوں کا مالک دیکھ بھال کرنے والے سے اس کے علاوہ کسی اور کام کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔

۳/۵ آب پاشی کا معاہدہ پیداوار کے حصول تک ہونا چاہیے یا پھر ایسی مدت مقرر کی جائے جس میں عموماً پیدوار حاصل ہو جاتی ہے۔

۶- درختوں کی دیکھ بھال کرنے والے کی ذمہ داریاں

۱/۶ درختوں کی دیکھ بھال کرنے والے پر ضروری ہے کہ وہ حسبِ اتفاق اور حسبِ عرف ورواج ہر اُس کام کو انجام دے جس میں درختوں اور پھلوں کی مصلحت ہو، جن میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں:

۱/۱/۶ درختوں کی آب پاشی، پیوند کاری، کھاد دینا، نقصان دہ جڑی بوٹیوں کو نکالنا، پانی لگانے کے لیے نالوں کی مرمت اور اُن کی صفائی ستھرائی، ٹہنیوں اور شاخوں وغیرہ کو کاٹنا اور درست کرنا، ناگہانی آفتوں پر قابو پانا، پھلوں کو اتارنا، درختوں کی جنس اور نوعیت کے اعتبار سے حسبِ عرف ہر موسم میں دہرائے جانے والے کاموں کو انجام دینا۔

۲/۱/۶ درختوں کی نگہبانی کرنے والا مالک کی اجازت کے بغیر اُن درختوں کی آب پاشی کا عقد کسی اور سے نہیں کر سکتا، اگر مالک کی اجازت کے بغیر اس قسم کا عقد کیا گیا تو اسے باقی رکھنے اور ختم کرنے کا اختیار ہوگا۔

۲/۶ نگہبانی کرنے والا شخص کسی اور سے کام میں مدد طلب کرنے (مثلاً اجرت پر) کا حق رکھتا ہے، خواہ وہ آب پاشی کے پورے کام میں ہو یا کسی حصہ میں۔

۳/۶ درختوں کی نگہبانی کرنے والا شخص امین ہوتا ہے۔ البتہ زیادتی یا کوتاہی یا آب پاشی کی شرائط کی خلاف ورزی کی صورت میں اس کی وجہ سے ہونے والے حقیقی نقصان کا ضامن ہوگا، اور پھلوں کی پیداوار میں اپنے مقررہ حصے کا مستحق ہوگا۔

۷- درختوں کے مالک کی ذمہ داریاں

مالک پر ضروری ہے وہ کام کرنے والے کو اس طرح سے درخت سپرد کرے کہ اس کے کام میں کسی قسم کی رکاوٹ نہ ہو، اور اسے ضروریات فراہم کرے جن کی بدولت وہ کام کرسکے اور جو مالک کے علاوہ کوئی اور فراہم نہیں کرسکتا۔

۸- درختوں کے مالک اور دیکھ بھال کرنے والے کی مشترکہ ذمہ داریاں

۱/۸ پھلوں کو درختوں سے اتارنے کے بعد دونوں کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ اُس کی حفاظت کا بندوبست کریں۔ جہاں تک اتارنے سے قبل کی بات ہے تو وہ کام کرنے والے کی ذمہ داری کے زمرے میں آتا ہے، ہاں اگر عرف اس کے خلاف ہو یا عقد میں اس کے برعکس شرط رکھ دی گئی ہو تو الگ بات ہے۔

۲/۸ آب پاشی اور دیکھ بھال سے متعلق اخراجات مالک اور عامل دونوں پر اُن کے حصص کے تناسب سے عائد ہوتے ہیں جب تک دونوں فریقوں نے اس کے برعکس اتفاق نہ کرلیا ہو۔ اگر تکافل یا انشورنس کروائی گئی تو اس کے اخراجات بھی اس میں شامل ہوں گے۔

۳/۸ درختوں کی نگہبانی کرنے والا شخص ہر وہ کام خود سرانجام دینے کا پابند ہے جو وہاں کے عرف میں دیکھ بھال کرنے والے خود کرتے ہیں۔ اس کام کے بدلے وہ کسی اضافی حصے کا مطالبہ نہیں کرسکتا، کیونکہ یہ اُس کی ذمہ داریوں میں شامل ہے۔ ایسی صورت میں اگر وہ کسی کو اجرت پر رکھتا ہے تو اس کی اجرت وہ خود اپنی جیب سے ادا کرے گا نہ کے پھلوں کی پیداوار سے۔ جہاں تک اُن کاموں کا تعلق ہے جو حسبِ عرف اُس کی ذمہ داریوں میں شامل نہیں ہیں تو اُن کے لیے کسی کو مساقات کے خرچہ پر اجرت پر رکھ سکتا ہے۔

۴/۸ اگر دیکھ بھال کرنے والا کام شروع کرنے کے بعد آب پاشی کے عمل کو مکمل کرنے سے انکار کر دیتا ہے یا عقد میں جو مدت طے ہوئی تھی اس مدت کے مکمل ہونے تک کام کرنے سے منع کرتا ہے تو ایسی صورت میں مالک اس کے مکمل کرنے کا مطالبہ کر سکتا ہے، اگر مطالبے کے باوجود وہ منع کرتا ہے تو دیکھا جائے گا کہ کیا اُس کا انکار پھلوں کے ظاہر ہونے سے پہلے تھا یا ظاہر ہونے کے بعد لیکن قابلِ استعمال ہونے سے پہلے۔ اگر پہلے تھا تو وہ کسی چیز کا مستحق نہیں ہے، اگر بعد میں تھا مگر پھلوں کے قابلِ استعمال ہونے سے قبل تو کام کو مکمل کرنے کے لیے اجرت پر کسی کو لیا جائے، جس کی اجرت پھلوں کو فروخت کرنے کے بعد عامل کے حصے سے ادا کی جائے۔ اگر عامل کا حصہ اجیر کی اجرت سے کم پڑ جائے تو عامل پر لازم ہے کہ وہ اپنی جیب سے اُس کی اجرت پوری کرے۔ اور اگر عامل کا حصہ اجیر کی اجرت سے زیادہ ہے تو بقیہ رقم کا عامل حق دار ہے۔

۵/۸ اگر درختوں کے مالک نے عامل کو کام کرنے سے روک دیا اور اُس آب پاشی کی مدت پھلوں کے درختوں پر لگنے یا اتارنے کے قابل ہونے تک تھی، تو مالک سے مطالبہ کیا جائے گا کہ وہ عامل کو کام مکمل کرنے کی اجازت دے، اس کے باوجود اگر وہ مکمل کرنے کی اجازت نہیں دیتا تو دیکھا جائے کہ اگر مالک کی طرف سے روکنا درختوں پر پھل لگنے سے پہلے تھا تو عامل مثلی اجرت کا حق دار ہے، اور اگر وہ پھل لگنے کے بعد تھا تو وہ پھلوں سے اپنا مقررہ حصہ لینے کا حق دار ہے۔

۹- پیداوار کی تقسیم

۱/۹ اصل یہ ہے کہ تقسیم درختوں کی ان تمام چیزوں کو شامل ہونی چاہیے جو بار بار پیدا ہوتی ہیں جیسا کہ پھل، شاخیں اور پتے وغیرہ، لیکن اگر عقد میں صرف پھلوں کی تقسیم پر اتفاق کر لیا گیا تو پھر اس کے سوا کچھ تقسیم نہیں ہو گا۔

۲/۹ عامل پیداوار کے ظاہر ہونے [درختوں پر پھل لگنے] سے اپنے متناسب حصے کا حق دار

ٹھہرتا ہے۔

۱۰- آب پاشی کی ہنگامی صورتِ حال

۱/۱۰ اگر بالکل پیداوار حاصل نہیں ہوئی یا پوری کسی آفت کی نذر ہوگئی تو عامل کسی چیز کا حق دار نہیں ہوگا۔ اگر کچھ پیداوار آفت کی زد میں آگئی تو بقیہ ماندہ حصہ مقررہ تناسب سے دونوں میں تقسیم ہوگا۔

۲/۱۰ اگر عقد میں مقرر کی گئی مدت میں پیداوار ظاہر نہیں ہوئی تو عامل کو اختیار ہوگا کہ وہ بغیر عوض کے کام کرے یہاں تک کہ پیداوار ظاہر ہو اور اپنا مقررہ حصہ وصول کرے یا پھر وہ کام چھوڑ دے۔ بغیر عذر کے کام چھوڑ دینے کی صورت میں پیداوار کے ظاہر ہونے کے بعد کسی چیز کا مستحق نہیں ہوگا، اور اگر کسی عذر کی وجہ سے کام چھوڑتا ہے تو پیدوار کے ظہور تک جتنا عرصہ اس نے کام کیا ہے اس عرصہ کے بقدر حصہ کا مستحق ہوگا۔

۱۱- جب یہ معلوم ہو کہ درختوں کا مالک کوئی اور ہے یا غصب شدہ ہیں

۱/۱۱ اگر معلوم ہو کہ درخت آب پاشی کا عقد کرنے والے کے نہیں بلکہ کسی اور کے ہیں تو پھل حقیقی مالک کے ہوں گے۔ عقد کرنے والا عامل کو مثلی اجرت ادا کرنے کا پابند ہوگا بشرطیکہ وہ پیداوار میں اس کے مقررہ حصہ سے زیادہ نہ ہو۔

۲/۱۱ اگر درختوں کو غصب کرنے والے نے آب پاشی کا عقد ایسے شخص کے ساتھ کیا جسے غصب کا معلوم نہیں تھا، اور کام کرنے کے بعد پتہ چلا کہ یہ غصب کے درخت ہیں، تو حاصل ہونے والی پیدوار حقیقی مالک کی ہوگی، جبکہ غاصب عامل کو مثلی اجرت ادا کرنے کا پابند ہوگا، اگر عامل کو غصب کا علم تھا تو کسی اجرت کا حق دار نہیں ہوگا۔

۱۲- آب پاشی کے عقد کا اختتام

آب پاشی کا عقد درجِ ذیل امور سے اختتام کو پہنچتا ہے:

۱/۱۲ آب پاشی کا تعلق اگر کسی موسم کے ساتھ تھا تو اُس موسم کی پیداوار اور اُس کی تقسیم سے عقد ختم ہو گا۔

۲/۱۲ مقررہ مدت کے ختم ہونے اور پیداوار کی تقسیم سے آب پاشی کا عمل پایۂ تکمیل تک پہنچے گا جس میں شق (۲/۱۰) کی رعایت ضروری ہے۔

۳/۱۲ درختوں کی دیکھ بھال کرنے والے عامل کی موت یا آب پاشی کے ادارے کے تصفیہ سے آب پاشی کا عقد ختم ہو جاتا ہے۔ یہ اُس صورت میں ہے جب شرط رکھی گئی ہو کہ وہ شخص یا ادارہ بذات خود کام انجام دے گا۔ اور اگر اس طرح کی کوئی شرط نہ رکھی گئی ہو تو اس کے ورثاء کو طے شدہ شرائط کے تحت کام مکمل کرنے اور نہ کرنے کا اختیار ہو گا۔ اگر وہ کام مکمل کرنے کا فیصلہ کرتے ہیں تو انہیں اختیار ہے چاہیں تو وہ خود کریں یا کسی کو اجرت پر رکھ کر اس سے کام کروائیں اور پھر مرنے والے کا حصہ پیداوار سے وصول کریں۔ اگر وہ کام نہ کرنے کا فیصلہ کرتے ہیں تو درختوں کے مالک کو خود یا کسی اور سے کام مکمل کرانا ہو گا۔ پیداوار کے حصول کے وقت عامل کے ورثاء بقدرِ مدت اجرتِ مثلی کے حق دار ہوں گے، مگر اس شرط کے ساتھ کہ وہ اس کے مقررہ حصے سے زیادہ نہ ہو۔

۴/۱۲ جن درختوں پر عقد ہوا ان کا ختم ہو جانا یا اُن سے پیدوار کا حصول ناممکن ہونا۔

۵/۱۲ پیداوار کے حصول کے بغیر موسم کا ختم ہو جانا۔

۱۳- آب پاشی کے عقد کا منسوخ ہونا

۱/۱۳ آب پاشی کا عقد دونوں فریقوں کی رضامندی سے منسوخ ہو جاتا ہے (اِقالہ)۔

۲/۱۳ درختوں کے مالک کو درجِ ذیل صورتوں میں عقد منسوخ کرنے کا حق حاصل ہے:

۱/۲/۱۳ درختوں کی دیکھ بھال کرنے والے شخص کے لیے کام کرنا ناممکن ہو جائے تو ایسی صورت میں دیکھا جائے گا کہ:

۱/۱/۲/۱۳ اگر کام ان وجوہات کی بنا پر ناممکن ہوا جو اس کے اختیار میں نہیں ہیں،

مثلاً بیماری وغیرہ تو وہ بقدرِ عمل مثلی اجرت کا حق دار ہوگا۔

۱۳/۲/۱/۲ اگر کام ان وجوہات کی وجہ سے ناممکن ہوا جو عامل کے اختیار میں تھیں تو ایسی صورت میں اُس سے مثلی اجرت کا مطالبہ کیا جائے گا۔ اس کے علاوہ ماہرین کے اندازے کے مطابق کام مکمل نہ کرنے کی وجہ سے جتنا حقیقی نقصان ہوا وہ بھی اسے برداشت کرنا ہوگا۔

۱۳/۲/۲ عامل کا کام روک دینا۔ یہ اُن صورتوں میں ہے جن میں اسے کام پر آمادہ نہیں کیا جا سکتا۔ اس سلسلے میں شق (۴/۸) کو دیکھا جا سکتا ہے۔

۱۳/۲/۳ اگر درختوں کے مالک نے عامل کو اس طرح سے درخت سپرد نہیں کیے کہ وہ صحیح طریقے سے کام انجام دے سکے تو اسے عقد منسوخ کرنے کا اختیار حاصل ہے۔ اس سلسلے میں شق (۸/۵) کو دیکھا جا سکتا ہے۔

۱۴- درختوں کی آب پاشی کی زکوٰۃ

دیکھیے شرعی معیار نمبر (۳۵) "زکوٰۃ"، شق ۵/۴/۹۔

۱۵- مالیاتی اداروں میں درختوں کی آبپاشی کی تطبیقات

۱/۱۵ ہو سکتا ہے کہ ایک طرف درختوں کا مالک ہو اور دوسری طرف دیکھ بھال کرنے والا ادارہ ہو جو مطلوبہ کام اجرت پر لوگوں سے کرائے۔

۲/۱۵ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ درختوں کا مالک ادارہ ہو جو کسی اور کے ساتھ آب پاشی کا عقد کرے۔

۱۶- معیار کے اجرا کی تاریخ

یہ معیار ۲۱ صفر ۱۴۳۴ھ مطابق ۴ جنوری ۲۰۱۳ء کو جاری ہوا۔

معیار کی منظوری

مجلسِ شرعی نے ۲۲ شوال ۱۴۳۴ھ مطابق ۲۹ ستمبر ۲۰۱۳ء مدینہ منورہ میں منعقد ہونے والے اپنے پینتیسویں اجلاس میں شرعی معیار "درختوں کی آب پاشی" کو منظور کیا۔

ضمیمہ (الف)

معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد

جنرل سیکرٹریٹ نے ۲۴ ذیقعدہ ۱۴۳۱ھ مطابق ۳۰ نومبر ۲۰۱۰ء، شرعی مشیر کو آبپاشی کے بارے میں تحقیقی جائزہ تیار کرنے کی ذمہ داری سونپنے کا فیصلہ کیا۔

مجلسِ شرعی کا تیسواں اجلاس ۲۴-۲۶ جمادی الثانی ۱۴۳۲ھ مطابق ۲۷-۲۹ مئی ۲۰۱۱ء بحرین میں منعقد ہوا جس میں درختوں کی آب پاشی کے معیار کے مسودہ پر غور کیا گیا اور جو ترامیم انہوں نے مناسب سمجھیں انہیں شامل کیا۔

اِس معیار کا مسودہ مجلسِ شرعی کے اکتیسویں اجلاس میں پیش کیا گیا جو ۲۲-۲۴ ذیقعدہ ۱۴۳۲ھ مطابق ۲۰-۲۲ اکتوبر ۲۰۱۱ء بحرین میں منعقد ہوا۔ مجلس نے جہاں جہاں مناسب سمجھا اس میں ترامیم کیں۔

مجلسِ شرعی نے ۸-۹ ربیع الثانی ۱۴۳۳ھ مطابق ۱-۲ مارچ ۲۰۱۲ء مدینہ منورہ میں منعقد ہونے والے اپنے بتیسویں اجلاس میں اس معیار کے مسودہ پر بحث و مباحثہ مکمل کیا، اور جہاں جہاں مناسب سمجھا وہاں ترامیم کیں۔

جنرل سیکرٹریٹ نے بحرین میں ۱۶ جمادی الثانی ۱۴۳۳ھ مطابق ۷ مئی ۲۰۱۲ء جلسۂ سماعت کا انعقاد کیا جس میں مرکزی بنکوں، مالیاتی ادارے، اکاؤنٹنگ فرمز، ماہرینِ شریعت، یونیورسٹیوں کے اساتذہ اور ان کے علاوہ اس شعبے سے وابستہ لوگوں نے بھی شرکت کی۔ جو جو تحفظات جلسۂ سماعت میں سامنے آئے انہیں اہتمام سے سنا گیا، مجلسِ شرعی اور شرعی کمیٹیوں کے اراکین نے اُن تحفظات کے جوابات اور ان پر تبصرہ پیش کیا۔

مجلسِ شرعی کا تینتیسواں اجلاس ۱۹-۲۱ شوال ۱۴۳۳ھ مطابق ۶-۸ ستمبر ۲۰۱۲ء مکہ مکرمہ میں منعقد

ہوا، جس میں جلسۂ سماعت میں حاضرین کی طرف سے پیش کی گئی ترامیم کی تجاویز پر بحث ومباحثہ کیا گیا۔ جہاں جہاں مجلس نے مناسب سمجھا اس میں ترامیم کیں۔

مجلسِ شرعی نے ۲۰ - ۲۱ صفر ۱۴۳۴ھ مطابق ۳ - ۴ جنوری ۲۰۱۳ء بحرین میں منعقد ہونے والے اپنے چونتیسویں اجلاس میں اس معیار کے مسودہ پر بحث وتمحیص کی، اور جہاں جہاں مناسب سمجھا وہاں ترامیم کیں۔

یہ معیار مجلسِ شرعی کے پینتیسویں اجلاس میں پیش کیا گیا جو ۲۲ - ۲۳ شوال ۱۴۳۴ھ مطابق ۲۹-۳۰ ستمبر ۲۰۱۳ء مدینہ منورہ میں منعقد ہوا، مجلس نے جہاں جہاں مناسب سمجھا اس میں ترامیم کیں اور پھر منظور کر لیا گیا۔

ضمیمہ (ب)

شرعی احکام کی بنیادیں

عقد اور اُس کی مشروعیت

- آب پاشی کے جواز کی بنیاد سنت اور اجماع ہے۔ سنت میں سے حدیث عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہے کہ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہلِ خیبر سے یہ معاملہ طے فرمایا کہ زمین کی پیداوار سے جو پھل یا اناج حاصل ہو گا اس میں سے آدھا ہمیں دیں گے)۔[1]

اجماع یوں کہ خیبر میں آب پاشی کے عمل پر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم متفق تھے کہ کسی بھی صحابی نے انکار نہیں کیا یہاں تک کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں جلا وطن کر دیا، علامہ ابن حزم، موفق الدین ابن قدامہ، شمس الدین ابن قدامہ اور ابن مفلح بہوتی رحمہم اللہ نے درختوں کی آب پاشی کے جواز پر اجماع یا اتفاق نقل کیا ہے۔[2]

- کام شروع کرنے یا مکمل ہونے سے قبل منسوخ نہ کرنے کے التزام سے آب پاشی لازم ہو جاتی ہے جس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ﴿يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ﴾۔[3]

---

(۱) امام بخاری رحمہ اللہ نے باب المزارعة بالشطر ونحوه میں روایت کیا، اور امام مسلم نے باب المساقاة والمعاملة بجزء من الثمر والزرع میں روایت کیا ہے۔

(۲) دیکھیے: مختصر البسیوی ۲۹۱، جامع ابی الحسن ۴/۳۹، المحلی ۸/۲۳۰، الضیاء ۱۸/۲۴۵، المغنی ۵/۵۴۹-۵۵۲، الشرح الکبیر ۵/۵۵۷، الایضاح ۶/۲۳۳، البحر الرائق ۸/۶۴، المبدع ۵/۴۶، کشاف القناع ۳/۵۳۳۔

(۳) سورۃ المائدہ: ۱۔

درختوں کی آب پاشی کے ارکان

- درختوں کی آب پاشی کے عقد میں کامل اہلیت کی شرط کی وجہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ "تین لوگوں سے قلم اٹھالیا گیا ہے، سونے والے سے یہاں تک کہ بیدار ہوجائے، بچے سے یہاں تک کہ بالغ ہو جائے اور مجنون سے یہاں تک عقل مند ہوجائے"۔ (۱)
- درختوں کے متعیّن کرنے اور عام طور پر اُن سے پیداوار کا حصول ممکن ہونے کی شرط کی وجہ غرر کی نفی کے بارے میں وارد ہونے والے دلائل ہیں، جس درخت سے پیداوار کا حصول ناممکن ہو اُس سے آب پاشی کا مقصد حاصل نہیں ہوتا۔
- درختوں کو آب پاشی اور دیکھ بھال کی ضرورت کی شرط کی وجہ یہ ہے کہ کام آب پاشی کے ارکان میں سے ایک رکن ہے، کسی بھی رکن کے فقدان سے آب پاشی صحیح نہیں ہوگی۔

درختوں کی آب پاشی کے صحیح ہونے کی شرائط

- دونوں فریقوں میں سے ہر ایک کو پیدوار سے ملنے والا متناسب حصہ متعیّن اور معلوم ہونے کے شرط کی بنیاد حدیثِ ابن عمر رضی اللہ عنہ ہے کہ (آپ ﷺ نے اہلِ خیبر سے یہ معاملہ طے فرمایا کہ زمین کی پیداوار سے جو پھل یا اناج حاصل ہوگا اس میں سے آدھا ہمیں دیں گے)۔ کام کرنے والے کے لیے پیداوار کے تناسب کے بجائے اجرت مقرر کرنے سے آب پاشی کے عقد کی خصوصیات ختم ہوجاتی ہیں، تناسب معلوم ہونے کے شرط کی وجہ ممنوعہ جہالت سے اجتناب کرنا ہے۔
- ذمہ داری اُس کام تک محدود ہو جو درختوں اور پھلوں کے فائدہ میں ہو وہ اس لیے کہ آب پاشی میں کام درختوں اور پھلوں ہی کے متعلق ہوتا ہے اُن کے علاوہ نہیں، اگر اس کے علاوہ کسی اور کام کی شرط رکھی گئی تو یہ عقد کے تقاضے کے خلاف ہوگا، یہ ایسی شرط ہے جس میں ایک فریق کے حساب پر دوسرے فریق کا مفاد پایا جاتا ہے۔
- آب پاشی کا عمل پیداوار کے حصول تک ہونا چاہیے یا پھر ایسی مدت مقرر کی جائے جس میں عموماً

(۱) ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سنن میں روایت کیا ہے، باب في المجنون يسرق أو يصيب حداً۔

پیداوار حاصل ہو جاتی ہے اس کی بنیاد شریعتِ اسلامیہ میں عدل وانصاف کے قواعد وضوابط ہیں کہ کہیں ایسا نہ ہو پوری پیداوار کا حق دار صرف مالک قرار پائے جس میں کام کرنے والے کا کسی قسم کا استحقاق نہ ہو، جبکہ عقد کا مقصد پیداوار کا حصول ہے۔ لہٰذا کام کرنے والے کو مختصر مدت کی وجہ سے محروم نہیں کیا جا سکتا۔

درختوں کی دیکھ بھال کرنے والے کی ذمہ داریاں

- درختوں کی دیکھ بھال کرنے والے کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ ہر اُس کام کو انجام دے جس میں درختوں اور پھلوں کی مصلحت ہو۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ آپ ﷺ نے درختوں کی دیکھ بھال کے لیے کسی کو خیبر روانہ نہیں فرمایا کہ کچھ کاموں کی ذمہ داری اُن کی ہو بلکہ اہل خیبر تمام کام خود انجام دیا کرتے تھے۔
- کام کرنے والے کو یہ اختیار نہیں ہے کہ وہ مالک کی اجازت کے بغیر آب پاشی کسی اور کو سپرد کر دے کیونکہ وہ نہ تو درختوں کا مالک ہے اور نہ ہی مالک کی جانب سے وکیل، لہٰذا ہو سکتا ہے کہ مالک آب پاشی کسی اور کو دینے میں راضی نہ ہو۔
- کام کرنے والا بطورِ اجرت یا بغیر اجرت آب پاشی کے عمل میں کسی سے مدد طلب کر سکتا ہے۔ اس کی دلیل آپ ﷺ کی عمومی شرط ہے کہ (درختوں کی مصلحت کے لیے جو بھی کام ضروری ہوا وہ خود اپنے مال سے انجام دیں گے)[1]، لہٰذا مدد طلب کرنا کام کرنے والے کی ذمہ داری کے خلاف نہیں ہے۔
- کام کرنے والے کی امانت دار کی حیثیت اس لیے ہے کہ وہ درختوں اور پھلوں کی حفاظت میں مالک کا نائب ہوتا ہے۔

درختوں کے مالک کی ذمہ داریاں

- مالک پر ضروری ہے کہ وہ کام کرنے والے کو اس طرح سے درخت سپرد کرے کہ اُسے کام میں کسی قسم کی رکاوٹ نہ ہو، یہ اس لیے کہ عقد کا تقاضہ ہے کہ عامل اپنا کام صحیح طریقے سے انجام دے سکے۔

---

(۱) امام مسلم رحمہ اللہ نے اپنی صحیح مسلم باب المساقاة والمعاملة بجزء من الثمر والزرع میں روایت کیا ہے۔ ابوداؤد رحمہ اللہ نے اپنی کتاب سنن ابی داؤد میں باب في المساقاة سنن میں روایت کیا ہے۔

درختوں کے مالک اور کام کرنے والے کی مشترکہ ذمہ داریاں

- پھلوں کو درختوں سے اتارنے کے بعد مالک اور عامل دونوں کی مشترکہ ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ اُس کی حفاظت کا بندوبست کریں۔ مالک کی ذمہ داری اس لیے کہ وہ اتارنے کے بعد یہ پھل لے سکتا ہے۔ جہاں تک اتارنے سے قبل کی بات ہے تو وہ کام کرنے والے کی ذمہ داری کے زمرے میں آتا ہے کیونکہ مالک نے اسے درخت سپرد کر رکھے ہیں۔
- آب پاشی کے اخراجات مالک اور عامل دونوں پر تقسیم کرنے کی بنیاد عدل وانصاف کا تقاضہ ہے کہ کسی بھی فریق کو دوسرے کی وجہ سے نقصان نہ ہو۔
- درختوں کی دیکھ بھال کرنے والا اگر کام مکمل کرنے سے انکار کرتا ہے تو اسے مجبور کیا جائے گا کہ وہ اسے اختتام کو پہنچائے کیونکہ آب پاشی کا عقد کام شروع کرنے کے بعد لازم ہو جاتا ہے۔ کسی ایک فریق کو اس کی منسوخی کا حق حاصل نہیں ہے، اگر پھل لگنے سے قبل انکار کرتا ہے تو وہ کسی قسم کے عوض کا مطالبہ نہیں کر سکتا کیونکہ وہ کام مکمل کیے بغیر اپنی ذمہ داری سے دست بردار ہوا۔ اور اگر پھل ظاہر ہونے کے بعد انکار کرتا ہے تو اس کے حساب سے اُس کا مطلوبہ کام اجرت پر کسی سے مکمل کرایا جائے گا، کیونکہ پیداوار کے ظہور سے عامل اپنے حصے کا حق دار قرار پاتا ہے لہٰذا اسے اُس سے محروم نہیں کیا جا سکتا، اور کام مکمل کرنا بھی اس کی ذمہ داری ہے لہٰذا اس کے نتائج اس سے ساقط نہیں ہو سکتے، اس لیے اجیر کی اجرت اس کے حصے سے ادا کی جائے گی۔
- اگر درختوں کا مالک عامل کو کام کرنے سے منع کرتا ہے تو اسے عقد مکمل کرنے پر اس لیے مجبور کیا جائے گا کہ کام شروع کرنے کے بعد یا عقد منسوخ نہ کرنے کے معاہدہ سے آب پاشی کا عقد لازم ہو جاتا ہے۔ پیداوار کے ظہور سے قبل کام سے روکنے کی حالت میں مالک عامل کو مثلی اجرت دینے کا پابند ہو گا تاکہ اُس کی محنت ضائع نہ ہو، اور ابھی تک پیداوار ظاہر نہیں ہوئی اس لیے وہ اپنے حصہ کا مستحق بھی قرار نہیں دیا جا سکتا۔ اور اگر ظاہر ہو گئی تو اُس کا حق دار ہو گا کیونکہ ظہور سے ہی استحقاق ثابت ہو جاتا ہے۔

پیداوار کی تقسیم

- تقسیم ہر اس چیز کی پیداوار کو شامل ہوگی جو بار بار پیدا ہوتی ہے، اس کی بنیاد یہ ہے کہ اُس پیداوار کے حصول میں عامل کا ہاتھ ہے لہٰذا اسے اس کے حصے سے محروم نہیں کیا جاسکتا، تقریباً اس سے ملتے جلتے اقوال کی صراحت مالکی اور اباضی فقہاء نے کی ہے۔ نیز یہ بعض حنفی فقہاء کے مذہب کا تقاضہ بھی ہے، ابو سعید کدمی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ (کھجور کے پتوں اور کپاس کی چھڑیوں میں عامل حصے دار ہے مگر یہ کہ عرف یا شرط اس کے خلاف ہو)۔ ابو عمرو قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ (اتارے جانے والے کھجور کے پتے، گھاس اور ٹہنیاں وغیرہ مالک اور عامل کے درمیان پھل میں ان کے حصص کے اعتبار سے تقسیم ہوں گی۔ اور یہی عدل وانصاف کا تقاضہ ہے)۔[1]
- عامل کا حصہ پیداوار کا کوئی متناسب حصہ ہونا چاہیے اس کی بنیاد حدیثِ رافع رضی اللہ عنہ ہے کہ حنظلہ بن قیس انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں میں نے رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے زمین کو سونے اور چاندی (دینار و درھم) کے عوض کرائے (ٹھیکے) پر لینے کے بارے میں سوال کیا تو انہوں فرمایا کہ (اس میں کوئی مضائقہ نہیں، اصل میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں لوگ زمین کرائے پر دیا کرتے تھے، اُس میں زمین کا جو حصہ نہروں کے آس پاس اور نالوں کے سروں پر ہوتا تھا اسے اپنے لیے خاص کر لیا کرتے تھے، کھیت کا وہ حصہ محفوظ رہتا تھا بقیہ حصے ضائع ہوجاتے تھے، اور کبھی کبھار اس کے برعکس بھی ہوجاتا تھا، اُس وقت لوگوں میں اس قسم کا ٹھیکہ متعارف تھا اس کے علاوہ اور کچھ نہیں۔ اسی لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس سے منع فرمایا، ہاں اگر پیداوار معلوم ہو اور محفوظ بھی ہو تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں)۔[2]
- درختوں کی دیکھ بھال کرنے والا پیداوار کے ظاہر ہونے سے مقررہ حصے کا مستحق قرار پاتا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کے ظہور میں کام کرنے والے کا یقیناً ہاتھ کار فرما ہے۔ یہ بعض شوافع اور جمہور حنابلہ رحمۃ اللہ علیہم کا مذہب ہے، نیز امامیہ کا بھی یہی موقف ہے[3]۔

(۱) بیان الشرع ۴۰/۲۹۶، ۲۹۲، الکافی ۱۰۷/۲۔

(۲) امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے باب کراء الأرض بالذهب والورق میں روایت کیا ہے۔

(۳) کشاف القناع ۵۳۸/۳، المغنی ۵۷۶/۵، المبدع ۵۴/۵، الروضہ ۱۶۰/۵، جامع المقاصد ۳۷۶/۷۔

درختوں کی آب پاشی میں ہنگامی صورتِ حال

- اگر پیداوار بالکل نہیں ہے یا پوری پیداوار کسی آفت کی نذر ہو گئی تو عامل کو کچھ نہ ملنے کی بنیاد شرکت کا تقاضہ ہے کہ پیداوار شرکاء میں تقسیم ہو، اگر پیداوار ضائع ہو گئی تو کچھ تقسیم نہیں ہو گا، اگر کچھ پیداوار آفت کی نذر ہو گئی اور کچھ باقی ہے تو بقیہ ماندہ دونوں فریقوں میں تقسیم ہو گی۔ اس کی بنیاد بھی یہی ہے جو اوپر بیان ہوئی۔
- اگر عقد میں مقرر کی گئی مدت میں پیدوار ظاہر نہیں ہوتی تو عامل کو اختیار ہو گا کہ وہ بغیر عوض کے کام کرے یہاں تک کے پیداوار ظاہر ہو اور اپنا مقررہ حصہ وصول کرے یا پھر وہ کام چھوڑ دے، کام چھوڑنے کی صورت میں پیداوار کا مستحق نہیں ہو گا۔ اس کی بنیاد عدل وانصاف کے قواعد وضوابط کی رعایت کرنا ہے، خاص بات یہ ہے کہ درختوں کی حفاظت کی وجہ سے مالک تب بھی فائدہ مند رہا اگرچہ پیداوار حاصل نہیں ہوئی، اگر عامل کسی عذر کے پیشِ نظر کام مکمل نہیں کر سکا تو وہ مذکورہ صورت سے مستثنیٰ ہو گا کہ جتنا عرصہ اُس نے کام کیا اُس عرصے کے حساب سے اپنے حصے کا مستحق قرار پائے گا۔ یہ عدل وانصاف کے عمومی اصولوں کے تقاضے کی بنا پر ہے۔

یہ معلوم ہونا کہ درختوں کا مالک کوئی اور ہے یا غصب شدہ ہیں

- اگر پتہ چلے کہ یہ درخت آب پاشی کا عقد کرنے والے کے نہیں بلکہ کسی اور کے ہیں تو پھل حقیقی مالک کے ہوں گے۔ اس کی بنیاد وہ اصل ہے جس میں پھل تب تک مالک کی ملکیت میں رہتے ہیں جب تک وہ عقد نہیں کرتا، جبکہ یہاں عقد باطل ہے۔ اور جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ جس نے عقد کیا تھا وہ عامل کو مثلی اجرت ادا کرنے کا پابند ہو گا مگر وہ مقررہ حصہ سے زیادہ نہ ہو، اس کی وجہ یہ ہے کہ اُس نے کام عوض کی بناء پر کیا، ساتھ ہی ساتھ اس میں عقد کا شبہ بھی ہے۔ تو جس حصے پر اتفاق ہوا کسی اور کی ملکیت کی وجہ سے وہ حصہ اسے نہیں دیا جا سکتا، لہٰذا وہ اس کے عوض کا حق دار ہو گا جو کہ مثلی اجرت ہے۔ مثلی اجرت مقررہ حصہ سے زیادہ نہ ہونے کی شرط اس لیے ہے کہ جس نے اُس سے معاہدہ کیا وہ مقررہ حصے سے زیادہ دینے کا پابند نہیں تھا خاص کر اس لیے بھی کہ اُس نے اِس سے زیادتی

کی نیت نہیں کی تھی۔

- اگر غاصب نے آب پاشی کا معاملہ کسی سے کیا تو پھلوں کا حق دار مالک ہوگا۔ اس کی بنیاد وہ اصل ہے جس میں پھل تب تک مالک کی ملکیت میں رہتے ہیں جب تک وہ عقد نہیں کرتا، اور یہاں عقد باطل ہے، درختوں کی دیکھ بھال کرنے والے کو اگر یہ معلوم نہیں تھا کہ یہ مغصوبہ درخت ہیں تو غاصب اسے مثلی اجرت دینے کا پابند ہوگا، کیونکہ عوض کے بدلے اُس نے کام کیا اور اُس میں عقد کا شبہ ہے۔ جس حصے پر اتفاق ہوا تھا وہ اسے اس لیے نہیں دیا جا سکتا کہ وہ کسی اور کی ملکیت ہے، لہٰذا وہ اس کے عوض کا حق دار ہوگا جو کہ مثلی اجرت ہے۔ اگر عامل کو معلوم تھا کہ یہ غصب شدہ درخت ہیں تو پھر کسی اجرت کا حق دار نہیں ہوگا کیونکہ اس صورت میں وہ تعدی کرنے والا ہے، اور وہ آپ ﷺ کی حدیث کے عموم میں داخل ہے کہ "ظالم کا کوئی حق نہیں"۔[1]

آب پاشی کے عقد کا اختتام

- پیداوار کی تکمیل اور تقسیم کی کارروائی مکمل ہونے یا متفقہ مدت کے انتہاء کو پہنچنے یا پیداوار کے حصول کے بغیر موسم کے ختم ہو جانے سے آب پاشی کا عقد اختتام کو پہنچتا ہے، ان سب کی وجوہات دونوں فریقوں کے درمیان عقد میں کیا گیا اتفاق ہے۔
- اگر عقد میں یہ شرط رکھی گئی کہ درختوں کی دیکھ بھال کرنے والا خود کام انجام دے گا ایسی صورت میں عامل کی موت یا آب پاشی کے ادارے کے تحلیل سے آب پاشی کا عقد ختم ہو جاتا ہے اس کی وجہ کام خود کرنے کی شرط کا مفقود ہونا ہے۔ نیز عامل کے ورثاء (خواہ وہ اس کے انتقال سے وارث ہوئے یا ادارے کی ملکیت تبدیل ہونے سے مالک تبدیل ہو گئے) کا متفقہ شرائط کے تحت کام مکمل کرنے اور نہ کرنے کے اختیار کی بنیاد یہ ہے کہ اُن کو یہ حقوق وراثت میں ملے ہیں، یا ادارہ کے مالک بننے کی وجہ سے انہیں یہ حق حاصل ہوا ہے۔ جہاں تک اُن ورثاء کے مثلی اجرت کے استحقاق کی بات ہے تو وہ

---

(۱) امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں باب من أحيا أرضا مواتا میں روایت کیا ہے، اور امام مالک رحمہ اللہ نے موطا میں باب القضاء في عمارة الموات میں روایت کیا ہے۔

مرنے والے رشتے دار یا ادارے کے سابقہ مالک کی محنت کا عوض ہے کہ اگر وہ پیداوار کے ظہور سے پہلے انتقال کر جاتا ہے تو وہ مثلی اجرت کا مستحق قرار پائے گا، البتہ مثلی اجرت مقررہ حصہ سے زیادہ نہ ہونے کی شرط اس لیے ہے کہ درختوں کا مالک عامل کو مقررہ حصے سے زیادہ دینے کا پابند نہیں تھا۔ اگر ورثاء کام جاری رکھنے کے باوجود پیداوار میں مرنے والے رشتے دار کے مقررہ حصے سے زیادہ لینے کے حق دار نہیں ہیں تو کام نہ کرنے کی صورت میں اس کے حصے سے زیادہ کیسے لے سکتے ہیں؟

- جن درختوں پر عقد ہوا ان کا ختم ہو جانا یا اُن سے پیدوار کا حصول ناممکن ہو جانے سے آب پاشی کا عقد اختتام کو پہنچتا ہے اس کی بنیاد آپ ﷺ کی حدیث اور قاعدہ ہے کہ "نہ کسی کو ابتداءً نقصان پہنچاؤ اور نہ ہی نقصان برداشت کرو"، کیونکہ کام کرنے والے کو بغیر کسی عوض کے پابند کرنے میں اُسے بہت بڑا نقصان ہے۔

آب پاشی کے عقد کا منسوخ ہونا

- آب پاشی کا عقد دونوں فریقوں کی رضامندی سے منسوخ ہو جانے کی بنیاد آپ ﷺ کی حدیث کا مفہوم ہے کہ "جس نے پشیمان کی بیع منسوخ کی اللہ تعالیٰ بروز قیامت اس کی لغزشیں معاف فرمادے گا"۔[1]
- اگر کام ان وجوہات کی بنا پر ناممکن ہوا جن میں اُس کا ہاتھ نہیں ہے مالک پر مثلی اجرت کا ادا کرنا واجب ہے، اس کی وجہ یہ ہے دیکھ بھال کرنے والے نے عقد کی بنا پر محنت و مشقت کی جس کے عوض کا وہ مستحق ہے، پیداوار سے اپنے حصے کا مطالبہ وہ اس لیے نہیں کر سکتا کہ اُس نے اپنا کام مکمل نہیں کیا، لہٰذا اسے مثلی اجرت دی جائے گی۔
- اگر درختوں کی دیکھ بھال عامل کی وجہ سے ناممکن ہوئی تو اسے درختوں کے مالک کو حقیقی نقصان ادا کرنا ہوگا کیونکہ وہ نقصان کا سبب بنا اور نقصان کا سبب بننے والا ضامن ہوتا ہے۔

(۱) ابن حبان رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں اسے باب الاقالۃ میں روایت کیا ہے۔

سلامتی کے خیارات

عیب - تفرّقِ صفقہ - فواتِ وصف

فہرست

دیباچہ ۱۲۴۴
معیار کا متن ۱۲۴۵
۱- معیار کا دائرۂ کار ۱۲۴۵
۲- خیارِ عیب ۱۲۴۵
۳- خیار تفرقِ صفقہ ۱۲۴۸
۴- خیارِ فواتِ وصف ۱۲۴۹
۵- معیار کے اجرا کی تاریخ ۱۲۵۰
معیار کی منظوری ۱۲۵۱
ضمیمہ جات
ضمیمہ (الف) معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد ۱۲۵۲
ضمیمہ (ب) شرعی احکام کی بنیادیں ۱۲۵۴

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على أشرف المرسلين، سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه أجمعين.

دیباچہ

اس معیار کا مقصد ایسے حالات اور اسلامی مالیاتی اداروں[1] میں ان حالات کی عملی صورت کو بیان کرنا ہے، جن میں خریدار کو مبیع میں ظاہر ہونے والی کسی کمی، معاملہ کی تقسیم یا پسندیدہ صفات کی کمی کی وجہ سے معاملہ کو ختم کرنے کا حق حاصل ہوتا ہے۔

واللہ الموفق...

(۱) ”ادارہ/ادارے“ کی اصطلاح یہاں اختصار کی غرض سے اسلامی مالیاتی اداروں کے لیے استعمال کی گئی ہے۔

معیار کا متن

۱- معیار کا دائرۂ کار

یہ معیار خیاراتِ عیب، تفرّقِ صفقہ اور پسندیدہ صفات کی کمی کی صورت میں ملنے والے خیار پر مشتمل ہے۔ اس معیار کے تحت امانت اور سوچ و بچار کے اختیارات نہیں آتے، کیونکہ ان دونوں کے لیے الگ سے معیار موجود ہیں۔

۲- خیارِ عیب

۱/۲　خیارِ عیب کی تعریف

خیارِ عیب سے مراد معاملہ کے خاتمے کے لیے خریدار کو ملنے والا وہ حق ہے، جو کسی ایسے پوشیدہ عیب کی وجہ سے حاصل ہوتا ہے، جس کے بارے میں خریدار کو معاملہ کرتے وقت علم نہ ہو۔

۲/۲　خیارِ عیب کی شرائط

معاملہ ختم کرنے کا اختیار درج ذیل شرائط کی صورت میں حاصل ہوتا ہے:

۱/۲/۲　مبیع میں ایسے مؤثر عیب کی موجودگی، جو معاملہ کے وقت ظاہر نہیں ہوا تھا۔ مؤثر عیب سے مراد ایسا عیب ہے جو مبیع کی اصل میں ایسی کمی کا باعث بنے جو کمی عرف میں معتبر ہو یا اس عیب کی وجہ سے معاملہ کا مقصد حاصل نہ ہوتا ہو یا وہ عیب مبیع کی قیمت میں کمی کا باعث ہو۔

۲/۲/۲　اِخراجات لگائے بغیر اس عیب کا خاتمہ ممکن نہ ہو۔

۳/۲/۲　خریدار کو معاملہ کے وقت اس پوشیدہ عیب کے بارے میں علم نہ ہو، تاہم بیچنے والے کے علم کا اعتبار نہیں ہے۔

۴/۲/۲ بیچنے والے نے تمام عیوب سے بری ہونے کی شرط نہ لگا رکھی ہو۔ اجارہ اور استصناع میں ایسی شرط لگانا جائز نہیں ہے۔

۵/۲/۲ وہ پوشیدہ عیب خریدار کی وجہ سے پیدا نہ ہوا ہو۔

۳/۲ خیارِ عیب کا دائرہ کار

خیارِ عیب کے دائرہ کار میں ایسے معاملات آتے ہیں جن میں مالی عوض دیا جاتا ہے، مثلاً بیع، صرف، اجارہ، مشترک چیز کی شرکاء میں تقسیم، کسی متعین شے کے بدلے صلح کرنا اور عوض ملنے کی شرط پر ہبہ کرنا [اسے ہبۃ الثواب بھی کہا جاتا ہے] وغیرہ۔

۴/۲ خیارِ عیب کی مدت

مبیع کی حوالگی اور اس میں عیب ظاہر ہونے کے بعد، خیار عیب کی بنیاد پر مبیع کو اتنی مدت میں واپس کرنا ہوگا جتنی مدت میں عرفاً [بازاری رواج کے مطابق] معاملہ ختم کیا جاسکتا ہو۔

۵/۲ خیارِ عیب کے نتائج

خریدار کو یہ اختیار ہوتا ہے کہ وہ یا تو معاملہ ختم کر کے مبیع واپس کر دے یا پھر جوں کا توں معاملہ جاری رکھے۔ اگر خریدار مبیع پر قبضہ کے بعد مبیع کو واپس کرنا چاہے تو یہ واپسی باہمی رضامندی یا قانونی چارہ جوئی کے ذریعے کی جاسکتی ہے۔ تاہم اگر خریدار نے مبیع پر قبضہ نہ کیا ہو اور اسے قبضہ سے پہلے ہی عیب کا علم ہو جائے تو وہ محض اپنی مرضی سے فروخت کنندہ کو اطلاع کر کے یکطرفہ طور پر معاملہ ختم کر سکتا ہے۔ مبیع واپس کرنے کی صورت میں خریدار کو مکمل طے شدہ رقم واپس لینے کا حقدار ہے اور اس رقم کی واپسی باہمی رضامندی یا قانونی چارہ جوئی سے ہو سکتی ہے۔

۶/۲ واپسی کی شرائط

مبیع کی واپسی کی درج ذیل شرائط ہیں:

۱/۶/۲ واپسی کی صورت میں تفریقِ صفقہ [ایک سودے کے ٹکڑے کرنا] لازم نہ آئے، البتہ اگر بیچنے والا تفریقِ صفقہ پر راضی ہو تو حرج نہیں۔ اس صورت میں خریدار

عیب کی وجہ سے ہونے والے نقصان کا عوض (زرِ تلافی) لینے کا مستحق ہوگا۔

۲/۶/۲ خریدار کے پاس مبیع میں نہ تو کوئی نیا عیب پیدا ہوا اور نہ ہی مبیع ضائع ہو۔ اگر ایسا ہوا تو خریدار مبیع کو واپس نہیں کر سکتا، تاہم وہ عیب کے نقصان کے معاوضہ کا حقدار ہوگا۔ البتہ اگر بیچنے والا نئے عیب کی موجودگی کے باوجود مبیع کو واپس لینے پر رضامند ہو تو واپسی کی جا سکتی ہے۔

۳/۶/۲ مبیع میں کوئی ایسا اضافہ نہ ہوا ہو جو اس کی قیمت میں کمی کا باعث بنے، جب وہ اضافہ مبیع کے ساتھ متصل تو ہو لیکن مبیع سے پیدا شدہ نہ ہو، مثلاً زمین میں عمارت کی تعمیر۔ اگر مبیع میں ہونے والا اضافہ متصل ہو اور مبیع کی ذات سے پیدا شدہ ہو یا وہ اضافہ متصل نہ ہو، چاہے مبیع کی ذات سے پیدا شدہ ہو مثلاً حصص کے منافع، اثاثوں کے کرایہ جات، یا چاہے مبیع کی ذات سے پیدا شدہ نہ ہو، تو ان تمام صورتوں میں عیب دار مبیع کی واپسی ممکن ہے۔

۴/۶/۲ جن صورتوں میں مبیع کی واپسی ممکن نہ ہو، ان تمام صورتوں میں خریدار عیب کے نقصان کے معاوضہ کا حقدار ہوگا۔

۷/۲ واپسی کے موانع

شق ۲/۲ کے تحت مذکور شرائط سے کسی شرط کی عدم موجودگی کی صورت میں مبیع واپس نہیں کی جا سکتی۔

۸/۲ خیارِ عیب کا خاتمہ

خیارِ عیب ثابت ہو جانے کے بعد درج ذیل امور سے ساقط ہو جاتا ہے:

۱/۸/۲ واپسی سے پہلے ہی عیب کا ختم ہو جانا یا زرِ تلافی کی ادائیگی۔

۲/۸/۲ خریدار خود ہی خیارِ عیب کے خاتمہ کی صراحت کر دے۔

۳/۸/۲ خریدار اس عیب پر راضی ہونے کی صراحت کر دے۔

۴/۸/۲ عیب پر ضمناً راضی ہو جانا، یعنی مبیع میں ایسے تصرفات کرنا جو رضامندی کو ظاہر

کرتے ہوں، مثلاً عیب دار مبیع کو مسلسل استعمال کرنا یا خیارِ عیب کی بنیاد پر مبیع کی واپسی میں بغیر کسی عذر کے متعارف مدت سے زائد وقت لگانا، یا اس سے نفع کمانا، نفع اٹھانا یا اسے اپنی ملکیت سے نکال دینا۔ یہ تمام امور عیب کے علم کے بعد مؤثر ہوں گے۔

۲/۸/۵ خریدار کا مبیع کو ضائع کر دینا۔

۳- خیارِ تفرّقِ صفقہ

۳/۱ خیارِ تفرّقِ صفقہ کی تعریف

خیارِ تفرّقِ صفقہ سے مراد خریدار کو ملنے والا معاملہ ختم کرنے کا وہ حق ہے، جو اس صورت میں ملتا ہے جب معاملہ ان تمام اشیا پر مشتمل نہ ہو جن کے لیے وہ کیا گیا تھا، یعنی معاملہ تقسیم ہو جائے۔

۳/۲ خیارِ تفرّقِ صفقہ کی شرائط

اس خیار کی شرط یہ ہے کہ خریدار کو پہلے سے یہ علم نہ ہو کہ بعد میں تفرّقِ صفقہ ہو گا۔

۳/۳ تفرّقِ صفقہ کی وہ صورتیں جن میں فسخ کا اختیار ملتا ہے

۳/۳/۱ اپنی اور غیر کی مملوکہ شے کو مالک کی اجازت کے بغیر، ایک ہی معاملہ کے تحت فروخت کرنا، یا ایک شریک کا دوسرے شریک کی اجازت کے بغیر مالِ شرکت کو ایک ہی معاملہ میں فروخت کر دینا۔

۳/۳/۲ جب یہ ظاہر ہو کہ مبیع کے بعض حصہ کا مالک کوئی اور ہے۔

۳/۳/۳ مبیع کی حوالگی (قبضہ حقیقی یا حکمی سے) سے پہلے ہی اس کے بعض حصہ کا ضائع ہو جانا۔

۳/۳/۴ سلم کے معاملہ میں مدت ختم ہونے پر، مسلَم فیہ کے بعض حصہ کا دستیاب نہ ہونا۔ (دیکھیے شرعی معیار نمبر (۱۰) "سلم"، شق ۸/۵)۔

۴/۳ خیار تفرقِ صفقہ کے نتائج

تفرّقِ صفقہ کی صورت میں متاثرہ شخص کو یہ اختیار ملتا ہے کہ وہ چاہے تو معاملہ ختم کر دے یا معاملہ کو بقیہ حصہ میں اس کے بقدر قیمت کے عوض جاری رکھے۔ معاملہ کے تقسیم ہو جانے کی بنیاد پر وہ کسی معاوضہ کا حقدار نہیں ہوگا، البتہ اگر خریدے گئے بقیہ حصہ میں کوئی کمی ہو تو اس کا معاوضہ دیا جائے گا۔

۴- خیارِ فواتِ وصف

۱/۴ تعریف

خیارِ فواتِ وصف [طے شدہ صفات کی غیر موجودگی کا خیار] سے مراد خریدار کو معاملہ ختم کرنے کا وہ حق ہے، جو اس صورت میں حاصل ہوتا ہے جب مبیع میں کوئی ایسی صفت موجود نہ جس کی موجودگی صراحتاً یا دلالۃً [بغیر الفاظ کے اظہار کر کے] ضروری قرار دی گئی ہو، مثلاً معاملہ میں یہ شرط لگا کہ خریدی جانے والی گاڑی ایک متعین رنگ کی ہوگی۔

۲/۴ معتبر صفت کی شرائط

۱/۲/۴ بیان کردہ صفت شرعاً جائز ہو۔

۲/۲/۴ بیان کردہ صفت متعین ہو اور اس میں غرر نہ ہو۔

۳/۲/۴ بیان کردہ صفت خریداری کا مقصد ہو یا اس کی بنیاد پر قیمت میں اضافہ ہو سکتا ہو یا مبیع کے معیار میں اضافہ کا باعث ہو، مثلاً یہ صفت کہ خریدی جانے والی گاڑی آٹومیٹک ہوگی۔

۴/۲/۴ بیان کردہ صفت حوالگی (قبضۂ حقیقی یا حکمی) کے وقت سے ہی موجود نہ ہو، اس کی عدم موجودگی حوالگی کے بعد واقع نہ ہوئی ہو۔

۳/۴ خیارِ فواتِ وصف کے نتائج

۱/۳/۴ جب مبیع میں بیان کردہ صفات کم سے کم درجے میں بھی نہ پائی جائیں تو خریدار کو یہ

حق حاصل ہوتا ہے کہ وہ مبیع کو واپس کردے یا بیچنے والے پر کسی بیان کردہ صفت کے عوض کسی رقم کو لازم کیے بغیر مکمل رقم ادا کر کے مبیع خرید لے۔

۴/۳/۲ جب مبیع کو واپس کرنا ممکن نہ ہو تو خریدار بیچنے والے سے اس صفت کے بقدر عوض کا مطالبہ کرے گا، یعنی مبیع کی اس صفت کے ساتھ اور پھر اس کے بغیر قیمت لگائی جائے گی اور دونوں کے مابین آنے والے فرق کے بقدر رقم بیچنے والے سے لے گا۔

۴/۴ خیارِ فواتِ وصف کی مدت اور خاتمہ

خیارِ فواتِ وصف بھی خیارِ عیب کی طرح عرف کے مطابق فوراً حاصل ہوتا ہے اور ان اسباب کی وجہ سے ختم ہو جاتا ہے جن کی وجہ سے خیارِ عیب ختم ہوتا ہے (دیکھیے شق ۲/۸)۔

۴/۵ خیارِ فواتِ وصف کا منتقل ہونا

خیارِ فواتِ وصف تمام قسم کے عام یا خاص ورثاء کو منتقل ہو سکتا ہے۔

۵- معیار کے اجرا کی تاریخ

یہ معیار ۲۱ صفر ۱۴۳۴ھ مطابق ۴ جنوری ۲۰۱۳ء کو جاری کیا گیا۔

معیار کی منظوری

مجلسِ شرعی نے ۲۰ - ۲۱ صفر ۱۴۳۴ھ مطابق ۳ - ۴ اکتوبر ۲۰۱۳ء کو بحرین میں منعقد ہونے والے اپنے چونتیسویں اجلاس میں شرعی معیار "سلامتی کے خیارات" کو منظور کیا۔

ضمیمہ (الف)

معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد

۱۴ ربیع الثانی ۱۴۲۹ھ مطابق ۲۰ اپریل ۲۰۰۸ء کو ایوفی کے جنرل سیکرٹریٹ نے سلامتی کے خیارات کے بارے میں شرعی تحقیق کے لیے ایک شرعی مشیر کے تقرر کا فیصلہ کیا۔

۲۹ جمادی الثانی ۱۴۳۱ھ مطابق ۱۲ جون ۲۰۱۰ء کو شرعی معیارات کی کمیٹی نے تحقیق پر بحث کی، اس کی منظوری دی اور شرعی مشیر کو معیار کے مسوّدہ کی تیاری کا کہا۔

۲۴ رمضان المبارک ۱۴۳۱ھ مطابق ۳ ستمبر ۲۰۱۰ء کو دبئی متحدہ عرب امارات میں منعقد ہونے والے اجلاس میں شرعی معیارات کی کمیٹی نے ایک بار پھر معیار کے مسودہ پر بحث کی اور مجلس کے تبصروں اور مشاہدات کی روشنی میں ضروری ترامیم کیں۔

۸ - ۹ ربیع الثانی ۱۴۳۳ھ مطابق ۱ - ۲ مارچ ۲۰۱۲ء کو مدینہ منورہ میں منعقد ہونے والے اجلاس نمبر ۳۲ میں مجلسِ شرعی نے مسودہ پر بحث کی اور اس میں مناسب ترامیم کیں۔

ایوفی کے جنرل سیکرٹریٹ نے ۱۶ جمادیٰ الثانیہ ۱۴۳۳ھ مطابق ۷ مئی ۲۰۱۲ء کو بحرین میں جلسۂ سماعت منعقد کیا، جس میں مرکزی بنکوں، مالیاتی اداروں اور اکاؤنٹنگ فرمز کی نمائندگی کرنے والے تیس سے زائد شرکاء نے شرکت کی، ان شرکاء میں ماہرینِ شریعت، یونیورسٹیوں کے اساتذہ اور اس میدان میں دلچسپی رکھنے والے دیگر افراد بھی شامل تھے۔ شرعی معیارات کی کمیٹی نے جلسۂ سماعت میں ہونے والے تبصروں اور سوالات کا جواب دیا۔

۱۹ - ۲۱ شوال ۱۴۳۳ھ مطابق ۶ - ۸ ستمبر ۲۰۱۰ء کو مکہ مکرمہ میں ہونے والے تینتیسویں اجلاس میں مجلسِ شرعی نے عمومی سماعت کے نتیجے میں ہونے والی ترامیم پر بحث کی اور معیار کے مسوّدہ میں مزید ضروری

ترامیم کا اضافہ کیا۔

۲۰-۲۱ صفر ۱۴۳۴ھ مطابق ۳-۴ نومبر ۲۰۱۳ء کو بحرین میں منعقد ہونے والے چونتیسویں اجلاس میں مجلسِ شرعی نے معیار کے مسوّدہ پر بحث کی، اس میں ضروری ترامیم کا اضافہ کیا اور معیار کی منظوری دے دی۔

ضمیمہ (ب)

شرعی احکام کی بنیادیں

خیارِ عیب

- خیارِ عیب کے شرعاً جائز ہونے کی دلیل حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے کہ ایک شخص نے غلام خریدا اور اس کو کام پر لگا کر نفع کمایا، پھر اس میں پائے جانے والے کسی عیب کی وجہ سے اسے واپس کر دیا تو بیچنے والے نے کہا کہ میرے غلام کے ذریعے کمایا جانے والا نفع کہاں جائے گا؟ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "نفع ضمان کے بدلے ہے"(1)، ایک اور روایت میں آتا ہے کہ "خراج ضمان کے بدلے ہوتا ہے"۔
- اسی طرح حدیث مصرّاۃ بھی اس کی دلیل ہے، مصرّاۃ سے مراد وہ بھیڑ ہے جس کے تھنوں کو اس غرض سے باندھ دیا گیا ہو کہ وہ دودھ سے بھرے ہوئے نظر آئیں۔ اس صورت میں جب عیب یعنی دودھ کی کمی ظاہر ہو جائے تو خریدار کو اختیار ہوتا ہے کہ وہ چاہے تو اس جانور کو اپنے پاس رکھے اور چاہے تو ایک صاع کھجور اور جانور واپس کر دے۔ تمام مذاہبِ فقہیہ نے خیار عیب کا اعتبار کیا ہے اور اس خیار کی بنیاد یہ ہے کہ مبیع عیوب سے پاک ہونی چاہیئے۔
- عیوب سے براءت کی شرط لگانے کے جائز ہونے کی شرعی دلیل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عمل ہے۔ نیز حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں اس کے حق میں فیصلہ بھی سنایا تھا(2)۔
- خیارِ عیب کے نتیجے میں مبیع کو واپس کیا جائے گا یا مکمل قیمت کے عوض اپنے پاس رکھا جائے گا۔ یہ

---

(1) امام ابوداؤد اور امام ترمذی رحمہما اللہ نے اس کو نقل کیا ہے۔

(2) امام مالک رحمہ اللہ نے مؤطا میں اسے نقل کیا ہے اور امام بیہقی رحمہ اللہ نے اسے نقل کیا ہے اور جامع الاصول نے اس کی تصحیح کی ہے ۲/۳۴۔

حنفیہ اور شافعیہ کا مذہب ہے کہ عیب پائے جانے کی صورت میں مبیع کو واپس کرنا خریدار کا حق ہے، کیونکہ اس صورت میں مبیع کی سلامتی کا عنصر جو کہ معاملہ کی ضرورت ہے، باقی نہیں رہتا۔ تاہم خریدار کو یہ حق نہیں کہ وہ مبیع اپنے پاس رکھے اور عیب کے عوض ارش [زرِ تلافی] لے، کیونکہ صفات کے عوض قیمت نہیں لگائی جاتی، نیز بیچنے والا بھی اس بات پر راضی نہیں ہوتا کہ طے شدہ قیمت سے کم رقم میں مبیع اس کی ملکیت سے نکل جائے۔ حنابلہ کا قول یہ ہے کہ مبیع کی واپسی کی صورت میں خریدار عیب کے بقدر ارش کا مطالبہ کر سکتا ہے۔

خیارِ تفرّقِ صفقہ

- تفرّقِ صفقہ کے خیار کی شرعی دلیل یہ ہے کہ یہ بھی عیب کی ایک قسم ہے (بعض کتب میں اسے خیارِ عیب کے تحت ذکر کیا گیا ہے)۔ اس کا ثبوت اس وقت ہوتا ہے جب مبیع کا بعض حصہ واپس کیا جائے۔[1]
- خریدار کو یہ علم نہ ہو کہ آگے جا کر معاملہ میں تفرّقِ صفقہ ہوگا، اس کی دلیل یہ ہے کہ خریدار کا علم اس کے راضی ہونے پر دلالت کرتا ہے، لہٰذا یہ کوئی مخفی عیب نہ ہوا۔
- تفرّقِ صفقہ کا نتیجہ یہ ہے کہ یا تو معاملہ کو ختم کر دیا جائے یا پھر مبیع کے بقیہ حصہ کو اس کے بقدر رقم کے عوض رکھ لیا جائے، اس بات کی دلیل یہ ہے قیمت مکمل معاملہ کے لیے طے کی گئی تھی، جب معاملہ کا بعض حصہ نہیں پایا گیا تو اس کے بقدر قیمت میں کمی کی جائے گی اور مبیع سے زائد رقم وصول نہیں کی جائے گی۔ کیونکہ معاملہ کی تقسیم کی وجہ سے گویا دو اشیا کی فروخت کا معاملہ کیا گیا۔ لہٰذا قیمت بھی دو پر تقسیم کر کے ادا کی جائے گی۔

خیارِ فواتِ وصف

- خیارِ فواتِ وصف کا اعتبار جمہور فقہاء نے کیا ہے اور بعض نے اسے خیارِ تدلیس کے تحت ذکر کیا ہے۔
- مطلوبہ صفات کے نہ پائے جانے کی صورت میں اگر مبیع کو واپس کیا جائے تو اس صفت کے عوض رقم

---

(۱)　الفتاوی الہندیہ ۳/۸۳۔

دی جائے گی۔اس کی دلیل یہ ہے کہ یہ خیارِ عیب کی طرح ہے۔البتہ اگر اس صفت کے بغیر ہی خریدار مبیع کو اپنے پاس رکھنے پر راضی ہو جائے تو مکمل قیمت کے عوض لے گا اور ارش کا حقدار نہیں ہوگا،کیونکہ معاملہ میں نہ پائی جانے والی چیز صفت ہے اور اس صورت میں قیمت صفت کے مقابلے میں طے نہیں کی جاتی۔

- اس خیار کے عام اور خاص ورثاء کو منتقل ہونے کی دلیل یہ ہے کہ یہ خیار متعین شے [1] یعنی مبیع کے ضمن میں حاصل ہوتا ہے۔

(۱) فتح القدیر ۵/۱۳۴۵،البحر الرائق ۶/۱۹۔

شرعی معیار نمبر (۵۲)

سوچ و بچار کے خیارات

شرط - تعیین - نقد

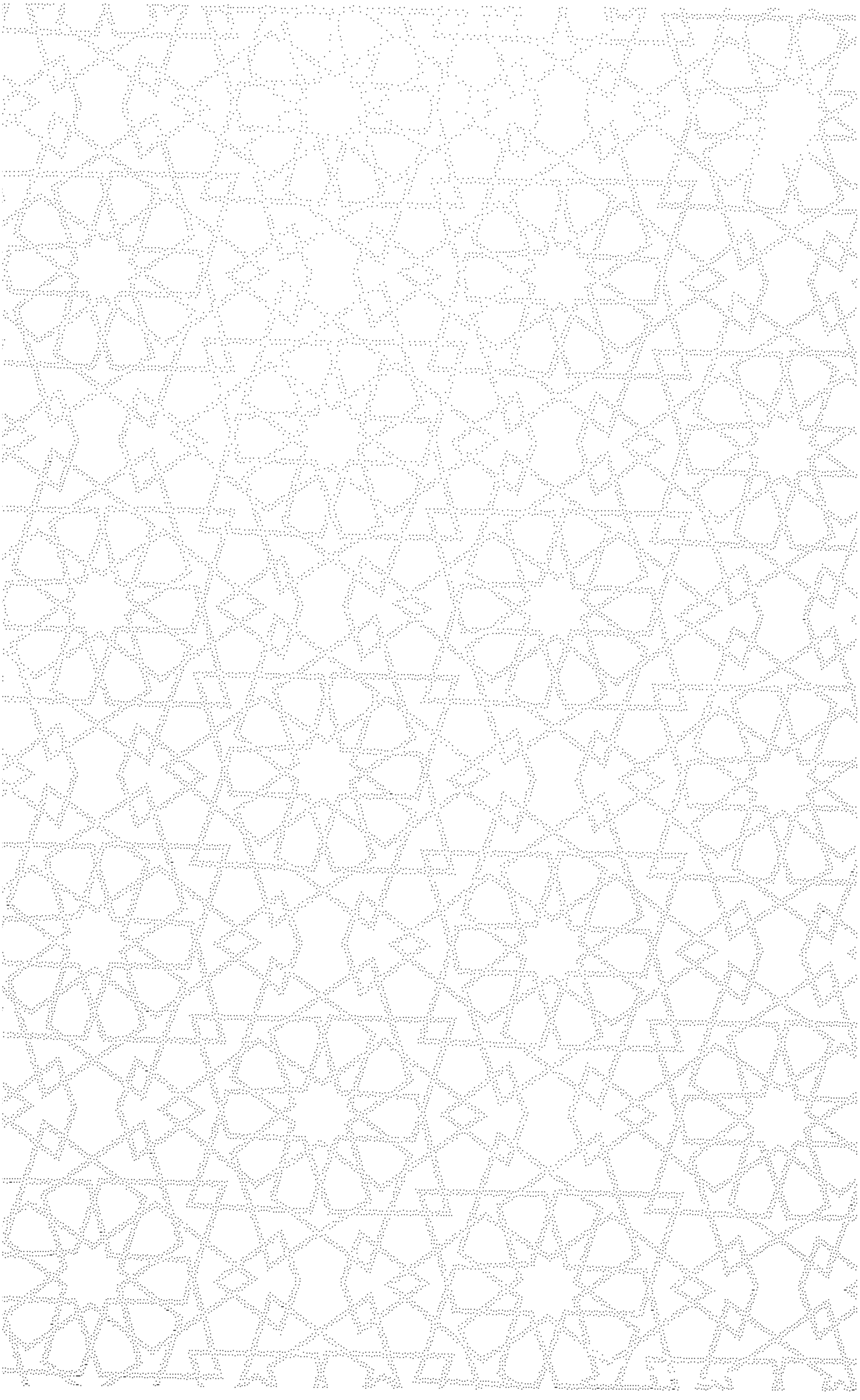

فہرست

دیباچہ ۱۲۶۰

معیار کا متن ۱۲۶۱

۱- معیار کا دائرہ کار ۱۲۶۱

۲- خیارِ شرط ۱۲۶۱

۳- خیارِ نقد [فی الفور قیمت کی ادائیگی] ۱۲۶۵

۴- خیارِ تعیین ۱۲۶۶

۵- سوچ و بچار کے خیارات کے عمومی احکام ۱۲۶۸

۶- معیار کے اجرا کی تاریخ ۱۲۶۸

معیار کی منظوری ۱۲۶۹

ضمیمہ جات

ضمیمہ (الف) معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد ۱۲۷۰

ضمیمہ (ب) شرعی احکام کی بنیادیں ۱۲۷۲

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على أشرف المرسلين، سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه أجمعين.

دیباچہ

اس معیار کا مقصد سوچ وبچار کے ان خیارات (خیارِ شرط، تعیین اور نقد وغیرہ) کے احکام اور اسلامی مالیاتی اداروں[1] میں ان کی عملی صورتوں کو بیان کرنا ہے، جن کی شرط معاملہ کرنے والوں نے لگائی ہے، تاکہ وہ معاملہ سے متعلق اپنے مفاد کے بارے میں غور وفکر کرلیں۔

والله الموفق...

(۱) "ادارہ/ادارے" کی اصطلاح یہاں اختصار کی غرض سے اسلامی مالیاتی اداروں کے لیے استعمال کی گئی ہے جن میں اسلامی بینک بھی شامل ہیں۔

معیار کا متن

۱- معیار کا دائرہ کار

یہ معیار سوچ و بچار کے خیارات یعنی خیارِ شرط، تعیین اور نقد پر مشتمل ہے، جو کہ دونوں فریق اپنی مرضی سے طے کرتے ہیں، تاکہ انہیں عقد میں غور و فکر کے لیے وقت مل سکے۔

یہ معیار سلامتی کے خیارات یعنی (خیارِ عیب، تفرقِ صفقہ اور فواتِ وصف) اور بھروسے پر مبنی خیارات (یعنی خیارِ تغریر، تدلیس اور غبن) پر مشتمل نہیں ہے، کیونکہ ان کے لیے علیحدہ معیار موجود ہیں۔

۲- خیارِ شرط

۱/۲ خیارِ شرط کی تعریف

خیارِ شرط سے مراد وہ حق ہے جسے عقد کے کسی ایک فریق، دونوں فریق یا کسی فریقِ ثالث کے لیے شرط لگا کر طے کیا جاتا ہے۔ اس صورت میں صاحبِ خیار کو ایک طے شدہ مدت تک عقد کو جاری رکھنے یا ختم کرنے کا فیصلہ کرنے کا اختیار ہوتا ہے۔ یہ خیار ہر اس لفظ سے حاصل ہو جاتا ہے، جو اس بات کا اظہار کرے کہ عقد ابھی لازم نہیں ہوا اور خیار کی مدت تک فسخ کیا جا سکتا ہے۔

۲/۲ خیارِ شرط کی شرائط

خیارِ شرط کے لیے درج ذیل شرائط ضروری ہیں:

۱/۲/۲ خیار کی شرط عقد کے وقت لگائی جائے۔ البتہ اگر یہ عرف ہو کہ عقد سے پہلے بھی شرط لگائی جا سکتی ہے یا دونوں فریق باہمی رضامندی سے عقد کے بعد خیار کی شرط کا اضافہ کر دیں تو بھی جائز ہے۔

۲/۲/۲ خیارِ شرط کے لیے ایک مخصوص مدّت متعیّن کی جائے، لہٰذا مدت کے تعیّن کے بغیر شرط لگانا درست نہیں اور نہ ہی کسی نامعلوم مدّت تک خیار کی شرط لگانا درست ہے، مثلاً مدّت متعیّن کئے بغیر یہ شرط لگانا کہ "جب تک کسی ماہر سے رائے نہ لیں، تب تک خیار باقی ہے" یا کسی غیر متعیّن وقت کی شرط لگانا، مثلاً "جب فلاں اشاریہ فلاں قیمت تک پہنچ جائے، تب تک خیار ہے"۔ خیارِ شرط کی کم سے کم یا زیادہ سے زیادہ مدت کی کوئی حد نہیں ہے، البتہ یہ ضروری ہے کہ یہ مدّت اس مبیع میں رائج عرف سے زائد نہ ہو۔

۳/۲/۲ خیارِ شرط کی مدّت کی ابتداء، عقد کے ابتداء کے ساتھ ہو۔

۴/۲/۲ اگر عقد میں متعدّد چیزیں ہوں تو یہ ضروری ہے کہ موضوعِ خیار کی تحدید کی جائے، جیساکہ شق ۳/۸/۲ میں آئے گا۔

۵/۲/۲ موضوعِ خیار کے لیے شق ۶/۲ میں بیان کردہ نکات کی رعایت رکھتے ہوئے ضروری ہے کہ وہ اسی حالت میں ہو، جس حالت میں فروخت کے وقت تھی۔

۳/۲ خیارِ شرط کا دائرہ کار

خیارِ شرط لازم مالی عقود میں ثابت ہوتا ہے، مثلاً بیع، اجارہ، حوالہ، کفالہ، مشترک چیز کی شرکاء میں تقسیم اور وقف وغیرہ۔ وہ عقود جو لازم نہ ہوں مثلاً بغیر عوض کے وکالہ یا جن میں راس المال پر قبضہ ضروری ہو (جیساکہ سلم)، یا عقد کے دونوں عوضوں پر قبضہ ضروری ہو (مثلاً صرف)، تو ایسے معاملات میں خیارِ شرط نہیں ہوگا۔

۴/۲ خیارِ شرط کے نتائج

۱/۴/۲ صاحبِ خیار کو خیار کی مدّت کے دوران عقد کو ختم کرنے یا جاری رکھنے کا اختیار ہوتا ہے، اگر اس مدّت میں وہ عقد کو ختم نہ کرے تو خیار ختم ہو جاتا ہے اور عقد خو بخود لازم ہو جاتا ہے۔

۲/۴/۲ صاحبِ خیار کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ موضوعِ خیار کی جانچ پڑتال کرے۔ ایسا

کرنے سے اس کا خیار ختم نہیں ہوتا۔ البتہ اگر وہ بار بار اور بلاضرورت ایسا کرے، یا اس شے میں ایسے مالکانہ تصرّف کرے جو معاملہ میں لگائی کی شرط یا عرف کے خلاف ہوں تو اس کا خیار باقی نہیں رہے گا۔

۲/۴/۳ خیارِ شرط والے عقد میں یہ لازم نہیں ہے کہ عقد کے دونوں عوض کو حوالے کیا جائے، یعنی بیچنے والے کو قیمت اور خریدار کو مبیع دی جائے۔ البتہ اگر دونوں فریق شرط لگا کر یا باہمی رضامندی سے ایسا کریں تو خیار اس وقت تک ختم نہیں ہوگا جب تک کوئی ایسا کام نہ کیا جائے جس سے مالک بننے یا مالک بنانے کا اظہار ہوتا ہو۔ اگر دونوں فریقوں میں سے ایک اپنا عوض حوالے کرنا چاہے اور دوسرا فریق لینے پر راضی نہ ہو تو دوسرے فریق کو لینے پر مجبور نہیں کیا جائے گا اور دینے والے کو اپنی شے واپس لینے کا حق حاصل ہوگا۔

۲/۴/۴ صاحبِ خیار کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ موضوعِ خیار کو کسی دوسرے خریدار کے سامنے فروخت کے لیے پیش کرے۔ ایسا کرنے سے اس کا خیار ختم نہیں ہوگا، اس کا خیار اسی وقت ختم ہوگا جب وہ عملاً فروخت کردے۔

۲/۵ خیارِ شرط کے ملکیت پر اثرات

۲/۵/۱ جب عقد کے دونوں فریق یا صرف بیچنے والے کے لیے خیار رکھا جائے تو مبیع اور ثمن اپنے مالکوں کی ملکیت سے نہیں نکلتی اور اس میں بیچنے والے کے تصرّفات نافذ ہوتے ہیں جبکہ خریدار کے تصرفات نافذ نہیں ہوتے۔

۲/۵/۲ جب خیار صرف خریدار کے لیے ہو تو مبیع کی ملکیت بیچنے والے سے منتقل ہو کر خریدار کی جانب آجاتی ہے اور مبیع میں خریدار کا تصرف اس بات کی علامت سمجھا جاتا ہے کہ معاملہ منعقد کردیا گیا ہے۔

۲/۵/۳ جب مبیع بیچنے والے کے پاس ہو اور مبیع ضائع ہو جائے تو اس کا نقصان بیچنے والے پر ہوگا۔ اگر مبیع خریدار کے پاس ضائع ہو جائے اور خیار بھی خریدار کا ہو تو

وہ بیچنے والے کو طے شدہ قیمت دینے کا پابند ہوگا۔ جب خیار بیچنے والے کا ہو اور خریدار سے اس کی کوتاہی یا زیادتی کی وجہ سے مبیع ضائع ہو جائے تو خریدار مبیع کی بازاری قیمت کی ادائیگی کرے گا، البتہ اگر خریدار کی کوتاہی یا زیادتی کے بغیر ضائع ہو جائے تو اس کے ذمہ کوئی ادائیگی لازم نہیں۔

۶/۲ خیارِ شرط کی مدت کے دوران مبیع میں اضافہ کا حکم

۲/۶/۱ اگر مبیع میں ایسا اضافہ ہو جائے، جو مبیع کے ساتھ متّصل ہو اور اسی کی ذات سے پیدا شدہ ہو، مثلاً زرعی پیداوار (فصلیں) یا حیوانی پیداوار [مال مویشی] وغیرہ، تو ایسی صورت میں اگر خیار خریدار کا ہو اور وہ عقد کو جاری بھی کر دے تو یہ اضافہ خریدار کی ملکیت ہوگا۔ البتہ اگر خیار بیچنے والے کا ہو تو وہ عقد ختم کرے یا جاری رکھے، ہر صورت میں یہ اضافہ اس کی ملکیت شمار ہوگا۔

۲/۶/۲ ایسا اضافہ جو مبیع سے الگ ہو اور اس کی ذات سے پیدا شدہ بھی نہ ہو، مثلاً مبیع میں مدتِ خیار کے دوران کسی غیر کی وجہ سے پیدا ہونے والے عیب کا معاوضہ، ایسا اضافہ خریدار کی ملکیت ہوگا اگر وہ عقد کو جاری رکھے۔ اگر وہ عقد کو ختم کر دے تو یہ اضافہ بیچنے والے کی ملکیت ہوگا۔

۲/۶/۳ ایسا اضافہ جو مبیع سے الگ ہو، لیکن اس کی ذات سے پیدا شدہ ہو، وہ بیچنے والے کی ملکیت ہوگا، مثلاً حصص کے منافع اور اثاثوں کے کرایہ جات وغیرہ۔

۷/۲ خیارِ شرط کا خاتمہ

۲/۷/۱ جب خیار کی مدت ختم ہو جائے تو عقد لازم ہو جائے گا۔

۲/۷/۲ جب صاحبِ خیار اپنا اختیار استعمال کرتے ہوئے عقد کو ختم کر دے تو عقد ختم ہو جائے گا۔ البتہ عقد ختم کرنے کی صورت میں ضروری ہے کہ دوسرے فریق کو صراحتًا اطلاع دی جائے۔ اگر صاحبِ خیار نے عقد جاری رکھنے کا فیصلہ کیا تو معاملہ لازم ہو جائے گا، اگرچہ اس فیصلے کا اظہار عملاً ہو [یعنی عمل سے ہو، الفاظ

سے نہ ہو]۔

۳/۷/۲ جب مبیع قبضہ حقیقی یا حکمی سے پہلے ہلاک ہو جائے تو عقد ختم ہو جائے گا۔

۸/۲ خیارِ شرط کی چند عملی صورتیں

۱/۸/۲ مالیاتی ادارہ، چاہے وہ معاملہ میں بیچنے والا ہو یا خریدار، اس کا خیار کی شرط لگانا، تاکہ یہ غور و فکر کیا جا سکے کہ مبیع کو خریدنا یا فروخت کرنا ادارے کے مفاد میں ہے یا نہیں۔

۲/۸/۲ مالیاتی ادارے کا سپلائر سے سامان خریدتے وقت خیار کی شرط لگانا، تاکہ جب ادارہ اس سامان کو اپنے خریداروں کے سامنے ان سے خریدنے کا لازمی وعدہ لیے بغیر فروخت کے لیے پیش کرے، اور اگر وہ خریدنے میں دلچسپی نہ رکھتے ہوں تو ادارہ اس سامان کو واپس کر سکے۔

۳/۸/۲ ادارے کا عقد کے تحت آنے والی تمام یا بعض اشیا میں خیار کی شرط لگانا۔ اگر وہ تمام اشیا باہم مختلف ہوں تو موضوعِ خیار کو متعین کرنا ضروری ہے اور اگر وہ اشیا ایک جیسی ہوں مثلاً گندم یا چاول وغیرہ تو فیصدی تناسب کا تعیین ضروری ہے۔

۴/۸/۲ موضوعِ خیار سے نفع اٹھانے کی غرض سے خیار شرط لگانا درست نہیں کہ بیچنے والے کو ثمن حوالے کر دی جائے اور یہ معاملہ قرض کے لیے ایک حیلہ بن جائے۔

۵/۸/۲ خیار کی مدت کے دوران قیمت میں واقع ہونے والے اتار چڑھاؤ سے بچنے کی غرض سے خیارِ شرط لگانا جائز نہیں ہے۔

۳- خیارِ نقد [قیمت کی فوری ادائیگی]

۱/۳ خیارِ نقد کی تعریف

خیارِ نقد سے مراد ایسا خیار ہے جو بیچنے والا یا اجارہ پر دینے والا شخص اس لیے لگاتے ہیں تاکہ

اگر خریدار یا کرایہ دار طے شدہ مدت میں ادائیگی نہ کر سکے تو وہ معاملہ کو ختم کر سکیں۔ یہ خیا
طے کرنے سے حاصل ہوتا ہے۔

۲/۳ خیارِ نقد کا دائرہ کار

ان معاملات میں خیارِ نقد جائز نہیں ہے، جن مین ثمن کی فوری ادائیگی ضروری ہوتی ہے، مثلاً سلم یا صَرف کا عقد۔

۳/۳ خیارِ نقد کے نتائج

اگر خریدار طے شدہ مدت میں ادائیگی نہ کر سکے تو خیارِ نقد کے نتیجہ میں بیچنے والے کو عقد ختم کرنے کا حق حاصل ہوتا ہے۔

۴/۳ خیارِ نقد کی منتقلی

صاحبِ خیار (بیچنے والا یا کرایہ پر دینے والے) کی موت سے خیارِ نقد ختم ہو جاتا ہے۔

۴-خیارِ تعیین

۱/۴ خیارِ تعیین کی تعریف

۱/۱/۴ خیارِ تعیین سے مراد خریدار کو ملنے والا وہ حق ہے، جس کے تحت خریدار طے شدہ مدت کے اندر اندر، مختلف اشیا میں سے ایک شے کو بطورِ مبیع منتخب کرنے کا حقدار ہوتا ہے۔ یہ خیار بھی طے کرنے سے حاصل ہوتا ہے۔

۲/۱/۴ خیارِ تعیین کے ثبوت کے لیے یہ ضروری نہیں ہے کہ سامان ایک جیسا ہو اور نہ ہی یہ ضروری ہے کہ ان کی قیمتیں ایک جیسی ہوں۔ البتہ جب ان کی قیمتیں مختلف ہوں تو ہر ایک کی قیمت کو متعیّن کرنا ضروری ہے۔

۳/۱/۴ خیارِ تعیین کے لیے دونوں فریقوں کی باہمی رضامندی سے مدت کا تعیّن ضروری ہے، نیز اس مدت میں کم یا زیادہ کی کوئی قید نہیں۔

۲/۴ خیارِ تعیین کے نتائج

۱/۲/۴ خیارِ تعیین، موضوعِ خیار کے تحت آنے والی اشیا میں سے کسی ایک غیر متعیّن شے میں ملکیت کو ثابت کرتا ہے۔ اگر تمام اشیا خریدار کے حوالے کردی جائیں تو ان میں سے ایک شے خریدار کے ضمان میں ہوگی اور باقی اشیا اس کے پاس بطورِ امانت رہیں گی۔ اگر ان تمام میں سے کوئی ایک ہلاک یا عیب دار ہوجائے تو معاملہ لازم ہوجائے گا اور خریدار کے ذمہ ثمن کی ادائیگی لازم ہوگی۔ اگر وہ تمام اشیا ہلاک ہوجائیں اور ان کی قیمتیں بھی مختلف ہوں تو تمام اشیا اور خریدی جانے والی شے کی قیمتوں کی اوسط نسبت کی ادائیگی خریدار کے ذمہ لازم ہوگی، مثلاً معاملہ میں تین اشیا تھیں اور ان میں سے ایک غیر متعیّن شے کو خریدا جانا تھا، ایسی صورت میں خریدار تمام اشیا کی ایک تہائی قیمت کی ادائیگی کا پابند ہوگا۔

۲/۲/۴ خیارِ تعیین کی صورت میں اگر موضوعِ خیار خریدار کے قبضہ کے بعد، بیچنے والے کی وجہ سے ہلاک ہوجائے تو خریدار ضامن نہیں ہوگا۔

۳/۲/۴ اگر خریدار کسی ایک شے کو متعیّن نہ کرے اور مدت گذر جائے تو اسے قانونی چارہ جوئی کر کے کسی ایک شے کے تعیّن پر مجبور کیا جائے گا، الّا یہ کہ بیچنے والا خود ہی عقد ختم کردے۔

۴/۲/۴ جب خریدار موضوعِ خیار کے تحت آنے والی اشیا میں سے کسی ایک میں تصرف کرے تو یہ تصرف تعیّن شمار ہوگا اور وہ شے متعیّن سمجھی جائے گی۔

۴/۳ خیارِ تعیین کی منتقلی

صاحبِ خیار کی موت سے خیارِ تعیین اس کے ورثاء کو منتقل ہوجاتا ہے، لہٰذا اس کے ورثاء تعیّن میں اس کے قائم مقام ہوتے ہیں۔

۵-سوچ وبچار کے خیارات کے عمومی احکام

۱/۵ سوچ وبچار کے خیارات کی خرید وفروخت جائز نہیں ہے۔

۲/۵ سوچ وبچار کے خیارات میں سے دو یا اس سے زائد خیارات ایک ہی عقد میں جمع ہوسکتے ہیں۔

۶-معیار کے اجرا کی تاریخ

یہ معیار ۲۳ شوال ۱۴۳۴ھ مطابق ۳۰ ستمبر ۲۰۱۳ء کو جاری کیا گیا۔

معیار کی منظوری

مجلسِ شرعی نے ۲۲-۲۳ شوال ۱۴۳۴ھ مطابق ۲۹-۳۰ ستمبر ۲۰۱۳ء کو مدینہ منورہ، سعودی عرب میں منعقد ہونے والے اپنے پینتیسویں اجلاس میں شرعی معیار "سوچ و بچار کے خیارات" کو منظور کیا۔

ضمیمہ (الف)

معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد

۱۴ ربیع الثانی ۱۴۲۹ھ مطابق ۲۰ اپریل ۲۰۰۸ء کو جنرل سیکرٹریٹ نے سوچ و بچار کے خیارات کے بارے میں شرعی مطالعاتی تحقیق کے لیے ایک شرعی مشیر کے تقرر کا فیصلہ کیا۔

۱۴ صفر ۱۴۳۰ھ مطابق ۹ فروری ۲۰۰۹ء کو شرعی معیارات کی کمیٹی نے تحقیق پر بحث کی، اس کی منظوری دی اور شرعی مشیر کو معیار کے مسوّدہ کی تیاری کا کہا۔

۲۴ رمضان المبارک ۱۴۳۱ھ مطابق ۳ ستمبر ۲۰۱۰ء کو دبئی متحدہ عرب امارات میں منعقد ہونے والے اجلاس میں شرعی معیارات کی کمیٹی نے ایک بار پھر معیار کے مسودہ پر بحث کی اور مجلس کے تبصروں اور مشاہدات کی روشنی میں ضروری ترامیم کیں۔

۲۴-۲۶ جمادی الثانی ۱۴۳۲ھ مطابق ۲۷-۲۹ مئی ۲۰۱۱ء کو بحرین میں منعقد ہونے والے تیسویں اجلاس میں مجلسِ شرعی نے مسوّدہ پر بحث کی اور اس میں مناسب ترامیم کیں۔

۲۰ - ۲۲ ذیقعدہ ۱۴۳۲ھ مطابق ۲۰ - ۲۲ اکتوبر ۲۰۱۱ء کو بحرین میں منعقد ہونے والے اکتیسویں اجلاس میں بھی مجلسِ شرعی نے مسوّدہ پر بحث جاری رکھی اور اس میں مناسب ترامیم کیں۔

جنرل سیکرٹریٹ نے ۶ جمادی الثانی ۱۴۳۴ھ مطابق ۱۶ اپریل ۲۰۱۳ء کو بحرین میں جلسۂ سماعت منعقد کیا، جس میں مرکزی بنکوں، مالیاتی اداروں اور اکاؤنٹنگ فرمز کی نمائندگی کرنے والے تیس سے زائد شرکاء نے شرکت کی، ان شرکاء میں ماہرینِ شریعت، یونیورسٹیوں کے اساتذہ اور اس میدان میں دلچسپی رکھنے والے دیگر افراد بھی شامل تھے۔ شرعی معیار کی کمیٹی نے جلسۂ سماعت میں ہونے والے تبصروں اور سوالات کا جواب دیا۔

۲۲-۲۳ شوال ۱۴۳۴ھ مطابق ۲۹-۳۰ نومبر ۲۰۱۳ء کو مدنہ منورہ میں ہونے والے پینتیسویں اجلاس میں مجلسِ شرعی نے جلسۂ سماعت کے نتیجے میں ہونے والی ترامیم پر بحث کی، معیار کے مسوّدہ میں مزید ضروری ترامیم کا اضافہ کیا اور معیار کی منظوری دے دی۔

ضمیمہ (ب)

شرعی احکام کی بنیادیں

خیارِ شرط

خیارِ شرط کی شرعی دلیل حضرت حبان بن منقذ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے، جو وہ مرفوعًا بیان کرتے ہیں کہ جب تم خرید وفروخت کرو تو کہا کرو کہ "کوئی دھوکہ نہیں" پھر تمھیں تین دن کا اختیار ہوگا۔ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے اسے روایت کیا ہے اور یہ حدیثِ حسن ہے۔

ہر وہ لفظ جو خیارِ شرط پر دلالت کرے اس سے خیار حاصل ہوتا ہے، اس کی دلیل چاروں مذاہبِ فقہیہ کے اقوال ہیں۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "یہ الفاظ (ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث میں آنے والے الفاظ یعنی لا خلابۃ) نہ ہی خالصتاً عبادت ہیں اور نہ ہی ان کا تعلق شریعت کے ان احکام سے جن کا علم ہر شخص پر لازم ہے"۔

خیارِ شرط کی مدت طے کرنا اس لیے ضروری ہے، کہ غیر متعین مدت تک کا خیار جھگڑے کی جانب لے جانے والی لاعلمی کے اسباب میں سے ایک سبب نہ بن جائے۔ اس بات پر جمہور فقہاء کا اتفاق ہے۔

خیار کی شرط کو عقد کے وقت طے کرنا اس لیے ضروری ہے، کیونکہ شرط کو عقد کے ساتھ نہ جوڑنا، عقد کے تقاضوں کے خلاف ہے۔ عقد کے تقاضے سے مراد عقد کے آثار کا فوری ظاہر ہونا ہے۔

خیار کا عقدِ لازم میں واقع ہونا اس لیے ضروری ہے کیونکہ خیار کا فائدہ ہی ایسے معاملہ میں ظاہر ہوتا ہے۔ ایسے معاملات، جن میں قبضہ ضروری ہوتا ہے ان میں خیار اس لیے درست نہیں ہے، کیونکہ قبضہ جو کہ سلم اور صَرف کے معاملات میں ضروری ہے، اس کی وجہ سے خیار کے وقوع میں رکاوٹ پیدا ہوتی ہے۔

عقد کے عوضین کی حوالگی واجب نہیں، بلکہ جائز ہے، اس کی دلیل یہ ہے کہ مبیع کی حوالگی میں اختیار کا

پہلو ہے اور خیار کا بنیادی مقصد ہی سوچ و بچار کرنا ہے۔

موضوعِ خیار کو فروخت کی غرض سے خریدار کے سامنے پیش کرنے سے خیار اس لیے ختم نہیں ہوتا، کیونکہ یہ ثمن کی مناسبت جانچنے کا ایک ذریعہ ہے، البتہ عملاً فروخت کر دینے سے خیار ختم ہو جاتا ہے کیونکہ یہ مبیع پر رضامندی کی دلیل ہے اور محلِ خیار میں مالکانہ تصرف ہے۔

جب دونوں فریقوں کی جانب سے خیار کی شرط لگائی جائے تو مبیع اور ثمن کی ملکیت میں تبدیلی نہیں آتی، اس کی دلیل یہ ہے کہ ملکیت اپنی سابقہ حالت پر برقرار رہتی ہے، جیسا کہ حنفیہ کا مذہب ہے برخلاف حنابلہ کے۔ البتہ جب کسی ایک فریق کی جانب سے خیار کی شرط ہو تو مذکورہ معیار اس حوالے سے مختلف نقطہ ہائے نظر پر مبنی ہے، ان کی عملی تطبیق کو مرابحہ کے معیار میں دیکھا جا سکتا ہے۔

خیارِ نقد

خیارِ نقد کے شرعاً جائز ہونے کی دلیل خیارِ شرط پر قیاس اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے منقول کئی آثار ہیں۔ حنفیہ، مالکیہ اور حنابلہ نے یہی اختیار کیا ہے۔ اس کی حکمت یہ ہے کہ ہر خریدار سوچ و بچار کے لیے اس بات کا محتاج ہے کہ وہ یہ جانچ لے کہ کیا وہ ادائیگی کر سکتا ہے یا نہیں؟ اور ہر بیچنے والے کو اس کی ضرورت اس لیے ہے تاکہ وہ خریدار سے وصولی کو یقینی بنا سکے اور اس کی ٹال مٹول سے بچ سکے۔

جن عقود میں قبضہ ضروری ہے، مثلاً صرف اور سلم وغیرہ، ایسے معاملات میں خیار نقد اس لیے منع ہے کیونکہ خیارِ نقد ایسے عقود کی درستگی کے خلاف ہے۔

صاحبِ خیار کی موت سے خیارِ نقد اس لیے ختم ہو جاتا ہے کیونکہ خیارِ نقد نام ہے ارادے کا، لہٰذا یہ ورثاء کو منتقل نہیں ہوگا۔

خیارِ تعیین

خیارِ تعیین کے شرعاً جائز ہونے کی دلیل اس کا خیارِ شرط پر قیاس کرنا ہے، کیونکہ معنوی اعتبار سے یہ خیارِ شرط جیسا ہے، لہٰذا اسے بھی حکم میں خیارِ شرط کے ساتھ ملا دیا گیا۔ نیز اس کی ضرورت بھی ہے، کہ جب خریدار کئی اشیا میں سے ایک کو منتخب کرنے میں تردد کا شکار ہو تو یہ ضروری ہو جاتا ہے۔ جمہور فقہاء نے اس کی

صورتوں اور مواقع کے اختلاف کے ساتھ اسے جائز قرار دیا ہے۔

لیت کے ساتھ متعلقہ تمام مسائل کی دلیل یہ ہے کہ ان کی بنیاد ضمان اور ہلاکت [ضیاع] کے احکام پر رکھی گئی ہے، نیز اگر موضوعِ خیار کے تحت آنے والی اشیا میں سے کوئی شے ہلاک ہو جائے تو اس کی قیمت لازم کرنے میں اس کی بنیاد دونوں فریقوں میں برابری اور عدل پر رکھی گئی ہے۔

خیارِ تعیین کے ورثاء کو منتقل ہونے کی دلیل یہ ہے کہ موضوعِ خیار کے تحت آنے والی اشیا کے ضمن میں مرنے والے کی ملکیت پائی جاتی ہے، لہٰذا وارث کے لیے ضروری ہوگا کہ وہ اس میں سے ملکیت کو علیحدہ کرے۔

سوچ و بچار کے تمام خیارات کی خرید و فروخت اس لیے منع ہے کہ یہ ارادہ اور خواہش ہے جو کہ خرید و فروخت کے لیے نہیں ہے۔

دو یا زائد خیارات کا ایک ہی عقد میں جمع ہونا اس لیے درست ہے کیونکہ اس سے ان خیارات کے تقاضوں یعنی معاملہ کے اثرات فوری ظاہر ہونے کی خلاف ورزی نہیں ہوتی۔

شرعی معیار نمبر (۵۳)

عربُون (بیعانہ)

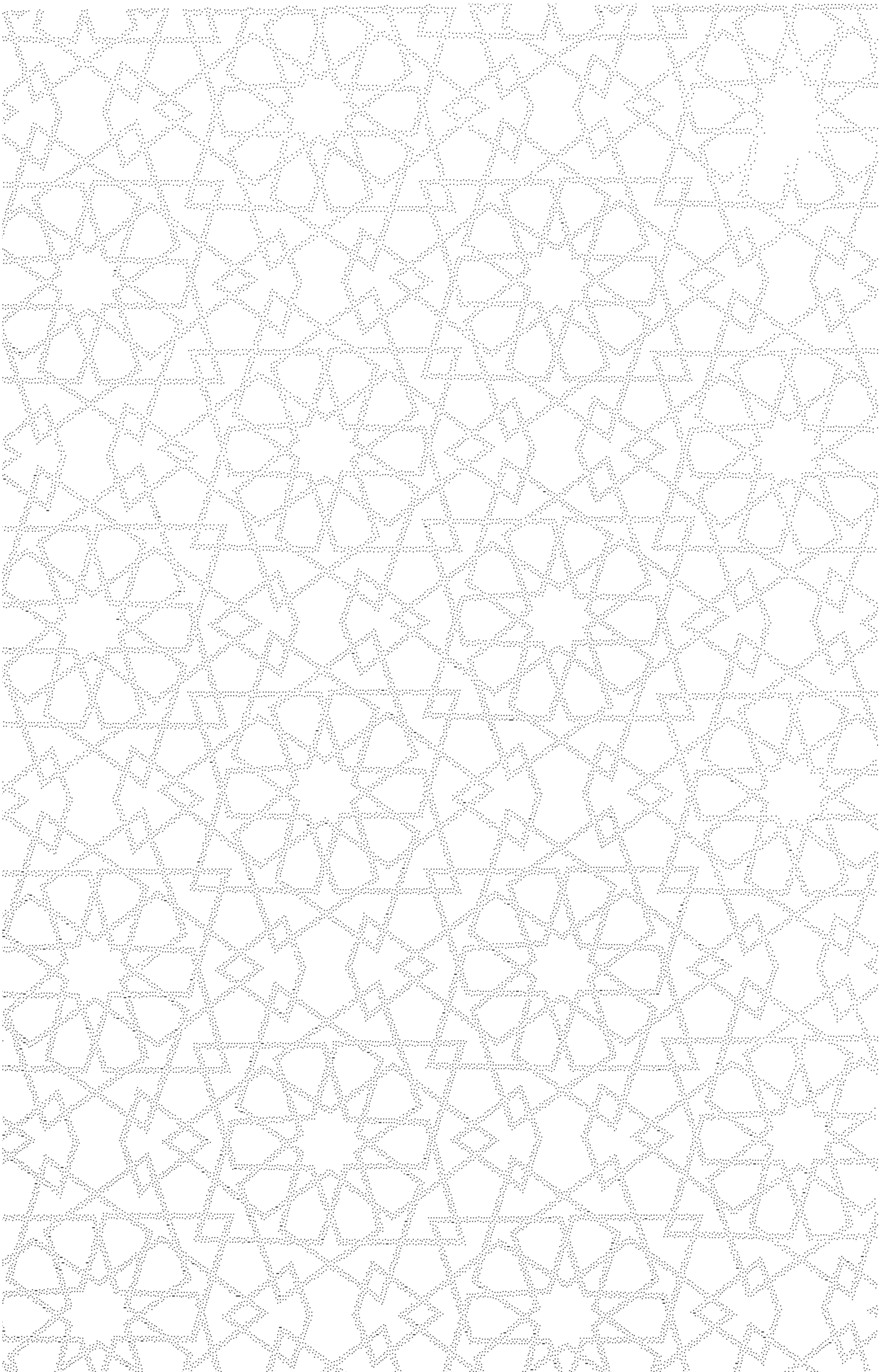

فہرست

دیباچہ ۱۲۷۸

معیار کا متن ۱۲۷۹

۱- معیار کا دائرۂ کار ۱۲۷۹

۲- عربون [بیعانہ] کی تعریف ۱۲۷۹

۳- عربون [بیعانہ] کا حکم ۱۲۸۰

۴- عربون [بیعانہ] کی مدت ۱۲۸۰

۵- عربون [بیعانہ] میں خیار کا ساقط ہونا ۱۲۸۰

۶- عربون [بیعانہ] کی مدت میں مبیع کی ملکیت اور ضمان ۱۲۸۱

۷- عربون [بیعانہ] کی مدت میں مبیع پر قبضہ ۱۲۸۱

۸- مبیع کی بڑھوتری (اضافہ) اور اس کی پیداوار ۱۲۸۱

۹- عربون [بیعانہ] کے ذریعے فروخت کی گئی چیز (مبیع) میں تصرف ۱۲۸۲

۱۰- عربون [بیعانہ] واپس کرنے کی شرط لگانا ۱۲۸۳

۱۱- معیار کے اجرا کی تاریخ ۱۲۸۳

معیار کی منظوری ۱۲۸۴

ضمیمہ جات

ضمیمہ (الف) معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد ۱۲۸۵

ضمیمہ (ب) شرعی احکام کی بنیادیں ۱۲۸۷

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على أشرف المرسلين، سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه أجمعين.

دیباچہ

اس معیار کا مقصد عربون [بیعانہ] کی بیع کے شرعی احکامات اور اسلامی مالیاتی اداروں [1] میں اس کے استعمالات کو بیان کرنا ہے۔

واللہ الموفق...

(۱) "ادارہ/ادارے" کی اصطلاح یہاں اختصار کی غرض سے اسلامی مالیاتی اداروں کے لیے استعمال کی گئی ہے۔

معیار کا متن

۱- معیار کا دائرۂ کار

یہ معیار عربون [بیعانہ] کی تعریف، اس کے احکامات اور اداروں میں انجام دیے جانے والے اُن مالی معاملات میں اس کی تطبیقات پر مشتمل ہے جن میں قبضہ شرط نہیں۔

یہ معیار ان ادائیگیوں پر محیط نہیں جو عقد سے پہلے کی جاتی ہیں، جیسے ہامش جدیہ [زرِ ضمانت] اور فیس، یا وہ پیشگی ادائیگی جو اس عقد کے بعد ہو جس میں خیار نہ ہو۔

۲- عربون کی تعریف

۱/۲ عربون وہ ہوتا ہے جو خریدار، فروخت کنندہ[1] کو عقد کے وقت اس حیثیت سے ادا کرتا ہے کہ خریدار کو طے شدہ مدت کے اندر اندر عقد کو ختم کرنے کا اختیار ہوگا، اور شرط اس میں یہ ہوتی ہے کہ اگر عقد عملاً مکمل ہوگیا تو جو بیعانہ دیا ہے وہ ثمن (قیمت) کا حصہ بن جائے گا۔ اور اگر خریدار نے عقد عملاً مکمل نہ کیا یا خریدار نے بیعانہ کی مدت کے اندر اندر بقیہ قیمت کی ادائیگی نہ کی تو فروخت کنندہ کو یہ حق ہوگا کہ وہ اگر چاہے تو خریدار کو عربون واپس نہ کرے۔

۲/۲ آئندہ کسی وقت عقدِ بیع کے نفاذ پر اتفاق [رائے معاہدہ برائے فروخت/ agreement to sell] در حقیقت [دو طرفہ] وعدہ ہے، یہ بیع نہیں ہے، چنانچہ اگر اتفاقِ رائے کے وقت کچھ ادائیگی بھی کردی گئی تو وہ عربون شمار نہ ہوگی۔

(۱) جو اصول و ضوابط خریدار کے لیے ہوں گے وہی کرایہ پر لینے والے اور استصناع کے خریدار پر لاگو ہوں گے۔ اسی طرح جو احکامات فروخت کنندہ پر لاگو ہوں گے، وہی کرائے پر دینے والے اور استصناع پر بیچنے والے کے لیے بھی ہوں گے۔ الخ

۳/۲ بیعانہ نقد بھی ہوسکتا ہے، اثاثہ بھی ہوسکتا ہے، یا کسی منفعت کی شکل میں بھی ہوسکتا ہے۔

۳- عربون کا حکم

۱/۳ عربون ان عقود میں جائز ہے جو عقودِ معاوضہ ہوں [بشرطیکہ] اُن عقود کے صحیح ہونے کے لیے قیمت اور فروخت کردہ چیز دونوں پر یا ان میں سے کسی ایک پر قبضہ کرنا شرط نہ ہو، خواہ جس چیز پر عقد ہوا ہے وہ کوئی متعیّن شے ہو یا کوئی ایسی چیز ہو جس کی صفات متعیّن کردی گئی ہوں(۱)۔ مثلاً "بیع"، "استصناع"، "اجارہ معینہ" اور "اجارہ موصوف فی الذمہ"۔

۲/۳ بیع الصرف اور سلم میں عربون جائز نہیں۔

۴- عربون کی مدّت

عربون کی بیع میں خیار کی مدّت کا متعیّن ہونا واجب ہے، چاہے مدت کا تعیّن دونوں فریقوں کے اتفاق سے ہو یا عرف کے ذریعے ہو، جبکہ مدت کے تعیّن کے لیے اس جگہ کوئی عرف موجود ہو۔

۵- عربون میں خیار کا ساقط ہونا

۱/۵ اگر خریدار دوسرے فریق کو عقد کی توثیق کی اطلاع کردے یا جس چیز پر عقد ہوا ہے اس میں کوئی ایسا تصرف کردے جو عقد کی توثیق پر دلالت کرتا ہو تو ایسی صورت میں خریدار کے فسخ کرنے کا حق ساقط ہوجائے گا۔ نیز جھگڑے سے بچنے کے لیے اگر عقد میں ایسے تصرفات کی صراحت کردی جائے کہ جن کی وجہ سے خیار ساقط ہوجائے گا اور عقد حتمی طور پر مکمل ہوجائے گا تو اس میں کوئی ممانعت نہیں۔

(۱) یعنی عقد متعیّن چیز پر نہ ہو بلکہ کسی چیز کی صفات متعیّن کردی گئی ہوں جیسے استصناع میں ہوتا ہے کہ عقد متعیّن چیز پر نہیں ہوتا بلکہ کسی چیز کے بارے میں یہ بتادیا جاتا ہے کہ فلاں فلاں صفات کی حامل فلاں چیز تیار کردی جائے۔ (مترجم)

دیکھیے شرعی معیار نمبر (۵۲) "سوچ بچار کی خیارات"۔

۲/۵ اگر عربون کی مدت گزر گئی اور خریدار نے فروخت کنندہ کو بقیہ قیمت کی ادائیگی نہیں کی، اور نہ ہی فروخت کنندہ نے ادائیگی کی مدت میں مہلت دینے پر اتفاق کیا تھا، تو مذکورہ صورت میں یہ عقد فسخ سمجھا جائے گا اور خریدار کو یہ حق نہیں ہوگا کہ وہ عربون کی واپسی کا مطالبہ کرے۔

۶- عربون کی مدّت میں مبیع کی ملکیت اور ضمان

مبیع کی حوالگی سے پہلے تک مبیع فروخت کنندہ کے ضمان [ذمہ داری] میں ہوگی۔ چنانچہ اگر خریدار کو سپرد کرنے سے پہلے ہی مبیع ضائع ہوگئی یا عیب دار ہوگئی، یا اس کو سپرد کرنا ممکن نہ رہا تو عقد خود بخود فسخ ہوجائے گا اور عربون خریدار کو واپس کیا جائے گا۔ البتہ حوالگی کے بعد مبیع خریدار کے ضمان میں ہوگی، چنانچہ اس صورت میں اگر مبیع ضائع ہوجائے یا اس میں کوئی عیب پیدا ہوجائے تو خریدار کا خیار ساقط ہوجائے گا اور اس پر واجب ہوجائے گا کہ وہ بقیہ قیمت بیچنے والے کو ادا کرے۔

۷- عربون کی مدّت میں مبیع پر قبضہ

عربون کی مدّت کے دوران خریدار کے لیے مبیع کو اپنے قبضے میں لینا جائز ہے، لیکن یہ عقد پر عمل درآمد شمار نہیں ہوگا الّا یہ کہ خریدار کوئی ایسا تصرف کرے جو مبیع پر اس کی رضامندی کی دلیل ہو۔

۸- مبیع میں اضافہ اور اس کی پیداوار

۱/۸ وہ اضافہ جو مبیع کے ساتھ متّصل ہو وہ اصل ہی کے تابع ہوگا۔

۲/۸ عربون کی مدت کے دوران، قبضے سے پہلے یا بعد میں، مبیع کا وہ اضافہ اور پیداوار جو اس سے الگ (منفصل) ہو وہ اصولی طور پر مبیع ہی کا حصہ سمجھی جاتی ہے۔ البتہ مبیع جس کے ضمان میں ہے اگر وہ یہ شرط لگادے کہ اس کا منفصل اضافہ اور پیداوار میری ہوگی تو یہ جائز ہے، اگرچہ مبیع پر اس کی ملکیت باقی نہ رہے۔

۹- عربون کے ذریعے فروخت کی گئی چیز میں تصرف

۱/۹ جس چیز پر بیع ہوئی ہے اگر وہ کوئی متعین سامان تھا، تو فروخت کنندہ کو اس میں تصرف کا حق نہیں، لیکن اگر فروخت کنندہ اس میں بیع، اجارے یا ان جیسے عقود کے ذریعے تصرف کرتا ہے تو اس تصرف کا وہی حکم ہوگا جو بلا اجازت نیابت کرنے والے [فضولی] کے تصرف کا ہوتا ہے۔ چنانچہ اگر خریدار نے فروخت کنندہ کے اس تصرف کی اجازت دے دی تو خریدار کا حقِ خیار ساقط ہوجائے گا اور اس پر واجب ہوجائے گا کہ بقیہ قیمت پہلے والے فروخت کنندہ کو ادا کرے۔ نیز اس کے ساتھ ہی دوسرا تصرف نافذ ہوجائے گا اور پہلا خریدار اس کے عوض کا حقدار ہوجائے گا۔ لیکن اگر پہلے والے خریدار نے فروخت کنندہ کے اس تصرف کی اجازت نہ دی تو یہ دوسرا تصرف باطل ہوجائے گا۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۲۳) ''وکالہ اور فضولی کا تصرف''۔

۲/۹ بیع اگر معین سامان پر ہوئی تھی تو فروخت کنندہ کے لیے جائز نہیں کہ وہ اس کی جگہ کوئی اور سامان دے دے، اگرچہ دونوں کی صفات ایک جیسی ہوں، الاّ یہ کہ خریدار رضامند ہو، اور خریدار نے جو عربون دیا تھا وہ اب بھی عربون ہی متصور ہوگا۔

۳/۹ اگر خریدار، فروخت کنندہ پر یہ شرط عائد کردے کہ وہ مدتِ خیار میں سامان کو اپنے گاہکوں کے سامنے پیش کرے گا، اور فروخت کنندہ اس کو قبول کرلے تو عربون کی مدت کے اندر اندر اس کا فسخ کرنے کا حق باقی رہے گا، گاہکوں کے سامنے پیش کردینے کے بعد بھی۔ البتہ خریدار کے گاہکوں کے ہاتھوں سامان کو باقاعدہ فروخت کردینا عقد کو نافذ کرنا سمجھا جائے گا۔

۴/۹ عربون کی خرید و فروخت جائز نہیں۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۲۰) ''منظم منڈیوں میں اجناس کی تجارت''۔

۱۰- عربون واپس کرنے کی شرط لگانا

اگر خریدار، فروخت کنندہ پر بعض متعیّن حالات میں، جن پر دونوں کا اتفاق ہو گیا ہو، عربون واپس کرنے کی شرط لگادے تو یہ ممنوع نہیں، مثلاً خریدار متعلقہ قانونی ذرائع سے لائسنس لینے میں ناکام ہو جائے، یا اس طرح کوئی اور صورتِ حال پیدا ہو جائے۔

۱۱- معیار کے اجرا کی تاریخ

اس معیار کا اجرا ۱۵ محرم ۱۴۳۵ھ مطابق ۸ نومبر ۲۰۱۴ء کو ہوا۔

معیار کی منظوری

مجلسِ شرعی نے ۱۳ - ۱۵ محرم ۱۴۳۵ھ مطابق ۶ - ۸ نومبر ۲۰۱۴ء کو بحرین میں منعقد ہونے والے اپنے انتالیسویں اجلاس میں شرعی معیار "عربون" کو منظور کیا۔

ضمیمہ (الف)

معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد

۱۹ ربیع الاوّل ۱۴۳۳ھ مطابق ۱۲ مارچ ۲۰۱۲ء کو جنرل سیکرٹریٹ نے عربون سے متعلق شرعی تحقیقات کی تیاری کے لیے شرعی مشیر کی تقرری کا فیصلہ کیا۔

مجلسِ شرعی نے ۲۲-۲۳شوال ۱۴۳۴ھ مطابق ۳۰ستمبر ۲۰۱۳ء کو مدینہ منورہ میں منعقد اپنے پینتیسویں اجلاس میں معیار کے ابتدائی مسودے پر بحث وتمحیص کے بعد اس میں مناسب تبدیلیاں کیں۔

مجلسِ شرعی نے ۱۹ - ۲۱ جمادی الاول ۱۴۳۵ھ مطابق ۲۰-۲۲ مارچ ۲۰۱۳ء کے دورانیہ پر مشتمل، بحرین میں منعقد اپنے سینتیسویں (۳۷) اجلاس میں معیار کے مسودے پر بحث وتمحیص کا سلسلہ جاری رکھا اور اس میں مناسب تبدیلیاں کیں۔

مجلسِ شرعی نے ۲۸شعبان - یکم رمضان ۱۴۳۵ھ مطابق ۲۶-۲۸ جون ۲۰۱۴ء کے دورانیہ پر مشتمل، بحرین میں منعقد اپنے اجلاس نمبر ۳۸ میں بھی معیار کے مسودے پر بحث وتمحیص کا سلسلہ جاری رکھا اور اس میں مناسب تبدیلیاں کیں۔

جنرل سیکرٹریٹ کی جانب سے ۲۸ذوالحجہ ۱۴۳۵ھ مطابق ۲۲اکتوبر ۲۰۱۴ء کو سعودی عرب میں جلسہ برائے عوامی سماعت منعقد کیا گیا، اجلاس میں بہت سے مرکزی بینکوں، مالیاتی اداروں، اور اکاؤنٹنگ فرمز کے نمائندوں، نیز ماہرینِ شریعت، یونیورسٹیوں سے تعلق رکھنے والے اساتذہ اور اس موضوع سے دلچسپی رکھنے والے حضرات نے شرکت کی۔ اجلاس کے دوران شرکاء کی جانب سے پیش کیے گئے اہم نکات کی سماعت کی گئی، مجلسِ شرعی اور شرعی معیارات کی کمیٹی کے ممبران نے نکات اور اس پر کیے گئے اضافوں پر اپنا جواب پیش کیا۔

۱۳-۱۵ محرم ۱۴۳۵ھ مطابق ۶-۸ نومبر کے درمیانی عرصے میں مجلسِ شرعی نے بحرین میں منعقد اپنے انتالیسویں (۳۹) اجلاس میں ان ترامیم پر بحث وتمحیص کی جو جلسہ عوامی سماعت میں شرکاء نے پیش کی تھیں، اور مناسب ترامیم شامل کرنے کا فیصلہ کیا اور اسی جلسے میں اس معیار کی منظوری دی۔

ضمیمہ (ب)

شرعی احکام کی بنیادیں

بیعِ عربون کے جواز کی دلیل

اس کے جواز کی بنیاد اُس روایت پر ہے کہ حضرت نافع بن عبد الحارث رضی اللہ عنہ نے جیل خانے کے لیے صفوان بن امیہ سے ایک گھر چار ہزار درہم کے عوض اس شرط پر خریدا کہ اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ رضامند ہوگئے تو ان کے حق میں بیع منعقد ہوجائے گی، اور اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رضامندی ظاہر نہ کی تو چار سو دینار صفوان بن امیہ کے ہوں گے۔

نیز وہ روایت بھی اس کا جواز ہے جو ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ: ایک شخص نے سواری کے لیے اونٹ کرائے پر دینے والے شخص سے کہا کہ اپنی سواری تیار رکھو، اگر میں فلاں فلاں دن تمہارے ساتھ نہ گیا تو سو درہم تمہارے ہوں گے۔ چنانچہ وہ شخص نہ جاسکا۔ شریح رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: جو شخص بغیر کسی زور زبردستی کے، اپنی رضامندی سے کوئی شرط اپنے اوپر لگالے تو اس شرط کو پورا کرنا اس کے ذمہ ہوگا۔ یہی معاملہ عربون کا ہے، کیونکہ خریدار کچھ قیمت ادا کردیتا ہے، اور کہتا ہے کہ اگر میں نے مبیع نہ لیا تو یہ رقم تمہاری ہوگی۔ بیعانہ کی ادائیگی عقد کے وقت ہو یا عقد کے بعد عقد سے پھر جانے کے وقت تک، اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

عقدِ صرف اور عقدِ سلم میں عربون کے عدمِ جواز کی دلیل

عربون خیارِ شرط سے خالی نہیں ہوسکتا، اور مذاہبِ اربعہ میں سے جمہور علماء کا مذہب یہ ہے کہ عقدِ صرف میں خیارِ شرط نہیں ہوسکتا۔ جمہور علماء آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیثِ مبارکہ کو بطورِ دلیل پیش کرتے ہیں، جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (جب سونا، سونے کے بدلے، چاندی، چاندی کے بدلے، گیہوں،

گیہوں کے بدلے، جَو، جَو کے بدلے، کھجور، کھجور کے بدلے، نمک، نمک کے بدلے فروخت کیا جائے تو ایک جیسے برابر سرابر ہوں اور ہاتھ در ہاتھ ہوں، اور اگر یہ اصناف مختلف ہوں تو جیسے چاہو فروخت کرو بشرطیکہ ہاتھ در ہاتھ ہو)۔

نیز حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث ہے، فرماتے ہیں: "اے اللہ کے رسول! میں آپ سے ایک سوال کرنا چاہتا ہوں، میں بقیع کے مقام پر اونٹ فروخت کرتا ہوں، بیچتا دیناروں میں ہوں لیکن اس کی قیمت دراہم میں وصول کرتا ہوں، اور کبھی دراہم میں فروخت کرتا ہوں اور دینار وصول کرتا ہوں، اس کے بدلے میں یہ لیتا ہوں اور اس کے بدلے میں یہ دیتا ہوں"۔

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اگر تم اسی دن کی قیمت کے حساب سے لو، اور اس حال میں جدا ہو کہ تم دونوں کے درمیان کوئی حساب باقی نہ رہے تو اس میں کوئی حرج نہیں"۔

چنانچہ یہ حدیث مجلسِ عقد میں قبضے کے وجوب پر دلالت کرتی ہے۔

سلم کا معاملہ بھی ایسا ہی ہے کہ اس میں عربون جائز نہیں، کیونکہ یہ اُن عقود میں سے ہے جن میں مجلسِ عقد ہی میں قیمت پر قبضہ کرنا شرط ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ "جو کوئی کھجور میں سلم کرے، تو وہ معلوم کیل اور معلوم وزن میں معلوم مدت کے لیے سلم کرے"، یعنی پیسے دے دے۔ وجہ یہ ہے کہ اس جگہ "سلف" کا لفظ تب ہی واقع ہو سکتا ہے جب سلم کرنے والا اس شخص سے جدا ہونے سے پہلے پہلے سلم کی قیمت دے دے جس کے ساتھ اس نے سلم کا معاملہ کیا ہے۔

عربون میں مدت کے معلوم ہونے کا وجوب اس بنیاد پر ہے کہ مدت معلوم نہ ہونے کی وجہ سے حاصل ہونے والے غرر سے بچا جا سکے۔

مبیع حوالگی سے پہلے فروخت کنندہ کے ضمان میں ہوگی اور حوالگی کے بعد خریدار کے ضمان (ذمہ داری) میں، اس کی دلیل مشہور فقہی قاعدہ ہے کہ "ملکیت تو صرف عقد ہی سے ثابت ہو جاتی ہے جبکہ ضمان قبضے کے ذریعے ثابت ہوتا ہے"۔

وہ اضافہ جو مبیع کے ساتھ متصل ہو وہ اصل ہی کا حصہ سمجھا جائے گا اس حکم کی بنیاد یہ ہے کہ یہ ایک ایسا جزء ہے جو اس سے الگ نہیں ہو سکتا۔

مبیع کا وہ اضافہ اور پیداوار جو منفصل ہو وہ مبیع کے تابع ہوگی، اس کی بنیاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مذکورہ حدیث ہے کہ "نفع کا استحقاق ضمان برداشت کرنے کے ساتھ ہے"۔

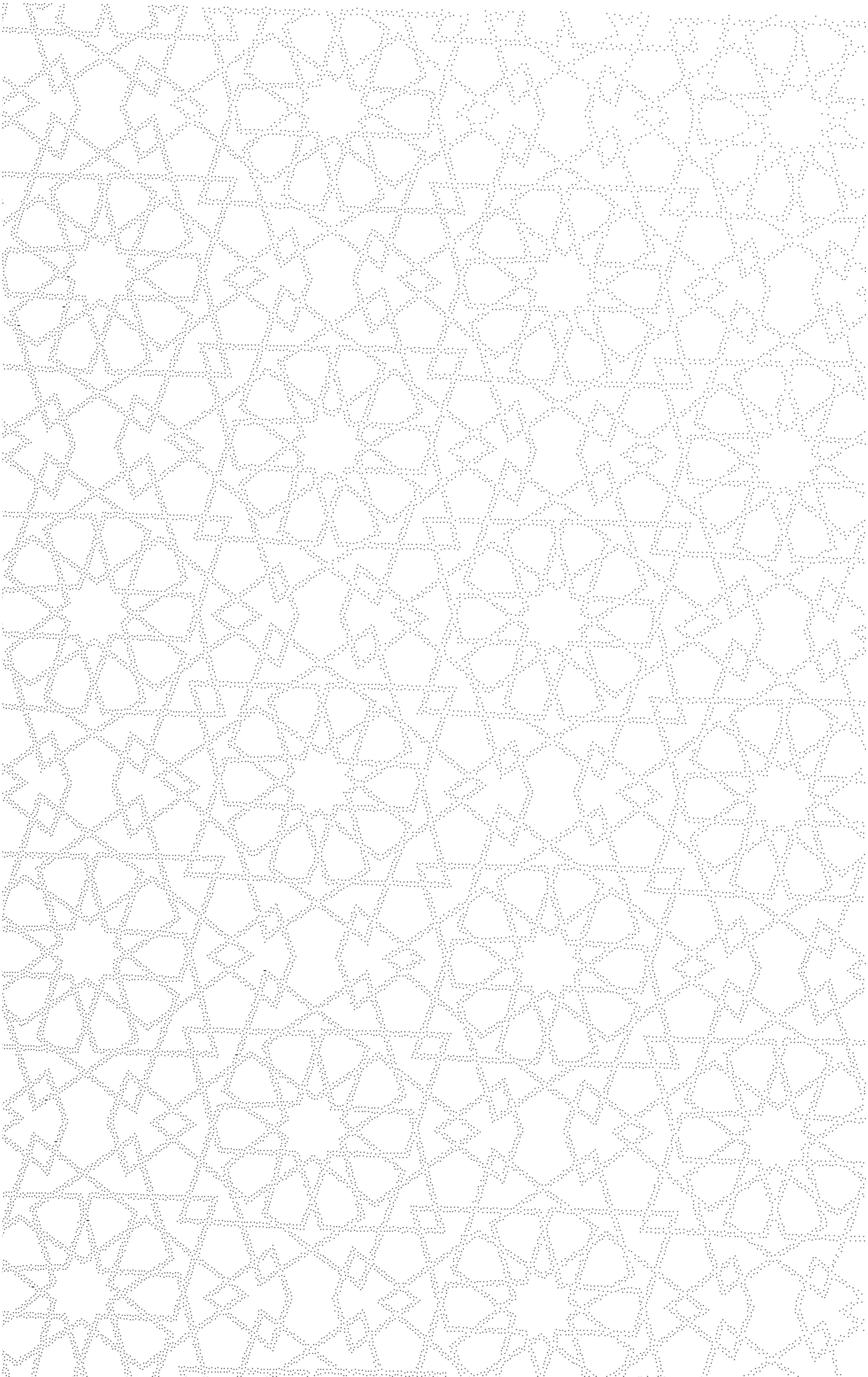

شرعی معیار نمبر (۵۴)

شرط کے تحت عقود فسخ کرنا

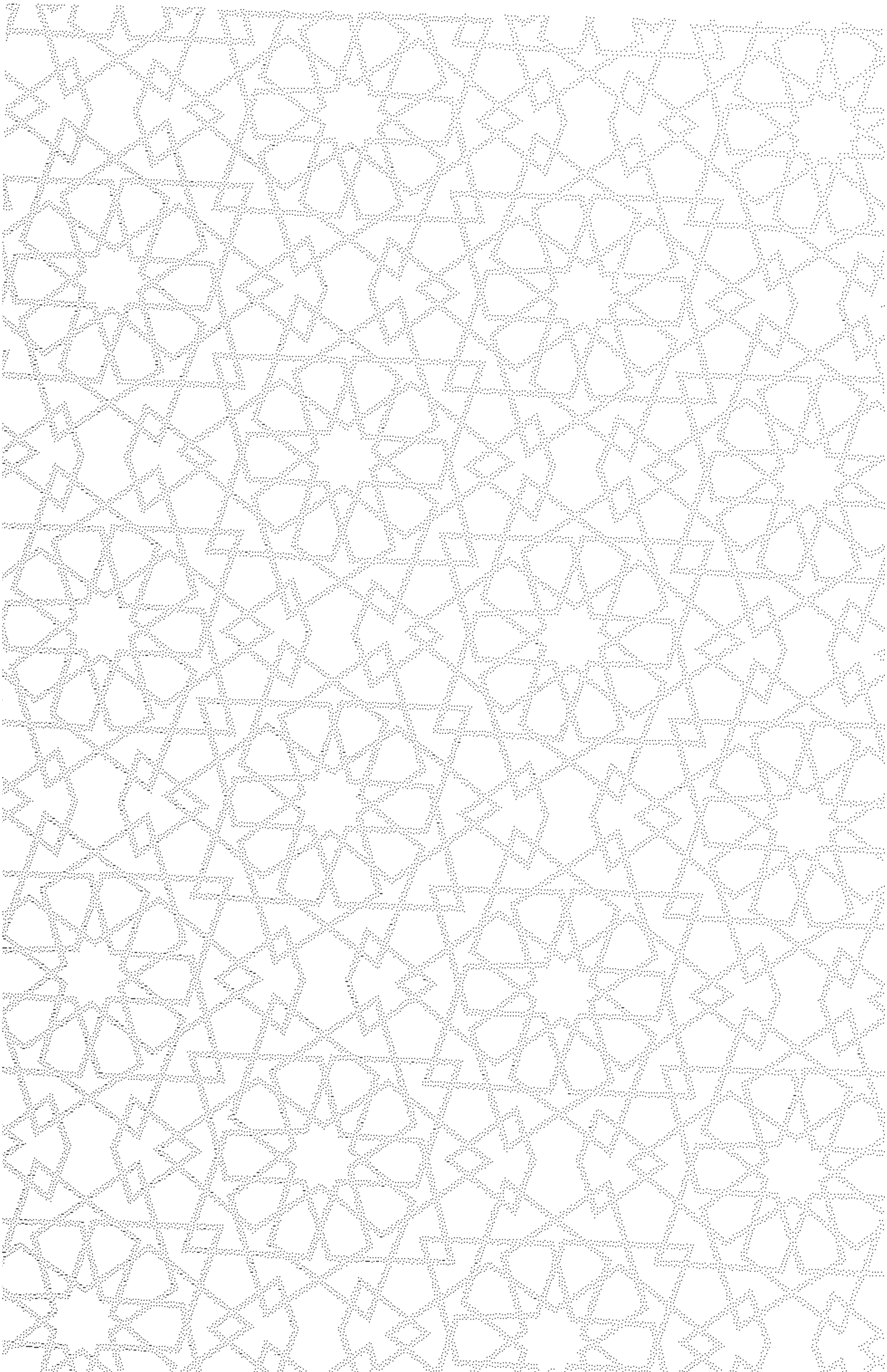

فہرست

دیباچہ ۱۲۹۴

معیار کا متن ۱۲۹۵

۱- معیار کا دائرۂ کار ۱۲۹۵

۲- فسخ بالشرط کی تعریف ۱۲۹۵

۳- فسخ کی شرط عائد کرنے کے الفاظ ۱۲۹۵

۴- فسخ کی شرط عائد کرنے کا حکم ۱۲۹۵

۵- فسخ کا سبب ۱۲۹۶

۶- فسخ کی صحت کی شرائط ۱۲۹۶

۷- موانعِ فسخ ۱۲۹۶

۸- فسخ کا اثر ۱۲۹۶

۹- حقِ فسخ کے ثبوت کے بعد اس کا اسقاط ۱۲۹۷

۱۰- فسخ کا عوض ۱۲۹۷

۱۱- فسخ بالشرط کی بعض تطبیقات ۱۲۹۷

۱۲- معیار کے اجرا کی تاریخ ۱۲۹۸

معیار کی منظوری ۱۲۹۹

ضمیمہ جات

ضمیمہ (الف) معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد ۱۳۰۰

ضمیمہ (ب) شرعی احکام کی بنیادیں ۱۳۰۲

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على أشرف المرسلين، سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه أجمعين.

دیباچہ

اس معیار کا مقصد فسخ، بالخصوص فسخ بالشرط کی تعریف، اور اسے اس کے مشابہ معاملات سے ممتاز کرنا، اس کے اسباب، شرائط، موانع، اور اسلامی مالیاتی اداروں [1] میں اس کی تطبیقات کا بیان ہے۔

واللہ الموفّق...

(1) "ادارہ/ادارے" کی اصطلاح یہاں اختصار کی غرض سے اسلامی مالیاتی اداروں کے لیے استعمال کی گئی ہے۔

معیار کا متن

۱- معیار کا دائرۂ کار

یہ معیار صحیح اور لازم عقود کے لیے فسخ کی شرط [خیار الشرط] عائد کرنے، اس کے اسباب، موانع اور اس پر مرتب ہونے والے آثار پر مشتمل ہے۔

اور یہ معیار عقد کی مدت ختم ہونے کی بناء پر عقد کی انتہاء، یا کسی شرعی شرط کے معدوم ہونے کی وجہ سے عقد کے فسخ ہونے پر محیط نہیں ہے۔

۲- فسخ بالشرط کی تعریف

فسخ بالشرط عقد میں موجود کسی ایسی شرط کے تقاضے کی وجہ سے صحیح اور لازم عقد کو ختم کرنا ہے جو طرفین میں سے کسی کو فسخ کا حق دیتی ہو۔

۳- فسخ کی شرط عائد کرنے کے الفاظ

فسخ کی شرط لگانا فسخ کو ظاہر کرنے والے کسی بھی لفظ سے صحیح ہے، اور فسخ کا لفظ متعین نہیں ہے۔

۴- فسخ کی شرط عائد کرنے کا حکم

۱/۴ یہ جائز ہے کہ طرفین میں سے دونوں یا کسی ایک فریق کے لیے متعینہ حالات میں حقِ فسخ کی شرط عائد کی جائے جن پر عقد میں اتفاق ہوا ہو اور جو احکامِ شریعت کے خلاف نہ ہوں۔

۲/۴ اگر فسخ کا سبب اور شرائط پائی جائیں، اور رکاوٹیں [موانع] نہ ہوں تو فسخ صحیح ہے۔ اور اگر فسخ کا سبب یا اس کی شرائط میں سے کوئی شرط نہ پائی جائے، یا کوئی مانع موجود ہو، یا وہ شریعت کے خلاف ہو تو فسخ صحیح نہیں ہے۔

۵- فسخ کا سبب

حقِ فسخ کا سبب ان حالات میں سے کسی کا واقع ہونا ہے جن کے واقع ہونے کے وقت فسخ کی شرط عائد کی گئی ہو۔

۶- فسخ کی صحت کی شرائط

فسخ کی مندرجہ ذیل شرائط ہیں:

۱/۶ فسخ کا سبب موجود ہو، اور وہ سبب فسخ کے وقت تک باقی ہو۔

۲/۶ فسخ کے موانع کا موجود نہ ہونا۔

۳/۶ جس فریق کو فسخ کا حق حاصل ہو، وہ عرف کے مطابق دوسرے فریق کو فسخ کی اطلاع دے۔

۴/۶ جسے فسخ کا حق حاصل ہے وہ اسے استعمال کرے۔

۷- فسخ کے لیے رکاوٹیں [موانع]

مندرجہ ذیل حالات میں فسخ رکاوٹوں کی بنا پر ناممکن ہو جاتا ہے۔

۱/۷ مبیع پر قبضہ کے بعد اس کا کسی قدرتی آفت سے ہلاک ہو جانا۔

۲/۷ خریدار کا مقصودِ عقد (مبیع) کے ضائع ہونے میں مطلقاً سبب بننا، خواہ وہ قبضہ سے پہلے ہو یا بعد میں ہو۔

۳/۷ ملکیت کو منتقل کرنے والا ایسا تصرف جس کے ساتھ غیر کا حق متعلق ہو، جیسا کہ اگر خریدار نے مبیع کی فروخت یا اس کے ہبہ کا تصرف کیا ہو، اور مبیع کی ملکیت غیر کی طرف منتقل ہو گئی ہو۔

۴/۷ عقد میں فسخ کے لیے مقرر کی گئی مدت کا ختم ہونا۔

۸- فسخ کا اثر

فسخ عقد کے حکم کو فسخ کے وقت سے ختم کر دیتا ہے، ہاں [طبعی طور پر] متصل اضافہ اصل کے تابع ہوتا

ہے؛ جبکہ وہ منفصل اضافہ [جو طبعی طور پر متصل نہ ہو] جو کہ عقد کے وقت سے فسخ تک خریدار کے قبضہ سے پہلے ہوا ہو، وہ بیچنے والے کے لیے ہے، اور خریدار کے قبضہ کے بعد ہونے والا منفصل اضافہ خریدار کے لیے ہے۔

۹- حقِ فسخ کے ثبوت کے بعد اس کا اسقاط

اگر فسخ کا حق رکھنے والا شخص اپنا حق ساقط کردے، اور فسخ کا سبب ایسا ہو جس کا ضرر بار بار پیش نہ آتا ہو تو فسخ کا حق ساقط ہو جائے گا۔ جبکہ اگر فسخ کا سبب ایسا ہو جس کا ضرر بار بار پیش آنے والا، یا دائمی ہو تو فسخ کا حق ساقط نہیں ہوگا، مثلاً اگر کرایہ پر دیا ہوا اثاثہ ناکارہ ہو جائے اور کرایہ دار اپنا فسخ کرنے کا حق ساقط کردے اور اور اثاثے کو صحیح کرالے، پھر دوبارہ اثاثے میں خرابی ہو جائے تو اسے فسخ کا حق حاصل ہے۔

۱۰- فسخ کا عوض

۱/۱۰ عقد فسخ کرنے کے عوض کی شرط لگانا عقدِ بیع میں جائز نہیں ہے۔ جبکہ ایسے عقود جو کسی طے شدہ مدت تک ہوں، مثلاً: اجارہ، استصناع، حوالہ، مزارعت، مغارست اور وکالت، ان میں یہ جائز ہے کہ کوئی فریق باقی مدّت سے اس وقت طے کردہ عوض لے کر دستبردار ہو جائے۔

۲/۱۰ اچانک پیش آمدہ حالات سابقہ تفصیلات سے مستثنیٰ ہیں۔

۱۱- فسخ بالشرط کی بعض تطبیقات

۱/۱۱ قرضہ فراہمی کی سہولیات کے معاہدات [کریڈٹ فیسیلٹی ایگریمنٹ] میں فسخ کی شرط لگانا جائز ہے، اور یہ فسخ ادائیگی کی اہلیت میں ناکامی، یا افلاس کے واقع ہونے سے پہلے اس کے خطرے، یا عقد میں لگائی گئی کسی شرط کی خلاف ورزی کے حالات میں ہوگا۔

۲/۱۱ اگر کرایہ پر دینے والے نے یہ شرط لگائی ہو کہ عقدِ اجارہ کی ہر نئی مدّت میں اسے سابقہ مدّت میں مرمّت، انشورنس اور ملکیت کے ٹیکس (وغیرہ) کے اخراجات کو پورا کرنے کے

لیے اضافہ اجرت [supplementary rental] کا حق حاصل ہوگا، اور کرایہ دار اسے قبول کرنے سے انکار کرے، تو کرایہ پر دینے والے کو عقد فسخ کرنے کا حق حاصل ہے۔ اور اگر کرایہ دار کی طرف سے خریداری کا کوئی سابقہ وعدہ ہو تو کرایہ پر دینے والے کو اس کی تنفیذ کا مطالبہ کرنے کا حق ہوگا بشرطیکہ خریداری کے ثمن میں اس مدت کی اضافی اجرت شامل نہ کی جائے۔

۳/۱۱ وسعت کے باوجود دو یا زیادہ اقساط کی ادائیگی میں ٹال مٹول سے کام لینے کی صورت میں دائن کے لیے مدیون پر نوٹس بھیجنے کے بعد باقی ماندہ اقساط کی فوری ادائیگی اور حقِ فسخ دونوں یا ان میں سے کسی ایک کی شرط لگانے کا حق حاصل ہے۔

۴/۱۱ اگر بیچنے والے نے خریدار سے رہن یا کفیل یا کوئی اور ضمان پیش کرنے کی شرط لگائی ہو، اور خریدار نے ضمان فراہم نہیں کیا تو بیچنے والے کو عقد فسخ کرنے کا حق حاصل ہے۔

۵/۱۱ سوچ بچار، سلامتی اور امانت کے بعض خیارات میں فسخ کی مقررہ حالتوں کے لیے ان خیارات کے سلسلہ میں جاری ہونے والے شرعی معیارات دیکھ لیے جائیں۔

۱۲- معیار کے اجرا کی تاریخ

یہ معیار ۱۵ محرم ۱۴۳۵ھ مطابق ۸ نومبر ۲۰۱۴ء کو جاری ہوا۔

معیار کی منظوری

مجلسِ شرعی نے اپنے انتالیسویں (۳۹) اجلاس میں "شرط کے تحت عقود فسخ کرنا" کے شرعی معیار کو منظور کیا۔ یہ اجلاس ۱۳ - ۱۵ محرم ۱۴۳۵ھ مطابق ۶ - ۸ نومبر ۲۰۱۴ء کو بحرین میں منعقد ہوا۔

ضمیمہ (الف)

معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد

جنرل سیکرٹریٹ نے یکم شعبان ۱۴۳۱ھ مطابق ۱۳ جولائی ۲۰۱۰ء کو شرعی مشیر کو "شرط کے تحت عقود کو فسخ کرنا" کی شرعی تحقیق تیار کرنے کے لیے مقرر کیا۔

شرعی معیارات کی کمیٹی نے ۱۶ جمادی الثانی ۱۴۳۳ھ ۸ مئی ۲۰۱۲ء کو منعقدہ اجلاس میں کمیٹی نے شرعی تحقیق اور معیار کے مسوّدہ پر بحث کی، اور معیار میں مناقشات اور ارکان کی آراء کی روشنی میں ضروری ترامیم کیں۔

مجلسِ شرعی نے اپنے چونتیسویں اجلاس میں، جو کہ بحرین میں ۲۰ - ۲۱ صفر ۱۴۳۴ھ مطابق ۳-۴ جنوری ۲۰۱۳ء کو منعقد ہوا، معیار کے مسوّدہ پر بحث مباحثہ کیا، اور مناسب ترامیم کیں۔

مجلسِ شرعی نے مدینہ منورہ میں ۲۲-۲۳ شوال ۱۴۳۴ھ مطابق ۲۹ ـــ ۳۰ ستمبر ۲۰۱۳ء کو منعقدہ اپنے پینتیسویں (۳۵) اجلاس میں معیار کے مسوّدہ پر بحث جاری رکھی، اور مناسب ترامیم کیں۔

مجلسِ شرعی نے بحرین میں ۱۹ ـــ ۲۱ جمادی الاول ۱۴۳۵ھ مطابق ۲۰ - ۲۲ مارچ ۲۰۱۴ء کو منعقدہ اپنے سینتیسویں (۳۷) اجلاس میں معیار کے مسوّدہ پر بحث جاری رکھی، اور مناسب ترامیم کیں۔

جنرل سیکرٹریٹ نے ۶ جمادی الثانی ۱۴۳۵ھ مطابق ۱۶ اپریل ۲۰۱۴ء کو بحرین میں جلسۂ سماعت منعقد کیا، جس میں متعدّد مرکزی بینکوں، اداروں اور اکاؤنٹنگ فرمز کے نمائندے، ماہرینِ شریعت، یونیورسٹیوں کے اساتذہ اور دیگر متعلقہ ماہرین شریک ہوئے۔ جلسۂ سماعت میں ظاہر کی گئی آراء کو سنا گیا، اور مجلسِ شرعی اور کمیٹیوں کے ارکان نے ان آراء کا جواب دیا، اور ان پر تبصرہ کیا۔

مجلسِ شرعی نے ۲۸ شعبان - یکم رمضان ۱۴۳۵ھ مطابق ۲۶ - ۲۸ جون ۲۰۱۴ء کے دوران بحرین

میں منعقدہ اپنے اڑتیسویں (۳۸) اجلاس میں ان ترامیم پر بحث کی جو جلسۂ سماعت کے شرکاء نے پیش کی تھیں، اور مناسب ترامیم شامل کیں۔

مجلسِ شرعی نے ۱۳-۱۵ محرم ۱۴۳۶ھ مطابق ۶-۸ نومبر ۲۰۱۴ء کے دوران بحرین میں منعقدہ اپنے انتالیسویں (۳۹) اجلاس میں معیار پر بحث مباحثہ کیا، اور مناسب ترامیم کیں، اور اس معیار کو منظور کیا۔

ضمیمہ (ب)

شرعی احکام کی بنیادیں

- فسخ کی شرط کے عقودِ لازمہ تک محدود ہونے کی دلیل یہ ہے کہ غیر لازم عقد اپنی طبیعت کے اعتبار سے ہی طرفین یا کسی ایک جانب سے قابلِ فسخ ہوتا ہے۔
- ہر دلالت کرنے والے لفظ سے فسخ کی صحت کی دلیل یہ قاعدہ کلیہ ہے: «العبرة في العقود بالمقاصد والمعاني، لا بالألفاظ والمعاني». (قواعد المجلّة العدلية)، اور بعض فقہاء کا یہ قول کہ ''فسخ فقہاء کا تالیف کردہ لفظ ہے، اور اصل اہمیت اس کے معنی کی ہے''[1]۔
- سببِ فسخ کے وجود کی شرط کی دلیل یہ ہے کہ فسخ اس اصل کے خلاف ہے جو کہ غالب حالات میں لزوم ہے، اور اصل مسببات کا اسباب پر ترتّب ہے، اور فسخ کے وقت تک سبب کا باقی ہونا ضروری ہے[2]۔
- فریقِ ثانی کو فسخ کی اطلاع کی شرط کی دلیل یہ ہے کہ یہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور محمد بن الحسن رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے، اور اس میں جمہور کا اختلاف ہے، اور یہ بھی کہ اطلاع میں فریقِ ثانی سے ضرر دور کرنا ہے جبکہ وہ فسخ سے لاعلم ہونے کی صورت میں کوئی تصرف کرلے۔
- فسخ کے چار موانع کی دلیل یہ ہے کہ ان میں سے بعض سے ارکانِ عقد میں خلل پیدا ہوتا ہے؛ یا تصرف کے ذریعہ عقد پر رضامند ہونے پر دلالت ہوتی ہے، اور دلالت کے لیے صریح کا حکم ہے؛ یا عقد کی انتہاء یعنی محلِّ فسخ کے حکمی طور پر زائل ہونے پر دلالت ہوتی ہے۔
- اثرِ فسخ اور اس کے عقد کو وقتِ فسخ سے رفع (زائل) کرنے کی دلیل یہ ہے کہ شافعیہ اور حنابلہ رحمہم اللہ کے

---

(۱) شرح المنہاج، وحاشیہ القلیوبی ۲/۱۹۵۔

(۲) الفروق للقرافی ۳/۲۶۹، والقلیوبی ۲/۱۸۹۔

مذہب میں صحیح یہی ہے، اور فسخ سے بیع میں ملکیت مرتفع (زائل) ہوجاتی ہے۔

- یہ مثلاً مبیع (محلِ عقد) کی نسبت سے ہے، جبکہ مبیع کے زوائد (منفصل اضافہ) وقتِ عقد سے فسخ تک خریدار کے قبضہ سے پہلے بیچنے والے کے لیے ہیں، کیونکہ ملکیت فسخ کے وقت یا اس سے کچھ پہلے بیچنے والے کی طرف لوٹ آتی ہے[1]؛ جبکہ خریدار کے قبضہ کے بعد کے زوائد خریدار کے لیے ہیں۔
- معیار کے حصہ نمبر (۹) میں اسقاطِ فسخ کے سلسلہ میں جو امور آئے ہیں، ان کی دلیل وہ ہے جو علامہ زرکشی رحمۃ اللہ علیہ نے المنثور فی القواعد (۱۵۱/۲) میں بیان کیا ہے۔
- فسخ کے لیے عوض کی شرط کے عدمِ جواز کی دلیل اس کا اقالہ پر اس حیثیت سے قیاس ہے کہ وہ بھی فسخ قرار دیا جاتا ہے، اور اس کا کمی بیشی کے بغیر عوضین کی باہمی واپسی کے ساتھ تام ہونا واجب ہے۔ اسی طرح بعض حقوق، مثلاً حقِ شفعہ اور تحجیر، کے مقابلہ میں عوض لیکر دستبردار ہونے کی ممانعت بھی اس کی دلیل ہے۔
- مستمر (جاری) عقد اور اجارہ کی باقی مدتوں سے دستبرداری کی دلیل یہ ہے کہ دستبردار ہونے والا ایسی منفعت کا مالک ہے جس سے دستبرداری کے مقابلہ میں اسے عوض لینے کا حق ہے۔

فسخ بالشرط کی تطبیقات کے دلائل وہ ہیں جو ہر تطبیق کے ساتھ مخصوص معیار میں آئے ہیں، کیونکہ یہ تطبیقات سابقہ معیارات سے لی گئی ہیں۔

(۱) ابن عابدین ۱۰۸/۴، ونہایۃ المحتاج: ۴۳۴/۳۔

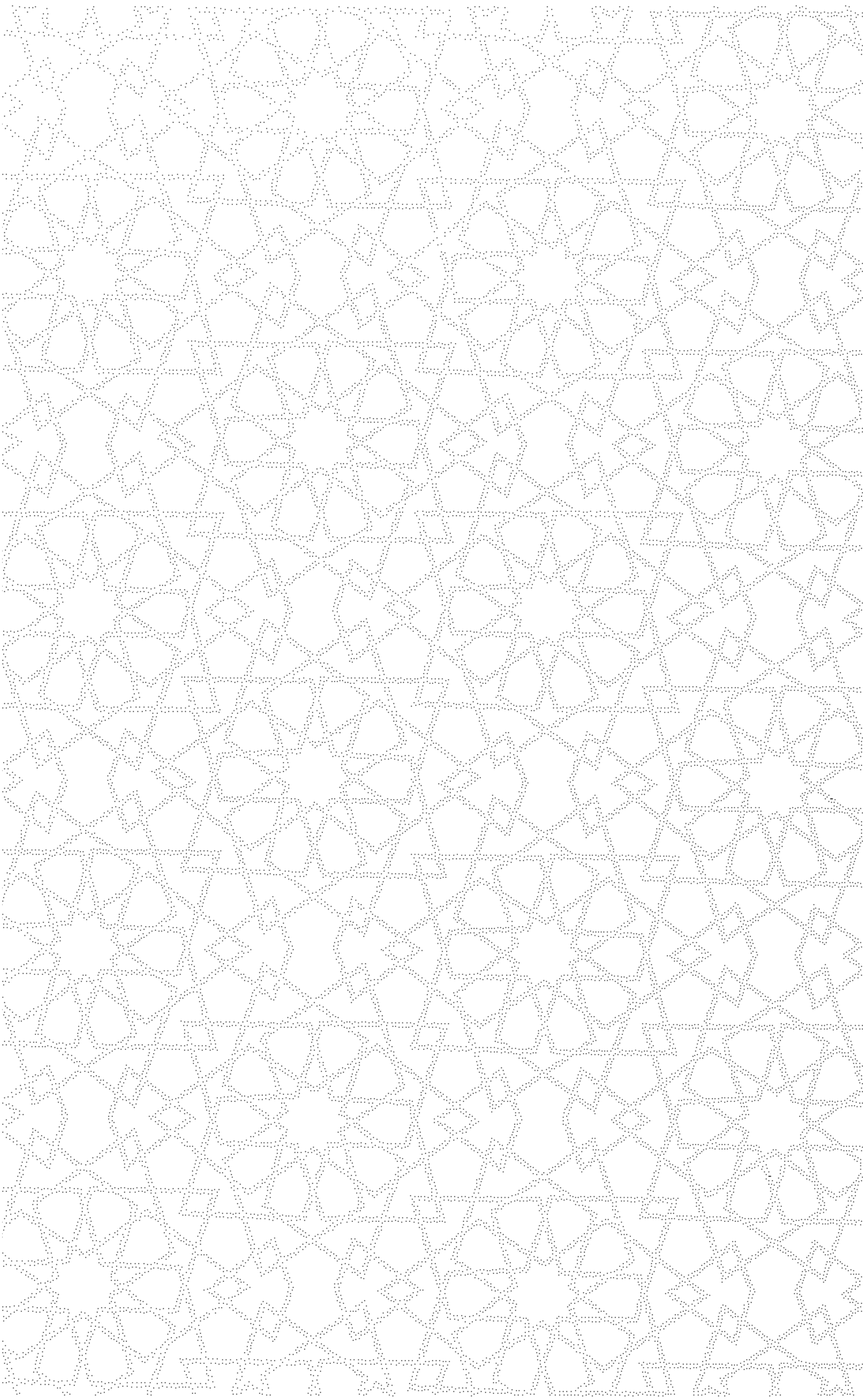

مقابلے اور انعامات

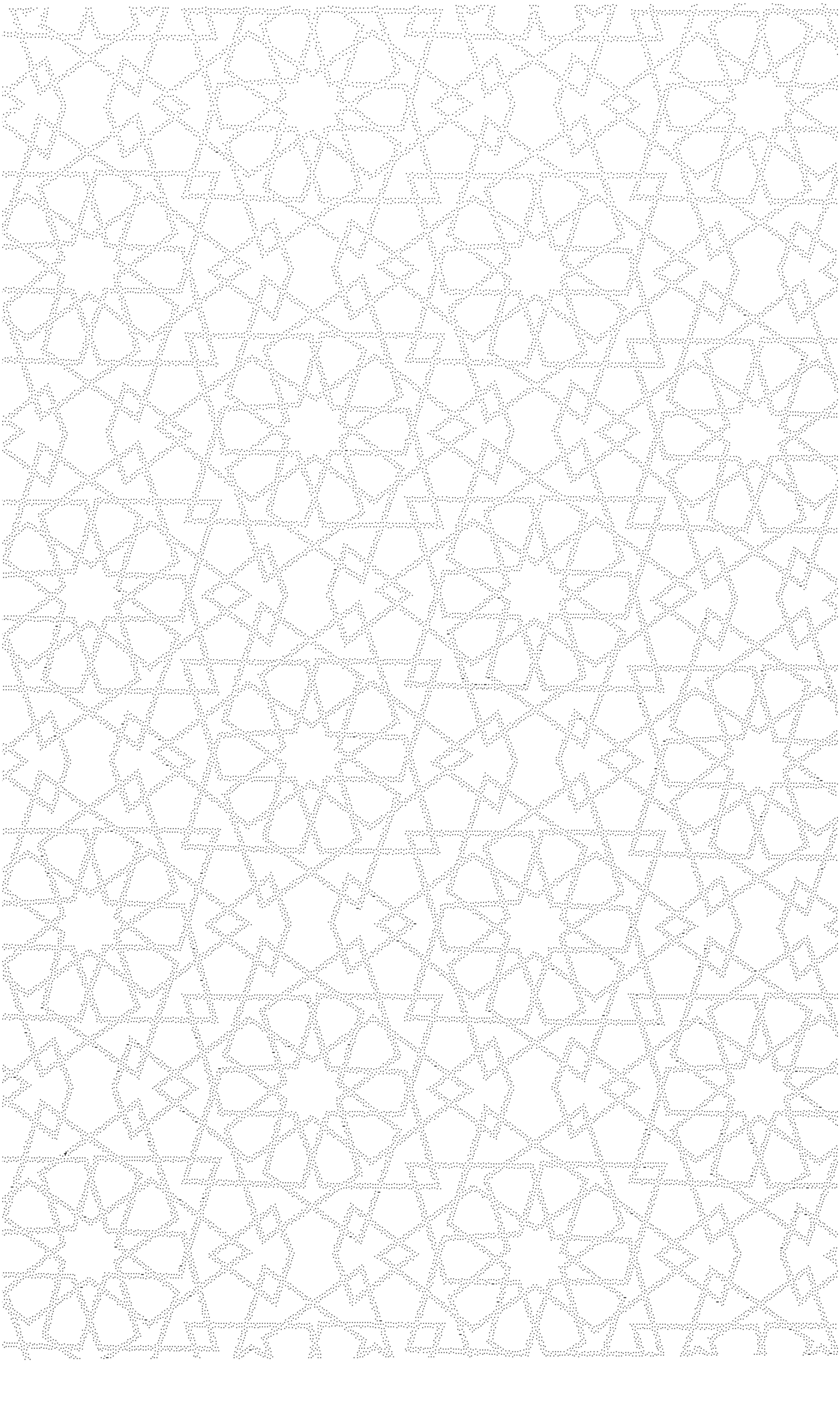

فہرست

دیباچہ ۱۳۰۸

معیار کا متن ۱۳۰۹

۱-معیار کا دائرۂ کار ۱۳۰۹

۲- مقابلے [competitions] ۱۳۰۹

۳-انعامات ۱۳۱۱

۴-معیار کے اجرا کی تاریخ ۱۳۱۷

معیار کی منظوری ۱۳۱۸

ضمیمہ جات

ضمیمہ (الف) معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد ۱۳۱۹

ضمیمہ (ب) شرعی احکام کی بنیادیں ۱۳۲۱

ضمیمہ (ج) فرہنگ ۱۳۲۳

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على أشرف المرسلين، سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه أجمعين.

دیباچہ

اس معیار کا مقصد مقابلے کے مفہوم، اس کی اقسام، صورتوں، شرائط، اور احکام، نیز انعامات کے مفہوم، اقسام، شرائط، احکام اور اداروں[1] میں ان کی تطبیقات کو بیان کرنا ہے۔

والله الموفّق...

(۱) "ادارہ/ادارے" کی اصطلاح یہاں اختصار کی غرض سے اسلامی مالیاتی اداروں کے لیے استعمال کی گئی ہے جن میں اسلامی بینک بھی شامل ہیں۔

معیار کا متن

۱- معیار کا دائرۂ کار

یہ معیار مقابلے، انعامات اور کاروباری تحائف کے احکام کے بیان پر اور اداروں کے ان کا اعلان کرنے یا ان کی ترویج میں حصہ لینے کے احکام پر مشتمل ہے۔

یہ معیار ان ترغیبی پیشکشوں کے بارے میں نہیں ہے جو ادارے سے معاملہ کرنے والوں یا ادارے سے تعلق رکھنے والوں کو ان کی عمدہ کارکردگی کے لیے دی جاتی ہیں، اور نہ ہی ملازمت اور نیلامی سے متعلق مسابقوں کے بارے میں یہ معیار ہے۔ اسی طرح یہ معیار مقابلہ کے علاوہ جعالہ کے معاملہ میں دیے جانے والے انعام کے احکام سے متعلق بھی نہیں ہے۔

۲- مقابلے [competitions]

۱/۲ مقابلہ [مسابقہ / competitions] کی تعریف: دو یا زیادہ اطراف کے درمیان زیادہ اچھے/زیادہ بہتر کے تعیّن کی کوشش۔

۲/۲ مقابلوں کی اقسام: مقابلہ کبھی کسی عوض کے ساتھ ہوتا ہے کبھی عوض کے بغیر۔ ایسے ہی عوض کبھی مقابلے کے تمام شرکاء کی طرف سے، یا ان میں سے کچھ کی طرف سے ہوتا ہے یا ان کے علاوہ کسی اور کی طرف سے بھی ہوسکتا ہے۔ اگر مقابلہ عوض کے ساتھ ہو تو جس نے عوض دینے کی ذمہ داری لی ہو اس پر دینا لازم ہوتا ہے۔

۳/۲ مقابلوں کے احکام

۱/۳/۲ مقابلہ درجِ ذیل شرائط کے ساتھ جائز ہے:

۱/۱/۳/۲ مقابلہ جائز کاموں میں ہو، جیسے علمی، ثقافتی یا ورزش کا مقابلہ۔

۲/۱/۳/۲ مقابلہ کسی ممنوع سرگرمی پر مشتمل نہ ہو جن میں سے چند درج ذیل ہیں:

(الف) کسی شرعی ذمہ داری جیسے نماز یا روزہ چھوڑنے کا باعث ہونا۔

(ب) نعرہ بازی، فساد، عصبیت یا لڑائی جھگڑے کا ذریعہ ہو۔

(ج) ستر کا ظاہر ہونا یا مردوں اور عورتوں کا مخلوط اجتماع۔

(ہ) کسی انسان، معاشرہ، جانور یا ماحول کو نقصان پہنچانا۔

۲/۳/۲ شق ۱/۳/۲ میں مذکور شرائط کے ساتھ ساتھ کسی عوض کے ساتھ مقابلہ کے جائز ہونے کے لیے یہ شرط ہے کہ:

۱/۲/۳/۲ مقابلہ کے وقت، جگہ، جنس، نوعیت، آلات، اور عوض کی ادائیگی کے طریقہ کے بارے میں اتنا علم ہو جس سے ان چیزوں کے متعلق جہالت [لاعلمی] باقی نہ رہے۔

۲/۲/۳/۲ عوض یا تو شرکاء کے علاوہ کسی اور کی طرف سے ہو یا شرکاء میں سے صرف ایک کی طرف سے ہو، اگر عوض دونوں کی طرف سے ہو یا شرکاء دو سے زیادہ ہوں اور عوض سب کی طرف سے ہو تو معاملہ ناجائز ہوگا۔

۳/۳/۲ ادارہ کی طرف سے مقابلے کا انعقاد یا اس کی ترویج

شق ۱/۳/۲ میں مذکور شرائط کی رعایت رکھتے ہوئے ادارہ کے لیے اس بات کی اجازت ہے کہ وہ درجِ ذیل قواعد کے مطابق مقابلے کا انعقاد یا ان کی ترویج میں معاونت فراہم کرے:

۱/۳/۳/۲ مقابلے کے اخراجات جو عوض دینے میں صرف ہوں وہ ادارہ (مالکانِ حصص) کے مال میں سے کیے جائیں، سرمایہ کاری کھاتوں میں سے نہ ہوں۔

۲/۳/۳/۲ مقابلے میں مصلحت اور ترجیحات کی رعایت رکھنا اور فضول خرچی سے بچنا۔

۳/۳/۳/۲ مقابلے کے بارے میں ادارہ کے مجلسِ شرعی کو اعتماد میں لیا جائے۔

۳-انعامات

۱/۳ **انعام کی تعریف:** متعین کام کو انجام دینے کی غرض سے حقیقی یا معنوی فرد کو دیا جانے والا تحفہ۔

۲/۳ **کاروبار کی ترویج کے لیے دیا جانے والا انعام:** ایسا انعام جو کسی مخصوص سامان یا خدمت کی تشہیر، سرمایہ کاروں کو مخصوص بازار یا متعین دو کانوں کی طرف راغب کرنے کے لیے قرعہ اندازی، پوائنٹس، یا ہر خریداری یا خدمت کے حصول پر تحفہ کی صورت میں دیا جائے۔

۳/۳ قرعہ اندازی کے ذریعہ انعام کا حکم

۱/۳/۳ کسی سامان یا خدمت کی خریداری کی شرط کے بغیر قرعہ اندازی کے ذریعہ انعام دینا جائز ہے۔

۲/۳/۳ قرعہ اندازی میں داخلہ کے لیے جس خدمت یا سامان کی خریداری شرط ہو اس کا شرعاً جائز ہونا ضروری ہے۔ اسی طرح اس انعام کا بھی شرعاً جائز ہونا ضروری ہے جس کے لیے قرعہ اندازی کی جارہی ہو۔

۳/۳/۳ کسی مصنوع یا خدمت کی خریداری کی شرط کے ساتھ قرعہ اندازی کے ذریعہ انعام دینے کے جائز ہونے کے لیے درجِ ذیل شرائط ہیں:

۱/۳/۳/۳ وہ سامان یا خدمت جس کی خریداری قرعہ اندازی میں شامل ہونے کے لیے شرط ہو اس کی عام قیمت میں قرعہ اندازی کی وجہ سے اضافہ نہ کیا جائے۔

۲/۳/۳/۳ انعام سے قطع نظر اصل مقصود سامان یا خدمت کی خریداری ہو۔ ادارہ پر لازم ہے کہ انعام کا اعلان کرتے وقت عوام کو یہ بات بتادے۔ اگر ظنِ غالب ہو کہ قرعہ اندازی میں حصہ لینے والے صرف انعام ہی کی غرض سے اس سامان یا خدمت کو خرید رہے ہیں، اس صورت میں انعام مقرر کرنا جائز نہیں ہے۔

۳/۳/۳/۳ قرعہ اندازی میں داخل ہونے والے تمام شرکاء کے لیے کامیابی کا برابر امکان ہو۔

۳/۳/۳/۴ انعام مقرر کرنے سے دیگر شرکا، کو نقصان پہنچانا مقصود نہ ہو۔

۳/۳/۳/۵ انعام کی قرعہ اندازی میں داخل ہونے کے لیے براہِ راست یا بالواسطہ کوئی فیس یا قیمت دینا جائز نہیں، جیسے فون کالز کے نرخ عام نرخ سے زیادہ کر دینا۔

۳/۴ انعام کے لیے کئی امیدوار ہونا

اگر انعام کسی ایک کو یا ایک مخصوص تعداد کو دینا طے پایا ہو اور اس کے لیے کئی حقدار سامنے آجائیں تو قرعہ اندازی کے ذریعہ انعام دیے جانے کا فیصلہ کرنا درست ہے۔

۳/۵ اداروں میں دیے جانے والے انعامات

۳/۵/۱ **کرنٹ اکاؤنٹ پر انعامات:** ادارہ کی جانب سے دیے جانے والے انعامات کے لیے کرنٹ اکاؤنٹس رکھنے والوں کو خاص کرنا جائز نہیں۔ (دیکھیے شرعی معیار نمبر (۱۹) "قرض"، شق ۲/۱۰۔ اسی طرح وہ منافع بخش کھاتے (سیونگ اکاؤنٹس) جن کو کرنٹ اکاؤنٹ سے ملا دیا گیا ہو کہ وہ دیگر تمام کھاتوں کی نسبت بہت معمولی ہوں اور وہ بہت کم ویٹیج [weightage] کے حامل ہوں، ان پر بھی انعامات دینا حرام ہے، کیونکہ یہ اسی مذکورہ تخصیص کا ایک حیلہ ہے۔

۳/۵/۲ سرمایہ کاری اکاؤنٹس پر انعامات: ادارہ سرمایہ کاری اکاؤنٹس رکھنے والے صارفین کو درج ذیل شرائط کے ساتھ انعامات دے سکتا ہے:

۳/۵/۲/۱ یہ انعامات سرمایہ کاری اکاؤنٹس، ان پر ہونے والے منافع یا خیرات کے کھاتے سے نہ دیے جائیں، یہ انعامات ادارہ کے حصص مالکان کی جانب سے دیے جا سکتے ہیں۔

۳/۵/۲/۲ ان انعامات کا دینا سرمایہ کاری کے لیے لگائے جانے والے سرمایہ یا اس کے کسی حصہ کی ضمانت کا باعث نہ ہوں، مثلاً بینک ہر اس شخص کے پچاس ہزار قیمت کے ایک انعام کا اعلان کرے جو اس کے پاس دس لاکھ کی سرمایہ کاری کرے۔ یہ ابتداء ہی میں سرمایہ کے ایک حصہ کی ضمانت کی صورت ہے اور یہ شرعاً

منع ہے۔

۳/۲/۵/۳ انعامات حاصل کرنے کا موقع سرمایہ کاری اکاؤنٹس والے تمام صارفین یا ان اکاؤنٹس کی کسی ذیلی قسم کے تمام صارفین کے لیے ہو۔ انعامات محدود تعداد میں ہونے کی صورت میں تقسیم قرعہ اندازی کے ذریعہ ہوگی۔

۳/۵/۳ تمویلات، کرنسی کے تبادلہ اور رقوم کی منتقلی کی خدمات پر انعامات:

اگر تمویل [فائنانسنگ]، کرنسی کے تبادلہ اور رقوم کی منتقلی کی خدمات پر قرعہ اندازی کے ذریعہ انعامات دیے جائیں تو یہ جائز ہے، بشرطیکہ صارف کو فراہم کیے گئے سرمایہ پر حاصل کیے جانے والے نفع اور خدمات کی فیس کو بڑھایا نہ جائے۔ اور اگر یہ انعامات ہر صارف کو یا پوائنٹس کے حساب سے دیے جائیں تو اس صورت میں شق ۳/۶/۱ اور ۳/۶/۳ میں مذکور احکام لاگو ہوں گے۔

۴/۵/۳ بینک سے جاری ہونے والے کارڈز پر ملنے والے انعامات:

اے ٹی ایم کارڈ اور کریڈٹ کارڈ پر انعامات دینا جائز ہے چاہے ان کے رکھنے پر انعام دیا جائے یا استعمال پر۔ اس سلسلہ میں درجِ ذیل شرائط کا لحاظ رکھنا ضروری ہے:

۱/۴/۵/۳ کارڈ ہولڈرز پر انعام میں شرکت کے کے لیے کسی رقم کی شرط نہ لگائی جائے، چاہے یہ رقم صارف کی طرف سے ادائیگی کی صورت میں ہو یا اس کے کھاتہ سے کاٹی جائے۔

۲/۴/۵/۳ انعام دیے جانے کے دورانیہ میں کارڈز کی فیس عام فیس سے زیادہ مقرر نہ کی جائے۔

۳/۴/۵/۳ انعام صرف اس کارڈ کے ساتھ خاص نہ ہو جو کرنٹ اکاؤنٹ سے منسلک ہو، اور صارف کو یہ حق نہ دیا جائے کہ وہ اسے سرمایہ کاری اکاؤنٹ سے منسلک کر سکے۔

۶/۳ تجارتی انعامات اور تحائف

تجارتی تحائف کی درج ذیل صورتیں ہیں:

۱/۱/۶/۳ **پہلی صورت:** فروخت کنندہ سامان یا خدمات کی خریداری پر کوئی متعین تحفہ دے۔ یہ شرعاً جائز ہے چاہے نقد کی صورت میں ہو یا کوئی اور چیز دی جائے۔ حکم کے لحاظ سے یہ فروخت شدہ سامان میں اضافہ شمار ہوگا۔

۲/۱/۶/۳ **دوسری صورت:** فروخت شدہ سامان کے ساتھ کوئی غیر متعین چیز تحفہ میں دی جائے۔ یہ شرعاً جائز ہے، بشرطیکہ اس تحفہ کے مقابلہ میں قیمت میں کوئی اضافہ نہ کیا جائے۔

۳/۱/۶/۳ **تیسری صورت:** فروخت کنندہ کی طرف سے خریدار کو ایسا تحفہ دیا جائے جو اسی خریدے ہوئے سامان کے متصل ساتھ ہو اور اسی جنس کا ہو، جیسے عام معمول سے ہٹ کر زائد پیکٹ دینا۔ یہ شرعاً جائز ہے، کیونکہ یہ سامان کی قیمت میں کمی شمار کی جائے گی۔

۲/۶/۳ تجارتی رعایتوں [ڈسکاؤنٹس] کی صورت میں انعامات، اس کی صورتیں اور احکامات:

۱/۲/۶/۳ **ترغیبی ڈسکاؤنٹس:** فروخت کنندہ کی طرف سے خریداری کی حوصلہ افزائی کی خاطر یا صارفین سے کاروباری تعلق بنائے رکھنے کی خاطر خریدار کو یہ ڈسکاؤنٹس سامان یا خدمات کے نرخ پر دیے جاتے ہیں یا بازار میں رائج عام نرخ یا مصنوعات کے تیار کنندگان کی طرف سے مقرر کردہ نرخ پر یہ ڈسکاؤنٹس دیے جاتے ہیں۔

رعایتوں [ڈسکاؤنٹس] کی چند تجارتی صورتیں:

۱/۱/۲/۶/۳ خریدے جانے والے سامان کی مقدار میں اضافہ کر کے نرخ میں کمی کرنا:

ایسا عام طور پر ان صارفین کے لیے ہوتا ہے جو سامان کی ایک بڑی مقدار خریدتے ہیں۔

۲/۱/۲/۶/۳ مخصوص اوقات میں دیے جانے والا (سیزنل) ڈسکاؤنٹ: وہ ڈسکاؤنٹ جو فروخت کنندہ کی جانب سے مخصوص اوقات میں دیا جاتا ہے، مثلاً فروخت سے رہ جانے والا ذخیرہ ختم کرنے، پرانے ڈیزائن کا سامان نکالنے یا نقد سرمایہ کے حصول کے لیے۔ ڈسکاؤنٹ کی یہ مذکورہ صورتیں شرعاً جائز ہیں، کیونکہ اس قسم کے ڈسکاؤنٹس سامان یا خدمات کو بازار سے کم قیمت پر فروخت کرنا شمار ہوں گے۔

۲/۲/۶/۳ **کارڈز کے ذریعہ ڈسکاؤنٹ:** فروخت کنندہ خریدار کو اپنی دکانوں سے خریداری کرنے پر ڈسکاؤنٹ کارڈ دے یا کوئی تیسرا فریق صارف کو تجارتی مراکز سے خریداری پر ڈسکاؤنٹ کارڈ دے جس کا معاہدہ فریق ثالث نے اس تجارتی مرکز سے کیا ہو۔

ان صورتوں کا حکم

۱/۲/۲/۶/۳ اگر یہ ڈسکاؤنٹ کارڈ بغیر کسی فیس کے ہوں تو یہ تبرع (حسنِ معاملہ) کی بنیاد پر ڈسکاؤنٹ فراہم کرنے کا وعدہ ہے اور یہ شرعاً جائز ہے۔ اگرچہ اس میں جہالت [لاعلمی] ہے لیکن تبرعات میں جہالت نظر انداز کر دی جاتی ہے۔

۲/۲/۲/۶/۳ اگر یہ ڈسکاؤنٹ کارڈ کسی فیس کے بدلہ میں جاری کیا جائے تو اس کی درج ذیل صورتیں ہیں:

(الف) اگر کارڈ کسی تیسرے فریق کی جانب سے جاری کیا جائے اور وہ فیس وصول کر کے دیگر اداروں کی جانب سے ڈسکاؤنٹ فراہم کرے تو یہ جائز ہے، کیونکہ کارڈ جاری کرنے والا ادارہ حکم کے لحاظ سے دلال/بروکر ہے۔

(ب) اور اگر کارڈ اسی ادارہ کی طرف سے جاری کیا جارہا ہے جو فیس کے بدلہ میں ڈسکاؤنٹ فراہم کررہا ہے تو اس میں دو صورتیں ہیں:

پہلی صورت: یہ کہ ڈسکاؤنٹ کے ساتھ کچھ ایسی خدمات یا فوائد ہوں جو وصول کی جانے والی فیس کا بدل بن سکیں، اس صورت میں ڈسکاؤنٹ کارڈ جائز ہے، اس لیے کہ ڈسکاؤنٹ ان دیگر خدمات کے بدلہ میں شمار کیا جائے گا۔

دوسری صورت: یہ ہے کہ فیس کے بدلہ میں دیگر کوئی خدمات نہ ہوں، ڈسکاؤنٹ کارڈ کی یہ صورت جائز نہیں، کیونکہ اس میں غرر اور جہالت پائی جاتی ہے۔

۳/۲/۶/۳ **کوپن کے ذریعہ ڈسکاؤنٹ:** یہ کوپن کے حامل کے لیے مخصوص ڈسکاؤنٹ ہوتا ہے۔

اس کا حکم: کوپن کی کئی صورتیں ہیں جن میں سے چند یہ ہیں:

پہلی: کوپن مفت ہو، یہ صورت جائز ہے۔

دوسری: کوپن فیس کے بدلہ میں ہو، اس کا حکم شق ۲/۲/۶/۳ کے مطابق ہوگا۔

تیسری: کوپن رکھنے والے کو متعین ڈسکاؤنٹ کے ساتھ ساتھ انعامی قرعہ اندازی میں شامل ہونے کا حق بھی دیا جائے، اس کا حکم شق ۳/۳ کے مطابق ہوگا جو انعامی قرعہ اندازی سے متعلق ہے۔

۳/۶/۳ پوائنٹس کے ذریعہ انعامات:

پوائنٹس کے ذریعہ انعامات: اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ کوئی ادارہ اپنے صارفین کو اپنے یہاں سے، یا اپنے کسی ذیلی ادارہ یا کسی ایسے ادارہ سے جس کے ساتھ اس کا معاہدہ ہو ان سے سامان یا خدمات کی خریداری پر کچھ پوائنٹس فراہم کرے اور اس

بات کی اجازت دے کہ ان پوائنٹس کے بدلہ میں کوئی سامان یا خدمت مفت حاصل کرلی جائے یا شرائط کے مطابق ڈسکاؤنٹ حاصل کرلیا جائے۔ مثلاً ہوٹلز، ائرلائنز اور ٹیلی کمیونیکیشن کمپنیز کی جانب سے دیے جانے والے ممبر شپ پروگرامز۔

اس کا حکم: اگر بغیر فیس کے ہو تو جائز ہے، کیونکہ یہ تبرع [حسنِ معاملہ] ہے۔ اور اگر فیس کے بدلہ میں ہو اور اس کے مقابلہ میں کچھ ایسی خدمات یا فوائد ہوں جن کی شریعت کی نگاہ میں کوئی قیمت ہو تو بھی یہ معاملہ جائز ہے۔ اور اس ڈسکاؤنٹ پروگرام میں شامل ہونے والے کے لیے اس بات کی اجازت ہے کہ وہ سامان یا خدمات کی فراہمی کے وقت پوائنٹس کی کمی کو نئے پوائنٹس نقد خرید کر پورا کرلے اور ان کو استعمال کرلے، کیونکہ پوائنٹس کا استعمال درحقیقت قیمت ہی کے ایک حصہ کی ادائیگی ہے۔ ادارہ پر لازم ہے کہ وہ تمام پروگرامز کی شرائط اور ان کے مخصوص شرعی حکم کی تحقیق کے لیے اپنے مجلسِ شرعی سے رجوع کرے۔

۴- معیار کے اجرا کی تاریخ

یہ معیار ۳۰ رجب ۱۴۳۷ھ مطابق ۷ مئی ۲۰۱۶ء کو جاری ہوا۔

معیار کی منظوری

مجلسِ شرعی نے مقابلے اور انعامات کے معیار کو مؤرخہ ۱ - ۳ جمادی الثانی ۱۴۳۷ھ مطابق ۱۰ - ۱۲ مارچ ۲۰۱۶ء کو بحرین میں منعقد ہونے والے اپنے تینتالیسویں اجلاس میں منظور کیا۔

ضمیمہ (الف)

معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد

مجلسِ شرعی نے مؤرخہ ۲۰-۲۱ صفر ۱۴۳۴ھ مطابق ۳-۴ جنوری ۲۰۱۳ء کو بحرین میں منعقدہ اپنے چونتیسویں اجلاس میں کسی ماہر کو مقابلوں، انعامات، قرعہ اندازی اور تشہیر کے طریقوں کے بارے میں تفصیلی رپورٹ کی تیاری کی ذمہ داری دینے کا فیصلہ کیا۔

شرعی معیارات کی کمیٹی نے مؤرخہ ۴ فروری ۲۰۱۵ء کو کویت میں منعقد ہونے والے اپنے اجلاس میں اس رپورٹ پر بحث کی اور اس پر اعتماد کا اظہار کرتے ہوئے تحقیق کار کو شرعی معیار کا مسودہ تیار کرنے کی ذمہ داری سونپی۔

مؤرخہ ٦ جون ۲۰۱۵ء کو کویت میں منعقد ہونے والے اجلاس کے دوران شرعی معیارات کی کمیٹی نے اس معیار کے مسودہ پر بحث کی اور اس میں ترمیم اور چند امور کا اضافہ تجویز کیا۔

مؤرخہ ۳۰ نومبر ۲۰۱۵ء کو کویت میں ہونے والے اجلاس کے دوران شرعی معیارات کی کمیٹی نے اس مسودہ پر مباحثہ مکمل کرنے کے بعد اس کو مجلسِ شرعی کے سامنے پیش کرنے کا فیصلہ کیا۔

مجلسِ شرعی نے مؤرخہ ۲۲ - ۲۳ صفر ۱۴۳۷ھ مطابق ۴ - ۵ دسمبر ۲۰۱۵ء کو بحرین میں منعقدہ بیالیسویں اجلاس کے دوران معیار کے مسودہ پر بحث کی اور اس میں مناسب ترامیم کو شامل کرکے اس کو جلسۂ سماعت میں پیش کرنے کا فیصلہ کیا۔

مجلسِ شرعی کی تجویز کے مطابق انتظامیہ نے جلسۂ سماعت کی تین نشستیں منعقد کیں: مؤرخہ ۱۲ ربیع الثانی ۱۴۳۷ھ مطابق ۲۲ جنوری ۲۰۱٦ء کو مراکش کے شہر رباط میں بمقام دار الحدیث الحسنیۃ، مؤرخہ ۲۵ ربیع الثانی ۱۴۳۷ھ کو ہاشمی مملکتِ اُردن میں بمقام جامعۃ الاردنیۃ اور جمعیۃ العلمیۃ القضائیۃ السعودیۃ کے تعاون سے

مؤرخہ ۴ جمادی الاول ۱۴۳۷ھ مطابق ۱۳ فروری ۲۰۱۶ کو سعودی عرب میں۔ ان نشستوں میں ماہرینِ شریعت، مرکزی بینکوں، آڈٹ فرمز، اسلامی مالیاتی اداروں کے نمائندوں اور مختلف یونیورسٹیوں کے اساتذہ سمیت متعدد ماہرین نے شرکت کی اور تفصیل سے معیار کے مسودہ پر بحث کی گئی اور ماہرینِ شریعت اور ماہرین کی آراء اور ان کے تبصروں کو جمع کیا گیا۔

مجلسِ شرعی نے مؤرخہ ۱ - ۳ جمادی الثانی ۱۴۳۷ھ مطابق ۱۰ - ۱۲ مارچ ۲۰۱۶ء کو بحرین میں منعقد ہونے والے اپنے تینتالیسویں اجلاس میں جلسۂ سماعت کی تینوں نشستوں میں سامنے آنے والی آراء کی روشنی میں معیار کے مسودہ پر غور کیا اور مناسب ترامیم کو شامل کرنے کے بعد معیار پر اعتماد کی منظوری دی۔

شرعی معیارات کی ڈرافٹنگ کمیٹی نے مؤرخہ ۳۰ رجب ۱۴۳۷ھ مطابق ۷ مئی ۲۰۱۶ء کو مدینہ منورہ میں منعقد ہونے والے اجلاس میں معیار پر نظر ثانی کی، اور مباحثہ اور بعض ترامیم شامل کرنے کے بعد باقاعدہ طور پر اس معیار کو جاری کیا۔

ضمیمہ (ب)

شرعی احکام کی بنیادیں

مقابلوں [مسابقوں] کے جائز ہونے کی بنیاد

- مسابقوں کے جائز ہونے کی بنیاد اللہ تعالیٰ کا یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کا قصہ بیان کرتے ہوئے ارشاد ہے: ﴿قَالُوْا يٰٓاَبَانَآ اِنَّا ذَهَبْنَا نَسْتَبِقُ وَتَرَكْنَا يُوْسُفَ عِنْدَ مَتَاعِنَا﴾ (کہنے لگے، ابا جی! ہم دوڑنے کا مقابلہ کرنے چلے گئے تھے اور ہم نے یوسف کو اپنے سامان کے پاس چھوڑ دیا تھا)۔ [۱] ماوردی فرماتے ہیں: ان بھائیوں نے اس کی خبر ایک نبی کو دی جس نے اس پر کوئی نکیر نہیں کی، یہ شرعاً اس کے مباح ہونے کی دلیل ہے، اور جو چیز پہلی کسی شریعت میں وارد ہوئی ہو اور منسوخ نہ ہوئی ہو تو اس پر عمل کیا جاسکتا ہے۔ [۲]
- اور سنت سے دلیل وہ روایت ہے جس میں ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: (انعام تو گھوڑے یا اونٹ کی دوڑ یا تیر اندازی میں ہی ہونا چاہیے)۔ [۳]
- نیز عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مقابلہ کروایا ان گھوڑوں کے درمیان جن کی تضمیر [۴] کی گئی حفیاء نامی مقام سے ثنیۃ الوداع نامی مقام تک اور ان گھوڑوں کے درمیان جن کی تضمیر نہیں کی گئی ثنیۃ سے بنی زریق کی مسجد تک، اور عبد اللہ رضی اللہ عنہ بھی مقابلہ میں حصہ لینے والوں

---

(۱)　سورۃ یوسف: ۱۷۔

(۲)　الماوردی: علی بن محمد، الحاوی الکبیر ۱۸۰/۱۵۔

(۳)　ابوداؤد، السنن، حدیث ۲۵۷۴۔

(۴)　تضمیر ایک خاص عمل ہے جو گھوڑوں کو تیز دوڑ کے قابل بنانے کے لیے کیا جاتا ہے جس کے تحت ان کو مخصوص طریقہ سے خوراک وغیرہ دی جاتی ہے۔ (مترجم)

میں شامل تھے)۔ [۱]

- انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے، فرماتے ہیں کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی العضباء نامی ایک اونٹنی تھی جس سے کوئی آگے کوئی نہ بڑھ پاتا تھا، ایک دن دیہات کے رہنے والے ایک صاحب ایک جوان اونٹ پر آئے اور وہ اونٹ اس اونٹنی سے آگے نکل گیا، یہ بات مسلمانوں کو ناگوار گزری، جب اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کا علم ہوا تو آپ نے فرمایا: (یہ بات اللہ تعالیٰ کی طرف سے طے ہے کہ دنیا کی جو چیز بھی بلند ہوگی اللہ اس کو نیچا کر دکھائے گا)۔ [۲]
- نیز حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ ایک سفر میں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھیں، فرماتی ہیں: میں نے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مقابلہ کیا تو میں اپنی پیدل چال میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے آگے نکل گئی، پھر جب میرا وزن زیادہ ہوگیا تو میں نے اللہ کے نبی علیہ السلام سے مقابلہ کیا تو آپ مجھ سے آگے نکل گئے اور فرمایا: (اب حساب برابر ہوگیا)۔ [۳]

انعامات کے جواز کی بنیاد

- یہ حدیث شریف ہے: «لا سبق إلا في خف أو حافر أو نصل» "انعام تو گھوڑے یا اونٹ کی دوڑ یا تیر اندازی کا ہونا چاہیے"، یہاں سبَق (باء کے زبر کے ساتھ) سے مراد وہ انعام ہے جو مقابلہ میں دیا جاتا ہے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد میں مسابقوں میں انعامات کے جائز ہونے کی دلیل ہے۔

(۱) البخاری، الصحیح، حدیث نمبر ۴۱۰، ۲۷۱۵، مسلم، الصحیح، حدیث نمبر ۱۸۷۰۔

(۲) البخاری، الصحیح، کتاب الجہاد والسیر، حدیث نمبر ۲۷۱۷۔

(۳) ابوداؤد: السنن، کتاب الجہاد، باب السبق علی الرجل، حدیث نمبر ۲۵۷۸، ابن ماجہ: السنن، کتاب النکاح، باب حسن معاشرۃ النساء، حدیث نمبر ۱۹۷۹۔

ضمیمہ (ج)

فرہنگ

- **السبق لغت کے لحاظ سے:** باء کے سکون کے ساتھ، دوڑ یا کسی بھی مقابلہ میں شامل ہونا، اور السبق باء کے زبر کے ساتھ وہ انعام جو مقابلہ جیتنے والے کو دیا جاتا ہے۔[1]
- **المسابقة [مقابلہ] اصطلاح میں:** کسی جائز کام کے انجام دینے کا عقد اس طرح کہ ایک دوسرے پر غلبہ حاصل کیا جاسکے تاکہ اس کے ذریعہ سب سے ماہر کی پہچان ہوسکے، چاہے اس کے مقابل کوئی عوض ہو یا اس کے بغیر۔[2]
- **تیر اندازی کا مقابلہ:** تیر اندازی میں ایک دوسرے پر غالب آنے کی کوشش کرنا۔[3]
- **التحریش:** جانوروں کو ابھارنا اور جوش دلانا۔
- **الجائزة لغت میں:** تحفہ۔

اصطلاح میں: ایک یا زائد حقیقی یا معنوی اشخاص کو انعام دینا تاکہ وہ اپنے برابر کے فریقوں پر غلبہ حاصل کرکے مباح اور متعین کام انجام دے سکیں۔

- **کرنٹ اکاؤنٹ** وہ رقوم جو بینک کے پاس اس شرط پر رکھوائی جاتی ہیں کہ جب صارف چاہے بینک اس کو لوٹا دے گا۔
- **سرمایہ کاری اکاؤنٹس:** وہ رقوم جو صارفین بینک میں رکھواتے ہیں اور متعین مدت گذرنے کے بعد انہیں نکالا جاسکتا ہے۔ اس کی دو قسمیں ہیں: متعین مدت کے لیے رکھی جانے والی رقوم (ٹرم ڈیپازٹ) اور سیونگ ڈیپازٹ۔

---

(۱)　ابن منظور، محمد بن مکرم، لسان العرب ۱۰/ ۱۵۳، دار صادر بیروت۔

(۲)　الشثری، سعد بن ناصر بن عبد العزیز، المسابقات واحکامها فی الشریعة الاسلامیة (تبدیلی کے ساتھ)۔

(۳)　الانصاری، زکریا محمد بن زکریا، اسنی المطالب فی شرح روض الطالب، ۴/ ۲۲۴۔

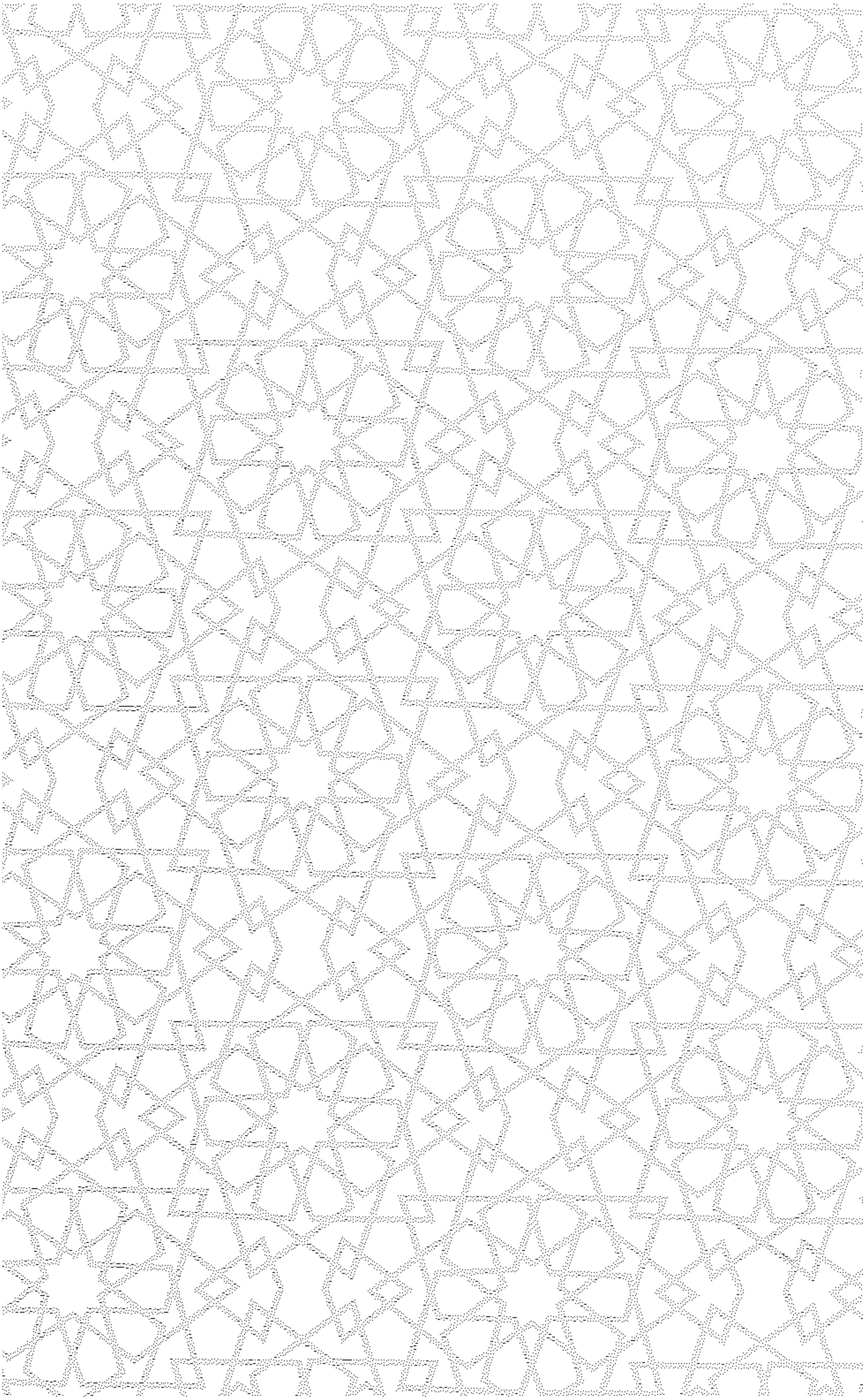

شرعی معیار نمبر (۵۶)

سرمایہ کاری کے منتظم پر ضمان

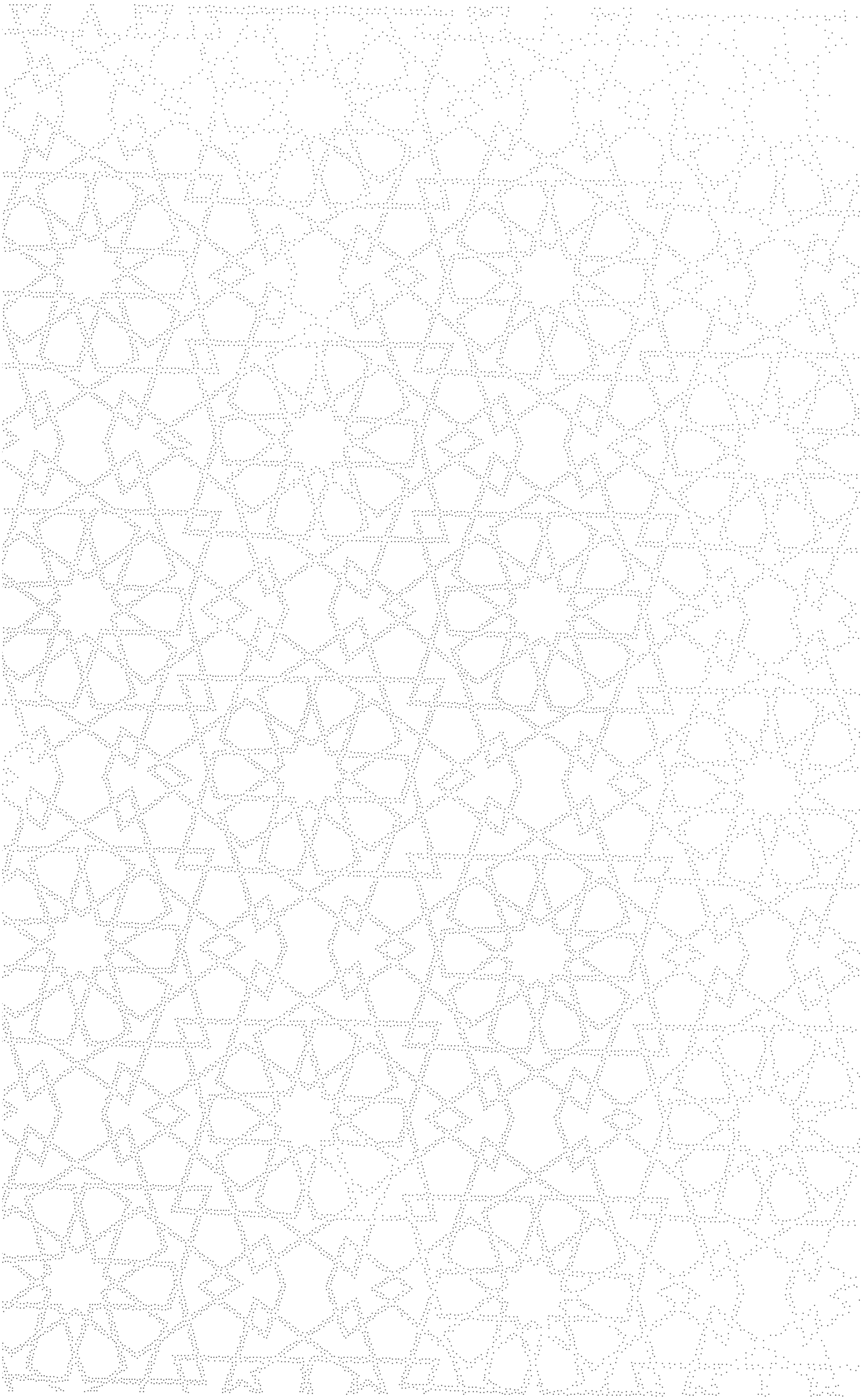

فہرست

دیباچہ ۱۳۲۸

معیار کا متن ۱۳۲۹

۱- معیار کا دائرۂ کار ۱۳۲۹

۲- سرمایہ کاری کے منتظم کی تعریف ۱۳۲۹

۳- سرمایہ کاری کے منتظم کے ضامن ہونے یا نہ ہونے کی مختلف صورتیں ۱۳۳۰

۴- تیسرے فریق کا نقصان کی تلافی کی ذمہ داری لینا ۱۳۳۱

۵- زیادتی اور کوتاہی ۱۳۳۳

۶- ثبوت کی ذمہ داری ۱۳۳۴

۷- منتظم سرمایہ کاری پر نقصان کی ذمہ داری ثابت ہونے کی صورت میں مرتب ہونے والے اثرات ۱۳۳۴

۸- معیار کے اجرا کی تاریخ ۱۳۳۵

معیار کی منظوری ۱۳۳۶

ضمیمہ جات

ضمیمہ (الف) معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد ۱۳۳۷

ضمیمہ (ب) شرعی احکام کی بنیادیں ۱۳۳۹

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على أشرف المرسلين، سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه أجمعين.

دیباچہ

اس معیار کا مقصد سرمایہ کاری کے منتظم کی طرف سے زیادتی، کوتاہی یا طے شدہ شرائط کی خلاف ورزی کی صورت میں سرمایہ کاری کے منتظم (بشمول مضارب، سرمایہ کاری کے وکیل اور شراکت داری کی بنیاد پر ہونے والے کاروبار میں انتظام سنبھالنے والے شریک) پر لاگو ہونے والی ذمہ داریوں کے احکام، اسی طرح سرمایہ کاری کے منتظم پر کاروبار سے متعلق ضمانت کی شرط لگانے یا منتظم کی جانب سے رضاکارانہ طور پر اس ضمانت کے قبول کرنے کے حکم، سرمایہ کاری کے منتظم کو زیادتی یا کوتاہی نہ پائے جانے کو قانونی طور پر ثابت کرنے کے مالی اخراجات کا ذمہ دار ٹھہرانے کے حکم اور سرمایہ کاری کے منتظم کی ذمہ داری ثابت ہوجانے کی صورت میں لاگو ہونے والے احکام کو بیان کرنا ہے۔

واللہ الموفّق...

معیار کا متن

ا- معیار کا دائرۂ کار

یہ معیار سرمایہ کاری کے منتظم کے ذمہ دار ہونے یا نہ ہونے کے احوال، زیادتی اور کوتاہی کے مفہوم، اس کی صورتوں، زیادتی اور کوتاہی کے معیار، سرمایہ کاری کے منتظم کی ذمہ داری کے متعلق لاگو ہونے والے احکام اور کسی تیسرے فریق کی جانب سے کاروبار میں ہونے والے نقصان کی ذمہ داری قبول کرنے کے احکام کے بیان پر مشتمل ہے۔

یہ معیار ان ذمہ داریوں پر مشتمل نہیں ہے جن کا تعلق سرمایہ کاری کے منتظم سے نہیں ہوتا، ایسی ذمہ داریوں کا حکم معلوم کرنے کے لیے دیکھیے شرعی معیار نمبر (۳۹) "رہن"، شرعی معیار نمبر (۵) "ضمانتیں" اور شرعی معیار نمبر (۴۵) "اصل سرمائے اور سرمایہ کاریوں کی حفاظت"۔

۲- سرمایہ کاری کے منتظم کی تعریف

۱/۲　وہ شخص جو کسی دوسرے کی اجازت سے اس کے مال کی سرمایہ کاری کرنے کا ذمہ دار ہو۔

۲/۲　سرمایہ کاری کے انتظام کی مختلف صورتیں

۱/۲/۲　مضاربہ: یعنی اس بنیاد پر منافع میں شرکت کہ سرمایہ ایک فریق کی جانب سے ہو (جو کہ رب المال کہلاتا ہے) اور اس سرمایہ کو مختلف صورتوں میں استعمال کرنے کا عمل دوسرے فریق کی جانب سے ہو (جو کہ مضارب کہلاتا ہے)۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۱۳) "مضاربہ"۔

۲/۲/۲　وکالت برائے سرمایہ کاری: یعنی کسی ایک فرد کا دوسرے کو اپنے مال کے اضافہ کے لیے مقرر کرنا چاہے اجرت کی بنیاد پر ہو یا بغیر اجرت کے۔ دیکھیے شرعی معیار

نمبر (۴۶) "وکالت برائے سرمایہ کاری"۔

۴/۲/۳ شراکت داروں میں سے کسی ایک کو شرکت کے اموال کی سرمایہ کاری کا ذمہ دار بنادینا۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۱۲) "شرکت (مشارکہ) اور جدید اقسامِ شرکت"۔

۳- سرمایہ کاری کے منتظم کے ضامن ہونے یا نہ ہونے کی مختلف صورتیں

۱/۳ سرمایہ کاری کا منتظم "امین" ہوتا ہے سوائے ان صورتوں کے جن میں اس کی طرف سے زیادتی، کوتاہی یا طے شدہ شرائط کی خلاف ورزی پائی جائے۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۱۲) "شرکت (مشارکہ) اور جدید اقسامِ شرکت"، شق ۱/۴/۱/۳، اور شرعی معیار نمبر (۴۶) "وکالت برائے سرمایہ کاری، شق ۱/۷۔

۲/۳ سرمایہ کاری کے معاہدہ میں ہر صورت میں سرمایہ کاری کے منتظم کے ذمہ دار ہونے کی شرط لگانا جائز نہیں اور نہ ہی منتظم کے لیے ایسی ذمہ داری عقد کے وقت قبول کرنا جائز ہے۔

۳/۳ سرمایہ کاری کے منتظم کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ سرمایہ کاری کا معاہدہ ہونے کے بعد صراحتاً یا ضمناً ضمانت [نقصان کی ذمہ داری] کو اپنے اوپر لازم کرے۔

۴/۳ کاروبار میں مکمل یا جزوی نقصان کی صورت میں سرمایہ کاری کے منتظم کے لیے جائز ہے کہ اپنی مرضی سے رضاکارانہ طور پر (نہ کہ مشروط طور پر) نقصان کی ذمہ داری لے لے۔

۵/۳ ضمانت کی ممنوعہ صورتیں درج ذیل ہیں:

۱/۵/۳ سرمایہ کاری کے منتظم کا سرمایہ کار سے ایک متعین قیمت پر اثاثے خریدنے کا عہد کرلینا، جیسے مضاربہ، مشارکہ یا وکالہ پر مشتمل صکوک کے حاملین یا ان حاملین کے نمائندوں سے عقد کے وقت طے شدہ قیمت پر اثاثے خریدنے کا عہد کرلینا۔ البتہ یہ جائز ہے کہ اثاثوں کو ان کی صافی قیمت، بازار میں رائج قیمت، منصفانہ قیمت یا خریدتے وقت دونوں فریقوں کے درمیان طے پاجانے والی قیمت پر خریدنے

کا عہد ان شرائط کو ملحوظ رکھتے ہوئے کر لیا جائے جو شرعی معیار نمبر (۱۲) "شرکت (مشارکہ) اور جدید اقسامِ شرکت"، شق ۳/۱/۶/۲ میں اور شرعی معیار نمبر (۵) "ضمانتیں"، شق ۲/۲/۱ اور ۲/۲/۲ میں بیان ہوئیں۔

۳/۵/۲ سرمایہ کاری کے منتظم کا کرنسی کے اتار چڑھاؤ کے نتیجہ میں ہونے والے نقصان کو برداشت کرنے کا معاہدہ کرنا۔ اس سلسلے میں شق ۳/۲ اور ۳/۴ کو ملحوظ رکھا جائے۔ نیز دیکھیے شرعی معیار نمبر (۵) "ضمانتیں"، شق ۳/۳/۴۔

۳/۶ یہ جائز نہیں ہے کہ سرمایہ کاری کے منتظم کو ضامن ٹھہرانے کی غرض سے کوئی ایسی شرط لگائی جائے جس کو نافذ کرنا/پورا کرنا عام طور پر ممکن نہیں ہوتا۔

۴۔ تیسرے فریق کا نقصان کی تلافی کی ذمہ داری لینا

۴/۱ کسی تیسرے فریق کا سرمایہ کار کے لیے اصل سرمایہ یا نفع میں ہونے والے نقصان کی تلافی کی یا سرمایہ کاری کے اثاثوں کو ایک متعین قیمت پر خریدنے کی ذمہ داری لینا درجِ ذیل شرائط کے ساتھ جائز ہے:

۴/۱/۱ فریقِ ثالث سرمایہ کاری کے منتظم کے علاوہ کوئی اور شخص ہو۔ اور اگر ان دونوں کے درمیان ملکیت کا تعلق ہو تو ایک کی ملکیت دوسرے میں ۵۰ فیصد سے زیادہ نہ ہو، نیز صرف اس شرط کو نظر انداز کرنے کے لیے کوئی حیلہ سازی کرنا مثلاً ایک الگ ادارہ یا شخصِ قانونی [legal entity] بنالینا جائز نہیں ہے۔

۴/۱/۲ ذمہ داری قبول کرنے والے فریق کو سرمایہ کاری کے منتظم سے رجوع کرنے کا حق حاصل نہ ہو۔

۴/۱/۳ فریقِ ثالث کی طرف سے یہ ذمہ داری قبول کرنا صرف احسان کی بنیاد پر ہو۔

۴/۲ فریقِ ثالث کی طرف سے قبول کی گئی ذمہ داری پوری نہ کیے جانے یا اس کے ختم ہو جانے کی صورت میں سرمایہ کاری کے معاہدہ پر کوئی منفی اثر مرتب نہ ہوتا ہو۔ دیکھیے شرعی معیار

نمبر (۵) "ضمانتیں"، شق ۶/۶، شرعی معیار نمبر (۱) "کرنسی کی تجارت شق ۲/۹/۳، شرعی معیار نمبر (۱۲) "شرکت (مشارکہ) اور جدید اقسامِ شرکت"، شق ۳/۱/۴/۳، شرعی معیار نمبر (۱۷) "سرمایہ کاری صکوک"، شق ۵/۱/۷/۸ اور شرعی معیار نمبر (۴۵) "اصل سرمایہ اور سرمایہ کاریوں کی حفاظت"، شق ۴/۱۔

۴/۳ وکیلِ خدمات کا ذمہ داری قبول کرنا

۴/۳/۱ اس معیار میں خدمات کے وکیل سے مراد وہ وکیل ہے جس کی اہم ذمہ داریاں سرمایہ کاری کے علاوہ دیگر خدمات پیش کرنے تک محدود ہوں، اثاثوں کو کرائے پر دینا، ان کی انشورنس (تکافل) کروانا، ان کی دیکھ بھال [maintenance] کروانا یا سرمایہ کاری سے حاصل شدہ آمدنی کی وصولی کرنا وغیرہ۔ یہ وکیل مضارب، شراکت کی بنیاد پر منتظم یا وکیل برائے سرمایہ کاری نہیں ہوگا، اور نہ ہی سرمایہ کاری کی منصوبہ بندی کے نفاذ یا اس سے متعلقہ فیصلوں سے اس کا کوئی تعلق ہوگا۔

۴/۳/۲ شق ۴/۱ میں مذکور شرائط کی پابندی کو ملحوظ رکھتے ہوئے وکیل برائے خدمات فریقِ ثالث شمار کیا جائے گا جو کہ سرمایہ کار کے لیے سرمایہ میں یا نفع میں ہونے والے نقصان کی تلافی کی ذمہ داری درجِ ذیل مزید شرائط کے ساتھ قبول کر سکتا ہے:

۴/۳/۲/۱ وکیلِ خدمات خود سرمایہ کاری میں سرمایہ فراہم نہ کر رہا ہو اور نہ ہی وکیلِ خدمات سرمایہ کاری کا منتظم ہو۔ وکیل برائے سرمایہ کاری کے منتظم کے حکم میں ہونے کے لیے یہ بھی کافی ہے کہ وہ سرمایہ کاری سے متعلق منصوبہ بندی کے نفاذ یا اس کے متعلق فیصلوں کا اختیار رکھتا ہو۔

۴/۳/۲/۲ وکیل برائے خدمات کی طرف سے نقصان کی تلافی کی ذمہ داری قبول کرنا وکالت برائے خدمات کے معاملہ سے الگ ایک ایسے مستقل معاملہ کے ذریعہ ہو جس کے منسوخ ہونے سے وکالت برائے خدمات کا معاملہ منسوخ نہ ہو۔

۴/۳/۲/۳ اگر وکالت اجرت کے بدلہ ہو[وکالہ بالاجرۃ کا معاملہ ہو] تو وکیل برائے خدمات کی اجرت عام طور پر رائج اجرت سے زیادہ نہ ہو، کیونکہ شق (۳/۱/۴) میں ذکر کردہ نقصان کی تلافی کی ذمہ داری لینے کی صورت کے عوض کوئی اجرت وصول کرنا ممنوع ہے۔

۵- زیادتی اور کوتاہی

۵/۱ زیادتی اور کوتاہی کا مفہوم

۵/۱/۱ زیادتی سے مراد یہ ہے کہ کسی ایسی حد سے تجاوز کیا جائے جو شریعت کی طرف سے مقرر شدہ ہو، یا دونوں فریقوں کے درمیان طے پائی جانے والی ایسی شرائط سے جو عموماً نفاذ کے قابل ہوتی ہیں، یا ایسی حد سے جو مضاربہ یا وکالت برائے سرمایہ کاری کے متعلق عرف کے لحاظ سے لاگو ہوتی ہو، چاہے یہ حدود سے تجاوز جان بوجھ کر ہو یا بلا ارادہ۔

۵/۱/۲ کوتاہی سے مراد یہ ہے کہ سرمایہ کاری کے انتظامات کا ذمہ دار کسی ایسی ذمہ داری کی ادائیگی کو ترک کردے جو اس پر شرعاً یا دونوں فریقوں کی طے شدہ شرائط یا عرف کے مطابق سرمایہ کاری کے حوالہ سے اس پر لاگو ہوتی تھی۔

۵/۲ مذکورہ بالا صورتوں کے علاوہ سرمایہ کاری کے منتظم کی طرف سے پائی جانے والی زیادتی یا کوتاہی کی چند عام صورتیں یہ ہیں:

۵/۲/۱ حالات کے تقاضہ کے باوجود ضمانت (سیکورٹی، گارنٹی وغیرہ) حاصل نہ کرنا۔

۵/۲/۲ فیزیبلیٹی رپورٹ تیار نہ کروانا حالانکہ عرف یا شرائط کے مطابق یہ لازم بھی ہو۔

۵/۲/۳ سامان کو اس کی حفاظت کے لیے مناسب مقام پر محفوظ نہ کرنا۔

۵/۲/۴ عرف یا قانون کے مطابق جن چیزوں کی وضاحت ضروری ہو ان کی وضاحت نہ کرنا۔

۶- ثبوت کی ذمہ داری

اصولاً سرمایہ کاری کے منتظم کی طرف سے زیادتی یا کوتاہی ثابت کرنے کی ذمہ داری اسی پر لازم ہے جو اس کا دعویٰ کرے (مدعی) نہ کہ انکار کرنے والے پر (مدعی علیہ / سرمایہ کاری کا منتظم) کیونکہ منتظم عقد میں امین شمار کیا جاتا ہے۔ البتہ چند صورتوں میں یہ ذمہ داری سرمایہ کاری کے منتظم پر لاگو ہوگی جن کی تفصیل حسبِ ذیل ہے:

۱/۶ عقد میں یہ شرط رکھی گئی ہو کہ یہ ذمہ داری سرمایہ کاری کے منتظم پر ہوگی۔

۲/۶ قانونی یا انتظامی اداروں کی طرف سے یہ ذمہ داری سرمایہ کاری کے منتظم پر لاگو کی گئی ہو۔

۳/۶ ایسے شواہد موجود ہوں جو سرمایہ کاری کے منتظم کی طرف سے نقصان یا زیادتی اور کوتاہی کے نہ پائے جانے کے دعوے کے خلاف ہوں، مثلاً منتظمِ سرمایہ کاری نقصان کا دعویٰ کرے حالانکہ اس جیسی دوسری سرمایہ کاریاں منافع بخش رہی ہوں۔

۷- منتظمِ سرمایہ کاری پر نقصان کی ذمہ داری ثابت ہونے کی صورت میں مرتب ہونے والے اثرات

۷/۱/۱ منتظمِ سرمایہ کاری پر نقصان کی ذمہ داری ثابت ہوجانے کی صورت میں وہ اصل سرمایہ کے ساتھ ساتھ اس نفع کا بھی ذمہ دار ہوگا جو اس کی طرف سے زیادتی، کوتاہی یا شرائط کی خلاف ورزی کے نتیجہ میں پائے جانے والے نقصان سے پہلے سرمایہ کاری کو ہوچکا تھا، اسی طرح منتظمِ سرمایہ کاری سرمایہ کے اضافہ (capital gain) کا بھی ذمہ دار ہوگا، البتہ ضائع ہوجانے والے اور متوقع منافع کا وہ ذمہ دار نہ ہوگا۔

۷/۱/۲ اگر سرمایہ کار نے منتظمِ سرمایہ کاری کو ایک متعین نرخ پر خرید وفروخت کا پابند بنایا ہو اور وہ سرمایہ کار کی اجازت کے بغیر اس سے کم نرخ پر سامان فروخت کردے تو

منتظم سرمایہ کاری دونوں قیمتوں کے فرق کا ذمہ دار ہوگا۔[1]

۷/۱/۳ اگر کسی ادارہ کو کوئی مال اس ادارہ کے عام سرمایہ کاری مواقع [پول] میں سرمایہ کاری کے لیے دیا گیا اور ادارہ نے یہ رقم اس عام پول میں نہیں لگائی اور اس پول میں منافع حاصل ہوا تو سرمایہ کار کو معاہدہ میں طے شدہ تناسب کے لحاظ سے منافع حاصل کرنے کا حق ہوگا، اور نقصان یا ضیاع کی صورت میں سرمایہ کار اپنے سرمایہ کے تناسب سے نقصان کا ذمہ دار ہوگا۔

۷/۱/۴ اگر سرمایہ کاری کا موضوع کچھ جامد اثاثے ہوں تو کوتاہی کے سبب ہونے والے نقصان کی مقدار کا تعیّن نقصان، گھاٹا یا ہلاکت واقع ہونے والے دن کے حساب سے کیا جائے گا۔

۷/۲ کاروباری تعلق کا تسلسل

منتظم سرمایہ کاری صرف زیادتی، کوتاہی یا شرائط کی خلاف ورزی پائے جانے سے معزول نہیں ہوگا۔ البتہ اگر معاہدہ میں یہ طے ہو تو پھر صرف ان امور کے پائے جانے سے ہی معزول ہوجائے گا، اسی طرح اگر سرمایہ کار خود معزول کردے تو بھی منتظم سرمایہ کاری معزول ہوجائے گا۔

۸- معیار کے اجرا کی تاریخ

یہ معیار مؤرخہ ۱۷ صفر ۱۴۳۸ھ مطابق ۱۸ نومبر ۲۰۱۶ء کو جاری ہوا۔

(۱) یہ حکم مجلس شرعی کے پینتالیسویں اجلاس منعقدہ اکتوبر ۲۰۱۶ء، بحرین میں طے شدہ فیصلہ کے مطابق ہے، جس کی رُو سے بعد ازاں شرعی معیار نمبر (۲۳) "وکالت اور فضولی کا تصرف"، شق ۲/۳/۶ میں ترمیم کی گئی ہے۔

معیار کی منظوری

مجلسِ شرعی نے سرمایہ کاری کے منتظم کی ذمہ داریوں سے متعلق شرعی معیار پر بحرین میں منعقد ہونے والے اپنے چھیالیسویں اجلاس مؤرخہ ۱۷-۱۹ صفر ۱۴۳۸ھ مطابق ۱۷-۱۹ نومبر ۲۰۱۶ء کو منظور کیا۔

ضمیمہ (الف)

معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد

مجلسِ شرعی نے مؤرخہ ۲۸-۲۹ جمادی الاول ۱۴۳۶ھ مطابق ۱۹-۲۰ مارچ ۲۰۱۵ء کو اپنے چالیسویں اجلاس میں شرعی مشیر کو منتظمِ سرمایہ کاری (مضارب، وکیل برائے سرمایہ کاری اور شریک) کی ذمہ داریوں سے متعلق شرعی تحقیق تیار کرنے کی ذمہ داری سونپی۔

۶ جون ۲۰۱۵ء کو شرعی معیارات کی کمیٹی نے کویت میں منعقد ہونے والے اجلاس کے دوران اس رپورٹ پر مباحثہ کیا اور اس پر اعتماد کا اظہار کرتے ہوئے معیار کے مسودہ کی تیاری کا حکم دیا۔

شرعی معیارات کی کمیٹی نے بعد ازاں ۲۰ ستمبر ۲۰۱۵ء کو کویت میں منعقدہ اجلاس کے دوران معیار کے مسودہ پر مباحثہ کیا اور اس میں مناسب ترامیم کا اضافہ کیا۔

مجلسِ شرعی نے مؤرخہ ۲۲-۲۳ صفر ۱۴۳۷ھ مطابق ۴-۵ دسمبر ۲۰۱۵ء بحرین میں منعقد ہونے والے اپنے بیالیسویں اجلاس میں معیار کے مسودہ پر مباحثہ کیا اور مناسب ترامیم کے اضافہ کے بعد مسودہ کو جلسۂ سماعت میں پیش کرنے کے لیے منظور کیا۔

جنرل سیکرٹریٹ نے مجلسِ شرعی کی تجویز کے مطابق سماعت کی تین نشستوں کا اہتمام کیا جو کہ بالترتیب مراکش کے دارالحکومت رباط میں مؤرخہ ۱۲ ربیع الثانی ۱۴۳۷ھ مطابق ۲۲ جنوری ۲۰۱۶ء کو، جامعہ اردنیہ اردن میں مؤرخہ ۲۵ ربیع الثانی ۱۴۳۷ھ مطابق ۴ فروری ۲۰۱۶ء کو اور سعودی عرب میں جمعیۃ العلمیۃ القضائیۃ السعودیۃ کے تعاون سے مؤرخہ ۴ جمادی الاول ۱۴۳۷ھ مطابق ۱۳ فروری ۲۰۱۶ء کو منعقد ہوئیں، جن میں ماہرینِ شریعت اور ماہرین کی ایک بڑی تعداد نے شرکت کی جن میں مرکزی بینکوں، اسلامی مالیاتی اداروں، آڈٹ فرمز اور دیگر متعلقہ اداروں کے نمائندوں سمیت مختلف یونیورسٹیوں کے اساتذہ اور دیگر ماہرین نے

شرکت کی، اور تفصیل کے ساتھ اس معیار کے مسودہ پر مباحثہ کیا گیا اور ماہرین کے تبصروں اور آراء کو جمع کیا گیا۔

مجلسِ شرعی نے مؤرخہ ۲۷ ذوالحجہ ۱۴۳۷ھ - یکم محرم ۱۴۳۸ھ مطابق ۲۹ ستمبر - ۲ اکتوبر ۲۰۱۶ء کو بحرین میں منعقد ہونے والے اپنے پینتالیسویں اجلاس میں سماعت کے اجلاسوں کے دوران موصول ہونے والی آراء اور تبصروں کا جائزہ لینے کے بعد مناسب ترامیم کو شامل کیا۔

ذیلی کمیٹی نے وکیل برائے خدمات کے ضامن ہونے سے متعلق شق کے حوالہ سے ایک طویل اجلاس مؤرخہ ۳ نومبر ۲۰۱۶ء کو ملائیشیا میں منعقد کیا اور اس سلسلہ میں اپنی تجاویز مجلسِ شرعی کو پہنچائیں۔

مجلسِ شرعی نے مؤرخہ ۱۷ - ۱۹ صفر ۱۴۳۸ھ مطابق ۱۷ - ۱۹ نومبر ۲۰۱۶ء کو بحرین میں منعقد ہونے والے اپنے چھیالیسویں اجلاس میں مذکورہ مسئلہ کے بارے میں مناسب ترامیم شامل کرنے کے بعد معیار کو منظور کیا۔

مسودہ ساز کمیٹی نے ۱۹ صفر ۱۴۳۸ھ مطابق ۱۹ نومبر ۲۰۱۶ء کو ڈرافٹنگ سے متعلق چند تبدیلیوں کے بعد معیار کو باقاعدہ طور پر جاری کیا۔

ضمیمہ (ب)

شرعی احکام کی بنیادیں

- منتظمِ سرمایہ کاری کے امین ہونے کی شرعی بنیاد یہ ہے کہ اس معیار میں منتظمِ سرمایہ کاری سے مراد شریکِ منتظم، مضارب اور وکیل برائے سرمایہ کاری ہیں اور فقہاء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ یہ تمام افراد کاروبار میں امین کی حیثیت رکھتے ہیں اور زیادتی، کوتاہی یا طے شدہ شرائط کی خلاف ورزی کے علاوہ نقصان کے ذمہ دار نہیں ہوتے۔ نیز اگر معاہدہ میں نقصان کی ذمہ داری کی شرط شامل کی جائے تو یہ نفع پر مشتمل قرض کی صورت ہو جائے گی جو کہ ناجائز ہے۔[1]
- سرمایہ کاری کے منتظم کی طرف سے کاروبار میں مکمل نقصان کی صورت میں از خود نقصان کی ذمہ داری قبول کرنے کے جواز کی بنیاد یہ ہے کہ ایسا کرنے کی صورت میں وہ احسان کا معاملہ کرے گا اور احسان کرنے پر کوئی پابندی نہیں ہے۔
- سرمایہ کاری کے منتظم کی جانب سے حاملینِ صکوک سے پہلے سے طے شدہ قیمت پر اثاثہ خریدنے کی ذمہ داری یا سرمایہ کاروں کے حصہ واپس لینے کے وقت کرنسی کے اتار چڑھاؤ سے ہونے والے نقصان کی ذمہ داری قبول کرنے کے عدم جواز کی بنیاد یہ ہے کہ انجامِ کار یہ بھی پہلی صورت میں کلی طور پر اور دوسری صورت میں جزوی طور پر سرمایہ کاری کے منتظم پر نقصان کی ذمہ داری کی شرط لگانے کے مترادف ہے اور یہ ناجائز ہے جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے۔
- معیار میں مذکور شرائط کے مطابق فریقِ ثالث کا نقصان یا منافع میں کمی کی ذمہ داری قبول کرنے کے

(۱) ملاحظہ ہو: ابن جزی کی القوانین الفقہیہ ص ۲۲۱، الماوردی کی الحاوی الکبیر ۶/۵۰۲، العمرانی کی البیان فی مذہب الامام الشافعی ۶/۴۵۷، ابن قدامہ کی المغنی ۷/۲۱۴۔

جواز کی بنیاد یہ ہے کہ یہ ایک احسان کی ذمہ داری قبول کرنا ہے اور اس سے نہ تو کسی شرعی ممانعت کا ارتکاب لازم آتا ہے اور نہ ہی یہ سرمایہ کار سے اصل ضمان کی نفی کرتا ہے، نیز اس میں منتظم سرمایہ کاری کو نقصان کا ضامن بنانا بھی نہیں پایا جا رہا۔ اس سلسلہ میں سرمایہ کاری دستاویز سے متعلق مجمع الفقہ الاسلامی کی قرارداد ۳۰ (۴/۵) دیکھ لی جائے۔

- منتظم سرمایہ کاری کی جانب سے زیادتی یا کوتاہی کو ثابت کرنے کی ذمہ داری مدعی یعنی سرمایہ کار پر ہونے کی شرعی بنیاد یہ ہے کہ اصل تو زیادتی اور کوتاہی کا نہ پایا جانا ہے اور اسی طرح اصل تو وکیل کا ذمہ داری سے بری ہونا ہے، لہٰذا جب تک ان کے برخلاف ثابت نہ ہو اصل کو برقرار رکھا جائے گا۔
- مذکورہ بالا اصول کے برخلاف اگر معاہدہ میں نقصان کی صورت میں اس دعویٰ کے ثبوت کے اخراجات منتظم سرمایہ کاری کے ذمہ ہونے کی شرط طے کی گئی ہو تو یہ اخراجات منتظم پر لاگو ہوں گے۔ اس کی شرعی بنیاد یہ ہے کہ اس صورت میں منتظم اپنے حق کو چھوڑنے پر راضی ہو گیا ہے، اور اس میں شرعاً کوئی خرابی بھی نہیں ہے۔ اور اگر منتظم سرمایہ کاری پر ان اخراجات کی ادائیگی قانونی اداروں کی جانب سے لازم کی گئی ہو تو یہ فقہ کے اصول "مصالح مرسلہ" کی قبیل سے حاکم کا مقرر کردہ فیصلہ ہے جس کی پابندی کرنا ضروری ہے۔ البتہ اگر مذکورہ اصول کے خلاف شواہد موجود ہوں تو اس صورت میں منتظم سرمایہ کاری متہم ہوگا، خصوصاً اس صورت میں جب کہ وہ لوگوں کا مال لے کر غائب ہو جائے اور سرمایہ کاروں کے لیے اپنے اموال کی سرمایہ کاری کی تفاصیل کا حصول بھی ممکن نہ ہو۔ اس سلسلہ میں مجمع الفقہ الاسلامی کی قرارداد نمبر ۲۱۲ (۲۲/۸) دیکھ لی جائے۔
- منتظم سرمایہ کاری کی طرف سے زیادتی یا کوتاہی پائے جانے کی صورت میں اس پر ضائع ہونے والے متوقع منافع کی ذمہ داری نہ ہونے کی شرعی بنیاد یہ ہے کہ ضائع ہونے والا متوقع نفع وجود میں نہیں آیا لہٰذا اس کی ذمہ داری بھی منتظم پر نہیں ہوگی۔ مجمع الفقہ الاسلامی کی قرارداد نمبر ۲۱۲ (۲۲/۸) دیکھ لی جائے۔ البتہ جو منافع حاصل ہو چکا ہو اس کا حکم اصل سرمایہ والا ہوگا۔
- وکیل کی جانب سے مؤکل کی طرف سے طے شدہ قیمت کے برخلاف خرید وفروخت پائے جانے کی صورت میں مؤکل کو دونوں قیمتوں کے درمیان فرق وصول کرنے کا حق حاصل ہونے کی شرعی بنیاد

"منتہی الارادات" (١٩٦/٢) کی عبارت ہے جس کا متن یہ ہے: (وکیل اور مضارب طے شدہ قیمت یا عام رائج قیمت سے مہنگا خریدنے کی صورت میں زائد قیمت کے، اور طے شدہ قیمت یا عام رائج نرخ سے سستا بیچنے کی صورت میں نقصان کے ذمہ دار ہوں گے، اور اگر ان کے لیے خرید و فروخت میں کوئی حد مقرر نہ کی گئی ہو تو بھی عام عرف کے بر خلاف کیے جانے والے معاملات کے ذمہ دار ہوں گے)۔ اسی طرح "مجلہ الاحکام العدلیۃ" کا مادہ نمبر (١٤٩٥) بھی اس کی شرعی بنیاد ہے، جس کا متن ہے: (اگر مؤکل نے کوئی قیمت متعین کی ہو تو وکیل کے لیے اس سے کم پر بیچنا درست نہیں ہے، اور اگر اس سے کم پر فروخت کیا تو یہ معاملہ مؤکل کی اجازت پر موقوف ہوگا، اور اگر کم قیمت پر فروخت کر کے سامان خریدار کے حوالہ کر دیا تو مؤکل وکیل کو اس نقصان کا ذمہ دار بنا سکتا ہے۔) اسی طرح "مجلہ الاحکام الشرعیۃ الحنبلیۃ" کا مادہ نمبر (١٤٣٤) بھی اس کی شرعی بنیاد ہے، جس کا متن ہے: (وکیل کی جانب سے مؤکل کی طرف سے مقرر کردہ قیمت سے کم پر فروخت کرنے کی صورت میں معاملہ صحیح سمجھا جائے گا اور وکیل طے شدہ قیمت میں ہونے والے نقصان کا ذمہ دار ہوگا، مثال کے طور پر اس کو سو (١٠٠) میں بیچنے کا پابند کیا گیا لیکن اس نے ننانوے (٩٩) میں فروخت کیا تو وہ ایک کے نقصان کا ذمہ دار ہوگا)۔

- سرمایہ کار کی جانب سے کسی ادارہ کو اس کے عمومی سرمایہ کاری مواقع میں سرمایہ کاری کی غرض سے مال دیے جانے اور ادارہ کی جانب سے اس کو استعمال نہ کرنے کی صورت میں معاہدہ میں طے شدہ تناسب کے مطابق سرمایہ کار کو نفع کا حق ہونے اور نقصان کی صورت میں سرمایہ کے تناسب سے نقصان کی ذمہ داری ہونے کی شرعی بنیاد یہ ہے کہ معاہدہ کے مطابق سرمایہ کار اس عمومی سرمایہ کاری میں شریک کی حیثیت رکھتا ہے نیز شرکت کے ثابت ہونے کے لیے [معاہدہ اور مال فراہم کیا جانا کافی ہے]۔ مال کو شرکت کے دیگر اموال سے ملا دینا ضروری نہیں۔ اسی طرح نفع اور نقصان کے استحقاق کے لیے بھی اتنی ہی شرط ہے۔
- جس صورت میں سرمایہ کاری کا موضوع جامد اثاثے ہوں تو نقصان کے تعیین کے لیے ضیاع یا نقصان واقع ہونے کا دن معتبر ہونے کی بنیاد یہ ہے کہ نقصان کی ذمہ داری زیادتی یا کوتاہی کے نتیجہ میں پائے جانے والے نقصان یا ہلاکت کی وجہ سے لازم ہوتی ہے، لہٰذا نقصان کی قیمت کی تعیین کے لیے

بھی وہی دن معتبر ہوگا[1]۔

منتظم سرمایہ کاری کی جانب سے زیادتی، کوتاہی یا طے شدہ شرائط کی خلاف ورزی پائے جانے کی صورت میں اس کے خود بخود معزول نہ ہونے کی شرعی بنیاد یہ ہے کہ وکالت برائے سرمایہ کاری کا معاہدہ مختلف تصرفات کی اجازت پر مشتمل ہوتا ہے اور ان تصرفات میں امانت داری کو ملحوظ رکھنا ہوتا ہے، لیکن اگر زیادتی کی وجہ سے امانت داری ختم ہو تو تصرف کی اجازت اپنی جگہ برقرار رہے گی اور ایسا ہی سمجھا جائے گا کہ وکیل کا تصرف مؤکل کی اجازت سے ہے، چنانچہ یہ تصرف درست مانا جائے گا جیساکہ زیادتی نہ ہونے کی صورت میں درست ہوتا ہے۔ اسی طرح اس مسئلہ کو مرتہن پر بھی قیاس کیا جاسکتا ہے، چنانچہ رہن کا معاملہ مرتہن کی طرف سے زیادتی پائی جانے کی وجہ سے ختم نہیں ہوتا حالانکہ مرتہن بھی امین ہوتا ہے، یہی معاملہ وکیل کا بھی سمجھا جائے۔[2]

(۱) ملاحظہ ہو: حاشیہ العدوی علی شرح الخرشی لمختصر خلیل، ۶/۲۱۳، حاشیۃ الصاوی علی الشرح الصغیر ۳/۶۹۴، مغنی المحتاج، ۳/۲۴۶۔

(۲) ملاحظہ ہو: الحاوی، ۶/۵۳۴، المغنی ۷/۲۳۶، تقریر القواعد وتحریر الفوائد ۱/۳۴۲۔

شرعی معیار نمبر (۵۷)

سونا اور اس کے متعلق اصول و ضوابط

یہ معیار ورلڈ گولڈ کونسل کے تعاون سے تیار کیا گیا

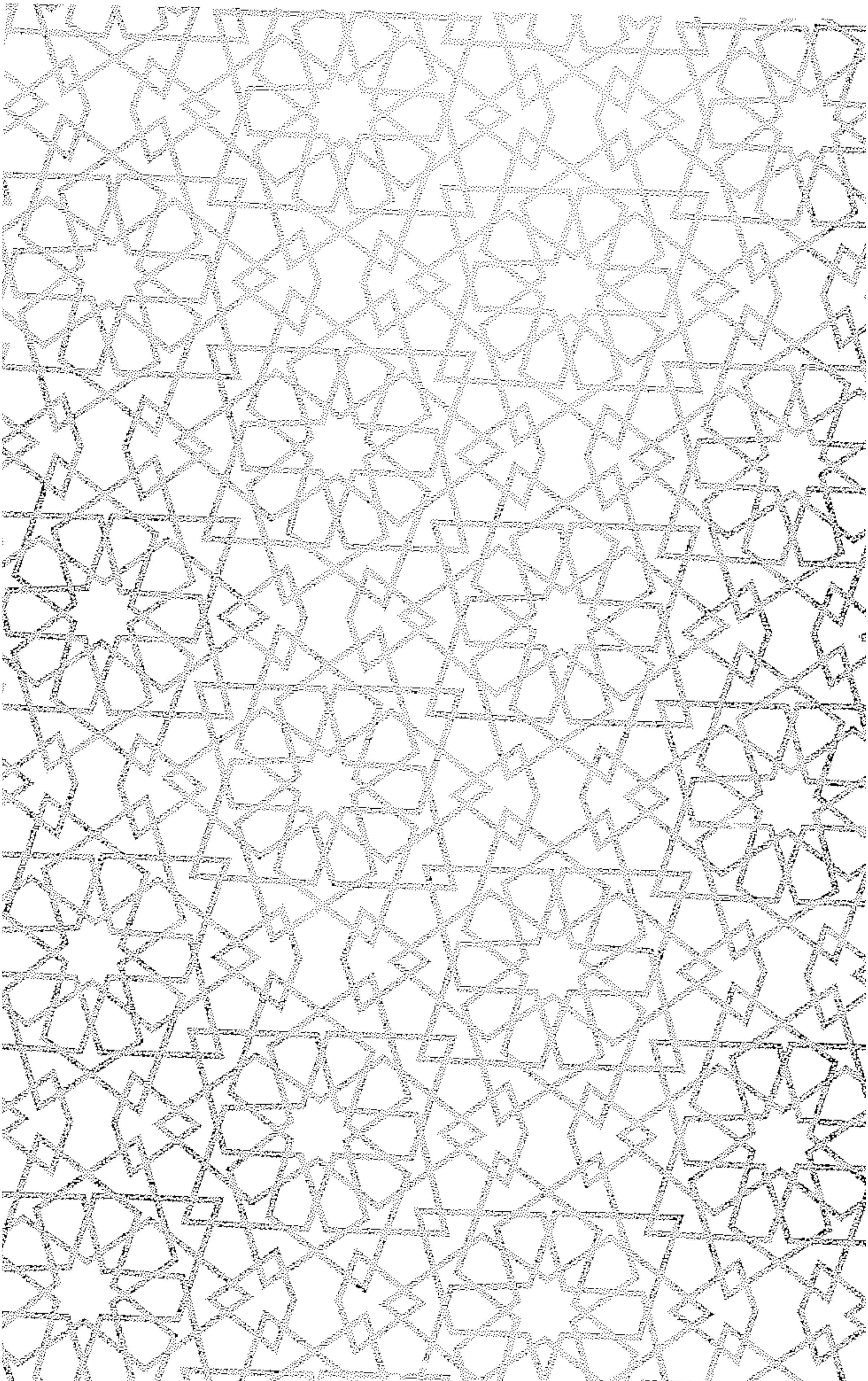

انتباہ اور نتائج کی ذمہ داری سے براءت

- ایوفی کسی بھی ایسے منفی نتیجہ کا ذمہ دار نہیں جو کسی بھی شخص کے دعوے کے مطابق اس معیار کے مطابق عمل کرنے یا اس پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے پیش آیا ہو۔
- ادارہ اور اس کی مجلسِ شرعی کی ذمہ داری صرف اس معیار کے مندرجات کے جاری کرنے کی حد تک ہے، ادارہ اور اس کی مجلسِ شرعی کسی ایسی پراڈکٹ کی ذمہ داری قبول نہیں کرتے جس کے بارے میں یہ دعویٰ کیا گیا ہو کہ وہ اس معیار کے مطابق ہے۔
- انٹرنیشنل گولڈ کونسل سے ادارہ کا تعلق صرف سونے کے متعلق پیشہ ورانہ اور فنی معاملات اور سونے کی سرمایہ کاری کے طریقوں کی معلومات کے حصول کی حد تک ہے۔ اس سلسلہ میں ادارہ اور اس کی مجلسِ شرعی کو ورلڈ گولڈ کونسل کی کسی پراڈکٹ، معاہدہ یا سرگرمی کا نہ تو علم ہے اور نہ ہی ان کے حوالہ سے اعتماد کا اظہار کیا گیا ہے۔
- فی الحال ایسی کوئی پراڈکٹ، معاہدہ، تکنیکی نظام یا پروگرام موجود نہیں ہے جس کی ادارہ یا اس کی مجلسِ شرعی کی جانب سے کسی بھی شکل میں تصدیق کی گئی ہو۔ اسی طرح کسی بھی ادارہ کو "ایوفی" کا لوگو، ٹریڈ مارک یا کوئی دیگر حق ادارہ کی باقاعدہ اجازت کے بغیر استعمال کرنے کا حق حاصل نہیں۔ اسی طرح اپنی کسی پراڈکٹ، معاہدہ یا تکنیکی نظام کے بارے میں بالواسطہ یا بلاواسطہ صراحت یا یہ اشارہ کرنے کا حق بھی حاصل نہیں کہ اس کی یہ اشیا "ایوفی" سے تصدیق شدہ ہیں۔ ادارہ کی جانب سے جاری کردہ یا تصدیق شدہ پراڈکٹ، تکنیکی نظام، پروگرام یا ادارہ کی جانب سے شائع ہونے والے ترجمے یا کتاب واضح شکل میں ادارہ کی آفیشل ویب سائٹ پر موجود ہوں گے۔
- اس معیار کی تمام شقوں کی تشریح، وضاحت اور اس کے معانی کی حد بندی کا تمام تر اختیار صرف "ایوفی" کی مجلسِ شرعی کے پاس محفوظ ہے۔

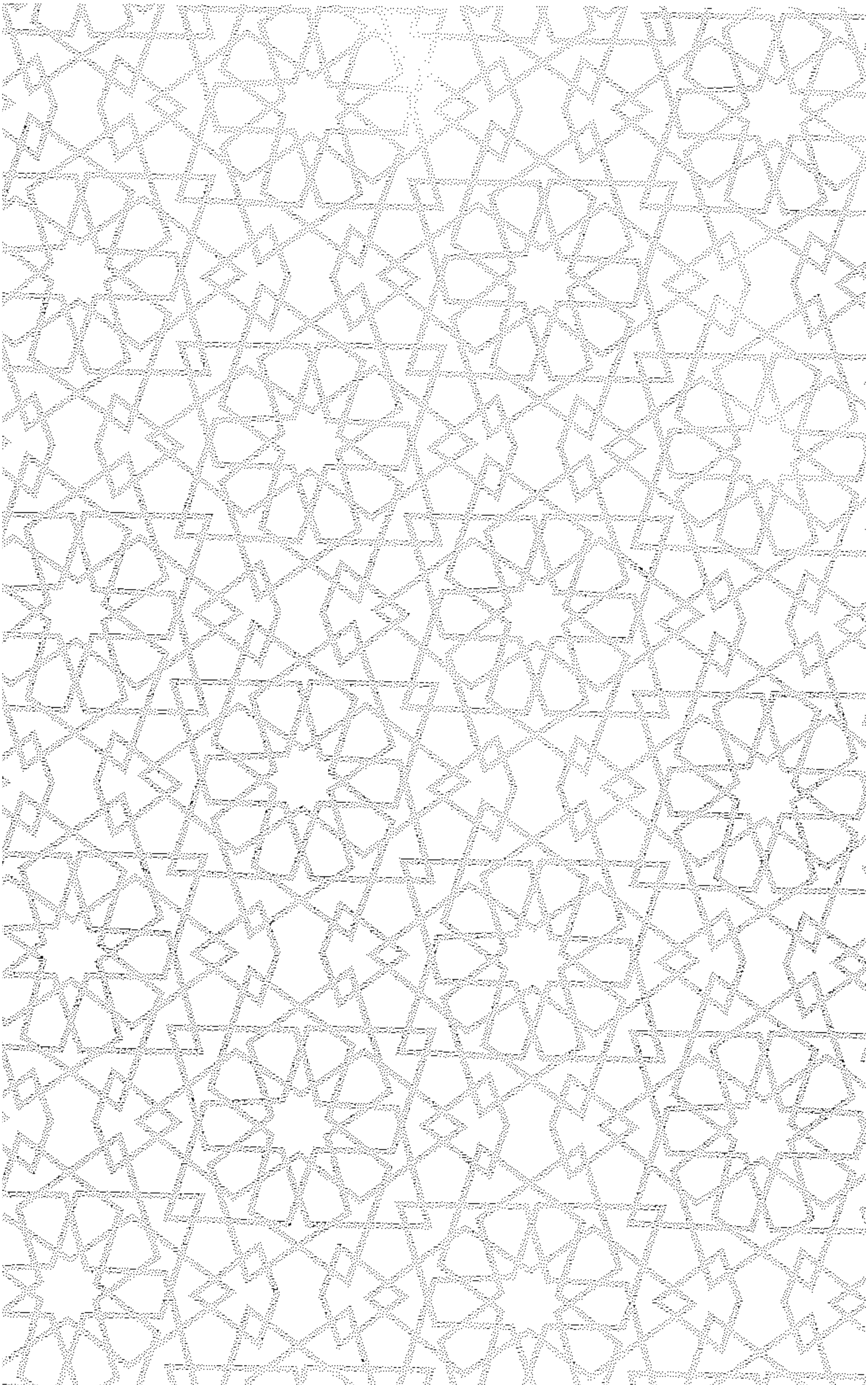

فہرست

دیباچہ ۱۳۴۸

معیار کا متن ۱۳۴۹

۱- معیار کا دائرۂ کار ۱۳۴۹

۲- سونے کی حقیقت اور اس کی شرعی کیفیت ۱۳۴۹

۳- سونے کی خرید وفروخت کے احکام ۱۳۴۹

۴- شرکت کے معاملات میں سونے کے احکام ۱۳۵۴

۵- عقودِ معاوضہ میں سونے کے احکام ۱۳۵۵

۶- تبرع (احسان) کے معاملات میں سونے کے احکام ۱۳۵۷

۷- وثیقہ کے معاملات میں سونے کے احکام ۱۳۵۷

۸- وعدہ کے متعلق سونے کے احکام ۱۳۶۱

۹- سونے کی زکوۃ ۱۳۶۱

۱۰- عمومی احکام اور صورتیں ۱۳۶۱

۱۱- معیار کے اجرا کی تاریخ ۱۳۶۳

معیار کی منظوری ۱۳۶۴

ضمیمہ جات

ضمیمہ (الف) معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد ۱۳۶۵

ضمیمہ (ب) شرعی احکام کی بنیادیں ۱۳۶۷

ضمیمہ (ج) فرہنگ ۱۳۷۲

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على أشرف المرسلين، سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه أجمعين.

دیباچہ

اس معیار کا مقصد سونے کی اقسام، صورتوں، اس سے متعلق شرعی اصولوں اور اسلامی مالیاتی اداروں (ادارہ/ادارے)[1] میں رائج ان مالیاتی مصنوعات کے احکام بیان کرنا ہے جو سونے پر مشتمل ہوتی ہیں۔

والله الموفّق...

(۱) "ادارہ/ادارے" کی اصطلاح یہاں اختصار کی غرض سے اسلامی مالیاتی اداروں کے لیے استعمال کی گئی ہے جن میں اسلامی بینک بھی شامل ہیں۔

معیار کا متن

۱- معیار کا دائرۂ کار

یہ معیار مختلف صورتوں اور درجہ بندی کے لحاظ سے سونے کے احکام، اس سے متعلق شرعی اصول و ضوابط اور سونے پر مشتمل مالیاتی مصنوعات کے احکام کے بیان پر مشتمل ہے۔

یہ معیار سونا اور چاندی کے علاوہ دیگر قیمتی دھاتوں اور اسی طرح کرنسی کے احکام کے بیان پر مشتمل نہیں ہے، کیونکہ اس کے لیے الگ معیار موجود ہے۔

۲- سونے کی حقیقت اور اس کی شرعی کیفیت

سونا ایک مشہور و معروف قیمتی قدرتی دھات ہے۔ اور اصل کے اعتبار سے یہ مثلی (وزنی) چیز ہے، اور ان اموال میں سے ہے جن میں ربا اور صَرف کے متعلقہ احکام جاری ہوتے ہیں۔

۳- سونے کی خرید و فروخت کے احکام

سونے کی خرید و فروخت کی مختلف جہتیں ہیں:

۱/۳ مقدار میں برابر ہونے یا نہ ہونے کی جہت

۱/۱/۳ سونے کی خرید و فروخت سونے کے بدلہ جائز ہے، بشرطیکہ نیا یا پرانا ہونے کا اعتبار کیے بغیر دونوں طرف وزن برابر ہو اور دونوں فریقوں کی طرف سے اس طور پر قبضہ پایا جائے جو کہ شرعاً مطلوب ہے۔ (دیکھیے شرعی معیار نمبر (۱)، "کرنسی کی تجارت"، شق ۲/۶)۔

۲/۱/۳ اگر کسی تجارتی پراجیکٹ میں سونا دوسرے اثاثوں کے تابع ہو اور اس پراجیکٹ کی بنیادی سرگرمی سونے، چاندی اور نقود کی تجارت نہ ہو۔ نیز خرید و فروخت اس

پراجیکٹ یا اس کے کسی حصہ کی ہو رہی ہو جس میں سونا ضمناً ہو تو اس صورت کے جائز ہونے کے لیے "صرف" کے احکام کی پابندی ضروری نہیں ہے۔ البتہ "صرف" کے احکام کی پابندی کیے بغیر سونے کی خرید و فروخت کے لیے اس طرح کا کوئی پورٹ فولیو [portfolio] بنانا جائز نہیں۔

۳/۱/۳ سونے کی خرید و فروخت چاندی کے عوض کی بیشی کے ساتھ جائز ہے اور کسی کرنسی کے بدلہ میں کسی بھی نرخ پر جائز ہے، بشرطیکہ دونوں فریقوں کی جانب سے اس طور پر قبضہ پایا جائے جو شرعاً مطلوب ہے۔ دیکھیے شق ۳/۱/۱۔

۴/۱/۳ سونے کی خرید و فروخت سونے، چاندی اور نقد رقم کے علاوہ کسی بھی سامان، منفعت یا خدمت کے عوض کسی بھی قیمت پر جائز ہے، اور دونوں فریقوں کی جانب سے قبضہ بھی شرط نہیں۔

۲/۳ نقد اور ادھار کی جہت

۱/۲/۳ سونے کی سونے، چاندی یا ان دونوں کے علاوہ کسی کرنسی کے بدلہ میں خرید و فروخت کی صورت میں یہ ضروری ہے کہ عقد انجام پانے کی نشست میں ہی دونوں فریقوں کی جانب سے خریدی اور بیچی جانے والی دونوں چیزوں پر حقیقی یا حکمی قبضہ کر لیا جائے۔ اگر سونے کی ان کے علاوہ کسی اور چیز کے بدلہ میں خرید و فروخت ہو تو کسی ایک عوض پر قبضہ مؤخر بھی کیا جا سکتا ہے۔ سونے کے خالص ہونے کا معیار مختلف ہونے سے یا نیا اور پرانا ہونے سے حکم میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوگی۔

۲/۲/۳ یہ جائز نہیں ہے کہ سونے کی خرید و فروخت کا معاملہ کسی امر کے واقع ہونے سے مشروط ہو۔ اور نہ یہ جائز ہے کہ سونے کی خرید و فروخت کا معاملہ مستقبل کی کسی تاریخ کی طرف منسوب ہو۔ اسی طرح [سونے کی] خرید و فروخت میں خیارِ شرط بھی درست نہیں۔

۳/۲/۳ سونے کی خرید وفروخت کے ایسے معاملات جائز نہیں ہیں جن میں (خریدی اور بیچی جانے والی) دونوں چیزیں ادھار ہوں۔ فارورڈ اور فیوچر کے نام سے معروف معاملات بھی اسی صورت میں داخل ہیں، اور ان کے جائز نہ ہونے کی بنیاد دونوں جانب سے قبضہ کا نہ پایا جانا ہے جو کہ شرعاً مطلوب ہے۔

۳/۳ سونے کی صفت[quality]کی جہت

۱/۳/۳ مخلوط سونا:

جس سونے میں کسی اور چیز کی آمیزش ہو اس کی تین اقسام ہیں:

۱/۱/۳/۳ **پہلی قسم**: سونے میں کسی اور چیز کو ملایا گیا ہو اور دونوں میں سے ہر ایک چیز اپنی ذات کے لحاظ سے مقصود ہو۔

اس کی درجِ ذیل صورتیں ہیں:

پہلی صورت: چاندی ملائے ہوئے سونے کی خرید وفروخت خالص سونے یا خالص چاندی کے بدلہ جائز ہے بشرطیکہ دونوں فریقوں کی جانب سے قبضہ پایا جائے، اور بدلہ میں دیا جانے والا خالص [سونا یا چاندی] مخلوط سونے میں شامل اپنی جنس [سونا یا چاندی] سے وزن میں زیادہ ہو۔ اور اگر بدلہ میں دیا جانے والا خالص [سونا یا چاندی] مخلوط سونے میں شامل اپنی جنس [سونا یا چاندی] کے برابر ہو یا وزن میں اس سے کم ہو تو یہ خرید وفروخت جائز نہیں۔ اگر چاندی ملائے ہوئے سونے کو چاندی ملائے ہوئے سونے کے یا کسی کرنسی کے بدلہ میں خریدا یا بیچا جائے تو ایسی صورت میں صرف دونوں فریقوں کی جانب سے قبضہ پایا جانا ضروری ہے۔

دوسری صورت: سونے میں چاندی کے علاوہ کسی اور چیز کی آمیزش ہو، اس کی دو صورتیں ہیں:

پہلی صورت یہ ہے کہ اس مخلوط میں خالص سونا ۵۰ فیصد سے زیادہ ہو، اس صورت میں خرید وفروخت کے جواز کے لیے درجِ ذیل شرائط ہیں:

(الف) خالص سونے کے بدلہ میں خرید وفروخت کی صورت میں، دونوں فریقوں کی جانب سے قبضہ کا پایا جانا ضروری ہے، نیز خالص سونا مخلوط میں پائے جانے والے سونے سے وزن میں زیادہ ہو، تاکہ خالص سونے میں جتنا وزن زیادہ ہے وہ مخلوط میں سونے کے علاوہ پائی جانے والی دھات کے مقابل ہو جائے۔

(ب) خالص چاندی کے عوض خرید وفروخت کی صورت میں یا چاندی کے علاوہ کسی اور چیز کی آمیزش والے سونے یا کرنسی کے بدلہ میں خرید وفروخت کی صورت میں صرف دونوں فریقوں کی جانب سے قبضہ پایا جانا ضروری ہے۔

(ج) چاندی اور کرنسی کے علاوہ کسی اور چیز کے مقابلہ میں خرید وفروخت ہو تو دونوں فریقوں کی جانب سے قبضہ شرط نہیں ہے۔

دوسری صورت: مخلوط میں خالص سونا ۵۰ فیصد یا اس سے کم مقدار میں پایا جائے، اس صورت میں یہ سونے کے حکم میں نہیں ہوگا البتہ جب اس کو سونا، چاندی یا کرنسی کے مقابلہ میں بیچا جائے گا تو دونوں فریقوں کی جانب سے قبضہ پایا جانا ضروری ہوگا۔

۲/۱/۳/۴ دوسری قسم: سونے میں ایسی چیز ملائی گئی ہو جو بذات خود مقصود نہیں ہوتی، بلکہ اس کو سونے میں ملانے کا مقصد سونے کو خاص معیار یا خاص شکل یا رنگ دینا وغیرہ ہو مثلاً سونے میں کوئی مواد ملا کر اس کو متعین معیار جیسے ۲۱ قیراط یا ۱۸ قیراط کا بنانا۔ ایسے سونے کی اس طرح کے دوسرے سونے کے عوض خرید و فروخت کی صورت میں دونوں فریقوں کی جانب سے قبضہ پایا جانا اور دونوں طرف خالص سونے کے وزن کا برابر ہونا بھی ضروری ہے۔

۳/۱/۳/۴ تیسری قسم: سونا بہت تھوڑی مقدار میں اور غیر مقصود ہو اور کسی اور چیز میں ملایا گیا ہو جو مقدار میں زیادہ ہو اور اصل مقصود ہو، جیسے کسی چیز پر سونے کا پانی چڑھایا گیا ہو یا سونے کے علاوہ بنی ہوئی کسی چیز میں سونے کا کوئی پُرزہ جوڑ دینا،

تو اس کی خرید وفروخت پر سونے والے احکام جاری نہیں ہوتے۔

۴/۳ کرنسی کے بدلہ سونے کی اینٹوں [ingots] کی خرید وفروخت

کرنسی کے بدلہ سونے کی اینٹوں کی خرید وفروخت کی صورت میں عقد کی نشست میں دونوں فریقوں کی جانب سے قبضہ پایا جانا ضروری ہے۔ اینٹ خریدنے والے فریق کا قبضہ اس وقت معتبر ہوگا جب وہ خود یا اپنے وکیل کے ذریعہ خریدی ہوئی اینٹ پر حقیقی یا حکمی قبضہ کرلے، حکمی قبضہ کی صورت یہ ہے کہ سونے کی اینٹ کو متعین کردیا جائے اور خریدار کو اس میں تصرف کرنے کا اختیار دے دیا جائے یا کوئی ایسی دستاویز جاری کردی جائے جو سونے کی ایسی اینٹوں کی نمائندگی کرتی ہو جن کو اعداد یا دیگر کسی ایسی علامت کے ذریعہ متعیّن کردیا گیا ہو جو انہی ٹکیوں کے ساتھ خاص ہو، بشرطیکہ یہ دستاویز اس دن جاری کی جائے جس دن عقد کیا جارہا ہے، اور یہ دستاویز ایسے ادارہ کی جانب سے ہو جو قانون اور عرف کے لحاظ سے معتبر ہو۔ نیز یہ خریدار کو یہ حق دیتی ہو کہ خریدار جب چاہے اس پر طبعی طور پر قبضہ حاصل کرسکے۔ تعیین، امتیاز اور قبضۂ حقیقی کے بغیر سونے کی اینٹیں فروخت کرنا جائز نہیں، جس کو سونے کی صناعت کے عرف میں unallocated بھی کہا جاتا ہے۔

۵/۳ غیر منقسم [مشاع] سونے کے احکام

۳/۵/۱ غیر منقسم سونے کی ملکیت حاصل کرنا درست ہے، جس کی صورت یہ ہوگی کہ ہر حصہ دار کل متعین مقدار میں ایک متعیّن تناسب کے بقدر غیر منقسم حصہ کا مالک ہوگا بشرطیکہ شق ۳/۴/۱ میں مذکور شرائط کو پورا کیا جائے۔

۳/۵/۲ غیر منقسم حصہ کے مالک کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ اپنے حصہ کو تقسیم / الگ کرنے کا مطالبہ کرے بشرطیکہ یہ ممکن ہو اور دیگر حصہ داروں کو اس سے نقصان نہ ہو، اور یہ بھی اختیار ہے کہ تقسیم کیے بغیر اسی حالت میں اپنے حصہ کو فروخت کردے۔

۳/۵/۳ اگر ایسا سونا تباہ یا ضائع ہوجائے تو ہر حصہ دار اپنے غیر غیر منقسم کے تناسب سے

نقصان کا ذمہ دار ہوگا۔

۳/۵/۴ کسی متعین گودام/لاکر میں محفوظ کی ہوئی سونے کی اینٹیں اگر نمبر وغیرہ کے ذریعہ متعیّن نہ کی گئی ہوں تو ایک ساتھ ملانے سے وہ بھی غیر تقسیم شدہ کے حکم میں ہوجائیں گی۔ اور اگر سونے کی اینٹیں نمبر کے ذریعہ متعیّن کردی گئیں ہوں تو وہ ہر مالک کی جداگانہ ملکیت ہوں گی اور اسی مالک کی ذمہ داری شمار ہوں گی۔ البتہ اگر تمام مالکان اس بات پر راضی ہوں کہ گودام/لاکر میں محفوظ کرنے کے بعد یہ اینٹیں مشترک ہوں گی تو اس کا حکم غیر منقسم سونے والا ہوگا۔ اور اگر غیر منقسم سونے کی اینٹیں تباہ یا ضائع ہوجائیں تو ہر مالک اس سے ہونے والے نقصان کا اپنی ملکیت کے تناسب سے ذمہ دار ہوگا، بشرطیکہ گودام/لاکر میں محفوظ شدہ کل مقدار تمام اوقات میں متعیّن رہی ہو۔

۴- شرکت اور کمپنیوں کے معاملات میں سونے کے احکام

۱/۴ سونے کو شرکت، مضاربت اور وکالت برائے سرمایہ کاری میں سرمایہ بنانا جائز ہے بشرطیکہ دونوں فریقوں کی باہمی رضامندی سے سرمایہ کی کرنسی کے حساب سے اس کی قیمت کا تعیّن کرلیا جائے، تاکہ شرکت میں ہر شریک کا حصہ اور مضاربہ اور وکالت برائے سرمایہ کاری میں سرمایہ کا تعیّن ہوسکے۔ چنانچہ اگر سونے کی قیمت متعیّن کرنا ممکن نہ ہو تو اس کو شرکت یا مضاربت میں سرمایہ بنانا جائز نہیں۔

۲/۴ معاملہ کرنے والوں کا اس بات پر متفق ہونا جائز ہے کہ نفع سونے کی صورت میں تقسیم کیا جائے گا، سونے کی اس قیمت کے لحاظ سے جو نفع کی تقسیم کے وقت بازار میں رائج ہو۔

۳/۴ معاملہ کرنے والوں کا اس بات پر متفق ہونا جائز ہے کہ کاروبار کی حقیقی یا حکمی تحلیل کے بعد سرمایہ سونے کی صورت میں واپس لیا جاسکتا ہے، سونے کی اس قیمت کے لحاظ سے جو سرمایہ واپس لیتے وقت بازار میں رائج ہو۔

۴/۴ متعلقہ شرعی اصولوں کی پاسداری کرتے ہوئے ایسی کمپنی کے حصص خریدنا جائز ہے جو سونا نکالنے کا کام کرتی ہو۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۲۱) "مالیاتی دستاویزات"۔

۵- عقودِ معاوضہ میں سونے کے احکام

۱/۵ خرید و فروخت کے معاملات میں سونے کے احکام

۱/۱/۵ کسی ادارہ کا فراہم کنندہ [سپلائر] سے نقد قیمت پر سونا خریدنا اور اس کو شق ۳ میں مذکور قواعد کی پابندی کے ساتھ مرابحہ یا مساومہ کی بنیاد پر فروخت کرنا جائز ہے۔ اس کے علاوہ شرعی معیار نمبر (۸) "مرابحہ"، شق ۶/۲۲ کی بھی پابندی کی جائے۔

۲/۱/۵ ایل سی کے ذریعہ سونے کی خرید و فروخت جائز نہیں، البتہ شق ۳ میں بیان کیے گئے شرعی ضوابط کی پابندی اگر کی جاسکے تو جائز ہے۔ مثلاً سونا خریدتے وقت ایل سی کی رقم ادا کردی جائے، ادھار معاملہ نہ ہو۔ اس سلسلہ میں دیکھیے شرعی معیار نمبر (۱۴) "لیٹر آف کریڈٹ [LC]"، شق ۳/۱/۳۔

۳/۱/۵ سونا خریدنے اور اس پر قبضہ کرنے کے لیے کسی کو وکیل بنانا جائز ہے۔ اور وکیل کے لیے یہ جائز ہے کہ قبضہ کرنے کے بعد اپنے مؤکل سے ایجاب و قبول کرکے وہ سونا خرید لے۔ اس ایجاب و قبول کے بعد وکیل کے پاس سونے کا ضمان بحیثیت خریدار کے ہوگا۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۲۳) "وکالت اور فضولی کا تصرف"، شق ۶/۱/۴ اور شرعی معیار نمبر (۸) "مرابحہ"، شق ۳/۱۔

۲/۵ سلم اور استصناع کے عقد میں سونے کے احکام

۱/۲/۵ سلم کے معاملہ میں سونے کو راس المال [ثمن] بنانا جائز ہے بشرطیکہ مسلم فیہ [مبیع] سونا، چاندی یا نقد کی صورت میں نہ ہو۔

۲/۲/۵ سلم کے معاملہ میں سونے کو مسلم فیہ [مبیع] بنانا جائز ہے بشرطیکہ راس المال [ثمن] سرمایہ سونا، چاندی یا نقد کی صورت میں نہ ہو۔

۵/۲/۳ سونے میں استصناع کا عقد کرنا جائز ہے بشرطیکہ قیمت سونا، چاندی یا نقد کی صورت میں نہ ہو۔

۵/۳ کرایہ داری کے عقد میں سونے کے احکام

۵/۳/۱ سونے کو کرایہ پر دینا درست ہے بشرطیکہ اس سونے [کے اصل کو ضائع کیے بغیر محفوظ رکھتے ہوئے اس] سے فائدہ اٹھایا جاسکے، چاہے یہ سونا زیور کی صورت میں ہو اینٹوں کی صورت میں یا اس کے علاوہ، اسی طرح اجرت چاہے فوری ہو یا ادھار، نیز اجارہ معینہ ہو یا موصوف فی الذمہ۔

۵/۳/۲ سونے کو کرایہ پر لینے والے کے لیے کرایہ پر لیے ہوئے سونے کو اس کے مالک سے خریداری کے وقت طے کی جانے والی نقد قیمت پر خریدنا جائز ہے۔

۵/۳/۳ کرایہ داری کے معاملہ میں سونے کو اجرت بنایا جاسکتا ہے اگرچہ کرایہ پر لی ہوئی چیز بھی سونا ہی ہو۔

۵/۳/۴ سونے پر کسی قسم کا کام کروانے کے لیے اجرت کا معاملہ کرنا جائز ہے اس طور پر کہ سونا کام کروانے والے کی طرف سے فراہم کیا جائے اور عمل اجیر [کاریگر] کی طرف سے، چاہے اجرت نقد ہو یا ادھار نیز اجرت سونے کی صورت میں بھی دی جاسکتی ہے۔

۵/۴ ودیعت [امانت رکھوانے] کے عقد میں سونے کے احکام

۵/۴/۱ بطور ودیعت [امانت] رکھوایا گیا سونا امانت کے حکم میں ہوتا ہے چنانچہ جس کے پاس یہ سونا رکھوایا گیا ہو اس کے لیے اس کو استعمال کرنا، اس میں کوئی تصرف کرنا، اپنے یا حفاظت کی غرض سے رکھے ہوئے کسی اور اثاثہ میں بغیر تعیّن کے ملا دینا جائز نہیں۔ اور اگر اس سونے کو امانت رکھوانے والے کی اجازت سے امانت رکھنے والے نے اپنے سونے کے ساتھ ملا دیا کہ دونوں میں تمیز ممکن نہ ہو تو اس پر شق ۵/۳ میں ذکر کردہ احکام لاگو ہوں گے۔

۲/۴/۵ جس کے پاس بطور امانت سونا رکھوایا گیا ہو اس کے لیے جائز ہے کہ سونے کی حفاظت کے بدلہ اجرت لے، چاہے اجرت ایک متعین رقم کی صورت میں ہو یا امانت رکھوائے گئے سونے کی قیمت کے تناسب سے ہو۔ امانت رکھوایا گیا سونا ایسے قرض کی ضمانت کے طور پر ہو جو امانت رکھوانے والے کے ذمہ واجب الاداء ہے تو ایسی صورت میں یہ ضروری ہے کہ اجرت سونے کی حفاظت پر آنے والے حقیقی اخراجات سے زیادہ نہ ہو۔

۳/۴/۵ اگر سونا امین کے پاس اس کی زیادتی، کوتاہی یا کسی طے شدہ شرط کی خلاف ورزی کی وجہ سے ضائع ہوگیا یا اس میں عیب پیدا ہوگیا تو امین پر اس جیسا سونا بدلہ میں دینا لازم ہوگا، اگر ایسا سونا دینا ممکن ہو۔ اور اگر اسی جیسا سونا دینا ممکن نہ ہو تو ضیاع یا عیب پیدا ہونے کے وقت کی قیمت دینی ہوگی۔

۶- عقودِ تبرعات [احسان والے عقود] میں سونے کے احکام

۱/۶ سونے کو عاریت پر دینا جائز ہے چاہے قیمی [جس کی ہر اکائی دوسری سے الگ ہو] ہو یا مثلی [جس کی ہر اکائی دوسری سے یکساں ہو]۔

۲/۶ اگر سونا مثلی ہو تو اس کو بطور قرض دینا بھی درست ہے۔

۳/۶ سونے کو وقف کرنا بھی درست ہے۔ مثلاً اس کو اجرت پر دیے جانے کے لیے وقف کر دینا، اس صورت میں اس کی اجرت وقف کی آمدنی شمار ہوگی، یا عاریت پر دینے یا قرض پر دینے کے لیے وقف کر دینا۔

۷- وثیقہ کے معاملات میں سونے کے احکام

۱/۷ سونے کو بطور رہن استعمال کرنا

۱/۱/۷ سونے کا استعمال رہن رکھنے کے لیے درست ہے، چاہے سونا ڈھلا ہوا ہو یا بغیر ڈھلا ہوا اور چاہے خود سونے کو رہن رکھا جائے یا اس کی ملکیتی دستاویز کو۔

۷/۱/۲ مرتہن [جس کے پاس رہن رکھوایا ہو] کا قبضہ بطور امانت ہوتا ہے لہٰذا اس پر ذمہ داری صرف زیادتی، کوتاہی یا طے شدہ شرائط کی خلاف ورزی کی صورت میں ہی آئے گا۔ چنانچہ اگر مرتہن کی زیادتی، کوتاہی یا اس کی طرف سے طے شدہ شرائط کی خلاف ورزی کی وجہ سے سونا گم ہوگیا، چوری ہوگیا یا ضائع ہوگیا تو مرتہن پر اس جیسا سونا دینا لازم ہوگا اور اگر اس جیسا سونا دینا ممکن نہ ہو تو ضائع کرنے کے وقت کی قیمت دینی ہوگی۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۳۹) "رہن"۔

۷/۱/۳ اگر مقروض اس قرض کی ادائیگی سے انکار کردے جس کی ادائیگی کی مدت آچکی ہے تو قرض دینے والے کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ رہن رکھوائے ہوئے سونے کو فروخت کرنے اور اپنے حق کی وصولی کا مطالبہ کرے اور باقی رقم مقروض کو لوٹا دے۔ اور رہن کی قیمت سے حق کی وصولی کے وقت رائج قیمت کے لحاظ سے سونا فروخت کیا جائے گا۔

۷/۱/۴ مرتہن کے لیے رہن رکھوائے گئے سونے میں خرید و فروخت کا تصرف کرنے یا اس سونے کو آگے رہن رکھوانے یا اجارہ پر دینے کی شرط لگانا جائز نہیں چاہے یہ رہن مالک کے پاس ہی لوٹانے کا التزام کیا جائے۔

۷/۱/۵ لاکر میں رکھے ہوئے سونے کی ملکیت کی دستاویزات کو رہن رکھنا حکماً سونے کو ہی رہن رکھنا سمجھا جائے گا بشرطیکہ راہن [رہن رکھوانے والا] کے لیے ان دستاویزات کے دکھائے بغیر سونے میں کوئی تصرف کرنا ممکن نہ ہو۔

۷/۱/۶ رہن کو ٹھیک حالت میں رکھنے اور اس کو نقصان سے بچانے کے لیے کیے جانے والے اخراجات رہن رکھوانے والے کے ذمہ ہوں گے۔ اگر یہ اخراجات مرتہن نے رہن رکھوانے والے کی اجازت سے یا اس کے بغیر ادا کردیے تو وہ راہن سے وصول کرسکتا ہے یا رہن سے ان اخراجات کے بقدر نفع اٹھا سکتا ہے۔ البتہ رہن کی حفاظت اس کی توثیق اور فروخت کے اخراجات مرتہن پر ہوں

گے، اور اگر شرط طے کردی جائے کہ یہ اخراجات رہن رکھوانے والا برداشت کرے گا تو یہ بھی جائز ہے۔

۲/۷ سونے کو بطور ہامشِ جدّیہ [زرِ ضمانت] استعمال کرنے کا حکم

۱/۲/۷ اگر گاہک پر وعدہ پورا کرنا لازم ہو تو اس کے وعدہ کی پختگی کے مقصد سے اس سے سونے کی ایک مقدار وصول کرنا جائز ہے۔ اس کو "ہامشِ جدّیہ" کہا جاتا ہے اور یہ امانت کے حکم میں ہوتا ہے۔ یہ عربون [بیعانہ] نہیں ہے، کیونکہ کوئی عقد موجود نہیں ہے۔ چنانچہ اگر گاہک وعدہ پورا کرنے سے انکار کرے تو اس میں سے صرف حقیقی نقصان کے بقدر ہی وصولی کی جاسکتی ہے۔ لاگت اور جس قیمت پر وہ چیز بیچی گئی ان کا فرق حقیقی نقصان ہے، اور سونے کی قیمت نقصان وصول کیے جانے کے وقت بازار کے نرخ کے لحاظ سے طے کی جائے گی۔

۲/۲/۷ عقدِ معاوضہ کرتے وقت یہ طے کرنا جائز ہے کہ بطور ہامشِ جدّیہ دیا جانے والا سونا قیمت یا اجرت کا ایک حصہ شمار کرلیا جائے گا۔ اور جب ہامشِ جدّیہ کو قیمت یا اجرت کی ادائیگی کے لیے استعمال کیا جائے تو اس کے لیے شرط یہ ہے کہ سونے کی قیمت اس وقت بازار کے رائج نرخ کے اعتبار سے طے کی جائے گی۔

۳/۲/۷ رہن کے اخراجات سے متعلق احکامات ہامشِ جدّیہ پر بھی لاگو ہوں گے۔ دیکھیے شق ۶/۱/۷۔

۳/۷ سونے کو عربون [بیعانہ] کے لیے استعمال کرنا

جس عقد معاوضہ میں عربون [بیعانہ] لینا درست ہو اس میں سونے کو عربون کے لیے استعمال کرنا جائز ہے بشرطیکہ فروخت کی جانے والی چیز سونا چاندی یا نقدی نہ ہو۔ خرید و فروخت کا معاملہ چاہے پورا ہو یا منسوخ ہوجائے یہ عربون فروخت کنندہ کا ہوگا۔ (دیکھیے شرعی معیار نمبر (۵۳) "عربون")۔

۴/۷ دَین کے حوالہ میں سونے کا استعمال

۱/۴/۷ حوالہ کی شرائط کو ملحوظ رکھتے ہوئے سونے کی صورت میں دین کا حوالہ کرنا جائز ہے۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۷) "حوالہ"۔

۲/۴/۷ اگر سلم میں مسلم فیہ سونا ہو (دیکھیے شق ۲/۲/۵) تو فروخت کنندہ کے لیے جائز ہے کہ وہ خریدار کے ساتھ حوالہ کا معاملہ کرلے تاکہ وہ اپنا دَین محال علیہ (جو کہ فروخت کنندہ کا مدیون ہے) سے وصول کرے، بشرطیکہ دین یا جس قدر حوالہ کیا جارہا ہے اس کی مقدار میں برابری کو ملحوظ رکھا جائے اور کمی زیادتی کی شرط نہ لگائی جائے۔ دیکھیے شرع معیار نمبر (۷) "حوالہ"، شق ۶/۶۔

۳/۴/۷ اگر محال علیہ (جس کی طرف دَین منتقل کیا گیا ہے) محال (خریدار) کو سونا فوری طور پر دے تو خریدار سونے کی کچھ مقدار سے دستبرداری اختیار کرسکتا ہے اور باقی سونا محال علیہ کو فوری طور پر ادا کرنا ہوگا۔

۴/۴/۷ اگر خریدار سونے کی کچھ مقدار سے دستبرداری اختیار کرلے جس کے بدلہ میں یہ شرط ہو کہ محال علیہ باقی سونا فوری طور پر ادا کردے گا تو یہ بھی جائز ہے۔

۵/۷ سونے میں تصفیہ کے احکام

۱/۵/۷ سونے کے ایسے دو دیون [قرضوں] میں تصفیہ جائز ہے جو ایک دوسرے کے مقابل ہوں۔ اگر دونوں قرضوں کی مقدار مختلف ہو تو تصفیہ صرف اتنی ہی مقدار میں ہوگا جو دونوں میں مشترک ہے۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۴) "مقاصہ"۔

۲/۵/۷ ایسے دو مقابل دیون میں بھی تصفیہ بھی جائز ہے جن میں سے ایک سونا ہو اور دوسرا چاندی یا نقدی کی صورت میں ہو بشرطیکہ صرف کے احکام کی پابندی کی جائے۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۱) "کرنسی کی تجارت"۔

۸- وعدہ کے متعلق سونے کے احکام

۱/۸ سونے کی خرید و فروخت میں ایک فریق کی جانب سے لازمی وعدہ کرنا جائز ہے، دونوں فریقوں کی جانب سے لازمی وعدہ جائز نہیں ہے۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۱) "کرنسی کی تجارت"، شق ۲/۹/۱۔

۲/۸ ایک جانب سے کیے جانے والے لازمی وعدہ کے نفاذ کو کسی مخصوص اشاریہ (انڈیکس) سے منسلک کرنا ممنوع نہیں۔

۳/۸ سونے کی خریداری کا وعدہ کرتے وقت ہامشِ جدّیہ (زرِ ضمانت) دینا جائز ہے اور اگر لازمی وعدہ کرنے والا فریق اپنے وعدہ کے نفاذ سے انکار کرے تو فریق ثانی کو یہ حق حاصل ہے کہ اس انکار سے ہونے والے حقیقی نقصان کی تلافی کا مطالبہ کرے۔ (دیکھیے شرعی معیار نمبر (۴۹) "وعدہ اور دوطرفہ وعدہ"، شق ۳/۴، اور شرعی معیار نمبر (۸) "مرابحہ"، شق ۲/۵/۳)

۴/۸ خرید وفروخت کے مذکورہ بالا وعدہ کی تجارت کسی بھی صورت میں جائز نہیں۔

۹- سونے کی زکوٰۃ

سونے میں شریعت کی مقرر کردہ شرائط کے مطابق زکوٰۃ واجب ہوتی ہے۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۳۵) "زکوٰۃ"۔

۱۰- عمومی احکام اور صورتیں

۱/۱۰ اس معیار میں ذکر کردہ سونے کے تمام احکام چاندی پر بھی لاگو ہوتے ہیں۔

۲/۱۰ اگر خریدار کے سامنے سونے میں کوئی ایسا پوشیدہ عیب ظاہر ہو جس سے فروخت کنندہ بری الذمہ نہیں ہوا تھا تو خریدار کو خیارِ عیب کی بنیاد پر اختیار حاصل ہوگا کہ اسی عیب کے ساتھ معاملہ کو برقرار رکھے یا معاملہ منسوخ کر کے سونا واپس کر دے۔

۳/۱۰ ایسی مالیاتی دستاویزات جن کے پیچھے تمام اثاثے سونے کی صورت میں ہوں، جیسے سرمایہ صکوک، سرمایہ کاری کے یونٹس، سرمایہ کاری کے ایسے قابل خرید وفروخت یونٹس جو کسی

اشاریے سے منسلک ہوں وغیرہ، ان کے معاملات سونے کے معاملات کی طرح ہوں گے۔

۱۰/۴ سونے کی قیمت کی ادائیگی ڈیبٹ کارڈ یا کریڈٹ کارڈ یا اس کے کسی جائز متبادل کے ذریعہ کرنا جائز ہے، اگرچہ سونا فروخت کرنے والا وہی بینک ہو جس نے کارڈ جاری کیا ہے۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۲) "ڈیبٹ کارڈ اور کریڈٹ کارڈ"۔

۱۰/۵ سونا درآمد کرنے والے کے لیے جائز ہے کہ وہ برآمد کنندہ [سپلائر] کے پاس کچھ مال اس شرط پر رکھوادے کہ جب سونے کی متعین مقدار کی فراہمی مکمل ہو جائے تو وہ عقد کے دن طے شدہ قیمت پر اس سونے کی خرید و فروخت کا عقد کرلیں گے، بشرطیکہ عقد کے دن ہی سونے پر قبضہ حاصل کرلیا جائے اور برآمد کنندہ کے پاس رکھوائے گئے مال میں سے قیمت وصول کرلی جائے۔ اگر برآمد کنندہ [سپلائر] اس مال سے نفع حاصل کر رہا ہو تو ضروری ہے کہ سونے کی خرید و فروخت عقد والے دن کے نرخ کے حساب سے کی جائے۔

۱۰/۶ سفید سونے [white gold] پر وہی شرعی احکام جاری ہوتے ہیں جو عام سونے پر ہوتے ہیں، اس حکم میں دیگر معدنیات مثلاً پلاٹینم، پیلاڈیم اور نکل شامل نہیں ہیں جس کو بعض ممالک میں مجازاً سفید سونا بھی کہتے ہیں۔

۱۰/۷ سونے کی حفاظت، اس کو الگ کرنے، اس کی اینٹیں بنانے اور طبعی طور پر حوالہ کرنے [فزیکل ڈیلیوری] اور دیگر متعلقہ خدمات کے بدلہ اجرت لینا جائز ہے۔ اگر یہ معاملہ سونے کے سونے کے ساتھ تبادلہ کی صورت میں ہو تو ضروری ہے کہ اجرت صرف حقیقی اخراجات کی حد تک ہی ہو۔

۱۰/۸ ایسا کرنٹ اکاؤنٹ کھولنا جائز ہے جس میں صارف متعین مقدار اور معیار کا سونا رکھوائے، اور اس پر کرنٹ اکاؤنٹ کے احکام جاری ہوں گے۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۱۹) "قرض" شق ۱۰/۱۔

۱۱- معیار کے اجرا کی تاریخ

یہ معیار مؤرخہ ۱۹ صفر ۱۴۳۸ھ مطابق ۱۹ نومبر ۲۰۱۶ء کو جاری ہوا۔

معیار کی منظوری

مجلسِ شرعی نے مؤرخہ ۱۷-۱۹ صفر ۱۴۳۸ھ مطابق ۱۷-۱۹ نومبر ۲۰۱۶ء کو بحرین میں منعقد ہونے والے اپنے چھیالیسویں اجلاس میں سونے کے معیار کو منظور کیا۔

ضمیمہ (الف)

معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد

"ورلڈ گولڈ کونسل" اور "شرکۃ امانی للاستشارات" [Amanie Advisors] کی جانب سے ادارہ کو سونے کے شرعی احکام پر مشتمل معیار جاری کرنے کی تجویز کی بناء پر مجلسِ شرعی نے مؤرخہ ۲۲ - ۲۳ صفر ۱۴۳۷ھ مطابق ۴ - ۵ دسمبر ۲۰۱۵ء کو بحرین میں منعقد ہونے والے اپنے بیالیسویں اجلاس میں اس تجویز پر عمل کا فیصلہ کیا اور ایک مخصوص ذیلی کمیٹی کو اس موضوع پر تیار کردہ علمی تحقیق اور معیار کے مسودے پر غور وفکر کی ذمہ داری سونپی۔

چنانچہ اس ذیلی کمیٹی نے اس موضوع پر دبئی (متحدہ عرب امارات) میں پانچ تفصیلی اجلاس کیے جن کے دوران اس علمی تحقیق اور معیار کے مسودہ پر مباحثہ کیا گیا اور مناسب ترامیم شامل کرنے کے بعد یہ مسودہ مجلسِ شرعی کے سامنے پیش کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔

مجلسِ شرعی نے مؤرخہ ۲۴ - ۲۶ رجب ۱۴۳۷ھ مطابق ۱ - ۳ مئی ۲۰۱۶ء کو مدینہ منورہ میں منعقد ہونے والے اپنے چوالیسویں اجلاس میں اس مسودہ کی اکثر شقوں کو تفصیلی طور پر پڑھا اور ذیلی کمیٹی کو چند مسائل میں نظرِ ثانی کرنے، شرعی حکم تحریر کرنے اور نئے سرے سے معیار کو ترتیب دینے اور مجلسِ شرعی کے پینتالیسویں اجلاس میں پیش کرنے کی تاکید کی، تاکہ معیار کی باقی شقوں پر بحث مکمل ہو سکے۔

بعد ازاں معیار کی ذیلی کمیٹی نے اس حوالہ سے دو تفصیلی اجلاس منعقد کیے جن میں سے پہلا ۱۶ جولائی ۲۰۱۶ء کو دبئی اور دوسرا ۸ ستمبر ۲۰۱۶ء کو بحرین میں ہوا۔ ان دونوں اجلاسوں میں معیار کی تمام شقوں اور خصوصاً مجلسِ شرعی کی طرف سے تجویز کردہ مسائل کا نئے سرے سے جائزہ لیا گیا اور مناسب ترامیم کے بعد از سرِ نو مسودہ مجلسِ شرعی کے حوالہ کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔

مجلسِ شرعی نے مؤرخہ ۲۷ ذی الحجہ ۱۴۳۷ھ - یکم محرم ۱۴۳۸ھ مطابق ۲۹ ستمبر - ۲ اکتوبر ۲۰۱۶ء کو بحرین میں منعقد ہونے والے اپنے پینتالیسویں اجلاس میں مسودہ کا جائزہ لیا اور مناسب ترامیم شامل کرنے کے بعد متعدّد جلسۂ سماعت منعقد کرنے کا فیصلہ کیا۔

مجلسِ شرعی کی تجویز کے مطابق منتظمین نے جلسۂ سماعت کی تین نشستیں منعقد کیں۔ پہلی ۲۳ محرم ۱۴۳۸ھ مطابق ۲۴ اکتوبر ۲۰۱۶ء کو سلطنت عمان میں، دوسری ۲۴ محرم ۱۴۳۸ھ مطابق ۲۵ اکتوبر ۲۰۱۶ء کو سوڈان میں اور تیسری ۴ صفر ۱۴۳۸ھ مطابق ۴ نومبر ۲۰۱۶ء کو ملائیشیا میں۔ ان نشستوں میں ماہرینِ شریعت اور دیگر ماہرین، مرکزی بینکوں، اسلامی مالیاتی اداروں، آڈٹ فرمز کے نمائندوں سمیت یونیورسٹیوں کے اساتذہ اور اس شعبہ کے متعلق دیگر افراد نے شرکت کی۔ ان نشستوں میں معیار کے مسودہ پر تفصیلی بحث کی گئی اور ان افراد کی جانب سے سامنے آنے والی آراء اور تبصروں کو جمع کیا گیا۔

مجلسِ شرعی نے مؤرخہ ۱۷-۲۰ صفر ۱۴۳۸ھ مطابق ۱۷-۲۰ نومبر ۲۰۱۶ء کو مدینہ منورہ میں ہونے والے اپنے چھیالیسویں اجلاس میں جلسۂ سماعت میں موصول ہونے والی تجاویز اور بعض ماہرین کی جانب سے آنے والی آراء کا جائزہ لینے کے بعد مناسب ترامیم کو معیار میں شامل کیا اور معیار کی منظوری دی۔

مسودہ ساز کمیٹی نے مؤرخہ ۲۰ صفر ۱۴۳۸ھ مطابق ۲۰ نومبر ۲۰۱۶ء کو مدینہ منورہ میں ہونے والے اجلاس میں معیار پر نظر ثانی کی اور معیار میں تدوین سے متعلق کچھ ترامیم کے بعد معیار کو باقاعدہ طور پر جاری کیا۔

ضمیمہ (ب)

شرعی احکام کی بنیادیں

- سونے کے مثلیات میں سے ہونے کی بنیاد یہ ہے کہ اس پر مثلیات کی تعریف منطبق ہوتی ہے، اور وہ ہے وزن یا گنتی کا پایا جانا۔ اور سونے کی پیمائش وزن سے ہوتی ہے۔ اور اگر اس کو کرنسی (سکوں) کی صورت میں ڈھال لیا جائے تو اس کی اکائیاں وزن میں ایک جیسی ہوتی ہیں جیساکہ مثلیات میں ہوتا ہے۔
- سونے کے ربوی اموال میں سے ہونے کی بنیاد وہ احادیث ہیں جو خرید و فروخت کے سود سے متعلق وارد ہوئی ہیں۔ انہی میں سے وہ روایت بھی ہے جس کو عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ "سونا سونے کے بدلہ میں برابر ہونا چاہیے، اور اگر یہ اصناف [جو حدیث میں مذکور ہیں] مختلف ہوں تو نقد ہونے کی شرط کے ساتھ جس طرح چاہو خرید و فروخت کرو"۔ (۱)
- مذکورہ حدیث کی بناء پر فقہاء کا اس بات پر اجماع ہے کہ سونے کے معاملہ میں دونوں جانب سے قبضہ پایا جانا ضروری ہے۔ اور اسی کے مطابق مجمع الفقہ الاسلامی کی قرارداد نمبر (۴۸ب) بھی ہے۔
- سونے کی فروخت سونے چاندی یا کرنسی کے علاوہ کسی چیز کے بدلہ میں ہو تو دونوں فریقوں کی جانب سے قبضہ کی شرط کے بغیر بھی جائز ہونے کی بنیاد یہ ہے کہ سلم کے جائز ہونے پر اجماع ہے اور سلم میں ایک جانب سونا بھی ہو سکتا ہے۔
- ایسی تجارتی سرگرمی جس میں سونا ضمنی طور پر پایا جائے اور تجارتی سرگرمی سے مقصود سونے، چاندی اور نقود کی تجارت نہ ہو اور خرید و فروخت در اصل اس تجارتی سامان یا اس کے کسی حصہ کی ہو جس میں سونا

---

(۱) امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو اپنی صحیح میں ذکر کیا ہے ۱۲۱۱/۳۔

ضمناً شامل ہو تو اس صورت میں صرف کے احکام جاری نہ ہوں گے۔ اس کی بنیاد دو فقہی ضوابط ہیں، ایک یہ کہ "تابع کے طور پائے جانے والی اشیا میں ایسی گنجائش مل جایا کرتی ہے جو کہ تابع کے علاوہ میں نہیں ہوتی"،[1] اور دوسرا یہ کہ "بعض اوقات ضمناً کچھ ایسے احکام ثابت ہوتے ہیں جو اصلاً ثابت نہیں ہوتے"۔[2] دیکھیے شرعی معیار نمبر (۲۱) "مالیاتی دستاویزات" اور شرعی معیار نمبر (۲۵) "ایک سے زائد معاہدات کو جمع کرنا" کا ضمیمہ (ب) 'شرعی احکام کی بنیادیں'۔

- سونے کی معلق خرید و فروخت یا اس میں خیارِ شرط کی ممانعت کی بنیاد یہ ہے کہ اس سے دونوں فریقوں کی جانب سے قبضہ کی شرط پوری کرنے میں خلل واقع ہوتا ہے۔
- چاندی کے ساتھ مخلوط سونے کی خرید و فروخت جب خالص چاندی یا خالص سونے کے بدلہ میں ہو تو دونوں جانب سے قبضہ اور بدلہ میں دیا جانے والا خالص [سونا یا چاندی] مخلوط سونے میں شامل اپنی جنس [سونا یا چاندی] کے مقابلہ میں زیادہ ہونے کی شرط کی بنیاد یہ ہے کہ مخلوط میں شامل سونا اور اس کے ہم وزن سے خالص سونا ایک دوسرے کے مقابلہ میں ہو جائیں گے اور اس طرح برابری واقع ہو جائے گی اور زائد مقدار چاندی کے مقابلہ میں ہو جائے گی۔ یہ فقہاءِ احناف کی رائے ہے۔
- سونے کے جن اثاثوں میں ملاوٹ ۴۹ فیصد سے کم ہو ان کو سونا ہی شمار کیا جانے کی بنیاد یہ ہے کہ اس صورت میں "اکثر کے لیے کل کے احکام ثابت ہوتے ہیں" کے قاعدہ پر عمل کیا گیا ہے۔
- جب سونے کی ٹکیوں کی نقدی کے بدلہ خرید و فروخت ہو تو حکمی قبضہ کو معتبر مانا جائے گا، اس کی بنیاد یہ ہے کہ سونے کے دستاویزات پر معیار میں مذکور اوصاف کے مطابق قبضہ کرنا قانونی اثرات، متعلقہ خطرات کی منتقلی، اضافہ اور تصرف کا اختیار حاصل ہونے کے لحاظ سے طبعی قبضہ کی طرح ہوتا ہے، خصوصاً موجودہ دور میں جب کہ سونے کی ٹکیوں کو مخصوص طرز کے لائسنس یافتہ گودام/لاکرز میں محفوظ کیا جاتا ہے جن میں معاملات کا ایک مخصوص طریق کار ہوتا ہے اور ان گودام/لاکرز کا بندوبست کرنے والے ادارے اس سونے کو قبضہ میں لینے، دیکھ بھال، انشورنس کروانے اور دیگر متعلقہ امور میں

(۱) مجلۃ العدلیۃ، مادّہ: ۵۴، الاشباہ والنظائر، سیوطی ۱۲۰۔

(۲) ردالمحتار ۴/۱۷۰۔

حاملِ دستاویز کے وکیل کے طور پر یہ تمام اعمال انجام دیتے ہیں۔

- غیر منقسم [مشاع] سونے کی ملکیت کے حصول کے جواز کی بنیاد یہ ہے کہ اس میں سونے کی ملکیت کی شرعی شرائط صرف کے احکام میں خلل واقع ہوئے بغیر پوری ہو سکتی ہیں۔
- سونے کو شرکت، مضاربت اور وکالت برائے سرمایہ کاری میں دونوں فریقوں کی رضامندی اور اس کی قیمت کے تعیّن کے ساتھ سرمایہ بنانا جائز ہے، اس کی شرعی بنیاد یہ ہے کہ ان معاملات میں سرمایہ کے سونے کی شکل میں ہونے کی صورت میں سرمایہ کے معلوم ہونے کی شرط پوری ہو سکتی ہے، اور سونے کی قیمت کا تعیّن کر کے شرکاء کے حصے بھی معلوم ہو جاتے ہیں۔
- معاملہ کرنے والوں کا نفع کو رائج نرخ کے حساب سے سونے کی صورت میں میں تقسیم کرنے پر اتفاق کرنا جائز ہے، اسی طرح شرکت کے تصفیہ کے بعد سرمایہ کو رائج نرخ کے حساب سے سونے کی صورت میں واپس لینے پر اتفاق کرنا بھی جائز ہے، اس کے جواز کی بنیاد یہ ہے کہ اس صورت میں معاملہ کرنے والوں کے صحیح مقاصد کا تحقق سرمایہ کی ضمانت یا منافع میں شرکت نہ ہونے کی خرابیوں کے بغیر ممکن ہے۔
- جب سونے کی خرید وفروخت مرابحہ یا مساومہ کی بنیاد پر ہو تو قیمت کا نقد ہونا ضروری ہے، اس کی شرعی بنیاد یہ ہے کہ دونوں جانب سے قبضہ متحقق ہو سکے۔
- اگر شق ۳ میں مذکور شرائط کی پابندی ممکن نہ ہو تو ایل سی کے ذریعہ سونا خریدنا ممنوع ہونے کی شرعی بنیاد یہ ہے کہ اس صورت میں سونے کی قیمت پر اسی مجلس میں قبضہ ممکن نہیں ہے جو کہ شرعاً شرط ہے۔
- سلم میں سرمایہ اور استصناع میں مبیع سونا ہو سکتا ہے بشرطیکہ سلم میں مسلم فیہ [مبیع] اور استصناع میں قیمت سونا، چاندی یا نقدی نہ ہو۔ اسی طرح مسلم فیہ سونا ہو سکتی ہے بشرطیکہ سلم میں سرمایہ سونا، چاندی یا نقدی نہ ہو۔ ان دونوں صورتوں کے جواز کی شرعی بنیاد علت کے مختلف ہونے کی وجہ سے سود کا نہ پایا جانا ہے۔
- سونے کو کرایہ پر دینے کے جواز کی وجہ یہ ہے کہ عین کے باقی رہتے ہوئے اس سے فائدہ اٹھانا ممکن ہے، اور اجارہ کسی چیز کی منفعت پر ہی ہوا کرتا ہے اس کے عین پر نہیں۔

- اجرت کے طور پر سونے کی ادائیگی جائز ہے چاہے اجرت پر دی گئی چیز بھی سونا ہی ہو۔اس کی شرعی بنیاد یہ ہے کہ اجرت کے طور پر دیا جانے والا سونا منفعت کے مقابلہ میں ہے نہ کہ عین کے مقابلہ میں۔
- جو سونا قرض کی ضمانت کے طور پر رکھوایا گیا ہو اس کی حفاظت کی اجرت صرف حقیقی اخراجات کی حد تک جائز ہونے کی شرعی بنیاد سودی قرض کی بنیاد پر فائدہ کی ممانعت ہے۔
- سونے کو وقف کرنے کے جواز کی بنیاد وہ روایات ہیں جو سلف سے نقد اور منقولہ اشیا کے وقف کے جواز پر منقول ہیں۔
- سونے کو ضمانت کے طور پر استعمال کرنے کے جواز کی بنیاد یہ ہے کہ سونا اپنی ایک مستقل قیمت رکھنے والا مال ہے جس کی خرید وفروخت جائز ہے، اور ہر وہ چیز جس کی خرید وفروخت جائز ہو اس کو رہن رکھوانا بھی جائز ہوتا ہے، خصوصاً جبکہ مختلف علامات اور نمبروں کے ذریعہ سونے کو الگ کرنا اور اس کی تعیین کرنا بھی ممکن ہے۔ سونے کو رہن رکھوانے کے دیگر احکام اور ان کی شرعی بنیادیں اسی معیار کے مطابق ہیں جو عام اشیا کے رہن اور رہن کی فروخت سے متعلق ہے۔
- رہن رکھوائے گئے سونے میں مرتہن کے تصرف کی ممانعت کی بنیاد قرض اور بیع (عقد معاوضہ) کو جمع کرنے کا ممنوع ہونا ہے۔کیونکہ یہ شرط (رہن میں تصرف کی شرط) رہن کو مرتہن کے ذمہ قرض بنا دے گی۔
- رہن (یا ہامشِ جدّیہ) کی حفاظت کے اخراجات کی ذمہ داری راہن (ہامشِ جدّیہ دینے والے) کی ہے کیونکہ یہ اسی کے فائدہ کے لیے ہے، البتہ عربون کی حفاظت کی ذمہ داری فروخت کنندہ کی ہے کیونکہ یہ اسی کے فائدہ کے لیے ہے۔
- سونے کو ہامشِ جدّیہ کے طور پر استعمال کرنے کی صورت میں سونے کی قیمت رائج نرخ کے مطابق طے کرنے کی شرط کی شرعی بنیاد یہ ہے کہ سونے کا یہی نرخ مناسب ترین ہے، چاہے سونے کی قیمت کا اندازہ ہامشِ جدّیہ کو نقد میں تبدیل کروانے کے وقت کے حساب سے ہو یا ہامشِ جدّیہ کے حوالہ کیے جانے کے وقت حساب سے، تاکہ انکار نہ پائے جانے کی صورت میں یہ سونا قیمت کا حصہ بن جائے۔ اور چونکہ یہ تبادلہ سونا رکھوانے والے کی غیر موجودگی میں ہوگا اس لیے اس تبادلہ میں انصاف کی

رعایت رکھنا ضروری ہے۔

- وعدۂ خرید یا وعدۂ فروخت کی خرید وفروخت کسی بھی صورت میں جائز نہ ہونے کی شرعی بنیاد یہ ہے کہ یہ معاوضہ کا محل نہیں [یعنی اس کے بدلہ معاوضہ لینا درست نہیں]۔
- خریدے ہوئے سونے میں ایسا مخفی عیب جس سے فروخت کنندہ نے بری ہونے کا اظہار نہ کیا ہو، ظاہر ہونے کی وجہ سے خیار عیب حاصل ہونے کی شرعی بنیاد نقصان اٹھانے والے فریق سے نقصان کو دور کرنا ہے اور اس سے صرف کے احکامات میں بھی کوئی خلل واقع نہیں ہوتا۔
- شق (۵/۱۰) میں ذکر کردہ صورت کے جائز ہونے کی شرعی بنیاد جانبین سے قبضہ پائے جانے کی شرط کا پورا ہو جانا ہے جو کہ عقد کے وقت شرعاً مطلوب ہے۔ اور یہ اس طرح کہ برآمد کنندہ قیمت قیمت اس رقم سے وصول کرلے گا جو اس کے پاس درآمد کنندہ نے رکھوائی ہے۔ اور اگر برآمد کنندہ اس مال سے فائدہ اٹھا رہا ہے جو اس کے پاس رکھوایا گیا تو اس صورت میں بازاری نرخ کے مطابق سونے کی خرید وفروخت کی شرط کی وجہ یہ ہے کہ یہ ایسا قرض نہ بن جائے جو سود کا ذریعہ ہو۔

ضمیمہ (ج)

فرہنگ

سونے کی اینٹ [ingot]

اینٹ [یاسلاخ/bar] کی شکل میں خام سونا، اس کی کوئی متعین فنی تعریف نہیں ہے، اس کے نرخ کا تعیّن خام دھات میں موجود سونے کی مقدار کے مطابق کیا جاتا ہے۔

سونے کے سکے/بسکٹ

یہ عموماً حکومتیں جاری کرتی ہیں، اور ان سکوں کی ایک مخصوص بازاری اور متعیّن قیمت ہوتی ہے۔ یہ مختلف شکل کے ہوتے ہیں اور سونے کے خالص ہونے کے لحاظ سے ان کے مختلف معیار مقرر ہوتے ہیں، البتہ ان کی قیمت کا تعیّن اس میں موجود سونے کے اعتبار سے ہوتا ہے۔

سونے کی کاروباری ٹکیاں

یہ ٹکیاں سونے کے خالص ہونے کے لحاظ سے مختلف نوعیت کی ہوتی ہیں جو کہ حد بندی [range] کے اعتبار سے ۹۹.۵ اور ۹۹.۹ درجہ کے اور ایک گرام سے لیکر ایک کلو تک کے وزن میں دستیاب ہوتی ہیں اور ان سبھی کی بازار میں ترسیل کی جاتی ہے۔ یہ ٹکیاں مشہور کارخانوں میں تیار کی جاتی ہیں۔

---

(۱) یہ تمام تعریفات فنی لحاظ سے کی گئی ہیں جو کہ ورلڈ گولڈ کونسل سے ماخوذ ہیں اور ان کا کچھ تبدیلی کے ساتھ ترجمہ کیا گیا ہے۔

خالص سونا

سونے کی اصل مقدار جو ٹکیہ میں موجود ہوتی ہے۔

سفید سونا

سونے اور دیگر سفید دھاتوں مثلاً نکل، پیلاڈیم یا پلاٹینم وغیرہ کا مجموعہ۔ عموماً سونے کو زیور اور ٹکیوں میں ڈھالنے کے دوران مضبوطی پیدا کرنے یا رنگ تبدیل کرنے کی غرض سے دیگر دھاتوں کی ایک معمولی مقدار شامل کی جاتی ہے۔ سفید سونے کی ٹکیوں میں بعض اوقات چاندی یا زنک (zinc) بھی شامل کیا جاتا ہے۔

سونے کے درجات (قیراط)

قیراط (caret) اس خالص سونے کو ناپنے کا معیار ہے جو دیگر دھاتوں سے مخلوط ہو۔ ۲۴ قیراط کا سونا بالکل خالص اور دیگر کسی دھات کی ملاوٹ کے بغیر ہوتا ہے۔ اس سے کم درجہ کے سونے میں سونا اس معیار سے کم ہوتا ہے چنانچہ ۱۸ قیراط کا سونا ۷۵ فیصد سونے اور ۲۵ فیصد دیگر دھاتوں پر مشتمل ہوتا ہے جو عموماً تانبا یا چاندی ہوتی ہیں۔ مختلف شہروں میں سونے کے قیراط کی کم سے کم حد مختلف ہوسکتی ہے۔ انتظامی لحاظ سے کم سے کم ۱۰ قیراط کے سونے کی قانوناً اجازت ہے جبکہ عموماً ۱۴ قیراط کا سونا بکثرت پایا جاتا ہے۔ البتہ فرانس، امریکا، آسٹریلیا، پرتگال اور آئرلینڈ میں انتظامی طور پر ۹ قیراط کے سونے کی حد متعیّن ہے، جبکہ ڈنمارک اور یونان میں یہ حد ۸ قیراط ہے۔

تخصص کردہ سونا [allocated gold]

کسی صراف کے پاس (جو کہ بینک بھی ہوسکتا ہے) سونے کی ڈلیوں کے مالک کے لیے ایک اکاؤنٹ مخصوص ہوسکتا ہے جس میں اس کے متعین کردہ سونے کی ڈھلیاں رکھی جاتی ہیں۔ مخصوص کردہ سونے کے اکاؤنٹ میں موجود سونے کی ڈلیاں ایک فہرست میں مرتب ہوتی ہیں جس میں ہر سونے کی ڈلی کو معیار، وزن اور صفائی کے اعتبار سے دکھایا گیا ہوتا ہے۔

غیر تخصیص کردہ سونا[unallocated gold]

غیر تخصیص کردہ سونے کے اکاؤنٹ میں سونے کا مالک خاص متعین کردہ سونے کی ڈلیوں کا مالک نہیں ہوتا (بلکہ سونے کی مخصوص مقدار کا مالک ہوتا ہے)۔

شرعی معیار نمبر (۵۸)

فروخت شدہ اشیا کی واپس خریداری

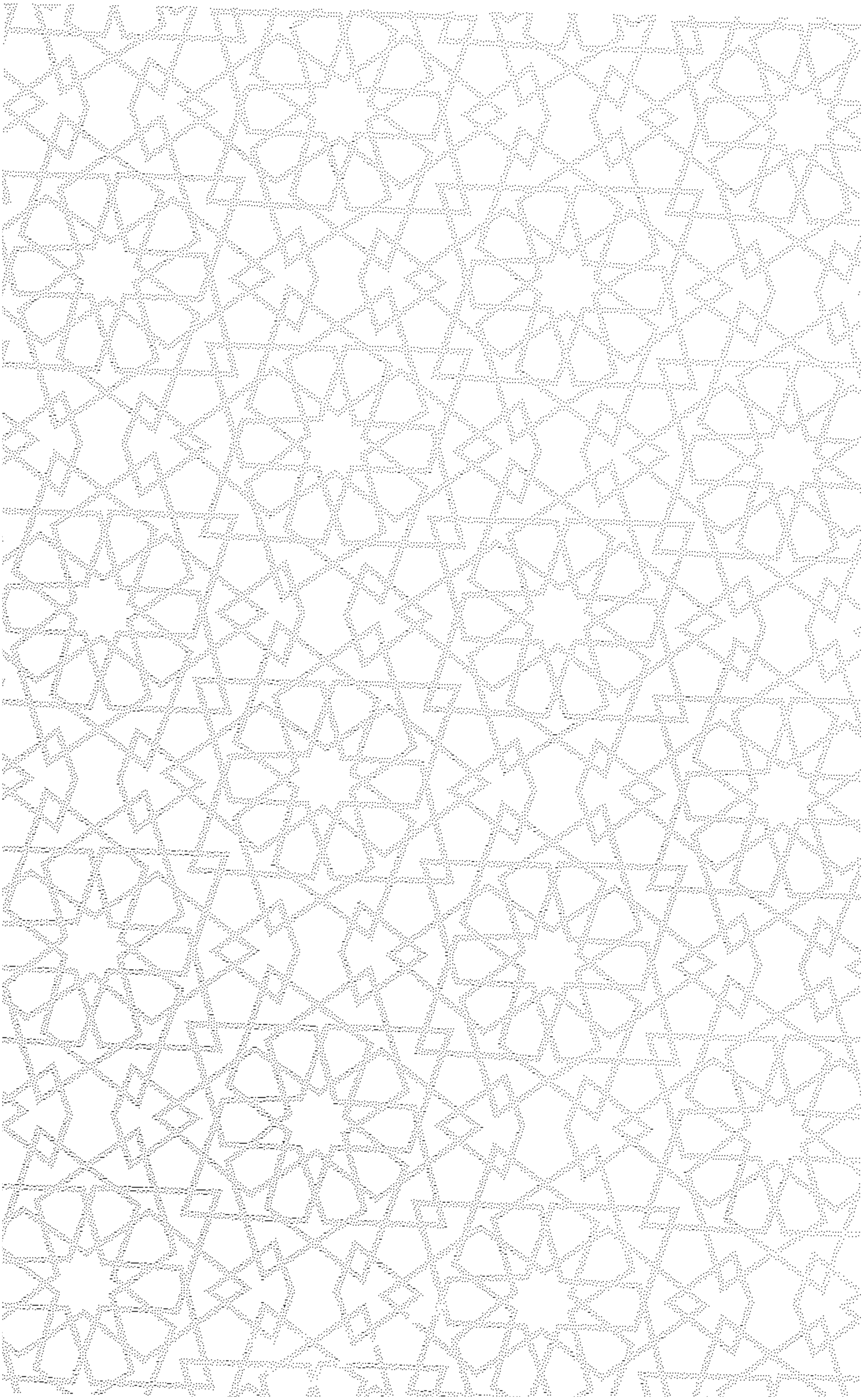

فہرست

دیباچہ ۱۳۷۸

معیار کا متن ۱۳۷۹

۱- معیار کا دائرۂ کار ۱۳۷۹

۲- واپس خریداری کی تعریف ۱۳۷۹

۳- واپس خریداری کا شرعی حکم اور اس کے قواعد ۱۳۷۹

۴- واپس خریداری کے احکام ۱۳۸۱

۵- اداروں میں پیش آمدہ واپس خریداری کی صورتیں ۱۳۸۲

۶- معیار کے اجرا کی تاریخ ۱۳۹۱

معیار کی منظوری ۱۳۹۲

ضمیمہ جات

ضمیمہ (الف) معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد ۱۳۹۳

ضمیمہ (ب) شرعی احکام کی بنیادیں ۱۳۹۵

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على أشرف المرسلين، سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه أجمعين.

دیباچہ

اس معیار کا مقصد فروخت شدہ چیز کو واپس خریدنے کے شرعی احکام اور اسلامی مالیاتی اداروں (ادارہ/ادارے)[1] میں اس کی پیش آمدہ صورتوں کو بیان کرنا ہے۔

والله الموفق...

(۱) "ادارہ/ادارے" کی اصطلاح یہاں اختصار کی غرض سے اسلامی مالیاتی اداروں کے لیے استعمال کی گئی ہے جن میں اسلامی بینک بھی شامل ہیں۔

معیار کا متن

۱- معیار کا دائرۂ کار

یہ معیار ایسی فروخت شدہ چیز یا منفعت کو واپس خریدنے کے بارے میں ہے، جو خرید و فروخت یا اس کے ہم معنی کسی عقدِ معاوضہ کے ذریعہ معاملہ کرنے والی کی ملکیت سے نکل چکی ہو۔ اس معیار میں اس معاملہ کی تعریف، شرعی حکم، واپس خریدنے کے جواز کی شرائط وضوابط اور اسلامی مالیاتی اداروں میں اس کی پیش آمدہ صورتوں کو بیان کیا جائے گا۔

یہ معیار اس چیز یا منفعت کو واپس خریدنے کے احکام کے بیان پر مشتمل نہیں ہے جو خرید و فروخت کے علاوہ کسی اور ذریعہ سے عقد کرنے والے کی ملکیت سے نکلی ہو، اور نہ ہی ان تصرفات کے احکام کے بیان پر مشتمل ہے جن میں کوئی چیز خرید و فروخت کے بغیر یا عقد فسخ ہونے کے ذریعہ فروخت کنندہ کے پاس واپس آجاتی ہے، جیسے "بیع بالوفاء" اور "اقالہ"۔

۲- واپس خریداری کی تعریف

اس معیار میں "واپس خریداری" سے مقصود یہ ہے کہ ایک چیز یا منفعت کو فروخت کرنے کے بعد فروخت کنندہ اس چیز یا منفعت کو خریدار سے یا اس کے علاوہ کسی ایسے شخص سے جس کو ملکیت کے کسی بھی طریقہ سے اس چیز یا منفعت کی ملکیت منتقل ہوئی ہو، واپس خرید لے۔

۳- واپس خریداری کا شرعی حکم اور اس کے ضوابط

۳/۱ کسی چیز یا منفعت کو فروخت کرنے کے بعد اسی چیز کو خریدار یا کسی اور سے خریدنا درجِ ذیل شرائط کے ساتھ جائز ہے:

۳/۱/۱ خرید و فروخت حقیقتاً واقع ہو جس سے شرعاً ملکیت منتقل ہو سکے اور انتقالِ ملکیت

کے اثرات بھی مرتب ہوسکیں جیسے فروخت شدہ چیز میں ہونے والے اضافہ پر خریدار کو حق حاصل ہونا اور اس چیز کی نرخ میں تبدیلی کے خطرہ کو خریدار کی جانب سے برداشت کیا جانا اور قبضہ منتقل ہونے کی وجہ سے اس چیز کے ضیاع کی ذمہ داری خریدار پر آجانا۔

۲/۱/۳ واپس خریدنا ایک ایسے مستقل [علیٰحدہ] عقد کے ذریعہ ہو جس کے ذریعہ ملکیت منتقل ہونے کا فائدہ حاصل ہوسکے، چاہے یہ عقد قول کے ذریعہ انجام دیا جائے یا فعل کے ذریعہ۔ یہ جائز نہیں ہے کہ ایک مستقل عقد کی انجام دہی کے بغیر صرف مدت کے گزرنے سے یہ واپس خریداری واقع ہوجائے۔

۳/۱/۳ دوسرا عقد پہلے عقد میں مشروط نہ ہو۔

۴/۱/۳ دونوں فریقوں کی جانب سے دوسرے عقد کی انجام دہی کا وعدہ نہ کیا جائے (صرف ایک فریق کی جانب سے ہو تو جائز ہے)۔

۵/۱/۳ واپس خریداری پر باہمی اتفاق یا اس طور پر واپس خریدنے کا رواج نہ ہو کہ پہلے یا دوسرے خریداری میں ادھار قیمت زیادہ رکھی جائے۔ کیونکہ اس صورت میں یہ "عینہ کا معاملہ" ہوگا، چاہے واپس فروخت کرنے والا وہی پہلا خریدار ہو یا کوئی اور ہو۔

۱/۵/۱/۳ باہمی اتفاق یا رواج پائے جانے کی صورت میں درجِ ذیل صورتوں کی ممانعت ہے:

(الف) چیز کو ادھار پر فروخت کرنے کے بعد پہلے فروخت کنندہ کا اسی چیز کو کم قیمت پر خریدنا چاہے نقد قیمت پر ہو یا اتنی مدت کی ادھار قیمت پر جو پہلے معاملہ میں طے شدہ مدت سے قبل واقع ہو رہی ہو۔

(ب) چیز کو نقد فروخت کرکے ادھار زیادہ قیمت پر خریدنا۔

(ج) چیز کو ادھار فروخت کرکے اس کو زیادہ قیمت پر پہلے عقد کے بعد کی مدت

کے ادھار پر خریدنا۔

(د) چیز کو نقد فروخت کر کے آئندہ کسی تاریخ میں زیادہ اور نقد قیمت پر خریدنا۔

(ھ) ادھار قیمت نقد کے برابر یا اس سے کم ہو لیکن ادھار قیمت کی صورت میں قیمت وصول کرنے والے کو بلا عوض کوئی منفعت یا فوائد حاصل ہوں جن کی وجہ سے ادھار قیمت نقد قیمت سے زیادہ ہو جائے۔

۳/۱/۵/۲ واپس خریداری کی جائز صورتیں

(الف) جبکہ واپس خریدنا کسی بھی طرح کی باہمی رضامندی یا رواج کے بغیر ہو۔

(ب) جبکہ قیمت میں تبدیلی چیز کی صفت یا اس کے نرخ میں تبدیلی کی وجہ سے ہو نہ کہ قیمت کے ادھار یا نقد ہونے کی وجہ سے۔

(ج) جبکہ دوسرا خریدار پہلے فروخت کنندہ کے علاوہ ہو اور (فروخت کنندہ اور خریدار کے ادارہ/شخص قانونی ہونے کی صورت میں) ان دونوں میں سے کوئی بھی دوسرے کی مکمل یا اکثر ملکیت میں نہ ہو۔

(د) جبکہ دونوں میں سے کسی بھی ایک عقد میں قیمت نقود کے علاوہ ہو۔

۳/۱/۶ واپس خریداری کی صورت میں ادھار بیع الصرف نہ پائی جائے، جیسے عقد کرنے والوں کا باہم اس بات پر اتفاق کرنا کہ ایک فریق سامان کو سونے یا کسی کرنسی کے بدلہ میں فروخت کرے گا اور اس سامان کو ادھار پر چاندی یا کسی اور کرنسی کے بدلہ میں خرید لے گا۔

۴- واپس خریداری کے احکام

۴/۱ ذکر کردہ اصولوں کی پابندی کے ساتھ واپس خریداری جائز معاملات کے جمع ہونے کی ایک صورت شمار ہوگی، دیکھیے شرعی معیار نمبر (۲۵) "ایک سے زائد معاہدات کو جمع کرنا"۔

۴/۲ اگر فروخت کنندہ نے کسی قانونی رجسٹریشن کے ذریعہ بیچی گئی چیز کو اپنے نام محفوظ کر لیا ہو تو

کسی ایسی دستاویز پر دستخط ہونے چاہئیں جو خریدار کی ملکیت کو ثابت کر سکے جیسے سندِ ضد [counter deed] وغیرہ۔ یہ اس لیے کہ فروخت کنندہ کی جانب سے کروائی جانے والی قانونی رجسٹریشن سے خریدار کی ملکیت، چیز میں ہونے والے اضافہ پر اس کے حق اور ضائع کرنے کی صورت میں خریدار کے ذمہ دار ہونے پر کوئی اثر واقع نہ ہو سکے، جبکہ فروخت کنندہ کا قبضہ بطور امانت ہوگا۔ اور فروخت کنندہ کو یہ حق حاصل ہے کہ ادھار قیمت کے مقابلہ میں اسی چیز کو رہن [گروی] رکھنے کی یا اس چیز کو کسی قابلِ اعتماد فرد کے پاس محفوظ رکھنے کی شرط لگائے، اور خریدار کو بھی یہ حق حاصل ہے کہ فروخت کنندہ کو فروخت شدہ چیز میں ہونے والے اضافہ جیسے آمدنی، نقد منافع [dividend] یا بونس شیئرز پر قبضہ کرنے کا اور خریدار کے فائدہ کی خاطر ان چیزوں کی سرمایہ کاری کا وکیل بنادے۔ اسی طرح [حصہ داروں] عمومی اجلاس میں اس کی جانب سے رائے دہی کے حق کا وکیل بھی بنا سکتا ہے۔

۳/۴ سامان کو ادھار فروخت کرکے نیلامی کے ذریعہ نقد واپس خریدنا جائز ہے اگرچہ نقد قیمت ادھار والی قیمت سے کم ہو۔ اور سامان کو ادھار پر خرید کر نیلامی میں نقد فروخت کے لیے پیش کرنا جائز ہے اگرچہ پہلا فروخت کنندہ بھی بولی لگانے والوں میں شامل ہو۔

۴/۴ کسی تیسرے فریق کو ادھار فروخت کرنے کی غرض سے کوئی سامان نقد خریدنا جائز نہیں ہے جبکہ معاملہ کے تمام متعین فریقوں کے درمیان اس بات پر باہمی اتفاق پایا جاتا ہو کہ سامان پہلے فروخت کنندہ کو ادھار والی قیمت سے کم نقد قیمت پر واپس فروخت کردیا جائے گا۔

۵- اداروں میں پیش آمدہ واپس خریداری کی صورتیں

۱/۵ واپس خریداری کا وعدہ

شرعی معیار نمبر (۴۹) "وعدہ اور دوطرفہ وعدہ"، شق ۳/۳ کی رعایت رکھتے ہوئے صرف

فروخت کنندہ یا صرف خریدار کی جانب سے واپس خریدنے /فروخت کرنے کا وعدہ کرنا درجِ ذیل شرائط کے ساتھ جائز ہے:

۵/۱/۱　دونوں معاملات (پہلی فروخت اور واپس خریداری) نقد قیمت پر ہوں۔

۵/۱/۲　واپس خریدنے یا فروخت کرنے کا وعدہ پہلے معاملہ سے الگ ایک مستقل دستاویز کے ذریعہ ہو۔

۵/۱/۳　وعدہ کے نفاذ کے موقع پر ملکیت منتقل کرنے کے لیے ایک مستقل عقد انجام دیا جائے، صرف وعدہ کی دستاویز کے ذریعہ ایسا نہ کیا جائے۔

۵/۱/۴　فریقِ ثانی (جس کے حق میں وعدہ کیا گیا ہو) پر مروجہ نظام، عادت یا باہمی اتفاق یا دیگر ایسے عوامل کی وجہ سے دوسرے عقد (واپس خرید یا فروخت) کی انجام دہی لازمی نہ ہو۔

۵/۱/۵　یہ وعدہ شرکت عقد کے کسی شریک، مضارب یا وکیل برائے سرمایہ کاری کی جانب سے اس طور پر نہ کیا جائے کہ اس کے نتیجہ میں تمام یا بعض سرمایہ کی ضمانت [گارنٹی] حاصل ہوتی ہو۔

۵/۱/۶　جس سامان کے واپس خریدنے یا فروخت کرنے کا وعدہ کیا گیا ہو اس کے مکمل ضائع ہوجانے کی صورت میں وعدہ کرنے والے پر وعدہ کے نفاذ [پورا کرنے] کو لازم کردینا جائز نہیں ہے۔

۵/۱/۷　وعدہ کرنے والے کی جانب سے وعدہ پورا کرنے سے انکار کی صورت میں فریقِ ثانی کو اس انکار کی وجہ سے ہونے والے حقیقی نقصان کی تلافی کے مطالبہ کا حق حاصل ہے۔ البتہ جس قیمت کے مطابق وعدہ کیا گیا تھا اس میں شامل ضائع شدہ منافع [opportunity cost] حقیقی نقصان میں داخل نہیں ہے۔ لہٰذا اگر وعدہ واپس خریدنے کا ہو تو حقیقی نقصان کا اندازہ لاگت اور فریقِ ثالث کے ساتھ وعدہ کے نفاذ کی تاریخ میں طے شدہ قیمتِ فروخت کے درمیان فرق کے لحاظ

سے کیا جائے گا۔ اس سلسلہ میں شرعی معیار نمبر (۴۹) ''وعدہ اور دوطرفہ وعدہ'' کو ملحوظ رکھا جائے۔ وعدہ پورا کرنے سے انکار کرنے والے کے لیے قیمت کے کچھ حصہ کی شرط لگانا جائز نہیں۔ اور اگر وعدہ واپس فروخت کرنے کا ہو تو حقیقی نقصان کا اندازہ وعدہ کے نفاذ کی تاریخ میں سامان کی قیمتِ خرید اور وعدہ میں طے شدہ قیمت کے درمیان فرق کے لحاظ سے کیا جائے گا۔

۲/۵ فروخت کنندہ کو فروخت شدہ چیز اجارہ منتہیہ بالتملیک کے طور پر دینا

کسی چیز کو خریدنے کے بعد اس چیز کو فروخت کنندہ کو ہی اجارہ منتہیہ بالتملیک پر دینا جائز ہے۔ اور اس معاملہ پر شرعی معیار نمبر (۹) ''اجارہ اور اجارہ منتہیہ بالتملیک''، شق ۳/۲، ۵/۸ اور ۶/۸ کا اطلاق ہوگا۔

۳/۵ کرایہ دار کا کرایہ پر لی ہوئی چیز اسی کے مالک کو کرایہ پر دینا

کرایہ دار کے لیے کرایہ پر لی ہوئی چیز کو کرایہ داری کی مدت کے دوران اسی کے مالک کو کرایہ پر دینا جائز ہے بشرطیکہ ایسا کرنے میں ''عینہ'' کی صورت پیدا نہ ہو اور یہ معاملہ شرعی معیار نمبر (۹) ''اجارہ اور اجارہ منتہیہ بالتملیک''، شق ۳/۴ کے مطابق کیا جائے۔

۴/۵ فروخت کنندہ سے شرکتِ متناقصہ کرنا

۱/۴/۵ شرکتِ متناقصہ کی صورت یہ ہے کہ کسی چیز کا مشاع حصہ خریدنا، فروخت کنندہ کے اس وعدہ کے ساتھ کہ وہ بتدریج شریک خریدار کا حصہ خریدے گا۔ یہ معاملہ شق ۳ میں مذکور شرائط کے ساتھ جائز ہے، نیز اس معاملہ میں شرعی معیار نمبر (۱۲) ''شرکت (مشارکہ) اور جدید اقسامِ شرکت''، شق ۵ کی رعایت رکھی جائے گی۔

۲/۴/۵ شرکتِ عقد میں ایک شریک کے لیے یہ بات جائز نہیں کہ وہ دوسرے شریک سے اس کو فروخت کیے گئے حصہ کو وعدہ کے نفاذ کی تاریخ کے وقت کی قیمت کو نظر انداز کرتے ہوئے کسی متعین قیمت پر واپس خریدنے کا وعدہ کرے، کیونکہ اس

سے شرکت کا بنیادی مقصد یعنی 'نفع و نقصان میں شریک ہونا' ختم ہو جاتا ہے۔ البتہ اگر واپس خریداری بازار کے رائج نرخ یا دونوں فریقوں کے اتفاق سے واپس خریداری کے وقت طے شدہ قیمت پر ہو تو جائز ہے۔ اس معاملہ میں شرعی معیار نمبر (۱۲) "شرکت (مشارکہ) اور جدید اقسامِ شرکت"، شق ۵/۷ کی رعایت رکھنا ضروری ہے۔

۵/۴/۳ شرکتِ ملک میں ایک حصہ دار اپنا حصہ دوسرے حصہ دار کو بیچ سکتا ہے، اس وعدہ کے ساتھ کہ وہ اس سے دوبارہ خرید لے گا یا خریدنے والا شریک وعدہ کر لے کہ وہ دوبارہ بیچ دے گا۔ یہ وعدہ بازار کے نرخ، خرید و فروخت کے وقت آپس میں طے شدہ قیمت یا کسی بھی متعین قیمت پر اس معیار کی شق ۵/۱ کی پابندی کرتے ہوئے کیا جا سکتا ہے۔ جبکہ خریدار کے لیے یہ جائز ہے کہ وہ اپنا حصہ دوسرے شریک کو اس معیار کی شق ۳ میں مذکور شرائط کے مطابق کرایہ پر دے دے۔ یہ معاملہ شرعی معیار نمبر (۱۲) "شرکت (مشارکہ) اور جدید اقسامِ شرکت"، شق ۵/۷ میں مذکور حکم کے خلاف نہیں ہے کیونکہ وہاں ذکر کی گئی تفصیل شرکتِ عقد سے متعلق ہے۔

۵/۵ سرمایہ کاری فنڈ کے منتظم کا سرمایہ کاری یونٹس کی خریداری کی ذمہ داری لینا

سرمایہ کاری فنڈ کے منتظم کے لیے ان سرمایہ کاروں سے جو سرمایہ کاری فنڈ سے نکلنا چاہتے ہوں سرمایہ کاری یونٹس خریدنا جائز ہے، چاہے یہ وہ یونٹس ہوں جو اس نے خود اپنی ملکیت میں موجود یونٹس میں سے فروخت کیے ہوں یا ان یونٹس میں سے جو اس نے بطور دوسرے سرمایہ کاروں کے وکیل کے فروخت کیے ہوں۔ البتہ یہ شرط ملحوظ رکھنا ضروری ہے کہ سرمایہ کاری یونٹس کی خریداری فنڈ سے نکلتے وقت بازار کے نرخ کے مطابق ہو۔

۵/۶ واپس خریداری کے معاہدات [Repo and reverse Repo]

۵/۶/۱ تعریف

یہ دونوں فریقوں کے درمیان کسی ایسے مالیاتی اثاثہ کو نقد قیمت پر فروخت کر کے

خریدار سے آئندہ تاریخ میں زیادہ قیمت پر خریدنے کے اتفاق پر مبنی معاملہ ہے ہے جس کو نقد میں تبدیل کیا جانا ممکن ہوتا ہے، اس میں عموماً خرید وفروخت کے اثرات مرتب نہیں ہوتے۔

ان معاہدات کا مقصد اداروں میں سیالیت کے حوالہ سے انتظام [liquidity management] کرنا ہوتا ہے، چاہے یہ مرکزی بینک کی سطح پر سرمایہ سے متعلق پالیسیوں کے نفاذ کے سلسلہ میں ہو یا تجارتی اداروں کی سطح پر اضافی سرمایہ کی موجودگی [excess liquidity] یا سرمایہ کی کمی [liquidity shortage] کی صورت میں سیالیت کے انتظام کے سلسلہ میں ہو۔ ان معاہدات میں معاملہ کرنے والے کے مقصد کے لحاظ سے اس کی حیثیت کا تعیّن ہوتا ہے، چنانچہ اگر اس کو سرمایہ کے حصول میں دلچسپی ہو تو وہ فروخت کنندہ ہوتا ہے اور اس کی طرف سے واپس خریدنے پر اتفاق کا اظہار کیا جاتا ہے [جو کہ ری پرچیز repurchase کہلاتا ہے] اور اس کی دلچسپی سرمایہ لگانے میں ہو تو وہ خریدار ہوتا ہے اور اس کی جانب سے واپس فروخت کرنے پر اتفاق کا اظہار پایا جاتا ہے (جو کہ ریورس ری پرچیز reverse repurchase) کہلاتا ہے۔

۲/۶/۵ واپس خریدنے کے معاہدات کی شرعی حیثیت اور حکم

روایتی ری پرچیز شرعی لحاظ سے ایک مخصوص نفع کے عوض میں دیا جانے والا سودی قرضہ ہے جس میں مالیاتی اثاثہ بطور رہن ہوتا ہے. نیز اس میں خرید وفروخت کے اثرات مرتب نہیں ہوتے، مثلاً ذمہ داری منتقل ہونا اور جو اثاثہ بیچا جارہا ہے اس میں ہونے والے اضافہ پر خریدار کا استحقاق ہونا، اور مالیاتی اثاثے بطور رہن ہوتے ہیں نہ کہ معاملہ کے بنیادی موضوع کے طور پر اور پہلے ادا کی جانے والی اور واپس خریدتے وقت ادا کی جانے والی رقم کے درمیان پایا جانے والا فرق قرض کی نمائندگی کرتا ہے، جو "ریپوریٹ" کے نام سے معروف ہے۔ اسی

بناء پر یہ معاہدات شرعاً حرام ہیں۔ مزید برآں یہ کہ ان میں استعمال ہونے والے اثاثے بھی [بالعموم] حرام ہوتے ہیں جیسے سودی تمسکات اور بینک ڈیپازٹس کے سرٹیفیکیٹ وغیرہ۔

۵/۶/۳ شرعی متبادل

ادارہ کو چاہیے کہ وہ سیالیت کے انتظام کے لیے ایسے مناسب طریقۂ کار اختیار کرے جو سرمایہ کی اضافی موجودگی یا کمی کے شرعی اصولوں کے مطابق ہوں۔ درجِ ذیل صورتیں اس مقصد کو پورا کر سکتی ہیں:

۵/۶/۳/۱ ایسے سرمایہ کاری یونٹس اور مالیاتی دستاویز کی خرید و فروخت کی جائے جو شرعی اصولوں کے مطابق ہوں، جیسے جائز حصص، اسلامی صکوک، اسلامک فنڈز کے یونٹس، مضاربہ، مشارکہ یا وکالت برائے سرمایہ کاری کی بنیاد پر قائم شدہ ڈیپازٹ میں مشاع حصوں کے کی دستاویزات وغیرہ۔ اور خریدار کی طرف سے فروخت کنندہ کو دوبارہ فروخت کر دینے کا وعدہ کر لیا جائے یا فروخت کنندہ کی جانب سے خریدار سے آئندہ تاریخ میں واپس خرید لینے کا وعدہ کر لیا جائے۔ اس سلسلہ میں شق ۳ اور شق ۵/۱ میں مذکور قواعد کی پابندی ضروری ہے۔

۵/۶/۳/۲ پوائنٹس کے حساب سے متبادل قرضے [mutual/counter loans]، اس طور پر کہ قرض دینے والے کے حق میں کچھ کریڈٹ پوائنٹ شمار کیے جائیں جن میں صرف میزانیہ [balance] کی مقدار اور ان کے باقی [کارآمد] رہنے کی مدت کو ملحوظ رکھا جائے اور اس کے مقابلہ میں مقروض اکاؤنٹ کے میزانیہ کے ڈیبٹ پوائنٹس ہوں جن میں صرف میزانیہ کی مقدار اور باقی رہنے کی مدت کو ملحوظ رکھا جائے۔ اس سلسلہ میں درجِ ذیل اصولوں کی پابندی ضروری ہے:

(الف) پوائنٹس کا حساب ایسا ہو جس میں دونوں طرف برابری ہو، چنانچہ

یہ جائز نہیں ہے کہ پوائنٹس کے حساب میں کسی ایک فریق کو زیادتی یا برتری حاصل ہو چاہے قرض لیتے وقت اس کی شرط لگائی گئی ہو یا مقابل قرض کی ادائیگی میں تاخیر کی صورت میں بطور شرط جزائی [جرمانے کی شرط] اس کو لازم کیا جائے۔

(ب) اس معاملہ کو نقد عوض میں تبدیل کرنا درست نہیں ہوگا مثلاً یہ طے کیا جائے کہ عدم ادائیگی کی صورت میں ان پوائنٹس کو نقد میں تبدیل کرلیا جائے گا۔

(ج) باہمی قرضہ/متبادل قرضہ کا حساب کرتے ہوئے صرف اصل قرض اور اس کی مدت کا حساب رکھا جائے ان قرضوں پر کسی قسم کے نفع کا حساب نہ کیا جائے۔

۵/۶/۳/۳ سرمایہ کاری ڈیپازٹس۔ اس کی صورت یہ ہوگی کہ ادارہ ایک سرمایہ کاری فنڈ قائم کرے جس میں سرمایہ کاروں کے نکلنے کی سہولت ہو اور اس سے سیالیت کا انتظام [liquidity management] مقصود ہو اس طور پر کہ سرمایہ حاصل کرنے والا ادارہ ان اداروں سے سرمایہ حاصل کرسکے جن کے پاس زائد سرمایہ موجود ہو، اور ادارہ اس فنڈ کا انتظام مضاربہ، مشارکہ یا وکالت برائے سرمایہ کاری کی بنیاد پر چلائے۔ اس سلسلہ میں درج ذیل شرائط کی پابندی ضروری ہے:

(الف) ادارہ سرمایہ کاری کا منتظم ہونے کی حیثیت سے سرمایہ کاروں کو ان کے مکمل سرمایہ یا اس کے کسی حصہ کی ضمانت (گارنٹی) فراہم نہیں کرسکتا۔ البتہ نقصان کی صورت میں بغیر کسی شرط کے رضاکارانہ طور پر اس کو پورا کرنا جائز ہے۔

(ب) ادارہ سرمایہ کاری کے منتظم ہونے کی حیثیت سے اس سرمایہ کاری کے اثاثوں کو ان کی قیمتِ اسمیہ [face value] پر خریدنے کی

ذمہ داری قبول نہیں کرسکتا۔ البتہ بازار کے رائج نرخ کے مطابق خریدنے کا وعدہ کرسکتا ہے۔

(ج) ادارہ سرمایہ کاری منتظم ہونے کی حیثیت سے کسی متعیّن نفع کی ذمہ داری قبول نہیں کرسکتا، البتہ متوقع منافع کا ذکر اس کے واقع ہونے کی ذمہ داری لیے بغیر کیا جاسکتا ہے۔

(د) یہ جائز نہیں ہے کہ معاہدہ کسی ایسی شق پر مشتمل ہو جو نفع میں شرکت کو ختم کرتی ہو۔ مثلاً اس بات پر اتفاق کرنا کہ ایک متعیّن حد تک پورا نفع کسی ایک فریق کا ہوگا اور جو اس حد سے زیادہ ہو وہ دوسرے فریق کو ملے گا۔ البتہ منتظم کے لیے کوئی اضافی فائدہ[incentive] مقرر کرنا جائز ہے مثلاً ایک حد تک نفع میں دونوں فریق شریک ہوں اور جو اس سے زیادہ ہو وہ منتظم کو دے دیا جائے۔ اس معاملے میں شرعی معیار نمبر (۵۶) "سرمایہ کاری منتظم پر ضمان" کی بھی رعایت رکھی جائے۔

۵/۶/۳/۴ مالیاتی دستاویز کو رہن رکھوا کر تورُّق کرنا، چنانچہ جب (تورُّق کے خواہشمند) ادارہ کو سرمایہ کی ضرورت ہو تو وہ ادھار پر سامان خریدے پھر اس کو فروخت کنندہ کے علاوہ کسی اور کے ہاتھ نقد فروخت کردے۔ اور جب ادارہ کے پاس زائد سرمایہ موجود ہو تو وہ سامان نقد پر خرید کر تورُّق کے خواہشمند ادارہ کو ادھار پر فروخت کردے، اور دونوں صورتوں میں مرابحہ کے دَین [واجب الاداء رقم] کی توثیق تورُّق کے خواہشمند ادارہ کی مملوکہ مالیاتی دستاویز سرمایہ فراہم کرنے والے ادارہ کے پاس رہن رکھوا کر کی جاسکتی ہے۔ واضح رہے کہ تورُّق سے متعلق شرعی معیار نمبر ۳۰ کی شق ۴ اور ۵ میں موجود تفصیلات کے پابندی کے ساتھ ساتھ درجِ ذیل شرائط کی پابندی بھی ضروری ہے:

(الف) سامان کو خریدنے والا فریق ملکیت اور شرعی طور پر معتبر قبضہ کے بغیر اس کو فروخت نہیں کرسکتا۔

(ب) خریداری کے بعد اور آگے فروخت سے قبل سامان خریدار کے ضمان [ذمہ داری] میں آچکا ہو۔

(ج) سامان دوبارہ اسی فروخت کنندہ کو نہ بیچا جائے جس سے خریدا گیا ہے۔

(د) رہن رکھوائی جانے والی مالیاتی دستاویز رہن رکھوانے والے (تورُّق کے خواہشمند ادارہ) کی ملکیت ہوں گے اور ان کی قدر میں ہونے والا اضافہ یا نقصان کا مالک بھی رہن رکھوانے والا ہی ہوگا۔ البتہ یہ جائز ہے کہ اس دستاویز کی رجسٹریشن کو بطور وثیقہ [معاملہ کی پختگی کے] رہن رکھنے والے (سرمایہ فراہم کرنے والے) کے نام کروادی جائے۔ نیز رہن رکھنے والے کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اس دستاویز میں ہونے والے کسی بھی قسم کے اضافہ مثلاً اس پر حاصل ہونے والی نقد آمدنی جس کا حقدار ان دستاویزات کا مالک ہے، کو بھی اصل دستاویز کے ساتھ بطور رہن رکھوانے کی شرط لگادے۔ اسی طرح دونوں فریقوں کا اس بات پر متفق ہونا بھی جائز ہے کہ ان دستاویزات کی آمدنی کو رہن رکھوانے والے فریق پر واجب الاداء مکمل دَین یا اس کے کچھ حصہ کی ادائیگی کے لیے استعمال کیا جائے گا۔ یہ جائز نہیں ہے کہ رہن رکھنے والے کو ان دستاویزات کے فروخت کا حق حاصل ہونے کی شرط لگائی جائے۔

۶- معیار کے اجرا کی تاریخ

یہ معیار ۱۳ جمادی الثانی ۱۴۳۸ھ مطابق ۱۲ مارچ ۲۰۱۷ء کو جاری ہوا۔

معیار کی منظوری

مجلسِ شرعی نے ۱۰ - ۱۳ جمادی الثانی ۱۴۳۸ھ مطابق ۹ - ۱۲ مارچ ۲۰۱۷ء کو مدینہ منورہ میں منعقد ہونے والے اپنے سینتالیسویں اجلاس میں شرعی معیار "فروخت شدہ اشیا کی واپس خریداری" کو منظور کیا۔

ضمیمہ (الف)

معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد

جنرل سیکرٹریٹ نے یکم شعبان ۱۴۳۱ھ مطابق ۱۳ جولائی ۲۰۱۰ء کو شرعی مشیر کو فروخت شدہ اشیا کی واپس خریداری کے معاہدات سے متعلق شرعی تحقیق تیار کرنے کی ذمہ داری سونپی۔

شرعی معیاروں کی کمیٹی نے مؤرخہ ۲۹ مارچ ۲۰۱۳ کو جدہ میں اس تحقیق اور معیار کے مسودہ پر مباحثہ کے بعد اس پر اعتماد کا اظہار کیا اور اس میں مناسب ترامیم شامل کیں۔

مجلسِ شرعی نے ۲۲ - ۲۳ شوال ۱۴۳۴ھ مطابق ۲۹ - ۳۰ ستمبر ۲۰۱۳ء کو مدینہ منورہ میں منعقد ہونے والے اپنے پینتیسویں اجلاس میں معیار کے مسودہ پر مباحثہ کے بعد اس میں مناسب ترامیم کو شامل کیا۔

مجلسِ شرعی نے ۲۵ - ۲۶ محرم ۱۴۳۵ھ مطابق ۲۸ - ۲۹ نومبر ۲۰۱۳ء کو بحرین میں منعقد ہونے والے اپنے چھتیسویں اجلاس میں معیار کے مسودہ پر مباحثہ کے بعد اس میں مناسب ترامیم کو شامل کیا۔

جنرل سیکرٹریٹ نے سعودی عرب کے شہر ریاض میں مؤرخہ ۲۸ ذوالحجہ ۱۴۳۵ھ مطابق ۲۲ اکتوبر ۲۰۱۴ء کو ۵۰ سے زائد شرکاء کی موجودگی میں جلسۂ سماعت منعقد کیا جن میں مرکزی اور دیگر بینکوں، اکاؤنٹنگ فرمز کے نمائندوں، ماہرینِ شریعت، یونیورسٹی کے اساتذہ اور دیگر متعلقہ اہم افراد شامل تھے۔ اس نشست میں پیش کی جانے والی آراء کو سنا گیا۔

مجلسِ شرعی نے ۱۰ - ۱۳ جمادی الثانی ۱۴۳۸ھ مطابق ۹ - ۱۲ مارچ ۲۰۱۷ء کو مدینہ منورہ میں منعقد ہونے والے اپنے سینتالیسویں اجلاس میں جلسۂ سماعت میں سامنے آنے والی آراء پر مباحثہ کے بعد اس میں مناسب ترامیم کو شامل کیا اور اس معیار پر اعتماد کا اظہار کیا۔

شرعی معیارات کی مسودہ ساز کمیٹی نے ۱۳ جمادی الثانی ۱۴۳۸ھ مطابق ۱۲ مارچ ۲۰۱۷ء کو مدینہ منورہ

میں منعقد ہونے والے اجلاس میں اس معیار پر نظر ثانی کی اور اس پر مباحثہ کے بعد مسودہ سے متعلق چند ترامیم شامل کرنے کے بعد اس معیار کو باقاعدہ طور پر منظور کیا۔

ضمیمہ (ب)

شرعی احکام کی بنیادیں

- لازمی دوطرفہ وعدہ، شرط اور پہلی بیع کے وقت واپس خریدنے پر باہمی اتفاق کے بغیر اس چیز یا منفعت کو واپس خریدنا جائز ہے جو خریدار نے پہلے فروخت کی تھی، اس کی شرعی بنیاد یہ ہے کہ مالی معاملات اور معاہدات میں اصل جائز ہونا اور درست ہونا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ﴿وَ اَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ﴾ (۱) "اور اللہ تعالیٰ نے خرید وفروخت کو حلال کیا"۔ نیز اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ﴾ (۲) اے ایمان والو! ایک دوسرے کے مال کو آپس میں ناحق مت کھاؤ مگر یہ کہ تجارت ہو تمہاری آپس کی رضامندی کے ساتھ"۔
- دوبارہ ادھار قیمت پر خریدنے کی شرط لگانا جو کہ نقد قیمت سے زیادہ ہو جائز نہ ہونے کی شرعی بنیاد یہ ہے کہ یہ عینہ کی ہی ایک صورت اور خرید وفروخت کے ایک عقد میں دو عقود کو جمع کرنا ہے جو کہ حرام ہے، کیونکہ ابن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب تم عینہ کی بنیاد پر خرید وفروخت کرنے لگو گے اور گائے کی دموں کے پیچھے پڑ جاؤ گے اور کھیتی باڑی پر راضی ہو کر جہاد کو چھوڑ بیٹھو گے تو اللہ تعالیٰ تم پر ایسی ذلت کو مسلط فرمادیں گے جس سے تم نکل نہیں پاؤ گے جب تک کہ اپنے دین کی طرف نہ لوٹ آؤ"۔ (۳) اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ "نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے

---

(۱) سورۃ البقرۃ: ۲۷۵۔

(۲) سورۃ النساء: ۲۹۔

(۳) اس حدیث کو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے ۲/۸۴ پر، ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب البیوع والاجارات باب النہی عن العینہ حدیث نمبر ۳۴۶۲ پر اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ۵/۳۱۶ پر متعدد طرق سے روایت کیا ہے جن سب میں کلام کی گنجائش ہے۔ =

دو بیع کے عقود کو ایک عقد میں جمع کرنے سے منع فرمایا"۔[1] اس صورت کی حرمت پر فقہاء کا اتفاق ہے۔ ابن رشد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "اگر کسی نے معاملہ کرتے ہوئے یوں کہا کہ میں تجھ سے یہ کپڑا نقد اتنی [یعنی ایک متعیّن] قیمت پر اس شرط کے ساتھ خریدتا ہوں کہ تو مجھ سے اس کو ادھار پر خریدے گا تو فقہاء کے نزدیک یہ معاملہ بالاتفاق ناجائز ہے"۔[2] دیکھیے شرعی معیار نمبر (۲۵) "ایک سے زائد معاہدات کو جمع کرنا"۔

- نقد قیمت یا زیادہ پر دوبارہ ادھار خریدنے کا جانبین سے لازمی وعدہ کرنے کے جائز نہ ہونے کی شرعی بنیاد یہ ہے کہ یہ بھی گزشتہ صورتوں ہی کے ہم معنی ہے۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۴۹) "وعدہ اور دو طرفہ وعدہ"۔
- نقد قیمت سے زیادہ پر دوبارہ اشیا کو ادھار خریدنے کے بارے میں باہمی اتفاق کے جائز نہ ہونے کی شرعی بنیاد یہ ہے کہ یہ عینہ ہی کی ایک صورت ہے جو کہ شرعاً حرام ہے۔[3]
- اگر واپس خریدنے پر باہمی اتفاق نہ پایا جائے یا قیمت میں تبدیلی اس فروخت شدہ چیز کی صفت یا قدر

= البتہ یہ تمام طرق ایک دوسرے کو تقویت دیتے ہیں جس کی وجہ سے حدیث دلیل بنانے کے قابل ہو سکتی ہے۔ علاوہ ازیں ابن القطان رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے، نصب الرایہ ۴/۱۷۔ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ بلوغ المرام ص ۱۷۷ پر فرماتے ہیں اس کے رواۃ قابلِ اعتبار ہیں، شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے نیل الاوطار ۶/۲۹۸ پر اس کو صحیح قرار دیا ہے۔

(۱) اس حدیث کی تخریج امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے ۲/۴۳۲ پر، ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب البیوع باب فی الرجل یبیع ما لیس عندہ کے تحت حدیث نمبر ۳۴۶۲ پر اور ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب البیوع باب ما جاء فی النہی عن بیعتین فی بیعۃ کے تحت حدیث نمبر ۱۲۳۱ پر اور نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب البیوع باب بیعتین فی بیعۃ کے تحت حدیث نمبر ۴۶۳۲ پر کی ہے، نیز اس حدیث کو ترمذی اور ابن حبان رحمہما اللہ نے صحیح قرار دیا ہے، اور ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ نے مجمع الزوائد ۴/۸۵ پر کہا ہے کہ "مسند احمد کے رواۃ صحیح ہیں"۔

(۲) بدایۃ المجتہد ۲/۱۱۶، نیز ملاحظہ ہو تکملۃ المجموع ۱۰/۱۵۷، المحلی ۹/۴۷۔

(۳) عینہ کی تعریف: "سامان کو متعیّن مدت کے ادھار پر فروخت کرکے خریدار سے نقد کم قیمت پر واپس خریدنا"، حنفیہ، مالکیہ اور حنابلہ کے اکثر فقہاء کے نزدیک یہ حرام ہے۔ فتح القدیر ۶/۳۲۳، مواہب الجلیل ۴/۴۰۴، شرح منتہی الارادات ۲/۱۵۸۔

میں تبدیلی کی وجہ سے ہو یا دوسری کرنسی میں معاملہ کرنے کی وجہ سے ہو یا فروخت کنندہ کے علاوہ کسی اور سے واپس خریدی جائے تو واپس خریدنے کے جائز ہونے کی شرعی بنیاد یہ ہے کہ اس صورت میں عینہ کا شبہ ختم ہو جاتا ہے چنانچہ معاملہ اپنی اصل یعنی جواز پر قائم رہے گا۔

- واپس خریدتے وقت ایک مستقل معاملہ کی انجام دہی اور صرف مدت کے گزرنے کے کافی نہ ہونے کی شرعی بنیاد یہ ہے کہ شرعاً ملکیت کے منتقل ہونے کے لیے کسی قولی یا فعلی ذریعہ کا ہونا ضروری ہے، اور اسی ذریعہ سے شرعی احکامات مثلاً رضامندی کا شرط ہونا، عقد کے بارے میں علم ہونا مبیع کو حوالہ کرنے کی قدرت ہونا وغیرہ متعلق ہوتے ہیں۔ نیز ایک وجہ یہ بھی ہے کہ عقد کی انجام دہی کے بغیر خود بخود ملکیت ثابت ہونا "بیع معلق" کی صورت ہے۔
- فروخت کنندہ کے پاس قانونی رجسٹریشن کا حق محفوظ ہونے کی شرعی بنیاد یہ ہے کہ ملکیت تو شرعاً خرید یا فروخت کی پیشکش اور اس کے قبول کر لینے سے منتقل ہو جاتی ہے، جبکہ قانونی رجسٹریشن صرف ملکیت کے ثبوت کی پختگی کے لیے ہوتی ہے۔
- نیلامی کے ذریعہ مبیع کو ادھار والی قیمت سے کم پر بھی واپس خریدنے کے جائز ہونے کی شرعی بنیاد یہ ہے کہ اس صورت میں دونوں فریقوں کے درمیان باہمی اتفاق ختم ہو جاتا ہے، کیونکہ اس بات کا امکان موجود ہوتا ہے کہ چیز پہلے فروخت کنندہ کے علاوہ کسی اور کے پاس چلی جائے، نیز قیمت بھی نیلامی میں طے شدہ حتمی قیمت کی بنیاد پر متعین ہوتی ہے، چنانچہ دوسری خرید و فروخت بازار کے رائج نرخ پر انجام پاتی ہے نہ کہ کسی ایسی قیمت پر جو دونوں فریقوں کے درمیان پہلے سے طے شدہ ہو۔
- کسی تیسرے فریق کے ذریعہ پہلے فروخت کنندہ کو ادھار سے کم نقد قیمت کے بدلہ سامان واپس کرنے پر باہمی اتفاقِ رائے کرنے کے حرام ہونے کی شرعی بنیاد یہ ہے کہ یہ عینہ کا حیلہ ہے اور فریق ثالث کے معاملہ میں شامل ہونے سے معاملہ کی حقیقت پر کوئی اثر مرتب نہیں ہوگا کیونکہ اس کو داخل کرنے کا مقصد سامان پہلے فروخت کنندہ کو واپس لوٹانا ہے۔
- مضارب یا شریک منتظم یا وکیل سرمایہ کاری کی جانب سے کسی متعین قیمت پر خریداری کے لازمی وعدہ کے حرام ہونے کی شرعی بنیاد یہ ہے کہ یہ عمل کرنے والے کی جانب سے ضمانت فراہم کرنا ہے اور یہ

عقد کے تقاضہ کے خلاف ہے کیونکہ عمل کرنے والا امین ہوتا ہے لہٰذا اس پر صرف زیادتی یا کوتاہی کی صورت میں ہی نقصان کی ذمہ داری ڈالی جاسکتی ہے۔[1] ابن قدامہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "فاسد شرائط کی تیسری قسم، ایسی شرط لگانا جو عقد کے تقاضہ اور اس کی مصلحت کے خلاف ہو مثلاً مضارب پر مال کے نقصان کی ذمہ داری یا نقصان کے ایک متعین حصہ کی ذمہ داری ڈالنا"۔[2] اسی طرح عمل کرنے والے پر سرمایہ کے نقصان کی ذمہ داری ڈالنا معاملہ کو اس کے موضوع سے ہٹاکر قرض میں تبدیل کردیتا ہے، وجہ اس کی یہ ہے کہ قرض اور مضاربہ میں فرق یہ ہے کہ پہلے معاملہ میں مال کی ذمہ داری مقروض پر ہوتی ہے جبکہ دوسرے معاملہ میں مضارب پر مال کے نقصان کی ذمہ داری نہیں ہوتی، لہٰذا اگر قرض کی صورت میں مال کے مالک کو نفع میں شریک کیا جائے تو یہ ایک ایسا قرضہ ہوگا جس پر نفع حاصل کیا گیا۔ (۳)

- کسی چیز کو خرید کر اس کے فروخت کنندہ کو ملکیت منتقل کردینے کے وعدہ کے ساتھ کرایہ پر دینے کے جائز ہونے کی شرعی بنیاد یہ ہے کہ یہ معاملہ درج ذیل وجوہات کی بناء پر عینہ کی ممنوع صورت میں شمار نہیں ہوگا:

۱- اجرت منفعت کے بدلہ میں ہے، اور اجارہ کی مدت کے ساتھ یہ منفعت بھی تبدیل ہوتی رہے گی، چنانچہ اجارہ کا موضوعِ عقد پہلے معاملہ سے مختلف ہے۔

۲- اس عقد کے صحیح ہونے کی شرائط میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ایک طویل مدت پہلے عقد اور دوبارہ مالک بننے کے درمیان گزر چکی ہو جس میں اس چیز کی صفت یا قیمت میں تبدیلی واقع ہوجائے۔

۳- اس عقد میں دوبارہ ملکیت عموماً ہبہ کے ذریعہ یا پہلے والے عقد میں طے شدہ قیمت سے کم قیمت پر حاصل ہوتی ہے۔

(۱) البحر الرائق ۶/۱۳، ۳۱۳، البہجہ شرح التحفہ ۲/۲۱۷، میارۃ علی العاصمیہ ۲/۱۳۱، المغنی ۷/۷۶۔

(۲) المغنی ۵/۴۱۔

(۳) المنتقی شرح الموطا ۷/۷۲۔

- کسی چیز کو کرایہ پر لے کر اس کے مالک ہی کو کرایہ پر دیدینے کے جائز ہونے کی شرعی بنیاد یہ ہے کہ کرایہ پر لینے والا منفعت کا مالک ہے، لہٰذا اس کو اختیار ہے کہ وہ اس منفعت کو مالک کو دیدے یا کسی اور کو۔
- شرکت العقد میں کسی شریک کے حصہ کو ایک متعیّن قیمت پر خریدنے کا التزام کرنے کے حرام ہونے کی شرعی بنیاد یہ ہے کہ اس سے شرکت کا موضوع یعنی نفع ونقصان میں شریک ہونا ختم ہوجاتا ہے، البتہ بازار میں رائج نرخ پر خریداری کا التزام کرنے میں یہ خرابی نہیں رہتی اس لیے یہ جائز ہے، کیونکہ بازار میں رائج قیمت التزام کو نافذ کرتے وقت شرکت کے نفع یا نقصان ہی کی نمائندگی کرتی ہے۔
- شرکت الملک میں اپنے شریک کا حصہ کسی متعیّن قیمت پر خریدنے کا التزام کرنے کے جائز ہونے کی شرعی بنیاد یہ ہے کہ یہاں شریک اجنبی شمار ہوتا ہے اور دوسرے کے حصہ میں بلا اجازت تصرف نہیں کرسکتا، چنانچہ کسی ممنوع چیز کی ذمہ داری قبول کرنا لازم نہیں آتا۔
- مالیاتی بازار میں رائج واپس خریداری کے معاہدات کی تکییف بطور سودی قرض کیے جانے کی شرعی بنیاد یہ ہے کہ معاملات میں اصل اعتبار ان کی حقیقت کا ہوتا ہے نہ کہ ان کے نام کا۔ اور معاملہ کی حقیقت یہی ہے کہ یہ مالیاتی دستاویز کے خریدار کی جانب سے اس کے فروخت کنندہ کو دیا جانے والا قرض ہے جس میں قرض دینے والے [خریدار] کے فائدہ کے لیے ان مالیاتی اثاثوں کو بطور رہن استعمال کیا جاتا ہے۔ نیز یہاں حقیقتاً خرید وفروخت نہیں پائی جاتی اور نہ ہی اس کے کوئی اثرات مرتب ہوتے ہیں، اس کی انجام دہی تو فقط معاملہ کی پختگی کے لیے ہوتی ہے۔ مزید برآں یہ کہ اس فروخت اور واپس خریداری کے دورانیہ میں ان دستاویزات کی قدر میں ہونے والے اضافہ یا نفع کی تقسیم کا تعلق بھی فروخت کنندہ ہی سے ہوتا ہے۔ اسی طرح خریدار کو اس میں کسی تصرف کا حق حاصل نہیں ہوتا بلکہ اس کے پاس یہ دستاویز محض فریق ثانی کے ذمہ میں واجب الاداء دَین کے وثیقہ کے طور پر ہوتی ہیں۔ یہ تمام امور اس معاملہ کو خرید وفروخت کے بجائے قرض بنادیتے ہیں۔

جانبین سے برابری کی بنیاد پر باہمی قرضوں کا معاملہ جائز ہونے کی شرعی بنیاد یہ ہے کہ اس معاملہ میں منفعت صرف قرض فراہم کرنے والے کو حاصل نہیں بلکہ دونوں فریقوں کو مشترکہ طور پر حاصل ہے۔ نیز اس

کو"سفتجہ"[1] پر قیاس کیا جاسکتا ہے۔ دونوں میں قدر مشترک یہ ہے کہ سفتجہ میں بھی فائدہ معاملہ کے دونوں فریقوں کو مشترکہ طور پر حاصل ہوتا ہے۔ ابن قدامہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے اس کا جائز ہونا روایت کیا گیا ہے کیونکہ اس میں دونوں فریقوں کا فائدہ ہوتا ہے"۔ عطاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ابن زبیر رضی اللہ عنہ مکہ میں لوگوں سے دراہم لیکر عراق میں مصعب ابن الزبیر رضی اللہ عنہ کو لکھ دیا کرتے اور لوگ ان سے جاکر وہ دراہم وصول کرلیتے، اس معاملہ کے بارے میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا گیا تو انہوں نے اس میں کوئی حرج محسوس نہیں کیا"۔ اور علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا گیا ہے کہ ان سے اس معاملہ کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے بھی اس میں کوئی حرج محسوس نہیں کیا، ابنِ سیرین اور نخعی رحمۃ اللہ علیہما کی بھی یہی رائے ہے۔ صحیح قول کے مطابق یہ جائز ہے، کیونکہ اس میں کسی ایک فریق کو نقصان پہنچائے بغیر دونوں ہی کا فائدہ ہے، اور شریعت میں ایسے فوائد جن میں کسی فریق کا نقصان نہ ہو ان کی ممانعت نہیں ہے۔ نیز اس کے بارے میں کوئی نص موجود نہیں ہے لہٰذا اس کو اصل یعنی جواز پر برقرار رکھا جائے گا۔[2] اور شائد باہمی قرضوں (قرضِ متبادل) اور «أسلفني أسلفك» کے عنوان سے مشہور مسئلہ (جس کو اکثر متقدمین فقہاء ناجائز کہتے ہیں) کے درمیان یہی فرق ہے کہ یہ ایک ہی معاملہ ہے جس میں قرض فراہم کرنے والے کے فائدہ کی شرط ہوتی ہے جبکہ باہمی قرض کی صورت ایک باقاعدہ معاہدہ ہے جس میں جانبین سے تعاون مقصود ہے، جب بھی کسی ایک فریق کو سرمایہ کی ضرورت ہو دوسرا اس کو بغیر فائدہ کا قرض فراہم کرتا ہے، چنانچہ قرض فراہم کرنے کی شرط دونوں فریقوں کے مفاد میں ہے، کیونکہ کبھی ایک اس فائدہ اٹھائے گا کبھی دوسرا کیونکہ دونوں ہی قرض حاصل کرنے اور فراہم کرنے والے ہیں۔

---

(۱) سفتجہ کی تعریف: مال کے مالک کی جانب سے اپنے وکیل کو مال قرض کے طور پر دیے جانے کی تحریر جس سے وہ راستہ کے خطرات سے محفوظ ہوجاتا ہے، اس کی جمع سفاتج ہے۔ المصباح المنیر: ص ۲۸۰۔

(۲) المغنی ۴/ ۲۱۲۔

اسلامک بینکنگ انڈسٹری آف پاکستان
(Vol. 2 of 2)

شرعی معیارات
27 to 58

AAOIFI
هيئة المحاسبة والمراجعة للمؤسسات المالية الإسلامية
ACCOUNTING AND AUDITING ORGANIZATION FOR ISLAMIC FINANCIAL INSTITUTIONS

شرعی معیارات

شرعی معیارات کا مکمل متن

جمادی الثانی ۱۴۳۸ھ بمطابق مارچ ۲۰۱۷ء تک منظور شدہ

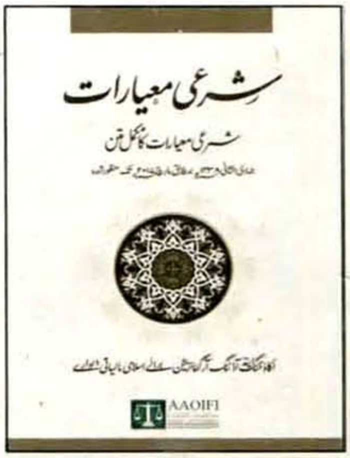

یہ کتاب فقہ المعاملات پر جدید دور کے فقہی اجتہادات کا عظیم مجموعہ ہے۔ یہ اسلامی مالیاتی عقود اور مصنوعات کی تفصیلات کے ایک بڑے حصے پر مشتمل ہے جس میں بینک، تکافل، سرمایہ کاری بینکاری، کیپٹل مارکیٹ اور تمویل وغیرہ شامل ہیں۔

ان معیارات کو عمومی مقبولیت حاصل رہی ہے اور ان کے فوائد سے دنیا بھر کے لوگ مستفید ہوتے آرہے ہیں۔ بلکہ یہ کہنا بے جانہ ہوگا کہ اس وقت یہ دنیا بھر میں اسلامی مالیاتی صنعت میں قانون سازی اور نگرانی کرنے والے اداروں کے علاوہ دیگر پیشہ ورانہ اداروں بشمول اکاؤنٹنگ ومشاورتی فرمز، تعلیمی وتحقیقی اداروں، اور دار الافتاء میں ایک شرعی سند کی حیثیت اختیار کرچکی ہے۔

اس وقت ایوفی کے ان معیارات کو متعدّد مرکزی بینکوں اور مالیاتی نگران اداروں نے یا تو باقاعدہ نافذ کر رکھا ہے یا پھر بطور رہنما دستاویز کے اختیار کرلیا ہے۔ اس لیے ایوفی کے یہ معیارات اسلامی مالیاتی صنعت کے لیے بجاطور پر باعثِ فخر اور اعزاز کی حیثیت رکھتے ہیں۔

ISBN 978-969-9306-10-5

اسلامک بینکنگ انڈسٹری آف پاکستان